

شرح کلام رضا
نعمانی امیر مصطفیٰ

المعروف

شرح حدائق بخشش

مکتبۃ المدینہ

شائع : احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مکتبۃ المدینہ

حلق بخشش کی ایک سو ایک دوتوں قطعات باعیتا درود و سلام رضا کی عام فہم
اور آسان اردو شرح قرآن و سنت کے سینکڑوں دلائل و برسیوں شعرا کے کلام کے مزین

شیخ محمد کلام صاف
نعم المصطفیٰ

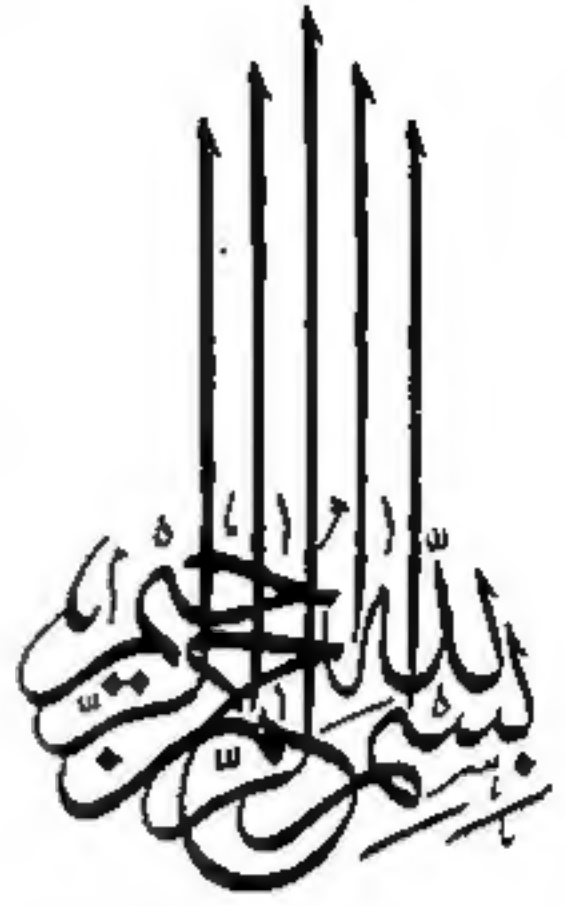
المعروف

شرح حلق بخشش

شراح

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاف خائف لاہور

مشافہ بک کارنر
الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور



اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

شرح کلام رضانی نعت المصطفیٰ (شرح حدائق بخشش)	نام کتاب
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	مصنف
مفتی غلام حسن قادری غفرلہ	شارح
مشتاق احمد	ناشر
سلمان خالد	اہتمام
مولانا الحاج قادری محمد اصغر نورانی، پرنسپل جامعہ حضرت امیر حمزہ	پروف ریڈنگ
گل گرافکس	کمپوزنگ
استاد الخطاطین محمد علی زاہد	ٹائٹل
آر۔ آر پرنٹرز، لاہور	پرنٹرز
	قیمت

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمی یا اصلاح کی گنجائش ہو تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ انشاء اللہ آپ کی آراء کا احترام کرتے ہوئے اگلے ایڈیشن میں درستی کر دی جائے گی۔ شکریہ

فہرست (نعت)

حصہ اول

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
71	(ردیف، الف)	1
89	ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا	2
95	غم ہو گئے بے شمار آقا	3
102	محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا	4
112	لطف ان کا غام ہو ہی جائے گا	5
119	لم یات نظیرک فی نظر.....	6
125	ند آسمان کو یوں سز کشیدہ ہونا تھا	7
137	شور مہ نوسن کر تجھ تک میں دواں آیا	8
144	خراب حال کیا دل کو پر ملال کیا	9
149	بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا	10
156	نعمتیں بانٹا جس سمت وہ ذی شان گیا	11
161	(ردیف، ب)	12

168	پھر اٹھا ولولہ یاد مغیلاں عرب	13
175	(ردیف، ت)	14
183	(ردیف، خ)	15
187	(ردیف، دال)	16
195	(ردیف، را)	17
199		18
202	(ردیف، ضاد)	19
207	(ردیف، کاف)	20
212	(ردیف، لام)	21
218		22
225	(ردیف، میم)	23
230		24
244	(ردیف، نون)	25
248		26
252		27
259		28
264		29
270		30
276		31
284		32
291		33
296		34
307		35
312		36

324	رُخِ دِن ہے یا مہرِ سما، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں	37
330	وصفِ رُخِ ان کا کیا کرتے ہیں.....	38
338	(ردیف، واؤ)	39
343	زار و پاس ادب رکھو ہوس جانے دو	40
350	چمنِ طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو	41
356	زمانہ حج کا ہے جلوہ دیا ہے شاہدِ گل کو	42
364	یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو	43
404	حاجیو آؤ شہنشاہِ کار و ضہ و یکھو	44
409	پل سے اتارو راہِ گذر کو خبر نہ ہو	45
416	کیا ہی ذوقِ افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ	46
421	رونقِ بزمِ جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ	47
433	سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی	48
441	عرشِ حق ہے مسندِ رفعتِ رسول اللہ کی	49
446	قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی	50
450	دل کو ان سے خدا جُدا نہ کرے	51
454	(ردیف، ے)	52
459	مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے	53
465	اللہ اللہ کے نبی سے	54
471	پیشِ حقِ مژدہ شفاعت کا سنا تے جائیں گے	55
477	چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے	56
484	آنکھیں رو رو کے سو جانے والے	57
498	کیا مہکتے ہیں مہکتے والے	58
508	راہِ خار ہے کیا ہونا ہے	59
512	کس کے جلوے کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے	60
	سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے	
	مژدہ باداے عاصیو شافعِ ابرار ہے	

516	عرش کی عقل دنگ ہے چرخ پہ آسمان ہے	61
522	اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے	62
529	اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے	63
533	گنہگاروں کو حقائق سے نوید خوش مآلی ہے	65
539	سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے	65
545	نبی سرور رسول و ولی ہے	66
551	نہ عرش ایمن نہ انی ذہب میں میہمانی ہے	67
560	سننے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے	68
565	حرز جاں ذکر شفاعت کیجئے	69
572	دشمن احمد یہ شدت کیجئے	70
578	شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے	71
601	بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے	72
624	وہ سرور کشور رسالت جو عرش پہ جلوہ گر ہوئے تھے۔	73

704

حصہ دوم

705	(قصیدہ، نور)	74
726	سرسوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا	75
733	وہی رب ہے جس نے تم کو ہمہ تن کرم بنایا	76
745	جبکہ پیدائش اس و جاں ہو گیا	77
750	مصطفیٰ خیر الوری ہو	78
766	ملک خاص کبیر یا ہو	79
773	ایمان ہے قال مصطفائی	80
780	زمین و زماں تمہارے لیے.....	81
792	نظر اک چمن سے دو چار ہے.....	82

803	ذڑے جھڑکری پیزاروں کے	83
808	لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے	84
814	مہرھے مشعلہ افروز شبستاں کس کا	85
819	گلے سے باہر آ سکتا نہیں شور و فغاں دل کا	86
822	(محسوس) شعلہ عشق بنی سینہ سے باہر نکلا	87
833	دو عالم سے اعلیٰ و امجد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)	88
835	جس نے اس گل کی نپائی روئے روشن کی بہار	89
838	کہتا رہا کہ جانب عصیاں نہ آئے دل	90
843	سید کو نین سلطان جہاں (پوری نعت میں ہونٹ نہیں ملتے)	91
847	سچی بات سکھاتے یہ ہیں.....	92
856	یہ جام تلخ وہی خوشگوار کرتے ہیں	93
859	اوقفس تباہ کا رتوبہ.....	94
860	برق عشق شاہ والا یہ گری وہ تڑپی	95
862	جب وہ طلعت ہی جلوہ گر نہ ہوئی	96
864	جان مسیح اپنے مسیح کی ذات ہے	97
866	(محسوس) اے کاش شان رحمت میرے کفن سے نکلے	98
903	ہمارے دردِ جگر کی کوئی دوا نہ کرے	99
906	تعظیم سے منکر ہیں دمباز نہیں چھپتے	100
908	مژدہ رحمت حق ہم کو سنانے والے	101
910	انبیاء کو بھی اجل آتی ہے	102
914	بستگی میں تھا میرے غنچہء دل کو یہ کمال	103
917	قطعات	
917	عالم ہمہ صورت اگر جاں ہے تو تو ہے	1
917	خدا تیرا ہے تو خدا کا پاک بندہ ہے	2

918	رہانہ شوق کبھی مجھ کو سیر دیواں سے	3
920	رباعیات	
920	آتے رہے انبیاء کما قیل لہم	1
920	شب لہجہ و شارب ہے رُخ روشن دن	2
921	اللہ کی سرتاب قدم شان ہیں یہ	3
922	بوسہ گہ اصحاب وہ مہر سامی	4
922	کعبہ سے اگر تربت شاہ فاضل ہے	5
923	تم جو چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے	6
923	یاں شبہ شبیہ کا گز رنا کیسا	7
924	یہ شہ کی تو اضح کا تقاضا ہی نہیں	8
924	ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ	9
925	پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو	10
925	محصور جہاں دانی و عالی میں ہے	11
926	کس منہ سے کہوں رشک عنادل ہوں میں	12
926	توشہ میں غم و اشک کا ساماں بس ہے	13
927	ہر جا ہے بلندیء افلاک کا مذکور	14
927	کس درجہ ہے روشن تن محبوب الہ	15
928	ہے جلوہ گہ نور الہی وہ رُو	16
928	معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین	17
929	دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ	18
929	خالق کے کمال ہیں تجدد سے بری	19
930	ہوں کر دو توں گردوں کی بنا گر جائے	20
930	نقصان نہ دے گا تجھے، عصیاں میرا	21
931	عابد و تائب و عاصی سب ہیں	22

931	کس ہاتھ کا خم تاب و تواں ٹوٹ گیا	23
932	نور رخ سرور کا عجب جلوہ ہے	24
933	پرواز میں جب مدحت شاہ میں آؤں	25
933	آب دُر بنداں سے عدن ڈوب گیا	26
934	مہکا ہے میری بوئے دھن سے عالم	27
935	اسرئی میں جتناں جلوہ رخ سے تاباں	28
935	ہے دوش نبی کا ن صفاصل علی	29
936	رحمت کہ دن نے داغ حراماں دیکھا	30
936	عشق احمد میں جسے چاک گریباں دیکھا	31
938	شرح درود اعلیٰ حضرت (کروڑوں بذرود)	☆
993	شرح سلام رضا (مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام)	☆
1082	مناجات (یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو)	☆
1091	شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ	☆

-----***-----

فہرست (ضمنی مضامین)

حصہ اول

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
247	حضور علیہ السلام کی مبارک ایڑیاں	15	انتساب
254	فراق محبوب کا صدمہ	16	اظہار تشکر
262	نعت کے بارے میں اعلیٰ حضرت کی احتیاط	17	نشان منزل (شارح حدائق بخشش) از علامہ محمد منشا تابش
275	اعلیٰ حضرت کے کلام میں نفی کی لذت	23	کلام رضا کی خصوصیات اور فنی خوبیاں از علامہ اختر الہامی
277	امتیازات امت محمدیہ (علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام)	69	مادہ ہائے تاریخ طباعت (طارق سلطان پوری صاحب)
279	مشاہیر امت کا بارگاہ نبوت میں استغاثہ	78	حضور علیہ السلام کی رحمت کا تقاضہ
301	دو ایمان افروز واقعات	78	زمین و آسمان کا مناظرہ
303	عاشقان اوز خوباں خوب تر (صحابہ کرام)	79	قبر انور سے آواز آئی
305	جناب ابوطالب کا بارگاہ نبوت میں نذرانہ محبت	88	رسول اعظم اور غوث اعظم
309	دوسورج	134	اعلیٰ حضرت کا جذبہ شوق
315	کان لعل کرامت	154	قبر والوں کا مدد کرنا
315	پشمان مبارک	156	مذہبی بددیانتی کا ایک واقعہ
327	ممکن میں یہ قدرت کہاں	177	حضور علیہ السلام کا سایہ نہ تھا
327	واجب میں عبدیت کہاں	181	راہ حق میں آنے والی مشکلات کا ذکر
344	حضور علیہ السلام کے بال مبارک	197	بارگاہ رسالت میں اہل اللہ کا استغاثہ
348	مدینہ کو شرب نہ کہو	228	اعلیٰ حضرت غیروں کی نظر میں

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
537	نذرانہ غوث کا (منقبت)	352	حج بیت اللہ اور رحمت الہی
541	خوف خدا اور محبوب خدا (ﷺ جل جلالہ)	352	دورِ حاضر کا ایک ایمان افروز واقعہ
548	اعلیٰ حضرت اور احترام نسبت	366	کعبہ معظمہ اور مرد مومن
553	کلام رضا اور اس کے شرعی تقاضے	368	خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)
562	فکر آخرت	369	دو نکتے
576	نعرہ رسالت کی برکات	369	کعبہ اپنے کعبے کی طرف
579	اعلیٰ حضرت کا حج اور آپ کی والدہ ماجدہ کا ذکر خیر	373	غلاف کعبہ اور قصر محبوب کا پردہ
580	ماں کی شان	379	لفظ شہنشاہ پر اعلیٰ حضرت کا ایک تحقیقی فتویٰ
583	ایک شبہ کا ازالہ	389	قرآن مجید سے
585	مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز	390	احادیث مبارکہ سے
586	صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے	411	یا رسول اللہ! فریاد ہے
594	ازالہ دوہم	422	افضیت مصطفیٰ (ﷺ)
597	باب مدینہ العلم اور ایک یہودی (لطیفہ)	425	مایوسی گناہ ہے
599	اعلیٰ حضرت کی آج کی کرامت	442	نگاہ نبوت (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام)
603	کعبہ امت محمدیہ کا خیر خواہ	444	زیارت قبور کے متعلق ایک واقعہ
608	وضاحتی نوٹ	476	بہشتی دروازے کے متعلق ایک لطیفہ
625	قصیدہ معراجیہ کا بحر ک	487	ایک سبق آموز خواب
626	معراج نامہ	495	اعلیٰ حضرت کی دقت نظر
627	معراج کیوں کرائی گئی	501	ایک مجرم کا حال
628	کعبہ کو دلہن اور حضور علیہ السلام کو دولہا کہنا	507	بارگاہ اعلیٰ حضرت میں (منقبت)
635	شب معراج یاد امت	524	کلام رضا اور معترضین
637	معراج کی رات اور عبرت کے واقعات	534	رحمت مصطفیٰ (ﷺ)
641	آیات معراج یعنی معراج کی نشانیاں	535	جبریل امین کا رحمت مصطفوی سے حصہ

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
703	الحمد للہ!	645	واقعہ معراج پر ایک نظر (بانداز عاشقانہ)
704	حصہ دوم کے مضامین	649	مسجد اقصیٰ کا منظر
706	کچھ قصیدہ نور کے بارے میں	650	انبیاء کرام علیہم السلام کے خطبات اور فیصلہ
724	حضرات حسنین کریمین (رضی اللہ عنہما)	654	شق صدر
728	فضائل اسم محمد (ﷺ)	657	معراج جسمانی اور آیات قرآنی
731	ایک عجیب حکایت	658	ایک سوال کا جواب
732	ایک حیرت انگیز واقعہ	659	معراج شریف کے تین مراحل
735	حمد و درود	660	عبدیت کی بحث
735	بانداز دیگر	661	عبد اور عبدہ میں چند طرح سے فرق
738	ہر شے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے	662	عبد کی اقسام
751	عمل سے زندگی بنتی ہے	662	معراج رات کو کیوں ہوئی
752	اچھی کتاب کی اہمیت و افادیت	666	حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امام غزالی کا دلچسپ مکالمہ
760	”غز وہ اور غز وہ“	669	اوپر کے واقعات (بانداز محبوبانہ)
769	عظمت مصطفیٰ (ﷺ) کا ایک نکتہ	677	نکات معراج
771	محبت کا ایک انداز	686	معراج کی رات کا مکالمہ
776	دنیا و ایمان کی حفاظت	688	النجم کے معانی
781	وجہ تخلیق کائنات	689	لوح بھی تو قلم بھی تو.....
837	ایک ضروری بات	692	دیدار خداوندی
876	موت کی حقیقت	694	تخائف معراج
878	حالات بعد الموت	697	جنت کی سیر اور حوروں کا ترانہ
880	زندگی تین دن کی	699	مشاہدہ جہنم اور اس کا عذاب
882	بڑا بے وقوف کون؟	700	معراج سے واپسی
883	زندگی رونے رُلانے کا نام ہے	701	معراج کی حکمتیں

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
912	عقیدہ حیات النبی (ﷺ)	883	انسان کی ناشکری
915	حضور علیہ السلام کی حمایت کا اثر	885	موت موت میں فرق ہے
939	فضائل درود و سلام	885	تین واقعات
939	”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ کا جواز	886	حکمت کے موتی
940	کیا یہ بناؤنی درود ہے؟	887	شیخ چلی کا خیالی پلاؤ
945	دور و سلام اور قرآن	888	نافرمانوں کی دوزخ میں چیخ و پکار
950	حضور علیہ السلام ہمارا درود و سلام خود سنتے ہیں	888	کوئی نہ ساتھ ہوگا
952	دلیل تھی	889	دوزخ سے بچو اور بچاؤ
953	دلیل آتی	890	قبر میں دیدار نبی (ﷺ) اور اس کی دلیل
954	پتھروں کا دور و سلام	892	کیا قبر میں حضور علیہ السلام کی فوٹو دکھائی جاتی ہے
955	نکتہء صاحب دل	893	ایک مثال
956	ہر نعمت درود کے صدقے	893	یہ ضد کیوں؟
957	کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر؟	894	کیا قبر میں کوئی کھڑکی کھل جاتی ہے؟
959	فضائل درود (حدیث کی روشنی میں)	895	آخرت پر ایمان
961	دور و شریف نہ پڑھنے پر وعیدیں (حدیث کی روشنی میں)	896	قبر کی زندگی
962	شب جمعہ اور جمعہ کے دن دور و شریف پڑھنے کی فضیلت	897	پاکیزہ زندگی
966	ہر محفل میں دور و شریف پڑھنے کی ہدایت	898	حضرت عمر اور تکریم
967	آداب دور و شریف	898	حضرت موسیٰ و عزرائیل (علیہما السلام)
968	نکات دور و سلام	900	حضرت بابزید بسطامی (علیہ الرحمۃ)
970	درود تاج کیا ہے؟	900	نکتہء قرآنی
975	سراپائے مصطفیٰ (ﷺ)	901	دنیا کا سٹیج
982	دور و شریف کے فوائد (حدیث کی روشنی میں)	901	عزرائیل علیہ السلام کا رب سے شکوہ
987	دور و شریف نہ پڑھنے والے کے لیے مزید وعید	902	شہدائے احد کی زیارت

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
1058	حضرت خدیجہ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا)	990	کچھ کرنا بھی چاہئے؟
1059	حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا)	994	کچھ سلام رضا کے بارے میں
1062	اصحاب بدر (علیہم الرضوان)	995	آداب سلام
1062	عشرہ مبشرہ (رضی اللہ عنہم)	996	سلام رضا پر اجمالی نظر
1064	حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ)	998	سلام رضا کے بارے میں اہل علم کی آراء
1065	حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ)	999	اشعار کی تعداد
1066	حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ)	1000	خصوصیات سلام رضا
1068	حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ)	1002	درود و سلام کا مرتبہ و مقام
1074	اہل سنت پہ لاکھوں سلام	1004	فرشتوں کی تعداد
1076	سلام بہ سرکار انام (حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ)	1017	صلوٰۃ و سلام کے منکرین
1080	رحمت حق کی وسعتیں	1018	درود و سلام کے عاشق کا نصیب
1089	مناجات (سید ویدار علی شاہ محدث البوری)	1018	سلام سے پہچان (ایک مثال)
1090	مناجات (سید کفایت علی کافی مراد آبادی علیہ الرحمۃ)	1019	اسلام کیا ہے؟
1090	مناجات (قاضی خلیل الدین حسن علیہ الرحمۃ)	1025	درود و سلام کے لیے وقت کا تعین
1093	منظوم دُعا، یار غار مصطفیٰ بمعہ منظوم ترجمہ	1025	درود و سلام سے تعلق و پہچان (دوسری مثال)
1094	سلام آخریں (علامہ شازی علیہ الرحمۃ کے سلام کا) منظوم ترجمہ	1041	آفتاب رسالت کی کرنیں (سراج منیر)
1095	حرفِ آخر	1050	سیدہ خاتون جنت (رضی اللہ عنہا)
1096	مآخذ و مصادر	1050	اعلیٰ حضرت بارگاہ فاطمہ الزہراء میں
		1051	مقام فاطمہ الزہراء (رضی اللہ عنہا)
		1052	پردہ اور غیرت
		1053	امام حسن (رضی اللہ عنہ)
		1054	امام حسین (رضی اللہ عنہ)
		1056	ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن)

انتساب

شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
کے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شعر کی نذر

ما ان مدحت محمد ابقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمد

جن کا ترجمہ شاخوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جناب محمد اعظم چشتی مرحوم نے
شعر کی صورت میں کتنا ہی خوبصورت کیا ہے۔

اعظم میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات
نام اپنا اُن کے ذکر سے چکار ہا ہوں میں

اظہار تشکر

- ۱۔ استاذ العلماء، ادیب اہل سنت، سرمایہ ملت حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب زید مجدہ (مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے ”نشانِ منزل“ کے نام سے میرے حالات زندگی لکھ کر شرح حدائق بخشش کے حسن و خوبی میں نمایاں اضافہ فرمایا ہے۔ (فجزاہ اللہ خیر الجزاء الی یوم الجزاء)
 - ۲۔ محترم المقام واجب الاحترام جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری صاحب دامت فیوضہ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے زیر نظر شرح کے تاریخی ناموں اور قطعات تاریخ سے کتاب کو زینت بخشی (زادہ اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً)
 - ۳۔ مکرم و محترم جناب مشتاق احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ (مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور) میرے خصوصی شکریے اور دعاؤں کے حقدار ہیں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کی تمام ذمہ داریوں کو خوب نبھایا اور ان کی کاوشوں سے یہ کتاب بہت عمدگی کے ساتھ باصرہ نواز ہوئی۔ (بارک اللہ تعالیٰ فی علمہ و علمہ)
 - ۴۔ اس کارِ ذوق میں میری حوصلہ افزائی فرمانے والے اور بڑی شدت کے ساتھ شرح حدائق بخشش کی طباعت کے انتظار کی زحمت اٹھانے والے کرم فرماؤں کی فہرست بڑی طویل ہے جن میں سے چند نام بطور تبرک سپرد قلم کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔
- ☆ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری زید مجدہ (لاہور)
 - ☆ الحاج ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (گوجرانوالہ)
 - ☆ حضرت پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ (مکتبہ نبویہ، لاہور)
 - ☆ حضرت الحاج قاری محمد اصغر نورانی صاحب مدظلہ (پرنسپل جامعہ امیر حمزہ، لاہور)
 - ☆ حضرت مولانا قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی صاحب (مدرس جامعہ نعیمیہ، لاہور)
 - ☆ حضرت صاحبزادہ سید مرتضیٰ اشرف رضوی صاحب (علی بابا بیکرز، لاہور)
 - ☆ جناب حافظ محمد زبیر مجددی صاحب آف سیالکوٹ
 - ☆ جناب حافظ اصغر قادری صاحب (گلکسی، لاہور)
 - ☆ جناب میاں صادق محبوب صاحب (محبوب ایسوسی اٹس، لاہور)
 - ☆ جناب میاں مبارک علی صاحب (داتا اسٹیٹ ایجنسی، لاہور)

(تلك عشرة كاملة)

دعا گو و طالب دعا
غلام حسن قادری

بسم الله الرحمن الرحيم

نشان منزل (شارح حدائق بخشش)

علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ

میری زندگی کا ریح صدی سے زائد عرصہ حضرت داتا گنج بخش فیض عالم، مظہر نور خدا، رحمۃ اللہ تعالیٰ کے سایہ عاطفت میں گزر رہا ہے یومیہ مرید کے سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لئے اسی بابرکت راستہ سے آنا جانا ہوتا ہے مزار پر انوار کی زیارت سے شاد کام ہونے کے ساتھ ساتھ سلام پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ بھی نصیب ہوتی ہے۔ آپ کے دربار فیض بار کے بالکل قریب ہی لاہور کا مشہور دروازہ ”بھائی“ ہے۔ اس کے ساتھ ہی پولیس اسٹیشن سٹریٹ سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں جانا میرا معمول ہے۔ بڑی سڑک کی بجائے بھائی اور لوہاری دروازوں کے مابین چھوٹی چھوٹی قدیم گلیوں کو راقم امن کے راستے قرار دیتا ہے کیونکہ یہاں اختلاط مردوزن نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی پُر امن سٹریٹ کے عین درمیان میں ملت اسلامیہ کی ایک نامور علمی شخصیت حضرت مولانا علامہ اصغر علی روجی صاحب مرحوم پروفیسر اور نٹیل کالج ویکے ازبانیان جامعہ نعمانیہ لاہور کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب جامع مسجد مولانا روجی (اہل سنت و جماعت) ہے۔ اسی محلہ کے باسیوں میں پروفیسر صاحب مرحوم بھی تھے آج کل اس مسجد کی امامت و خطابت کے فرائض، ممدوح اکابر، خطیب العصر، محترم المقام حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری دامت برکاتہم با حسن وجوہ سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت الموصوف اور راقم الحروف کا مشن اور راستہ ایک ہی ہے بناء علیہ گاہے گاہے سر راہ علیک سلیک ہوتی رہی ایک عرصہ یوں ہی بیت گیا، سلام و دعا کے علاوہ بات آگے نہ بڑھی۔ تاہم موصوف کے خصائل جمیلہ و شمائل جلیلہ نے مجھے ہر ملاقات پر خاصا متاثر کیا، ان کے باطنی اوصاف ان کے ظاہری حسن و جمال پر نمایاں دکھائی دیئے، ان کی عاجزی اور انکساری کی تو بات ہی کیا، کئی بار سوچا وقت میسر ہوتا کہ کھل کر تعارف کیا جائے۔

حسن اتفاق، قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی اشرفی علیہ الرحمۃ خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی علیہ الرحمۃ کے عطا فرمودہ ”درد شریف“ کی کتابت نے یہ خواہش باسانی پوری کر دی، یوں آپ سے ربط و تعلق نے استحکام پایا۔ رفتہ رفتہ ذہنی خلا دور ہوتا چلا گیا اور پھر منزل قرب نے یہاں تک پہنچایا کہ اب ”شارح حدائق بخشش“ حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن قادری مدظلہ، کے احوال و آثار لکھنے پر روحانی سکون محسوس کر رہا ہوں۔

خیال رہے کہ مجھے کثیر اہل علم و قلم پر لکھنے کی سعادت حاصل ہے جو ہر شعبہ علم و ادب سے تعلق رکھتے ہیں، برصغیر پاک و ہند کی شخصیات پر بھی لکھا اور ان کی تصانیف و تراجم پر بھی اسلاف کے کارناموں کو بھی اجاگر کیا اور اخلاف کی خدمات کو بھی خراج تحسین

پیش کیا، جہاں اساتذہ کرام کی خدمت میں نذرانہء قلم ادا کیا وہاں تلامذہ کی بھی حوصلہ افزائی میں کسر نہ چھوڑی، یہی وجہ ہے کہ میرے متعدد تلامذہ مقالات و مضامین میں ہی نہیں بلکہ تصانیف و تراجم میں بھی نام پیدا کر رہے ہیں (الحمد للہ علی منہ وکرمہ تعالیٰ) حضرت علامہ الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ، تو میرے خاص اہباء میں شامل ہیں، وہ میری ہی نہیں ہر چھوٹے، بڑے، اپنے، پرانے، یگانے، بیگانے، کی قدر و منزلت کو خوب جانتے پہچانتے ہیں خصوصاً علمائے کرام و مشائخ عظام کے تو والدہ ہیں، ان کے ادب و احترام اور عزت و توقیر کو ملحوظ رکھنا فرض قرار دیتے ہیں، موصوف کا باطن ان کے ظاہر کی طرح خوبصورت ہے گویا کہ وہ اگر ظاہری طور پر مسند افتاء و تدریس پر فائز ہیں تو روحانی و باطنی طور پر مسند طریقت کی بھی زینت ہیں حقیقت ہے کہ ان کی علمی و عملی زندگی خوب اور محبوب ہے میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کا علم، عمل سے اور عمل، علم سے عبارت ہے۔

حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ فی الحال اپنے آپ کو پردہ اخفا میں رکھنا چاہتے ہیں مگر وہ وقت بہت قریب ہے جب اُنکے علمی و روحانی فیوض و برکات سے لوگ برملا بہرہ مند ہونگے اور اس دور میں ایسے پیکر شرافت کا وجود نعمت سے کم نہیں ہے، کیونکہ عصر حاضر میں بعض علمائے کرام کے اعمال و افعال پر جب عوام انگلیاں اٹھا رہے ہیں تو صاحب کردار عالم دین کا وجود مسعود غنیمت ہے جن کی بارگاہ میں لوگ حاضر ہو کر استفادہ کریں۔ قاری صاحب کے اوصاف حمیدہ و کمالات جمیلہ سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی حیات حسنہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو از خود آپ کی عظمت و شوکت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ولادت باسعادت:

حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ ایک مذہبی، دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ حافظ آباد کے ایک مشہور گاؤں چک کھرل میں 13 اکتوبر 1962ء کو میاں محمد حسین بھٹی ابن میاں علی محمد بھٹی علیہ الرحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا، موصوفہ مرحومہ سے گاؤں کے علاوہ اکناف و اطراف کے متعدد دیہات کے بچوں نے قرآن کریم پڑھنے کی سعادت حاصل کی آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ نے 5 جولائی 2004ء بروز پیر انتقال فرمایا جبکہ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ تقریباً آٹھ ماہ قبل بتاریخ 7 رمضان المبارک 1424 - 2 نومبر 2003ء کو راہی جنت ہوئے۔

حفظ القرآن:

کچھ عرصہ مفتی صاحب زیدہ مجدد اپنے والد ماجد کی معیت میں معاشی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے پھر فطرت نے آپ کی علوم و فنون دیدہ کی طرف رہنمائی فرمائی گویا کہ جس مقصد کے لئے تخلیق فرمائے گئے دست قدرت نے اسی طرف رخ پھیر دیا۔ چنانچہ 1977ء میں آپ جامعہ حنفیہ رضویہ شیخوپورہ میں حفظ القرآن کے لئے داخل ہوئے اور ڈیڑھ سال کی مختصر سی مدت میں مکمل قرآن حفظ فرما کر اسی سال مُصلّے سنایا، جس سے آپ کی عظیم الشان قوت اخذ اور جودت طبع کا پتہ چلتا ہے۔

درس نظامی:

امام سنت، مفتی، اعظم پاکستان حضرت سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری اشرفی علیہ الرحمۃ ابن شیخ الحمد ثنین حضرت سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری اشرفی علیہ الرحمۃ بانی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے پہلے عرس مقدس کی تقریب سعید کے موقع پر آپ کے استاد محترم فقیر سلطانی علیہ الرحمۃ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے شارخ بخاری علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی کے سپرد فرمایا اور سلاطین علوم و فنون سے سات سال تک جواہر علمیہ کو بڑی شان سے وصول کیا اور اسی

دارالعلوم سے سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی، جن عالی مرتبت اساتذہ کرام سے آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی دولت ابدی کی نعمت پائی ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ کیجئے۔

- ☆ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا محمد مہر دین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث حزب الاحناف و جامعہ نظامیہ لاہور
- ☆ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب (لنڈے بازار والے)
- ☆ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم خان صاحب ہزاروی مفتی ادارہ منہاج القرآن لاہور
- ☆ حضرت مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی
- ☆ حضرت مولانا مفتی احمد دین صاحب توگیروی
- ☆ مکرم جناب حافظ بشیر احمد صاحب
- ☆ قاری امانت علی صاحب
- ☆ قاری محمد بنیامین صاحب
- ☆ قاری حافظ سعید الرحمن صاحب
- ☆ حافظ فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ
- ☆ حافظ محمد اکرم صاحب

راہ عمل:

حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ نے آغاز ہی سے راہ عمل اختیار فرمائی تھی، دوران تعلیم ہی سے آپ نے امامت و خطابت کے فرائض سنبھال لئے تھے۔ چنانچہ 1982ء سے زیر قلم سطور (2006ء) تک جامع مسجد حضرت مولانا روجی صاحب علیہ الرحمۃ میں انہی مناصب و مراتب پر فائز ہیں نیز شوال 1408ھ / جون 1987ء سے مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی عظمت رفتہ کو بحال کئے ہوئے ہیں۔ جملہ کتب عقلیہ و نقلیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ تجوید و قرأت سے بھی طلباء کرام کو نوازا رہے ہیں۔ نیز ایک عرصہ سے دارالعلوم میں آنے والے سوالات کے شرعی جوابات کی ذمہ داری بھی آپ کی فقاہت پر منحصر ہے۔ تادم تحریر آپ کے قلم سے ہزاروں فتوے جاری ہو چکے ہیں۔ درس قرآن و حدیث بھی عرصہ دراز سے مذکورہ بالا مسجد میں دیتے آرہے ہیں۔ فن خطابت میں آپ ید طولی رکھتے ہیں۔ جمعۃ المبارک میں اجتماع قابل دید ہوتا ہے۔ ماہ رمضان میں قرآن کریم سنانا آپ کا خصوصی وظیفہ ہے۔

خطاطی:

علم و قلم کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے ایک صدی قبل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ہر عالم خوشنویس بھی ہوتا تھا، مگر نیرنگی دوران دیکھئے اب بہت کم علماء کرام ہیں جن کا خطاط یا خوشنویس ہونا تو کجا معمولی سی بھی خوشخطی سے بہرہ یاب نہیں ہیں بلکہ بعض تو ایسے ”باکمال“ ہیں کہ انہیں اپنا لکھا ہوا بھی پڑھنا مشکل ہوتا ہے حالانکہ خط بھی شخصیت پر اثر ڈالتا ہے اور پھر اس کمپیوٹر کے جدید دور میں خوش خطی تو عنقا ہوتی جا رہی ہے۔ ایسی کیفیت میں حضرت مولانا قاری غلام حسن صاحب قادری کی ذات ستودہ صفات کی طرف آئیے تو دیکھئے گا آپ نے خطاطی میں بھی بڑا نام کمایا ہے نامور اساتذہ سے اس کے حصول میں قطعاً پیچھے نہیں رہے۔ خوب سے خوب تر کی طرف رواں دواں ہیں ہر قسم کے رسم الخط پر عبور رکھتے ہیں، اس میں جہاں اساتذہ

کرام کی محبت و شفقت کا تعلق ہے وہاں پر آپ کی دلجمعی، دلچسپی، محنت، اور مسلسل جدوجہد کا بھی بڑا حصہ ہے۔ خط طغریٰ میں بھی عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ ایک دن آپ کی ملاقات کے لئے جامع مسجد روجی میں حاضر ہوا تو باتوں ہی باتوں میں میرے نام کا ایک نہایت دلکش، خوبصورت نیل سے مزین طغریٰ سامنے رکھ دیا، حالانکہ میرے خواب میں نہیں تھا کہ آپ ایسا نادر اور یادگار تحفہ عنایت فرمائیں گے، سچ فرمایا محسن اعظم نبی مکرم رسول معظم ﷺ نے ”تَهَادُوهُ وَفَحَابُّوهُ“ ہدیے اور تحفے دیتے رہا کریں، محبت بڑھتی ہے۔ چنانچہ یوں سرکارِ دو عالم ﷺ نے ہمارے درمیان محبت میں اضافہ فرمایا دیا (وللہ الحمد) شاعر اہل سنت جناب محمد عبدالقیوم المعروف طارق سلطان پوری صاحب کو مفتی صاحب نے بین کے ساتھ ایک خط لکھا جسے دیکھ کر وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے جواب میں دیگر جذبات کے اظہار کے ساتھ ساتھ خط کے تاریخی مادے اور خوبصورت رباعی کے ساتھ نوازا جو مندرجہ ذیل ہیں۔

نوائے تحسین

کاشانہء ادراک کتابت

۱۴۲۷ھ

اُن کا خط آیا تو اپنے آپ سے میں نے کہا
 رہ سکا نہ میرے اندر کا ”مورخ“ بھی خموش
 دل کشتی لفظوں کی، دیدہ زیبی تحریر دیکھ
 یوں کہا ”جامع نقوش خوبی تحریر“ دیکھ ۲۰۰۶ھ

طارق سلطان پوری

۳۔ اگست ۲۰۰۶ء

آپ نے جن اساتذہ فن سے خطاطی سیکھی ان کے نام یہ ہیں۔

- ☆ استاذ الخطاطین الحاج محمد اعظم صاحب متور رقم علیہ الرحمۃ
- ☆ زینت الخطاطین الحاج صوفی خورشید عالم صاحب خورشید رقم علیہ الرحمۃ
- ☆ خطاط العصر جناب محمد علی زاہد صاحب (لاہور)
- ☆ استاذ غلام رسول صاحب (لاہور)

زیارت حرمین شریفین زادھا اللہ شرفاً وتعلیماً:

حیات دنیوی میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان کے لئے سب سے بڑی تمنا بارگاہِ رحمتہ للعالمین ﷺ کی حاضری ہے، حج و عمرہ کی سعادت، حرمین شریفین زادھا اللہ شرفاً وتعلیماً کی دولت جسے نصیب ہو جائے میرے نزدیک وہ نہایت امیر ترین ہے اور وہاں کی ہچی تڑپ ایک دن ضرور رنگ دکھاتی ہے، اور عاشق زارا چانک اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند ہو جاتا ہے خصوصاً مسجد کی خدمت سرانجام دینے والا خواہ مؤذن ہو یا امام و خطیب بلکہ مسجد کا جاروب کش بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہتا حالانکہ بظاہر اس کے وسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اس کے برعکس بکثرت وسائل کے مالک اس سعادت سے کورے رہتے ہیں دراصل بات خلوص عشق اور قلبی آرزو کی ہے جب طلب صادق ہو تو بات بن جاتی ہے۔

ان کے دریائے کرم میں موج اٹھتی ہے ضرور
 مانگنے والا کوئی دل سے پکارے تو سہی
 میرا ذاتی تجربہ ہے، ایک شب میں نے بڑے درد و سوز سے بارگاہِ مصطفیٰ کریم علیہ التمجید و التسلیم میں یوں استغاثہ پیش کیا۔
 دکھا دو مجھے اپنا شہر مبارک میرے تاجور شہریار مدینہ

کبھی ہو طواف حرم مجھ کو حاصل
کبھی دیکھوں میں سبزہ زارِ مدینہ
بس پھر کیا تھا کریم آقا نے مسلسل نوازا اور اب یوں عرض گزار ہوں۔

مشفق گرچہ شد سہ بار تابش ہے حسرت حاضری کی مثل جامی

حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ بھی کشتہء عشق محبوب کبریا ہیں، نہ جانے روجی مسجد کے در دو دیوار نے کتنی بار آپ کے درد بھرے نالے سن کر بارگاہ حبیب خدا ﷺ میں سفارش کی ہوگی کہ سرکارِ امام حسن علیہ السلام کے غلام کو بھی جمال جہاں آرا کی زیارت سے شاد کام کیجئے، ہاں ہاں روضہ مقدسہ کی زیارت بعینہ ہی آپ ﷺ کی زیارت سے عبارت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اعلانیہ بشارت سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا۔ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ كَمَا زَارْنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ هُوَ جَسَدٌ (خوش نصیب ایماندار نے) میرے روضہ اطہر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیات مبارکہ میں میری زیارت کی :- آخر وہ ساعت سعید آپ کو حرمین شریفین کی روانگی کا مژدہ جان فزاسنانے کے لیے آچنچی چنانچہ 1989ء میں اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند ہوئے۔ اب پھر قسمت کا ستارہ بلند یوں پرچک رہا ہے امید واثق ہے ماہِ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ میں عمرہ شریف کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کی سعادت بھی حاصل کریں گے انشاء اللہ العزیز (یہ حضرت مولانا تابش صاحب کی کرامت ہی سمجھئے کہ ان کی ”امید واثق“ کی صورت میں دُعا رنگ لائی اور اس سال اللہ تعالیٰ نے زیارت حرمین شریفین کا انتظام فرمادیا ہے حالانکہ تابش صاحب قبلہ کا زیر نظر مضمون مجھے عمرہ کی خوشخبری سننے سے پہلے ہی مل گیا تھا۔ صحیح فرمایا منجر صادق علیہ السلام نے اتقوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَانَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ اُمید واثق ہے کہ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کی دُعا بھی ضرور قبول ہوگی۔ انشاء اللہ)

شرف بیعت:

طریقت میں بیعت شرط ہے نیز اکابر اسلام کا معمول چلا آرہا ہے کہ ظاہری علوم و فنون کے ساتھ ساتھ روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لئے صحیح العقیدہ صاحب علم و فضل مرشد سے اس سنت مستمرہ کی بھی تکمیل کی جائے چنانچہ اس مقصد کی باریابی کے لئے آپ نے قطب الوقت حضرت حافظ سلطان غلام باہو (اولاد پاک سلطان العارفین حضرت سلطان باہو) رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کا شرف پا کر منازل سلوک طے فرمائیں،

تصانیف و تراجم:

ثقہ عالم دین میں علوم و فنون کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ کے لئے تین اوصاف کا پایا جانا از حد ضروری ہے۔ یہ کہ وہ مدرس ہو یا مصنف یا پھر مقرر ہو خوش بخت ہیں وہ علماء کرام جو ان تینوں اوصاف سے موصوف ہیں اور وہ خال خال ہی ہیں کئی مصنف و مترجم ہوتے ہیں اور بعض مقررین کی صف میں شامل ہیں حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ ان خوش نصیب علمائے کرام میں شمار ہوتے ہیں جن میں یہ بھی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ مصنف و مترجم کی جہت سے دیکھا جائے تو اس وقت تک آپ کے قلم سے 18 کتابیں مارکیٹ میں اپنی حیثیت منوایا چکی ہیں آپ بھی ان کے نام ملاحظہ فرمائیے:-

(1) شانِ مطہر بربانِ مصطفیٰ ﷺ ”کلمہ انا سے شروع ہونیوالی سوا حدیث کی جامع تشریح و توضیح یہ کتاب آپ کا عظیم الشان قلمی شاہکار ہے جو ایک ہزار صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

(2) مقام غوثِ اعظم اعلیٰ حضرت کی نظرین (3) بوستانِ سعدی (مترجم)

- (4) گلستان سعدی (مترجم)
- (5) قرآن اور جاہلین قرآن
- (6) کربل کی ہے یاد آئی
- (7) یاران مصطفیٰ مع وارثان خلافت راشدہ
- (8) کواکب سببہ
- (9) توحید و شرک کا صحیح معنی و مفہوم (دو تحقیقی مقالے)
- (10) البرکات
- (11) زبدۃ الحسن مقالات و خطبات حسن المعروف اٹھارہ تقریریں
- (12) مقام ابراہیم علیہ السلام
- (13) فضائل و مسائل صیام و رمضان
- (14) فضائل و مسائل نماز
- (15) فضائل و مسائل حج
- (16) تقریری نکات
- (17) شرح کلام رضانی نعت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (شرح حدائق بخشش)
- (18) الدروس العشر فی السورۃ الفاتحہ (تفسیر سورۃ فاتحہ)

یاد رہے کہ آپ کے جواں سال صاحبزادے حافظ محمد رضا الحسن قادری جو جامعہ نظامیہ میں سال سوم کے طالب علم ہیں تین عدد کتب لکھ چکے ہیں جو یہ ہیں (1) داڑھی مومن کا زیور (2) شرم و حیاء (3) اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

شرح کلام رضانی نعت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، مجدد دین و ملت رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات مسلمانان عالم کے لیے نعمت غیر مترقبہ تھی جنہوں نے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نہج پر آبیاری فرمائی کہ موجودہ و آئندہ نسلیں عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہوتی رہیں گی، خصوصاً آپ کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش جو آپ کی طرح بین الاقوامی سطح پر معروف و مشہور ہو چکا ہے، حضرت علامہ غلام حسن قادری مدظلہ کو اس کی شرح قلم بند کرنے کا شرف نصیب ہو رہا ہے چونکہ آپ کو تدریس کے ساتھ ساتھ تحریر و تقریر کا ملکہ بھی حاصل ہے اس لئے یہ شرح علمی و فنی موشگافیوں کے ساتھ ساتھ عام فہم اور آسان ترین بھی ہے جس سے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے قارئین پوری طرح استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی حدائق بخشش کی دو تین شرحیں ہو چکی ہیں۔ جو اپنی جگہ مفید ہیں مگر اس شرح کا انداز بڑا ہی نرالا اور انوکھا ہے نہ صرف حدائق بخشش کے اشعار کی نثری شرح کی بلکہ دیگر شعراء کے اشعار کو شامل کر کے اسے نظم سے بھی آراستہ کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔ جو حضرت شارح کے وسیع مطالعہ پر دل ہے۔ اس شرح کے محاسن و محامد پر تفصیلی لکھا جاسکتا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ قارئین میرے کلمات کی بجائے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے کلام سے خط و افراٹھانے کے ساتھ ساتھ شرح کی خوبیوں سے اپنے دامن عشق کو بھرپور کریں لہذا رقم الحروف حضرت شارح صاحب مدظلہ کی خدمت میں ہدیہ تحسین و تبریک پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ مولیٰ کریم میں اس مبارک شرح کو حدائق بخشش کی طرح قبولیت و محبوبیت کا شرف عطا فرمائے اور شارح موصوف کے قلم کو مزید انوار و تجلیات عشقیہ سے بار آور فرمائے۔ امین تم امین

بجاہ طہ و لیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک وسلم
طالب دعا: محمد منشا تابش قصوری خطیب مرید کے

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ / 25 جولائی 2006ء درویش

کلام اعلیٰ حضرت کی خصوصیات اور فنی خوبیاں

(آج سے تیس سال پہلے کا لکھا ہوا مقالہ)

(از علامہ سید محمد مرغوب اختر الحامدی الرضوی صاحب مدظلہ)
(صدر بزم شعر و ادب، حیدر آباد، سندھ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے اردو کی نعتیہ شاعری میں درجہء امامت حاصل ہے بلکہ فارسی اور عربی میں بھی، اس لئے میرے جیسے تہی دست اور کوتاہ علم کے لئے اُن کے فنی کمالات اور ادبی و شعری گلکاریوں کا احاطہ کر لینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے تاہم اپنی بساط کے مطابق سیر دست بعض فنی و معنوی کمالات کا ذکر کر کے بارگاہِ رضویت میں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

(1) نعت گوئی اور یاس شریعت

جس طرح عبادات کے لئے کچھ آداب مقرر ہیں اسی طرح نعت گوئی کے لئے بھی کچھ قوانین ہیں، جواتنے ہیں کہ اُن کی حدود میں رہ کر کہنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت گوئی کا حقیقی شعور توفیق ایزدی ہی سے نصیب ہوتا ہے۔ جملہ اصنافِ سخن میں نعت ہی ایسی صنف ہے جو انتہائی دشوار اور مشکل ہے۔ اس میدان میں بڑے بڑے ہوشمند ٹھوکرے کھاتے دیکھے گئے ہیں۔ رنگ مجاز میں آپ آزاد ہیں لیکن نعت کے تقاضوں کو وہی پورا کر سکتا ہے جس کا دل سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اور سچی محبت سے سرشار ہو اور اس کے ساتھ علم شریعت سے بھی دل پوری طرح باخبر ہو۔ جو دیوانوں کی طرح سوچے اور ہوشمندوں کی طرح لکھے۔ یہ ایک ایسا گلستان ہے جس میں پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہیں جن سے ایک کامل فن ہی دامن بچا کر پھول چن سکتا ہے۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نعت گوئی کے متعلق فرماتے ہیں:-

”حقیقتاً نعت شریف لکھنا بڑا مشکل کام ہے جس کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر بڑھتا ہے تو اُلوہیت میں پہنچ جاتا ہے، اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں صاف راستہ ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔“ (المملووظ - ج ۲ - ص ۴۰)

سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے مذکورہ قول کی اُس وقت پوری طرح تصدیق ہو جاتی ہے جب ہمیں گلزارِ نعت میں ماہرِ گل چنیوں کے دامن بھی کانٹوں میں اُلجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضرت محسن کا کوروی نے سراپا مبارک لکھا، جسے خوب شہرت حاصل ہوئی، اُس کا یہ آخری شعر ملاحظہ فرمائیے:-

مفت حاصل ہے مگر اس کی یہ تدبیر نہیں کھوٹے داموں بکے یوسف کی یہ تصویر نہیں بلحاظ فن یہ شعر آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے لیکن شرعی نقطہ نگاہ سے دیکھئے تو مصرعہ ثانی سے ایک الواحرزم نبی کی توہین و تنقیص کا پہلو نکلتا ہے۔ حضرت محسن تمنا کرتے ہیں کہ کاش! اس سراپائے مبارک کو بروزِ حشر بارگاہ ربوبیت میں پیش کروں۔ باری تعالیٰ اس کے بدلے میں حورو و قصور عطا فرمائے تو دست بستہ عرض کروں، الہ العالمین! یہ مفت پیش کر سکتا ہوں لیکن حورو و قصور اس کا بدل نہیں کہ یہ یوسف علیہ السلام کی تصویر نہیں کہ کھوٹے داموں بیچ دی جائے۔ ایک اور قصیدے کا شعر ہے:-

الہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
برا معلوم ہو لفظِ احد میں میم احمد کا
حضرت محسن کا کوروی علیہ الرحمۃ کی شاعرانہ عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہی کہا جاسکتا ہے کہ مذکورہ دونوں اشعار عالم استغراق یا جوش روانی میں سپرد قلم ہوئے اور غیر شعوری طور پر ادب کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا، حالاں کہ یہ وہ نازک بارگاہ ہے کہ: رع نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

مشہور شاعر جناب اطہر ہاپوری مرحوم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں ایک نعت ارسال کی جس کا مطلع تھا:-
کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے
مجنوں کھڑے ہیں خیمہء لیلیٰ کے سامنے
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے برہم ہو کر فرمایا، مصرعہ ثانی منصب رسالت سے فروتر ہے۔ حبیب کبیر یا صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلیٰ سے، گنبد خضرا کو خیمہء لیلیٰ سے تشبیہ دینا سخت بے ادبی ہے اور یوں قلم برداشتہ اصلاح فرمائی:-

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے
قدسی کھڑے ہیں عرش معلیٰ کے سامنے
ایک صاحب نے بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہو کر اپنے نعتیہ اشعار سنانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا، میں اپنے چھوٹے بھائی حسن میاں یا حضرت کائنی مراد آبادی کا کلام سنتا ہوں (اس لئے کہ ان کا کلام میزان شریعت میں ٹکلا ہوا ہوتا ہے) اگرچہ حضرت کافی کے یہاں لفظ رعنا کا استعمال بھی موجود ہے، اگر وہ اپنی اسی غلطی پر آگاہ ہو جاتے تو یقیناً اس لفظ کو بدل دیتے۔ پھر خیال خاطر احباب کے پیش نظر اُن صاحب کو کلام سنانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اُن کا ایک مصرعہ یہ تھا:-

شانِ یوسف جو گھٹی ہے تو اسی در سے گھٹی
آپ نے فوراً شاعر موصوف کو روک دیا اور فرمایا:- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی کی شان گھٹانے کے لیے نہیں بلکہ انبیاء کرام کی عظمت و بزرگی میں چار چاند لگانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ مصرعہ یوں بدل دیا جائے:-

شانِ یوسف جو بڑھی ہے تو اسی در سے بڑھی
آدابِ نعت گوئی اور اس کے شعور و عرفان کے ساتھ فاضل بریلوی کی نظر کی گہرائی کی داد دیجئے کہ معمولی سی شرعی لغزش بھی آپ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی اور مصرعوں کی تبدیلی سے مضمون کس قدر جاندار ہو گیا ہے۔ حقیقتاً آپ کی یہ بات باریک بینی اور نظر کی گہرائی اُن خداداد صلاحیتوں میں سے ایک ہے جن کی بنا پر علمائے عرب و عجم نے آپ کو مجدد اور امام زمانہ تسلیم کیا تھا۔ جو ذاتِ گرامی صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں جملہ علوم عقلی و نقلی میں ماہرانہ استعداد کی سند لے کر مسندِ افتاء پر جلوہ افروز ہو اُس کی تبحر عملی پر ذہانت و فطانت جس قدر بھی ناز کرے کم ہیں

جب ہم آپ کی پہلو دار شخصیت پر نظر ڈالتے ہیں تو موجودہ صدی کی سربرا آوردہ علمی شخصیتوں میں آپ کا قد و قامت

سب سے بلند نظر آتا ہے اور آپ کا مقام فضیلت سب سے مرتفع، آپ بیک وقت ایک قبح عالم، مفسر، محدث، فقیہ، مفکر، فلاسفر، خطیب، اردو کے بلند پایہ ادیب اور نعت گوئی میں منفرد حیثیت کے شاعر تھے۔ مختلف علوم و فنون پر کم و بیش ایک ہزار تصانیف آپ کی رفعت علم، بلندی فضیلت، علوفن اور قدرت و مہارت کی آئینہ دار ہیں جس موضوع پر قلم اٹھایا کوئی تشنگی باقی نہ چھوڑی جس عنوان کو اپنایا اُس کا گوشہ گوشہ منور کر دیا، نثر کی جانب چلے تو ایسے لعل و جواہر نکھیرے کہ عروسِ نثر کو کبھی تہی دامن کا شکوہ نہ ہوگا۔ شاعری کی طرف آئے تو وہ گل بوئے کھلائے کہ تا طورہ نظم کو ہمیشہ کے لیے بہشت بداماں بنا دیا۔

فاضل بریلوی کے عہد پر نظر ڈالیں اور ذرا پیچھے کی طرف جھانک کر دیکھیں تو تاریخ کے صفحات پر بڑے بڑے نعت گو شعراء نظر آتے ہیں۔ شہید تحریک آزادی، حضرت مولانا کفایت علی کافی مراد آبادی، خواجہ میر درد، مولانا شاہ عبدالقادر فقیر قادری بدایونی، حضرت علی احمد امیر بدایونی، تلمیذ غالب دہلوی وغیرہم اور آپ کے معاصرین میں مفتی امیر احمد امیر مینائی، محسن کام کوروی، بیان یزدانی، اکبر وارثی اور حسن بریلوی وغیرہم یہ سب اردو نعت کے آفتاب و ماہتاب ہیں اور ان کا شمار اساتذہ نعت میں ہوتا ہے۔ ان کے کمال نعت گوئی نے اس فن مبارک کو اردو ادب میں ایک خاص مقام دلویا اور اس میدان میں انہوں نے جو سرگرمی دکھائی اُس کی بدولت آج یہ فن زندہ ہے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے معاصرین کے کلام میں جو نمایاں فرق ہے وہ سچا عشقِ رسول ہے، جس نے آپ کو اُن تمام سے ممتاز کر دیا ہے۔ آپ کے ہر شعر میں اس کی نورانیت نظر آتی ہے۔ یہی وہ شمع ہے جس کی روشنی میں آپ اُن تمام مشکل ترین منزلوں کو بھی آسانی طے کرتے چلے گئے جہاں بڑے بڑے علماء شعراء کے قدم ڈمگانے لگے اور بعض ٹھوکریں کھاتے دیکھے گئے۔ اس روشنی سے نہ صرف آپ ہی کا دانش کدہ منور ہے بلکہ آپ نے اس کی شعاعوں سے ہندوپاک کی فضائے شعر و حکمت میں ایسا چراغاں کیا ہے جو ہمیشہ روشن رہے گا اور جس کے اُجالے میں مستقبل کا جو یائے راہ سلامت روی کے ساتھ اپنی منزل مقصود پالے گا۔

آپ کا مجموعہ نعت حقائق بخشش نہ صرف عشقِ حبیب کی شعری تصویر ہے بلکہ نعتِ حبیب کا وہ مشرق ہے جس سے آفتابِ عرب کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں، جو آنکھوں کے راستے دل میں اتر کر کائناتِ حیات کو منور کر دیتی ہیں۔ سوز و درد اور جذب و اثر نے الفاظ کو گویا زبان دے دی ہے اور وہ کوئے حبیب کی حدیثِ عشق سنار ہے ہیں۔ یہ خصوصیت یہ اندازِ بیاں، یہ سلیقہ نعت آپ کے علاوہ اور کسی کے یہاں نظر نہیں آتا۔ آپ نے الفاظ میں عشقِ حبیب کا وہ ظلم پھونک دیا ہے کہ مفاہیم کی پرت پرت کھولتے چلے جائے مگر شاعر کے جذبے کی گہرائی ہاتھ نہیں آنے پاتی۔

اس میدان میں بڑے بڑے نعت گو اساتذہ کے قدم ڈمگانے ہیں اور اس کسوٹی پر کوئی بھی پورا نہیں اتر سکا ہے، حالانکہ اساتذہ نعت میں وہ بھی ہیں جو شاعر ہونے کے علاوہ عالم و مفتی بھی تھے۔ چند شعراء کا نمونہ کلام پیش کیا جاتا ہے۔ بانیِ مدرستہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے جسے سرخیل علمائے دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے خطبات میں تحریر کیا ہے۔

گرفت ہوگی تجھے ایک بندہ کہنے پر

جو ہو سکے بھی خدائی کا اکر تری انکار

یعنی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدائی کا انکار ممکن بھی ہو تو پھر آپ کے بندہ کہنے پر گرفت یقینی ہے۔ بالفاظِ دیگر: کوئی

تری خدائی نہ بھی تسلیم کرے تب بھی تجھے بندہ نہیں کہا جاسکتا ورنہ گرفت ہوگی۔ یہ عقیدہ توحید و رسالت سے کس قدر نا آشنائی ہے۔ صحیح عقیدہ وہ ہے، جو اعلیٰ حضرت نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا:-

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا
یعنی میں تو اے آقائے کون و مکان ﷺ آپ کو ساری کائنات کا (مجازی) مالک ہی کہوں گا، کیونکہ آپ مالک دو جہاں کے حبیب ہیں۔ چونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ محب اور محبوب کے درمیان یہ سوال ہی ختم ہوتا ہے کہ یہ میرا ہے اور وہ تیرا ہے بلکہ جس شے کا محب مالک ہوتا ہے محبوب کو بھی اُس کا مالک بنادیتا ہے۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب کی ملکیت و ملکیت کو ثابت کیا اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق عقیدہ ظاہر کیا لیکن مانو تو وی صاحب ایک جانب تو حبیب خدا کی خدائی کا انکار ناممکن بتا رہا ہے اور دوسری جانب اسے گرفت کی وعید سنارہے ہیں جو آپ کو بندہ کہے حالاں کہ تمام کائنات سے افضل اور بعد از خدا بزرگ و برتر ہونے کے باوجود یقیناً آپ خدا کے بندے ہیں۔ سابق اخبار ”زمیندار“ کے ایڈیٹر مشہور سیاست دان، صحافی اور شاعر، مولوی ظفر علی کا یہ شعر ملاحظہ ہو:-

ارسطو کی حکمت ہے یثرب کی لوٹڈی
فلاطون طفل دبستان احمد
فخر دو عالم ﷺ نے مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے، بخاری و مسلم کی حدیث ہے: یَقُولُونَ يَثْرِبُ وَ هِيَ الْمَدِينَةُ۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ یہ مدینہ ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ممانعت کے باوجود ظفر علی خان صاحب نے اس لفظ یثرب کو اپنی نعتوں اور نظموں میں بکثرت استعمال کیا ہے۔ استاذ الاساتذہ، فنی امیر احمد امیر مینائی مرحوم نہ صرف بلند پایہ شاعر تھے بلکہ سنی صحیح العقیدہ بزرگ تھے۔ اس کے باوجود دیگر شعراء کی طرح وہ بھی اپنی نعتوں میں جا بجا لفظ یثرب استعمال کر گئے۔ نمونے کے طور پر موصوف کے صرف تین شعر ملاحظہ ہوں۔

شوق یثرب ہے یہاں کہیں لگتا نہیں جی
ملک بیگانہ نظر آتا ہے کشور اپنا
خاک یثرب ہے مرتبے میں حرم
واہ رے احترام احمد کا
ہے عجب تاثیر خاک پاک یثرب میں جہاں
منقلب ہو کر بدن میں خور بن جاتی ہیں روح
لفظ یثرب کا استعمال تو ہو رہا ہے ایک جانب لیکن علم شریعت کی شمع رکھنے کے باوجود حضرت امیر مینائی مرحوم نعت حبیب لکھتے ہوئے راستہ بھول کر الوہیت کی منزل میں پہنچ جاتے ہیں اور بے خبری کے اندھیروں میں بھٹکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں:-
یہ شعر ملاحظہ ہو:-

ظاہر ہے کہ ہے لفظ احد احمد بے میم
بے میم ہوئے عین خدا، احمد مختار
ظاہر ہے کہ لفظ احد حقیقت میں بے میم ہے یا لفظ احمد سے میم علیحدہ کر دیں تو لفظ احد رہ جاتا ہے اور اس سے امیر مینائی مرحوم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ احمد واحد ایک اور احمد مختار عین خدا ہیں۔ (نعوذ باللہ) آپ مشکل سے یقین کریں گے یہ شعر امیر مینائی جیسے ہوشمند شاعر کا ہے۔ مزید دیکھئے:-

قرآن ہے خورشید تو نجم اور صحیفہ
اللہ گہر اور صدف احمد مختار
مصرعہ ثانی شرعاً قابل گرفت و لائق اعتراض ہے، کیوں کہ صدف سے گہر پیدا ہوتا ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ

صدف ہوئے اور ذات باری تعالیٰ گہر تو غور فرمائیے کہ بات کہاں سے کہاں جا پہنچی ہے۔ موصوف کا یہ شعر بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں:-

طُور کا جلوہ تھا، جلوہ آپ کا لُن تَرانی تھی صدائے مصطفیٰ
موصوف کے نزدیک طُور پر جو تجلی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے دیکھی تھی وہ حضور ﷺ ہی کا جلوہ تھا اور لُن تَرانی بھی حضور ہی نے کہا تھا (گویا نبی آخر الزمان ﷺ خدا کے پردے میں خود ہی لُن تَرانی گو تھے) یہ عقیدہ توحید کے بالکل منافی ہے۔ یہ شعر بھی ملاحظہ ہو:-

طُور وہ روضہ ہے، میں صورت موسیٰ لیکن اِرِنی منہ سے نکالوں جو مزار آئے نظر
اُن کے نزدیک روضہ رسول کوہ طُور ہے، آپ وہ بصورت موسیٰ علیہ السلام ہیں اگر انہیں روضہ اطہر نظر آجائے تو وہ ربِّ اِرِنی کہنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ فخر دو عالم ﷺ کو رب قرار دینا نعت گوئی نہیں ہے بلکہ منصب نعت گوئی سے بھٹک جانا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:-

پاک تھی رنگِ دورنگی سے وہ خلوت گہ خاص وہی شیشہ، وہی مے خوار تھا معراج کی شب
قائبِ توہین کی خلوت گاہِ خاص میں دو نہ تھے بلکہ صرف ایک ہی ذات تھی، وہی ذات شراب کی بوتل اور وہی شراب پینے والی تھی۔ امیر مینائی صاحب کا وہی سے خدا کی طرف اشارہ ہے یا حبیب خدا کی جانب، یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ خدا کو رسول خدا کا منصب دینا یا رسول خدا کے مقام پر فائز کرنا یا دونوں کو ایک قرار دینا، ساری صورتیں ہی قابل اعتراض ہیں نیز خدا اور حبیب خدا کو شیشہ و شراب و میخوار جیسے الفاظ سے تشبیہ دینا کوئی اچھی جسارت نہیں۔ ایک اور شعر ہے:-

اللہ بخش دے جو وہ شیطان کے ہوں شفیع ہم مجرموں کے جرم تو ہیں کس حساب میں
اسی طرح کا ایک شعر اور ملاحظہ ہو:-

آیا خیالِ انجمنِ لامکاں ہمیں دیکھے کبھی جو عاشق و معشوق ڈاب میں
(محمد خاتم النبیین، مطبوعہ لکھنؤ، مختلف صفحات)

اس شعر کا مصرعہ ثانی مبتذل ہے۔ انجمنِ لامکاں و بزمِ اسرائے میں خدا اور حبیب خدا کی ملاقات کہاں اور دنیاوی عاشق و معشوق اور اُن کا ڈاب کہاں۔ مندرجہ بالا دونوں اشعار کا مضمون و تخیل مبنی بر تضحیک و ابتذال ہے جو نعت کے لئے قطعاً نامناسب اور خلافِ ادب ہے مشہور نعت گو شاعر، حضرت حافظ پیلی بھیتی کا شمار بھی اساتذہ نعت میں ہوتا ہے، ذرا اُن کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے:-

دُہی جو مُستوی عرش تھا خدا ہو کر اُتر گیا ہے "مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

جو ذات عرشِ معلیٰ پر خدا کے نام سے مُستوی تھی اب وہ مصطفیٰ کا نام اختیار کر کے مدینے میں تشریف لے آئی ہے۔ موصوف کا یہ تخیل ہی کونسا کم قابل اعتراض ہے لیکن لفظ تھا کے تیر تو ملاحظہ ہوں۔ بات کہاں پہنچی کہ اب وہاں خدا نام کی کوئی ذات نہیں ہے جو ذات کبھی تھی وہ عرصہ ہوا مدینے میں مصطفیٰ بن کر اُتر آئی (نعوذ باللہ) حضرت حافظ پیلی بھیتی بھی نعت گوئی کے پل صراط سے سلامت روی کے ساتھ پار نہ ہو سکے۔ حبیب خدا کو خدا کے منصب پر بٹھانا نعت گوئی نہیں بلکہ بھٹکانا ہے۔

— کونسا پڑھا لکھا سنی ہے جس نے بلبلِ باغِ مدینہ، عاشقِ رسول، حضرت کرامت علی شہیدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہ سنا ہوگا۔ اُن

کا مندرجہ ذیل شعر پاک و ہند کے بچے بچے کی زبان پر آج بھی جاری ہے:-

تمنا ہے درختوں پر ترے روغنے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا
مگر فردوسِ نعت کی سیر کرتے ہوئے لاشعوری طور پر وہ بھی کانٹوں میں الجھ کر رہ گئے۔ چنانچہ اسی نعت شریف کا ایک شعر یہ بھی ہے:-

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زباں پر میرے جس دم نام آتا ہے محمد کا
یہ شعریوں تو محبت سرکارِ مدینہ کے عطر میں ڈوبا ہوا ہے اور ہر لفظ سے شہیدی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کا جام چھلکتا ہوا نظر آ رہا ہے
لیکن منہ چومنا، بوسا دینا، انسانی فعل ہے جس سے ذات باری تعالیٰ پاک اور منزہ ہے۔ حضرت بیدم وارثی کا یہ شعر ملاحظہ ہو:-
عشق کی ابتدا بھی تم، حسن کی انتہا بھی تم
رہنے دو راز کھل گیا، بندے بھی تم خدا بھی تم

موصوف نعت گوئی کی حد سے کتنے پرے نکل گئے ہیں۔ غرضیکہ امیر مینائی، محسن کا کوروی، حافظ بھٹتی اور شہیدی بریلوی رحمۃ اللہ علیہم علیہم الرحمۃ وغیرہ اردو نعت کے اساتذہ فن ہیں، جن کی خدمات تاریخ نعت گوئی ہرگز فراموش نہیں کر سکے گی۔ ان حضرات کے خلوص نیت اور جذبہ عقیدت پر کوئی کوتاہ ہیں اور تنگ نظر ہی شک کرے گا۔ اگر ان حضرات کو اپنی شرعی لغزشوں پر آگاہی ہو جاتی تو یقیناً وہ اس قسم کے اشعار کو بدل دیتے اور آئندہ کے لیے محتاط ہو جاتے۔ موجودہ دور کے نعت گو شعراء میں سے صرف جناب اعظم چستی صاحب کے چند اشعار پیش کرتا ہوں، جن کا نعتیہ کلام ملک کے مقبول اور کثیر الاشاعت رسائل و جرائد کی زینت بنتا رہتا ہے اور ریڈیو پاکستان سے بھی اکثر فردوس گوش ہوتا رہتا ہے بہت اچھی نعتیں لکھتے ہیں ہیں پڑھتے ہیں۔ نوجوان شاعر ہیں تاریخ نعت گوئی کو ان سے مستقبل میں کافی توقعات ہیں۔

جناب کوثر نیازی نے ان کے مجموعہ کلام پر دیباچہ لکھتے ہوئے موصوف کو نعت خوان اعظم کہا ہے۔ دیباچے میں ایک جگہ لکھا ہے:-
”وہ نعت کے لئے غزل کا پیرایہ استعمال کرتا ہے مگر شریعت کا مزاج برہم نہیں ہوتا۔“

مگر جہاں تک احقر نے ان کے کلام کا مطالعہ کیا ہے بعض جگہ موصوف کا قلم بھی شاہراہ شریعت کو چھوڑ کر الوہیت کی حدود میں داخل ہو گیا ہے جس سے شریعت کا مزاج تو کیا پورا نظام شریعت ہی درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ موصوف کا یہ شعر ملاحظہ ہو:-

انسانیت کو بخشش وہ معراج آپ نے
ہر آدمی سمجھنے لگا ہے، خدا ہوں میں
موصوف کے نزدیک سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو جہالت اور بت پرستی کی پستی سے اٹھا کر اعلیٰ اخلاق کا درس دے کر وہ عروج بخشا کہ ہر آدمی اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ گیا ہے۔ نبی اکرم، ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم عالم انسانیت کو توحید کا سبق دینے اور سب کو ایک خدا وحدہ لا شریک کے سامنے جھکانے کے لئے تشریف لائے تھے نہ کہ نعوذ باللہ انسانوں کو خدا بنانے کے لئے۔ ایک انسان شرف انسانیت سے کتنا ہی مشرف کیوں نہ ہو جائے، کتنا ہی عروج کیوں نہ پالے لیکن اتنی ترقی ہرگز نہیں کر سکتا کہ وہ خدا ہو جائے۔ بندوں کو خدا سمجھنا انسانیت کا تنزل تو ہے معراج ہرگز نہیں ایک اور شعر ہے:-

عبد و معبود میں ہے نسبت تام
ہے محمد بھی احمد بے میم
ہے محمد بھی احمد بے میم موصوف کے نزدیک بندے اور خدا میں اس درجہ مکمل نسبت ہے کہ بایں تعلق و نسبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احمد یعنی احد (خدا) ہیں۔ (استغفر اللہ)۔ مزید لکھا ہے:-

عقل کہتی ہے ملنا کہئے عشق بیتاب ہے خدا کہئے

مفہوم ظاہر ہے۔ نہ جانے اعظم صاحب اپنے اشعار میں لفظ خدا کن معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

نہاں تا بود در پردہ، خدا بود چوں ظاہر شد، محمد مصطفیٰ بود

اعظم چشتی صاحب کے نزدیک وہ جب تک پردے میں تھا تو اس کا نام خدا تھا اور جب پردے سے ظاہر ہوا تو محمد مصطفیٰ بن گیا۔ یہ شعر حافظ پہلی بھیتی کے اردو شعر کا فارسی ترجمہ ہے جو پیچھے مذکور ہوا، یہ بھی لکھا ہے:-

آگنی سامنے آنکھوں کے اللہ کی صورت آئے سرکار جو اللہ کی بڑھاں بن کر

یعنی ان کے نزدیک رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ایسی روشن دلیل بن کر تشریف لائے کہ خدا کی صورت ہی سامنے آگئی۔ کیا خدا کی بھی شکل و صورت ہے؟ کیا حضور ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ میری صورت خدا جیسی ہے یا میں خدا کا ہم شبیہ ہوں؟ یہ شعر قابل غور ہے:-

خالق عرش، سر عرش، بہ صد رعنائی جلوہ فرما ہے بہ اندازِ دگر آج کی رات

(نیر اعظم مختلف صفحات)

موصوف کے نزدیک اللہ رب العزت معراج کی رات میں تمام رعنائیوں کے ساتھ کسی دوسرے ہی انداز میں سر عرش جلوہ افروز تھا۔ لفظ رعنائی خالق عرش کے لئے غور طلب ہے جب کہ علمائے کرام نے حبیب خدا کے لئے بھی اس لفظ کا استعمال منع فرمایا ہے۔ غور طلب ہے کہ اس بے نیاز کورعنائیوں کی ضرورت ہی کیا؟ کیا پہلے وہاں کسی چیز کی کمی ہے؟ بننے سنورنے اور آرائش حسن و زیب و زینت کی احتیاج انسان کو ضرور ہے لیکن وہ بے نیاز تو نور ہے جس میں نہ کی ممکن نہ زیادتی۔

خود میرے نانا جان حضرت مولانا حافظ سید راحت علی صاحب علیہ الرحمۃ جو اپنے دور کے جید عالم تھے اور جو دھپور کے جید علماء میں جن کا شمار تھا اور جن کی نظر علوم شرعیہ میں بڑی گہری تھی، وہ بھی اسی طرح بھٹک گئے تھے۔ چنانچہ موصوف کا ایک شعر ہے:-

مدح سرور ہر دو جہاں ہے زبان اللہ کی، میری زبان ہے

اس شعر میں دو شرعی گرفت ہیں۔ ایک تو ذات باری تعالیٰ کی زبان بتانا حالانکہ وہ زبان سے پاک ہے۔ دوسرے اپنی زبان کو قدرت سے تشبیہ دینا اور مدحت نگاری میں ہمسری کا دعویٰ۔ مندرجہ بالا تحریر و تنقید سے صرف یہ دکھانا ہے کہ میدان نعت گوئی میں بڑے بڑے شہسوار ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اس پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا ہر کسی کا کام نہیں۔

حاشا للہ! مندرجہ بالا اشعار پیش کرنے سے میرا مقصد ہر گز ان حضرات کو نشانہ تنقید بنانا نہیں ہے اور نہ یہ میرا منصب ہے۔ لیکن یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گلستان نعت کی چمن آرائی و چمن بندی میں ان بزرگوں کے دامان شاعری بھی کانٹوں میں الجھ جانے کی وجہ سے دریدہ نظر آتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، مظہر کامل ہیں، سراپا نور ہیں، خدا کی عطا سے مالک خزان اللہ اور قاسم نعمت الہیہ ہیں، خیر البشر اور افضل الخلائق ہیں، بھٹائے الہی دانائے غیوب ہیں، باعث ایجاد خلق ہیں، بعد از خدا سب سے بزرگ و برتر ہیں لیکن خدا ہر گز نہیں بلکہ خدا کے بندے اور سب سے برگزیدہ رسول ہیں۔

نعت میں مبالغہ جائز سہی مگر اس حد تک بھی نہیں کہ فرق مراتب کی تمام حدود پامال ہو جائیں اور عبد و معبود میں کوئی امتیاز ہی باقی نہ

رہے۔۔۔ پھر مبالغے کی ضرورت کیا جب کہ مدوح پاک ﷺ کا سراپا روشن حقیقت ہیں۔ آپ کا ہر وصف مٹی برصداقت اور آپ کی ادا جیتی جاگتی سچائی ہے۔ یہاں مبالغے کا سہارا لینا آخر کس غرض سے؟

اس کے برعکس جب آپ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کریں گے تو یہاں ہرگز اس قسم کی آلودگی نہ ملے گی۔ آپ کا کلام افراط و تفریط سے پاک اور مبالغہ آرائی سے مبرا ہے۔ قرآن و حدیث کے مطابق ایسے سلیقے سے آراستہ کیا ہے کہ شاعرانہ عظمت کی تصویر منہ سے بول رہی ہے۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو آپ کو نعت گو ساتھ میں منفرد مقام دلواتی ہیں۔ آپ نے گلستان نعت میں ایک ماہر فن باغبان کی حیثیت سے رنگارنگ بوٹوں کا اضافہ کیا، جن کی شگفتگی اور تازگی میں جمال مصطفوی کا شباب و نکھار اور عشق حبیب کی ابدی خوشبو اور بہار ہے۔

(2) حسن تغزل:

اپنے معاصرین اور اردو کے دیگر نعت گو شعراء میں فاضل بریلوی قدس سرہ کو جو امتیازی مقام حاصل ہے اس کی پہلی وجہ تو عشق ہے جس میں آپ سر تا پا ڈوبے ہوئے تھے اور دوسری وجہ علوم شرعیہ میں آپ کا تبحر ہے ان دونوں کے امتزاج اور ان کے ساتھ سوز و گداز شدت احساس و خلوص جذبات کی ہم آہنگی نے آپ کے کلام میں حسن تغزل پیدا کر دیا ہے۔ کلام کا یہ بانگین وہ پاکیزہ معیار ہے جو آپ سے پہلے کسی نعت گو شاعر کے یہاں نہیں ملے گا آپ وہ پہلے شاعر ہیں جس نے اس حس اہتمام کے ساتھ غزل کو نیا روپ دیا، ورنہ بعض غزل گو شعراء نے اس صنف کا پیرا، بن ادب پارہ پارہ کر کے اسے بازار سخن میں عریاں کر دیا تھا۔

آپ نے اس عرس سخن کو مجازی محبوب کی دہلیز سے اٹھایا، نعت کا پاکیزہ لباس پہنایا، عشق حبیب کے مقدس زیور سے آراستہ کیا اور حقیقی محبوب یعنی خدا کی چوکھٹ پر پہنچا کر، زندہ جاوید بنا کر اسے اس کے حقیقی مقام پر پہنچایا۔ یہاں ان ناقدین سخن کا یہ قول باطل ہو جاتا ہے کہ نعت گو کا مقام غزل گو سے کم ہے۔

غزل اس وقت تک لطف و اثر سے خالی ہوتی ہے جب تک قلب و روح آشنائے درد نہ ہوں آپ کے کلام میں اس کی فراوانی ہے اور پوری شاعری اسی نقطہ کے گرد گردش کر رہی ہے۔ آپ کی زندگی کا محور عشق رسول ﷺ ہے اور یہی آپ کے کلام کی اساس ہے ہر شعر میں یہ رنگ نمایاں ہے اور ہر نعت آپ کے پاکیزہ جذبات کی عکاس ہے۔ آپ کی یہ عقیدت ربی یا رواجی نہیں بلکہ محبت اور شدت تعلق کے باعث اپنا مستقل وجود رکھتی ہے۔ اس کی باقاعدہ بنیادیں ہیں یعنی رسول کریم ﷺ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک سنت پر عمل۔ آپ کے پاکیزہ جذبات اور عمل و کردار سے جو حسن تغزل پیدا ہوا ہے اس کی شعاعوں سے کلام رضا کی پوری کائنات منور ہے اور جگمگا رہی ہے۔ قارئین کے حضور جناب مقبول جہانگیر کے لفظوں میں ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے، جس کی روشنی میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مقام عشق و محبت اور بلندی کردار و عمل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے:-

”کہاروں نے پاکی اٹھائی اور آگے پیچھے نیاز مندوں کی بھیڑ چل رہی ہے۔ پاکی لے کر تھوڑی دور چلے ہیں کہ یکا یک امام اہلسنت کی آواز سنائی دیتی ہے، پاکی روک دو حکم کے مطابق پاکی رکھ دی گئی۔ ہمراہ چلنے والا مجمع بھی رک گیا۔ حضرت اضطراب کی حالت میں پاکی سے برآمد ہوئے، کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا، آپ لوگوں میں کوئی آل رسول ﷺ کی حالت میں پاکی سے برآمد ہوئے، کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا، آپ لوگوں میں کوئی آل رسول ﷺ تو نہیں؟ اپنے جد امجد کا واسطہ سجھتا ہے؟ میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔“ اس سوال پر کہاروں میں سے ایک کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ چہرے پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں ابھرا آئیں۔ بینوائی آشفہ حالی

گردش ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے دلی زبان سے کہا: ”مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات نہیں پوچھی جاتی۔ آہ! آپ نے میرے جد اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا۔ سمجھ لیجئے میں اسی چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جان معطر ہے۔ رگوں کا خون بدل نہیں سکتا، اس لئے آل رسول ہونے سے انکار نہیں لیکن اپنی خانہ برباد زندگی کو دیکھتے ہوئے، یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چند مہینے پہلے آپ کے شہر میں آیا ہوں۔ کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے ذریعہ معاش بناؤں۔ پاکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا۔ ہر روز سویرے ان کے گروہ میں آن کر بیٹھ جاتا اور شام کو اپنے حصہ کی مزدوری لے کر بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔ ابھی مزدور کی بات تمام بھی نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی ہے اور وہ آنسوؤں کی بارش میں مزدور سے التجا کر رہا ہے۔ — معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کر دو لاعلمی میں خطا سرزد ہو گئی۔ ہائے غضب ہو گیا، جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے اُن کے کاندھے پر میں نے سواری کی ہے۔ قیامت کے دن اگر کہیں سرکار نے پوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزند کا دوش نازک اس لیے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی۔ آہ اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جاتا ہے۔ — دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے اس انداز میں وقت کا یہ عظیم المرتبت امام اس سید زادے مزدور کی منت سماجت کر رہا ہے اور لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشا دیکھ رہے ہیں۔ — کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہلسنت نے ایک آخری التجائے شوق پیش کی:۔

چونکہ راہ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت و ناموس کی قربانی عزیز ہے، اس لئے لاشعور کی ایک تقصیر کا کفارہ تو جیسی ہوگا کہ تم پاکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کندھے پر اٹھاؤں۔ — اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے ہیں۔ وفور اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہو رہی ہیں۔ ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادے کو عشق جنوں خیز کی ضد پوری کرنی پڑی، یہ منظر کس قدر دل گداز ہے۔ اہلسنت کا جلیل القدر امام کہا روں میں شامل ہو کر اپنے علم و فضل، جبہ و دستار اور عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب کے لیے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا ہے۔ شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھر دل بھی پگھل گئے ہیں۔ کدو رتوں کا غبار چھٹ رہا ہے۔ غفلتوں کی آنکھ کھل گئی ہے اور دشمنوں کو بھی مان لینا پڑا ہے کہ آل رسول کے ساتھ احمد رضا بریلوی کے دل کی عقیدت و اخلاص کا جب یہ عالم ہے تو رسول علیہ السلام کی ذات اقدس سے وارفتگی و محبت کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔“

(سالنامہ اردو ڈائجسٹ، لاہور بابت اپریل ۱۹۸۵ء)

جس کی حیات اس قدر بیدار ہوں کہ تیرہ سو سال بعد نسل سے تعلق رکھنے والے شہزادے کے جسم کی خوشبو سے بوئے رسالت محسوس کرے اس کے چشمہ حیات سے ایلنے والے نعمات میں روح بلائی کی تڑپ کیوں نہ ہو؟ آپ سر تا پا عشق و عمل کی شراب میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ لیکن قدم ڈمکاتے نہیں۔ پئے ہوئے ہیں مگر بہکتے نہیں جوش ہے مگر ہوش کے ساتھ۔ دل و روح ملکیت ہیں مگر عقل ہوشیار ہے جو قدم اٹھا منزل جاناں کی طرف۔ جب پاؤں پڑا شاہراہ شریعت پر۔ دیوانے کی طرح رواں دواں ہیں مگر آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ شراب مدہوش ہیں مگر آپ کا قلم جاگ رہا ہے۔ — آپ کے کلام میں بھی آپ کا یہی جنون بیدار

کار فرما ہے، جو تغزل کی جان ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

اب تو اس در پہ سجدہ ہو کہ طواف
طیبہ نہ سہی۔ افضل، مکہ ہی بڑا زاہد۔
تمھاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر
واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
ہیں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں
دیکھا تھا خواب خارجرم عندلیب نے
مہر کس منہ سے جلوہ داری جاناں کرنا
شوق روکے نہ رکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھے

ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے
ہم عشق کے بندے ہیں کیا بات بڑھائی ہے
چلی نسیم ہوئے بند دید ہائے فلک
مانگے نہ کبھی عطر، نہ پھر چاہے دہن پھول
ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیال گل
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست
کیسی مشکل میں ہیں اللہ تمنائی دوست

یاد رخ میں آہیں کر کے، بن میں رویا، آئی بہار
جھو میں نسیمیں، نیساں برسا، کلیاں چٹکیں، مہکی شاخ

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
ہمت اے ضعف! انکے در پر گر کے ہوں
نا توانی کا بھلا ہو، بن گے!
دل بستہ، بے قرار، جگر چاک، اشکبار
لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
پچھڑی ہے گلی کیسی، بگڑی ہے بنی کیسی!
سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب

دن ڈھلا، ہوتے نہیں ہشیار ہم
بے تکلف سایہ دیوار ہم
نقش پائے طالبان یار ہم
غنجہ ہوں، گل ہوں، برق تپاں ہوں، سحاب ہوں
اندھیری رات سنی تھی، چراغ لے کے چلے
پوچھے کوئی یہ صدمہ، ارمان بھرے دل سے
آہ عیسیٰ! اگر دوا نہ کرے!

سلام اور معراج جیسے مشکل موضوعات میں بھی تغزل کا ویسا ہی رچاؤ ہے جیسا نعت میں۔ ذرا قصیدہ معراجیہ کے ہی دو شعر ملاحظہ ہوں:-
نقاب الٹے وہ مہر انور، جلال رخسار گرمیوں پر!
خدا ہی دے صبر جان پر غم، دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
کچھ اشعار آپ کے مشہور زمانہ سلام سے بھی ملاحظہ فرمائیے:-

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
طائران قدس جس کی ہیں قمریاں
لخت لخت دل ہر جگہ چاک سے
تپتی تپتی گل قدس کی چیاں
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
آپ کے اس رنگ تغزل کو آپ کے بعد آنے والے نعت گو شعراء نے بھی اختیار کیا، جن میں شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام
شانہ کرنے کی عادت پہ لاکھوں سلام
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

اقبال، لسان الحسان، استاذی، علامہ ضیاء القادری بدایوانی علیہ الرحمۃ اور زائرِ حرم، عاشقِ رسولِ اکرم، جناب بہزاد لکھنوی علیہ الرحمۃ قابل ذکر ہیں۔ دورِ حاضر کے شعراء میں عزیز حاصل پوری (ملتان)، حافظ مظہر الدین مظہر (راولپنڈی)، حفیظ تائب (لاہور) اور قمریز دآئی (پنوانہ ضلع سیالکوٹ) فاضل بریلوی قدس سرہ کے اس ایمان افروز شعری ادب کی کامیابی سے خدمات انجام دے رہے ہیں، اور ان کے نعمات سے پاکستان کی فضا میں گونج رہی ہیں۔

آج کے نعت گو شاعر کی نعت اسی حسنِ تغزل کی آئینہ دار ہے جس کی بنیاد امام نعت گویاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے رکھی تھی۔ یہ جدید رنگ کچھ ایسا مقبول ہوا کہ غزل کے رسیا بھی نعتیں کہنے لگے اور یہ ایک بڑی خوش آئند رو ہے۔ اکثر نوجوان شعراء بڑی خوبصورت نعتیں لکھ رہے ہیں، جن میں نہ صرف شاعری کے اعلیٰ نمونے ہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کی ذات سے بے پناہ عقیدت کے اظہار کے ساتھ ساتھ موجودہ صدی کے خاص حالات و محسوسات کی ترجمان بھی ہوتی ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی اس کامیاب جدت اور حقیقی شعور نعت گوئی کو اردو کا شعری ادب کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

(3) جدتِ تخیل:

جدید غزل کے موجد مرزا غالب دہلوی کا کلام تخیل کا مرقع ہے اور ان کی یہ جدت پسندی ہی اپنے معاصرین میں انہیں منفرد و ممتاز مقام دلانے کا سبب بنی فاضل بریلوی قدس سرہ کے یہاں جدتِ تخیل کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں۔ نعت شریف میں جدتِ تخیل کو حسن و خوبی کے ساتھ استعمال کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ اس میدان میں قدم قدم پر پھسل جانے کا اندیشہ ہے۔ چونکہ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اس پہلو سے بھی بڑے کامیاب رہے ہیں۔ بایں اعتبار اگر انہیں نعت گوئی کا غالب کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ — عموماً شعراء پھول کو آتش گل یا شعلہ گل سے تعبیر کرتے ہیں، جیسے فانی بدایوانی کا یہ شعر ہے:

بھڑک کے شعلہ گل تو ہی اب آگ لگا دے آگ کہ بجلیوں کو میرا آشیاں نہیں ملتا

مگر فاضل بریلوی کی جدتِ طبع تردامنی سے آگ پیدا کر رہی ہے مثلاً:

آتشِ تردامنی نے دل کئے کیا کیا کباب خضر کی جاں ہو، جلادو ماہیان سوختہ

سوختہ کے لحاظ سے جلادو کا ہم شبیہ لفظ جلادو لا کر جدتِ طبع کا ایک اور ثبوت دیا اسی طرح آگ سے آگ سلگتی تو ضرور ہے لیکن بجھتی یا ٹھنڈی ہوتی کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔ امام نعت گویاں کی جدتِ طبع ملاحظہ ہو کہ آپ نے آگ سے آگ کو ٹھنڈا کیا ہے:

اے عشق ترے صدمے، جلنے سے چھٹے ستے جو آگ بجھا دے گی، وہ آگ لگائی ہے

پھولوں کے ساتھ کانٹے ضرور ہوتے ہیں اور شمع کی لو سے دھواں بھی اٹھتا ہے۔ یہ قدرتی امور ہیں، لیکن فاضل بریلوی ہمارے منہام ایمان کو ایک ایسے پھول سے معطر فرما رہے ہیں جس کے ساتھ کانٹا قطعاً نہیں ہے اور ہماری بزمِ روح کو ایسی شمع سے منور کر رہے ہیں جو دھوئیں کی کثافت سے پاک ہے، چنانچہ لکھا ہے:

وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

مالک اسی کو کہا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں کچھ ہو، جس کے پاس ملکیت ہو مگر جس کے ہاتھ ہی خالی ہوں وہ کیسا مالک؟ آئیے اعلیٰ حضرت کی جدتِ تخیل کے آئینے میں کائناتِ ارضی و سماوی کی اس ذاتِ گرامی کی زیارت کر لیجئے جو ادھر کونین کا مالک ہے، دونوں جہاں کی نعمتوں کا قاسم ہے لیکن ادھر اس کے ہاتھ بھی خالی ہیں۔ چنانچہ شعر ہے:

مالک کوئین ہیں، گویا کچھ رکھتے نہیں۔
 دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
 ایک نعت چار زبانوں میں کہی ہے یعنی اس نعت کا ہر شعر عربی، فارسی، اردو اور ہندی چار زبانوں سے مرصع ہے۔ یہ نعت
 ہندوپاک کے اکثر پڑھ لکھوں کی زبان پر ہے، جس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے، ایک عالم دین کی
 لکھی ہوئی یہ نعت اساتذہ فن کو حیرت زدہ کئے ہوئے ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ سامع اور قاری کو روانی کے لحاظ سے
 یہ محسوس ہوگا گویا ایک ہی زبان میں کہی گئی ہے۔ یہ نعت فاضل بریلوی کے عملی تجربہ اور چار زبانوں میں قادر الکلامی کے لحاظ سے
 آپ کا شعری شاہکار ہے۔ نمونہ دو شعر ملاحظہ ہوں:-

لَم يَأْتِ تَغْيِيرُكَ فِي نَظَرٍ مُثَلٍ تَوْنُهُ مُدِيدًا جَانًا
 جگ راج کو تاج تو رے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا
 أَلْبَحْرُ عَلَا وَ الْمَوْجُ طَغَى مِنْ بَيْكُسٍ وَ طَوْقَاں هَوَّشَ رُبَا
 منجھدار میں ہوں بگڑی ہے ہوا، موری تیا پار لگا جانا
 اشعار کے مضمون کا ہر فقرہ دوسرے سے کس قدر مربوط ہے اور چار زبانوں میں ہونے کے باوجود کسی شعر کے تسلسل میں
 ذرہ برابر فرق نہیں آنے دیا۔ ہر مصرعہ مقفی ہے اور خوبصورت الفاظ سے سجا ہوا ہے۔ پوری نعت میں موج رواں کا ترنم اور نسیم سحری کا
 تکلم سمودیا ہے۔ چار زبانوں میں اس اہتمام سے نعت کہنا فاضل بریلوی ہی کی جدت تخیل کا کام ہے۔
 (4) مضمون آفرینی و رعنائی خیال:

مضمون آفرینی اور رعنائی خیال کے انوکھے نمونے بھی آپ کے یہاں ملتے ہیں۔ آپ کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے۔
 مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید
 زندہ چھوڑے گی نہ کسی کو مسیحائی دوست
 مسیحا کا کام مردوں کا زندہ کرنا ہے کیوں کہ مسیحائی زندگی بخشی ہے۔ اس خیال کو اگرچہ بہت سے شعراء نے پیش کیا ہے
 لیکن اعلیٰ حضرت نے یہاں بھی اپنی انفرادیت کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو حضور کے آستانے پر مرتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے زندہ
 ہو جاتا ہے، اسے ابدی زندگی مل جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی زندگی بخش موت کے لئے کون اپنی جان نہ دے گا؟ دریں حالات دوست کی
 یہ مسیحائی کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ مصرعہ ثانی کی برجستگی تعریف سے بے نیاز ہے۔

۱۲۹۶ء میں اعلیٰ حضرت کو پہلی بار روضہ اطہر کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ واپسی پر ایک درد انگیز غزل کہی، جس کا مطلع ہے:-
 خراب حال کیا، دل کو پر ملاں کیا
 اس غزل کا یہ پھر کتا ہوا شعر ملاحظہ ہوں:-

وہ دل کے خوں شدہ ارماں تھے جس میں ہل ڈالا
 فغاں کے گور شہیداں کو پائمال کیا
 یعنی اے رخصت دیار حبیب! میرا دل پہلے ہی گور شہیداں تھا، جس میں میرے خوں شدہ ارمان سوئے ہوئے تھے، تو نے
 یہ کیا کیا کہ اب وہ اس طرح اجڑ گیا ہے جیسے ہل چلا کر زمین برابر کر دی جاتی ہے۔ اب تو یہ بالکل سنسان ہو گیا، کچھ بھی تو باقی نہ چھوڑا
 — اور اس شعر کا مضمون دیکھ کر رعنائی کی داد دیجئے۔

پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے نکلا
 اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے تو سُل کا
 شاعر عرض گزار ہے کہ اے کریم ایہ تو ہمیں معلوم ہے کہ گناہ سرا سر زہر ہے لیکن شفاعت شہد ہے۔ آخر اس شہد شفاعت کو
 جکھنے یعنی شفاعت سے فائدہ اٹھانے کے لئے بھی تو کوئی ہونا چاہیے تھا۔ ظاہر ہے کہ شفاعت گناہگاروں کی ہوگی۔ عذر گناہ کو

یہاں اچھوتے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

لفظ ہرجائی کو شعرائے غزل نے تو محبوب کے لئے اکثر استعمال کیا ہے لیکن نعت میں اس کا نام و نشان نہیں ملتا، کیونکہ اس کے معنی ہیں:۔ بے وفاء، بے مروت، ہر جگہ آنے جانے والا وغیرہ۔ مگر اعلیٰ حضرت نے نعت میں بھی اسے استعمال کیا لیکن ایسے انداز سے کہ اسی کی نوعیت ہی بدل گئی اور معنوی اعتبار سے یہ لفظ پاکیزہ بن گیا۔ ایک شعر ملاحظہ ہو:۔

حسن بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے ڈھونڈنے جائیں کہاں جلوہ ہرجائی دوست

یعنی اس کا حسن بے پردہ ہے:۔ پھولوں میں اس کا رنگ و بو، تاروں میں اس کی چمک دمک آفتاب و ماہتاب میں اس کی ضیا پاشیاں اور ساری کائنات اس کے ہجوم انوار میں گم ہے۔ اس کی قدرت کی کرشمہ کاری اور جلوہ گری ہر جگہ ہے لیکن خود اس کا حسن کہیں نظر نہیں آتا۔ آخر اسے کہاں تلاش کریں؟ اس کی ہر تجلی ایک حجاب بن گئی ہے۔ ہم ایسے جلوہ ہرجائی (ہر جگہ پائے جانے والے جلوے) کو ڈھونڈنے کہاں جائیں؟ ہمیں تو اس پردہ حسن کے نورانی پردے نے مٹا رکھا ہے۔ ایک غزل کا مقطع ہے:۔

تنگ ٹھہری ہے رضا جس کے لئے وسعت عرش بس جگہ دل میں ہے اس جلوہ ہرجائی کی

یہاں بھی جلوہ ہرجائی کتنا پاکیزہ مفہوم پیش کر رہا ہے۔ غرضیکہ مضمون آفرینی و رعنائی خیال کے بیشمار موتی آپ کی نعتوں میں جا بجا بکھرے ہوئے ملیں گے۔ آپ نے اگر کوئی فرسودہ خیال بھی پیش کیا ہے تو ایسے اچھوتے انداز سے کہ ان میں جان پرگنی۔ محبوب کی آمد کے انتظار میں آنکھیں فرش راہ کرنا، یہ ایسا خیال ہے جسے قریب قریب ہر شاعر نے باندھا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس فرسودہ مضمون میں الفاظ سے جان ڈال کر اسے رعنائی خیال کا مرتفع بنا دیا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:۔

الہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے خواب بصارت کا

الہی! میں تو مدت سے ان کی تشریف آوری کا منتظر ہوں۔ وہ تشریف لائیں، بسم اللہ، کب سے میری آنکھوں نے تار نظر سے کم خواب کا فرش تیار کر کے بچھا رکھا ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کم خواب اور بصارت کے الفاظ سے شعر میں روح پھونک دی ہے۔ اس شعر میں لفظ کخواب ذومعنی ہے۔ کخواب ایک ریشمی پارچہ بھی ہے جو انتہائی نرم و نازک ہوتا ہے اور دوسرا معنی کم سونا ہے، اس کے لحاظ سے شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ ان کی آمد کے انتظار میں ان آنکھوں نے اپنی روشنی کا فرش بچھا رکھا ہے جو بہت کم سوتی ہیں اور محبوب کی تشریف آوری کے انتظار میں اکثر کھلی ہی رہتی ہیں سبحان اللہ! ایک عام مضمون، ایک عام خیال کو اپنے کمال فن اور مشاقی سے کیسا چمکایا اور کیا جلا بخش ہے کہ بالکل نیا اور انوکھا معلوم ہوتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یتیمین یشاء۔

(5) برجستگی و نشست الفاظ:

برجستگی آپ کے کلام کی جان ہے۔ برجستہ گوئی آپ کا کمال فن ہے اور آپ کے گلستان نعت میں ان پھولوں کی کمی نہیں۔ شعر دیکھئے:۔

خود رہے پردے میں اور آئینہ عکس ذات کا
برجستگی کے ساتھ نشست الفاظ سے شعر میں حسن و کشش پیدا کرنے کا سلیقہ ملاحظہ ہو:۔

چھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے
مصرعہ اولیٰ میں کھتی مصرعہ ثانی میں چھتی، مصرعہ اولیٰ میں نظر مصرعہ ثانی میں جگر، مصرعہ اولیٰ میں ادا مصرعہ ثانی میں صدا،

مصرعہ اولیٰ میں سحر مصرعہ ثانی میں گجر، ان ہم آواز الفاظ نے شعر میں کیسا کیف آور ترنم پیدا کر دیا۔ ملاحظہ ہو:-

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے، وہ ہے ذرہ تیرا
یہاں بھی وہی رنگ کمال کہ مصرعہ اولیٰ میں دھارے مصرعہ ثانی میں تارے، اولیٰ میں چلتے ثانی میں کھلتے، اولیٰ میں عطا
ثانی میں سخا، اولیٰ میں قطرہ ثانی میں ذرہ۔ گویا شعر میں کتنے خوبصورت موتی جڑے ہیں۔ یہی کمال مزید دیکھئے:-

اغنیاء پلتے ہیں درے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سرے وہ ہے رستا تیرا
اس شعر کے اندر بھی مصرعہ اولیٰ میں اغنیاء ثانی میں اصفیاء، اولیٰ میں پلتے ثانی میں چلتے، اولیٰ میں در ثانی میں سرا اور اولیٰ
میں باڑا ثانی میں رستا ہے۔ شعر میں ہم وزن اور ہم آواز الفاظ سے لطف پیدا کرنا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے بہتر کہیں اور نہیں
دیکھا جاسکتا۔ اشعار کی روانی اور نشست الفاظ سے ظاہر ہے کہ اظہار خیال کے لئے الفاظ از خود شعر کا روپ دھار لیتے ہیں لیجئے
الفاظ سے کیسا گری کا کام دیکھئے:-

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی
لفظ خاک، سونا اور اکسیر سے شعر کو کندن بنایا ہے۔ جس قدر غور کیجئے شعری رموز کھلتے جائیں گے، اور نئے نئے زاویوں
سے شعر سامنے آتا جائے گا۔ سیدھا سادا مفہوم تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی الفت و محبت میں مٹ کر آج ہم بے خوف و خطر آرام سے
قبر میں سو رہے ہیں، باری تعالیٰ نے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں، باز پرس کا اب کوئی خطرہ نہیں۔ مگر فاضل بریلوی
نے یہاں لفظ سونا سے بڑا کام لیا ہے۔ یہاں سونا بمعنی معروف قیمتی دھات ہے اور اکسیر وہ شے جو تانبے وغیرہ کو سونے میں تبدیل
کر دیتی ہے۔ اب شعر پر غور کیجئے تو یہ معنی ہوں گے کہ محبوب خدا ﷺ کے عشق کی آگ نے ہماری گناہ آلودہ روح کو اپنی حرارت
سے صاف مصفا کر دیا، بالکل نکھار دیا، اور جس طرح اکسیر تانبے کو کندن میں تبدیل کر دیتی ہے اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی محبت نے
ہماری روح کو سونے میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ سونا خاک ہو کر اکسیر الفت رسول اللہ کے سبب ملا ہے۔ واقعی یہ الفت ہر مسلمان کے
لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ! کیسا سونے کی طرح چمکتا دمکتا شعر ہے یہی وہ سونا ہے جس کے عوض باسانی
جنت خریدی جاسکتی ہے۔

(6) روزمرہ کے محاورات:

بائیں تجر علمی آپ کا کلام ثقالت زبان سے پاک ہے اور سلاست کے ساتھ روزمرہ محاورات کا مجموعہ ہے۔ محبوب خدا ﷺ
کے دربار پر وقار کا الفاظ میں کیسا نقشہ کھینچا اور محاورے سے کیا منظر کشی کی ہے، ملاحظہ فرمائیے:-

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں
دردیاں بولتے ہیں ہر کارے
پہرا دیتے سوار پھرتے ہیں
ہر کاروں کا دردیاں بولنا، نعت میں اس کا استعمال اعلیٰ حضرت کی قادر الکلامی ہی کا کام ہے۔ اسی غزل کا یہ شعر دیکھئے اور
محاورے کی بندش پر غور فرمائیے:-

ہائے ظالم وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں، چار پھرتے ہیں
تاج و تخت کے لئے بڑی بڑی سلطنتیں ایک دوسری سے ٹکڑا کر فنا ہو گئیں۔ ملاحظہ ہو کہ اس مضمون کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ،

نے کس شاندار طریقے سے ادا کیا ہے:-

جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج

روزمرہ اور محاورے کی کچھ اور مثالیں بھی ملاحظہ ہوں، جو ہر شعر سے بآسانی سمجھے جاسکتے ہیں۔

تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
ماہِ مدینہ اپنی تجلی کرے عطا
جہاں کی خاکِ روئی نے چمن آرا کیا تجھ کو
آنکھ سے کا جل صاف چرائیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
رضا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دور زلف والا میں

بتا تو اس ستم آرانے کیا نہال کیا!
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے
صبا! ہم نے بھی ان گلیوں کی اکدن خاک چھانی ہے
تیری گٹھری تاک کی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے
تم اور آہ کے اتنا دماغ لے کے چلے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
خدا دنِ خیر سے لائے نخی کے گھر ضیافت کا
تسلل کالے کوسوں رہ گیا عصیانگی ظلمت کا
آخری شعر پر غور فرمائیے کہ الفاظ کے نگینے کیسے جڑے ہیں:- زلف کی مناسبت سے سلسلہ، رحمت، تسلل، کالے کوسوں

اور ظلمت قابلِ غور ہیں۔ یہ شعر بھی دیکھئے:-

اک دل ہمارا کیا ہے، آزار اس کا کتنا

تم نے چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

روزمرہ کے ساتھ شعر کی معنوی خوبیوں پر غور فرمائیے:- عرض کرتے ہیں کہ اے جانِ مسیحا! ہمارے دل کی بساط ہی کیا اور اس کا مرض ہے بھی کتنا؟ آپ کی مسیحائی کا تو یہ عالم ہے کہ مردوں کو چلتے پھرتے ہی زندہ فرما دیتے ہیں۔ جسے دامن کی ہوا بھی لگ جائے وہ بھی جی اٹھتا ہے۔ اگر لفظِ مردے کو چلتے پھرتے سے متعلق شمار کریں تو عرب کے دورِ جہالت کی پوری تاریخ سامنے آجاتی ہے جب کہ اہل عرب کفر اور بت پرستی کے عمیق غار میں پڑے ہونے کے باعث بظاہر زندہ نظر آتے تھے لیکن حقیقت میں چلتے پھرتے مردے تھے۔ قتل، خونریزی، بت پرستی، جہالتِ فحاشی اور عیاشی نے انہیں بے حس کر کے رکھ دیا تھا۔ آپ نے توحید، اعلیٰ اخلاق، خلوصِ ایثار اور مساوات کی ان میں ایسی روح پھونکی کہ ان چلتے پھرنے مردوں کو زندہ کر کے دکھا دیا۔ تو ایک دل کا آزار دور کر دینا آپ کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔

(7) سلاستِ زبان و زورِ بیان:

روزمرہ محاورات کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا پورا کلام سلاستِ زبان و زورِ بیان کا مرقع ہے۔ آپ کا مشہور کلام:- مصطفیٰ جانِ رحمت لاکھوں سلام۔ جس کے ایک سو بہتر اشعار ہیں۔ اس کا ہر شعر موتیوں میں تولنے کے قابل ہے نیز سلاست و روانی اور زورِ بیان میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس سلام کے ایک ایک شعر میں محبوبِ مدینہ ﷺ کی ادائیں الفاظ کے موتیوں سے ایسی جڑی ہیں جسے دیکھ کر عقدِ ثریا بھی جھل ہو جائے۔ سرکارِ مدینہ کا سراپا اور عہدِ طفولیت سے لے کر عہدِ نبوت تک کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے جس کو داد دینے کے لئے الفاظ نہیں ملتے حضور سرورِ مملکت ﷺ کی پوری سیرت سامنے آجاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شعر و حکمت کا بحر بیکراں

پورے جوش و خروش کے ساتھ رواں دواں ہے، جس میں معارف قرآن و حدیث، اسرار عشق و رموز معرفت، اور زبان و بیان کے لاتعداد گہرہائے گراں مایہ بہ چلے آ رہے ہیں۔ لیجئے سلام کے چند اشعار پیش خدمت ہیں، مزید لطف اٹھائیے:-

مصفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
فتح بابِ نبوت پر بے حد درود
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
ختم دور رسالت پر لاکھوں سلام
صاحبِ رجعت شمس و شمسِ القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
پہلے شعر میں جانِ رحمت اور شمع بزمِ ہدایت کی ترکیبیں اسرار و معانی کے گنجینے ہیں۔ دوسرے شعر میں فتح بابِ نبوت اور ختم دور رسالت کے الفاظ نے گویا اجمالاً نبوت و رسالت کی پوری تاریخ سامنے رکھ دی ہے۔ تیسرے شعر میں نائب دستِ قدرت ہونے کے ثبوت میں رجعت شمس اور شمسِ القمر کے مشہور معجزات کو پیش کر کے آپ نے حجت تمام کر دی ہے۔ اب زورِ بیان کے ساتھ سراپائے مبارک کی چند جھلکیاں دیکھئے اور اپنے قلب و روح کو جلا بخشنے:-

قد بے سایہ کے سایہ مرحمت
طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
قلِ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام
اسی سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام
(سایہ مرحمت)
(قد مبارک)
جس کے آگے سرسورداں خم رہیں
اس سر تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
(فرقِ اقدس)
وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکڑہ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام
(گیسوئے مبارک)
لختِ لختِ دل ہر جگہ چاک سے
شانہ کرنے کی عادت پہ لاکھوں سلام
(شانہ مبارک)
لیلۃِ القدر میں مطلعِ الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
(مانگ)
کیا کیا لکھوں۔ اس بے مثل سلام کا ایک ایک شعر مفہوم و معانی کے اتنے گوشوں پر محیط ہے جس کی وضاحت کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔ مفہوم و معانی تو ایک طرف سلاست و روانی، و بیان کی دلکشی اس سلام کی جان ہے۔ اب دیگر نعتوں کے بھی چند اشعار ملاحظہ ہوں، جو زبان و بیان کے اعلیٰ نمونے ہیں:-

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
بیکسی لوٹ لے خدا نہ کرے
ارے تیرا برا خدا نہ کرے
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمھاری واہ واہ
دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہم کو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو
تاروں نے ہزار دانت پیسے
گزرا میں تیری دوستی سے

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب
صدقے اس انعام کے، قربان اس اکرام کے
عرش جس خوبیء رفتار کا پامال ہوا
حاجو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو!
لحد میں عشق رخِ شہ کا داغ لے کے چلے
تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
شب بھر سونے ہی سے غرض تھی
گہرے، پیارے، پرانے دل سوز

ہیں پشت پناہ غوث اعظم کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے
اس لطیف زبان، سلاست و روانی اور زور بیان کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اگر ان اشعار سے قاضی بریلوی علیہ الرحمہ کا نام علیحدہ
کر دیا جائے تو حکیم مومن خاں یاد آغ دہلوی کی زبان معلوم ہو۔

علم بیان

(1) استعارہ:

جس طرح روزمرہ اور محاورات سے آپ کا کلام مزین ہے کہ اگر انہیں جمع کر لیا جائے تو ایک ضخیم لغت مرتب ہو، اسی
طرح صنائع بدائع اور علم بیان کے نوادرات کی بھی آپ کے یہاں کمی نہیں۔ ہر شعر علم و فن کا بیش بہا جواہر پارہ، شعر و ادب کا گنجینہ اور
گلشن دین و ایمان کی بہار جانفزا ہے۔ استعارے کی مثالیں دیکھنے سے پہلے اس کی تعریف ذہن نشین کر لینی چاہیے۔
جس طرح تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفین تشبیہ کہتے ہیں اسی طرح استعارہ میں بھی یہی دو چیزیں طرفین استعارہ کہلاتی
ہیں مگر یہاں مشبہ کو مستعار لہ، اور مشبہ بہ کو مستعار منہ، کہتے ہیں اور تشبیہ میں جو شے وجہ شبہ کہلاتی ہے اسے ہم یہاں وجہ جامع کہیں
گے۔ مندرجہ ذیل نقشہ دیکھئے تاکہ آپ استعارہ اور تشبیہ میں فرق کر سکیں:-

تشبیہ	استعارہ
مشبہ	مستعار لہ
مشبہ بہ	مستعار منہ
وجہ تشبیہ یا وجہ شبہ	وجہ جامع

مستعار لہ وہ ہے جس کے لئے استعارہ ہوا۔ مستعار منہ وہ ہے جس سے استعارہ کیا گیا اور وجہ جامع معانی اوصاف و
خواص کی مشارکت ہے جس میں مستعار لہ اور مستعار منہ دونوں شریک ہیں۔ استعارہ کی کئی اقسام ہیں:- استعارہ اصلیہ، استعارہ
مطلقہ، استعارہ مجرودہ اور استعارہ تمثیلیہ وغیرہ جی چاہتا ہے کہ ہر استعارے کی دو تین مثالیں پیش کروں، جن کی اعلیٰ حضرت کے ہاں
کمی نہیں، مگر یہ امر باعث تطویل ہے اور عدیم الفرستی اس سے مانع ہے، لہذا صرف استعارہ اصلیہ کی دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں
۔۔۔ جس استعارہ میں لفظ مستعار اسم جنس ہوا سے استعارہ اصلیہ کہتے ہیں، کیوں کہ فعل اور حرف میں استعارہ ہونے کی صلاحیت
نہیں ہے۔ اب اعلیٰ حضرت کے دو شعر ملاحظہ فرمائیے:-

ان کے قدم سے سلعہ عالی ہوئی جنان
جنت ہے ان کے جلوے سے جو یائے رنگ و بو
واللہ میرے گل سے ہے جاہ و جلال گل
اے گل، ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل
دونوں شعروں میں میرے گل اور ہمارے گل سے ذات سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے اور دونوں جگہ لفظ (گل) مستعار اسم جنس ہے۔

(2) تشبیہ:

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی جدت پسند طبیعت نے عجیب عجیب تشبیہات وضع کی ہیں، جنہیں استعمال کرنا ایک
عام شاعر کے بس کی بات نہیں، ان کا وضع کرنا اور شعر میں ڈھالنا آپ ہی کا کام ہے۔ سرگیاں آنکھیں تو سب ہی کہتے ہیں مگر اس

تشبیہ کا رنگ بارگاہ رضوی میں دیکھئے:-

سرگیں آنکھیں، حریم حق کے وہ مشکیں غزال
محبوب خدا ﷺ کی سرگیں چشمان مبارک کو حریم حق کے مشکیں غزال کہنا کیسی نادر تشبیہ اور فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا
چو کڑیاں بھرنے کا بیان نماز اُغ البصر و ما طغی کی کیسی حسین اور نورانی تفسیر ہے۔ نعت شریف میں عام تشبیہات سے آپ نے گریز
کیا ہے اور سرکار مدینہ کی مدح سرائی کے لئے جس طرح آپ نے بے مثل محاورے استعمال کیے ہیں اسی طرح آپ کی قوت مدرکہ
اور جودت طبع نے حضور کے شایان شان تشبیہات ڈھالی ہیں۔ کعبہ اقدس اور روضہ اطہر کا نظارہ مندرجہ ذیل اشعار میں کیجئے اور پیش
کردہ تشبیہات کی داد دیجئے:-

کعبہ دلہن ہے تربت اطہر نئی دلہن
دونوں بنیں سجلی، انیلی بنی مگر
سر سبز وصل یہ ہے، سیاہ پوش ہجر وہ
یہ رشک آفتاب، وہ غیرت قمر کی ہے
جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے
چمکی دو پتوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے
کعبہ کو دلہن اور تربت اقدس کو نئی دلہن سے تشبیہ دے کر ہجرت کا واقعہ دو لفظوں میں محفوظ کر دیا۔ کعبہ شریف تو دلہن ہے مگر
تربت اطہر بھی نئی دلہن ہے۔ دونوں حسن خیر و برکت کی مظہر۔ ایک آفتاب تو دوسری ماہتاب، مگر دونوں میں ایک فرق نمایاں ہے۔
پہلی نے فراق محبوب میں سیاہ لباس پہن رکھا ہے کہ یہ علامت غم ہے اور دوسری سبز لباس میں ملبوس ہے یہ مسرت و شادمانی کی نشانی
ہے۔ کعبہ غم ہجر رسول میں سیاہ پوش ہے کہ سرکار نے اس سے دائمی مفارقت اختیار فرمائی ہے اور روضہ اطہر اس لئے سبز پوش ہے کہ
اس کی آغوش میں اللہ کا محبوب آرام فرما ہے اور وہ اس کے مستقل قرب سے شاد کام۔ نگاہ عشق میں سہاگن وہی ہوتی ہے
جسے اس کا پی (محبوب) زینت آغوش بن کر نوازے۔

زہرہ و مشتری دو سعید سیارے ہیں۔ جب وہ ایک درجہ ودقیقہ فلک میں جمع ہو جاتے ہیں تو اسے قرآن السعدین کہتے
ہیں۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایمان افروز قرآن السعدین کا منظر دیکھئے:-

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
سعدین کا قرآن ہے پہلوئے ماہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
جھرمٹ کئے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے
مالک عرش کا حبیب اپنے سبز قبہ اطہر میں جلوہ افروز ہے اور پہلو میں دونوں جلیل القدر و محبوب خلفاء سیدنا صدیق عتیق رضی اللہ عنہما
اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔ ستر ہزار فرشتے جھرمٹ کئے ہوئے ہیں۔ مدینے کا چاند اس حالت میں جلوہ افروز ہے کہ آسمان
اسلام کے زہرہ و مشتری اس مقام پر جمع ہیں۔ کیا چشم فلک نے ایسا حسین قرآن السعدین اور کہیں دیکھا ہوگا؟ غرضیکہ آپ کا کلام
ایسی نادر تشبیہات و استعارات سے مزین ہے جن کا جواب نہیں۔

علم بدیع (صنائع لفظی)

(۶) تجنیس:

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا کلام شاعرانہ لطافتوں اور باریکیوں کا مرقع ہے اور صنائع لفظی و معنوی کے معیاری اور اعلیٰ

شاہکاروں سے آپ نے قصرِ نعت کو سجایا ہوا ہے۔ تجنیس کا مطلب ہے کہ دو لفظ صورتاً ایک دوسرے کے مشابہ ہوں مگر معنی مختلف۔ ہم اس کی صرف چار اقسام کے تحت اعلیٰ حضرت کے اشعار بطور مثال پیش کریں گے:-

الف: تجنیس محرف

جب متجانس الفاظ بہ ہمہ وجوہ یکساں ہوں اور صرف حرکات میں فرق ہو تو اسے تجنیس محرف کہتے ہیں، جیسے بن (جنگل) اور بن (بغیر یا بیٹا) اسی طرح سُن، سُن اور سُن وغیرہ۔ چنانچہ اس سلسلے میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ملاحظہ ہو:-

سونا پاس ہے، سونا بن ہے، سونا زہر ہے اٹھ پیارے تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے، تیری مت ہی نرالی ہے

”سونا“ کے تینوں لفظوں میں حرکات کا معمولی فرق ہے لیکن ان لفظوں نے معنوی لحاظ سے شعر کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ سونا بمعنی قیمتی دھات، سونا (سنسان) اور سونا سے مراد غافل ہونا، بخواب ہونا ہے۔

ب: تجنیس خطی

اگر متجانس الفاظ کی شکل یکساں ہو مگر حروف کی وجہ سے الفاظ بدل جاتے ہوں تو اسے تجنیس خطی کہتے ہیں۔ جیسے خرابہ اور خزانہ میں تجنیس خطی ہے۔ فاضل بریلوی کا ایک شعر ملاحظہ ہو:-

نہ مرا نوش ز تخمین نہ مرا نیش ز طعن
اس شعر کے نوش، گوش اور ہوش میں تجنیس خطی ہے۔ ایک شعر اور دیکھئے:-

ماہ و شام کیا کہ خلیل جلیل کو
کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہیں

یہاں خلیل اور جلیل میں تجنیس خطی ہے۔

ج: تجنیس مرکب

متجانس الفاظ میں سے ایک مفرد ہوا اور دوسرا مرکب تو یہ تجنیس مرکب ہوگی۔ جیسے کسی شاعر کا شعر ہے:-

قاتل نے لگایا نہ مرے زخم پر مرہم
حسرت یہ لیے جی ہی کی جی میں گئے مرہم

مصرعہ اولیٰ میں مرہم سے مراد وہ دوا ہے جو زخموں پر لگائی جاتی ہے اور یہ مفرد ہے لیکن مصرعہ ثانی میں مرہم، مر اور ہم سے مرکب ہے یعنی ہم مر گئے، لہذا یہ مرکب ہے کیونکہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ مذکورہ بالا تعریف کی روشنی میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے:-

صدقے میں تیرے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اس غنچہ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول

مصرعہ اولیٰ میں بن سے مراد جنگل ہے اور یہ لفظ مفرد ہے لیکن مصرعہ ثانی میں بن پھول سے مراد ہے کہ پھول بن جا، پھول ہو جا۔ یعنی اے بہار کو نین! آپ کے صدقے میں باغ تو رہا ہے ایک جانب، جنگل بھی پھولوں سے لد گئے ہیں لہذا میرے دل کی مرجھائی ہوئی کلی کی جانب بھی اشارہ فرمادیتے کہ پھول بن جائے، پھول ہو جائے، کھل جائے۔ یہ لفظ بن اور پھول دو لفظوں سے مرکب ہے۔

د: تجنیس تام

جب دو الفاظ بلحاظ تعداد حروف و ترتیب و بلحاظ اعراب ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو اسے تجنیس تام کہتے ہیں۔ جیسے

مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی کا یہ شعر ہے۔

بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ حجابہ نے دال
لفظ دال مصرعہ اولیٰ میں غلے کی ایک جنس دال کے معنی میں ہے اور مصرعہ ثانی میں دال بمعنی دلیل و دلالت کے لئے
— دونوں مصرعوں میں لفظ دال صورتاً بھی ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور بلحاظ تعداد حروف و اعراب بھی یکساں — اب
اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا شعر ملاحظہ ہو:-

انبیا کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
مصرعہ اولیٰ میں آتی بمعنی آئے گی ہے اور مصرعہ ثانی میں آتی بمعنی ایک آن کے لئے یا ایک آن والی کے ہے —
یعنی اجل تو انبیا کو بھی آتی ہے مگر صرف آن واحد کے لئے۔ ایک اور شعر ملاحظہ ہو:-

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
مصرعہ اولیٰ میں مرے دل سے کا مطلب دل سے چاہنا، صدق دل سے محبت کرنا، جاثار کرنا ہے اور مصرعہ ثانی میں منکر
تعظیم حبیب سے مخاطب ہے کہ اول تو وہ تعظیم نبی کا قائل ہی نہیں اور اگر مجبوراً کبھی تعظیم کرنی پڑ بھی جائے تو مردہ دلی سے، شرما
حضورِ بادلِ نخواستہ تعظیم کرتا ہے — دونوں اشعار کے قوافی صورتاً ایک دوسرے کے مشابہ اور بلحاظ اعراب و تعداد حروف بھی
یکساں ہیں۔ آپ کے ایمان افروز مجموعہ کلام میں تجنیس کی دیگر اقسام بھی ملتی ہیں اور ان کے بہت بہترین نمونے پائے جاتے ہیں
جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ نعت شریف میں یہ صنعت کاری اس حسن و خوبی سے بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔

(2) ترصیح

دونوں مصرعوں کے الفاظ ایک دوسرے کے ہم وزن ہوں اسے ترصیح کہتے ہیں۔ یہ صنعت شعراء کے ہاں شاذ و نادر
قصائد ہی میں نظر آتی ہے، البتہ غالب کے قصائد میں اس کا اہتمام زیادہ ہے۔ نعت شریف میں یہ صنعت احقر کی نظر سے تاجال نہیں
گزری۔ غالب کے دو شعر دیکھئے:-

اے شہنشاہ، فلک منظر و بے مثل و نظیر
تیرا انداز سخن شانہ زلف الہام
اے جہاندار، کرم شیوہ و شبہ و عدیل
تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل
مندرجہ ذیل اشعار کی ترتیب لفظی (اعداد کے شمار سے) ذہن میں رکھیے اور قاضی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل
اشعار پڑھیے:-

ترے بے دام کے بندے ہیں ریسانِ عجم
عرش پر دھو میں مچیں وہ مومن و صالح ملا
ترے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا
دونوں اشعار کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرقومہ الفاظ شاعر موصوف کا قلم چوم رہے ہیں پہلے شعر کے مصرعہ اولیٰ میں
دام بمعنی مول یعنی روپیہ پیسہ ہے اور مصرعہ ثانی میں یہی لفظ بمعنی جال ہے — مصرعہ اولیٰ میں بندے بمعنی غلام ہے اور مصرعہ ثانی
میں بندی بمعنی قیدی ہے۔ الفاظ کے معمولی سے لوٹ پھیر سے کلام میں کیسا حسن پیدا فرمایا ہے۔ سبحان اللہ! تخیل کے آگے مفہوم و
معانی کس طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔

(3) عزاشفتین

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقیہ جزوی مجموعہ کلام، حدائق بخشش حصہ سوم مطبوعہ ریاست پٹیالیہ (بھارت) میں ایک نعت صنعت عزاشفتین میں کہی ہوئی بارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ پوری نعت میں پڑھنے والے کے لب آپس میں نہیں ملتے۔ چھوٹی بحر ہے، مشکل فن میں کہی ہے۔ پھر بھی علمی نکات سے بھرپور ہے، ملاحظہ ہو:-

سید کونین، سلطان جہاں	طل یزداں، شاہ دیں عرش آستان
کل سے اعلیٰ، کل سے اولیٰ، کل کی جان	کل کے آقا، کل کے ہادی کل کی شان
دل کشا، دل کش، دل آرا، دل ستاں	کان جان و جانِ جان و شانِ شان
ہر حکایت، ہر کنایت، ہر ادا	ہر اشارت دلشیں و دل نشان
دل دے، دل کو جاں، جاں کو نور دے	اے جہان جاں والے جان جہاں
آنکھ دے اور آنکھ کو دیدار نور	روح دے اور روح کو راح جناں
اللہ اللہ۔ یاس اور ایسی آس سے	اور یہ حضرت، یہ در، یہ آستان
تو ثناء کو ہے، ثنا تیرے لئے	ہے ثنا تیری ہی دیگر داستان
تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا، گر تو نہ ہو	تو ہو آقا اور یادِ دیگران
الہجا! اس شرک و شر سے دور رکھ	ہو رضا تیرا ہی غیر از این و آن

جس طرح ہونٹ اس غزل سے دور ہیں

دل سے یوں ہی دور ہو ہر ظن و ظاں

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تبحر عالم، بلند پایہ ادیب، صاحب تصانیف کثیرہ اور امام زمانہ اگر ایسی بلند پایہ نعتیں نہ بھی لکھتا تو چنداں تعجب کی بات نہ تھی، اس کے باوجود حضرت موصوف نے اپنی دراکی، طباعی، ذہانت و فطانت اور مہارت فن کے باعث تاریخ شاعری میں ایسا نام پیدا کیا کہ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر آپ کا یہ بیان تعلیٰ نہیں بلکہ زندہ اور منہ بولتی حقیقت نظر آنے لگتا ہے:-

یہی کہتی ہے بلبل باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں و اصف شاہ ہدی، مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

علم بدیع (صنائع معنوی)

(1) تلخیص

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے صنعت تلخیص کی چند نادر مثالیں ملاحظہ ہوں، جن سے آپ کے علمی تبحر، قدرت و قدرت

فن، شاعرانہ عظمت، پرواز فکر اور نظر کی گہرائی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کے مشہور سلام کا ایک شعر ہے:-

کھائی قراں نے خاک گزر کی قسم

اس کف پاکی حرمت پر لاکھوں سلام

شعر کے مصرعہ اولیٰ میں قرآنی آیت:- لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ۔ اور مصرعہ ثانی میں ایک حدیث پاک، جس کی شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ایمان افروز شرح فرمائی ہے، اعلیٰ حضرت نے تبلیغ کے طور پر بیان کر کے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ آیت کا ترجمہ ہے: اے حبیب! اس شہر مکہ کی قسم جس میں تم تشریف فرما ہو۔ اعتراض ہو سکتا ہے کہ آیت میں تو شہر مکہ کی قسم ہے، خاک گزر کی تو قسم نہیں۔ اس سلسلہ میں یہ روایت مد نظر رہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:- يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى أَنْ أَقْسَمَ بِحَيَاتِكَ دُونَ سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَلَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَهُ أَنْ أَقْسَمَ بِتُرَابٍ قَدْ مِثْلُكَ فَقَالَ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ۔

ترجمہ

یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں، بیشک حضور کی بزرگی خدا کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی قسم یاد فرمائی اور دیگر انبیاء کی نہیں۔ اور تحقیق آپ کی فضیلت خدا کے یہاں اسی انتہاء کی ٹھہری کہ حضور کی خاک پاکی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد ہوتا ہے۔ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ۔ یعنی مجھے قسم اس شہر کی۔ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ کی خوبصورت، پاکیزہ اور ایمان افروز تفسیر اُقسم بِتُرَابٍ قَدْ مِثْلُكَ سے کر کے کف پائے مصطفیٰ ﷺ کی حرمت پر قرآنی ثبوت کر دی ہے۔ اس آیت کے سلسلے میں حضرت شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی تشریح ملاحظہ فرمائیے:-

”اس لفظ در ظاہر سختی در آید نسبت بہ جناب عزت، چوں گویند کہ سو گند مخور و بخاک پائے حضرت رسالت و نظر تحقیقت معنی پاؤ پاک است و غبارے نیست براں۔ و تحقیق اس سخن آنست کہ سو گند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بہ چیزے بے غیر ذات و صفات خود برائے اظہار و شرف و فضیلت و تمیز آں چیز است نزد مردم بہ ایشان تابدا نند کہ آں امرے عظیم و شریف است نہ آنکہ اعظم است بہوے تعالیٰ (الخ)۔“

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ شعر قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر مذکورہ حدیث مبارکہ کی جانب اشارہ اور حضرت شیخ دہلوی تحقیق کا عکس جمیل ہے۔ اسی طرح کا ایک شعر اور ملاحظہ ہو:-

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

کہ کلام مجید نے کھائی شہا، تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ مذکورہ شعر کے مصرعہ ثانی میں تین آیات کے مفہوم کی جانب اشارہ کر رہے ہیں، جو مصرعہ اولیٰ کے اس دعوے کی دلیل ہیں کہ سرور کون و مکاں ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ عطا فرمایا وہ نہ آپ سے پہلے کسی کو ملا تھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو مل سکتا ہے۔ وہ تینوں آیات ملاحظہ ہوں:-

شہر

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ - اس شہر مکہ کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

کلام

وَقِيلَ يَا رَبِّ إِنَّ هُوَ لَأَخْلَى قَوْمٌ لَّا يُوْمِنُونَ - حبیب کے اس کہنے کی قسم کہ اے رب! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

بقا

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ اے حبیب! تمہاری زندگی کی قسم، یہ کافر نشہ میں بہک رہے ہیں۔
مصرعہ اولیٰ اور مصرعہ ثانی دونوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کا مضمون بھی مضموم ہے۔ اسی طرح کی ایمان افروز اور حسین و جمیل تیسری تلخیص دیکھئے:-

ک گیسو، ہ دہن، ی ابرو، آنکھیں ع، ص
کہلیص ان کا ہے چہرہ نور کا!
حروف مقطعات کا اصلی مفہوم تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کی عطا سے اس کا محبوب مکی بیٹم، کیوں کہ یہ محبت اور محبوب کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہیں۔ بعض علمائے کرام اور اولیائے عظام نے اپنی بساط بھران کے مفہوم و معانی تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ ایسے ہی بزرگوں میں سے ایک امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے مذکورہ شعر میں کہلیص کی تفسیر بیان کی ہے۔ جو بڑی نورانی اور ایمان افروز ہے۔ ان پانچویں حروف مقطعات کا مطلب آپ نے یہ بیان فرمایا ہے:-

ک: سے مراد حسین مدینہ کے چمکدار گیسوئے مشکبار
ہ: دہن کو ہر شاعر نے غنچہ یا بند کلی سے تشبیہ دی ہے مگر ہ سے محبوب خدا کے دہن مبارک کی مثال حقیقت میں نزاکت و نفاست کی انتہا ہے۔

ی: عرب کے چاند عجم کے سورج، کونین کے تاجدار کی ہلالی بھنویں۔

ع: ص: محبوب پروردگار کی چشمان کرم ترجمان

میرے ماموں حضرت مولانا حکیم سید محمد اصغر علی حامد سی رضوی علیہ الرحمۃ کا ایک شعر ہے:-

ان کی آنکھوں کے ہیں جتنے بیمار سورۃ ص پڑھا کرتے ہیں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حبیب پروردگار کا چہرہ انور کہلیص کا آئینہ ہے۔ اس سے اچھی تفسیر ان حروف کی اور کیا ہو سکتی ہے۔ تلخیص میں تشبیہ کا اتنا اچھا استعمال اور آیت کی اتنی پر معنی پر مغز اور ایمان افروز وضاحت تعریف سے بے نیاز ہے۔ ایک شعر اور ملاحظہ ہو:-

لَيْلَةُ الْقَدَرِ فِي مَطْلَعِ الْفَجْرِ حَقْ مانگ کی استقامت پر لاکھوں سلام

اس شعر میں دو آیتوں کی تلخیص ہے اور ان سے مونے فرق انور اور مانگ کو تشبیہ دی گئی ہے۔ مشکیں سیاہ مونے مبارک میں سیدھی مانگ اس قدر حسین و دلکش ہے جیسے شب قدر سے سپید سحر کی باریک لکیر مصرعہ اولیٰ میں لفظ حق بھی دعوت غور و فکر دے رہا ہے اور مصرعہ ثانی میں مانگ کے ساتھ لفظ استقامت بھی غور طلب ہے۔

صراط مستقیم (استقامت) کی مانند مانگ کی سیدھی باریک اور چمکیلی لکیر آپ کے سیاہ اور مشکیں مونے مبارک میں اتنی

حسین معلوم ہوتی ہے۔ جیسے نزول قرآن مبارک شب (لیلۃ القدر) سے صبح (طلح الفجر) کی شعاع اولین کا ظہور۔ یہ شعاع اس سحر کا مژدہ ہے جس سے دعوت حق کا آغاز ہوا یعنی موئے مبارک اور سر کی مانگ جاء الحق کی تفسیر ہے کہ اللہ کا محبوب غارِ حرا سے پیغام حق لے کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعوت دینے کے لیے عملی میدان میں تشریف لا چکا ہے۔ نشست الفاظ دیکھئے: لیلۃ القدر (شب قدر) مطلع (پیشانی) چہرہ، الفجر (صبح)، حق (صداقت۔ سچائی)، مانگ (بالوں کے درمیان کیر) استقامت (سیدھ، ثبات، غیر متزلزل، استقلال) ان الفاظ سے شعر میں ظاہری حسن کے ساتھ معنوی حسن پیدا کر دینا فاضل بریلوی رحمہ اللہ ہی کا کام ہے۔ یہ شعر بھی ملاحظہ ہو۔

عیش جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست
آنت فہم نے عدو کو بھی لیا دامن میں
آیہ کریمہ ہے: مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ۔ اللہ ان کافروں کو عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے حبیب! تم ان میں جلوہ افروز ہو۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اے حبیب خدا کے شیدائی! تجھے دائمی آرام و راحت مبارک ہو جب کہ اپنے آقا کا وجود رحمت کافروں کے لئے بھی باعث رستگاری عذاب ہے پھر تجھ پر ان کے اکرامات و انعامات بے پایاں کا کیا شمار۔ سبحان اللہ! مجدد مائتہ حاضرہ علیہ الرحمہ شیدائی رسول کے عیش جاوید کے لئے قرآن کریم سے کتنی جاندار دلیل لائے شعر ہے:-
لیعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
شاعر منکرین شان رسالت سے مخاطب ہے کہ ہمارے آقا نے بحکم خداوندی لُعْبَادِي الَّذِينَ (الایہ) کہہ کر اپنے بندوں (غلاموں) میں شامل فرمالیا ہے اور سند غلامی عطا فرمادی ہے اس پر تو کیوں جلتا ہے؟ مخالف ہونے کے سبب تجھے یہ شرف کہاں حاصل؟ مولانا روم رحمہ اللہ نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا تھا:-

بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخواں قلن لُعْبَاد
ذرا اس شعر میں تلمیحات کا حسین سنگم تو ملاحظہ فرمائیے:-
نہ عرش ایمن، نہ انی ذابست میں میہمانی ہے
نہ لطف اذن یا اُحمد نصیب لکن حرانی ہے
کلم علیہ السلام دیدار کے سراپا طالب ہو کر کوہ طور پر جاتے ہیں لیکن حبیب کو خود بلایا جاتا ہے اور نوریوں کے سردار کو بھیج کر۔ وہ طالب تھے اور یہ مطلوب، کلیم نے اپنی خواہش کا بایں الفاظ اظہار فرمایا تھا:- اِنِّي ذَاهِبٌ اِلَى رَبِّي سَيَّهْدِيْن۔ لیکن ادھر اُسرای بَعْدُ سے ظاہر ہے کہ انہیں خود محبت نے بلایا تھا۔ کلیم کو جواب ملتا ہے۔ لکن حرانی اور حبیب کو لا مکان میں بلا کر فرمایا جاتا ہے۔ اُذْنُ يَا اَحْمَد، اُذْنُ يَا مُحَمَّد، اُذْنُ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے طالب و مطلوب کے فرق کو قرآنی آیات کی جانب اشارے کر کے ایک ہی شعر میں کیا خوب بھایا ہے۔ نعت میں تلمیحات کا ایسا کمال دوسری جگہ نظر نہیں آیا۔ اعلیٰ حضرت کے اس سلام پر احقر کی مکمل تضمین جو پاک و ہند میں بڑی مقبول اور اہلسنت کے تقریباً ہر کتب خانے سے دستیاب ہے، اس کا ایک بند اسی سلسلے میں ملاحظہ ہو:-

فرق مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی
قصہ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بیہوش، جلوہ نمیں گم ہے کوئی
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پر لاکھوں سلام

مستزاد میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ایک شعر ملاحظہ ہو:-

فَإِذَا فَرَعْتُ فَأَنْصَبُ ، يَهْمُ لِي تَجَهُّدُ كَوْنُ مَنْصَبِ

جو گدا بنا چکے اب، اٹھو وقت بخشش آیا

کر قسمت عطایا

آیہ مبارکہ کا فکڑا اگلے فقرے سے اس طرح پیوستہ ہے جیسے آنکھ سے نظر کہ دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا — کہیں کہیں تلمیح میں پورے پورے مصرعے مکمل آیت ہوتے ہیں۔ حدائق بخشش حصہ سوم میں نعتیہ قصیدے کا ایک لکڑا شعر ہے:-

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْنُ

ساری کثرت پاتے یہ ہیں

آیہ مبارکہ کا مصرعہ ثانی سے کتنا خوبصورت ارتباط ہے۔ جیسے جسم و جان، الفاظ کے زیروبم نے فردوسی ترجمہ کر دیا ہے۔ شعر دوزبانوں میں ہے لیکن اوزان و حرکات کی سبک روی دیدنی ہے — اب احادیث میں تلمیح کا بہترین نمونہ ملاحظہ ہو:-

کیوں! جناب بوہریرہ، تھا وہ کیسا جام شیر

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا لئے قدم

تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

پہلے شعر میں بخاری شریف کی اس طویل حدیث کی جانب اشارہ ہے جس میں ستر اصحاب صفہ کو ایک پیالہ دودھ سے سیراب کرنے کا بیان ہے اور دوسرے شعر میں رجعت شمس و شفق قمر کے معجزوں کی جانب اشارہ۔ دیگر مختلف معجزات کی جانب اشارے ملاحظہ ہوں:-

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہر فی داد
اپنے مولیٰ کی بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری، جن سے دریائے کرم ہیں جاری
آخری شعر کے مفہوم کو دوسرے مقام پر یوں عجیب انداز میں لائے ہیں:-

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

لفظ پنجاب (پنج اور آب) دو لفظوں سے مرکب ہے یعنی پانچ پانیوں یا پانچ دریاؤں والا۔ محبوب پروردگار نے انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری کر کے شمع رسالت کے پروانوں کے لئے پنجاب رحمت کا اہتمام کیا۔ مجاہدین اسلام جو پانی ختم ہو جانے کے باعث سخت مشکل میں گرفتار تھے ان کی بروقت اس طرح مشکل کشائی فرمائی کہ اس شان آقائی پر ہر کوئی ہزار جان سے نثار۔ پنجاب رحمت اصطلاح فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی جدت طبع کا اچھوتا شاہکار ہے۔ لیجئے اب امام نعت گویاں کے کلام سے آپ کی خدمت میں ایسا شعر پیش کرتے ہیں جس کا مکمل مصرعہ اولیٰ حدیث ہے:-

ان پر درود جن کو نوید ان بشر کی ہے

مَنْ زَادَ تَرْبِيَّتِي وَحَبَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے آیات و احادیث کو اشعار میں بطور تلمیحات اس درجہ استعمال کیا ہے کہ اتنے حسین شاہکار کسی اور شاعر کے ہاں دیکھنے میں نہیں آئے جب کہ فاضل بریلوی کا دامان شاعری ایسے انمول جواہرات سے بھرا ہوا ہے۔

(2) تضاد:

صنعت تضاد ایک عام صنعت اور قریب قریب ہر شاعر کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ تضاد سے یہاں مراد ایک دوسرے کی ضد اور جوڑا ہے۔ جیسے زمین کی ضد آسمان۔ آگ کی ضد پانی اور گل و بلبل وغیرہ۔ کلام امام سے تضاد کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

شب اعمال سیہ صبح کرم سے بدلی
دشت حرم ہے جان دلہن گو دلہن نہیں
صبح کردی کفر کی، سچا تھا مژدہ نور کا
ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
بحر و بر شہر و قری، سہل و حزن، دشت چمن
دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا
آخری شعر میں بڑھنا کی ضد گھٹنا، ضیاء کی ضد اندھیرا، کھل گیا کے مقابل گھر گیا گیسو کی رعایت سے گھٹا سے کتنے خوبصورت معانی پیدا ہو رہے ہیں۔ تضاد کا ایک اور شعر دیکھئے:-

پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا
مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو، میں وہ ہشیار ہوں

(3) لفت و نشر:

لف کے معنی لپیٹنا نشر کا مطلب پھیلانا ہے۔ اصطلاح میں اس سے مراد ہے کہ مصرعہ اولیٰ میں چند چیزیں مفصل یا مجمل طور پر بیان کی جائیں (اسے لفت کہتے ہیں) اس کے بعد مصرعہ ثانی میں ان چیزوں کی مناسبات سے اسی ترتیب یا دوسری ترتیب سے مکرر بیان کی جائیں (اس کو نشر کہتے ہیں) اگر ترتیب مطابق ہو تو اسے لفت و نشر مرتب کہیں گے، اگر ترتیب مخالف ہو تو غیر مرتب کہلائے گی۔ لفت و نشر مرتب میں مرزا غالب کا یہ شعر دیکھئے:-

وضع سوز و غم ورم و آرام
آتش و آب و باد و خاک نے لی
آتش کو سوز سے، پانی کو نمی سے، باد کو رُم (دوڑنے) سے اور خاک کو آرام (ایک جگہ پڑے رہنا) سے مطابقت ہے۔
مصرعہ ثانی کی ترتیب مصرعہ اولیٰ کے عین مطابق ہے۔ اسی سلسلے میں اعلیٰ حضرت کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی
ہیں در عدن لعل یمن مشک ختن، پھول
سرور کون و مکاں علیہ السلام کے دندان مبارک سے در عدن کو، لب ہائے نازک کی سرخی سے لعل یمن کو، زلف معنبر کی خوشبو اور رنگت سے مشک ختن کو اور گلاب جیسے نازک اور حسین چہرے سے پھول کو اس لئے خاص نسبت ہے کہ حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے

چہرہ انور کے فدائی ہیں۔۔۔ لف و نشر غیر مرتب کی اعلیٰ مثال فاضل بریلوی کا مندرجہ ذیل شعر ہے جس کی نظیر کسی نعت گو استاد کے کلام میں بھی میری نظر سے تو آج تک نہیں گزری:-

حسن یوسف پہ کشیں مصر میں انگشت زناں
سرکھاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب
دونوں مصرعوں کی نظیروں کی ترتیب سے قارئین کرام نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ مصرعانی کی نظیریں مصرعہ اولیٰ کے مطابق نہیں ہیں۔۔۔ جہاں یہ شعر فن کے لحاظ سے آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے وہاں معنوی لحاظ سے بھی بہت بلند ہے کہ اس میں فخر دو عالم ﷺ کی حضرت یوسف علیہ السلام پر چھ وجہ سے فضیلت ثابت کی ہے۔ پھر غور فرمائیے:-

(1)۔ یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر مذکورہ واقعہ پیش آیا لیکن سرور کونین ﷺ کے نام پر (مردان عرب) سرکھاتے جا رہے ہیں۔

(2)۔ ادھر یوسف علیہ السلام ہیں ادھر حبیب پرودگا ﷺ

(3)۔ ادھر لفظ کشیں سے بے اختیاری کا اظہار ہو رہا ہے اور وہ بھی ایک مرتبہ لیکن ادھر کھاتے ہیں سے دوام و استمرار کے ساتھ عزم و ارادہ پایا جاتا ہے۔

(4)۔ ادھر مصرعے، لیکن ادھر عرب جسے ہر لحاظ سے پوری دنیا پر فضیلت۔

(5)۔ ادھر انگلیاں کشیں لیکن ادھر سرکھائے جاتے ہیں۔

(6)۔ ادھر زناں یعنی عورتیں ہیں لیکن ادھر مرد اور لفظ کُورِ مِثْلُ حَظِّ الْأَنْثَيْنِ -

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ شاعرانہ کمال دیکھ کر ہر منصف مزاج بے اختیار کہہ اٹھتا ہے:-

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

(4) حسن تعلیل:

حسن تعلیل کے لغوی معنی ہیں کہ کسی سبب کے بیان کرنے کی خوبی۔ اصطلاح فن میں اس سے مراد کسی چیز کے وقوع کے لئے کوئی ایسی علت (وجہ) بیان کی جائے جو بنی بر حقیقت نہ ہو لیکن اس میں کوئی ایسی شاعرانہ نزاکت پیش کی جائے کہ مجازی وجہ حقیقی سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آئے، جیسا کہ مرزا غالب نے کہا ہے:-

اور لے آئیں گے بازار سے گر ٹوٹ گیا
جام جم سے تو مرا جام سفال اچھا ہے
ظاہر ہے کہ مٹی کا پیالہ کسی طرح جام جم سے بہتر اور افضل نہیں ہو سکتا مگر مرزا غالب یہ دلیل لائے ہیں کہ میرا مٹی کا پیالہ اگر ٹوٹ گیا تو بازار سے اور لے آؤں گا لیکن جام جم اگر ٹوٹ گیا تو دوسرا نہیں مل سکتا۔ پس اس لحاظ سے میرا جام سفال بھی جام جم سے بہتر ہے۔۔۔ اب فاضل بریلوی کے دو شعر حسن تعلیل کی کرشمہ کاری کے ملاحظہ ہوں:-

مہر کس منہ سے جلوہ داری؟ جاناں کرتا
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سید ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

فاضل بریلوی وجہ حقیقی اور وجہ مجازی کو جس انداز سے ان شعروں میں لائے ہیں وہ آپ کی عالمانہ شان اور استادانہ

عظمت کا پرچم دنیائے شاعری میں بلند کر رہی ہے۔ ہمیں یہاں غالب کے شعر سے اعلیٰ حضرت کے مذکورہ اشعار کا موازنہ کرنا منظور نہیں کیونکہ وہ غزل کا میدان ہے اور یہ میدان نعت گوئی۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دونوں اشعار میں جو حقیقی اور مجازی، علتیں لائے ہیں اگر آپ کی جگہ اس موقع پر کوئی دوسرا شاعر ہوتا تو یقیناً ٹھوکر کھا جاتا مگر حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ نہایت صفائی اور اطمینان سے ایک شہسوار کی طرح اپنے رہوار قلم کو ہمیز لگاتے ہوئے اس دشوار گزار گھاٹی کو طے کر گئے ہیں۔ دونوں اشعار میں کتنا نازک اور مشکل تخیل ہے اور پھر حسن تعلیل کے ساتھ — پہلے شعر میں —

مہر کس منہ سے اور سایہ کے نام سے بیزار ہے — اسی طرح دوسرے شعر میں —

نہ ہو آقا کو سجدہ اور مگر سد ذرائع داب ہے — ان فقرات سے حسن تعلیل میں کیا جان ڈالی ہے اور وہ بھی کیسی خوبصورتی سے۔ سبحان اللہ!

اصناف سخن

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے یوں تو تقریباً ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے اور نہایت کامیابی کے ساتھ، لیکن ہم یہاں قصیدے اور رباعی کے تحت کچھ عرض کریں گے۔

قصیدہ:

اردو شاعری میں قصیدہ بھی ایک مشکل صنف شاعری ہے۔ متقدمین میں مرزا محمد رفیع سودا اور ان کے بعد خاقانی ہند، شیخ محمد ابراہیم ذوق کا نمبر ہے۔ مرزا غالب نے بھی بہت اچھے قصیدے کہے ہیں لیکن اپنے ہمعصر ذوق پر اس فن میں برتری حاصل نہ کر سکے۔ ان حضرات کے قصائد جو گوئی یا کسی بادشاہ و رئیس کی مدح سرائی تک محدود رہے نعت گو شعراء میں حضرت امیر مینائی، مولانا کرامت علی شہیدی اور حضرت محسن کا کوروی علیہم الرحمہ نے بہت اچھے قصیدے لکھے ہیں۔ موخر الذکر کا قصیدہ لامیہ: رع سمت کاشی سے چلا جانب مٹھرا بادل

اردو کی نعتیہ شاعری میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی میدان نعت میں بہت ہی شاندار اور بمثال قصائد لکھے ہیں مثلاً:۔

(1) قصیدہ نور (2) قصیدہ معراج (3) قصیدہ مرصعہ (حروف تہجی) (4) قصیدہ نعت در صنعت علم ہیات وغیرہ۔ ان قصائد میں بھی فاضل بریلوی نے اپنی انفرادیت برقرار رکھی ہے اور جدت طبع کے جوہر دکھائے ہیں۔ ان قصائد کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں:۔

(1) قصیدہ نور:

یہ قصیدہ انسٹھ اشعار پر مشتمل ہے اور اس کے سینتالیس مطلعے ہیں۔ یہ نورانی قصیدہ واقعی قصیدہ نور ہے۔ اسے پڑھیے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے نور کی بھرن برس رہی ہے۔ سلاست و روانی، زور بیان و برجستگی، روزمرہ محاورات اور صنائع بدائع کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ اس ایمان افروز قصیدے کے مختلف جگہ سے اشعار پیش خدمت ہیں:۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹا ہے باڑا نور کا صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نا نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا
مصحف اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا
حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
پھر نہ سیدھا ہوسکا کھایا وہ کوڑا نور کا
پڑ گیا سیم وزر گردوں پہ سکھ نور کا
پتلیاں بولیں، چلو آیا تماشا نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
سبزہ گردوں جھکا تھا بہر پابوس۔ براق
عکس سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
دید نفس سم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

(2) قصیدہ معراج:

یہ قصیدہ بھی آپ کی جودت و جدت طبع کا آئینہ دار ہے۔ حرف روی میں کہا ہے، لیکن خوب کہا ہے۔ سرسٹھ اشعار پر مشتمل ہے اور دو تین گھنٹوں کی معمولی کاوش کا نتیجہ ہے۔ روانی و تسلسل اور زبان کی لطافت و پاکیزگی کے اعتبار سے معاصرین کے معراجیہ قصائد میں سب سے بلند ہے۔ اس مبارک قصیدے کے ظہور میں آنے کی وجہ جماعت اسلامی کے ایک کارکن جناب عابد نظامی سے سنئے:-

محسن کا کوروی مرحوم نے جب معراج پر اپنا قصیدہ:-

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

لکھا تو اسے سنانے کے لئے بریلی میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کے پاس گئے۔ ظہر کے وقت دو شعر سننے کے بعد طے ہوا کہ محسن کا کوروی صاحب کا پورا قصیدہ عصر کی نماز کے بعد سنا جائے۔ عصر کی نماز سے قبل مولانا نے خود یہ قصیدہ معراجیہ تصنیف فرمایا۔ نماز عصر کے بعد جب دونوں بزرگ اکٹھے ہوئے تو مولانا نے محسن کا کوروی سے فرمایا کہ پہلے میرا قصیدہ معراجیہ سن لو۔ محسن کا کوروی نے جب مولانا کا قصیدہ سنا تو اپنا قصیدہ لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا۔ اور کہا:- مولانا! آپ کے قصیدے کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

اس عالمانہ و عارفانہ نکات کے حامل اور شاعرانہ کمالات سے لبریز قصیدے کے چند اشعار سے قارئین کرام بھی اپنے گلشن ایمان کو بہار دوکنار کر لیں:-

نئے نرالے طرب کے سماں عرب کے مہمان کے لئے تھے
وہ رات کیا جگمگار رہی تھی، جگہ جگہ نصب آئینے تھے
غلاف مشکیں جواڑ رہا تھا، غزال نالے بسا رہے تھے
دورویہ قدسی پرے جما کر، کھڑے سلامی کے واسطے تھے

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے!
یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی، کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے، نسیم گستاخ آنچلوں سے
تجلی حق کا سہرا سر پر، صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا، نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا! ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قدیلیں جھلملائیں ادھر سے پیہم تقاضے آنا، ادھر سے مشکل قدم بڑھانا بڑھے تو لیکن جھکتے ڈرتے، حیا سے جھکتے ادب سے رکھتے پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا، حقیقتہً فعل تھا ادھر کا! کسے ملے گھاٹ کا کنارہ، کدھر سے گزرا، کہاں اتارا ٹائے سرکار ہے وظیفہ، قبول سرکار ہے تمنا

(3) قصیدہ مرصعہ:

اس قصیدے میں فاضل بریلوی نے یہ صنعت رکھی ہے کہ ہر مصرعہ اولیٰ کا آخری رکن بالترتیب حروف تہجی پر ختم ہو جاتا ہے۔ قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

- | | | |
|-------|--|---|
| (الف) | کعبے کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں درود | طیبہ کے شمس الضحیٰ، تم پہ کروڑوں درود |
| (ب) | ذات ہوئی انتخاب، وصف ہوئے لاجواب | نام ہوا مصطفیٰ، تم پہ کروڑوں درود |
| (ت) | تم سے جہاں کی حیات، تم سے جہاں کاشات | اصل سے ہے قل بندھا، تم پہ کروڑوں درود |
| (ج) | وہ شب معراج راج، وہ صف محشر کا تاج | کوئی بھی ایسا ہوا، تم پہ کروڑوں درود |
| (ح) | بُحْتِ فَلَاحِ الْفَلَاحِ، رُحْتِ فَرَاحِ الْمَرَاخِ | عُدْلِ عَوْدِ الْهِنَا، تم پہ کروڑوں درود |
| (خ) | اف وہ رہ سنگلاخ، آہ یہ پاشاخ شاخ | انے مرے مشکل کشا، تم پہ کروڑوں درود |
| (د) | تم سے کھلا باب جود، تم سے ہے سب کا وجود | تم سے ہے سب کی بقاء، تم پہ کروڑوں درود |
| (ذ) | خستہ ہوں اور تم معاذ، بستہ ہوں اور تم ملاذ | آگے جو شہ کی رضا، تم پہ کروڑوں درود |

یہ قصیدہ ساٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ اسی طرح بالترتیب حرف ”یا“ پر ختم ہوتا ہے۔ ہر حرف میں دو، تین، پانچ، اور دس تک شعر ہیں۔ غرضیکہ فاضل بریلوی نے اپنے ہر قصیدے میں کوئی نہ کوئی جدت ضرور پیش کی ہے اور اس کے باوصف زبان و بیان کا وہی معیار قائم رکھا ہے۔ جو دیگر اصنافِ سخن میں پایا جاتا ہے۔

(د) قصیدہ نعتیہ:

یہ قصیدہ اصطلاحات علم ہیئت میں کہا ہے۔ اگرچہ یہ ایک سو پچپن اشعار پر مشتمل ہے مگر ہر شعر میں علم ہیئت کی کوئی نہ کوئی اصطلاح موجود ہے۔ افسوس کہ یہ قصیدہ نامکمل ہے۔ مختلف مقامات سے چند شعر پیش خدمت ہیں۔

- | | |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| خالق افلاک نے طرفہ کھلائے چمن | اک گل سون میں ہیں لاکھوں گل یاسمن |
| موچے بیلے کے پھول، زیب گریبان شام | جو ہی چنبیلی کے گل، زینت جیب یمن |
| وسط گلستان نہر، نہر کے ہر سمت دوب | دوب میں بوٹے ہزار، بوٹوں میں درعدن |
| منطق بالا کی فصل، دشمن جنس نبات | شکل سوم منج، صلب لباس چمن! |

کنج طلا کو کہا، جاسوئے کنج دکن!
بانوائے اقلیم چیں، دلبر بابل وطن
سر پہ رکھے شیشیاں، رقص میں قطرہ زن
قاف سے قاف سب حوروں میں خندہ زن
حسن پری نے کیا، مشک کو کافور دن

جب شہ خاور تلاء طرفہ یہ صدقہ بٹا
سبزہ و گل دل نشین، محو تماشا حسین
اف رے ستم شیشہ باز، قطرہ چھلکتا نہیں
دہرمن ہفت سر، سایہ پری پرکٹی
قصر پری تک گیا، مشک جواہر نما

مندرجہ بالا اشعار قصیدے کی تمہید سے لئے گئے ہیں۔ متن کے دو شعر ملاحظہ ہوں:-

دلو سے نکلے نجوم چاند کا چھوٹا گہن
لیلا و سہمی ہوئیں، شمع قدم کی مگن

نوز سے عذرا میں جب شمس نے تحویل کی
شوہر عذرا ہوا، ابن عروس عرب

قصیدے کے خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیے اور شاعر کی ذہانت، طباعی اور دُرّا کی داد دیجئے۔ یہ قصائد آپ کے علمی تبحر اور قادر الکلامی کی اچھوتی مثالیں ہیں۔ ان کے پرکھنے کے لئے معیاری علم کی ضرورت ہے۔ ہماری زبان اور اردو ادب ہمیشہ ان قصائد پر ناز کریگا۔

(2) رباعی:

ناخدا یان کشتی ادب نے تمام اصناف سخن میں سے رباعی کو مشکل ترین صنف قرار دیا ہے۔ اس میں چار مصرعے یعنی دو شعر ہوتے ہیں۔ ہر مصرعہ اپنے پہلے مصرعے سے بلند ہوتا ہے اور چوتھا مصرعہ بلند ترین، جس پر شاعر اپنا مافی الضمیر ختم کرتا ہے۔ اگر شاعر اپنے فن میں مہارت تامہ رکھنے والا ہو تو معنوی اعتبار سے رباعی اپنے ہم عنوان مقالے کے ہم پلہ ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشکل ترین میدان میں بھی اپنی انفرادیت قائم رکھتے ہوئے خوب فنی کمال کے جوہر دکھائے ہیں: ختم نبوت کے مسئلے پر ایک رباعی ملاحظہ فرمائیں۔

وَالْخَاتَمُ حَقُّكُمْ کہ خاتم ہوئے تم
آخر میں ہوئی مہر اکملت لکم

آتے رہے انبیاء گم اقبال لہم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام

چوتھا مصرعہ آیت کے ایک حصہ پر کس خوبصورتی سے ختم کیا۔ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي حضور خاتم النبیین ﷺ کے خاتم یعنی بلحاظ آخری زمانہ نبی ہونے کی کتنی خوبصورت دلیل ہے۔ چونکہ ذکر خاتم الانبیاء کا ہے اس رعایت سے الفاظ خاتم، تمام، آخر اور مہر کتنے خوبصورت نظر آ رہے ہیں۔ اور چوتھے مصرعے میں اکملت تو ایسے چمک رہا ہے جیسے ستاروں کے جھرمٹ میں چودہویں کا چاند۔ ختم نبوت کے مسئلے پر ضخیم کتابیں ایک طرف اور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا رباعی دوسری طرف یہ کسی طرح بھی ایک کتاب سے معنویت میں کم نہیں۔ یہ رباعی ملاحظہ ہوں:-

گیسو و شب قدر و برات مومن
وَالْفَجْرِ کے پہلو میں لیال عشر

شب لُحیہ و شارب ہے، رُخ روشن دن
مژگان کی صفیں چار ہیں، دوا بروہیں

مہر نبوت کا اس سے بہتر لفظوں میں اور کیا نقشہ کھینچا جاسکتا ہے۔ تیسرے مصرعے کی بلندی اور چوتھے مصرعے میں بلندی کے ساتھ بیساختگی و برجستگی ملاحظہ ہو۔ یہ سعادت قسام ازل نے شروع ہی سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نصیب میں لکھ دی تھی

— یہ رباعی دیکھئے:—

بوسہ گہہ اصحاب وہ مہر سامی
یہ طرفہ کہ کعبہ جان و دل میں
وہ شانہ چپ میں اس کی عنبر فامی
سنگ اسود نصیب رکن شامی
کعبہ جان و دل کے اندر سنگ اسود نصیب رکن شامی، یہ الفاظ کے جامے میں ایسا تخیل ہے، جسے وہی شخص پیش کر سکتا ہے جس کی دور رس نگاہیں عروس شریعت کی دل پہنائیوں تک پہنچتی ہوں — مندرجہ ذیل رباعی سے ذرا زبان و بیان کی ندرت و قدرت کا نظارہ کیجئے۔

ہر جاہے بلندی فلک کا مذکور
انسان کو انصاف کا بھی پاس رہے
شاہد ابھی دیکھے نہیں طیبہ کے قصور
گودور کے ڈھول ہیں سہانے مشہور
فلک کی رعایت سے طیبہ کے قصور اور بلندی کی رعایت سے دور کے ڈھول، داد سے بے نیاز ہے — درج ذیل رباعی کے تیور بھی ملاحظہ ہوں:—
ہوں کر دو؟

ہوں کر دو تو گردوں کی بنا گر جائے
اے صاحب قوسین! بس اب رد نہ کر
ابرو جو کھنچے تیغ قضا کر جائے
سہے ہوؤں سے تیر بلا پھر جائے
ہوں سے گردوں کی بنا گر جانا اور ابرو کھینچنے پر تیغ قضا کا کرنا۔ قوسین و تیر بلا، میں آقائے نامدار تاجدار علیہ السلام کی جلالت شان اور دہد بہ کی وہ مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ شوکت الفاظ سے کیا پروقا ر منظر کشی کی ہے — تین رباعیاں اور پیش کی جاتی ہیں۔

ہے جلوہ گہہ نور الہی وہ رو
آنکھیں یہ نہیں، سبزہ مرگا نکے قریب
قوسین کے مانند ہیں دونوں ابرو
چرتے ہیں فضائے لامکان میں آہو

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا
جس میں تجھے نقصان نہیں، کر دے معاف
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذات حسین
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین
غفران میں کچھ خرچ نہ ہوگا تیرا
جس میں ترا کچھ خرچ نہیں، دے مولیٰ

آخری رباعی میں سادگی بیان کی لطافت تو دیکھئے۔

استدراک

قارئین کرام! آپ اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام شاعری اور ان کے کلام کے بے مثل فنی محاسن کا سابقہ اوراق

میں اچھی طرح جائزہ لے چکے ہیں۔

اس کے برعکس حالات کی ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ ہمارے ملک میں کچھ تنگ دل نقاد اور متعصب تبصرہ نگار بھی موجود ہیں۔ ایسے حضرات میں سے ایک جناب ماہر القادری بدایونی مدیر ماہنامہ فاران، کراچی بھی ہیں۔ موصوف نے ملک شیر محمد کے مقالہ بعنوان: مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری پر اپنے رسالہ فاران، بابت ماہ ستمبر ۱۹۷۳ء میں تبصرہ بانداز تنقید و تنقیص فرماتے ہوئے اشعار اعلیٰ حضرت پر ریک اعتراضات جڑے اور بڑے طمطراق سے شائع کئے تھے۔ تعجب ہے کہ نیاز فتح پوری جو فن تنقید کے امام مانے جاتے ہیں، اور جن کا موضوع شعر و ادب رہا ہے اور جنہوں نے کلام رضا کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے انہیں تو اعلیٰ حضرت کے کسی شعر میں کوئی خرابی نظر نہ آئی لیکن ماہر القادری کو غلطیوں کے پہاڑ نہ جانے کہاں سے نظر آ گئے۔ منصفانہ اور فاضلانہ تبصرہ تو کلام رضا پر آپ بھی دیکھیں گے لیکن سر دست معاندانہ و متعصبانہ تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔ فاضل بریلوی قدس سرہ، کی ایک نعت کا مطلع ہے:-

(۱) جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

ماہر القادری صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ: ”یہ دونوں شعر انتخاب میں آنے کے قابل نہ تھے۔ رسول مکیؑ کے در اقدس پر حاضری دے کر جو خوش نصیب واپس آتے ہیں وہ در بدر خوار کیوں پھرنے لگے، در یار سے پھرتے ہیں کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ جو رسول مکیؑ کے در اقدس پر صلوٰۃ و سلام کے بغیر یوں ہی الٹے پاؤں واپس آ جاتے ہیں، تو شعر کا مفہوم ٹھیک ہو جائے گا۔“ خدا کا شکر ہے کہ خود ماہر القادری صاحب نے شعر کے مفہوم کو درست تسلیم کر کے انتخاب میں آنے کے قابل قرار دے دیا۔ پھر معلوم نہیں اعتراض کیوں کیا تھا۔ (۱) رہا ایسے مفہوم کی بنا پر ناقابل انتخاب کہنا جس پر محمول کرنے کا کوئی قرینہ نہیں (۲) علاوہ بریں فاضل بریلوی نے حدائق بخشش یا اپنی کسی دوسری تصنیف میں ایسا خیال ہرگز ظاہر نہیں فرمایا۔ (۳) وہ ایسا کیوں لکھتے جب کہ دو تین مرتبہ خود وہاں سے لوٹ کر آئے تھے (۴) نیز تمام بزرگان دین وہاں سے لوٹ کر آتے رہے۔ ماہر صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ در پر بستر جمانا یا گلی میں پڑ رہنا سے صرف محبوب کا ہو رہنا مراد ہے اور ان کی ضد در سے پھرنا ہے جس سے مراد محبوب سے لاتعلق ہونا، روگردانی کرنا ہے۔ حالی کی مشہور رباعی ہے:-

اے وقت بگاڑ کا ہے سب سے چارہ

پھر تجھ سے بگڑنے کا نہیں ہے یارا

ہو جائے اگر ایک تو ہمارا ساتھی

پھر غم نہیں پھر جائے زمانہ سارا

اس رباعی کے چوتھے مصرعے میں پھر جائے کے وہی معنی ہیں جو اس فقیر نے عرض کئے۔ تو اب اعلیٰ حضرت کے شعر کا مطلب یہ ہوا کہ جس نے محبوب پروردگار سے روگردانی کی، جو آپ سے پھر اوہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوا، در بدر ٹھوکریں کھاتا پھرا۔ فاضل بریلوی کا ایک شعر ہے:-

(۲) کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتنے ہزار پھرتے ہیں

ماہر صاحب کہتے ہیں کہ مقطع کے مصرعہ ثانی میں کوئی شک نہیں اردو کا محاورہ تو لطم ہو گیا مگر غزل میں کتنے کا لانا خوش ذوقی نہیں ہے۔ اگر ماہر القادری صاحب کو یہ لفظ اپنے ذوق کے خلاف نظر آیا تو انہیں چاہیے تھا کہ اسے کاف مکسور سے پڑھ لیتے اور اپنا ذائقہ خراب نہ ہونے دیتے۔ قدسی رحمہ اللہ کا یہ شعر تو موصوف نے بار بار سنا ہوگا:-

نسبت خود بہ سکت کردم و بس منظم
 خیر! یہ غیر ملکی شاعر کا شعر ہے اور غیر ملکی زبان میں — بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کے تین شعر ملاحظہ ہوں:-

☆ امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے کہ ہوسگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
 ☆ جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مورومار
 ☆ جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار
 شاید سگ اور کتے میں موصوف کے نزدیک بھی کوئی معنوی فرق نہ ہوگا — حضرت استاذ الشعراء مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ماہر القادری صاحب یوں رقمطراز ہیں:-
 ”مولانا احمد رضا خاں کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا بھی بڑے خوش گو شاعر تھے اور مرزا داغ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے۔“ (ماہنامہ فاران کراچی ستمبر ۱۹۷۷ء)

ماہر صاحب کے مدوح مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے اسی سلسلے میں دو شعر ملاحظہ ہوں:-
 ☆ خدا سگانِ نبی سے یہ مجھ کو سنو ادے ہم اپنے کتوں میں تجھ کو شمار کرتے ہیں
 ☆ سگانِ کوئے نبی کے نصیب پر قرباں پڑے ہوئے سرہ افتخار کرتے ہیں
 ماہر القادری صاحب اعتراض کرتے وقت اتنا تو مد نظر رکھتے کہ یہ مطلق غزل گوئی نہیں، بلکہ میدانِ نعت ہے۔ یہاں کسی فرضی محبوب کے فرضی مظالم اور خیال حسن و جمال پر طبع آزمائی نہیں ہوتی بلکہ اس مقدس ہستی کا ذکر جمیل کیا جاتا ہے جس کی غلامی ہی سند و سرفرازی اور رشک شہنشاہی ہے۔ اس در کے کتوں میں شمار ہو جانا بڑی خوش قسمتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کا شعر ہے:-
 (۳) بڑھ چلی تری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا کھل گیا گیسو ترا، رحمت کا بادل گھر گیا

فرماتے ہیں ماہر القادری صاحب کہ: — مصرعہ ثانی بہت خوب ہے مگر پہلا مصرعہ یا تو غلط کتابت ہوا ہے اور اگر کتابت میں یوں مذکور ہے تو اندھیر کے نون غنہ کو اعلان نون کے ساتھ پڑھنا پڑے گا اور اندھیرا عالم سے گھٹا اور زیادہ قابل اعتراض ہے۔ گھٹا، کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے مولانا رضا بریلوی نے چھٹا نظم کیا ہوگا۔ — ہماری جانب سے مصرعہ ثانی کو پسند کرنے کا شکریہ۔ ساتھ ہی نون مغلین اور نون غنہ کی بارگاہوں میں شد و حال کر کے حاضر ہونے، درست لفظ کو غلط اور قابل اعتراض منوانے کی مہم میں ان سے استمداد کرنے کا یہی صلہ دیا جاسکتا ہے کہ موصوف جس لفظ کو اندھیرا پڑھ رہے ہیں حقیقت میں وہ اندھیر ہے، جس کے پیش نظر ماہر صاحب کی ساری بحث ہیر پھیر ہے۔ ہاں لفظ اندھیر پر اگر موصوف کو کوئی اعتراض ہے تو بغور مرزا غالب کا یہ شعر پڑھ لیں:-

کہاں کہوں تاریکیء زندانِ غم اندھیر ہے پنہ نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں (غالب)

ایک شعر اپنے ہم عصر احسان دانش کا بھی دیکھیے:-
 شام کے اندھیر میں دن کا اجلا کھو گیا
 آگ کے چوگرد دہقانوں کا جھمکھٹا ہو گیا
 (لظم دیہات کی شام)

رہی لفظ گھٹا اور چھٹا کی بحث تو گھٹا جو معنی پیدا کر رہا ہے وہ چھٹا پیدا نہیں کرتا بلکہ چھٹا سے شعر کی جمالیاتی کشش ہی چلی جاتی ہے۔ تعجب ہے کہ ماہر صاحب شاعر ہوتے ہوئے اس شعر کے محاسن شعری سمجھنے سے قاصر ہے یا تعصب و عناد کی عینک سے تار نظر کو شعر کی باریکیوں تک نہ پہنچنے دیا۔ لفظ گھٹا اس شعر کی جان ہے اور اس نے شعر کو اور بھی چمکا دیا ہے۔ اس کے علاوہ رعایت لفظی، تضاد، تشبیہ، نشست الفاظ اور حسن بیان کی خوبی و خوبصورتی نے شعر کو خوب سے خوب تر بنا دیا ہے۔

شعر کے مصرعہ اولیٰ میں بڑھ چلی، بڑھنے کی رعایت سے اس کی ضد مصرعہ کا آخری فقرہ گھٹا (کم ہوا، دور ہونے لگا) ساتھ ہی اندھیرا (تاریکی کی ضد) ضیاء (روشنی)۔ دوسری طرف اندھیر (تاریکی) کی مناسبت سے گھٹا (سیاہ بادل) کے معنی دے رہا ہے۔ پھر اسی لفظ گھٹا کی مناسبت سے مصرعہ ثانی میں کہا جا رہا ہے:-

کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا

اب یہاں گھٹا کے معنی ہو گئے برسات کی گھٹا اور اس رعایت سے گیسو، بادل، کتنے خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ تشبیہ کا حسن تو ملاحظہ ہو کہ اندھیر بہ معنی تاریکی، سیاہی، پھر گھٹا بھی سیاہ، گیسو بھی سیاہ، بادل بھی سیاہ، پھر گیسو کا کھلنا وہی گھٹا کی رعایت و مناسبت اور رحمت کا بادل گھرنا (رعایت لفظی)، گیسو کی رعایت سے کیسا حسین منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے جس کی خنکی قلب و روح کی گہرائی تک محسوس ہو رہی ہے۔

(۴) پھر کے گلی گلی تباہ ٹھو کریں سب کی کھائے کیوں

ماہر صاحب اعتراض فرماتے ہیں کہ اس غزل کے شعر انتخاب میں آنے کے قابل نہ تھے، یہ کمزور غزل ہے۔ اس سے پہلے کہ جواباً ہم کچھ عرض کریں پاک و ہند کے منجھے ہوئے ادیب و شاعر اور ملک کے مشہور نعت گو، حضرت شاعر لکھنوی کی رائے اس نعت کے متعلق پیش کی جاتی ہے کیوں کہ موصوف لکھنوسکول کے نمائندے شاعر ہیں لہذا:-

مستند ہے جس کا فرمایا ہوا

موصوف فرماتے ہیں:-

”غالب کی مشہور غزل کا مصرعہ ہے:-

روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

ذرا اس میں بھی حضرت رضا کی مشاقی ملاحظہ ہو:-

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھو کریں سب کی کھائے کیوں

غالب نے تو پاسبان عقل کو دل کے پاس رکھنے کا مشورہ دے کر چونکا دینے والی بات کہی تھی مگر حضرت رضا بریلوی نے:-

دل کو جو عقل دے خدا۔ کہہ کر اس خیال کو اور آگے بڑھا دیا۔

(تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب ص ۱۲۷ از شاعر لکھنوی)

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ ماہر صاحب کی شاعرانہ کمزوری ہے یا کم علمی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موصوف کو اس غزل میں بعض ایسی کمزوریاں نظر آئی ہوں جیسے بس کے کسی مسافر نے عبارت:- کتابچہ شکایات ڈرائیور کے پاس ہے۔ پڑھ کر ارشاد فرمایا تھا کہ:- ڈرائیور کے پاس کتابچہ (کتنے کا بچہ) رکھنے کی آخر ضرورت کیا تھی؟ یا کسی علامہ دوران نے ایک صاحب کے قلمی نسخہ قرآن کریم میں

اصلاح فرمائی تھی، یعنی انہوں نے خرمو سی صعیقا۔ کو کھرچ کر موسیٰ کی جگہ عیسیٰ بنادیا کیوں کہ موصوف نے اردو کی متعدد کتابوں میں خرمو سی پڑھا تھا۔ دوسری جگہ فَعَصَى اَدَمُ رَبَّهُ پر نظر تحقیق جاٹھری تو لفظ آدم کو جلدی سے مٹایا اور اس کی جگہ موسیٰ لکھا، کیونکہ محقق یگانہ کے مطالعہ میں عصائے موسیٰ تو بار بار آیا تھا لیکن عصائے آدم کا ذکر کبھی نظروں سے نہیں گزرا تھا، لہذا اسے مٹا کر کیوں نہ ثواب دارین حاصل کرتے۔۔۔۔۔ نہیں معلوم ماہر القادری صاحب کو فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی مذکورہ غزل کے متعلق اور کتنی ہی غلطیاں اور کمزوریاں ملی ہوں گی۔۔۔۔۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی نعت گوئی کے متعلق ماہر القادری صاحب کے ہم عصر، جماعت اسلامی کے کارکن، جناب عابد نظامی کی رائے یہ ہے:-

”مولانا احمد رضا خان بریلوی جس پائے کے انسان اور جس مرتبے کے جید عالم تھے شاعری ان کے لئے طرہ امتیاز اور شرف کمال نہیں بن سکتی لیکن یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے جو بلند پایہ نعتیں لکھی ہیں، ان سے کوئی ان کا مخالف بھی صرف نظر نہیں کر سکتا۔ مولانا بزرگ صغیر پاک و ہند میں اسی تحریک کے حامی اور اس نصب العین کے علمبردار تھے جس نے ایک خاص وقت میں عشق رسول کا نعرہ بلند کیا۔ مولانا سے اختلاف رکھنے والے ممکن ہے آپ کو بہت سے ملیں مگر یہ ناممکن ہے کہ ان کے کمال نعت گوئی سے کسی کو اختلاف ہو۔ مولانا کی نعت گوئی میں دورا ہیں ہو ہی نہیں سکتیں، ویسے ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔ لیکن کم از کم مجھے آج تک پڑھے لکھوں میں مولانا کی نعت گوئی سے اختلاف کرنے والا کوئی نہیں ملا۔

اپنے ہی ہم مسلک عابد نظامی صاحب کی مذکورہ رائے کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ ماہر القادری صاحب اپنے آپ کو پڑھے لکھوں میں شمار کرتے ہیں یا جاہل اور ہٹ دھرم لوگوں میں۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:-

(۵) جان ہے عشق مصطفیٰ، روز فزوں کرے خدا جس کو ہو درد کا مزہ، ناز دوا اٹھائے کیوں

ماہر صاحب اس شعر پر فن تنقید کی مہارت یوں دکھاتے ہیں:- ”دوا کا ناز کون اٹھاتا ہے؟ ناز تو طبیب کے اٹھائے جاتے ہیں۔“ لیکن اسی شعر پر جناب شاعر لکھنوی کا تبصرہ ملاحظہ کیجئے، انہوں نے فرمایا ہے:- ”اس زمین میں یہ شعر پڑھیے اور وجد کیجئے:-

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا جس کو ہو درد کا مزہ، ناز دوا اٹھائے کیوں

ناز اٹھائے کا کلڑا کیفیت عشق و عشق کو ظاہر کر رہا ہے۔“

شاعر لکھنوی تو اعلیٰ حضرت کے مذکورہ شعر پر وجد کراٹھے کیوں کہ موصوف کی وسعت نظر فاضل بریلوی کے عشق کو پا چکی ہے لیکن جناب ماہر کی کوتاہ بینی تعصب و عناد کی دادیوں میں بھٹک رہی ہے وہ تو خیر گزری کہ موصوف کو تاہ نظر ہی واقع ہوئے ہیں، اگر ان کی نگاہ عیب جو مرزا غالب تک پہنچ جاتی اور ان کا یہ شعر سامنے آ جاتا ہے:-

درد منت کش دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا، برا نہ ہوا

تو فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مندرجہ ذیل شعر پر تو صرف ایک ہی اعتراض کیا تھا لیکن مرزا غالب کے اس شعر پر پورے دو اعتراض جڑ دیے جاتے۔

دوا کا منت کش کون ہوتا ہے منت کش تو طبیب کے ہوتے ہیں۔

درد کب منت کش ہوتا ہے؟ منت کش تو مریض ہوتا ہے۔

معلوم نہیں ماہر صاحب تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں یا وہ اس کو چے ہی سے نابلد ہیں۔ اگر اس اعتراض کی بنیاد بے خبری ہے تو حالی کے یہ دونوں شعر پڑھنے مفید رہیں گے:-

دل کو درد آشنا کیا تو نے درد دل کو دوا کیا تو نے
تھا نہ جز غم بساط عاشق میں غم کو راحت فزا کیا تو نے

ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ مقامات عشق ہیں۔ شاعر عشق کے اس ارفع اور اعلیٰ مقام پر فائز ہے جہاں عشق مصطفیٰ نہ صرف جزو زندگی بلکہ مجسم زندگی ہے۔ وہ اضطراب عشق اور خلش درد سے تڑپتا نہیں بلکہ لطف اندوز ہوتا ہے اور یہ کہتا رہتا ہے۔

جس کو ہو درد کا مژہ، ناز دوا اٹھائے کیوں

یہ ایمانی کی وہ انمول باتیں ہیں جو ماہر صاحب کے ہم مسلک لوگوں کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہیں ان کو دیکھنے کے لئے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی آنکھیں اور صدیق اکبر کے شعور و ادراک کی ضرورت ہے، جب کہ وہابیت ایسے ہی ایمانی جذبات کے خلاف اٹھنے والی سراسر غیر اسلامی شرارت کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو راہ ہدایت نصیب فرمائے (آمین)۔ شعر ہے:-

(۶) عضائے کلیم اڑدہائے غضب تھا گروں کا سہارا، عصائے محمد ﷺ

اعتراض فرمایا جاتا ہے:- گرے ہوؤں کا یا گرتوں کا ہونا چاہیے تھا۔

ماہر صاحب کا یہ اعتراض بھی بے دلیل ہونے کے باعث پھسپھسا معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر فرماتے کہ گروں کا کہنے سے کون سا نقص پیدا ہو گیا ہے۔ یہ لفظ تو روزمرہ استعمال میں آتا ہے کہ فلاں بہت گرا ہوا انسان ہے، یہ تو گری سی بات ہے۔ انسان بت پرستی اور جہالت کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا، وہ انسانیت کی بلندی سے پستی میں گرا ہوا تھا۔ نبی آخری الزمان ﷺ کے عصائے رحمت کے سہارے پر گرا انسان، ایمان و صداقت، خلوص و محبت اور مساوات اور اخوت کی ارفع و اعلیٰ منزل پر فائز ہوا۔ کیا لفظ گروں نے کہیں نقص پیدا کیا؟

(۷) سنگ در حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے جانا ہے سر کو جا چکے، دل کو قرار آئے کیوں

ماہر صاحب فرماتے ہیں:- ”ژولیدہ انداز بیان اور زبان و روزمرہ کے اعتبار سے بھی کمزور ہے“۔ کیا ہی اچھا ہوتا ہے کہ ماہر القادری صاحب کی نظر میں جو ژولیدگی اور زبان و روزمرہ کی کمزوری آئی تھی، اس کا اظہار کر دیتے تاکہ ہم بخوبی کچھ عرض کر سکتے۔ یہ تو ماہر صاحب بھی بخوبی جانتے ہیں کہ جس دعویٰ کی دلیل پیش نہ کی جائے اس کی عقلاء کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی، کیونکہ مبہم اور مہمل جرح ناقابل قبول ہوتی ہے۔ جن اشعار کو ماہر صاحب سمجھنے سے عاجز رہ جاتے ہیں ان پر اپنے جذبہ دل سے مجبور ہو کر اعتراضات کی چھری رکھ دیتے ہیں ورنہ جس امام الکلام کے کلام کو نیاز فقہری جیسے نقادین نے بالاستیعاب پڑھا اور اس کی انفرادیت کو تسلیم کیا، کوثر نیازی نے جسے نعت گوئی کا امام مانا، آج اسی شہنشاہ ملک سخن کے کلام میں زبان و روزمرہ کی غلطیاں نکالنے وہ صاحب لکھے ہیں۔ جس کا شمار تین میں ہے نہ تیرہ میں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا شعر ہے:-

(۸) گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی ڈوبا ڈوبا اتار آقا

ماہر صاحب اعتراض داغے ہیں:- پھنس گئی کا محل تھا۔

گویا پڑ گئی ماہر صاحب کے نزدیک بے محل ہے یعنی اگر کسی سے کہا جائے کہ تشریف رکھئے تو ماہر صاحب فرمائیں گے کہ بیٹھ جائیے کا محل ہے۔ شاید محاورات سے موصوف کو چڑ ہے۔ مرزا غالب اور خواجہ حالی کے چند اشعار پیش کر کے دیکھتے ہیں کہ ماہر صاحب ان میں کن کن لفظوں کے محل اور ناج محل بتائیں گے۔ غالب کا شعر ہے:-

مقطع میں آپڑی تھی سخن گسترانہ بات
جناب الطاف حسین حالی کہتے ہیں:-

اے شعر راہ راست پہ تو جب کہ پڑ لیا
اب راہ کے نہ دیکھ نشیب و فراز تو

عزت سے اپنی یاروں کو کچھ آپڑی ہے ضد
چھوڑیں گے نیم جاں کو نہ بے جاں کیے بغیر

فرشتے سے بہتر ہے انسان بنا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

گرے ہے تند و تلخ، پرساکی ہے دربا
اے شیخ بن پڑے گی نہ کچھ ہاں کئے بغیر

میرا خیال ہے کہ مندرجہ بالا اشعار کی اصلاح بھی ماہر صاحب ضرور کریں گے اور گمان غالب ہے کہ اصلاح کے الفاظ بھی وہی ہوں گے جو راقم الحروف نے قوسین میں ہر شعر کے سامنے ان کی سہولت کے لئے درج کر دیئے ہیں۔

(۹) اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

فاضل بریلوی قدس سرہ کے مندرجہ بالا شعر پر جب ماہر القادری صاحب کوئی فنی اعتراض نہ کر سکے تو قادریت کے مصنوعی نقاب کو نوچ ناچ کر اپنے اصلی خدو خال کے ساتھ جھنجھلاتے ہوئے فتویٰ صادر فرماتے ہیں:-

اگر کوئی شخص اس قیت سے حج کے لئے جائے کہ اصل مقصود تو روضہ رسول کی زیارت ہے۔ اس کے طفیل میں حج بھی سہی، تو اس کا حج ہی مشکوک رہے گا۔ مسجد نبوی اور روضہ رسول کی زیارت، سعادت و شرف کی معراج، مگر قرآن پاک میں حج کو

فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ چہ جائیکہ فریضہ حج کو زیارت روضہ رسول کا ضمیمہ سمجھا جائے۔

ماہر صاحب کی دیانت داری تو ملاحظہ ہو کہ کیسی سادہ لوحی سے عوام الناس کو چھلنے نکلے ہیں۔ موصوف نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے وہ اشعار تحریر نہ کئے جو اس شعر کے بعد ہیں اور جن میں اپنے قول کی صداقت پر قرآن و حدیث سے دلائل پیش کئے ہیں، نہ جانے کس مصلحت کے تحت ان سے چشم پوشی فرمائی گئی۔ وہ اشعار یہ ہیں:-

مولیٰ علی نے داری تری نیند پر نماز
صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے

ہاں تو نے ان کو جان، انہیں پھیر دی نماز
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اور وہ بھی عصر، سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
اور حفظ جاں تو جان فروغ غرر کی ہے

پر وہ تو کر چکے تھے کہ جو کرنی بشر کی ہے
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

مجرم بلائے آئے ہیں جاء وک ہے گواہ
بد ہیں مگر انہیں کے ہیں، باغی نہیں ہیں ہم
پھر رو ہو کب یہ شان کریمونکے در کی ہے
نجدی نہ آئے انکو یہ منزل خطر کی ہے
یہاں مولیٰ علی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے حدیث کے دو واقعات کہے۔ قول کی تاویل کر لی جاتی ہے۔ مگر اس فعل کی کیا تاویل ہو سکتی ہے جس کی صحت و صداقت پر بارگاہ رسالت سے مہر ثابت لگ چکی ہو۔ اگر جناب ماہر القادری صاحب اس وقت وہاں موجود ہوتے تو کچھ بعید نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کو یوں فہمائش کرنے لگتے:-

- (۱) حضرت! نماز عصر ہرگز قضا نہ کیجئے کہ اس کی محافظت کا حکم تو دیگر سب نمازوں سے موکد ہے۔
- (۲) باری تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرے حبیب کی نیند پر نماز قربان کر دیا کرنا
- (۳) دانستہ نماز ترک کرنے والا بموجب حدیث پاک مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ (الی آخرہ) عملاً اپنے اذعائے اسلام کی تغلیظ کرتے اور کفر کی حد میں داخل ہو جاتے ہیں۔

مگر مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنی نماز عصر کو آقائے نامدار پر قربان کر کے بارگاہ رسالت کی حاضری کا مقام واضح کر دکھایا۔ معراج المومنین کو شب اسری کے دولہا پر قربان کر دیا تو مہربان آقائے شب اسری کی اس سوغات سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ذرا بھی محروم نہیں رہنے دیا بلکہ سورج واپس لوٹا کروہ فوت شدہ نماز بھی وقت کے اندر ادا کرادی۔ سبحان اللہ!

ادھر یار غار صدیق اکبر کے انگوٹھے کو سانپ متعدد بار ڈس چکا ہے مگر پیر کو سوراخ سے نہیں ہٹایا۔ جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ زہر جسم میں سرایت کر رہا ہے۔ مگر سرکار مدینہ کے آرام میں فرق نہ آنے دیا۔ شدت تکلیف سے پیشانی عرق آلود ہو گئی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر یار غار کی پیشانی سے چند قطرے ڈھلک کر گرے۔ چشمِ رحمت وا ہوئی۔ یار غار نے حال عرض کیا، آقائے لعاب دہن لگایا، زہر کا اثر زائل ہوا اور فوراً آرام ہو گیا۔ جان جانے کا خطرہ شدید تھا لیکن جان واپس مل گئی۔ سبحان اللہ!

اعلیٰ حضرت قدس سرہ وضاحت فرماتے ہیں کہ جس نے مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شریکی ہوئی نماز اور یار غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قربان کی ہوئی جان واپس کر دی، اسی سرکار کی طفیل حج کی سعادت تو نصیب ہو گئی ہے، لیکن جس سرکار کے طفیل یہ سعادتیں نصیب ہو رہی ہیں اصل مقصود تو اسی بارگاہ بیکس پناہ کی حاضری ہے، جیسا کہ مذکورہ دونوں واقعات سے ثابت ہے۔ تیسری دلیل قرآن پاک سے قائم فرمائی۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ (الایۃ) باری تعالیٰ نے بارگاہ رسالت کو گنہگاروں کی جائے پناہ قرار دیا ہے۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے وہ پہلے حبیب پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہاں جا کر معافی کے طلبگار ہوں، حبیب خدا ان کی سفارش فرمائیں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پایا جاسکتا ہے۔ حج بھی اس وقت تک قبول نہیں ہوتا جب تک بارگاہ رسالت سے سند قبولیت نہ مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانیوں کو اپنے حبیب کی شفاعت کے ساتھ مشروط فرما دیا ہے۔ خواہ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر لاکھ گڑ گڑائیے، توبہ کیجئے، جب تک رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر توبہ نامہ پر نہ ہوگی خدا بھی توبہ قبول نہیں فرماتا۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت وضاحت فرماتے ہیں کہ حج کی قبولیت کا دار و مدار تو اسی بارگاہ کی حاضری پر ہے۔ اصل عبادت تو اس در کی حاضری ہے۔ جملہ مناسک حج کی ادائیگی کی رسید پر یہیں سے مہر لگتی ہے۔ اگر انہوں نے قبول فرمالیا تو بارگاہ خداوندی میں بھی قبول ورنہ نہیں۔ لہذا حج بھی انہی کی طفیل، اسی بارگاہ کا صدقہ ہے۔

اگر ماہر صاحب کو اس نظریہ سے اختلاف ہی تھا تو پہلے ان تینوں دلائل کا رد کرتے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ

علیہ نے مذکورہ اشعار میں پیش کئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں شاعر مشرق، علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل ایمان افروز اشعار بھی ملاحظہ فرمائیے:-

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولین ہے عشق
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے
تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
تازہ ترے ضمیر میں معرکہ گہن ہوا
اسی سلسلے میں حاکمی کے یہ اشعار بھی لطف سے خالی نہیں:-

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے
کعبہ سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے
علامہ اقبال اور حاکمی کے مذکورہ خیالات کے پیش نظر ہو سکتا ہے کہ ماہر صاحب فرمائیں:-

کیا خوب ہے کہ خضر کی ہم پیروی کریں

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے خلیفہ اعظم، مولوی محمود الحسن دیوبندی (المتوفی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) اپنے پیر کی مرثیہ خوانی کر رہے ہیں۔ موصوف کا ایک وجدانی شعر ملاحظہ ہو:-
پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
ایک وہ ہیں جو کعبہ کے ارادے سے جاتے ہیں اور فریضہ حج ادا کرنے کے بعد جس کے صدقے میں یہ سعادت نصیب ہوئی اس کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہونے کے لئے بیتاب رہتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو اپنے گنگوہ شریف جانے کے لئے گھر سے نکلتے ہیں مگر راستہ معلوم نہ ہونے کے باعث خانہ کعبہ میں جا پہنچتے ہیں، پھر اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے تو مکہ والوں سے گنگوہ کا راستہ پوچھنے لگتے ہیں۔ یعنی وہ مسلمانوں کے کعبہ سے مطمئن نہیں کیونکہ ان کا کعبہ گنگوہ میں ہے۔ یہ ہیں دیوبند کے وہ صاحب عرفان جن کے سینے نجدی معرفت سے لبریز ہیں۔ کیا فتویٰ ہے علامہ ماہر صاحب کا ان کے بارے میں اعلیٰ حضرت بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں:-

(۱۰)

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ماہر صاحب کا ارشاد ہے:- ”مصرعہ ثانی میں شعریت کی کمی ہے۔“

مندرجہ بالا شعر اعلیٰ حضرت کی اس نعت کا ہے جس کا مطلع ہے:-

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اس نعت سے متعلق ابوالاثر حفیظ جالندھری کی رائے سلطان الواعظین حضرت علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی کوٹلوی کی زبانی سنئے اور ماہر صاحب کے تبصرے کو شاعر اسلام، ابوالاثر حفیظ صاحب کی رائے اور تبصرے کی روشنی میں دیکھئے۔ موصوف نے لکھا ہے:-

”مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ بھیرہ کے سالانہ اجتماع میں اعلیٰ حضرت کی میں نے یہ نعت:-

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
پڑھی، اس اجتماع میں ابوالاثر حفیظ جالندھری بھی موجود تھے، وہ مجھ سے بعد اشتیاق پوچھنے لگے، صاحب! یہ نظم کس کی ہے؟ یہ تو کوئی استاذ الاساتذہ معلوم ہوتے ہیں..... میں نے کہا، یہ نعت اعلیٰ حضرت کی ہے۔ ابوالاثر صاحب بے حد متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ شاعری اسی کا نام ہے۔“

جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری جس نعت کو سن کر صاحب نعت کو استاذ الاساتذہ قرار دے رہے ہیں اسی نعت کے ایک شعر میں ماہر صاحب کو کمی نظر آرہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:- شاعری اس کا نام ہے۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہیں کہ:-۔۔۔۔۔ شعریت کی کمی ہے۔۔۔۔۔ وہ کمی جو جناب حفیظ جالندھری صاحب کو نظر نہ آئی اگر ماہر القادری صاحب اس کا کھل کر اظہار فرمادیتے تو ہمیں بھی عرض کرنے کا موقع ملتا۔ معلوم نہیں موصوف شرما کیوں گئے۔ خیر ان کی مرضی۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ایک شعر ہے:-

(۱۱) یہی ہے اصل عالم، مادہ ایجاد خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

ماہر القادری صاحب کہتے ہیں:- ”اللہ تعالیٰ عدم سے کائنات کو وجود میں لایا۔ قرآن کریم یہ نہیں بتاتا کہ کسی فرشتے، نبی اور رسول کے ماڈے یا جوہر سے خلقت وجود میں آئی۔“

اپنے کلیے کی رو سے کیا ماہر صاحب پانچویں نمازوں کے اوقات، ادائیگی نماز کا طریقہ اموال نصاب کی حدود، زکوٰۃ کی مختلف شرحیں اور اذان و اقامت حتیٰ کہ کلمہ طیبہ تک کے بارے میں بتا سکیں گے یہ چیزیں انہوں نے قرآن کریم کی کوئی آیت سے معلوم کی ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو قرآن کریم سیکھنے میں سرکارِ مدینہ ﷺ کے محتاج تھے کیوں کہ لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ اسی جانب مشیر ہے۔ کیا احادیث سے روگردانی کر کے ماہر صاحب نے جملہ مضامین قرآن سمجھ لئے ہیں؟ جب متعدد احادیث میں موجود ہے کہ کائنات کا وجود نبی اکرم، نور مجسم، فخر دو عالم ﷺ کے نور سے ہے بایں ہمہ اسے جھٹلانا عقیدہ توحید کی حفاظت کہلائے گی یا عقیدہ رسالت کے خلاف ابلیسی شرارت؟

ماہر صاحب اگر مذہب حقہ اہلسنت و جماعت سے برگشتہ ہیں تو کم از کم مولوی اشرف علی تھانوی کی بات تو مان لیتے۔ موصوف نے نور محمدی کے اول الخلق اور باعث ایجاد خلقت ہونے کے ثبوت میں سات روایتیں پیش کی ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے:-

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا، میر کرتار ہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی نہ دوزخ اور نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا نہ زمین تھی

اور نہ سورج تھانہ چاند تھا اور نہ جن تھانہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے، ایک حصے قلم پیدا کیا دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے۔“

یہ روایت نقل کرنے کے بعد اس کے بارے میں تھانوی صاحب نے مزید وضاحت کی ہے:-

اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باؤلیت حقیقیہ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن اشیاء کی نسبت روایات میں اوّلیت کا حکم

آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔“

کیا فرماتے ہیں ماہر القادری صاحب نثر الطیب کی اس روایت کے بارے میں کیا فتویٰ ہے تھانوی صاحب کے متعلق؟

— اعلیٰ حضرت کا شعر ہے:-

(۱۲)

وہی ہے اوّل، وہی ہے آخر، وہی ہے ظاہر، وہی ہے باطن

اسی کے جلوے، اسی سے ملنے، اسی سے، اس کی طرف گئے تھے

فرماتے ہیں ماہر القادری صاحب:-

هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ

اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، بندوں کے لئے چاہے وہ سید الاولین والآخرین ہی کیوں نہ ہوں اس قسم کے مبالغہ سے اجتناب

چاہیے۔ شعر و تصوف کے نکتوں نے توحید خالص کو غبار آلود کیا ہے۔ شب معراج اللہ تعالیٰ کے جلوؤں کو نہیں بلکہ عہدہ کو اسریٰ کا

شرف حاصل ہوا تھا۔“ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ شعر پر ماہر القادری صاحب کا تبصرہ ان کے مخصوص مذہبی انداز فکر کا آئینہ

دار ہے بالخصوص خط کشیدہ عبارت کے تیور موصوف کو پوری طرف بے نقاب کر رہے ہیں۔ شعر کے مصرعہ ثانی کے الفاظ، اسی کے اور

اسی سے ملنے وغیرہ سے بالکل واضح ہے کہ مذکورہ الفاظ باری تعالیٰ کے لئے استعمال کئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر ماہر القادری

صاحب مصرعہ اولیٰ کے الفاظ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں تو چلئے یونہی سہی۔ شاعر مشرق علامہ اقبال کا

ایک ایمان افروز شعر سن لیجئے:-

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر وہی قرآن، وہی فرقان، وہی یسین، وہی طہ

علامہ اقبال نے اس آیہ مبارکہ کو نہ صرف حضور کی صفت قرار دیا بلکہ ذات بابرکات، مظہر عین ذات صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا قرآن و

فرقان اور یسین و طہ بتایا ہے۔

ماہر صاحب ہمت کر کے مدارج النبوة کی اصلاح بھی فرمادیں کہ خاتم المحققین، سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) نے اپنی اس تصنیف لطیف کے خطبہ میں آیہ مبارکہ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ لکھ کر

انہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بھی قرار دیا ہے۔ یہ وہی شیخ محقق ہیں جن کا مدّاح و معتقد بلکہ در یوزہ گرسارِ اولیٰ اللہی خاندان

ہے۔ اسی طرح حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا میں علامہ تلمسانی سے ناقل ہیں کہ:-

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے جبریل نے آ کر یوں سلام کیا:

”الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا آخِرَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا بَاطِنَ السَّلَامِ عَلَيْكَ“ (قربان

جائے کہ دانائے غیوب ﷺ کو معلوم تھا کہ میری امت میں ماہر القادری جیسے معترض بھی ہوں گے (ارشاد ہوتا ہے، اے جبریل! یہ تو خالق کی صفات ہیں مخلوق کو کیوں کر مل سکتی ہیں؟ عرض کی، میں نے خدا کے حکم سے حضور کو یوں سلام عرض کیا ہے۔ اس نے حضور کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء و مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے۔ اپنے نام و صفت سے حضور کے لئے نام و صفت مخصوص فرمائے ہیں۔“ (شرح شفا القاری)

ماہر صاحب! آقائے نامدار کا اس سلسلے میں حیرت انگیز ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمالیجئے اور کہتے جائے کہ اصل میں توحید خالص کو سید الانبیاء ہی غبار آلود کر گئے تھے کے نجدیوں والی چمر توحید کی جڑیں وہی تو کاٹ کر رکھ گئے تھے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد اقدس ملاحظہ ہو۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنِي عَلَىٰ جَمِيعِ النَّبِيِّينَ حَتَّىٰ فِيَّ اسْمِي وَصِفَتِي

ترجمہ: تعریف اس خدا کی جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت عطا فرمائی، یہاں تک کہ میرے نام و صفت کے ساتھ۔

ان دلائل کی روشنی میں ماہر صاحب غالباً اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے شعر کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے اب رہا ماہر صاحب کا یہ فرمانا کہ: ————— ”عبدہ کو اسری شرف حاصل ہوا تھا“

تو گزارش ہے کہ یہ بھی جناب کا محض تکلف ہے کیوں کہ عبدہ ماننا کیسا جناب کے ہم مشرب تو اپنے جیسا بشر بتانا اور بھائی تک کہنا عقیدہ رسالت کا تقاضا سمجھتے ہیں۔ عبدہ کون ہے؟ کیا ہے؟ عبدہ کا مقام کیا ہے؟ ذرا مفکر اسلام علامہ اقبال سے پوچھیے:-

آیہ کائنات کا معنی دیر یاب تو
لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
عالم آب و خاک میں ترے وجود سے فروغ
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو
گنبد آگینہ رنگ ترے محیط میں حباب
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

اب باقی رہ جاتا ہے ماہر القادری صاحب کا خالص توحید کا غبار آلود کرنے کا شکوہ۔ تو اس سلسلہ میں ہماری گزارش یہ ہے کہ ہمارے امام اہلسنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہ تو محمد عربی ﷺ کی بتائی ہوئی توحید کے علمبردار تھے۔ یہی توحید مسلمانوں نے اپنے آقا سے سیکھی اور نسلاً بعد نسل ایک دوسرے کو سکھاتے آئے۔ اگر اس توحید کے بیان کرنے سے آپ کی ماڈرن توحید غبار آلود ہوتی ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور؟

ماہر صاحب اسلامی توحید کے بیان پر تو اس قدر چراغ پا ہیں مگر پردہ اٹھا کر کبھی اپنی ماڈرن توحید کے خدو خال شاید نہیں دیکھے۔ لیجئے درشن کر لیجئے اپنی ماڈرن توحید کے۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی وفات پا چکے ہیں۔ ان کے خلیفہ اعظم، مولوی محمود الحسن دیوبندی مرثیہ پڑھ رہے ہیں اور ترتیب وار موصوف کے سارے مدارج یوں بیان کر رہے ہیں۔ ذرا کان کھول کر سن لیجئے:-

جنید و شبلی ثانی ابو مسعود انصاری
رشید دین و ملت، غوث اعظم، قطب ربانی

ان حضرات کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی تو ضرور غوث اعظم تھے حالاں کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۵۶۱ھ) کے لیے جب سنی مسلمان لفظ غوث اعظم استعمال کرتے ہیں تو وہابیہ کا پورا گروہ اسے کافر و مشرک قرار دینے پر متفق رائے ہو جاتا ہے۔ ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ ماڈرن توحید کے بعض مغلوب الحال علمبردار علماء نے تو آج کل باری

تعالیٰ کے لئے بھی یہی لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ کہا کرتے ہیں کہ غوث اعظم جل جلالہ یوں فرماتے ہیں۔۔۔ بحر حال گنگوہی صاحب کی شان صرف یہی نہیں کہ وہ غوث اعظم تھے بلکہ بتایا گیا کہ ان کا مرتبہ تو صدیق و فارق علیہ السلام سے بھی زائد تھا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی
بات یہیں پہنچ کر ختم نہیں ہوئی بلکہ انہیں اپنے دور کا یوسف علیہ السلام اور مسیحائے زماں بھی بتایا گیا ہے:-
مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی
مسیحائے زماں کے ساتھ لفظ فلک قابل غور ہے۔ حضرت مسیح یعنی عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ وہ اپنے رب کی قدرت سے آسمان پر گئے۔ مگر دیوبندیوں کے مسیحائے زماں اپنے مریدین و معتقدین کو چھوڑ چھاڑ کر خود ہی فلک پر پہنچ گئے۔ لفظ فلک پر زور دیکھئے۔۔۔ لیکن بس یہاں بھی نہ ہوئی کیوں کہ اس طرح تو گنگوہی صاحب صرف بعض انبیاء کرام کے برابر ہی رہتے ہیں جب کہ مقصود ان کی شان سب سے بڑھانا ہے، لہذا عیسیٰ علیہ السلام سے موازنہ کر کے دکھایا جاتا ہے کہ وہ تو صرف مردوں کو زندہ کر دیتے تھے لیکن گنگوہی صاحب کی مسیحائی ان سے بہت آگے ہے، کہ یہ:- (۱) مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں (۲) زندوں کو مرنے نہیں دیتے۔ (یہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کی نفی کی جارہی ہے)۔ چنانچہ اپنی ماڈرن توحید میں چار چاند لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:-

مردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم
یہی نہیں بلکہ اس پورے گروہ کی نظر میں گنگوہی صاحب کی شان اتنی بلند ہے کہ یوسف علیہ السلام جیسے تو موصوف کے کالے کلوٹے غلام بھی تھے، دریں حالات موصوف کے گورے چٹے بندوں کے حسن و جمال کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں:-

قبولیت اسے کہتے ہیں، مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی
اگر کوئی پوچھ بیٹھتا کہ جب گنگوہی صاحب آپ حضرات کی نظر میں دیگر انبیاء کرام سے بھی برتر ہیں تو کیا آپ انہیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر جانتے ہیں؟ وہابی شیخ الہند صاحب اس کا یوں اثبات میں جواب دیتے ہیں:-

زباں پر اہل ہوا ہے کیوں اُنکے اہل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیء اسلام کا ثانی!
جس طرح سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری سے جملہ گذشتہ ادیان منسوخ ہو گئے تھے اور جو آپ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ ہدایت کا طلب گار ہو تو اس کا دین بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ماڈرن توحید والوں نے اپنے گنگوہی صاحب کو معلوم نہیں کون سے قرآن کی نص سے یہی مقام عنایت کیا ہوا ہے:-

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا، ہو گیا گمراہ
وہ میز اب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی
نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ شانہ نے نور مجسم بنایا۔ مسلمانوں کا شروع سے یہی عقیدہ چلا آرہا ہے۔ لیکن ماڈرن توحید والوں کی نظر میں ایسا عقیدہ رکھنا خلاف اسلام ہے مگر گنگوہی صاحب کے لئے علی الاعلان کہا گیا:-
چھپائے جامہء فانوس کیوں کر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی

مسلمان اگر بارگاہ عالم پناہ ﷺ سے مدد کے طلب گار ہوں تو ماڈرن توحید والوں کی نظر میں ٹھیک مشرک اور حقیقی کافر ٹھہرتے ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک قبلہ حاجات تو گنگوہی صاحب ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

حوالہ دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی
قبلہ حاجات جسمانی ہونا بھی غور طلب مسئلہ ہے۔ — بہر حال ماڈرن توحید والوں کا حضور اکرم ﷺ اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق تو غیر متزلزل عقیدہ یہ ہے:- — جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“
لیکن گنگوہی صاحب کا قضا و قدر پر قبضہ مانا جا رہا ہے:-

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا! ان کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم
شعر کی فصاحت و بلاغت سے قطع نظر اگر کوئی ان حضرات سے پوچھنے لگے کہ اے صاحبان جبہ و دستار! جب آپ مولوی رشید گنگوہی کو قبلہ حاجات اور سیف قضائے مبرم بتاتے ہیں اور دوسری جانب یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ تو صرف خدا کی صفات ہیں تو کیا گنگوہی صاحب آپ کے نزدیک منصب الوہیت پر فائز ہیں؟ جواب ملاحظہ ہو:-

خدا ان کا مربی، وہ مربی تھے خلایق کے
مرے مولیٰ، مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی
یعنی باری تعالیٰ تو صرف گنگوہی صاحب کا مربی ہے اسے رب العالمین سمجھنا غلط ہے جب کہ ساری کائنات کے مربی اور پالنہار تو صرف گنگوہی صاحب ہیں۔ یہ سن کر شاید کسی نے کہہ دیا ہوگا کہ حضرت! یہ تو آپ نے گنگوہی صاحب کو خدا ہی ٹھہرا دیا۔
اس سوال کا جواب اس شعر میں دیا جاتا ہے:-

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار اِرنی، مری دیکھی بھی نادانی
گویا ماڈرن توحید والوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کی قبر کوہ طور، گنگوہی صاحب ان کے پروردگار اور مولوی محمود الحسن صاحب خود اپنے وقت کے موسیٰ بن کر پکار رہے ہیں:-

رَبِّ اِرْنِی اَنْظُرْ اِلَیْکَ اور موصوف کا بھولا پن تو دیکھئے، فرماتے ہیں مری دیکھی بھی نادانی۔ ع

اس سادگی پر کون نہ مرجائے اے خدا

دیکھے آپ نے ماڈرن توحید کے کرشمے، چشم زدن میں گنگوہی صاحب کو کتنے مدارج طے کروائے:-

- | | | | | | |
|------|-----------------------------|------|---------------------|------|---------------------------------|
| (۱) | ابو مسعود انصاری | (۲) | شبلی | (۳) | جنید |
| (۴) | قطب ربانی | (۵) | غوث اعظم | (۶) | فاروق اعظم |
| (۷) | صدیق اکبر | (۸) | مسیحائے زماں | (۹) | ایسا مسیحا کہ مردوں کو زندہ کرے |
| | | | | | اور زندوں کو مرنے نہ دے |
| (۱۰) | ماہ کنعانی یوسف علیہ السلام | (۱۱) | جس کے سیاہ قام بندے | (۱۲) | نور مجسم |
| | | | بھی یوسف ثانی | | |
| (۱۳) | بانی اسلام کا ثانی | (۱۴) | قضا و قدر کا مالک | (۱۵) | قبلہ حاجات |
| (۱۶) | جس کی قبر کوہ طور | (۱۷) | مربی خلایق | (۱۸) | خود پروردگار |

فاضل بریلوی قدس سرہ نے تو اپنے شعر میں حضور انور ﷺ کو انہیں اوصاف سے متصف کیا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں یعنی **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ** اور ان پر ماہر القادری صاحب بھنارہ ہیں، لیکن موصوف کو مذکورہ اٹھارہ مدارج نظر نہ آئے جو محمود الحسن صاحب نے اپنے پیر جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی ذات میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہیں ان سے توحید خالص تو غبار آلود نہیں ہوئی؟ نہ جانے ماہر صاحب کی یہ کوئی توحید ہے۔

اعلیٰ حضرت کے مذکورہ شعر پر ماہر صاحب نے مذہبی انداز میں اعتراض کیا تھا اس لئے اسی انداز میں الزامی جواب دیا گیا ورنہ موضوع سخن فنی اعتراضات کا جواب دینا ہے، لہذا یہ چند اشعار پیش کرنے کافی سمجھے گئے ورنہ ان کی لنکا سے تو جو بھی لکھا وہی ساڑھے باون گز کا۔ ماہر القادری صاحب یہ بھی لکھتے ہیں:-

”مولانا احمد رضا خان بریلوی کا نعتیہ کلام کوئی شک نہیں کہ بڑی شاعرانہ دل کشی رکھتا ہے۔ مگر صاحب موصوف وسیع المشاغل، کثیر التصانیف تھے۔ محسن کا کوروی کی طرح انہیں شاعری پر کماحقہ توجہ دینے کا موقع نہ مل سکا۔ اس لئے ان کی غزلوں میں گفتگی و روانی کے ساتھ جھول بھی رہ گیا ہے۔“

موصوف فاضل بریلوی کے کلام میں دلکشی، گفتگی اور روانی بھی تسلیم کر رہے ہیں لیکن جذبہ دل سے مجبور ہو کر جھول بھی بتا رہے ہیں۔ یہ تو اس بھینکے کی مثال ہے جس کو ہمیشہ ایک چیز دو نظر آتی ہیں۔ رہی یہ بات کہ آپ کو محسن کا کوروی کی طرح توجہ دینے کا موقع نہ مل سکا۔ تو اس سلسلے میں ہم جماعت اسلامی ہی کے عابد نظامی صاحب کے لفظوں میں کچھ عرض کر دینا چاہتے ہیں، انہوں نے لکھا ہے:-

”محسن کا کوروی مرحوم نے جب معراج پر اپنا قصیدہ:-

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

لکھا تو اسے سنانے کے لیے بریلی مولانا احمد رضا خاں صاحب کے پاس گئے ظہر کے وقت دو شعر سننے کے بعد طے ہوا کہ محسن کا کوروی صاحب کا پورا قصیدہ عصر کی نماز کے بعد سنا جائے۔ عصر کی نماز سے قبل مولانا نے خود یہ قصیدہ معراجیہ تصنیف فرمایا نماز عصر کے بعد جب یہ دونوں بزرگ اکٹھے ہوئے تو مولانا نے محسن مرحوم سے فرمایا کہ پہلے میرا قصیدہ سن لو۔ محسن کا کوروی نے جب مولانا کا قصیدہ سنا تو اپنا قصیدہ لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا اور کہا، مولانا! آپ کے قصیدے کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔“ (ماہنامہ عرفات، لاہور ص ۱۶، اپریل ۱۹۷۰ء)

سرستھا اشعار کے اس قصیدے میں محسن کا کوروی رحمۃ اللہ علیہ کو تو کہیں جھول نظر آنا چاہیے تھا، یا کلام سن کر یہ مشورہ دیتے کہ حضرت! آپ بھی میری طرح کلام پر توجہ دیجئے۔ فلاں فلاں کمزوری اور جھول آپ کے کلام میں موجود ہے۔ ماہر القادری صاحب کے جھول کی حقیقت تو ظاہر کی جا چکی، یہ محض موصوف کی کم نظری اور کوتاہ بینی ہے اور اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو معاندین تنقید کے نام سے کرتے آرہے ہیں۔ ماہر صاحب نے بھی نعتیہ شاعری پر تنقید کے بہانے گلشن نعت گوئی کے اس گل سرسبد کی لازوال شہرت کو داغدار کرنے کی سعی لا حاصل کی ہے، لیکن یاد رہے:-

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

-----***-----

مادہ ہائے طباعت

کتاب فیض مآب ”شرح کلام رضانی نعت المصطفیٰ“ (شرح حدائق بخشش)
 از قلم حضرت مولانا غلام حسن قادری مدظلہ العالی، مفتی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور
 خوبی اسلوب سخن، ۱۴۲۷ھ سال طباعت ۱۴۲۷ھ
 ندرت بزم افکار رضا ۲۰۰۶ء (بجذف اللام التعریف)

قطعاتِ تاریخ (سال طباعت)

(۱)

کیا سجایا ہے دستِ قدرت نے	مر احمد رضا پہ تاج سخن
منفرد اُس کی فکر کا انداز	بے مثال اُس کا تھا مزاج سخن
اُس کا سرمایہ خیالِ خطیر	وہ نہ رکھتا تھا احتیاج سخن
تختِ شعرو ادب کا قدر فزا	ہاں رضا زینِ بخش تاج سخن
پھر وہ بزمِ جہاں نے کیا دیکھا	جو بریلی میں تھا سراج سخن
طرزِ گفتار تھی کہاں ایسی	کیا تھا ایسا کہیں رواج سخن
قلب و جاں کی نشاط اُس کا کلام	صاحبِ فرح و ابہتاج سخن

اس مبارک کتاب کی تاریخ

یوں کہی ”تابش زُجاج سخن“

۱۴۲۷ھ

(۲)

لکھی تو نے شرح کلام رضا
 رضا بلبُل باغ وصفِ نبی
 یہ اسلوبِ نادر بہ طرزِ حسین
 حدائق سے موسوم ہے جو کتاب
 مہمان سرکار کو ہے عزیز
 کئی اس کی لکھی گئی ہیں شروح
 رہے اس کی تفہیم و تشریح میں
 مہک اس کی تقسیم کرتے رہے

غلام حسن قادری مرحبا
 رضا عندلیب ریاضِ شا
 رہا عمر بھر واصفِ مصطفیٰ
 زمانہ جواب اُس کا لایگا کیا
 یہ مرغوب عشاقِ خیر الوری
 قبول عام جن کو جہاں میں ملا
 بہ ہر دور، اصحابِ فہم و ذکا
 زمانے میں اربابِ صدق و صفا

○

یہ بے شک اہم تر ہے کاوشِ تری
 خدا کی محمد کی بخشش ہے یہ
 ہماری ستائش کا حقدار ہے
 ترے کام کی داد دیں گے ضرور

یہ لاریب ہے کارنامہ بڑا
 تجھے اس کا افہام بخشا گیا
 تو ہے مستحقِ تہنیت کا بجا
 جو ہیں نعت کی نئے کے ذوق آشنا

طباعت کی تاریخ طارِق کہی

زہے ”شوقِ شرحِ کلامِ رضا“

۲۰۰۶ء

نتیجہ فکر
 حریص فیضِ مصطفیٰ سید الشہید

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

حسن ابدال

۲۰۰۶ء-۷-۲۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نعت شریف نمبر (۱)

”ردیف الف“

(۱) واہ کیا جو دو کرم ہے شرِ بطحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* واہ — کلمہء تحسین و تعجب یعنی کیا بات ہے، یا کیا کہنا (آپ کے جو دو سخا کا) گویا یہاں تعجب اظہار شان کے لیے ہے اور پھر اس پر دو تحسین ”نور علی نور“ ہے * جو دو کرم — سخاوت و مہربانی * شر — یہ لفظ شاہ کا مخفف ہے بمعنی بادشاہ، یہ مضاف ہے اور بطحا مضاف الیہ * بطحا — مکہ مکرمہ

مفہوم و تشریح:

دوسرے مصرعہ میں پہلا ”نہیں“ بمعنی لا ہے اور دوسرا فعل مضارع کی نفی کے لیے ہے۔ یعنی جو بھی آپ کے پاس سائل آیا اس نے آپ کی زبان سے ”لا“ (نہیں ہے) نہ سنا۔

یہ شعر قرآنی آیت و اما السائل فلا تنهر (الضحیٰ: ۱۰) اور سائل کو نہ جھڑکیے۔ اور حدیث نبوی جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کی طرف اشارہ کر رہا ہے، حدیث یہ ہے:

ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اجود الناس و كان ما رد سائلا قط اجود من الريح المرسلة و ما سئل عن شى فقال لا

حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ نخی تھے۔ آپ کی سخاوت تیز آندھی سے بھی زیادہ جاری تھی (جیسے تیز ہوا ہر جگہ پہنچ جاتی ہے اس طرح آپ کی سخاوت سے بھی کوئی محروم نہ رہتا تھا) آپ نے کبھی کسی سوالی کو خالی واپس نہیں لوٹایا یعنی ”لا“ نہیں فرمایا (سوائے اشهد ان لا الہ الا اللہ کے) کہ جاؤ پھرے پاس نہیں ہے اگر موجود ہوتا تو دے دیتے ورنہ فرماتے میرا نام لے کر جو چاہے ادھار لے لو میں قیمت چکا دوں گا اور مندرجہ ذیل شعر کا بھی یہی مطلب ہے۔

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز مگر در اشهد ان لا الہ الا اللہ

ایک ایسے ہی موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور! آپ کو اس بات کی تکلیف تو نہیں دی گئی (کہ پاس نہ ہو تو ادھار لے کر دیں) آپ نے اس بات کو پسند نہ فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور! دیتے جائیے اور عرش والے (رب) سے تنگ دستی کا خوف نہ کیجئے، آپ یہ سن کر مسکرائے اور چہرہ مبارک کھل اٹھا۔ (شمال ترمذی)

الجود ما كان بغير سؤال والكرم بسؤال
جود بے مانگے دینے کو کہتے ہیں اور کرم مانگنے پر عطا کرنے کو کہتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
یہ دونوں صفات بطریق اتم موجود تھیں۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر (احد) پہاڑ میرے لیے سونا بن جائے تو تین راتوں میں (ادائے قرض کے لیے
رکھ کر باقی) سارا تقسیم کر دوں۔

ایک دن عصر کی نماز کا سلام پھیرتے ہی آپ گھر تشریف لے گئے اور جلدی ہی واپس تشریف لے آئے صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں صدقہ کا کچھ بچا ہوا سونا گھر میں رہ جانے کا خیال آیا تو میں نے اچھا نہ سمجھا کہ
رات ہو جائے اور وہ سونا میرے گھر میں پڑا رہے اس لیے جا کر اس کو تقسیم کر دیا ہے۔

ان کے در سے کوئی خالی جائے ہو سکتا نہیں

ان کے دروازے گھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

سخاوت کا ایک یہ انداز بھی تھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، رقم ادا کر دی اور بعد میں بطور عطیہ اونٹ بھی
ان کو واپس کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، رقم ادا کر کے اونٹ ان کے بیٹے کو ہبہ کر دیا۔

جھولی ہماری ہی تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

حدیث کی کتابوں میں ان گنت واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کے موجود ہیں جن کو طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا
گیا ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

فان من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو

جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا

خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہوا

(2) دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا

تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* دھارے — جمع دھار کی بمعنی آبشار، موج دریا، بلندی سے گرنے والا پانی * ذرہ — باریک ساریزہ جو وزن سے سورج کی شعاع کے ساتھ دکھائی دیتا ہے یعنی آپ کی سخاوت کی آبشاروں کا ایک قطرہ موجزن دریا کی طرح ہے اور آپ کا عطا کیا ہوا ایک ذرہ چمک میں گویا سخاوت کے آسمان کا ستارہ ہے۔

مفہوم و تشریح:

یہ شعر سورۃ الکوثر کی جیتی جاگتی تفسیر ہے جس کو دوسری جگہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ نے یوں بیان فرمایا ہے

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے مالک گل کہلاتے یہ ہیں
انبا اعطینک الکوثر ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(3) فیض ہے یاشیہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تسنیم — جنت کی نہر جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے * نرالا — انوکھا * تجسس — تلاش

مفہوم و تشریح:

تسنیم کا لفظ قرآن پاک میں آیا ہے۔

و مزاجہ من تسنیم عینا یشرب بہا المقربون O (المطفین)

اور اس کی ملوئی تسنیم سے ہے یہ وہ چشمہ ہے جس سے مقربانِ بارگاہ پیتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے تسنیم جنت کی ایک نہر ہے جس کی لمبائی ایک مہینے کا فاصلہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کے کناروں پر آسمان کے ستاروں سے زیادہ کٹورے رکھے ہوئے ہیں جو ستاروں ہی کی طرح چمکدار ہیں، جو شخص اس نہر سے ایک بار پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔ اور اس کا جام اس کو نصیب ہوگا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفائے راشدین سے محبت رکھنے والا ہوگا۔
تو شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ:

اے جنت کی نہر تسنیم کے مالک! آپ کی عطا بھی بڑی نرالی ہے کہ جس کا سمندر بے پیدا کنار خود پیاسوں کو تلاش کرے ان کو سیراب کر رہا ہے یعنی ہوتا تو یہ ہے کہ پیاسا پانی کو تلاش کرتا ہے لیکن آپ کا دریا ئے فیض پیاسوں کو تلاش کر کر کے ان کو نوازتا ہے۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں ہے
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں ہے

O

(4) اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* اغنیاء — جمع غنی کی بمعنی مالدار * باڑا — ہندی لفظ ہے بمعنی احاطہ و چار دیواری یا خیرات بانٹنے کا مقام کہ جہاں سے ہر ایک کی جھولی بھری جاتی ہو اور کسی کو محروم نہ لوٹایا جائے * اصفیاء — جمع صفی کی بمعنی صاف دل والا، پرہیزگار * رستہ — اردو لفظ راستہ کا مخفف کبھی ہا کی جگہ الف لکھا اور بولا جاتا ہے۔ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ یا رسول اللہ!

آپ کے در سے صرف فقیروں کو ہی نہیں مالداروں کو بھی نوازا جاتا ہے اور بادشاہوں کو بھی تاج شاہی پہنایا جاتا ہے اور آپ کی گزرگاہ ایسا راستہ ہے جہاں اللہ کے مقبول بندے سر کے بل چلنا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالک علیہ الرحمۃ نے ساری زندگی مدینہ شریف میں رہ کر جوتا نہیں پہنا کہ کہیں سرکار کے پائے انور کی جگہ میرا جوتا نہ آجائے، اور امام اعظم علیہ الرحمۃ نے مدینہ شریف میں قیام کے دوران گیارہ دن تک بول و براز اور ہوا کا اخراج نہ فرمایا جب بھی ضرورت پڑی مدینہ شریف سے باہر آ کر قضائے حاجت فرمائی۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے حدیث کی کتب صحابہ کرام کے ادب و احترام کے واقعات سے بھرپور ہیں جس کا انکار کوئی ضدی اور ہٹ دھرم ہی کر سکتا ہے جس کو خلاصۂ یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

O

(5) فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پر اڑتا ہے پھریرا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* فرش والے — زمین والے * شوکت — رعب و دبدبہ * علو — بلندی * خسروا — (عظمت و شوکت، یہاں یہی مراد ہے یا) خسرو، ایک بادشاہ کا نام بھی ہے اگرچہ یہاں مطلقاً بادشاہ کے لیے بولا گیا ہے جب کہ الف بند کا ہے یعنی اے خدا کی خدائی کے بادشاہ * پھریرا — جھنڈا، علم

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ آپ کی عظمت کے جھنڈے تو عرش پہ لہرا رہے ہیں، ان فرش والوں کو کیا پتہ آپ کی عظمت و شان کیا ہے۔

قرآنی آیت و دفعنا لك ذكرك (الانشراح: ۴)

ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند فرمادیا۔ اور حدیث قدسی اذا ذكرت ذکرت معی۔ جہاں اور جب میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا، کو سامنے رکھیں اور پھر سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے وقت بروایت مواہب لدنیہ اللہ تعالیٰ نے ایک نور کا جھنڈا بدست جبریل امین علیہ السلام کعبہ کی چھت پر لگوا دیا، ایک مشرق میں ایک مغرب میں یا بروایت دیگر ایک بیت المقدس پر ایک زمین و آسمان کے درمیان، ایک حضرت آمنہ کے گھر پر اور ایک آسمانوں کے اوپر بیت المعمور پر جو خانہ کعبہ کی بالکل سیدھ پر ہے اور خانہ کعبہ جیسی ہی عمارت ہے۔ اب جھوم کر پڑھیں۔ خسر و عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

○

(6) آسمان خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خوان — دسترخوان جس پر کھانا رکھ کر کھایا جاتا ہے * زمانہ — وقت، جہان، یہاں مراد کل کائنات ہے * لقب — وصفی نام * صاحب خانہ — گھر والا، میزبان

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! یہ آسمان اور یہ زمین آپ کے دسترخوان ہیں جن پر سارے جہانوں کو باعزت روزی مل رہی ہے اور میزبان آپ کی ذات بابرکات ہے، گویا کائنات کو جو کچھ مل رہا ہے آپ ہی کے دست کرم کی عطا ہے۔ لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ما اتکم الرسول فخذوه (الحشر: ۷) میرا رسول جو کچھ بھی تمہیں دے، لے لیا کرو۔

حضور علیہ السلام ہی کے دربار سے کسی کو جنت مل رہی ہے کسی کو ایمان، کسی کو ہدایت، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو آنکھ اور حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جنت بھی اور پھر جنت میں حضور علیہ السلام کا قرب بھی۔ آپ نے فرمایا مجھے ساری زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ مجھے دیتا اللہ ہی ہے مگر تقسیم میں ہی فرماتا ہوں۔ نیز فرمایا اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ چلیں۔

۔ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ اکبر ہیں خصائص کبریٰ صفحہ ۱۹۸ جلد ۲ پر ہے۔ ان اکرم خلیفۃ اللہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ بیشک حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں۔ اور خلیفہ کا کام ہی یہ ہے کہ اصل شہنشاہ کی دولت و نعمت کو رعایا تک پہنچاتا ہے۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے اپنے بچوں کی یتیمی کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں رونا روایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فکر نہ کر انا ولیہم فی الدنیا والاخرۃ۔ دنیا کیا آخرت

میں بھی میں ان کو سنبھالنے والا ہوں۔

مالک کو نین ہیں کو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

○

(7) میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

مفہوم و تشریح:

یہ شعر فصاحت و بلاغت کی جان ہے اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی قادر الکلامی پر بطریق اتم دال ہے کہ اس میں قرآن مجید والا اسلوب اپنایا گیا ہے وہ اس طرح کہ ایک دعویٰ پر دلیل لائی گئی پھر اس دلیل کو دعویٰ بنا کر آگے اس دعویٰ کی دلیل لائی گئی جس طرح الحمد للہ دعویٰ ہے اور رب العالمین اس کی دلیل ہے پھر یہ پورا جملہ دعویٰ ہے اور اس سے اگلا جملہ اس کی دلیل ہے۔ اسی طرح ”میں تو مالک ہی کہوں گا“ دعویٰ ہے اور ”مالک کے حبیب“ اس کی دلیل ہے پھر یہ پورا مصرعہ دعویٰ اور دوسرا مصرعہ اس کی دلیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء (ال عمران: ۲۶)

اے حبیب ﷺ! آپ یوں عرض کیا کریں اے اللہ! تو ہی ملکوں کا مالک ہے، جس کو تو چاہے اپنا ملک عطا فرمادے۔ جب حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے (یا غزوہ خندق کے موقع پر) اپنی امت کو ملک فارس و شام ملنے کا وعدہ کیا تو منافقین و یہود نے اس کو بڑا عجیب جانا اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی۔ (خزان العرفان فی تفسیر القرآن) اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں حضور علیہ السلام کے غلاموں کی ان ملکوں پر حکومت ہوئی، اور تورات میں اللہ تعالیٰ نے جو غیب کی خبر دی تھی وہ پوری ہوئی، اور وہ یہ تھی و ملکہ بالشام (مشکوٰۃ) کہ میرے حبیب کی حکومت شام میں بھی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطيت الكنزين الاحمر والابيض (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۵۱۲) مجھے سرخ و سفید (ساری دنیا) کا مالک بنا دیا گیا۔

ایک مقام پر فرمایا و تبت مفاتیح کل شیء (خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۹۵، جلد ۱)

مجھے ہر شے یعنی ہر نعمت کے خزانے کی کنجیاں دی گئیں۔

نہ صرف ساری دنیا کا بلکہ فرمایا: والکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی (مشکوٰۃ

المصابیح صفحہ ۵۱۳) قیامت کے دن بھی ساری عزتیں ساری چابیاں اور حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا۔

”حبیب اللہ“ کا بابرکت جملہ خود حضور علیہ السلام نے اپنے لیے ارشاد فرمایا الا والا حبیب اللہ ولا فخر (مشکوٰۃ

المصابیح) حضور علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے لیے عاشق و معشوق کا لفظ نہیں بولنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا مالک حقیقی ہے اور

ہمارے آقا اللہ کے محبوب ہو کر ہر شے کے مالک مجازی ٹھہرے، کیونکہ گویا محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

O

(8) تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلو تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* قدموں میں ہونا — صحبت و خدمت میں رہنا * غیر کا منہ دیکھنا — آپ کے غلاموں کی شان استغناء بیان فرمائی گئی
* نظروں پر چڑھنا — پسند آجانا * چڑھے — بچے، چچے * تلو — پاؤں کے نیچے کا حصہ یا پنچہ اور ایڑی کی درمیانی جگہ

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! جو خوش نصیب آپ کی بارگاہ کائنات کھانے والے ہیں وہ تو دنیا کے بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے،
ان کو دیکھنا پسند نہیں کرتے کیونکہ جس نے آپ کا قدم مبارک دیکھ لیا بھلا وہ پھر کسی حسین سے حسین کا پرکشش چہرہ
دیکھنا بھی کب قبول کرے گا؟

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو ایسی بابرکت صفات عطا فرمائیں کہ جو شخص ایک بار آپ کی غلامی میں آجاتا
آپ کی بارگاہ سے اس کو وہ پیار ملتا کہ وہ ماں کی ماما اور باپ کی شفقت کو بھی بھول جاتا۔
کتب احادیث میں اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا وجد آفرین واقعہ اس
کے ثبوت کے لیے کافی و دافی ہے جنہوں نے کھلے لفظوں میں اپنے چچا اور باپ کو فرما دیا کہ
کہ اب میری نگاہوں میں چچا نہیں کوئی جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك۔ (ال عمران: ۱۵۹)
اے محبوب (ﷺ)! یہ تیرے رب کریم کی رحمت ہی تو ہے کہ آپ کو اس نے نرم دل بنایا ہے اور اگر آپ سخت دل
ہوتے تو (آپ کے غلاموں کا ہجوم آپ کے پاس نہ ہوتا بلکہ) یہ آپ سے دور بھاگتے۔

نظام گھن کو کیا پارہ پارہ یہ لڑتے قبائل کو کس نے بتایا
تری ذات والا نمو آفریں ہے محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

گوپی ناتھ امین

O

(9) بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا میرا چھینٹا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* بحر — دریا و سمندر * سائل (اول) — سیلان سے ہے بمعنی بہنے والا، جاری و ساری مراد آقا کریم علیہ السلام ہیں * سائل (دوم) — سوال سے ہے بمعنی منگتا، مراد غلام مصطفیٰ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ * کلیجا — دل اور جگر * بجھانا — تسلی دینا، سیراب کرنا اور حاجت پوری کرنا * چھینٹا — چلو بھر پانی یا چند قطرات

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! میں اپنی پیاس بجھانے کسی سمندر یا دریا کے پاس کیوں جاؤں کیا آپ کی رحمت کے دریا کا چھینٹا میری پیاس بجھانے کے لیے کافی نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام کی رحمت کا تقاضہ

جب حضور علیہ السلام رحمۃ للعالمین ہیں اور رحمت مصدر بمعنی اسم فاعل راحم ہے یعنی رحم فرمانے والا۔ تو زندہ ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ با اختیار ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ ایک ایک امتی کے حالات سے باخبر ہوں گے (کہ کس کو میرے رحمت کی ضرورت ہے) تو رحم فرمائیں گے اور ہر ایک کے پاس آسکتے (حاضر و ناظر) ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ اور جب رحمۃ للعالمین ہیں نص قطعی ہے تو حاضر ناظر ہونا۔ غیب کا جاننا (اللہ کی عطا سے) با اختیار یا مختار کل ہونا اور حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام عقائد خود بخود ہی ثابت ہو گئے۔ جس کا انکار پہلے لوگوں میں سے تو کسی کو بھی نہ تھا اس دور میں نام نہاد توحید کے ٹھیکیداروں کے یہ پسندیدہ موضوعات ہیں۔ ان سے پوچھو اگر کوئی شخص تم پر رحم کرنا چاہے مگر تم سے دور ہے اس کو پتہ ہی نہیں کہ تمہیں اس کی رحمت کی ضرورت ہے تو کیا خاک رحم کرے گا اور اگر پتہ تو ہے مگر آپ کے پاس پہنچ نہیں سکتا پہنچ بھی سکتا ہو مگر مجبور ہے کچھ کر نہیں سکتا یا ویسے ہی مر کے مٹی ہو گیا تو تم پر کیسے رحم کرے گا۔ لہذا یہ عقیدہ غلط ہے کہ جس کا نام محمد علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہو سکتا؟ (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی)

اس شان کا مرسل تو کوئی آیا نہیں ہے
واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے

محبوب خدا کا کوئی ہم پایا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے

O

(10) چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی

* چور — چوری کرنے والا مجرم چور کہلاتا ہے جس کا کام لوگوں کی نظروں سے چھپنا ہوتا ہے * یاں — یہاں کا مخفف ہے * انوکھا — نرالا

مفہوم و تشریح:

ساری دنیا میں یہی دستور ہے کہ ”چور“ افسروں اور پولیس والوں سے چھپنے کی کوشش میں ہوتے ہیں مگر بارگاہ

رسالت کا معاملہ اس کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ مجرموں کو خود اپنے حبیب کی بارگاہ میں بھیج رہا ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك (النساء: ۶۴)

جب اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو (بخشش کے لیے) تیری بارگاہ میں آجائیں۔ (اللہ معاف بھی فرمائے گا رحمت بھی عطا کرے گا)

گویا مجرموں کو بھی اگر پناہ ملتی ہے تو دامنِ رحمتہ للعالمین میں ملتی ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عضو بندہ نواز میں

قبر انور سے آواز آئی:

تفسیر قرطبی و مدارک میں ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے تین دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے تو فرطِ جذبات میں قبر انور پہ لیٹ گیا اور سر میں مٹی ڈال کر قرآن مجید کی مذکورہ آیت پڑھتا اور ساتھ عرض کرتا یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان پہ ظلم کیا ہے اور اللہ کے حکم کو پڑھ کر آپ کی بارگاہ میں آ گیا ہوں تاکہ میری بخشش ہو جائے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں فنودی من الموقد غفر لك۔ قبر انور سے آواز آئی جاتی تیری بخشش ہو گئی۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے شفاعتی لا هل الکبائر من امتی۔ میری شفاعت بڑے بڑے پاپیوں کے لیے ہے۔

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاؤں اک اک والوں لگھ لگھ عاصی جنت اندر جاؤں آپ کی عطا کے انداز بھی عجیب ہیں ایک دیوانہ بیس سال سے بلا اجازت مدینہ پاک میں رہ رہا تھا ایک دن نجدیوں نے پکڑ لیا اور پوچھا تیرا کفیل کون ہے؟ تو اس نے کہا آؤ تمہیں اپنا کفیل بتاؤں، روضہ پاک کے پاس جا کر کہتا ہے ہذا کفیلی یہ ہے میرا کفیل، انہوں نے پاگل سمجھ کر چھوڑ دیا۔

○

(11) آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب

.. سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* آنکھیں ٹھنڈی ہونا — پریشانی دور ہوا طمینانِ قلب حاصل ہو * جگر تازہ ہونا — دل باغ باغ ہونا * جانیں سیراب ہونا — روحانی سکون ملنا * سچے سورج — حقیقی اور اصلی آفتاب (آسمانِ نبوت کے نیر تاباں) * دل آرا — دل کو آراستہ اور روشن کرنے والا * اُجالا — روشنی

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! آپ وہ حقیقی آفتابِ نبوت و رسالت ہیں کہ آپ کے نور سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور نصیب ہوتا

ہے، روح کو سکون ملتا ہے اور جگر ٹھنڈا ہوتا ہے۔

جہاں حضور علیہ السلام کو قرآن مجید میں ”سرا جامنیرا“ فرمایا گیا یعنی روشن و منور کرنے والا سورج۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ”ذکرا رسولا“ فرما کر سراپا ذکر بھی قرار دیا ہے اور حدیث شریف میں فرمایا گیا بذکر اللہ ای بذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کہ آپ کی ذات گرامی اور آپ کے صحابہ کرام کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا خود قرآن مجید کے اندر مذکور ہے فرمایا:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۝

خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون و اطمینان ملتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا انا امنۃ لا صحابی میں اپنے ساتھیوں کے لیے باعث سکون اور سبب اطمینان ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان کے لیے آپ کا ذکر خیر اگر چین و سکون ہے تو سارے عالم میں اجالا بھی آپ ہی کے دم قدم سے ہے۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

○

(12) دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے

پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* عبث — بے فائدہ، بے کار * خوف — آنے والے حالات کی پریشانی * پتا — درخت کا پات (پتہ) * (حرف تشبیہ) مثل، طرح * اڑا جانا — پریشان و پراگندہ ہونا * پلہ — ترازو کا ایک پلڑا * بھروسا — آسرا

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! اگرچہ میرا دل قیامت کے دن اعمال تو لے جانے کے خوف سے پتے کی طرح اڑ رہا ہے (پریشان ہو رہا ہے) مگر اس کا اس قدر ڈرنا فضول ہے کیونکہ اگرچہ میرے اعمال کا پلہ ہلکا ہی سہی مگر آپ کی شفاعت کا آسرا تو ہلکا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولسوف يعطيك ربك فترضى ۝ (الضحیٰ: ۵)

آپ کا رب آپ کو اتنا نوازے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

لا ارضیٰ وواحد من امتی فی النار۔ (تفاسیر)

میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔

○

(13) ایک میں کیا؟ میرے عصیاں کی حقیقت کتنی

مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* عصیاں — گناہ، نافرمانیاں * حقیقت — اصلیت * کتنی — کس قدر، کیا حیثیت * سولا کھ — ایک کروڑ۔ مراد ہے بے حساب، لاتعداد، بے شمار۔

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! میرے گناہ جتنے بھی سہی (آپ کی شفاعت کے سامنے) ان کی حیثیت ہی کیا ہے، اور نہ صرف میں بلکہ میرے جیسے کروڑوں گنہگاروں کے لیے تو آپ (کی شفاعت) کا ایک اشارہ بھی کافی ہے۔
لاتعداد احادیث مبارکہ جو ہم جیسے پاپیوں کو شفاعت کا مژدہ جانفراء سنار ہی ہیں وہ ہمارے لیے سرمایہء حیات و مایہ نجات ہیں۔

کسی کو ناز ہو گا بس اطاعت کا عبادت کا ہمیں تو بس سہارا ہے محمد کی شفاعت کا

O

(14) مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں، ہائے نکمنا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مفت — بلا قیمت (فارسی) * ہائے — افسوس کا کلمہ * نکمنا — بے کار

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! آپ نے بغیر عمل کے اللہ کی نعمتیں عطا فرمائیں جس سے مجھے مفت کھانے کی عادت پڑ گئی اور اب مرنے کے بعد فرشتے مجھنا کارہ سے اعمال صالحہ کا تقاضا کر رہے ہیں۔ ہائے میں کیا کروں؟
یعنی میرے پلے تو سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی امید کے کچھ بھی نہیں اور اپنی بے کار زندگی پر افسوس ہے اب آپ ہی آخرت میں مجھنا کارہ کی مدد فرمائیں تاکہ آخرت کی زندگی آپ کی شفاعت کی برکت سے رسوائی سے بچ جائے۔
قرآن مجید میں جہاں یہ فرمایا گیا کہ کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا وہاں ”کوئی“ سے مراد بت ہیں اور ”کسی“ سے مراد کافر ہیں کہ بت کافروں کی شفاعت نہیں کر سکیں گے کیونکہ کافر بھی جہنم کا ایندھن ہیں اور ان کے معبودان باطلہ بت بھی۔
اور شاہل ایمان جتنے بھی گنہگار ہوں گے اللہ کے محبوب کی شفاعت کے ساتھ آخر کار جنت میں جائیں گے بلکہ علماء، حفاظ، قرآء، شہداء، صالحین، قرآن اور رمضان بھی شفاعت کریں گے۔

O

(15) تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* ٹکڑوں پہ پلنا — کسی کی عطاؤں پہ عیش کرنا * غیر — بیگانہ * ٹھوکر — پاؤں سے مارنا۔ مراد ہے ذلت و رسوائی * نہ ڈال — سپرد نہ کر، دوسروں کا محتاج نہ کر * جھڑکیاں — ڈانٹ ڈپٹ اور ملامت * صدقہ — خیرات و بخشش

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! ہم تو آپ کے ٹکڑوں پر پلنے والے ہیں، ہمیں اپنے قدموں سے ہٹا کر دوسروں کے دروازوں پر ٹھوکریں کھانے کی ذلت سے بچالیں۔ اپنے دربار سے ہٹا کر غیروں کی ڈانٹ ڈپٹ کے حوالے نہ کیجئے۔ اس شعر سے قرآن مجید کی متعدد آیات اور بے شمار احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن میں حضور علیہ السلام کا اپنے غلاموں کو نوازا اور ان کی جھولیاں بھرنا مذکور ہے اور حضور علیہ السلام کا در چھوڑنے والوں کی ذلت و رسوائی بیان کی گئی ہے۔ مثلاً

ان اغنهم اللہ رسولہ من فضلہ (القرآن)

اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

وہ جو اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا وہ جو اس در کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا



(16) خوار و بیمار خطاوار گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خوار — ذلیل و رسوا * خطاوار — مجرم و بدکار * رافع — بلند کرنے والا * نافع — نفع پہنچانے والا، مفید * شافع — سفارش و شفاعت کرنے والا * لقب — وصفی نام جو اچھائی کی وجہ سے کسی کا پڑ جائے * آقا — مالک و حاکم

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! اگرچہ میں گنہگار و سیاہ کار بھی مگر آپ تو گرتوں کو اٹھانے والے، بیماروں کو اپنی نگاہ کرم سے اچھا کرنے والے، فیض رساں اور گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے (جیسے) بابرکت نام رکھتے ہیں۔

حضرت ابو بکر کو صدیق اکبر کس نے بنایا؟ عمر کو فاروق اعظم کس نے بنایا؟ عثمان غنی کو ذوالنورین کس نے بنایا؟ علی المرتضیٰ کو شیر خدا و حیدر کرار کس نے بنایا؟ بے زر کو بوزر کس نے بنایا اور حبش کے بلال کو رشک قمر کس نے بنایا؟ صرف و صرف آپ کی ذات نے۔ اس لیے

اب میری نگاہوں میں جتنا نہیں کوئی جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی



(17) میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تقدیر — قسمت، نصیب * بھلی — بہتر، اچھی * محو — مٹا دینا * اثبات — ثابت کرنا * دفتر — رجسٹر، مرا ہے لوح محفوظ * کڑوڑا — قبضہ و اختیار

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! میری قسمت اگر خراب ہے تو آپ بگڑی بنانے والے ہیں اور قضا و قدر پہ آپ کا قبضہ ہے، میری بُری قسمت کو اچھی کر دینا آپ کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ دعا سے تقدیر بدل دیتا ہے الدعاء یرد القضاء (مشکوٰۃ المصابیح) دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے، اپنے نیک بندے کی درخواست پر عطا فرما دیتا ہے لئن سألنی لا عطینہ و لئن استغاذنی لا عیذنہ (بخاری شریف) اگر میرا بندہ مجھ سے (اپنے لیے یا کسی کے لیے) مانگے تو میں ضرور دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو پناہ بھی عطا کرتا ہوں۔ ایک حدیث شریف میں ہے:

رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسام علی اللہ لا برہ (صحاح ستہ)

میرے کٹی بندے ایسے بھی ہیں کہ جن کے بال بکھرے اور غبار آلود ہوتے ہیں، دروازے پہ بھی کوئی نہیں کھڑا ہونے دیتا لیکن اگر اللہ کے نام کی کسی بات پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ لکھ سکتا ہے تو مٹا بھی سکتا ہے۔

یَمْحُو اللہ مَا یَشَاءُ وَ یُثَبِّتُ (الرعد: ۳۹) اللہ جس کو چاہتا ہے مٹاتا ہے جس کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔

تقدیر میرم تو نہیں ٹلے نہ ہی اس کو ٹالنے کی کوئی نبی یا ولی دعا کرتا ہے اگر کوئی کرنا چاہے تو اللہ اس کو روک دیتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط پہ عذاب کے ٹلنے کی دعا سے روکا گیا یا ابراہیم اعرض عن ہذا۔ تقدیر معلق کا ٹل جانا دعا یا کسی اور وجہ سے متفق علیہ ہے جب کہ تقدیر معلق خبیثہ بالبرم۔ ایک وہ ہے جس پر فرشتوں کو اطلاع دی گئی اور اس کو لوح محفوظ میں ظاہر کر دیا گیا اور دوسری وہ جس پر فرشتوں کو مطلع نہیں کیا گیا، اس میں بھی تبدیلی کا احتمال ہے اور اس کے بارے میں بقول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اگر چاہوں تو اس میں تبدیلی کا حق رکھتا ہوں (تفصیل کے لیے دیکھئے مکتوبات شریف، صفحہ ۳۱۷)

○

(18) تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں

کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* میل — مٹی جو بدن پر لگ کر جسم کو میلا کچلا کر دیتی ہے یہاں گناہوں کی سیاہی اور حجابات مراد ہیں * دھلیں — دھل جائے، صفائی ہو جائے۔

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! آپ کی مہربانی سے میرا دل گناہوں کی آلودگیوں سے صاف ہو سکتا ہے، کیونکہ آپ کے تو گناہ قریب بھی نہیں آ سکتا کیونکہ آپ سیدالمعصومین ہیں پھر آپ کا دل بھلا کیسے میلا ہو سکتا ہے۔

آپ کی چاہت سے قبلہ تبدیل ہو جاتا ہے فلنولينك قبلة ترضاها (القرآن)
 آپ اگر چاہیں تو پتھر کے پہاڑ سونا بن کر آپ کے ساتھ چلیں، اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلد فرماتا ہے (حضرت عائشہ کا فرمان صحاح ستہ میں) ان ربك ليسارع في هواك، لو شئت لسارت معي جبال الذهب (او كما قالت رضى الله عنها) جیسے آپ کی رضا ویسے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے واللہ ورسوله احق ان يرضوه آپ کی بیعت خدا کی بیعت ہے۔ ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله آپ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ من يطع الرسول فقد اطاع الله اسی طرح آپ کی چاہت سے ہم گنہگاروں کا ہر کام آسان ہو سکتا ہے۔

کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض جس طرف رخ وہ موڑ دیتے ہیں
 جس طرف وہ نظر نہیں آتے ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں



(19) کس کا منہ تکتے، کہاں جائے، کس سے کہیے
 تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تکتنا—دیکھنا، حسرت و مایوسی کے عالم میں کسی کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھنا * پالا—پرورش کیا ہوا

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! آپ جیسے بندہ پروردگار کو چھوڑ کر کس کی طرف لپٹائی ہوئی نگاہوں سے دیکھوں اور اپنے دکھڑے سنانے کے لیے کس کے در پہ جاؤں کیونکہ سوائے مایوسی کے مجھے کسی سے اور کیا مل سکتا ہے؟ آپ کا یہ ناکارہ غلام جو آپ ہی کے ٹکڑوں پر پلا ہوا ہے ان حالات میں آپ کے قدموں میں مر تو سکتا ہے مگر آپ کا در چھوڑ کر غیر کے در جائے یہ غدار ہی مجھ سے نہیں ہو سکتی۔
 اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی کے غلاموں کو اپنے دکھڑے سنانے کے لیے اپنے محبوب علیہ السلام کے در اقدس کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك..... الخ (النساء: ۶۴)

مجرم بلائے آئے ہیں جَاءُوك ہے گواہ پھر رو ہو کیا یہ شان کریموں کے در کی ہے



(20) تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
 تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* جماعت — گروہ، مراد ہے سواد اعظم اہل سنت و جماعت * پھرتا ہے — واپس ہوتا ہے * عطیہ — انعام و بخشش

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! یہ آپ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ نے مجھے (جنتی جماعت) اہل سنت میں قبول فرمایا ہوا ہے، جو آپ کا بہت بڑا انعام ہے اور کریم و نئی دیا ہوا انعام واپس نہیں لیتے۔

مفسرین نے یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ (ال عمران: ۱۰۶) کے تحت لکھا ہے کہ جن لوگوں کے چہرے قیامت کے دن چمکتے ہوں گے وہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے حامل لوگ ہوں گے جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کے پوچھنے پہ فرمایا انا علیہ واصحابی، صراط مستقیم والے (جنتی) وہ ہیں جو کہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے۔

۔ اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(21) موت سنتا ہوں تلخ ہے زہر لبہ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تلخ — کڑوی (فارسی) مراد ہے بہت بڑی آفت و مصیبت * زہر لبہ — مرکب ہے زہر اور آب سے بمعنی زہر والا پانی، آخر پہ ہانتھی ہے جو اپنے ماقبل پہ حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے جیسے قرآن پاک میں ہا سکتہ ہے، * ناب — خالص، اصلی، زہر لبہ ناب کا معنی ہوا خالص زہر آلود پانی * تلووں — پاؤں * غسالہ — دھون یعنی وہ پانی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدموں کو دھویا، اس پانی کو ایک جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آب حیات لکھا ہے

۔ جس کے قدموں کا دھون ہے آب حیات

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ موت بہت بڑی آفت اور خالص زہر ملے پانی کی طرح ہے لیکن اس کی کڑواہٹ کو اگر کوئی شے مٹھاس میں بدل سکتی ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے اترنے والا پانی ہے، کاش! مجھے کوئی حضور علیہ السلام کے قدموں کا دھون لا دے تاکہ قبر میں موت کے وقت پئے جانے والے زہر پلے اور کڑوے پانی کا زہر یلا پن اور کڑواہٹ دور ہو جائے۔

اس لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے وضو کے مستعمل پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے (بخاری شریف) اور حضور علیہ السلام کے تبرکات کو سنبھال کر رکھتے اور بعد از وفات قبر میں اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت فرماتے کیونکہ ان سے موت کی تلخی ختم ہو جاتی ہے اور موت ریحانة الجنة جنت کا پھول بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بلال حبشی رضی

اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو گھر والے رو رہے ہیں اور آپ مسکرا رہے ہیں کہ آج میں حضور کی بارگاہ میں جانے والا ہوں۔
 نشان مرد مومن باتو گویم
 چوں مرگ آید تبسم برب اوست

O

(22) دور کیا جائے بدکار پہ کیسی گزرے
 تیرے ہی در پہ مرے ٹیکس و تنہا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* کیا جانیے — کیا معلوم * کیسی گزرے — کیسی مصیبت آجائے * در — دروازہ * ٹیکس و تنہا — بے یار و مددگار

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! کیا معلوم آپ کے ذرا قدس سے دور جاؤں تو کن مصیبتوں میں پھنس جاؤں لہذا آپ کا گنہگار اور بے یار و مددگار امتی آپ کے ہی در پر پڑا پڑا کیوں نہ مرے تاکہ قبر و حشر کی ہلاکتوں سے بچ کر ہمیشہ کا سکون پالے؟
 اس شعر میں مدینہ شریف کی موت کی آرزو کی گئی ہے جس کی ترغیب اللہ کے محبوب علیہ السلام نے خود دی۔

من مات بالمدينة كنت له شفيعا يوم القيمة (خلاصة الوفاء)

مدینہ میں مرنے والے کی میں آپ شفاعت کروں گا۔

ایک حدیث میں فرمایا:

من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت بها فاني اشفع من يموت بها (مشکوۃ المصابيح)
 جس سے ہو سکے کہ وہ مدینہ میں مرے تو وہ مدینہ شریف میں ہی مرے کیونکہ مدینہ میں آکر مرنا تمہارا کام ہے اور تمہاری شفاعت کر کے تمہیں اللہ سے بخشوا لیتا میرا کام ہے۔

ایک جگہ فرمایا: جو مدینہ میں مرے گا میں اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔ (عقیدہ درست ہونا ہر فضیلت کے لیے شرط اولین ہے)۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
 غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
 (مدینہ شریف کے فضائل احقر کی کتاب ”شان مصطفیٰ ﷺ زبان مصطفیٰ ﷺ بلفظ آنا“ میں تفصیلاً پڑھیں)
 جب مدینے کی بات ہوتی ہے
 وجد میں کائنات ہوتی ہے
 لیلۃ القدر کو جو شرما دے
 وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

O

(23) تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
 جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

مشکل الفاظ و معانی

* تیرے صدقے — آپ پہ قربان یا آپ کے طفیل * اک — ایک کا مخفف * بوند — قطرہ * اچھوں — اچھے لوگ * جام — پیالا * چھلکتا — لبریز، بھرا ہوا

یا رسول اللہ! میں آپ پہ قربان ہو جاؤں یا جس دن آپ کے طفیل نیک لوگوں کو آپ اپنے ہاتھوں سے جام کوثر بھر کر پلا رہے ہوں گے میرا کام تو آپ کے ہاتھوں سے کوثر و سلسبیل کی ایک بوند ہی بنا دے گی۔

جس کی دو بوندیں کوثر و سلسبیل ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن ہم آپ کو کہاں تلاش کریں؟ فرمایا میں ان تین مقامات میں سے کسی مقام پہ تمہیں مل جاؤں گا۔

(۱) پل صراط پہ (اپنی امت کو وہاں سے پار کر کے جنت میں لے جانے کے لیے)۔

رضا مل سے اب وجد کرتے گزریئے کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

(۲) میزان پہ (جہاں امت کے اعمال ٹل رہے ہوں گے اور میں نگرانی کر رہا ہوں گا کیونکہ جس کا سودا تولا جائے وہ وہاں موجود ہوتا ہے اور پھر کمی بیشی اگر ہوگی تو اس کا انتظام فرما رہا ہوں گا)۔

(۳) حوض کوثر پہ (اپنی امت کو جام بھر بھر کے پلا رہا ہوں گا)۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ایک بوند جب آپ عطا فرمائیں گے تو آپ کی توجہ میری طرف ہوگئی تو بس توجہ سے ہی کام ہو جائے گا کیونکہ آپ کی توجہ جدھر ہوگی خدا کی توجہ بھی ادھر ہی ہوگی اس لیے کسی نے کہا۔

تیری نظر سے میری سلامت ہے زندگی تیری نظر نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

○

(24) حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ

جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھٹتا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* حرم — مکہ شریف * طیبہ — مدینہ شریف * بغداد — باغ داد کا، مخفف ہے (انصاف کا باغ، عراق میں ایک باغ تھا جہاں نوشیرواں اپنی کچھری لگا کر عدل و انصاف کرتا تھا) بغداد شریف شہر مراد ہے * جدھر — جس طرف * جوت — نور، اجالا، شعاع * چھٹنا — ظاہر ہونا

یا رسول اللہ! مکہ ہو یا مدینہ یا بغداد (یا کوئی بھی مقدس مقام) جدھر بھی نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے آپ ہی کے نور کے جلوے نظر آ رہے ہیں۔

داتا جیوری ، لاثانی ، مہر علی خواجہ ہند الولی، میراں غوث جلی

کیسے دیئے میرے محبوب نے یہ نگینے ہمیں روشنی کے لیے

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام خدا کے محبوب ہیں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے محبوب ہیں۔ حضور نبی الثقیلین ہیں، غوث پاک ولی الثقیلین ہیں، ہماری جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول الکونین ہیں اور ہمارے آقا غوث اعظم رضی اللہ عنہ غوث الکونین ہیں۔ محبوب خدا علیہ السلام رسول الجن والانس ہیں اور محبوب مصطفیٰ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ غوث الجن والانس اور شیخ الجن والانس ہیں، وہ چودہ طبق کے رسول و نبی یہ سارے جہان کے غوث و ولی، ان کا نبوت و رسالت میں ثانی نہیں ان کا ولایت و غوثیت میں ثانی نہیں، ہیں وہ بھی لا جواب ہیں یہ بھی بے مثال وہ خیر الوریٰ ہیں، یہ غوث الوریٰ ہیں، اُن کی شان کا منکر بھی بد بخت، ان کی عظمت کا منکر بھی بد نصیب۔ نبی اُن کی مہر سے بنتے ہیں ولی ان کی مہر سے بنتے ہیں۔

غوث اعظم درمیان اولیاء چوں محمد درمیان انبیاء

○

(25) تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع

جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* سرکار — دربار، بارگاہ (فارسی) * لاتا ہے — پیش کرتا ہے * رضا — امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمۃ کا تخلص بھی ہے اور آپ کے نام کا ایک جُز بھی پورا اسم گرامی ”احمد رضا“ ہے * شفیع — سفارش کرنے والا (عربی) * غوث — فریادرس * لاڈلا — پیارا بلکہ بہت ہے پیارا، محبوب

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! آپ کے در کا گدا، جس کا نام ہے احمد رضا، آپ کی بارگاہ میں ایک سفارشی لے کر حاضر ہوا ہے، اور ایسا سفارشی کہ جس کی سفارش کو آپ بھلا رد کیوں فرمائیں گے کیونکہ وہ سفارشی میرا آقا و فریادرس ہے اور آپ کا بڑا ہی پیارا و محبوب بیٹا ہے۔ (یعنی شہنشاہ بغداد ہیر پیراں، میر میراں، دنگیر بے کساں، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی، شیر یزدانی، شہباز لامکانی، قدیل نورانی، حضرت الشیخ السید ابو محمد عبدالقادر بیلانی احسنی و احسنی، المعروف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

خلق خدا کا ہاتھ ہے اولیاء کے ہاتھ میں
غوث الوریٰ کا ہاتھ ہے شیر خدا کے ہاتھ میں

مصطفیٰ کا ہاتھ ہے رب العالی کے ہاتھ میں

(جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

نعت شریف نمبر (۲) ”الف“

- (۱) ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا خاک تو وہ آدم ، جدِ اعلیٰ ہے ہمارا
(۲) اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا
(۳) جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خاک — مٹی * ماویٰ — ٹھکانہ، اصل جوہر * آدم — ابوالبشر آدم علیہ السلام (سب سے پہلا انسان) * جدِ اعلیٰ — سب سے اوپر والا دادا * طلب — چاہت * سرکار — آقا، والی * تمغا — سند، میڈل، عزت کا نشان * سید عالم — تمام جہانوں کے سردار (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب) * قربان — صدقے، نثار، نچھاور * دل شیدا — دل دیوانہ۔

مفہوم و تشریح:

- (۱) تمام انسان اولادِ آدم علیہ السلام ہیں و آدم من تراب اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا جو کہ سب کے باپ دادا اور سب کی اصل ہیں کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

هو الذی خلقکم من تراب۔ منها خلقنکم و فیہا نعیدکم و منها نخرجکم
نارۃ اخری۔ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔

- (۲) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی چاہت و طلب میں مٹی کر دے کہ ہم کبھی زبان سے گلہ شکوہ نہ کریں اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتے رہیں الحمد للہ علی کل حال کے مصداق بن جائیں یہی ہمارا شرف اور ہمارے لیے عزت و عظمت کی سند ہے۔ انسان مٹی کا پتلا بھی اپنے سر پہ کرامت کا تاج رکھتا ہے۔ (ولقد کرمنا نبی آدم) اور خاک ہو کر بھی جب اس کو عزت سے نوازا جاتا ہے تو فرشتوں سے آگے نکل جاتا ہے لیکن یہاں تک پہنچنے کے لیے اس کو بڑے مشکل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور بڑی دشوار گھائیاں طے کرنا پڑتی ہیں اقبال نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

- (۳) جس مٹی پہ امام الانبیاء علیہ السلام کے مبارک قدم لگ گئے ہمارا دل دیوانہ اس مٹی پہ قربان ہو جائے۔

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است اے تنک شہرے کہ آں جا دلبر است
جن گلیوں میں آقائے دو جہان علیہ السلام کے قدم لگتے ہیں ان گلیوں کی تو خدا بھی قسمیں یاد فرماتا ہے۔ لا اقسام بہذا

البلد اور اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جس جگہ حضور علیہ السلام آرام فرما ہے وہ جگہ عرش معلیٰ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔

بجھکتے ہیں سارے آسماں میرے نبی کے شہر میں
تجھ کو خدا توفیق دے منکر تو جا کر دیکھ لے
ہرشی کے رخ پہ نور ہے ہر جان و دل مسرور ہے
ہوتے ہیں نازل روز و شب عرش معلیٰ سے ملک
قائد نے دیکھے ہیں وہاں آنکھوں سے قدرت کے نشاں
راتوں پہ ہے دن کا گمان میرے نبی کے شہر میں
موجود ہے باغ جناں میرے نبی کے شہر میں
ہے ذرہ ذرہ ضوفاں میرے نبی کے شہر میں
صد کارواں درکار واں میرے نبی کے شہر میں
کھل جاتے ہیں سر نہاں میرے نبی کے شہر میں

(۴) خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمین سے سن! ہم پہ مدینہ ہے یہ رتبہ ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خم ہونا — جھک جانا * پشت — کمر * فلک — آسمان * طعن — طنز، طعنہ مارنا، آواز کسنا * سن — غور کر، خبر

دار، آگاہ ہو جا۔

مفہوم و تشریح:

(۴) دیکھتے نہیں ہو آسمان جھکا ہوا کیوں ہے؟ اس لیے کہ جب اس نے اپنی بلندی پر ناز کیا تو زمین نے اس کو کہا! ٹھہر جا اور غور سے سن ذرا دیکھ تو میرے اوپر اللہ کا محبوب جلوہ گر ہے بس اس طعن کو سن کر آسمان کی کمر جھک گئی، جہاں سے بھی آسمان کو دیکھو گے اس کے کناروں کو زمین کی طرف جھکا ہوا پاؤ گے، یہ ایسے ہی نہیں جھگ گیا بلکہ زمین کی یہ بات سن کر شرم کے مارے جھک گیا ہے۔

حضرت سیدی ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب مدینہ شریف حاضر ہوا تو مجھ پر ایک دو دنوں کا فاقہ آ گیا میں نے روضہ اقدس پہ جا کر عرض کیا۔ انا ضیفک یا رسول اللہ۔ اے اللہ کے رسول میں تو آپ کا مہمان ہوں۔
سرکار کا در ہے درشاہاں تو نہیں ہے جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ
بس عرض کرنے کی دیر تھی کہ

۔ دروی قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

مجھے نیند آگئی، سرکار کا دیدار بھی ہو گیا اور لنگر بھی مل گیا، آدھی روٹی خواب میں کھائی اور آنکھ کھل گئی تو باقی آدھی بیداری کے عالم میں میرے ہاتھ میں تھی۔

۔ سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں سلطان و گدا سب کو سرکار نبھاتے ہیں
اس طرح کے کئی واقعات تبلیغی نصاب میں فضائل درود کے باب میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں شاید اسی لیے موجودہ مبلغین تبلیغی جماعت نے تبلیغی نصاب سے فضائل درود کا باب نکال دیا ہے۔

زمین و آسمان کا مناظرہ:

خالق و مالک کائنات نے زمین و آسمان کو تخلیق فرمایا تو ان کا آپس میں یوں مناظرہ ہوا کہ

فلک بولا کہ مجھ میں ماہ و خورشید درخشاں ہیں
فلک بولا زمین سے مجھ میں انوار الہی ہیں
فلک بولا کہ مجھ میں کہکشاں تاروں کی جڑی ہوگی
فلک بولا گھٹا اٹھ کر میری تجھ کو گھٹا دے گی
فلک بولا بلندی دی خدا نے ہر طرف مجھ کو
فلک بولا کہ تارے مجھ میں ہیں تاروں سے زینت ہے
فلک بولا میرے اوپر ملائکہ کے محل ہوں گے
فلک بولا ستاروں سے مزین میرا سینہ ہے
فلک بولا کہ مجھ پر کرسی و عرش علی ہوں گے
آفتاب نبوت نے ارض بطحا پہ طلوع کیا تو زمین نے جھوم کر کہا ہاں ہاں اے آسمان میں تجھ سے بہتر ہوں کہ میرے اوپر
امام الانبیاء جلوہ گر ہیں یہ سن کر آسمان لا جواب ہو گیا اور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اپنا سر جھکا کر دعا کی کہ اے اللہ! اپنے
محبوب کو معراج کراتا کہ ان کے قدم میمنت لزوم کو میں بھی چوموں اور پھر زمین کے سامنے کہہ سکوں کہ ہاں میں نے بھی سرکار کے
قدموں کے بوسے لیے چنانچہ آسمان کی دعا قبول ہوئی اور اللہ نے اپنے حبیب کو معجزہ معراج بخشا۔

ثابت ہوا کہ فی الحقیقت نہ زمین افضل ہے نہ آسمان بلکہ افضل تو حضور کا قدم انور ہے جو زمین پر لگا تو زمین افضل ہوگئی
آسمان پر لگے تو اس کو فضیلت مل گئی مکہ کی گلیوں میں لگے تو مکہ افضل مدینہ کی سرزمین پر لگے تو مدینہ افضل صدیق اکبر کے کندھوں پہ
لگے تو وہ سارے صحابہ سے افضل حضرت آمنہ و حلیمہ کی گود میں لگے تو وہ افضل ہو گئیں۔

۔ کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر اوست

(۵) اس نے لقب خاک شہنشاہ سے پایا جو حیدر کرار کہ مولیٰ ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

* لقب — وصفی نام۔ شہنشاہ مخفف ہے شاہان شاہ کا جو دراصل شاہ شاہان ہے یعنی بادشاہوں کا بادشاہ۔

* حیدر — امیر المومنین علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا لقب جو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد اللہ
رضی اللہ عنہا (جن کی وفات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ان ہذہ امی بَعْدَ امی) — یہ میری ماں (آمنہ) کے بعد میری ماں تھی اور
جن کی قبر میں آپ (علیہ السلام) اترے اور اپنی قمیض مبارک پہنائی جس کی وجہ سے قبر بقعہ نور بن گئی اور کئی صحابہ خواہش کرنے لگے
کہ کاش یہ قبر ہماری ہوتی (نے رکھا تھا اس کا معنی ہے دشمن پر تابڑ توڑ حملے کرنے والا شیر) (بعض علماء نے فرمایا کہ یہ لفظ دراصل
”حیۃ در“ تھا حیۃ اثر دہا اور ”در“ دریدن سے ہے سانپ کو پکڑ کر اس کے ٹکڑے کر دینے والا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ بچپن میں

جب آپ کی عمر چند ماہ یا ایک سال تھی آپ کی والدہ ماجدہ نماز پڑھ رہی تھیں کہ ایک اڑوہا حضرت علی المرتضیٰ کے جھولے کی طرف بڑھا والدہ ڈر گئیں لیکن نماز جاری رکھی اور علی المرتضیٰ نے سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈال کر زور سے کھینچا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے والدہ نے نماز مکمل کر کے فرمایا میرا بیٹا تو حیدر ہے (واللہ اعلم بالصواب)۔

چنانچہ آپ میدان جنگ میں فخریہ کہا کرتے

۔ انا الذی سمتنی امی حیدرا

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

* کرار — بار بار حملہ آور ہونے والا، بہادر * مولیٰ — آقا، محبوب، مددگار

حضور علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمایا۔ من كنت مولاه فهذا علي مولاه۔ جس کا میں مولا (محبوب) ہوں اس کا علی المرتضیٰ بھی مولا (محبوب) ہے۔ مولیٰ کا لفظ اٹھارہ معنوں کے لیے آتا ہے۔ اس کا معنی خلیفہ بلا فصل کرنا حماقت ہے ورنہ حدیث کا معنی یہ ہوگا ”جس کا میں خلیفہ بلا فصل ہوں اس کا علی بھی خلیفہ بلا فصل ہے۔ کیونکہ اس معنی میں حضرت علی المرتضیٰ انبیاء علیہ السلام کے مولیٰ تو نہیں ہو سکتے۔ اور نہ حضور علیہ السلام اس معنی میں حضرت علی کے مولیٰ ہو سکتے ہیں۔ غیر نبی نبی کا آقا و مولیٰ ہو جائے؟

۔ این خیال است و محال است و جنون

مفہوم و تشریح:

(۵) دشمن پر پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والے ہمارے آقا و مولیٰ علی المرتضیٰ نے ابو تراب (خاک والے) کا لقب ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو شہنشاہ کائنات ہیں) سے حاصل کیا۔ (جب آپ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کسی بات پر ناراض ہو کر مسجد نبوی کی تنگی زمین پر آکر لیٹ گئے اور بدن مبارک پر مٹی لگ گئی امام الانبیاء علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کے جسم سے مٹی صاف کرتے ہوئے محبت کے ساتھ فرما رہے تھے قم یا ابا تراب قم یا ابا تراب۔ اٹھائے مٹی والے اٹھ اے مٹی والے۔ یہ مٹی کا کتنا بڑا شرف ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کا نام حالانکہ ”علی“ ہے جو اللہ کا نام بھی ہے وہو العلی العظیم اور اس کا معنی بھی بلند و بالا ہے۔ لیکن آپ نے اپنے اس بابرکت نام پر اپنی کنیت کو ترجیح دی ہے اور نام پکارنے سے آپ اتنا خوش نہ ہوئے جتنا کہ کنیت سے خوش ہوئے تھے کہ اس سے آپ کو حضور علیہ السلام کی مذکورہ محبت کی یاد تازہ ہو جاتی)

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

حضرت علی المرتضیٰ کا اسم گرامی حضور علیہ السلام نے اپنی ظاہری حیات میں ہزاروں بار لیا ہوگا اور صحابہ کرام نے بھی لیکن کبھی کسی کو وہم نہ ہوا کہ ”علی“ تو اللہ کا نام ہے کہیں یہ شرک تو نہ ہو جائے گا؟ جیسے آج کل نام نہاد تو حید کے ٹھیکیدار کہتے ہیں کہ داتا مشکل کشا، غریب نواز، غوث اعظم تو اللہ ہے اور بندوں کو یہ نام دینا شرک ہے (نعوذ باللہ) حالانکہ اللہ کے نام تو تو قیفی ہیں جن میں مذکورہ نام ہیں ہی نہیں جب کہ علی تو اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ تو جو اللہ کا نام ہے وہ اگر اللہ کے علاوہ اللہ کے بندے پر بولا جائے تو شرک نہیں ہوتا تو جو اللہ کا نام ہے ہی نہیں وہ اگر اللہ کے بندوں پر بولا جائے تو کیسے شرک ہو گیا کیا اللہ کا نام مسیح نہیں؟ بصیر نہیں؟ المؤمن نہیں؟ الغنی نہیں؟ اور کیا یہ نام قرآن مجید میں ہی بندوں پر نہیں بولے گئے۔ فجعلنہ سمیعاً بصیراً ہم نے انسان کو سمیع و بصیر بنایا

۔ انما المؤمنون اخوة۔ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ حضرت عثمان کو ساری دنیا غنی اور حضرت صدیق کو اکبر کہتی ہے حالانکہ اکبر بھی اللہ ہے اور غنی بھی اللہ۔ تو ثابت ہوا کہ محض لفظی اشتراک سے شرک لازم نہیں آتا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی، مستقل، قدیم، غیر فانی ہیں اور بندوں کی تمام صفات عطائی حادث اور غیر مستقل ہیں۔

(۶) اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مدعیو۔ جمع مدعی کی، دعویٰ کرنے والا، مخالف * تم خاک نہ سمجھے۔ اردو کا محاذہ ہے یعنی تم بالکل کچھ بھی نہ سمجھ سکے * مدفون۔ دفن کیا ہوا * شہ بطحا۔ مکہ کا بادشاہ۔

مفہوم تشریح:

(۶) اے مخالفو! تمہیں خاک (مٹی) کی عظمت ”خاک سمجھ آئے گی“ کیا اس کی یہ عظمت کم ہے کہ اس خاک میں ہمارے آقا و مولیٰ دفن ہوئے ہیں اور اس کی عظمت کو عرش سے بھی بڑھا دیا ہے۔

تیری نظروں سے نظروں کا ملانا بھی ہے بے ادبی
ہ ناداں ہیں جو اونچا بولتے ہیں تیری نگری میں
فرشتے جنگی مٹی پر قدم رکھتے جھجکتے ہیں
کنارے پر کھڑے رہنا علامت کم نگاہی کی
وہاں کی دھوپ میں ٹھنڈک ہے جنت کے مکانوں کی
وہاں جانے کی خواہش کا نہ ہونا بھی ہے گستاخی
تیری سرکار میں پلکیں اٹھانا بھی ہے بے ادبی
وہاں تو بے تکلف مسکرانا بھی ہے بے ادبی
میرے جیسوں کا ان گلیوں میں جانا بھی ہے بے ادبی
تیری موجوں میں لیکن ڈوب جانا بھی ہے بے ادبی
وہاں کی دھوپ سے خود کو بچانا بھی ہے بے ادبی
وہاں پر جا کے انجم لوٹ آنا بھی ہے بے ادبی

(۷) ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین معمور اس خاک سے قبلہ ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

* معمور۔ بنایا ہوا، آباد * شہ کونین۔ دنیا و آخرت کے بادشاہ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم * قبلہ۔

سمت، مرکز توجہ

مفہوم و تشریح:

(۷) کیا خاک (مٹی) کی یہ عظمت کچھ کم ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ سلطان دو جہاں علیہ السلام کا مزار اقدس بھی اسی سے بنایا گیا ہے اور کعبۃ اللہ کی تعمیر بھی تو مٹی سے ہی ہوئی ہے (کعبہ پتھروں کا بنا ہوا ہے اور پتھر بھی مٹی میں شمار ہوتا ہے یعنی ارض دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد باب ایتم)۔

(۸) ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خاک اڑائیں گے — محاورہ ہے یعنی آوارہ اور حیران و سرگرداں پھریں گے * مدینہ — شہر لیکن جب مطلقاً بولا جائے تو مدینہ الرسول ہی مراد ہوتا ہے۔

مفہوم و تشریح:

(۸) اگر مدینہ طیبہ کی خاک نصیب نہ ہوئی تو ہمارے سر پر خاک! پھر اس محرومی پر ساری زندگی حیران و سرگرداں، ماتم کناں رہیں گے۔

خاکِ درِ رسول کا سرمہ بنائیں ہم	وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
مدینے کا ہمیں مہمان کر دے	الہی غیب سے سامان کر دے
سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو	دل درد سے بھل کی طرح لوٹ رہا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو	گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ پڑا ہو

-----***-----

نعت شریف نمبر (۳)

- (۱) غم ہو گئے بے شمار آقا بندہ تیرے شمار آقا
 (۲) بگڑا جاتا ہے کھیل میرا آقا آقا سنوار آقا
 (۳) منجھدار پہ آ کے ناؤ ڈوبی دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
 (۴) ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری للہ یہ بوجھ اُتار آقا
 (۵) ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ بھاری ہے ترا وقار آقا

مشکل الفاظ کے معانی:

* غم — دکھ درد، رنج و ملال * بے شمار — لاتعداد * آقا — اسم مذکر بمعنی مالک و صاحب * شمار — صدقے، قربان
 * کھیل بگڑنا — محاورہ ہے بنانا یا کام بگڑنا * سنورنا — درست ہونا * منجھدار — بھنورنوں غنہ کے ساتھ جیسے مینہ میں نون غنہ
 ہے * ناؤ — کشتی * ٹوٹی — شکستہ ہونا مراد ہے زندگی کی مشکلات کے بوجھ سے کمر ٹوٹی جا رہی ہے * للہ — خدا کے لیے
 * ہلکا — کم وزن * پلہ — ترازو کا ایک پلڑا * وقار — مرتبہ و مقام

مفہوم و تشریح:

(۱) حضور آپ کا یہ عاجز غلام آپ پر قربان ہو جائے میرے غم سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ اس شعر میں سنت صحابہ کرام علیہم
 الرضوان کو زندہ کیا گیا ہے کہ وہ نفوس قدسیہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اکثر عرض کرتے تھے بابی انت وامی۔

(شفا شریف جلد ۷ صفحہ ۷۱)

حضور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ سبحان اللہ۔ ایک صحابیہ حضرت عطیہ تو اکثر و بیشتر اسی طرح ہی عرض
 کرتیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے حضور علیہ السلام کی بشارت ہے آپ نے فرمایا کہ میرے وصال
 کے بعد میری امت کے کچھ لوگ ایسے رہیں گے لودانی باہلہ و مالہ (شفا شریف ص ۷۱ ج ۲)
 وہ تمنا کریں گے کہ کاش مال و جان کے بدلے میں حضور کی زیارت ہو جائے۔ اس دور میں یہ سعادت حضرت حسان بن
 ثابت کو ملی کہ انہوں نے عرض کیا۔

فان ابی والذنی و عرضی لعرض محمد منکم وقائی
 میرا ماں باپ، عزت و آبرو سب کچھ اے کافرو! حضور علیہ السلام کی عزت و آبرو کے لیے تمہارے مقابلے میں ڈھال ہے
 اور اس ہمارے دور میں یہ اعزاز امام احمد رضا کے حصے میں آیا کہ فرمایا

۔ کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

جو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

حضور علیہ السلام چونکہ اپنے امتی کے دکھ کا احساس رکھتے ہیں عزیز علیہ ماعنتم۔ (التوبہ) تمہارا مشقت میں پڑنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر گراں گزرتا ہے، اور پھر آپ اپنے اللہ سے امت کی مشکلات کے حل کی دعا فرماتے ہیں جو حریص علیکم کا تقاضا ہے اس لیے آپ کی بارگاہ میں دنیا میں بھی قضائے حاجات و حل مشکلات کے لیے عرض کیا جاتا ہے اور آپ کی انہی شفقتوں کی وجہ ہے کہ قیامت کے دن بھی جب ہر کوئی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا تو سرکار امتی امتی فرما رہے ہوں گے گویا آپ جسم میں آنکھ کی طرح ہر کسی کے دکھ درد کو محسوس فرماتے ہیں۔ کسی نے کیا خواب کہا ہے۔

۔ مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ اور کسی نے یوں بھی کہا

۔ کانٹا چھبے کسی کو تو روتے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے (۲) یا رسول ہاشمی! میرا بنانا یا کام دن بدن بگڑتا ہی جا رہا ہے۔ آقا! میرے کام کو سنو اور دیجئے۔

(صحابہ کرام علیہم الرضوان مشکل حالات میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں فریاد کناں ہوتے تھے۔ اس پر دلائل درکار ہوں تو دلائل النبوة للبیہقی ج ۱ ص ۳۲، اصابہ ص ۲۹۷ اور کتاب الاستیعاب ج ۲ ص ۲۴۶ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

ابن ماجہ شریف اور مشکوٰۃ شریف میں نابینا صحابی کو خود سرکار علیہ السلام نے دعا کا یہی طریقہ بتایا۔ اللھم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد اني تو جهت بك الي ربی ليقضى لى فى حاجتى هذه اللھم فشفعه فى۔ جس کا ترجمہ ہی تو اعلیٰ حضرت نے اس طرح کیا ہے۔

۔ یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے عہد فاروقی میں حلب کے لشکر جرار سے جب مسلمانوں کی جنگ ہوئی تو مسلمانوں کا شعار حضور علیہ السلام کو پکارنا ہی قرار دیا گیا یعنی یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (فتوح الشام ج ۱ ص ۱۵)

طبرانی میں ہے کہ حضور علیہ السلام حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام فرماتے تھے کہ رات کو نماز کے لیے اٹھ کر وضو فرمایا اور تین بار لبیک فرما کر فرمایا تیری مدد کی گئی حضرت میمونہ نے عرض کیا حضور! کس کو فرما رہے ہیں فرمایا یہ راجز (صحابی) مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا۔ (طبرانی ص ۲۰۱ مطبوعہ لکھنؤ)

حالانکہ (حضرت عمرو بن سالم) راجز رضی اللہ عنہ مکہ سے نکل کر مدینہ شریف آ رہے تھے کہ کافروں کے گھیرے میں آ گئے۔ اس وقت انہوں نے امداد کے لیے پکارا تو حضور علیہ السلام نے ان کی مشکل کشائی فرمائی۔

(۳) دریا کے درمیان میں آ کر کشتی ٹوٹ گئی میرے آقا اپنا نورانی ہاتھ عنایت فرمائیں تاکہ اس کو پکڑ کر کنارے پہ آسکوں۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں لکھا ہے کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا پاؤں مفلوج ہو گیا تو کسی نے آپ کو علاج بتایا کہ اذکر احب الناس اليك۔ لوگوں میں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اس کو یاد کیجئے فصباح یا محمد اہ فانتشرت انہوں نے چلا کر کہا یا محمد اہ۔ اے اللہ کے نبی میں مشکل میں ہوں میری خبر لیجئے پاؤں فوراً درست ہو گیا (مدارج)

امام نووی علیہ الرحمۃ نے کتاب الاذکار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما واقعہ بھی اس طرح کا بیان فرمایا ہے۔
علاوہ ازیں امام خفاجی مصری علیہ الرحمۃ نسیم الریاض شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ هذا مما تعاهدہ اهل المدينة۔
مدینہ والوں کی یہ قدیمی عادت چلی آرہی ہے کہ مشکل میں یا محمد (نعرہ رسالت) لگاتے ہیں تو مشکل آسان ہو جاتی ہے یہی سبق اعلیٰ
حضرت نے دیا ہے۔

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
(۴) گناہوں کے بوجھ سے کمر ٹوٹی جا رہی ہے خدا کے لئے میرا بوجھ اتار دینے۔

اہل اللہ میں سے کسی کو مدد کے لیے پکارنا مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کے نزدیک اس وقت شرک ہے جب کہ اس کو
عالم غیب اور متصرف مستقل جانے اور جو کوئی لفظ میں اثر و برکت جان کر مثلاً وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیعہ اللہ پڑھے جو بعض
مشائخ قادریہ کا معمول ہے تو نہ یہ کفر ہے نہ فسق۔ اس کے بعد گنگوہی صاحب نے لکھا ہے کہ اگرچہ ایسے وظیفے کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں
ہے یہ انہوں نے حسب معمول اپنی طرف سے جڑی ہے کہ جس کام کا کرنا اولیٰ نہ ہو اس کو چھوڑا جائے کئی عبادات اولیٰ نہیں مگر کی
جاتی ہیں مثلاً ذکر جہری سے خفی اولیٰ ہے تو کیا ذکر جہری نہیں کرنا چاہیے؟
یہ فتویٰ اگر تفصیل سے دیکھنا چاہو تو مجموعہ فتاویٰ جوازی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیعہ اللہ جو انجمن نعمانیہ نے شائع کیا تھا اس
میں دیکھا جاسکتا ہے۔

علماء دیوبند کے پیرومرشد سرکار کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں بس اب چاہو ڈبو و یا تراؤ یا رسول اللہ
(۵) یا رسول اللہ! اگر شامت اعمال کی وجہ سے بروز قیامت میری نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے تو آپ اپنی شفاعت کے وزنی
مرتبے کے ساتھ ہماری نیکیوں کے پلڑے کو بھاری فرما دینا۔ اس شعر میں شفاعت کی دس قسموں میں سے شفاعت بالوجاہت کی
طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک غیر مقلد عالم کا پنجابی زبان میں شعر ہے۔

زلفاں تیریاں روز قیامت الہی عظمت پاؤں اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت دیو چہ جاؤں

(۶) مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے تم کو تو ہے اختیار آقا
میں دور ہوں تم تو ہو میرے پاس سن لو میری پکار آقا
مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہو گا تم سا نہیں غم گسار آقا
گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی ڈوبا ڈوبا ، اتار آقا
تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے میں وہ کہ بدی کو عار آقا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مجبور — بے بس * فکر — اندیشہ، غم * اختیار — طاقت و قدرت * پکار — فریاد * مجھ سا — مجھ جیسا * غمزدہ
— غم کا مارا ہوا، دکھی * غمگسار — غمخوار، ہمدرد * گرداب — بھنور، پانی کا گول چکر جس کو پنجابی میں گھسن گھیری کہتے ہیں

* اتار—ڈوبنے سے بچا۔

مفہوم و تشریح:

(۶) حضور! اگر ہم مجبور و بے بس ہیں تو کوئی بات نہیں آپ ﷺ جو ہمارے بااختیار آقا ہیں۔

اس شعر میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے۔

خیرت بین الشفاعة و بین ان یدخل شطرا امتی الجنة فاخترت الشفاعة

لانہا اعم واکفی اترو نہا للمومنین المتقین لا ولكنها للمذنبین الخطائین

کہ میں اپنی آدمی امت (بے حساب) جنت میں داخل کرالوں یا شفاعت کا اختیار لے لوں، پس میں نے شفاعت کا اختیار لے لیا کیونکہ یہ زیادہ عام اور کافی ہے (پھر فرمایا) کیا تم سمجھتے ہو یہ شفاعت متقی ایمانداروں کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ بڑے بڑے گنہگاروں کے لیے ہے۔

(۷) کیا ہی ذوق افراء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ قرض لیتی ہے گناہ پرہیز گاری واہ واہ میں اگرچہ بظاہر اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے آپ سے دور رہی مگر آپ تو اپنی خداداد طاقت و اختیار کے ساتھ مجھ سے دور نہیں اور میری فریاد رسی فرما سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کو اولیٰ بالمومنین فرمایا گیا کہ آپ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اور رقیب ہونے کا کیا فائدہ اگر اپنے غلاموں کی مدد نہیں فرمائیں گے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

ان الفضاء ممتلیٰ بروحہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ساری فضاء حضور ﷺ کے نور سے بھرپور ہے (صفحہ ۲۸)

(۸) در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ماز نام مصطفیٰ است (اقبال)

نواب صدیق حسن بھوپالی مسک الختام شرح بلوغ المرام کے صفحہ ۴۶ پہ لکھتے ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے ”پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در ذات مصلیاں موجود و حاضر است۔ کہ حضور علیہ السلام حالت نماز میں (جب نمازی السلام علیک ایہا النبی کہتا ہے تو اس کے پاس ہی موجود و حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔“

ہماری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری صرف جابانہ ہے اور غفلت کی ہے جیسے کوئی شخص چوری سے بچنے کے لیے قیمتی ہیرا سوتے میں اپنے ساتھی چور کی جیب میں ڈال دے اور وہ رات کو تلاش کرتا پھرے۔ ہے اس کے پاس مگر اس سے غافل ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

انی ارای ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون۔ (بخاری)

میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات

میں ہے اسمع صلاۃ اہل محبتی واعرفہم۔ محبت والے جہاں سے بھی درود و سلام پڑھیں میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں

(۸) مجھ سے زیادہ جہاں میں دکھی کوئی نہیں ہے اور آپ سے بڑا غمخوار کوئی نہیں۔

اے میرے آقا! آپ تو اوتھوں، ہر نیوں اور پرندوں کی فریاد سن کر ان کی مدد فرماتے ہیں میں تو پھر انسان ہوں اور آپ کا گنہگار غلام ہوں اس لیے آپ کی مدد کا زیادہ حق دار ہوں۔

اونٹ اور ہرنی کی فریادیں کا ایمان افروز واقعہ کنز العمال اور البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۶ ص ۱۴۷ یہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

(۹) گناہوں کے بھنور میں میری کشتی پھنس چکی ہے اور میں ڈوبنے کے قریب ہوں آقا! مجھے ڈوبنے سے بچا لیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کو سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو کر گناہ بخشوانے کا طریقہ سکھایا ہے۔

ولوا نھم اذ ظلموا انفسھم جاءوك فاستغفروا اللہ۔

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے حبیب تیرے دربار میں آ کر اللہ سے معافی مانگیں۔

واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توا بارحیما (النساء)

اور میرا رسول ان کی سفارش کرے تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحیم پائیں گے تو جو وہاں نہیں جاسکتا وہ یہیں سے ان کی طرف متوجہ ہو کر عرض کر دے کام ہو جائے گا۔

(۱۰) حضور! آپ تو وہ ہیں کہ جو دو کرم بھی آپ پہ ناز کرتا ہے اور میں ایسا گنہگار ہوں کہ برائی بھی مجھ سے شرماتی ہے۔

ایسی تواضع اور عاجزی اعلیٰ حضرت ہی کا حصہ ہے اس وجہ سے جوں جوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے امام اہل سنت کی شان میں نکھار پیدا ہوتا جا رہا ہے کیونکہ۔

من تواضع للہ فقد رفعہ اللہ

جو اللہ کے لیے جھلک جائے اللہ اس کو سر بلند کر دیتا ہے۔

۔ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین

(۱۱) پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا دے دے ایسی بہار آقا

(۱۲) جس کی مرضی خدا نہ ٹالے میرا ہے وہ نامدار آقا

(۱۳) ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ میرا ہے وہ کامگار آقا

(۱۴) سویا کیے نابکار بندے رویا کیے زار زار آقا

(۱۵) کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں دنیا کے یہ تاجدار آقا

مشکل الفاظ کے معانی:

* منہ نہ پڑے — محاورہ ہے ہمت و حوصلہ نہ ہو * خزاں — جس موسم میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ اور درخت بے رونق ہو جاتے ہیں۔ جیسے بہار پھول کھلتے اور درختوں کی رونق کا موسم ہوتا ہے * نامدار — نامی گرامی * ملک خدا — خدا کی ساری مخلوق حدودہ ہزار عالم یا اس سے کم و بیش * کامگار — کامیاب * نابکار — نالائق * زار زار — بہت زیادہ رونا * بھول — غلطی، لغزش * تاجدار — بادشاہ

مفہوم و تشریح:

(۱۱) یا رسول اللہ! مجھے اپنے عشق و محبت کی ایسی (بہار) رونق عطا فرما دیں کہ جس کو کبھی خزاں نہ آئے۔ کیونکہ مفسرین فرماتے ہیں کہ جو حضور کی نگاہوں میں رہے پھر اس سے گناہ نہیں ہو سکتا بلکہ روح البیان میں ہے کہ آدم علیہ السلام سے بھی خطا بھی سرزد ہوئی جب ان سے روح محمدی علی صاحبہا السلام نے توجہ ہٹائی۔ (عربی ج ۹ ص ۱۸)

اعلیٰ حضرت کے حسن طلب پہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے۔

(۱۲) میرے نامی گرامی آقا وہ ہیں کہ جن کی مرضی خدا بھی نہیں ٹالتا بلکہ فرماتا ہے۔ ولسوف يعطيك ربك فترضى۔ اے حبیب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یا رسول اللہ میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے۔

ان ربك يسارع في هواك (صحاح ستہ)

(۱۳) میرے آقا خدا کی خدائی کے باختیار بادشاہ ہیں (ادھر چاند توڑ رہے ہیں ادھر ڈوبا سورج واپس موڑ رہے ہیں) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام پیدا ہوئے تو کسی نے پکا کر کہا!

بخ بخ فيض محمد صلى الله عليه وآله وسلم الدنيا كلها لم يبق خلق الا دخل في قبضته (دلائل النبوة لابن نعیم)

واہ واہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ساری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی ان کے قبضے سے باہر نہیں رہی۔ صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۴۱۸ پہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ یاد رہے کہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے لہذا کوئی یہ نہ کہے کہ یہ تو خواب کی بات ہے۔

(۱۴) ہم جیسے نیکے تو ساری رات غفلت میں سوئے رہتے ہیں اور ہمارے رحیم و کریم آقا ساری ساری رات امت کی بخشش کے لیے رو رو کر دعا کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ ایک پوری رات یہ آیت تلاوت کرتے رہے اور رو رو کر امت کے لیے دعا کرتے رہے۔

ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم۔

اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے ہی بندے ہیں اور اگر ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

(۱۵) دنیا کے بادشاہ یہ غلطی کیوں کرتے ہیں کہ حضور جیسا آقا ہونے کے باوجود اپنے آپ کو آقا کہہ رہے ہیں۔

منگتے تو منگتے ہیں کوئی شاہوں میں دکھا دو جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو قیامت والے دن سارے نبی اور غیر نبی حضور علیہ السلام ہی کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ (حدیث)

(۱۶) ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں ایسے ایسے ہزار آقا
بے ابر کرم کے میرے دھبے لَا تَغْسِلُهَا الْبَحَارُ آقا
اتنی رحمت رضا پہ کر لو لَا يَقْرُبُهُ الْبَوَارُ آقا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مٹ جائیں — قربان ہو جائیں * بے ابر — آپ کی رحمت کے بادل کے بغیر * دھبے — داغ * لَا تَغْسِلُهَا الْبَحَارُ — سمندر بھی نہ دھو سکیں * لَا يَقْرُبُهُ الْبَوَارُ — ہلاکت اس کے قریب بھی نہ آئے۔

مفہوم و تشریح:

(۱۶) میرے آقا! آپ کی بارگاہ کے ادنیٰ بھکاری پر دنیا کے ہزاروں بادشاہ قربان۔
دنیا کے بادشاہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں غلام و گدا بن کر حاضری دیتے رہے۔ محمود غزنوی، اورنگزیب عالمگیر اور ہارون الرشید جیسے شاہان اسلام کے تذکروں اور دربار رسالت کی حاضری کے واقعات سے اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا جو امام اہل سنت نے مذکور شعر میں بیان فرمائی ہے۔

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں
اے میرے آقا! آپ کے ابر کرم کے چھینٹوں کے بغیر میرے گناہوں کے داغ دھلنے والے نہیں ہیں اگرچہ ان پر سمندروں کا پانی ہی بہا دیا جائے۔ امام اہل سنت کے تقویٰ و طہارت کو سمجھنے والا ہی ان کی بارگاہ رسالت میں اس عاجزی اور تواضع کی کیفیات کو سمجھ سکتا ہے۔

(۱۸) میرے آقا! مجھے اپنی رحمت کے سائے میں رکھنا کہ ہلاکتیں میرے قریب بھی نہ آسکیں۔ کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا
اساں سنیاں سوہنا اوہدی بھاں پھڑدا جہدا کوئی سہارا نہ ہووے
اوہدی کشتی پار لنگھا دیندا جہدا کوئی کنارہ نہ ہووے

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی حضور علیہ السلام کے وسیلے سے قبول ہوئی اور قرآن مجید میں ہے کہ حضور علیہ السلام کی بعثت سے پہلے یہود بھی اپنے دشمن پہ فتح کی دعا حضور علیہ السلام کے وسیلے ہی سے مانگتے تھے۔

وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (البقرہ)

اور اس سے پہلے (آپ کے وسیلے سے) کافروں پر فتح مانگتے۔ اور یوں کہتے۔

اللَّهُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اِنْ تَنْصُرْنَا عَلَيْهِمْ

اے اللہ نبی امی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طفیل ہم تجھ سے دشمن پر فتح کی دعا مانگتے ہیں (درمنثور للسيوطی) جو بنی پہلوں کا سہارا بن سکتا ہے وہ پچھلوں کا کیوں نہیں بن سکتا۔ آپ نے خود فرمایا کہ بروز قیامت مجھے تین جگہوں پہ تلاش کرو۔

(۱) پلصراط پر (گنہگاروں کو پار لگا رہا ہوں گا) (۲) میزان پر (گنہگاروں کی سفارش کر کے گناہ کم کروا رہا ہوں گا) (۳) حوض کوثر پر (گنہگاروں کو جام بھر بھر کر پلا رہا ہوں گا) (رواہ الترمذی)۔

نعت شریف نمبر (۴)

- (۱) محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
 (۲) یہی ہے اصل عالم مادہ ایجاد خلقت کا
 (۳) گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
 (۴) گنہ مغفور، دل روشن خنک آنکھیں جگر ٹھنڈا
 (۵) نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
- نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
 یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا
 خدا دن خیر سے لائے نخی کے گھر ضیافت کا
 تعالیٰ اللہ ماہ طیبہ عالم تیری طلعت کا
 چمکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مظہر - ظاہر کرنے والا (جبکہ اسم فاعل ہو اور اگر اسم ظرف ہو تو معنی ہوگا جائے ظہور) * حق - اللہ تعالیٰ * عزت - مرتبہ و مقام * کثرت - ہجوم * انداز - طرز، طریقہ * وحدت - اکیلا ہونا * اصل - بنیاد * مادہ - جس سے کوئی چیز بنائی جائے * ایجاد - نئی چیز بنانا * خلقت - مخلوق * برپا - قائم، واقع * عجب - انوکھا * ہنگامہ - بھیڑ، کثرت * گدا - مانگنے والا * منتظر - امیدوار * خلد - جنت، ہمیشہ رہنے کی جگہ * خیر - سلامتی * ضیافت - مہمانی * گنہ - گناہ کا مخفف * مغفور - بخشا ہوا * خنک - ٹھنڈک مراد ہے سکون و قرار * جگر - کلیجہ * تعالیٰ اللہ - سبحان اللہ * ماہ طیبہ - مدینے کا چاند * عالم - جہان * طلعت - روشنی، دیدار * گل - پھول * جوش حسن - حسن کی زیادتی کا جو بن * گلشن - باغ * جا - جگہ * چمکتا - کھلنا * غنچہ - کلی۔

مفہوم و تشریح:

(۱) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب العزت کی عظمت و شان کے مظہر کامل و اکمل ہیں گویا وحدت کے جلوے کثرت میں نظر آرہے ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات قرانیہ میں غور کریں تو اس شعر کا مطلب سمجھنے میں کوئی دقت نہ رہے گی۔

و ما رمیت اذا رمیت ولكن الله رمى۔ من يطع الرسول فقد اطاع۔ والله
 ورسوله احق ان يرضوه۔ ان الذين يباعدونك انما يباعدون الله۔
 استجبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم۔

اور یہ جلوہ تو اللہ نے ہر شے میں ودیعت فرمایا ہوا ہے آپ دیکھیں ایک انسان دوسرے سے منفرد ہے اس کا ایک ایک عضو دوسرے سے نہیں ملتا بلکہ کروڑوں انسانوں کی ایک ہی انگلی کی لکیریں دوسرے انسان کی اس انگلی کی لکیروں سے مختلف ہیں۔ یہی

حال جانوروں کا بھی بلکہ درختوں کے پتوں کا بھی ہے۔ جس کا انکار کوئی احمق کرے تو کرے صاحب فہم و شعور نہیں کر سکتا، لیکن اللہ نے اپنے محبوب کو بالکل ہی بے مثل و منفرد بنایا ہے۔

محبوب خدا کا کوئی ہم پایا نہیں ہے اس شان کا مرسل تو کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے واں جسم نہیں توپہ یہاں سایہ نہیں ہے
(۲) آپ کی ذات والا صفات میں کثرت کی جلوہ آرائی ہے اور آپ اصل تخلیق کائنات ہیں کہ آپ ہی کے نور سے تمام جہانوں کو وجود دیا گیا۔ آپ نے خود فرمایا۔

اول ما خلق الله نوری و کل الخلائق من نوری۔

(اخبار الہدیٰ امرتسر ۱۶۔ اپریل ۱۹۰۹ء شاء اللہ امرتسری، فتاویٰ رشیدیہ ص ۹ مطبوعہ دہلی)

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے
(۳) جنت کا حصول چونکہ صرف اعمال صالحہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ فضل الہی پہ موقوف ہے اس لیے یہ فقیر (احمد رضا اس بات کا منتظر ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ ان نیکوں کے ساتھ مجھے بھی بخیر و سلامتی اپنی ضیافت کا حق دار بنادے۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں
شنیدم کہ در روز امید و بیم بدارا بہ نیکاں بہ بخشد کریم
میں نے سن رکھا ہے کہ قیامت کے دن بروں کو نیکوں کے طفیل بخشا جائے گا۔

(۴) کیا بات ہے اے میرے آقا، مدینے کے چاند! آپ کی زیارت بھی کیا انوکھی ہے کہ جس سے گناہ معاف ہوتے ہیں، آنکھوں میں نور اور دلوں میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش بیان کی تو یہ کہ النظر علی وجہ رسول اللہ حضور کا چہرہ ہو اور صدیق کی آنکھ ہو۔ (مشائخہ طبرستان)

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا ان کا خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا ان کا
(۵) (اس شعر میں عقیدہ ختم نبوت کو بیان فرمایا گیا ہے) گلشن نبوت میں کئی پھول کھلے اور کئی بہاریں آئیں لیکن آپ کی رسالت کا ایسا پھول کھلا کہ جس نے اپنے بعد مزید کسی کلی کے کھلنے کی گنجائش باقی نہ چھوڑی گویا آپ چمن رسالت کے آخری مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

تیرے بغیر ہو نہ سکی رونق چمن پھولوں کو لاکھ بار سجایا بہار نے
خدا کی غیرت نے یہ گوارہ ہی نہ فرمایا کہ اپنے محبوب کے بعد کسی کو نبی بنا کر بھیجے، چنانچہ نبوت کا دروازہ آپ کی ذات پر بند کر دیا گیا۔

اے اوہ سچا ای رب نے بھن دتا جہدے وچہ محمد نوں ڈھالیا سی

فرمایا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین

(الاحزاب)

حضور علیہ السلام نے فرمایا لا نبی بعدی انا خاتم النبیین

ختم نبوت اور رد مرزائیت کے لیے مندرجہ بالا حدیث کے تحت میری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ "بلفظ انا" کا مطالعہ کریں۔

- (۶) بڑھایا سلسلہ رحمت کا دور زلف والا میں
(۷) صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
(۸) سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب
(۹) ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
(۱۰) بڑھیں اس درجہ موجیں کثرت افضال والا کی
- تسلل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا
گنہگار و چلو موٹی نے در کھولا ہے جنت کا
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کر کے حیرت کا
نرالا طور ہو گا گردش چشم شفاعت کا
کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* بڑھایا - ایسا لمبا ہوا * سلسلہ - زنجیر، ترتیب * دور - چکر، گردش * زلف - گیسو * والا - بلند مرتبہ * تسلل - لگاتار * کوسوں - برسوں کا سفر، لمبا راستہ * عصیاں - گناہ * ظلمت - اندھیرا * صف ماتم اٹھے - خوشی حاصل ہو * زنداں - جیل، قید خانہ * ٹوٹیں زنجیریں - آزادی ملنا * مولیٰ - آقا علیہ السلام * در - دروازہ * گستاخ - بے ادب * روئے جاناں - محبوب کا چہرہ * حیرت - تعجب * حسرت - آرزو * نرالا - انوکھا * طور - طرز، طریقہ * گردش - گھماؤ * چشمہ - آنکھ * بڑھیں - زیادہ ہوئیں * موجیں - لہریں * افضال - جمع فضل کی بمعنی بخشش * کنارہ مل گیا - پتہ چل گیا یہاں مراد ہے تعلق قائم ہو گیا * دریائے وحدت - توحید کا دریا۔

مفہوم و تشریح:

(۶) حضور علیہ السلام کی وائیل کی زلفوں کے پیچ و خم میں رحمت کا سلسلہ کچھ ایسا طویل ہو گیا کہ گناہوں کی تاریکی بہت پیچھے رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زلفوں کی قسم یاد فرمائی ہے والضحی والیل اناس جسی۔ آپ کے رخ تاباں کی قسم، آپ کی زلف عنبریں کی قسم۔ (روح البیان)

(۷) یا اللہ! یہ آئینہ کتنا گستاخ ہے کہ حیرت و تعجب کے بہانے تیرے حبیب کے روئے تاباں کا دیدار کر رہا ہے۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو یہ حدیث ذہن میں آئی کہ "جو مجھے خواب میں دیکھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا۔ اس خیال سے حضرت میمونہ کے پاس آئے اور اپنا خواب بیان کیا، انہوں نے حضور علیہ السلام کا آئینہ نکالا جب حضرت ابن عباس نے آئینے میں دیکھا تو بجائے اپنی شکل نظر آنے کے صورت مصطفیٰ علیہ السلام نظر آگئی۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

قد رایت صورة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولم ار لنفسی صورة۔

(الحاوی للفتاویٰ ص ۴۴۹ ج ۲)

(۹) قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی شفاعت کا انداز ہی نرالا ہو گا کہ ایک نظر امت کے گناہوں پہ ہوگی اور دوسری نظر اللہ کی رحمت پہ ہوگی۔

لا تقنطوا من رحمة الله. وما ارسلناك الا رحمة للعالمين اور ولسوف يعطيك ربك فترضى

کے جلوے آپ کی شان شفاعت میں نظر آئیں گے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اذن لا ارضى وواحد من امتى فى النار (دیلی در مسند الفردوس)

میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔ اور فرمایا میں اس وقت تک شفاعت کرتا ہوں گا۔

حتى ينادى ربى ارضيت يا محمد فاقول اى رب رضيت

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے پیارے! اب راضی ہو؟ تو میں عرض کروں گا ہاں اے اللہ میں راضی ہو گیا ہوں (طبرانی در معجم اوسط، بزار فی مسندہ عن علی رضی اللہ عنہ) دونوں احادیث کو ملانے سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ نہایت ہی وجد آفرین ہے۔

(۱۰) حضور علیہ السلام کی رحمت کا دریا اس قدر موجزن ہوا کہ گویا نہر رحمت مصطفیٰ کا کنارہ دریا کے وحدت سے مل گیا۔

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلبیل ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

- | | |
|--|---|
| (۱۱) خم زلف نبی ساجد ہے محراب دوا ابرو میں | کہ یا رب تو ہی والی ہے سیہ کاران امت کا |
| (۱۲) مدد اے جوش گریہ بہا دے کوہ اور صحرا | نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا |
| (۱۳) ہوئے کنواری ہجراں میں ساتوں پردے کنواری | تصور خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا |
| (۱۴) یقین ہے وقت جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے | ملے جوش صفائے جسم سے پابوس حضرت کا |
| (۱۵) یہاں چھڑکا نمک واں مرہم کا فور ہاتھ آیا | دل زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاححت کا |

مشکل الفاظ کے معانی:

* خم زلف۔ زلف کا پیچ یا کنڈل * محراب۔ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ * ابرو۔ بھوئیں * سیہ کاران امت۔ امت کے گنہگار * جوش۔ ولولہ، ابال، جذبہ محبت رسول * گریہ۔ رونا * کوہ۔ پہاڑ * صحرا۔ جنگل * جلوہ۔ تجلی * بے حجاب۔ بے پردہ * تربت۔ قبر * کم خوابی۔ نیند نہ آنا * ہجراں۔ وچھوڑا، جدائی محبوب * کم خوابی۔ قیمتی ریشمی کپڑا جس میں سونے کا کام ہوا ہو * استار تربت۔ قبر انور جو پردوں میں چھپی ہوئی ہے، استار جمع ستر کی بمعنی پردہ * لغزشیں۔ غلطیاں، کوتاہیاں * پائے۔ قدم * نگہ۔ نظر * پائے۔ پانا سے * صفائے جسم۔ آپ کے جسم کی صفائی * پابوس۔ پاؤں چومنے والا * یہاں۔ اشارہ ہے دل کی طرف * واں۔ وہاں کا مخفف * مرہم۔ زخم پر لگانے والی گاڑھی چکنی دوائی * کا فور۔ خوشبودار سفید رنگ کی دوائی * دل زخمی۔ زخم خورہ دل * پروردہ۔ پالا ہوا * ملاححت۔ نگہبانی حسن، خوبصورتی

مفہوم و تشریح:

(۱۱) آپ کی کنڈل والی زلفیں محراب نبوی میں سجدہ ریز ہونے کے وقت بھوؤں پر آکر امت کے گنہگاروں کے لیے دعا گو

ہوئیں کہ یا اللہ اس روشن چہرے والے محبوب کی امت کا تو ہی والی و وارث ہے ان کی امت کے گنہگاروں کو بخش دے۔
 کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ محض لفاظی، شاعرانہ تخیل اور مبالغہ آرائی ہے بھلا زلفیں دعا مانگیں گی؟ بحکم قرآن وان من شی الا
 یسبح بحمدہ ہر شے اپنے اپنے حال میں اللہ کی تسبیح و تحلیل میں مصروف ہے اور عین ممکن ہے کہ زلفوں کی اس دعا کو کئی عاشق سنتے
 بھی ہوں جیسے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دوران قدس میں ہم جس پیالے میں کھانا کھاتے تو کھانے اور پیالے کی
 تسبیح کو اپنے کانوں سے سنتے۔ صحابہ کو یہ برکت حضور ہی کی وجہ سے ملی تو وہ برکتوں والا محبوب جو پتھروں کو بلا لے، درختوں کو چلا دے
 ، گونگوں کو نطق عطا فرما دے وہ اگر اپنی زلفوں کی یہ التجا بھی اپنے کانوں سے سنتے تو کیا بعید جب کہ آپ فرماتے ہیں میں اپنی والدہ
 کے بطن میں لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز بھی سن لیتا تھا۔

انی اری ما لاترون واسمع ما لا تسمعون۔

بخاری شریف کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
 (۱۲) اے جذبہ شوق کی گریہ وزاری میری مدد کر اور حضور علیہ السلام کی زیارت کے شوق میں اس قدر آنسو بہا کہ میرے اور
 مدینہ پاک کے درمیان جنتی رکاوٹیں ہیں وہ بہہ (ختم ہو) جائیں اور بے حجاب سرکار کے مزار پر انور کی جی بھر کے زیارت کر لوں۔
 عشق رسالت ماب میں ڈوب کر کثرت سے درود شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہجر و فراق رسول علیہ السلام میں آہ و
 زاری کا سہارا لینے سے نہ صرف روضہ انور کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے بلکہ روضے والے کے دیدار سے بھی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی
 ہیں جیسا کہ امام بوسیری، امام جلال الدین سیوطی، امام محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات کے واقعات سے ظاہر ہے بلکہ
 بقول امام سخاوی صاحب القول البدیع محمد بن سعید علیہ الرحمۃ جو بکثرت درود شریف پڑھتے ایک رات سرکار تشریف لائے اور ان کو
 یوں نوازا کہ ان کے منہ کو چوما، فرماتے ہیں میں بیدار ہوا تو میرا سرا گھر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ (القول البدیع)۔

(۱۳) میری آنکھوں نے سرکار کے مزار پاک کے قیمتی پردوں کا ایسا عمدہ تصور جمایا کہ میری کنواری (فراق) کنواری (ریشمی قیمتی
 کپڑے) جیسی قیمتی بن گئی کیونکہ میری آنکھوں کے پردوں میں حضور ﷺ کی قبر انور کے قیمتی پردے منقش ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت نے ہجر و فراق کی دوری کو دور کرنے کا علاج اور حضور علیہ السلام کے ساتھ کسی بھی نسبت سے معمولی سا تعلق
 قائم ہونے کی عظمت کو مندرجہ بالا شعر میں بیان فرمایا ہے۔

محمد کی نسبت بڑی چیز ہے خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے

اس نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسمیں قرآن میں یاد فرمائی ہیں (ابن عساکر)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مطلوب کا تصور جتنا قوی ہوتا جائے حجاب اٹھتے جاتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں بلی زمین
 پر بیٹھ کر درخت پر بیٹھے کبوتر کا ایسا یکسوئی سے تصور کرتی ہے کہ کبھی کبوتر درخت سے بلی کے منہ پہ آگرتا ہے (اس کا کئی بار مشاہدہ اب
 بھی ہوتا ہے) جب بلی کو مضبوط تصور سے محبوب مل سکتا ہے تو انسان اگر ہمت کرے تو وہ کیوں نہیں کامیاب ہو سکتا۔ مچھلی پیٹ میں جا
 کر بھی پانی مانگتی رہتی ہے خدا اور رسول کو ملنے کا متمنی اگر مچھلی کے اس جذبے سے سبق سیکھ لے تو جیسے مچھلی کے پیٹ میں کوئی چلا جائے

تو مچھلی کو مطلوب مل جاتا ہے اسی (یونس علیہ السلام) طرح

۔ جو ہو ذوق یقین کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے
(۱۴) جب آقا کا جلوہ نظر کے سامنے آئے تو آپ کے جسم کی چمک کی وجہ سے میری آنکھیں برداشت نہ کرتے ہوئے یا ادب سے جھک جائیں اور اسی جھکنے میں قدم مبارک کا آنکھوں کو بوسہ نصیب ہو جائے گا۔
صحابہ کرام احترام رسالت کے پیش نظر حضور علیہ السلام کے سامنے نگاہیں نیچی رکھتے اور ایسے لگتا جیسے سروں پہ پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

۔ قدر نبی دا ایہہ کی جانن دنیا دار کینے قدر نبی دا جانن والے سوں گئے وچہ مدینے
(۱۵) اسی زخمی دل نے سرکار کے حسن ملیح کے چھڑکاؤ سے پرورش پائی ہے لیکن خلاف عادت یہی نمک پاشی میدان محشر یا قبر میں دیدار مصطفیٰ کی صورت میں کافور کی سی ٹھنڈک کا کردار ادا کرنے لگی۔
اشعار میں چونکہ تشبیہات و استعارات کا بہت عمل دخل ہوتا ہے ورنہ حضور علیہ السلام کا حسن کیا تھا؟ دیکھنے والے کہتے ہیں۔
لم اری قبلہ ولا بعده مثله۔ (ترمذی)

کہ آپ جیسا حسین نہ آپ سے پہلے بھی دیکھا گیا نہ بعد میں۔ کان الشمس تجوی فی وجہہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ایسے لگتا جیسے سورج آپ کے چہرے میں چلتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں جس نے بھی آپ کا حسن بیان کیا الا شبہ وجہہ بالقمر لیلۃ البدر چودھویں رات کے چاند سے ہی تشبیہ دی ہے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۷)

۔ بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جاں فزا حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حسن مصطفیٰ اور سراپائے اقدس کو تفصیل سے پڑھنا، ہوتا شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ کے آخری موصفات کا مطالعہ فرمائیں۔
(۱۶) الہی منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں
(۱۷) نہو آقا کو سجدہ آدم یوسف کو سجدہ ہو
(۱۸) زبان خار کس کس درد سے انکوسناتی ہے
(۱۹) سرہانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے
(۲۰) جنہیں مرقد میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں سے کنخواب بصارت کا
مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا
تڑپنا دشت طیبہ میں جگر افکار فرقت کا
شہ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا
ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خرام ناز۔ ناز و ادا ہے چلنا * کنخواب۔ قیمتی کپڑا اور بیداری * بصارت۔ آنکھوں کا نور * سد۔ رکاوٹ
* ذرائع۔ واسطے، وسیلے * داب۔ عادت، طریقہ * دشت طیبہ۔ مدینے کا جنگل * جگر افکار۔ زخمی کلیجہ * فرقت۔ جدائی
* بسمل۔ زخمی * بیتابی۔ بے قراری * ماتم۔ غم * شہ کوثر۔ اے مالک حوض کوثر * ترحم۔ رحم فرمائیے * تشنہ۔ پیاسا * مرقد۔
خواب گاہ، قبر * امتی، میری امت * صدقہ۔ طفیل، خیرات

مفہوم و تشریح:

(۱۶) اے میرے اللہ! میں تو اس انتظار میں آنکھیں فرش کیے ہوئے ہوں کہ کب تیرا محبوب میرے غریب خانے پہ اپنی مخصوص نورانی چال چلتے ہوئے تشریف لائے کیونکہ میری آنکھوں نے ان کے قدموں کے لیے کجواب بصارت کا قالین بچھا رکھا ہے۔

شفا شریف میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے علاوہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حضور ﷺ کی انتظار کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے واقعات اور وہ بھی آپ کے وصال کے بعد، کہ کس طرح حضور ﷺ کے ہجر و فراق و انتظار میں ان کے دل کباب ہو جاتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی جدائی کے اشعار دوسروں سے سن کر کیسے زار و قطار روتے، ایک انبار ہے جو مذکور شعر کا پس منظر اور اصل سمجھ لیجئے۔

خوشر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگران

(۱۷) بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ سجدہ کریں یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائی اور والدین سجدہ (تعطیسی) کریں اور ہمارے آقا کو سجدہ نہ کیا جائے صرف اس لیے کہ شرعی رکاوٹ ہے کہ حضور علیہ السلام نے خود ہی منع فرما دیا ہے، اب اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ عبادت کرنا کفر ہے اور سجدہ تعطیسی کرنا حرام ہے، آپ نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے ورنہ

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے اور ایک مقام پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

اے شوق دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں اچھا وہ سجدہ کیجئے، سر کو خبر نہ ہو میرے محسن و مربی شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ کئی مقامات پر صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور اگر فلاں لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں اور اگر جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں نحن احق ان نسجد للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (خصائص ص ۲۵ ج ۱) اس سے علامہ صاحب نتیجہ نکالتے کہ حضور ﷺ کو سجدہ کرنے کے لیے دل چاہنا صحابہ کرام کا عقیدہ تھا مگر آپ ہی کا حکم مان کر آپ کو سجدہ نہ کرنا یہ ایمان کا تقاضا ہے غالباً اسی تصور میں اعلیٰ حضرت کا یہ شعر ہے۔

بے خودی میں سجدہ دریا طواف جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا سجدہ در اور طواف سے مراد قلوب کا سجدہ و طواف کرنا بھی ہو سکتا ہے یعنی نیاز مندی ورنہ بے خودی کا عذر تو موجود ہے۔

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا دل تھا ساجد نجد یا پھر تجھ کو کیا اور غالباً بیدم و ارثی نے ایک نئی بات ہی کہہ ڈالی

سنگ در جاناں پر کرتا ہوں جبین سائی سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ مفسرین فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو سجدہ ہوا یا ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا گلزار ہونا ہو، اسماعیل علیہ السلام کا ذبح ہونے

سے بچ جانا ہوا نوح علیہ السلام کا طوفان سے نجات پانا ہوا یہ سب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہے۔ صرف ایک

حوالہ پراکتفا کیا جاتا ہے۔

ان الملائکہ امر و ابالسجود لادم لاجل نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تفسیر کبیر ج ۳ آیت ۱)

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے نور مصطفیٰ کی وجہ سے سجدہ کیا۔

کیونکہ تخلیق آدم سے مقصود حضور ﷺ ہی کی ذات تھی گویا یہ سجدہ نور مصطفیٰ ہی کو تھا (حقیقتاً) یہی توجہ ہے کہ فقہاء نے فرمایا کہ اگر نماز کی حالت میں حضور علیہ السلام بلائیں تو نماز اسی جگہ موقوف کر دی جائے اور آپ کے حکم کی تعمیل (چاہے گھنٹوں پر محیط ہو) کر کے پھر جا کر اسی جگہ سے نماز شروع کر دی جائے کہ اگر کعبے سے منہ پھر گیا ہے تو ہوا کدھر ہے؟ کعبے کے کعبے کی طرف؟
۔ تو اصل وجود آمدی از نخست دگر ہرچہ موجود است فرع تست لیکن سجدہ آدم ہوا اور ختم ہو گیا۔

وتشریفہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالصلوة مستمرا ابدا و ثانيا ان ذلك حصل من الملائكة و تشریفہ علیہ السلام حصل من اللہ و الملائكة و المومنین۔ (خصائص کبریٰ للسیوطی)

اور حضور علیہ السلام کی ذات اقدس پہ درود سلام اب تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا (بلکہ قیامت کے بعد بھی۔ جب کہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا (تو) مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام ہوں گے اور دوسرا یہ کہ وہاں صرف ملائکہ نے سجدہ کیا اور یہاں خود خدا بھی درود بھیج رہا ہے اور بھیجتا رہے گا اور تمام فرشتے بھی اور تمام اہل ایمان بھی۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا (۱۸) مدینے کے جنگلوں کے کانٹوں کی نوکیں زبان بن کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آنے والے زائرین کا آپ کی جدائی میں تڑپنا اور ان کے زخمی دل کا حال زار کیسے کیسے درد سے سناتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ صحابی رسول کو اپنے باغ میں کام کرتے ہوئے حضور ﷺ کے وصال کی خبر ملی تو اسی وقت دعا کی اے اللہ! اب میری مینائی سلب کر لے کہ جب حضور ہی پردہ فرما گئے تو آنکھیں بے کار ہیں، چنانچہ اسی وقت مینائی ختم ہو گئی۔
ب۔ اعظم اوتھے کس و سنا جتھے یار نظر نہ آوے

(۱۹) یا رسول اللہ! آپ کا عاشق زار بے تابی کے عالم میں آپ کی بارگاہ میں مرغِ بسل کی طرح تڑپ رہا ہے اس پر کرم کیجئے کہ کہیں بغیر دیدار کے ہی واپس نہ چلا جائے۔

۔ شراب احمد مختار میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے کہ جاں دے کر بھی اک دو گھونٹ مل جائے تو سستی ہے آج بھی عاشقانِ مصطفیٰ اپنی نگاہوں سے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں پہ ایسی کیفیات ملاحظہ کرتے ہیں پھر تفصیل میں جانے کی کیا ضرورت؟

(۲۰) میرے آقا! دنیا میں ہر وقت اور قبر میں تا حشر جن کو آپ اپنا امتی امتی کہتے رہے۔ اور قیامت کے دن اپنی پیاری امت کے لیے اللہ سے فریاد کریں گے مجھے بھی اپنی رحمت سے اس پیاری امت میں شامل فرما کر کبھی یاد کر لیں۔

جن کے لب پر رہا امتی امتی یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لیے

حضور ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے اپنی امت کی بخشش کے لیے دعا فرمائی پھر اعلان نبوت کے بعد غاروں میں جا جا کر رورو کے (ایسا درد کے ساتھ کہ جانور چارہ کھانا بھول جائیں) دعا کرتے رہے اور پھر اللہ نے معراج کی رات عرش پہ اپنی ملاقات کے لیے بلایا مگر وہاں بھی امت کے گناہوں کی ”گٹھڑی“ کھول بیٹھے اس لیے اللہ نے فرمایا۔ ماضل صاحبکم۔ کہ تمہارا صاحب نہیں بھٹکا۔ یہ نہیں فرمایا کہ میرا رسول یا میرا نبی، اس لیے کہ بلایا تو اپنے لیے تھا مگر یہاں آ کر بھی تمہاری ہی فکر کرتا رہا اس لیے صاحبکم کہنا زیادہ مناسب سمجھا۔ مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان فرمایا کرتے تھے کہ حضور علیہ السلام تو ساری عمر اور آج قبر میں اور کل حشر میں بھی ہمیں امتی امتی فرماتے ہیں اگر صرف ایک بار بھی امتی فرما دیتے اور ہم ساری زندگی یا نبی یا نبی، یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہتے رہیں تو اس ایک بار امتی کہنے کا حق ادا نہیں ہو سکتا اور ہم کثرت سے نعرہ رسالت لگاتے ہی اس لیے ہیں کہ حضور نے جو ہمیں یاد فرمایا ہے اس احسان کا کچھ نہ کچھ بدلہ چکا سکیں۔

تہ عرش سجدے میں سر کو جھکایا
یہ کہہ کر خدا نے نبی کو اٹھایا
یہ سن کر کہا مصطفیٰ نے الہی
سیاہ بخت امت کی کر دے رہائی
خدا نے کہا تو نہ گھبرا محمد
تو چاہے جیسے بخشوایا محمد
حضور فرماتے ہیں قیامت کے دن تمام انبیاء کرام سونے کے منبروں پر جلوہ گر ہوں گے میرا منبر خالی ہوگا کیوں کہ میں اپنے رب کے سامنے خاموش کھڑا ہوں گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے اللہ جنت میں جانے کا حکم دے دے اور میری امت میرے بعد پریشان پھرتی رہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبوب! تیری امت کے بارے میں وہی فیصلہ کروں گا جو تیری چاہت ہے میں عرض کروں گا اے اللہ! عجل حسابہم بس ان کا حساب جلدی لے لے (کہ میں ان کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں) یہ مسلسل عرض کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے دوزخ میں جانے والے میرے امتیوں کی فہرست دے دی جائے گی (میں ان کی شفاعت کر کے نکالتا جاؤں گا تو) داروغہ جہنم پکاراٹھے گا۔

ما ترکک بغضب ربک فی امتک..... (جواہر البحار ص ۱۷۳ ج ۱)

حضور! آپ نے تو اپنی امت میں سے رب کے غضب کے لیے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔

مسلمانو! ایسے کریم آقا کے قدموں پہ قربان ہو جاؤ اور زندگی ان کی غلامی میں گزار کر مرنے کے بعد ان کی شفاعت کے حق دار ہو جاؤ اور ان کو قیامت کے دن منہ دکھانے کے قابل بنالو، یہود و نصاریٰ کی شکل و صورت چھوڑ دو اور اپنے ظاہر و باطن پہ محمدی رنگ چڑھا لو۔

(۲۱) وہ چمکیں بجلیاں یا رب تجلی ہائے جاناں سے کہ چشم طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا
(۲۲) رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تجلی ہائے۔ جلوے * طور۔ وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام رب سے ہم کلام ہوئے * مشتاق رویت۔ دیدار کا طالب * خستہ۔ زخمی، پریشان * بحر۔ سمندر * عصیاں۔ گناہ

مفہوم و تشریح:

(۲۱) اگرچہ میرا کمزور و زخمی دل محبوب کے دیدار کی تاب نہیں رکھتا تاہم جب محبوب کے روئے تاباں سے تجلیاں نکلتی ہیں تو جیسے طور پہاڑ دیدار الہی کی تاب نہ لا کر سرمہ بن گیا تھا میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ کے دیدار کا جلوہ کر لوں پھر چاہے ریزہ ریزہ ہو جاؤں یا یہ کہ طور کی آنکھ کا سرمہ مل جائے تاکہ محبوب کا دیدار کر سکوں۔

مانا کہ تیری زید کے قابل نہیں ہوں میں لیکن تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ
محبت کی یہ علامت بیان کی گئی ہے۔

كثرة الشوق الى لقائه اذ كل حبيب يحب لقاء حبيبه (شفاء شریف۔ زرقانی علی
المواہب ص ۳۱ ج ۲)

کہ کثرت سے محبوب کی زیارت کا شوق اپنے دل میں رکھے کیونکہ ہر محبت اپنے محبوب کی ملاقات چاہتا ہے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیامگاہ میں گئی تو ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دل سے دھواں نکلتا دیکھا۔
حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آگیا تو گھر والے رو رہے تھے اور آپ موت کے بعد حضور کی ملاقات کے تصور میں وجد کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

واطر باہ غدا القی الاحبة محمد او حزبه۔

واہ واہ کل میں اپنے محبوب اور دیگر دوستوں (صحابہ) سے ملنے والا ہوں۔ یہی حال حضرت انس، ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عقبی رضی اللہ عنہم کا تھا جن کے اس سے ملتے جلتے واقعات شفاء شریف اور دیگر کتب میں ملتے ہیں۔
(۲۲) اے عاشق زار اور خستہ دل احمد رضا گناہوں کے دریا کی موجوں سے کیوں گھبراتا ہے آج نہیں تو کل، کبھی تو دامن محبوب ہاتھ آ ہی جائے گا، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور پھر تیرا اپنا نبی رحمۃ للعالمین ہے۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روز جزا دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

نعت شریف نمبر (۵)

- (۱) لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا شادھرنا کام ہو ہی جائے گا
 (۲) جان دے دو وعدہ دیدار پر نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا
 (۳) شاد ہے فردوس یعنی ایک دن قسمت خدام ہو ہی جائے گا
 (۴) یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا
 (۵) بے نشانوں کا نشان مٹا نہیں مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

مشکل الفاظ کے معانی:

- * لطف - مہربانی * شاد - خوش خرم * ناکام - نامراد * جان دے دو - جان قربان کر دو * دیدار - درشن * دام - قرضہ * فردوس - جنت * خدام - جمع خادم کی نوکر، خدمت گار * بے باکیاں - بے خوفیاں، دلبریاں * رام - فرمان بردار * بے نشانوں - اپنی پہچان ختم کر دینے والے * نشان - علامت

مفہوم و تشریح:

- (۱) کوئی خاصوں میں سے ہو یا عاموں میں سے حضور علیہ السلام کی مہربانی ہر کسی پر ہو جائے گی اور ہر نامراد خوش و خرم ہو جائے گا۔

حضور علیہ السلام کی ایک شفاعت سے تمام اہل محشر استفادہ کریں گے چاہے وہ کافر ہوں یا مسلمان، اس کو شفاعت کبریٰ کہا جاتا ہے کہ آپ کی اس شفاعت سے اہل محشر کے حساب میں جلدی کی جائے گی جس کی وجہ سے ہر کوئی آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوگا۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے۔
 (۲) حضور علیہ السلام کے جمال جہاں آراء کے دیدار کا وعدہ (قبر میں) ہر کسی کے ساتھ پورا کیا جائے گا یہ علیحدہ بات ہے کہ مومن ان کو پہچان کر کامیاب ہوگا اور کافروں و منافق نہ پہچان کر ناکام و نامراد ہوں گے اس لیے اے عاشقان مصطفیٰ تمہارا قرض وصول ہو جائے گا لہذا ان کے دیدار کے وعدے پر جان کو قربان کرتے رہو۔

آج پھولے نہ سائیں گے کفن میں آسی جس کے جویاں تھے ہے اس گل کی ملاقات کی رائے
 (۳) جنت سرکار دو عالم علیہ السلام کے غلاموں کی خدمت کے لیے بنائی گئی ہے اور اس خدمت کے وعدے پر جنت بہشت

خوش ہے کہ میں ایک دن حضور کے غلاموں کی ملکیت ہو جاؤں گی۔

جنت حضور علیہ السلام کی جاگیر ہے اس لیے حضور نے جس کو چاہا عطا کر دی حضرت ربیعہ کو جنت ملنے کا ایمان افروز واقعہ بخاری شریف میں ہے، حضرت عثمان غنی نے حضور علیہ السلام سے کئی بار جنت خریدی۔ کسی شے کو بیچنے کا اختیار وہی رکھتا ہے جو چیز کا مالک ہو کیونکہ بغیر ملکیت کے بیع باطل ہوتی ہے اور بغیر قبضے کے بیع فاسد ہوتی ہے ثابت ہوا کہ حضور جنت کے مالک بھی ہیں اور آپ کا جنت پہ قبضہ بھی ہے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی (اعلیٰ حضرت)

اعلیٰ حضرت کو یہ اس لیے فرمانا پڑا کہ وہابی صاحب نہ جنت پہ نبی کا قبضہ مانتا ہے اور نہ ہی حضور علیہ السلام کو جنت کا مالک سمجھتا ہے۔

(۴) اے سرکش نفس! کب تک اللہ رسول کی نافرمانیاں کرتا رہے گا آخر تیری یہ بے باکیاں ایک دن تو ختم ہو ہی جائیں گی اور تجھے خدا کے در پر جھکنا ہی پڑے گا۔ بہتر ہے آج فرمانبردار ہو جا کیونکہ مجبور و لاچار ہو کر تو بھیڑ یا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے اور بکریوں پہ حملہ آور نہیں ہوتا اور جوانی کی توبہ شیوہ پیغمبری ہے اگرچہ ان کی توبہ عرفی نہیں جو گناہوں سے ہوتی ہے کیونکہ نبی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں بلکہ ان کی توبہ تعلیم امت کے لیے ہوتی ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ جیسی نیکی کر کے توبہ کی ”توبہ علینا“ قرآن پاک کی نص صریح ہے۔

(۵) جن خوش نصیبوں نے اپنے آپ کو عشق مصطفیٰ میں فنا اور بے نشان کر لیا ہے ساری دنیا مٹ سکتی ہے مگر وہ نہیں مٹ سکتے ان کو دنیا صدیق و فاروق، غوث و داتا کے ناموں سے ہمیشہ یاد رکھے گی بلکہ دوسرے مرنے کے بعد مٹ جاتے ہیں اور یہ مرکز بھی زندہ رہتے ہیں اور قرآن میں ان کو نہ صرف مردہ کہنے سے بلکہ مردہ گمان کرنے سے بھی روکا گیا۔

پوچھے کوئی بلال و خبیب و اولیس سے حب نبی میں زندگی کیسے گزر گئی اولیس قرنی ایسے بے نشان ہوئے کہ بعض نے ان کے وجود کا ہی انکار کر دیا اور ایسا نام ہوا کہ آج اس خیر التا بعین کا نام ہر زبان پہ ہے۔

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

- | | |
|---------------------------------|--------------------------------|
| (۶) یاد گیسو ذکر حق ہے آہ کر | دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا |
| (۷) ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز | چھپا کھرام ہو ہی جائے گا |
| (۸) سانلو دامن سخی کا تھام لو | کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا |
| (۹) یاد ابرو کر کے تڑپو بلبلو | ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا |
| (۱۰) مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو | باغِ خلد اکرام ہو ہی جائے گا |

مشکل الفاظ کے معانی:

* گیسو۔ زلفیں کنڈل والی (اور وہ بھی امام الانبیاء کی مراد ہیں) * آہ۔ آہ و زاری * لام۔ سے مراد دو گیسوئے مصطفیٰ ہیں یعنی آپ کی کنڈل والی زلفوں کو لام سے تشبیہ دی ہے اور لام کو لفظ آہ کے درمیان لاؤ تو اللہ ہی ہو جائے گا (سبحان اللہ کیا نتیجہ نکلا ہے) * آواز بدلنا۔ بناوٹی آواز * ساز۔ باجا سارنگی وغیرہ * چچھا۔ پرندوں کی نغمہ سرائی اور خوش الحانی * کہرام۔ واویلا * ساکو۔ بھکاریو، حضور کے در کے گداؤ * کچھ نہ کچھ۔ تھوڑا بہت * یاد ابرو۔ بھوؤں کی یاد * بلبلو۔ پھول کا عاشق مشہور پرندہ مجاز عاشقان مصطفیٰ مراد ہیں * دام۔ جال * مفلسو۔ محتاجو، حضور کی گلی کے منکو * باغ خلد۔ جنت کا باغ

مفہوم و تشریح:

(۶) آپ (ﷺ) کے لام کی طرح کے دو گیسوئے پاک کا آہ کر کے ذکر کرتے رہو کیونکہ آہ کے درمیان لام آنے سے لفظ اللہ بن جائے گا گویا آپ کی زلفوں کا ذکر کرنا بھی خدا کا ذکر ٹھہرا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقیدے کی ترجمانی ہے جو اپنی تمام فتوحات کو گیسوئے رسول علیہ السلام کے ایک بال کی مرہون منت قرار دے رہے ہیں (شفاء شریف ج ۲ ص ۴۴) کوئی انصاف پسند صاحب ذوق ہو تو اعلیٰ حضرت کے اس شعر میں بیان کی ہوئی تشبیہ کی لطافت پر جان قربان کر دے۔ اور بد ذوق تو لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کو بھی ذکر الہی تو کیا خالی ذکر بھی نہ سمجھے گا جیسے لاہور کے علاقہ ٹاؤن شپ میں چند سال پہلے کسی بد بخت نے جمعہ کے خطبہ میں کہہ دیا کہ محمد رسول اللہ کو لا الہ الا اللہ کے بعد ذکر سمجھنا ایسے ہی ہے جیسے دودھ کے ٹب میں پیشاب کا قطرہ ڈال دینا (استغفر اللہ۔ نعوذ باللہ من ذلک الکفر) چند دن پہلے یہ بدنصیب اپنی موت آپ مر گیا (مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ خس کم جہاں پاک) جب کہ قرآن مجید میں اللہ نے سراپائے اقدس کو اپنا ذکر قرار دیا ہے۔

قد انزل اللہ الیکم ذکر ارسولا۔

ایک تحقیق کے مطابق حضور علیہ السلام کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے بالوں کی کل تعداد بارہ لاکھ تیرہ ہزار اور چند سو ہے (سبحان اللہ) صحیح بخاری میں ہے کہ حج کے موقع پر آپ نے حجامت کرائی اور اپنے بال مبارک صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے۔

(۷) خوشیوں کی آوازیں ایک دن ختم ہو جائیں گی اور ان کی جگہ آہ و بکا ہوگی (قیامت کی طرف اشارہ ہے) یا میں اور میری شاعری ایک دن ختم ہو جائیں گے۔ بمصداق

کل نفس ذائقہ الموت اور کل من علیہا فان

اس کے بعد پھر خوشیوں کا دور آئے گا جب

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں اور فرشتے گر اٹھائیں تو میں ان سے یہ کہوں
کہ میں پائے ناز سے اب اے فرشتو کیوں اٹھوں مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے
(ابوالنور، سلطان الواعظین کوٹلوی)

(۸) اے دربار مصطفیٰ کے منکو! دامن مصطفیٰ سے وابستہ رہو ایک دن آئے گا کہ وہ اپنے کرم کا مظاہرہ فرما کر تمہاری جھولیوں کو بھر دیں گے۔ (شفاء شریف ج ۲ ص ۴۴)

ہم منگتے ہیں احمد کے وہ داتا ہے ہمارا ہم مانگیں گے ان سے ہمیں دے گا وہ پیارا
گر شور مچاتے ہیں منکر تو مچائیں آواز سگاں کم نہ کند رزق گذارا
سرکار مدینہ علیہ السلام کی سخاوت کے واقعات اس قدر ایمان افروز اور کثرت کے ساتھ ہیں کہ ایک پوری کتاب مرتب ہو
سکتی ہے۔ ایک بات یاد رکھ لی جائے کہ حاتم طائی کا نام سخاوت میں حرف آخر سمجھا جاتا ہے اور اس میں شک بھی کیا ہے کہ اس کی
سخاوت کے قابل رشک واقعات بزرگوں نے بالخصوص سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے گلستان و بوستان میں بیان فرمائے ہیں مگر سنا ہے
اس کے محل کے دس دروازوں پر ایک سوالی بار ہا تو حاتم اس کو عطا کرتا رہا اور چہرے پر شکن نہ پڑی کہ بار بار کیوں آتا ہے میں
سمجھتا ہوں یہ واقعہ اگر ایک طرف اس کی سخاوت کا غماز ہے تو دوسری طرف کسی اور حقیقت پر بھی دال ہے کہ دس بار دینے کے باوجود
سائل کی حاجب پوری نہ ہوئی اور ہمارے آقا سے جس نے ایک بار مانگا آپ نے اتنا دیا کہ ساری عمر بھی مانگنے کی حاجت ہی نہ رہی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا۔ دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں
اس لیے میرے پیرو مرشد سلطان العارفین برہان الواصلین قدوة السالکین زبدة العارفین حضرت سخی سلطان باہو فتانی
ذات ہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں تم حاتم طائی کا آقائے دو جہاں سے مقابلہ کرتے ہو؟ جب کہ میرے نزدیک

حاتم درگے لکھ سوالی در باہو دے منگتے ہو

اور آقائے دو جہاں کے کرم کی کیا بات کرتے ہو ان کا حال تو یہ ہے کہ

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو ان کا کرم بس ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو
(واللہ معطی وانا قاسم)

(۹) اے بلہوا اگر شکاری کے جال سے رہائی چاہتی ہو تو اپنے محبوب کی یاد میں تڑپو، پھڑکو جال خود ہی پاش پاش ہو جائے گا اور
تمہیں آزادی مل جائے گی اور اے مصیبت کے مارے عاشقان رسول! یاد حبیب میں تڑپ جاؤ مصیبتوں کے جال ٹوٹ جائیں
گے اور حب رسول میں تڑپنے سے وہ سکون ملے گا جو ہزار آزادی میں نہیں مل سکا۔ محبوب کی یاد میں تڑپنا بھی سرور دیتا ہے اور علامات
محبت میں سے ہے۔

من احب شیئا فاکثر ذکرہ۔ ومن علامات محبتہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم بذکرہ الشریف ویطرب عند سماع اسمہ المنیف۔

(زرقانی علی المواہب ص ۳۲۲ ج ۲)

یاد تیری دا اے دیوا بالیا سد دی لے سوہنے مدینے والیا
(۱۰) اے در مصطفیٰ کے بھکاریو! مدینے کی گلی میں ڈیرہ جما لو انشاء اللہ میرے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے باغ جنت تمہیں
بھیک میں عطا فرمادیں گے۔

اللہم ارزقنا شهادة فی سبیلک واجعل موتنا و حیوتنا فی بلد حبیبک۔

علامہ اقبال مرحوم سے کسی نے شفا خانہ حجاز کے لیے چندے کی درخواست کی کہ وہاں بیماروں کا علاج ہوگا اور قیمتی

جانیں بچائی جائیں گی تو انہوں نے عجیب ہی عاشقانہ جواب دیا چنانچہ انہوں نے فرمایا۔

اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی میں موت مانگتا ہوں زمین حجاز میں
سبحان اللہ! عاشقان اوز خوبان خوب تر

- (۱۱) گریوں ہی رحمت کی تاویلیں رہیں مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا
(۱۲) بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو شیخ درد آشام ہو ہی جائے گا
(۱۳) غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا
(۱۴) مٹ کہ گر یوں ہی رہا قرض حیات جان کا نیلام ہو ہی جائے گا
(۱۵) عاقلو ان کی نظر سیدھی رہے بوروں کا بھی کام ہو ہی جائے گا
(۱۶) اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا
(۱۷) اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تاویلیں۔ حیلے بہانے * مدح۔ تعریف * الزام۔ تہمت * بادہ خواری۔ شراب نوشی * سماں بدھنے دو۔ رنگ
جمنے دو، محفل سجنے دو * شیخ۔ بزرگ، مولانا * درد آشام۔ تلچھٹ پینے والا * غم۔ دکھ درد * لپٹنا۔ چٹ جانا * کام۔ مقصد
* قرض حیات۔ زندگی کا قرضہ * نیلام۔ بولی لگا کر چیز بیچنا * نظر سیدھی رہنا۔ مہربانی کرتے رہنا * بوروں۔ بور کی جمع ہے جو
کہ بوراء کا مخفف ہے بمعنی کم فہم، دیوانہ، سودائی، مجبوط الحواس * عفو۔ درگزر * عام ہونا۔ سب کے لیے ہونا * آرام۔ سکھ چین
صحت و تندرستی

مفہوم و تشریح:

(۱۱) اگر حضور علیہ السلام کی احادیث مبارکہ میں رحمت کے متعلق جو کچھ اشارات ہیں ان کے اثرات نمایاں ہو گئے تو ہمارے
تمام الزامات و خطائیں تعریف ہو جائیں گی
کیونکہ رحمت حق بہانہ می جوید، بہانہ می جوید۔ اللہ کی رحمت تو ویسے ہی بخشش کے بہانے ڈھونڈتی ہے یہ خالی عملوں والے
خشک عقیدے والے دیکھتے ہی رہ جائیں گے اور سیہ کاروں کی عید ہو جائیگی کیونکہ ان کے عمل میں تو خرابی ہو سکتی ہے مگر عقیدہ تو ان کا
نچا اور نچا تھا۔ حضور کی رحمت کے قربان

رحمت میرے حضور دی و اجاں پئی ماردی آجا گنہگازا میں تینوں بچا لواں
کسی کو شک ہو تو قرآن پاک میں اصحاب کہف کے واقعہ میں غور کرے کہ کتابیوں کا ادب کر کے بلعم باعورا کی انسانی شکل میں
کل قیامت کو جنت میں جا رہا ہوگا اور دنیا میں کئی حاجی نمازی اور نام نہاد مفسر، ولیوں کی گستاخیاں کر کے دوزخ کا ایندھن بن جائیں گے۔
جب اللہ کا کرم ہوتا ہے تو گناہ ٹیکوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات۔ (الفرقان)

فضائل عید الفطر کے دن کی حدیث میں ہے۔

بدلت سيئاتكم حسنات فيرجعون مغفور اليهم (مشکوٰۃ شریف)

عید کی نماز پڑھنے جاتے ہیں تو گناہوں کے انبار لے کر جاتے ہیں اور واپس آتے ہیں تو سارے بخشا کے آتے ہیں۔ یہ رمضان، یہ لیلۃ القدر، یہ شبِ برات، یہ کیا ہے؟ اللہ کی بخشش کے بہانے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی اپنے گنہگار بندے کے ساتھ سرگوشی کے نتیجہ میں بھی گناہ نیکیاں بنا دیئے جائیں گے (مسلم شریف باب اثبات الشفاعۃ) یہاں تک کہ جو شخص جہنم سے گھسٹتا ہوا آخر میں جنت کے اندر داخل ہوگا اللہ اس کو اتنا دے گا کہ وہ کہے گا اے اللہ تو مالک ہو کر میرے ساتھ مذاق کرتا ہے۔ تو کیا ایسے موقع پر مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا۔ صادق آئے گا کہ نہیں؟

(۱۲) عشق رسول کی شراب کی لذت سے محروم خشک ملاں کو کہو! کہ ذرا محفل سرکار میں عشق رسول کی مئے کے جام کو گردش تو آنے دو تیری ساری خشکی نکل جائے گی اور اس مئے کی تلچھٹ تجھے مست و بے خود کر دے گی اور اس کو حاصل کرنے کے لیے تو بے تاب نظر آئے گا۔ محافل میلاد اور محافل ذکر رسول کے خلاف فتوے دینے والے اگر ان محفلوں کی لذتوں کو پالیں تو محافل میں شامل ہونے کے ایسے قائل ہو جائیں کہ جوتوں میں بھی جگہ ملے تو بیٹھنے پر تیار ہو جائیں اگر ان محافل کی برکات ملاحظہ کرنی ہوں تو امام ابن جوزی اور امام یوسف نبھانی کی اس موضوع پہ لکھی گئی کتب کا مطالعہ کریں۔

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں (۱۳) اے غم تو محبوب خدا علیہ السلام کو بھول کر ہمیں چٹ گیا ہے کیا یہ سمجھتا ہے کہ تیرا مقصد ہم سے پورا ہو جائے گا امت کا غم تو سارا میرے آقا کے دل نے سمیٹ رکھا ہے۔

خنجر چلے کسی پر تڑپتے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے گناہ ہم کرتے ہیں پریشان سرکار ہوتے ہیں۔ دوسرا مفہوم یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ”اے غم عشق رسول! تو بھول کر حضور کے دامن کرم سے ایسے وابستہ ہو گیا ہے جیسے تیرے سارے مقاصد پورے ہو جائیں گے یعنی عشق رسول کی دولت اگر عملاً و قصداً حاصل کی جائے تو بات ہی نرالی ہے یہ تو بھولے سے یا کسی طمع و لالچ سے بھی حاصل ہو جائے گی تو بگڑی بن جائے گی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۱۴) اگر زندگی کا قرض بعد الموت بھی ہمارے سر پر قائم رہا تو جان کی بولی لگا کر ہی ادا کرنا پڑے گا یعنی اگر عشق بھی ہمیں نہ ملنا سکا تو پھر جان کو نیلام کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ ملک الموت تو کسی کو نہ چھوڑے گا یہ علیحدہ بات ہے کہ مومن کی موت بھی اس کے لیے تحفہ ہوتی ہے (حدیث) کیونکہ موت کے پل کو عبور کر کے ہی محبوب حقیقی کا وصال ممکن ہے۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی (۱۵) اے عقل والو! اور اپنی عقل پہ ناز کرنے والو! ہم دیوانوں کو حقیر نہ جانو! سرکار کا کرم ہو گیا تو ہمارا بھی بیڑا پار ہو جائے گا۔ کسی چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

صحابہ کرام کو بھی حقیر جان کر کافر مذاق اڑاتے تھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

ان الذين اجروا كانوا من الذين امنوا يضحكون۔ (المطففين)

ہر دور میں لوگ عقل و عمل پر مغرور رہے ہیں لیکن ان کی یہ مغروری ان کو لے بیٹھتی ہے اور گنہگاروں کی خاکساری ان کے کام آجاتی ہے کیونکہ غرور کا سر نیچا۔

حقیر جان کے بجھا دیا جنہیں تم نے یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی اور

عقل والا تیری دنیا سے پریشان گیا عشق والا تجھے ہر رنگ میں پہچان گیا عقل اگر چہ نعمت الہیہ ہے لیکن اسی وقت تک جب تک سیدھی سیدھی چلتی رہے۔

ان في ذلك لآيت لقوم يعقلون۔

سے یہی معلوم ہوتا ہے اور اگر ٹیڑھی ہو جائے تو ہر نعمت کی طرح یہ بھی زحمت بن جاتی ہے اس لیے

عقل قربان کن بہ پیش (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(۱۶) اے میرے شفاعت والے آقا! آپ کی جانفزا شفاعت نے تو خدا کو بھی بخشش کے لیے تیار کر لیا ہے اب ہوتے ہوتے ہماری بخشش کی باری بھی آہی جائیگی۔ کیونکہ ہماری بخشش کی دعا کا تو آپ کو خود خدا نے حکم دیا ہے۔

واستغفر لذنوبك وللمؤمنين والمؤمنات۔

اور آپ کو یہ بھی ہمارے بارے میں فرمایا گیا فاعف عنهم واستغفر لهم ان کو معاف کیجئے اور بخش دیجئے! سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ حضور قلیہ وسلم کو تو معاف کرنے کا حکم دے رہا ہے اور حضور علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کر رہے ہیں تو بخشش پکی ہوگئی۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم دو کریموں میں گنہگار کی بن آئی ہے (جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(۱۷) اے عبد مصطفیٰ احمد رضا! ہر کام کے لیے خدا نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں تیرے پریشان دل کو بھی مقررہ وقت پر مدنیہ کی حاضری اور زیارت مصطفیٰ سے ایک دن ضرور آرام آجائے گا۔ کیونکہ مدینہ دارالامن ہے وہاں جانے والا امن و سکون پالیتا ہے۔

والذين تبوأ الدار والايمان۔

ایمان سے مراد مدینہ ہے۔ (خلاصۃ الوفاء)

چاہتے ہو تم اگر نکھرا ہوا فردا کا رنگ سارے عالم پر چھڑک دو گنبد خضریٰ کا رنگ

نعت شریف نمبر (۶)

(چار زبانوں میں، عربی، فارسی، اردو، ہندی)۔

- (۱) لَمْ يَأْتِ نَظِيرُكَ فِي نَظَرٍ مِثْلٍ تَوْنَهُ شَدِيدٌ بِإِذَا جَانَا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا
- (۲) الْبَحْرُ عِلَاوَ الْمَوْجِ طَفَى مِنْ بَيْتٍ كَسَ وَطُوفَانٌ هُوَ شَرِّ بَا
منجدار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
- (۳) يَاشُمْسُ نَظَرْتِ إِلَى لَيْلَىٰ جَوَاطِيَةٍ رَسَى عَرْضَ بَنِي
توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا
- (۴) لَكَ بَدْرٌ فِي الْوَجْهِ الْأَجْمَلِ خَطَاهُ مَهْ ذَلْفٌ إِذَا جَلَّ
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی برن برسا جانا
- (۵) أَنَا فِي عَطَشٍ وَسَخَاكَ أَتَمَّ اے گیسوئے پاک اے ابرکرم
برن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

مشکل الفاظ کے معانی:

* لَمْ يَأْتِ نَظِيرُكَ فِي نَظَرٍ مِثْلٍ تَوْنَهُ شَدِيدٌ بِإِذَا جَانَا۔ اے محبوب تیری طرح کا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا * جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے۔ سارے جہاں کا تاج آپ ہی کے سر پر بجا ہے۔ ہم نے جان لیا کہ آپ دونوں جہانوں کے بادشاہ ہیں * الْبَحْرُ عِلَاوَ الْمَوْجِ طَفَى۔ سمندر اونچا (گہرا) ہے اور موجیں طغیانی پر * مِنْ بَيْتٍ كَسَ وَطُوفَانٌ هُوَ شَرِّ بَا۔ میں عاجز ہوں اور طوفان ہوش اڑا رہا ہے * منجدار میں ہوں بگڑی ہے ہوا۔ میں بھنور میں پھنس گیا ہوں اور ہوا مخالف سمت سے چل پڑی ہے * موری نیایا رگ جانا۔ آقا میری کشتی کنارے پر لگا دیں * يَاشُمْسُ نَظَرْتِ إِلَى لَيْلَىٰ۔ اے سورج تو نے میری رات کو دیکھا (اف اللہ کہ سورج کے سامنے بھی رات ہی رہی، مصائب کی سختی و کثرت کی طرف اشارہ ہے * جَوَاطِيَةٍ رَسَى عَرْضَ بَنِي۔ جب تو مدینہ سے گزرے تو میری حالت میرے محبوب کے سامنے بیان کر دینا * توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی۔ آپ کے نور سے تو تمام جہاں روشن ہے * میری شب نے نہ دن ہونا جانا۔ مگر میری رات ہے کہ دن ہونے کا نام نہیں لیتی * جوت۔ روشنی * جھل۔ تیز روشنی * لَكَ بَدْرٌ فِي الْوَجْهِ الْأَجْمَلِ۔ آپ کے چہرے حسین

میں چودھویں رات کا چاند طلوع ہوتا دکھائی دیتا ہے * خطہا لہ نہ زلف ابراجل۔ داڑھی مبارک چاند کے گرد ہالہ (حلقہ) لگتا ہے اور زلف مبارک تقدیر کا زبردست بادل ہے * تورے چندن چند پرو کنڈل۔ صندل جیسے چہرے پر یہ کنڈل (بتا رہا ہے) * رحمت کی بھرن برسا جانا۔ اب بارش آئی کہ آئی (چاند کے گرد ہالہ آجائے تو بارش یقینی ہوتی ہے) * چنن۔ صندل کی خوشبودار لکڑی * چندر۔ چاند * انا فی عطش و سخاک اتم۔ میں پیاسا ہوں اور آپ کی سخاوت کامل و اکمل ہے * اے اے گیسوئے پاک اے ابر کرم۔ اے پاک گیسو کرم کے بادلو * برسن ہارے رم جھم جھم۔ ہلکی بارش برسانے والو * دو بوند ادھر بھی گرا جانا۔ ادھر میرے اوپر بھی دو قطرے گرا دو۔

مفہوم و شرح :

(۱) یا رسول اللہ! آپ جیسا تو کبھی نہ دیکھا گیا نہ آئندہ دیکھا جائے گا کیونکہ

او سچا ای رب نے توڑ دتا جہدے وچہ محمد نون ڈھا لیا سی
اللہ نے آپ جیسا کوئی پیدا ہی نہیں فرمایا۔ جہانوں کی بادشاہی آپ کو ہی جیتی ہے اس لیے ہم نے آپ کو جہانوں کا بادشاہ مان لیا ہے۔
مطلع میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے عقیدے کی ترجمانی واضح نظر آرہی ہے انہوں نے حضور علیہ السلام کی شان میں عرض کیا۔

واحسن منك لم ترقط عینی واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرا من كل عیب كانك قد خلقت كما تشاء
اے میرے آقا! آپ جیسا حسین تو میری آنکھ نے دیکھا تک نہیں۔ اور دیکھے کیسے کہ آپ جیسا جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے۔ گویا اپنی مرضی سے بنائے گئے۔

(۲) (بد عملی و بد عقیدگی کا) سمندر طغیانی پر ہے اور میں اکیلا اس (ان بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ چوکھی لڑائی) میں گھرا ہوا ہوں، (گویا) کشتی بھنور میں پھنسی ہوئی ہے خدا را میری مدد فرما کر (اس مقابلہ میں کامیاب کر کے) میری کشتی کنارے لگا دیجئے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی اس مجبوری کا ذکر ایک اور جگہ بھی کیا ہے، فرماتے ہیں۔

اک طرف اعدائے دیں ایک طرف حاسدیں بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود
(۳) اے دوپہر کے سورج تو نے تو میری (مشکلات کی) رات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ تیرے ہوتے ہوئے بھی دن نہ ہوا لہذا جب میرے محبوب کی نگری سے گزرے تو میرے حبیب کو (میری حالت زار) عرض کر دینا کہ آقا آپ کے نور نے تو زمانہ روشن کر دیا لیکن میں ابھی تک (ہجر و فراق کی) تاریکی میں ڈوبا ہوا ہوں اور میری (آپ سے دوری کی) رات (ابھی تک آپ کی بارگاہ کی حاضری سے) دن نہ ہوئی۔

اپنے مصائب و آلام کی کثرت و سختی بیان کرنے کا یہ بھی ایک انداز ہے جیسے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے وصال پہ کہا تھا۔

صبت علی مصائب لوانہا صبت علی الایام صرن لیا لیا

حضور! آپ کی وفات سے میرے اوپر اس قدر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں کہ اگر دن پر ٹوٹتے تو دن بھی راتیں ہو جاتے اور کسی نے کیا خوب کہا۔

وہی فراق کی راتیں وہی فراق کے دن ہمارے واسطے دنیا میں انقلاب نہیں
ان صدمات کا ہر دور کے عاشقان مصطفیٰ ذکر کرتے آئے ہیں کبھی مولانا جامی نے عرض کیا
نسیم جانب بطحا گزر کن زا حوالم محمد را خبر کن
محمد را خبر کن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کبھی علامہ اقبال نے اپنے دکھوں کی لائن لگادی۔

بایں پیری رہ یثرب گرفتم نوا خواں از سرور عاشقانہ

سحر باناقہ گفتم، نرم تر رو کہ را کب خستہ و بیمار و پیر است قدم آہستہ زد چنداں کہ گوئی پائش ایں صحر احریر است
(۴) اے میرے آقا! آپ کا حسین و جمیل چہرہ اقدس تو چودھویں کا چاند لگتا ہے اور آپ کی داڑھی مبارک چاند کے گرد ہالہ کا منظر پیش کر رہی ہے اور سنا ہے کہ چاند کے گرد ہالہ پڑ جائے تو بارش ضرور ہوتی ہے لہذا مجھ غریب و بے کس پر اپنی رحمت کی بارش برسا جائیے۔

اس شعر میں حضور علیہ السلام سے آپ کی عطاؤں کی درخواست کی گئی ہے جو دنیا میں بھی بارش کی طرح برتی ہیں اور آخرت میں تو یہ بارش اور موسلا دھار ہو جائے گی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔

یرغب الی الخلق کلہم حتی ابراہیم (مسلم شریف ص ۲۷۳)

تمام مخلوق میری ہی طرف (بروز قیامت) آئے گی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی

وصاف ہے جو سرور گیتی پناہ کا طالب ہے مال و زر کا شرف کا نہ جاہ کا
یاں سرنگوں ہوئی ہیں جہاں بھر کی عظمتیں یاں سر جھکا ہوا ہے ہر اک کجکلاہ کا
شفا شریف میں ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔

اما ترضون ان یکون ابراہیم و عیسیٰ فیکم یوم القیمۃ۔

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ قیامت کے دن ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام بھی تمہارے ساتھ میری امت میں شامل ہوں اور ابراہیم کہہ رہے ہوں گے۔

انت دعوتی و ذریعتی فاجعلنی من امتک۔ (ص ۱۲۱ ج ۱)

آپ تو میری دعا اور اولاد ہیں مجھے اپنی امت میں شامل کر لیجئے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
(۵) اے میرے آقا! میں تو (آپ کے ہجر و فراق کی) پیاس سے مر رہا ہوں اور آپ کی سخاوت میں بھی کوئی شک نہیں (جس کو چاہیں نواز سکتے ہیں) آپ اپنے کرم کی ہمیشہ برسنے والی بارش سے میرے دامن میں بھی دو قطرے گرا دیں (ورنہ دنیا کیا کہے گی

کہ دیکھو امام الانبیاء کا منگتا پھرتا ہے مارا مارا اس سے آپ کی سخاوت پر حرف آئے گا۔ ایک جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا
بحر ساحل کا ہوں سائل، نہ کنویں کا پیاسا خود بجھا جائے کلیجا میرا چھینٹا تیرا

(۶) يَا قَافِلَتِي زَيْدِي اَجَلُكَ رَحِمِي بِرَحْمَتِ تَشْنُ لَبَك

مورا جیرا الہیہ دَرک دَرک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا
(۷) وَاهَا لِسُوِيْعَاتٍ ذَهَبَتْ اَنْ عَهْدِ حُضُورِ بَارِ گہت

جب یاد آوت موہے کہ نہ پرت درواہ مدینے کا جانا
(۸) اَلْقَلْبُ سَجَّ وَالْهَمُّ شَجُوْنَ دِل زار چٹاں جاں زیر چنوں

پت اپنی بیت میں کا سے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا
(۹) اَلرُّوْحُ فِدَاكَ فَرْدٌ حَرْقًا يَكِ شَعْلُهُ دُغْرُ بَرْزَنِ عَشَقَا

موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا
(۱۰) بَسْ خَامَهُ خَامِ نَوَائِ رِضَا نَہِ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا

ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

مشکل الفاظ کے معانی:

* یا قافلتی زیدی اجلک - اے میرے قافلے والو اپنے قیام کی مدت زیادہ کرو * رحمے برحسرت تشنہ لبک -
حسرت کے مارے پیاسے لبوں پہ رحم کرو * مورا جیرا الہیہ دَرک دَرک - میرا دل گھبرا رہا ہے لرز رہا ہے * طیبہ سے ابھی نہ سنا
جانا - مدینے سے جانے کی خبر ابھی نہ سنا * واہا لسويعات ذہبت - ہائے افسوس چند ہی گھڑیاں تھیں جو گزر گئیں * آن عہد
حضور بار گہت - آپ کی بارگاہ کی حاضری * جب یاد آوت موہے کہ نہ پرت - جب مجھے آپ کی بارگاہ میں حاضری کا منظر یاد آتا
ہے * درواہ مدینے کا جانا - کہ تکالیف کی پرواہ کیے بغیر میں مدینے جا رہا تھا * واہا - افسوس * سويعات - گھڑیاں * موہے
- میرے، مجھے * پرت - تو، آوہ، کیا پرواہ * القلب شج والہم شجون - دل زخمی ہے اور پریشانیاں بے شمار ہیں * دل زار
چٹاں جاں زیر چنوں - دل فریاد کناں ہے جان بہت کمزور ہے * پت اپنی بیت میں کا سے کہوں - اپنا دکھڑا (آپ کے سوا) کس
سے کہوں * میرا کون ہے تیرے سوا جانا - آپ کے سوا میرا کون ہے؟ * پت - مالک * بیت - دکھڑا * کا سے - کس سے
* الروح فداک فرد حرقا - میری جاں آپ پر قربان ذرا عشق کی آگ اور زیادہ کیجئے * یک شعلہ دگر برزن عشقا - اپنے عشق
کی ایک اور چنگاری میرے دل پر رکھیئے * موراتن من دھن سب پھونک دیا - میرا سارا جسم تو جل چکا ہے * یہ جان بھی پیارے
بلا جانا - میرے آقا یہ جان میں کیا کروں گا اس کو بھی جلا دیجئے * مورا - میرا * دھن - سارا ساماں * پھونک دیا - جلا دیا * بس
خامہ خام نوائے رضا - احمد رضا کا کمزور قلم اور اس کی ناتواں صدا * نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا - میرا انداز یہ نہیں (کہ چار

زبانوں میں اشعار لکھوں) * ارشاد احبابنا طق تھا۔ دوستوں کے اصرار نے مجبور کیا * ناچار اس راہ پڑا جانا۔ مجبوراً ان کی فرمائش پوری کرنا پڑی۔

مفہوم و شرح:

(۶) اے قافلے والے میرے ساتھیو! خدا کے لیے مدینہ کا قیام بڑھا دو کیونکہ تم مدینہ سے جانے کی بات کرتے ہو تو میرا دل گھبرا کر دھڑک دھڑک کرتا ہے اور جان نکل نکل جاتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں جب اعلیٰ حضرت جیسا عاشق رسول مدینہ چھوڑتا ہو گا تو اس کی مذکورہ حالت ہی ہوتی ہوگی کیونکہ ہم جیسے نکلے بھی اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکتے، وہ تو پھر ہمارے امام ہیں۔ مدینہ منورہ چھوڑنے کو تو جانوروں اور بچوں کا دل نہیں چاہتا وہ تو پھر مجدد دین و ملت ہیں ان کی یہ حالت کیوں نہ ہو۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب۔ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ میں ایک یتیم بچہ روتا ہوا ملا جس کا کوئی بھی والی وارث نہ تھا آپ نے فرمایا چل میرے ساتھ پاکستان تجھے ہر نعمت ملے گی اس نے رو کر روضہ پاک کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ منظر بھی دیکھنے کو ملے گا تو چلتا ہوں ورنہ دنیا کی بادشاہی کو مدینہ کی گدائی پہ قربان کرتا ہوں، جب بچوں کی یہ حالت ہے تو کشتہ عشق رسول کی مذکورہ حالت کیوں نہ ہو۔

حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان کے پاس مدینہ شریف میں ایک بندہ روتا ہوا آیا کہ حضرت عجیب واقعہ ہوا۔ فرمایا! بیان کرو! عرض کیا! میں نے روضہ پاک کے پاس ایک بلی بیٹھی دیکھی جو مجھے بڑی پیاری لگی میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مدینہ شریف سے پاکستان لے جاؤں گا رات کو میں سویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار لگا ہوا ہے اور بلی میری شکایت کر رہی ہے کہ حضور! یہ مجھے مدینہ سے پاکستان لے جانا چاہتا ہے۔

۷۔ ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے جو ترے کوچے میں ہے وہی کفن بردوش ہے ہائے افسوس کہ مدینہ شریف میں قیام کے لیے چند گھنٹیاں ملیں۔ جو گزر بھی گئیں اب حالت یہ ہے۔

۸۔ جب یاد مدینہ آتا ہے دل خون کے آنسو روتا ہے بے درد زمانہ کیا جانے اس دید میں کیا کیا ہوتا ہے حضرت امام بوصیری علیہ الرحمۃ کے قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی جھلک اعلیٰ حضرت کے مندرجہ بالا شعر میں آپ کو ملے گی امام بوصیری نے عرض کیا۔

۹۔ یا اکرم الخلق مالی من الودبہ سواک عند حلول الحوادث العمم اعلیٰ حضرت کے شعر کا ترجمہ بھی بعینہ ہی ہے عرض کرتے ہیں اے میرے آقا! میرا دل آپ کی جدائی میں بے تاب ہے اور اس پر مزید یہ کہ طرح طرح کے مصائب و آلام نے گھیرا ہوا ہے حضور! میرا آپ کے سوا کون ہے جس سے میں اپنے دکھ بیان کروں اسی کی ترجمانی کسی نے یوں کی۔

ہند میں شاہا ہمارا اب نہیں ہوتا گزارا
لو خبر جلدی خدا کون ہے آقا ہمارا

اس طرح کے کئی عربی قصائد عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آقا کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل

کرتے رہے۔ کئی خوش نصیب وہ تھے جن کو روضہ پاک سے جواب بھی ملا۔ اور قربان جائیں حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ پر کہ انہوں نے جب روضہ پاک پہ حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس روضہ پاک سے باہر نکالا جس کی ہزاروں اولیاء کرام نے جو اس وقت مسجد نبوی میں موجود تھے زیارت کی اور شیخ رفاعی نے ہاتھ مبارک کا بوسہ لیا۔ اس موقع پر غوث اعظم شہنشاہ بغداد بھی مسجد نبوی میں ہزاروں ولیوں کے ساتھ موجود تھے۔ (تبلیغی نصاب)

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

(۹) میری روح آپ پہ قربان! میرے آقا! آپ کے عشق و محبت کی آگ نے تو میرا سب کچھ جلا دیا ہے ایک شعلہ اور عنایت فرمائیں تاکہ جان بھی آپ کے عشق میں جلا دوں اور فانی بہیل الرسول کا مرتبہ پا جاؤں اور العشق نار یہ حق ما سوی اللہ کا مقولہ سچ ثابت ہو جائے۔ رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما اے طیب جملہ علت ہائے ما

(۱۰) میں اس قافلے کہاں کہ چار زبانوں میں اشعار لکھوں (اور وہ بھی نعت مصطفیٰ کے) بس دوستوں نے محبت بھرا اصرار کیا تو اپنی ناتجربہ کاری کے باوجود مجبوراً چند اشعار کہہ دیے یا احباء اور ناطق سے مراد دو شعراء میں ایک ناطق نامی شاعر ہو گزرا ہے اور دوسرے حضرت مولانا مجاہد بکھری آپ کے اجل خلیفہ ہیں جنہوں نے چار زبانوں میں نعت لکھنے کا اصرار کیا تھا۔ سبحان اللہ کیا سچ فرمایا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دے ہیں

-----***-----

نعت شریف نمبر (۷)

- (۱) نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
(۲) اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا
(۳) حضور ان کے خلاف ادب تھی بیتابی
(۴) نظارہ خاکِ مدینہ کا اور تیری آنکھ
(۵) کنارِ خاکِ مدینہ میں راحتیں ملتیں
حضورِ خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا
کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا
میری اُمید تجھے آرمیدہ ہونا تھا
نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا
دلِ حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا

مشکل الفاظ کے معانی:

* سرکشیدہ۔ سر بلند، مغرور * حضور۔ سامنے * خمیدہ۔ ٹیڑھا، جھکا ہوا * گلوں۔ پھولوں * خزاں۔ پت جھڑکا
موسم * نارسیدہ۔ نہ پہنچی ہوئی * کنار۔ گود، بغل * خار۔ کانٹا * دمیدہ۔ اُگا ہوا * خلاف ادب۔ ادب کے خلاف * بے
تابی۔ بے صبری * آرمیدہ۔ سکون سے * نظارہ۔ دیکھنا * قمر۔ چاند * شوخ دیدہ۔ بے باک، گستاخ * راحتیں۔ سکھ، چین
* دلِ حزیں۔ پریشان دل * اشک چکیدہ۔ ٹپکا ہوا آنسو

مفہوم و شرح:

(۱) جب آخر کار آسمان کو خاکِ مدینہ کے سامنے جھکنا ہی تھا تو پہلے ہی سراٹھا کر غرور نہ کرتا۔ شبِ معراج سرکارِ مدینہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نعلینِ پاک کے ساتھ خاکِ مدینہ ہی لگی ہوئی تھی جو آسمان کے سر پر لگی اور آسمان نے جھک کر خاکِ مدینہ کی فضیلت کا
اقرار کیا۔ ویسے بھی سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی رحمت کا ہر کوئی محتاج ہے اور آپ ساری کائنات کے محتاج الیہ ہیں اور آپ کا ٹھکانہ آج
بھی خاکِ مدینہ ہے اور قیامت تک خاکِ مدینہ ہی رہے گا تو آسمان کو چاہیے تھا کہ خاکِ طیبہ کی ان فضیلتوں کو تسلیم کر کے خاک
مدینہ کے سامنے سر جھکا دیتا۔

جب مدینے کی بات ہوتی ہے وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے وہ مدینے کی سحرات ہوتی ہے

(۲) اے پھول! اگر تجھے خزاں کا اتنا ہی دھڑکا لگا رہتا ہے تو تجھے چاہیے تھا کہ خاکِ مدینہ میں اگتا تا کہ ہمیشہ تروتازہ رہتا اور
کبھی خزاں کا شکار نہ ہوتا اور پھر وہاں کے تو کانٹوں کا مقابلہ دنیا کا اچھے سے اچھا پھول بھی نہیں کر سکتا وہاں اگر کوئی پھول خشک بھی
ہو جائے تو دنیا کے ہرے بھرے پھولوں سے بہتر ہے کیونکہ جو اس میں روحانیت و سرور ہے وہ کسی اور میں کہاں؟

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے اشعار میں بہت جگہ مدینہ کے کائناتوں کی تعریف فرمائی ہے ایک جگہ فرمایا۔

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

اس محبت کے پیش نظر غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کے پاؤں میں مدینہ شریف حاضری کے وقت کاشا چبھ گیا، سخت تکلیف کے باوجود آپ نے نہ نکالا پھر خود ہی نکل گیا اور ازاں بعد جب غسل خانے کے دروازے سے پھانس چبھ گئی تو اس کو نکلا دیا کسی نے عرض کیا کہ حضرت کاشا تو نہیں نکالا اور پھانس فوراً نکلا دی اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کاشا تو مدینے کا تھا اور پھانس انڈونیشا سے آئی ہوئی لکڑی کی ہے (مدینہ الرسول)

عاشقان اور خواہاں خوب تر

(۳) اے دل تجھے اپنی بے تابی کو قابو میں رکھنا چاہیے تھا کیونکہ آپ کی سرکار میں بے صبری بے ادبی ہے۔

عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ نبوت کے آداب کا حقد جاننے کے باوجود جب اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتے اور جب وہ بے تابی کی کیفیت ختم ہوتی ہے تو اپنے جذبات کو مخاطب کر کے اس طرح کے کلمات سے نوازا ہتے ہیں لیکن عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بے خود ہو جاتے ہیں پھر جو دوسروں کے لیے ناجائز ہے ان کے لیے اجازت کی حد میں آ جاتا ہے۔ بعض اہل محبت کے واقعات ایسے بھی ہیں کہ حاضری کے وقت حالت غیر ہو جاتی بلکہ بعض تو جان کا نذرانہ بھی پیش کر دیتے ہیں (تاریخ الخمیس) لیکن ضروری ہے کہ جو اپنے آپ پر کنٹرول کر سکتا ہو وہ حاضری کے وقت ایسا ہی احترام کرے جیسا کہ آپ کی حیات ظاہری میں کیا جاتا ہے کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قبر انور میں زندہ اور سلامت ہیں اور سب کچھ دیکھ سکتے ہیں بلکہ زائرین کے سلاموں کا جواب عطا فرماتے ہیں (خلاصۃ الوفاء)

حدیث شریف میں ہے:

ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبی اللہ حی یوزق اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے قبر میں بھی رزق ملتا رہتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب خلیفہ منصور عباسی نے یہ مسئلہ رکھا کہ دعا قبلہ رخ ہو کر مانگوں یا روضہ اطہر کی طرف منہ کر کے؟ کیونکہ بعض لوگ اس بارے میں کچھ دھم کرتے ہیں۔ تو آپ نے اسے جھڑک کر فرمایا۔

ولم تصرف و جھک عنه و هو و سلتک و وسیلۃ ایدم الی اللہ الی یوم القیمۃ

بل استقبلہ واستشفع فیشفعک اللہ قال اللہ تعالیٰ ولو انہم اذ ظلموا

انفسہم۔ (خلاصۃ الوفاء)

اے خلیفہ سن! تو آپ (ﷺ) سے کیسے منہ پھیر سکتا ہے جب کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں اللہ کی طرف تاقیامت، (دعا کرتے ہوئے) روضہ ہی کی طرف منہ کر اور آپ سے شفاعت کی پھیک مانگ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ولو انہم اذ ظلموا الخ۔

ان کا درد کہاں تک پہنچا قلب جگر اور جان تک پہنچا
ساری دنیا کعبے پہنچی میں کعبے کی جاں تک پہنچا

(۴) اے آسمان کے چاند! اس قدر تو بے پاک نہ ہو جا کہ خاک مدینہ کے سامنے اپنی پلک بھی نہیں جھپک رہا، نگاہ نیچی رکھ کیونکہ یہ آسمان ہدایت کے آفتاب نبوت کی دھرتی کی خاک ہے۔ اور دیگر مخلوق کی طرح تو بھی اسی محبوب کی امت میں داخل ہے لہذا تجھ پر بھی خاک مدینہ کا ادب لازم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسجد نبوی کے ارد گرد کے مکانوں میں دیوار کے اندر کیل ٹھونکنے کی آواز کو بھی برداشت نہ فرماتیں اور منع کر دیتیں کہ اس سے حضور ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے اور آپ کی بے ادبی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے گھر کے دروازے مدینہ سے باہر جا کر بنوائے تاکہ لکڑی کاٹنے، پھیلنے کی آواز سے سرکار کو اذیت نہ پہنچے۔

عاشقان اُوز خواہاں خوب تر (وفا الوفاء)

بزرگان دین اور ادب مدینہ کا موضوع ہماری کتاب شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) اے پریشان دل! رونا تو تیری قسمت میں لکھا تھا اور نہ خاک مدینہ کی برکت سے تو بڑے بڑے پریشان حالوں کو آرام و چین مل جاتا ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اے دل مضطر! کاش تو دل نہ ہوتا بلکہ آنکھ سے ٹپکا ہوا ایک آنسو ہوتا اور مدینہ کی خاک کی نذر ہو جاتا تاکہ تجھے آرام آ جاتا۔

حدیث شریف میں ہے:

غبار المدینۃ شفاء للجذام (الوفاء)

خاک مدینہ کوڑھ (جیسی لاعلاج بیماری) کے لیے بھی شفاء ہے۔

ایک روایت میں ہے:

ان غبارها شفاء من کل داء (خلاصۃ الوفاء)

مدینہ کا غبار ہر بیماری کا علاج ہے۔ اہل عشق و محبت فرماتے ہیں کہ مدینہ کی مٹی سے ہمیں ایسی خوشبو آتی ہے جیسی مشک و عنبر میں بھی نہیں (خلاصہ) کیونکہ اس مٹی کو انفاس حبیب خدا کی خوشبو حاصل ہے پھر مشک و عنبر کی کیا جرأت کہ اس خوشبو کا مقابلہ کر سکے۔

دوائے ہر دل رنجور ہے مٹی مدینہ کی نہ جانے کس قدر پر نور ہے مٹی مدینہ کی
مری مٹی جو اس مٹی میں مل جائے تو بہتر ہے کہ اس مٹی سے تھوڑی دور ہے مٹی مدینہ کی
اگر پوچھا گیا طیبہ کو جائے گا کہ جنت میں تو کہہ دوں گا مجھے منظور ہے مٹی مدینہ کی
(منور بدایونی)

نہ صبر دل کو غزال رمیدہ ہونا تھا

عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا

(۶) پناہ دامنِ دشتِ حرم میں چین آتا

(۷) یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں

- (۸) ہلال کیسے نہ بتا کہ ماہ کامل کو
 (۹) لَا مُلْسَنَ جَهَنَّمَ تَهَاوَعْدَہ ازی
 (۱۰) نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی
 سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا
 نہ منکروں کا عبث بد عقیدہ ہونا تھا
 کہ صبح گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

مشکل الفاظ کے معانی:

* پناہ - ٹھکانہ، سایہ * دشت - جنگل * حرم - عزت والی جگہ مراد ہے مدینہ شریف * غزال - ہرن * رمیدہ - بھاگا
 ہوا * سوا - علاوہ * شفیج - سفارش و شفاعت کرنے والا * عبث - فضول، بے فائدہ * تپیدہ - پریشان، تڑپا ہوا * ہلال - پہلی
 رات کا چاند جو کمان کی طرح ہوتا ہے * ماہ کامل - چودھویں کا چاند * ابروئے - بھویں * خمیدہ - ٹیڑھا * لا ملسن جہنم -
 میں جہنم کو ضرور ضرور بھردوں گا (القرآن) * وعدہ ازی - دنیا کی پیدائش سے پہلے کا کیا ہوا وعدہ * منکر - انکاری * نسیم - ٹھنڈی
 اور ہلکی ہلکی ہوا * شمیم - خوشبو * صبح گل - صبح کا پھول، اصل میں گل صبح تھا اضافت مقولہ ہے * گریبان دریدہ - گریبان پھٹا
 ہوا مراد ہے کھلا ہوا۔

مفہوم و تشریح:

(۶) مدینہ شریف کے جنگل کی پناہ گاہ میں دل کو سکون ملتا ہے کاش وہ جنگل ہو اور میں ہوں پھر دل کو اس طرح ہرن کی سی بے
 قراری نہ ہوتی۔ کیونکہ

ساری دولت خدا کی مدینے میں ہے ساری نعت خدا کی مدینے میں ہے

تاجداروں کا آقا مدینے میں ہے

حدیث شریف میں ہے:

ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تازر الحیۃ الی حجرہا۔

ایمان و اسلام مدینہ کی طرف آجائے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف آتا ہے۔۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

کوچہ محبوب خدا میں جانے کا شوق تو ہر دور کے ہر عاشق مصطفیٰ کے دل میں رہا ہے جس کا ذکر عربی فارسی اردو اور دیگر
 زبانوں میں قصائد و اشعار میں جا بجا ملتا ہے ان میں شیخ عطار سے لے کر رومی و جامی و سعدی و حافظ (علیہم الرحمۃ) جیسے صاحبانِ دل
 نے اپنی تمناؤں کا اظہار جس شیریں اور موثر انداز میں فرمایا ہے دل چاہتا ہے زندگی کی تمام وسعتیں سمٹ جائیں اور کائنات کی ساری
 رعنائیاں راہ حبیب کی تلخیوں پر قربان کر دی جائیں۔ ایسے جذبات اگرچہ ہر شاعر کے کلام میں چھلکتے نظر آتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت
 مدینے کی گلیوں میں جس انداز سے پہنچتے ہیں وہ انداز ہی نرالا ہے وہ زیر آسمان کی اس، ادب گاہ میں جو عرش سے نازک تر ہے اور
 جہاں جنید و بایزید بھی دم بخود ہو کر آتے ہی قدموں سے نہیں بلکہ سر کے بل چلتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

کوئے حبیب کے ادب کے پیش نظر وہ قدموں کی بجائے سروچشم بچھاتے چلے جاتے ہیں۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ او پاؤں رکھنے والے ! یہ جا چشم دسر کی ہے
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
جناب عزت بخاری بارگاہ نبوی کو عرش سے نازک تر بیان کر کے جنید و یزید کو ”نفس گم کردہ“ لاتے ہیں مگر آپ کو چہ
حبیب میں پھرنے والے کتوں کا بھی پاس کرتے ہوئے اپنی آہ فغاں کو ضبط کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

خوف ہے سمع خراشی سگِ طیبہ کا ورنہ کیا یاد نہیں نالہء فغاں ہم کو
پھر کو چہ حبیب میں پہنچ کر اپنی بے سرو سامانی اور تہی دامن پر افسوس کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا ان سگان کو سے اتنی جاں پیاری واہ واہ !

محبت کے تقاضے بھی عجیب و غریب ہوتے ہیں کو چہ یار کے کتوں کی خاطر داری مطلوب ہے اور اپنی بے سرو سامانی
حسرت آرہی ہے اور حسرت کا اظہاریوں ہوتا ہے کہ کاش پارہ دل ہی تحفے کے طور پر پیش کر سکتے۔

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں اے سگان کو چہء دلدار ہم
دیوار حبیب کے کتوں کو اپنے دل کا نذرانہ پیش کرنے کے علاوہ امام احمد رضا شہر حبیب کی چڑیوں کو دعوت پیش کرتے ہیں
کہ صحرائے مدینہ کی چڑیو آؤ۔ میں تمہاری بلائیں لوں۔ تمہارے لیے اپنے جسم کا پنجرہ بناؤں۔ اس میں تمہارے بیٹھنے کے لیے اپنے
دوننیوں کی جگہ بناؤں۔ تمہارے کھانے کے لیے اپنے کلیجے کا چوگا بنا کر حاضر کروں۔ اگر پانی مانگو تو آنسوؤں سے اپنی ہتھیلیاں بھر کر
پیش کروں۔ اور اگر تمہیں دھوپ کی شدت سے اذیت ہو تو تم پر اپنے بالوں کا سایہ کر دوں۔ آپ کے ہاں خاک طیبہ، خار صحرائے
طیبہ، صبح طیبہ، ہوائے طیبہ غرضیکہ سگان کو چہ مدینہ بھی محبوب و مرغوب ہیں۔ وہ ان چیزوں کو جنہیں کو چہ حبیب سے ذرہ سی بھی نسبت
ہے۔ دارا و سکندر کی شہنشاہی اور جام جم کی جہانگیری سے بھی زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ انہیں مدینہ کی گلیوں میں پھرنے والا فقیر بننا ان
گلیوں میں گداگری کرنا۔ ان گلیوں میں جھولی پھیلائے پھرنا۔ اور پھر بھیک لینے کے لیے آواز لگانا دنیا کی ساری راحتوں اور عظمتوں
سے خوش تر دکھائی دیتا ہے۔ انہیں اس گلی کا گدا ہونا باعث صدا افتخار ہے اور کیوں نہ ہو وہ کہتے ہیں۔

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
آپ کی نگاہ میں مدینہ پاک کی گلیاں نور سے معمور ہیں یہاں ابر رحمت گھر گھر کر برستا ہے۔ یہاں اغنیاء کو بھی پناہ ملتی
ہے۔ یہاں نوری فرشتوں کی ٹولیاں آتی جاتی دکھائی دیتی ہیں۔

اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے بازار تیرا
مدینہ پاک کی گلیوں میں نور کی خیرات ملتی ہے جہاں سے چاند اور سورج اپنا اپنا حصہ لے کر ابھرتے ہیں۔
صبح طیبہ میں ہوئی بٹا ہے بازار نور کا صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا مست بوہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا نور کی سرکار ہے! کیا اس میں توڑا نور کا
یہ جو مہر دماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا بھیک ان کے در کی ہے اور استعارہ نور کا
اس نورانی بارگاہ کا جاہ و جلال کسی بیان میں کب آسکتا ہے۔ وہ الفاظ کہاں سے لائیں جو کوچہ مصطفیٰ کی کیفیتوں کو بیان
کریں اور وہ بیان کہاں سے ملے جو اس عالی دربار کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لا کر رکھے، جاہ و جلال اور انتظام و انصرام ملاحظہ ہو۔
لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں
وردیاں بدلتے ہیں ہر کارے پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں
پھول کیوں دیکھوں میری آنکھوں میں دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں
مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ پاک کی گلیوں میں کتنی دالہیت کے ساتھ پکارتے ہیں اور کس انداز سے گدایان
کوئے یار کا نقشہ کھینچے ہیں۔

لب واپیں، آنکھیں بند ہیں پھلی ہیں جھولیاں کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی دور قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
اور پھر اسی والہانہ انداز میں اسی عالی وقار گلی کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔
کیوں تاجدارو! خواب میں دیکھی کبھی یہ شے جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے
جاروب کشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو! مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے
جس بحر سخا کے سامنے اعلیٰ حضرت بریلوی جھولی پھیلائے جاتے ہیں۔ اس کی رفتار کے ساتھ رحمت خداوندی کا پورا
کارخانہ چلتا ہے۔

رحمتیں بانٹا جس سمت وہ ذیشان گیا ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا
اس رحمت دو عالم کے گداگر، داراؤں جم کی سلطنتوں کی کیا پرواہ کرتے ہیں۔
تعالیٰ اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا کہ ان کو عارف و شوکت صاحب قرانی ہے
(۷) کاش کہ بروز قیامت ابتداء ہی میں پتہ چل جاتا کہ ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی نبی شفاعت کرنے کے
لیے تیار نہ ہوگا تو ہر نبی کی بارگاہ میں جاں کر حیران و سرگردان نہ ہونا پڑتا۔

عجیب بات ہے کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی کی مدد کے قائل نہیں ہیں وہ بھی بروز محشر اللہ کی بارگاہ کی بجائے نبیوں کے پاس
ہی جائیں گے حالانکہ آج اس دنیا میں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ غیب الغیب ہے مگر اس دن تو خدا کا دربار سامنے لگا ہوگا مگر پھر انبیاء کرام
کے پاس بھیج کر شاید اللہ نے ان لوگوں کے اس دنیاوی عقیدے کا بطلان ثابت کرنا تھا۔

کہیں گے اور نبی اذہبوا الی غیری میرے حبیب کے لب پر انا لہا ہو گا
(۸) چودھویں رات کا چاند گھٹا گھٹا آخر کار ہلال یعنی کمان کی طرح باریک بن جاتا ہے آخر کیوں؟ اس لیے کہ اس نے جھک

یعنی خدا تعالیٰ جو رب العالمین ہے اور ہر ایک کا پیٹ بھرتا ہے۔ اُسے اپنی ایک مخلوق جہنم کا پیٹ بھی بھرتا تھا اسی لیے قرآن میں اس نے یہ وعدہ فرمایا ہے لَا مَلَنَّا جَهَنَّمَ یعنی میں ضرور جہنم (کے پیٹ) کو بھروں گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جہنم کا پیٹ کن لوگوں سے بھرا جائے گا؟ مردِ مومن تو لقمہ جہنم بن نہیں سکتا۔ پھر جہنم کا لقمہ کون بنے؟ چنانچہ جہنم کا پیٹ بھرنے کے لئے ایسے لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار شروع کر دیا۔ آپ کی ہدایات و ارشادات سے منہ پھیر لیا۔ اور ایسے لوگوں نے حضور کے فضائل سُن سُن کر یہیں جلنا شروع کر دیا۔ اور بتا دیا کہ جہنم میں جلنے کے لیے ہمیں موزوں ہیں کہ ہم جلنا خوب جانتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ جو بد عقیدگی کے حامل ہیں۔ عبث و بیکار نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی اس حکمت پر مبنی پیدا کیے گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے لَا مَلٰئِئَہٗ جَہَنَّمَ کا اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے ان سب کو جہنم کے لقمے بنا کر جہنم کا پیٹ بھرنا ہے۔ ان کا ہونا ضروری تھا۔ ورنہ جہنم بھوکا رہ جاتا۔ یہ جس قدر منکرین رسالت اور بد عقیدہ افراد ہیں یہ سب لَا مَلٰئِئَہٗ جَہَنَّمَ کے وعدہ ازلی کی تکمیل کے لئے بد عقیدہ ہوئے ہیں۔ اور یہ جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رفعت و عظمت سن سن کر جل بھٹن جاتے ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ خدا نے انہیں جہنم کے لقمے بنا کر جہنم کا پیٹ بھرنا ہے۔ سچ فرمایا اعلیٰ حضرت نے

لَا مَلٰئِئَہٗ جَہَنَّمَ تَہَا وَعَدَہٗ اَزَلِی ۱ نہ منکروں کا عبث بد عقیدہ ہونا تھا

خُلد تو گھر ہے غلام مصطفیٰ کے واسطے ۲ اور جہنم ہے عدو مصطفیٰ کے واسطے

(۱۰) صبح کی ٹھنڈی ہوا مدینہ منورہ سے خوشبو لے کر دنیا میں پھیل جاتی ہے کیونکہ اس وقت پھولوں نے کھل کر اپنا گریبان چاک کیا ہوا ہوتا ہے تاکہ نسیم صبح مدینہ سے خوشبو کی بھیک لے سکیں۔ گویا باد صبا کو تعظیم سرکار کی وجہ سے یہ مقام ملا۔ تفسیر روح البیان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب روایت مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ غزوہ احزاب کے موقع پر دیور (غربی ہوا) کو نسیم صبح (باد صبا) نے کہا کہ چل حضور علیہ السلام کے لشکر کی مدد کرتے ہیں دیور نے متکبرانہ انداز میں کہا کہ نہیں آزاد ہوا کیں رات کو نہیں چلتیں۔ تو گویا اس کے تکبر نے اس کو خدا کا مغضوب بنا دیا کہ اس کے ذریعے عذاب دیا جاتا ہے اور باد صبا کے ادب نے اس کو اللہ کا محبوب بنا دیا کہ اس کے ذریعے اللہ کے محبوب کی مدد فرمائی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نصرت با لصبا و اہلکت عاد بالدبور۔ (روح البیان)

میری مدد باد صبا سے کی گئی اور قوم عاد کو دیور کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

صاحب تاج صاحب معراج ہمسرا اس کا نہ کل نہ کوئی آج

اس کی سنت علیم کو بس ہے کیا ثقافت کہاں کے رسم و رواج

(۱۱) ٹپکتا رنگ جنون عشق شہ میں ہر گل سے رگ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا

(۱۲) بجا تھا عرش پہ خاک مزار پاک کو ناز کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

(۱۳) گزرتے جان سے اک شوریہ حبیب کے ساتھ فغاں کو نالہء حلق بریدہ ہونا تھا

(۱۴) مرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر کوئی تو شہد شفاعت چشیدہ ہونا تھا

(۱۵) جو سنگ در پہ جبیں سائیوں سے تھا مٹا تو میری جاں شرار جہیدہ ہونا تھا

(۱۶) تری قبا کے نہ کیوں نیچے نیچے دامن ہوں کہ خاکساروں سے یاں کب کشیدہ ہونا تھا

(۱۷) رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاؤ حبیب

تو پیارے قید خودی سے رہیدہ ہونا تھا

مشکل الفاظ کے معانی:

* جنوں - دیوانگی، رنگ جنوں سے دیوانہ پن مراد ہے * شہ مخفف ہے شاہ کا بمعنی بادشاہ * رگ بہار - بہار کی نبض
 * نشتر - آلہء فص یعنی رگوں سے ناسد خون نکالنے کے لیے نوکدار اور تیز اوزار * رسیدہ - پہنچا ہوا * بجا - جائز * خاک مزار
 پاک - حضور علیہ السلام کے روضہ انور کی خاک پاک * ناز - نخرہ * تجھ سا - تیرے جیسا * عرش نشیں - عرش پر بیٹھنے والا
 * آفریدہ - پیدا کیا ہوا * گزرتے جان سے - مر جاتے، جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے کی طرح محاورہ ہے * شور - جوش و جذبہ * یا
 حبیب - اے پیارے یعنی ندائے یار رسول اللہ * فغاں - نالہ و فریاد * حلق - گلا * بریدہ - کٹا ہوا * میرے حبیب - یار رسول
 اللہ * گنہ - گناہ * زہر - جس کو کھانے سے موت واقع ہو جائے * چشیدہ - چکھا ہوا * شفاعت چشیدہ - جس کی شفاعت ہو
 جائے * سنگ در - دروازے کا پتھر * جہیں سائی - پیشانی رگڑنا * مٹا - ختم ہونا * شرار - شعلہ، چنگاری * جہیدہ - اچھل کر
 گرنے والی * قبا - مشہور لباس جو عربی لباس کرتا پہنتے ہیں * خاکسار - عاجز، گنہگار، غریب * کشیدہ - کھینچا ہوا * جلوہ گاہ -
 تجلی کی جگہ * قید خودی - نفس کی قید * رہیدہ - آزاد

مفہوم و شرح:

(۱۱) پھولوں سے دیوانگی کا رنگ آقائے دو جہاں کے عشق کی وجہ سے ہی نکلتا ہے کیونکہ موسم بہار کی رگ جان میں حب رسول
 کا نشتر چبھ جاتا ہے جس سے پھول نکلتے ہیں۔

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شے میں اپنے آقا کے جلوہائے محبت نظر آتے ہیں کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

کیا شان احمد کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

(۱۲) سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے روضہ اقدس کی خاک پاک اگر عرشِ معلیٰ پر ناز کرے تو اس کے لیے جائز ہے کیونکہ معراج کی
 رات حضور علیہ السلام کی نعلین پاک کے ساتھ یہی خاک تو لگی ہوئی تھی جس کے عرشِ معلیٰ نے بو سے لیے تھے۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اس بات پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ جس جگہ حضور علیہ السلام کا جسم انور جلوہ گر ہے وہ جگہ تمام مقامات مقدسہ سے بلکہ
 عرشِ معلیٰ سے بھی افضل ہے۔ (مواہب لدنیہ، خلاصۃ الوفاء) لہذا یہ کہنا درست ہوا کہ:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

(۱۳) کاش ہم یار رسول اللہ، یا حبیب اللہ کے نعروں کی گونج میں اپنی جان سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی نذر کر دیتے اور ہماری یہ
 صدا ہماری کٹی ہوئی گردن کا آخری نعرہ ہوتی (اور قیامت کے دن اٹھتے ہوئے پہلی آواز بھی یہی ہوتی)

غلام احمد مختار یوں پہچانے جائیں گے کہ محشر میں بھی ہو گا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے

(۱۴) اے میرے پیارے آقا! اگرچہ گناہ زہر ہے لیکن آپ کی ذات پاک تو شفاعت کا تریاق رکھتی ہے، آپ کے مضبوط

سہارے کی آس پر ہر زہر پی رہے ہیں آخر آپ نے شفاعت کا تریاق کسی کو تو دینا ہی ہے لہذا ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ

اپنی شفاعت کا شہد ہمیں پلا کر گناہوں کے زہر کا اثر ختم فرمادیں۔

اہل عمل کو اپنی عبادت پہ ناز ہے
کچھ مجھ کو کون دے گا، سہارا تیرے بغیر
آپ نے فرمایا:

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔

میرے شفاعت بڑے بڑے گنہگاروں کے لیے ہے۔

(۱۵) اے میری (احمد رضا کی) جان جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دہلیز پر پیشانی رگڑ رگڑ کر جان دنیا ہی مقصود تھا تو کیوں نہ تو ایک چنگاری ہوتی جو فوراً اچھل کر آپ کی دہلیز پر نفاذ ہو جاتی اور جلد آپ کے در کی راکھ بن جاتی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے قدموں پہ قربان ہونے کا کچھ ایسا ہی جذبہ رکھتے تھے۔ تیروں کے سامنے اپنے جسم کو حضور علیہ السلام کے لے ڈھال بنا لیتے ایک ایسے ہی موقع پر حضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تیر پکڑا رہے تھے اور ساتھ فرما رہے تھے۔

ارم یا سعد فداک ابی وامی

اے سعد! اپنے نبی کے دشمنوں پہ تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں (سبحان اللہ) حضرت ابو طلحہ انصاری حضور علیہ السلام کے چہرے کی ڈھال بنے ہوئے تھے تیر چلا رہے تھے اور عرض کر رہے تھے حضور! اپنا چہرہ نیچے رکھیے تیر آئے تو آپ کے چہرے کی بجائے میری چھاتی پہ لگے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔

فان ابی ووالدتی وعرضی لعرض محمد منکم وقاء

(۱۶) حضور! آپ کے دامانِ کرم (کھلا لباس ہونے کی وجہ سے) اسی لے نیچے رہتے تھے تاکہ ہم جیسے عاجز و مسکین کل بروز قیامت آسانی کے ساتھ ان سے وابستہ ہو سکیں جو دامنِ کرم دنیا میں نیچے رہا وہ قیامت کو بھی اوپر نہ ہوگا تاکہ غلامانِ مصطفیٰ کو آپ کے دامن میں پناہ مل سکے۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
(۱۷) اے احمد رضا! اگر تجھے اپنے دل کو محبوب کی تجلی گاہ بنانے کا اتنا ہی شوق ہے تو پہلے (قید خوری سے) اپنی خواہشات نفسانی سے یا اپنے وجود سے رہائی حاصل کر اور ذاتِ محبوب میں فنا ہو جا کیونکہ عشق کی دنیا میں بغیر فنا ہوئے جلوہ نصیب نہیں ہوتا۔ یہاں نہ ہونا ہی ہونا ہے اس درجے کو صوفیاء کرام نے موتوا قبل ان تموتوا سے تعبیر فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا جذبہ شوق:

مایوس انسانیت کی تمناؤں کو بر لانے کا مقام ہے یہاں حوادثِ زمانہ کے روندے ہوئے۔ دنیا کے ٹھکڑائے ہوئے انسان ہاتھ پھیلائے پہنچتے ہیں۔ مولانا احمد رضا بریلوی ان بد دل لوگوں اور مایوس انسانوں کو امید بخشش دلا دلا کر بلند حوصلہ بنا دیتے ہیں اور انہیں آمادہ کرتے ہیں کہ تم جس گلی میں آ پہنچے ہو وہاں نہ نہیں ہاں ہی ہاں ہے۔ اس لے ہمت کر کے دامنِ رحمت تھام لو۔

ان کے در پے جیسے ہو مٹ جائے ناتوانو کچھ تو ہمت کیجئے
 ان کے در پہ بیٹھے بن کر فقیر بے نواؤ فکر ثروت کیجئے
 سر سے گرتا ہے ابھی بار گناہ خم ذرا فرق ارادت کیجئے
 نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا
 مقلو ! سامان دولت کیجئے

گدایان کو چہ حبیب خدا، یا رسول اللہ کے نعروں سے سرشار ہو کر سامان دولت جمع کرتے جاتے ہیں اور خالی جھولیوں
 لے مراد بھر بھر کر نکلتے ہیں۔ اور ان کے منہ سے اس پاک شہر کے لیے کس بے تابی سے دعائیں نکلتی ہیں
 مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
 بیت اللہ شریف کی عظمت و شہامت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ یہ کائنات ارضی کا آغاز ہے، یہ انسانیت کا آخری سہارا
 ہے۔ یہاں گنہگار بخشے جاتے ہیں اور نیک درجہ کمال کو پہنچتے ہیں۔ یہاں رکن شامی شام غربت کی وحشت کو مٹا دیتا ہے۔ آب زم زم
 بہوم ہے۔ میزاب کی رفعت رحمت خداوندی کی ضامن ہے اعلیٰ حضرت بریلوی کعبۃ اللہ اور مدینہ منورہ کا جس انداز سے موازنہ
 کرتے ہیں وہ آپ کی محبت کا ترجمان ہے۔

حاجو ! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو
 رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو
 دھو چکا ظلمت دل بوسہ سنگ اسود خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

واں مطعنوں کا جگر خوف سے پانی پایا

یاں سپہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اور پھر جب شہر حبیب سے ایسی دلچسپی دوا بستگی پر کسی زاہد نے افضلیت مکہ کی بحث اٹھائی۔ تو امام رضاؑ نے بدیں الفاظ اپنی
 شہوری و معذوری بیان فرمائی ہے۔ کہ

طیبہ نہ سہی افضل مکہ نبی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
 عرش اعظم کی عظمت سے کسے انکار ہے مگر جس خطہ زمین پر آسمان کی بلندیاں اور عرش اعظم کی عظمتیں سرنگوں ہونا فخر
 سمجھیں اس خطہ کی خاک ہمارے اعلیٰ حضرت کے لیے سرمہ چشم کیوں نہ ہو۔

ہے بیتاب جس کے لیے عرش اعظم وہ اس رہو لا مکاں کی گلی ہے

تیرے در کا درباں ہے جبریل اعظم ترا مدح خواں ہر نبی ہر ولی ہے

جبریل اعظم اس دروازے کا درباں کیوں نہ ہو؟ اور گدایان رحمت کیوں ناز نہ کریں۔

اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

یہ سر ہوا دروہ خاک دروہ خاک دروہ اور یہ سر رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے خاک مدینہ کی عظمت و توقیر اعلیٰ حضرت بریلوی کا جزو ایمان ہے۔ وہ اس خاک راہ کو ہر صورت قبلہ ایمان خیال کرتے ہیں جو پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار چھوٹی۔ وہ اس سلسلہ میں نہ کسی حضرت ناصح کی نصیحت کو خاطر میں لاتے ہیں اور نہ کسی فتویٰ سے ڈرتے ہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا
خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمین سے سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا
خار مدینہ اعلیٰ حضرت کی آنکھوں کا سرمہ ہے خاک مدینہ ان کے چہرہ ایمان کا غارہ ہے۔ خاک مدینہ سے گزر کر جب اعلیٰ حضرت بریلوی ”خار مدینہ“ پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کو دشت طیبہ کے خار دنیا بھر کے گلزار سے ہزار بار خوشتر دکھائی دیتے ہیں۔
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں
وہ خار طیبہ کو دل میں یوں رکھنا چاہتے ہیں کہ دیدہ تر کو بھی خبر نہ ہونے پائے۔

خار صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں وحشت دل نہ پھرا بے سرو ساماں ہم کو
اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے یوں دل میں آ کہ دیدہ تر کو خبر نہ ہو
وہ خار مدینہ کی کسک کو دل سے جدا کرنا گوار نہیں کرتے اور پھر کمال دار فکری میں اپنا دل ہسر، اور آنکھ سب کچھ ”خار طیبہ“ کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔

ان کے حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
غرضیکہ مدینہ پاک کا ذرہ ذرہ اعلیٰ حضرت کا قبلہ مراد ہے، انہیں کوئے جاناں کی ہر چیز سے محبت ہے اور ہر شے پر جان فدا کرتے نظر آتے ہیں مدینہ کی گلیوں میں کرم کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں، بخشش کے بادل برس رہے ہیں، رحمت کے چشمے ابل رہے ہیں اور سخاوت کے دریا بہہ رہے ہیں یہاں ہر ایک اپنا دامن مراد بھر رہا ہے یہاں سے نہیں کو ”کسی“ کی آواز نہیں آئی۔

واہ کیا جو دو کرم ہے شرہ بطحا تیرا ”نہیں“ سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
(ماخوذ)

نعت شریف نمبر (۸)

- (۱) شور مہ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا
(۲) اس گل کے سوا ہر پھول با گوش گراں آیا
(۳) جب بام تجلی پر وہ نیر جاں آیا
(۴) جنت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
(۵) طیبہ کے سوا سب باغ پامال فنا ہوں گے
- ساتی میں ترے صدقے دے دے رمضان آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقت فغاں آیا
سر تھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا
اب تک کے ہر ایک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا
دیکھو گے چمن والو جب عہد خزاں آیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* شور - شہرت، دھوم * مہ نو - نیا چاند * دواں - دوڑتا ہوا، ساتی پلانے والا * مئے - شراب * گوش - کان
* گراں - بھاری، بہرا * فغاں - آہ و زاری * بام - چھت، بنیرا * تجلی - روشنی * نیر - روشن کرنے والا * تپاں، تڑپتا ہوا
* حرم - مکہ و مدینہ * تک کے، تکتا سے یعنی دیکھ کر * طیبہ - مدینہ * پامال - برباد * چمن - باغ * عہد - زمانہ * خزاں -
پت جھڑکا موسم

مفہوم و شرح:

(۱) امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ رمضان شریف کا پورا مہینہ حضور علیہ السلام کے قدموں میں گزارا اس موقع پر یہ
نعت لکھی (اے میرے آقا رمضان شریف کی آمد ہو گئی ہے اور میں دوڑ کر رحمت کے مہینے رحمت للعالمین کی بارگاہ میں آ گیا ہوں تاکہ
(عیدی کے بہانے یا افطاری کے لیے) شراب محبت کا جام نصیب ہو جائے۔ پنجابی میں کیا خوب کہا گیا ہے۔

وحدت دے جام آ کے پلائے حضور نے ہوشیار دیکھو مست بنائے حضور نے
اج حیک قدسی حمدے آ آ کے اودہ مقام جتھے وی نوری پیر سی لائے حضور نے
دسدے نے سارے لامکاں دل جاناں آپ دا دیا کے یئیں کس طرح آئے حضور نے
قدرت دے رخ نے ازل تو زینت سی جو بنے پردے اودہ پہلی وار اٹھائے حضور نے
ماکان ما یکنون دے جو جو وی راز سن منبر تے چڑھ کے سارے سنائے حضور نے
حجر و شجر نوں بولنا دیا جناب نے انگلاں دے دچوں چشمے چلائے حضور نے

پیراں توں اکھڑ دوڑ کے قدماں چہ آڈگے جد وی کدی درخت بلائے حضور نے
بعد از خدا عظیم توں جو وی عظیم نے یوسف اوہ سارے مرتبے پائے حضور نے
(۲) اے بلبل چنستان رسالت! ذرا بیکھو تو سہی میدان محشر میں اس پھول (مدینے والی سرکار) کے علاوہ کوئی دوسرا پھول
(نبی و رسول شفاعت کے بارے) بات سننے کی طرف نہیں آ رہا۔ مشہور و طویل حدیث شفاعت کی طرف اشارہ ہے جب حضور علیہ
السلام کائنات کی فریاد پر

پیش حق مرثدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
یہاں تک کہ اپنے آخری امتی کو بھی دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جائیں گے۔
(۳) جب وہ روشن چہرے والے آقا میدان محشر میں برائے دیدار تشریف لائے تو ان کی تجلی دیکھنے کے لیے سارا محشر سراپا
ادب و احترام بن گیا ہر دل میں دیدار کی تڑپ پیدا ہوئی اور ہر سر آپ کی محبت میں سرشار ہو کر جھگ گیا۔

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دھل جائے گا
اوڑھ کر کالا کبیل وہ آجائیں گے تو قیامت کا نقشہ بدل جائے گا
(۴) جنت کی خواہش ایمان کا تقاضا ہے لیکن جنت میں جا کر بھی بارگاہ مصطفیٰ میں جانے کی تمنا عشق رسول کا تقاضا ہے چنانچہ
فرمایا جب جنت نصیب ہوگئی تو وہیں پہ دربار رسالت بھی سجاد یکھا تو حیران ہو گیا کہ میں یہاں آ گیا ہوں یہ سارے لوگ تو مدینہ کی
گلیوں میں دیکھا کرتا تھا۔ گویا مدینہ کی محبت میں جنت بھی ملی اور جنت میں پھر ادھر دیدار رب ہوگا، ادھر صورت محمد کی۔

جب عشق لے کے آیا سرکار کی گلی میں ہم نے خدا کو پایا سرکار کی گلی میں
شمس و قمر بھی جس کی خیرات مانگتے ہیں وہ نور ہے سایا سرکار کی گلی میں
ان کے کرم سے سارے اسباب بن گئے ہیں مجھ کو نصیب لایا سرکار کی گلی میں
عرش علی پہ خود کو محو سجود پایا جس وقت سر جھکایا سرکار کی گلی میں
جنت میں آ گیا ہے جنت میں رہ رہا ہے جس نے بھی گھر بنایا سرکار کی گلی میں
اس کیف کے بیان سے اپنی زباں ہے قاصر جو کیف ہم نے پایا سرکار کی گلی میں
اک حُسن بکراں ہے اک کیف کا سماں ہے ہے رحمتوں کا سایا سرکار کی گلی میں
منہوم پا لیا ہے خلد بریں کا میں نے جس دن سے ہوں میں آیا سرکار کی گلی میں

ہم کو حفیظ دل کا ہر مدعا ملا ہے

سب کچھ ہی ہم نے پایا سرکار کی گلی میں

(۵) اے چمن والو! عنقریب تم اپنی آنکھوں سے اس حقیقت کا مشاہدہ کر لو تا کہ خزاں کا موسم (فتنوں کا دور یا قیامت کی
نشانیوں کا ظہور) جب آئے گا تو باغ طیبہ کے علاوہ ہر چمن برباد ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے۔

آخر قرية من قری الاسلام خرابا المدينة۔ (رواہ النسائی)

تمام دنیا مدینہ سے پہلے تباہ ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس کی آبادی (غالباً یہود کی ظالمانہ حکومت کی طرف اشارہ ہے) مدینہ کی ویرانی کا سبب بنے گی اور مدینہ کی ویرانی جنگیں لائے گی، ان جنگوں کے نتیجے میں قسطنطنیہ فتح ہوگا اور پھر دجال کا خروج ہوگا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ خلاصۃ الوفاء)

سدا وسدا رہوے تیرا دوارہ یا رسول اللہ جتھے ہوندا غریباں دا گزارا یا رسول اللہ

- (۶) سر اور وہ سنگ در آنکھ اور وہ بزمِ نور
- (۷) کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
- (۸) جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
- (۹) طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیے تو جناں والو
- (۱۰) لے طوقِ الم سے اب آزاد ہوا نے قمری
- (۱۱) نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ برے کامو
- (۱۲) بدکار رضا خوش ہو بد کام بھلے ہوں گے

ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا
سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا
لو وہ قد بے سایہ اب سایہ کناں آیا
کیا دیکھ کے جیتا ہے جوواں سے یہاں آیا
چٹھی لیے بخشش کی وہ سرو رواں آیا
دیکھو مرے پلہ پر وہ اچھے میاں آیا
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* سنگ در۔ دروازے کا پتھر یعنی چوکھٹ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم * بزمِ نور۔ نوانی محفل حضور کے غلاموں کی جو مدینہ شریف میں جتی ہے اور اس کا فیض لے کر پوری دنیا میں محافل کا انعقاد ہوتا ہے * دھیان۔ خیال * نعت۔ حضور عالیہ السلام کی تعریف کے اشعار * طبقہ۔ شعبہ، درجہ * سکتہ۔ حیرانگی کی انتہا پہ خاموشی یا غشی * چکر۔ حیرت کا بھنور * گمان۔ وہم و خیال * جلتی۔ تپتی * کیسی۔ کس قدر * سایہ کناں۔ رحمت کا سایہ کرنے والا * جناں۔ جنت * واں۔ وہاں کا مخفف بمعنی اُس جگہ * طوق۔ پھندا، گلوبند، گلے کا حلقہ یا پٹہ * الم۔ غم * قمری۔ فاختہ پرندہ * چٹھی۔ رقعہ * سرو رواں۔ چلتا ہوا سرو قد محبوب * نامہ۔ نامہ اعمال * پلہ۔ ترازو کا پلڑا * اچھے میاں۔ اعلیٰ حضرت کے پیرو مرشد * بدکار۔ برے کاموں والا * بدنام۔ برے کام * بھلے۔ اچھے * اچھوں کا میاں۔ نیکوں کا سردار۔

مفہوم و شرح:

(۶) اے ظالم دل! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ کیسے وقت میں تجھے اپنے وطن کا خیال آ گیا ہے جب کہ تیرا سر حضور ﷺ کی چوکھٹ پر پڑا ہے اور تو نوری محفل اپنی آنکھوں سے سرکار کی بارگاہ میں جکی ہوئی دیکھ رہا ہے۔

اگرچہ وطن کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا حب الوطن من الایمان۔ لیکن سنگ ورجاناں ہو اور عاشق مستانہ؟

تو ایسے وقت قیمتی لمحات کی بھی جان ہیں۔ مولانا حسن رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دل درد سے بسل کی طرح لوٹ رہا ہو سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
گروقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ پڑا ہو جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو
(۷) حضور علیہ السلام کی نعت کہنا اور نعت لکھنا یہ ایسا بلند مرتبہ و مقام ہے کہ جہاں عقل چکرا کے رہ جاتی ہے۔ یا اتنا مشکل کام ہے کہ عقل و شعور پہ سکتہ طاری ہو جاتا ہے بس یوں سمجھو کہ تلوار کی دھار پہ چلنے کے مترادف ہے یا پھر۔
اک آگ کا دریا ہے اور پار گزرنا ہے
پہلے معنی کی تائید حضرت حسان بن ثابت پر حضور علیہ السلام کی نوازشات (ان کو اپنی چادر عطا فرمانا، ان کے لیے منبر بچھانا اور دعا کرنا اللھم ابدہ بروح القدس) سے ہوتی ہے اور دوسرے معنی کے لیے یہ مصرعہ کافی ہے۔
با خدا دیوانہ باشد با محمد ہوشیار

کیونکہ

نفس گم کردہ می آید جنیدو با یزید ایں جا
ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی تعریف کا حق کون ادا کر سکتا ہے یہاں تو الفاظ ختم ہو سکتے ہیں اور
زندگیاں ختم ہوئیں قلم داں ٹوٹ گئے تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہو
حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے جس قدر حضور کی تعریف فرمائی ہے کوئی کیا کرے گا مگر بات انہوں نے بھی یہاں
پر ہی ختم کی۔

دفتر تمام گشت پایاں رسید عمر ماہچھاں در اول وصف تو ماندہ ایم
جس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے یوں فرمایا کہ:
تیرے تو وصف عیب لیتا ہی سے ہیں بری حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ نے بات کو اور آسان کر دیا۔
کتنے مہر علی کتنے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتنے جا لڑیاں
امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں والا عقیدہ نہ رکھو باقی جتنی بھی تعریف کرو
آپ اس سے بھی بلند و بالا ہے۔

دع ما ادعته النصاری فی نبیہم واحکم بما شئت واحتکم
فان فضل رسول اللہ لیس له حد فی عرب عن ناطق بقم

اعظم میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات نام اپنا ان کے ذکر سے چمکا رہا ہوں میں
(۸) قیامت کی دھوپ جتنی بھی شدید سہی گرمی کس قدر ہی قیامت خیز سہی لیکن جب وہ رحمت والے آقا اپنی رحمت کا سایہ کر

دیں گے تو قیامت کا نقشہ بدل جائے گا۔

کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین جو ہوئے ان کا کام ہی رحمت کرنا ہے چاہے دنیا ہو یا آخرت۔ اللہ نے گنہگاروں کو اپنے گناہ بخشوانے کا طریقہ ہی یہ بتایا ہے کہ نافرمانی اگر میری کر لو تو اس گناہ کو معاف کروانے کے لیے حاضری درجیب کی بھرو۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا لله واستغفر لهم الرسول

لو جدوا الله توابا رحیما۔ (النساء)

بخشش لئی رب نے دس چھڑیا دربار محمد مدنی دا کعبے دا کعبہ ہے روضہ سرکار محمد مدنی دا خود اپنی شفاعت اوبدے لئی واجب ہے کیتی سوہنے نے جس عدا روضہ تکیا اے اک وار محمد مدنی دا عثمان ٹوں ذوالنورین کہیا خود نور منیر محمد نے بھر پور خزانہ نور دائے پردار محمد مدنی دا کعبہ کیہ عرش اعظم توں اعلیٰ اے روضہ سوہنے دا جنت دی جنت ہے سارا گھر بار محمد مدنی دا حق تکیا اس نے جس تکیا احمد مختار محمد ٹوں دیدار خدا دے جلوے دا دیدار محمد مدنی دا چن ٹیدا سورج مڑ داتے پتھروی سلامی دیندے نیں ہر چیز تے سکتہ چلدائے مختار محمد مدنی دا صدیق، فاروق، غنی کیے اسد اللہ تے سیف اللہ دی دھاک توں اک انوکھا اے شاہکار محمد مدنی دا ناں لیے مشکلاں حل ہوں لب لایاں دکھڑے مک جاندے جاندا نیں کول حکیمان دے بیمار محمد مدنی دا سُن سُن کے قصیدے تے نعتاں کیوں منکر مڑ دا بلدائے نت آپ قصیدہ کہندائے ستار محمد مدنی دا واللیل نے زلفاں اے یوسف والشمس حسین پیشانی اے ہے چہرہ اقدس مطلع انوار محمد مدنی دا (۹) اے جنت والو! ذرا ہمیں دیکھو تو ہم طیبہ نگر سے آئے ہیں بھلا مدینہ کو چھوڑ کر جنت میں آنے والا یہاں کس شے کو دیکھ کر زندہ رہے گا، مدینہ سے بڑی کوئی نعمت ہو تو اس کو دیکھے اور آنکھیں ٹھنڈی کرے۔

کیا ہے یہ دیوانہ کس کا ہے یہ دیوانہ جنت میں بھی کہتا ہے جانا ہے مدینے میں حضرت ربیعہ کو جب حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا! مانگ کیا مانگتا ہے تو انہوں نے بھی صرف جنت نہ مانگی بلکہ عرض کیا!

اسئلك مرا فقتك في الجنة۔

حضور میں جنت میں آپ کا قرب مانگتا ہوں۔

ایہہ حسرت نیازی دی اک آس چروکنی ہے سرکار دے دیس اندر کدے میرا وی گھر ہووے گویا حضرت ربیعہ نے عرض کیا حضور! بادشاہ کے محل کے ساتھ نوکروں کے کواٹر بھی ہوتے ہیں تو جنت میں جہاں آپ کا محل ہو اس کے ساتھ ہی میرا کواٹر بنو ادیں تاکہ جنت میں بھی رہوں اور آپ کی زیارت سے بھی محروم نہ رہوں۔

صحابہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اسلام لانے کے بعد سب سے زیادہ خوشی اس دن ہوئی جس دن حضور علیہ السلام نے یہ مژدہ جانفراسنایا کہ المرء مع من احب جو کوئی جس سے محبت کرے گا وہ (قیامت کو اس اپنے محبوب) کے ساتھ ہی رہیگا۔ خوشی اس

لیے ہوئی کہ ہم حضور سے محبت کرتے ہیں اور سارے جہاں سے بڑھ کر کرتے ہیں اس لیے یقین ہو گیا کہ قیامت کو بھی ہم حضور کے ساتھ ہی رہیں گے یہاں بھی زیارتیں وہاں بھی زیارتیں۔

(۱۰) اے باغ رسالت کی قمریو! خوش ہو جاؤ دیکھو حشر کے میدان میں شافع مجتہد تمہاری بخشش کا اللہ کے ہاں سے رقعہ لے کر آرہے ہیں۔

جواہر البحار میں ہے کہ میزان پر بعض گنہگاروں کو فرشتے گھسیٹ کر جہنم میں لے جانا چاہتے ہوں گے کہ حضور علیہ السلام تشریف لائیں گے اور اپنی جیب سے ایک رقعہ نکالیں گے جس سے گنہگاروں کی نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائیگا اور وہ جنت کو چلے جائیں گے جب پوچھا جائے گا تو آپ فرمائیں گے یہ تمہارا وہ درود تھا جو تم مجھ پر پڑھا کرتے تھے۔ (ص ۳۵۷ ج ۱)

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

(۱۱) اے گناہو! میرے (احمد رضا کے) نامہ اعمال سے فنا ہو جاؤ دیکھو تو میرے آقا نے نعمت حضرت اچھے میاں (علیہ الرحمۃ) میری نیکیوں کا وزن بڑھانے کے لیے (کتنی تیزی سے) آرہے ہیں۔

حدیث کے مطابق ایک شخص نے دوسرے کو دنیا میں نماز کے لیے وضو کرایا ہوگا تو کل قیامت کو اس کی شفاعت سے بخشا جائے گا۔ ایک نے دوسرے کو پانی پلایا ہوگا تو اس کی شفاعت اس کے حق میں قبول کر لی جائے گی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ پیاسے کتے کو پانی پلانے والی بخش دی جائے گی۔ راستے سے کانٹا یا ڈھیلا اٹھانے والا بخش دیا جائے گا تو ولیوں کی شفاعت کا اللہ تعالیٰ کو کتنا لحاظ ہوگا؟ جب کہ ولیوں کی عظمت کا انکار کرنے والا تعلیمات مصطفیٰ سے بغاوت کرتا ہے جس کو نہ ولی کی شفاعت نصیب ہوگی نہ نبی کی۔

ملے نہ اوس نوں ہرگز شفاعت کملی والے دی
کدی گھٹنی نہ گھٹ سک دی اے عظمت کملی والے دی
اوہ ہے کذاب جو کردا اے ہن دعویٰ نبوت دا
اساں ٹیرے تے دیوانے نبی فرضی نوں کہیہ کرنا
ایہہ جنت چار دن دنیا دی کیہڑے کم آونی ایں
مکمل کملی والے کر دتا قصر نبوت نوں
نبی دے دشمنان دے چاک سینے توں رہویں کردار

(۱۲) اے رضا بدکار (تواضعاً، حقیقتاً پرہیزگاروں کے سردار) اب خوش ہو جاؤ دیکھو تو میرے آقا اچھے میاں جو اچھوں کے میاں (آقا) ہیں تیری بخشش کے لیے تشریف لارہے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الا خلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین۔

بہت گہرے دوست بھی قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے مگر نیکوں کی محبتیں اس دن بھی سلامت

رہیں گی۔

حدیث شریف میں ہے:

لو ان عبدین تحاببا فی اللہ واحد فی المشرق و آخر فی المغرب لجمع اللہ

بینہما یوم القیمة و یقول هذا الذی کنت تحبه فی۔ (مشکوٰۃ شریف)

دین میں ایک دوسرے کے ساتھ اللہ کے لیے محبت کرنے والے دنیا میں اگرچہ ایک دوسرے سے مشرق و مغرب کے فاصلے پر رہتے ہوں گے مگر قیامت کے دن اللہ اپنی محبت کی خاطر ان کو جمع کر دے گا اور فرمائے گا اگر تو اس قابل نہ بھی تھا مگر میری محبت نے تجھے اس قابل بنا دیا ہے کہ تیرا حشر اس کے ساتھ ہو رہا ہے یعنی کوئی اگر گنہگار ہو کر داتا صاحب سے محبت کرتا تھا تو اس کا حشر قیامت والے دن داتا صاحب کے ساتھ ہوگا اگر کوئی سیہ کار ہو کر غوث پاک سے محبت کرتا تھا تو قیامت والے دن اس کا حشر غوث پاک کے ساتھ ہوگا پھر یہ گنہگار کبھی خود کو دیکھے گا کبھی ان کو دیکھ کر عرض کرے گا اے اللہ! میں تو اس قابل نہ تھا کہ ان کے قدموں میں کھڑا ہوتا میرا کون سا عمل تجھے پسند آ گیا ہے؟ اللہ فرمائے گا تو اس قابل نہ تھا مگر میری وجہ سے جو تو نے اس کے ساتھ دنیا میں محبت کی اس محبت نے تجھے اس قابل بنا دیا ہے ناں بھی تو آج ان کے پہلو میں کھڑا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تو دنیا میں بھی محبت کرتا رہا مگر اپنے محبوب کو دیکھا تک نہیں تھا صرف نام آتا تو جھوم جھوم جاتا غوث پاک کا ذکر چھڑنا تو قربان ہو ہو جاتا اور آج بھی نہ دیکھ سکے جا اپنے محبوب کے ساتھ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عیش کر۔ دیوانہ جھوم کر کہے گا۔

یہ کہاں نصیب میرے کہ میں ان کے ساتھ رہتا کوئی جذبہ محبت میرے کام آ گیا ہے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۹)

۱۲۹۶ ہجری میں پہلی بار حاضری سے واپسی پر لکھی گئی۔

- (۱) خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا
(۲) نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھی
(۳) وہ دل کہ خوں شدہ ارماں تھے جس میں مل ڈالا
(۴) یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
(۵) یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم
- تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا
قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا
فغاں کہ گور شہیداں کو پائمال کیا
ستم گر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا
چھڑا کے سنگ در پاک سرو بال کیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* پر ملال - پریشان * کوچہ - گلی * نہال - کامیاب، سرسبز شاداب، خوش و خرم * روئے - چہرہ * بوئے گل - پھولوں کی خوشبو * قضا - تقدیر * قفس - پنجرہ * شکستہ بال - (وہ پرندہ) جس کے بال و پر توڑ دیئے گئے ہوں * خوں شدہ - مرا ہوا، جس کا خون کر دیا گیا ہو * ارمان - حسرتیں، خواہشات * مل ڈالا - ختم کر دیا * فغاں - فریاد * گور شہیداں - شہیدوں کی قبر * پائمال - ستباہ * پلٹنا - لوٹنا * اے نفس - اپنے آپ کو خطاب * ستمگر - اے ظالم، الٹی چھری سے حلال کرنا۔
تڑپا تڑپا کر ذبح کرنا * عداوت - دشمنی * سرو بال - عذاب

مفہوم و تشریح:

(۱) اے میرے پیارے آقا! آپ کے گلی کوچے سے جدائی نے تو میرے اوپر غم و اندوہ کے ایسے پہاڑ گرا دیئے ہیں کہ جن کو اٹھانے کی میرے اندر ہمت و سکت ہی نہیں۔ خوشی و مسرت تو آپ کی بارگاہ میں رہنے سے ملتی ہے اور جتنی خوشی آپ کے گلی کوچوں میں دیوانہ وار پھرنے سے ہوتی ہے اتنا ہی بڑا صدمہ ان گلی کوچوں کو چھوڑنے کا ہوتا ہے۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے جس نے مدینہ نہیں دیکھا وہ ترستا ہے اور جس نے ایک بار دیکھ لیا وہ پھر مدینہ کی جدائی میں تڑپتا ہے۔ عام بندے کی کیفیت بھی یہی ہو جاتی ہے تو اعلیٰ حضرت جیسے عاشق زار اور کشتہ عشق رسول علیہ السلام کی جو حالت ہوتی ہوگی وہ یا خدا جانتا ہے یا خدا کا رسول جانتا ہے۔

تڑپ رہا ہوں فقط تیری خاکِ در کے لیے کہ خاکِ در ہے تیری تاج میرے سر کے لیے
حضور مجھ پہ عنایت کی اک نظر کیجئے دل مریض ہے بے تاب چارہ گر کے لیے

بسا بسا کے میں دل میں حضور کا چہرہ
حضور خواجه عقیدت کی نذر کیا بھیجوں
ابھی تلک مجھے منزل کی کچھ خبر ہی نہیں
رسول باغِ ابراہیم کے عظیم ثمر
وہی تھے دولتِ کونین بانٹنے والے
جو لوگ کانٹوں پہ چلتے رہے نبی کے ساتھ
چلے جو آپ تو سب کارواں ہی ساتھ چلا
حضور یوں رہے اعداء کے درمیاں اقدس
(۲) دل کی تمنا دل ہی میں رہی ابھی نہ تو (جی بھر کے) زیارت کر سکا نہ مدینے کا پھول دیکھا نہ اس کی خوشبو سونگھ سکا تقدیر نے
بال و پر کاٹ کے ہندوستان میں پھینک دیا، ہائے اب دوبارہ محبوب کی گلیوں میں کیسے جاؤں گا۔

حضور علیہ السلام کے قدموں سے جدائی کا احساس تو بے جان چیزوں کو بھی ہوتا ہے استن حنانہ کا واقعہ اس پر دلیل کے طور
پر کافی ہے۔

استن حنانہ از ہجر رسول نالہ می زد ہچوں ارباب عقول
الانسان تکیفہ الاشارہ۔

جا کے پیچھے لے اوس نستون کو لوں مار دہندی جدائی حضور دی اے
(۳) جو حسرتیں دل میں دفن تھیں وہ بھی ملیا میٹ ہو گئیں چونکہ وہ بڑی بلند و بالا تھیں (عشق رسول میں ڈوبی ہوئی تھیں اس لیے
بلند و بالا تھیں لہذا ان کو شہید کہا) گویا شہیدوں کی قبروں کو مٹا دیا گیا ہے جس پر احتجاجا میں ماتم کناں ہوں۔

رہیں دل کی دل ہی میں حسرتیں نہ وہ سن سکے نہ میں سن سکا
(۴) اے دل! یہ تو نے کیا غضب کر دیا اگر تیری رائے یہی تھی کہ محبوب کے روضے پہ جا کر پھر واپس پلٹ آنا ہے تو تو نے (مجھ
پر) بہت ظلم کیا اتنا کہ گویا کند چھری سے ایک عاشق کو ذبح کر دیا ہے۔

عشق و محبت کے یہ درس اعلیٰ حضرت کے سوا کون دے گا؟ قافلہ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حدی خواں
نے لوگوں کو عشق رسول علیہ السلام میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے کا سلیقہ سکھا دیا ہے، شکر یہ اے مام عاشقان تیرا تعداد بار
شکر یہ کیونکہ

من لم يشكر الناس لم يشكر الله۔ (حدیث)

معمولی نعمت کوئی دے تو اس کا شکر یہ لازم ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تو ہمیں عشقِ مصطفیٰ کی لازوال نعمت عطا کی ہے۔
عقیدے کی پہچان دی ہے فاسق و عاشق میں فرق بتایا ہے دشمنانِ رسول علیہ السلام کا ایسا محاسبہ فرمایا ہے کہ آج بھی سی سی کر رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے بتایا اہل سنت کون ہے
ان کی نسبت سے سبھی اہل بریلی بن گئے
ایک اک بے دین کو کر کے الگ بتلا دیا
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کس کا نصیب
خواب غفلت سے جگایا ذہن میں راسخ کیا
اعلیٰ حضرت نے پلا کر عشق مصطفوی کے جام
کس کی خاطر سے بنا ہے یہ وجود کائنات
اعلیٰ حضرت راہبر ہیں اعلیٰ حضرت راہنما

اہل الفت کون ہے اور اہل نفرت کون ہے؟
ذکر جب آیا کہیں پر اہل سنت کون ہے؟
بے ادب گستاخ بزدل بے مروت کون ہے؟
کون ہے محروم اس سے بے بضاعت کون ہے؟
منکر شان رسالت اور ولایت کون ہے؟
رب کے بندوں کو بتایا رب کی نعمت کون ہے؟
کون ہے یسین و طہ اہل رفعت کون ہے؟
دیکھنا ہے یہ غلام اعلیٰ حضرت کون ہے؟

(۵) اے ظالم نفس! یہ تو نے مجھے سے کس دشمنی کا بدلا لیا ہے کہ در حبیب چھڑو ادیا اور ہجر و فراق کے صدمے سے دوچار کر دیا،
اب مجھے ہر وقت در خیر الوریٰ کی چوکھٹ پہ جبیں سائی کا تصور غڈ حال کئے رکھتا ہے۔

(۶) چمن سے پھینک دیا آشیانہ بلبلی

(۷) ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا

(۸) حضور ان کے خیال وطن مٹانا تھا

(۹) نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی

(۱۰) جودل نے مر کے جلایا تھا منتوں کا چراغ

اجاڑا خانہ بے کس بڑا کمال کیا

یہ کیا سمائی کہ دوران سے وہ جمال کیا

ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغ بال کیا

ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا

ستم کہ عرض رہ صر صر زوال کیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* آشیانہ بلبلی۔ بلبلی کا گھونسلہ * خانہ بے کس۔ فقر و محتاج کا گھر * بڑا کمال کیا۔ کسی کو کوسنہ اور طعنہ دینے کے موقع پر کہتے ہیں واہ بھی یہ بڑا کمال کیا ہے تو نے تاکہ وہ شرمندہ ہو * ستم زدہ۔ مظلوم * کیا سمائی۔ کیا سوچھی * جمال۔ حسن * خیال وطن۔ وطن کی یاد * فراغ۔ فراغت سے بمعنی فرصت * بال۔ فکر و پریشانی * ہائے۔ کلمہ افسوس * بے بسی۔ مجبوری، بے چارگی * منتوں کا چراغ۔ بطور محاورہ بولا جاتا ہے مراد پانے کے لیے کسی مزار پر چراغ جلانا * ستم۔ ظلم * صر صر۔ تیز گرم لو جو جسموں کو جھلسا دے۔

مفہوم و شرح:

(۶) اے ظالم نفس! تو نے ایک غریب کا گھر برباد کر کے ایک اور غلام کو اس کے آقا کے قدموں سے جدا کر کے کوئی اچھا کام نہیں کیا گویا تو نے باغ سے بلبلی کو صرف نکالا ہی نہیں بلکہ اس کا گھونسلہ بھی اتار کر باغ سے باہر پھینک دیا ہے۔ حضور ﷺ کا غلام جتنا بھی با وسائل ہو مدینہ سے جدائی کے وقت اس کو سب سے زیادہ فکر یہ ہوتی ہے کہ اب پتہ نہیں دوبارہ حاضری نصیب ہو یا نہ ہو کیونکہ بات صرف وسائل کی نہیں قسمت اور ان کے کرم کی ہے بڑے بڑے وسائل والے ساری عمر ترستے رہتے ہیں وسائل دھرے

کے دھرے رہ جاتے ہیں اور خود قبر میں پہنچ جاتے ہیں۔

(۷) اور بظاہر غریب ”عشق کے جھلے“ نمبر لے جاتے ہیں یعنی انکو دربار رسالت کی بار بار حاضری نصیب ہو جاتی ہے
اے ظالم نفس! میری ان مظلوم آنکھوں نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے ان کو محبوب کے جمال کی لذت سے محروم کر دیا ہے یہ
تو وہی بات ہوئی ناں کہ

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سو جھی

(۸) ارے ظالم! تو نے ہمیں یہ کیسا فارغ البال کر دیا ہے کیا تو ایسا نہیں کر سکتا تھا کہ مدینے ہی میں ہمارے دل سے وطن کا
خیال ختم کر دیتا؟ تو نے تو الٹا وطن کا خیال لا کر ہمیں مٹا دیا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے جب رمضان شریف جاتا ہے تو کئی اہل محبت کی چاند رات کو چٹخیں نکل جاتی ہیں نا سمجھ تو عید کی خوشیاں
مناتے ہیں لیکن رمضان کی قدر جاننے والے اس کی جدائی میں روتے ہیں حالانکہ رمضان ہر سال آتا ہے اور ہر ایک کے پاس خود
چل کر آتا ہے پھر بھلا مدینے سے امام احمد رضا جیسا عاشق جدا ہو تو کیوں نہ مذکورہ کیفیت ہو۔

(۹) ارے دل! تجھے کیا معلوم کہ تو نے مجھے کسی کام کا نہیں چھوڑا، وہ پاک آستانہ تو تو نے چھڑا دیا لیکن اب اپنے گھر کا بھی نہیں
رہا کیونکہ اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

(۱۰) میرے دل (ارمانوں) نے جو خدا خدا کر کے منتوں کا چراغ جلایا تھا اے دل تو نے یہ کیا ظلم کیا کہ راستے کی تکالیف اور
واپسی کی مجبوریاں یاد دلا دلا کر وہ چراغ بجھا دیا اور وہاں ہی رہ جانے کی حسرت پوری نہ ہو سکی۔

(۱۱) مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا

(۱۲) تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

(۱۳) ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ یہ درد کیسا اٹھا جس نے جی ٹڈھال کیا

(۱۴) الہی سن لے رضا جیتے جی کہ مولیٰ نے سگان کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* ویرانہ۔ اجاڑ * ہند۔ ہندوستان، اعلیٰ حضرت کا وطن * حواسوں۔ جمع حواس کی، ہوش و حواس * اختلال۔ خلل
کا مصدر ہے باب افعال سے، نقصان * سا۔ جیسا * ستم آرا۔ ظالم * نہال۔ خوش حال * چہچہے۔ پرندوں کی خوش الحانی *
ناگاہ۔ اچانک، یکایک (معنوی لحاظ سے ناگاہ کا تعلق مصرعہ ثانیہ کے ساتھ ہے) * جی۔ دل * ٹڈھال۔ تھکا ہوا * جیتے جی۔
زندگی میں ہی * مولیٰ۔ آقا * سگان۔ کتے (مدینے شریف کے) * بحال۔ تروتازہ، چہرہ بحال کرنا یعنی عزت رفتہ کو لوٹا دینا۔

مفہوم و تشریح:

(۱۱) ہائے افسوس! میری عقل پہ کیا پردہ پڑ گیا کہ مدینہ جیسے آباد شہر کو چھوڑ کر ہندوستان جیسے ویرانے میں چلا آیا۔ مدینے شریف

میں اللہ کی رحمتیں اس کثرت کے ساتھ برتی ہیں کہ اس کے سامنے ہر شہر ویران نظر آتا ہے کیونکہ

ساری دولت خدا کی مدینے میں ہے ساری رحمت خدا کی مدینے میں ہے
تاجدار زمانہ مدینے میں ہے بے سہاروں کا آقا مدینے میں ہے
مدینہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا

(۱۲) اے دل! تو نے یہ عجیب کام کیا ہے کہ مدینے شریف جیسا پیارا شہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر مجھے ہندوستان بھگالایا ہے آخر مدینے کے مقابلے میں ہندوستان میں رکھا ہی کیا ہے اور اس نے تجھے پہلے کوئی راحت و سکون پہنچایا ہے جواب پھر تجھے نئی خوشحالی دے گا؟ کیا تو جانتا نہیں ہے کہ

اپنا سب کچھ گنبد خضریٰ کب بھی تھا اور آج بھی ہے

(۱۳) ابھی ابھی کی تو بات ہے کہ مدینہ کی بلبلیں چہچہا رہی تھیں اور میری طبیعت خوشی سے چل رہی تھی یہ اچانک کیا ہو گیا (واپسی کی خبر سنا کر) اس قدر غم کا پہاڑ ٹوٹ گیا اور طبیعت ایسی نڈھال ہوئی کہ سنبھل ہی نہیں رہی۔

(۱۴) اے میرے اللہ! میری یہ دعا قبول کر لے کہ اسی حاضری میں یہ خوشخبری مجھے مل جائے کہ میرے آقا نے اپنی گلی کے کتوں میں میری عزت بحال کر دی ہے یعنی مجھے دوبارہ حاضری کا اشارہ رحمت فرما دیا ہے ”یا سن لے“ سے مراد ہے یا اللہ تو گواہ ہو جا کہ تیرے محبوب نے مجھے اس حاضری میں اپنی گلی کے کتوں میں شامل کر کے میرا وقار رفتہ بحال فرما دیا ہے۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۱۰)

- (۱) بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا
 (۲) تیری مرضی پا گیا سورج پھرا لٹے قدم
 (۳) بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا
 (۴) بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
 (۵) تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
- لمعہ باطن میں گئے جلوہ ظاہر گیا
 تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا
 کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا
 بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا
 تیرے صدقہ سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* بندہ - عبد، (بندگی کرنے والا) مراد ہے عبد کامل محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم * حضرت - بارگاہ * قادر - قدرت والا، اللہ تعالیٰ کا وصفی نام * لمعہ - نور، روشنی * باطن - پوشیدہ * گئے - فنا ہونے * جلوہ ظاہر - کھلا ہوا اجالا * مرضی - خواہش * لٹے قدم پھرنا - اسی راستے واپس ہونا * مہ - چاند * چر گیا - پھٹ گیا * ضیاء - روشنی * اندھیرا - سیاہی * عالم - جہان * گیسو - زلف * گھر گیا - پھیل گیا * ہوا بندھ گئی (محاورہ) رعب و جلال چھا گیا * ساوہ - ایک دریا کا نام ہے قبل از اسلام جس کی پوجا کی جاتی تھی * خاک اڑنے لگی - خشک ہو کر غبار اور ریت اڑنے لگی * آتش پہ پانی پھرنا - آگ کا بجھ جانا، اس کی رونق ختم ہو جانا، محاورہ کے طور پر بربادی کے لیے بولا جاتا ہے * صفی اللہ - حضرت آدم علیہ السلام کا لقب * بیڑا پار ہونا - کامیاب ہونا * نجی اللہ - نوح علیہ السلام کا لقب * بجرا - کشتی * تر گیا - ڈوبنے سے بچ گیا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) بندہ خاص (محمد رسول اللہ ﷺ) رب قدر کی بارگاہ میں (معراج کی رات) برائے ملاقات گیا یعنی نور ظاہر نور باطن میں فنا ہونے کو گیا۔ حضور علیہ السلام نے سر کی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کیا۔ اس مسئلہ پر علماء حق نے پوری پوری کتابیں لکھی ہیں جس میں سینکڑوں دلائل جمع فرمائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ (النجم)

پھر وہ (حضور) قریب ہوئے پھر اور قریب ہوئے، صحیح بخاری میں ہے اللہ رب العزت جبار (بھی) قریب ہوا دنی

الجبار رب العزة

۱۔ ملے خدا سے تو ایسے ملے کہ مل ہی گئے تمہارے قرب کا عالی جناب کیا کہنا

(۲) آپ کی مرضی کی تعمیل کرتے ہوئے سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نماز عصر کے لیے ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا اور آپ کی نورانی انگلی کا اشارہ ہوا تو چاند نے اپنا کلیجہ چیر کر آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ رد شمس کے معجزے کا ذکر امام طحاوی نے مشکل الآثار میں، قاضی عیاض نے شفا میں، طبرانی نے معجم میں، قسطلانی نے، ابن عابدین نے شامی (رد المحتار) اور علاوہ ازیں چالیس سے زائد محدثین نے ذکر فرمایا ہے کہ مقام صہباء پہ حضور علیہ السلام نے عصر کی نماز ادا کر لی جب کہ حضرت علی المرتضیٰ نے ابھی اذانہ کی تھی کہ حضور علیہ السلام حضرت علی المرتضیٰ کی گود میں سر انور رکھ کر آرام فرما ہو گئے کہ سورج غروب ہو گیا آپ نے بیدار ہو کر حضرت علی سے پوچھا کہ نماز ادا کر لی ہے یا نہیں؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا فار دد علیہ الشمس۔ اس کی نماز کے لیے سورج لوٹا دے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا سورج واپس اپنی جگہ پہ آ گیا۔

۲۔ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اور شق قمر کا ذکر قرآن پاک کے علاوہ بخاری شریف اور دیگر بے شمار کتب میں ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

اقتربت الساعة والشق القمر۔ (سورة القمر)

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا۔

(۳) آپ کی نورانیت دنیا پہ ایسی چھائی کہ زمانے سے کفر کا اندھیرا آپ کے نور نے ختم کر دیا اور آپ کی زلف مبارک کے کھلنے پر رحمت کے بادل چھا گئے جن سے

رحمت حق کی ہونے لگیں بارشیں دین و دنیا کی لئے لگیں دلتیں

(۴) آپ کی آمد کا رعب ایسا طاری ہوا کہ ساوہ دریا جو لوگوں کا معبود بنا پھرتا تھا خشک ہو کر ریت اڑانے لگا اور آتش کدہ ایران جو صدیوں سے روشن تھا بجھ گیا اور اس کی روشنیاں ختم ہو گئیں جیسے اس پر پانی کا دریا بہا دیا گیا ہے۔ آپ نے دنیا میں تشریف لاتے ہی سجدہ کیا، پھر سر انور اٹھایا اور لا الہ الا اللہ فی رسول اللہ پڑھا، آپ کے نور سے سارا گھر کیا سارا عالم روشن ہو گیا، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ میں نے مکہ میں بیٹھ کر قیصر و کسریٰ کے محلات کو ایران و روم میں دیکھ لیا، آپ مغسول و مکحول و مختون پیدا ہوئے یعنی غسل کیا ہوا تھا، سرمہ لگا ہوا تھا، ختنہ شدہ تھے، ناف بریدہ تھے اور آپ کی پشت پہ مہر نبوت لگی ہوئی تھی جس پہ کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا (عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ) اللہ نے آپ کی آمد پہ مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پہ نور کے جھنڈے لگائے، آسمان کے ستارے زمین کے قریب آ گئے اور اعلان ہو گیا بخ بخ قبض محمد علی الدنیا کلھا۔ واہ واہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو ساری دنیا پہ قبضہ کر لیا ہے۔ (زر قانی علی المواہب، خصائص کبریٰ)

(۵) یا رسول اللہ، آپ کی رحمت کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور ہر قسم کے مصائب سے نجات ملی اور آپ ہی کی رحمت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے سلامت رہی۔

حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو کئی سو سال کے بعد حضور علیہ السلام کے وسیلے سے ان کی دعا رنگ لائی

جب انہوں نے عرض کیا۔

اللهم انی اسئلك بجاه محمد عبدك و کرامته عليك ان تغفر لی خطیئتی۔

اے اللہ! اپنے بندہ خاص محمد مصطفیٰ کی عظمت کا صدقہ میری خطا معاف فرمادے۔ (چنانچہ ان کی معافی کا اعلان کر دیا گیا) حضرت نوح علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کا نام اقدس اپنی کشتی پہ لکھا یعنی محمدی بورڈ کشتی پہ لگایا (محمدی سفینہ بنادیا) جس سے ان کی کشتی غرق ہونے سے محفوظ رہی۔ امام زرقانی فرماتے ہیں۔

عن خواص اسمه صلى الله عليه وسلم ان سفينة نوح جرت به۔

حضور علیہ السلام کے اسم پاک کی برکت سے کشتی جاری ہوئی اور ملاء اعلیٰ سے ندا آئی یا نوح الان قد تمت سفینتک اے نوح! اب آپ کی کشتی نام محمد سے مکمل ہوئی ہے۔

اگر نام محمد را نیاور دے شفیع آدم نہ آدم یافتے تو بہ نہ نوح از غرق نجینا (عارف جامی)

- | | |
|--|---|
| (۶) تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا | تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر گر گیا |
| (۷) مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا | کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا |
| (۸) وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی | وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا |
| (۹) مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہوشیار ہوں | پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا |
| (۱۰) رحمۃ للعالمین! آفت میں ہوں کیسی کروں | میرے مولا میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا |

مشکل الفاظ کے معانی :

* آمد - آنا، پیدائش * مجرا - آداب و تعظیم بجالانا * ہیبت - رعب و جلال * تھر تھرا کر - لرزہ بر اندام ہو کر، کانپ کر
* مومن - ایمان والا * کافر - انکار کرنے والا (ضروریات دین کا) * پھرا - انکاری ہوا * خلق خدا - مخلوق خدا
* دیوانہ - پاگل * ہوشیار - عقل مند، چالاک * طوف حرم - طواف کعبہ * سر پھر گیا - دیوانہ ہو گیا * رحمۃ للعالمین - تمام جہانوں کے لیے رحمت * کیسی کروں - کیا کروں * بلا - مصیبت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۶) اے میرے نور والے آقا، آپ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو کعبہ معظمہ (کہ لوگوں کے سر جس کی طرف جھکتے ہیں) اس نے آپ (کے گھر) کی طرف جھک کر آپ کو سلامی دی اور وہ سینکڑوں بت جو کافروں نے کعبے میں سجا رکھے تھے ان پر آپ کی ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ کانپ کر زمین پہ اوندھے منہ گر گئے۔

حضور علیہ السلام کے دادا جان حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ کی ولادت کے وقت میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔

فتما یلت الکعبۃ و خرت ساجدة نحو المقام۔

پس کعبہ معظمہ جھک گیا جیسے سجدہ کر رہا ہو۔ (نہیۃ المجالس ص ۱۰۰)

سیرت حلبیہ کی ایک روایت میں یوں ہے۔

لیلة ولادته صلی اللہ علیہ وسلم تزلزلت الکعبۃ ولم تسکن ثلاثة ايام ولما لیهن۔

ولادت باسعادت کی رات کعبہ وجد میں آکر حرکت کرنے لگا اور تین دن تین راتیں ایسا ہی کرتا رہا۔

جب کہ دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔

كنت في الكعبة فرايت الاصنام سقطت من اماكنها وخرت ساجدة۔ ص ۱۱۲ ج ۱

ترجمہ اوپر گزر چکا یہاں اس نعت کے تقریباً ہر مصرعہ میں ایک ایک معجزہ یا ایک ایک شان بیان فرمائی گئی ہے۔

(۷) جو ہمارے آقا ﷺ پر ایمان لایا اور ان کی غلامی کا پتہ گلے میں ڈال لیا وہ صرف آپ کا ہی نہ ہوا بلکہ اللہ بھی اس کا ہو گیا۔

فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اور جو آپ کی شان کا انکاری ہو کر کافر ہو گیا وہ صرف آپ سے ہی نہیں پھرا بلکہ اللہ کا بھی دشمن ہو گیا۔

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ (الحشر)

کیونکہ فقط

خدا کا ماننے والا مسلمان ہو نہیں سکتا بجز حب محمد کامل ایمان ہو نہیں سکتا

(۸) جو حضور ﷺ کا تابعدار ہو گیا ساری خدائی اس کی تابعدار ہو گئی اور جو آپ کے در سے دور ہو گیا وہ خدا سے دور ہو گیا۔

حضور ﷺ کے غلاموں کے تو دریا بھی تابع ہو گئے جیسے فاروق اعظم کے حکم سے نیل دریا جاری ہو گیا اور جنگل کے درندے بھی ان کا حکم ماننے لگے جیسا کہ ایک جہادی سفر میں صحابہ نے درندوں کو جنگل خالی کر دینے کا حکم دیا تو سارے جانور اس جنگل سے بھاگ گئے۔

(۹) اے میرے حاسدو! مجھے تم پاگل کہتے ہو میں تو اتنا عقل مند ہوں کہ جب طواف کعبہ کرتے کرتے یا کوچہ یار میں پھرتے پھرتے پاؤں تھک جاتے ہیں تو سر کے بل چلنا شروع کر دیتا ہوں۔

سدا گردش میں رہتا ہے یہ دیوانہ محمد کا (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۱۰) اے میرے رحمت والے آقا! میں اپنے دل کے ہاتھوں مصیبت میں پڑا ہوا ہوں (آپ نے ہی تو فرمایا ہے۔

اعدی عدوک نفسک التي بین جنبیک۔

سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلوؤں میں ہے، اب آپ ہی اس کا علاج فرمائیں۔ تاکہ اس کی دشمنی سے

جان چھوٹ جائے۔

(۱۱) میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

(۱۲) کیوں جناب بوہرہ تھا وہ کیسا جام شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

- (۱۳) واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
 (۱۴) عرش پر دھوئیں مچیں وہ مومن صالح ملا فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا
 (۱۵) اللہ اللہ یہ علو خاص عبدیت رضا بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر ہو گیا
 (۱۶) ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* صدقے۔ قربان * کنکریاں۔ سگریزے، چھوٹے چھوٹے پتھر * دفعتاً۔ اچانک * منہ پھر گیا۔ شکست کھا گئے
 * بوہرہ۔ مشہور صحابی رسول کی کنیت آپ کا نام ایک قول کے مطابق عبدالرحمن ہے * جام شیر۔ دودھ کا پیالہ (جو حضور نے عطا فرمایا) * منہ پھر گیا۔ پیٹ بھر گئے * سنی۔ اہل سنت یا رسول اللہ کا وظیفہ کرنے والا، سنت پر عمل کرنے والا صحیح العقیدہ * شاہد۔ گواہ * فاجر۔ بدکار، عاصی * دھوئیں مچیں۔ ڈنکے بجیں * صالح۔ نیک * ماتم اٹھے۔ کہرام مچے، شورا اٹھے * طیب و طاہر۔ پاک و صاف * اللہ۔ حیرانگی انتہاء کو پہنچ جائے تو اللہ اللہ کہا جاتا ہے * علو خاص۔ خصوصی مرتبہ * عبدیت۔ بندہ ہونا * ٹھوکریں کھانا۔ دھکے کھانا، مارے مارے پھرنا * پڑ رہو۔ گرے رہو * قافلہ۔ کارواں * اول گیا آخر گیا۔ اب گیا کہ تب گیا، بہر حال جانا ہی جانا ہے کیا پہلے اور کیا بعد میں، کچھ پہلے چلے گئے کچھ بعد میں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اے میرے آقا! میں آپ کے نورانی گورے گورے ید اللہ والے ہاتھوں پہ قربان جاؤں کہ آخر وہ کنکریاں کس شان کی تھیں جن کو آپ نے اپنے ہاتھوں میں لے کر پھینکا تو کافروں کا سارا لشکر شکست کھا کے بھاگ گیا۔ معراج کی رات اور غزوہ بدر کے موقع پر آپ نے یہ عمل فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمى (الانفال)

آپ نے نہیں پھینکا جب آپ نے پھینکا لیکن وہ تو اللہ نے پھینکا (سبحان اللہ) اے میرے (غلام حسن کے) پیارے اعلیٰ حضرت عام ہی کنکریاں تھیں لیکن ید اللہ والے ہاتھوں میں آئیں تو وجہ اللہ کے چہرے والے کی برکت سے خاص ہو گئیں اصل کمال تو ہاتھ والے آپ کے اور ہمارے پیارے آقا کا ہے۔

ان کے جو غلام ہو گئے وہ خلق کے امام ہو گئے
 آپ کا دیا جو واسطہ میرے سارے کام ہو گئے
 مقتدی ہیں سارے انبیاء مصطفیٰ امام ہو گئے

(۱۲) اے حضرت ابوہریرہ! ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ وہ دودھ کا پیالہ (جو آپ کے سرکار نے عطا کیا کہ صحابہ کرام کو پلاؤ جب کہ آپ کو بھی شدید بھوک نے ستایا ہوا تھا اور آپ سوچ رہے تھے کہ اس دودھ سے میرے پاس کیا بیج کے آئے گا مگر ستر صحابہ کا پیٹ اس ایک پیالے نے بھر دیا پھر آپ نے بار بار پیا اور آپ خود ہی فرماتے ہیں اگر ایک بار اور پی لیتا تو میرے روئیں روئیں سے دودھ

جاری ہو جاتا ذرا بتائیے تو اے پیارے ابو ہریرہ! وہ پیالا کیسا تھا جس سے ستر صحابہ کرام بمع آپ کے سیراب ہو گئے۔

(۱۳) اے میرے اللہ! اپنے محبوب پیارے کا صدقہ تیرے حبیب کا غلام جو بھی فوت ہو تیری مخلوق (انتم شهداء اللہ تعالیٰ فی الارض) تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو اس کی طرف اشارہ کر کے یہ نہ کہے کہ اچھا ہوا فاسق و فاجر مر گیا۔

(۱۴) بلکہ ایسا ہوا کہ اس کی وفات پر عرش پر فرشتے دھوم مچا دیں اور خوش ہو کر اس کی روح کا استقبال کریں کہ نیک روح ہمارے پاس آگئی ہے اور ادھر زمین والے غم سے غڈ حال ہو جائیں کہ کتنا پاکیزہ انسان ہم سے جدا ہو گیا۔ (شعر نمبر ۱۳ اور ۱۴۔ باہم متعلق ہیں)

ابن عسا کر میں ہے کہ مومن صالح کے مرنے پر اہل قبور اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہیں (چیسے خاص مہمان کے آنے پر ہم اپنے آپ کو اور اپنے گھروں کو آراستہ کرتے ہیں) اور ہر ایک تمنا کرتا ہے کہ میرے ساتھ دفن ہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں مومن صالح کے مرنے پر جس زمین پر وہ چلتا تھا چالیس دن تک روتی رہتی ہے (حاکم) جس زمین پر سجدہ کرتا تھا وہ قیامت کے دن اس کے ایمان کی گواہی دیگی (ابو نعیم) اعلیٰ حضرت کی اس دعا کی قبولیت کا واضح ثبوت علماء اہل سنت بالخصوص شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی، محدث اعظم پاکستان مولانا سہر دار احمد، شیر اہل سنت مولانا محمد عنایت اللہ سائنگہ ہل، مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھری علیہم الرحمہ کے جنازے اور وصال کے بعد ان کی نورانی صورتوں کا دیدار عام ہے اور دوسری طرف دشمنان اعلیٰ حضرت کا حال یہ ہے کہ ان کے بڑے بڑے شیخ القرآن دشمنی اعلیٰ حضرت میں مرجائیں تو حال یہ ہوتا ہے کہ۔

لوگ جب نزدیک آئے غیب سے آئی ندا یہ ہے میت بے ادب کی اس کا منہ مت دیکھئے

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۱۵) واہ، واہ، سبحان اللہ! یہ بلند مرتبہ و مقام ہمارے آقا ہی کا حصہ ہے کہ بندہ ہو کر خدا کو ملنے جا رہے ہیں (ہم ساری عمر پوری دنیا کے چکر کاٹتے رہیں ایک سجدہ نہ معاف کروا سکیں حضور کے ایک ایک چکر پر پوری پانچ پانچ نمازیں معاف ہو جائیں اور پھر ان پھیروں کی اتنی قدر کی گئی کہ فرمایا آپ کی امت پانچ پڑھے گی تو پچاس کا ثواب دوں گا کیونکہ۔

لا تبدل لکلمت اللہ۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔

ہمارے ایک شاہ صاحب تقریر میں مزاح کے طور پر فرماتے تھے کہ ایک بندہ مجھے کہنے لگا شاہ جی ایک پھیرا اور لگ جاتا تو کیا ہوتا؟ فرماتے ہیں میں نے کہا! پھر بندے اور اللہ کا تعلق ہی ختم ہو جاتا اور کیا ہوتا۔ اور اگر پچاس ہی رہتیں تو کیا ہوتا؟ شاہ صاحب نے فرمایا! اب پانچ ہیں تو مسجد میں بندہ نظر نہیں آتا ”پنجاہ ہوندیاں تے لبھناں امام وی کوئی نہیں سی؟ یعنی پچاس ہوتیں تو امام بھی نظر نہ آتا۔ ہم اپنے گھر میں بار بار آئیں جائیں تو گوارا نہیں ہوتا اور حضور اللہ کی بارگاہ میں بار بار آئیں جائیں تو ہر آنے جانے پہ پانچ نمازیں معاف ہو جائیں۔ اور ساتھ کہا جائے

یہ اپنا گھر اپنے گھر سے شرمایا نہیں کرتے

قبر والوں کا مدد کرنا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام (قبر والے) کی مدد سے نمازیں پچاس کی پانچ ہوئیں جو قبروں کی مدد کے منکر ہیں وہ پچاس پڑھا

کریں، مسجد میں ہی رہیں نہ گھر جائیں نہ کوئی گستاخ پیدا ہوا۔

واہ واہ سبحان اللہ! کیا شان ہے کہ ہم ایک بجلی کو ہاتھ لگائیں تو روسٹ ہو جائیں اور میرے آقا کی سواری براق کئی بجلیوں کا مجموعہ حضور نے کئی بجلیوں کو جمع کر کے اس کو لگام چڑھا دی اور اس پر سوار ہو کر اپنے رب کی زیارت بھی کر آئے۔

ابن یعقوب کو اللہ نے صورت بخشی ابن مریم کو مسیحائی کی نعمت بخشی
حضرت موسیٰ کو ید بیضا کی دولت بخشی ہر نبی کو کوئی نعمت کوئی عزت بخشی
میرے آقا کو بے پردہ زیارت بخشی

(۱۶) اے احمد رضا، گدائے در مصطفیٰ، اپنے اس کریم، بندہ پرور، غریب نواز آقا کا در چھوڑ کر کہاں جاتے ہو، قافلے کا کیا ہے اس کو جانے دو اور تم اس در پر پڑے رہو کیونکہ

در نبی پر پڑے رہو گے پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا
کبھی تو قسمت کھلے گی تیری کبھی تو تیرا سلام ہو گا
اس میں حضور پاک کے دربار سے بدکنے والوں کو بھی درد دل کے ساتھ خیر خواہی کے جذبے سے دعوت دی گئی ہے کہ
موت سر پر کھڑی ہے آج نہیں تو کل مر جاؤ گے مرنے کے بعد ذلت و رسوائی کو مقدر نہ بناؤ در رسول پر آ جاؤ تمہاری قسمت بدل جائے
کی ورنہ ٹھو کریں کھاتے پھرو گے۔

عطائے خالق ارض و سما ہے کہ لب پر آج نعت مصطفیٰ ہے
بلایا عرش پر جن کو خدا نے انہی کی ذات محبوب خدا ہے
جہاں جبریل بھی ہے اک سوالی یقیناً وہ در خیر الوریٰ ہے
ہے لازم ہم پہ طاعت اس نبی کی کہ ہب لی امتی جس کی دعا ہے
بنائے واسطے جن کے جہاں کل انہی کی شان میں بدر الدجی ہے
نہ ہو گا وہ کبھی ناشاد اے نور کہ جس کا ورد ہی صَلِّ عَلٰی ہے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۱۱)

- (۱) نعمتیں بانٹنا جس سمت وہ ذی شان گیا
(۲) لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
(۳) آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی
(۴) دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
(۵) انہیں جانا انہیں ماننا نہ رکھا غیر سے کام
- ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا
میرے مولیٰ میرے آقا ترے قربان گیا
ہائے وہ دل جو ترے در سے پر ارمان گیا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* نعمتیں۔ عطا کیں، بخششیں * بانٹنا۔ تقسیم کرنا * ذی شان۔ عزت و شان والا * منشی رحمت۔ رحمت کا پیدا کرنے والا (اللہ تعالیٰ) * قلم دان۔ قلم دوات کا ڈبہ * لے خبر۔ کرمد * غیر۔ بیگانے * تیرے قربان۔ تیرے صدقے * آہ۔ ہائے، کلمہء تأسف * ناکام تمنا۔ جس کی تمنا پوری نہ ہو سکے * پر ارمان۔ تمناؤں اور ارمانوں سے بھرا ہوا * معمور۔ آباد * قربان۔ نثار، نچھاور۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے عظمت و شان والے آقا جس طرف بھی چل پڑے رحمت کا لکھنے والا فرشتہ بھی اپنا قلم دان لے کر آپ کے ساتھ ہی ہولیا، کہ کیا معلوم اچانک کس کے لیے کتنی رحمت لکھنے کا آؤ فرمادیں۔

مذہبی بددیانتی ایک واقعہ:

زمانہ طالب علمی میں میں مدرسہ سے پڑھ کر مسجد کی طرف آ رہا تھا کہ ہمارے محلے میں اردو بازار قریب ہونے کی وجہ سے بک بائڈنگ یعنی جلدی سازی اور کتابوں کا پیوں کا کام بڑے وسیع پیمانے پر ہے وہاں ایک کتاب کی بائڈنگ ہو رہی تھی جس کا نام تھا ”رضا خانی مذہب“ غالباً مولانا غلام مہر علی صاحب علیہ الرحمۃ کی دیوبندی مذہب کے جواب میں لکھی گئی تھی مصنف کا نام مولانا سعید احمد قادری لکھا ہوا تھا اور مشاہیر علماء دیوبند کی تقاریر سے پر تھی اس پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس شعر کے متعلق بھی ایک سرخی لگائی گئی اور لکھا گیا احمد رضا نے اللہ کو حضور کا منشی کہہ دیا۔ کیونکہ رحمت تو حضور علیہ السلام ہی ہیں اور منشی اللہ ہی ہو سکتا ہے اگر دن اساتذہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم مان لیتے ہیں کہ منشی رحمت اللہ ہے مگر منشی سے مراد آڑھتوں والا منشی نہیں ہے بلکہ۔

انشأ ینشی النشاء۔ هو الذی انشاء لکم السمع والابصار والافتدہ۔

کا معنی پیدا کرنے والا ہے اور وہ یقیناً اللہ ہی ہے۔

اسی کتاب میں اعلیٰ حضرت کا شعر ہے۔ تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں۔ میر بھی بڑی گستاخانہ سرخی جمائی گئی جس کو لکھنا میرے بس کی بات نہیں اور وہ کتاب پانچ جلدوں میں چھپی لیکن بمصادق

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے حقائق سے خالی بلکہ حقائق کا منہ چڑھایا گیا تھا اور تعصب کی عینک لگا کر ایک عاشق رسول کے بارے میں بدگمانیاں پیدا کی گئیں۔ اہل سنت کو مبارک ہو اور اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا عبدالعزیز نوری آف حویلی لکھا کو کہ آپ نے کئی دنوں کی بحث کے بعد مصنف کتاب کو سنی بنالیا اور ماہنامہ رضائے مصطفیٰ میں اس کا تو بہ نامہ بھی چھپا اور اس نے اپنی کتاب کے منسوخ و غلط ہونے کا اعتراف بھی کیا بلکہ جامعہ نظامیہ لاہور میں ایک خطاب بھی کر کے گیا جو میں نے کیسٹ پہ خود سنا الحمد للہ اب تک سنی ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے تقسیم فرمانے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

انما انا قاسم واللہ يعطی۔ (بخاری شریف)

دیتا اللہ ہی ہے لیکن تقسیم میں ہی فرماتا ہوں۔ یہاں کسی خاص نعمت کا ذکر نہیں اور مفعول کا تذکرہ نہ ہونا عموم پر دال ہوتا ہے جیسا کہ علم معانی کا مشہور قاعدہ ہے اور اس حدیث کے ضمن میں شیخ محقق سے لے کر آج تک اہل علم لکھتے آئے اس لیے ہمارے آقا نے کئی صحابہ کو جنت عنایت کر دی، کئی خوش نصیبوں کو جنت کی ضمانت دی، حضرت قتادہ کو آنکھ عنایت کر دی اس بارگاہ سے کوئی ایمان لے کر جا رہا ہے کوئی ہدایت۔

(۲) اے میرے دشمن! میری مدد جلد فرمائیے کیونکہ ان النفس لامارۃ بالسوء۔ میرا بھی نفس بد کہیں مجھے غلط راستے پر نہ ڈال دے اور آپ کے دین کے دشمنوں کا ہمنوا بن کر کہیں اپنا ایمان برباد نہ کر بیٹھوں۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ اہل ایمان، اہل علم اور اہل محبت کا بابرکت معمول رہا ہے، ابن تیمیہ نے سب سے پہلے اس مسئلہ پر امت سے اختلاف کیا آج اس کی پیروی میں وہ جماعتیں جن کے پیشوا خود استغاثہ کرتے آئے ہیں انکار کر رہی ہیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی کی پوری نعت یا رسول اللہ کے عنوان سے ہے جس کا ایک شعر یہ ہے۔

جہاز امت کا رب نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں بس اب چاہو ڈبو ویا تراؤ یا رسول اللہ

امام بوصیری جن کا قصہ بردہ ہر فرقہ اپنی کتابوں کی زینت بناتا ہے دیکھئے تبلیغی نصاب نشر الطیب وغیرہ وہ فرماتے ہیں

یا اکرم الخلق مالی من الودیہ سواک عند حلول الحوادث العمم

اے ساری مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والے آقا! مصیبتوں کے جھرمٹ میں گھر کر مدد کے لئے آپ کو نہ پکاروں تو اور کس کو پکاروں؟

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

فریاد امتی جو کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے قصیدہ نعمان سے لے کر شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہم الرحمۃ تک دور کے تمام بزرگان دین کا عقیدہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کے جواز کا رہا ہے مخالفین دس مسلمہ بزرگوں کے نام نہیں بتا سکتے جو انکار کی طرف گئے ہوں۔

یا رسول اللہ انظر حالنا یا حبيب الله اسمع قالنا

اننى فى بحرهم مغرق خذىدى سهل لنا اشكالنا

(۳) ہائے افسوس میری آنکھ آپ کے دیدار کی تمنا سے پوری طرح لطف اندوز بھی نہ ہو سکی اور میرے دل کے ارمان بھی ابھی پورے نہ ہوئے کہ واپسی بھی ہو گئی۔

(۴) عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں دل وہی ہے جو آپ (ﷺ) کی دہلیز پر لٹکا رہے اور اس میں ہمیشہ محبوب کی یاد بسی رہے اور سروہی ہے جو آقا کے قدموں پہ قربان ہونے کے جذبات اپنے اندر رکھتا ہو۔ ورنہ قرآن میں آنکھیں، کان، زبان ہونے کے باوجود فرمایا گیا۔

صم بکم عمی فہم لا يرجعون۔

بہرے ہیں گو نگے ہیں اندھے ہیں نہیں لوٹیں گے (نہیں مانیں گے)

صم بکم عمی فہم لا یعقلون۔

نہیں سمجھیں گے۔ اموات غیر احياء بلکہ زندہ ہو کر بھی مردہ ہیں۔ اور قربان ہونے والوں کے بارے فرمایا خبردار ان کو مردہ کہنا بھی نہیں اور مردہ سمجھنا نہیں۔

اس بارگاہ کا ادب تو جانور بھی کرتے ہیں بکریاں اور اونٹ سجدہ کرتے ہیں۔ (بیہقی۔ خصائص۔ احمد)

اس دربار کے غلاموں کی جنگل کے بادشاہ غلامی کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)۔

سفینے کہا شیر دے تائیں بے شک مینوں کھائیں میں غلام رسول اللہ دا سوچ سمجھ ہتھ پائیں

یا ابا الحارث انا مولیٰ رسول اللہ

شیر نے کہا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے جیہڑے غلام رسول اللہ دے اسیں غلام انہاندے

پرندے استغاثہ کرتے ہیں۔ چڑیا نے فریاد کی تو حضور نے اس کے بچے واپس دلوائے۔ (خصائص ج ۲ ص ۶۳)

کبوتر آپ پہ پردوں کا سایہ کر کے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ (شفاء)

پاگل مست اونٹ آپ کے بارگاہ میں آکر رام ہو جاتا ہے۔ (خصائص)

ہرنی یاد کرتی ہے تو آپ ہرنی کو جال سے اور یہودی کو جہنم سے آزاد فرما دیتے ہیں۔

پھر بشارت اس کو اور اس کو ملی سرکار سے جال سے ہے تو آزاد اور تو عذاب نار سے

گدھے آپ کا حکم مانتے ہیں۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲) گوہ آپ کا کلمہ پڑھتی ہے۔ یہ گوہ کھانے والے پتہ نہیں

کیوں نہیں مانتے۔ بھیڑیا التجا کرتا ہے اور آپ اس کی حاجت پوری فرماتے ہیں۔ شجر و حجر آپ کا حکم مانتے ہیں۔ درخت اطاعت

کرتے ہیں۔ پھر سلام کرتے ہیں کھجوریں غلامی کرتی ہیں، کس کس واقعہ کی تفصیل ذکر کی جائے یہاں تو حال یہ ہے۔

۔ اک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے جو تیرے کوچے میں ہے وہی کفن بردوش ہے

(۵) ہم تو صرف حضور ﷺ کو جانتے ہیں حضور کو مانتے ہیں ہمیں غیروں سے کیا کام الحمد للہ اس عقیدے پر قائم رہ کر دنیا سے مسلمان ہو کر جا رہا ہوں۔ حضرت سلطان العارفين سلطان باہوز مین میں اہل چلا کر رہے تھے کہ ہندوؤں کی بارات وہاں سے احمد پور سیال (قریبی گاؤں) کی طرف جاتی ہوئی راستہ بھول گئی آپ سے پوچھا ہم نے احمد پور جانا ہے فرمایا بتا دوں یا پہنچا دوں وہ حیران ہوئے کہ بایا کیسی باتیں کرتا ہے کہا! اچھا باباجی پہنچا دو فرمایا آنکھیں بند کرو اب کھولو تو دیکھا مدینہ پاک روضہ انور کے سامنے بارات کھڑی ہے انہوں نے کہا! باباجی یہ تو احمد پور نہیں فرمایا میں تو اس احمد پور کو جانتا ہوں

۔ انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

(۶) اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی

(۷) آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

(۸) اف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر

(۹) جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے

مشکل الفاظ کے معانی:

* عنایت۔ مہربانی، کرم * نجدیو۔ ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکارو! حضور کی شان کے منکر و۔ غیاث اللغات شین کی پٹی میں شیخ نجدی شیطان کو کہا گیا خدا کی شان کا ایک جلوہ دیکھیں (یہاں بہ کثیرا کہ اب پورا مذہب بن گیا مبارک ہو) * پناہ۔ سہارا * قیامت۔ روز محشر، حساب کتاب کا دن * اف۔ افسوس، کلمہ کراہت و تحقیر * رے۔ ارے کا مخفف! حرف ندا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ارے یہ کیا کر دیا، اللہ رے * تعصب۔ بے جا کسی کی طرف داری * بھیڑ۔ ہجوم * کمبخت۔ بد نصیب، بد بخت * خرد۔ عقل * سارا سامان۔ سب کچھ

مفہوم اشعار اور خلاصہ تشریح:

(۶) اے شان رسالت کے منکر و نجدیو! چلو مان لیا کہ میری سرکار نے تمہارے اوپر کوئی احسان نہیں فرمایا لیکن یہ جو کلمہ پڑھ رہے ہو یہ تو تم بھی جانتے ہو حضور نے دیا ہے۔

تعصب اور ضد کس قدر بری بیماری ہے جو نجدیوں کو لگی ہوئی ہے جس کی وجہ سے غلاظت کی مکھی کی طرح ان کو ہر طرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے تفسیر روح البیان میں ہے ایک دفعہ شیطان نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں مجھے پوچھ کر بتانا کہ میری معافی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ میرے آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے یہ مردود ہوا اس کو کہو آج جا کر ان کی قبر پر سجدہ کر دے تو معاف کر دوں گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کو یہ جواب دیا تو کہنے لگا زندہ کو نہیں کیا تو مردہ کو کیسے کروں۔ سجدہ تو اب خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں تاہم انبیاء کی تعظیم تو فرض ہے ہمارے

دور کے توحیدی اس کو بھی شرک کہنے لگے کسی نے لکھا نماز میں حضور کا خیال گدھے نیل اور جماع سے بھی بدتر ہے (استغفر اللہ) صراط مستقیم، مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی۔ اسی نے کہا کہ حضور کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو بلکہ اس سے بھی کم کہیں شرک نہ ہو جائے (تقویۃ الایمان) یعنی والدین سے تو ضرور کم ہوگئی کیونکہ والدین کی تعظیم تو بہر حال بڑے بھائی سے زیادہ ہوتی ہے (معاذ اللہ) کوئی کہہ رہا ہے کہ میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کو پل صراط سے گرتے دیکھا اور آپ کو سہارا دیا (نعوذ باللہ من ذالک) ارے ظالم! کہاں گرتے دیکھا؟ تیرا کلیجہ پھٹ کیوں نہ گیا یہ بات لکھتے ہوئے۔ بلغۃ الحیران۔ مولوی حسین احمد واں پھروی شاگرد رشید احمد گنگوہی جس نے یہ لکھا کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بھی جھوٹ بول سکتا ہے (فتاویٰ رشیدیہ) کسی نے سرکار کے علم پاک کو بچوں پاگلوں جانوروں سے ملا دیا (حفظ الایمان اشرف علی تھانوی)۔ اعلیٰ حضرت نے نجد یو کہہ دیا ہے تو کہتے ہیں بڑی سخت زبان بولتے ہیں خان صاحب اور خود اللہ و رسول کے لیے ایسی باتیں کریں تو سختی نظر نہ آئے۔

ظالمو! محبوب کا تھا حق یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

(۷) اے منکرین شان رسالت! اگر قیامت کے دن خدا کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو آجاؤ آج ان کے دامن کرم و رحمت میں پناہ لے لو اور اگر آج پناہ نہ لی اور اپنے گندے عقائد سے توبہ نہ کی تو کل اپنی آنکھوں کے سامنے میدان حشر میں حضور ﷺ کی عظمت و شان جب دیکھو گے تو پھر تو ضرور ہی مان جاؤ گے لیکن وہ ماننا کس کام کا؟ اس لیے

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

(۹) اے احمد رضا (گدائے درخیر الوری) تو بھی عجیب طرح کا آدمی ہے کہ تیری روح، تیری جان اور تیرا دل تو تصور طیبہ کی وجہ سے مدینے پہنچ چکے ہیں اور تو یہاں بیٹھا کیا کر رہا ہے، چل

تجھ کو مدینے میں سرکار بلاتے ہیں

اور ظاہری جسم نہ بھی جاسکے تو پرواہ نہیں کیونکہ

حب احمد ازل سے ہی سینے میں ہے میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

کیونکہ

عاشق کے لیے کعبہ الفت ہے مدینہ عارف کے لیے منزل رحمت ہے مدینہ

اے طالب نعمت تجھے اک راز بتا دوں اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے مدینہ

تم جاؤ کہیں پر مگر دل نہ لگے گا بہراد حزیں قلب کی حسرت ہے مدینہ

نعت شریف نمبر (۱۲) ”ب“

- (۱) تابِ مرآتِ سحر گرد بیابانِ عرب
(۲) اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب
(۳) جوشِ ابر سے خونِ گلِ فردوسِ گرے
(۴) تشنہٴ نہرِ جناں ہر عربی و عجمی
(۵) طوقِ غمِ آپ ہوائے پر قمری سے گرے
- غازہٴ روئے قمرِ دود چراغانِ عرب
پاک ہیں لوٹ خزاں سے گلِ وریحانِ عرب
چھیڑ دے رگ کو اگر خارِ بیابانِ عرب
لبِ ہر نہرِ جناں تشنہٴ نیسانِ عرب
اگر آزاد کرے سروِ خرامانِ عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* تاب - آب و تاب، چمک دمک * مراۃ - آئینہ * سحر - صبح، سحری کا وقت * گرد - غبار، دھول * بیابان - جنگل، صحرا * عرب - حجاز مقدس * غازہ - سرخی جو لبوں پہ لگائی جاتی ہے * روئے قمر - چاند کا چہرہ * دود - دھواں * چراغان - عرب - عرب کے چراغوں کا * اللہ اللہ - سبحان اللہ، سخت حیرانگی کے موقع پر کہا جاتا ہے اللہ اللہ * چمنستان - باغ * لوٹ خزاں - خزاں کی آلودگی اسی لوٹ سے ہی ملوث ہے ”فلاں بندہ اس میں ملوث ہے“ کہا جاتا ہے * گل وریحان - پھول اور خوشبودار گھاس * جوش - ولولہ، جوش * گلِ فردوس - سب سے اونچی جنت کا پھول * تشنہ - پیاسا * جناں - ساری جنتیں * عربی و عجمی - عربی ہو یا غیر عربی * لب - کنارہ * نیساں - وہ بارش جو سمندر میں موتی پیدا کرتی ہے * طوقِ غم - پریشانی کا پھندہ * ہوائے - بہتری، بھلائی * پر - پرندے کے بازو جس سے اڑتا ہے * آزاد کرے - رہا کرے * سرو - سرو قد محبوب، صنوبر و شمشاد کا درخت * سرو خرامانِ عرب - عربی محبوب جو ناز و داد سے چلتا ہے

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) محبوبِ دو عالم علیہ السلام کے دیسِ عرب کے جنگلوں کا گرد و غبار بوقتِ سحر شیشے کی طرح چمکتا ہے اور عرب کے چراغوں کا دھواں چاند کے چہرے کے غازہ یعنی میک اپ (سرخی پاؤڈر) کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک موقع پر ایک صحابی رسول نے فرمایا کہ محبوبِ علیہ السلام کی سواری کے گرد و غبار سے بچنے کے لیے چہرے ڈھانپنے والو (منافقین سے فرمایا تھا) قسم بخدا میرے حبیب کی سواری (گدھے) کے فضلات تمہاری کستوری اور مشک و عنبر سے بہتر ہیں۔ خوب کہا کسی محبت والے نے

پائے سگ بوسید مجنوں خلقِ گفتہ ایں چہ بود
گفت گاہے گاہے ایں در کوئے لیلیٰ رفتہ بود
مجنوں کتے کے پاؤں چوم رہا تھا کسی نے پوچھا کیا کر رہے ہو؟ تو کہنے لگا اس کو ایک باریلی کی گلی میں دیکھا تھا۔

بابائے شاہ کہتے ہیں۔

عشق دی ریت ہے یار و سب توں جدا نہ ایہ راہ ویکھدا نہ کراہ ویکھدا
عشق لئی محل سارے نے ہو جیہے نہ ایہہ شاہ ویکھدا نہ گدا ویکھدا
عشق قائل بلندی تے پستی دا نہیں ککھ چھڈا دیرانے تے بستی دا نہیں
جتنے چاہوے جھکا لیندا عاشق دا سر نہ ایہہ کعبہ نے نہ کربلا ویکھدا

(۲) سبحان اللہ! ہر چن خزاں رسید ہوتا ہے مگر عرب کا باغ ایسا نرالا ہے کہ جہاں خزاں کا کیا کام؟ باغ تو باغ وہاں کے خس و خاشاک پہ بھی ہمیشہ بہا رہی رہتی ہے اور یہ بہار انفاس محبوب ﷺ کی ہے کہ جس کا مقابلہ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مشک و عنبر بھی نہیں کر سکتے۔

لب پہ ہے گفتگو مدینے کی دل میں ہے آرزو مدینے کی
نام لے با وضو مدینے کا بات کر با وضو مدینے کی
میں کہاں نامراد جاؤں گا دلنوازی ہے خو مدینے کی
روح کو نین کیوں نہ وجد کرے کیف آگیاں ہے بو مدینے کی
تیری مٹی ہے ”یثری“ مظہر تجھ سے آتی ہے بو مدینے کی

(حافظ مظہر الدین علیہ الرحمۃ)

(۳) عرب کے صحراؤں کے کانٹے اگر جنت کے پھولوں کو چھیڑ دیں تو جنت کے پھول ان کی تابعداری میں اپنا سارا خون نکال کر بارش کی طرح برسا دیں۔ اس کو کوئی مبالغہ نہ سمجھے کیونکہ حضور علیہ السلام کی نسبت کا مقام وراء الراء ہے ایک سادہ سی مثال دیکھ لیں کہ معراج کی رات فرشتوں کا سردار جبریل امین سدرۃ المنتہیٰ پہ معذرت کر رہا ہے اور حضور علیہ السلام کے بدن کے ساتھ نسبت رکھنے والا لباس بلکہ پاؤں میں آنے والا جوتا مبارک آگے جا رہا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور علیہ السلام جس اونٹنی پہ سوار ہوتے وہ جدھر سے گزرتی درختوں کی ٹہنیاں اس کے منہ کی طرف جھک جائیں کہ ہم حضور کی سواری کی خوراک بن جائیں۔

(شفاء شریف)

تو اگر جنت کے پھول مدینے کے صحراؤں کے کانٹوں کی بات مان کر اپنے جذبات کا اظہار ادب و تعظیم کی صورت میں کر دیں تو کیا تعجب؟ ویسے بھی اشعار میں اس قسم کی گنجائش ہوتی ہے۔

مری خاک یارب نہ برباد جائے پس مرگ کر دے غبار مدینہ

(۴) چاہے کوئی عربی ہو یا انجلی، ہر کوئی جنت کی نہر سے پانی پینے کے لیے بے تاب ہے لیکن خود جنت عرب شریف کی اس بارش کی پیاسی ہے جو سیپ میں موتی پیدا کرنے والی ہے یہ حضور علیہ السلام کی وجہ سے آپ کی امت کی شان ہے کہ جنت ان کی خدمت کرنے کے لیے ترس رہی ہے کیونکہ جنت بھی اور جنت کی نہر میں بھی اللہ کی مخلوق ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی نبوت و رسالت کے تحت آپ کی امت میں داخل ہیں۔ آپ کی امت کے پاؤں کے نیچے تو بروز قیامت پل صراط سے گزرتے وقت

سید الملائکہ حضرت جبریل امین پر بچھا کر فخر محسوس کریں گے۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

(۵) اگر محمد عربی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ہم جیسی) طیبہ کی قمریوں کو غموں سے رہائی دلانے کے لیے محبوبانہ انداز میں اپنے رب سے عرض کر دیں تو مشکلات کے سارے بندھن ٹوٹ سکتے ہیں۔

- (۶) مہر میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے
(۷) عرش سے مژدہ بلیقہ شفاعت لایا
(۸) حسن یوسف پہ کشیں مصر میں انگشت زناں
(۹) کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
(۱۰) بزم قدسی میں ہے یاد لب جاں بخش حضور
- ڈالے اک بوند شب دے میں جو باران عرب
طارِ سدرہ نشیں مرغ سلیمان عرب
سرکٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب
یوسفستاں ہے ہر ایک گوشہ کنعان عرب
عالم نور میں ہے چشمہ حیوان عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* مہر - سورج * میزان - آسمان کے بارہ برجوں میں سے ساتواں برج * حمل - ایک آسمانی برج دہنے کی شکل کا
* بوند - قطرہ * شب دے - اکتوبر کے مہینے کی رات * باران - بارش * عرش - اللہ کا تخت ساتویں آسمانوں سے بھی اوپر
* مردہ - خوش خبری * بلیقہ - عرب کا شہر سہا جس کی ملکہ بلیقہ تھی اور اس کا ذکر قرآن پاک (سورہ نمل) میں ہے (مگر یہاں بلیقہ سے خوشخبری مراد ہے) * طار - پرندہ * سدرہ - بیری کا درخت (طارِ سدرہ سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں جن کا ٹھکانہ ساتویں آسمان پر ہے) * مرغ - پرندہ * سلیمان عرب - عرب کا سلیمان یعنی حضور پاک جن کی حکومت ساری کائنات کے دلوں پر ہے اور سلیمان علیہ السلام بھی ان کے مقتدی ہیں * حسن یوسف - یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال * کشیں - بلا ارادہ کٹ گئیں
* مصر - یوسف علیہ السلام کا دیس * انگشت زناں - عورتوں کی انگلیاں * سرکٹاتے ہیں - ارادہ سر قربان کرتے ہیں * مردان عرب - عرب کے مرد * کوچہ کوچہ - گلی کوچہ ہر چھوٹا بڑا راستہ * مہکتا - خوشبو آنا * بوئے قمیص - قمیص کی خوشبو * یوسفستاں - حضرت یوسف علیہ السلام کے رہنے کی جگہ * گوشہ - کونہ * کنعان - یعقوب علیہ السلام کا شہر * بزم - محفل * قدس - پاک * لب جان بخش - جان عطا کرنے والے ہونٹ * عالم نور - نورانی جہان * چشمہ حیوان - آب حیات۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) عرب شریف کی بارش اکتوبر کے مہینے میں اگر ایک قطرہ ہی گرا دے تو سورج برج میزان سے برج حمل میں آ کر چمکن شروع کر دے اور خشک سالی کا نام و نشان مٹ جائے یہ بھی عرب کے چاند آمنہ کے لعل کی نسبت کی برکت ہے کہ خشکی شادابی میں بدل جاتی ہے جن کے لعاب دہن کی برکت سے خشک کنویں ابلنے لگتے ہیں، کڑوے کنویں میٹھے ہو جاتے ہیں، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کے شادابی و سیرابی کے ایمان افروز واقعات سے کتب احادیث بھر پور ہیں دیکھئے بخاری و مسلم باب المعجزات، علامات النبوت، قضاء الصلوٰۃ وغیرہ۔

صرف پانی ہی نہیں پیچھے گزر چکا کہ آپ نے دودھ کا ایک پیالا ستر صحابہ کرام کو پیٹ بھر کر پلا دیا۔

(۷) سلیمان علیہ السلام کے لیے تو ملکہ بلقیس کی خبر ہر ہر پرندہ لایا لیکن ہمارے آقا عجم کے سلطان اور عرب کے سلیمان کے پاس سدرہ تک پرواز کرنے والا (سید الملائکہ جبریل امین علیہ السلام) بلقیس (شفاعت مصطفیٰ) کی خبریں لے کر آیا ہے۔

۔ نہیں تفاوت از کجا تا کجا

(۸) حسن یوسف کو مصر کی عورتوں نے دیکھا تو بے اختیار ہو کر بغیر ارادہ کے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں۔ اے میرے آقا! آپ کے حسن و جمال کا عالم تو کیا ہوگا جب کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی ایسا ہے کہ عرب کے جوان آپ کے نام پہ اپنے سر کٹا رہے ہیں اور تاقیامت کثاتے رہیں گے کیونکہ الجہاد مامن الی یوم القیمة جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اعلیٰ حضرت کا یہ شعر بڑا ہی معرکہ الآراء اور فصاحت و بلاغت کی جان ہے تقابل دیکھئے۔

♦ ادھر سراپائے یوسف ہے ادھر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے

♦ ادھر بلا ارادہ کٹنا ادھر ارادے سے کٹنا

♦ ادھر مصر کی عورتیں ادھر عرب کے مرد

♦ ادھر صرف انگلیاں ادھر سر

♦ ادھر صرف ایک بار ادھر ہر وقت تاقیامت

۔ سبحان اللہ ما اجملك ما احسنك ما اکملك
کتنے مہر علی کتنے تیری شاگستاخ اکھیں کتنے جا لڑیاں
حضرت خباب کی قربانیاں، حضرت خبیب کی جاٹاریاں، ابن زبیر کی بہادریاں اس قدر تاریخ اسلام اور عشق رسول کے درخشاں باب ہیں کہ قیامت کے بعد بھی ان کو بھلایا نہیں جاسکتا۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ تقابل سے تو دوسرے کی شان گھٹانا مقصود ہوتا ہے کیونکہ فضیلت کا تقابل خدا نے بھی فرمایا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ۔

اور میرے آقا کسی کی شان کو گھٹانے نہیں آئے بلکہ بڑھانے اور نمایاں فرمانے آئے ہیں۔ جن کا یہ شعر ہے ان کی بارگاہ میں کسی نے پڑھا۔

۔ شان یوسف بھی گھٹی تو اس در سے گھٹی

آپ سخت ناراض ہوئے فرمایا در مصطفیٰ اللہ نے کسی کی شان گھٹانے کے لئے نہیں بلکہ سب کی شان بڑھانے کے لیے

بنایا ہے یوں پڑھ

۔ شان یوسف بھی بڑھی تو اس در سے بڑھی (سبحان اللہ)

(۹) حضرت یوسف علیہ السلام کا قیص مصر سے چلی تو ادھر کنعان میں یعقوب علیہ السلام نے فرمایا انی لا جدریح یوسف مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے جبکہ ملک عرب کا گوشہ گوشہ ہمارے آقا کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ احادیث میں ہے کہ جب صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو تلاش کرنا ہوتا تو جس گلی سے (جنت کی) خوشبو آ رہی ہوتی ادھر کوچل پڑتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو جاتی۔

آپ سلطان مدینہ مہبط وحی و سکینہ

نور سے معمور سینہ مسک سے بہتر پسینہ

(۱۰) میرے آقا کے زندگی عطا کرنے والے ہونٹوں (جو مردہ دلوں کو نور ایمان دے کر زندہ فرماتے ہیں جو ملتے ہیں تو پتھر اور لکڑیاں بھی بولنے لگتی ہیں۔ گو نگے رسالت کی گواہی دینا شروع کر دیتے ہیں) کا تذکرہ تو بلا اعلیٰ کے فرشتے اپنی نوری محفلوں میں کرتے ہیں اور آپ کے دیس عرب کا پانی بھلا کوئی آب حیات سے کم اثر رکھتا ہے

نہ مرنے کی باتیں نہ جینے کی باتیں کیے جاتے ہیں ہم مدینے کی باتیں
(حسرت موہانی، تبصرہ)

(۱۱) پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب خسرو خیل ملک خادم سلطان عرب

(۱۲) بلبل و نیلپر و کبک بنو پر وانو مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغان عرب

(۱۳) حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں کہ ہے خود حسن ازل طالب جانان عرب

(۱۴) کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں کہ رضائے عجی ہو سگ حسان عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* پائے - حاصل کیے * القاب - اعزاز، شانیں * خسرو - بادشاہ * خیل - جماعت * ملک - فرشتہ * خادم - نوکر * سلطان - بادشاہ * نیلپر - نیلے پروں والا ایک پرندہ جس کو نیل کٹھ بھی کہتے ہیں * کبک - چکور * بنو - بن جاؤ * حور - جنت کی حسین عورتیں جو اہل جنت کو ملیں گی، یہ جمع ہے حوراء کی * حسن ازل - اللہ تعالیٰ کا ازل حسن * طالب - چاہنے والا * کرم - مہربانی، بخشش * عجی - جو عربی نہ ہو * سگ - کتا * حسان - شاعر دربار رسالت صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے کیسے کیسے عظیم الشان اعزاز پائے کہ تمام فرشتوں کے سردار بھی بنے اور پھر اس سے بھی بڑا لقب یہ کہ عرب (عجم) کے شہنشاہ امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے تابع دار غلام بھی ہوئے۔
طیبہ کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر جو اہل ہمارے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام کو پیدا ہی حضور علیہ السلام کی خدمت کے لیے کیا گیا (ج ۱ ص ۶۵۴)
اس کی دلیل یہ ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب جبریل امین ہزاروں فرشتوں کی قیادت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے غلاموں کی خدمت کے لیے میدان بدر میں اترے تو حضور کی بارگاہ میں عرض کیا۔

ان اللہ بعثنی الیک ان لا افارقک حتی ترضی ہل رضیت قال نعم
فانصرف۔

اللہ نے مجھے (خاص طور پر) حکم دیا ہے کہ دوسرے فرشتے جہاں بھی جائیں کوئی حرج نہیں لیکن اے جبریل! تو نے (تھیار باندھ کر) میرے محبوب کے ساتھ رہنا ہے جب تک میرا حبیب راضی نہ ہو جائے۔ حضور آپ فرمائیں کہ (جنگ ختم ہو گئی ہے کامیابی مل گئی ہے آپ اب) راضی ہو گئے ناں (اب میں جاسکتا ہوں) فرمایا ہاں میں راضی ہوں (تو اب جاسکتا ہے) پس جبریل واپس چلے گئے (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۰۳) ثابت ہوا جبریل حضور کا امتی بھی ہے اور خادم بھی

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا ملک خادمان سرائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان روایات اور جبریل کی خدمت گزار یوں پر وہ لوگ غور کریں جو سارا زور اس بات پہ لگاتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے استاذ ہیں۔ جو معراج کی رات میرے آقا کے قدم چوم رہا ہے اور ساتھ یہ کہہ رہا ہے۔

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا مژہ جو محمد کی تلیوں میں دیکھا کیا استاذ سے پاؤں جمائے جاتے ہیں؟

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں کہاں جبریل اور کہاں محبوب رب خلیل؟ اس کے ہونٹ نور کے ان کے قدم کافور کے، اس کے نوری ہونٹ ان کے کافوری قدموں کو چومیں اور عاشق مدینہ کی گلیوں میں وجد کرتے ہوئے گھومیں اور ساتھ پڑھیں۔

صد ہزاراں جبریل اندر بشر بہر حق سوئے غریباں نیک نظر (۱۲) اے بلبلو! نیل پرو! چکورو اور پروانو! اپنی قسمت پہ ناز کرو کہ تمہیں در مصطفیٰ نصیب ہے تمہاری قسمت پر چاند سورج بھی ناز کرتے ہیں اس عظمت کے ملنے کا تقاضا یہ ہے کہ ہر روشنی پر مر مٹنے کی بجائے در حبیب کے چراغوں پر پروانہ وار قربان ہو جاؤ جس کے سامنے چاند سورج بھی شرمندہ ہیں۔

(۱۳) ہم حوروں سے کیوں کہیں وہ تو دیدار الہی کی لذتوں سے ابھی بے خبر ہیں ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہی کیوں نہ عرض کریں کہ سرکار آپ نے تو خود عرض کیا تھا دبا دنی اے اللہ مجھے اپنا جلوہ دکھا تو جواب آیا لن تو انی اے موسیٰ

نہ تو دیکھے نہ چشم انبیاء دیکھے مجھے دیکھے محمد کی نگاہ دیکھے میں تو دکھا سکتا ہوں لیکن تیرے اندر دیکھنے کی تاب نہیں۔ اے پیارے موسیٰ علیہ السلام! آپ تو جانتے ہیں کہ ہمارے آقا نے دیدار کا تقاضا بھی نہ کیا اللہ نے خود ہی جبریل کو بھیجا اور فرمایا میرے حبیب کو جا کر کہہ

ان الله قد اشتاق الى لقائك يا رسول الله۔

حضور! رب آپ سے ملنے کا مشتاق ہے۔

فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی قصہ طور و معراج سمجھے کوئی

کوئی بے ہوش جلوؤں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ نے سوئی کے ناکے کے برابر جلوہ ظاہر فرمایا اور ان کی حالت یہ ہو گئی کہ پردے میں رہتے کیونکہ چہرے میں سورج سے بھی زیادہ چمک آگئی تھی حالانکہ آپ خود تو بے ہوش ہو گئے تھے اور ہمارے آقا علیہ السلام کی یہ شان ہے کہ تو عین ذات می نگری در تبسمی۔ ہمارے آقا تو مسکرا کر دیدار الہی کے مزے لوٹتے رہے

ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے
(۱۴) حضور اپنی نعت سن کر جس قدر حضرت حسان بن ثابت پہ کرم فرماتے رہے کبھی ان کو اپنی چادر عطا فرمائی کبھی ان کے لیے منبر بچھایا کبھی ان کو دعا دی، اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اپنی نعت سن کر خوش ہوتے ہیں، حسان اگر چہ عربی تھے اور میں عربی نہیں ہوں مگر آپ کی نعت تو ہم دونوں کا مشترکہ مسئلہ ہے تو اگر حضور کرم فرمادیں اور مجھے حسان بن ثابت کا سگ قرار دے دیں تو ان کے کرم سے کوئی بعید نہیں۔ کتا وفادار ہوتا ہے اس کی اس خوبی کے پیش نظر اہل اللہ سگ مدینہ کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں مولانا جامی فرماتے ہیں۔

سگت را کاش جامی نام بودے کہ آمد پر زبانت گاہے گاہے
حضور! کاش آپ کے کسی کتے کا نام جامی ہوتا تا کہ آپ کبھی اس کو بلا تے تو اسی بہانے میرا نام آپ کی زبان پہ آجاتا
عاشقان اوز خوباں خوب تر

تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہوداں میں سگ مدینے دی گلی دا ایہو رتبہ اے ہر کامل ولی دا
جب اصحاب کہف کے کتے کی اہل اللہ نے شان دیکھی تو خیال آیا کہ کہاں اصحاب کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آقا کی آمد کا اعلان کرنے والے، آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والے، آپ کا امتی ہونے کی خواہش کرنے والے، جب اصحاب کہف کے کتے کی یہ عظمت ہے کہ بمطابق مفسرین انسانی شکل میں جنت جائے گا تو مدینے والے کے کتے کی شان کیا ہوگی۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۱۳)

- (۱) پھر اٹھا ولولہ یاد مگیلان عرب پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب
(۲) باغ فردوس کو جاتے ہیں ہزاران عرب ہائے صحرائے عرب ہائے بیابان عرب
(۳) میٹھی باتیں تری دین عجم ایمان عرب نمکیں حسن تیرا جان عجم شان عرب
(۴) اب تو ہے گریہ خوں گوہر دامان عرب جس میں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کان عرب
(۵) دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیران عرب آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربان عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* ولولہ - جوش، جذبہ * مگیلان - کیکر کا درخت * سوئے - طرف، جانب * باغ فردوس - جنت الفردوس، سب سے اعلیٰ جنت * ہزاران - ہزار ہا، بے شمار * ہائے - درد بھری آواز * صحرا و بیابان - چھٹیل میدان و جنگل * دین عجم ایمان عرب - عجم کا دین عرب کا ایمان حضور علیہ السلام * نمکیں - چٹ پٹا * گریہ - رونا، آہ و بکا کرنا * گوہر - موتی * دامان - آئینہ * لعل - لال کا معرب، سرخ قیمتی پتھر، یاقوت * زہرا - فاطمہ الزہرا خاتون جنت بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہا کا لقب * کان - معدن * حیران - حیرت زدہ * قربان - صدقے، نثار، نچھاور

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) مدینہ شریف کی جدائی اب برداشت سے باہر ہو گئی ہے عرب کے خاردار درختوں کی یاد نے پھر ستایا ہے اور پھر عرب کے جنگل و صحرا کی طرف دامن کھینچا جا رہا ہے۔

مدینے سے بلادا آ رہا ہے میرا دل مجھ سے پہلے جا رہا ہے
وہ دیکھو حاجیو پیر علی سے نظر کعبے کا کعبہ آ رہا ہے

(۲) بے شمار عرب (بعد الوصال) جنت کی طرف جاتے ہیں، جائیں ان کا حق بنتا ہے کہ وہ میرے محبوب علیہ السلام کے وطنی ہیں لیکن وہاں جا کر بھی ان کا دل مدینے کے دشت و صحرا کی طرف ضرور کھینچتا ہوگا

(۳) اے نمکیں حسن والے میرے آقا! آپ کی میٹھی میٹھی باتیں بھی کیا خوب ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ آپ عجم کی جان اور عرب کی شان ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا، اے اللہ یہ کافر لوگ میری یہ بات نہیں مان رہے کہ تجھ پر ایمان لائیں۔ تو یہ کہنے کا کچھ انداز ایسا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جملے کی قسم یاد فرمائی جو اس کے حبیب کے لبوں سے نکلا۔ فرمایا!

وقيله يا رب ان هولاء قوم لا يؤمنون۔

مجھے محبوب کے اس قول کی قسم کہ ”اے اللہ یہ قوم ایمان نہیں لارہی“

اے تیری آواز آواز خدا اور خاموشی تیری راز خدا
نیز فرمایا میرا محبوب اپنی مرضی سے بولتا ہی نہیں ان ہوالا وحی یوحی وہی بولتا ہے جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ (انجم)

صحابہ کرام نے عرض کیا حضور آپ کبھی ہم سے خوش طبعی بھی فرماتے ہیں اس گفتگو کے بارے میں ہم کیا عقیدہ رکھیں؟
فرمایا! انی لا اقول الا الحق وہ بھی حق کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ حضور کی بارگاہ میں بیٹھتے جو آپ فرماتے لکھ لیتے ایک دن قریش کے کچھ بوگروں نے کہا اے عبداللہ! تم ہر بات لکھتے رہتے ہو حالانکہ کبھی حضور خوش ہوتے ہیں کبھی ناراض کبھی مزاح فرماتے ہیں کبھی سنجیدگی کی حالت ہوتی ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں ان کی بات سن کر میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور حضور سے ماجرا عرض کر دیا آپ نے فرمایا اے عبداللہ میں جس حالت میں بھی ہوں جو فرماؤں لکھ لیا کرو۔

فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منه الا الحق۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس (منہ) سے جو نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے۔

سبحان اللہ کیسی عظیم شان ہے کہ تھوڑی دیر پہلے آپ بولتے ہیں تو فرماتے ہیں میں بول رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد جبریل امین وحی لے کر آجاتے ہیں کسی کو کوئی پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے پھر اسی مجلس میں بولتے ہیں تو فرماتے ہیں اب زبان میری ہے کلام خدا کا ہے آقا ہمیں کیسے معلوم ہوگا آپ کب بولتے ہیں اور آپ کی زبان سے کلام خدا کب صادر ہوتا ہے فرمایا میں بولوں گا تو حدیث بن جائے گی خدا بولے گا تو قرآن بن جائے گا، زبان ایک ہے کبھی وہ بولتا ہے کبھی یہ بولتے ہیں اے اللہ! تو کیا بولتا ہے فرمایا وہی جو میرا مصطفیٰ بولتا ہے حضور! آپ کیا بولتے ہیں فرمایا وہی جو میرا خدا بولتا ہے۔

قول حق قرآن ہے قول پیغمبر ہے حدیث اہل دل کے واسطے تعظیم ہے دونوں کی ایک

جو لوگ حدیث کے منکر ہیں وہ قرآن کو ماننے کا تکلف کیوں کرتے ہیں آخر قرآن کو حدیث کے ذریعے ہی تو مانا جاتا ہے جب پہلی وحی آئی تو حضور نے فرمایا! ”یہ قرآن ہے“ تو یہ الفاظ کہ ”یہ قرآن ہے“ یہ تو حدیث ہی ٹھہرے جن کے ذریعے ہم نے قرآن کو مانا۔ لہذا حدیث کا منکر قرآن کو ماننے کا دعویٰ کر ہی نہیں سکتا۔

سپارے، صحیفے، سورتاں بندے جادوں زبان پاک تھیں جو جو بولے محمدؐ کیونکہ

مٹھے مٹھے سوئے تیرے بول کملی والیا کج لیندے عاصیاں دے پول کملی والیا

(۴) کان حیا اور معدن جو دو سخا خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دو قیمتی لعل حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما جب سے عرب کی سرزمین پر ظلماً شہید ہوئے ہیں ان کے محبت اور خادم آج تک خون کے آنسو رو رہے ہیں بس اب یہی خون کے آنسو اہل عرب کے لیے گہر نایاب بنے ہوئے ہیں۔

یہاں عرب کے دامن کے گہرائیاں آقا! اپنی پیاری بیٹی کے ان مظلوم شہزادوں پر آپ بھی خون کے آنسو رو رہے تھے جیسا کہ احادیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو عین شہادت امام حسین کے دن مکے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور مدینے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا و علی راسہ و لحتیہ تراب سربارک اور داڑھی شریف پہ گردوغبار ہے اور فرما رہے ہیں۔ شہدت قتل حسین انفا میں ابھی حسین کی شہادت گاہ سے آ رہا ہوں۔ اور وہ مٹی جو آپ نے حضرت ام سلمہ کو دی تھی کہ جب میرا حسین شہید ہوگا تو یہ خون ہو جائے گی وہ واقعی ۱۰ محرم اکٹھ ہجری کو سرخ ہو گئی۔ چھ ماہ تک آسمان کے کنارے سرخ رہے اور ایسے لگتا جیسا خون برس رہا ہے، بیت المقدس کے علاقے میں جو پتھر الٹایا جاتا نیچے سے خون نکلتا، جو چہرے پر زعفران یا خوشبو لگاتا اس کا چہرہ چمکس جاتا انسان تو انسان جنوں نے مدینہ کی گلیوں میں چنچیں مارا کر کہا۔

انعی حسینا ہبلا کان حسین جبلا

میں تمہیں صبر کے پہاڑ حسین کی شہادت کی خبر سنا رہا ہوں۔ ام سلمہ فرماتی ہیں حضور ﷺ کی وفات کے بعد آج امام حسین کی شہادت پہ ہم نے جنوں کو روتے دیکھا۔ کئی علاقوں میں جن یوں نوحہ کناں تھے۔

مسح النبی جینہ فله بریق فی الخدود

ابواہ من علیا قریش جدہ خیر الجدود

حسین وہ ہے کہ جس کا نانا نبیوں کا سردار اور اس کے والدین قریش کے اعلیٰ خاندان کے ہیں۔ کہیں یہ شعر لکھا ہوا پایا گیا

شفاعة جدہ يوم الحساب

اترجو امة قتلت حسینا

وہ قوم یہ توقع کیے رکھ سکتی ہے جس نے حسین کو قتل کیا، کہ اس کا نانا ان کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ شہادت حسین کے دن ستارے آپس میں ٹکرائے شمس و قمر کی روشنی ماند پڑ گئی۔ (تاریخ الخلفاء)

وہ حسین جس کا نانا امام الانبیاء ہے جس کا باپ امام الاولیاء ہے جس کا بھائی امام الاصفیاء ہے جس کی ماں سیدۃ النساء ہے، نانا نبیوں کا سردار، باپ ولیوں کا سردار، بھائی صالحین کا سردار اور ماں جنت کی عورتوں کی سردار

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

نانا محمد مصطفیٰ ہے باپ علی المرتضیٰ ہے بھائی حسن مجتبیٰ ہے ماں فاطمہ الزہرا ہے۔

علی کے راج ڈلارے حسین ابن علی

حسن کی آنکھ کے تارے حسین ابن علی

کرو نہ ظلم پکارے حسین ابن علی

دکھا گئے وہ نظارے حسین ابن علی

ہیں دین حق کے سہارے حسین ابن علی

یہ کر گئے ہیں اشارے حسین ابن علی

یہ کون بکتا ہے ہارے حسین ابن علی

رسول پاک کے پیارے حسین ابن علی

جناب فاطمہ زہرا کے دل کا صبر و قرار

نواسہ ہوں میں محمد کا کچھ خبر ہے تمہیں؟

بھلا سکے گی نہ دنیا طلوع محشر تک

لٹا کے آپ نے سب کچھ ہے رکھ لی دین کی لاج

یزیدیت سے ڈریں کیوں حسنین والے

ظفر نے ان کے قدم چومے بڑھ کے اے قائد

سیدۃ النساء العالمین امام الانبیاء کی وہ پیاری لخت جگر ہیں کہ جن کی آمد پر خود امام الانبیاء علیہ السلام کھڑے ہو جاتے، جس رسول کے استقبال کو آسمانوں کے فرشتے کھڑے ہوں وہ رسول جس فاطمہ کے آنے پہ کھڑا ہوا اور اپنی نشست فاطمہ کے حوالے کر دے اعلیٰ حضرت نے جب اپنی نعت میں اس فاطمہ کا ذکر فرمایا ہے تو غلام ابن زہراء (غلام حسن) اس زہراء کے بارے میں کچھ نہ لکھے تو یہ زہراء کے گھرانے سے غداری ہوگی۔ لیکن زیادہ نہیں صرف ایک بات اور دریا کو زے میں بند! اور وہ یہ کہ ہر بیٹی صرف اپنے باپ کے لیے رحمت ہوتی ہے اور فاطمہ الزہراء وہ ہے جو رحمت للعالمین کے لیے بھی رحمت ہے۔ کون فاطمہ الزہراء؟

کرم کا مخزن، سخا کا مرکز عطا سراپا جناب زہرا
رسول اعظم کی پیاری دختر شہید اعظم کی پیاری مادر
سراپا رحمت سراپا راحت سراپا عفت سراپا عصمت
ہے غیر ممکن کہ ان کے در سے کوئی سوا بھی جائے خالی
تمام حوریں کنیریں ان کی غلام ان کے بھی فرشتے
فدا ہے صائم غلام ان پر درود ان پر سلام ان پر
اور امام اہل سنت ایک ہی شعر میں سارا کچھ کہہ گئے۔

کیا بات رضا اس چہستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس کی حسین اور حسن پھول
(۵) دل در حقیقت وہی ہے جو اپنی آنکھوں سے عرب کی شان دیکھ کر دنگ رہ جائے (کہ جس نبی کی تعریف خدا فرماتا ہے اور
ساری خدائی اس کی شان میں رطب اللسان ہے اس نبی نے عرب کی شان بیان فرمائی اور عرب کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیتے
ہوئے فرمایا:

احبوا العرب فانی عربی والقرآن عربی ولسان اهل الجنة عربی

عرب سے تین وجوہات کی بنا پر محبت کرو۔ میں عربی ہوں۔ قرآن عربی زبان میں ہے اور جنت والوں کی زبان عربی
ہے اور آنکھیں دراصل وہی ہیں جو عرب پر بدل و جان قربان ہو جائیں (ورنہ آنکھیں ہونے کے باوجود اندھے اور دل ہونے کے
باوجود بے دل ہو جیسا کہ قرآن میں ہے۔

لہم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها۔ (الاعراف)

(۶) ہائے کس وقت لگی پھانس الم کی دل میں
(۷) فصل گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
(۸) صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
(۹) عندیسی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں
(۱۰) صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام

کہ بہت دور ہے وہ خار مغیلان عرب
پھولتے پھلتے ہیں وہ بے فصل گلستان عرب
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستان عرب
گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستان عرب
خود ہے دامن کش بلبل گل خندان عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* پھانس۔ لکڑی کا ریشہ جو کانٹے کی طرح ہوتا ہے * الم۔ درد * خار۔ کانٹا * مگیلان۔ کیکر * فصل گل۔ موسم بہار * وصل۔ ملاقات، ملاپ * آس۔ امید * پھولنا پھلنا۔ پھل پھول لگنا * بے فصل۔ بے موسم * گلستان۔ باغ * صدقے ہونا۔ قربان و نثار ہونا * گلزار۔ باغ * عجب۔ حیرت انگیز * رنگ۔ کیفیت * عندلیبی۔ نغمہ سرائی * رحمت۔ کرم، مہربانی * دامن کش۔ دامن کھینچنے والا * گل خنداں۔ کھلا ہوا پھول۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) عرب کے کیکروں کے کانٹے تو ابھی بہت دور ہیں یہ میرے دل میں درد و الم کی پھانس اس وقت کیسے لگ گئی کہ جس نے مجھے تڑپا دیا ہے۔

(۷) اگرچہ موسم بہار کا زمانہ نہیں ہے تاہم ملاقات کی امید ضرور رکھ کیونکہ عرب کے چمن موسم بہار کے علاوہ بھی پھل پھول دیتے رہتے ہیں۔ یعنی صدا بہار ہیں۔

(۸) عرب کے چمن پہ نثار ہونے کو روزانہ لاکھوں چمن دوڑے آتے ہیں کیونکہ اس کا پھلنا پھولنا ہی کچھ عجیب انداز میں ہے۔ اشارے کنائے کا استعمال کیا گیا ہے اور اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے جس میں آپ نے فرمایا میرے روضے پر ستر ہزار فرشتے صبح آتے ہیں ستر ہزار شام کو اور جو ایک بار آ گیا ہے دوبارہ قیامت تک اس کی باری نہ آئے گی اور اپنے پروں سے میری تربت کو ملتے (جھاڑ دیتے ہیں یا قربان ہوتے) ہیں۔ یا حج و عمرہ کے لیے روزانہ لاکھوں عاشق پروانہ وار حرمین شریفین میں حاضری دے رہے ہیں موسم حج ہو تو حج کے لیے ورنہ عمرہ کے بہانے اور کوئی پابندی نہیں کہ جو ایک بار آتا ہے دوبارہ نہ آئے روزانہ ہزار بار بھی جاؤ تو حضور کی رحمت کے دروازے کھلے ہوئے پاؤ گے، فرشتوں پر تو پابندی ہے مگر آقا کے غلاموں پر کوئی پابندی نہیں۔

اک وار فرشتے روضے تے جو آون فیر نہ اوندے نیں

سرکار دے امتی نے جیہڑے مڑ مڑ کے بلائے جاندے نیں

(۹) پھول و بلبل دونوں عرب کے چمن کی نغمہ سرائی پر جھگڑا کر رہے ہیں اور اپنی بے قراری کا اظہار کر رہے ہیں۔

اس شعر میں بھی سرکار کے جمال جہاں آراء کی طرف اشارہ ہے کہ جملہ حسینان عالم اور دوسروں کے محبوب بمعہ محبت کے سرکار کے حسن و جمال پہ قربان ہونے پہ جھگڑا کر رہے ہیں اور ایک ہی صف میں کھڑے ہیں، اس بارگاہ میں کوئی کسی کا محبوب نہیں سب کا ایک ہی محبوب ہے اور سارے اسی پھول کے عندلیب ہیں اس کے باوجود کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

جمالی مستور عن اعین الناس غیرۃ من اللہ ولو ظهر لفعل الناس اکثر ما

فعلن حین رآین یوسف۔

میرا حسن پردے میں ہے اللہ تعالیٰ کی غیرت کی وجہ سے (کوئی بھی اپنے محبوب کا حسن و جمال دکھانا غیرت کے تقاضے کے خلاف سمجھتا ہے) اگر ظاہر ہو جائے تو لوگ اس سے زیادہ کر گزریں جتنا کہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے کیا تھا۔ (درمیں فی مبشرات النبی الامین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے والد شاہ عبدالرحیم سے بیان کیا)

میاں محمد صاحب فرماتے ہیں

تن مہینے رچی خلقت دیکھ یوسف کنعانی جہاں نبی محمد ڈٹھا رج گئے دوئیں جہانی (۱۰) پھول میں بھی وہ نرمی نہیں جو وجود مصطفیٰ میں ہے وہاں کے پھول خود بلبلوں کو دامن سے کھینچ کھینچ کر باغ رسالت میں لا رہے ہیں یعنی انسان ہوں یا فرشتے ہر کوئی ان پر جان دینے کو تیار نظر آتا ہے ہر نبی بھی اپنے اپنے دور میں اور معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں حضور کی تعریف کے اندر رطب اللسان ہے جیسا کہ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ موجود ہے۔

و مبعثوا برسول یاتنی من بعدی اسمہ احمد (القف)

اور آدم پیارے تو حضور علیہ السلام کو یاد کر کے کہا کرتے تھے یا ابنی صورة و یا ابی معنی

اس گل کی یاد میں یہ صدا بوالبشر کی ہے

حضرت یوسف علیہ السلام حضور کی برکت سے کنوئیں سے رہا ہوئے۔ (معارج النبوة ج ۱)

موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا امتی ہونے کی تمنا کی۔ (دلائل النبوة للبیہقی)

داؤد علیہ السلام نے بوقت تلاوت زبور حضور کے نور کی زیارت فرمائی اور باد از بلند حضور کو یاد کیا دشت و جبل سے آواز آئی

صدقت یا داؤد اے داؤد آپ نے سچ فرمایا۔

سلیمان علیہ السلام کی مہر جوان کی انگٹھی میں تھی اس پر یہ الفاظ تھے محمد عبدی و رسولی۔ (طبرانی عن عبادہ بن

الصامت) آپ کی حکومت اسی مہر کی مرہون منت تھی اور سلیمان علیہ السلام اس انگٹھی کو ادب کے پیش نظر قضائے حاجت کے وقت اتار دیتے تھے۔

نارنمرو دابراہیم علیہ السلام پہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے گلزار ہو گئی۔

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۴۹)

نام محمد بن کرکافروں کے بڑے معبود جہیل نے پتھر کا ہو کر بھی اپنا سر جھکا دیا ان گوشت پوست کے انسانوں کی گردن میں پتہ نہیں کس قسم کا سریا ہے جو ہر کار کی اتنی بھی تعظیم نہیں کر سکتے جتنی پتھر کرتے، بڑے بڑے ظالموں نے جب سرکار کے نام کی عزت نہ کی تو برباد ہو گئے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲)

جو نوک خامہ کو حق آشنا نہیں کرتے وہ حق مدحت آقا ادا نہیں کرتے

جمال نعت ضمیروں کی روشنی ہے ارم جو بے ضمیر ہیں ان کی ثناء نہیں کرتے

(۱۱) شادی حشر ہے صدقے میں چھٹیں گے قیدی

(۱۲) چرچے ہوتے ہیں یہ کملائے ہوئے پھولوں میں

(۱۳) تیرے بے دام کے بندے ہیں ریسانِ عجم

(۱۴) ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا

عرش پر دھوم سے ہے دعوت مہمانِ عرب

کیوں یہ دن دیکھتے پاتے جو بیابانِ عرب

تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب

چار دن بر سے جہاں ابر بہارانِ عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* شادی - خوشی * حشر - جمع ہونا * صدقے - طفیل، ان کے سبب سے * چھٹنا - رہا ہونا * دھوم - چرچا * مہمان

عرب۔ معراج کے دولہا علیہ السلام * کملائے ہوئے۔ مرجھائے ہوئے * پاتے۔ حاصل کر لیتے * بے دام کے بندے۔ مفت کے نوکر، بغیر تنخواہ کے خدمت کرنے والے * رئیسان عجم۔ عجم کے بادشاہ * بندی۔ قیدی * ہزاران۔ جمع ہزار کی، بلبل کو بھی کہتے ہیں * ہشت۔ آٹھ * خلد۔ جنت * کسب۔ حصول * لطافت۔ عمدگی، نزاکت * برے۔ بارش ہو * ابر بہار ران۔ موسم بہار کا بادل۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) معراج کی رات عرب کے مہمان اور شب اسرئی کے دولہا کی عرش پہ دھوم مچی ہوئی تھی اسی خوشی میں ان کی طفیل لاکھوں کو جہنم سے آزادی مل رہی تھی اور قیامت کے دن بھی ایسا ہی ہوگا یعنی معراج کی رات امت کی بخشش کے وعدے کو قیامت کے دن عملی جامہ پہنایا جائے گا

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاؤں اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاؤں
(۱۲) وہ پھول جو مرجھا کر خشک ہو جاتے ہیں ان میں اس بات کی دھائی ہوتی ہے کہ اے کاش کہ ہم کسی باغ میں ہونے کی بجائے عرب شریف کے کسی جنگل میں ہوتے تاکہ مرجھا جانے کی تکلیف سے محفوظ رہتے۔

محمد مصطفیٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے
(۱۳) عجم کے بادشاہ، اور عرب کے نواب و رئیس اے میرے آقا! آپ کی بارگاہ اقدس کے غلام بے دام ہیں اور مفت کے غلام ہو کر بھی اس غلامی پہ ناز کرتے ہیں اور ہزار ہا آزاد (جو بلبلوں کی طرح خوشی سے اپنی بے فکری میں مست ہو کر گنگناتے رہتے ہیں) آپ کا بارگاہ میں (قیدیوں) کی طرح جم کر بیٹھے رہنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ حج و زیارت کے موقع پر اس کا نظارہ آسانی سے ہو سکتا ہے کہ کس طرح حضور کے ہزاروں غلام جالی کے سامنے جم کر بیٹھے ہوتے ہیں کہ ہلنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ برآمدے میں بیٹھ کر گنبد حضرت کی ایسے زیارت کر رہے ہیں کہ آنکھ ہی نہیں جھپکتے (جب مجھے اللہ نے حاضری نصیب فرمائی تھی تو باب مجید کی طرف گنبد حضرت کے سامنے برآمدے کے نیچے عاشقوں کا ہر وقت ہجوم دیکھتا تھا اب اگرچہ نقشہ بدل گیا ہے لیکن پیاسے اپنی پیاس بہر حال بجھاتے ہی رہتے ہیں)

(۱۴) عرب شریف کے موسم بہار کی بارش چار دن اگر برس جائے تو رحمۃ اللعلمین کا صدقہ اس قدر نزاکت و لطافت پیدا ہو جاتی ہے کہ آٹھوں جنتیں بھی اس لطافت کو حاصل کرنے کے لیے رحمت والے آقا کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔
محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی
آٹھ جنتوں کے نام یہ ہیں:

دارالخلد۔ دارالسلام۔ دارالقرار۔ جنت عدن۔ جنت الماوی۔ جنت نعیم۔ علین۔ جنت الفردوس۔

ان میں جنت الفردوس سب سے افضل ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا! جب اللہ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔ اللهم ادخلنا الجنة الفردوس بشفاعۃ حبیبک یوم القیمة۔

نعت شریف نمبر (۱۲) ”ت“

- (۱) جو بنوں پر ہے بہار چمن آرائی دوست
(۲) تھک کے بیٹھے تو در و دل پہ تمنائی دوست
(۳) عرصہ حشر گجا موقف محمود گجا
(۴) مہر کس منہ سے جلو داری جاناں کرتا
(۵) مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید
- خُلد کا نام نہ لے بلبل شیدائی دوست
کون سے گھر کا اُجالا نہیں زیبائی دوست
ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائی دوست
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست
زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

مشکل الفاظ کے معانی:

* جو بنوں - رونقیں، شادابیاں، جوانی و شباب * چمن آرائی - باغ کو سجانا، باغبانی * دوست - محبوب * خلد - جنت
* شیدائی - عشاق کی فداکاری و جانثاری * تمنائی دوست - تمنا و خواہش محبوب کے بارے میں * اُجالا - روشنی * زیبائی
دوست - محبوب کا حسن * عرصہ حشر - میدان محشر * موقف - کھڑا ہونے کی جگہ * محمود - تعریف کیا ہوا، مقام محمود یعنی مقام
شفاعت * کجا - کہاں * ساز - موافقت * ہنگامہ - شور شرابا، غل غپاڑہ، ہجوم، بھیڑ * یکتائی - تنہائی، خلوت * مہر - سورج
* جلوہ داری - سامنا * جاناں - محبوب * بیزار - بری، محفوظ * جاوید - ہمیشہ * مسیحائی - مردہ کو زندہ کرنے کا کمال، حیات بخشی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) محبوب خدا کا سجا یا ہوا باغ اپنے جو بن کے نکتہ کمال پر ہے اے بلبل باغ مدینہ! اس محبوب کا عاشق و دیوانہ ہو کر جنت کا نام
لینے کی کیا ضرورت؟ جنت تو خود اس در کے غلام کی طلب گار ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

من استطاع منکم ان یموت بالمدينہ فلیمت بہا فانی اشفع لمن یموت بہا
(مشکوٰۃ ص ۲۴۰)

جو مدینے میں مرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ مدینہ میں آکر مرے مدینہ میں مرنا اس کا کام ہے شفاعت کر کے
اس کو بخشوا لینا میرا کام ہے۔

مجھ کو دنیا کی دولت نہ زر چاہیے
ہاتھ اٹھتے ہی بر آئے ہر مدعا
ماہِ طیبہ کی میٹھی نظر چاہیے
وہ دعاؤں میں میری اثر چاہیے
مضطرب قلب اور چشم تر چاہیے
ذوق آتا رہے اشک بہتے رہیں

عاشقان نبی کے ہے دل کی صدا سبز گنبد کے سائے میں گھر چاہیے
یا خدا جسم سے جان جب ہو جدا روئے محبوب پیش نظر چاہیے
مجھ کو طیبہ میں دو گز زمیں دیجئے بس نہ کچھ اور خیر البشر چاہیے
اپنے عطار کو در پہ بلوایئے اذن طیبہ کا بارِ دگر چاہیے

(۲) اے جلوہ محبوب کے طالب! جب تو محبوب کو تلاش کرتے کرتے تھک جائے تو اپنے دل کے دروازے پہ دستک دے کیونکہ مومن کا دل عرش اللہ بھی ہے اور جلوہ گاہ نبوت و رسالت بھی ہے۔

۔ در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ماز نام مصطفیٰ است
ماہنامہ رضوان اپریل ۱۹۵۲ء میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ شیخ الحدیث حضرت سید دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمۃ ایک دفعہ محفل میلاد شریف میں وعظ فرما رہے تھے کہ اس مجلس میں حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ (علماء دیوبند کے پیر و مرشد لیکن صحیح العقیدہ عاشق رسول تھے جبکہ ان کے ناخلف مریدوں نے ان کے خلاف عقیدے گھڑ لیے۔ دیکھئے فیصلہ مفت مسئلہ اور نالہ امداد وجد میں آکر کھڑے ہو گئے اور درود و سلام پڑھنے لگے اور فرمانے لگے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس مجلس میں حضور کی زیارت کی ہے اور اس ذوق و شوق میں درود و سلام کا ورد بھی کھڑے ہو کر کرتے رہے۔

۔ در کھف الوریٰ ہے اور میں ہوں مقام مدعا ہے اور میں ہوں
کرم ہے رحمۃ للعالمین کا مدینے کی فضا ہے اور میں ہوں
کہاں میں اور کہاں دربار والا کرم کی انتہا ہے اور میں ہوں
نظر اٹھتی نہیں پاس ادب سے کوئی جلوہ نما ہے اور میں ہوں
میسر ہے عجب کیف حضوری دلِ درد آشنا ہے اور میں ہوں
جھکا جاتا ہے سرِ اکِ اکِ قدم پر حرم کا راستہ ہے اور میں ہوں
کرم کی بارشیں ہیں اور وہ ہیں محبت کا صلہ ہے اور میں ہوں
جمیل اللہ اکبر میری قسمت دیارِ مصطفیٰ ہے اور میں ہوں

(۳) چونکہ دوست تنہائی کا طالب ہوتا ہے اس لیے میدانِ محشر جو ہجوم، پکڑ دھکڑ اور حساب و کتاب کے ہنگاموں کا دن ہے جو تنہائی کی نقیض ہے اس لیے اللہ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات اپنے پاس بلا کر امت کی بخشش کی نوید سنادی اور مقام محمود پہ شفاعت کا اذن دے کر اس نوید مسرت کو عملی جامہ پہنا دیا تاکہ:

۔ جو لینا ای لے جا چپ کر کے جو چاہویں منا جا چپ کر کے
(۴) سورج کی کیا مجال کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حسن و جمال کا سامنا کر سکے جب کہ آپ کا سراپائے اقدس سایہ نہ دارد۔ اور پھر سورج کی طرح آپ کا نور گھٹتا بڑھتا تو نہیں وہ تو بڑھتا ہی رہتا ہے۔
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضور علیہ السلام کے بے سایہ ہونے کے متعلق دو کتابیں لکھیں (۱) قمرالتمام (۲) نفی الفی۔ جن میں سینکڑوں دلائل موجود ہیں ان میں سے چند یہ ہے۔

سورج کو سرا جہا جہا فرمایا گیا جب کہ حضور علیہ السلام کو سرا جہا منیرا فرمایا۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ کی حضور علیہ السلام کی شان میں مشہور رباعی ہے۔

لنا شمس وللأفاق شمس وشمسی فوق من شمس السماء

وشمس الناس تطلع بعد فجر وشمسی تطلع بعد العشاء

آسمان کے سورج سے ہمارا سورج (سراجا منیرا) کہیں افضل ہے کہ آسمان کا سورج صرف دن کو روشنی دیتا ہے اور ہمارا سورج رات کو بھی چمکتا رہتا ہے۔

فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ حضور علیہ السلام جب رضاعت کے ایام میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو ان کے گھر ساری رات روشنی رہتی لوگوں نے پوچھا کہ تیرے گھر رات کو روشنی کیسی ہوتی ہے تو انہوں نے فرمایا میں کوئی چراغ یا ایندھن تو نہیں جلاتی ہوں۔

واللہ ما اوقد ناراً الا نور وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

میرے گھر تو ساری رات رخ و انکسری روشنی بکھیرتا رہتا ہے۔ تو جب آپ سورج ٹھہرے تو سورج خود سایہ نہیں رکھتا دوسروں کو سایہ دار بنا دیتا ہے اس معنی میں کسی کا یہ شعر ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے واقعہ افاک کے موقع پر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔

ان اللہ ما اوقع ظلك على الارض لتلايقع الانسان قدمه على ذلك

(المدارک ص ۱۰۳ ج ۲)

حضور! اللہ نے تو آپ کا سایہ بھی زمین پر نہیں ڈالا تا کہ کوئی اس پر قدم رکھ کے تو ہین نہ کر سکے۔ (تو ایسی ویسی عورت آپ کے نکاح میں کیسے دے گا)

ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کا چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی میں سایہ نہ تھا۔ اسی طرح ابن سبع نے خصائص الہی میں نقل فرمایا ہے۔

امداد السلوک میں رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں حق تعالیٰ آنجناب را نور فرمود و بتواتر ثابت شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ داشتند و ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند۔ (ص ۸۶ فارسی)

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو نور فرمایا اور تواتر سے ثابت ہے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا اور نور کے علاوہ ہر شے کا سایہ ہوتا ہے۔ جب تواتر سے ثابت ہے تو کوئی حدیث اگر اس مسئلہ پر کمزور بھی ہو تو حرج نہیں۔

نسیم الریاض، تفسیر کبیر، خازن۔ مواہب لدنیہ کے علاوہ اسلاف کی کئی کتب میں سایہ نہ ہونے اور نور ہونے کے دلائل

دیکھے جاسکتے ہیں۔

(۵) محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں مرنے والوں کو ہمیشہ کی زندگی نصیب ہو جاتی ہے گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ کر حضور علیہ السلام کی مسیحائی ہے کہ آپ کی مسیحائی سے حیات جاودانی مل جاتی ہے۔ جس پر مندرجہ ذیل آیات گواہ ہیں

ولا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون۔ (القرآن)

تیرے نام میں جو قتل ہوا وہ قتل سے تو کا عدد بنا جو اسے مٹائے وہ خود مٹا وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

- (۶) ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنی
(۷) کعبہ و عرش میں کھرام ہے ناکامی کا
(۸) حسن بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے
(۹) شوق روکے نہ رکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھے
(۱۰) شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
- انجمن کر کے تماشا کریں تنہائی دوست
آہ کس بزم میں ہے جلوہ یکتائی دوست
ڈھونڈنے جائیں کہاں جلوہ ہرجائی دوست
کیسی مشکل میں ہیں اللہ! تمنائی دوست
سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائی دوست

مشکل الفاظ کے معانی:

* یکتا۔ بے مثل * خلق۔ مخلوق * یعنی۔ مطلب و مراد یہ ہے * انجمن۔ محفل * کھرام۔ شور، واویلا، رونا چلانا
* ناکامی۔ نامرادی * بزم۔ محفل * بے پردہ۔ کھلا ہوا * مٹا رکھا ہے۔ بھلا دیا ہے * ہرجائی۔ ہر جگہ پر حاضر * شوق۔ جذبہ * تمنائی۔ آرزو، خواہش * محراب۔ عبادت کرنے کی جگہ، مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کا مقام * ساجد۔ سجدہ کرنے والا * جبیں۔ پیشانی * سائی۔ سائیدن سے ہے بمعنی رگڑنا

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) اللہ نے اپنے محبوب کو سب سے اول، افضل و اعلیٰ بنایا پھر آپ کی نگاہوں کے سامنے ساری کائنات کو بنایا تا کہ محبوب اپنی آنکھوں سے کائنات کا بننا دیکھے اور کائنات کو بنانے والا محفل کائنات میں اپنی تخلیق کے نگران اعلیٰ کی عظمت کا نظارہ کرے۔
قرآن مجید کی آیت کریمہ انا اول المسلمین (الانعام) اور کئی احادیث مبارکہ حضور علیہ السلام کی اولیت پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

كنت لبيا وادم بين الماء والطين۔

ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا نہ کہیں ہے بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
(۷) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جب سر عرش بلایا تو کعبہ اور عرش معلیٰ دیکھتے ہی رہ گئے اور ماہ عرب کے جلوے اوپے نچے نکل گئے۔ چنانچہ یہ دونوں مقدس مقامات اس مقدس رسول کا دیدار نہ ہو سکنے کی ناکامی پر افسوس و واویلا کناں ہوئے کہ کاش محبوب کی

ملاقات کا شرف ہمیں ملتا۔۔۔

شیخ عبدالحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام عرش پہ تشریف لے گئے تو عرش نے آپ کا دامن پکڑ کر عرض کیا ”اسم تو سب آرام دل و باعث طمانیت است۔۔۔۔۔ افتاد بر من نظر تو (ص ۷۰ ج ۱) آقا آپ کا نام میرے دل کا آرام ہے اور جان کا سکون ہے ایک نگاہ کرم مجھ پر بھی ہو جائے۔

(۸) ہر جگہ جلوہ دکھانے والے محبوب کو کہاں تلاش کیا جائے، کس بزم میں ڈھونڈیں اس کے بے پردہ حسن نے ایسا پردہ ڈالا ہوا ہے کہ ہم سب کی نگاہوں پہ اس کو دیکھنے سے پردے پڑ گئے۔ یہ انداز قرآنی آیت و ما ریت اذ ریت و لکن اللہ رمی سے ماخوذ ہے۔

ایسے پردے کے قربان جاؤں لاکھ پردوں میں پردہ نہیں ہے
(۹) الہی! تیرے محبوب کے دیدار کا متمنی کیا کرے کدھر جائے پاؤں میں چلنے کی طاقت نہیں نگاہوں میں دیکھنے کی تاب نہیں لیکن پھر بھی ملاقات کا شوق چلنے پر مجبور کر رہا ہے، تو ہی مدد کرے گا تو کامیابی ہوگی۔

ایسے ایسے اولیاء کرام بھی ہوئے ہیں کہ فرماتے ہیں اگر حضور علیہ السلام میری آنکھوں سے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی غیب رہیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان ہی شمار نہیں کرتا۔ (شیخ ابوالعباس مرسی۔ ابوالحسن شاذلی)

امام اعظم علیہ الرحمۃ قصیدہ نعمانیہ میں فرماتے ہیں۔ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں بھی سنتا ہوں اور دیدار بھی کرتا ہوں۔

واذا سمعت منك قولاً طيباً واذا نظرت فلا اری الاك

خلقت کیوں جنیدی گول اے اوہ ہر دم فرید دے کول اے

(خواجہ غلام فرید)

(۱۰) اپنے محبوب حقیقی کی خاطر محبوب خدا کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں ورنہ کعبہ تو شرماتا ہوگا کہ جس کے پیدا ہونے پر میں نے جھک کر سلامی دی تھی وہ اپنے رب کا حکم مان کر مجھے سجدہ کر رہا ہے اور محراب اسی لیے جھکی ہوئی ہے کہ شرماتا ہی ہے کہ اللہ کا حبیب جھک کر سجدہ کناں ہے۔

(۱۱) تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا سارے داراؤں کی دارا ہوئی دارائی دوست

(۱۲) طور پر کوئی، کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

(۱۳) اَنْتَ فِيْهِمْ نے عدو کو بھی لیا دامن میں عیش جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

(۱۴) رنج اعداء کا رضا چارہ ہی کیا ہے کہ انہیں آپ گستاخ رکھے علم و شکیبائی دوست

مشکل الفاظ کے معانی:

* تاج والے۔ بادشاہ * داراؤں کا دارا۔ بادشاہوں کا بادشاہ، دارابن داراب ایران کا بڑے جلال والا بادشاہ جس کو سکندر اعظم نے قتل کیا * دارائی۔ شہنشاہی * طور۔ پہاڑ * چرخ۔ آسمان * پار۔ آگے * بالاؤں۔ اونچوں * بالائی۔ اونچائی

* انت فہم۔ آپ ان میں ہیں، آیہ قرآنی کا حصہ * عدو۔ دشمن * دامن۔ پناہ * عیش۔ آرام، راحت * جاوید۔ ہمیشہ
* شیدائی۔ عاشق * اعداء۔ جمع عدو کی معنی دشمن * چارہ۔ علاج * شکیبائی۔ صبر و تحمل۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اللہ کے محبوب کی حکومت دنیا کے اور دین کے سارے حکمرانوں پر ہے اس لیے تو آپ کے آستانے کی خاک پہ دنیا کے بادشاہ آکر جبین سائی کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی ولادت کے وقت ہی اعلان کر دیا گیا تھا۔

قبض محمد علی الدنيا کلها ولم یبق خلق من اهلها الا دخل فی قبضته۔ (ابونعیم)
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا تو کوئی بھی ان کی حکومت سے باہر نہیں ہے۔

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا! میرے دو وزیر زیر زمین پہ ہیں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) دو آسمان پر (جبریل و میکائیل علیہما السلام) اور یہ بات سچی ہے کہ وزیر بادشاہوں کے ہی ہوتے ہیں اور بادشاہت کے علاقے میں ہی ہوتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ حکومت پاکستان میں ہو اور وزیر بھارت یا امریکہ میں ہوں وہاں تو سفیر ہو سکتے ہیں۔ تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دوسرا جتنا بھی بڑے سے بڑا بادشاہ ہو اس کی حکومت صرف زمین پہ ہو سکتی ہے اور ہمارے آقا کی حکومت زمین پہ بھی ہے آسمان پر بھی، میرا ایک شعر ہے۔

وَزِيرَايَ فِي السَّمَاءِ وَوَزِيرَايَ فِي الْأَرْضِ

ظاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۲) کسی کی معراج طور تک ہے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی کی چوتھے آسمان تک) (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور ہمارے آقا کی معراج کی گرد کو بھی کون پہنچ سکتا ہے کیونکہ آپ کی بلندی تمام سر بلندیوں کی بلندی سے بلند ہے۔

اک کالیاں زلفاں والا سی جہڑا عرشاں توں لنگ پار گیا

کہ جہاں جبریل امین نے بھی ساتھ جانے سے معذرت کر لی اور عرض کیا۔

اگر یک سر موئے بر تر پریم فروغ تجلی بسوزد پریم

اعلیٰ حضرت اپنی مشہور زمانہ ایک نعت میں پوری وضاحت سے فرماتے ہیں۔

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

(۱۳) اے میرے آقا کی سچی غلامی کا دم بھرنے والے! تیری تو پانچوں گھٹی میں ہیں، عیش کر اور کسی قسم کی فکر نہ کر کیونکہ تو تومانی

والا ہے اللہ نے تو حضور علیہ السلام کی وجہ سے کافروں کو بھی دنیا میں عذاب سے محفوظ رکھا ہوا ہے پھر تجھے کیا پرواہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ما کان اللہ ليعذبهم وانت فيهم۔ (انفال)

اللہ ان (کافروں) کو عذاب نہیں دیتا اس حال میں کہ آپ بھی ان میں موجود ہیں۔
شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

دوستاں را کجا کتی محروم تو کہ با دشمنان نظر داری
جب تو دشمنوں کو بھی نوازتا ہے تو دوستوں کو کیسے محروم رکھے گا۔

(۱۴) یہ شعر مندرجہ بالا شعر سے متعلق ہے کہ آپ کے اس جو دو کرم اور صبر و تحمل نے تو گستاخوں کو گستاخی کرنے پر دلیر کر دیا ہے، اس لیے ان کی گستاخی کا ہم کیا علاج کریں۔ یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نرمی سے فائدہ اٹھا کر دشمن گستاخی کرتا ہے۔
راہ حق میں آنے والی مشکلات کا ذکر:

نبی کریم علیہ السلام پر کافروں کے ایسے ایسے ظلم و ستم کا تذکرہ کتب احادیث میں ملتا ہے کہ روح کانپ اٹھتی ہے۔ کبھی حرم شریف میں نماز پڑھتے ہوں آپ پہ اونٹ کی گندی اوجھ رکھ کر تالیاں بجاتے اور مذاق اڑاتے ہیں۔ طائف کے بازاروں میں جو آپ کے ساتھ سلوک ہوا اس کے بعد کیا لکھا جائے جب کہ پہاڑوں کے فرشتے نے بھی آکر عرض کیا (آپ کا کیا حوصلہ ہے) میرے آقا! حکم کریں تو ان پر پہاڑ گرا دوں فرمایا اے فرشتے (تیرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہوگا) میں تو اللہ کے دین کی خاطر اس سے زیادہ تکالیف بھی برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ میں ان کے لیے پھر بھی دعا ہی کروں گا۔

اللهم اغفر لقومی فانهم لا یعلمون۔

اے اللہ ان کو معاف کر دے یہ (تیرے نبی کی عظمت کو) جانتے نہیں ہیں۔

بھری تھیں جھولیاں پتھر سے ان کی سنگباری کو
یہ سن کر رحمۃ للعالمین نے فرمایا
کہ میں اس دھرم میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا
دعا مانگی الہی قوم کو چشم بصیرت دے
الہی رحم کر ان پر انہیں نور ہدایت دے
الہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر
بخاری شریف کی حدیث ہے کہ (غوث بن حارث نامی) ایک اعرابی نے ایک جنگ سے واپسی پر صحابہ کرام کی عدم موجودگی میں جب کہ آپ (ﷺ) ایک درخت کے نیچے دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے، آپ پر تلوار کھینچ لی اور کہنے لگا تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ فرمایا میرا اللہ، اتنی بات سننے کی دیر تھی کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور تھر تھر کانپنے لگا مگر آپ نے اس کو معاف کر دیا۔

ابوطارق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو (پہلی بار) ذی الجاز کی منڈی میں دیکھا کہ آپ قبائل کے پاس جا جا کر فرما رہے ہیں۔

یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔

اے لوگو لا الہ الا اللہ پڑھو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

وخلقه رجل له غدیرتان یرجمہ بالحجارہ حتی ادمیٰ کعبہ۔

آپ کے پیچھے پیچھے ایک مینڈیوں والا بندہ آپ کو پتھر مار رہا تھا جس سے آپ کے قدموں سے خون بہنے لگا اور جن کو حضور تبلیغ فرما رہے تھے یہ ظالم ان کو کہتا۔

لا تسمعوا منه فانه كذاب۔

اولوگو! اس کی نہ سننا یہ بہت جھوٹا ہے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے تو انہوں نے بتایا یہ اسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چچا عبدالعزیٰ ابولہب ہے۔

اس منڈی کا ذکر امام بیہقی نے فرمایا کہ حضور ﷺ لوگوں کو فرما رہے تھے۔

قولوا لا اله الا الله تفلحوا اذ رجل خلفه يسفى عليه التراب فاذا هو

ابو جهل وهو يقول يا ايها الناس لا يغرنكم هذا عن دينكم فانما يريد ان

تتركوا عبادة اللات والعزى۔

ابو جہل پیچھے سے آیا اور آپ پر مٹی ڈال کر لوگوں سے کہنے لگا! اے لوگو یہ تمہیں دھوکہ دے کر تمہارے معبودات اور عزیٰ کی عبادت تم سے چھڑوانا چاہتا ہے۔

امام بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر میں مذکر بن غیب العامری سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں میں نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو فرما رہے ہیں۔

يا ايها الناس قولوا لا اله الا الله تفلحوا۔

بس پھر کیا ہوا ومنہم من تفل في وجهه کسی نے حضور ﷺ کے چہرہ انور پر تھوکرنا شروع کر دیا ومنہم من حشا عليه التراب کسی نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر مٹی ڈالنی شروع کر دی ومنہم من سبه کوئی گالیاں دینے لگا حتیٰ ان تصف النهار۔ یہاں تک کہ اس سلوک میں دوپہر ہو گئی (وہ جرم کرتے رہے آپ کرم کرتے رہے، وہ خطائیں کرتے رہے آپ عطا کیں کرتے رہے وہ گالیاں دیتے رہے آپ دعائیں کرتے رہے)

واقبلت جارية بعس من ماء۔

ایک بچی آئی پانی کا پیالہ لے کر فغسل وجہہ ویدیہ آپ نے اس سے چہرہ مبارک دھویا اور اس بچی کو فرمایا۔

يا بنیة لا تخشی علی ابیک غلبة ولا ذلة۔

اے میری پیاری بیٹی! اپنے باپ کے ساتھ کافروں کا یہ سلوک دیکھ کر غم نہ (اس بات کا) کہ کافر غالب آجائیں گے وقلت من هذه میں نے پوچھا بچی کون ہے قالوا زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں نے بتایا کہ یہ اسی نبی کی بیٹی زینب ہے۔ (اللہ اکبر کبیرا)۔

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد والہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

نعت شریف نمبر (۱۵) ”خ“

- (۱) طوبیٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
(۲) مولیٰ گلبنِ رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول
(۳) شاخِ قامتِ شہ میں زلف و چشم و رخسار و لب میں
(۴) اپنے ان باغوں کا صدقہ وہ رحمت کا پانی دے
(۵) یادِ رخ میں آہیں کر کے بن میں رویا آئی بہار
(۶) ظاہر و باطن اول و آخر زیب فروع و زین اصول
(۷) آلِ احمد خد بیدی یا سید حمزہ کن مد دی !!
ماگوں نعت نبی لکھنے کو روح قدس سے ایسی شاخ
صدیق و فاروق و عثمان و حیدر ہر ایک اس کی شاخ
سنبلِ زرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ
جس سے نخلِ دل میں ہو پیدا پیارے تیری ولا کی شاخ
جھو میں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ
باغ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ
وقتِ خزانِ عمرِ رضا ہو برگِ ہدیٰ سے نہ عاری شاخ

مشکل الفاظ کے معانی:

* طوبیٰ - جنتی درخت جو کئی طرح کے پھل اور خوشبودیتا ہے * نازک - نفیس * روح قدس - جبریل امین * گلبن - گلاب کا پودا * زہراء - حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا * سبطین - حسین کریمین رضی اللہ عنہما * قامت - قدانور * شہ - بادشاہ * رخسار - گال * لب - ہونٹ * سنبل - خوشبودار گھاس * زرگس - آنکھ کی شکل کا خوبصورت پھول * گل - پھول * پنکھڑیاں - پھول کی پتیاں * باغوں - باغ کی جمع * نخلِ دل - دل کا پودا، کھجور کا درخت * ولا - محبت * رخ - چہرہ * آہیں - سسکیاں * بن - جنگل * بہار - پھولوں کا موسم * نسیمیں - نسیم کی جمع، صبح کی بھینی بھینی ہوا * نیساں - بارش * چٹکیں - کھلیں * مہکی - خوشبودی * ظاہر - عیاں * باطن - پوشیدہ * اول - پہلا * آخر - آخری * زیب - خوبصورتی، سجاوٹ * فروع جمع فرع کی - ٹہنی، شاخ * اصول - جمع اصل کی بمعنی جڑ، بنیاد * ال احمد - مارہرہ شریف (انڈیا) کے ایک عظیم بزرگ، اعلیٰ حضرت کے مشائخ میں سے * خذیدی - میرا ہاتھ پکڑیے، مدد فرمائیے * حمزہ - مشائخ میں سے ایک بزرگ * کن مددی - میری مدد کیجئے * خزاں - پت جھڑکا موسم * برگ - پتہ * ہدیٰ - ہدایت * عاری - برہنہ، نکلی

(۱) حضرت جبریل امین علیہ السلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ جنت کے خوشبودار درخت کی سیدھی، اونچی اور نہایت ہی نفیس ترین شاخ عطا فرمائیں تاکہ اس کی قلم بن کر خدا اور خدائی کے محبوب کی اس سے نعت لکھوں اور تاکہ اس قلم کی نزاکتوں کے ذریعے نعت شریف کی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر نعت لکھنے کا حق ادا کیا جاسکے

والضحیٰ رُخ کا اندھیروں میں اُجالا چاہیے بحرِ غم میں ڈوبتوں کو کملی والا چاہیے

جو مجھے اک پل میں لے جائے در محبوب تک
میں نے کب مانگے ہیں کھانے خلد کے جنت کے پھل
خود بڑھے گی رحمت حق بخشوانے کے لیے
جو یزیدوں سے بچا لے حرمت اسلام کو
کر سکو گے کس طرح ان سے صحابہ کو جدا
حجر اسود خوب ہے خوروں کے خالوں کے لیے
کون کر سکتا ہے نعت مصطفیٰ کا حق ادا

(۲) حضور علیہ السلام رحمت الہی کے سرخ گلاب کا اگر پودا ہیں تو فاطمہ الزہرا اس رحمت کے پودے کی کٹی اور حسن و حسین اس کے پھول ہیں جب کہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس کی شاخیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں نعت نبی کے علاوہ عظمت اہل بیت اور خلفاء راشدین کی شان کا ایک نہایت ہی حسین گلدستہ تیار کر دیا ہے ایک عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی میں اس مفہوم کو یوں ادا فرمایا ہے۔

صدیق عکس حسن و جمال محمد است فاروق ظل جاہ و جلال محمد است
عثمان ضیائے شمع کمال محمد است حیدر بہار باغ خصال محمد است
اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین ایمان ما محبت اہل محمد است

(صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم اجمعین)

(۳) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے قد انور اور جسم منور میں زلف معطر سنبل کی طرح خوشبودار ہے جس سے دل و جاں معطر ہیں، سرگئیں آنکھیں نرگس کے پھول ہیں جن کو جتنا زیادہ دیکھیں طلب بڑھتی جاتی ہے اور جی بھرنے کا نام نہیں لیتا، رخسار مبارک پھول ہیں جن کے نظارے سے آنکھوں کا نور بڑھ جاتا ہے، اور لبہائے شیریں بیان پھول کی پنکھڑیاں ہیں جو حرکت کرتے ہیں تو گویا جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جن سے جنتی ہوائیں چل کر دل کو سرور آنکھوں کو نور، جان کو آسودگی اور روح کی بالیدگی عطا کرتی ہیں۔ سبحان اللہ

کون کر سکتا ہے نعت مصطفیٰ کا حق ادا پھر بھی کچھ انداز تو صائم نرالا چاہیے

(۴) اے میرے رحمت والے آقا! اپنے ان حسین باغوں کے طفیل رحمت کا ایسا پانی عطا فرمائیں جس سے میرے دل کے سوکھے ہوئے درخت میں بھی آپ کی بابرکت محبت کی شاخ پیدا ہو۔

حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام میں بھی یہی بڑپ تھی کہ جمال یار ہر وقت نگاہوں کے سامنے رہے ذرا جدائی ہو جاتی تو ان کے چہروں سے پتہ چل جاتا کہ فراق یار میں یہ حالت ہو گئی ہے، یہی سبب حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی بیماری کا بنا اور اسی وجہ سے ان کو ان کے آقا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت ربیعہ کو جب حضور علیہ السلام نے کھلی چھٹی دی کہ مانگ کیا مانگتا ہے انہوں نے بھی جنت میں حضور کا قرب ہی مانگا۔ اور صحابہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے حضور علیہ السلام کی زبان سے یہ

سنا کہ المرء مع من احب کہ بندہ قیامت کو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو دنیا میں محبت ہوگی تو اسلام لانے کے بعد ہم اس سے زیادہ کبھی خوش نہ ہوئے کیونکہ ہمیں حضور ﷺ سے محبت ہے تو گارنٹی مل گئی کہ ہم جنت میں بھی حضور کے ساتھ ہی ہوں گے۔ (مُتَّفِقٌ عَلَیْہِہِمْ)

توڑ دے ساتھی توڑ پچکسن انگلیاں پھڑکے جنت ولسن
نال نبی دے سیر کرلسن جنت دے گلزاراں دا

بن یار نبی دیاں یاراں دا

(۵) (اس شعر میں اعلیٰ حضرت اپنی دینی خدمات کو تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان فرماتے ہیں)

یا رسول اللہ! آپ کے رخِ زیبا کو یاد کرانے میں اس قدر تڑپا اور رویا کہ رحمت الہی کو میرے اوپر ترس آ گیا اور جنگل میں منگل لگ گیا، باد نسیم مست ہو کر چلنے لگی، کلیاں کھل کر پھول بننے لگیں اور ہر شاخ مہکنے لگی۔

یعنی آپ کے رخِ وانحیٰ کی برکت سے چونکہ میری محنت کا مقصد صرف آپ کی رضا اور آپ کے دین کا تحفظ تھا اس لیے میری سعی قبول ہو گئی اور آپ کے روشن چہرے کی برکت سے آج جہاں احمد رضا کا نام آپ کے اور آپ کے دین کے دشمنوں کے سینوں میں تیر بن کر لگتا ہے وہاں اہل محبت کی دنیا میں سند کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

اعظم میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات نام اپنا ان کے ذکر سے چمکا رہا ہوں میں
(۶) اے میرے پیارے نبی! ہمارا سب کچھ آپ ہی ہیں آپ ہی ظاہر و باطن ہیں آپ ہی اول و آخر ہیں، شاخوں کی زینت بھی آپ ہیں اور تنوں کا حسن بھی آپ ہیں الغرض کلی پھول، پتی، شاخ، جڑ آپ ہی کی ذات ہے۔

مینڈا دین وی توں تے ایمان وی توں مینڈا جسم دی توں مینڈی جان وی توں

مینڈی حج نمازاں فرض فریضے مینڈا مصحف تے قرآن دی توں

شیخ سعدی فرماتے ہیں

تو اصل وجود آمدی از نخست دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

مدارج النبوة میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ہوا الاول والاخر والظاهر والباطن کی یہی تفسیر فرمائی ہے کہ ان ساری صفات سے حضور کی ذات اقدس مراد لی جاسکتی ہے کسی نے کیا خوب فرمایا

حقیقت محمد دی پاپا کوئی نہیں سکدا اتھاں چپ دی جاہے الا کوئی نہیں سکدا

(۷) اے میرے آقا نعمت حضرت اچھے میاں! مجھے سہارا دیجئے اور اے میرے محسن و مربی حضرت حمزہ میری مدد کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ دم واپس میری زندگی کی شاخ ہدایت کے پتوں سے خالی ہو جائے۔

حضرت اچھے میاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مشائخ میں سے ہیں ان کی عظمت و شان کے لیے ایک واقعہ کافی ہے کہ مولانا عبدالحق بدایونی فرماتے ہیں ”میرے دل میں مرشد کامل کی بیعت کا خیال پیدا ہوا تو میں نے رات کو خواب میں حضور علیہ السلام کی پکھری لگی دیکھی جس میں غوث اعظم، بابا فرید الدین شکر گنج اور دیگر اولیائے کرام کے ساتھ حضرت آل احمد اچھے میاں بھی حاضر ہیں چنانچہ حضور علیہ السلام کی اجازت سے حضرت غوث پاک نے میرا ہاتھ پکڑا اور حضرت اچھے میاں کے ہاتھ میں دے دیا۔“

میں صبح اٹھ کر سیدھا مارہرہ شریف گیا اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا (تذکرہ علماء ہند۔ ملخصاً)

کتنی عنایتیں ہیں خدائے غفور کی
گردن میں طوق ان کی غلامی کا ڈال کر
محشر کی فکر ہے نہ غم ہے حساب کا
پامال کر دیں پاؤں تلے روند روند کر
ہاتف نے ایک بات کہی مجھ سے راز کی
صابر گدا ہے قاطمہ زہرا کے لال کا
چوکھٹ لگی ہے ہاتھ میرے آنحضور کی
کرنے چلا ہوں پار بلندی میں طور کی
لے کر چلا ہوں ساتھ میں نبلت حضور کی
آقا نہیں ہے مجھ کو ضرورت شعور کی
ہیں ابتدا یہی تو نہایت ہیں نور کی
ہو گی ضرور اس پہ کریمی حضور کی

-----***-----

نعت شریف نمبر (۱۶) ”دال“

- (۱) زہے عزت و اعلائے محمد ﷺ کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد
 (۲) مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا ملک خادمان سرائے محمد
 (۳) خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد
 (۴) عجب کید اگر رحم فرمائے ہم پر خدائے محمد برائے محمد
 (۵) محمد برائے جناب الہی جناب الہی برائے محمد

مشکل الفاظ کے معانی :

* زہے - کلمہ تحسین، بہت خوب، واہ واہ * اعلاء - رفعت و بلندی * زیر پائے - پاؤں کے نیچے * مکاں - جائے قیام، گھر * فلک - آسمان * فرش - بیٹھنے کی جگہ * ملک - فرشتہ * خادماں - خادم کی جمع، نوکر چاکر * رضا - خوشنودی * دو عالم - دونوں جہان * عجب - تعجب، حیرانگی * برائے - واسطے، وسیلے سے * جناب - بارگاہ

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) سبحان اللہ! واہ واہ، کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کتنا بلند رتبہ عطا فرمایا ہے کہ عرش معلیٰ اپنی تمام بلندیوں کے باوجود حضور علیہ السلام کے پاؤں کے نیچے ہے اور سرکار کے قدمِ ممینیت لزوم کے بوسے لے کر فخر محسوس کر رہا ہے۔
 عرش کو عرش کہا ہی اس لیے گیا ہے کہ وہ ساری مخلوق سے اوپر اور بلند ہے تو جب حضور ﷺ کے قدم اس سے بھی بلند ہو گئے اور عرش نیچے رہ گیا تو اب اس کو اس معنی میں عرش کہلانے کا کیا حق ہے کہ کہے میں بلند ہوں اس لیے عرش ہوں اب تو اس کی فضیلت اضافی رہ گئی حقیقی بلندی والی فضیلت سرکار کے قدموں کو مل گئی۔ اس لیے جو بعض روایات میں آتا ہے اول ما خلق اللہ العرش۔ اللہ نے سب سے پہلے عرش کو پیدا فرمایا تو اول ما خلق اللہ نوری والی حدیث کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے لیے علماء نے فرمایا کہ یہاں عرش سے مراد بھی حضور ہی کی ذات ہے۔

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو (معراج جسمانی میں) دراصل دس معراجیں ہوئیں۔

سبعة فی السموات والثامن الی سدرۃ المنتہی و التاسع الی المستوی
 والعاشر الی العرش۔ (افضل القرئی شرح ام القرئی)

سات معراجیں سات آسمانوں میں آٹھویں سدرۃ المنتہی تک نویں مستوی تک اور دسویں عرش معلیٰ تک۔

سیالکوٹ میں کسی جلسے کی صدارت علامہ اقبال فرما رہے تھے کہ کسی نعت خواں نے اعلیٰ حضرت کی یہ نعت پڑھی تو اقبال نے وجد میں آکر فی البدیہہ دو شعر پڑھے اور کہا عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی اس نعت میں میرا حصہ بھی ڈال دو وہ شعر یہ ہیں

تعب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ، بنائے خدا اور بسائے محمد
تماشا تو دیکھو کہ نار جہنم، لگائے خدا اور بجھائے محمد

سبحان اللہ کیا اچھا ذوق ہے وفی ذلک فلیثنا فس المتنافسون۔ (القرآن)

ایسے ہی کاموں میں اہل ایمان کو ایک دوسرے پہ سبقت کرنی چاہیے۔

کے کی وادیوں میں خیر الانام آئے تارکیوں میں بن کے ماہ تمام آئے
آداب مجلسی کو دیکھو کچھ اس طرح سے جبریل بھی جو آئے با احترام آئے
محبوب کو جو اپنے قوسین تک بلایا کیا کیا بصیرتوں کے روشن مقام آئے
یہ دن سعادتوں کے اللہ نے دکھائے اللہ کی رحمتوں کے گردش میں جام آئے
بھر بھر کے جھولیوں میں گلہائے نعت اختر ہدیہ عقیدتوں کا لے کر غلام آئے

(۲) جن کا ٹھہرنا عرش پہ ہے اور رہنا فرش پہ ہے (اور گزرتا آسمانوں سے) جب کہ فرشتے آپ کے در دولت کے نوکر چاکر ہیں۔ پیچھے حوالہ گزر چکا کہ اللہ تعالیٰ نے سید الملائکہ جبریل امین کو خصوصاً حضور علیہ السلام کی خدمت خاص کے لیے پیدا فرمایا ہے اور اس خدمت کے مختلف انداز ہیں۔

جب ابو جہل نے حضور علیہ السلام کو پتھر سے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی تو جبریل امین چیتے کی شکل میں ظاہر ہوئے ابو جہل ایسا مبہوت ہوا کہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا اور ابو جہل بھاگ گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

ذلک جبریل لودنی منی لاخذہ۔

وہ جبریل تھے اگر ابو جہل میرے قریب آتا تو پکڑا جاتا۔ (جواہر البحار ص ۷۷) وحی لے کر آتے تو صرف جبریل آتے تھے یہ جو صبح و شام ستر ستر ہزار آتے ہیں، وہ جو مدینہ کے راستوں پر کھڑے ہو کر طاعون و دجال سے مدینہ کی حفاظت کا پہرہ دے رہے ہیں یہ جو غزوہ بدر میں ہزاروں اتر رہے ہیں، یہ جو غزوہ خندق میں جنو دالم توڑھا (الاحزاب) کا لشکر آیا جو فرشتے بشارتیں و خوشخبریاں لے کر آتے۔ ایک دن آپ نے فرمایا یہ فرشتہ اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا یہ صرف مجھے بتانے آیا ہے کہ

الحسن و الحسنین سیدا شباب اہل الجنة۔ (ترمذی)

کہ حسن و حسین جتنی جوانوں کے سردار ہیں (ﷺ)

سفر طائف میں ملک الجبال کا آنا اور اپنی خدمات پیش کرنا (پیچھے بخاری شریف کے حوالے سے گزر چکا) امت کا درود و سلام پیش کرنے والے (مشکوۃ) اگر پھر بھی کوئی فرشتوں کو خادمان سرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماننے کے لیے تیار نہیں تو اس کی قسمت جب سید الملائکہ کی تخلیق ہی خدمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے تو اس کے ماتحت بھی تو اس کھاتے میں آئیں گے۔

دیہہ چن تارے سجدے کر دے قدماں اٹھے متھا دھر دے
حورو ملائک اس دے نہیں بردے صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) دونوں جہان خدا کی مرضی کے طلب گار ہیں اور خدا اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔
اس لیے کبھی قبلہ تبدیل فرما رہا ہے تو ضہا تا کہ حبیب راضی ہو جائے کبھی فرماتا ہے۔

ولسوف يعطيك ربك فترضى (الضحیٰ)

تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آقا میں دیکھتی ہوں۔

ان ربك يسارع الی هوالك۔ (اوکما قالت رضی اللہ عنہا)

آپ کا رب تو آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے (بخاری)

دیکھو! محبوباں دی مرضی سے قبلے بدلانے چاندے نہیں

(۴) اس میں تعجب کرنے کی کیا بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے ہی ہم پر رحم و کرم فرمانے والا ہے (دنیا و آخرت میں) احیاء العلوم جلد ۴ کے علاوہ بھی کئی کتب میں یہ حدیث موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ میری امت کے بارے میں بات کی اور فرمایا کہ میں ستر ہزار کو بلا حساب بخش دوں گا۔ میں نے عرض کیا! اے اللہ زیادہ فرما۔ فرمایا اچھا ان ستر ہزار میں سے ایک ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار بلا حساب بخش دوں گا۔

(۵) (پنجابی میں کہتے ہیں ”سو تھہرستہ تے سرے تے گنڈھ یعنی قصہ مختصر، نتیجہ اور نچوڑ یا خلاصہ کلام یہ ہے) کہ حضور اللہ کے لیے ہیں اور اللہ حضور کے لیے ہے۔ تسمیہ الریاض میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق (بندوں) کے دلوں پر نظر فرمائی تو حضور علیہ السلام کے دل کو سب سے افضل پایا فاصطفاه لنفسه۔ پس ان کو اپنے لیے چن لیا۔

محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے
اس شان کا مرسل تو کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے
واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے

(۶) بسنی عطر محبوبی کبریاء سے
عبائے محمد قبائے محمد

(۷) بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد

(۸) دم نزع جاری ہو میری زباں پر
محمد محمد خدائے محمد

(۹) عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد

(۱۰) میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آن خدا وہ خدائے محمد

مشکل الفاظ کے معانی:

* بسی۔ رچ بس گئی * عطر۔ خوشبو * محبوبی کبریاء۔ خدا کا محبوب ہونا * عبا۔ جبہ * قبا۔ شاہانہ لباس * بہم۔ آپس میں * عہد۔ وعدہ، قول و قرار * باندھنا۔ پکا کرنا * وصل۔ ملنا * ابد۔ ہمیشہ * رضا۔ خوشنودی * دم نزع۔ بوقت موت * جاری ہو۔ نکلے * عصائے کلیم۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک (ڈنڈا) جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے * اژدھا۔ بہت بڑا سانپ * غضب۔ قہر، غصہ * گروں۔ گرے ہوئے پریشان حال * سہارا۔ آسرا * میں قربان۔ میں شہرہ ہو جاؤں، واری جاؤں * نسبت۔ تعلق * آن۔ عزت

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس فقیرانہ تھا یا شاہانہ بہر حال خدا کی محبت کی خوشبو میں بسا ہوا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کو صرف آپ سے ہی نہیں بلکہ آپ کی وجہ سے آپ سے تعلق رکھنے والی ہر شے سے محبت تھی تبھی تو شہر مکہ کی، زیتون و انجیر کی، آپ کی زندگی و قول کی آپ کے چہرہ و زلف کی قسم قرآن پاک میں یاد فرمائی ہے۔

وَالْبَلَدُ ہے تیرے مکاں کی قسم لَعْمُرُكَ ہے تیری جاں کی قسم
والعصر ہے تیرے زماں کی قسم تیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا
اعلیٰ حضرت ایک جگہ فرماتے ہیں۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم
(۷) رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ نے آپس میں ایسا پکا قول و قرار کیا ہوا ہے کہ اس کا ہر کام اس کی مرضی سے اور اس کا ہر کام اس کی مرضی سے۔ مندرجہ ذیل آیات مبارکہ اس مفہوم کی تصدیق کے لیے کافی ہیں۔

واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ۔ اللہ اور اس کا رسول حق دار ہے کہ اس کو راضی کیا جائے۔

ان الذین یرایعونک انما یرایعون اللہ۔ حضور کی بیعت خدا کی بیعت۔
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ حضور کی اطاعت خدا کی اطاعت۔

وما رمیت اذا رمت ولكن اللہ رمی۔ حضور کا عمل خدا کا عمل۔
ید اللہ فوق ابدیہم۔ حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔

استجیوا للہ وللرسول اذا دعاکم۔ حضور کا بلانا خدا کا بلانا۔

قرآن مجید میں ان کے علاوہ بھی بے شمار آیات مبارکہ ہیں علاوہ ازیں حدیث کا ایک انبار بھی اس شعر کے معنی و مفہوم کی تائید میں موجود ہے ان میں سے بعض میں نے اپنے رسالے ”توحید و شرک کا صحیح معنی و مفہوم“ میں ذکر کی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے۔
خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا جسے ہونا نہ آتا ہو تمہارا یا رسول اللہ

(۸) اے اللہ میری اس دعا کو قبول کر لے کہ جب میری موت کا وقت آئے تو میری زبان پہ تیرا نام بھی ہو اور تیرے محبوب کا نام بھی ہوتا کہ اس حدیث کے مطابق جاؤں جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنة۔

اس سے پورا کلمہ بمعہ محمد رسول اللہ مراد ہے کیونکہ خالی لا الہ الا اللہ سے تو بندہ مسلمان بھی نہیں ہو سکتا جنتی کیا ہوگا۔ جیسے کہا جاتا ہے ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے تو اس سے صرف بسم اللہ کے دو لفظ مراد نہیں ہے بلکہ پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم مراد ہے۔

جب دم واپس ہو یا اللہ لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

(آمین بجاہ النبی الکریم الامین)

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ڈنڈا مبارک دیگر کمالات کے علاوہ یہ کمال بھی رکھتا تھا کہ جب فرعون نے جادو گروں کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے بلایا تو انہوں نے جادو کے ذریعے رسیوں کو سانپ بنا کے دکھا دیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ڈنڈا پھینکا تو وہ غضبناک قسم کا اڑدھا بن کر سارے سانپوں کو نگل گیا۔ ہمارے آقا کو جو اللہ نے عصائے رحمت عطا فرمایا ہے وہ دشمنوں کی سرکوبی بھی کرتا ہے اور مظلوموں کی مدد بھی، بے سہاروں کا سہارہ، بے آسروں کا آسرا، گرتوں کو اٹھانے والا، روتوں کو ہنسانے والا اور سوتوں کو خواب غفلت سے جگانے والا ہے۔

عصائے موسیٰ:

موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے کمالات اور وہ کس انداز کا اڑدھا بنا اس کی تفصیل تفسیر روح البیان میں دیکھی جاسکتی ہے اس میں سے چند باتیں یہ ہیں کہ آپ سونے کے وقت اس کو سر کے نیچے رکھتے تو تکیہ بن جاتا۔ کنویں میں لڑکاتے تو رسی بن جاتا، قرآن پاک میں ہے یہی عصا آپ نے پتھر یہ مارا تو بارہ چشمے جاری ہو گئے اور دریا پہ مارا تو بارہ خشک راستے (پل) بن گئے اور جب آپ نے فرعون کے دربار میں جادو گروں کے بناوٹی سانپوں کے آگے پھینکا تو اس غضب کا اڑدھا بنا کہ دنیا میں اتنا بڑا کوئی سانپ نہیں ہو سکتا، جسم پہ گھوڑے کی طرح بال بلکہ تیروں کی طرح بال تھے اور اڑدھا بنتے ہی جب اس نے اپنا کھول دیا تو اس کے دونوں جبرؤں کے درمیان کا فاصلہ اسی گز تھا اس نے نیچے والا جبر از مین پر رکھا اور اوپر والا فرعون کے بڑے اونچے محل کے بنیرے پر لے گیا، فرعون خود یہ منظر دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنے لگا اس خوفناک منظر کو دیکھ کر اسی ہزار انسان مر گئے کیونکہ لاکھوں لوگ حکومتی سطح پر بلائے گئے تھے کہ یقین تھا آج (موسیٰ علیہ السلام) کی شکست ہوگی۔ فرعون نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی منت کی، اے موسیٰ! تجھے اس خدا کی قسم جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اس اڑدھا کو پکڑ لے میں تیری ہر بات ماننے کو تیار ہوں، تجھ پر ایمان بھی لاتا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھی تیرے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔

غضب سے ان کے خدا بچائے عتاب باری حجاب میں ہے
موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت بھی یہی عصا کرتا تھا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت خود خدا کرتا ہے واللہ یعصمک من الناس (القرآن) حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عصا کو پتھر پہ مار کے پانی کے چشمے جاری فرماتے اور میرے آقا علیہ السلام اپنی انگلیوں سے پانچ دریا جاری فرمادیئے اور وہ بھی ایسے کہ گویا

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

اگر چہ ڈنڈا مار کر پتھر سے چشمے جاری کرنا پیارے موسیٰ علیہ السلام کا عظیم و عجیب معجزہ ہے مگر کیا انگلیوں سے پانی کے دریا جاری کرنا اس سے زیادہ عجیب نہیں۔

(۱۰) اللہ اور اس کے پیارے محبوب کا آپس میں کیسا پیارا تعلق ہے اس تعلق پر میری جان قربان! دیکھو تو! حضور خدا کی شان ہیں اور اللہ، حضور کا پالنے والا ہے۔

نسبت کی برکت:

یہی توجہ ہے ذکر آدم علیہ السلام و ملائکہ کا ہو تو بجائے رب آدم یا رب الملائکہ کہنے کے واذا قال ربك فرماتا ہے اے محبوب تیرے رب نے فرمایا۔ یا اللہ تو آسمان کا رب زمین کا رب پھر ربوبیت کی نسبت صرف محبوب ہی کی طرف کرنے کا کیا

مطلب فلا وربك مجھے تیرے رب (ہونے) کی قسم۔ وما كان عطاء ربك محظورا۔ تیرے رب کی عطا ختم ہونے والی نہیں۔ شاید اس لیے کہ جب اللہ اپنے آپ کو محبوب کا رب فرماتا ہے تو اس کی ربوبیت بھی ناز کرتی ہوگی اور مخلوق سوچتی ہوگی کہ جب رسول ایسا ہے تو اس کا رب کیسا ہوگا۔

اس پیاری نسبت کے سبب خدا نے قرآن میں بار بار حضور علیہ السلام سے نسبت والی چیزوں (شہر مکہ، زمانہ، انجیر، زیتون) کی قسمیں یاد فرمائیں اور حضور کے جانثار صحابہ آپ کی نسبت والی چیزوں کو حرز جان بناتے آپ کے بالوں، ناخنوں، کپڑوں کو عزیز از جان سمجھتے بلکہ وصیت فرماتے کہ مرنے کے بعد ہماری قبر میں یہ تبرکات رکھے جائیں (دیکھو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت احیاء العلوم ج ۴ میں) ایک صحابی (ابو محذورہ اہل مکہ کے موزن) کو حضور نے پیشانی پر ہاتھ لگایا تو انہوں نے ساری زندگی سر کے اتنے حصے کے بال نہ منڈوائے کہ ان پر حضور کا ہاتھ لگا ہے اور وہ بال اتنے بڑے ہو گئے کہ زمین پر بیٹھ کر کھولتے تو زمین کے ساتھ جا لگتے (شفاء شریف)۔

مسلم شریف میں ہے جس پیالے کو حضور کے ہونٹوں سے نسبت ہو گئی صحابہ اس میں تبرکات پانی پیتے۔ حضور کا پسینہ شیشیوں میں محفوظ کر لیا جاتا کہ شادی کے موقع پر اپنی بیٹی کو لگاؤں گی۔ حضور کے کپڑوں کو دھو کر بیماروں کو پانی پلایا جاتا اور وہ تندرست ہو جاتے۔ (صحابہ و صحابیات کو یہ بریلویوں والے کام کون بناتا رہا ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ) یہ نسبت ہی کی تو برکت ہے کہ سید الملائکہ معراج کی رات سدرہ پہ معذرت کر رہے ہیں اور حضور کے جسم انور کی نسبت والا لباس بلکہ تعلین پاک عرش کے اوپر جا رہی ہے۔

محمد۔ ہیں فضل و کرم کی سند
نہیں ہے محمد کی بخشش کی حد
نہیں ہے نبی کے لیے کوئی سد
کسی کی نہیں جن کی جد جیسی جد
ہے ہمت کسے کہ کرے دل سے رد
محمد پہ ہوں رحمتیں بے عدد
میسر ہے مجھ کو نبی کی مدد
ہوں میں دہر میں گرچہ ہر بد سے بد
نبی کی رہے قلب نقوی پہ مد

سوائے محمد برائے محمد
جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد
بڑھی کس تزک سے دعائے محمد

محمد ہیں محبوب رب صد
محمد کی رحمت ہے کونین پر
محمد کو ہر دور کی ہے خبر
محمد پیغمبر ہیں وہ بے مثل
محمد کی ہے معتبر گفتگو
مرے رب معبود کی سمت سے
نہ ہوں سہل کیوں میری سب مشکلیں
رہے مجھ پہ محبوب حق کی نظر
ہے یہ رب کعبہ سے میری طلب

(۱۱) محمد کا دم خاص بہر خدا ہے
(۱۲) خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
(۱۳) جلو میں اجابت خواہی میں رحمت!

- (۱۴) اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
 (۱۵) اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا دلہن بن کے نکلی دعائے محمد
 (۱۶) رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے کہ ہے رب سلم صدائے محمد

مشکل الفاظ کے معانی:

* دم۔ سانس مراد ہے روح، زندگی یا آپ کا وجود باوجود * خاص۔ خصوصی طور پر * بہر۔ واسطے * سوائے۔ علاوہ
 * محو۔ مصروف و مشغول * لقائے۔ دیدار، ملاقات * جلو۔ سامنے * اجابت۔ قبولیت * خواص۔ خاص خدمت گار
 * تزک۔ شان یا ترتیب * ناز۔ فخر، انداز محبوبانہ * سہرا۔ جو شادی کے موقع پر دولہا کے سر پہ سجایا جاتا ہے * عنایت۔ لطف و
 کرم * پل۔ پلصراط جو جہنم پر بنایا گیا ہے جس کو عبور کر کے اہل ایمان جنت میں جائیں گے * وجد۔ خوشی سے جھومنا * رب سلم۔
 اے اللہ (میری امت کی جہنم سے) حفاظت فرما * صدائے۔ آواز، اللہ کی بارگاہ میں حضور کی دعا (صدائے محمد)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز اپنے محبوب کے لیے پیدا فرمائی (جیسا کہ ابن عساکر کی روایت حدیث قدسی میں ہے۔
 لو لاک لما خلقت الا فلاح)

اور اپنے محبوب کی جان صرف اپنے لیے بنائی (بیہقی اور مطالع المسرات میں بھی اس مضمون کی احادیث موجود ہیں)
 (۱۲) جن آنکھوں نے اللہ کے حبیب کا دیدار کیا اللہ تعالیٰ ان آنکھوں کو اس قدر پیار سے دیکھتا ہے کہ ان آنکھوں والوں کو تمام
 امت پر فضیلت عطا کر دی اور اس کے محبوب نے فرمایا ان آنکھوں والے جسموں پر اللہ نے دوزخ کی آگ کو حرام فرمادیا بلکہ ایک
 حدیث میں فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا (طبرانی و حاکم)
 صحابہ وہ جن کی ہر صبح عید ہوتی تھی نبی کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

(۱۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا اس شان سے قبولیت کی طرف روانہ ہوتی کہ قبولیت نے اس دعا کی سواری کی لگام تھام
 رکھی تھی اور خاص خدمتگار سواری کے ارد گرد بڑی ترتیب سے چل رہے تھے۔

(۱۴) اور جب یہ سواری خراماں خراماں چلتی ہوئی دروازہ قبولیت پہنچی تو قبولیت نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور دعا کو گلے
 سے لگالیا۔

جن جن خوش نصیبوں کے لیے حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی اگر ان کے حالات کو پڑھا جائے تو اعلیٰ حضرت کے اس شعر
 میں ذرہ برابر بھی مبالغہ نظر نہ آئے گا۔ سینکڑوں واقعات جن کا تعلق قبولیت دعائے محبوب علیہ السلام کے ساتھ ہیں ان میں سے
 صرف ایک کا خلاصہ لکھا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دعا کی درخواست کی تو آپ نے ان کے لیے مال و اولاد میں برکت کی دعا فرمائی ایک
 روایت میں عمر میں برکت کی دعا کا بھی ذکر ہے حضرت انس فرماتے ہیں دوسروں کے باغ سال میں ایک مرتبہ پھل دیتے تھے اور
 میرے کھجوروں کے باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتے اور سو سے زیادہ پوتے دوہتے انہوں نے اپنی زندگی میں دیکھے جب کہ ایک کم

سو برس کی عمر انہوں نے پائی اور فرماتے ہیں میرے لیے حضور علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی کہ یا اللہ انس کو جنت میں میرا ساتھی بنا، انس فرماتے ہیں کہ مجھے پورا یقین ہے (جب دنیا کی تینوں دعائیں قبول ہوئی ہیں تو آخرت کی بطریق اولیٰ) ضرور قبول ہوگی۔

(۱۵) سرکار کی دعا نے قبولیت کا سہرا سر پہ سجایا، عنایات الہیہ کا جوڑا زیب تن فرمایا، گویا دعا نے دلہن کا روپ اپنایا اور پھر اس دعا کا جب نتیجہ سامنے آیا تو دونوں جہانوں نے اپنے آپ کو حیرت کے سمندر میں گم پایا، اور یہ مسئلہ ہمیں حدیث قدسی نے سمجھایا، جس کو امام بخاری نے روایت فرمایا۔

ولئن سألنی لا عطینہ۔

اگر میرا بندہ مجھ سے دعا کرے تو میں اس کو ضرور ضرور عطا فرماتا ہوں (چاہے اپنے لیے کرے یا کسی کے لیے) جب خالی بندے کی دعا کا یہ اثر ہے تو بندہ نواز کی دعا کا وہ اثر کیوں نہ ہو جو اگلے شعر میں اعلیٰ حضرت نے بیان فرمایا ہے۔

رحمت میرے حضور دی و اجاں پکی ماردی آجا گنہ گارا میں تینوں بچا لواں

(۱۶) اے گدائے درمستی احمد رضا! اب پل صراط سے مستی میں جھومتے ہوئے گزر جاؤ، خطرہ ٹل گیا ہے (کیونکہ بوقت پیدائش امت کے لیے دعا کرنے والا آقا، غاروں میں جا کر رو رو کے امت کے لیے دعا کرنے والا آقا، عرش معلیٰ کی بلندیوں پہ جا کر امت کو نہ بھولنے والا آقا، اور پتھر کھا کھا کر طائف کے بازاروں میں لہو لہان ہو کر بھی امت کو نہ بھلانے والا آقا بھلا آج امت کی بخشش کی فکر کیوں نہ فرمائے گا) ذرا دیکھ تو تیرا نبی اپنے گورے گورے نورانی ہاتھ اٹھا کر تیرے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کر رہا ہے۔

الصلوة والسلام عليك يا سیدی یا رسول اللہ

الصلوة والسلام عليك يا سیدی یا حبیب اللہ

جزی اللہ عنا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما ہوا اہلہ

مسلماناں تو دیکھ لے نبی تیرا تیرے واسطے غاراں وچ روندنا رہیا
رو رو کے اپنے آنسو اتھیں دفتر تیرے گناہواں دے دھوندا رہیا
کدی اکیا ناں کدی تھکناں راتاں وچہ قیام کھلوندا رہیا
اج اوسے تائیں توں بھل بیٹھوں ساری عمر جیہڑا تینوں بھلیا ناں

اے اللہ ہمیں اپنے محبوب کے ان احسانات کا ان کی ذات والا صفات پر کثرت کے ساتھ درود و سلام پڑھ کر شکر یہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین ثم آمین بحرمة سید الانبیاء والمرسلین الذی اسمہ طہ و

یسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وازواجه وذریاتہ اجمعین .

-----* * *-----

نعت شریف نمبر (۱۷) ”را“

- (۱) اے شافع ام شہ ذی جاہ لے خبر اللہ لے خبر مری اللہ لے خبر
(۲) دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا میں ڈوبا تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر
(۳) منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر
(۴) پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا ان کی جو تھک کے بیٹھے سر راہ لے خبر
(۵) جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

مشکل الفاظ کے معانی:

* شافع - سفارش کرنے والا یعنی شفیع امت حضور ﷺ مراد ہیں * ام - امت کی جمع * شہ - بادشاہ * ذیشان - شان و مرتبے والا * اللہ - اللہ کے لیے * جوش - طغیانی * ناؤ - کشتی * ناخدا - کشتی چلانے والا، ملاح * منزل - ٹھکانہ مراد راستہ ہے * کڑی - سخت * نابلد - ناواقف * شہا - بادشاہ، مالک * سر راہ - راستے پر * درندہ - پھاڑنے والا، گوشت کھانے والا جانور * بے یار - جس کا کوئی مددگار نہ ہو * شب قریب - رات قریب ہے * چار سمت - چاروں طرف * بدخواہ - دشمن۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) اے امتوں کے شفاعت کرنے والے اور عظمت والے آقا! خدا را میری خبر لیجئے، اللہ کے لیے میری مدد فرمائیے کیونکہ میں آپ کی مدد کا سخت محتاج ہوں۔
(۲) دریا طغیانی پر ہے، کشتی ہے نہ کوئی ملاح، میں آپ کا غلام ہو کر (گناہوں کے سمندر میں) ڈوب رہا ہوں اے میرے آقا! آپ کہاں ہیں، میری خبر گیری فرمائیں۔
(۳) سفر بہت دشوار گزار ہے، منزل دور ہے، رات اندھیری ہے میں اکیلا اور راستے سے ناواقف ہوں، اے راستے کے خضر (رہنما محبوب خدا) اتنے مصائب میں گھرا ہوا ہوں، میری دستگیری فرمائیے۔
منزل سے مراد قبر ہے جس کا نام سن کر جو زیادہ اللہ کا پیارا ہے وہ زیادہ دہشت زدہ ہو جاتا ہے اور اس مقام پر حضور ہی کی دستگیری کام آئے گی اور آقا کے غلام کو ہی کہا جائے گا نم کنوۃ العروس - سو جا جیسے دلہن سوتی ہے۔

- (۴) اے میرے آقا! جو نیک و پرہیزگار تھے وہ تو اپنے ٹھکانوں پر پہنچ چکے ہیں ہم جیسے گنہگار ابھی دنیا کا سفر طے کر رہے ہیں اور تھک ہار کر راستے میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور آپ کی امداد کے منتظر ہیں، مدد فرمائیے اور ہمیں منزل مقصود تک پہنچائیے۔
- (۵) زندگی کے جنگل میں خوفناک و خطرناک درندے ہمارے ایمان کی ناک میں حملے کے لیے تیار بیٹھے ہیں اور موت سر پر کھڑی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اجل آنے تک ہمارا ایمان ضائع ہو جائے کیونکہ دشمن نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر رکھا ہے۔

- (۶) منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس
(۷) وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
(۸) مجرم کو بارگاہ عدالت میں لائے ہیں
(۹) اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
(۱۰) پر خار راہ برہنہ پاتشنہ آب دور
(۱۱) باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
(۱۲) مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضا
- ٹوٹا ہے کوہ غم میں پرکاہ لے خبر
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر
تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر
مولیٰ پڑی ہے آفت جانکاہ لے خبر
کوثر کے شاہ کثرہ اللہ لے خبر
تیرا ہی تو ہے بندہ درگاہ لے خبر

مشکل الفاظ کے معانی:

* نئی۔ ان دیکھی، انجانی * عزیز۔ پیارے، رشتہ دار، خیر خواہ * ناشناس۔ ناواقف، انجانے * کوہ۔ پہاڑ * پرکاہ۔ معمولی، تنکے کے برابر * صورتیں۔ شکلیں * مہیب۔ ڈراؤنی * غمزدہ۔ دکھی، مصیبت کا مارا * آگاہ۔ خبردار * مجرم۔ گنہگار * بارگاہ۔ پکھری، دربار * عدالت۔ انصاف کی جگہ * تکتا۔ دیکھنا * بے کسی۔ لاچاری، بے کسی، مجبوری * راہ۔ راستہ * پر خار۔ کانٹوں سے بھرا * برہنہ۔ ننگا * پاؤں * تشنہ۔ پیاس * آب۔ پانی * جان کاہ۔ جان لیوا۔ کاہ کا ہیدن سے ہے یعنی جان گھٹانے والی مصیبت * کوثر۔ حوض کوثر (جنتی نہر) * کثرہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ اور زیادہ عطا کرے * مانا۔ مانتا ہوں، تسلیم کرتا ہوں * ناکارہ۔ نکما * بندہ درگاہ۔ درباری نوکر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۶) کامل الایمان شخص کو قبر میں جانے سے پہلے ہی وہاں کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے دراصل یہ اس کی کامیابی کی علامت ہے یہی حال اعلیٰ حضرت کا ہے عرض کرتے ہیں (حضور! میں تو بالکل حقیر و لاشی ہوں مجھ کمزور پر غموں کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے ہیں، پھر راستے سے ناواقف، وہاں کے لوگ ناواقف، پیاروں سے دور ہوں کوئی ایک مصیبت ہے؟
- (۷) پھر قبر میں نکیرین کی بڑی ڈراؤنی شکلیں اور سوال و جواب کی سختیاں ان کی ڈانٹ ڈپٹ، خدا را اے غمزدوں کے آقا میری مدد کیجئے۔
- (۸) لو دیکھو! اب مجرم کو انصاف کے کٹہرے میں لے جا رہے ہیں اور مجرم بے کسی کے عالم میں میرے شفاعت کرنے والے

آقا! آپ کی راہ دیکھ رہا ہے کہ میرے آقا کب آئیں گے اور مجھے سزا ہونے سے پہلے شفاعت کر کے چھڑا لے جائیں گے۔

(۹) جو نیکو کار ہیں ان کو تو پرواہ نہ ہوگی اور اپنے اعمال صالحہ پہ بھروسہ کر کے بے فکر بیٹھے ہوں گے کہ ان کے تئیں ان نوجبات دلا دیں گے مگر حضور! مجھ تکے کا تو آپ کے بغیر کوئی نہیں خدا را میری خبر گیری فرمائیں۔

(۱۰) راستہ (گناہوں) کانٹوں سے پُر ہے، میں پاؤں (نیک اعمال) سے تنگا ہوں اور ایسا پیاسا ہوں جو پانی سے ہی بہت دور ہے۔

ایک ایسی مصیبت (حساب و کتاب کی) سر پہ کھڑی ہے جو جان کو گھٹا رہی ہے اور آپ کی مدد کے بغیر ٹل نہیں سکتی۔ اے میرے آقا! کرم فرمائیے، مدد کو آئیے۔

(۱۱) پیاس کی وجہ سے زبانیں سوکھ کر باہر لٹک رہی ہیں، سورج اپنی پوری آب و تاب سے ماحول کو گرم کیے ہوئے ہے، اے حوض کوثر کے والی! اللہ آپ کو اور زیادہ عظیمتیں عطا فرمائے، مجھ غریب کی خبر گیری فرمائیے۔

(۱۲) مانتا ہوں بہت نکما و گنہگار ہوں مگر آپ ہی کے دربار کا بے دام نیاز مند و غلام ہوں، کیا آپ کی نگاہ کرم کچھول کے لیے یہ نسبت کافی نہیں؟ خدا را مجھے بچائیے۔

بارگاہ رسالت میں اہل اللہ کا استغاثہ:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کا اور اس انوکھے انداز سے اپنے آقا کی تعریف کرنے کا کوئی نیا طریقہ ایجاد نہیں کیا بلکہ اہل اللہ ہر دور میں اپنے آقا کو پکارتے آئے ہیں اور یہ انداز اپنا کر حضور علیہ السلام کی شفاعت کے مستحق بنتے آئے ہیں۔ چند انداز ملاحظہ ہوں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مِنْ نِيَّاتِ الْوَدَاعِ
مَا دَعَا إِلَهُ دَاعٍ!!

(اہل مدینہ)

وَاحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي
خَلَقْتَ مَبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
وَاجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

يَا رَسُولَ اللَّهِ انْظُرْ حَالَنَا
إِنِّي فِي بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ
يَا حَبِيبَ اللَّهِ اسْمَعْ قَالَنَا
خُذِيْدِي سَهْلَ لَنَا أَشْكَالَنَا

(حضرت غوث اعظم یا مولانا جامی علیہما الرحمۃ)

شہنشاہ ارض و سما بلغ العلی بکمالہ
وصف رخ او والضحی کشف الدجی بجمالہ

قرآن با اخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہ صدقاً یقیناً راسخاً صلوا علیہ وآلہ

(تضمین برکلام سعدی)

جُدِّلی بِجُودٍ وَأَرْضَنی بِرِضَا کَا
لَا یَسِ حَنِیْفَةً فِی الْأَنَامِ سِوَاکَا

(امام ابوحنیفہ)

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلِیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرَى
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْکَ وَلَمْ یَكُنْ

سِوَاکَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
وَمِنْ عُلُومِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ
عَلَى حَبِیبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

(قصیدہ بردہ از امام شرف الدین بو میری)

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِی مَنْ الْوُدُّ بِهِ
فَإِنَّ مِنْ جُودِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتْهَا
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

مِنْ وَجْهِکَ الْمُنِیرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
بِعِزِّ خَدَا بَزرگ تَوَلَّى قَصْدَ مُخْتَصِرِ

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ یَا سَیِّدَ الْبَشَرِ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهُ

-----***-----

نعت شریف نمبر (۱۸)

- (۱) گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر
(۲) رُخ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
(۳) وائے محرومی قسمت کہ پھر اب کی برس
(۴) چمن طیبہ ہے کہ وہ باغ کہ مرغِ سدرہ
(۵) صر صر دشتِ مدینہ کا مگر آیا خیال
(۶) گوشِ شہ کہتے ہیں فریادِ رسی کو ہم ہیں
(۷) پائے شہ پر گرے یارب تپش مہر سے جب
(۸) ہے یہ اُمید رضا کو تری رحمت سے شہا
- رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر
رہ گیا بوسہ وہ نقشِ کفِ پا ہو کر
رہ گیا ہمرہ زوارِ مدینہ ہو کر
برسوں چپکے ہیں جہاں بلبل شیدا ہو کر
رہک گلشن جو بنا غنچہ دل وا ہو کر
وعدہ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہو کر
دل بیتاب اڑے حشر میں پارا ہو کر
نہ ہو زندانی دوزخ ترا بندہ ہو کر

مشکل الفاظ کے معانی:

* سید والا۔ بڑا سردار * عنبر سارا۔ خالص عنبر (سب سے اعلیٰ خوشبو کا نام) * رخ انور۔ نورانی چہرہ * تجلی۔ چمک
* قمر۔ چاند * بوسہ۔ چومنے والا * نقش کف پا۔ پاؤں کے تلوے کا نشان * وائے محرومی۔ ہائے بد نصیبی * اب کی برس۔ اس
سال * ہمراہ۔ ساتھی * زوار (مقدس مقامات کی) زیارت کرنے والا * چمن طیبہ۔ مدینے کا باغ * مرغِ سدرہ۔ سدرہ کا پرندہ
(جبریل امین) * چمکنا۔ خوش الحانی سے بولنا * بلبل شیدا۔ عاشق و فریفتہ بلبل * صر صر۔ گرم تیز نو * دشتِ مدینہ۔ مدینے کا
جنگل * رہک گلشن۔ جس پر باغ بھی حسد کرنے لگے * غنچہ دل۔ دل کی کلی * وا۔ کھلی * گوشِ شہ۔ حضور علیہ السلام کے
کان مبارک * فریادِ رسی۔ فریادی کی مدد کرنا * وعدہ چشم۔ آنکھ کا وعدہ * پائے۔ پاؤں * تپش مہر۔ سورج کی گرمی * دل
بیتاب۔ بے قرار دل * پارہ۔ بے قرار * سیماب۔ پارے کی طرح * اُمید۔ توقع * زندانی۔ قیدی * بندہ۔ نوکر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جن راہوں سے ایک بار گزر گئے وہ راستے قیامت تک کے لیے عنبر خالص سے بھی
زیادہ خوشبودار ہو گئے۔ کئی روایات میں اس حقیقت کا ذکر ہے کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو تلاش کرنا ہوتا تو جس گلی سے خوشبو
آ رہی ہوتی ادھر چل پڑتے تو سامنے حضور تشریف فرما ہوتے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)۔

حضور علیہ السلام کی مثل ہونے کا دعویٰ کرنے والے سوچنے کی زحمت گوارا کریں گے؟ کہ اس طرح کا ایک شیخ القرآن مرا
ہنس پر دہی کا بڑا قیمتی ہزاروں روپے کا عطر چھڑکا گیا لیکن جنازے کے عینی شاہد بتاتے ہیں کہ عجیب قسم کی (گستاخی رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کی) بدبو پاگل کر رہی تھی اور میرے نبی اپنی زلفیں کھول دیں تو سارا مدینہ خوشبو سے مہکنے لگے۔

جس چمن وچہ یار میرے جا کے زلفاں کھولیاں لے چلی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں (۲) میرے آقا کا روشن چہرہ جب چاند نے ایک نظر دیکھا تو ایسا متوالا ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدم کے نشان پر بوسہ سے دینے لگا۔ تبھی تو آپ نے اشارہ فرمایا تو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آگیا اور پوری دنیا میں دیکھا گیا۔

(مسند ابی داؤد طیالسی ص ۳۸ ج ۱)

چاند قدموں پر گرا ان کا اشارہ جو ہوا وہ بھی کیا وقت تھا جب انگلی اٹھائی ہوگی (۳) ہائے افسوس میری قسمت میں کیسا چکر آیا ہے کہ پچھلے سال بھی مدینہ کی حاضری نہ ہو سکی اور اس سال بھی زائرین طیبہ کی رفاقت سے محروم رہا۔

مدینہ کی محبت کے یہ جذبات اہل ایمان اور عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سرمایہء حیات اور جاصل زندگی ہیں۔ مولانا جامی سے لے کر ان سے پہلے اور بعد کے تمام بزرگ مدینہ شریف کی محبت میں تڑپنا اپنے ایمان کی جان اور روح کی غذا سمجھتے آئے ہیں۔

نسیم جانب بٹھا گزر کن زاحوال محمد را خبر کن
جس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا ہے۔

ہوئے دیس محبوباں دے جائیں میرے احوال حضرت نوں سنائیں
مولانا جامی ہی کا شعر ہے بلکہ پوری نعت میں سے ایک شعر ہے اور جو لوگ اس دور میں مدینے کی جدائی میں اعلیٰ حضرت کے اس طرح تڑپنے کو پاگل پن کہتے ہیں وہ ذرا حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ جو ان سب کے متفق علیہ بزرگ ہیں ان کی حالت مدینے کی جدائی کے وقت کیسی ہوتی تھی کہ کبھی محراب نبوی کے پاس جا کر رو رہے ہیں اور کبھی گنبد خضریٰ کو دیکھ کر عرض کر رہے ہیں در مصطفیٰ پہ غریب آگیا ہے۔ اور پھر باب مجید کے پاس بے قراری کے عالم میں یہ نعت لکھی۔

کر کے ثار آپ پہ گھر بار یا رسول اب آپڑا ہوں آپ کے دربار رسول
عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسول
ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبین اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول
(۴) چمن مدینہ اور باغ طیبہ کی کیا عظمت لکھوں کہ سدرۃ المنتہیٰ کا پرندہ (جبریل امین) کئی سال (مسل ۲۳ سال) بلبل شیدا کی طرح باغ مدینہ میں چہکتا رہا۔

تفسیر اتقان میں ہے کہ جبریل امین حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اللہ کے حکم سے چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے (حالانکہ کسی نبی کے پاس تین بار آئے کسی کے پاس پانچ بار کسی کے پاس دس گیارہ بار مگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چوبیس ہزار بار بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر
(مولانا حسن رضا خان)

(۵) پھول تو تیز اور گرم لو سے مرجھا جایا کرتے ہیں لیکن مدینہ طیبہ کی گرم لو کا جب میرے دل میں خیال آیا تو میرے دل کی کلی کھل اٹھی اور ایسی کھلی کہ چاند بھی اس پر رشک کناں ہو گیا۔

مدینہ کی بہاروں سے سکون قلب ملتا ہے اسی کے لالہ زاروں سے سکون قلب ملتا ہے
وہ مکہ ہو، مدینہ ہو کہ شہر قدس کی گلیاں عقیدت کے دیاروں سے سکون قلب ملتا ہے
(۶) گنہگار امتی کے ساتھ میرے آقا کے وجود باجود کے ایک ایک عضو نے خیر خواہی فرمائی ہے چنانچہ آپ کے کان مبارک کا وعدہ ہے کہ ابے سیاہ کار! ہم جو ہیں تیری داد رسی کے لیے، اور چشمان مقدس کا عہد ہے کہ ہم رو رو کر تجھے اللہ سے بخشوانے کے لیے کافی نہیں ہیں؟

جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہو گئے
(۷) اے اللہ! قیامت کی قیامت خیز دھوپ میں جب میرا دل پارے کی طرح بے قرار ہو کر ٹپے تو دعا ہے کہ تیرے محبوب کے قدموں پر گر کر قربان ہو جائے۔ اور اس بہانے حبیب کے قدموں کے بوسے نصیب ہو جائیں۔

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں
(۸) میرے آقا! میں اللہ کی رحمت سے اتنا بھی ناامید نہیں کہ یہ سوچ لوں کہ آپ کے ہوتے ہوئے مجھے جہنم میں قیدی بنا لیا جائے گا بلکہ پوری طرح امیدوار ہوں کہ جس کے سر پر آپ جیسا آقا شفاعت کے لیے کھڑا ہو بھلا وہ دوزخ کا منہ بھی کیوں تکے گا۔
کیونکہ حضور علیہ السلام کا اپنا ہی ارشاد ہے کہ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا ایک بھی امتی دوزخ میں ہوگا۔

هو الحبيب الذي ترجنى شفاعته لكل هول من الاحوال مقتحم

-----***-----

نعت شریف نمبر (۱۹) ”ضاد“

- (۱) نار دوزخ کو چمن کر دے بہارِ عارض ظلمتِ حشر کو دن کر دے نہارِ عارض
(۲) میں تو کیا چیز ہوں خود صاحبِ قرآن کو شہا لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض
(۳) جیسے قرآن ہے ورد اس گلِ محبوبی کا یوں ہی قرآن کا وظیفہ ہے وقارِ عارض
(۴) گرچہ قرآن ہے نہ قرآن کی برابر لیکن کچھ تو ہے جس پہ ہے وہ مدح نگارِ عارض
(۵) طور کیا عرش جلے دیکھ کے وہ جلوۂ گرم آپ عارض ہو مگر آئینہ دارِ عارض

مشکل الفاظ کے معانی:

* بہارِ عارض - رخسار کی رونق * ظلمتِ حشر - قیامت کا اندھیرا * نہار - صبح نور * صاحبِ قرآن - اللہ تعالیٰ جس نے قرآن نازل فرمایا * مصحف - کلام الہی (یہاں چہرہ مصطفیٰ ﷺ مراد ہے) * ورد - وظیفہ * گلِ محبوبی - محبوبیت کا پھول * وقار - عزت * مدح - تعریف * نگار - نقش و نگار * مدح نگارِ عارض - رخسار کی تعریف کرنے والا * جلوۂ گرم - تجلی، عظمت کی بلندی، معراج کی تیز رفتاری * آپ عارض - خود عرض کرے، پیش کرے * آئینہ دار - شیشہ دکھانے کی خدمت پر مامور نوکر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) سرکارِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارِ منور کی چمک اور رونق کی تاب نہ لا کر نارِ جہنم بھی گلزار ہو جائے اور میدانِ محشر کا اندھیرا اجالے میں بدل جائے۔
یادِ عائشہؓ شعر ہے کہ اے اللہ حضور کے حسن و جمال کا صدقہ ہمارے لیے جہنم کی آگ بجھا کر گلزار بنا دے اور محشر کی ظلمت کو نور سے بدل دے۔

جے اوہ جاوے سیر کرن نوں سارا گلشن سیس نو اوے
جے رکھے ہتھ وچ پھلاں دے ہتھ وچ پھلاں رل جاوے
بجلی ڈر دی چمک نہ مارے جے متھے تیوڑی پاوے
توبہ ایذا حسن نبی دا جہدی جھال نہ جھلی جاوے

حدیث شریف میں ہے کہ یوں لگتا جیسے آپ کے چہرے سے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کا ایک شعر ہے۔

لو آئم ذلیخا لوراین جینہ لائرن قطع القلوب علی الید
اگر مصر کی عورتیں میرے حبیب کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کی بجائے دل کاٹ کر رکھ دیتیں۔ مولانا حسن رضا فرماتے ہیں
گلزار جہاں تیرے لیے حق نے بنائے اپنے لیے تیرا گل رخسار بنایا
(۲) اے میرے نور والے آقا! میں کیا ہوں اور میری پسند کس کھاتے میں ہے خود خالق حسن (اللہ تعالیٰ) کو ایک لاکھ چوبیس
ہزار (یا دو لاکھ چوبیس ہزار۔ شرح عقائد نفسی۔ یاکم و بیش) انبیاء کرام اور رسل عظام میں سے سب سے زیادہ آپ ہی کا رخ اقدس
پسند آیا تبھی تو آپ کے رب نے واللہ! فرما کر آپ کے چہرہ اقدس کی قسم یاد فرمائی ہے۔

تیرے بغیر ہو نہ سکی رونق چمن پھولوں کو لاکھ بار سجایا بہار نے
(۳) میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح قرآن مجید کا وظیفہ پڑھا کرتے اس طرح قرآن پاک بھی جا بجا آپ کی
عزت و توقیر کرنے کا حکم دے رہا ہے گویا آپ اس کا وظیفہ پڑھتے ہیں وہ آپ کی شان و عظمت کے ترانے پڑھتا ہے آپ اس کی
تلاوت فرماتے ہیں وہ آپ کے چہرے کی تلاوت کرتا ہے۔ فرق یہ ہے آپ ناطق قرآن ہیں وہ ساکت قرآن ہے۔ وہ کلام الہی
ہے تو آپ جلوہ خدا ہیں وہ نور صفات ہے تو آپ جلوہ ذات ہیں۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ
(۴) تاہم اس کے باوجود بھی آپ کا چہرہ انور نہ قرآن ہے نہ قرآن کے برابر کیونکہ کلام اللہ صفت الہی ہونے کی وجہ سے غیر
مخلوق اور قدیم ہے اور آپ کا رخ انور مخلوق و حادث لیکن کوئی تو بات ہے ناں کہ کلام الہی ہو کر آپ کی تعریف کا وظیفہ پڑھتا ہے۔
کھڑے ہیں حسن والے آپ کے دیدار کی خاطر نہیں گلشن میں گلی کوئی تیرے رخسار کی خاطر
(۵) اے میرے پیارے آقا! بھلا طور آپ کی عظمت کو کہاں پہنچ سکتا ہے آپ کی عظمت کا نظارہ تو عرش معلیٰ نے کیا اور وجد
کرنے لگا اور اپنے آپ کو حضور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے جسم انور سے مس ہونے والی خاک کا درجہ عرش معلیٰ سے زیادہ ہے۔
سید کونین ختم المرسلین کوئی نہیں بن تمہارے رحمت للعالمین کوئی نہیں
آپ ہی کے پاس ہے محشر کے ہر غم کا علاج آپ کے جیسا شفیع المذنبین کوئی نہیں
حسن یوسف کی قسم عشق بلالی کی قسم ہیں حسیں لاکھوں مگر تم سا حسیں کوئی نہیں
کھائی قرآن نے تمہارے روئے انور کی قسم! ایسے گیسو ایسا رخ ایسی جبین کوئی نہیں
آپ نبیوں کے نبی ہیں آپ کے بن یا نبی بھی ہیں بہتر بھی ہیں پر بہتریں کوئی نہیں
ہے کوئی دونوں جہاں میں حسن احمد کی مثال باکیقیں کوئی نہیں کوئی نہیں کوئی نہیں
ان کی مدحت کراے نازش رات دن جن کے سوا لا مکاں پھر بھی ہوا جا کے مکین کوئی نہیں
مدارج النبوة میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب معراج کی رات عرش معلیٰ کے پاس سے

گزرے تو ”دست زد عرش بدامان وے“ عرش نے آپ کا دامن کریم پکڑ کر عرض کیا۔ حضور آپ کا نام میرے دل کا قرار ہے۔
میرے اوپر بھی نگاہ کرم فرماتے جائیے۔

- (۶) طرفہ عالم وہ قرآن ادھر دیکھیں ادھر
(۷) ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینہ ذات
(۸) جلوہ فرمائیں رخ دل کی سیاہی مٹ جائے
(۹) نام حق پر کرے محبوب دل و جاں قربان
(۱۰) مشکبو زلف سے رخ چہرہ سے بالوں میں شعاع
(۱۱) حق نے بخشا ہے کرم نذر گدایاں ہو قبول
(۱۲) آہ بے مائیگی دل کے رضائے محتاج
- مصحف پاک ہو حیران بہار عارض
کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقار عارض
صبح ہو جائے الہی شب تار عارض
حق کرے عرش سے تافرش ثار عارض
معجزہ ہے حلب زلف و تار عارض
پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں ثار عارض
لے کر اک جان چلا بہر ثار عارض

مشکل الفاظ کے معانی:

* طرفہ عالم۔ عجیب و غریب * مصحف۔ قرآن یا کلام الہی، رخ محبوب * صفت۔ وصف * آئینہ ذات۔ ذات کا شیشہ (ذاتی جلوہ) * وقار۔ عظمت * جلوہ۔ دیدار * رخ دل۔ دل کا چہرہ * سیاہی۔ اندھیرا * شب تار۔ تاریک رات * قربان۔ ثار، صدقے * ثار عارض۔ یار کے چہرے پہ قربان * مشکبو زلف۔ مسک کی خوشبو والی زلف * رخ چہرہ۔ چہرہ کی طرف * شعاع۔ چمک * معجزہ۔ لا جواب و عاجز کر دینے والی شی (یعنی جس کا ظہور نبی علیہ السلام سے ہو) * حلب۔ شہر کا نام ہے مگر مراد اس سے مجاز الپ لیتے ہیں جو مالش کرنے کی مرہم ہے چونکہ وہ سیاہ ہوتی ہے اور سیاہ زلف کے ساتھ حلب کا ساتھ مبالغہ پہ دال ہے * کرم۔ سخاوت و بخشش * نذر گدایاں۔ گدا گر کا تحفہ * قبول۔ منظور * بے مائیگی۔ غریبی * بہر۔ واسطے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) کیسی عجیب بات ہے دیکھو! قرآن جو کلام الہی ہے جب لوگ سرکار کے رخ انور کی بہار دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرہ اقدس میں قرآن کی بھی زیارت ہو جاتی ہے اور قرآن کو پوچھیں تو وہ بھی چہرہ انور کا حسن دیکھتا ہے۔
قرآن پاک میں ہے قد نری تقلب وجهک فی السماء۔ البقرہ۔ اے محبوب! ہم آپ کے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ السلام کے خلق کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ کان خلقہ القرآن آپ کا خلق تو از اول تا آخر قرآن تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کے ساتھ حضور علیہ السلام کی تشبیہ دینا صرف اعلیٰ حضرت کی ایجاد نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی اہل محبت ایسا کرتے آئے ہیں بلکہ امام یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یکاد زیتھا یضی ولو لم تمسسه نار آیت قرآنیہ میں اللہ نے حضور علیہ السلام کی ہی شان بیان فرمائی ہے کہ اگر آپ (بطور دلیل) قرآن کی تلاوت نہ بھی کرتے تو آپ کا چہرہ انور نبوت کی دلیل کے طور پر کافی تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۷۵)

تفسیر مظہری میں یوں ہے کہ:

ولو لم يتكلم انه نبى كما كان يكاد ذلك الزيت۔

اگر آپ اعلان نبوت نہ بھی کرتے تب بھی آپ کے کلمات و انوار آپ کی نبوت کے ثبوت کے لیے کافی تھے۔ گویا قرآن کی ہر سورت میں حضور کی صورت نظر آتی ہے اور حضور کی صورت میں پورا قرآن نظر آتا ہے۔ جیسے اللہ نے ہر نبی کو جو حسن عطا فرمایا ہے وہ سارا اور اس کے علاوہ بھی تنہا اپنے محبوب کو دے دیا یعنی سارا حسن اگر علیحدہ علیحدہ دیکھنا ہو تو ہر نبی کو دیکھ لو اور گر تمام حسن اکٹھا یکجا دیکھنا ہو تو صورت مصطفیٰ دیکھ لو۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی نے یوں بھی کہا

مصطفیٰ را ورق ورق دیدم بیچ سورت نہ مثل صورت تو
میں نے تو قرآن کا ہر ورق دیکھا ہے مجھے تو اس کی کوئی سورت صورت مصطفیٰ جیسی نظر نہیں آئی (وضاحت اگلے شعر کی شرح میں دیکھئے)

(۷) اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک کے نظر آنے والے الفاظ تو اس کلام نفسی (جو اللہ کا کلام ہے) کا ترجمہ اور اس پر دلالت کرنے والے ہیں ورنہ یہ اوراق اور سیاہی سے لکھے ہوئے حروف تو مخلوق و حادث میں یہ صفت خدا نہیں ہے بلکہ جس کا یہ ترجمہ ہیں یعنی کلام نفسی جو اوراق، سیاہی اور لفظ کا محتاج نہیں ہے یہ اوراق و الفاظ مٹ بھی جائیں تو کلام الہی یعنی کلام نفسی اپنی اصلی حالت میں موجود رہے گا لہذا اس مصحف کا جو دال علی الکلام النفسی ہے حضور علیہ السلام کے حسن پر تعجب بجا ہے کہ حضور تو آئینہ ذات کبریا ہیں تو حضور کا وقار اس مصحف سے زیادہ ہوا اور زیادہ عزت و شان والی شے کو دیکھ کر تعجب تو ہوتا ہے۔

تیرا سراپا یا نبی تفسیر ہے قرآن کی وایل مو، طہ جبیں، والشمس ہے چہرہ تیرا
(۸) اے میرے اللہ! اگر تیرے محبوب کا ایک جلوہ مجھے نصیب ہو جائے تو میرے دل پر چھائی ہوئی گناہوں کی میل دھل جائے اور قبر کی سیاہ رات صبح فروزاں ہو جائے۔

ہم سیاہ کاروں پر یا رب تپش محشر میں سایہ افکن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو
(۹) اللہ کے محبوب کی حالت یہ ہے کہ اللہ کے نام پر جان و دل قربان کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

مجھے اس کا غم نہیں ہے کہ بدل گیا زمانہ میری زندگی ہے تم سے کہیں تم بدل نہ جانا
اور اللہ تعالیٰ نے بھی کوئی کمی نہیں چھوڑی فرش سے لے کر عرش تک سب کچھ اپنے محبوب کے رخسار پہ قربان کر دیا اور فرمایا۔

لولاك لما خلقت الافلا

لولاك لما خلقت الدنی

لولاك لما خلقت الربوبیة

اور خود اور اپنے تمام فرشتوں اور ایمان والوں کو اپنے محبوب پہ درود و سلام پڑھنے پر لگا دیا۔ اور جنت کے دروازوں اور جنت کی ہر شے پہ اپنے حبیب کا نام لکھ دیا۔

(۱۰) بالوں کی چمک نوری چہرے کے سبب سے ہے اور مشک میں خوشبو گیسوئے معتبر کے صدقے سے ہے گھنگریالی زلفوں کو

آپ کا گیسولا جواب کر رہا ہے اور سرخ و سفید رخساروں کو آپ کا روشن چہرہ عاجز کیے بیٹھا ہے۔

ان کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے
ان کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے
واضحیٰ ہے چہرہ پر نور کا عکس جمیل
شرح ہے واللیل کی زلف معتبر موبہ مو
(۱۱) اے میرے آقا، آپ کی بارگاہ تو ایسی ہے کہ

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو
آپ تو ساری مخلوق کی جھولیاں بھرتے ہیں لیکن پھر بھی لوگوں کا طریقہ ہے کہ جس کے پاس جاتے ہیں کوئی تحفہ اپنی
گنجائش کے مطابق لے کر جاتے ہیں اگرچہ جس کو دینا ہے اس کی شایان شان نہ بھی ہو تو ہمارے پاس جو سب سے بڑا تحفہ ہماری
نگاہوں میں ہے اگرچہ آپ کی بارگاہ کے شایان شان نہیں وہ ہمارا یہ ٹوٹا پھوٹا اور آپ کے فراق میں زخمی دل ہے اور آپ کا رب
چونکہ ٹوٹے دلوں کے پاس رہتا ہے (انا عند المنکسرة قلوبہم) لہذا اس نیت سے یہ حقیر سا تحفہ لے کر آئے ہیں آپ کے لطف
کو کرم سے امید ہے کہ اس کو قبول فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے ویسے حق تو یہ تھا کہ

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
(۱۲) ہائے غربت نے یہ دن دکھائے کہ (عبد مصطفیٰ احمد) رضا بے چارہ اپنا معمولی سادل لے کر چلا ہے اور کہاں لے کر چلا
ہے؟ محبوب خدا کے رخساروں پہ قربان کرنے کے لیے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے بھیک مانگنے کا یہ بھی ایک انداز ہے بلکہ دنیا میں بھی بھکاری یہی انداز اپناتے ہیں
کہ سخی کی تعریف کرنا شروع کر دیتے ہیں جس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے سے ہمیں بھی نوازا جائے۔ اور حضور علیہ
السلام کی تعریف کرنے سے تو خدا بھی خوش ہوتا ہے اور مصطفیٰ علیہ السلام کی نگاہ کرم بھی نصیب ہوتی ہے کیونکہ دونوں ذاتوں میں اس
قدر پیار ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سن کر خوش ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائی کی حمد و ثنائی سے خوش ہوتے ہیں

شاہم پر ہے لازم اقتضائے حب جاناں سے
دور دندان کی خوبی عارض و رخ کی صفت پوچھو
ذرا پوچھو تو ان کی سلطنت کو امر و سطوت کو
گنہگار ان امت کی یہی بخشش کرائیں گے
علامت عشق کی آخر کو ظاہر ہو کے رہتی ہے
تمام عشاق الفت کرتے ہیں طیبہ کی ہر شے سے
دل مضطر پریشاں حال کو تسکین دیتے ہیں
کسی کے مانگنے کی کیا ضرورت جب وہ واقف ہیں
کرم کی رحم کی امداد کی ہے آسن اجمل کو
زبان سے قلب سے افعال سے افکار و اذہاں سے
گہر سے نجم سے مہتاب سے خورشید تاباں سے
قمر سے مہر سے، اشجار سے اجار و حیواں سے
خطا سے جرم سے حرمت سے مکروہات و عصیاں سے
جبیں سے رنگ سے پڑمردگی سے چشم گریاں سے
بیاباں سے ہوا سے آب سے، خار مغیلاں سے
لقا سے دید سے چشم کرم سے روئے خنداں سے
منادی سے ہدا سے درد سے اغراض و ارماں سے
خدا سے مصطفیٰ سے، غوث سے احمد رضا خاں سے

نعت شریف نمبر (۲۰) ”کاف“

- (۱) تمہارے ذرے کے پر تو ستارہائے فلک
(۲) اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑ گئے لاکھوں
(۳) سر فلک نہ کبھی تابہ آستاراں پہنچا
(۴) یہ مٹ کے ان کی روش پر ہوا خود ان کی روش
(۵) تمہاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر
- تمہاری بغل کی ناقص مثل ضیائے فلک
مگر تمہاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک
ہوا کہ ابتداءے بلندی تھی انتہائے فلک
کہ نقش پا ہے زمیں پہ نہ صوت پائے فلک
چلی نسیم ہوئے بند دید ہائے فلک

مشکل الفاظ کے معانی:

* ذرہ - چھوٹا سا جز * پر تو - عکس * ستارہائے - ستارہ کی جمع * نعل - جوتا * ناقص - نامکمل * مثل - مثال، مانند
* ضیائے فلک - آسمان کی روشنی * چھالے پڑ گئے - آبلہ پا ہو گئے * طلب - تلاش * پائے - پاؤں * سر فلک - آسمان کا سرا
* بہ آستاراں - آستانے تک * ابتداءے - آغاز * انتہائے - اختتام * مٹ کر - ختم ہو کر * روش - چال، رفتار * نقش پا
- پاؤں کا نشان * صوت - آواز * شب بھر - ساری رات * نسیم - صبح کی ٹھنڈی ہوا، باد صبا * دید ہائے - دیدہ کی جمع بمعنی
آنکھیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) یا رسول اللہ! آسمان کے چمکدار ستارے تو آپ کے روشن دان کے چھوٹے چھوٹے ذروں کا عکس جمیل ہیں اور آسمان کی
یروسیع و عریض روشنی آپ کی نعلین مبارک کی ناقص سی مثال ہے۔ (کیونکہ ستاروں کی تو حیثیت ہی کیا ہے سورج بھی صرف سراج
ہے اور آپ تو سراجا منیر ہیں سارے جہان کو اور زمین و آسمان کو نور آپ ہی کے قدموں کے طفیل ملا ہے)

مولوی وحید الزمان پیشوائے اہل حدیث ہدیۃ المہدی میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا آغاز نور محمد ﷺ سے کیا ہے۔

فالنور المحمدی مادة اولیة لخلق السموات والارض وما فیہما۔

پس زمین و آسمان اور ان میں جو کچھ ہے سب کا مادہ اصلیت نور محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا ایک شعر ہے۔

ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور بہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

(بحوالہ اوج نعت ۹۴)

(۲) یا حبیب اللہ! آپ کی تلاش میں آسمان نے کتنی گردش کی ہے مگر ہمت نہیں ہاری اگرچہ تلاش یار میں پھر پھر کر اس کے پاؤں پہ ستاروں کی شکل میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ آسمان کے ستاروں کو چھالوں سے تشبیہ دینا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے عشق رسول علیہ السلام میں فنا ہونے کی علامت ہی ہو سکتی ہے۔

(۳) بھلا آسمان کا سرا آپ کے آستانہ کرم پہ کیسے پہنچ سکتا ہے کیونکہ جہاں آسمان کی بلندی کی انتہا ہو رہی ہے وہاں سے آپ کے آستانے کی رفعت کا آغاز ہو رہا ہے۔

۔ وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

(۴) یا شفیع الہدیین! آسمان کو آپ کی چال کچھ ایسی پسند آئی کہ اس نے اپنی چال بھلا کر آپ ہی کی چال اپنائی کہ آپ چلتے ہیں تو پاؤں کے نشان زمین پر نظر نہیں آتے (بلکہ زمین کے سینے میں پیوست ہو جاتے ہیں) اس طرح آسمان کے چلنے کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

حضور علیہ السلام جب کسی پتھر پہ نگاہ پاؤں رکھتے تو پاؤں مبارک پتھر کے اندر پیوست ہو جاتے (شاید پتھر کو شش کرتا ہوگا کہ سرکار کا پاؤں میرے سینے پر ہی رہے اس لئے پاؤں میں پڑ کر پاؤں کو چومنے کے بہانے پاؤں پکڑ لیتا تھا)۔ (رواہ بیہقی)

بادشاہی مسجد کے علاوہ آج بھی دنیا میں بے شمار ایسے پتھر کئی خوش نصیبوں کے پاس موجود ہیں جن میں حضور علیہ السلام کے پائے اقدس کے گہرے نشان موجود ہیں لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں پتھر کتنا نصیب والا ہے جس کے دل پر میرے آقا کا نقش قدم ہے اس نے عرض کیا ہوگا، اے میرے آقا

۔ میں تو تجھ سے فقط اک نقش کف پا چاہوں تو جو چاہے تو مجھے جنت ماویٰ دے دے

چنانچہ جبل احد کو حضور علیہ السلام نے جنتی پہاڑ قرار دیا۔

(۵) آسمان نے ساری رات آپ کی یاد میں جاگتے گزار دی اور جب آپ کے قدموں کو چھو کر باد صبا چلی تو آسمان نے چارے کی آنکھ لگ گئی اور آپ کے رخ والضحیٰ کے سامنے آسمان (کے چاند تاروں) کی ساری روشنیاں ختم ہو گئیں اور سورج آپ کے فیض سے چمکنا شروع ہو گیا اور آپ کے غلاموں (کی خدمت) کے لیے ان کی ڈیوٹی پہ حاضر ہو گیا۔

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے ہجر و فراق میں بے قراری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۶) نہ جاگ اٹھیں کہیں اہل بقیع کچی نیند چلا یہ نرم نہ نکلی صدائے پائے فلک

(۷) نہ ان کے جلوہ نے کیس گرمیاں شب اسری کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ و طلائے فلک

(۸) مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن گیا جو کاسہء مہ لے کے شب گدائے فلک

(۹) رہا جو قانع یک نان سوختہ دن بھر ملی حضور سے کان گہر جزائے فلک

(۱۰) تجمل شب اسری ابھی سمٹ نہ چکا کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبز ہائے فلک

- (۱۱) خطاب حق بھی ہے درباب خلق من اجلک
(۱۲) یہ اہل بیت کی چکی سے چال سیکھی ہے
(۱۳) رضا یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں
- اگر ادھر سے دم حمد ہے صدائے فلک
رواں ہے بے مدد دست آسیائے فلک
لقب زمین فلک کا ہوا سمائے فلک

مشکل الفاظ کے معانی:

* اہل بقیع - جنت البقیع مدینہ طیبہ کے قبرستان میں صحابہ کرام اور اہل بیت کے کئی نفوس قدسیہ جو آرام کی نیند سو رہے ہیں
* چلا یہ نرم - نرمی سے چلا * شب اسری - معراج کی رات * چرخ - آسمان * نقرہ - چاندی * طلاء - سونا * جواہر - قیمتی موتی * کاسہ - کاشکول، بھیک والا پیالا * مہ - چاند، ماہ کا مخفف * گدائے فلک - بھکاری آسمان (حضور کے در کا منگتا)
* قانع - صبر کرنے والا * یک نان - ایک روٹی * سوختہ - جلی ہوئی * کان گہر - موتیوں کا خزانہ * جزائے - بدلہ، صلہ
* تجل - حسن * سمنٹا - کم ہونا * کوتل - عمدہ گھوڑا * سبز ہائے - ہریالی * خطاب - ارشاد * خلق - مخلوق * من اجلک - آپ کی خاطر * دم حمد - اللہ کی تعریف میں سانس لینا، یعنی تعریف کرنا * صدائے - پکار، آواز * اہل بیت - حضور علیہ السلام کے گھروالے، آپ کا خاندان * چال - چلنا * رواں - جاری * بے مدد دست - ہاتھ کی مدد کے بغیر * آسیائے - چکی
* زمین فلک - فلک کی زمین یعنی نعت جس کا آخری لفظ فلک ہے * سماء - بلندی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۶) آسمان اس قدر آہستگی سے بے آواز ہو کر کیوں چلا ہے؟ صرف اس لیے کہ جنت البقیع میں حضور علیہ السلام کے غلام (صحابہ کرام) اور آپ کے گھروالے آرام فرما ہیں کہیں ان کی نیند نہ خراب ہو جائے۔
(۷) معراج کی رات آقائے دو جہاں علیہ السلام کے جلوے اتنے جو بن پر تھے کہ آسمان کا سونا چاندی (چاند، سورج) آج تک ان جلوؤں کی تلاش میں گردش کر رہا ہے۔

اور یہ تو جلوؤں کا حال ہے جب کہ پاؤں مبارک کے تلوؤں کا یہ حال ہے کہ

آسمان گر ترے تلوؤں کا نظارہ کرتا روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

- (۸) حضور علیہ السلام کے دربار کا آسمانی بھکاری جب کاسہ گدائی لے کر سرکار کی چوکھٹ پہ حاضر ہوا تو حضور نے اپنی شان کے مطابق سخاوت کی اور اس کا کاشکول قیمتی موتیوں (ستاروں) سے بھر دیا۔ کیونکہ حدیث کے مطابق حضور کی آسمانوں پر بھی حکومت ہے اس لیے آپ کے دو وزیر آسمانوں پر ہیں (جبریل امین اور میکائیل علیہما السلام) تو چاند کا حق بنتا ہے کہ سوالی بن کر در رسول پہ دست طلب دراز کرے، اور جب چاند سے پوچھا کہ بڑے نخی کے دربار پہ گیا تھا کیا ملا تو اس نے جھوم کر کہا ہوگا۔

ان کا کرم بس ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

- (۹) اور جب آسمان نے صبر کا مظاہرہ کیا اور ایک جلی ہوئی روٹی (سورج) پہ سارا دن گزارا کرتا رہا تو اس کو اس دن بھر کی مشقت کا محبوب کی بارگاہ سے یہ صلہ ملا کہ رات ہوتے ہی اس کا دامن موتیوں (ستاروں) سے بھر دیا گیا اور یہ موتی ساری رات فلک پہ چمک کر اور اس کو زینت دے کر دن بھر کی مشقت کا ازالہ کرتے رہے اور اگلے دن کے لیے تیار کرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری بمعہ تشریح پڑھ کر عقل و شعور رکھنے والا ہر بندہ سمجھ سکتا ہے کہ اس دور کے شاعروں کی ہوا بھی شاعری کے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتی جہاں اعلیٰ حضرت پر واؤں گزرتے ہیں۔ بات واقعی ٹھیک ہی ہے کہ

ملک سخن کی شاہی تجھ کو رضا مسلم جس سمت آگئے ہو سکے جمادیے ہیں

قرآن کا ترجمہ ایسا کیا کہ کمال ہی کر دیا۔ فقہی مسائل میں فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد ہی پڑھ لی جائے تو بڑے بڑے اہل علم کو دن میں تارے نظر آجائیں اس فتاویٰ کی آخری جلدوں میں حرکت زمین اور دیگر سائنسی حقائق پر ایسا قلم اٹھایا کہ بڑے سے بڑا سائنس دان آج تک آپ کے دلائل کو توڑ تو کیا سکتا چھڑ بھی نہ سکا۔ یقیناً یہ سارا فیضان بارگاہ رسالت کا ہے جس کا اظہار آپ ان کے شعروں میں ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(۱۰) شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو آسمانوں پہ بلایا تو محبوب کی آمد پہ آسمانوں کو اتنا سجا یا کہ وہ سجاوٹ آج بھی اسی طرح ہے اس میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کے قدم مبارک کی برکات و جلوؤں کی بہتات نے اس زیب و زینت میں اضافہ ہی کیا۔

جس کو اس در کی غلامی مل گئی وہ غم دارین سے آزاد ہے

(۱۱) اللہ کے محبوب علیہ السلام نے جس قدر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی بھلا کون کر سکتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ کسی وقت بھی آپ ذکر الہی کو ترک نہ فرماتے اگر زبان سے کرنے کا موقع نہ ہوتا (مثلاً قضائے حاجت کے وقت) تو دل ذکر الہی میں مصروف ہوتا یہاں تک کہ علماء نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائیں کروٹ پہ لیٹنے کی وجہ بھی یہی بیان فرمائی ہے کہ دل چونکہ بائیں طرف ہوتا ہے تو دائیں کروٹ آپ سوتے تاکہ دل لٹک جائے اور غفلت کا ایک لمحہ بھی اس پہ نہ آئے۔ اور اللہ ”شا کر علیم“ ہے اپنے بندے کے معمولی عمل کی بھی قدر فرماتا ہے بلکہ عمل معمولی ہو تو جزا بڑھا کر دیتا ہے۔

من حاء بالحسنة فله عشاء مثالها۔

تو حضور علیہ السلام نے جو اللہ کی اس قدر حمد و ثنا فرمائی اس کا اجر اللہ نے یہ عطا کیا کہ آسمان سے ”من اجلک“ کی صدائیں ہاتھ غیب کے ذریعے زمین پہ مسلسل بھیجی جا رہی ہیں کہ اے محبوب یہ سب کچھ تیرے ہی لیے تو ہے۔ سبحان اللہ۔

پھر ک اٹھا کوئی تیری ادائے ماعرفنا پر تیرا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا بہت مدت سے چہرے ہیں تیرے باریک بینوں میں (بانگ درا۔ ۷۴)

(۱۲) کبھی کسی نے غور کیا ہے کہ آسمان چکی کی طرح کیوں گردش کر رہا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا چکی چلا کر ان کے ہاتھوں پر چھالے پڑھ گئے اور حضور کی بارگاہ میں لونڈی کے لیے عرض کیا اور حضور نے بجائے لونڈی دینے کے ”شیخ فاطمہ“ عطا فرمادی جو آج پوری امت پڑھ رہی ہے تو جس چکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اس قدر حمد و ثنا ہو رہی ہے اللہ کو اس چکی سے کتنا پیار ہوا ہوگا جس کو خاتون جنت چلاتی تھیں اللہ نے آسمانوں کو بھی چکی کی طرح چلنے کا تاقیامت حکم دے دیا کہ اے آسمان اگر میرے نبی کی امت شیخ فاطمہ سے فیضاب ہو رہی ہے تو تو فاطمہ کی اس ادا کو اپنا

لے تاکہ دنیا جان لے کہ ادھر بھی ان فیض ہے ادھر بھی ان کا فیض ہے۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام . کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے
اس چکی کا ذکر صحاح ستہ کی کتاب ابوداؤد شریف میں ہے۔

(۱۳) اے گدائے در محبوب الہی (پیارے) احمد رضا! تجھے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کیا کیا بلندیاں ملیں، دیکھ تو
سہی تیری یہ نعت جو لفظ فلک کی زمین (ردیف) میں لکھی گئی ہے اس کا لقب سمائے فلک پڑ گیا ہے کہ لوگ اس کو فلک والی نعت کہتے
ہیں اور فلک تو آسمان ہے لہذا یہ نعت سما و فلک یعنی آسمان کی سی بلندیوں والی نعت بن گئی۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے جیسا کہ اسی نعت کے شعر نمبر ۹ کی تشریح میں عرض
کیا ہے کہ آپ نے جس میدان میں بھی قلم اٹھایا ہے حق ادا کر دیا ہے۔ انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فتاویٰ کا کام کس وقت
کرتے ہوں گے اور نعت لکھنے کا وقت آپ کو کب ملتا ہوگا اور دیگر مصروفیات کے لیے کب وقت نکالتے ہوں گے اور پھر ہر کام ایسا
مضبوط بنیادوں پہ کیا ہے کہ بس حرف آخر ہی سمجھیں علم و فضل کا وہ کونسا کمال ہے جو آپ کی دسترس سے باہر ہو۔ قدرت نے آپ کو
جامع الصفات بنایا ہے قادر الکلام و خوش بیان اس درجے کے ہیں کہ آپ کی چار زبانوں میں نعت پیچھے گزر چکی ہے کوئی بڑا ہی بند
بخت ہوگا جو آپ کے اس طرح کے کارنامے پہ آپ کو داد نہ دے گا۔ نعت ہی کے حوالے سے ایک اور حیرت انگیز اور لا جواب، بے
مثال اور با کمال کارنامہ ملاحظہ فرمائیں اور وہ یہ کہ کئی لوگوں نے بغیر نقطہ کتابیں بھی لکھی ہیں اور نظمیں نعتیں بھی لیکن ایسی نظم یا نعت
آج تک آپ کو نہیں ملی ہوگی کہ جس پوری نظم یا نعت میں ہونٹ حرکت تو کریں لیکن آپس میں ملنے نہ پائیں (جیسا کہ یہ نعت اپنے
مقام پہ بمعہ تشریح آپ پڑھیں گے) یقیناً

سب یہ صدقہ ہے عرب کے جگمگاتے چاند کا نام روشن اے رضا جس نے تمہارا کر دیا

-----***-----

نعت شریف نمبر (۲۱) ”لام“

- (۱) کیا ٹھیک ہو رخ نبوی پر مثال گل
(۲) جنت ہے ان کے جلوہ سے جو یائے رنگ و بو
(۳) ان کے دو قدم سے سلعہ غالی ہوئی جنان
(۴) سنتا ہوں عشق شاہ میں دل ہوگا خونفشاں
(۵) بلبل حرم کو چل غم فانی سے فائدہ
- پامال جلوہ کف پا ہے جمال گل
اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل
واللہ میرے گل سے ہے جاہ و جلال گل
یا رب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فال گل
کب تک کہے گی ہائے وہ غنچہ وہ لال گل

مشکل الفاظ کے معانی:

* رخ نبوی - نبی ﷺ کا چہرہ * مثال گل - پھول کی طرح * پامال - تباہ حال * جلوہ کف پا - پاؤں کے تلوے کی چمک * جمال گل - پھول کا حسن * جو یائے - متلاشی * اے گل - اے پھول مراد ہے اے حسن والو (ہمارے گل سے حضور ﷺ مراد ہیں) * سوال - طلب * گل - خوبصورتی مراد ہے * سلعہ غالی - بہت زیادہ قیمت والا سامان * جنان - جنت کی جمع * واللہ - اللہ کی قسم * جاہ و جلال - مرتبہ و مقام * خون فشاں - خون پکانے والا * مژدہ - خوشخبری * فال - پیشینگوئی * حرم - کعبہ و مدینہ * غم فانی - فنا ہونے والی چیزوں کا غم * غنچہ - کلی * لال - سرخ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پہ پھول کی مثال کیسے صادق آسکتی ہے کیونکہ پھول کا حسن و جمال تو آپ کے پاؤں کے تلوؤں کی خیرات ہے پھر اس کو رخ و انضام پہ کیونکر فٹ کیا جاسکتا ہے۔
- (۲) اے گلاب کے خوبصورت پھول! ہمارے آقا کے جلوؤں کا رنگ اور خوشبو تو جنت بھی مانگ رہی ہے، تجھے بھی چاہیے کہ حضور کی بارگاہ سے حسن کا سوال کر لے۔
- مواہب لدنیہ میں ہے کہ شب معراج جب آپ (ﷺ) عرش معلیٰ سے واپس آئے تو آپ کا پسینہ زمین پر گرا تو زمین خوش ہو کر ہنسی جس سے گلاب کا پھول پیدا ہوا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ گلاب کے پھول میں حضور علیہ السلام کے پسینے کی خوشبو کی جھلک پائی جاتی ہے اور اس کا احترام بھی کیا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)
- (۳) ہمارے آقا ہی کے قدم میمنت لزدن کی برکت سے جنت کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا، اور ہمارے نبی علیہ السلام کے صدقے میں پھول کو عظمت و شان ملی۔ حدیث شریف میں جنت کو سلعہ غالیہ فرمایا گیا یعنی بہت قیمتی سامان۔

(۴) میں نے سن رکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کی محبت میں دل سے خون بھی ٹپکتا ہے اللہ کرے ایسا ہو جائے کہ ہمارا دل بھی یہ نذرانہ محبت پیش کرنے کے قابل ہو جائے اگر ایسا ہوتا ہے تو اے پھول تجھے مبارک ہو کہ تو کلی سے پھول بنتے وقت یہ سعادت حاصل کر چکا ہے کہ محبوب کی یاد میں تیرے جگر کے کئی ٹکڑے ہو گئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی خواہش کا کیا کہنا وہ تو یہاں تک بھی کہہ چکے ہیں۔

پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفہ میں رضا ان سگان کو سے اتنی جاں پیاری واہ واہ
(۵) اے بلبل! تو اتنی مایوس و ناامید کیوں ہو گئی ہے اور فانی چیزوں کا غم کر کے ہائے غنچہ، ہائے پھول کب تک پکارتی رہے گی۔ محبوب خدا ﷺ کے قدموں میں چل تیرے سارے غم غلط ہو جائیں گے۔

(۶) غمگین ہے شوق غازہ خاک مدینہ میں
(۷) بلبل یہ کیا کہا میں کہاں فصل گل کہاں
(۸) بلبل گھرا ہے ابر و لا مژدہ ہو کہ اب
(۹) یارب ہرا بھرا ہے داغ جگر کا باغ
(۱۰) رنگ مژہ سے کر کے نخل یاد شاہ میں
شبم سے ڈھل سکے گی نہ گرد ملاں گل
امید رکھ کہ عام ہے جو دونوں گل
گرتی ہے آشیانہ پہ برق جمال گل
ہرمہ مہ بہار ہو ہر سال سال گل
کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطر جمال گل

مشکل الفاظ کے معانی:

* غم گیس۔ پریشان * غازہ۔ پاؤں جو دھن استعمال کرتی ہے * شبم۔ اوس * گرد۔ غبار * ملاں۔ رنج و غم * فصل گل۔ بہار کا موسم * جو دونوں۔ لطف و کرم * گل۔ پھول (مراد ہے محبوب خدا ﷺ) * ابر۔ بادل * ولا۔ محبت * مژدہ۔ خوشخبری * آشیانہ۔ گھونسلہ * برق جمال گل۔ محبوب کے چہرے کی تجلی * داغ جگر۔ کلیجہ کا داغ (محبت) * مہ۔ ماہ کا مخفف مہینہ * سال گل۔ پھولوں کا سال * مژہ۔ آنکھ کی پلک * نخل۔ شرمندہ * یاد شاہ۔ بادشاہ یعنی حضور ﷺ کی یاد * عطر جمال گل۔ پھول کے حسن کا نچوڑ۔

(۶) عاشق مدینہ اس خیال میں پریشان ہے کہ اس کی تمناؤں اور آرزوؤں کی تکمیل خاک مدینہ کے اٹن (پاؤں) میں ہے اگر اس کو مل جائے تو اس کی پریشانی ختم ہو جائے اور آرزو پوری ہو جائے کیونکہ شبم (اوس) سے تو پھول کے رنج و غم کا غبار صاف نہیں ہوتا۔ پھول کا گرد و غبار بارش ہی سے صاف ہوگا اور عاشق کا دل خاک مدینہ سے ہی مطمئن ہوگا۔

آنکھ کو محبوب کے در کا نظارا چاہیے
یا الہی بار بار آئے مدینے سے پیام
یا محمد، یا محمد ہر گھڑی کہتا رہوں
دین و دنیا میں مجھے واللہ کوئی حاجت نہیں
آپ ہی کے پاس ہے ہر اک مرے غم کا علاج
مجھ کو بخشش کے لیے ان کا اشارہ چاہیے
اوج پر اپنے مقدر کا ستارا چاہیے
روز و شب لب پر میرے یہ ایک نعرہ چاہیے
یا الہی مجھ کو بس محبوب پیارا چاہیے
یا رسول اللہ مرے دردوں کا چارا چاہیے

نیک ہو جو کام وہ جلدی سے جلدی کیجئے نیکوں کے کام میں کیا استخارا چاہیے
 عرض ہے قائد کی آقا ست بستہ آپ سے حشر کے دن ہاتھ میں دامن تمہارا چاہیے
 (۷) اے بلبل باغ مدینہ (عاشقان رسول) یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ تم کہہ رہی ہو میری قسمت میں موسم بہار (حاضری مدینہ)
 کہاں؟ نہیں نہیں ایسا نہیں کہتے۔

جب کرم ہوتا ہے حالات بدل جاتے ہیں
 ہمارے (آقا مدینہ کے چاند) پھول بڑے سخی ہیں کسی کو محروم نہیں رکھتے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ
 کرم کی جب نظر ہوگی مدینے ہم بھی جائیں گے
 (۸) ارے دیکھو! دیکھو! (رحمت کی) کالی گھٹا چھارہ ہی ہے، بارش کا سماں بن رہا ہے جس کے نتیجے میں بہار آئیگی، تیار ہو جا
 تیرے آشیانے پر بھی (محبوب) پھول اپنے حسن کی بجلی گرانے والا ہے اور تجھے یہاں بیٹھے ہی دیدار یار ہو جائے گا۔
 حب احمد ازل سے ہی سینے میں ہے میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے
 (۹) اے میرے مالک و مولا! محبوب کی محبت کا داغ جو میرے دل پہ لگا ہوا ہے یہ گلشن ہر وقت تروتازہ اور سرسبز و شاداب
 رہے، اس کو خزاں کا جھونکا نہ دیکھنا پڑے بلکہ اس کے لیے ہر مہینہ بہار کا ہوا اور ہر سال پھول کا ہو (مدینہ کی آرزو تڑپ میں کمی نہ آئے
 بلکہ دن بدن اضافہ ہوتا رہے۔

پھلا پھولا رہے یا رب چمن میری امیدوں کا جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں
 (۱۰) شہر مدینہ کی اور تاجدار مدینہ کی یاد میں میری آنکھوں سے آنسوؤں کے نہ نکلنے نے مجھے عاشقان رسول کی نگاہوں میں
 شرمندہ کر دیا ہے لہذا مجبور ہو کر میں نے کانٹوں پہ پھول کے جمال والی خوشبو لگا کر آنکھ میں ڈال لیے (کہ اب تو یاد گل میں آنسو
 بہائے گی) یا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی یاد میں ہم نے آنسو بہا کر گویا کانٹوں پہ پھول کے حسن کا عطر چھڑک دیا ہے۔
 یاد بنی میں دن جو گزرے وہ دن سب سے بہتر ہے
 یاد نبی میں رات جو گرے اس سے بہتر رات نہیں ہے
 جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں ہے
 یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں ہے

(۱۱) میں یادشہ میں روؤں عنادل کریں ہجوم ہر اشک لالہ فام پہ ہو احتمال گل
 (۱۲) ہیں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل
 (۱۳) نعت حضور میں مترنم ہے عندلیب شاخوں کے جھومنے سے عیاں وجد و حال گل
 (۱۴) بلبل گل مدینہ ہمیشہ بہار ہے دو دن کی ہے بہار فنا ہے مال گل

(۱۵) شیخین ادھر نثار غنی و علی ادھر غنچہ ہے بلبلوں کا یمین و شمال گل

مشکل الفاظ کے معانی:

* عنادل۔ جمع عنذلیب کی بلبل * ہجوم۔ بھیڑ * اشک۔ آنسو * لالہ قام۔ سرخ رنگ کے پھول کی طرح چہرہ * اجمل۔ شک (عربی میں اس کا معنی اٹھانا بھی ہے) * عکس۔ پرتو * لب گلوں۔ پھولوں کی طرح ہونٹوں میں سرخی و لالی * بدر۔ ماہ تمام (چودھویں رات کا چاند) * شفق۔ سرخی جو غروب آفتاب کے بعد آسمان کے کناروں پہ ظاہر ہوتی ہے * ہلال۔ پہلی رات کا چاند (چوتھی رات تک) * مترنم۔ گانے والا * عیاں۔ ظاہر * وجد و حال۔ بے خود ہو کر جھومنا، کیفیت * فنا۔ مٹ جانا، برباد ہو جانا * مال۔ آخر کار، انجام * شیخین۔ ابوبکر و عمر (صحابہ میں سے بزرگ عظمت و شان کے لحاظ سے) * غنی۔ حضرت عثمان غنی * علی۔ مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہما جمعین * غنچہ۔ کلی * یمین۔ دایاں * شمال۔ بایاں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اے اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے حبیب کی یاد میں اتار دوں کہ بلبلیں میرے ارد گرد ہجوم کر آئیں اور میرے ہر آنسو پہ ان کو پھول کا گمان ہو (یاد مدینہ میں خون کے آنسو رونے سے بھی حضور علیہ السلام کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا)۔

پنجابی زبان میں اعظم چشتی مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار اس تصور کو کتنی خوبصورتی سے اجاگر کر رہے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں

انے موت ٹھہر جا میں مدینے تے جالواں ستا ہویا نصیب تے اپنا جگا لواں
محبوب دا اوہ گنبد خضریٰ تے دیکھ لاں سرکار دی گلی دے نظارے تے پالواں
لگے نے مصطفیٰ دے قدم جس زمیں تے اک وار اوس خاک نوں سینے تے لا لواں
سناں اے ہر غریب دی سندا اے زاریاں میں وی تے اپنے غم دی کہانی سنا لواں
جی بھر کے رو لواں در اقدس دے سامنے اکھیاں نوں گفتگو دا قرینہ سکھا لواں
آوے جے فیر موت تے آوے ہزار وار اعظم جے زندگی دی ایہہ حسرت مٹا لواں

(۱۲) تاجدار مدینہ علیہ السلام کے رخ و انضام کا عکس جب آپ کے بابرکت ہونٹوں پر پڑتا ہے تو ایسا منظر نظر آتا ہے کہ چہرہ انور تو چودھویں کا چاند (کامل چاند) ہے اور سرخ گلابی ہونٹ دو چاند پہلی رات کے ہیں یعنی ہلال اور دونوں ہلال بدر کامل کی سرخی میں ڈوب رہے ہیں۔

شامل ترمذی میں مشہور و صاف رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوالہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام کا رخ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکدار تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میرے نزدیک تو آپ چاند سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔

(شامل ترمذی)

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرے کو میں ان کے نقش پا پہ چاند کو قربان کرتا ہوں
کیونکہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے چاند کے چہرے پہ چھائیاں، آقا کا چہرہ صاف ہے (۱۳) بلبلیں چمن میں یونہی نہیں چبک رہیں بلکہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گنگنا رہی ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نہ دیکھتے نہیں ہوشائیں خوشی میں جھوم جھوم کر نعت سن رہی ہیں اور پھول وجد کر رہا ہے۔

ہر شجر و حجر اور ہر خشک و تر کا اپنے اپنے رنگ میں تسبیح پڑھنا قرآن پاک میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔
یسبح اللہ ما فی السموت وما فی الارض۔ وان من شی الا یسبح بحمدہ۔
کل قد علم صلاحہ و تسبیحہ۔

اور دور صحابہ میں ”ان چیزوں سے تسبیح کی آواز کا سننا بھی ثابت ہے (کمانی الحدیث) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ذکر رسول لا حضور علیہ السلام کا سراپائے اقدس ذکر الہی ہے تو ان ساری حقیقتوں کو سامنے رکھ کر بلبلوں کی نعت خوانی، شاخوں کا جھوم کر سننا اور پھول کا سن کر وجد کنا ہونا کوئی انہونی اور خلاف واقعہ بات تو نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ ورفعنا لک ذکر لک کا مطلب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جبریل امین نے بیان کیا کہ اللہ فرماتا اذ ذکر ذکر معی محبوب! جہاں میرا ذکر ہوگا ساتھ تیرا بھی ہوگا۔ اب تو ایسے اشعار کو مبالغے پر محمول کرنے کے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے۔

(۱۴) اے خزاں سے ڈرنے والی بلبلو! تمہارے پھول پر تو چند دن بہار آئی ہے اگر ہمیشہ کی بہار چاہتی ہو تو مدینے کے پھول کی بارگاہ میں چلی جاؤ اور گلستان مدینہ میں جا بسو، جہاں کبھی خزاں آتی ہی نہیں ہمیشہ بہار ہی رہتی ہے۔

(۱۵) (حضور علیہ السلام کی مجلس کا رنگ اور منظر بیان کیا جا رہا ہے کہ دیکھو) ادھر اگر صدیق و فاروق قربان ہونے کے لے کھڑے ہیں تو ادھر عثمان و علی بھی شہداء ہونے کے منتظر ہیں گویا پھول کے گرد بلبلوں کا ہجوم ہے۔

جس وقت تھے محفل میں ان کی بو بکر و عمر و عثمان و علی اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا۔ یوں نظر آتے تھے اپنے دوستوں میں مصطفیٰ جس طرح ہے آسمان پہ چاند تاروں میں گھرا صحابہ کرام میں شیخین حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق ہیں (حتین حضرت عثمان غنی و مولیٰ علی ہیں) محدثین میں امام بخاری و مسلم شیخین ہیں اور فقہاء اور آئمہ فقہ میں شیخین امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف ہیں (صاحبین امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں جب کہ طرفین امام ابو حنیفہ و امام محمد ہیں) علیہم الرحمۃ۔

(۱۶) چاہے خدا تو پائیں گے عشق نبی میں خلد
(۱۷) کر اس کی یاد جس سے ملے چین عندلیب
(۱۸) دیکھا تھا خوابِ خار حرم عندلیب نے
(۱۹) ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں

نکلی ہے نامہ دل پر خوں میں فال گل
دیکھا نہیں کہ خارِ الم ہے خیال گل
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیال گل
کیجئے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل

مشکل الفاظ کے معانی:

* خلد۔ جنت * نامہ۔ خط * دل پر خون۔ خون سے بھرا ہوا دل، دکھی دل * فال گل۔ پھول کی پیشین گوئی * چین

- آرام * عندلیب - بلبل * خارالم - تکلیف کا کانٹا * خیال - گمان * خار حرم - مکہ کا کانٹا * کھٹکا کیا - چبھتا رہا * شب بھر - ساری رات * صدقہ - طفیل * حشر - میدان قیامت * خنداں - مسکراتا ہوا * مثال گل - پھول کی طرح

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۶) حضور علیہ السلام کی محبت میں زخمی دل کی کتاب پر پھول (ہمارے آقا) کی طرف سے یہ (پیشینگوئی) تحریر ہمیں مل گئی ہے کہ ان شاء اللہ عشق رسول کا صدقہ تم ضرور جنت میں جاؤ گے۔

- باغ جنت میں محمد مسکراتے جائیں گے پھول رحمت کے کھلیں گے ہم اٹھاتے جائیں گے (۱۷) اے بلبل! اگر آرام و سکون کی زندگی گزارنا چاہتی ہے تو اپنے پھول کو چھوڑ اور ہمارے آقا کو یاد کیا کر، کیونکہ پھول کا خیال رکھے گی تو کانٹے کا ذکر ضرور آئے گا۔ اور رسول کی یاد سے دل کو سکون ملے گا۔

- دونوں عالم میں تجھے مقصود گر آرام ہے انکا دامن تھام لے جن کا محمد نام ہے (۱۸) بلبل نے خواب و خیال کی دنیا میں مکہ شریف کے کانٹے کو دیکھا تو ساری رات پھول کے خیال نے اس کو سونے نہ دیا کیونکہ کانٹے کے ساتھ پھول ضروری ہے تو اس نے سوچا جب مکہ کا کانٹا چبھا ہے تو مدینے کا پھول بھی ضرور ملے گا، چنانچہ پھول کا خیال ساری رات اس کو کانٹا بن کر چبھتا رہا۔

- نہ تم آئے نہ شب انتظار گزری ہے تمہاری یاد میں یہ سحر بار بار گزری ہے (۱۹) اے میرے پیارے آقا! اپنے جن دوشیزادوں (حسین کریمین) کو آپ نے اپنا پھول فرمایا ان کا صدقہ بروز قیامت حمزہ رضا کو سارے غموں سے نجات دلا کر پھول کی سی مسکراہٹ عطا ہو جائے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ دیکھو۔

- غوث اعظم کا منگتا پھرتا ہے مارا مارا

حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہما ربہما حنای من الدنیا۔ حسن و حسین میرے دنیا کے دو پھول ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام دونوں شہزادوں کو سونگھ رہے تھے عرض کیا گیا حضور ہم تو اپنے بچوں کو چومتے ہیں اور آپ سونگھتے ہیں فرمایا یہ دونوں میرے پھول ہیں اور پھول چومے (ہی) نہیں جاتے سونگھے (بھی) جاتے ہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ کا ایک بڑا مشہور شعر ہے۔

- لو کان رافضا حب ال محمد فلیعلم الثقلان انی رافض

اگر اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت (ان کی تعریف کرنا) رافضیت ہے تو دونوں جہان جان لیں کہ میں (شافعی رحمۃ اللہ علیہ) رافضی ہوں۔

نعت شریف نمبر (۲۲)

- (۱) سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول !
 (۲) صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
 (۳) تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
 (۴) واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
 (۵) دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
- لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
 اٹل غنچہ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول
 تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول
 مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دہن پھول
 کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

مشکل الفاظ کے معانی :

* سرتا بقدم - سر سے لے کر پاؤں تک * تن - جسم * سلطان زمن - زمانے کا بادشاہ * لب - ہونٹ * دھن - منہ
 * ذقن - ٹھوڑی * بدن - جسم * بن - جنگل اور اس میں خود رو درخت * بن - نمبر لگنا ہے یعنی ہو جا * غنچہ - شے کی * ایما
 - اشارہ * تنکا - معمولی شے، گھاس کا ٹکڑا * کوہ - پہاڑ * محن - محنت کی جمع رنج و الم * واللہ - اللہ کی قسم * مرے گل - میرے
 محبوب * عطر - خوشبو * دہن - وہشی * بستہ - بندھا ہوا * گشت - گشتن سے بمعنی ہونا * لطافت - نرمی، خوبی

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) تاجدار زمانہ، حبیب یگانہ صلی اللہ علیہ وسلم سرانور سے لے کر قدم مبارک تک پھول (کی لطافت والے) ہیں، ہونٹ
 منہ، ٹھوڑی اور سارا جسم اقدس گویا پھول ہے۔

سر سے لے کر پاؤں تک تنور ہی تنور ہے جیسے منہ سے بولتا قرآن، وہ تفسیر ہے
 محو حیرت ہے یہ دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے
 حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مخلوق میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ کوئی شے لطیف نہیں ہے
 لیے اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سایہ نہیں بنایا کیونکہ سایہ ہر شے کا شے سے لطیف تر ہوتا ہے اگر آپ کا سایہ بھی ہوتا
 وہ آپ کے جسم انور سے لطیف تر ہوتا اور چونکہ آپ کے جسم سے لطیف تر تو کوئی چیز ہے ہی نہیں اس لیے سایہ ندارد۔
 تیری صورت بنا کے خدا نے جو کہا تو لا جواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں
 حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ما من منزل من منازل بنی سعد الا وقد شمو اریح المسک منه۔

(سبل الہدی ص ۴۷۷)

بنی سعد قبیلہ (جو میلوں میں پھیلا ہوا تھا) کے ہر گھر سے حضور علیہ السلام کی میرے گھر تشریف آوری کے بعد کستوری کی خوشبو آنے لگی۔

معطر دو عالم کو جو کر گیا ہے یہ کس باغ سے پھول لائی حلیمہ
مبارک تجھے یہ بڑائی حلیمہ بنی تو محمد کی دائی حلیمہ

(صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا)

ان لوگوں کی عقل پہ ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے (مگر کر نہیں سکتے کہ حرام ہے) جو یہ کہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جسم سے جو خوشبو آتی تھی وہ اس لیے تھی کہ آپ خوشبو زیادہ استعمال فرماتے تھے۔ یہ بنو سعد قبیلے کے ہر گھر سے کونسی خوشبو آرہی تھی؟ (داری، بیہقی) آپ گھر سے مسجد کی طرف تشریف لانے کے لیے نکلتے تو صحابہ کو خوشبو کے ذریعے علم ہو جاتا کہ یہ ہوا یہ فضا کہہ رہی ہے آقا تشریف لائے ہوئے ہیں۔

جس راہ سے آپ گزرتے راستے معطر ہو جاتے رات کی تاریکی میں حضور علیہ السلام کو (نور انیت کے علاوہ) خوشبو سے پہچانا جاتا۔ آپ کے ہاتھ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈے اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھے۔

(۲) حضور! آپ کے طفیل صرف باغوں میں ہی پھول نہیں کھلے بلکہ جنگل کے خود رو پودوں پر بھی بہار آئی ہوئی ہے اور ان پہ بھی پھول نکل گئے ہیں۔ نگاہ کرم فرمائیے اور میرے دل کی کلی کو بھی اپنی محبت میں پھول بنا دیجئے۔

جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہو گئے۔ حضور ﷺ کی رحمت کا اشارہ ہو جائے تو پتھر بول پڑیں۔ (خصائص کبریٰ ص ۷۵ ج ۲) ابو جہل کی مٹھی میں کنکریاں کلمہ پڑھنا شروع کر دیں۔

لا الہ الا اللہ گفت گوہر احمد رسول اللہ گفت

(مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اس پتھر کو آج بھی پہنچاتا ہوں جو مکہ میں میری بعثت سے پہلے مجھ پہ سلام پڑھتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۰)

آپ کا اشارہ ہو جائے تو پتھر اور درخت کلمہ پڑھتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔ (ابن ابی، بیہقی) امام ابو نعیم حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ (ﷺ) نے دعا فرمائی تو گھر کے دروازوں اینٹوں اور کھڑکیوں سے آمین آمین کی آوازیں آنے لگیں۔ (خصائص ص ۷۷ ج ۲)

آپ احد پہاڑ پہ قدم رکھیں تو وہ وجد کرنا شروع کر دے۔ (بخاری)

(۳) ہم ایک تنکا بھی ہلانے کی طاقت نہیں رکھتے اور میرے آقا اگر چاہیں تو غموں کے پہاڑ بھی پھول کی طرح نرم و نازک ہو جائیں۔ آپ کے انگلی کے اشارے سے چاند ٹکڑے ہو کر زمین پہ آجاتا ہے آپ کے لعاب دہن سے ابو بکر صدیق کی ایڑھی سے سانپ کے ڈسنے کا زہر ختم ہو اور تکلیف جاتی رہے۔ حضرت قتادہ کی آنکھ پہلے سے زیادہ روشن ہو جائے۔ آپ اشارہ فرمائیں تو گونگے بولنا شروع کر دیں۔ آپ لاعلاج مریض کو ہاتھ لگا دیں تو بیماری کا نام و نشان مٹ جائے آپ کے جسم سے لگنے والا کپڑا دھو کر بیماروں کو پانی پلایا جائے تو شفا یابی ہو جائے۔ (کتب حدیث)۔

(۴) خدا کی قسم ہے اگر شادی کے وقت کسی دلہن کو حضور علیہ السلام کا پسینہ مل جائے تو وہ کبھی کسی خوشبو کی طلب و خواہش نہ رکھے اور نہ ہی وہ کسی پھول کو تلاش کرے۔

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کیا کہ میری بیٹی کی شادی ہے میری مدد کیجئے آپ نے اس کو اپنی کلائیوں سے پسینہ اتار کر دیا جو اس نے اپنی بیٹی کو دے دیا تو وہ گھر بیت المصیبن (خوشبو والوں کا گھر) مشہور ہو گیا۔ صحابیات آپ کا پسینہ مبارک جمع فرمائیں۔

خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دہن مبارک (منہ) غنچہ نہیں کیونکہ غنچہ تو بند ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام کے دہن اقدس سے ہر وقت پھول جھڑتے رہتے ہیں۔ یہ حالت تو ہماری ہے کہ ہمارے دل بندھے ہوئے ہیں (محبت رسول سے خالی اور فاسد خیالات کی وجہ سے) ناپاک خون سے لتھڑے ہوئے ہیں نہ کوئی ان میں لطافت ہے نہ عشق رسول کی خوشبو ہے۔

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

(۶) شب یاد تھی کن دانتوں کی شبینم کہ دم صبح	شو خان بہاری کے جڑاؤ ہیں کرن پھول
(۷) دندان و لب و زلف و رخ شاہ کے فدائی	ہیں در عدن، لعل یمن، مشک ختن پھول
(۸) بوہو کے نہاں ہو گئے تاب رخ شہ میں	لوہن گئے ہیں اب تو حسینوں کے دہن پھول
(۹) ہوں بارگنہ سے نہ حجل دوش عزیزاں	لہ مرئی نغش کر اے جان چمن پھول
(۱۰) دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخن پا کا	اتنا بھی مہ نور پہ نہ اے چرخ کہن پھول

مشکل الفاظ کے معانی :

* دم صبح۔ صبح کے وقت * شو خان بہاری۔ موسم بہار کی زندہ دلی یعنی پھولوں کے نکلنے کا موسم جب وہ کھلتے ہیں اور شوخی کرتے ہیں * کرن۔ سورج کی شعاع * دندان۔ دانت * شاہ۔ بادشاہ یعنی حضور علیہ السلام * فدائی۔ عاشق، فدا ہونے والا * در عدن۔ عدن کے موتی * لعل یمن۔ یمن کے سرخ لعل * مشک ختن۔ خالص کستوری * بو۔ مہک * نہاں۔ پوشیدہ * تاب۔ چمک * دہن۔ منہ * بار۔ بوجھ * حجل۔ شرمندہ * دوش۔ کندھا * عزیزاں۔ رشتہ دار * لہ۔ اللہ کے لیے * خدا را * نغش۔ مردہ جسم * جان چمن۔ باغ کی روح * شیدائی، فریفتہ، عاشق، متوالا * پاؤں * مہ نو۔ ابتدائی دنوں کا چاند

* چرخ کہن۔ بوڑھا آسمان * پھول (آخری)۔ پھولنا سے ہے یعنی تکبر و غرور کرنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) جن دانتوں کو رات کی تنہائیوں میں، میں یاد کر رہا تھا وہ تو ایسے لگتے تھے کہ گویا شبنم ہے جو بوقت صبح سورج کی شعاع پڑنے سے چمک رہی تھی اور موسم بہار کے جو بن نے نورانی پھول جڑ دیئے تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دانت مبارک نہایت ہی چمکدار تھے (شامل ترمذی)

اذا تکلم رئی كالنور يخرج من بين ثناياه۔ (شرح شامل)

جب آپ کلام فرماتے تو نور نکلتا (جس سے دیواریں روشن ہو جاتیں) تاجدار گولڑہ فرماتے ہیں

دو ابرو قاب قوسین دن جیس تھیں نوک مژہ دے تیر چھٹن

لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں

(۷) ہمارے آقا وہ ہیں کہ جن کے دندان مبارک پہ عدن کے موتی نثار، لبہائے مبارک پہ لعل یمن (سرخ رنگ کا قیمتی ہیرا) قربان، زلف معتبر پہ خالص مشک فدا اور چہرہ منور پہ پھول جان چھڑکتے ہیں۔

دانتوں کی سفیدی کو عدن کے سفید چمکدار موتیوں سے، گلابی ہونٹوں کو یمن کے سرخ لعل (ہیرے) کے ساتھ، زلف دو تا کو مشک خالص (سخت سیاہ) کے ساتھ اور نورانی چہرے کو پھول سے تشبیہ اور آپس میں مشبہ اور مشبہ بہ کی مناسبتیں و لوازمات کی رنگینیوں نے شعر میں ایسی جان پیدا کر دی ہے کہ جان قربان کرنے کو دل چاہتا ہے۔

ان کے لب رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے پتھر میں حسن لعل پر انوار بنایا (ذوق نعت)

(۸) ہمارے پیارے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں تمام حسینان عالم کے حسن و جمال گم ہو کر رہ گئے اور ان کے دہن (منہ) جو اپنی جگہ پھول کی مہک رکھتے تھے جب سراجا منیر محبوب خدا کے نورانی چہرے کے سامنے آئے تو مہک کی بجائے گرم ہوا (لُو) کا منظر پیش کرتے دکھائی دینے لگے۔

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے

انبیا اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

سارے جہان کا حسن متفرق دیکھنا ہو تو اللہ کے سارے نبیوں کے چہروں میں دیکھا جاسکتا ہے اور اگر سارے جہاں کا سارا حسن ایک جگہ اکٹھا دیکھنا ہو تو رخ و انصافی کا نظارہ کیا جائے۔

داستان حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی اور جب سمٹی تو تیرا نام بن کر رہ گئی

(۹) اے میرے پیارے نبی! نگاہ کرم فرما کر میری لاش کو پھول کی طرح ہلکا پھلکا کر دیجئے تاکہ میرے عزیز میری لاش کا وزن اٹھا کر تھک نہ جائیں اور وزنی لاش کو میرے گناہوں پر محمول کر کے شرمندہ نہ ہوتے پھریں۔

(۱۰) اے بوڑھے آسمان! جب تیرے اوپر نیا چاند نکلتا ہے تو تو اتراتا اور پھولا نہیں سماتا، تو دیکھتا نہیں کہ میرے محبوب کے

پاؤں مبارک کی ایک انگلی کا ایک ناخن تیرے چاند سے زیادہ اپنے اندر کشش رکھتا ہے دلیل یہ ہے کہ ہلال تو ہلال تیرا بدر کا مل بھی میرے نبی کی انگلی کے ناخن کے اشارے سے ٹکڑے ہو کر قدموں میں آگیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی بڑی حکومت کے بلا شرکت غیرے حکمران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بوقت وصال وصیت فرما گئے کہ میرے کفن میں حضور علیہ السلام کے ناخن اقدس رکھنا نہ بھول جانا۔ (احیاء العلوم ج ۴)

اب خوف قبر کچھ نہیں مجھ حقیر کو ناخن میں یہ دکھاؤں گا منکر نکیر کو

- (۱۱) دل کھول کر خوں رو لے غم عارض شہ میں
(۱۲) کیا غازہ ملا گرد مدینہ کا جو ہے آج
(۱۳) گرمی یہ قیامت ہے کہ کانٹے ہیں زبان پر
(۱۴) ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے
(۱۵) دل غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چکائے
(۱۶) کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
- نکلے تو کہیں حسرت خوں نابہ شدن پھول
بکھرے ہوئے جو بن میں قیامت کی پھین پھول
بلبل کو بھی اے ساقی صہبا و لبن پھول
بیکس کے اٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول
سورج ترے خرمن کو بنے تیری کرن پھول
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

مشکل الفاظ کے معانی:

* دل کھول کے خون رو لے۔ پوری حسرت نکال لے * غم عارض۔ آنے والا غم * حسرت۔ افسوس * خون نابہ۔ خون ملا پانی (آنسو) * شدن۔ ہونا * غازہ۔ خوشبودار پاؤ ڈر * گرد۔ غبار، مٹی * نکھرے ہوئے۔ صاف ستھرے * جو بن۔ جوانی کا جوش * پھین۔ خوبصورتی، آرائش و زیبائش * ساقی۔ پلانے والا * صہبا۔ سفید انگور کی سرخ شراب * لبن۔ دودھ * گریہ۔ رونا * فاتحہ۔ ایصال ثواب کرنا * بے کس محتاج * بھرن۔ تیز بارش * گھیرے ہیں۔ احاطہ کیے ہوئے ہیں * خرمن۔ کھلیان، غلے کا ڈھیر * کرن۔ شعاع * چمنستان۔ باغ * کرم۔ سخاوت، بخشش * زہرا۔ حضرت فاطمہ الزہرا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہا کا پاکیزہ لقب جس کا معنی ہے جنت کی کلی * حسین اور حسن۔ حضرت فاطمہ الزہرا کے صاحبزادے، جنت کے جوانوں کے سردار۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱۱) اے میری آنکھو! عنقریب تمہیں مدینے کی بہاریں چھوڑ کر یہاں سے چلے جانا ہے تو آنے والی جدائی پر ابھی خون کے آنسو رو لو تا کہ یہ خونی آنسو پھول بن کر تمہارے دل کی حسرت کو پورا اور جدائی کے غم کو ہلکا کر دیں۔
(۱۲) اے پھولو! آج تمہارا حسن اتنے شباب پہ کیوں نظر آ رہا ہے؟ کیا تمہیں آج غبار مدینہ تو ہاتھ نہیں آگیا جس کو تم نے چہروں پر بطور (غازہ) پاؤ ڈر کے مل لیا ہے۔

غبار مدینہ کی کیا ہی عظمت ہے کہ حضور علیہ السلام نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان فی غبار ہا شفاء من کل داء۔ (خلاصۃ الوفاء)

ہر بیماری کے لیے بلکہ ایک روایت میں ہے کہ برص کے لئے علاج مریض کے لیے بھی مدینہ کی خاک میں شفاء ہے۔
غبارِ راہ طیبہ سرمہ چشم بصیرت ہے یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاک شفا کہیے
اور اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت کے برادرِ اصغر مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

خاک ان کے آستانے کی منگا دے چارہ گر فکر کیا؟ حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں
ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقش کف پاکی سر پر کبھی رکھیں کبھی آنکھوں سے لگائیں
(مولانا حسرت موہانی)

اللہ رب العالمین نے سورہ عادیات میں ان گھوڑوں کی اور ان کے قدموں سے اڑنے والی خاک کی قسم یاد فرمائی ہے جن
پر حضور ﷺ کے صحابہ کرام سوار ہو کر جہاد کو جاتے تھے تو گویا خاکِ مدینہ کی بھی قسم یاد فرمائی گئی۔

اگر مقدر نے یادری کی اگر مدینے گیا میں خالد قدم قدم خاک اس گلی کی میں چوم لوں گا اٹھا اٹھا کر
(۱۳) قیامت کی قیامت خیز گرمی میں جب کہ زبانیں سوکھ کر کاٹنے کی طرح ہو جائیں گی تو اے میرے ساتی کوثر آقا! اپنے
(بلبلوں) غلاموں کو حوض کوثر کا جام پلا کر ایسی پیاس بجھائیں کہ لا یظم أبعدہ ابداء۔ پھر کبھی پیاس نہ لگے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ
علیہ ایک روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دوسروں کو تو حضور علیہ السلام جام سے پلا رہے ہوں گے لیکن علماء کو حضور اپنے
مبارک ہاتھوں سے پلائیں گے اور جب لوگ اس پر رشک کریں گے اور پوچھیں گے کہ حضور! یہ امتیازی سلوک کیوں ہے؟ تو آپ
فرمائیں گے تم دنیا میں رہ کر دنیا کماتے رہے یہ روکھی سوکھی کھا کر دنیا میں بھی میرے دین کا کام کرتے رہے (تفصیل دیکھئے شان
مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ میں ”فضل العلم والعلماء۔ دقائق الاخبار)

(۱۴) کون ہے جو مجھ غریب کی قبر پہ آکر روئے گا اور کچھ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے گا کاش کہ اے میرے آقا آپ کا کوئی
غلام آپ کی رحمت کا ذکر کرے اور آپ کی رحمت کی تیز بارش بھول بن کر میرے گناہوں کا خاتمہ کر دے۔ اور مجھے ابدی سکون میسر
آجائے کیونکہ یاد محبوب راحت جاں ہے ذکر محبوب عین ایماں ہے۔ من احب شینا فاکثر ذکرہ۔

معراج کی رات جو براق سر جھکا کر آنسو بہا ہاتھ اس کو حضور ﷺ کا نام لے کر جبریل امین نے خوش کیا اور وہی حضور
علیہ السلام کی سواری بنا کیونکہ:

جیہڑا (یاد رسول .. وچ) رووے گا اوہڑا ای کم .. ہووے گا
نہمۃ المجالس میں ہے کہ قرآن مجید کی آیہ مبارکہ وانہ هو اضحک وابکی (النجم: ۴۳) کا مطلب ہے۔
اضحاک السماء بعروجه اليها۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو معراج یہ بلایا اور حضور سے ملا کر روتے ہوئے آسمان کو ہنسایا۔

ان کے غم کوئی کیسے ہی غم میں ہو جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
(۱۵) اے میرے دکھی دل! تجھے غموں نے کس قدر گھیر رکھا ہے خدا کرنے تجھے وصل محبوب کے نور کی ایک چمک مل جائے مدینہ
کی حاضری نصیب ہو جائے اگرچہ کچھ لمحوں کے لیے یا زیارتِ مصطفیٰ ہو جائے اگرچہ خواب میں ہی سہی، تو تیرے دل سے نور کے

ایسے چشمے پھوٹیں گے کہ سورج بھی ان نوروں کی ایک شعاع نظر آئے گا۔

(۱۶) اے عبد مصطفیٰ گدائے درخیر الوریٰ احمد رضا! اس کرم و رحمت کے باغ کی کیا ہی بات ہے جس باغ رسالت کی کلی سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا اور سید اشباب اہل الجنت حسین و حسن جس باغ کے مہکتے ہوئے پھول ہوں۔ اے میرے اللہ ہمیں ان نفوس قدسیہ کی محبت عطا فرما کیونکہ:

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے	زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے
محبت اہل بیت مصطفیٰ کی نور برحق ہے	کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیل حرم میرا
کہیں شاہ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا	کہ ہے دُرّ نجف ہو کر چمکتا دُرّ یم میرا

-----***-----

نعت شریف نمبر (۲۳) ”میم“

- (۱) ہے کلام الہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
(۲) تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم
(۳) وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم
(۴) ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
(۵) یہی عرض ہے خالق ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

مشکل الفاظ کے معانی:

* کلام الہی - اللہ تعالیٰ کا کلام (قرآن مجید) * شمس - سورۃ الشمس * ضحیٰ - سورۃ الضحیٰ * نور فزا - نور ہار، نور
بڑھانے والا، روشنی دینے والا، سراج منیر * شب تار - اندھیری رات مراد ہے والیل اذا بجی * دوتا - خم دار، کندل والی
* خلق - عادت (اخلاق) * عظیم - بہت بڑا * خلق - پیدائش * جمیل - خوبصورت * تجھ سا - آپ جیسا * شہا - میرے
آقا * خالق - پیدا فرمانے والا * حسن و ادا - حسن و جمال اور عادت مبارکہ * کلام مجید - قرآن پاک * کھائی - یاد فرمائی
* عرش بریں - عرش معلیٰ، خدا کا تخت * محرم راز - جگری یار، ہراز * روح امیں - جبریل علیہ السلام * سرور - سردار * مثل
- آپ جیسا، ثانی * ارض و سما - زمین و آسمان * جوار - پڑوس * خلد - جنت * صفا - پاکیزگی

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) اے میرے نور والے آقا! قرآن مجید میں الشمس و الضحیٰ فرما کر اللہ نے آپ کے چہرہ انور کی قسم یاد فرمائی ہے اور والیل
اذا بجی فرما کر آپ کی کندل والی سیاہ زلفوں کی قسم یاد فرمائی ہے (تفسیر عزیز) گویا دن اگر منور و روشن ہے تو رخ مصطفیٰ سے اور
رات اگر اندھیری و سیاہ ہے تو زلف دوتا ہے۔

دن کو انہی سے روشنی شب کو انہی سے چاندنی سچ تو یہ ہے روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے
(۲) اے میرے رحمت والے آقا! اللہ نے آپ کے خلق مبارک کو عظیم (بہت بڑا) قرار دیا ہے (وائک لعلی خلق عظیم) اور
آپ کی ولادت باسعادت ہزاروں سعادتیں اور برکتیں لے کر آئی ایسی نرالی و حسین کسی کی پیدائش نہ ہوئی (کہ آپ والدہ کے لطن
میں آئے تو ان کو کوئی گرانی و تکلیف نہیں ہوئی، لطن اقدس بڑھا نہیں۔ فرشتوں اور نبیوں نے ان کو آکر سلامی دی، کعبے نے وجد
کیا، پتھر کے بت تھر تھرا کر گر گئے۔ آپ ناف بریدہ، غسل شدہ، سرمہ لگے ہوئے، ختنے کیے ہوئے پیدا ہوئے، آپ کو پیٹ میں
خوراک دوسرے بچوں کی طرح حیض کے خون کی نہ دی گئی بلکہ نور کی دی گئی۔ آپ پیدا ہوئے تو ہر قسم کی آلائش سے پاک۔ آپ کی
پیدائش کے وقت آپ کی امی جان کے لطن اقدس سے ایسا نور نکلا کہ اس نور کی روشنی میں انہوں نے ہزاروں میل دور قیصر و کسریٰ کے
محلات کو دیکھ لیا) میرے آقا! بھلا آپ کی طرح کا کون ہو سکتا ہے؟ ہاں ہاں! زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی قسم ہے۔
تیرے جیسا کوئی نہیں۔

(۳) اے میرے شفاعت والے رسول! جو مرتبہ آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمایا وہ آج تک نہ کسی کو ملا ہے اور نہ قیامت
تک کسی کو ملے گا اور حد ہو گئی کہ وہ رب العالمین ہو کر آپ کے شہر پاک، آپ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اور آپ کی مبارک زندگی
کی قسم (قرآن مجید میں) یاد فرما رہا ہے۔

شہر کی قسم: لا اقسم بهذا البلد (سورة البلد)

کلام کی قسم: وقيله يا رب ان هولاء قوم لا يؤمنون (الزخرف)

بقا (زندگی) کی قسم: لعمرک انهم لفي سكرتهم يعمهون (الحجر)

والعصر ہے تیرے زماں کی قسم لعرک ہے تیری جاں کی قسم
والبلد ہے تیرے مکاں کی قسم تیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا
کسی فارسی شاعر نے کیا خوب فرمایا۔

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است می خورد سو گندرب کردگار نام محمد است
ہر کوئی اپنے پیارے ہی کی قسم اٹھاتا اور اللہ اپنے پیارے محمد کے نام کی قسم یاد فرماتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ شعر دراصل
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک فرمان کا ترجمہ ہے جو زرقانی شریف میں ابن قیم کے حوالے سے ہے۔

لا يعرف في السلف نزاع ان هذا قسم من الله تعالى بحيوة رسوله۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت (لعرک) میں حضور علیہ السلام کی زندگی کی قسم یاد فرمائی ہے۔

(۴) اے میرے عظمت و شان والے نبی! آپ کی عظمتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ خدا کا تخت، عرش معلیٰ تو آپ کے ناز و
ادا سے بیٹھنے کی جگہ ہے، اور سید الملائکہ جبریل امین علیہ السلام آپ کا ہر از وزیر ہے اور آپ دونوں جہانوں کے بادشاہ ہوئے
(کیونکہ وزیر بادشاہوں کے ہی ہوتے ہیں) میں کیا کیا عرض کروں میرے آقا! خدا کی قسم آپ جیسا کوئی نہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

واهل السنة يعتقدون أن الله يجلس رسوله ونبیه المختار علی سائر رسله
وانبیائه معه علی العرش یوم القیمة۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت تمام نبیوں اور رسولوں میں سے صرف امام الانبیاء علیہ السلام کو ہی اپنے
ساتھ عرش معلیٰ پر بٹھائے گا۔

حبیب خدا اشرف انبیاء کہ عرش مجیدش بود مہکا
زہے عزت و اعتلائے محمد کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد
مکان عرش انکا فلک فرش انکا ملک خادمان سرانے محمد

(۵) اے زمین و آسمان کو پیدا فرمانے والے میرے اللہ! میری تجھ سے یہی عرض و دعا ہے اور دنیا کا بھی دستور ہے کہ نوکر
مالکوں کے ساتھ ہی رہتے ہیں اور جب تیرا محبوب میرا نبی و رسول ہے اور میں ان کا گنہگار متی و غلام ہوں اور نوکر اپنے مالکوں کے
ساتھ ہی رہتے ہیں جب دنیا میں ایسا ہے تو دنیا مزرع الاخرة۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ تو جنت میں جہاں تو اپنے نبی کا محل
بنائے ساتھ میرا کواثر بھی ہو جائے (حضرت ربیعہ نے بھی یہی عرض کیا تھا اسئلک مرافقتک فی الجنة حضور میں جنت میں آپ
کا پڑوس چاہتا ہوں ان کو تو مل گیا اے اللہ میری دعا بھی ان کے صدقے قبول کر لے اور مجھے اپنے نبی کے صحابی کا کلاس فیلو بنا
دے) اور اے اللہ! میرا مطلب یہ نہیں کہ آخرت میں ہی یہ نعمت ملے اور دنیا میں محروم رہوں، اپنے جاہ و جلال کا صدقے یہاں بھی
اپنے رسول پاک کا جلوہ دکھا دے (جیسا کہ اگلے شعر میں عرض کیا گیا)۔

وکھا دے مدینے دارہ کملی والے تیری دید دا ڈاھڈا چاکلی والے
تیرے صدقے عرشاں تے معراج دی شب خدا ویکھدا تیرا راہ کملی والے
وکھا دے کدی سبز گنبد دی جالی تے روضے تے مینوں بلا کملی والے
زمانے دے سلاطین ترے در دے منگتے سخاوت دے نیں بادشاہ کملی والے
ایہہ عاشق تے گھر بار عاشق دا سارا روے کردا تیری ثنا کملی والے

حضور علیہ السلام کا پڑوس یہاں مل جائے تو بھی جنت مابین منبری و بیتی روضۃ من رباض الجنة۔ (الحديث)
اور جنت اس جوار کی پاکیزگی پہ قربان ہو کر اس کی قسم اٹھاتی ہے اور وہاں مل جائے تو بھی نوز اور دونوں جگہ مل جائے تو نور علی نور
یہدی اللہ لنورہ من یشاء۔

(۶) تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عزو علا کی قسم
(۷) مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

(۸) یہی کہتی ہے بلبل باغ جتاں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

مشکل الفاظ کے معانی:

* لطف و عطا - مہربانیاں * بھروسہ - سہارا * عز و علا - عزت و بلندی * حد سے سوا - بے حد و حساب * رجا - امید و
آرزو * عطا - بخشش * جتاں - جنت * سحر بیاں - جادو بیاں، فصیح و بلیغ، دل موہ لینے والا مقرر و خطیب * ہند - پاک و ہند
(اس وقت یہی ہند تھا) * واصف - تعریف کرنے والا * شاہ ہدی - ہدایت دینے والا بادشاہ یا ہدایت کا بادشاہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
* شوخی - بے باکی، ناز و ادا، نخرہ * طبع - طبیعت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) اے اللہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے بندوں پہ تو ہی مہربانیاں فرماتا ہے اور ان کے بگڑے کام تو ہی سنوارتا ہے، میرا
بھی یہی عقیدہ و ایمان ہے اور بھروسہ بھی تجھی پہ ہے اور ساتھ یہ عاجزانہ دعا بھی تجھی سے ہے کہ میرا بگڑا کام صرف تیرے نبی کے
دیدار سے سنور سکتا ہے اے اللہ! تجھے قسم ہے اپنی عزت و بلندی کی مجھے اپنے حبیب کا دیدار عطا کر دے۔ یا رسول اللہ!

تیری آرزو میں جینا تیری جستجو میں مرنا
یہی میری زندگی ہے یہی میری بندگی ہے

(۷) یا اللہ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے گناہ ریت کے ذروں سے، پانی کے قطروں سے، آسمان کے ستاروں سے اور درختوں
کے پتوں سے بھی زیادہ ہوں گے لیکن تو نے اپنے حبیب کی زبان سے خود ہی تو کہلوایا ہے۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ
یغفر للذنوب جمیعاً۔ اور تیری سب سے بڑی رحمت تیرا محبوب ہے۔ تو نہ میں تیری رحمت سے ناامید ہوں اور نہ ہی میرا یہ عقیدہ
ہے کہ نبی صرف پیغام پہنچانے والا ہے پیغام دے کر چلا گیا اب اس کی ضرورت نہیں بلکہ میرا تو عقیدہ یہ ہے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
بلکہ حضور کے کرم سے بھی امید کامل رکھتا ہوں (کہ میرے گناہ ضرور معاف ہو جائیں)

تو کریمی و رسول تو کریم ضد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

(۸) یا رسول اللہ! آپ کی رحمت کا دامن تھام کے اور آپ کے کرم پر چل کر آپ کے در کا گدا عبد مصطفیٰ، احمد رضا، اپنی شوخی
طبیعت کے تقاضائے سے عرض کر رہا ہے کہ جنت کی بلبلیں کہتی ہوں گی کہ ہندوستان میں احمد رضا جیسا اللہ کے محبوب کی تعریف
کرنے والا فصیح و بلیغ کوئی نہیں ہے اور یہ بات وہ رضا کی شوخی طبع کی قسم اٹھا کر کہہ رہی ہوں گی۔

اعلیٰ حضرت غیروں کی نظر میں:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا یہ شعر بطور تحدیثِ نعمت ہے اور اس کی نہ صرف گنجائش بلکہ اس کا حکم قرآن پاک میں موجود
ہے واما بنعمة ربك فحدث (الضحیٰ) اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کیجئے۔

اور یہ ایک ایسی حقیقت بھی ہے کہ جس (عظمت احمد رضا) کو اپنے تواپنے ان کے مخالفوں نے بھی دے لفظوں میں تسلیم

کیا ہے۔ کوثر نیازی صاحب کا مقالہ ”ایک ہمہ جہت شخصیت“ شبلی نعمانی اور سلمان ندوی کے اعلیٰ حضرت کے بارے میں تاثرات۔ رسالہ الندوہ۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء و اگست ۱۹۱۳ء ص ۱۷) مولوی فضل عظیم بہاری اہل حدیث عالم (اخبار ہند میرٹھ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۳ء) جو ساری عمر اعلیٰ حضرت کو بدعتی کہتے رہے اور جب آپ کا فتاویٰ رضویہ و فتاویٰ افریقہ ہاتھ لگا تو کہتے ہیں کہ میرے دل میں جو ان کے بارے میں غلط فہمی تھی وہ دور ہو گئی اور میں یہ تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکا کہ موجودہ دور میں اگر کوئی محقق عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خاں بریلوی ہے۔

مولانا محمد علی جوہر نے کئی اختلافات کے باوجود کہا کہ احمد رضا خاں بریلوی اس دور کے سب سے بڑے محقق، ادیب، شاعر، مدقق اور مرد حق ہیں، بلاشبہ ایسی ہستیوں کا وجود ہمارے لیے مرہونِ منت ہے (روزنامہ خلافت بحوالہ طمانچہ ص ۳۸) اس طرح کے تعریفی کلمات امام اہل سنت کے متعلق اشرف علی تھانوی نے، اشرف السوانح اور رسالہ النور میں۔ انور شاہ کشمیری کے رسالہ دیوبند ۱۳۳۰ھ میں۔ مولوی اعجاز علی شیخ الادب دارالعلوم دیوبند کے رسالہ نور ۱۳۴۲ھ میں۔ شبیر احمد عثمانی کے ادبی دیوبند ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ میں۔ شورش کاشمیری کے چٹان اپریل ۱۹۶۳ء میں۔ مولانا مودودی کے مفت روزہ شہاب لاہور نومبر ۱۹۶۱ء میں۔ شیعہ مجتہد سید عباس رضوی آف بمبئی کے ماہنامہ المیزان بمبئی جون ۱۹۷۶ء میں۔ اہل حدیث فاضل ڈاکٹر پروفیسر محی الدین الوائی جامعہ ازہر مصر کے المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء میں اور حکیم عبدالحی کے نزہۃ الخواطر مطبوعہ حیدرآباد دکن میں لکھ کر آپ اگر انصاف پسند ہیں تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

الفضل ما شہدت به الاعداء۔

فضیلت وہ کہ جس کی گواہی دشمن بھی دے اور جادو وہ جو سر جڑھ کر بولے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۲۴)

- (۱) پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
(۲) کس بلا کیئے سے ہیں سرشار ہم
(۳) تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
(۴) دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم
(۵) لغزش پا کا سہارا ایک تم
- یا الہی کیوں کر اتریں پار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم
جنس نا مقبول ہر بازار ہم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم
گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم

مشکل الفاظ کے معانی:

* پاٹ - چوڑائی، چکی کا پتھر * دھار - پانی کی دھار اور بہاؤ * زار - کمزور * کیونکر - کس طرح * پار - دوسرے کنارے پر * بلا - مصیبت، زبردست * ئے - شراب * سرشار - مست * دن ڈھلا - سورج ڈوب گیا * ہشیار - باہوش، خبر دار * کرم - بخشش * مشتری - خریدار * عیب - خرابی * جنس - سودا * نا مقبول - ردی، ناقابل قبول * خار - کاٹا، پھانس * لغزش پا - پاؤں کی پھسلن یعنی غلطی کوتاہی * سہارا - مدد، آسرا * ناہنجار - نالائق۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے اللہ! دریا کی چوڑائی بہت زیادہ ہے پھر اس کا بہاؤ شدید ہے اوپر سے ہم کمزور ہیں، پھر بھلا دریا سے پار جانا تیری مدد و سہارے کے بغیر کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے۔

دنیا و آخرت کے مراحل بہت سخت ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر یہ سفر طے نہیں ہو سکیں گے۔ جو زندگی کے دریا میں شیطان کے بہکاوے کی موجوں سے اپنے ایمان کو بچا کر لے گیا سمجھ لو کہ اللہ کی رحمت اس کا سہارا بن گئی ہے۔

یا الہی رحم کن برما ہمہ عفو کن جملہ گناہ ماہمہ
(۲) اُف خدایا! یہ کس غضب کی شراب ہم نے پی رکھی ہے کہ جس نے ہمیں اتنا غافل و بدمست کر دیا ہے کہ ہوش میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہے ہیں۔

یا اللہ! یہ شیطان نے ہمیں گناہوں کے نشے میں کس قدر مست کر دیا ہے کہ بچپن گزرا، جوانی گزری بڑھاپا آ گیا مگر ہم گناہوں کی مستی سے ہوش میں نہیں آ رہے۔

زندگی آمد برائے زندگی بے بندگی شرمندگی

سیاق و سباق سے شعر کا یہی مطلب متعین ہوتا ہے اس کو ”عامیانہ“ کہنا مناسب نہیں ہے۔

(۳) اے میرے رحمت والے آقا! آپ تو ہر کس و نا کس کو سینے سے لگانے والے ہیں یہ آپ کا کرم ہے کہ آپ عیب والے سودے کے بھی خریدار بن گئے اور اپنی امت میں قبول کر لیا اور نہ ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہم اپنی شامت اعمال کی وجہ سے ردی اور ناقابل قبول سودا بن چکے ہیں۔

قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کا کفار و مشرکین کے ایمان کے لیے حریص ہونا اور اہل ایمان کے گناہوں پر پریشان اور ان پر آپ کی رافت و رحمت کا ذکر موجود ہے۔

حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ (توبہ)

لعلک باخع نفسك الا یکنوا مومنین (الشعراء) طہ ما انزلنا علیک القرآن

لتشقی! (طہ)

اور اس طرح کی دیگر بے شمار آیات بینات۔ جب کہ احادیث مبارکہ۔

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔ الصالحون لله و الطالحون لی۔

سے مندرجہ بالا شعر کی پوری طرح وضاحت ہو جاتی ہے۔

اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جن کو جنس نامقبول سمجھ کر ہی امیہ نے ظلم کے پہاڑ توڑے تھے لیکن حضور علیہ السلام کے کرم سے یہی بلال کبھی کعبہ کی چھت پہ کھڑے اذان پڑھ رہے ہیں تو کبھی اس بلال کو حضرت عمر جیسا سردار سیدنا بلال کہہ کر بلارہا ہے، اور اس بلال کے قدموں کی آواز جنت میں سنائی دے رہی ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر جب بلال حبشی کو کعبے کے اوپر چڑھ کر اذان پڑھنے کا حکم ہوا تو مجمع میں کھسر پھسر ہونے لگی کہ کسی اور کو چڑھایا ہوتا، کوئی بڑے خاندان والا ہونا چاہیے تھے وغیرہ لیکن آقائے دو جہاں نے علی الاعلان، بیانگ دہل اور ڈنکے کے چوٹ پہ فرمایا نہیں نہیں جو امیہ کے گرم پتھروں پہ جسم میں گرم سلاخیں سمیٹ کر اُحد اُحد کہتا رہا آج وہی کعبے کی چھت پر چڑھ کر اللہ اکبر کہے گا۔

جب تک پکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضرت صدیق اکبر نے جب حضرت بلال کو خریدا تو اس سے پہلے ہر کوئی بلال حبشی کو غلام کہتا تھا لیکن جب بلال حضور کے غلام بنے تو غلام کہنے والوں نے حضرت بلال کو آقا کہنا شروع کر دیا کیونکہ جو حضور کے قدموں میں آجائے اس کے قدموں میں ساری خدائی آ جاتی ہے پھر یہی بلال کبھی حوروں کی پیشانیوں کا تل بن رہے ہیں اور کبھی حضور علیہ السلام کی سواری کی مہار پکڑ کر سب سے پہلے جنت میں جا رہے ہیں۔

(۴) اے میرے کریم آقا! آپ کی عظمت کا کیا کہنا کہ دشمن کے لیے بھی رحمت ہیں اور دشمن ہو کر بھی وہ آپ کو صادق و امین

کہہ رہے ہیں اور ہماری پستی بھی دیکھئے کہ دوستوں کی نظروں میں بھی کانٹے کی طرح چھتے ہیں اور ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتے۔

ابو جہل جیسے فرعون هذه الامة سے بھی جب کسی نے حضور علیہ السلام کے بارے میں تنہائی میں پوچھا تو اس نے کہا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو سچے مگر یہ قصی کی اولاد ہیں پہلے ہی سارے اعزاز ان کے پاس ہیں اب اگر نبوت کا اعزاز بھی یہی لے

گئے تو باقی قریشیوں کے پاس کیا رہ جائے گا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قد نعلم انه لیحزنک الذی یقولون روح البیان۔

(۵) یا رسول اللہ! ہم جیسے نکلے و نالائق جو نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر قدم قدم پہ پھسل رہے ہیں اور ابھی بہت بڑی پھسلنے کی جگہ قبر و حشر کا قیامت خیز منظر تو آنے والا ہے، اے ہمارے آقا! بس آپ ہی کی ذات کا سہارا ہے ہمیں اس دنیا کے قعر مذلت میں گرنے سے بچائیے تاکہ اس پر فریب دنیا کے دہندوں میں پھنس کر دین و ایمان سے کہیں ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اور آخرت میں اپنی شفاعت کا سہارا عطا فرما دینا۔

تیرے کرم سے سب کی سلامت ہے زندگی تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

(۶) صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد کیسے توڑیں یہ بت پندار ہم

(۷) دم قدم کی خیر اے جان مسیح در پہ لائے ہیں دل بیمار ہم

(۸) اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

(۹) اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند مرٹے پیاسے ادھر سرکار ہم

(۱۰) اپنے کوچہ سے نکالے تو نہ دو ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم

(۱۱) ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم ہیں سخی کے مال میں حق دار ہم

(۱۲) چاندنی چھٹکی ہے ان کے نور کی آؤ دیکھیں سیر طور و نار ہم

مشکل الفاظ کے معانی:

* صدقہ - خیرات * المدد - مدد فرمائیے * بت - پتلا، مورتی * پندار - غرور * دم قدم - زندگی * جان مسیح - مردوں کو زندہ کرنے والے عیسیٰ علیہ السلام کی جان * دل بیمار - بیمار و مریض دل، یعنی گناہوں سے لٹھڑا ہوا * رحمت - کرم کریمانہ * بدکار - گنہگار، نکلے، عیبی * بوند - قطرہ * پیاسے - پانی (لذت دیدار) کے طالب * سرکار - آقا، والی * کوچہ - گلی * حد بھر - حد سے زیادہ * خدائی خوار - ذلیل و رسوا و آوارہ * ٹکڑا - نوالہ * حق دار - مستحق، حصے والا * چاندنی - روشنی * چھٹکی - پھیلی * سیر - تفریح کے لیے چلنا، نظارہ کرنا، تماشا دیکھنا * طور - پہاڑ * نار - آگ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) اے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول۔ اس غرور کے بت کو جس کو ہم نے اپنے ذہنوں میں بٹھا رکھا ہے اور جو ہمیں حق قبول کرنے نہیں دے رہا ہم کمزور لوگ کیسے توڑیں، اس کو توڑنے کے لیے ہمیں آپ کے مبارک بازوؤں کی مدد کا سہارا درکار ہے۔ ہمارے آقا علیہ السلام کی جسمانی طاقت کا یہ عالم ہے کہ حضور علیہ السلام کو چالیس نبیوں کے برابر طاقت عطا فرمائی گئی جب کہ ہر نبی کو سو جنتیوں کے برابر طاقت دی گئی اور ایک جنتی میں دنیا کے چالیس مردوں کے برابر طاقت ہوتی ہے۔

”جن“ ایک ایسی مخلوق کہ جس کا نام سن کر کئی لوگوں کو بخار چڑھ جاتا ہے جب کہ عزرائیل علیہ السلام کا نام سن کر جن کی بھی جان نکل جاتی ہے اور عزرائیل علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مار کر ان کی آنکھ نکال دی۔ پھر امام الانبیاء کی طاقت کا مقابلہ کون کرے کہ موسیٰ علیہ السلام تو ایک تجلی کے آگے نہ ٹھہر سکے اور

تو عین ذات می نگری در تبسمی

حضور علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے اسی تجلی والے کا دیدار کر لیا۔ اس موضوع کو ”طاقت مصطفیٰ“ کے عنوان سے شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ میں دیکھئے۔ اور اسی میں مشہور پہلوان رکانہ اور ابوالاسو (ججی کو حضور علیہ السلام کا بچھاڑنا جیسے ایمان افروز واقعات بھی ملاحظہ فرمائیں) جب جسمانی طاقت کا عالم یہ ہے تو روحانی طاقت کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

انسان جا رہا ہے خود چل کے چاند پر لیکن نبی نے چاند کو در پہ بلا لیا
قربان جاؤں یا نبی تیرے مقام پر تو نے تو پتھروں کو بھی کلمہ پڑھا لیا
(۷) اے میرے جان مسیحا! ہم آپ کی بارگاہ میں گناہوں کی بیماری میں مبتلا دل لے کر آئے ہیں پیارے عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات و کمالات بھی تو آپ کے در کی خیرات ہیں کرم کیجئے اور ہمارے بیمار دلوں کا علاج کیجئے، کیونکہ آپ کو اللہ نے دلوں کو پاک کرنے کا منصب سونپ رکھا ہے ویز کیہم۔

(۸) میرے آقا آپ کو جو اپنی بدحالیاں عرض کر رہے ہیں تو اس لیے نہیں کہ آپ جانتے نہیں ہیں بھلا بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے۔ مال والے کو اپنے مال کے سارے حالات کا علم ہوتا ہے، صرف آپ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے یہ دکھڑا سنا رہے ہیں ورنہ آپ کو معلوم ہے ہم کس قدر بدکار و سیہ کار ہیں، مہربانی فرمائیے ہمارے جرم نہ دیکھئے بلکہ اپنا کرم دیکھئے ہماری خطائیں نہ دیکھئے اپنی عطائیں دیکھئے ہمارا کام جرم کرنا آپ کا کام کرم کرنا، ہمارا کام خطا کرنا آپ کا کام عطا کرنا ہے۔

گر تو ہی نہ سنے گا تو پھر کون سنے گا یہ دل کی صدائیں ہیں میری آواز نہیں ہے
(۹) حضور! آپ اپنے مہمانوں کی جو اپنے ہاتھوں سے تواضع فرماتے تھے اور آج بھی فرما رہے ہیں، ہم پیاس سے مر رہے ہیں اپنی رحمت کے دریا سے ان مہمانوں کا صدقہ ہمیں بھی عطا کیجئے۔

چند سال پہلے سعودی حکومت نے مسجد نبوی میں بچوں کے داخلے پر پابندی لگا دی کہ عورتیں بچوں کو نہ لایا کریں قالین خراب کر دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام اپنے کسی غلام کو خواب میں ملے اور فرمایا! حکومت والوں کو کہہ دو کہ اپنے قالین اٹھا لو میرے ننھے منے زائرین پہ پابندیاں نہ لگاؤ

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

(۱۰) اے میرے کریم آقا! اگرچہ ہم اس قابل تو ہیں کہ دھتکار دیئے جائیں کیونکہ ہم نے آپ کی نافرمانیاں کر کے آپ کا بہت دل دکھایا ہے لیکن آپ تو رحمتہ للعالمین ہیں آپ کی بارگاہ سے تو کوئی بھی محروم نہیں لوٹا اس لیے ہمیں نبھائیں بھی اور ہم نکموں پر نگاہ کرم بھی فرمائیں۔

مصطفیٰ خیر الوری ہو مالک ہر دوسرا ہو

اپنے اچھوں کا تصدق ہم بدوں کو بھی نبھاؤ
(۱۱) اے میرے آقا! بحکم قرآنی وفي اموالهم حق للسائل والمحروم (الذاریات) خیوں کے مال میں منکوں کا حق متعین ہے، چلو زیادہ نہ سہی اپنے دربار کے لنگر کا ایک ٹکڑا ہی عطا ہو جائے۔

تمہارا کیا بگڑتا ہے ہمارا کام ہو جائے
(۱۲) میرے آقا کے نور کا جلوہ کرایا جا رہا ہے چلو ہم بھی کوہ طور اور آگ کا نظارہ کرتے ہیں۔

(۱۳) ہمت اے ضعف ان کے در پر گر کے ہوں بے تکلف سایہ دیوار ہم

(۱۴) باعطا تم شاہ تم مختار تم بے نوا ہم ، زار ہم ، ناچار ہم

(۱۵) تم نے تو لاکھوں کو جانیں پھیر دیں ایسا کتنا رکھتے ہیں آزار ہم

(۱۶) اپنی ستاری کا یا رب واسطہ ہوں نہ رسوا برسر دربار ہم

(۱۷) اتنی عرض آخری کہہ دو کوئی ناؤ ٹوٹی آپڑے منجدھار ہم

(۱۸) منہ بھی دیکھا ہے کسی کے عضو کا دیکھ او عصیاں نہیں بے یار ہم

مشکل الفاظ کے معانی:

* ہمت - حوصلہ، جرات * ضعف - کمزوری * بے تکلف - بے دھڑک * سایہ دیوار - دیوار کی چھاؤں * عطا - سخاوت * شاہ - بادشاہ * مختار - صاحب اختیار، آزاد * بے نوا - بے سرو ساماں * زار - کمزور و لاغر * ناچار - مجبور * پھیر دیں - لوٹا دیں * آزار - روگ، دکھ درد * ستاری - پردہ پوشی * رسوا - ذلیل و خوار * برسر بازار - سرعام، کھلے بندوں * عرض - گزارش، درخواست * ناؤ - کشتی * منجدھار - دریا کے بیچ * گھسن گھیری * غفو - معافی * عصیاں - گناہ

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۳) اے کمزوری (مراد ہے کمزور یعنی صفت بول کر موصوف مراد لیا ہے) حوصلہ و ہمت سے کام لے اور گرتا اٹھتا ایک بار ان کے دربار تک پہنچ جا اور مدینے کی کسی دیوار کے سائے میں گر جا اس کے بعد وہ خود ہی تمہیں سنبھال لیں گے۔
حضور علیہ السلام کی حدیث پاک پیچھے گزر چکی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ جو تم میں سے مدینہ میں آکر مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ مدینہ میں ہی آکر مرے، مدینہ میں مرنا اس کا کام ہے آگے اس کو شفاعت کر کے نار جہنم سے بچالینا میرا کام ہے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچنا تو بڑی ہی سعادت ہے یہاں بیٹھ کر محبت سے دور و شریف پڑھا جائے تو مشکلات آسان ہو جاتی ہیں دیگر کتب کے علاوہ تبلیغی نصاب (پرانے) میں اس موضوع پر بیسوں واقعات دیکھے جاسکتے ہیں۔

سنو کہ ساری ثناؤں کا ہے وقار درود پڑھو کہ نعت نبی کا ہے شاہکار درود

صفائے قلب کا اک دلنشین وظیفہ ہے ہمارے جذبوں کو کرتا ہے تابدار درود

کروں میں ان کا تصور تو روشنی دیکھوں سنوں جو اسم محمد پڑھوں ہزار درود

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

(۱۴) اے میرے جواد و کریم آقا! آپ عطاؤں والے بادشاہ ہیں اور مالک و مختار ہیں جب کہ ہم مسکین ہیں عاجز ہیں اور کمزور ہیں۔ حضور علیہ السلام کو اللہ نے جنوں ہواؤں بلکہ جنت و دوزخ پر بھی حکومت عطا فرمائی آپ نے ایک ایک شخص کو اسی دنیا میں ستر ستر حوروں سے نوازا دیا۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کو اللہ نے اختیار عطا فرمایا ہے کہ:

ان یزوج من نساء من المومنین من الحور العین۔

جس مسلمان کا جس حور سے چاہیں نکاح فرمادیں (خصائص ص ۹۹ ج ۲) اسی طرح حدیث میں ہے کہ آپ نے شیطان کا گلا دبا دیا (خصائص) اور صحاح میں ہے کہ میرا دل چاہا کہ اس (شیطان) کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دوں اور صبح مدینے کے بچے اس کو ستائیں پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جن اپنے جھگڑے لے کر آئے اور آپ ان کے فیصلے فرماتے (خصائص کبری ج ۲ ص ۱۳۸) آپ نے خود فرمایا۔ انا سید العالمین (نبیہتی) میں تمام جہانوں کا سردار ہوں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) با اختیار اتنے ہیں کہ حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو کے برابر قرار دے دیا حالانکہ تنازعات میں ایک مرد کی گواہی ناقابل قبول ہے۔ حضرت ام عطیہ کو نوحہ کی اجازت دے دی، ایک صحابی کو ایک سال سے کم عمر کا بکرا قربانی میں دینے کی اجازت عطا کی۔ آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے، حضرت علی کو دوسری شادی کرنے سے روک دیا۔ حالانکہ قرآن میں چار تک کی اجازت ہے۔ ایک صحابی کو ریشم پہننے کی اور ایک کو سونا پہننے کی اجازت دے دی۔ آپ نے چاند کو توڑ کر رکھ دیا سورج کو واپس پلٹا دیا

۔ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(۱۵) اے میرے آقا! ہماری مشکلات کی تو حیثیت ہی کیا ہے بھلا ہم نیکوؤں کو سنبھال لینا اور ہمارے مسائل کو حل کر دینا آپ کے لیے کون سا مشکل ہے بلکہ آپ کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

۔ تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلاد یئے ہیں

حضور علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات کئی کتب میں موجود ہیں۔ ایک بچی کو مرنے کے بعد آپ نے زندہ فرمایا (شفاف شریف)

حضرت جابر کے بیٹوں کو زندہ کیا (تاریخ الخلفاء و شواہد النبوة) آپ کی امت کے اولیاء میں سے حضور غوث اعظم کے علاوہ بھی بے شمار اولیاء کرام نے کرامۃ مردوں کو زندہ فرمایا (جمال اولیاء۔ اشرف اعلیٰ تھانوی صاحب کی ہی دیکھ لیں) جس نبی نے پتھروں درختوں کو بلا لیا، چلا دیا اس کے لیے مردے زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔

(۱۵) اے اللہ! تجھے تیری شان ستاری (پردہ پوشی) کا صدقہ میدان محشر میں ہمارے گناہوں کی ”پنڈ“ کھول کر سر عام ہمیں ذلیل نہ کرنا۔ بلکہ ہمارے ساتھ اس بندے کا سا معاملہ فرمانا جس کو تو اپنی سرگوشی کی سعادت بخش کر اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرمادے گا (حدیث ملخصاً)۔

(۱۷) اے میرے دستگیر آقا، آخری گزارش یہ ہے کہ میں گناہوں کے دریا کے عین بیچ میں پھنس گیا ہوں میری کشتی ٹوٹ چکی ہے اور غوطے کھا رہا ہوں، کوئی مجھ پر احسان کرے اور یہ آخری درخواست حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دے۔

ومن تکن برسول اللہ نصرته ان تلقہ الاسد فی اجامہا تجم (امام بصری)
(۱۸) اے گناہو! تم نے کیا سمجھا ہے کہ ہمیں کسی سزا سے دو چار کرادو گے اور کوئی ہمیں بچانے والا نہیں ہوگا، یہ تمہاری بھول ہے ذرا دیکھنا! جب ہمارے آقا کی رحمت کا اشارہ ہوگا ان شاء اللہ ہمارے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے بدلت سیاتہم حسنات (مشکوہ) قرآن پاک میں ہے یدل اللہ سیاتہم حسنات (الفرقان)

حضور علیہ السلام کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اس شعر میں کیسا انوکھا طریقہ اختیار کیا گیا ہے؟ کہ گناہوں کو ڈانٹا جا رہا ہے۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

- (۱۹) میں ٹار ایسا مسلمان کیجئے توڑ ڈالیں نفس کا زنا رہم
(۲۰) کب سے پھیلانے ہیں دامن تیغ عشق اب تو پائیں زخم دامن دارہم
(۲۱) سمیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں پھول ہو کر بن گئے کیا خارہم
(۲۲) ناتوانی کا بھلا ہو بن گئے نقش پائے طالبان یارہم
(۲۳) دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں اے سگان کوچہ دل دارہم
(۲۴) قسمت ثور و چرا کی حرص ہے چاہتے ہیں دل میں گہرا غارہم
(۲۵) چشم پوشی و کرم شان خما کارما بے باکی وا صرارہم

مشکل الفاظ کے معانی:

* نفس۔ نفس امارہ، برائی پر آمادہ کرنے والی شیطانی طاقت * زنا۔ جینو، ایک دھا کہ جو ہندوؤں کی مذہبی علامت شعار ہے اس کو وہ گلے میں پہنتے ہیں * تیغ عشق۔ عشق کی تلوار * دامن دار۔ دامن والا یعنی وارورسن والا مراد ہے وصال محبوب والا * کھٹکا۔ چبھا، برا لگا * خار۔ کانشا * ناتوانی۔ کمزوری * نقش پائے۔ پاؤں کا نشان * طالبان یار۔ محبوب کے طالب * نذر۔ پنچھاور، تحفہ * حاضر۔ موجود * سگان۔ کتے * کوچہ دلدار۔ یار کی گلی * قسمت۔ نصیب * ثور و چرا۔ مکہ کے پہاڑوں میں دو غاروں کے نام، غار ثور میں آپ نے ہجرت کے دوران چند راتیں گزاریں جب کہ آپ کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اس غار کا ذکر قرآن میں یوں ہے۔ اذھما فی الغار۔ جب وہ دونوں غار میں تھے (التوبہ) اور غار حرا جبل نور میں جس میں آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی اقربا باسم ربك الذی خلق..... سورۃ العلق * حرص۔ لالچ * گہرا غار۔ بڑا گہرا کھد * چشم پوشی۔ درگزر کرنا، ٹال دینا * کرم۔ بخشش * شان شا۔ آپ کا طریقہ و شان و مرتبہ * کارما۔ ہمارا کام * بے با (گناہوں پہ) دلیر ہونا، بے خونی * اصرار۔ بار بار، تکرار کے ساتھ * ہم۔ بھی (فارسی)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۹) اے میرے آقا! میں آپ پہ قربان! اپنی نگاہ ناز سے ایسا ٹھوس مسلمان بنادیں کہ نفس (امارہ) کا ہم پہ بس نہ چل سکے اور اس کے تمام نشانات کو ہم ملیا میٹ کر کے رکھ دیں۔

نفس امارہ کی شرارت سے اللہ کے نبی بھی پناہ مانگتے رہے ہیں چنانچہ سورہ یوسف میں حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کا قول ہے۔

وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی۔

میں اپنے نفس کو بری نہیں سمجھتا کیونکہ نفس تو سب کا برائی کا ہی حکم دیتا ہے مگر جس پر میرا رب رحمت فرمادے۔

نفس ما کم تر از فرعون نیست لیکن اوراعون و ماراعون نیست

(۲۰) اے عشق کی تلوار! تو ہم پہ کب کی لٹک رہی ہے اور ہم نے تیرے سامنے کب سے دامن پھیلایا ہوا ہے اور زخم پہ زخم کھائے جارہے ہیں سنا ہے موت کے وقت یار کی ملاقات ہو جاتی ہے تو ایسا زخم لگا دے کہ محبوب کا دامن نصیب ہو جائے۔

عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہجر و فراق کی سختیاں برداشت کر کے محبوب کے وصال کے لیے روتے رہتے ہیں ایک دن ان کی مراد ضرور پوری ہو جاتی ہے اور جلوہ محبوب ان کے سامنے آشکارا ہو جاتا ہے مولائے روم فرماتے ہیں سخی کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہے کسی دن تو دروازہ کھول کر خیرات عطا کر ہی دے گا۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ ہجر کے صدمے اور دیدار کی لذت کے لیے تڑپنا یوں بیان فرماتے ہیں

کا گا سب تن کھائیو، مورا چن چن کھائیو ماس دو نیناں مت کھائیو، موہے پیا ملن کی آس

(۱۲) (اس شعر میں بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تحدیث نعمت کے طور پر اپنی صلاحیتوں کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ اگر دشمنان خدا و مصطفیٰ کی ہاں میں ہاں ملا لیتے تو وہ ہماری ساری علمی لیاقتیں تسلیم کرنے پر تیار ہو جاتا لیکن چونکہ ہم نے اپنا فریضہ دینی و مذہبی سمجھتے ہوئے ان کی سرکوبی کی اور ایسی کہ تادم مرگ کراہتے رہیں گے تو اس لیے ہم بالکل نکلے اور دشمن دین کی نگاہ میں ہماری کوئی قدر و قیمت نہیں چنانچہ فرمایا مسلک حق اہل سنت کے ساتھ ہمارا وابستہ ہونا دشمنان اسلام کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے گو ہم پھول تھے مگر دشمن کے لیے ہم خار (کانٹے) بن گئے ہیں۔

اہل حق پہ مظالم کی داستان:

یہ سلسلہ ازل سے چلتا آرہا ہے اور ابد تک چلتا رہے گا۔ حجاج بن یوسف کے صحابہ کرام پہ ظلم و ستم ہوں یا یزید پلید کے اہل بیت کے ساتھ، جس نے بھی ظالموں کے سامنے حق کی آواز کو بلند کیا اسی کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اس سلسلہ میں امام مالک علیہ الرحمۃ پر مکرہ کی طلاق کے سلسلے میں منصور عباسی کا ظلم، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر خلق قرآن کے مسئلہ میں خلیفہ معتمد باللہ کا ظلم۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلنا ایسے دل ہلا دینے والے واقعات ہیں کہ جو تاریخ کے صفحات سے کبھی نہیں مٹائے جاسکتے یہ سب اس سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ اعلیٰ حضرت کو بھی ان حالات سے دو چار ہونا پڑا،

لیکن جیسے امام مالک علیہ الرحمۃ نے ستر کوڑے کھا کر اسی اونٹ کی پشت پہ (جس پر آپ کو باندھ کر برائے عبرات پھرایا جا رہا تھا) کھڑے ہو کر فرمایا۔

من عرفنی فقد عرفنی ومن لم يعرفنی فانما مالک ابن انس اقول ان الطلاق المکره لیس بشیء۔

جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں اور میرا آج بھی اعلان ہے کہ طلاق زبردستی کی واقع نہیں ہوتی۔

ابن جوزی کہتے ہیں اتنی شدید سزا سے امام مالک کی ہیبت و جلال میں اضافہ ہی ہوا کی نہیں آئی۔ صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

اور جیسے امام احمد بن حنبل کو تازیانہ لگتا تو آپ اعلان فرماتے۔

القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔

قرآن اللہ کا کلام (صفت) ہے مخلوق نہیں ہے (خلیفہ جس کے رعب سے دوسری حکومتیں بھی کانپتی تھیں اور اپنی رعایا ساری کی ساری سہی ہوتی تھی سر پہ کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے اے احمد! میں تم سے اپنے بیٹوں سے زیادہ رحم کرنے کو تیار ہوں بس ایک بار کہہ دے قرآن مخلوق ہے۔ آپ نے فرمایا قرآن و سنت سے کوئی دلیل دے دے تو مان جاؤں گا ورنہ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی شے میرے سر کو نہیں جھکا سکتی۔ چنانچہ آپ کو قید میں ڈال دیا گیا، کو تو ال جیل (ابراہیم بن مصعب) کہتا ہے میں نے کسی شخص کو احمد بن حنبل سے بڑھ کر بادشاہوں کے آگے بارعب نہیں پایا۔

ما نحن فی عینہ الا کماثال الذباب۔

اور ہماری افسروں کی تو ان کی نظر میں مکھی کے برابر بھی حیثیت نہ تھی۔ علماء کی ایک جماعت نے جب امام کو جان بچانے کے لیے موقف میں نرمی کا مشورہ دیا اور اس سلسلہ میں شرعی رعایت کا ذکر کیا تو آپ نے گرج کے فرمایا! کیا تم نے ان احادیث کو بھلا دیا ہے جن میں حضور علیہ السلام نے پہلی امتوں کے بارے فرمایا کہ ان کے سروں پہ آ رہے چل جاتے، ان کے جسم کا گوشت لوہے کی کنگیوں سے اتار لیا جاتا مگر یہ ظلم ان کو راہ حق سے نہ ہٹا سکے، آپ کا یہ جواب سن کر علماء واپس آ گئے کہ ان کو سمجھانا بیکار ہے۔ اور جب آپ کو سزا مل رہی تھی تو بڑے بڑے باہمت لوگ دیکھنے کی تاب نہ لاسکے جبکہ آپ مسلسل فرما رہے ہیں قرآن کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے اگر اس کے خلاف کوئی دلیل ہے تو لاؤ۔ سحری کا وقت ہوا تو چند گھونٹ پانی کے پی کر آپ نے روز رکھا پھر جلاد نے مارنا شروع کر دیا ابن جوزی کہتے ہیں جلاد نے اسی کوڑے ایسے زور سے مارے کہ اگر ہاتھی کو بھی مارے جاتے تو برداشت نہ کر سکتا۔ مگر آپ صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہے اور یہ آیت پڑھتے رہے۔

لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔

جو تکلیف اللہ نے لکھ دی ہے آکر رہے گی۔ بوقت ظہر آپ کو پانی پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا نہیں میں روزہ نہیں توڑوں گا، آپ نے باجماعت نماز ادا فرمائی جب کہ پورا جسم لہو لہان تھا اور کپڑے خون سے تر تھے کسی نے پوچھا آپ نے ان کپڑوں

سے ہی نماز پڑھ لی؟ تو آپ نے فرمایا میں نے وہی کیا جو عمر فاروق نے کیا تھا۔

قد صلی عمرو و جرحہ یثعب دما۔

جب ان پہ صبح کی نماز میں حملہ ہوا تو انہوں نے بہتے خون میں نماز پڑھ لی تھی۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اکثر ابو الہیثم کا نام لے کر اس کو دعا دیا کرتے ایک دن آپ کے بیٹے عبداللہ نے پوچھا کہ یہ ابو الہیثم کون ہے اور اس کو اتنی کثرت سے دعا میں یاد رکھنے کا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا! جب مجھے سزائل رہی تھی تو یہ شخص میرے سامنے آیا اور اس نے مجھے کہا! میں ابو الہیثم حداد مشہور چور ہوں اور چوری کی پاداش میں مجھے مجموعی طور پر اٹھارہ ہزار کوڑوں کی سزائل چکی ہے مگر آج تک ایک چوری بھی نہیں مانی، جیل سے سزائلنے کے بعد رہا ہو کر ہر بار جیل سے سیدھا چوری کو ہی گیا ہوں۔ جب شیطان کی اطاعت میں میری استقامت کا یہ حال ہے تو افسوس ہو گا تم پر اگر خدا کی اطاعت میں اتنی بھی استقامت نہ دکھاؤ۔ بس اس دن سے لے کر میں اس کے لیے دعا گو ہوں کہ اس کے اس جیلے نے اپنے موقف پر مضبوط رہنے میں میری مدد کی۔ چنانچہ چٹان کی طرح ثابت قدم رہے۔ اسی طرح امام احمد رضا کے ساتھ بھی اس نوعیت کے کئی واقعات پیش آئے (تفصیل دیکھئے حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری) مگر آپ نے کبھی اپنے اندر لچک پیدا کر کے سلف کی آزمائشوں میں عظیم کامیابیوں کو داغدار نہ کیا۔

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے یہ سرکٹ جائے یا رہ جائے وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے (۲۲) اپنے بزرگوں کا طریقہ اپنا کر اپنی کمزوری کے باوجود ہم عاشقان مصطفیٰ کے قدموں کے نشان بن گئے ہیں تو یہ کمزوری بھی ہمارے لیے بہتر ثابت ہوئی، اللہ اس کا بھلا کرے۔ کیا معلوم یہ کمزوری جس کے نتیجے میں عاجزی و انکساری کی نعمت ملی اور بزرگوں کی اتباع کرتے رہے اور بھٹکنے سے بچ گئے، اگر نہ ہوتی اور پیشوائی و سرداری کا زعم دماغ میں ہوتا تو خدا جانے ان میں سے ہو جاتے جن کے بارے میں فرمایا گیا۔

واضلہ اللہ علی علم۔

کہ اس کو اس کے علم کی وجہ سے اللہ نے گمراہ کر دیا۔

(۲۳) اے میرے آقا کی گلی کے کتو! اگر قبول کر لو تو تمہارے لیے اپنے دل کے ٹکڑوں کا نذرانہ محبت لے کر آیا ہوں۔

مجنوں مجازی عشق کی وجہ سے لیلیٰ کی گلی کے کتے کے پاؤں چومنے پر مجبور ہو گیا تھا یہ تو پھر حقیقی عشق کا ترجمان احمد رضا جو یقیناً کشتہ عشق رسول ﷺ ہے۔

سگ مدینہ کہلوانا:

ان جذبات محبت کو پاگل پن کہنے والوں کے پیشواؤں نے بھی کچھ ایسے بھی جذبات کا اظہار کیا ہے چنانچہ صرف قاسم ناتو تو صاحب کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

امیدیں لاکھوں ہیں مگر بڑی امید ہے یہ کہ ہو سگان مدینہ میں میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے کہ میں ہوں اور سبگان حرم کی تیرے قطار
حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کا بڑا مشہور واقعہ ہے جو عطاء اللہ شاہ بخاری نے جلسہ عام میں بروایت داؤد
غزنوی سنایا کہ عشق مصطفیٰ سیکھنا ہے تو پیر جماعت علی سے سیکھو، ایک بار مدینہ شریف مسجد نبوی کے باب السلام کے باہر آپ نے
دیکھا کہ مدینہ شریف کی گلی کے کتے کو کسی نے لاٹھی مار کر زخمی کر دیا تو پیر جماعت علی شاہ تڑپ گئے کتے کو پکڑا اور گود میں بٹھالیا اور
ناراض ہو کر لاٹھی مارنے والے کو فرمایا! ظالم یہ نہ دیکھا کہ مدینہ کا کتا ہے پھر اپنی پگڑی پھاڑ کر اس کو پٹی کی اور بازار سے مٹھائی منگوا
کر اس کو کھلائی (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ) بعض علماء سے بنا ہے کہ پھر آپ نے اس سگ مدینہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر معافی بھی
مانگی کہ یار کی گلی کے کتے معاف کر دینا تیری کوئی خدمت نہیں کر سکا۔

سعدی نے کیا خوب کہا:

چہ کند سعدی مسکین کہ صد جان سازیم فدائے سگ دربان محمد
ایک جان نہیں سو جانیں بھی ہوں تو حضور کی بارگاہ کے دربان کے کتے یہ قربان کردوں۔
مولانا جامی کے دو اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

سگ تو دوش بجای فغاں کناں می گفت خموش باش کہ از نالہ ات بدرد سرم
اے میرے آقا! کل میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور فریاد کرنی شروع کی تو آپ کی بارگاہ کے کتے نے اپنی نزاکت طبع
کے باعث یہ کہہ کر مجھے جھڑک دیا کہ چپ ہو جا تیرے شور سے ہمارے سر میں درد ہوتا ہے
من کیستم دے دوستی می زخم کین سگان کوئے تو یک کمترین منم
میں بھلا کون ہوتا ہوں کہ آپ سے دوستی کی بات کروں میں تو آپ کی گلی کا ایک ادنیٰ کتا ہوں۔
اور مولانا قدسی نے تو حد ہی کر دی فرماتے ہیں کہ حضور! میں اپنے آپ کو آپ کی گلی کا کتا کہہ کر شرمندہ ہوں کہ کہاں سگ
مدینہ اور کہاں میں

نسبت بسکت کردم و بس منفعلم زانکہ نسبت بسکت کوئے تو شد بے ادبی
یہ موضوع تفصیلاً اس لیے لکھنا پڑا کہ اعلیٰ حضرت کے مخالفین میں سے ایک کی کتاب میں میں نے خود پڑھا کہ اس نے
بڑی موٹی سرخی لگائی:

”احمد رضا ہزارکتوں میں ایک کتا“ (استغفر اللہ العظیم)

اور نیچے آپ کا یہ شعر لکھا اور کہا میں تو نہیں کہہ رہا بلکہ وہ خود اپنی زبان و قلم سے کہہ رہے ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں
(حدائق بخشش ج ۱ ص ۴۸)

اس کو یہ نہ پتہ چلا کہ اولیاء اللہ کا یہ قانون ولایت ہے جس کو پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے

ہوداں میں سگ مدینے دی گلی دا ایہو رتبہ اے ہر کامل ولی دا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تو اپنے دستخط ہی یوں فرماتے تھے۔

العبد العاصی کلب القادریہ عبدالحق بن سیف الدین الدہلوی البخاری
اصل میں اہل اللہ کتے کی وفاداری اور صبر کی بنا پر اپنے آپ کو سگ مدینہ کہلانے میں فخر محسوس کرتے آئے ہیں۔
ابن خلکان نے وفات کے وقت وصیت کی کہ میری قبر پر یہ لکھا جائے۔

و کلبہم باسط ذراعیہ بالو صید (الکھف)

حافظ شیرازی نے بھی عرض کیا حضور!

شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندی چرا بگردن حافظ نمی کنی رسنے
میں نے سنا ہے کہ لوگ اپنے کتوں کو رسی سے باندھتے ہیں تو میں آپ کا کتا ہوں آپ میرے گلے میں رسی کیوں نہیں
ڈالتے۔

سگ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم یہی رکھیں میری پہچان مدینے والے
(۲۴) غار ثور و غار حرا کیسی قسمت والی غاریں ہیں کہ ان میں آقائے دو جہاں علیہ السلام نے قیام فرمایا۔ اے اللہ! اگر تیرے نبی
غاروں میں ہی قیام فرمانا پسند فرماتے ہیں تو ہمارے دل میں بھی گہری غار بنادے تاکہ تیرا حبیب ہمارے دل میں بھی جلوہ گری فرمائے۔
خواب میں سرکار والا کی زیارت کیا ہوئی آنکھ روشن قلب ہے مسرور چہرہ مطمئن

(۲۵) اے میرے آقا! غنودہ درگزر تو آپ کی شان بندہ نوازی ہے جب کہ آپ کی رحمت و شفاعت کی وسعتوں کو دیکھ کر ہم بھی
کچھ بے باک سے ہو گئے ہیں اور پے در پے گناہوں کے راستے پر چل رہے ہیں (یقیناً آپ کی رحمت و شفاعت جیتے گی اور
ہمارے گناہ بے اثر ہو کر بلکہ نیکیوں میں تبدیل ہو کر ہمار جائیں گے)

اعظم تیرا انداز طلب کتنا حسین ہے

(۲۶) فصل گل سبزہ صبا مستی شباب چھوڑیں کس دل سے درِ خمار ہم

(۲۷) میکدہ چھٹتا ہے لہ سا قیا اب کے ساغر سے نہ ہوں ہشیار ہم

(۲۸) ساقی تسنیم جب تک آنہ جائیں اے سیہ مستی نہ ہوں ہشیار ہم

(۲۹) نارشیں کرتے ہیں آپس میں ملک ہیں غلامان شہ ابرار ہم

(۳۰) لطف از خود رنگی یا رب نصیب ہوں : شہید جلوہ رفتار ہم

(۳۱) ان کے آگے دعوت ہستی رضا کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

مشکل الفاظ کے معانی:

* فصل گل۔ پھولوں کا موسم بہار * سبزہ صبا۔ موسم بہار کی ہوا سے حاصل ہونے والی ہریالی * مستی شباب۔ جوانی کی مستی * نثار۔ شراب بیچنے والا * میکدہ۔ شراب خانہ * ساقیا۔ اے پلانے والے * ساغر۔ پیالا * ساقی تسنیم۔ کوثر کے جام پلانے والا (ہمارے آقا علیہ السلام) * سیہ مستی۔ مدہوشی، نشہ * ہشیار۔ باخبر * نازشیں۔ نخرے، ناز * ملک۔ فرشتے * شہ ابرار۔ نیکوں کا سردار * لطف۔ لذت * خود رنگی۔ بے خودی * جلوہ رفتار۔ چال کا جلوہ، چلنے کی ادا * دعویٰ۔ استحقاق کی بات کرنا * ہستی۔ ہونا، زندگی، وجود * بکے جانا۔ بکواس کرنا، فضول بولنا، بڑ مارنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۶) موسم بہار ہو ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہو، باد صبا چل رہی ہو، جوانی کا نشہ ہو اور شہوت کا زور ہو تو بھلا شراب بیچنے والے کا دروازہ کون ”ظالم“ چھوڑتا ہے۔ اس شعر کے اور اس کے مابعد والے شعر کا نتیجہ اس کے بعد والے شعر نمبر ۲۸ میں ملاحظہ فرمائیں اس سے پہلے پہلے اپنے آپ پہ کنٹرول رکھیں اور کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں کیونکہ

۔ تیزی سب کو بھاتی ہے اور جان اسی میں جاتی ہے

دینا کی تیز رفتاری میں جان جانے کا خطرہ ہے دین کے معاملات میں اس قسم کی تیزی دکھانے سے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(۲۷) اے پلانے والے۔ اب ہم تیرے شراب خانے سے رخصت ہو رہے ہیں، خدا را ایسا جام پلا دے کہ تاحیات (دوبارہ آنے تک مستی میں رہیں۔

۔ شراب احمد مختار میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے کہ جاں دے کر بھی اک دو گھونٹ مل جائے تو مستی ہے (۲۸) مگر ہاں ہاں اے عشق رسول کی مستی میرے آقا کریم جو ہمیں حوض کوثر کے جام بھر کر پلانے والے ہیں ان کی آمد تک تو برقرار رہنا، فرزانگی میں نہ آنے دینا بلکہ ان کے عشق کی دیوانگی ہی میں رہنے دینا۔

مالک کو خوش کرنے کے لیے اس کی آمد کے وقت اس کا نوکر چاہتا ہے کہ میں کام میں مصروف رہوں تاکہ وہ مجھے اس حال میں دیکھ خوش ہو تو یہی انداز اس شعر میں اپنایا گیا کہ آقا ہمیں اپنی محبت میں جب وارفتہ پائیں گے تو ہو سکتا ہے ہمارا کام بن جائے۔

۔ مانگنے کا کچھ نہ کچھ انداز ہونا چاہیے

(۲۹) اے مدینے کے تاجدار کے پیارے امتیو! تم تو جتنا بھی حضور کی غلامی پہ ناز کرو کم ہے جب کہ حضور کی غلامی پہ تو فرشتے بھی ناز کناں ہو کر آئیں میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں ”کیا مقدر ہمارے کو ہم بھی امام الانبیاء کے غلاموں میں شامل ہیں کیونکہ فرشتوں کے سردار حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام جب سرکار کے وزیر ہوئے (حدیث) تو ظاہر جن فرشتوں کے وہ سردار ہیں وہ بھی تو حضور علیہ السلام کے غلام ٹھہرے۔ ملک خادمان سرانے محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳۰) اے اللہ ہمیں اس قدر جذبہ خود رنگی عطا کر کہ ہم تیرے حبیب کے رخِ لطفی، زلفِ وائیل اور اعضائے مبارکہ تو کیا تیرے نبی کی چال کے انداز پر قربان ہو کو شہادت کا مرتبہ پا جائیں۔ کیونکہ ان کی چال واقعی اس قابل ہے کہ اس پہ قربان ہوا جائے جس کے قدم پتھر پہ لگیں اور پتھر موم ہو جائے (نبیہتی، ابن عساکر) تو اس آقا کی چال پہ اس کا عاشق کیوں نہ فدا ہو جائے۔

۔ یہ لذت پا بوس کہ پتھر کے جگر میں نقش قدم سید ابرار بنایا

(۳۱) اے رضا! ذرا ٹھہرا تانا بڑھ کہ امام الانبیاء کی بارگاہ میں ”ہم ہم“ کی فضول رٹ لگائے جا رہا ہے بھلا ان کے وجود کے سامنے تجھے اپنی ہستی (ہونے) کا دعویٰ زیب دیتا ہے؟ یہاں تو جنید و بایزید بھی اونچی سانس لینے کی جرأت نہیں کرتے کیونکہ

۔ ادب گا ہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

اس لیے یہ تو ہو سکتا ہے کہ کبھی۔ با خدا دیوانہ باش لیکن۔ با محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوشیار

شاید اس لیے ہی اہل اللہ کے بارے میں ہے کہ وہ ”میں“ کا لفظ یعنی اپنی ہستی کا دعویٰ اپنی زبان سے نہ کرتے تھے کئی

اولیاء نے تو ساری عمر ”میں یا ہم“ نہ کہا کیونکہ وہ ہمیشہ بارگاہِ مصطفیٰ میں حاضر رہتے ہیں یا پھر

۔ دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

-----***-----

نعت شریف نمبر (۲۵) ”ن“

- (۱) عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
(۲) جا بجا پر تو فگن ہیں آسمان پر ایڑیاں
(۳) نجم گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں
(۴) دب کے زیر پانہ گنجائش سمانے کی رہی
(۵) ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
(۶) دو قمر دو پیچہ خور دو ستارے دس ہلال
(۷) ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیے
(۸) تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
(۹) ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
(۱۰) چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
(۱۱) اے رضا طوفان محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
- عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں
عرش پہ پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں
بن گیا جلوہ کف پا کا ابھر کر ایڑیاں
جن کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں
ان کے تلوے، پنچے، ناخن، پائے اطہر، ایڑیاں
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں
کر چکی ہیں بدر کو نکسالی باہر ایڑیاں
شاد ہو ہیں کشتی امت کو لنگر ایڑیاں

مشکل الفاظ کے معانی:

* عارض - رخسار * شمس و قمر - سورج اور چاند * انور - زیادہ نورانی * خوشتر - زیادہ عمدہ * جا بجا - ہر جگہ
* خورشید - سورج * شب - رات * ماہ و اختر - چاند اور ستارے * نجم - ستارہ * گردوں - آسمان * لاغر - کمزور * دب
کے - گڑ کے * سمانا - وسعت ہونا * جلوہ کف پا - پاؤں کے تلوے کی چمک * منگتا - گدا * تاج - شاہی ٹوپی * منعم -
دولت والا * قمر - چاند * پیچہ خور - سورج کا پیچہ * ہلال - پہلی رات کا چاند * پائے اطہر - پاؤں مبارک * ہائے - تمنایا
افسوس کے لیے بولا جاتا ہے * بے تکلف - بے دھڑک * روح القدس - جبریل علیہ السلام * واللہ - قسم بخدا * گوہر - موتی،
جوہر، مرتبہ * ٹھوکر - پاؤں کی ضرب * احد - مدینہ شریف کا پہاڑ جس کو حضور علیہ السلام نے جنتی قرار دیا اور فرمایا یہ ہم سے محبت
کرتا ہے اور ہم اس سے پیار کرتے ہیں * زلزلہ - حرکت، پھونچال * وقار - عزت * چرخ - آسمان * چاندی - سفیدی
* بدر - ماہ کامل * نکسالی باہر - کھوٹا سکہ * طوفان محشر - محشر کا ہنگامہ و ہولناکی * تلاطم - پھیڑے، جوش * شاد ہو - خوش ہو
* لنگر - مددگار، جوری باندھ کر کشتی کو روکا جاتا ہے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کی بابرکت ایڑیاں سورج اور چاند سے بھی زیادہ روشن اور منور ہیں بلکہ یوں کہو کہ آپ کی ایڑیاں ایسی خوبصورت ہیں کہ عرش معلیٰ نے ان کو اپنی آنکھیں (آنکھ کی پتلی) بنا لیا ہے۔
معراج کی رات عرش معلیٰ نے انہی ایڑیوں کے بوسے لے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔

(۲) ہم سے ذروں کی تو تقدیر ہی چکا جاتا مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا آسمان کی وہ کونسی جگہ ہے کہ جہاں میرے آقا کی ایڑیوں نے نور نہ بکھیرا ہو۔ ہاں ہاں انہی ایڑیوں سے نور کی خیرات لے کر دن کو سورج چمکتا ہے اور انہی ایڑیوں کی برکت سے رات کو چاند ستارے جگمگاتے ہیں۔

(۳) تمہارے نقش قدم کی تلاش میں شب بھر میں پیچھے چاند ستارے بھی چھوڑ آیا ہوں ستارے تو آسمان دنیا پہ یعنی سب سے نیچے والے آسمان پہ ہیں تو باوجود بڑے بڑے (بلکہ بعض تو زمین سے بھی کئی ہزار گنا بڑے) ہونے کے باوجود دور ہونے کی وجہ سے نہایت چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے ہیں عرش معلیٰ تو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور ہر آسمان کی موٹائی اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا درمیانی فاصلہ پانچ پانچ سو سال کی مسافت ہونا حدیث سے ثابت ہے تو یہ نہ گمان کر لینا کہ عرش معلیٰ کی آنکھوں کے تارے یعنی سرکار کی ایڑیاں چھوٹی چھوٹی کیوں ہیں، دراصل ان کی وسعت نے سارے جہاں کو گھیرے میں لے رکھا ہے مگر عظمت و شان کے لحاظ سے ہمارے وہم و گمان سے دور ہیں اس لیے دہلی پتلی اور کمزور دکھائی دیتی ہیں۔

(۴) اہل محبت سن لیں کہ اگر چہ ادب کا تقاضا تو یہ تھا کہ ایڑھیاں پیچھے کی بجائے آگے ہوتیں لیکن اس میں راز یہ ہے کہ چونکہ آپ کے مبارک پاؤں کے نیچے دب جانے کی طاقت بھی کوئی نہیں رکھ سکتا لہذا پاؤں مبارک کے تلوؤں کی تجلی ہی ابھر کر ایڑھیاں بن گئی ہیں اور پیچھے ہونا اگر ادب کے تقاضے کے خلاف ہے تو آپ سے آگے ہونا بھی تو ادب کا تقاضا نہیں ہے، جب پاؤں کا جلوہ ٹھہریں تو آگے ہوں یا پیچھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔

جہاں پر بھی پائے حضور ہے وہیں عرش ہے وہیں طور ہے

جو تیری نظر میں نہ آسکا تو تیری نظر کا قصور ہے

(۵) جس دنیوی تاج و تخت کے لیے دنیا دار لوگ ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں ہمارے آقا کے در کے گداؤں کو اللہ تعالیٰ نے در رسول کا بھکاری ہونے کی وجہ سے ایسی شان استغناء عطا فرمائی ہے کہ وہ اس تخت و تاج کو پاؤں کی ٹھوکرا اور جوتے کی نوک پہ رکھتے ہیں۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو جب شاہ سحر نے ملک نیمروز قبول کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا۔ من ملک نیمروز بیک جوئی خرم۔ تیرے پورے ملک نیمروز کی میرے نزدیک ایک جو کے دانے کے برابر بھی قدر نہیں ہے کہ تیرے پاس ملک نیمروز ہے تو میرے پاس نالہ نیم شب ہے۔ (التذکیر ص ۱۰۴ ج ۳۔ از اشرف علی تھانوی)

اور حضرت ابراہیم اداہم علیہ الرحمۃ نے جب اپنی بہت بڑی حکومت چھوڑ کر فقیری اختیار کی اور لکڑیاں اکٹھی کرتے تو ایک دن دریا کے کنارے اپنا لباس سی رہے تھے کہ ایک وزیر دیکھ کر رونے لگا کہ کتنا بڑا بادشاہ تھا اور اب حال کیا ہے۔ آپ نے سوئی

دریا میں پھینک دی اور مچھلیوں کو حکم دیا کہ میری سوئی نکال کر لاؤ کوئی مچھلی سونے کی سوئی لے کر آگئی کوئی چاندی کی، آپ نے فرمایا میری سوئی جو لوہے کی ہے وہ لاؤ! چنانچہ ایک مچھلی آپ کی بعینہ وہی سوئی لے کر آگئی آپ نے فرمایا اے وزیر! مجھے بتائیے بادشاہی ہے کہ وہ۔

صحابہ کرام کو اسلام چھوڑنے کے بدلے رشتوں اور حکومتوں کی پیش کشیں ہوتی رہیں مگر انہوں نے ہر شے کو غلامی مصطفیٰ پہ قربان کر دیا اور دنیا کو درس دیا کہ:

جے چھڑ دیئے دنیا ہو سکدا گزارا محمد نون چھڑیاں گزارا نہیں ہونا
(۶) آقائے دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے دو پنجے گویا چاند و سورج ہیں (پنجوں کے پھیلاؤ کو چاند سورج کی کرنوں اور شعاعوں سے خوب مطابقت ہے) ایڑھیاں دو ستارے ہیں اور پاؤں مبارک انگلیوں کے دس ناخن، پہلی رات کے دس عدد چاند کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ پہلے شعر میں مشبہ بہ اور دوسرے میں مشبہ کولف و شمر مرتب کے طریقے پر جس انداز سے جوڑا گیا ہے اس کی نزاکتوں کا اندازہ کوئی ماہر شاعر ہی کر سکتا ہے۔

(۷) کیا مقدر ہے اس پتھر کا جس پر میرے نبی نے قدم رکھا تو اس نے نرم ہو کر اپنے دل میں حضور علیہ السلام کے نقش قدم کو محفوظ کر لیا، کتنا بد نصیب ہے وہ مفسر جس کے دل میں اسی آقا کا بغض بھرا ہوا ہے تو کیا کوئی ہے جو اس پتھر سے اس گستاخ مفسر کے سینے میں چھپے بغض کا بت پاش پاش کر دے؟ یا مطلب یہ ہے کہ کاش وہ پتھر جس پہ حضور کے قدم مبارک کا نشان ثبت ہو گیا ہے وہ مجھے ملے اور میں اپنے سینے کے ساتھ لگا کر سینے کو مدینہ بنالوں اور پھر کہوں:

حُب احمد ازل سے ہی سینے میں ہے میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے
(۸) میرے شان والے نبی کی کیسی عظمت و شان ہے کہ سید الملائکہ حضرت جبریل امین جب معراج کی رات حضور علیہ السلام کے قدموں کے بوسے لے رہے تھے تو اس کے نورانی تاج کے جنتی اور نورانی موتی حضور علیہ السلام کے قدموں کو سجدہ کرنے کے لیے جھکے ہوئے تھے اور زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا مزہ جو محمد کی تلیوں میں دیکھا
(۹) سبحان اللہ! جب یہ عظمت و شان ہے حضور علیہ السلام کی ایڑیوں کی کہ جب آپ بمعہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کے احد پہاڑ کے اوپر تشریف لے گئے تو احد پہاڑ آپ کے قدم میمنت لزوم کے بوسے لے کر زلزلے سے (وجہ) میں آگیا آپ نے ایک ایڑی کی ٹھوک ماری اور فرمایا:

اثبت احدفا لما علیک نبی و صدیق و شہیدان (بخاری شریف)
اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر اللہ کا نبی بھی ہے صدیق بھی ہے دو شہید بھی ہیں تو احد کی حرکت بند ہوگئی، سبحان اللہ حضور کی ایڑیوں کا اتنا وقار ہے۔ تو پائے اظہر اور سراپائے اقدس کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر صحابی کی صحابیت کا اعلان حضور علیہ السلام نے زمین پر کیا جب کہ ابو بکر صدیق کی صحابیت کا اعلان اللہ نے قرآن میں کیا۔

ثانی الیثنین اذہما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا
اور حضور نے پہاڑ کی چوٹی پڑچڑھ کے کیا۔

معلوم ہوا کہ کئی سالوں بعد شہید ہونے والے فاروق و عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کا حضور علیہ السلام کو اتنے سال پہلے علم تھا لہذا، دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، کل کا پتہ نہیں، کس کے ساتھ کیا ہوگا، خاتمہ کیسا ہوگا نبی کو ان چیزوں کا پتہ نہیں ہوتا یہ تمام عقائد شیطانی ہیں جن کی یہ حدیث تردید کر رہی ہے۔

بن عشق نبی کے جو پڑھاتے ہیں بخاری آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری (۱۰) جب شب اسری کے دولہا معراج کی رات آسمانوں پر جلوہ گر ہوئے تو چاند کی چاندنی میں سیاہ دھبہ پڑ گیا گویا آپ کی ایڑیوں کا نور ماہ کامل پہ غالب آ گیا اور بدر تمام کھوٹا سکھ ہو کر رہ گیا جس کا بازار مصطفیٰ میں چلنا متروک ہے

کبھی ہوا نہ مرا سامنا اندھیروں سے جدھر بھی دیکھا ادھر روشنی ہی پائی تیری (۱۱) اے گدائے درخیرالوری پیارے احمد رضا! قیامت کے دن کی ہولنا کیوں کا تو غم کیوں کرتا ہے تو کوئی لاوارث تو نہیں ہے، تیرا سہارا تو وہ اللہ کا محبوب ہے جس کی بابرکت ایڑیاں امت کی کشتی کو نجات کے کنارے پر لگانے کے لیے کافی و وافی سہارا ہیں کہیں گے اور نبی اذہبوا الیٰ غیری میرے حبیب کے لب پر انا لہا ہوگا

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑیاں:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ مقام عرفہ سے تین میل دور مقام ذی الجاز پہ گئے جہاں ہر سال بہت بڑی منڈی لگتی تھی جناب ابوطالب کو شدید پیاس نے ستایا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا، عطست و لبس عندی ماء۔ میں پیاسا ہوں اور پاس پانی بھی نہیں ہے۔

فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَرَبَ بِقَدَمِهِ الْأَرْضَ
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور آپ نے زمین پہ قدم (ایڑی) ماری
 فَخَرَجَ الْمَاءُ فَقَالَ اشْرَبْ۔

پانی نکل آیا، آپ نے فرمایا چچا اپنی پیاس بجھالے۔ (ابن عساکر۔ شفا۔ زرقانی ص ۷۰ ج ۵)
 مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر اپنی اونٹنی کی بست رفتاری کی شکایت کی فضر بہ بوجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو ایڑی لگائی، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدَرِ اَيْتَهَا تَسْبِقُ الْقَائِدَ۔

خدا کی قسم! وہ ایسی تیز رفتار ہو گئی کہ کبھی کوئی تیز سے تیز تر سواری بھی اس سے آگے نہ بڑھ سکی۔
 حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہی پیش آیا وہ فرماتے ہیں فکان بعد لا یجاری (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم لکھنے کے بعد) پھر اس کا مقابلہ کسی سے نہ ہو سکتا، یعنی بلا مقابلہ ہر میدان میں جیت جاتا (بخاری و مسلم)

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسول
 کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیان و جرم ہے تم سا شفیق ہو جس کا مدد گار یا رسول
 (حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ)

یا رب بالمصطفیٰ بلغ مقاصدنا واغفر لنا ما مضی یا واسع الکرم

نعت شریف نمبر (۲۶)

- (۱) عشق مولیٰ میں ہوں خونبار کنار دامن
(۲) بہ چلی آنکھ بھی اشکوں کی طرح دامن پر
(۳) اشک برساؤں چلے کوچہء جاناں سے نسیم
(۴) دل شدوں کا یہ ہوا دامن اطہر پہ ہجوم
(۵) مشک سازلف شہ و نور فشاں روئے حضور
(۶) تجھ سے اے گل میں ستم دیدہ دشت حرماں
(۷) عکس آئین ہے ہلال لب شہ حبیب نہیں
(۸) اشک کہتے ہیں یہ شیدائی کی آنکھیں دھو کر
(۹) اے رضا آہ وہ بلبل کہ نظر میں جس کی
- یا خدا جلد کہیں آئے بہار دامن
کہ نہیں تار نظر جز دوسہ تار دامن
یا خدا جلد کہیں نکلے بخار دامن
بیدل آباد ہوا نام و دیار دامن
اللہ اللہ حلب جیب و تار دامن
خلش دل کی کہوں یا غم خار دامن
مہر عارض کی شعاعیں ہیں نہ تار دامن
اے ادب گردِ نظر ہو نہ غبار دامن
جلوہ جیب گل آئے نہ بہار دامن

مشکل الفاظ کے معانی:

* خوں بار - خون برسانے والا * کنار - کنارہ، راستہ * بہار دامن - دامن کا موسم بہار * بہہ چلی - ضائع ہونے لگی * اشکوں - آنسوؤں * تار - دھاگہ یا دھاگے کی طرح باریک کسی دھات کی تار * جز - سوا * دوسہ - دو تین * اشک - آنسو * کوچہ جاناں - محبوب کی گلی * نسیم - ٹھنڈی ہوا، نسیم صبح * بخار - جوش * دل شدوں - دل دینے والے * اطہر - پاکیزہ * ہجوم - مجمع * بے دل - عاشق * دیار - دار کی جمع بمعنی گھر * مشک سا - مشک کی خوشبو پھیلانے والا (سا، سائیدن سے ہے بمعنی گھسنا) * شہ - بادشاہ، آقا * نور فشاں - نور بکھیرنے والا * روئے - چہرہ * حلب - سیاہی * جیب - گریبان * تار - لہا * گل - پھول * ستم - ظلم * دیدہ - دیدن سے ہے بمعنی دیکھا ہوا * دشت - جنگل * حرماں - محرومی * خلش - چھین * خار - کانٹا * عکس - سایہ * آئین - آئینہ * شیدائی - عاشق زار * گرد - ادھر ادھر * غبار - دھول * آہ - شدید درد و تکلیف کے موقع پر بے ساختہ زبان سے نکلنے والا لفظ ہے * جیب - گریبان۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے خدا! تیرے محبوب کے ہجر و فراق کے صدمے میں میری آنکھیں مسلسل خون کے آنسو برسا رہی ہیں جن سے میرا دامن لہو لہان اور خون سے تر ہو گیا ہے اس بے چارے دامن کی بہار کا موسم جلد آجائے یعنی اپنے نبی کے عشق کا ذرہ عطا کر دے اور آپ کے دیدار سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دے تاکہ خون کے آنسو بند ہو جائیں

اے کاش کبھی ایسا بھی ہو خواب میں مرے ہوں جس کی غلامی میں وہ آقا نظر آئے
تا حشر میری قبر میں ہو جائے اجالا مرقد میں جو ان کا رخ زیبا نظر آئے
(ریاض الدین سہروردی)

(۲) اب تو میری آنکھیں بھی آنسو بن کر دامن پہ بہنے لگی ہیں اور دامن پر بھی آنسوؤں کی دو تین ستاروں کے سوا کچھ نہیں رہا۔
جب کہ نگاہ کا مقصد دامن مصطفیٰ کے نظارے سے اپنے آپ کو تسلی دینا ہی تھا۔

دے ان کو دم نزع اگر خور بھی ساغر منہ پھیر لے جو تشنہ دیدار ترا ہو

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۳) تو کیا میرے آنسو بہہ کر چھڑکاؤ کریں گے تب کہیں جا کر محبوب کے گلی کوچے کی باد صبا چلے گی؟ یا اللہ! اس وقت تک کہیں میرے دامن کا جوش ہی نہ ٹھنڈا ہو جائے اور جب طلب کا زور ہی ٹوٹ گیا تو مطلوب ملنے پر فرحت و سرور میں کمی آجائے گی یہ ان کی شان کے مطابق نہ ہوگا۔

میرا دل اور میری جان مدینے والے تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بے چین پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے (بیدم وارثی)
(۴) اے میرے محبوب! آپ کے دامن کے ساتھ تو عشاق کا ہجوم اس قدر رہتا ہے کہ مناسب ہے دامن کے قرب و جوار کا نام ”محلہ بے دل آباد“ یعنی عاشقوں کی بستی رکھ دیا جائے۔

جس آنکھ نے دیکھا تجھے اس آنکھ کو دیکھوں ہے اس کے سوا کیا تیرے دیدار کی صورت

صورت میری آنکھوں میں سمائے گی نہ کوئی نظروں میں بسی رہتی ہے سرکار کی صورت

(۵) زلف محبوب خدا کا کیا کہنا کہ ہر وقت کستوری کی خوشبو مہکتی رہتی ہے اور رخ و انضامی کا کیا کہنا کہ ہر وقت نور کی بارش ہوتی رہتی ہے، سبحان اللہ سیاہ زلف پہ اور وسیع دامن رحمت پہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے۔

نبی پر ہم اگر قربان ہوں لڑ کر جہادوں میں شمار اپنا خدا کے روبرو ہو با مرادوں میں

نبی پر جان دینے میں حیات جاودانی ہے انہیں پر عمر بھر مرنے میں لطف زندگانی ہے

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ السلام جب مدینہ شریف کی کسی گلی یا راستے سے گزر جاتے تو:

وجدوا منه رائحة الطيب وقالوا مر رسول الله صلى الله عليه وسلم من

هذا الطريق۔

لوگ اس گلی سے (جنت کی) خوشبو پائے اور کہتے کہ ادھر سے حضور علیہ السلام کا گزرا ہوا ہے۔

(دلائل ص ۳۸۰، خصائص ص ۶۷)

گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں تو کر دوں زندگی ساری بسز طیبہ کی گلیوں میں
اسی زلف کے ایک بال کی شان روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائی کہ اگر کسی گنہگار کی قبر پر رکھ
دیا جائے لنجا ذلك العاصی تو وہ گنہگار اس بال کی برکت سے عذاب سے بچ جائے۔ اور اگر یہ بال کسی بستی میں ہو تو وہ بستی ہر قسم
کی آفات و بلیات سے محفوظ رہے وان لم يشعروا به۔ اگر چہ بستی والوں کو پتہ بھی نہ ہو کہ یہاں کوئی موئے مبارک ہے (روح
البیان ص ۹۳۲ ج ۲) جب دنیا میں یہ برکات ہیں تو آخرت میں ان زلفوں کو یہ عزت کیوں نہ ملے گی۔

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاؤں اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاؤں
اور چہرہ انور کے متعلق تو احادیث پیچھے آپ پڑھ چکے کہ کسی صحابی نے کہا ایسے لگتا جیسے آپ کے چہرے سے سورج طلوع
ہو رہا ہے اور کسی نے کہا فاذا ہی عندی احسن من القمر۔ میرے نزدیک چہرہ انور چاند سے زیادہ خوبصورت تھا
کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہان روشن عرب کے چاند صدقے! کیا ہی کہنا تیری طلعت کا
اس سے آگے کسی نے یوں عرض کیا

چاند کی طرح ان کو ہم کہیں تو مجرم ہیں کیونکہ ان کی چوکھٹ پر چاند خود سوا لی ہے
(۶) اے پھول! تیری ہی خاطر محرومی کے جنگل کا ستم دیدہ (مصیبتوں اور ہجر و فراق کی سختیوں کا) ہوں اب تو خود ہی بتا کہ
تیرے سامنے اپنا درد دل بیان کروں یا دامن کے کانٹوں کے غم سے پردہ اٹھاؤں۔

اس لیے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

پھر کے گلے گلے تباہ، ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں
غالب نے کہا تھا

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی میں آئے کیوں

اعلیٰ حضرت نے فرمایا! تیرا محبوب پھر کوئی اور ہوگا اور یہ کیسا محبوب ہے کہ جس کی گلی میں جانے سے تو اس قدر گریز کر رہا
ہے میرا محبوب تو وہ ہے کہ

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

کیونکہ محبوب عام نہیں ہے تو اس کی گلی بھی دوسری گلیوں کی طرح نہ ہوگی بلکہ

اپنا انداز زمانے سے جدا رکھتے ہیں ہم تو محبوب بھی محبوب خدا رکھتے ہیں
(۷) محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند جیسے (ہلالی ہونٹ) سایہ کناں ہیں، ان کے دامن کرم کے دھاگے کوئی عام دھاگے
نہیں ہیں بلکہ سورج کی شعاعوں کی طرح روشن و منور ہیں یا یوں کہو کہ یہ دامن کا نور نہیں (وہ تو ساری کائنات پہ سایہ کر رہا ہے) بلکہ
چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطراف کی شعاعیں ہیں۔

جناب آمنہ کا چاند جب چمکا زمانے میں قمر کی چاندنی قدموں پہ ہونے کو نثار آئی
(صائم چشتی)
(۸) عاشق زار کی آنکھوں کے آنسو آنکھوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تمہیں ہم نے غسل تو دے ہی دیا ہے لیکن خبردار! ادب کا دامن بہر حال نہ چھوڑنا اور کہیں محبوب کے دامن پہ جو گرد غبار ہو تو اس پہ نظر مت کرنا یا یہ کہ تم ابھی دامن دیکھنے کے قابل تو کیا ہوگی ابھی اس دامن میں آکر پناہ لینے والے گرد و غبار کی زیارت کے قابل بھی نہیں ہوئی ہو۔
اے پائے نظر ہوش میں آکوئے نبی ہے آنکھوں سے چلنا بھی تو یہاں بے ادبی ہے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
(۹) اے گدائے درخیر الوری، پیارے احمد رضا! کتنی افسوس ناک بات ہے کہ یہ کیسی بلبل ہے (مراد کشتہ عشق رسول خود امام احمد رضا ہیں) جس کی نظر میں اب نہ پھول چلتا ہے اور نہ بہار کی کوئی اہمیت ہے اور چمک چمک کر کہہ رہی ہے مجھے اب بہار چاہیے نہ پھول، مجھے تو چاہیے صرف جلوۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس
(رضی اللہ عنہ) (جل جلالہ) (صلی اللہ علیہ وسلم)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۲۷)

- (۱) رشکِ قمر ہوں رنگِ رُخ آفتاب ہوں
(۲) دُرِ نجف ہوں گوہرِ پاک خوشاب ہوں
(۳) گر آنکھ ہوں تو ابر کی چشمِ پُر آب ہوں
(۴) خونیں جگر ہوں طائرِ بے آشیاں شہا
(۵) بے اصل و بے ثبات ہوں بحرِ کرم مدد
(۶) عبرتِ فزا ہے شرمِ گنہ سے مرا سکوت
(۷) کیوں نالہ سوز سے کروں کیوں خونِ دل پیوں
(۸) دل بستہ ، بے قرار ، جگر ، چاک ، اشکبار
(۹) دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
(۱۰) مولا دہائی نظروں سے گر کر جلا غلام
(۱۱) مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
(۱۲) صدقے ہوں اس پہ نار سے دے گا جو مخلصی
(۱۳) قالبِ تہی کیے ہمہ آغوش ہے ہلال
(۱۴) کیا کیا ہیں تجھ سے ناز ترے قصر کو کہ میں
(۱۵) شاہا بجھے سقر مرے اشکوں سے تانہ میں
(۱۶) میں تو کہا ہی چاہوں کہ بندہ ہوں شاہ کا
(۱۷) حسرت میں خاکِ بوسی طیبہ کی اے رضا
- ذرا ترا جواے شہہ گردوں جناب ہوں
یعنی تراب رہ گزر بو تراب ہوں
دل ہوں تو برق کا دل پُر اضطراب ہوں
رنگ پریدہ رُخ گل کا جواب ہوں
پروردہ کنارِ سراب و حباب ہوں
گویا لبِ خموش لحد کا جواب ہوں
سیخِ کباب ہوں نہ میں جامِ شراب ہوں
غنیچہ ہوں، گل ہوں، برق تپاں ہوں، سحاب ہوں
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں
اشکِ مژہ رسیدہ چشمِ کباب ہوں
دردا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں
بلبل نہیں کہ آتش گل پر کباب ہوں
اے شہ سوار طیبہ میں تیری رکاب ہوں
کعبہ کی جان ، عرش بریں کا جواب ہوں
آبِ عبث چکیدہ چشمِ کباب ہوں
پر لطف جب ہے کہہ دیں اگر وہ جناب ہوں
ٹپکا جو چشمِ مہر سے وہ خونِ ناب ہوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* رشک - برابری کی تمنا کرنا * قمر - چاند * گردوں - آسمان * جناب - بارگاہ * دُر - موتی * نجف - حضرت

علی المرتضیٰ کے روضے والا شہر * گوہر - قیمتی پتھر * خوشاب - چینی ملے پانی میں محفوظ کیا ہوا پھل اصل میں خوش آب ہے عمدہ پانی * تراب - مٹی * رہ گزر - راستہ * ابوتراب - حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت * ابر - بادل * پر آب - پانی سے بھرا ہوا * برق - بجلی * پر اضطراب - بے قرار * خونیں جگر - خون سے آلودہ جگر * طائر بے آشیاں - آوارہ پرندہ جس کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو * بے ثبات - فانی، ناپائیدار * بحر کرم - سخاوت و بخشش کے سمندر * پروردہ - پالا ہوا * کنار - گود * سراب - چمکنے والی ریت جو دور سے پانی دکھائی دے * حباب - بلبلہ * عبرت فزا (فاعلی ترکیب) نصیحت انگیز * سکوت - خاموشی * لب خموش لحد - خاموشی کی قبر کا کنارہ * نالہ - آہ و بکا - اس شعر میں ”سے“ بعض نسخوں میں ”لے“ ہے بمعنی سر، آواز * تیغ کباب - لوہے کی سلاخوں پہ بھونا جائیو الا کباب * جام شراب - شراب کا پیالا * دل بستہ - مجبور دل * بے قرار - بے چین * چاک - پھٹا ہوا * اشکبار - آنسوؤں سے رونے والا * غنچہ - کلی * برق تپاں - بے قرار بجلی * سحب - بادل * دفتر - رجسٹر * عاصی - گنہگار * انتخاب - منتخب شدہ، چنا ہوا، اول نمبر پر * مولا - آقا * دہائی - فریاد ہے * جلا غلام - سزا ہوا نوکر * مژہ - پلک * رسیدہ - پہنچا ہوا * چشم کباب - کباب کی آنکھ * خودی - انانیت، خود غرضی * درد - اے درد * حجاب - پردہ * صدقے ہوں - قربان جاؤں * مخلصی - نجات، آزادی * آتش گل - وہ آگ جس کا شعلہ پھول کی شکل کا ہو * قالب - جسم کا ڈھانچہ * تہی - خالی * ہمہ - تمام * آغوش - گود، بغل * رکاب - پائیدان * ناز - پیار، بھروسہ * قصر - محل * عرش بریں - عرش معلیٰ * سقر - دوزخ * اشکوں سے - آنسوؤں سے * عبث چکیدہ - بے فائدہ ٹپکا ہوا * بندہ - نوکر * پر - لیکن * جناب - معزز * حسرت - تمنا * خاک بوسی - خاک چومنا * مہر - سورج * خون ناب - خالص خون۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے عظمت والے آقا! آپ کی غلامی میں آکر مجھے ایسی عظمت و رفعت نصیب ہوئی کہ چاند مجھ پر رشک کرنے لگا اور میرے چہرے کا رنگ رخ آفتاب کا مقابلہ کرنے لگا یہ صرف اس لیے کہ میں آپ کی خاک پا کا ایک ذرہ ہوں اور آپ وہ ہیں کہ آسمان کی بلندی بھی آپ کی بارگاہ کے تقدس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

عظمت والی ہستی کے ساتھ مل کر عظمت مل ہی جاتی ہے جیسے کاغذ/پتھر کو نسبت قرآن سے ہوئی تو چوما جانے کا، حضور علیہ السلام کی تعلیم پاک کو آپ کے قدموں سے نسبت ہوئی تو جبریل نیچے اور آپ کا لباس، تعلیم اور پر

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا ترے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

(۲) نجف کا موتی (علی کا سچا ملنگ) ہوں اور عمدہ گوہر (محفوظ و بہترین میوہ و مغز) ہوں میرا مطلب ہے ابوتراب (شیر خدا) کے قدموں کی خاک کا ایک ذرہ ہوں۔

علی امام من است و منم غلام علی ہزار جان گرامی فدا بنام علی

(۳) فرض کرو اگر میں آنکھ ہوں، تو ایسی آنکھ ہوں جو ایسے بادل کی مانند ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہے جیسے اس سے پانی کبھی ختم نہیں ہوتا اسی طرح میری آنکھ سے بھی فراق طیبہ میں رو رو کر آنسو ختم ہونے کا نام نہیں لیتے اور اگر میں سراپا بادل ہوں تو ایسا بادل ہوں کہ بجلی کی طرح ہر وقت (دیدار رسول کی تڑپ میں) بے چین و مضطرب رہنے والا

دل نہ ہو کیوں مضطرب موت کے انتظار میں سنا ہے مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں
صحابہ کرام کی حالت یہ تھی کہ حضور علیہ السلام کے وصال پر ملال کے بعد جب بھی آپ کو یاد کرتے تو ہچکیاں بندھ جاتیں
اور سرکار کی مجلسوں کا ذکر کر کے رڑپا کرتے۔

سینے میں ہے بہار کا میلہ لگا ہوا جب سے تمہارے درد کو مہماں بنا لیا
پلکوں پہ رکھ کے ناصر اشکوں کے کچھ دیئے محفل کو ہم نے بارہا یونہی سجا لیا
(۳) اے میرے آقا! آپ کی جدائی کے صدمے نے مجھے اس قدر رنڈھا لیا کہ دل خون کے آنسو روتا رہتا ہے اور اس
آوارہ پرندہ کی طرح اڑتا رہتا ہے جس کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو، میرے چہرے کا رنگ کملائے ہوئے پھول کی طرح زرد ہو گیا ہے۔
فراق محبوب کا صدمہ:

حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت صحابہ کرام اہل بیت اطہار بالخصوص حضرت فاطمہ الزہراء، امہات المؤمنین کے غم
میں ڈوبے ہوئے تاثرات کی اس شعر میں جھلک پائی جاتی ہے مزید ملاحظہ فرمائیں۔

فَكَيْفَ الْحَيَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِيبِ وَ زَيْنَ الْمَعَاشِرِ فِي الْمَشْهَدِ
قَلْبَتِ الْمَمَاتِ لَنَا كُلَّنَا فَكُنَّا جَمِيعًا مَعَ الْمُهْتَدِي

(سیدنا ابو بکر صدیق)

ترجمہ: ”اب کیسی زندگی جو حبیب ہی کچھڑ گیا اور وہ نہ رہا جو زیست دہ یک عالم تھا۔ کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی۔
آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے۔“

وَحَقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ فَيَا عَيْنِي أَبْكِي وَلَا تَسْأَمِي
(حضرت عثمان غنی)

ترجمہ: اپنے آقا پہ آنسو بہانا لازم ہے تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک
صُبْتُ عَلَى مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا صُبْتُ عَلَى الْإِسَامِ عُذْنُ لَيْلَا
(حضرت فاطمہ الزہراء)

ترجمہ: آپ کی جدائی میں مجھ پر وہ مصیبتیں آئیں کہ اگر دونوں پر آئیں تو وہ رات ہو جاتے۔
اسی ظمن میں جنگ یرموک میں ایک عرب نوجوان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر و فراق پر سالار لشکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ
سے مکالمہ ملاحظہ ہو اور وہ بھی شاعر مشرق کی زبان میں

بیابان ہو رہا ہوں فراق رسول میں اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام
جاتا ہوں میں حضور رسالت پناہ میں لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام
بولا امیر فوج کہ وہ نوجواں ہے تو پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام
بچے جو بارگاہ رسول امیں میں تو کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پہ کرم کیا ہے خدائے غفور نے پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضور نے
(بانگ درا علامہ اقبال ۱۸۹۰ء)

غَم کے ماروں کا طیبو! نہ کرو کوئی علاج ہم غم عشق نبی سے ہی دوا لیتے ہیں
(۵) اے میرے بخشش والے کریم آقا! میں بے ٹھکانہ اور فنا کی وادیوں میں بھٹکتا پھر رہا ہوں میری مدد کو آئیے کیونکہ آپ تو سخاوت و بخشش کے سمندر ہیں اور میں سراب اور بلبلہ کے سہارے پہ جی رہا ہوں یعنی اپنی غیر مقبول قسم کی نیکیوں پہ بھروسہ کیے بیٹھا ہوں جو قیامت کے دن سراب اور بلبلہ ثابت ہوں گی اور بیڑا تو صرف آپ کی شفاعت سے ہی پار ہوگا۔

اس سر کو ان کے در پہ کٹا کر رہوں گا میں یہ آرزو ہے اس دل پر اضطراب میں
اٹھوں گا عاشقانِ محمد کے ہم رکاب لکھا گیا ہے میری شفاعت کے باب میں
(۶) اے میرے آقا! میں اپنے گناہوں کے سبب شرم کی وجہ سے ایسا چپ ہو گیا ہوں کہ اب تو لوگ میری خاموشی سے عبرت حاصل کرنے لگے ہیں جیسے قبر سے عبرت حاصل کی جاتی ہے کیونکہ قبر کی خاموشی کی طرح ہی میرے ہونٹ ایسے خاموش ہیں کہ اپنی صفائی میں بھی حرکت نہیں کرتے، اب آپ ہی بتائیں میں کیا کروں۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روز جزا دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
ستر ستر اور اسی اسی سال شرک، کفر، ظلم اور بچیوں کو زندہ درگور کرنے والے انسانی لباس میں بھڑیے جب دامن رحمت میں آئے تو میرے آقا کی نگاہ رحمت نے ان کو فرشتوں سے افضل بنادیا اور

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے اک نظر میں شاہ نے قطرے کو دریا کر دیا
اس دور کا نقشہ سامنے رکھ کر اس شعر کو سمجھا جاتے تو کوئی استحالہ لازم نہ آئے گا۔

(۷) میں نالہ و فریاد کیوں کروں اور خون جگر کس لیے پیوں اس لیے کہ نہ تو میں تیغ کباب ہوں کہ آنسو بہتا تا رہوں جیسے وہ آگ پہ آنسو گراتا رہتا ہے اور نہ میں کوئی شراب کا پیالہ ہوں جو پینے والے کونٹے میں نچا تا رہتا ہے میں تو غلام حبیب کردگار ہوں اور جس کا غلام ہوں اس کو مجھ سے زیادہ میری فکر ہے اس لیے کوئی بات نہیں دنیا کے مصائب و آلام پہ صبر کروں گا اور وصل کا جام پی کر خاموش رہوں گا۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست بحرِ بر در گوشہ دامن است
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایمان افروز شعر ملاحظہ فرمائیں۔

سا ذکر حبی للحبیب محمد اذا وصف العشاق حب الحباب

جب دوسرے عشاق اپنے اپنے محبوبوں کی محبت کا ذکر کریں گے تو میں اپنے محبوب محمد رسول کی محبت کا ذکر کروں گا۔

(قصیدہ الطیب النعم)

عقل والوں کے نصیبوں میں کہاں ذوق جنوں عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں

(۸) اے میرے آقا! میں کلی کی طرح دل بستہ (بے قرار و مجبور) سہی، میرا جگر صدموں سے پھول کی طرح پاش پاش اور پھٹا

ہوا سہی، اگرچہ میں بجلی کی طرح لوگوں کی دل آزاریوں میں تڑپ رہا ہوں اور بادل کی طرح بقائے بشریت آنکھیں برستی رہتی ہیں لیکن اس کے باوجود بھی مجھے فخر ہے کہ یہ سب کچھ آپ کی ناموس و عظمت کے تحفظ کے لیے ہو رہا ہے اور آپ کے دین کا دفاع کرتے ہوئے ہو رہا ہے جس سے میرے اپنے اور آپ کی امت کے عقیدے کا تحفظ ہو رہا ہے اور عشق رسول کے جو قیمتی ہیرے آپ نے ہمیں عطا فرمائے وہ محفوظ سے محفوظ تر ہو رہے ہیں۔

محمد کا - پرچم اڑائے چلا جا رسالت کا ڈنکا بجائے چلا جا
تیرے پاس اس کے سوا اور کیا ہے پیام محمد سنائے چلا جا
خدا کے لیے سرکٹانے کا مطلب نبی کا پھریرا اڑائے چلا جا

(۹) اے میرے پیارے نبی! ویسے تو میری حالت یہ ہے کہ اگر گنہگاروں کے نامہ ہائے اعمال دیکھے جائیں تو میرا نام سب سے پہلے نمبر پہ ہوگا یعنی چنا ہوا اور منتخب شدہ سب سے بڑا گنہگار ہوں مگر آپ کی رحمت کے سہارے پر آپ کی شفاعت کے طلبگاروں میں بھی سب سے آگے ہوں کیونکہ آپ کا فرمان ہے شفاعتی لاهل الكبائر من امتی۔ اور میں ان عاصیوں میں سے سب سے آگے ہوں۔

محشر میں آفتاب ادھر گرم اور ادھر آنکھیں لگی ہیں دامن دلدار کی طرف
گو بے شمار جرم ہوں گو بے عدد گناہ کچھ غم نہیں جو تم ہو گنہگار کی طرف
(۱۰) اے میرے مقدس رسول! آپ کے گنہگار امشی (احمد رضا) کی حالت اب سیخ کباب کی طرح ہو گئی ہے کہ جس کو آگ پہ کیا جائے تو چھم چھم برسنے شروع ہو جاتا ہے میرا حال بھی گناہوں کی آگ کی وجہ سے اب ایسا ہی ہو گیا ہے اور آپ کی شفاعت کے لیے ہر وقت آنسو بہاتا رہتا ہوں، اگر آپ نے نظر کرم نہ فرمائی تو آپ کا یہ غلام نار جہنم میں گر کر جل جائے گا۔

آپ کی چشم عنایت جب کرم فرمائے گی حشر میں ہم عاصیوں کا بھی بھرم رہ جائے گا
میں نے جب سلجھائی ہیں زلفیں عروس نعت کی گیسوئے تقدیر میں کس طرح خم رہ جائے گا
(حدیث شوق)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی ایک ایمان افروز بائی ملاحظہ فرمائیں۔

هُنَاكَ رَسُولُ اللَّهِ يَنْحَوِلُ رَبَّهُ شَفِيعًا وَفَتْحًا لِبَابِ الْمَوَاهِبِ
فَبَرُجِعُ مُسْرُورًا بِنَيْلِ طَلَابِهِ أَصَابَ مِنَ الرَّحْمَنِ أَعْلَى الْمَرَاتِبِ

(قصیدہ اطیب النعم از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

ترجمہ: اس وقت اللہ کا رسول گنہگاروں کی شفاعت کے لیے اور بخششوں کے دروازوں کو کھولنے کے لیے بارگاہ الہی میں حاضری کا قصد کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد شاداں و فرحاں واپس تشریف لائیں گے اور اللہ کی بارگاہ سے آپ کو اعلیٰ مراتب ارزانی ہوئے ہوں گے۔

(۱۱) دراصل یہ میری ہستی اور امانیت ہے جو میرے لیے حضور علیہ السلام کا جلوہ دیکھنے میں رکاٹ بنی ہوئی ہے اگر میری ہستی

مٹ جائے اور میں فنا فی الرسول ہو جاؤں تو آپ کا دیدار تو ہر جگہ ممکن ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے الحاوی للفتاویٰ ص ۳۳ ج ۱۔ پہ ایک بزرگ (شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر بلکی علیہ الرحمۃ) کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ بیداری میں کثرت کے ساتھ حضور علیہ السلام کی زیارت کرتے تھے اور حضور علیہ السلام سے اکثر مسائل بھی پوچھتے تھے، اور شیخ ابوالعباس مرسی کا فرمان ہے۔

لو حجب عني رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفة عين ما اعدت نفسي من المسلمين۔

کہ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی حضور علیہ السلام کو نہ دیکھوں تو اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ ان سے کسی نے مصافحہ کرنا چاہا تو انہوں نے فرمایا۔

ما صافحت بكفى هذا الا رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

اس ہاتھ سے میں نے حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی سے مصافحہ نہیں کیا۔

میں تجھے عالم اشیاء میں بھی پا لیتا ہوں لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالم بالاتیرا میری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں تجھے ہر سودیکھیں صرف خلوت میں جو کرتے ہیں نظارہ تیرا (۱۲) میں اپنے آقا کے قدموں پہ کیوں نہ قربان ہو جاؤں جو اپنی شفاعت کے ذریعے مجھے آگ سے بچالیں گے میں وہ بے سہارا بلبل نہیں ہوں جو بیچاری آگ کے شعلے کو پھول سمجھ کر کباب بن جاتی ہے۔ مجھے پھول کا جلوہ نہیں اللہ کے رسول کا جلوہ چاہیے تیرا دل کو جلوہ ماہِ عرب درکار ہے چودہویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں ان کے در کی بھیک چھوڑی سروری کے واسطے ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

(حسن رضا بریلوی)

(۱۳) ہلال (پہلی رات کے چاند) کی شکل کمان کی طرح کیوں ہے؟ آ میں تمہیں بتاؤں صرف اس لیے کہ جب وہ حضور علیہ السلام کو جو شہسوار طیبہ ہیں سواری پہ سوار ہوتا دیکھتا ہے تو اس تمنا میں اپنا پیٹ اور گود خالی کر لیتا ہے کہ میں آپ کی رکاب بنوں تاکہ کبھی حضور میرے اندر پاؤں رکھ کر سواری پہ سوار ہوں اور میرا دل آپ کا قدم چوم کے ٹھنڈا ہو جائے۔

آہ کیا خوب تھا۔ گر حاضر در ہوتا میں ان کے سایہ کے تلے چین سے سویا کرتا (۱۴) اے میرے پیارے آقا! آپ کے وجود باوجود سے آپ کے محل (روضہ اقدس) کو کیسی شان عطا ہوئی کہ وہ ناز کر کے کہہ رہا ہے کہ میں کعبہ کی جان (کعبہ کا کعبہ) ہوں اور عرش معلیٰ کا ہم رتبہ ہوں۔ بلکہ علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ جس جگہ تشریف فرما ہیں وہ جگہ کعبہ تو کعبہ عرش معلیٰ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔

جزم الجميع بان خير الارض ما قد احاط ذات المصطفى وحولها

کعبہ اے ریاض اس کو بنا لوں گا میں دل کا کہ نقش قدم مجھ کو نبی کا نظر آئے

(۱۵) اے میرے پیارے نبی! میرے آنسو ایسے ضائع نہ ہوں جیسے سیخ کباب سے پانی آگ پہ گر کر ضائع ہو جاتا ہے بلکہ آپ کی رحمت کا صدقہ ان لوگوں میں سے ہو جاؤں کہ جن کے آنسو دوزخ کی آگ کو بجھا دیں گے۔

بہتی رہے جو ہر وقت سرکار کے غم میں روتی ہوئی وہ آنکھ مجھے میرے خدا دے (عطاری)
(۱۶) میں کیا اور میری حقیقت کیا ہے؟ ہر وقت اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کا غلام سمجھتا ہوں اور کہتا ہوں، اس سے کیا ہوگا یہ تو اپنے منہ سے میاں مٹھو بننے والی بات ہوئی اصل جزہ تو تب آئے کہ حضور فرمائیں ہاں تو ہمارا غلام ہے اور اے غلامانِ مصطفیٰ مبارک ہو۔

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم الخ کے مطابق)

ہمارے آقا نے ہمیں اپنا بندہ (غلام) فرما دیا ہے کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے جائے جہنم میں

یاعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض ہم ہیں عبدِ مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا
(۱۷) اے رضا ایسا لگتا ہے کہ مدینہ منورہ کی خاک شفا کو بوسہ دینے کی آرزو میں سورج کی آنکھ سے جو خون کے آنسو ٹپکتے ہیں تو ان آنسوؤں میں سے ایک قطرہ ہے جی بھی تو تیرے اندر عشق رسول کی اس قدر گرمی ہے کہ خود بھی مدینے کی محبت میں تڑپا رہتا ہے اور دوسروں کو بھی تڑپاتا رہتا ہے۔

کچھ اشکِ ندامت کے کچھ ہارِ درودوں کے یہ لے کے چلیں گے ہم سوغاتِ مدینے میں
عصیاں کی سیاہی کو دھو ڈالے جو دم بھر میں ہوتی ہے وہ رحمت کی برساتِ مدینے میں
حضور علیہ السلام ہی کے عشق میں تڑپتے رہنا اور آپ ہی کی باتیں کرتے رہنا کئی لوگوں کو توحید کے خلاف نظر آتا ہے مگر ہمارے بزرگوں نے جو ہمیں تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ولی اللہ (حضرت سائیں گوہر رحمۃ اللہ علیہ جن سے شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ مستفیض ہوئے) حج کرنے گئے تو مکے میں سارا عرصہ درود شریف پڑھتے رہے اور مدینے جا کر ذکر الہی کرتے رہے مریدین نے حیران ہو کر عرض کیا! ہمارے خیال میں اس کا الٹ ہونا چاہیے یعنی مکہ میں ذکر خدا اور مدینہ میں درود و سلام تو آپ نے فرمایا اصل میں بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کو ایک دوسرے کے ساتھ اتنی محبت ہے کہ اللہ کا ذکر کریں تو رسول خوش ہوتے ہیں اور رسول کا ذکر جتنا زیادہ کریں خدا اتنا ہی زیادہ خوش ہوتا ہے لہذا میں جیسے کر رہا ہوں ایسے ہی ہونا چاہیے۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۲۸)

- (۱) پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں
(۲) قصردنا کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
(۳) میں نے کہا کہ جلوہ اصل میں کس طرح گئیں
(۴) ہائے رے ذوق بے خودی دل جو سنہلنے سا لگا
(۵) دل کو دے نور و داغ عشق پھر میں فدا دو نیم کر
(۶) دل کو ہے فکر کس طرح مردے جلائے ہیں حضور
(۷) باغ میں شکر و صل تھا ہجر میں ہائے گل
(۸) جو کہ شعر و پاس شرع دونوں کا حسن کیوں کرائے
- کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں
روح قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں
صبح نے نور مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں
چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں
مانا ہے سن کے شق ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں
اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں
لا اسے پیش جلوہ زمزمہ رضا کہ یوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* یوں۔ اس طرح، اس طرز سے * کیف۔ سوال کے لیے آتا ہے، کیونکہ، کیفیت * قصردنی۔ نزدیکی کا محل * راز۔
بہید * روح قدس۔ جبریل امین علیہ السلام * جلوہ اصل۔ اللہ کا جلوہ * نور مہر۔ سورج کی روشنی * ذوق۔ لذت * بے خودی۔
بے ہوشی، وارفتگی * چھک۔ نشہ میں چور * مہک۔ بھیننی بھیننی خوشبو * صبا۔ موسم بہار کی ہوا * داغ عشق۔ محبت کا زخم * میں فدا۔
میں قربان * دو نیم۔ دو ٹکڑے * شق ماہ۔ چاند کا ٹکڑے ہونا * مردے جلاتے۔ مردے زندہ کرتے * ٹھوکر۔ پاؤں سے حرکت
دینا * شکر و صل۔ ملاپ پر شکر کرنا * ہجر۔ جدائی * ہائے ہائے۔ آہیں بھرنا، درد سے بلبلا نا * پاس۔ لحاظ * حسن۔ خوبصورتی
* جلوہ۔ نظارہ، چمک * زمزمہ۔ سر، راگ

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے سفر معراج کو قرآن مجید میں جب لفظ سبحان سے شروع فرمایا گیا ہے جو کہ نہایت تعجب کے موقع پر بولا
جاتا ہے تو پھر اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ حضور علیہ السلام معراج پہ کس طرح تشریف لے گئے ایسے گئے کہ ایسے تو میں کیا بتا سکتا ہوں وہاں تو
ایسا ایسے کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ خدا نے جب لفظ سبحان ارشاد فرمایا ہے تو پھر سوال کی گنجائش نشہ۔ جہاں جبریل عرض گزار ہیں۔

لا اقدر ولو خطرة لا احترقت

اگر ایک سر موئے برتر پریم فروغ تمہیلی بسوزد پریم

روح المعانی میں ہے کہ والنجم اذا هوىٰ کی تفسیر کرتے ہوئے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نجم سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے اور سورہ نجم کی ان آیات میں حضور ﷺ کی معراج پاک کا بیان ہے (پارہ ۲ ص ۳۸)

امام شعرانی الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں۔

اذا مر على حضرات الاسماء الالهية صار متخلصا بصفاتهما فاذا مر على
الرحيم كان رحيمًا او على الغفور كان غفورًا فما يرجع من ذلك الا
وهو في غاية الكمال۔ (ج ۲ ص ۳۶)

حضور علیہ السلام معراج کی رات جب اسماء الہیہ سے گزرے تو جس اسم کے پاس سے گزرے وہ صفت آپ میں پیدا ہوتی گئی رحیم کے پاس سے گزرے تو اس کے فیض سے رحمت کی صفت آگئی اور رحیم ہو گئے غفور کے پاس سے گزرے تو غفور بن گئے جواد و کریم کے پاس سے گزرے تو جواد و کریم بن گئے حلیم و شکور کے پاس سے گزرے تو یہ صفات آگئیں الغرض واپس تشریف لائے تو کمال کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔

جو ماسوا کی حد سے بھی آگے گزر گیا وہ رہ نورد جادہ اسری تمہیں تو ہو
جلتے ہیں جبریل کے پر جس مقام پر اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

(ظفر علی خان)

(۲) معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم (قصر دنی) ایک ایسا راز ہے جو ہر کسی کے لیے راز ہی رہا چاہے کوئی کتنی ہی عقل والا ہو اس کی عقل اس راز کو سمجھنے میں حیران ہے ہاں ایک عقل والا ایسا ہے کہ جس کو فرشتوں کا سردار ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور اس سفر میں وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہم سفر بھی تھا اس سے جا کر پوچھتے ہیں کہ اس راز سے آپ ہی پردہ اٹھائیں اگر کچھ دیکھا نہیں تو سنا تو ہو گا سنی سنائی بات ہی بتادیں۔ وہ بھی یہ کہہ کر چپ ہو گئے کہ بس اتنا جانتا ہوں کہ۔

لو تجاوزت لا حترقت بالنور۔ لو دنوت انملة لا حترقت۔

کہ ایسے نور کے جلوؤں میں گئے کہ اگر میں ایک پورے کے برابر بھی ان جلوؤں کی حدود میں چلا جاتا تو جل کر رکھ ہو جاتا گویا یوں سمجھو کہ۔ اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی کی جانب ادھر گئے تھے۔ اور میں نے تو حسرت کی نگاہوں سے اس محبوب رب غفار کی طرف دیکھا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ قرب مجھے ہی حاصل ہے کیونکہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم و بیش) نبیوں کا صحابی، کتب سادہ کا حافظ، بیت المعمور کا خطیب، فرشتوں کا سردار ہوں مگر آج معلوم ہوا کہ۔ ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے۔ لہذا اے میرے سمیت تمام فرشتوں کے بلکہ خدا اور ساری خدائی کے رسول! میری التجا قبول ہو اور وہ یہ ہے کہ

يا محمد سل الله لي ان ابسط جناحي على الصراط لا متك حتى يجوزوا عليه۔

(الیواقیت والجواہر ج ۲۔ روح البیان پارہ ۱۵۔ آیت اسراء) میری یہ درخواست بارگاہ الہی میں پہنچادیں کہ قیامت کے دن جب آپ کی امت بل صراط سے گزرے تو مجھے (ان کے پاؤں کے نیچے) پر بچھانے کا موقع مل جائے۔

اس راز سے جب جبریل بھی پردہ نہ اٹھا سکے تو اس راز کی چند جھلکیاں حضور علیہ السلام نے خود ہی بیان فرمائیں۔ مثلاً

آپ نے فرمایا کہ ایک مقام پہ مجھے کچھ وحشت ہوئی تو مجھے آواز آئی (بصوت الصديق) قف يا محمد ان ربك

یصلی۔ ٹھہر جا اے میرے پیارے تیرا رب تجھ پہ صلوٰۃ بھیج رہا ہے۔
ایک مقام ایسا بھی آیا کہ مجھے ندا آئی۔

اذن منی یا خیر البریۃ اذن یا احمد اذن یا محمد۔
اے تمام مخلوق میں سے بہتر میرے محمد و احمد میرے قریب آؤ قریب آؤ قریب آؤ۔
پھر ایک مقام پہ (بوقت ملاقات) میرے رب نے مجھ سے سوال کیا جس کا میں جواب نہ دے سکا فوضیع یدہ بین
کٹفی پس اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔

فوجدت بردھا فاور ثنی علم الاولین والاخرین۔
تو میں نے اس کی ٹھنڈک (اپنے سینے میں) محسوس کی پس مجھے پہلوں اور پچھلوں کے علوم کا وارث بنادیا گیا۔
کبھی ہوا نہ میرا سامنا اندھیروں سے جدھر بھی دیکھا ادھر روشنی ہی پائی تیری
یہ سوچ سوچ کر حیران ہیں فرشتے بھی کہاں کہاں شب اسری ہوئی رسائی تیری

(احمد ندیم قاسمی)

(۳) اگر ضرور ہی کچھ نہ کچھ معلوم کرنا ہے کہ ایک نور دوسرے نور میں فنا ہوا تو کس طرح؟ تو صبح صادق کے نور سے معلوم کر لو،
جس طرح صبح صادق کا نور سورج نکلنے کے بعد سورج کے نور میں گم ہو جاتا ہے (بلا تشبیہ) اسی طرح نور مصطفیٰ جلوه خداوندی میں فنا
ہو کر بقاء پا گیا۔

کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا
شب اسری تیرے جلوؤں نے کچھ ایسا سماں باندھا کہ اب تک عرش اعظم منتظر ہے تیری رخصت کا
(۲) ہائے افسوس بے خودی کی لذت پانے کے بعد جب ہوش و ہواس بحال ہوئے تو عالم حیات میں ایک اور مثال مل گئی اور
وہ یہ کہ باد صبا نشے میں چور ہو کر پھول میں گم ہو گئی اور اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ کہہ رہی ہے کہ وہ معاملہ (معراج کا) بھی یوں
ہی ہوا ہوگا۔ لیکن یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ جانے جان والا یا لے جان والا

(۵) اے میرے آقا! آپ کے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کے معجزے پر تو ہمارا کامل ایمان ہے ہی بس ذرا ایک اور مہربانی فرما
دیں کہ میرے دل کو بھی اپنی محبت کا داغ عطا کر کے اس کو چاند بنائیں اور پھر اشارہ کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیں تاکہ ہم اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیں کہ محبوب رب العالمین نے چاند کے بھی اس طرح دو ٹکڑے بنائے تھے۔

ہر شے ہے اختیار محمد میں دوستو دامن ہزار شوق سے پھیلانے آرزو
وہ حادثات دھر سے محفوظ ہو گیا جس کو در رسول پہ لے جائے آرزو (ساغر صدیقی)

(۶) اسی طرح اے میرے با اختیار رسول! میرا یہ تو ایمان ہے کہ آپ نے مردے زندہ فرمائے (جیسا کہ خصائص کبریٰ
ص ۶۷ ج ۲ پہ ہے کہ تین موتوں والی بکری کو آپ نے زندہ فرمایا یعنی زہر آلود، ذبح شدہ، بھنی ہوئی) لیکن نامعلوم کیوں میرے دل
کو آنکھوں سے دیکھنے کی فکر دامن گیر ہے، تو میرے آقا! میرے دل کی تسلی کے لیے ایک بار پھر ٹھوکر مار کر مردہ زندہ کر دیں لیطمنن
قلبی تاکہ میرے دل کو سکون حاصل ہو جائے اور علم الیقین سے عین الیقین کی منزل تک آجائے اور بلکہ اس مردہ دل کو ہی پاؤں کی

ٹھوکر سے زندہ فرمادیں۔ تاکہ حق الیقین کی لذت سے آشنا ہو جائے۔

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک وہاں وہاں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گئے
نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گئے

(۷) بلبل جب باغ میں ہوتی ہے تو وصل گل (پھول جو اس کا محبوب ہے اس کا دیدار) نصیب ہوتا رہتا ہے تو اس نعمت پر مطمئن پرسکون اور شکر گزار رہتی ہے جیسے ہی باغ سے دور ہوتی ہے تو محبوب سے علیحدہ ہوتے ہی ہائے ہائے پھول کرنے لگتی ہے۔ یہی حال اے میرے آقا آپ کے غلام (احمد رضا) کا ہے کہ جتنے دن آپ کا وصال میسر رہتا ہے اتنے دن پرسکون رہتا ہوں اور اس نعمت کے ملنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہتا ہوں، جیسا کہ آپ کے قدموں سے جدا ہوتا ہوں یا رسول اللہ یا رسول اللہ پکارنے لگتا ہوں، چلو خیر ہے! اصل مقصد تو آپ کی یاد ہی ہے وہ وصال میں پرسکون ہو کر شکر گزاری کی صورت میں ہو یا ہجر و فراق میں بے قرار ہو کر تڑپنے کی صورت میں ہو۔

من احب شیئا فاکثر ذکرہ۔

(۸) جو شاعر ہو کر یہ کہے کہ فصاحت و بلاغت اور شریعت کی پاسداری دونوں چیزیں شاعری میں جمع نہیں ہو سکتیں، تو اس کو میرے پاس لے کے آؤ اور میں اسے حضور کے عشق و محبت میں لبریز نعتیں دکھاؤں کہ میں نے کس طرح فصاحت و بلاغت و لحاظ شرع کو اپنی شاعری میں سمویا ہوا ہے۔ اگرچہ کام تو مشکل ہے تاہم شعراء اگر یتبعہم الغاون نہ بنیں بلکہ:

الا الذین امنوا و اعملوا الصلحت و ذکروا اللہ کثیرا

کا مصداق بن کر رہیں تو اللہ رسول کے کرم سے کوئی مشکل نہیں رہتی۔

نعت میں اعلیٰ حضرت کی احتیاط:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں ہندوستان کے مشہور شاعر اطہر ہا پوری ایک نعت لے کر برائے اصلاح حاضر ہوئے جس کا ایک شعر یہ تھا۔

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے مجنوں کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے

آپ نے فرمایا باقی ساری نعت درست ہے لیکن اس شعر کا مصرعہ ثانیہ منصب رسالت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ اس میں اللہ کے محبوب علیہ السلام کو لیلیٰ سے اور گنبد خضریٰ کو خیمہ لیلیٰ سے جبکہ ستر ہزار فرشتے جو ہر وقت محبوب کی بارگاہ میں دست بستہ حاضر رہتے ہیں اس کو مجنوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس نے عرض کیا پھر آئی فرمادیں کہ اس کی جگہ کیا مصرعہ ہونا چاہیے آپ نے فوراً اصلاح فرمادی اور لکھا کہ یوں ہونا چاہیے۔

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے قدسی کھڑے ہیں عرش معلیٰ کے سامنے

شاعری کی دنیا میں پاس شرع کا پورا پورا لحاظ اگر دیکھنا ہو تو اس کی زندہ مثال حدائق بخشش کی صورت میں آج بھی موجود ہے ورنہ اس میدان میں بڑے بڑوں نے ایسی ایسی ٹھوکریں کھائی ہیں کہ الامان والحفیظ۔

مثلاً کتنے ہی پڑھے لکھے شاعر اپنی شاعری میں مدینہ شریف کو یثرب کہہ جاتے ہیں جس سے حضور علیہ السلام نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ اسی طرح دیگر خرابیاں بھی مشہور شعراء کے کلام میں نظر سے اکثر گزرتی ہیں، چنانچہ یہاں چند غلط نعتیہ اشعار جو

مختلف شعرا کے ہیں ان کی نشاندہی کردی جاتی ہے۔

◆ ارسطو کی حکمت ہے یثرب کی لونڈی فلا طون طفل دبستان احمد (ظفر علی خان)

◆ طور کا جلوہ تھا ، جلوہ آپ کا لن ترانی تھی صدائے مصطفیٰ (امیر مینائی)

◆ خدامنہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا

(کرامت علی شہیدی)

◆ عشق کی ابتداء بھی تم حسن کی انتہا بھی تم رہنے دو راز راز ہی بندے بھی تم خدا بھی تم

(بیدم دارنی)

اگرچہ یہ لوگ علم و فضل میں باکمال تھے تاہم الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ پھر شاعری جیسے نازک موضوع پہ ٹھوکر لگ جانا کوئی بعید بات نہیں ہم ان کے بارے بدگمانی سے کام نہیں لیتے اور ان بزرگوں کی ساری محنت صرف ایک ایک شعر کی وجہ سے رد نہیں کرتے شعر الحاقی بھی ہو سکتا ہے کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے اگر ان کی زندگی میں ان کو اس طرف توجہ دلائی جاتی تو یقیناً یہ لوگ نظر ثانی فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان خطاؤں کو معاف فرمائے۔

بات اب چل نکلی ہے تو اعظم چشتی مرحوم کے چند شعروں کی بھی نشاندہی ہو جانی چاہیے کیونکہ ان کا کلام اکثر موجودہ دور میں پڑھا جاتا ہے اور خود بھی مرحوم بڑے پائے کے نعت گو، نعت خواں شاعر ہوئے ہیں۔

◆ نہاں تابود در پردہ خدا بود چوں ظاہر شد ، محمد مصطفیٰ بود

◆ آگئی سامنے آنکھوں کے اللہ کی صورت آئے سرکار جو اللہ کی برہان بن کر

◆ عقل کہتی ہے مثلنا کہیے عشق بے تاب ہے خدا کہے

◆ خالق عرش ، سرعرش ، بہ صد رعنائی جلوہ فرماتا ہے ، بہ انداز دگر آج کی رات

◆ عبود معبود میں ہے نسبت تام ہے محمد بھی احمد بے میم

◆ انسانیت کو بخشی وہ معراج آپ نے ہر آدمی سمجھنے لگا ہے خدا ہوں میں

(نیر اعظم ص ۳۱-۵۷-۶۱-۳۵-۳۳)

چونکہ ان کی یہ خطائیں لاشعوری میں ہوئیں اور کسی نے ان کو ان کی زندگی میں اس طرف توجہ نہ دلائی لہذا ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا

للذین امنوا۔

مذکورہ اشعار میں شعراء نے جہاں ٹھوکر کھائی ہے واضح ہے اگر مزید وضاحت درکار ہو تو مولانا فیض احمد اویسی کی شرح حدائق بخشش میں اسی مقام کا مطالعہ فرمائیں، انہوں نے ہر شعر کے ساتھ غلطی کی پوری پوری وضاحت فرمائی ہے۔

(ج ۲، ص ۳۲۲ تا ۳۳۰)

نعت شریف نمبر (۲۹)

- (۱) پھر کے گلی گلی تباہ ٹھو کریں سب کی کھائے کیوں
 (۲) رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
 (۳) بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہیں غریب کو
 (۴) یاد حضور کی قسم غفلت عیش ہے ستم
 (۵) دیکھ کے حضرت غنی پھیل پڑے فقیر بھی
 (۶) جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
 دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں
 سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں
 روئیں جواب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں
 خوب ہیں قید غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں
 چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آنے جائے کیوں
 جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا ٹھائے کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* تباہ - ویران * سب کی - تمام لوگوں کی * رخصت - روانگی * قافلہ - مسافروں کا گروہ * غش - بے ہوشی
 * سائے - پناہ * بار - بوجھ * غریب - پردیسی، کنگال * چین - آرام * غفلت - لاپرواہی * عیش - آرام و سکون * ستم - ظلم * خوب - اچھا * قید - گرفتار * چھڑانا - آزاد کرنا * حضرت - بزرگ * غنی - مالدار * چھاؤنی - فوجی کیمپ، چھپر
 * حشر - قیامت * فزوں - زیادہ * درد - تکلیف * ناز دوا - علاج کا خیرہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) کچے اور مجازی عشق میں مبتلا ہو کر ہم کیوں گلی گلی ذلیل ہوتے پھریں اللہ تعالیٰ ہمارے دل کو اگر عقل عطا کر دے تو حبیب خدا کی گلی میں ایسا ڈیرہ لگائیں کہ پھر وہاں سے جتنا زہ ہی اٹھے تو اٹھے ورنہ وہاں سے ہٹنے نہ پائیں۔
 مجھے بھی اجازت ملے یا محمد، کلی دل کی اب تو کھلے یا محمد
 ترے در پہ حاضر ہے تیرا گداگر، سراجا منیرا سراجا منیرا
 ریاض آج بھی دیکھنا رو رہا ہے، سر رہگور شام سے سو رہا ہے
 جدائی کی راتیں ہیں اس کا مقدر سراجا منیرا سراجا منیرا
 (زر معتبر از ریاض حسین چودھری)
- (۲) قافلہ کی مدینہ منورہ سے روانگی کا شور و فل ہماری سکون کی نیند میں خلل انداز کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ ہم تو کوچہ محبوب میں ان کے سایہ کرم کی پناہ لے کر چین کی نیند سو رہے ہیں اور در حبیب پہ ہی زندگی کا ایک ایک لمحہ گزارنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔
 سنتا تو ہے دعا کو خدا ہر جگہ مگر روضے کے سامنے کی دعا سب سے خوب ہے

(۳) ہمارے آقا و مولیٰ تو غریب پرور اور بندہ نواز ہیں اگر ہم اپنی شوخی قسمت کی وجہ سے ساری زندگی مدینہ شریف میں نہیں رہ سکے اور مدینہ چھوڑ کر واپس آ کر بے سکونی کی زندگی گزار رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم حضور علیہ السلام پر بوجھ بنے ہوئے تھے اور انہوں نے ہمیں وہاں سے نکال دیا ہے۔

جیتے جی روضہ اقدس کو نہ آنکھوں دیکھا روح جنت میں بھی ہو گی تو ترستی ہو گی
آہ جو امسال گئے عزم مدینہ کر کے ان کی تقدیر پہ تدبیر بھی ہنستی ہو گی
(منشی شکر لال ساقی)

(۴) اے ہمارے پیارے آقا! اپنی امت کو یاد کر کے جو آپ رویا کرتے تھے اور اس کی بخشش کے لیے اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اس یادگاری امت کی قسم! ہمیں آپ کو یاد کرتے رہنا چاہیے وصال کی خوشی میں چاہے فراق کی تڑپ میں اسی میں سکون ہے اگر کوئی اس کو قید سمجھتا ہے تو ہمیں یہ قید ہی اچھی ہم کسی سے اس قید سے آزادی کی بھیک نہیں مانگیں گے۔ جب کہ آپ کی یاد سے غافل ہو جانا ظلم سے کم نہیں کہ امتی ہو کر اپنے نبی سے غافل ہو جائے۔

میرے سینے میں تری ہی یاد ہو میری دنیا میں تو ہی آباد ہو
میرا ہر موئے بدن اک ساز ہو ”یا رسول اللہ“ کی آواز ہو
(ڈاکٹر فرید الدین قادری)

(۵) حضور علیہ السلام کا جو دوسخا اور فضل و عطا دیکھ کر منگتے اس طرح آپ کی بارگاہ اقدس میں جمع ہو گئے ہیں کہ ایسے لگتا ہے جیسے انہوں نے یہاں چھاؤنیاں ہی بنالی ہیں کہ قیامت بھی آجائے تو یہاں سے اٹھنے کا نام نہیں لیں گے۔

آتے ہیں در پہ مانگنے والے بڑے بڑے پایا ہے سب کو مانگنے والا حضور کا
ان کی ہی بخششوں سے سلامت ہے زندگی دنیا میں فیض عام ہے سارا حضور کا
(ریاض مدینہ تبصر ف)

(۶) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہماری جان ہے بلکہ ہماری ہزار جان اس پہ قربان ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت پیدا فرمائے باقی رہا ان کی محبت میں رونا اور آنسو بہانا یہ ایسا درد ہے کہ جس کا ہم علاج کرنا ہی نہیں چاہتے کیونکہ جس کو اس درد میں مڑھ آ گیا ہے وہ علاج معالجہ کی ناز برداری سے رہا۔

مولانا جامی عرض کرتے ہیں

ز داغ ہجر تو دل فگارم ، یا رسول اللہ بہار صد چمن در سینہ دارم یا رسول اللہ
توئی تسکین دل ، آرام جاں ، صبر و قرار من رخ پر نور بنما ! بے قرارم یا رسول اللہ
زر حمت کن نظر بر حال زارم یا رسول اللہ غریبم بے نواہم خاکسارم یا رسول اللہ
توئی مولائے من آقائے من والی جان من تو می دانی کہ جز تو کس ندارم یا رسول اللہ
دم آخر نمائی جلوہ دیدار جانی را ز لطف تو ہمیں امید دارم یا رسول اللہ

- (۷) ہم تو ہیں آپ دلفگار غم میں ہنسی ہے ناگوار
 (۸) یا تو یونہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں
 (۹) ان کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر
 (۱۰) خوش رہے گل پہ عندلیب خار حرم مجھے نصیب
 (۱۱) گرد ملال اگر دھلے دل کی کلی اگر کھلے
- چھیڑ کے گل کو نو بہار خون ہمیں رلائے کیوں
 منت غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں
 جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغ جگر مٹائے کیوں
 میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں
 برق سے آنکھ کیوں جلے رونے پہ مسکرائے کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* آپ - خود ہی * دلفگار - زخمی دل * ناگوار - نامناسب * نو بہار - موسم بہار * تڑپ - بے چینی * دام - جال
 * ترس - ہمدردی * جتنا - ظاہر کرنا * جلال - شان و شوکت * قمر - چاند * لوٹ - شیدائی * داغ - نشان * عندلیب - بلبل * خار حرم - مدینے کا کاٹنا * بلا - مصیبت * پھول - پھولنا سے ہے یعنی تکبر کرنا * گرد ملال - غم کا غبار * کلی - غنچہ
 * برق - بجلی * جلے - جکنا سے ہے بمعنی سڑنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۷) اے موسم بہار! ہم تو پہلے ہی اپنے محبوب کے ہجر و فراق میں دل زخمی کیے بیٹھے ہیں اور غمگینی کی حالت میں بھلا ہنسی مذاق کوئی اچھا لگتا ہے؟ لہذا پھولوں کو چھیڑ کر ہمارے غم میں مزید اضافہ کر کے ہمیں خون کے آنسو نہ رلا۔

اج سک متراں دی ودھیری اے کیوں دڑی اداس گھنیری اے

لوں لوں وچ شوق چنگیری اے اج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں

(۸) جس قید (ہجر و فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہم پھنس چکے ہیں اس سے رہائی کسی اپیل کی اور سے کر کے ہم کیوں اس

کا احسان اپنے سر لیں اور نہ ہی کسی کو ہمارے ساتھ ہمدردی کرنے کی ضرورت ہے بس وہی (ہمارے آقا) ہمیں چھڑائیں گے

(جلوہ دکھائیں گے) تو (ہجر کی قید سے) رہائی پائیں گے ورنہ اس قید (فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں تڑپ تڑپ کر ان کے

لیے جان قربان کر دیں گے یعنی اگر وہ ہمیں بچا کر راضی ہیں تو ہم بچ کر راضی ہیں اور اگر وہ ہمیں کٹا کر راضی ہیں تو ہم اپنے خون کی

ندیاں بہا کر راضی ہیں۔ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے کھلے آنکھ صل علی کہتے کہتے

پڑیں برچھیاں لاکھ دشمن کے دل پر تھکوں میں نہ یا مصطفیٰ کہتے کہتے

(۹) چاند پہ سیاہ دھبہ میرے آقا علیہ السلام کے رعب و جلال کا نشان ہے لیکن وہ اس کو مٹانا نہیں چاہتا کیونکہ جس کو عشق رسول

میں زخم کھا کر مزہ آئے وہ ان زخموں کا علاج کیوں کرے اور اپنے دل کے داغ کسی کو کیوں دکھائے وہ تو حضرت بلال کی طرح مار

کھاتا رہے گا اور محبت رسول میں تڑپ تڑپ کر کہتا رہے گا۔

حلق پہ تیغ رہے سینے پہ جلا رہے لب پہ تیرا نام رہے دل میں تیری یاد رہے

(۱۰) اے بلبل! تجھے پھول مبارک ہو مجھے تیرے اوپر نہ رشک آتا ہے نہ میں تجھ پہ حسد کرتا ہوں اس لیے کہ اگر تجھے کسی باغ کا پھول نصیب ہے تو مجھے مدینے کا کاشا مل گیا ہے اور مدینے کا ایک کاشا تیرے ہزار پھولوں سے افضل ہے کیونکہ وہ شہر محبوب کا کاشا ہے اور ویسے بھی۔ گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں۔ اور پھر خار بھی خار مدینہ اور مدینہ بھی وہ مدینہ کہ

کہوں کیا حال زاہد گلشن طیبہ کی نزہت کا کہ ہے خلد بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت
حسن سرکار طیبہ کا عجب دربار عالی ہے در دولت پہ اک میلہ لگا ہے اہل حاجت کا

(مولانا حسن رضا بریلوی)

ایک وضاحت:

میں نے حدائق بخشش کی شرح میں کثرت کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے برادر اصغر حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زیادہ اشعار اس لیے لکھے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے خود فرمایا ہے کہ ”میں اپنے چھوٹے بھائی حسن میاں یا حضرت کافی مراد آبادی کا کلام سنتا ہوں کیونکہ ان کا کلام میزان شریعت پر تلا ہوا ہے، اگرچہ حضرت کافی کے یہاں لفظ راعنا کا استعمال بھی موجود ہے اگر وہ اپنی اس غلطی پر آگاہ ہو جاتے تو یقیناً اس لفظ کو بدل دیتے“ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب ایک شخص آپ کے پاس اپنے کچھ نعتیہ اشعار لے کر آیا اور سنانے کی درخواست کی، تو آپ نے مندرجہ بالا ارشاد فرما کر خیال خاطر احباب کے پیش نظر اس کو کلام سنانے کی اجازت دی۔

اور دوسری عاجزانہ وجہ یہ ہے کہ میرا نام بھی حسن ہے اور میرے استاذ محترم مولانا غلام رسول فقیر سلطانی (شیخوپورہ) اللہ ان کی قبر پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، انہوں نے میرا تخلص رضا رکھا تو پورا نام بمعہ نسبت طریقت غلام حسن رضا قادری ہو گیا جب کہ میرے بڑے بیٹے کا نام رضاء الحسن ہے، تو اس طرح حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہ السلام کی ذات گرامی کے ساتھ مجھے خصوصی عقیدت ہے لہذا میں نے ان وجوہات کی بنا پر آپ کی کتاب ذوق نعت کے کافی اشعار شرح حدائق بخشش میں شامل کر دیئے ہیں۔

(۱۱) خدا کرے کہ غم کا گرد و غبار عشق رسول کے پانی سے دھل جائے اور دل کی کلی نگاہ مصطفیٰ سے کھل جائے تو پھر میری آنکھ کو بجلی بھی نہ جلا سکے گی کیونکہ آنکھ کی روشنی بجلی سے بھی تیز ہو جائے گی اور پھر میرے خوشی کے آنسو پہ کوئی ہنس بھی نہ سکے گا کہ ہر کسی کو تو میرا حال معلوم ہوگا اور ہر کوئی اللہ سے رور و کر میرے جیسا حال طلب کرے گا۔

آڑے آتی ہے تری ذات ہر اک دکھیا کے میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے

(بیدم وارثی)

بے کسی میں دو عالم کے مشکل کشا بن گئے میری کشتی کے خود نا خدا

اس کریمی کے قربان صل علیٰ کیا وسیلہ ملا مجھ کو منجد ہار میں

(سکندر لکھنوی)

(۱۲) جان سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں

- (۱۳) اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
 (۱۴) راہ نبی میں کیا کی فرش بیاض دیدہ کی
 (۱۵) سنگ در حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
 (۱۶) ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
- میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں
 چادر خل ہے ملکچی زیر قدم بچھائے کیوں
 جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں
 کوئی بجائے سوز غم ساز طرب بجائے کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* نصیب - مقدر * مزے سے سو - آرام کی نیند کر * کھٹکا - خوف * غنی - مالدار * بگڑنا - خراب ہونا * کریم - سخی * لقمہ تر - تر نوالہ * فرش - قالین وغیرہ * بیاض دیدہ - آنکھ کی سفیدی * خل - سایہ * ملکچی - غبار، آلود * زیر قدم - قدم کے نیچے * سنگ در - دروازے کا پتھر مراد ہے چوکھٹ * قرار - سکون * نرا - خالص * ستم - ظلم * جرم - گناہ * لجائیں - شرمائیں * سوز غم - غم کی جلن * ساز طرب - خوشی کا ساز باجا

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۲) مدینے شریف جیسے سفر (جو تمام سفروں کی روح رواں ہے) کی تیاری کر کے مزے کی نیند سو جانے کا کیا مطلب! اگر صبح بیدار ہونے کا خطرہ تیرے پیش نظر تھا تو تجھے شاموں شام اس طرح موت (نیند) نہ آتی بلکہ مدینے کی یاد میں رات بھر جاگ کر گزارتا۔

اس شعر میں زیارت مدینہ کے لیے زیادہ سے زیادہ براہیختہ کر کے شوق میں اضافہ کیا جا رہا ہے کہ یہ کیسی غفلت و بے حسی ہے کہ مدینہ کے سفر کی تیاری کر کے پھر مزے سے سو رہا ہے۔

اے میرے کریم آقا! آپ کی رحمت کی وسعتوں کو دیکھ کر آپ کے جو د و عطا کی بلند یوں کا نظارہ کر کے اور مسلسل آپ کی عطائیں، سیٹ سیٹ کر آپ کی غلی کے اس سگ کی عادت بگڑ گئی ہے اگر بعد میں روکھی سوکھی پر گزارا کروانا تھا تو پہلے ہی تر نوالہ نہ کھلایا ہوتا، اب مہربانی فرمائیے اور اپنے کرم کی بھیک عطا کرتے رہیے تاکہ زندگی ایک ہی ڈگر پہ گزرتی رہے اور امیری کے بعد فقیری کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

ہمیں اپنے تشخص کا نہیں احساس اے آقا کہ ہم اغیار کے اگلے ہوئے لقمے نگلتے ہیں
 نگاہیں کیوں نہ پھر محمود کی دست عطا پر ہوں دو عالم فخر موجودات کے ٹکڑوں پہ پلتے ہیں

(راجہ رشید محمود)

(۱۳) حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کا سایہ نہ ہونے کی ایک عقلی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کی گزرگا ہوں پہ اپنی آنکھوں کی سفیدی کا فرش بچھانے والے آپ کے غلاموں کی کیا کمی ہے جو آپ کو سایہ کی میلی کچیلی چادر کی ضرورت محسوس ہو۔ اس مسئلہ پہ دلائل

نعت شریف نمبر (۳۰)

- (۱) یاد وطن ستم کیا دشت حرم سے لائی کیوں
(۲) دل میں تو چوٹ تھی دہلی ہائے غضب ابھر گئی
(۳) چھوڑ کے اس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آسو
(۴) باغ عرب کا سرو ناز دیکھ لیا ہے ورنہ آج
(۵) نام مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیم خلد!
(۶) کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
- بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں
پوچھو تو آہ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ لٹ گئی سب کمائی کیوں
قمری جان غمزدہ گونج کے چچھائی کیوں
سوزش غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں
زگس مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* وطن۔ جائے پیدائش * دشت حرم۔ مدینہ شریف کا جنگل * بلا۔ آفت، مصیبت * چوٹ۔ درد * دہلی۔ دہنا سے ہے یعنی بوجھ کے نیچے آکر چھپ جانا * آہ سرد۔ ٹھنڈی سانس * ٹھگوں۔ ٹھگ کی جمع ہے بمعنی دھوکہ باز * سو۔ بسنا سے آباد ہونا * کمائی۔ آمدنی * سرو ناز۔ سرو کا عمدہ پودا * قمری۔ پرندہ (فاختہ کی طرح، عربی مونث) * جان غمزدہ۔ دکھی جان * گونج۔ آواز کا ٹکڑا، قمری کی آواز * چچھائی۔ خوشی سے پرندے کا بولنا * نسیم خلد۔ جنتی ہوا * سوزش غم۔ غم کی تکلیف، جلن * زگس۔ آنکھ کی شکل کا پھول جو اندر سے زرد اور باہر سے سفید ہوتا ہے * مست ناز۔ مستی سے ناز کرنے والا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) مدینہ شریف کی پر کیف اور جنتی فضاؤں میں کس قدر سکون سے بیٹھا تھا ہائے بدنصیبی وطن کی یاد آگئی اور اس مصیبت کی وجہ سے مدینہ کے جنگل (جواہل عشق و محبت کے لیے دنیا کے باغات سے بڑھ کر ہیں کیونکہ ان جنگلوں میں بھی ان کو بوئے حبیب آتی ہے) چھوڑنے پڑ گئے۔

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو میرے رب کریم ان کی چوکھٹ پہ بچھا ایک بچھونا ہوتا
دست بوسی سے کبھی مجھ کو نہ فرصت ملتی شہر سرکار کے بچوں کا کھلونا ہوتا
(۲) میرے دل میں عشق کے روگ کی چوٹ تو دہلی ہوئی تھی لیکن کسی نے فرقت مدینہ میں ٹھنڈی سانس لی تو میرے دل کی چوٹ بھی دوبارہ ابھر آئی اور زخم تازہ ہو گیا کیونکہ ٹھنڈی ہوا چلے تو پرانی اور دہلی ہوئی دردیں پھر سے ہونے لگتی ہیں۔
ذوق بٹھا نہیں تو کچھ بھی نہیں یہ تمنا نہیں تو کچھ بھی نہیں

جالیاں سامنے ہوں روضے کی یہ نظارہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
جان دوں جا کے ان کی چوکھٹ پر یہ ارادہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
مال اولاد جان سے بڑھ کر عشق ان کا نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ سمجھ لو کہ دل کی رگ رگ میں گر مدینہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

(بہزاد لکھنوی)

(۳) اے مدینے کو چھوڑ کر آنے والے (احمد رضا) اب سر پہ ہاتھ دھر کر کہتے ہو ہائے میری ساری کمائی لٹ گئی ہے تمہیں کس نے کہا تھا مدینے کے باغ چھوڑ کر ہندوستان جیسے جنگل میں واپس آؤ جو چوروں اور ٹھگلوں سے بھرا ہوا ہے۔

روضہ عرسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف کی جالیوں پر کندہ نعتیہ اشعار

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ اعْظَمُهُ فُطَابَ مِنْ طِيْهِنَ الْقَاعِ وَالْاَكْمِ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ اَنْتَ سَاكِنُهُ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُودُ وَالْكَرَمِ

ترجمہ: اے بہتر ان سب سے جن کے اجسام خاک میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں۔
میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سکونت فرما ہیں۔ اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور اسی میں جود اور رکر م ہے۔

جب نظر اٹھتی ہے سرکار کے روضے کی طرف دیر تک دل کے دھڑکنے کی صدا آتی ہے

(۴) ایسا لگتا ہے کہ آج قمری باغ طیبہ (احمد رضا) نے سرو قد محبوب (امام الانبیاء) کا دیدار کر لیا ہے۔ ورنہ یہ دکھوں کی ماری ہوئی قمری اس قدر خوشی کے ساتھ گونج دار آواز میں کبھی نہ چھپھاتی (نعت کی طرف اشارہ ہے کہ احمد رضا جو ہمیشہ فراق محبوب میں غمزدہ رہتا تھا آج جواتنے ذوق کے ساتھ اپنے آقا کی نعت پڑھ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو آقا نے اپنا جلوہ دکھا دیا ہے جس کی خوشی میں یہ وجد کرتا ہوا نعت رسول کے ترانے پڑھ رہا ہے) مولانا جامی علیہ الرحمۃ کی ایک مشہور نعت سے ہجر و فراق کی سختیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تم فرسودہ جاں پارہ ، ز ہجراں یا رسول اللہ دلم پڑ مردہ آوارہ ، ز عصیاں یا رسول اللہ

چوں سوئے من گزری آری ، من مسکین ز ناداری فدائے نقش تعلیت ، کنم جاں یا رسول اللہ

ز کردہ خویش حیرانم ، سیاہ شد روز عصیانم پشیمانم ، پشیمان یا رسول اللہ

ز جام حب تو مستم ، بہ زنجیر تو دل بستم نمی گویم کہ من ہستم ، سخن داں یا رسول اللہ

بوقت نزاع در مانم رود از تن بروں جانم نگہ داری تو ایمانم ز شیطان ، یا رسول اللہ

چوں بازوئے شفاعت براکشائی بر گنہگاراں مکن محروم جاتی را ، درا آں یا رسول اللہ

(۵) اگرچہ ہجر و فراق کی جلن میں جو لطف ہے وہ جنت کی باد صبا میں کہاں؟ لیکن اس کے باوجود بھی یہ باد صبا (جنت کی ہوا) کیوں چلنے لگی ہے؟ اس لیے کہ ہم نے نام مدینہ لیا ہے اور جنت کی ہوا نام مدینہ پہ قربان ہونے کو آئی ہے تاکہ ہماری جلن کو کم کرے لیکن فراق کی تڑپ کا نسیم خلد مقابلہ کیونکر کر سکتی ہے؟

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہو گا
کوئی کہے گا دہائی ہے یا رسول اللہ
کسی کو لے کے چلیں گے فرشتے سوئے جیم
پکڑ کے ہاتھ کوئی حال دل سنائے گا
زبان سوکھی دکھا کر کوئی لب کوثر
ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہو گا
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہو گا
وہ ان کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہو گا
تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہو گا
جناب پاک کے قدموں پہ گر گیا ہو گا

(ذوق نعت از مولانا حسن رضا خاں بریلوی: ۲۲)

(۶) میرے آقا کی حیا والی نگاہ جب سے میرے اوپر پڑی ہے مستی سے ناز کرنے والی نرگس بھی میرا حیا کرتی ہوئی مجھ سے نظریں چراتی ہے اور شرماتی ہے، اگرچہ اس کو اپنی نگاہ پہ بڑا ناز تھا تاہم حضور علیہ السلام کی نگاہ ناز کا جلوہ میرے اوپر دیکھ کر اب وہ اپنے آپ کو حقیر سا سمجھنے لگی ہے۔

طیبہ کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

(۷) تو نے تو کر دیا طیب آتش سینہ کا علاج
(۸) فکر معاش بد بلا ہول معاد جاں گزا
(۹) ہونہ ہو آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا
(۱۰) حور جنان ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا
(۱۱) غفلت شیخ و شاب پر ہستے ہیں طفل شیر خوار
(۱۲) عرض کروں حضور سے دل کی تو میرے خیر ہے
(۱۳) حسرت نو کا سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا
آج کے دود آہ میں بوئے کباب آئی کیوں
لاکھوں بلا میں پھنسنے کو بروح بدن میں آئی کیوں
ورنہ مری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں
چھیڑ کے پردہ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں
کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں
پیشی سر کو آرزو دشت حرم سے آئی کیوں
ایسے مریض کو رضا مرگ جواں سنائی کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* طیب - معالج، حکیم * آتش سینہ - سینے کی جلن * دود آہ - آہ کا دھواں * بوئے کباب - کباب بھننے کی بو * فکر معاش - روزی کی فکر * بد بلا - بری مصیبت * ہول معاد - قیامت کی وحشت * جان گزا - جان کا گھٹانے والی، جان کو خطرہ میں ڈالنے والی * ہونہ ہو - جو کچھ بھی ہے، ضرور بالضرور * حور جنان - جنتوں کی حور * ستم - ظلم * پردہ حجاز - عرب کا راگ * شیخ - بوڑھا * شاب - جوان * طفل شیر خوار - دودھ پیتا بچہ * گدگدی - کھجلی * عبث - فضول، بے کار * بہائی - بہائی

۔ بچوں کو نیند میں ہنسانے رلانے والی روح * پیٹتی۔ روتی پیٹتی * آرزو۔ تمنا * دشت حرم۔ مدینہ کا جنگل * حسرت۔ ارمان،
تمنا جو پوری نہ ہو * سانحہ۔ بری خبر، صدمہ * مریض۔ بیمار * مرگ جوان۔ جوان موت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے ماہر طبیب! تو نے مجھے پوری تسلی سے کہہ دیا تھا کہ اس مریض (محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا علاج ہو گیا ہے لیکن پتہ تو اب چلا ہے کہ جب میں نے (مدینہ کی جدائی کے صدمے سے) آہ بھری تو گرم دھواں نکلا ہے اور ایسی بو آئی ہے جیسے سیخ کباب بھوننے کی بو آتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ تیرے پاس میرے مرض کا کوئی علاج نہیں لہذا

از سر بالین ما بر خیز اے ناداں طبیب درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

یہ حکمت اپنی گھر رکھے مجھے بیمار رہنے دیں

حضور علیہ السلام کے وصال پر ملال مگر با کمال، کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے کی سی آواز اور گوشت کے بھوننے کی سی بو آتی اسی لیے اہل اللہ فرماتے ہیں۔

العشق نار یحرق ما سوی اللہ۔

عشق ایسی آگ ہے جو اللہ کے علاوہ ہر شے کو جلا دیتی ہے۔ یہی عاشق جب پلصراط سے گزریں گے تو جہنم پکار کر کہے گی یا اللہ! ان کو جلدی گزار دے کہ ان کے ایمان (عشق) کے نور نے میری آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی حضور علیہ السلام کی وفات پر ایک رباعی بمعہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

زَارَنَا رَسُولُ اللَّهِ فِينَا فَلَنْ نَرَى
بِذَاكَ عَدِيْلًا مَا حَيَيْنَا مِنَ الرَّوَايِ
وَفِي كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلَاةِ بِهَيْجَةٍ
بِلَالٍ وَيَدْعُو بِاسْمِهِ كُلَّمَا دَعَا

(مولائے کائنات سیدنا علی شیر خدا)

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب جب تک ہم خود زندہ رہیں ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے اور ہر نماز کے وقت بلال ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں جب کہ وہ (بلال) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں۔“

(۸) اس دنیا میں فکر معاش (کے علاوہ بھی بے شمار مصیبتیں) ہمارے سر پر آ پڑی ہیں ابھی موت کے خطرات اور قیامت کی ہولناکیاں باقی ہیں اے روح! تجھے کس نے کہا تھا کہ بدن کے جال میں پھنس کر اتنی بے شمار بلاؤں کے خطرات مول لے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہر رحمۃ اللہ علیہ کا اس عنوان کی وضاحت کے لیے بزبان پنجابی ایک خوبصورت شعر مگر درد سوز اور عالم ارواح کی یاد میں ڈوبا ہوا شعر فکر آخرت میں رورور کر پڑھیں دل کا بوجھ ہلکا ہوگا، انشاء اللہ

بہ چلا یا طرف زمین دے عرشوں فرش نکایا ہو
گھر تھیں ملایا دیس نکالا، اساں لکھیا جھولی پایا ہو
روہ نی دنیا نہ کر چھیدا ساڈا اگے ای دل گھیرایا ہو
اسیں پردیسی ساڈا وطن دور اڈا باہو دم دم غم سوایا ہو

یہ اہل اللہ عالم ارواح کو یاد کر کے کیوں روتے ہیں کون سے وہ سہانے مناظر تھے جو ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اس کی ایک جھلک حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے بزبان فارسی یوں بیان فرمائی۔

نمی دانم چه منزل بود شب جائے کہ من بودم بہ ہر سو رقص ببل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگار سرو قدے لالہ رخسارے سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش بر آواز، اور در ناز و من ترساں سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

(۹) کوئی مانے یا نہ مانے آج ضرور بالضرور میرا ذکر حضور سر و کائنات علیہ السلام کی بارگاہ میں ہوا ہے (ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے) اس کی دلیل یہ ہے آج سے پہلے کبھی خوشی نے مجھے منہ نہیں لگایا تھا مگر آج مجھے دیکھ کر بار بار مسکرا رہی ہے اس کا بار بار مجھے دیکھ کر مسکراتا یہ بتاتا ہے کہ محبوب خدا نے اپنے اس گنہگار کو یاد فرمایا ہے۔

ز حال مسکین مکن تغافل درائے نیناں بتائے بتیاں کہ تاب ہجراں نہ دارم اے جان نہ لیہو کا ہے لگائے چھتیاں
شبان ہجراں دراز چوں زلف و روز و صلت چوں عمر کو تہ سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکا یک از دل دو چشم جادو بصد فریبم برد تسکین کسے پڑی ہے جو جا سنائے ہمارے پی کو ہماری بتیاں
چوں شمع سوزاں چوں ذرہ حیراں زمہر آں مہر بکشم آخر نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آئیں نہ بھیجیں پیتاں
بخت روز وصال دلبر کہ داد مارا فریب خسرو سپت من درائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں
(۱۰) اے جنت کی حورو! تم نے یہ کیسا ستم کر دیا کہ راگ تو حجازی چھیڑ دیا جس سے میری نگاہوں میں مدینے کے کوچہ و بازار گھومنے لگے اور دیا محبوب کی خوشبو آنا شروع ہو گئی لیکن گیت تم نے ہند کا آلا پنا شروع کر دیا جس سے میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔

پیام دل اڑایا ہے ہواؤں کے اشاروں پر مدینے میں یہ پہنچے گا مرے دل کی فغاں ہو کر
سنے گا التجا میری خدا تیرے وسیلے سے کیا ہے فخر خود اس نے تمہارا راز داں ہو کر
(۱۱) اس دور کے بوڑھے اور جوان اس قدر غفلت میں ہیں کہ دودھ پینے والا بچہ بھی ان کو دیکھ کر ہنس رہا ہے کہ یہ لوگ ذرا بھی اس بات کا خیال نہیں کر رہے کہ کس گڑھے میں گر رہے ہیں تو پھر یہ بہائی (بچوں کو خواب میں ہنسانے اور رلانے والی) بچوں کو گدگدی کرنے کیوں آگئی ہے۔

(۱۲) اے میرے پیارے آقا! میں آپ کی بارگاہ میں کیا عرض کروں آپ تو سب جانتے ہیں مگر اپنے دل کی بھڑاس نکال لوں، آپ میرے دل کی تو پرواہ نہ کریں اس کی خبر ہے جیسا بھی ہے گزارا ہو رہا ہے اور کام چلا رہا ہے مگر یہ آرزوئے مدینہ میرا سر پیٹ رہی ہے اور مجھے بار بار کہتی ہے کہ مجھے مدینے کا جنگل چھڑا کے یہاں کس لیے لے آیا ہے؟

وہ آشنائے رب علا کیسے ہو سکے در سے نبی کے جو سر مغرور دور ہے
(۱۳) مدینہ شریف سے جدائی کی خبر سن کر ایسے لگا جیسے کسی نے جو ان موت کی خبر سنا دی ہے، دل بے قابو ہو گیا، نئے ارمانوں کا

خون ہو گیا، بھلا اے رضا تو نے ایسے ”سیریس“ مریض کو اتنی ہولناک خبر کیوں سنا دی، اب اس بے چارے کا کیا بنے گا؟
اعلیٰ حضرت کے کلام میں نغمگی کی لذت:

بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں نظم تو نظم نثر کے اندر بھی ایک عجیب قسم کی نغمگی اور ترنم کی لذت محسوس ہوتی ہے جس کا احساس ناظرین و سامعین کے قلوب و اذہان پر یکساں ہوتا ہے اور یہ چیز دوسرے مصنفین کے ہاں بہت کم پائی جاتی ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرتؒ کی کسی بھی کتاب کا نام آپ پڑھیں تو ایسا لگے گا جیسے آپ کوئی شعر پڑھ رہے ہیں، لفظوں کا خوبصورت تناسب اور معنی کا ابلاغ اس کا آئینہ دار ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ علم موسیقی میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ لیکن اہل علم کے وقار کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کا باقاعدہ اظہار نہ فرمایا، اگرچہ کوئی بھی علم من حیث العلم مذموم نہیں اور کسی بھی فن کو جاننا یا اس کا ماہر ہونا گناہ نہیں جیسے جادو جیسے علم کا جاننا بھی مذموم نہیں اگرچہ جادو کرنا اور اس کے ذریعے دوسروں کو نقصان پہنچانا حرام بلکہ کفر ہے۔

یہ وضاحت اس لیے کر دی گئی کہ اعلیٰ حضرت نے مزامیر کے خلاف بہت لکھا ہے اور اس کو حرام فرمایا چنانچہ مزامیر کے ساتھ قوالی کو آپ نے حرام لکھا ہے اور سلسلہ چشتیہ کے بزرگ بالخصوص حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی علیہ الرحمۃ کی تعلیم سے ثابت فرمایا کہ مزامیر حرام است۔

تاکہ معلوم ہو جائے کہ موسیقی کا علم برا نہیں اس کا استعمال ممنوع و حرام ہے۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۳۱)

- (۱) اہل صراط روح امیں کو خبر کریں
 (۲) ان فتنہ ہائے حشر سے کہہ دو حذر کریں
 (۳) بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے
 (۴) سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
 (۵) ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے
 (۶) جالوں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے
 (۷) منزل کڑی ہے شان تبسم کرم کرے
 (۸) کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
- جاتی ہے اُمت نبوی فرش پر کریں
 نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گزر کریں
 ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
 آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
 آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
 مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں
 تاروں کی چھاؤں نور کے تڑکے سفر کریں
 اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

مشکل الفاظ کے معانی:

* اہل صراط۔ پل صراط والے * روح امین۔ جبریل امین * فرش پر کریں۔ پروں کا فرش بچھائیں * فتنہ ہائے۔ ہنگامے * حذر۔ پرہیز * نازوں کے پالے۔ لاڈ پیار سے پلے ہوئے * بد۔ بُرے * بھلے۔ اچھے * رخ۔ چہرہ * کمینے۔ گھٹیا، نکمے * اطوار۔ جمع طور کی بمعنی رنگ ڈھنگ * جال۔ دام، جس سے شکاری شکار پھنساتے ہیں * للہ۔ اللہ کے لیے * مشکل کشائی۔ مدد، مشکل آسان کرنا * منزل کڑی۔ سفر بڑا مشکل * شان تبسم۔ مسکراہٹ کی شان * تڑکے۔ پو پھٹنا، صبح سویرے * کلک۔ قلم کا کاٹنا، قلم * خنجر۔ بڑا چھرا (فارسی مذکر) * خون خوار۔ خون پینے والا، جلا دھفت * برق بار۔ بجلیاں گرا سنے والا * اعداء۔ جمع عدد کی بمعنی دشمن * شر۔ فتنہ، شرارت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) اے پل صراط جیسے مشکل مقام پر متعین فرشتو! جاؤ جا کے اپنے سردار حضرت جبریل علیہ السلام سے عرض کر دو کہ مدنی سردار کے غلام پل صراط کی طرف آرہے ہیں جلدی آئیں اور (معراج کی رات جو ہمارے آقا سے آپ نے وعدہ کیا تھا کہ حضور! اللہ کی بارگاہ میں جا کر میری یہ درخواست پیش کر دیں کہ:

ان ابسط جناحی علی الصراط لا متک حتی یجوز واعلیہ۔

کہ پل صراط پر میں آپ کی امت کے گزرنے کے وقت پر بچھانے کی سعادت حاصل کروں۔ روح البیان ص ۲۲۱ ج ۵۔ پل صراط پہ آکر اپنے پر بچھائیں تاکہ حضور کے غلام ان پہ چل کر آسانی کے ساتھ پل صراط کو عبور کر سکیں۔

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے۔ ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے (۲) (نوکر اپنے مالک کے سہارے پر بڑی بے نیازی سے فرشتوں کو ایک اور آرڈر دے رہا ہے) اور ہاں ہاں اے فرشتو! ایک بار اور سنو! یہ محشر کے ہنگامے اب بند کرو، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اب معمولی لوگ نہیں آرہے بلکہ سرکارِ مدینہ علیہ السلام نے ان کو بڑے نازوں سے پالا ہے اور یہ حضور کے بڑے لاڈلے اور پیارے امتی ہیں اس لیے ان کو ڈرانے کی کوشش نہ کرنا، اور اگر یہ ہنگامے ہمارے راستے سے نہ ہٹے تو پھر دیکھ لینا ہم ان کا کیا حشر کرتے ہیں ہمارے آقا کا ایک سجدہ ہی ان کا خاتمہ کرنے کے لیے کافی ہوگا۔

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا
کہیں گے اور نبی اڈھبؤ ائی غیری مرے حضور کے لب پر آنا لٹھا ہو گا
(ذوق نعت از حسن رضا خاں بریلوی: ۲۳)

ایک دوسرے مقام پہ فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں:
مجمع حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے ڈھونڈنے ننگی ہے مجرم کو شفاعت تیری
چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری
(ذوق نعت از حسن رضا بریلوی: ۹۳)

امتِ امت محمدیہ علی صاحبہا السلام:

☆ حضور علیہ السلام تمام نبیوں سے افضل ہیں اور آپ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے کنتم خیر امة (القرآن)
☆ آپ کی امت کو ہی لیلۃ القدر عطا کی گئی جو کسی اور امت کو نہ دی گئی اور یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ (سورۃ القدر)
☆ قیامت والے دن اس امت کو ہی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی صفائی کا گواہ بنائیں گے جب ان کی امتیں ان کی جھٹلائیں گی۔

و کذلک جعلنکم امة وسطا لتکونوا شہداء علی الناس۔ (البقرہ)
☆ اس امت کو ہی قرآن، رمضان جیسی نعمتیں عطا فرمائی گئیں
☆ اس امت کو سب سے آخری امت بنایا تاکہ زیادہ دیر قبروں میں نہ رہنا پڑے اور بروز قیامت سب سے پہلے اٹھ کر سب سے پہلے جنت میں جائے۔
☆ صرف اسی امت کے اعضاء وضو بروز قیامت چمکتے ہوں گے۔

☆ ان کے آگے اور دائیں نور ہوگا جس کی روشنی میں آسانی کے ساتھ جنت میں چلے جائیں گے۔

نور یسعی بین ایدیہم وبا یمانہم (التحریم)

☆ قبروں میں گناہ لے کر جائیں گے مگر اہل ایمان کی دعاؤں، استغفار، ایصال ثواب سے نیکیاں لے کر اٹھیں گے۔

امتی امة مرحومة تدخل قبورها بذنوبها وتخرج من قبور هالا ذنوب علیها

تمحو عنها باستغفار المومنین لها۔ (شرح الصدور ص ۱۲۸)

☆ اس امت کے ایک ایک فرد کے بدلے ایک ایک یہودی یا عیسائی یا مشرک کو فدیہ بنا کر دوزخ میں ڈال کر اس امت کو بچا لیا جائے گا۔

اذا كان يوم القيامة دفع الله الى كل مسلم يهوديا او نصرانيا فيقول هذا

فكاكك من النار (عن ابی موسیٰ الاشعری) ان هذه امة مرحومة عذابها بايديها فاذا

يوم القيامة دفع الى كل رجل من المسلمين رجلا من المشركين فيقال

هذا فداءك من النار (عن انس رضى الله عنه) يجي يوم القيمة ناس من

المسلمين بلا ذنوب امثال الجبال فيغفر الله لهم ويضها على اليهود

والنصرى (مسلم ص ۳۶۰ ج ۲)۔

☆ نزہۃ المجالس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میں نے چار ہزار برس اس دے کی جنت میں پرورش کی جو اسماعیل علیہ

السلام کا فدیہ بنا، فرعون کی چار سو برس پرورش کی تاکہ اس کو دریا میں ڈبو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فدیہ بنا دوں۔

اشنو یہودی کی پچاس برس پرورش کی تاکہ وہ سولی پر لٹک کر عیسیٰ علیہ السلام کا فدیہ بن جائے، اسی طرح یہودیوں اور

عیسائیوں کو اپنی نعمتوں سے پال رہا ہوں تاکہ قیامت کے دن ان کو دوزخ میں ڈال کر اپنے حبیب کی امت کا فدیہ بنا

دوں (ص ۳۵۱)

☆ اسی امت کے ستر ہزار پھر ان ستر ہزار میں سے ایک ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار بلا حساب جنت میں جائیں گے

(خصائص کبریٰ، احیاء العلوم)

☆ کلیم اللہ علیہ السلام کے سامنے جب اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت بیان فرمائی تو انہوں

نے پہلے تو عرض کیا یا اللہ یہ امت مجھے دے دے اور جب اللہ نے فرمایا یہ امت میں نے اپنے حبیب کو دے دی ہے تو

پھر عرض کیا اے اللہ مجھے پھر اس کی امت میں شامل کر لے۔ (دلائل النبوة)

☆ اس امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہوں گے کہ جنت میں داخل ہوتے وقت ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں

گے (ستر ہزار کا لفظ عرب لوگ کثرت کے لیے بولتے ہیں لہذا اس سے ستر لاکھ ستر کروڑ بلکہ ستر ارب بھی ہو سکتے ہیں)

يدخل الجنة من امتی زمرة هی سبعون الفاتضی وجوہہم اضاءة القمر۔

☆ کل اہل محشر کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے پوری اسی صفیں صرف حضور علیہ السلام کی امت کی ہوں گی باقی چالیس کل نبیوں کی امتیں ہوں گی۔

اهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من هذه الامة واربعون من

سائر الامم۔ (صحاح ستہ)

لے کے پہلو میں غم امت نادار آئے امتی امتی کہتے ہوئے سرکار آئے
سن کے سرکار مدینہ کی ولادت کی خبر ہر گنہگار پکارا میرے غم خوار آئے (اعظم چشتی)
(۳) اے میرے پیارے آقا! ہم برے ہیں یا اچھے ہیں، آخر آپ ہی کے ٹکڑوں پہ پلے ہیں لہذا آپ ہی کے ہیں تو آپ کا در چھوڑ کے اب کس در پہ جائیں۔

مصطفیٰ خیر الوری ہو مالک ہر دوسرا ہو

اپنے اچھوں کا تصدق ہم بدوں کی بھی نبھاؤ

اس شعر میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کیا گیا ہے یعنی آپ سے مدد طلب کی گئی، آپ سے شفاعت کی بھیک مانگی گئی اور آپ کو بعد الوصال پکارا گیا کچھ لوگ خود جو چاہیں کرتے رہیں ان کو اپنی آنکھ کا شہیر تو نظر نہیں آتا جب کہ دوسروں کی آنکھ کا تنکا فوراً کھٹک جاتا ہے اس کی آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی ایک مثال یہ ہے کہ ایک دوسرے فرقتے کے بہت بڑے مولانا تقریر میں فرما رہے تھے کہ ہر شی کا مالک کون ہے؟ سب نے کہا اللہ۔ تو وہ کہنے لگے لیکن احمد رضا بریلوی کہتا ہے۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب۔ لیکن اپنے گھر کی خبر نہ لی کہ نا تو تو صاحب کا ایک شعر گنگوہی صاحب نے اپنے خطبات میں لکھا ہے

گرفت ہو گی تجھے ایک بندہ کہنے پر جو ہو سکے بھی خدائی کا ایک تری انکار

یعنی اگر حضور علیہ السلام کی خدائی کا انکار ممکن بھی ہو تو پھر بھی آپ کو ایک بندہ کہنے پر گرفت ضرور ہوگی، اس کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت کا شعر کس قدر حق و انصاف پہنچی ہے اور اس میں اللہ رسول کی آپس میں محبت کا کتنے اچھوتے انداز میں اظہار ہے جب کہ اس مؤخر الذکر شعر میں عقیدہ توحید و رسالت پر کتنی شدید ضرب لگائی گئی ہے اہل علم پر مخفی نہیں۔

اس سے پہلے نعت نمبر (۶) کے ضمن میں چند مشاہیر اسلام کے کچھ اشعار آپ نے بغیر ترجمے کے پڑھے جس میں انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کیا اور کچھ دیگر عربی فارسی کے اشعار جن میں عظمت مصطفیٰ اور عقیدہ بزرگان دین کا موضوع تھا اب کچھ عربی اشعار بمعہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کا ثبوت نصف النہار کے سورج سے بھی زیادہ واضح ہو کر سامنے آ رہا ہے اور پھر اپنے گریبان میں بھی جھانکیں کہ وہ تھے کس منزل میں اور تو کسی منزل میں ہے

بارگاہ نبوت علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں استغاثہ اور مشاہیر امت:

وَالْعُذْرُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ مَقْبُولٌ

مُهْنَدٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ مَسْئُولٌ

(کعب بن زہیر بحوالہ مجموعۃ النہانیہ)

فَقَدْ آتَيْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ مُعْتَذِرًا

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ نُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ

ترجمہ: پس میں عذر خواہ بن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہوا ہوں اور عذر قبول کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے؟ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا نور ہیں جس سے حق کی روشنی ملتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک بے نیام تلوار ہیں۔

◆ وَزَعَمُوا أَنَّكَ تَدْعُونَا أَحَدًا وَهُمْ أَذِلُّ وَأَقْلُّ عَدَدًا
فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ بَجَرَدًا
فَانْصُرْ رَسُولَ اللَّهِ نَصْرًا اَعْتَدًا

(حضرت عمرو بن سالم الخزاعی بحوالہ کلام الملوک: ۸۴)

ترجمہ: انہوں نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اعانت کے لیے نہیں لائیں گے اور اگر بلائیں گے تو وہ معاونین خود کمزور اور کم ہیں۔ ان بندگان خدا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی منفرد ہستی بھی ہیں، چاند سے چہرے والے وہ چاند جو روز بروز ترقی پر ہے۔ پس اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ٹھوس اور مستحکم انداد فرمائیے۔

◆ حضرت امام زین العابدین بن امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام کی قید میں باد صبا کے ذریعے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں یوں استغاثہ کیا:

ان نلت يا ریح الصبا يوم الى بيت الحرم
يا رحمة للعالمين اذكرك لزين العابدين
بلغ سلامي روضة فيها النبي المحترم
محبوس ايدي الظالمين في الموكب والمزدحم

(سیدنا امام زین العابدین)

ترجمہ: ”اے باد صبا! اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو تو میرا سلام اس روضہ تک پہنچا جس میں بنی محترم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اے رحمت عالم! زین العابدین کو سنبھالنے وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے۔“ جس کا ترجمہ کسی نے پنجابی زبان میں یوں کیا:

آکھیں سوہنے لوں دوائے نی جے تیزا گزر ہووے
میں مر کے وی نہیں مردا جے تیری نظر ہووے

◆ فَأَبْلَغُ رَسُولَ اللَّهِ مَبْنَى رِسَالَةٍ
وَأَجْعَلُ لِنَفْسِي دُونَ كُلِّ مُسْلِمَةٍ
بِأَنِّي خَفِيفٌ حَيْثُ كُنْتُ مِنْ الْأَرْضِ
لَكُمْ جُنَّةٌ مِنْ عَرَضِكُمْ عَرَضِي

(حضرت جارود بن عمرو رضی اللہ عنہ بحوالہ اسد الغابہ: ۱۶۸)

ترجمہ:

”میری طرف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلا دو کہ میں دین خفیف پر رہوں گا۔ چاہے زمین کے جس حصے پر بھی رہوں (جہاں بھی رہوں) ہر مصیبت کے لیے میری جان حاضر ہے، اے مسلمانو! تمہاری عزت کے لیے میری عزت ڈھال ہے۔“

◆ نَبِيَّ اللَّهِ يَا خَيْرَ الْبَرَايَا
وَأَرْجُوا يَا كَرِيمَ الْعَفْوَا عَمَا
بِحَاثِكَ أَتَقِي فَصِلَ الْقَضَاءِ
جَنَّتْهُ يَدَايَ يَا رَبَّ الْحَيَاءِ

عَلَيْكَ سَلَامَ رَبِّ النَّاسِ يَتْلُو صَلَاةً فِي الصُّبْحِ وَفِي الْمَسَاءِ

(علامہ ابن حجر بحوالہ ماہنامہ الرشید نعت نمبر: ۱۱۸)

ترجمہ: ”اے رسول خدا! اے سب سے برگزیدہ انسان! آپ کے طفیل اللہ سے حشر کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے بہترین معاف کرنے والے! امیدوار ہوں کہ میرے کرتوتوں کو آپ نظر انداز کر دیں گے۔ اے شرم و حیا کے مالک! تمام انسانوں کے مالک اور رب کا آپ پر سلام ہو اور سلام کے بعد درود ہو اور یہ سلسلہ صبح و شام قائم رہے۔“

يا سيد الرسل الكرام! ضراعة

هب لي شفاعتك التي ارجو بها

تقضي مني نفسي و تذهب حولي

صفحا جميلا عن قبيح ذنوبي

ترجمہ: ”اے سرور رسولان کرام! خدا کے حضور ایک التجا پیش کر دیجئے جو میری مراد دلی بر لائے اور میرے گناہ بخش دے۔ اپنی شفاعت سے نواز دے! جس کے ذریعہ مجھے امید ہے کہ اللہ میرے بدترین گناہوں کو معاف فرما دے گا۔“

وَ اَبْيَضُ يُسْقِي الْغَمَامُ بَوْجِهَهُ ثَمَالَ الْيَتَامَى عِصْمَةً لِلْاَرَامِلِ

(ابو طالب بن عبد المطلب بحوالہ سیرت ابن ہشام)

ترجمہ: ”جو ایسا روشن چہرے والا ہے کہ اس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کا سر پرست اور بیواؤں کی پناہ ہے۔“

لِتَجُودَ عَلَيَّ فَتَنْعَشِنِي بِشَرَائِعَ لَيْسَ لَهَا ثُلُبُ

فَاللَّهِ هَذَاكَ وَأَنْتَ هُدَيْتَ قَدْ لَبِئْتَكَ النُّصْبُ

فَصَلُّوْهُ إِلَهَ الْخَلْقِ عَلَيْكَ وَجَادَ مَحَلَّتْكَ السَّكْبُ

ترجمہ: (حضرت عمر و ابی جحی رضی اللہ عنہ بحوالہ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت: ۲۵۶)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میری یہ حاضری صرف اسی التماس کی خاطر ہے کہ مجھ جیسے عاصی پر نظر کرم فرمائیں اور مجھے اس شریعت حقہ کی تعلیم دیں جس کے احکام میں کوئی نقص اور عیب نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کرم فرمائی سے میری تنگ دستی اور بد حالی کے بعد میری حالت درست ہو جائے گی۔ پس اللہ ہی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق کی ہدایت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام ہو اور رحمت و رضوان الہی کی بارش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرود گاہ پر ہمیشہ ہمیشہ برسی رہے۔ آمین۔“

وَالذِّئْبُ جَاءَكَ وَالْغَزَالَةُ قَدْ آتَتْ بِكَ تَسْتَجِيرُ وَتَحْتَمِي بِحِمَاكَ

وَكَذَا الْوُحُوشُ آتَتْ إِلَيْكَ وَسَلَّمَتْ وَشَكَا الْبُعِيرُ إِلَيْكَ حِينَ رَاكَ

(قصیدۃ النعمان از امام اعظم ابو حنیفہ)

ترجمہ: ”اور بھیڑیے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور ہرنی نے بحالت قید آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی اور وہ اظہار شادمانی کرتی تھی اور اسی طرح وحشی جانوروں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سلام کیا اور اونٹ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت کی۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ تعصب میں اس قدر اندھے ہو جاتے ہیں کہ خدا اور رسول کی بات کو ٹھکرا دیں گے اور اپنے بزرگ کی بات کو رد نہیں کرتے، خاندان ولی اللہی کی جو قدر و منزلت ان لوگوں کے دلوں میں ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اس لیے دس کا عدد پورا کرنے کے لیے ایک حوالہ اس خاندان کا بھی پیش نظر رہے۔

◆ يَا أَحْمَدَ الْمُخْتَارِ يَا زَيْنَ الْوَرَى
يَا خَاتِمَ الرُّسُلِ مَا أَعْلَاكَ
يَا كَاشِفَ الضُّرِّ آءٍ مِنْ مُسْتَجِدِّ
يَا مُنْجِيًّا فِي الْحَشْرِ مَنْ وَاَلَاكَ

(شاہ رفیع الدین دہلوی ابن شاہ ولی اللہ)

ترجمہ: ”اے احمد مختار! اے زینت مخلوقات عالم! اے خاتم رسولاں! کوئی آپ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اے مصائب سے نجات دینے والے! فریادی کو اے حشر میں رہائی دلوانے والے! اس کو جو آپ سے محبت رکھتا ہو۔“

(تلك عشرة كاملة)

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی ہم نے تو دل جلا کے سر بام رکھ دیا
(۴) اے میرے کریم آقا! ہم کینوں کے اعمال و افعال اور چال چلن کو ”دفع“ کریں (ہم مانتے ہیں کہ ہم بخشش کے قابل نہیں ہیں) آپ اپنے کرم کو دیکھیں، ہمارا کام جرم کرنا آپ کا کام کرم کرنا، ہمارا کام خطا کرنا آپ کا کام عطا کرنا، ہمارا کام گناہ کرنا

آپ کا کام دعا فرما کر ہمیں بخشوا لینا ہے لہذا آپ کے در کے ٹکڑوں پہ پلے ہیں تو ہمیں آپ غیر کی ٹھوک پہ کیوں ڈالتے ہیں۔
تیرے در کی بھیک پر ہے میرا آج بھی گزارا کبھی مل گیا تھدق کبھی مل گیا اتارا

(۵) اے میرے پیارے آقا کے دیس کے پھولوں سے ہزار درجہ بڑھ کر پیارے کانٹو! مجھ سے کچھ کچھ اور دور دور کیوں رہتے ہو؟ میرے قریب آؤ میری آنکھوں میں بسو! میرے سر پہ بیٹھو! میرے دل میں بسیرا کرو۔ تمہیں کیا پرواہ! کیونکہ حضور علیہ السلام نے تمہیں اپنے حرم میں شامل کر کے امن عطا کیا ہوا ہے۔

حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین لا بتی المدینة وجعل اثنا عشر ميلا حول المدینة حفی۔ (بخاری و مسلم)

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں لیے ہوئے یہ دل بے قرار ہم بھی ہیں
ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا ترے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں

(ذوق نعت از مولانا حسن رضا خاں بریلوی: ۳)

(۶) اے میرے بخشش والے آقا! میں تو اپنے نفس کے پھندوں میں اور اعمال کی خرابیوں میں پوری طرح جکڑا ہوا ہوں مجھے آپ کی مدد درکار ہے اور یہ آپ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں آپ کی ایک انگلی کے ناخن کے معمول اشارے سے میں اس قید سے رہا ہو سکتا ہوں اور میری مشکلیں آسان ہو سکتی ہیں۔
خدا کا کرم دستگیری کو آئے تیرا نام لے لیں اگر گرنے والے

گھرا میں ہوں عصیاں کی تاریکیوں میں خبر میری اے میرے بدر الدجی لے

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۷) اے میرے آقا! دنیا و آخرت کی منازل کو طے کرنا ہمارے لیے بہت مشکل ہو گیا ہے۔ برائے کرم تبسم ریز ہونٹوں سے ایک بار مسکراہٹ کا نور ظاہر فرمائیں تاکہ مصائب کے اندھیرے چھٹ جائیں اور نور کے اجالے ہر طرف پھیل جائیں تاکہ اس نور کے اجالے میں سفر کرنا آسان ہو جائے (دنیا میں گناہوں سے بچ کر اور آخرت میں آپ کی شفاعت کے حق دار بن کر)

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

(ذوق نعت از مولانا حسن رضا بریلوی: ۵۳)

(۸) تحدیث نعمت کے طور پر دشمنان دین اور گستاخان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لٹکارتے ہوئے فرماتے ہیں (اے رے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنے والے گستاخو! خبردار، ہوشیار! یہ نہ سمجھو کہ تمہارے قلم کے مقابلے میں احمد ماکے ہاتھ میں بھی قلم ہی ہے میرا قلم تمہارا خون چوس لے گا، تمہاری ہڈیاں توڑ دے گا اور تم پر ایسی بجلیاں گرائے گا کہ قیامت تک تے رہو گے، جل جل کے مرتے رہو گے اور تڑپ تڑپ کر ذلت و رسوائی میں مردار ہوتے رہو گے کیونکہ تمہاری عداوت یہاں تک چکی ہے کہ

یوں ہیں عدو حضور کی عظمت سے منحرف جیسے خدائے پاک کی قدرت سے منحرف دی ہیں خدا نے رفعتیں ذکر رسول کو کورے ہیں عقل سے جو ہیں عظمت سے منحرف (حدیث شوق) چنانچہ زمانہ گواہ ہے کہ عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلنے والا یہ شعر سو فیصد سچی حقیقت بن کر سامنے آ رہا، دشمنان رسول کو جو انہوں نے ضربیں لگائی ہیں ان کی ٹیس آج تک بلکہ قیامت تک ان کے دلوں سے اٹھتی رہیں گی کیونکہ:

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے حضور علیہ السلام کی عظمت کا تحفظ کرنے والے اکیلے احمد رضا نے چوکھی لڑائی لڑ کر دنیا کو بتا دیا کہ میں نے بارگاہ نبوی میں

یا رسول اللہ دہائی آپ کی

اور

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے کی جو فریادیں کی ہیں وہ قبول ہو گئی ہیں، میرے نبی نے میری مدد فرمائی تبھی تو میں اکیلا تم سب پر غالب آ گیا لہذا میرا

حاکم حکیم دادو و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں؟ مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

نعت شریف نمبر (۳۲)

- | | |
|-------------------------------------|------------------------------|
| (۱) وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں | تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں |
| (۲) جو ترے در سے یار پھرتے ہیں | در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں |
| (۳) آہ کل عیش تو کیے ہم نے | آج وہ بے قرار پھرتے ہیں |
| (۴) ان کے ایما سے دونوں باگوں پر | خیل لیل و نہار پھرتے ہیں |
| (۵) ہر چراغ مزار پر قدسی | کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں |
| (۶) اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں | مانگتے تاجدار پھرتے ہیں |
| (۷) جان ہیں جان کیا نظر آئے | کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں |
| (۸) پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں | دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں |
| (۹) لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر | لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں |
| (۱۰) ورد یاں بولتے ہیں ہرکارے | پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں |
| (۱۱) رکھے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم | مول کے عیب دار پھرتے ہیں |
| (۱۲) ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں | پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں |
| (۱۳) بانیں رستے نہ جا مسافر سن | مال ہے راہ مار پھرتے ہیں |
| (۱۴) جاگ سنسان بن ہے رات آئی | گرگ بہر شکار پھرتے ہیں |
| (۱۵) نفس یہ کوئی چال ہے ظالم | جیسے خاصے بچار پھرتے ہیں |
| (۱۶) کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا | تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں |

مشکل الفاظ کے معانی:

* سوئے - طرف * لالہ زار - باغ، ایک خاص قسم کے پھول کو بھی لالہ کہتے ہیں جو نہایت خوبصورت، چار پتیوں کا سرخ رنگ کا جس میں سیاہ داغ ہوتا ہے * در بدر - ایک دروازے سے دوسرے دروازہ پر * خوار - ذلیل * آہ - ہائے افسوس

* عیش - آرام * بے قرار - بے چین * ایماء - اشارہ * باگ - لگام * خیل - گھوڑے * لیل و نہار - رات دن * قدسی - فرشتے * پروانہ وار - پروانے کی طرح * گدا - بھکاری * تاجدار - بادشاہ * جان - روح * عدو - دشمن * گرد غار - غار کے ارد گرد * دشت طیبہ - مدینے کا جنگل * خار - کانٹا * کام خدمت - نوکری * گرد مزار - روضہ پاک کے ارد گرد * وردیاں - باجا (یا وردیوں ہے یعنی اس طرح وظیفہ پڑھتے ہیں) * ہرکارے - ہرکارہ کی جمع بمعنی اعلان کرنے والا، پیغام رساں، قاصد (یارکارے بمعنی پیادہ) * خانہ زاد - گھر ہی میں پیدا ہونے والا غلام * مول - قیمت * عیب دار - عیب والا * ہائے - کلمہ افسوس * غافل - غفلت میں پڑا ہوا * راہ مار - ڈاکو، لٹیرا * سنسان - ویران، اجاڑ * بن - جنگل * گرگ - بھیڑیا * بہر - واسطے * خاصے - اچھے بھلے * بچار، زبردست، سائنڈ * بات - مدعا، گزارش * تجھ سے - تیرے جیسے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے موسم بہار وہ دیکھ میرے آقا باغ کی طرف خراماں خراماں جا رہے ہیں اب تو خوش ہو جا کہ تیرے اوپر اصل بہار کا وقت آنے ہی والا ہے۔

اعلیٰ حضرت جب دوسری مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو دیدار کی تڑپ میں مواجہہ شریف کے سامنے درود پاک پڑھ رہے تھے اور آثار ایسے نظر آئے کہ حضور علیہ السلام بس کرم فرمانے ہی والے ہیں لیکن پہلی رات تو یونہی گزر گئی دوسری رات آنے سے پہلے آپ نے شوق دیدار میں ایک غزل لکھی جس کی طرف اس نعت کے مقطع میں اشارہ کیا گیا ہے

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

بس یہ غزل مواجہہ شریف میں عرض کی اور بآداب ہو کر بیٹھ گئے مقدر جاگا، نصیب چکا اور سر کی آنکھوں سے بیداری کی حالت میں دیدار مصطفیٰ نصیب ہوا۔

(ماہنامہ سالک راولپنڈی جولائی، اگست ۱۹۲۳ء بروایت مولوی سید شاہ جعفر میاں خطیب مسجد کپور تھلہ)

نجم کی اے خدا آرزو ہے یہی عاشق زار کی آبرو ہے یہی
آخری وقت سران کے قدموں پہ ہو دید ہوتی رہے دم نکلتا رہے
کئی اہل اللہ کو بیداری میں حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی جن میں حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا
م بہت نمایاں ہے امام عبد الوہاب شمرانی کے مطابق امام سیوطی کو پچھتر بار بیداری میں سرکار علیہ السلام کی زیارت ہوئی، یہ بات
بہت سارے موجودہ دور کے منکرین کے بزرگوں نے بھی لکھی ہے تفسیر روح المعانی میں ہے۔

فقد وقعت رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ بغیر واحد من الکاملین

من هذه الامة۔ (پارہ ۲۲ ص ۲۳)

اس کا ترجمہ تقریباً قبل میں آچکا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ۔

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔

سر محفل کرم اتنا میری سرکار ہو جائے نگاہیں منتظر رہ جائیں اور دیدار ہو جائے
تجھے منظور ہے پردہ مجھے پاس ادب ورنہ میں جب چاہوں جہاں چاہوں تیرا دیدار ہو جائے
حبیب اس حال سے ابتر بھی حال زار ہوا پنا جو ہونا تھا سو ہو جائے مگر دیدار ہو جائے
(۲) اے میرے پیارے آقا! جو آپ کے در سے ناکام واپس لوٹ گیا وہ کبھی کسی کام کا نہ ہو سکا در بدر دھکے کھاتا ذلیل و رسوا ہوتا رہا۔

(۳) دنیا کے اندر غفلت میں پڑے رہے آخرت کی پرواہ کیے بغیر ہم عیش و عشرت میں زندگی گزارتے رہے اور آخرت کی فکر تک نہ کی لیکن میدان محشر میں دیکھو ہمارے آقا علیہ السلام کو ہماری کتنی فکر ہے اور آپ کس قدر بے قرار ہو کر کبھی میزان عمل پہ تشریف لے جا رہے ہیں تاکہ میرے غلاموں کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا نہ رہ جائے، کبھی پل صراط کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں کہ میرا کوئی امتی پھسل کر دوزخ میں نہ گر جائے اور کبھی حوض کوثر کا رخ کر رہے ہیں کہ کوئی امتی پیاسا نہ رہ جائے۔

گفت پیغمبر کہ روز استخیر کے گزارم مجرماں را اشک ریز (مولانا رومی)
حضور فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بھلا میں اپنی امت کے گنہگاروں کو کیسے آنسو بہاتا ہوا چھوڑ سکتا ہوں۔
(۴) دن اور رات کے گھوڑوں کی لگائیں آپ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور آپ ہی کے اشارے پر رواں دواں ہیں آپ روک دیں تو رک جائیں بلکہ واپس آجائیں۔ جیسا کہ جب قریش مکہ نے معراج کی نشانی طلب کی تو آپ نے فرمایا ایک قافلہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت آئے گا چنانچہ قافلہ کی آمد تک سورج نے طلوع نہ کیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز کے لیے ڈوبا ہوا سورج واپس آگیا۔

جتنا میرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز
کونین دے دیئے ہیں تیرے اختیار میں اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تیری عزیز
زمین و آسمان میں آپ کے وزراء کا ہونا۔ زمین کے تمام خزانوں کی چابیوں کا مل جانا۔ جنت کی کنجیاں آپ کو دی جانا۔
شجر و حجر کا آپ پہ سلام بھیجنا اور جنوں کا آپ کی اطاعت کرنا۔ یہ تمام حقائق احادیث سے ثابت ہیں، جن سے معلوم ہوا۔
خدا ہے ان کا مالک وہ خدائی بھر کے مالک ہیں خدا ہے ان کا مولیٰ وہ خدائی بھر کے مولیٰ ہیں
(ذوق نعت تبصر ف)

(۵) میرے آقا علیہ السلام کے مزار پر انوار پہ دیکھو ہر چراغ کے ارد گرد فرشتوں کا جم غفیر ہے جو پروانوں کی طرح قربان ہو رہے ہیں۔

ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کو فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اپنے نورانی پروں سے مزار مبارک پر جھاڑ دیتے ہیں یعنی اپنے پروں کو سرکار کی قبر انور پر ملتے ہیں۔

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئے گا رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
اک وار فرشتے روضے تے جو آون فیر نہ اوندے نیں

سرکار دے امتی نے جیہڑے مڑ مڑ کے بلائے جاندے نہیں
(۶) میں کوئی کسی معمولی در کا منگتا نہیں ہوں بلکہ آقائے دو جہاں کی گلی کا فقیر ہوں جہاں دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ بھی سرکار کے کرم کی بھیک مانگتے پھر رہے ہیں۔

منگتے تو منگتے ہیں کوئی شاہوں میں دکھا دو جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
(۷) غار ثور میں (ہجرت کی رات) قیام کے دوران دشمن غار کے دہانے پہ چلے آئے اور ادھر ادھر پھرتے رہے مگر میرے آقا ﷺ ان کو نظر نہ آئے اس لیے کہ آپ تو روح اور جان کائنات ہیں اور جان بھلا کب نظر آتی ہے اور آپ تو ایمان کی بھی جان ہیں۔
قرآن یہ کہتا ہے کہ ایمان ہیں یہ ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ
اور جب ایمان نظر نہیں آتا تو ایمان کی جان کیسے نظر آئے، اور پھر

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے
اسی لیے تو حاضر ناظر ہونے کے باوجود نظر نہ آئے نہ ہجرت کی رات اور نہ ہی غار ثور میں، تو جب ان کو نظر نہ آئے
(حالانکہ سورہ لیس شریف کی تلاوت کرتے جا رہے ہیں اور کافروں کے سروں میں مٹی ڈال کر جا رہے ہیں) تو آج بھی اگر حاضر و ناظر ہونے کے باوجود نظر نہ آئیں تو کوئی تعجب نہیں، بڑوں کو نظر نہ آئے تو چھوٹوں کو کیا آئیں گے، اصل بات وہی ہے کہ
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

مولانا ابوالنور اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں۔
حضور سرور دو عالم ﷺ جان دو عالم ہیں جسم میں جان نہ ہو تو جسم بیکار اور مردہ کہلاتا ہے اسی طرح اگر حضور ﷺ نہ ہوتے اور نہ ہوں تو عالم نہ ہوتا نہ رہتا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
جان ہمارے جسم میں ایک ہوتی ہے اور ایک ہوتے ہوئے جسم کے ہر عضو میں اور بال بال میں موجود ہوتی ہے۔ جو جان ہاتھ میں ہے۔ وہی پیروں میں بھی ہے اور جو جان کانوں میں ہے وہی آنکھوں میں بھی ہے۔ اسی لیے جسم کے کسی حصہ کو کوئی تکلیف پہنچے تو جان بے چین ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سارے جہان کی ایک ہی جان ہے۔ اور وہ حضور ﷺ ہیں اہل جہاں میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہو۔ تو حضور علیہ السلام پر وہ شاق گزرتی ہے۔ آیت عَزَّيْزٌ مَا عَنِتُّمْ اس امر پر شاہد ہے کسی عضو کی تکلیف پر ضروری ہے کہ اُس کا جان سے تعلق ہو تب جان کو اس کی تکلیف کا احساس ہوگا۔ اور اگر جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر جسم سے الگ کر دیا جائے تو وہ حصہ جان سے متعلق نہیں رہتا۔ تو اب اس عضو کو چاہے کیڑے مکوڑے کھا جائیں تو جان کو علم تو ہوگا۔ مگر پرواہ نہ ہوگی۔ یونہی جن کا تعلق حضور سرور دو عالم ﷺ سے موجود ہے ان کی ہر تکلیف حضور پر شاق گزرتی ہے۔ اور جو اس جان عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کٹ کر الگ ہو چکے کفار و مرتدین کی طرح۔ ان کو جہنم کی آگ بھی کھا جائے۔ تو سرکار کو اس سے کیا؟ ہاں حضور اپنے غلاموں کے لئے چاہیں گے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

یہ جان جسم میں موجود ہوتی ہے۔ مگر آج تک جان کو کسی نے دیکھا نہیں۔ چنانچہ مولانا روٹی فرماتے ہیں۔

تن ز جان و جاں زتن مستور نیست لیک دید جان را دستور نیست
یعنی جسم سے جان اور جان سے جسم پوشیدہ نہیں۔ مگر جان کے دیکھنے کا دستور نہیں یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ ابولہب کی بیوی ایک پتھر اٹھائے ہوئے اس ارادہ سے کہ میں محمد (ﷺ) کو اس سے ماروں گی۔ صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے گھر آئی۔ اس وقت حضور (ﷺ) صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بیٹھے تھے باوجود سامنے تشریف فرما ہونے کے حضور علیہ السلام زوجہ ابولہب کو نظر نہ آئے۔ اور وہ صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھنے لگی۔ کہ تمہارا دوست محمد (ﷺ) کہاں ہے؟ صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا یہ میرے پاس تشریف فرما ہیں۔ وہ بولی مجھے تو وہ نظر نہیں آرہے۔ صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا تجھے نظر آئیں نہ آئیں حضور یہ میرے پاس تشریف فرما ہیں چنانچہ وہ مایوس واپس چلی گئی۔ (جامع المعجزات)

شب ہجرت جب سرکارِ دو عالم (ﷺ) کو قتل کرنے کے ارادہ سے حضور کے مکان کو گھیر لیا گیا تو حضور (ﷺ) سورہ یسین کی تلاوت فرماتے ہوئے ان میں سے نکل گئے۔ اور حضور کو کوئی نہ دیکھ سکا۔ اور پھر جب حضور مکہ سے پانچ میل دور کوہ ثور کی غار میں تشریف فرما ہوئے۔ اور قریش مکہ آپ کی تلاش میں جب اُس غار تک آپہنچے۔ تو باوجود کافی تلاش کے وہ حضور کو دیکھ نہ سکے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز غار کے گرد کافروں کا حضور کی اسی تلاش کا ذکر ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ غار کے گرد پھرنے والے اور حضور کو دیکھ لینے کی کوشش کرنے والے دشمن ناحق گرد غار پھر رہے ہیں۔ وہ حضور کو ہرگز دیکھ اور پانہ سکیں گے۔ اس لیے کہ حضور جان ہیں۔ اور جان کسی کو نظر آجائے؟ یہ مشکل ہے۔

جاں ہیں وہ جان کیا نظر آئے کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں
(۸) اے پھولو! مجھے معذور سمجھو، میں تمہیں نہیں دیکھ سکتا کیوں کہ میری آنکھوں میں مدینے کے کانٹے ایسے بس گئے ہیں کہ اب دنیا کے پھولوں سے زیادہ مدینے کے کانٹوں کی محبت دل میں سما گئی ہے۔

(۹) سرکارِ مدینہ علیہ السلام کی بارگاہ میں ہر وقت فرشتوں کا ہجوم رہتا ہے ہر کسی کے ذمے کوئی نہ کوئی خدمت ہے اور لاکھوں روضہ انور کے گرد چکر لگا رہے ہیں اور وجد کے عالم میں جھوم کر عرض کر رہے ہیں۔

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا، مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا
(۱۰) کئی فرشتے (پیادہ پاسپاہی یا پیغام رسانی کی ڈیوٹی دینے والے) آپ کی بارگاہ کے باہر نوبت بجا کر حضور کے کرم و رحمت کا اعلان کر رہے ہیں اور کئی دوسرے نور کی سوار یوں پہ سوار ہو کر آپ کے شہر کا پہرہ دے رہے ہیں اور ساتھ:

ان الله وملائكته يصلون على النبی -

کامل بھی جاری رکھے ہوئے ہیں اور اپنی اس خدمت پہ ناز کناں ہو کر کہہ رہے ہیں۔

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

حدیث شریف میں ہے:

علی کل نقب منها ملک لا یدخلها الدجال ولا الطاعون۔ (خلاصۃ الوفاء)

مدینہ کے ہر راستے پر ایک فرشتہ معین ہے جو نہ دجال کو مدینے میں داخل ہونے دے گا نہ طاعون کی وبا کو (۱۱) اے میرے پیارے آقا! ہم جیسے بھی ہیں نکلے ہیں یا کام کے ہمیں اپنی بارگاہ میں ہی رکھیے کیونکہ ہم تو آپ ہی کے ٹکڑوں پہ پلے ہوئے ہیں اور آپ کے در کے غلام ابن غلام ہیں۔ اور آپ اگر بچیں گے بھی تو بھلا ہم جیسے عیبیوں کو کون خریدے گا، اچھے بھلے قیمت والے مارے مارے پھر رہے ہیں اور ذلیل و خوار ہو رہے ہیں تو ہمارا کیا بنے گا۔

(۱۲) اے عظمت مدینہ سے غافل! تجھ پہ بہت افسوس ہے کہ تو نے حاضری مدینہ کی قدر و منزلت نہیں جانی یہ تو وہ آستانہ ہے کہ جہاں قدسیوں کی لائیں لگی ہوئی ہیں اور پانچ پانچ چار چار ہو کر حاضری سے فیض یاب ہو رہے ہیں عموماً مزارات پہ لائوں میں ایک ایک زائر حاضری دیتا ہے مگر یہاں کئی کئی لائیں تو فرشتوں کی ہیں اور انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس کے علاوہ ہے۔ یا اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے موت سے بے خبر ہو کر غفلت کی نیند سونے والے نادان! ہوش کر اپنے ارد گرد دیکھتا نہیں چار چار پانچ پانچ جنازے گلیوں میں پھر پھرا کر قبرستانوں کی طرف جا رہے ہیں (واللہ اعلم)

(۱۳) اے دنیا کے چند روزہ مسافر! اگر تیرے سینے میں عشق و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت ہے تو بائیں (اصحاب الشمال) والے راستے کی طرف نہ جا کیونکہ اس راستے پر (بڑے بڑے بظاہر صاحبان حب و دستار، وارتان منبر و محراب) بھیس بدل کر ڈاکہ زنی، ٹھگ بازی میں مصروف کار ہیں کہیں عشق رسول کی دولت لٹ نہ جائے۔

چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ چند دن بد مذہبوں کے پاس بیٹھنے والا جتنا بھی پکا ہو پلا ہو کر واپس آتا ہے۔

الیہ توجہی ولہ استنادی	وفیہ مطامعی وبہ اعتصامی
اجرنی سیدی من ضیم سقم	اشد علی من وقع الحسام
وذكرک سیدی حرزی وحصنی	اتیہ بہ علی الجیش اللہام

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

حضور ہی کی طرف میری توجہ ہے، اور آپ پر ہی میرا اعتماد ہے، انہی کی ذات میری تمناؤں کا مرکز ہے اور میں نے آپ ہی کا دامن تھاما ہوا ہے، اے میرے آقا مجھے نجات دلوائیے اس بیماری کے ظلم سے جو مجھ پر تلوار کے وار سے بھی زیادہ شدید ہے، اے میرے نبی! آپ کا تذکرہ میرے لیے حرز جاں ہے اور میرا مضبوط قلعہ ہے اسی سے میں بڑے بڑے لشکروں پر ہلاکت برساؤں گا۔

اے خاصہ خاصا رسل وقت دعا ہے امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی دھوم سے نکلا تھا وطن سے پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

(۱۴) اے غافل انسان! ہوشیار و خبردار رہ، کیونکہ تو (دنیا کے) ویران جنگل میں ہے اور یہاں بڑے بڑے بھیڑیے (ذیاب فی ثیاب) تیرا شکار کرنے نکلے ہوئے ہیں۔ اور اگر ان سے بچ بھی گیا تو نفس و شیطان موقع پا کر تیری آخرت کہیں برباد نہ کر دیں۔

امیدوار رحمت سرکار میں بھی ہوں آقا! کرم کر و خطا کار میں بھی ہوں

جب رحمت تمام ہے ہم سب کا آسرا پھر مجھ کو ناز ہے کہ گنہگار میں بھی ہوں

(منیر قسوری)

(۱۵) اے دھوکے باز نفس امارہ! یہ بھی تیری کوئی چال ہی لگتی ہے کہ تو نے بڑے بڑوں کے گھرا جاڑ دیئے ہیں، یا مطلب یہ ہے کہ اے نفس ظالم تیری دھوکہ دہی اور شرارت طشت از بام ہو چکی ہے تو جیسی چال چل کے آئے گا۔ من انداز قدرت رای شام میں تجھے تیرے قد سے پہچان لوں گا۔

کیونکہ میرے ہاتھ میں ان اہل اللہ کا دامن ہے کہ جن کی طاقت کو الا عبادك منهم المخلصین کہہ کر تو بھی مان چکا ہے لہذا تیرا طاقتور ہونا میرے لیے مضر نہیں ہے (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۱۶) اے (گداے مصطفیٰ) احمد رضا تو کیا اور تیری حقیقت کیا تجھ سے ہزاروں سگ مدینہ کی گلیوں میں پھر رہے ہیں۔ بعض عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (اعلیٰ حضرت) یہاں کتے کی بجائے ادبا کتے کاف کے کسرہ سے پڑھتے ہیں ان کا ذوق اپنی جگہ لیکن اعلیٰ حضرت کی روح تبھی خوش ہوگی جب جو انہوں نے کہا ہے وہ پڑھا جائے۔

دہلی گیٹ پرانے حزب الاضاف میں قاری غلام رسول صاحب نے کتے پڑھا تو مولانا عبدالغفور ہزاروی نے فرمایا وہی پڑھ جو اعلیٰ حضرت نے کہا ہے پھر انہوں نے کئی بار کتے پڑھا تو عجیب منظر تھا کہ ہر طرف چیخوں کی آواز آرہی تھی (بروایت فقیر سلطانی علیہ الرحمۃ شیخوپورہ) جب حضور علیہ السلام کی محبت میں کوئی عاشق یہاں تک اتر آتا ہے تو پھر اس پر ضرور کرم ہوتا ہے جیسے اس نعت کے پہلے شہر میں لکھا گیا کہ اعلیٰ حضرت کو سرکار علیہ السلام کی زیارت بیداری میں نصیب ہوگئی۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۳۳)

- (۱) ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
 (۲) جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
 (۳) اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
 (۴) ان کے ثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
 (۵) ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
 (۶) اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
 (۷) آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
 (۸) دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
 (۹) اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
 (۱۰) میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
 (۱۱) ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
- جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
 جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
 تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
 جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
 اب تو غنی کے در پر بسر جما دیئے ہیں
 ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں
 کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں
 مشکل میں ہیں براتی پر خار با دیئے ہیں
 رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں
 دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں
 جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* مہک - بھینی بھینی خوشبو * غنچے - غنچے کی جمع بمعنی کلی، بند پھول * کھلا دیئے - کھول دیئے * کوچے - گلیاں
 * بسا دیئے - آباد کر دیئے * جوش - ابال، غلبہ * جلتے - جواگ میں جل رہے ہوں * آزار - تکلیف، سیاقا * جلا دیئے - زندہ
 کر دیئے * ثار - قربان * رنج - تکلیف * پھیری - پھیرا لگانا، چکر لگانا * غنی - مالدار، سخی * جما دینا - جم کر بیٹھ جانا * اسرا -
 سفر معراج * بیڑا - جماعت * قدسی - فرشتے * پرچم - جھنڈے * ڈبو دو - غرق کر دو * جانب - طرف، سمت * لنگر -
 وہ رستا جس سے کشتی باندھی جاتی ہے * دولہا - جس کی شادی ہو رہی ہو * پر خار - کانٹوں سے بھرے ہوئے * با دیئے -
 جنگل * اللہ - تعجب کے لیے بولا گیا (یا اللہ) * بہا دیئے - جاری کر دیئے * کریم - سخی (حضور علیہ السلام) * قطرہ -
 بوند * دُر - موتی * بے بہا - بہت قیمتی یا بہت زیادہ * سخن سین پر زبر اور خا پر پیش یا بضم السین و سکون الحاقات، کلام * شاہی -
 حکومت * مسلم - سپرد یا تسلیم کی ہوئی * سمت - طرف * سکے بٹھا دینا - ڈنکے بجا دینا * اپنا سکھ رائج کر دینا - رعب جما
 دینا، اپنا لوہا منوالینا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی شان ہے کہ آپ جدھر سے بھی گزرے آپ کے جسم اقدس کی بھینی بھینی (جنتی) خوشبو سے دلوں کی (بند) کلیاں کھلتی گئیں (غم مٹتے گئے، محبت کی ہوائیں چلتی گئیں، نفرتیں ختم ہوتی گئیں) اور گلی کوچوں سے ویرانی دور ہوتی گئی اور آبادی و شادابی ڈیرے ڈالتی گئی۔ کسی نے کیا خوب کہا!

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک وہاں وہاں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گئے
نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گئے
مسلم شریف میں حدیث ہے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں حضور علیہ السلام نے میرے رخسار پہ اپنا دست کرم پھیرا:

فوجدت لیدہ بردا وریحا کا نما اخر جہا من جونة عطار۔

تو آپ کا دست اقدس ٹھنڈا اور اتنا خوشبودار تھا کہ گویا ابھی عطار کے صندوقے سے نکالا گیا ہے (ص ۲۵۶-۲۵۷ ج ۲)
اسی طرح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں:

ما مسست مسکا ولا حریرا الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ولا شملت مسکا ولا عنبرة اطیب من رائحة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ص ۲۶۴ ج ۱)

میں نے کوئی ریشم اور دیبا حضور علیہ السلام کی ہتھیلی سے بڑھ کر نرم نہیں پایا اور نہ کسی مشک و عنبر میں آپ کے جسم کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبو پائی ہے۔

اور پہلے کئی بار گزر چکا کہ صحابہ کرام آپ کو تلاش کرنے کے لیے آپ کی خوشبو سے ہی آپ کو پا لیتے تھے۔ جسم اقدس کی پاکیزگیوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے آپ کا تو نام پاک اتنا بابرکت ہے کہ بنی اسرائیل کا بدکار شخص جس کو مرنے کے بعد روڑی اور گندگی کے ڈھیر پہ پھینک دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کو اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو کیونکہ یہ جب بھی تو رات کھولتا تھا اور میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیکھتا تو محبت کے ساتھ چوم لیتا تھا اور درود شریف پڑھتا تھا۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۶ ج ۱)

مجھ کو تو اپنی جان سے بھی پیارا ہے ان کا نام شب ہے اگر حیات، ستارا ہے ان کا نام
لب دا رہیں تو اسم محمد ادا نہ ہو اظہار مدعا کا اشارہ ہے ان کا نام

لفظ محمد اصل میں ہے نطق کا جمال میرے خدا نے خود ہی سنوارا ہے ان کا نام
قرآن پاک ان پہ اتارا گیا ندیم اور میں نے اپنے دل میں اتارا ہے ان کا نام
(احمد ندیم قاسمی تبصرہ)

جن کے نام میں اتنی برکتیں ہیں ان کی ذات میں کتنی برکتیں اور کیسی عظمتیں ہوں گی، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔
یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد
(۲) میرے آقا کی رحمت کا عالم یہ ہے کہ جب ان کی رحمت کا دریا موجزن ہوا یعنی امت کی بخشش کے لیے آنکھوں سے آنسو
جاری ہوئے تو آپ کے بابرکت آنسوؤں نے جہنم کے جلتے شعلوں کو بجھا دیا اور ان شعلوں سے ڈر کر رونے والوں کی شفاعت کر
کے ان روتوں کو ہنسا دیا یا مطلب یہ ہے کہ جس طرف حضور ﷺ نے نگاہ رحمت سے دیکھا بد بختی کی آگ میں جلنے والوں کو نیک
بخت بنا کر ان کے چہروں پہ مسکراہٹ کے پھول کھلا دیئے۔

جس طرف اسم محمد کے اشارے ہو گئے جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہو گئے
(۳) اے میرے (لما یحیکم) کی شان والے آقا! ہمارے دل کا روگ تو آپ کے لیے بالکل معمولی بات ہے آپ نے
تو چلتے پھرتے مردوں (کافروں، مشرکوں، درختوں، پتھروں) کو (کلمہ پڑھا کر ایمان کی دولت دے کر) زندہ فرما دیا ہے۔
درحقیقت مردہ کافر ہی ہیں اس وجہ سے شہداء کو مردہ کہنے سے منع کیا کہ یہ مرکز بھی زندہ اور کافر زندہ رہ کر بھی مردہ

صم بکم عمی فہم لا یعقلون۔ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا

یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا۔

آیات قرآنیہ سے اس حقیقت پر پوری طرح روشنی پڑتی ہے کہ زندگی حضور علیہ السلام کے قدموں سے تعلق کا نام ہے جیسے
جڑ سے تعلق نہ رکھنے والی شاخ درخت پہ رہ کر بھی خشک ہو جاتی ہے اسی طرح حضور علیہ السلام سے تعلق نہ ہو تو آنکھ کان زبان ہونے
کے باوجود اندھے، بہرے اور گونگے ہیں اور کھاتے پیتے چلتے پھرتے ہونے کے باوجود مردہ ہیں اور تعلق قائم ہو تو کفن و دفن،
جنازہ، بچے یتیم، عورت بیوہ ہو جانے کے باوجود بھی زندہ ہیں اور ایسے کہ ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

(۴) میرے آقا! آپ کے ذکر پر کیوں نہ ہم قربان ہو جائیں کہ جتنی بھی پریشانیاں کیوں نہ ہوں جب آپ کی یاد آ جائے تو
سب تکلیفیں دور اور سب غم کافور ہو جاتے ہیں اور دل پر نور ہو جاتے ہیں۔ دنیا تو دنیا آپ کا نام لینے سے اور آپ پر درود و سلام
پڑھنے سے قبر کے عذاب ٹل جاتے ہیں۔

(دیکھئے روح البیان پ ۲۲ زریات ان الله وملائكته يصلون على النبي ایمان افروز حکایات وواقعات)
(۵) ہم جیسے بھی گئے گزرے منگتے اور بھکاری اب کسی اور در پہ بھیک کے لیے کیوں پھیرے اور چکر لگائیں بس اب پھیرے اور چکر ختم، کیونکہ ایسے نئی کا دروازہ مل گیا ہے کہ جس کے در سے

منگتے خالی ہاتھ نہ لوئیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

اور

آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو
لہذا ایسے غنی کے در پہ ہم پکے ہو کر بیٹھ گئے ہیں جس نے ہمیں پھیروں اور چکروں سے بچا لیا ہے۔
(۶) شب اسری کے دولہا شب معراج جب آسمانوں کی بلندیوں پر فرشتوں کے جم غفیر (جو آپ کے استقبال کے لیے سدرۃ المنتہی کے پاس جمع تھے تاکہ حضور کا استقبال بھی کریں اور جو آج تک زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے وہ زیارت بھی کر لیں۔

اذ یغشی السدرۃ ما یغشی

تو تمام فرشتوں نے پرچم جھکا کر سلامی پیش کی اور اہلا وسہلا، نعم المجیبی جاء کا نورانی ترانہ بھی گایا۔
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

تجلی حق کا سہرہ سر پر صلوة و تسلیم کی پنچاور دو روزیہ قدسی پڑے جہا کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے
(۷) اے میرے آقا مدینہ شریف حاضری کے لیے ہم بحری جہاز پہ سوار ہو چکے ہیں اور جہاز چل پڑا ہے لنگر (رے) کھول دیئے گئے ہیں اب آپ کی مرضی ہے ہمیں سمندر میں ڈبودیں یا اپنی بارگاہ میں آنے دیں۔ ڈوب گئے تو۔

ومن یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعة

کا مصداق بن کراجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں گے اور مدینے پہنچ گئے تو سیدھے جنت میں پہنچ جائیں گے، یہ اس شعر کا ظاہری معنی تھا اور باطنی و روحانی معنی یہ ہے کہ اے میرے آقا! ہم نے اپنی زندگی کی کشتی آپ کے بھروسے پر دنیا کے سمندر میں چلا دی ہے اور رے کھول دیئے ہیں اب آپ کی مرضی ہمیں راستے میں رکھیں یعنی ناکامی کی طرف اشارہ ہے یا شفاعت کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں لیکن آپ تو جانتے ہیں۔

لج پال پریت نوں توڑ دے میں جہدی ہاں پھر دے اونہوں چھوڑ دے میں

(۸) اے فرشتو! میرے آقا شب اسری کے دولہا تک میری یہ درخواست پہنچا دو کہ یا رسول اللہ! میدان محشر میں ذرا سواری روک روک کر چلنا کیونکہ آپ کے براتی (امتی) ان پر خار وادیوں (محشر کی مشکلات) میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو ساتھ ساتھ ہی لے کر جائیے۔

(۹) اے میرے اللہ! کیا تیرا جہنم تیرے محبوب کی امت کے لیے ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا؟ حالانکہ تو جانتا ہے تیرے محبوب نے اپنی امت کی بخشش کی خاطر تیری بارگاہ میں رو رو کر اتنی دعائیں مانگی ہیں کہ گویا آپ کے آنسو دریا بن کر بہہ رہے ہیں۔

بے یارو مدد گار جنہیں کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تجھے یارو مدد گار بنایا
ہر بات بد اعمالیوں سے میں نے بگاڑی اور تم نے میری بگڑی کو ہر بار بنایا

دھوٹا نہی کریں صدر قیامت کے سپاہی وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو
(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۱۰) میرے کریم آقا وہ ہیں کہ اگر ان سے کسی نے قطرے کا سوال کیا ہے تو سوال کرنے والے نے تو اپنی ضرورت کے مطابق سوال کیا مگر آقا علیہ السلام نے اس کی ضرورت کے مطابق دینے کی بجائے اپنی شان کے مطابق عطا فرمایا ہے چنانچہ کسی نے اگر ایک قطرے کا سوال کیا ہے تو آپ نے دریا عطا کر دیا ہے یعنی بیش قیمت ہیرے و جواہرات سے نوازا دیا ہے۔

کبھی ایک ایک ساکل کو سو سو اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں دے دیں۔ ایک بدو کو آپ نے پوری وادی بکریوں کی بھری ہوئی عطا کر دی تو وہ جا کر اپنے قبیلے میں اعلان کرنے لگا کہ جاؤ ان کے پاس وہ اتنا دیتے ہیں کہ خود تنگ دستی سے بھی نہیں ڈرتے۔

حسن ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں انہی کے تم بھی ہوا کہ ریزہ خوار ہم بھی ہیں

(۱۱) (تحدیث نعمت اور حقیقت واقعہ ہے) اے احمد رضا تو تحریر و تقریر اور فصاحت و بلاغت (چاہے نظم ہو یا نثر) کا بادشاہ ہے اور حقیقت پسند لوگوں نے اس میدان میں تیری بادشاہی کو تسلیم کر لیا ہے جس موضوع پر تو نے قلم اٹھایا ہے حق ادا کر دیا ہے کونسا وہ علم ہے کہ جس میں تیری کئی کئی تصانیف نہیں ملتیں تو جس موضوع کی طرف رخ کرتا گیا اپنی علمیت کا رعب جھاتا گیا، سکے بٹھاتا گیا، لوہا منواتا گیا۔

نعت شریف نمبر (۳۴)

- (۱) ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
(۲) بینواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریر دست
(۳) کیا لکیروں میں ید اللہ خط سرو آسا لکھا
(۴) جود شاہ کوثر اپنے پیاسوں کا جو یا ہے آپ
(۵) ابر نیساں مومنوں کو تیغ عریاں کفر پر
(۶) مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
(۷) سایہ افکن سر پہ ہو پرچم الہی جھوم کر
(۸) ہر خط کف ہے یہاں اے دست بیضائے کلیم
(۹) وہ گراں سنگی قدر مس وہ ارزانی جود
(۱۰) دستگیر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو
(۱۱) آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
(۱۲) جس نے بیعت کی بہار حسن پر قرباں رہا
(۱۳) کاش ہو جاؤں لب کوثر میں یوں وارفتہ ہوش
(۱۴) آنکھ محو جلوۂ دیدار دل پر جوش وجد
(۱۵) حشر میں کیا کیا مزے واری کی لوں رضا
- سگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں
رہ گئیں جو پا کے جود لایزالی ہاتھ میں
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ میں
کیا عجب اڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ آئے
جمع ہیں شان جمالی وجلالی ہاتھ میں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
جب لواء الحمد لے امت کا والی ہاتھ میں
موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں
نوعیہ بدلا کیے سنگ ولالی ہاتھ میں
اے میں قرباں جان جاں انگشت کیالی ہاتھ میں
وقف سنگ درجیں روضہ کی جالی ہاتھ میں
ہیں لکیں نقش تسخیر جمالی ہاتھ میں
لیکر اس جان کرم کا ذیل عالی ہاتھ میں
لب پہ شکر بخشش ساقی پیالی ہاتھ میں
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامان عالی ہاتھ میں

مشکل الفاظ کے معانی:

- * لب عیسیٰ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہونٹ مبارک * جاں بخشی - جان عطا کرنے کی صفت * نرالی - انوکھی
* سگریزے - چھوٹے چھوٹے پتھر * شیریں مقالی - میٹھے بول، عمدہ کلام * بینوا - بے سرو سامان، کنگال * تحریر - لکھائی
* جود - سخاوت * لایزالی - ہمیشگی کی صفت، لازوال * ید اللہ - اللہ کا ہاتھ، خدائی طاقت * خط - لکھا ہوا * سرو آسا - سرو کے
درخت کی طرح سیدھا * راز - بھید، خفیہ بات * جود - سخاوت * شاہ کوثر - حوض کوثر کے مالک * جو یا - متلاشی * عجب -

تعب * ابر نیساں۔ جس مہینے میں رومیوں کے عقیدے کے مطابق زیادہ بارش ہوتی ہے (ساتواں مہینہ) * تیج عریاں۔ نگلی
تکوار * جمالی و جلالی۔ جمال و جلال والی، رحمت و غضب والی صفت * کونین۔ دونوں جہان * سایہ آفگن۔ سایہ کرنے والا
* پرچم الہی۔ اللہ کا جھنڈا * لواء الحمد۔ تعریف کا جھنڈا * خط کف۔ ہاتھ کی لکیر * دست۔ ہاتھ * بیضائے کلیم۔ حضرت موسیٰ
علیہ السلام کا نورانی ہاتھ * موجزن۔ موجیں مارنے والا * دریائے نور۔ روشنی کا سمندر * بے مثالی۔ لامتناہی * گراں۔ بھاری
* سنگی۔ پتھریلا * قدر۔ مقدار * مس۔ تانبہ * ارزانی۔ سستا ہونا * نوعیہ۔ طرز (نوع سے ہے) * لالی۔ موتی (جمع
نولوں کی) * دستگیر۔ مددگار، ہاتھ پکڑنے والا (مصیبت میں) * دو عالم۔ دونوں جہاں * سبطین۔ نواسے * انگشت۔ انگلی
* کیالی۔ (کیا؟ لی علیحدہ علیحدہ پڑھیں) کیا پکڑی * آہ۔ آہ، افسوس، ہائے * وقف سنگ در۔ دروازہ کے پتھر (چوکھٹ) کے لیے
وقف * جبیں۔ پیشانی، ماتھا * بیعت۔ مرید ہونا، عہد باندھنا * بہار حسن۔ خوبصورتی کا جلوہ و رونق * نقش۔ لکھی ہوئی،
کندہ * تسخیر۔ تابع ہونا * جمالی۔ خوبصورت و خوب سیرت * کاش۔ خدا کرے ایسا ہو جائے * وارفتہ ہوش۔ بے خبر، بخودی
و خودرنگی * ذیل عالی۔ اونچا دامن * محو۔ گم ہونا، کھوجانا * جلوہ دیدار۔ دیکھنے کا نظارہ * وجد۔ ذوق و شوق * دارنگی۔ بے
خودی * لوٹ جاؤں۔ قربان ہو جاؤں، چل جاؤں * دامان۔ دامن۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) بے شک عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ فرمانا ان کی انوکھی و نرالی شان ہے مگر ہمارے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ہاتھ میں اس سے بھی زیادہ نرالا کمال ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے ہونٹوں میں تھا کہ وہ قم باذن اللہ کہہ کر مردہ زندہ کر دیتے اور ہمارے
آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پتھروں کو بھی کلمہ پڑھا دیا (اور وہ بھی ابو جہل کے ہاتھ میں)۔

اس شعر میں کئی واقعات کی طرف اشارہ ہے جن میں پتھروں کا تسبیح پڑھنا، آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کو دعادی تو گھر کی
چوکھٹ اور دیواروں نے تین بار آمین کہا۔ بکری ذبح کر کے پکا کر اور کھا کر اس کو زندہ کرنا اور ابو جہل کی مٹھی میں کنکروں کا کلمہ پڑھنا
جنتی انار سے سبحان اللہ کی آواز آنا۔ شجر و حجر کا آپ کو سلام کہنا۔ درختوں اور پتھروں کا آپ کے پاس چل کر آنا۔ ان تمام واقعات کا
ذکر مختلف کتب میں ہے (خصائص کبریٰ، شفا شریف، مشکوٰۃ بطبرانی، بیہقی، مواہب لدنیہ، مثنوی مولانا روم)۔

(۲) بے سرو سامان بھکاریوں کی نگاہیں سر کاظمی علیہ السلام کے دست عطا کی لکیروں کو دیکھتی ہیں جو ایسی سخاوت کی واضح علامات ہیں
جو کبھی ختم ہونے والی نہیں۔

قطرہ مانگے جو کوئی تو اسے دریا دے دے مجھ کو کچھ اور نہ دے اپنی تمنا دے دے

میں تو تجھ سے فقط اک نقش کف پا چاہوں تو جو چاہے تو مجھے جنت ماویٰ دے دے

(۳) آپ کے ید اللہ کی شان والے نورانی اور گورے گورے چمکدار و خوشبودار ہاتھوں میں سرو کی طرح سیدھی لکیریں گویا
قدرت کے راز ہیں جن کو اللہ نے لکیروں کے (کوڈورلڈ) انداز میں لکھا۔

قرآن پاک میں ہے ید اللہ فوق ید یدہم۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔

وما ر میت اذ ر میت ولكن الله رمی۔

آپ (ﷺ) کا پھینکنا اللہ نے اپنا پھینکنا قرار دیا۔ مولائے روم فرماتے ہیں۔

دست احمد عین دست ذوالجلال آمدہ در بیعت و اندر قتال

حضور علیہ السلام نے ایک بچے کے سر پر ہاتھ رکھا تو ساری عمر اس کے بال سیاہ رہے (خصائص) ایک گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو فوراً بال اُگ آئے (ایضاً) آپ (ﷺ) نے ایک شخص کے سینے پہ ہاتھ رکھا تو سینہ نور سے بھر گیا۔ (حجۃ اللہ ص ۴۳۸)۔

آپ (ﷺ) نے حضرت علی المرتضیٰ کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر فیصلہ کرنے کی تمام قوتیں عطا کر دیں حالانکہ آپ (ﷺ) فرماتے ہیں اس سے پہلے میں قضا (فیصلہ کرنے) کے مفہوم کو بھی نہ جانتا تھا (ایضاً) آپ نے حضرت ابو ہریرہ کو بظاہر خالی ہاتھوں سے بے مثال حافظہ عطا فرما دیا۔ ہاتھ مبارک لگا کر حضرت قتادہ کی آنکھ درست کر دی (حجۃ اللہ)

آپ نے حضرت حظلہ کے سر پر ہاتھ پھیرا تو آگے ان کے ہاتھ سے بیمار جانوروں کو شفا ملتی رہی (تفصیلی واقعہ دیکھئے خصائص ص ۸۳ ج ۳، زرقانی علی المواہب ص ۱۸۶ ج ۴)

کبھی ایسا نہ ہوا ان کے کرم کے صدقے ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے ہی نہ بھیک آئی ہو

دھر میں آٹھ پہر بٹا ہے بازار تیرا وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تلا ہوا کچھ کام نہیں اس سے برا ہو کہ بھلا ہو

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۴) بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو مالک حوض کوثر ہیں آپ کا یہ کرم بروز قیامت (پیا سوں کو پلانا) اس قدر عروج پر ہوگا کہ ویسے تو پیا سا چل کر کنویں کے پاس جاتا ہے لیکن آپ کا کرم خود پیا سوں کی تلاش میں ہوگا اور ہو سکتا ہے کوثر کے جام اڑا کر غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں آئیں اور وہ پی کر دل کو سرور آنکھوں کو نور اور کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائیں۔

امیدوار رحمت سرکار میں بھی ہوں آقا! کرم کرو کہ خطا کار میں بھی ہوں

جب رحمت تمام ہے ہم سب کا آسرا مجھ کو یہ ناز ہے کہ گنہگار میں بھی ہوں (منیر قصوری)

(۵) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کے لیے ایسی بارش ہیں کہ آپ کی رحمت سے اہل ایمان کے دلوں میں نور پیدا ہوتا ہے اور اہل کفر و نفاق کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نگی تلوار ہیں تو گویا آپ ایک ہی وقت ہیں جلال و جمال کی دونوں صفتیں رکھتے ہیں۔

آپ کے غلاموں کے بارے میں بھی فرمایا گیا۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ وہ کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں نہایت رحم دل اور نرمی کرنے والے ہیں جیسے ان کے آقا کی شان ہے۔

فبما رحمة من الله لنت لهم۔ (القرآن)

اے اللہ تیرے محبوب کی نگاہ رحمت ہماری طرف بھی ہو جائے تاکہ ہمارے تاریک دلوں میں بھی نور کے موتی پیدا ہو جائیں۔

سنگِ در حبیب ہے اور سرِ غریب کا کس اوج پر ہے آج ستارہ نصیب کا

پھر کس لیے ہے میرے گناہوں کا احتساب جب واسطہ دیا ہے تمہارے حبیب کا

(واصف علی واصف)

(۶) میرے آقا کی شان و عظمت کا عالم یہ ہے کہ دو جہانوں کے مالک ہو کر (اعطیت مفاتیح خزائن الارض، قبض محمد علی الدنيا کلها)

پھر بھی خالی ہاتھ رہتے ہیں لیکن ان خالی ہاتھوں سے ہی سب کی جھولیاں بھری جاتی ہیں (جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ کو بے مثال حافظہ دے دیا۔ حضرت ربیعہ کو جنت عطا فرمادی۔ حضرت قتادہ کو آنکھ دے دی)

کیا شان ہے جناب رسالت کی نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی اکمل کہیں مقام ادب ہاتھ سے نہ جائے توصیف لکھ رہے ہو رسالت کی

(پنڈت رام پرتاب اکمل جالندھری)

(۷) (دعا کے انداز میں) اے اللہ جب میدان محشر میں ہمارے حضور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) ہاتھ میں پکڑیں تو پرچم خود ہی لہرا کر ہم گناہ گاروں پر سایہ کر دے (یا مطلب یہ ہے) کہ پرچم کو حضور علیہ السلام (امت کے والی) ہاتھ میں لیں گے تو وہ خوشی سے جھوم جائے اور آپ کا ارادہ جان کر آپ کی امت کے سروں پہ سایہ فلک ہو جائے تاکہ آپ کو تکلیف نہ کرنی پڑے۔

تعلق ہے میرا اہل نظر کے اس قبیلے سے خدا کو جس نے پہچانا محمد کے وسیلے سے

(۸) اے پیارے موسیٰ علیہ السلام کے چمکتے ہوئے نورانی ہاتھ! تیری بڑی شان ہے لیکن ہمارے آقا علیہ السلام کے دست کرم کی ہر لکیر سے نور کا ایک دریا موجزن ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہر لکیر کی یہ شان ہے تو ایک انگلی کے پورے کے اشارے سے کیوں نہ نور کا مرکز (چاند) ٹکڑے ہو کر قدموں میں آجائے، پھر پورے یہ اللہ کے ہاتھ کی عظمت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

ان کے ہاتھوں کا جلوہ تھا اے حضرت موسیٰ جس نے ید بیضا کو ضیا بار بنایا

(مولانا حسن رضا بریلوی)

چاند قدموں پہ گرا ان کا اشارہ جو ہوا وہ بھی کیا وقت تھا جب انگلی اٹھائی ہوگی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کا کمال یہ تھا کہ جب آپ اس کو بغل میں ڈال کر نکالتے تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا۔ شاید اس لیے کہ اس ہاتھ سے آپ نے فرعون کے دربار میں (جب اس کو ڈر پیدا ہوا کہ یہی بچہ بڑا ہو کر میرا اور میری حکومت کا خاتمہ کرے گا تو کسی نے کہا یہ تو ابھی بہت چھوٹا بچہ ہے اس کو کیا معلوم کہ انگارہ کیا ہوتا ہے اور موتی کیا ہے؟ چنانچہ موتی اور انگارہ رکھا گیا تو آپ نے) انگارہ پکڑا اور منہ میں ڈال لیا جس سے زبان میں قدرے لکنت پیدا ہو گئی جس کے لیے آپ دعا کرتے تھے۔

واحلل عقدة من لساني۔

تو آپ نے اس ہاتھ سے انگارہ پکڑا تھا تو اس ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ شان عطا فرمادی۔

جب حضور علیہ السلام کا ہاتھ مبارک حضرت اسید بن ایاس کے سینے پر لگا تو اسید اندھیرے کمرے میں جاتے تو اجالا ہو جاتا تھا حضور علیہ السلام کی برکت سے لکڑیاں مشعل کا کام دینے لگیں۔ انگلیاں روشن ہو گئیں۔

(بخاری شریف، حجة اللہ ص ۱۷، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰)

اگر نہ مشعل وحدت جہاں میں جلوہ گر ہوتی تو پھر صدیوں سے آوارہ یہ پروانے کہاں جاتے

(مولانا محمد بخش مسلم)

(۹) سخت پتھروں کو جب آپ ﷺ کا دست سنا لگتا ہے تو ان کی گویا نوع ہی بدل جاتی ہے اور ہیرے و جواہرات بھی ان کے سامنے بچ نظر آتے ہیں۔ پتھر قدم کے نیچے آئے تو موم ہو جائے ہاتھ میں آئے تو کلمہ پڑھنا شروع کر دے۔ گویا آپ نے پتھر دلوں کو اور خود پتھروں کو بھی خدا کا مطیع بنا کر اس کے سامنے جھکا دیا۔

نہی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے
جھکانے آئے بندوں کی جبین اللہ کے در پر سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے
وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انساں کی وہ آئے جب تو انساں کو فرشتوں کے سلام آئے
(۱۰) اے میرے پیارے آقا! آپ نے حسنین کریمین کی انگلی پکڑ کر ان کو دو جہاں کا ہاتھ پکڑنے والا (دستگیر و مددگار) بنا دیا۔
اے میری جان کی جان! میں آپ پہ قربان! آپ نے کیا خوب اپنے شہزادوں کی انگلی پکڑی۔

مجھ پہ کتنا نیازی کرم ہو گیا دنیا کہنے لگی پنچتن کا گدا

اس گھرانے کا جب سے میں نوکر ہوا سب سے اچھی میری نوکری ہو گئی

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حسنین کریمین اور اہل بیت اطہار کی عظمت فارسی اشعار میں یوں بیان فرماتے ہیں

زغیرال نبی حاجتے اگر ظلم روا مدا ریکے از ہزار حاجاتم

دلم زعشق محمد پر است وال محمد گواہ حال من است ایں ہمہ حکایاتم

سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

(اوج نعت نمبر: ۸۱)

(۱۱) ہائے پھر کب وہ نورانی وقت آئے گا کہ جب ہم آنکھیں بند کر کے درود و سلام پڑھ رہے ہوں گے اور سرکار کے روئے کی جالیاں پکڑ کر آپ کی چوکھٹ پہ جبین سائی کر رہے ہوں گے۔

عالم وجد میں رقصاں میرا پر پر ہوتا کاش میں گنبد خضریٰ کا کبوتر ہوتا

(طارق اسماعیل)

(۱۲) اے میرے پیارے آقا! آپ کے ہاتھ کی لکیریں ایسی دل کش ہیں کہ صحابہ کرام میں سے جس خوش نصیب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر وہ آپ کے قدموں پہ قربان ہو گیا، اور ساری زندگی آپ کے جمال کا قیدی رہا۔ وہ بلال ہو یا خبیب، سلمان ہو یا صہیب بڑے سے بڑے ظلم و ستم بھی ان سے آپ کا دامن نہ چھڑا سکے بلکہ دوسروں کو بھی دعوت دیتے رہے کہ۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود اگر آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

اور ظلم کرنے والوں کو لٹا کر کہا کرتے تھے:

تو ہو کے ترش رو مجھے گالی ہزار دے یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

اس محبت کا مزہ لینا ہو تو انہی محبت کے پیکروں سے پوچھو، جو سب کچھ چھوڑ کے در مصطفیٰ ہی کے ہو کر رہ گئے۔

پوچھے کوئی بلال و خبیب و اولیس سے حب نبی میں زندگی کیسے گزر گئی

(۱۳) اے میرے اللہ! کب وہ مبارک لمحات آئیں گے کہ میں حوض کوثر کے کنارے پر تیرے محبوب کریم علیہ السلام (جب مجھے جام کوثر اپنے ید اللہ والے نورانی، گورے گورے ہاتھوں سے عطا فرمائیں تو میں ان) کا دامن کرم پکڑوں اور بے ہوش ہو جاؤں۔ پیچھے حدیث گزر چکی ہے کہ علماء حق کو حضور علیہ السلام اپنے بابرکت ہاتھوں سے حوض کوثر کا ٹھنڈا پانی پلائیں گے۔

۱۔ یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا ترے رتبے میں جس نے چون و چرا کی نہ سمجھا وہ بد بخت رتبہ خدا کا (ذوق نعت) (۱۴) (پچھلے شعر سے ملا کر) پھر حالت یہ ہو کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ کر جلوہ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھتی رہیں، دل پر ایک بے خودی اور وارفتگی کی سی کیفیت طاری ہو، ہاتھ میں جام کوثر لے کر لبوں سے اپنے پیارے آقا کا شکریہ ادا کرتا ہوں، نوازش، کرم، شکریہ، مہربانی اے میرے پیارے نبی۔

۲۔ خیرات دیتا ہے خدا ہر وقت تیرے نام کی جس کو ملا جو کچھ ملا جتنا ملا صدقہ تیرا (عبدالستار نیازی) (۱۵) اے گدائے در مصطفیٰ! احمد رضا! بھلا گن سکو گے؟ کہ میدان محشر میں اس وارفتگی میں تجھے کیا کیا مزے نصیب ہوں گے کیونکہ:

۳۔ قیامت جس کو کہتے ہیں وہ عید ہے اہل سنت کی ادھر دیدار رب ہو گا ادھر صورت محمد کی اور پھر جب دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہاتھ میں ہو گا تو میں کیوں نہ ان کے قدموں پہ گر کر عرض کروں گا، کہ اے میرے آقا!

۴۔ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا ناظرین کرام! جو خوش نصیب اللہ کے حبیب کی بارگاہ میں اس انداز سے ترلے لیتے ہیں پھر ایک دن ایسا آتا ہے کہ حضور ان کو اپنے کرم کا جلوہ دکھا دیتے ہیں اور جو بد بخت اکڑ جاتے ہیں یا آقا کریم علیہ السلام کے سچے عاشقوں پر دیوانگی و جنون کے فتوے لگا کر ان کے عشق رسول علیہ السلام کا مذاق اڑاتے ہیں وہ اس دولت سے محروم ہی رہتے ہیں۔ یہاں پر دو سچے عاشقوں کے دو واقعات لکھے جاتے ہیں۔

دو ایمان افروز واقعات

☆ نبی اکرم علیہ السلام کی وفات کے چند دن بعد ایک اعرابی مدینے شریف میں آیا اور جب اس کو پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے تو وہ قبر انور پہ آکر سر پر خاک ڈال رہا تھا اور قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ الْخَرَّ

پھر اس نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنْتُ بِالقَّاعِ اعْظُمُهُ فَطَابَ مِنْ طَيِّبِ القَّاعِ وَالْآكُمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِئُهُ فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ
أَنْتَ الشَّفِيعُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاكَ لَا أَنْسَاهُمَا أَبَدًا مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمَا مَا جَرَى الْقَلَمُ

اے بہترین ذات! جہاں آپ دفن کیے گئے وہ جگہ خوشبو سے معطر ہوگئی۔ میری جان آپ کی قبر انور پہ قربان! کیونکہ اس میں پاکیزگی، طہارت، سخاوت اور سراپا کرم ہے آپ کی شفاعت کی اس وقت امید کی جائے گی جب کہ بل صراط پہ قدم پھسل رہے ہوں گے آپ کے دو یاروں (صدیق و فاروق) کو ہم کبھی نہ بھولیں گے۔ آپ سب پر سلامتی ہو اس وقت تک جب تک قلم چلتا رہے۔

کچھ ایسے ورد سے اس اعرابی نے یہ اشعار پڑھے کہ قبر انور سے آواز آئی قد غفرلک۔ تیری بخشش ہوگئی۔

(جذب القلوب، وفاء الوفاء، ضیاء القرآن بحوالہ قرطبی)

اس میں صرف آواز آنے کا ذکر ہے، ذرا دوسرا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں سرکار نے اپنا دست کرم ظاہر فرما دیا۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے
(۲) حضرت شیخ السید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہوئے ہیں، حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِي كُنْتُ أُرْسِلُهَا تَقْبِلُ الْأَرْضَ عَنِّي وَهِيَ نَائِيَتِي
وَهَلِ نَوْبَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ فَاْمُدُّ يَمِينَكَ كَيْ تُحِطِي بِهَا شَفَاتِي

اے میرے پیارے نبی! پہلے تو میں دور ہونے کی وجہ سے صرف اپنی روح کو آپ کی خدمت میں بھیجتا تھا وہ میری نائب بن کر آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو بوسے دیتی تھی۔

اب (آپ نے نظر کرم فرمائی اور مجھے درپہ بلایا تو اپنا جسم لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں) (تو اب صرف خاک طیبہ کو چوم کر نہیں جاؤں گا بلکہ) اب آپ شاید اللہ والا نورانی گورا گورا ہاتھ قبر انور سے باہر کیجئے تاکہ میرے ہونٹ بوسہ لے سکیں۔

فَخَرَجْتَ الْيَدِ الشَّرِيفَةِ مِنَ الْقَبْرِ الشَّرِيفِ فَقَلْبَهَا۔

(الحاوی للفتاویٰ ص ۲۸۰ ج ۲)

پس دست اقدس قبر انور سے باہر آیا اور شیخ احمد رفاعی نے بوسہ لیا یہ واقعہ تقریباً بیس کے قریب کتب میں موجود ہے ان میں تبلیغی نصاب بھی ہے اس کے فضائل درود میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

بعض کتب میں یہ بھی ہے کہ اس وقت مسجد نبوی میں کئی ہزار اولیاء کرام موجود تھے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ بھی شامل ہیں ان سب نے سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے دست انور کی زیارت کی۔

(الاناضات الیومیہ ص ۲۷۲ ج ۱۲ اشرف علی تھانوی)

چند صحابہ کرام کے عربی نعتیہ اشعار بمعہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں، پھر اگلی نعت شروع کرتے ہیں۔

عاشقانِ اوز خوباں خوب تر (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم)

(۱) وَأَسْلَبَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا تَدَاعَوْا إِلَى أَمْرِ مِنَ الْغَيِّ فَاسِدٍ
فَأَمْسَى رَسُولُ اللَّهِ قَدْ عَزَزَ نَصْرُهُ وَأَمْسَى عَدَاؤُهُ مِنْ قَتِيلٍ وَشَارِدٍ

(سیدنا عمر فاروق)

ترجمہ: ”اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور سے جب ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے۔“

(۲) وَأَحْمَدُ مُصْطَفَىٰ فِينَا مُطَاعٌ فَلَا تَفْشُوهُ بِالْقَوْلِ الْغَنِيفِ
فَلَا وَاللَّهِ نُسْلِمُهُ بِقَوْمٍ وَلَمَّا نَقَضَ فِيهِمُ بِالْشُّوفِ

(سید الشہداء امیر حمزہ بحوالہ مجموعۃ البہائیۃ، ۱: ۲۷۷)

ترجمہ: ”وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک برگزیدہ ہستی ہیں جن کی اطاعت و پیروی کی جاتی ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناملائم بات نہ کہو۔ خدا کی قسم ہم کسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قوم کے حوالے نہیں کر سکتے جن کے بارے میں جب تک ہماری تلواریں کوئی فیصلہ نہیں کر لیتیں۔“

(۳) وَلَوْ سَمِعُوا فِي مِصْرَ أَوْ صَافِ خَدِّهِ لَمَّا بَدَلُوا فِي سَوْمٍ يُوسُفَ نَقْدٍ
لَوَامِي زُلْخَالٍ وَرَيْنَ حُسْنِهِ لَا شَرَفَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوبِ عَلَى الْيَدِ

(ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بحوالہ عہد رسالت مآب ﷺ میں نعت: ۱۰۴)

ترجمہ: ”اگر اہل مصر آقا و مولا کے خدو خال کی تعریف بھی سن لیتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری میں نقد نہ لٹاتے۔ حضرت زلیخا کو ملامت کرنے والیاں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو دیکھ لیتیں تو انگلیوں کے بجائے دل پر چھریاں چل جاتیں۔ (حضرت زلیخا کو ملامت کرنے کی حقیقت یہ تھی کہ وہ بادشاہ کی بیگم اور ایک غلام کو پھنسانہ سکی)۔“

(۴) وَأَنْتَ لَمَّا وَلِدْتَ أَشْرَقَتْ الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ
وَنَحْنُ فِي ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّورِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ تَسْخَرُوقُ

(حضرت عباس بن عبد المطلب بحوالہ مجموعۃ البہائیۃ، ۱: ۵۶)

ترجمہ: ”اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق پیش کیا) تو سارا عالم افق تا افق اس نور ہدایت سے منور ہو گیا۔ بس ہم اسی نور ہدایت میں چل رہے اور رشد و ہدایت کی راہیں طے کر رہے ہیں۔“

(۵) وَرَدَّنَاهُ بِنُورِ اللَّهِ يَجْلُوا دَجَى الظُّلُمَاءِ عَنَّا وَالْغِظَاءِ
رَسُولُ اللَّهِ يَقْدُمُنَا بِأَمْرِ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ أَحْكَمَ بِالْقَضَاءِ

(حضرت کعب بن مالک بحوالہ سیرت ابن ہشام)

ترجمہ: ”ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردے دور کر رہا تھا (وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے آگے چل رہا تھا۔ وہ قضاء و قدر سے محکم کر دیا گیا۔“

(۶) خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ خَلُّوا فُكْلَ الْخَيْرِ فِي رَسُولِهِ
يَا رَبِّ اِنِّي مُؤْمِنٌ بِقَوْلِهِ اعْرِفْ حَقَّ اللَّهِ فِي قَوْلِهِ

(حضرت عبداللہ بن رواحہ بحوالہ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت: ۱۷۰)

ترجمہ: ”او منکرین توحید و رسالت (کفار) کی اولاد! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑ دو، ہٹو! دنیا کی اور آخرت کی ساری خیر و فلاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، اے پروردگار! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان رکھتا ہوں اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اطاعت سے خدا کا حق معلوم ہوا ہے۔“

(۷) مَا اِنْ رَاَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ فِي النَّاسِ كُفْلِهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٍ
اَوْ فِي وَاَعْطَى الْجَزِيلَ اِذَا جُدِيَ وَمَتَى تَشَاءُ يُخْبِرُكَ عَمَّا فِي غَدٍ

(حضرت مالک بن عوف بحوالہ سیرت ابن ہشام ۲: ۳۹۱)

ترجمہ: ”دنیا کے تمام انسانوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ میں نے دیکھا نہ سنا۔ وہ وعدہ وفا کرتے اور عند الطلب تحائف جی کھول کر عنایت فرماتے ہیں اور جب بھی تم چاہو وہ آئندہ ہونے والی بات تمہیں بتا دیں گے۔“

(۸) طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوُدَاعِ
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا إِلَيْهِ دَاعٍ
أَيُّهَا الْمُبْعُوثُ فِينَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ
جِئْتَ شَرَفْتَ الْمَدِينَةَ مَرَّحَبًا يَا خَيْرَ دَاعٍ

(الہیان مدینہ از علموا اولاد کم محبت رسول اللہ: ۷۶)

ترجمہ: ”وہ دیکھو ثنیات الوداع کی پہاڑیوں سے چودھویں کا چاند نظر آ گیا۔ ہم پر اس عظیم احسان کا شکر ادا کرنا لازم ہے۔ جب تک اللہ کو کوئی پکارنے والا باقی ہے۔ اے وہ مقدس ذات! جو ہم میں رسول بنا کر بھیجے گئے، آپ ایسے احکام لے کر آئے ہیں جن کی اطاعت لازم ہے۔ آپ نے اپنے قدوم میں منت لزوم سے مدینہ کو شرف بخشا۔ حق کی طرف بہتر انداز میں بلانے والے آپ کا آنا مبارک۔“

(۹) أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَظْهَرَ دِينَهُ عَلَى كُلِّ دِينٍ قَبْلَ ذَلِكَ حَائِدٍ
وَأَسْلَبَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا تَدَاعَوْا إِلَى أَمْرِ مِنَ الْغَيِّ فَاسِدٍ
غَدَاةَ أَجَالِ الْخَيْلِ فِي عَرَصَاتِهَا مُسَوِّمَةً بَيْنَ الرَّبِيرِ وَخَالِدٍ
فَأَمْسَى رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَزَّزَ نَصْرُهُ وَأَمْسَى غَدَاةً مِنْ قَتْلِ وَشَارِدٍ

(سیدنا عمر فاروق بحوالہ عہد رسالت مآب ﷺ میں نعت: ۱۸۲)

ترجمہ: ”دیکھا اللہ تعالیٰ نے اپنے دین برحق کو ہر اس دین پر جو اپنے وقت پر برحق تھا، کس طرح غالب فرمایا اور جب اہل مکہ نے گمراہانہ خیال سے (جو کبھی پورا نہ ہو سکتا تھا) اس کے نبی کے قتل پر کمر باندھی تو خدا نے ان سے (آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے کر) اہل مکہ کو محروم کر دیا۔ پھر وہ صبح بھی آئی جب گھوڑے مکہ کے میدانوں میں جولائیاں دکھانے لگے، جن کی باگیں زبیر و خالد کے درمیان چھوٹی ہوئی تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے حضور ﷺ کو غلبہ دیا اور آپ ﷺ کے دشمن شکست کھا کر بھاگے اور قتل ہوئے۔“

جناب ابوطالب کا نذرانہء محبت:

مشرکین مکہ کی مخالفت پر آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے آپ ﷺ کو اپنی حمایت و تعاون کا یقین دلاتے ہوئے یہ اشعار کہے۔

وَاللّٰهُ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ حَتّٰى اَوْسَدَ فِى التُّرَابِ دَفِيْنًا
فَاَصْدَعُ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَاظَةً وَ ابْشِرْ بِذَاكَ وَ قَرَمِنْكَ عُيُوْنًا
وَ دَعَوْتِنِىْ وَ زَعَمْتَ اِنَّكَ نَاصِحِىْ وَ لَقَدْ صَدَقْتَ وَ كُنْتُ ثَمَّ اَمِيْنًا
وَ عَرَضْتَ دِيْنًا لَا مَحَالَةَ اَنْتَ مِنْ خَيْرِ اَذْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا

(ابوطالب بن عبدالمطلب بحوالہ عہد رسالت مآب ﷺ میں نعت: ۷۳)

ترجمہ: ”اللہ کی قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ تجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک میری پیٹھ قبر کی مٹی سے نہ لگ جائے (یعنی جب تک میں زندہ ہوں) تجھ پر کوئی تنگی نہیں۔ جا اپنی دعوت عام کر، خوش رہ اور کام سے آنکھیں ٹھنڈی کر تو نے مجھے ایک خیر خواہ کی حیثیت سے دعوت حق دی ہے۔ تو نے سچ کہا تو ہمیشہ سے امانتدار ہے، جو دین تو نے پیش کیا لا محالہ وہ دنیا کے تمام ادیان سے بہترین دین ہے۔“

جناب ابوطالب کے کچھ اشعار سیرت ابن ہشام میں اس طرح ہیں۔

كَذَّبْتُمْ وَ بَيَّتُ اللّٰهُ نُبْرَاىِ مُحَمَّدًا وَ لَمَّا نَطَاعِنْ دُوْنَهُ وَ نَاصِلِ
وَ لَنْسَلِمُهُ حَتّٰى نَصْرَعَّ حَوْلَهُ وَ نَذْهَلُ عَنْ اَبْنَانِنَا وَ حَلَالِ
قَدْ يَتُّ بِنَفْسِىْ دُوْنَهُ وَ حَمِيَّتُهُ ! وَ ذَا فَعْتُ عَنْهُ بِالذَّرَاىِ وَ الْكَلَاكِ

(ابوطالب بن عبدالمطلب بحوالہ سیرت ابن ہشام)

ترجمہ: ”اللہ کی قسم یہ بھی غلط ہے کہ ہم محمد ﷺ کے بارے میں تم سے دب جائیں گے۔ ابھی تو ہم نے آپ کی حفاظت میں نیزہ زنی کی ہے نہ ہی تیر اندازی۔ ہم آپ کی حفاظت اور سلامتی کی خاطر اطراف میں بچھ جائیں گے اور اپنے اہل و عیال، بیوی بچوں

سے غافل ہو جائیں گے۔ میں نے آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنی جان فدا کر دی ہے اور آپ ﷺ کی حمایت میں پیٹھ کی انتہائی بلندی اور سینے کے بڑے حصے سے لے کر میدان میں نکل آیا ہوں (یعنی اپنے تمام اعضاء و جوارح آپ ﷺ کی حفاظت و حمایت کے لیے وقف کر دیئے ہیں۔)

یہ سلسلہ تصوف و روحانیت کے عظیم راہنما کی ایک رباعی یہ ختم کیا جاتا ہے۔

أَلَا بِأَبِي مَنْ كَانَ مَلِكًا وَسَيِّدًا وَادَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ وَاقِفُ
فَإِنَّكَ رَسُولُ الْأَبْطَحِيِّ مُحَمَّدٌ لَهُ فِي الْعُلَا مَجْدٌ تَلِيدٌ وَطَارِفُ

(ابن العربی ابو بکر محی الدین)

ترجمہ: ”سنو میرے ماں باپ قربان، وہ فرمانروا اور سردار کون تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہی رسول ابٹحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کو رفعت میں ہر شرف حاصل ہے، قدیم بھی جدید بھی۔“

-----***-----

نعت شریف نمبر (۳۵)

- (۱) راہِ عرفاں سے جو ہم نادیدہ رُو محرم نہیں
(۲) ہوں مسلمان گرچہ ناقص ہی سہی اے کالمو
(۳) غنچے مَآ اَوْحٰی کے جو چٹکے دَنَّا کے باغ میں
(۴) ان میں زمزم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش
(۵) پنچہ مہرِ عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
(۶) ایسا اُمی کس لیے منت کش اُستاد ہو
(۷) اوس مہرِ حشر پر پڑ جائے پیا سو تو سہی
(۸) ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار
(۹) سایہ دیوار و خاک درہو یا رب اور رضا
- مُصطفیٰ ہے مسندِ ارشاد پر کچھ غم نہیں
ماہیت پانی کی۔ آخریم سے نم میں کم نہیں
بلبلِ سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں
کثرتِ کوثر میں زمزم کی طرح کم کم نہیں
چشمہ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں
کیا کفایت اس کو اِقْرَأ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ نہیں
اس گلِ خنداں کا رونا گریہ شبنم نہیں
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گروہ نہ ہوں عالم نہیں
خواہشِ دبیم قیصر شوقِ تخت جم نہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

- * عرفاں - معرفت، واقفیت * نادیدہ - نہ دیکھا ہوا * رو - چہرہ * محرم - واقف * مسندِ ارشاد - ہدایت کی گدی
* ناقص - نامکمل * کالمو - مکمل * ماہیت - حقیقت، اصلیت * یم - دریا، سمندر * نم - تری * غنچے - کلیاں * مَآ اَوْحٰی -
جو اللہ نے وحی کی (معراج کی رات) * چٹکے - کھلے * دَنَّا - قریب ہوا، نزدیکی * بلبلِ سدرہ - جبریل امین * بو - خوشبو
* محرم - واقف کار * زمزم - تھم تھم (سریانی زبان کا لفظ ہے) * جم جم - زیادہ زیادہ * بیش - بہت * کثرت - بہت زیادہ
* کوثر - بہت ہی زیادہ (حوضِ کوثر) * کم کم - کتنا کتنا (مقدار) * مہرِ عرب - عرب کا سورج * بہہ گئے - جاری ہو
گئے * چشمہ خورشید - سورج کی آنکھ * اُمی - جو کسی استاد سے نہ پڑھا ہو * منت کش - احسان مند * کفایت - کافی * اِقْرَأ رَبُّكَ
الاکرم - تو پڑھ تیرا رب بہت بزرگی والا ہے * اوس - شبنم * مہرِ حشر - محشر کا سورج * گلِ خنداں - کھلا ہوا پھول * گریہ - رونا
* باغِ عالم - دنیا کا باغ * بہار - پھول کھلنے کا موسم * سایہ دیوار - دیوار کی چھاؤں * خاک در - دروازے کی
مٹی * دبیم - شاہی تاج * قیصر - شاہِ روم * تخت جم - ایرانی بادشاہ جمشید کا تخت، (جم جمشید کا مخفف ہے)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) ہمیں اگر راہِ معرفت کی سوجھ بوجھ نہیں تو کوئی پرواہ نہیں ہمارے ہی آقا تو ہدایت و ارشاد کی گدی کے مالک ہیں (انک

لتهدی الی صراط مستقیم) وہ راہ بھی دکھائیں گے اور منزل تک بھی پہنچائیں گے، کاسہ بھی دیں گے گدائی بھی عطا فرمائیں گے۔
 یہ کیوں کیوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو وہ دو کہ ہمیشہ میرے گھر بھر کا بھلا ہو

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۲) اے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل الایمان لوگو! اس میں شک نہیں کہ تم ایمان و دین کے لحاظ سے مجھ سے بہت آگے ہو اور اس میں بھی شک نہیں کہ میں بھی ایماندار ہوں اگرچہ ناقص و نامکمل ہی سہی اور اس میں بھی شک نہیں کہ وہی تری جو دریا اور سمندر میں ہوتی ہے کیا وہی تری معمولی نمی میں نہیں ہوتی؟ یعنی اگرچہ دریا سمندر کا پانی تو بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن اصل مادہ (تری) کے لحاظ سے سمندر اور قطرہ برابر ہیں۔

اس شعر میں اس عقیدے کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان کی تجزی (اجزاء) نہیں ہوتی اسی لیے کوئی جتنا بھی گیا گذر مسلمان ہو اس کو آدھایا پونا مؤمن نہیں کہہ سکتے اور جتنا بھی بلند پایہ مؤمن ہو اس کو سوا یا پاڈیوڑھا مسلمان نہیں کہہ سکتے یعنی ایمان تو برابر ہے تاہم اعمال صالحہ کی وجہ سے فضیلت میں فرق ہو جاتا ہے۔ جیسے نبوت و رسالت کے لحاظ سے انبیاء کرام و رسل عظام برابر ہیں لانفوق بین احد من رسلہ۔ لیکن فضیلت کے لحاظ سے فرق ہے تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔

اسی طرح عقیدہ معتزلہ کی تردید بھی اس شعر میں ہے کہ وہ کہتے ہیں گناہ کبیرہ سے ایمان ختم ہو جاتا ہے لہذا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور ان کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں گناہ کرنے سے بندہ مؤمن نہیں رہتا لیکن کافر بھی نہیں ہوتا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم علیہ السلام کو معراج کی رات جو اپنا خصوصی قرب عطا فرمایا (ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ القرآن۔ ثم دنی الجبار رب العزة۔ بخاری) اور آپ کو خصوصی وحی سے نوازا (فاوحی الی عبدہ ما اوحی) اس وحی خاص کی کلیاں جو کھل کر پھول بنیں تو طائر سذرہ جبریل امین علیہ السلام وہ پھول تو کیا پاتے اس کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے۔

میان طالب و مطلوب رمزیت کرانا کا تہیں راہم خبر نیست

(۴) زمزم شریف (جو پانی اسماعیل علیہ کے پاؤں کی ٹھوکر سے نکلا اور آج تک نکل رہا ہے) ایسا پانی ہے جس میں زمزم (رک جازک جا) کا اثر ہے (اگر حضرت ہاجرہ ایسا نہ کہتیں تو یہ پانی سمندر کی طرح ہو جاتا اور پوری دنیا کو سیراب کر دیتا) جبکہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے محبوب کو حوض کوثر عطا فرمایا ہے اس میں کثرت ہی کثرت ہے کم کم یازک جازک جا کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور اس کو بار بار پینے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی جو خوش نصیب ایک دفعہ پی لے گا لایظماً بعدہ ابداً۔ پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے گی۔

پھر اسماعیل علیہ السلام کو تو زمزم ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ملا ہے اور میرے آقا کو حوض کوثر بے مانگے عطا ہوا ہے لہذا زمزم والے پیارے اسماعیل علیہ السلام ساقی کوثر اور مالک کوثر علیہ السلام کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا ایک شعر جو حدائق بخشش کے کسی نسخہ میں تو نہیں ہے لیکن علماء اس کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب فرماتے ہیں اور دل بھی مانتا ہے کہ یہ شعر اعلیٰ حضرت کا ہی ہے اور اسی نعت کا بلکہ نمبر ۴ کے بعد ہی ہونا چاہیے وہ شعر یہ ہے۔

اُن کو بے مانگے ملا ان کو رگڑ کر ایڑیاں مالک کوثر کے ہمسر صاحب زمزم نہیں

گویا اوپر والے شعر نمبر ۴ میں عظیم الشان دعویٰ ہے اور اس میں اس دعویٰ کی انتہائی خوبصورت دلیل ہے۔

میرے محبوب کے چرچے ہیں ماہ پاروں کی دنیا میں

(عبدالرؤف لوتھر نے انگریزی زبان میں کہا)

What shall I say my master, God's mercy personified,
The prophet of Bat-ha, Divine Messenger, Bearer of the Qur'an
Friend of the sinners, Saqi of Kauthar,
Intercessor on the Day of Judgment,
Leader of prophet's last of apostles, guide of all times.

جس کا ترجمہ اردو اشعار میں یوں کیا گیا۔

مرے آقا کا کیا کہنا سراپا رحمت یزداں
انیس المذہبیں، ساقی، کوثر، شافع محشر
رسول بطحی، پیغمبر حق، صاحب قرآن
امام الانبیاء، ختم رسالت، ہادی دوراں
(ارمغان جمیل از جمیل نقوی)

(۵) حدیبیہ کے میدان میں پندرہ سو افراد اور ان کی سواریاں عرب کے آفتاب عالم کتاب امام الانبیاء علیہ السلام کی انگلیوں سے نکلنے والے پانی کے دریاؤں سے سیراب ہو گئے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیا سے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
یہ آسمان کا سورج بھی تو بچے کی شکل کا ہے اس کو کیا ہو گیا ہے اس میں تو نام کی تری بھی نہیں ہے۔

دو سورج:

شاید اس لیے کہ یہ (آسمانوں والا سورج) صرف زمین کے لیے ہے اور وہ (سراجا منیر علیہ الصلوٰۃ والسلام) عالمین کے لیے ہے۔ (وما ارسلناک الا رحمة للعالمین) یہ سورج کائنات کے گرد گھومتا ہے۔ جبکہ اس سورج کے گرد کائنات گھومتی ہے یہ سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے جبکہ وہ سورج عرش بریں سے طلوع کرتا ہے۔ (انا من نور اللہ وکل الخلائق من نور) یہ سورج شاموں شام غروب ہو جاتا ہے جبکہ وہ سورج ہمیشہ عروج پر رہتا ہے۔ (وللاخرة خیر لك من الاولى) یہ سورج چلتا ہے تو بچے کو آتا ہے جبکہ وہ سورج اتنا اوپر جاتا ہے کہ ماسوی اللہ (ہرشی) بچے رہ جاتی ہے کیونکہ وہ آفتاب فلک ہے اور یہ مہر عرب ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے
خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

یہ سورج اپنی روشنی و تپش سے جلا دیتا ہے جبکہ وہ سورج اپنی روشنی (نور) سے جلا دیتا ہے (لما یحییکم) یہ سورج جان کو زندہ رکھتا ہے جبکہ وہ سورج ایمان کو زندہ رکھتا ہے۔ اس سورج کی روشنی ناگوار ہوتی ہے اس سورج کی روشنی خوشگوار ہوتی ہے۔ یہ سورج اشارے سے واپس آنے والا ہے جبکہ وہ سورج اس سورج کو اشارے سے (ڈوب جانے کے بعد) واپس بلانے والا ہے یہ سورج کیا ہے؟ منبع ضیاء ہے اور وہ سورج کیا ہے وجود مصطفیٰ ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا خوب کہا۔

لنا شمس وللا فاق شمس و شمسی فوق من شمس السماء

و شمس الناس تطلع بعد فجر و شمس تطلع بعد العشاء

شاہ عبداللطیف بھٹائی سندھی زبان میں فرماتے ہیں

پون پٹ بسم اللہ جی ، راہ چمبی تھی رند
اپیون گھٹی ادب سین وتی حورون حیرت ہند
سائینء جو سوگند ساجن سینان سھٹو

ترجمہ: ”خدا کی قسم کہ ساجن یعنی حضور پاک ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ وہ جب چلتے ہیں تو زمین انہیں خوش آمدید کہتی ہے اور راستے ان کے قدم مبارک چومتے ہیں اور حوریں باادب ہو کر ان کے انتظار میں کھڑی ہوتی ہیں۔“

زمین ایسی کہ جس پر آسمان قربان ہو جائے ستارے گرد چو میں کہکشاں قربان ہو جائے

یہی سب سے بڑی انجم سعادت ہے کہ تو ان پر جہاں موقع میسر ہو وہاں قربان ہو جائے

(۶) جس کو اس کا رب فرمائے اقرا و ربك الاکرم: پڑھیے آپ کا رب بڑی عظمت و بزرگی والا ہے ایسا نبی امی کیوں کسی استاذ کے احسان کا بوجھ اٹھاتا پھرے؟ کیا اس کو خدا کا پڑھانا کافی نہیں ہے جس نے الرحمن علم القرآن فرما کر اپنے محبوب کو اعلم الناس اور عالم ماکان وما یكون کر دیا۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے تو کوئی مانع نہیں کہ وہ شریعت اسلامیہ کی تعلیم حضور علیہ السلام سے لیں۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۲۹ ج ۲)

صدی صدی کی تواریخ آدمیت میں تیری مثال نہیں ، تیرا جواب نہیں

تیرے کمال مساوات کی قسم ہے مجھے کہ تیرے دیں سے بڑا کوئی انقلاب نہیں

(۷) اے اہل محشر! تسلی رکھو: میرے آقا کی گریہ و زاری اور آپ کے آنسو شبنم کی طرح تو نہیں ہیں کہ چند بوندیں ہوں اور سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی خشک ہو جائیں یا بھاپ بن کر اڑ جائیں بلکہ روزو کے مصطفیٰ کریم ﷺ ایسے دریا بہائیں گے کہ سورج تو کیا سارا جہنم ٹھنڈا ہو جائے گا۔

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا۔ رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۸) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کی علت غائی اور سبب اصلی ہیں کہ آپ ہی کے وجود سے دونوں جہانوں کا وجود وابستہ ہے جب تک آپ کا نور پیدانہ ہوا، کوئی چیز نہ پیدا ہوئی اور آپ نہیں ہوں گے تو پھر کچھ نہ رہے گا اللہ نے اعلان فرمادیا: اگر آپ نہ ہوتے تو دنیا کو پیدانہ کرتا، اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو آسمانوں کو بھی نہ بناتا ولقد خلقت الدنیا و اہلہا لاعرفہم کرامتک و منزلتک۔ دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے بنایا ہے تاکہ اے محبوب: ان کو تیرا مرتبہ اور مقام بتاؤں۔ (حاکم۔ ابن عساکر عن سلمان الفارسی) ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اگر اے محبوب! تجھے نہ پیدا کرنا ہوتا تو اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ کرتا۔ ایک حدیث قدسی صوفیاء نے اپنی کتب میں درج فرمائی۔

كنت كنزا مخفيا فاحببت ان اعرف فخلقت محمدا۔

اس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا (اگرچہ ”خیال آیا“ کے الفاظ مناسب نہیں تاہم اشعار یوں ہیں۔)

جب اپنے حسن کی محفل سجانے کا خیال آیا حرم ناز کے پردے اٹھانے کا خیال آیا

خدا کو نور جب اپنا دکھانے کا خیال آیا محمد کملی والے کو بنانے کا خیال آیا

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو صاف صاف فرمادیا لا محمد ما غفرتك وما خلقتك اگر میرا پیارا محمد نہ ہوتا تو نہ

مجھے معاف کرتا اور نہ پیدا کرتا۔ (نبیہی)

(۹) اے میرے پیارے اللہ! تیرے اس گنہ گاہ بندے اور تیرے نبی کے در کے گدا احمد رضا کی ایک آرزو ہے اگر تو پوری فرما

دے۔ یہ نہ تو تجھ سے قیصر کا تاج مانگتا ہے اور نہ ہی اس کو تخت جمشید کا شوق ہے، اس کو تو بس اپنے محبوب کی دیوار کی چھاؤں عطا فرما

دے اور حضور کے در اقدس کی تھوڑی خاک عطا کر دے۔ تے فیر بھانویں جان کڈھ لیں

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آرزو ان لفظوں میں بیان کی۔

صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دعا گو سلام برخواں بگر دشاہ مدینہ گردو بصد تضرع پیام برخواں

بہ گو زمن صورت مثالی، نماز بگوار اندر آنجا بہ لحن خوش سورۃ محمد تمام اندر قیام برخواں

بنہ بچندیں ادب طرازی، سر ارادت بخاک آں کو صلوة وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخواں

بہ باب رحمت گہے گزر کن، بہ باب جبریل گہے جہیں سا سلام منی علی النبی گہے بہ باب السلام برخواں

بہ لحن داؤد ہموا شو، بہ نالہ درد آشنا شو بہ بزم پیغمبر ایں غزل را، ز عبد عاجز نظام برخواں

-----***-----

نعت شریف نمبر (۳۶)

- (۱) وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقصِ جہاں نہیں
یہی پھولِ خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
- (۲) دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک ”نہیں“ کہ وہ ہاں نہیں
- (۳) میں ثارِ تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں
- (۴) بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مَفَرَّ مَقَرَّ
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
- (۵) کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جراتیں!
کیا میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں، ارے ہاں نہیں
- (۶) تیرے آگے یوں ہیں دبے لپے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
- (۷) وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و اُمید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں
- (۸) یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے اُبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* نَقْص نون کے فتح کے ساتھ۔ عیب، کمی، بھوٹ * خار۔ کاٹا * امانی۔ آرام، سکون یا عربی ہے جمع امنیہ کی بمعنی آرزو، خواہش قرآن پاک میں ہے الا امانی * ثار۔ قربان * سخن۔ بات، کلام * سخن۔ اعتراض * بخدا۔ خدا کی

قسم * مفر۔ بھاگنے کی جگہ * مفر۔ جائے پناہ (مفر مقرر دونوں اسم ظرف کے صیغے ہیں) * اہانتیں۔ توہینیں، گستاخیاں * کھلے بندوں۔ علی الاعلان * جراتیں۔ بہادریاں * دبے لچے۔ شرمائے ہوئے، ڈرے ہوئے * فصحا۔ جمع فصیح کی بمعنی خوش گفتار و زبان دان، اچھی اور عمدہ گفتگو کرنے والا * شرف۔ بزرگی * قطع۔ کاٹنا * نسبتیں۔ تعلقات * یاس۔ ناامیدی * خلد۔ جنت * نکو، نکوئی۔ بھلائی، بہتری * آبرو۔ عزت * سماں۔ برابر یا موقع۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کمال کا حسن عطا فرمایا ہے کہ آپ کے حسن میں عیب تو کیا عیب کا گمان بھی نہیں ہو سکتا، دنیا کا کونسا وہ پھول ہے جس کے ساتھ کا نشانہ ہو مگر مدینے کا پھول ہر قسم کے کانٹے سے محفوظ اور ہر طرح کا کاٹنا آپ سے دور ہے اور ہر شمع کے ساتھ دھوئیں کا ہونا لازم ہے لیکن آپ ایسی شمع رسالت ہیں کہ جہاں دھوئیں کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس شعر میں حضور علیہ السلام کے حسن کی رعنائیوں کو بیان کیا گیا ہے جس کو صحابہ کرام یوں بیان کرتے تھے کہ اے قبلہ ولا بعدہ مثله (مشکوٰۃ) آپ جیسا حسین و جمیل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد کوئی دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ نے خود کئی مواقع پہ فرمایا لست مثکم۔ لست کہئیکم۔ ایکم مثلی۔ تم میں کون میری طرح کا ہو سکتا ہے اور جبریل امیں نے یوں عرض کیا۔

آفاق ہا گر دیدہ ام مہربتاں در زیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

مدینہ کی بچیوں نے چودھویں کا چاند کہا، اور حضرت حسان بن ثابت نے یوں کہا۔

الصبح بدامن طلعتہ واللیل دجی من و فرتہ

فمحمدا ہوسیدنا فالعزلنا لا حابہ

(دیوان حسان)

جس کا مفہوم اعلیٰ حضرت کے برادر اصغر مولانا حسن رضائے یوں بیان کیا۔

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر کونین کی خاطر تجھے سرکار بنایا

لہذا کرم میرے بھی دیرانہ دل پر صحرا کو تیرے حسن نے گلزار بنایا (ذوق نعت)

اور قطب عالم تاجدار گوڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے مزید آسان کر دیا۔

سبحان اللہ ما اجملك ما احسنك ما اكملك

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

مولانا محمد بشیر صاحب سلطان الواعظین، اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ (پ ۹۷۳)

وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔

یعنی وہ ارحام میں جس طرح خود چاہے تمہاری شکل و صورت بناتا ہے۔ چنانچہ اس نے کسی کو خوبصورت بنایا کسی کو ایسا نہ بنایا۔ کوئی پستہ قد ہے تو کوئی دراز قد۔ کسی کا رنگ گورا ہے تو کسی کا کالا۔ کوئی بیٹا ہے تو کوئی اندھا ہے یا کانا، کوئی گونگا ہے تو کوئی بہرہ خدا جسے چاہے جیسا بنائے یہ اس کی اپنی مرض ہے اور اس نے جس کو بھی جیسا بنایا ٹھیک بنایا۔

تو ہے عام مخلوق کے لیے مگر اب آئیے اس کے محبوب حضور سید المرسلین ﷺ کی طرف اور دیکھیں اللہ نے اپنے محبوب کو کیسے بنایا؟ کیا اسی عام دستور کے مطابق یعنی ”کَيْفَ يَشَاءُ“ یا اپنے محبوب کے لیے کوئی اور انداز اختیار فرمایا؟ اس کا جواب حضور ﷺ نے درباری شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ دیتے ہیں۔ حضرت حسانؓ نے حضور ﷺ کا حسن و جمال ملاحظہ کر کے حضور کو مخاطب کر کے یوں عرض کیا۔

وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي وَأَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ
خُلِفْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِفْتَ كَمَا تَشَاءُ

یعنی یا رسول اللہ! آپ سے زیادہ حسین و جمیل میری آنکھ نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور دیکھتا بھی کیسے جب کہ آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ میرے آقا! آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں۔ گویا آپ اپنی مرضی کے مطابق جیسا آپ نے خود چاہا ویسا ہی خدا نے آپ کو بنا دیا۔

یہ حقیقت حضرت حسانؓ نے بیان فرمائی ہے کہ یہ عوام کے لیے ہے کہ جیسے خدا چاہے انہیں بنا دے۔ حضور کے لیے یہ بات نہیں۔ بلکہ اللہ نے جب محبوب کو پیدا فرمایا تو محبوب کو محبوب کی مرضی کے مطابق بنایا۔ محبوب سے پوچھ کر بنایا، جیسے محبوب نے چاہا ویسے ہی محبوب کو بنایا۔ اور چونکہ محبوب یہ کبھی نہیں چاہتا کہ اس میں کوئی عیب ہو۔ اس لئے حضور ﷺ جب اپنے چاہنے کے مطابق پیدا کیے گئے ہیں۔ تو لازماً آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں۔

حضرت حسانؓ کے اس ایمان افروز بیان کے پیش نظر ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ ہمارے حضور ﷺ جو محبوب خدا ہیں۔ ہر عیب و نقص سے پاک و مبرا ہیں۔ بے عیب خالق نے اپنے محبوب کو بھی بے عیب بنایا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

جنگ اُحد میں حضور ﷺ کا جو دانت مبارک شہید ہوا۔ یہ شبہ نہ کیا جائے۔ کہ حضور کا پورا دانت ٹوٹ اور منہ مبارک سے نکل آیا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں پورا دانت اگر منہ سے نکل آئے۔ تو حسن و جمال میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور حضور جب ہر نقص سے پاک ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ حضور کا پورا دانت مبارک ٹوٹ کر منہ سے نکل آتا۔ محدثین کرام نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ حضور کے ایک دانت کے کنارے کو ضرب آئی۔ اور اس کا تھوڑا سا کنارہ ٹوٹا۔ جو ہری ہیرے کو گھڑتے ہیں۔ تو ہیرا اور بھی زیادہ خوبصورت اور قیمتی ہو جاتا ہے۔ دانت مبارک کا کنارہ ٹوٹنے سے وہ دانت اور بھی زیادہ خوبصورت ہو گیا۔ پتھر لگنے سے حضور کا لب مبارک زخمی ہوا۔ اور اس سے خون مبارک بہا۔ دانت بذاتہ محفوظ اپنے مقام پر رہا۔ نکلا نہیں۔ کیونکہ آپ ہر عیب و نقص سے پاک ہیں۔ بخاری شریف کی جلد دوم کے صفحہ ۵۸۳ کے حاشیہ پر یہ تشریح موجود ہے۔ کہ دانت مبارک کا صرف تھوڑا سا کنارہ ٹوٹا۔ اور دانت محفوظ رہا۔ تاکہ حضور کے حسن و جمال کی آب و تاب میں کوئی فرق نہ پڑے۔

کان لعل کرامت

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے حضور ﷺ سر تا پا بے عیب ہیں اور آپ کے کسی عضو شریف میں بھی کوئی عیب نہیں۔ کان کا عیب یہ ہے کہ وہ دور کی آواز نہ سُنے۔ چونکہ حضور کے کان مبارک بھی بے عیب تھے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ حضور کے کان دور کی آواز بھی سُن لیتے ہیں۔ چنانچہ خود حضور ﷺ فرماتے ہیں:

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۵ مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۹)

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

اس حدیث پاک میں خود حضور نے فرمادیا کہ جن آوازوں کو تم نہیں سُن سکتے۔ میں سُن لیتا ہوں۔

پنگھوڑے میں چاند سے بات چیت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میرے اسلام لانے کا باعث آپ کے بچپن کا ایک

معجزہ ہوا۔

رَأَيْتَكَ فِي الْمَهْدِ نَاغِي الْقَمَرِ وَتُشِيرُ إِلَيْهِ بِأُصْبِعِكَ فَحَيْثُ أَشَرْتَ إِلَيْهِ مَالَ۔

میں نے آپ کو پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے ہوا دیکھا۔ آپ جس طرف اپنی انگلی کا اشارہ فرماتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي كُنْتُ أَحَدَهُ وَيُحَدِّثُنِي وَيُلْهِمُنِي عَنِ الْبُكَاءِ وَأَسْمَعُ وَجِبَّتُهُ حِينَ يَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا اور میں اس کے گرنے کا دھماکہ

سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔ (الامن والعلی ص ۷۱۔ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۵۳)

یہ حضور ﷺ کے بچپن کا واقعہ ہے بچپن میں بھی آپ کی قوت سامعہ کا یہ عالم تھا کہ چاند کے زیر عرش سجدہ کرنے کی آواز سن لیتے تھے۔ عرش زمین سے کھربوں میل دور ہے بلکہ اللہ ہی جانے کس قدر دور ہے۔ پھر جو کان بچپن میں عرش تک کی آواز سن لیتے ہیں۔ وہ ظہور نبوت کے بعد فرش پر کی ہزار دو ہزار میل کی آواز کیوں نہیں سن سکتے سچ فرمایا اعلیٰ حضرت نے

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کان لعل کرامت پر لاکھوں سلام

چشمان مبارک:

اوپر کی حدیث آپ نے پڑھی، حضور نے فرمایا ہے۔ ”میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔“ حضور ﷺ کی مبارک آنکھیں بھی بے عیب ہیں جن چیزوں کو ہم نہیں دیکھ سکتے حضور دیکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو میرے لیے اٹھایا۔

فَاَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَاللَّيْلُ مَا هُوَ كَأَنَّ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِيٍّ

ہذہ۔ (مواہب لدنیہ ص ۱۹۳ جلد ۲)

پس میں اُسے اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوں ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اس اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۴)

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے صحابہ سے فرمایا، نماز میں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ امامت

کے دوران میں آگے ہی دیکھتا ہوں۔

فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِلَيَّ لَا رَأْيَ لَكُمْ مِنْ وَرَائِي

ظہری۔ (بخاری شریف ص ۵۹ ج ۱)

قسم اللہ کی تمہارے سجدے اور رکوع مجھ سے مخفی نہیں رہتے میں تمہیں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاللَّهِ إِلَيَّ لَا رَأْيَ مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَى مِنْ بَيْنَ يَدَيَّ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۶۹)

قسم ہے اللہ کی میں جیسے سامنے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

لطیفہ:

مولانا ابوالنور لکھتے ہیں ایک باریہ حدیث میں نے سرور ضلع سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں سنائی تو بعد تقریر کے ایک منکر تعجب سے کہنے لگا۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی آگے بھی دیکھے اور پیچھے بھی۔ میں نے کہا یہ ”کوئی“ کی بات نہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے میں نے کہا جب حضور خود فرما رہے ہیں۔ پھر ایک مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ انکار کرے۔ تاہم تمہیں سمجھانے کے لئے میں بتاتا ہوں۔ ایسے ہو سکتا ہے۔ دیکھ لو بس کا ڈرائیور آگے بھی دیکھتا ہے اور پیچھے بھی۔ وہ بولا۔ اس کے سامنے تو آئینہ لگا ہوتا ہے۔ میں نے کہا اور جس کے سامنے نبوت کا آئینہ لگا ہو؟ وہ کیوں نہ آگے بھی دیکھتا ہوگا اور پیچھے بھی۔

الغرض اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے مذکورہ بالا شعر میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ دنیا کی حسین و جمیل چیزوں میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور نظر آتا ہے۔ چاند ہا وجود اپنے حسن و جمال کے ایک سیاہ دھبہ رکھتا ہے۔ پھول اپنے حسن و لطافت کے ساتھ کانا بھی رکھتا ہے۔ شمع اپنے نور و روشنی کے ساتھ ساتھ دھواں بھی رکھتی ہے۔ مگر اللہ رے حسن و جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہی ایک حسن کامل ہے جس میں کسی عیب و نقص کا گمان تک نہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

دوسرے پھول تو خار رکھتے ہیں۔ مگر حسن مصطفیٰ ایک ایسا پھول ہے جس میں خار نہیں شمع دھواں رکھتی ہے مگر حسن مصطفیٰ

ایک ایسی نورانی شمع ہے جس میں دھوئیں کا نشان تک نہیں۔

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

(۲) دونوں جہانوں کی بھلائیاں، دنیا و آخرت کا آرام و سکون، دل و جان کی تمناؤں کا پورا ہونا، بھلا بتاؤ تو سہی: کوئی نعمت ہے جو سرکار کے قدموں سے نہیں ملتی ہاں مگر ایک شئی ہے کہ جو یہاں نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کو آپ نے کبھی بھی ”نہیں“ نہ فرمایا کہ کسی نے کچھ مانگا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ میرے پاس نہیں ہے۔ (سوائے کلمہ شریف میں لا پڑھنے کے)

یہ شعر اس حدیث کی طرف اشارہ کر رہا ہے جس میں ہے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کو ”لا“ بمعنی نہیں نہ فرمایا۔ صحابہ کرام ہر قسم کی حاجات کے لیے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں رجوع کرتے اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے ان کی حاجات پوری کروا دیتے۔ طلب باراں ہو یا کوئی اور ضرورت ہو۔ کیونکہ اس وقت ابھی یہ عقیدہ ایجاد نہیں ہوا تھا کہ اللہ سب کی سنتا ہے۔ لہذا نبی کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟

دو عالم کا مددگار آ گیا ہے امین آ گیا ، غمگسار آ گیا ہے
غریبوں کی جاں کو ، یتیموں کے دل کو سکون ہو گیا ہے ، قرار آ گیا ہے

(احسان دانش بحوالہ مدبر رسول از راجہ رشید محمود: ۳۳)

(۳) اے میرے جوامع الکلم والے پیارے آقا۔ دنیا میں زبان دانی اور قادر الکلامی کا ملکہ تو بہت سارے لوگوں کو ملا ہے لیکن میں آپ کے کلام پہ کیوں نہ قربان ہو جاؤں کیونکہ آپ کی ہر بات ہی بے مثال لا جواب اور باکمال ہے، جہاں آپ بول گئے وہاں بڑے بڑوں نے سر تسلیم خم کر لیا اور کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہی اور آپ کا بیان ایسا بیان ہے کہ کوئی اس کو کیا بیان کرے بس

میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

جس کی بات کی تمہیں خدا اٹھائے و قبلہ یا رب ان هؤلاء قوم لا یعلمون۔ جو خدا کی مرضی کے بغیر نہ بولے و ما ینطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی۔ اس کے حسن بیان کو خدا ہی بیان کرے تو کرے بندہ کیا کرے یہی کرے کہ

چپ کر مہر علی اتجھے جانیں بولن دی

(۴) قسم اللہ کی یہ بات بہت سچی ہے کہ خدا کا دروازہ وہی ہے جو مصطفیٰ کا دروازہ ہے حضور علیہ السلام کی بارگاہ کے علاوہ نہ کہیں امن و قرار نصیب ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی آپ کی بارگاہ کے علاوہ کوئی جائے پناہ ہے اللہ تعالیٰ کا ہر حکم، نعمت پہلے حضور ہی کے پاس آتی ہے پھر حضور اس کو مخلوق میں تقسیم فرماتے ہیں۔ اور اگر کسی کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے کچھ نہیں ملا تو سمجھ لے کہ اس کے لئے خدا کی بارگاہ میں بھی کچھ نہیں ہے۔

آیات قرآنیہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم اور اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ سے مذکورہ عقیدہ بخوبی عیاں ہے۔

نعیم سیاہ کار پر بھی کرم ہو دو عالم کو دولت عطا کرنے والے

(سید نعیم الدین مراد آبادی)

(۵) یہ عجیب مسلمانی ہے کہ حضور نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی محبت عین ایمان بلکہ ایمان کی بھی جان ہے ان کی شان

میں گستاخیاں بھی بکتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کیا ہم محمدی نہیں ہیں؟ تو سن لے او کہینے! ہاں تو نہ محمدی ہے نہ مسلمان ہے تو کالا نعام بل ہم اضل ہے۔ کیونکہ

وتعزوه وتوقروه - لا تقدموا بين يدي الله ورسوله - لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبی - قرآن پاک کی آیات طیبات اور لایو من احد کم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین حدیث پاک تیرے ایمان کی مکمل طور پر نفی کر رہی ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
 محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزا ہونے کی
 محمد ﷺ کی محبت آن ملت شان ملت ہے
 محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
 محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
 اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
 خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
 محمد ﷺ کی محبت روح ملت جان ملت ہے
 یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
 پدر، مادر، برادر، مال، جاں، اولاد سے پیارا
 (ماہنامہ اسلام: حفیظ جالندھری)

(۶) بڑے بڑے زبان دان فصیح و بلیغ جن پر خطابت و شاعری بھی ناز کرتی تھی۔ میرے آقا کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں ایسا لگتا ہے کہ منہ میں زبان ہے ہی نہیں، بلکہ یوں لگتا ہے کہ جسم میں جان ہی نہیں ہے۔ اور آپ کا کلام سن کر ہزار دشمنی کے باوجود ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے واللہ سمعت قول الکھنہ وقول الشغراء فما سمعت مثل هولاء الکلمات۔ (مسلم شریف)

اس طرح کا کلام نہ کوئی شاعر کر سکتا ہے اور نہ کوئی کاہن۔ بلکہ یہ رب کے رسول کی شان ہی ہو سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا۔ انا افصح العرب بعثت بجوامع الکلم۔ میں سب سے فصیح و بلیغ عربی ہوں اور جامع کلمات دیگر بھیجا گیا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! میں عرب کے تمام شہروں میں پھرا ہوں مگر آپ جیسا فصیح و بلیغ کوئی نہ دیکھا فرمایا ایسا کیوں نہ ہو ادب بنی ربی میرے رب نے مجھے سکھایا ہے (خصائص ص ۶۳ ج ۱، زرقانی علی المواہب ص ۱۰۱ ج ۲) ایک روایت میں ہے ادب بنی ربی فاحسن تادیبی۔ میرے رب نے مجھے بڑے حسین انداز میں ادب (کلام و بیان) سکھایا۔

مرزا غالب نے کیا خوب کہا۔

حق جلوہ گر ز طرز بیان محمد ﷺ است آری کلام حق بہ زبان محمد ﷺ است

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور ہمیں وعظ فرماتے تو ہماری آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں و جلست منها القلوب (ترمذی) دل دال جاتے۔ بخاری شریف میں ہے صاحب المسلمون صیحة مسلمانوں کی چھین بلند ہوتیں۔

(۷) اپنی عظمت و شان کے اعتبار سے کسی کو بھی حضور علیہ السلام سے کیا نسبت ہو سکتی ہے یہ تو آپ کا کرم ہے کہ بنی اولیٰ بالمومنین من الفسہم۔ کہ وہ ایمان والوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں لہذا مایوسیوں سے کہو کہ آقا کے دامن

رحمت میں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ وہ سراپا رحمت ہیں اور حکم الہی ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اور جو آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں ان سے کہو! کہ ان کا کرم کسی کو محروم نہیں کرے گا۔ اپنی امیدیں ان سے وابستہ رکھو کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں اور اللہ نے رحمت سے ناامید نہ ہونے کا حکم دیا ہے۔

سلام اس ذات اقدس پر کہ حامی ہے یتیموں کا سلام اس پر غلاموں کو عطا کی جس نے سلطانی سکھائے جس نے مظلوموں کو اندازِ جہاں بانی

(حافظ لدھیانوی بحوالہ مدح رسول از راجہ رشید محمود: ۲۳)

(۸) میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ کہوں جنت خوبصورت نہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ جنت کا حسن بھی اسی در کی خیرات ہے لیکن اے آرزوئے مدینہ جس کے سینے میں تو بس جائے اس کا مقام کیا ہوگا یہ خود جنت سے ہی پوچھ لو بھلا جنت اس سینے کی برابری کیسے کر سکتی ہے جس سینے کو طیبہ کی آرزو نے مدینہ بنا دیا ہے۔

نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینیوں میں

(بانگ درا از علامہ محمد اقبال: ۷۴)

حسن یوسف پر زلیخا مٹ گئیں آپ پر اللہ پیارا ہو گیا

دیکھ کر ان کا فروغ حسن پا مہر ذرہ چاند تارا ہو گیا

(ذوق نعت از مولانا حسن رضا خاں بریلوی: ۱۷)

ہمارے ایک عالم اور شعلہ بیان خطیب کہا کرتے تھے کہ ایک جنت خدا نے بنائی جنت تجری من تحتھا الانہر۔ ایک جنت مصطفیٰ نے بنائی مابین یتى و منبرى روضة من رياض الجنة۔ اے اللہ تو نے جنت بنائی ہے تو کب دے گا فرمایا پہلے جان لوں گا پھر حساب لوں گا اگر کامیاب ہوگا تو جنت ملے گی مدینہ شریف سے آواز آئی او میرے امتی ادھر آ میرے پاس جنت لے لے نہ جان نہ حساب۔

جس کا بھری دنیا میں کوئی ابھی نہیں والی اس کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں

(۹) ہے انہیں کے نور سے سب عیاں ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہاں

بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

(۱۰) وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(۱۱) وہی لامکاں کے مکین ہوئے سر عرش تخت نشین ہوئے

وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(۱۲) سر عرش پر ہے حری گزر دل فرش پر ہے تری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(۱۳) کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(۱۴) ترا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے

نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

(۱۵) نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا

کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

(۱۶) کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* عیاں - ظاہر * جلوہ - چمک * نہاں - پوشیدہ * تابش - سورج کی روشنی * پیش - سامنے * جاں - طاقت، تاب * ظل - پرتو، سایہ * زماں - زمانہ، جہاں * لامکاں - جس پر جگہ اور مکان کا اطلاق نہ ہو * مکیں - مکان میں رہنے والا * سر عرش - عرش کے اوپر * تخت نشیں - تخت پر بیٹھنے والا * گذر - آنا جانا * ملکوت - فرشتوں کے رہنے کی جگہ * عیاں - کھلا، ظاہر * فدا - قربان * بس - صرف * دو جہاں - دونوں جہان * نادر - کمیاب، عجیب و غریب * مثل - برابر، مانند * مثال - نظیر * ڈالیاں - شاخیں * چمن - باغ * چماں - ناز سے چلنا * گلوں - گل کی جمع بمعنی پھول * ڈھیر - بہت زیادہ * مدح - تعریف * دول - دولت کی جمع اور اہل دول یعنی دولت والے * بلا - مصیبت * گدا - منگتا * کریم - کرم کرنے والا (اللہ اور رسول) * پارہ - ٹکڑا * ناں - روٹی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۹) ہمارے آقا علیہ السلام کے نور سے ہی ہر شئی کا ظہور ہوا اور آپ ہی کے نور کے سامنے ہر شئی پردہ اخفا میں چلی جاتی ہے جیسے صبح صادق کی روشنی سورج کے نور کے سامنے چھپ جاتی ہے کیونکہ اس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ سورج کے نور کا سامنا کر سکے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے نور کے سامنے کوئی روشنی بھی اپنی انفرادیت قائم نہیں رکھ سکتی۔

پھوٹا جو سینہ شب تار الست سے اس نور اولیں کا اجالا تہی تو ہو

(۱۰) ہمارے آقا مولیٰ ہی نور ذات باری ہیں یعنی اللہ نے اپنے نور کے پرتو سے آپ ﷺ کا نور پیدا فرمایا، سارے جہاں کو

پھر آپ کے نور کے فیض سے پیدا کیا اور سارا جہاں آپ ہی کے لیے بنایا، آپ ہی کی ملکیت میں سب کچھ ہے چاہے وہ آسمان ہو کہ زمین یا کوئی بھی زمانہ جب آپ محبوب خدا ٹھہرے تو مالک کو نین بھی ٹھہرے کیونکہ۔

محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

سید سلیمان ندوی کا ایک شعر ہے۔

نور نبوی مقتبس از نور خدا ہے بندہ کو شرف نسبت مولا سے ملا ہے
(۱۱) لامکاں بھی حضور علیہ السلام کی قیام گاہ ہے اور عرش کے اوپر نعلین سمیت جلوہ گری بھی حضور نے ہی فرمائی یہ سارے مکان حضور ہی کے ہیں کیونکہ مکاں جسم و جسمانیات کے لئے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ چونکہ ان چیزوں سے پاک ہے لہذا اس کی ذات بابرکات مکان وغیرہ سے پاک منزہ و مبرہ ہے۔

درود اس کے لئے سلام اس کے لئے کہ جس کے نور سے گھر گھر چراغ جلتا ہے
ملی ہیں مجھ کو وہ کرنیں حضور کے در سے کہ جس کو دیکھ لے سورج تو رخ پلٹتا ہے (حسن رضوی)
(۱۲) مدینہ شریف کی گلیوں میں خرماں خرماں چلنے والے محبوب کی عرش معلیٰ پر بھی آمد و رفت (آنا جانا) ہے اور اللہ کی مہربانی سے دلوں کے رازوں کی نہ صرف خبر رکھتے ہیں بلکہ ان کو دیکھتے بھی ہیں الغرض زمین و آسمان ہو یا مکان و لامکاں ہو کوئی ذرہ ایسا نہیں ہے جو آپ کی نگاہوں کے سامنے نہ ہو اور ہاں ہاں دیکھو تو اللہ جو صرف غیب نہیں بلکہ غیب الغیب ہے کہ ہم سے فرشتے غیب اور فرشتوں سے اللہ غائب تو جب حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا تو اور کیا آپ سے پوشیدہ رہا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
حدیث شریف میں ہے فواللہ لا یخفی علی رکو عکم ولا خشو عکم انی لاری من وراء ظہری
(بخاری ص ۱۵۳)

ایک مقام پر صحیح بخاری میں ہے انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون۔
سرکار کا یہ فرمانا کہ میرے سامنے تمہارا خشوع بھی مخفی نہیں ”دل فرش پر ہے تیری نظر“ کے عقیدے کی حقانیت کیلئے کافی ہے کیونکہ خشوع قلبی کیفیت کا نام ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

اے فروغت صبح آثار و دھور چشم تو بنیدہ مانی الصدور
(۱۳) اے میرے پیارے نبی! میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ آپ کے نام اقدس پر جان قربان کر دوں اور میرے آقا! ایک صرف جان آپ کے نام نامی پہ قربان کرنا تو آپ کے شایان شان نہیں سمجھتا میں تو چاہتا ہوں دونوں جہان اگر میرے اختیار میں ہوں تو آپ کے نام اقدس پر نثار کر دوں اور اے میرے پیارے نبی! آپ کا نام مبارک تو اس قابل ہے کہ کروڑوں جہان ہوں تو اس پر نچھاور کر دوں لیکن کیا کروں کروڑوں جہان تو ہیں نہیں۔

سرکار سا جہاں میں نہ ہوگا نہ ہے کوئی احمد ہے اسم آپ کا اور مصطفیٰ لقب
اللہ نے خطاب نہیں نام سے کیا قرآن کی زبان پہ رہا ہے سدا لقب
جو نام لے گا آپ کا بھیجے گا وہ درود احمد ہے اگر نام تو وصل علی لقب (حدیث شوق)
(۱۴) یا رسول اللہ! آپ کا قد انور سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے ایسا بنا دیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی شے کی مثال نہیں دی جاسکتی۔

چاہے وہ باغ میں گلاب کے پودوں کی سیدھی ڈالیاں ہوں یا سرو کا سیدھا تناور درخت ہو یہ چیزیں آپ کے قدانور کے ساتھ مثال دیے جانے کے قابل نہیں ہیں بس۔

تو لا جواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک نہایت ہی مناسب تھا سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ نہ تو آپ انتہائی بلند قامت تھے اور نہ ہی چھوٹے قد کے وکان ربعة من القوم۔ بلکہ بہت مناسب قد کے مالک تھے۔ اس کے باوجود آپ چلنے والوں میں بلند قامت دکھائی دیتے تھے اور جب آپ لوگوں میں بیٹھتے یکنون کتفیہ اعلیٰ من جمیع الجالسین (زرقاتی ص ۳۰۰، ج ۴) تو آپ کے کندھے مبارک سب سے اونچے دکھائی دیتے۔

زفرق بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

مولانا حسن رضا خاں بریلوی (برادر اصغر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت) فرماتے ہیں۔

تیرہ دل کو جلوہ ماہ عرب درکار ہے چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

ان کے در کی بھیک چھوڑی سروری کے واسطے ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

(۱۵) (جبریل امین کا عقیدہ پیش کیا جا رہا ہے قلبت مشارق الارض و مغاربہا.....) اے میرے پیارے آقا! آپ

جیسا نہ کبھی کوئی پیدا ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ کیا میں آپ کو پھول کہوں؟ مگر کیوں کہوں؟ اس لیے کہ پھولوں کے تو ڈھیروں کے

ڈھیر نظر آرہے ہیں اور آپ جیسا ایک بھی نہیں۔ اودہ سچا ای رب نے توڑ دتا جہدے و ج محمدنوں ڈھالیا سی۔

حضرات حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کفار و مشرکین کو مخاطب کر کے حضور علیہ السلام کی عظمت کا دفاع کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا أَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءِ

اَتَهَجَّوْهُ وَلَسْتُ لَهُ بِكُفُوٍ فَشَرُّكُمْ أَلْخَيْرِ كَمَا فِذَاءِ

أَمِنْ يَهْجَوْنَ رَسُولَ اللَّهِ مِنْكُمْ وَيَمْدَحُوهُ وَيَنْصُرُوهُ سَوَاءٌ

فَإِنْ أَبَى وَالذِّي وَعَرَضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءِ

(سیدنا حسان بن ثابت بحوالہ سیرت ابن ہشام: ۴۲۱)

ترجمہ:

”تو نے محمد ﷺ (لائق تعریف) کی مذمت کی اور میں نے آپ ﷺ کی جانب سے اس (مذمت) کا جواب دیا اور اس کا

بدلہ خدا کی طرف سے ہے۔ کیا تو محمد ﷺ کی ججو کہتا ہے حالانکہ تیری اور ان کی کوئی مماثلت نہیں۔ (تو سراپا شر اور وہ سراپا خیر ہیں)

پس تمہارے شر کو خیر کے مقابلے میں چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ شخص جو رسول خدا ﷺ کی ججو کہے، اس شخص کی برابری کر سکتا ہے جو

رسول اللہ ﷺ کا مدح گو اور مددگار ہو۔ سنو! میرا باپ اور میرے باپ کا باپ، میری ساری عزت اور آبرو، غرض سب کچھ محمد ﷺ کی

عزت و آبرو کو تم سے اور تمہارے شر سے محفوظ رکھنے کی ذمہ دار ہے۔“

ایک پنجابی شاعر کی بلند خیالی ملاحظہ فرمائیں۔

ہر دور دے شاہاں توں سرکار نرالے نیں
اُس ساقی کوثر دی جہناں تے نگاہ ہوئی
نیا کہ ہے مکے دج رحمت اے بڑی اُسدی
سوار میں جندواراں اک شہر مدینے توں
سرکار مدینہ دے لگے نیں قدم جھتے
وچ روخے دے لیٹے جو سرکار دے قدماں وچ
دس مینوں نظائی توں کس گل دا اے غم تینوں

نور دے رنگ: حمید نظامی آف پھول نگر (بھائی پھیرو)

(۱۶) گدائے در مصطفیٰ (احمد رضا) کا قلم صرف نعت رسول ﷺ کے لئے وقف ہے یا جو حضور کا غلام بن کر ان کے جوڑے اپنے سر کا تاج بنالے (اولیاء کرام) باقی رہا بادشاہوں اور نوابوں کی تعریف کرنا اس مصیبت میں تو کیا میرا جوتا بھی نہیں جائے گا۔ اس لیے کہ میں اپنے آقا کے در کا بھکاری ہوں، کیا ان کی بھیک ختم ہو گئی ہے کہ میں روٹی کے ٹکڑے کی خاطر کسی نواب کی خوشامد شروع کر دوں۔ اس شعر کا پس منظر اس طرح ہے کہ ”نان پارہ“ ریاست کا نواب حضرت نوری میاں قبلہ (علیہ الرحمۃ) کا مرید تھا۔ اُس نے اپنے مرشد سے عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت سے ایک رباعی میرے لیے لکھوادیں (تاکہ رہتی دنیا تک میری عظمت کے بھی ڈنکے بجتے رہیں) انہوں نے فرمایا اچھا کچھ کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت ایک مجلس میں محو گفتگو اور بہت خوش نظر آ رہے تھے کہ حضرت نوری میاں نے فرمایا! یہ میرے مرید اور ریاست نان پارہ کے نواب ہیں ان کی خواہش ہے کہ کوئی قطعہ ان کے متعلق تحریر فرمادیں، اعلیٰ حضرت نے قلم اٹھایا اور فی البدیہہ یہ شعر لکھ ڈالا، نواب نے اپنا سر پیٹ لیا اور پچھتانے لگا کہ اس سے تو بہتر تھا نہ ہی لکھواتا۔ (معارف رضا کراچی شمارہ ج ۱۰، ص ۱۵۵)

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے
ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۳۷)

- (۱) رُخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 (۲) ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
 (۳) حق یہ کہ ہیں عبدالہ اور عالم امکاں کے شاہ
 (۴) بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جانفرا
 (۵) خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
 (۶) ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روز جزا
 (۷) کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسنِ توبہ ہے سپر
 (۸) دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
 (۹) رزق خدا کھایا کیا فرمان حق ٹالا کیا
 (۱۰) ہے بلبل رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا
- شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 حیراں ہوں یہ بھی ہے خطایہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 دی ان کی رحمت نے صدایہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 یاں ہے فقط تیری عطایہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 شکر کرم ترس سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 حق یہ کہ واصل ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* رخ - چہرہ * مہر سما - آسمان کا سورج * شب - رات * مشک ختا - خالص کستوری * ممکن - جس کا ہونا نہ ہونا
 برابر ہو * قدرت - طاقت * واجب - جس کا ہونا ضروری ہو اور نہ ہونا محال ہو (ذات باری واجب الوجود ہے، مخلوق ممکن الوجود
 ہے اور شریک باری تعالیٰ ممتنع الوجود ہے یعنی جس کا نہ ہونا ضروری ہو اور نہ ہونا محال ہو) * عبدیت - بندگی * خطا - بھول، غلطی
 * عبدالہ - اللہ کے بندے * عالم امکاں - مخلوق * شاہ - بادشاہ * برزخ - پردہ، درمیانی چیز * سر - زار * گل - پھول
 * قمری - فاختہ کی طرح سفید پرندہ * سرو - صنوبر کا خوبصورت درخت * جانفرا - روح کو تازگی دینے والا * حیرت - تعجب
 * جھنجھلا کر - غصے میں آکر * خورشید - سورج * قمر - چاند * عصیاں - گناہ * روز جزا - قیامت کا دن * صدا -
 آواز * زہد - پرہیزگاری * حسن - خوبصورتی، عمدگی * سپر - ڈھال * یاں - یہاں * عطا - بخشش * لہو - کھیل کود
 * کھونا - ضائع کرنا * شرم - حیا * خوف - ڈر * فرمان - حکم * ٹالا - ٹالنا سے ہے بمعنی بہانے بنانا * شکر - شکر یہ * ترس
 - ڈر * رنگیں - رنگدار * نغمہ سرا - گانے والی * واصل - تعریف کرنے والا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) میں اپنے پیارے نبی کے چہرے کو دن کہوں یا آسمان کا سورج لیکن سورج کو بھی روشنی تو محبوب خدا کے رخ و انوار سے ملی ہے اور دن کا اُجالا بھی آقا علیہ السلام کے حسن کا جلوہ ہے لہذا نہ یہ (دن) حضور کے چہرے جیسا ہو سکتا ہے نہ وہ (سورج) اور سرکار کی زلف عنبریں کو رات کہا جائے یا خالص کستوری (جو نہایت خوشبودار اور سیاہ ہوتی ہے) لیکن یہ بھی میرا خیال غلط ہے کیونکہ رات کی تاریکی اور کستوری کی خوشبو بھی حضور کی زلفوں کا فیض ہے اور مستفیض اور مفیض ایک جیسے تو نہیں ہو سکتے۔

فرست کشمکش مدہ ایں دل بے قرار را یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را (اقبال)

اُٹھ جائیں گے سب پردے دیدار ”توتب“ ہوگا۔ دایمل کی زلفوں کو جب رخ سے ہٹاؤ گے (ریاض الدین سہروردی تبصرہ)

(من رانی فقد رای الحق)

چہرہ مبارک ایسا تھا کہ لقمہ لیلۃ البدر۔ جیسے چاند ہوتا ہے چودھویں رات کا۔ لورایت رایت الشمس طالعة۔ اگر تو دیکھ لیتا تو ایسا لگتا کہ گویا سورج طلوع ہو رہا ہے۔ بضی البیت المظلم من نور۔ اندھیرا گھر آپ کے چہرے سے روشن ہو جاتا (نیم الریاض۔ مطالع المسرات)

حضرت حسان عرج کرتے ہیں۔

نُورًا اضَاءَ لَهُ، عَلَى الْبَرِّيَّةِ كُلِّهَا مَنْ يَهْدِ لِلنُّورِ الْمُبَارَكِ يَهْتَدِ
مَتَى يَبْدُ فِي اللَّيْلِ الْبَهِيمِ جَبِينُهُ يَلُوحُ مِثْلَ مُصْبَحِ الدَّجَى الْمُتَوَقِّدِ
آپ کے نور سے ہی کائنات روشن ہوئی اور اس نور سے ہی دنیا میں ہدایت پھیلی۔ آپ کے چہرہ انور سے اندھیری رات روشن ہو جاتی۔

ایسی جہیں کہ نور کا دریا کہیں اسے ایسی جہیں کہ صبح تمنا کہیں اسے
ایسی جہیں کہ نور تجلی کہیں اسے دیکھیں اگر تو عرش معلیٰ کہیں اسے
پھر اس پہ ابرووں کے جو قوسین مل گئے معراج نور مل گئی کونین مل گئے

(۲) ہمارے آقا و مولیٰ اتنی قدرتوں کے مالک ہیں (مثلاً چاند کو ٹکڑے کرنا، ڈوبے ہوئے سورج کو پھرانا، درختوں کو اپنے پاس بلا لینا، پتھروں کو کلمہ پڑھانا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرنا وغیرہ) کہ ممکن الوجود (مخلوق) میں یہ طاقتیں کہاں؟ اور آپ کو واجب الوجود یعنی خدا ماننا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ آپ تو خدا کے رسول و نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کی (عبدیت) بندگی سے مبرا ہے، تو پھر میں حیران ہوں کہ آپ کو کیا کہا جائے۔ (نتیجہ اگلے شعر میں ہے)

(۳) سچی بات تو یہ ہے کہ آپ ﷺ خدا کے بندہ خاص ہیں اور خدائی کے بادشاہ ہیں اور اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان پردہ و رابطہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی راز ہیں۔

ۛ اُدھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق میں شامل کمال اس بزرخ کبریٰ میں ہے صرف مشدّد کا
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
آپ صلی اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کے فیض سے ہیں اور ذات کبریٰ کے خلیفہ اعظم ہیں جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی
علیہ الرحمۃ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

ۛ وہ محبوب خدا ہیں ، وجہ تخلیق دو عالم ہیں ہوئے آباد سارے کاخ و کوسرکار کے دم سے
رسول پاک کی نعتیں نہ کیوں محمود ہم لکھیں ملا ہے ہم کو ذوق گفتگو سرکار کے دم سے
(راجہ رشید محمود)

شعر نمبر ۲ اور نمبر ۳ کی تشریح مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب نے اس طرح فرمائی ہے۔
حضور سرور کونین تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت و سلطنت اور آپ کا تصرف و اختیار کچھ اس قدر وسیع ہے کہ چشم فلک نے
مخلوق میں اتنا بڑا اختیار و تصرف اور اتنی بڑی جہاں گیر حکومت کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔ زمین و آسمان، برگ و شجر، شمس و قمر، بحر و برغریک
کون و مکان کا ہر ذرہ اس سلطان ذیجاہ کے اختیار و تصرف میں ہے اور اس تاجدار ذی وقار کا ہر شے پر حکم و فرماں رواں ہے۔
ۛ یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لیے
ادھر زمیں والے اگر حضور علیہ السلام کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ تو اُدھر آسمان والے بھی حضور کے ہر ارشاد پر قربان ہونے
کو تیار ہیں زمین پر اگر پتھر کلمہ پڑھ رہے ہیں درخت بلائے ہوئے چلے آ رہے ہیں، اونٹ فریادری کے لیے حاضر ہو رہے ہیں اور
جانور سجدہ کر رہے ہیں۔ تو آسمان پر سورج حکم پا کر اُلٹے قدم لوٹ رہا ہے۔ چاند اشارہ پاتے ہی ٹکڑے ہو رہا ہے۔ شب معراج ہر
آسمان کے دروازے کھل رہے ہیں۔ اور ملائکہ صف بصف تعظیم و استقبال کے لیے چشم براہ ہیں۔ گویا

ۛ تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا دونوں جہاں میں راج ہے ان کا
خدا کے بعد اتنی بڑی بڑائی صرف حضور ہی کو حاصل ہے۔ اور آپ سے کوئی بڑا نہیں۔

ۛ سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
باوجود اتنی بڑائی کے حضور کا سر اقدس اپنے بڑائی دینے والے مالک کی بارگاہ میں جھکا رہا۔ اور آپ نے باوجود بتملیک
حق مالک جنت ہونے کے خدا کی اس قدر عبادت فرمائی۔ کہ کمال عبادت کا ظہور آپ ہی کی ذات بابرکات سے ہوا۔ اور اس وصف
خاص سے بھی محبوب کو موصوف فرما کر خدا تعالیٰ نے سُبْحَانَ الَّذِي أَسْوَى بِعَبْدِهِ فَرُكْرًا اور کہیں نَزَلَ الْفُرْقَانُ عَلَى عَبْدِهِ اور
کہیں مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِهِ فرما کر آپ کی عبودیت کاملہ کا اعلان فرما دیا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ جس طرح معبود حقیقی اپنی الوہیت
میں وحدہ لا شریک ہے اور اس کا کوئی ثانی و شریک نہیں، اسی طرح عبد کامل (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اپنی عبودیت کاملہ میں تنہا و بے نظیر
ہیں۔ اور ان کا کوئی ثانی و مثل نہیں۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے کبھی میں نے چھان ڈالے

ترے پایہ کا نہ پایا تجھے اک نے اک بنایا

مذکورہ بالا مختصر مضمون سے دو باتیں معلوم ہوں گی ایک تو یہ کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خدا داد قدرت و قوت حاصل ہے

کہ چاہیں تو پتھروں سے کلمہ پڑھوا لیں۔ درختوں کو بلا لیں۔ چاہیں تو غروب شدہ سورج کو لوٹا لیں اور چاند کے ٹکڑے کر دیں۔ دوسرے یہ کہ آپ نے جس قدر عظمت و رفعت پائی۔ اسی قدر آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے دکھائی گویا حضور ﷺ قدرت و عبادیت کی دونوں صفتوں سے موصوف ہیں۔

اس کے بعد یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ خدا کے سوا ہر چیز ممکنات میں شمار کی جاتی ہے صرف ایک خدا کی ہستی ہے جو واجب الوجود ہے۔ اور خدا کے سوا ہر چیز پر لفظ ممکن صادق آتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کے شعر میں ”ممکن“ سے مراد ماد و شاعوام الناس ہیں اور ”واجب“ سے مراد خدا کی ذات ہے۔

اب سنیے! اعلیٰ حضرت نے اپنے اس شعر میں حضور ﷺ کی حیثیت مقدسہ کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ کہ حضور ﷺ کیا ہیں؟ اور انہیں کیا سمجھا جائے؟ سو اس باب میں دو صورتیں ظاہر ہیں کہ یا تو آپ کو گستاخان رسالت کی طرح اپنی مثل بشر کہا جائے یا خدا کہہ کر ارتکاب شرک کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت نے ان دونوں صورتوں کا بلیغ اور بادل لیل رد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ممکن میں یہ قدرت کہاں؟

اگر انہیں ممکن یعنی عام انسانوں کی طرح سمجھا جائے۔ تو پھر ایک عام انسان میں یہ طاقت و قدرت کہاں ہے؟ کہ وہ چاہے تو درختوں کو بلا لے۔ پتھروں سے کلمہ پڑھوا لے سورج کو لوٹا لے اور انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دے۔ کبھی ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دے۔ یہ قدرت ماد و شاعوام کہاں ہے؟ مگر حضور ﷺ میں یقیناً ہے۔

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی جب یہ قدرت حضور میں ہے۔ تو آپ ہماری مثل بھی ہرگز نہیں ہیں۔ کہ ہم جو ممکن ہیں ہم میں یہ قدرت کہاں ہے؟ تو پھر حضور کیا ہیں؟ کیا خدا ہیں معاذ اللہ! یہ بھی نہیں اس لیے کہ:

واجب میں عبادیت کہاں؟

اگر آپ کو واجب یعنی خدا مانا جائے۔ تو پھر خدا میں عبادیت کہاں ہے؟ کہ اپنے خالق کی عبادت کرے۔ اُسے سجدے کرے۔ اور اپنی عبودیت کا اظہار کرے۔ یہ بات تو شایان شان حضور ہے۔ اور آپ ہی نے عبادیت کا ملکہ کا اظہار فرمایا ہے۔ اور واجب الوجود..... میں تو عبادیت نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ معبود ہے مسجود ہے عابد و ساجد نہیں۔ لہذا یہ دونوں صورتیں ممکن و واجب کی بیان کر کے اعلیٰ حضرت حیرانی کا اظہار فرماتے ہیں:

حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی ممکن بھی نہیں واجب بھی نہیں۔ تو پھر حضور کیا ہیں؟ چنانچہ آگے فرمایا

حق یہ کہ ہیں عبد اللہ اور عالم امکان کے شاہ برزخ ہیں وہ سر خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کیا ہی ایمان افروز اور کفر سوز فیصلہ ہے۔ یعنی حق تو یہ ہے کہ حضور اللہ کے تو بندے ہیں۔ اور ساری کائنات کے بادشاہ ہیں۔ خالق و مخلوق کے درمیان ایک امر فاصل ہیں۔ ”ادھر الہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل“ کے مطابق ایک ہاتھ خدا کے دست قدرت میں ہے۔ اور دوسرا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ میں۔ ادھر خدا سے لیتے ہیں ادھر خدائی میں بانٹتے ہیں۔ آپ نہ خدا ہیں نہ ہی اس سے جدا۔ خدا کی مخلوق ہیں۔ مگر ساری مخلوق سے ممتاز اور ساری مخلوق کے حاکم و سلطان ہیں۔ آپ کی رفعت و عظمت اور آپ کی

حیثیت مقدسہ کو خدا ہی جانے۔ آپ ایک رازِ خدا ہیں۔ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں یعنی

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانے کیا ہو
اسی لیے حضور نے خود فرمایا:

لَمْ يَعْرِ فَنِي حَقِيقَتِي غَيْرُ رَبِّي۔

میری حقیقت کو میرا اللہ ہی جانے۔

آمنا و صدقنا ہم تو محبوبِ خدا۔ سرِ لہ۔ سرورِ انبیاء علیہ السلام کے متعلق مختصر الفاظ میں یہی کہہ سکتے ہیں۔ جو اعلیٰ حضرت ہی نے دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا خالق کا بندہ خلق کا مولے کہوں تجھے

(۴) مدینے کے تاجدار اور امت کے غمخوار کو بلبل نے دیکھا تو پھول کہہ دیا، قمری نے دیکھا تو اپنا محبوب (سرو جعفر) کہہ دیا۔ حیرت نے دونوں کو ڈانٹ کر کہا! خبردار جو محبوبِ خدا کو پھول یا صنوبر کہا تو، تم سب کے محبوب، محبوبِ خدا کے قدموں پہ قربان! وہ تو قادرِ مطلق کے عبد القادر ہیں اور وجہ تخلیق کائنات ہیں۔

(۵) سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوا اور سارے جہان کو روشن کر دیا، چاند اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ چمکا اور ساری دنیا کو بقعہ طور بنا دیا مگر جب رُخ و انضجی سے نقاب اٹھا تو چاند کی چمک رہی نہ سورج کی دمک، دونوں نے شرمندہ ہو کر منہ چھپا لیا اور محبوبِ خدا کے حسن و جمال کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر لیا۔

پر نور سدا رہی تھی پیشانی انور اس نور سے رہتے تھے در و دیوار منور

جب اپنے کبھی ہاتھ اٹھاتے تھے پیمبر ضو انگلیوں کی دیکھتے تھے لوگ برابر

اس نور کا کیا وصف کروں میں کہ وہ کیا تھا بس نور خدا، نور خدا، نور خدا تھا

(میر انیس)

(۶) بہت ڈر لگ رہا تھا کہ اس قدر گناہ جمع ہو گئے ہیں ان گناہوں کی سزا خدا جانے اس دنیا میں ملے گی یا قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ کی رحمت (رحمتہ للعالمین) کو ہماری پریشانی گوارا نہ ہوئی اور آپ نے علی الاعلان فرما دیا شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔ گھبراؤ نہیں نہ یہاں سزا ہوگی نہ وہاں ہوگی۔

حضرت سلطان العارفين سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بسم اللہ ہے اسم اللہ، ایہہ وی گہناں بھارا ہو نال شفاعت سرورِ عالم چھٹسی عالم سارا ہو

حدوں بے حد درود نبی تے جیں لی ایڈ پیارا ہو میں قربان تہاں توں باہو جہاں ملیا نبی سوہارا ہو

(۷) کوئی اپنی پرہیزگاری پہ ناز کر رہا ہے تو کسی کے لئے اس کی توبہ ڈھال بن گئی ہے، اے میرے آقا! میرے پلے نہ تو

عبادت کی پونجی ہے نہ ہی مجھے اپنی توبہ پہ بھروسہ ہے۔ بس میں تو آپ کی رحمت و بخشش کے سہارے پر بیٹھا ہوا ہوں۔

نہ نیرو ہایاں بندی اے نہ دکھڑے سنایاں بندی اے اللہ دے پیار یا محبوبا گل تیرے بنایاں بندی اے

(۸) اے غافل مسلمان! تیرے دن کھیل کود میں گذرتے ہیں تو راتیں تو یاد الہی سے غفلت میں گزار دیتا ہے، نہ تجھے خدا کا

خوف ہے کہ آخر مر کر اس کی بارگاہ میں جانا ہے اور نہ ہی تجھے اپنے نبی سے شرم و حیا آتی ہے کہ روز محشر ان کو بھی منہ دکھانا ہے۔ اس غفلت کے اسباب تو بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند یہ ہیں خدا تو فیق دے تو خبردار رہا جائے۔ (یہ چارٹ درود دل رکھنے والے کسی دل جلے نے مرتب کیا ہے چونکہ باتیں ساری مفید ہیں اس لیے اس کو برائے اصلاح عوام الناس کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے)

لحمہ فکریہ

دولت آئی	_____	محبت گئی
بنک آیا	_____	برکت گئی
سود آیا	_____	تجارت گئی
رشوت آئی	_____	حلال گیا
ہوس آئی	_____	سکون گیا
گانا آیا	_____	تلاوت گئی
میچ آیا	_____	کام گیا
میوزک آیا	_____	عبادت گئی
بدعت آئی	_____	ہدایت گئی
کیبل آئی	_____	غیرت گئی
سینما آیا	_____	مدرسہ گیا
سگریٹ آیا	_____	ادب گیا
قلم آئی	_____	علم گیا
ٹی وی آیا	_____	نیند گئی

غافلوا! گر خواب میں یوں سوتے ہی رہو گے جب نیند سے جاگو گے تو روتے ہی رہو گے

(۹) اے بندہ خدا! تو خدا تعالیٰ کا دیا ہوا رزق بھی کھاتا ہے اس کے باوجود اس کے احکامات پہ عمل کر کے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے حیلے بہانے کر کے اس کے احکامات سے جان چھڑانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ نہ تیرے اندر اس کی نعمتوں کا شکر کرنے کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے اور نہ ہی تجھے اس کے عذاب کا خوف ہے۔ حالانکہ بزرگان دین فرماتے ہیں۔ جو دم غافل سودم کافر

(۱۰) اے میرے پیارے آقا! آپ کے در کا گدا (احمد رضا) اپنے آپ کو بلبل رنگین مزاج کہے (جو ہر وقت آپ کی نعت میں سبت رہتا ہے) یا طوطی نغمہ سرا کہے جو آپ کی شان اقدس میں ہر وقت رطب اللسان رہتا ہے) مگر میں ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں ہوں، میں تو بس آپ کا ادنیٰ سا شاخوان ہوں اور یہ شاخوانی۔ مگر قبول افتدز ہے عز و شرف۔

نعت شریف نمبر (۳۸)

- (۱) وصف رُخ اُن کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضیٰ کرتے ہیں
ان کی ہم مدح و ثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں
- (۲) ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو، کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو، کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں
- (۳) تو ہے خورشید رسالت پیارے، چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے، تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں
- (۴) اے بے خردی کفار، رکھتے ہیں ایسے کے حق میں انکار
کہ گواہی ہو گراس کو درکار، بے زباں بول اٹھا کرتے ہیں
- (۵) اپنے مولا کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں
- (۶) رفعت ذکر ہے تیرا حصہ، دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغ فردوس پس از حمد خدا، تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں
- (۷) اُنکلیاں پائیں وہ پیاری، جن سے دریائے کرم ہے جاری
جوش پر آتی ہے جب غم خواری، تشنہ سیراب ہوا کرتے ہیں
- (۸) ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، یہیں سے چاہتی ہے ہر فی داد
اسی در پر شتران نا شاد، گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

- * وصف رُخ - چہرے کی تعریف * شرح والشمس وضیٰ - سورہ شمس اور سورہ ضحیٰ کی تشریح و تفصیل * مدح و ثنا - تعریف
* محمود - تعریف کیا ہوا * ماہ شق گشتہ - ٹکڑے ٹکڑے چاند * مہر - سورج * اعجاز - عاجز کرنا (معجزہ) * خورشید رسالت
- رسالت کا سورج * ضیاء - روشنی * مہ پارے - چاند کے ٹکڑے * بے خردی - کم عقلی، بے وقوفی * درکار - ضرورت *

مولیٰ۔ آقا، سردار * شان عظیم۔ بلند مقام و مرتبہ * تعظیم۔ عزت کرنا * سنگ۔ پتھر * تسلیم۔ سلام کرنا * پیڑ۔ درخت * رفعت۔ بلندی * چرچا۔ شہرت * مرغ فردوس۔ جنتی پرندے (فرشتے) * پس از حمد۔ (اللہ کی) تعریف کرنے کے بعد * جوش۔ جوہن * غم خواری۔ ہمدردی * تشنہ۔ پیاسے * سیراب۔ بھرپور * یہیں۔ آپ ہی کی بارگاہ میں * فریاد۔ مدد کے لیے پکارنا * داد۔ انصاف * در۔ دروازہ * شتران ناشاد۔ غمگین اونٹ * گلہ۔ شکایت * رنج و غنا۔ دکھ مصیبت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہم جو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی تعریف کرتے ہیں تو کوئی ناجائز یا معمولی کام نہیں کرتے بلکہ سورۃ الشمس اور سورۃ الضحیٰ کی تشریح کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں جس کی خدا نے تعریف کر کے اس کو محمود (تعریف کیا ہوا) بنا دیا ہے۔

ہم محمد سے پیار کرتے ہیں نقل پروردگار کرتے ہیں

مفسرین کرام نے والشمس اور الضحیٰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے حضور علیہ السلام چہرۃ انور مراد ہے۔

محمد پہ دل کو فدا کر رہا ہوں میں یوں دردِ دل کی دوا کر رہا ہوں

ملک بو سے لیتے ہیں میری زباں کے کہ میں مدحت مصطفیٰ کر رہا ہوں

محمد کا طوق غلامی دکھا کر میں دور اپنی ہر اک بلا کر رہا ہوں

(شہید ملت لیاقت علی خاں)

(۲) اے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرو! ذرا دیکھو تو میرے آقا نے کیسے چاند کو دو ٹکڑے کیا، اور کس طرح سورج کا غپتا ہوا (ڈوبنے کے بعد) واپس آیا۔ میرے پیارے آقا کی قدرت و طاقت کا ذرا اندازہ تو لگاؤ اور غور کرو معجزات کیسے ہوا کرتے ہیں۔ کہ چاند کے ٹکڑے اور سورج کا غپتا ہمارے حضور کے عاجز کر دینے والے کمالات کا آج بھی اعلان کر رہے ہیں۔

وہ اشارہ کریں تو یہ سورج پھرے جن کو قبلہ عالم بھی سجدہ کرے

چاند پر پہنچنا بھی حقیقت سہی چاند قدموں میں لانا بڑی بات ہے

(۳) اے میرے پیارے آقا! آپ آسمان نبوت کے آفتاب ہیں جس کی روشنی میں ستارے چھپ جاتے ہیں۔ باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام چاند کے ٹکڑے ہیں جن کو نور آپ ہی کے فیض سے ملا ہے۔

امام بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

كُلُّهُمْ مِنْ رَّسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ . غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيمِ .

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔ فجميع ما ظهر على ایدی الرسل علیہم السلام

من الانوار فانما هي من نوره الفائض۔ (ص ۳۷۹، ج ۱)

یعنی تمام انبیاء کرام کے معجزات و کمالات ہمارے آقا علیہ السلام کے فیض سے اور آپ کا صدقہ ہیں۔

یہ روز کن سے بھی پہلے زمانے کی کہانی ہے دو عالم میں محمد کا نہ تھا ثانی نہ ثانی ہے

سراپا عشق حق بن کر حسینوں کے حسین آئے مبارک ہر جہاں کو رحمتہ للعالمین آئے (شب چراغ)

(۴) ہائے افسوس کم عقلی اور جہالت کتنی بری مصیبت ہے کہ کافروں نے اس کی نبوت و کمالات کا انکار کیا جس کی عظمت و رسالت کی گواہی بے زبان (چاند، سورج، پتھر، درخت، گونگے بول کر) دیتے ہیں۔

اس شعر میں ان بے شمار معجزات و کمالات کی طرف اشارہ ہے جو وقتاً فوقتاً بے زبان اور غیر ذی روح چیزوں نے حضور علیہ السلام کی نبوت و رسالت کی گواہی دی۔ جیسے ابو جہل کی مٹھی میں کنکروں کا کلمہ پڑھنا، اور پتھر کا آپ پر ان الفاظ میں سلام بھیجنا (السلام عليك يا رسول الله ترمذی۔ شفاء عن علی رضی اللہ عنہ) اور عکرمہ بن ابی جہل کے مطالبے پر پتھر کا پانی پہ تیرتے ہوئے اور کلمہ پڑھتے ہوئے آنا (انوار محمدیہ، تفسیر کبیر)

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا ہے سنگ و شجر میں بھی چرچا تمہارا
(۵) امام الانبیاء علیہ السلام کی ذرا شان تو دیکھو کہ جانور بھی آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ پتھر آپ کا احترام کرتے (ہوئے درود و سلام پڑھتے) ہیں اور درخت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ آپ کے یہ تمام معجزات (طبرانی، مشکوٰۃ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔)

لاکھوں ہیں زمانے میں سکندر کے برابر کوئی نہیں آقا تیرے نوکر کے برابر
ناداں انہیں اپنے سا کہتے ہیں نیازی ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر
(عبدالستار نیازی)

(۶) میرے آقا! آپ کی رفعتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ عرش و فرش اور زمین و آسمان پہ آپ کی عظمت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ زمین پہ آذان و نماز میں، کلمہ و خطبہ میں جبکہ آسمان کے فرشتے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد آپ کی ذات بابرکات پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ان اللہ و ملئکنہ يصلون علی النبی اور اس طرح اللہ تعالیٰ۔ و رفعنا لک ذکرک کا وعدہ پورا فرما رہا ہے۔

ذکر حق کے بعد ذکر مصطفیٰ کرتے ہیں لوگ اپنے کاموں کی کچھ ایسے ابتداء کرتے ہیں لوگ
ذکر پر ان کے دیا کرتے ہیں ہدیہ قلب کا جان اپنی نام پر ان کے فدا کرتے ہیں لوگ
(راجہ رشید محمود)

(۷) ہمارے آقا علیہ السلام کی نرم و نازک اور پیاری پیاری انگلیاں کس قدر شان رکھتی تھیں کہ ان سے کرم کے دریا (پانی کے چشمے) جاری ہو جاتے اور جب آقا اپنے غلاموں پہ مہربان ہو جاتے تو ان پیاسوں کو اسی پنجاب رحمت سے سیراب فرما دیتے۔ مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب مقام حدیبیہ میں پانی ختم ہو گیا تو حضور علیہ السلام کی انگلیوں سے دریائے رحمت جاری ہو گئے اور چودہ سو صحابہ کرام نے پانی پیا (وضو، غسل کیا، سواریوں نے بھی پیا) صحابہ فرماتے ہیں اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا۔

دے سکتے ہیں کیا کچھ کہ وہ کچھ دے نہیں سکتے یہ بحث نہ کر ہوش میں آ اور بھی کچھ مانگ
جن لوگوں کو شک ہے کہ کرم ان کا ہے محدود ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
(سید نصیر الدین گولڑوی)

اہل عشق و محبت علماء کرام فرماتے ہیں کہ آب زمزم سے آپ کی انگلیوں سے نکلنے والا پانی افضل ہے نبع الماء من بین عظمتہ وعصبہ ولحمہ ودمہ۔ (دلائل البوۃ ص ۳۲۵، زرقانی ص ۱۵۸، ج ۵)

کیونکہ یہ پانی حضور علیہ السلام کی ہڈی، پٹھے، گوشت اور خون سے جاری ہوا اور زمزم شریف بہر حال پتھر سے جاری ہوا اور آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ جبکہ سرکار کی انگلیوں سے جو پانی نکلا اس کا تعلق حوض کوثر سے کر دیا گیا۔ اور جہاں تک پتھروں کی بات ہے تو سنیے۔

پتھر و تم تو ہو پتھر مگر آقا میرے تم سے گر چاہیں تو کلمہ بھی پڑھا لیتے ہیں (عبدالستار نیازی) (۸) میرے آقا کی بارگاہ تو وہ ہے کہ جہاں چڑیاں بھی آکر فریاد کرتی ہیں اور ان کی فریاد سنی جاتی ہے۔ ہرنی انصاف مانگتی ہے اور اس کو انصاف ملتا ہے، اونٹ اپنی تکلیف کی شکایت کرتا ہے تو اس کی شکایت دور کر دی جاتی ہے۔ ان تینوں معجزات کا ذکر مشکوٰۃ، نزہۃ المجالس، شفا اور حجتہ اللہ علی العالمین میں موجود ہے۔

ہرنی کے واقعہ یہ کسی کا بڑا پیارا شعر ہے کہ جب حضور ﷺ کی سفارش پر ہرنی کو جال میں پھنسانے والے نے اس کو چھوڑا کہ جا کر بچوں کو دودھ پلا آئے (تو ہرنی وعدہ کے مطابق دودھ پلا کر واپس آئی تو اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور کہا کہ ہرنی میرے اسلام لانے کا سبب بنی ہے لہذا میں اس کو دوبارہ جال میں نہیں پھنساؤں گا تو سرکار نے دونوں کو کیا خوشخبری سنائی وہ اس شعر میں بیان کی گئی ہے)

پھر بشارت اس (ہرنی) کو اُس (اعرابی) کو ملی سرکار سے
جال سے ہے تو آزاد اور تو عذاب نار سے

ذکر کرتا ہوں میں اُن کے نام کا	کام میرا ہے یہی اک کام کا
مجھ پہ رکھتے ہیں نظر ہر حال میں	کیا پتہ ہے مجھ کو خاص و عام کا
شام آئیں گے وہ جس بھی شام کو	میں رہوں گا منتظر اُس شام کا
اُن کے گن گاتا رہوں گا عمر بھر	صدقہ کھاتا ہوں میں اُن کے نام کا
پھر رہا ہوں میں فضائے نور میں	پردہ جیسے ہو کوئی احرام کا
میں کھڑا تھا مرکز انوار پر	دام والا تھا کوئی بے دام کا
بارگاہ جان جاں تک لے گیا	کوئی راہی اُن کے نقش گام کا
وہ پلائیں گے نظائی ہاتھ سے	کیف ہو گا حشر تک اُس جام کا

(۹) آستین رحمت عالم اُلٹے، کمر پاک پہ دامن باندھے !

گرنے والوں کو کوچہ دوزخ سے صاف، الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

جب صبا آتی ہے طیبہ سے ادھر، کھلکھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر

(۱۰)

پھول جامہ سے نکل کر باہر، رُخ رنگیں کی ثناء کرتے ہیں

(۱۱) تو ہے وہ بادشہ کون و مکاں، کہ ملک ہفت فلک کے ہر آں

تیرے مولیٰ سے شہ عرش ایواں، تیری دولت کی دعا کرتے ہیں

(۱۲) جس کے جلوے سے اُحد ہے تاباں، معدن نور ہے اس کا داماں

ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں، دل سنگیں کی جلا کرتے ہیں

(۱۳) کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری، تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری

ملک و جن و بشر حور و پری، جاں سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

(۱۴) ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور

ہر طرف سے وہ پرار ماں پھر کر، ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

(۱۵) لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب

وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب، اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

(۱۶) لب پہ کس منہ سے غم الفت لائیں، کیا بلا دل ہے الم جس کا سناں

ہم تو ان کے کف پا پر مٹ جائیں، اُن کے در پر جو مٹا کرتے ہیں

(۱۷) اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام، سوئے ہیں اپنے انہیں کو سب کام

لوگی ہے کہ اب اس در کے غلام، چارہ دردِ رضا کرتے ہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* آستین - قمیض یا کوٹ کا دامن * رحمت عالم - جہانوں کی رحمت * کوچہ - گلی، راستہ * صبا - ہوا * کھلکھلانا - کھلنا * کلیاں - کلی کی جمع غنیہ، بند پھول * یکسر - سراسر، مکمل * جامہ - لباس * رُخ رنگیں - خوبصورت چہرہ * ثناء - تعریف * کون و مکاں - سارا جہاں * ملک - فرشتے * ہفت فلک - سات آسمان * ہر آں - ہر وقت * شہ عرش ایواں - اللہ کے محل کے بادشاہ * معدن نور - نور کی کان، مرکز نور * داماں - دامن * دل سنگین - پتھر دل * جلا - صفائی * زیبا - خوبصورت، آراستہ * تاجوری - بادشاہت * جلوہ گری - روشنی * فلک - فرشتے * حور و پری - جنت کی پاکیزہ عورتیں * فدا - نچھاور، قربان * بلائیں - مصیبتیں * یاور - مددگار * پرار مان - امیدوار، آرزو مند * لب - ہونٹ * شہد نایاب - خالص شہد * گھل جانا - پگھل جانا، مل جانا * وجد - بے خودی، ذوق و شوق * بیتاب - بے قرار * غم الفت - محبت کے صدمے * الم - غم، تکلیف * کف پا - پاؤں کا تکیا * سوئے - سپرد کیے * لو - دھیان، امید * چارہ درد - بیماری کا علاج۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۹) میرے آقا و مولیٰ ﷺ اپنا دامن رحمت چڑھا کر (تیار ہو کر) پل صراط پر کھڑے ہیں تاکہ آسانی کے ساتھ اپنے گنہگار امتیوں کو دوزخ کے گڑھوں سے نکال کر جنت کے باغات میں پہنچا سکیں۔

پڑھتا ہوا محشر میں جب صل علی آیا رحمت کی گھٹا اٹھی اور ابر کرم چھایا
فاسق کی ہے یہ میت، پر ہے تو تری امت ہاں ڈال دے تو اپنے دامن کا ذرا سایہ

(عبدالماجد دریا آبادی بحوالہ ماہنامہ الرشید: ۹۳۰)

(۱۰) جب مدینے کی طرف سے خوشبودار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل کر باغ کی طرف آتی ہے۔ تو غنچے وجد میں جھوم جاتے ہیں اور یکدم تہقہہ مار کر خوشی سے کھل اٹھتے ہیں اور پھر ہمارے آقا کی شان میں (بلبلیں) نغمہ سرا ہو جاتی ہیں۔ اور آپ کی عظمت پر حسد کرنے والوں کا منہ چڑھاتے ہوئے کہتی ہیں۔

رسول اللہ ہم کو جان سے پیارے ہیں نادانو! رسول اللہ پہ جانیں فدا کرتے رہیں گے ہم
نبوت تخت ان کا خاتمیت تاج ہے ان کا یونہی تعریف شاہ دوسرا کرتے رہیں گے ہم

(امین گیلانی۔ نعمات ختم نبوت)

(۱۱) اے سارے جہانوں کے آقا! ساتوں آسمانوں کے تمام نورانی فرشتے ہر وقت آپ (ﷺ) کی اقبال مندی کے لیے آپ (ﷺ) کے رب کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا گورہتے ہیں۔

ان الله وملكته يصلون على النبي (الاحزاب)

یا خدا جسم میں جب تک کہ مرے جان رہے تجھ پہ صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیر نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

(امیر مینائی)

(۱۲) جس سر اجا میرا کے بابرکت جلوؤں سے اُحد پہاڑ بھی آج تک اور تاقیامت چمکتا رہے گا اس مرکز نور اور ماہتاب نبوت پہ قربان ہو کر ہم بھی کیوں نہ اپنے سیاہ اور پتھر دل کی صفائی کرا کے اس کا علاج کر لیں؟

ہر ایک دن چمکتا ہے ان کی بدولت چمکتی ہے ہر شب محمد کے صدقے
ملایا ہے رب سے محمد نے سب کو سبھی کو ملا رب محمد کے صدقے

(ریاض مدینہ از ریاض بابر: ۶۰)

آپ ﷺ نے اُحد پہاڑ کے بارے میں ارشاد فرمایا احد جبل یحبنا وحبہ (بخاری) یہ ایسا پہاڑ ہے کہ (پہاڑ ہو کر بھی) ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم (محبوب خدا ہو کر جواب میں) اس پہاڑ سے محبت کرتے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے جن چار پہاڑوں کو جنتی قرار دیا ان میں سے ایک احد بھی ہے۔ (باقی تین یہ ہیں ورقان والطور ولبنان۔ جذب القلوب) صحابیات اپنے بچوں کو احد پہاڑ کی زیارت کے لئے بھیجتیں اور (تبرک کے لئے) وہاں کی گھاس منگوا کر لیں۔ کیونکہ جب یہ جنتی پہاڑ ہے تو اس کی

گھاس گویا جنتی میوہ ٹھہری۔

ۛ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ۔ ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں
(۱۳) اے تاجدار شفاعت مٹھی لٹکامل حکومت تو آپ ہی کی ہے کیونکہ کائنات کی ساری بہاریں آپ ہی کے دم قدم سے ہیں
اور آخرت کی ساری رونقیں آپ ہی کی شفاعت کبریٰ کے طفیل ہیں یہی وجہ ہے کہ فرشتے ہوں یا جن، جنت کی حوریں ہوں یا پریاں
سب آپ کے قدموں پہ جان قربان کرتے ہیں۔ مگر ان گستاخان عظمت رسالت کو پتہ نہیں کیا ہو گیا کہ۔

ۛ یوں ہیں عدو حضور کی عظمت سے منحرف جیسے خدائے پاک کی قدرت سے منحرف
اللہ تک رسائی نہ اس کی ہوئی کبھی جو بھی رہا ان کی وساطت سے منحرف

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۱۱۱)

فرشتوں کی جاں نثاری ملاحظہ کرنی ہو تو غزوہ بدر کے حالات تفصیل سے پڑھے جائیں اور جنوں کی فداکاری کا مطالعہ کرنا
ہو تو سورہ جن کا پہلا رکوع اور سورہ احقاف کا آخری رکوع بمعہ ترجمہ و تفسیر پڑھا جائے۔

ۛ ترے وسیلے خدا بے حساب دیتا ہے یہ اور بات کہ دل ہم کو ناصبور ملا
ترے خیال کی وادی میں جو بھی رہتے ہیں انہیں خدا کی قسم رفعتوں کا طور ملا

(کاوش بٹ بحوالہ بہار نعت: ۱۴۰)

(۱۴) جو آپ مٹھی لٹکامل کا دامن کرم چھوڑ دیتے ہیں ان پر مصائب آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور ہر طرف سے دھکے کھا کھا کر
آخر کار جب کوئی بھی ان کا سہارا نہیں بنتا تو پھر آجائے آپ ہی کے دامن میں ان کو بھی پناہ ملتی ہے اور جو آپ ہی کے در کے ہو کر بیٹھ
جاتے ہیں ان کے لئے مصائب و آرام بھی جنت کے پھول بن جاتے ہیں یقین نہ آئے تو حضرت بلال و خبیب کے حالات پڑھ لو۔

ۛ پوچھے کوئی بلال و خبیب و اولیس سے حُب نبی میں زندگی کیسے گذر گئی

جب آدم و نوح و ابراہیم علیہم السلام کی مشکلیں بھی حضور علیہ السلام کے نام کے صدقے سے حل ہو رہی ہیں تو کوئی اور
اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے کہ دامن مصطفیٰ چھوڑ کر اس کو دنیا میں سکون مل جائے گا۔

ۛ وسیلے سے ترے مقبول آدم کی ہوئی توبہ نجات نوح کا باعث مبارک نام تھا تیرا
دکھائے معجزے ایسے کہ حیراں ہو گئے منکر وہ کرنا چاند کو دو پارہ ادنیٰ کام تھا تیرا

(نیچین راجپوری بحوالہ بہار نعت: ۵۴)

(۱۵) اے میرے پیارے آقا! آپ کی ذات میں کیا کیا کمالات ہوں گے جبکہ آپ کا نام نامی اسم گرامی (محمد صلی اللہ علیہ
وسلم) ہمارے لبوں پہ آتا ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے کسی نے خالص شہد ہمارے منہ میں ڈال دیا ہے جو فوراً ہی منہ میں گھل جاتا ہے
اور پورے جسم کو راحت و سکون میسر آ جاتا ہے اسی خوشی میں ہونٹ آپس میں مل جاتے ہیں اور ایک دوسرے کا بوسہ لے لیتے ہیں۔

ۛ پھیلا ہے دو جہاں میں اُجالا حضور ﷺ کا کیا چمک رہا ہے ستارہ حضور ﷺ کا
بھرتا نہیں ہے جی میرا لیتا ہوں بار بار یہ نام کس قدر ہے پیارا حضور ﷺ کا

جیسے حضور ﷺ کا نام لینے سے ہونٹ آپس میں (ایک بار نہیں بلکہ دوبار) مل جاتے ہیں اس طرح حضور علیہ السلام کی محبت و اطاعت سے امتی مصطفیٰ سے اور بندہ خدا سے مل جاتا ہے (یعنی خدا کا قرب حاصل ہو جاتا ہے ورنہ)

چھت پہ چڑھ سکتا نہیں کوئی بھی زینہ چھوڑ کر رب کو پا سکتا نہیں کوئی مدینہ چھوڑ کر

(۱۶) ہم کیوں اپنا دکھڑا آپ ﷺ کو سنائیں اور حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم کی شان والے آقا کو پریشان کریں اس ہمارے دل کی حیثیت ہی کیا ہے کہ جس کا غم سنا کر حضور علیہ السلام کے دل کو غمگین کریں ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس دل کی بلا سمیت اُن عاشقانِ مصطفیٰ کے قدموں پہ قربان ہو جاتے جو خوش نصیب آپ کی خاک پا پہ فدا ہو گئے ہیں۔ اس شعر میں اہل محبت کے اس عقیدے کی ترجمانی فرمائی گئی ہے جو فرماتے ہیں۔

گرچہ ناپاکم و لیکن دل بہ پا کاں بستہ ام

اگرچہ میں خود تو ناپاک ہوں لیکن یا اللہ! میں تیرے پاک بندوں سے محبت تو کرتا ہوں۔ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کرتے تھے۔

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

ترجمہ:

”ہم نے محمد ﷺ کی اس بات پر بیعت کی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے (کفر و شرک اور ظلم کے خلاف) جہاد کرتے رہیں گے۔“

کیونکہ۔

احمد سے پتہ ذات احد کا جو ملا ہے مصنوع سے صانع کا پتہ سب کو چلا ہے
بندہ کی محبت سے ہے آقا کی محبت جو پیرو احمد ہے وہ محبوب خدا ہے

(سید سلیمان ندوی)

پہنچا جو آپ کو تو میں پہنچا خدا کے تئیں معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی دور تھا (میر تقی میر)
(۱۷) چونکہ ہمارے دل کا آرام و سکون بھی حضور ﷺ ہی کے دم قدم سے ہے اس لیے ہم نے اپنے تمام کام حضور ﷺ ہی کے سرکردے ہیں کہ جب دنیا کا سکون سرکارِ ابد قرار علیہ السلام کی ذاتِ بابرکات کے دامنِ کرم کے ساتھ وابستہ ہے تو دنیا مزرع الاخرۃ دنیا آخرت ہی کی کھیتی ہے لہذا ہمارا دین بھی آپ ہیں ایمان بھی آپ ہیں دنیا بھی آپ ہیں آخرت بھی آپ ہیں۔ مینڈا دین وی توں تے ایمان وی توں۔ (خواجہ غلام فرید) جب ہم نے اتنا کام کر لیا تو اب امید لگ گئی ہے کہ حضور کے دربار کے خصوصی کارندے (اولیاء اللہ جو دلوں کے طبیب ہوتے ہیں) احمد رضا کے غم کا علاج کرنے کے لئے متحرک ہو گئے ہیں کیونکہ ان کو پتہ چل گیا ہے کہ یہ تو اپنی ہی پارٹی کا بندہ و رکن ہے۔ سبحان اللہ

نعت شریف نمبر (۳۹) ”واو“

- (۱) زائر و پاس ادب رکھو ہوں جانے دو
(۲) سوکھی جاتی ہے امید غرباء کی کھیتی
(۳) پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جان شیریں
(۴) ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو
(۵) دید گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر
(۶) آتش دل بھی بھڑکا و ادب داں نالو
(۷) یوں تن زار کے درپے ہوئے دل کے شعلو
(۸) اے رضا آہ کہ یوں سہل کٹیں جرم کے سال
- آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ان کو ترس جانے دو
بوندیاں لکے رحمت کی برس جانے دو
نغمہ تم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو
گٹھڑیاں توشہ امید کی کس جانے دو
ہم صغیر و ہمیں پھر سوئے نفس جانے دو
کون کہتا ہے کہ تم ضبط نفس جانے دو
شیوہ خانہ براندازی خس جانے دو
دو گٹھری کی بھی عبادت تو برس جانے دو

مشکل الفاظ کے معانی:

* زائر و - اے زیارت کرنے والو * پاس - لحاظ، خیال * ہوں - شوق، لالچ * ترس - ڈر * سوکھنا - خشک ہونا *
امید غرباء - غریبوں کی تمنا و آرزو * بوند، یاں - ایک قطر، یہاں * لکے - بادل کا ٹکڑا * پلٹی - پلٹنا سے ہے بمعنی پھرنا * وجد -
خوشی، شوق * جان شیریں - میٹھی جان * نغمہ - راگ، سریلی آواز * تم - قیام سے ہے امر کا صیغہ (عربی) تو کھڑا ہو جا مراد ہے
مردہ زندہ کرنا * رس جاننا - بس جان، گھل مل جانا، رچ بس جانا * توشہ امید - امید کا زادراہ، سفر خرچ * کس - کسنا سے،
مضبوط کر کے باندھنا * دید - دیکھنا * کرتی ہے - ڈھاتی ہے * قیامت - مصیبت * ہم صغیر - ہم آواز * سوئے نفس - جال
کی طرف * آتش - آگ * بھڑکاؤ - بھڑکانا سے ہے آگ کو تیز کرنا * ادب داں - ادب جاننے والا * نالو - نالہ کی جمع بمعنی
فریاد، دادیلا * ضبط - قابو، قبضہ * نفس - سانس، روح، جان * تن زار - کمزور بدن * درپے ہونا - پیچھا کرنا، پیچھے پڑ جانا *
شعلو - شعلہ کی جمع ہے، انگارہ، لپیٹ * شیوہ - انداز، طور طریقہ * خانہ براندازی خس - تنکوں کی جھونپڑی کا گھر * آہ - برائے
افسوس، ہائے * سہل - آسان * جرم - قصور، گناہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) با محمد ہوشیار کا فلسفہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اے زائرین مدینہ! اگرچہ مدینہ کی محبت اور اب تک محبوب سے جدا رہنے کا تصور
اس بات پر آمادہ کر رہا ہے کہ روضہ کی جالیوں کو چٹ جائیں اور درود یوار کو سینے سے لگا کر روئیں، مگر اس دیوانگی کا اظہار

مناسب نہیں کیونکہ یہ حضور کا دربار ہے خبردار! ہوشیار! ادب ملحوظ خاطر رہے اپنی آنکھوں کو بے ادبی کرنے پر ایمان کے ضائع ہو جانے کا ڈر سناؤ اور اپنے آپ کو اس قابل ہی نہ سمجھو کہ روضہ کی جالیوں کو تم ہاتھ لگا سکتے ہو، کہاں، ہم کہاں وہ ادب گاہ جو عرش سے نازک تر ہے۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک، کتب فتاویٰ میں ہے کہ روضہ پاک کے سامنے یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوا جاتا ہے واضعاً یمینہ علی شمالہ۔ دستہ بستہ کھڑا ہو یعنی دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر۔ اور اسی طرح ہی ادب و احترام ہو جیسے ہم حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں آپ کے سامنے بیٹھے ہیں

حاضر ہوئے جبریل امین بھی تو ادب سے نازل ہوا قرآن بھی تو بے صوت و صدا تھا
(۲) اے میرے پیارے آقا! آپ کے گناہ گار امتیوں پیچاروں کی امید کی کھیتی سوکھی جا رہی ہے۔ اپنی رحمت کے ابر کرم سے چند بوندیں گرا دیں تاکہ سوکھی کھیتیاں ہری بھری ہو جائیں۔

اقبال نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس تمنا کا یوں اظہار کیا۔

حضور! دہر میں آسودگی نہیں ملتی تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاض ہستی میں وفا کی جس میں ہو وہ کلی نہیں ملتی

(بانگ دار: ۱۵۰)

بہت سارے ایسے واقعات کتابوں میں موجود ہیں کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کی روحانی بھوک پیاس تو ختم ہوا جاتی ہے جسمانی اور ظاہری بھوک پیاس بھی سرکار کے کرم سے مٹ جاتی ہے۔ دیکھئے جذب القلوب، روض الریاحین تبلیغی نصاب فضائل درود۔ وفاء الوفا)

ایک واقعہ جذب القلوب کے حوالے سے نقل کر رہا ہوں اور وہ یہ کہ ابن جلاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو دو دن ہو گئے کھانے کو کچھ نہ ملا میں سرکار کے روضہ اطہر پہ حاضر ہوا اور عرض کیا حضور! میں آپ کا مہمان ہوں مگر بھوکا ہوں۔ بس اتنا کہہ کر میں سو گیا تو سرکار خود تشریف لائے اور ایک روٹی مجھے عطا فرمائی۔ میں نے خواب میں ہی آدھی روٹی کھالی اور پھر جاگ آئی تو کیا دیکھتا ہوں نصف دیگر در دست من باقی بود۔ باقی آدھی جاگتے ہوئے بھی میرے ہاتھ میں تھی۔ (جذب القلوب ص ۲۲۳)

اب بھی ظلمات فردشوں کو گلہ ہے تجھ سے رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا
ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

(جمال از احمد ندیم قاسمی: ۳۶)

(۳) اے میرے آقا! میری روح (جو گناہوں کی وجہ سے اور غفلت کا شکار ہو کر) مردہ ہو چکی ہے ذرا اس کے کان میں ”قم باذن اللہ“ اے مردے اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا، کاحیات بخشش نعرہ (نغمہ) اپنی سریلی آواز سے بلند فرمائیں پھر دنیا دیکھے گی کہ اس مردہ روح میں کیسے جان پڑتی ہے اور کس طرح وجد کرتی ہوئی اپنا کام شروع کر دیتی ہے۔

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑھیں اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جب تبسم میں اتنا اثر ہے تو وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحىٰ کی کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی زبان میں کتنا اثر ہوگا، کیا ہر نبی کا ہر کمال حضور علیہ السلام میں ماننا ضروری نہیں؟ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تو مانا جائے اور ان کے آقا میں کیوں نہ مانا جائے۔

حضور علیہ السلام نے اپنی نقل اتارنے والے کو فرمایا (جو آپ کی توہین کے لئے مذاق کرتا ہوا لوگوں کو بتا رہا کہ وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے ایسے باتیں کرتا ہے) کن كذلك۔ اسی طرح ہی ہو جا۔ چنانچہ وہ مرتے دم تک ٹیڑھا منہ لے کر پھرتا رہا (طبرانی۔ مستدرک۔ بیہقی، خصائص ص ۷۹، ج ۲)

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک شخص کو حضور علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے دیکھا تو پوچھا! دوسرے ہاتھ سے کیوں نہیں کھاتا؟ اس نے جھوٹ بولا! کہ دوسرا ہاتھ کام نہیں کرتا یعنی بیکار ہے قال لا استطعت فرمایا جا پھر یہ بیکار ہی رہے گا۔ فصار فعه الى فيه اس کے بعد وہ ہاتھ ایسا بیکار ہوا کہ منہ کی طرف اٹھا ہی نہیں سکتا تھا۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۳۶) حضور نے ایک مرتد کے بارے میں زمین کو حکم دیا کہ لا تقبلہ اس کو قبول نہ کرنا۔ چنانچہ مرنے کے بعد اس کو زمین میں دفن کیا جاتا تو زمین اس کو نکال باہر پھینکتی۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
(۴) (اعلیٰ حضرت مدینہ شریف کی طرف جانے والے قافلے کو دیکھ کر ٹپ گئے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا) اے مدینہ کو جانے والے قافلے! تھوڑی دیر رک جاتا کہ ہم بھی اپنی امیدوں کا زادِ راہ باندھ کر تیرے ساتھ دیارِ محبوب کو چلیں۔

مدینے پاک جانے کی لگی ہے مبارک دوستو کیسی گھڑی ہے
وہاں رکتی نہیں بارانِ رحمت لگا رکھی خدا نے وہ جھڑی ہے
مدینے پاک کی ہر اک گلی سے صدا صل علیٰ میں نے سنی ہے
قدم دل سے اٹھا کے اب چلو تم ارے شہرِ نبی ﷺ کی یہ گلی ہے
لگا کر ہاتھ جالی کو میں چوموں مجھے تو یہ سعادت بھی بڑی ہے
بنا دو میرا بھی طیبہ میں مسکن یہ میری آرزو بس آخری ہے
لحد میں کون آیا ہے نظامی کہ ہر سو روشنی ہی روشنی ہے

(۵) پھول کو دیکھتا ہوں تو (یادِ محبوب آجاتی ہے جس سے) دل پر ایک قیامت سی گذر جاتی ہے لہذا اے میرے ساتھیو! اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا مجھے اب پنجرے اور جال کی طرف ہی لے چلو کیونکہ اب میں شکاری سے کچھ ایسا مانوس سا ہو گیا ہوں کہ اب رہائی (عشقِ محبوب سے جدائی) موت نظر آتی ہے۔

اگرچہ قبر سے بڑھ کر کیا قیامت اور مصیبت ہو گئی لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد ایسا بیمار ہوئے اور کوئی علاج کرنے آتا تو فرماتے اس کا علاج وصالِ یار ہی ہے اس لیے۔

برسرِ بالین ما بر خیزاے ناداں طبیب درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

اور حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں۔

ہم آہوان صحرا سرخود نہادہ برکف بامید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد
جنگل کے تمام جانور اس امید پر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر نکل آئے ہیں کہ کسی دن شکاری آکر ہمیں جال میں پھنسائے گا۔
حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام ایک دفعہ اونٹوں کو نحر (ذبح) کرنے لگے تو (سز دلفن الیہ) اونٹ دوڑ دوڑ کر
آپ کی طرف آتے تاکہ محبوب کے ہاتھ سے پہلے ہماری گردن پہ چھری چلے۔

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں لیکن اے دل فرقت کوئے بنی اچھی نہیں
اس گلی سے دور رہ کر کیا کریں ہم کیا جنیں آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۶) اے ہجر و فراق کے بعد وصال محبوب کی وجہ سے آہ و زاری اور نالہ و فریاد کرنے والے اور صرف آنکھوں سے آنسو بہانے
پر اکتفا کرنے والے درد عشق! میں تجھے نہیں کہتا کہ تو آنکھوں سے آنسوؤں نہ بہنے دے بے شک آنکھوں کے آنسو بڑے بابرکت
ہیں لیکن صرف آنکھوں تک ہی محدود نہ رہ! بلکہ دل کی طرف بھی آ! اور میرے دل کو عشق سرکار میں گلزار کر دے یا پھر نار سے گلزار
کر دے۔ کیونکہ یہ دل بھی آپ کا ہے اور جان و روح بھی سرکار ہی کے لئے ہے اور بہتر ہوگا کہ آقا کی محبت میں فنا ہو کر بقاء پائیں۔
عشق رسالت مآب علیہ السلام میں ڈوبے ہوئے ان جذباتوں پہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے۔ کوئی دولت کی تلاش میں
مارا مارا پھرتا ہے کوئی شہرت کا بھوکا ہے اور ہمارا امام احمد رضا تو اپنا سب کچھ قربان کر کے صرف نگاہ مصطفیٰ کو حاصل کرنے کے لئے
ترے لے رہا ہے اور آقا کی گلی کا گدا بننے کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

بہت ایسے ہیں جو علم و ہنر رکھتے ہیں بہت ایسے ہیں جو مال و زر رکھتے ہیں
بہت ایسے ہیں جو بازو و پر رکھتے ہیں ہم فقط تیری کریمی پہ نظر رکھتے ہیں
(۷) جب دل میں عشق کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھیں تو تنکوں کی بنی ہوئی اس جسم کی جھونپڑی کی پرواہ مت کر اس کا جل جانا
ہی بہتر ہے کہ یہ دیدار محبوب کے لئے رکاوٹ بنا ہوا ہے درمیان سے ہٹ جائے گا تو محبوب کا دیدار نصیب ہوگا۔ اس لیے جان کی
قربانی دیکر بھی جلوہ یار نصیب ہو تو سودا مہنگا نہیں۔ گویا جسم فضول ہے جل جائے تو نقصان نہیں فائدہ ہے۔

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گردوں اور فرشتے گر اٹھائیں تو میں ان سے یہ کہوں
کہ میں پائے ناز سے اب اے فرشتو کیوں اٹھوں مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دل ربا کے واسطے
(۸) (زہد و تقویٰ، طہارت و پاکیزی کی جان، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ، محبوب علیہ السلام کی زیارت کا نسخہ بتاتے ہوئے
فرماتے ہیں) اسے رضا ساری عمر تو نے نافرمانیوں، گناہوں اور جرائم میں آسانی کے ساتھ گزاری اور باتیں اس کو ملنے کی کرتا ہے
جو منبع رشد و ہدایت ہے کم از کم چند گھڑیوں کی عبادت بھی تو کر لی ہوتی تاکہ قیامت کو ان کی سرکار میں منہ دکھانے کے قابل ہو جاتا۔

جب حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو سرکار نے فرمایا سَلِّ۔ مانگ کیا مانگتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اسئلک مرافقتک فی
الجنة۔ حضور ﷺ مجھے جنت میں بھی آپ کا قرب چاہئے تو اللہ کے محبوب علیہ السلام نے یہی نسخہ ارشاد فرمایا اعنی علی کثرۃ

السجود۔ اچھا پھر سجدوں پہ سجدے کیے جاتا کہ تاکہ تجھے تیری مطلوبہ چیز مل جائے۔

حسن طلب کے انداز مختلف ہوتے ہیں کوئی ہنس کر یا رکومنا لیتے ہیں اور کسی کو یہ دولت آنسو بہانے سے نصیب ہو جاتی ہے کیونکہ ان کی بارگاہ میں کوئی کمی نہیں۔ وہاں تو سچی طلب اور خلوص دل دیکھا جاتا ہے وہاں کی سخاوت کا عالم یہ ہے کہ کاسہ بھی ملتا ہے اور گدائی بھی دی جاتی ہے۔ پشتو کے مشہور شاعر خوشحال خاں خٹک بھی کچھ کہہ رہے ہیں ذرا ان کی بھی سنیے! اور پھر اگلی نعت میں اپنے آقا کی زلفوں کے کندلوں کے قیدی بننے کے لئے تیار ہو جائے۔

وَدَ خدائے عرفان م اوشو پہ عرفان و محمد پاک دے محمد پاک دے سبحان و محمد
خواست بہ نور خوک نہ کہ دختہ و عاصیانو خواست بہ محمد کہ خاندان و محمد (خوشحال خاں خٹک)

ترجمہ:

”مجھے محمد ﷺ کی معرفت کے طفیل اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی۔ بے چارے گنہگاروں کو کوئی نہیں پوچھے گا، ان کے بارے میں حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے۔“

---***---

نعت شریف نمبر (۴۰)

- (۱) چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
(۲) کی جو بالوں سے ترے روضہ کی جاروب کشی شب کے شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو
(۳) ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں سایہ افکن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو
(۴) چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا بال براق سنبل خورد کے قربان او تارے گیسو
(۵) آخر حج غم امت میں پریشاں ہو کر تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو
(۶) گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تادوش کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو
(۷) سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے چھائے رحمت کی گھاہ بن کے تمہارے گیسو
(۸) کعبہ جاں کو پہنایا ہے غلاف مشکیں اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو
(۹) سلسلہ پاکے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں سجدہ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

مشکل الفاظ کے معنی:

* سنبل - خوشبودار گھاس * شکن ناز - نخرے کا بل (سلوٹ) * وارے - نچھاور کیے، قربان کیے * جاروب کشی - جھاڑو دنیا، صفائی کرنا * شبنم - اوس * دھارنا - سنبھالنا، پالنا * سیہ کار - گنہ گار، نلکے * تپش - گرمی، حرارت * سایہ افکن - چھاؤں کرنے والے * چرچے - شہرت * بال براق - براق کے پر (پایہ لفظ پال ہے ترکی زبان میں گھوڑے کی گردن کے بالوں کو کہتے ہیں) * سنبل خورد - بعض نسخوں میں سنبل غلہ یعنی جنتی گھاس ہے (خورد کا معنی ہے چھوٹا) * اتارے - قربان کیے * آخر حج - حجتہ الوداع * تیرہ بخت - بد بخت، گنہ گار * سدھارے - سنوارے * گوش - کان * دوش - کندھا * خانہ بدوش - آوارہ * سہارے - مددگار * دھانوں - یادھن سے جمع بنائی گئی ہے بمعنی منہ، یادھان کی جمع ہے کھیتی یا مونجی یعنی چھلکوں سمیت چاول کا پودا * کعبہ جاں - جانوں کا قبلہ (حضور علیہ السلام) * غلاف مشکیں - خوشبودار سیاہ رنگ کا غلاف * ابرو - بھویں * سلسلہ - آغاز بنیاد (زنجیر) * سجدہ شکر - نعمت ملنے پر شکرانے کا سجدہ کرنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) مدینے کے باغ میں جب سنبل (اللہ کے پیارے محبوب) نے اپنے بال سنوارنے شروع کئے تو (گھنے بالوں پہ کنگی کرتے وقت جو چہرے پہ شکن پڑتے ہیں) محبوب کی پیشانی کے شکنوں پر جنت کی حوریں اپنے گیسو قربان کرنے کے لئے دوڑتی

ہوئی آگئیں اسی لیے سارے عالم کی فضا مہلک اٹھی ہے کہ

ہے گیسو چوم کر ان کے نسیم خوشگوار آئی

حضور علیہ السلام کے بال مبارک:

بال رکھنا، ان کو سنوارنا، کنگلی کرنا سنت ہے آپ نے فرمایا اکرموا شعرکم۔ اپنے بالوں کی تکریم کرو۔ آج کل کئی توحیدی حضرات خشکی میں اپنی مثال آپ ہوتے ہیں سر پر تو بال خیر رکھتے ہی نہیں کیونکہ سمیہم التحلیق (ان کی نشانی ٹنڈ کرانا ہے۔ حدیث) اور داڑھی کے بالوں کا وہ حشر کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ بچے دیکھ کر ڈرتے ہیں کہ خدا جانے یہ جڑیا گھر میں تھا یا کسی جنگل سے آیا ہے اور یہ حضرات سمجھتے ہیں کہ شاید جتنی بھی بری شکل بنائی جائے اللہ کو زیادہ پسند آتی ہے اور یہ حدیث بھول جاتے ہیں ان اللہ جمیل یحب الجمال۔ (اللہ جمال والا ہے اور جمال کو پسند بھی فرماتا ہے) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے جب بالوں کا اکرام کرنے والی حدیث سنی تو اس کے بعد دن میں دو مرتبہ بالوں کو تیل لگاتے تھے۔ ایک شخص کو حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور اس کے بال ٹھیک کر کے لاؤ جب تعمیل ارشاد کے بعد واپس لایا گیا تو آپ نے فرمایا! کیا یہ شکل شیطان والی شکل سے بہتر نہیں یعنی پہلی شکل کو شیطان کی شکل قرار دیا گیا۔ وہ جو روزانہ کنگلی کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ بلا ضرورت ہے اور نہ ہی تیز یہی ہے تاکہ ہر وقت ہی عورتوں کی طرح کوئی بناؤ سنگھار میں نہ لگا رہے۔ حدیث شریف میں ہے ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یا خلد من لحيته من عرضها و طولها (رواہ الترمذی)

حضور علیہ السلام اپنی داڑھی مبارک کو سنوارا کرتے یعنی کاٹ کر طول و عرض سے۔ (لیکن مٹھی بھر سے کم نہ فرماتے جیسا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل نے ہمیں بتایا اسی لیے علماء نے اتنی داڑھی کا رکھنا واجب قرار دیا ہے) بالوں کے بارے میں تفصیلی ہدایات مشکوٰۃ شریف کے ”باب الترجل“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) اے میرے حسن والے آقا! آپ کے روضہ اقدس کورات کی شبیہ نے اس لیے بالوں سے جھاڑ دیا ہے تاکہ اپنے بالوں کو آپ کے روضہ پاک کے ساتھ لگا کر متبرک بھی بنائے اور اس کے بالوں کے حسن میں بھی اضافہ ہو جائے۔

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتے ہیں جب صحابہ کرام جیسی شخصیات حضور علیہ السلام کے بال، ناخن کپڑے اور دیگر اشیاء سے برکت حاصل کرتے ان کو متبرک سمجھتے اور وصتیں کرتے کہ مرنے کے بعد آپ کے یہ تبرکات ہمارے کفن میں رکھے جائیں جیسا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت احیاء العلوم کے حوالے سے پیچھے بیان ہو چکی تو بھلا شبیہ کی کیا مجال کہ اس تصور سے سرکار کے روضے کو جھاڑو نہ دے لہذا اس میں مبالغے والی کوئی بات نہیں۔

جس میں خوشبو ہو ان کی زلفوں کی میں تڑپتا ہوں اس ہوا کے لیے

مر ہی جاتا ہجر میں صائم جی رہا ہے تیری ثنا کے لیے

(۳) اے میرے پروردگار! قیامت کی قیامت خیز گرمی میں مجھے اپنے محبوب کی زلف و لیل کا سایہ نصیب کر دینا تاکہ اس جھلسا دینے والی دھوپ کی حرارت سے محفوظ رہ سکوں۔

ازل ہو یا ابد دونوں اسیر زلف محمد ہیں جدھر نظریں اٹھاؤ گے یہی اک سلسلہ ہوگا (جگر مراد آبادی)

(۴) جنت کی حوروں میں معراج کی رات اس نعمت کو حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہوئی تھی کہ چلتی ہیں اور جا کر حضور علیہ السلام کی سواری (براق) کی گردن کے بالوں پہ اپنی زلفیں قربان کرتی ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ حوروں میں عام چرچے ہیں کہ حضور کی سواری کے بال تو دیکھو ایسے لگتا ہے جیسے جنت کی خوشبودار گھاس (سنبھل) نے اپنی زلفیں ان پر قربان کی ہوئی ہیں۔

یہ بن دیکھے جو دنیا آپ کی زلفوں کی قیدی ہے خدا جانے کہ کیا ہوگی ترے دیدار کی صورت سواری کی شان یہ ہے تو سواری کی عظمت کیا ہوگی۔ اللہ ہی جانے کون بشر ہے۔

(۵) حجتہ الوداع کے موقع پر ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گنہ گار امتیوں کی بخشش کے سلسلہ میں پریشان ہو کر ان کی شفاعت کے لئے اپنی مبارک زلفوں کو سنوارا۔ (یا بال مبارک سرانور سے جدا فرمائے یعنی کٹوائے یا حجامت کرائی تو ان بالوں کو آپ نے صحابہ کرام میں تقسیم فرمادیا اور صحابہ کرام کے ذریعے آپ کے بال پوری دنیا میں پھیل گئے تاکہ جو گنہ گاران کی زیارت کرے اس کو بروز قیامت سرکار کی شفاعت نصیب ہو جائے) ایک اہل حدیث عالم کا شعر ہے۔

زلفاں تیریاں ووز قیامت ایسی عظمت پاؤں اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاؤں

(۶) جب آپ کی زلف عنبریں کانوں تک ہوں (ابھی کنگی نہ کی ہوتی تو زلفوں میں زیادہ بل ہونے کی وجہ سے کانوں کے اوپر ہو جاتیں) تو یہ اشارہ تھا کہ ان مبارک کانوں سے حضور علیہ السلام اپنی گنہ گار امت کی فریادیں سنتے ہیں اور جب (کنگھی فرماتے تو قدرے سیدھی ہو کر) کندھوں پہ آ جاتیں تو گویا گناہ گار امت کو یہ بتاتی تھیں کہ اے نکمے، آوارہ لوگو (خانہ بدوش) گھبراؤ نہیں تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے یہ کندھے کافی ہیں۔ (سبحان اللہ)

خدا نے کیا ان کو بے مثل پیدا نہیں دو جہاں میں مثال محمد

خدا اور نبی کا اسی پر ہے سایہ جسے ہر گھڑی ہے خیال محمد

(ریاض مدینہ از ریاض بابر: ۸۵)

(۷) اے اپنی امت کے غم میں رونے والے آقا! محشر کی گرمی نے ہمارے منہ خشک کر دیے ہیں (یا ہماری ایمان کی کھیتی کو گناہوں کی نحوست نے خشک کر دیا ہے) خدارا! کرم فرمائیے تاکہ آپ کے گیسوئے انور رحمت کی گھٹا بن کر ہم پہ برسیں ہماری پیاس ختم ہو جائے اور ایمان کی کھیتی ہری بھری ہو جائے۔

بس اور کوئی خواہش و حسرت نہیں رہی اللہ دے تو دے مجھے الفت رسول ﷺ کی

عاصی ہوں، رو سیاہ ہوں جو کچھ بھی ہوں مگر بندہ خدا کا اور ہوں امت رسول ﷺ کی

(۸) (اے میرے نبی کے پیارے صحابہ! تم نے تو وہ منظر بار بار دیکھا ہے کہ) جب میرے آقا علیہ السلام کی سیاہ زلفیں اڑ (لہرا) کر چہرہ انور کو ڈھانپتی تھیں تو کیا ایسا نہیں لگتا تھا کہ جیسے جان کے کعبے (زخ و انجلی) کو خوشبودار سیاہ غلاف پہنایا گیا ہے؟

لولاک ذرۃ ز جہان محمد ﷺ است سبحان من یراہ چہ شان محمد ﷺ است

نازد بنام پاک محمد ﷺ کلام پاک نازم ہاں کلام کہ جان محمد ﷺ دست

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری بحوالہ ماہنامہ الرشید: ۴۱۳)

(۹) اللہ تعالیٰ جب سرکار مدینہ علیہ السلام کو بروز قیامت شفاعت کا اذن اور شان عطا فرمائے گا تو آپ کا سر انور جب اس نعمت پر تشکر کے لئے سجدے میں جائے گا تو سرکار کی زلفیں بھی جھک جائیں گی اور ان کا جھکنا دو وجہ سے ہوگا ایک تو سجدہ شکر کے لیے اور دوسرا گناہ گاروں کو اشارہ کرنے کے لئے کہ آجاؤ سیاہ کار و شفاعت کا دروازہ کھل گیا ہے۔

شب و روز مشغول صلی علی ہوں میں وہ چاکر خاتم انبیاء ہوں
 نہ کیوں فخر ہو عشق پر اپنے مجھ کو ”عبید“ خدا عاشق مصطفیٰ ہوں
 (سردار عبدالرب نشتر بہتر ف)

- (۱۰) مشکبو کوچہ پہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
 (۱۱) دیکھو قرآن میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
 (۱۲) بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
 (۱۳) شان رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
 (۱۴) شانہ ہے پنچہ قدرت ترے بالوں کے لیے
 (۱۵) اُحدِ پاک کی چوٹی سے اُلجھ لے شب بھر
 (۱۶) مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُٹھیں
 (۱۷) تار شیرازہ مجموعہ کونین ہیں یہ
 (۱۸) تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا

مشکل الفاظ کے معانی :

* مشکبو۔ مشک جیسی خوشبو * جھاڑا۔ جھاڑنا سے ہے بمعنی اتارنا یا گرانہ، گردوغبار صاف کرنا * حوریو۔ محبوبو (حور، جنت کی عورت حوریو! حوروں والو یعنی جنتیو) * عنبر سارا۔ خالص عنبر کی خوشبو * قدر۔ عزت (شب قدر وہ رات جس میں قرآن نازل ہوا یعنی لیلۃ القدر جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ ہزار مہینے سے افضل ہے) * تا۔ تک * مطلع فجر۔ طلوع فجر یعنی صبح صادق * عارض۔ رخسار * بھینی خوشبو۔ ہلکی ہلکی نہایت ہی عمدہ خوشبو * مہکنا۔ معطر ہونا * واللہ۔ قسم بخدا * شانہ۔ کنگلی * دم بھر۔ پل بھر، تھوڑی سی دیر کے لئے بھی * سینہ چاک۔ گریبان چاک کرنے والے یعنی عشاق * اس درجہ۔ اس قدر * پنچہ قدرت۔ اللہ کا ہاتھ (ید اللہ فوق ایدیہم) یا مطلب ہے اللہ کا عطا کیا ہوا ہاتھ * مژدہ۔ خوشخبری * گھنگھور گھٹائیں۔ گہرے اور نہایت سیاہ بادل * اُٹھیں۔ گھر کر آئیں، چڑھ آئیں * بارے۔ ایک بار * شیرازہ۔ بندھن * مجموعہ کونین۔ دونوں جہانوں کا مجموعہ * بوندیں۔ قطرے * صبح عارض۔ صبح کی طرح چمکدار گیسو * لٹاتے۔ بچھاؤ کرتے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۰) یہ گلی کوچہ کو کس پھل کا جھاڑا (اتارا) نصیب ہوا ہے کہ مشک کی سی خوشبو آ رہی ہے اور اے جنت کی حورو! ہمارے آقا کی حالت تو یہ ہے کہ آپ کے سارے کے سارے گیسو (ایک ایک بال) عنبر سارا (خالص عنبر) ہیں۔

ان کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے ان کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے

(مولانا حسن رضا خان)

(۱۱) قرآن مجید میں سورۃ القدر پڑھنے سے لیلۃ القدر اور ہی حتی مطلع الفجر سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ فجر حق جس طرح لیلۃ القدر کے قریب ہے ایسے ہی سرکار کا رخ و انضام بھی زلف و ایل کے قریب ہے یعنی لیلۃ القدر میں حضور کی بابرکت زلفوں کی طرف اشارہ ہے اور مطلع الفجر میں حضور کے پر نور چہرے کی طرف اشارہ ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام اس کی تشریح انشاء اللہ اسی شعر کے تحت آئے گی۔

(۱۲) اے میرے اللہ! تو نے اپنے محبوب کی زلفوں کو کس باغ کے پھولوں سے بسایا، بنایا، سنوارا ہے کہ جدھر جاتے ہیں تیری ذات کی قسم ہے کوچہ و بازار مہکتے جاتے ہیں اور ایسے کہ دنیا کے کسی پھول سے تو یہ خوشبو ملتی نہیں ہے یقیناً تو نے جنت کے پھولوں سے ہی زلف محبوب کو سنوارا ہوگا۔

سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا تو ایسی خوشبو پھوٹی کہ لم نجد مثلها قط اس طرح کی خوشبو ہم نے کبھی دیکھی نہ سونگھی نہ سنی۔ (شفاس ۴۱، ج ۱)

واہ انے عطر خدا ساز مہکتا تیرا . خو برو ملتے ہیں کپڑوں پہ پسینہ تیرا

لا . مکاں میں نظر آتا ہے . اجالا تیرا . دور پہنچایا تیرے حسن نے شہرہ تیرا

(۱۳) شان رحمت دیکھے کہ ہر وقت کنگی اپنے ساتھ رکھتے تاکہ عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (سینہ چاک) ہر وقت تیار رہیں کہ آپ کنگی فرمائیں تو کوئی بال مبارک زمین پر نہ گرنے پائے بلکہ جان سے زیادہ عزیز سمجھ کر محفوظ کر لیا جائے۔ جیسا کہ حضرت خالد بن ولید عین حالت جنگ میں ٹوپی تلاش کر رہے تھے کہ اس میں سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے بال مبارک تھے، جس کی برکت سے تمام جنگیں جیتیں۔ اور حضرت امیر معاویہ نے مرنے کے بعد بال مبارک اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت فرمائی۔

سرکارِ دو عالم کی اطاعت کا طریقہ صدیق و عمر، حیدر و عثمان سے پوچھو

اے حلقہ بگوشانِ شہِ طیبہ و بطحا کیا لطف غلامی ہے یہ سلمان سے پوچھو

مدحت کا ہے انداز کہ معراج تخیل عرقانِ پیمر، دل حسان سے پوچھو

(اعجاز رحمانی بقرف)

مدینہ کو یثرب نہ کہو

اعجاز رحمانی صاحب کے مندرجہ بالا اشعار میں ”شہ طیبہ“ کی جگہ شہ یثرب تھا، اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی تغافل سے کام لیتے ہیں حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف کو یثرب کہنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے چنانچہ اس وضاحت میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یثرب کا معنی ہے بیماریوں کا مرکز جبکہ مدینہ وہ ہے جو شفا کا مرکز ہے اور جس کے گرد و غبار میں بھی ہر بیماری بالخصوص لاعلاج بیماریوں کے لئے شفا ہے تو پھر محبوب کے شہر کو یہ معنی سمجھ لینے کے بعد اور واضح ممانعت کے باوجود محبوب کا سچا غلام تو یثرب نہ کہے گا۔

میں نے خود ایک جگہ دیکھا کہ بورڈ لگا ہوا تھا ”یثرب میڈیکل سٹور“ بھلا ایسے میڈیکل سٹور کی دوائیوں میں شفا کیسے ملے گی، یہ ایسے ہی ہے جیسے کئی لوگ نا سمجھی میں اپنے بچوں کا نام حضور ﷺ کے دشمن پرویز کے نام پہ رکھ دیتے ہیں اور پھر ساتھ محمد بھی لگا دیتے ہیں بھلا محمد اور پرویز کا آپس میں کیا تعلق۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من سمي المدينة يثرب فليستغفر الله هي طابة هي طابة“ (مسند احمد بن حنبل) ”جس نے مدینہ کو یثرب نام سے پکارا تو وہ اللہ سے مغفرت طلب کرے کیونکہ وہ (مدینہ و بائی امراض سے) پاک ہے، پاک ہے۔“

حضرت عبدالرحمن بن ابی یعلیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من سمي المدينة يثرب فليستغفر الله ثلاثا، هي طيبة، مرتين۔“ (دیلی) ”جس شخص نے مدینہ منورہ کو (پرانے نام) یثرب (بیماریوں کا گھر) سے پکارا تو وہ اللہ سے تین بار مغفرت طلب کرے (کیونکہ مدینہ و بائی امراض سے) پاک ہے۔ یہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا۔“

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں۔ ”من قال: يثرب، مرة فليقل المدينة عشرا۔“ جس نے ایک مرتبہ یثرب کہا وہ دس مرتبہ مدینہ مدینہ کہے۔“

(۱۴) اے میرے آقا! اللہ نے آپ کو گیسو سنوارنے کے لئے بڑی قدرتوں اور طاقتوں والا ید اللہ کا گورا گورا نورانی ہاتھ عطا کیا ہے جس کی ایک انگلی کے ایک پورے کے ایک اشارے سے آسمان کے چاند کا کلیجہ چر جائے، وہ ہاتھ دعا کے لئے اُٹھے تو ڈوبا ہوا سورج واپس آجائے، اگر اس ہاتھ کو خالی کیا لے میں رکھ دیں تو اس کی انگلیوں سے پنجاب رحمت جاری ہو جائے جس سے پورا لشکر سیراب ہو جائے اور پھر بھی پانی ختم نہ ہو، یہ بابرکت اور قدرتوں والا ہاتھ آپ نے کئی سینوں پہ پھیر کر بیسوں سالوں کا کفر و شرک نکال دیا اور سینے کو مدینہ بنادیا۔

ہاتھ جس طرف اٹھا غنی کر دیا موج بحر سماجت پہ لاکھوں سلام
(۱۵) ساری رات احد پہاڑ کی چوٹی سے الجھنے والے! صبح کی انتظار کر کیونکہ عید کی رات اپنے گیسو سرکار کی بارگاہ میں نذر کرنے والی ہے (غالباً چاند مخاطب ہے)

(۱۶) اے مجمع رسالت کے پروانوں! تمہیں خوشخبری ہو کہ قبلہ کی طرف سے کالی گھٹائیں اٹھی ہیں ایسا لگتا ہے کہ محبوب دو عالم علیہ السلام کی زلفیں ابروؤں پر جھک کے آگئی ہیں، اور چہرہ اقدس پر قربان ہو رہی ہیں۔

(۱۷) دونوں جہان کی شیرازہ بندی میرے آقا کی زلفوں کے پیچ میں ہے اگر ایک لمحہ کے لیے بھی حضور علیہ السلام اپنے گیسوؤں کو جہان سے علیحدہ کر لیں تو دونوں جہانوں کو اپنی حقیقت کا پتہ چل جائے کہ ہم ان گیسوؤں کے سہارے کے بغیر تو زیرو ہیں ان زلفوں نے ہی ہمیں ہیرو بنایا ہوا تھا۔ جن ملکوں میں اسلامی ذہن رکھنے والے لوگ نہیں ہے ان کا حال دیکھ لو کس طرح جہنم کے کنارے پر پہنچ چکے ہیں اور ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

مٹی نہ ہو برباد پس مرگ الہی جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو (آمین)

(۱۸) (جس طرح پسینے کے قطرے نبی اکرم علیہ السلام کی پیشانی اقدس پہ موتی معلوم ہوتے تھے اسی طرح جب آپ بالوں پہ تیل استعمال فرماتے تو تیل موتیوں کی طرح چمکتا اس منظر کو اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں یوں بیان فرمایا ہے کہ) اے رضا! یہ تیل کی بوندیں تو بالوں سے نہیں ٹپک رہیں مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ ستاروں سے بھر پور رات رُخ والضحیٰ پہ ستارے نچھاور کر رہی ہے۔ یہ سارا پروگرام رات کو اس لیے ہو رہا ہے کہ جس طرح حضور علیہ السلام کے چمکنے سے تمام انبیاء کرام جو آسمان نبوت کے ستارے ہیں چھپ گئے کیونکہ آپ منبع انوار ہیں اور تمام انبیاء کو نور آپ ہی سے ملا ہے پھر بھلا آپ کے سامنے وہ کیسے چمک سکتے تھے اسی طرح سورج چونکہ چاند اور ستاروں کا مرکز نور ہے لہذا اس کے طلوع ہونے پر چاند ستارے اپنا بستر گول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے رات نے رات تو رات ہی اپنے ستارے آپ (ﷺ) کے رخسار پہ نچھاور کر دیے (گویا گیسوؤں کی رات تے تیل کے قطرات ستاروں کی شکل میں حضور علیہ السلام کے روشن رخساروں پہ ٹار کئے ہیں۔ یہ اس شعر کا سادہ، عام فہم اور ظاہری مفہوم بنتا ہے)

وصل اللہ علی نور کزو شد نور ہا پیدا
محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود
اگر نام محمد زانیا وردے شفیع آدم
دو چشم ز گیش راکہ مازاغ البصر خوانند
زمین از جب او ساکن فلک در عشق او شیدا
از و شد بود ہر موجود از و شد دیدہ ہابینا
نہ آدم یافتہ توبہ نہ نوح از غرق نجینا
دو زلف عنبر نیش راکہ واللیل اذا یغٹسے
زمعراش چمی پرسی کہ سبحان الذی اسرے

نعت شریف نمبر (۴۱)

- (۱) زمانہ حج کا ہے جلوہ دیا ہے شاہد گل کو
(۲) بہاریں آئیں جو بن پر گھرا ہے ابر رحمت کا
(۳) ملے لب سے وہ مشکیں مہروالی دم میں دم آئے
(۴) پچل جاؤں سوال مدعا پر تھام کر دامن
(۵) دُعا کر بخت خفتہ جاگ ہنگام اجابت ہے
(۶) زبان فلسفی سے امن و خرق والتیام اسراء
(۷) دوشنبہ مصطفیٰ کا جمعہ آدم سے بہتر ہے
(۸) وفور شان رحمت کے سبب جرأت ہے اے پیارے
(۹) پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے نکلا
(۱۰) رضا یہ سبزہ گردوں ہیں کوتل جس کے موکب کے
کوئی کیا لکھ سکے اس کی سواری کے تجمل کو

مشکل الفاظ کے معانی :

* شاہد - عربی میں گواہ کو اور فارسی والے محبوب کو کہتے ہیں یہاں بھی مراد ہے * پرواز - اڑنا * پُر ہائے - پروں (پر کی جمع) * بلبل - عاشق مراد ہے * جو بن - اُٹھتی جوانی * گھرا ہے - چھایا ہے * مشتاق - طالب، متمنی * ساقیا - اے پلانے والے * مُل - شراب (میم کے ضمہ سے) * مشکیں - مشک کے رنگ کی (عمدہ) * ٹپک - درد، ٹیس (کی آواز) * تم عیسیٰ - عیسیٰ علیہ السلام کا مردے کو قم باذن اللہ کہہ کر زندہ کرنا * قلقل - بوتل سے گیس کی آواز کا ٹکنا * پچل جاؤں - جھوم جاؤں * مدعا - مقصد * بہکنا - بھٹکنا * قصد - ارادہ * بے تامل کے - بغیر سوچ و بچار کے * بخت خفتہ - سویا ہوا نصیب * ہنگام اجابت - قبولیت کا وقت * صبح رخ - روشن چہرہ * شبہائے کاکل کو - زلف کی سیاہیوں کو (شب کی جمع شبہائے) * فلسفی - موجودات کا جاننے والا * امن - حفاظت * خرق - پھٹنا، پھاڑنا * التیام - ملنا ملانا * اسراء - رات کو سیر کرنا (معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم) * دور رحمت - رحمت کی گردش * یک ساعت - ایک لمحہ * تسلسل - لڑی پرونا، کڑی، سلسلہ بندی * دوشنبہ -

بروز پیر * خوائے تامل - سوچنے کی خصلت و عادت * وفور - کثرت، زیادتی * جرأت - حوصلہ * بہر خدا - اللہ کے لئے *
صد چاک - سوکڑے (سوزخم) * اجابت - قبولیت * شانہ - کنگی * توسل - وسیلہ، ذریعہ * گردوں - آسمان * کوتل -
خاص گھوڑا * مرکب یا موکب - سواری یا لشکر * تجل - حسن و جمال، شان و شوکت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے اللہ! موسم حج شروع ہو چکا ہے تو نے اپنے پھول (محبوب) کو خوب سنوارا ہوگا (کیونکہ اس کے چاہنے والے دور دور سے اس کی زیارت کے لئے کشاں کشاں جا رہے ہیں) اس بلبل طیبہ (احمد رضا) کے پروں میں بھی طاقت پرواز پیدا کر دے۔ تاکہ اُڑ کر یہ بھی شیر نے پھول کی زیارت کر آئے۔

۔ دروازہ کھولتے ہیں فرشتے قبول کا اک سلسلہ ہے رحمت حق کے نزول کا
دونوں جہان گوش بر آواز ہو گئے میں نام لے رہا ہوں خدا کے رسول ﷺ کا (مظفر وارثی)
(۲) بہاریں (جلوہ یار) اپنے پورے جوہن پر ہیں، رحمت کی کالی گھٹا چھائی ہوئی ہے موسم بھی ہے طریقہ بھی ہے دستور بھی ہے،
پینے والوں کے لب خشک ہیں اے پلانے والے! ان لبوں کو خالص شراب (شراب طہور یعنی جمال یار کی دید) سے بھگنے کی اجازت ہو جائے۔

۔ طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے توحید کی مے ساغر سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے
موسم حج میں اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کو خالص شراب سے تعبیر کیا گیا کہ جیسے شرابی لوگ خالص شراب بڑی چاہت اور شوق سے استعمال کرتے ہیں اللہ کے بندے اس سے زیادہ چاہت و شوق سے حج و زیارت کو جانے کی تمنا رکھتے ہیں۔
اگر کوئی کہے کہ حج کو شراب سے کیوں تشبیہ دی گئی تو بات سمجھانے کے لئے یہ انداز کوئی معیوب نہیں جیسے حدیث شریف میں ہے کہ خوش آوازی سے قرآن پاک پڑھنا اللہ تعالیٰ اتنی محبت سے سنتا ہے جتنے شوق سے کوئی شخص کسی گانے والی محبوب ترین آواز کو سنتا ہے (ابن ماجہ) بہاروں اور ابر رحمت سے مراد بھی مقامات الہیہ ہیں۔ مولانا حسن رضا خان نے بھی ایک جگہ اس مے (شراب) عشق رسول کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

۔ مے سے میں نے کب کی توبہ توبہ توبہ کیسی توبہ
طاق سے ہم نے اٹھا کر شیشہ طاق میں ہم نے رکھ دی توبہ

(۳) جب وہ خالص مہر والی شراب میرے ہونٹوں سے لگے تو جان میں جان آجائے اور بوتل جس میں شراب جوش مار رہی ہے اس کو تم باذن اللہ (جو عیسیٰ علیہ السلام مردے کو زندہ کرتے ہوئے فرماتے تھے) کہوں کہ بوتل کے اندر ہی شوشوں نہ کر اللہ کے حکم سے باہر بھی آجا۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اس انداز سے بات کرنے والے کے بارے میں ہی فرمایا ہے۔

۔ خوش تر آں باشد کہ سز دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگران

(۴) دامن محبوب کو مضبوطی سے پکڑ لوں اور اپنا مقصد ضد کر کے منوالوں چاہے بہانہ بہک جانے اور بھول جانے کا بنانا پڑے

(کہ غلطی ہو گئی ہے) اگرچہ بغیر سوچے جان بوجھ کر ہی جرم کیا ہو۔

حج بیت اللہ اور رحمت الہی:

یعنی کعبے کے پردوں سے چٹ کر زور و کراہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کے لیے بخشش کی دعا کروں اور اتنا اصرار کروں کہ لوگ سمجھیں چھوڑو! کوئی دیوانہ ہے حالانکہ میں تو قصد اور ارادہ کرتا ہوں کہ چہ بغیر سوچے ہی سہی، گناہ کا ارتکاب کر چکا ہوں۔

حرم شریف میں ایسے بہت سے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے حضرت غوث پاک کا واقعہ لکھا ہے کہ ساری رات دعا کرتے رہے اے اللہ یا میرے گناہ معاف کر دے یا مجھے قیامت کے دن نابینا کر کے اُتھانا تاکہ تیری مخلوق کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ (گلستان سعدی؛ ملخصاً)

ایک بزرگ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ غلاف کعبہ پکڑ کر کہہ رہے تھے یا اللہ میں حج کرنے آیا ہوں اور لفظ حج میں دو حروف ہیں حا اور جیم۔ حا سے تیرے حلم کی سمجھ آتی ہے اور جیم سے مرے جرموں کی طرف اشارہ ہے لہذا تو اپنے حلم سے میرے جرم معاف کر دے۔ یا حا سے میری حاجات اور جیم سے تیرا جود مراد ہے تو اپنے جود و کرم سے میری حاجات پوری فرما دے یا حا سے میری حلاوت ایمانی اور جیم سے تیری جلالت و سلطانی مراد ہے لہذا اپنی جلالت سے میری حلاوت ایمانی کو شیطان سے محفوظ رکھ اللہ تعالیٰ کو اس کی دعا پسند آئی اور فرمایا جو تو نے مانگا میں نے عطا کر دیا۔ (خلاصہ)

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں میں نے ایک شخص کو مسلسل چودہ سال حج کے لئے مکہ میں آتے دیکھا اور جب بھی لبیک کہتا تو لا لبیک کا باقاعدہ جواب آتا یعنی وہ کہتا اے اللہ میں حاضر ہوں تو جواب آتا نہیں تیری حاضری قبول نہیں ہے۔ حضرت مالک کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کہا! چودہ سال سے تو لا لبیک کی آواز نہیں سن رہا! اس کے باوجود ہر سال آ کے لبیک کہتا ہے اس نے کہا تو چودہ سال کی بات کرتا ہے میں چودہ ہزار سال بھی لا لبیک سن کر حاضر ہی نہ چھوڑوں گا۔ اتنی بات ہوئی تو آسمان سے ایک کاغذ گرا جو میں نے پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا، اے مالک بن دینار! تو میرے بندے کو مجھ سے جدا کرنا چاہتا ہے؟ میں نے اپنے اس بندے کی وجہ سے چودہ سال کے تمام حاجیوں کے حج قبول کر لیے ہیں۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار نے ستر سال اس طرح گزارے کہ دن کو روزہ اور جہاد کرتا اور رات کو نماز پڑھتا ستر سال کے بعد اس زمانہ کے نبی کو وحی آئی کہ اس کو جا کر کہہ دو کہ تیری ستر سال کی محنت ضائع ہو گئی میں نے تیری کوئی نیکی قبول نہیں کی۔ جب اللہ کے نبی نے اس کو بتایا تو وہ اُٹھ کر خوشی سے وجد کرنے لگا، نبی اللہ حیران ہوئے کہ کیسا پاگل ہے ایک دن کی محنت ضائع ہو جائے تو کتنا افسوس ہوتا ہے اس کی تو ستر سال کی عبادت ضائع ہو گئی ہے۔ اس نے کہا! اے اللہ کے پیارے نبی میں پاگل نہیں ہوں، بات دراصل یہ ہے کہ قبول کرنا میرا کام نہیں، عبادت کرنا میرا کام ہے سو میں نے اپنا کام کر دیا آگے اس کی مرضی وہ جانے اور اس کا کام مجھے اس سے کیا؟ اسی وقت وحی آ گئی کہ اس کو کہہ دو سب قبول ہے۔ (اسرار الاولیاء)

دور حاضر کا ایک ایمان افروز واقعہ:

مجھے میرے ایک نہایت ہی پیارے دوست میاں صادق محبوب صاحب (محبوب ایسوسی ایٹس) نے یہ واقعہ اپنے ایک بڑے ہی ذمہ دار اور ثقہ دوست کی طرف سے بیان کیا کہ چند سال پہلے کی بات ہے کہ حج کے موقع پر میں خود حرم کعبہ میں موجود تھا اور

ہزاروں زائرین اس واقعہ کے گواہ ہیں، ایک قبائل علاقے کا پٹھان بزرگ اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو زبان میں کعبہ کا غلاف تھام کر اللہ تعالیٰ سے یوں مخاطب ہوا، اے اللہ میں پٹھان ہوں اور ہمارا یہ دستور ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا مجرم بھی جب ہماری پناہ میں آجاتا ہے تو ہم اس کو امن دے دیتے ہیں اور اپنی جان سے زیادہ اس کی حفاظت کرتے ہیں، میں اگرچہ بڑا گناہ گار ہوں اور اپنے جرائم کا اعتراف کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اب یا تو میری معافی کا اعلان کر دے اور مجھے آواز سنائی دے یا پھر صاف صاف انکار کر دے کہ تیری بخشش نہیں ہو سکتی تاکہ میں ابھی تیرے محبوب کی بارگاہ میں جاؤں اور ان سے شکایت کروں۔

اس نے کئی بار ایسا کہا اور لوگ جو اس کی زبان سمجھتے تھے ڈر بھی رہے تھے اور حیران بھی ہو رہے تھے کہ اچانک ایک آواز آئی جس کو سن کر دل دہل گئے ”جاتیری بخشش ہو گئی“

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۵) اللہ کی رحمت و بخشش کا دریا بڑا وسیع ہے ہزاروں واقعات موجود ہیں کس کس کو بیان کیا جائے اے سوتے نصیب والے زائر حرم! اٹھ اور سستی نہ کر قبولیت کا وقت ہے تیرے محبوب نے روشن چہرے سے سیاہ زلفوں کو ہٹا دیا ہے یعنی اللہ نے اپنی رحمتوں کے سارے دروازوں کو کھول دیا ہے۔ تو مانگتا جاوہ عطا کرتا جائے گا۔

یا الہی رحم کن برماہمہ عفو کن جملہ گناہ ماہمہ

(۴) فلسفی جو معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری ہے کہ آسمان پھٹنے اور پھٹ کر پھر مٹنے سے محفوظ ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیسے اوپر چلے بھی گئے اور واپس آ بھی گئے تو اس کو بھی ہم یہی جواب دیں گے کہ حضور علیہ السلام اللہ کی رحمت کی رو میں معراج پہ گئے اور واپس آئے اور اس کی رحمت سے کوئی بعید نہیں جیسے ایک ساعت اور لمحہ کو کسی کے لئے لمبا کر دے کسی کے لئے ایک ساعت ہی رہنے دے جیسے اصحاب کہف کے لئے ایک دن یا آدھا دن اور دوسروں کے لئے ثلاث مائۃ سنیں واز دا دوا تسعا۔ تین سو نو سال۔ عزیز علیہ السلام کے لئے یوما او بعض یوم لیکن دوسروں کے لئے مائۃ عام سو سال۔ اس کی رحمت سے طی زمانی بھی بعید نہیں اور طی مکانی بھی محال نہیں، کیونکہ اس کی شان ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قلیو۔ وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

تاابد یارب ز تو من لطفھا دارم امید از تو گر امید ببرم از کجا دارم امید
ہم فقیرم ہم غریبم، بیکس، بیمار و ناتواں یک قدح زان شربت دار الشفاء دارم امید
ہر کسے امید دار داز خدا و جز خدا لیکر عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید

(سیدنا غوث اعظم جیلانی)

(۷) آدم علیہ السلام کی ولادت باسعادت جمعۃ المبارک کے بابرکت دن میں ہوئی اور پیر دے دن جہانناں دا پیر آ گیا۔ تو اس لحاظ سے دیکھا جائے تو پیر جمعہ سے افضل ہے اس میں سوچنے اور تامل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہمارے حضور چونکہ وجہ تخلیق کائنات ہیں اگر آپ نہ ہوتے تو نہ آدم ہوتے نہ کوئی اور نبی نہ جمعہ ہوتا نہ کوئی دن نہ کوئی رات نہ کوئی ذات نہ کوئی بات۔

محمد باعث حسن جہاں ، ایمان ہے میرا محمد حاصل کون و مکاں ، ایمان ہے میرا
محبت ہے جسے غار حرا میں رونے والے سے وہ انساں ہے خدا کا راز داں ، ایمان ہے میرا
(ساغر صدیقی)

اہل اسلام ہمیشہ سے ہی ولادت نبوی والے دن کا احترام کرتے آئے ہیں اس دن صدقہ و خیرات، محافل میلاد، خوشی کا اظہار، اطعام الطعام وغیرہ اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے (دیکھئے مواہب لدینہ ص ۱۳۸، ج ۱۔ مولد خیر خلق: شیخ فتح اللہ بنانی مصر۔ المدخل: امام ابن الحاج)

الحاوی للفتاویٰ میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ شیخ ابو لطیف محمد بن ابراہیم البستی (المتوفی ۳۹۵ھ) بارہ ربیع الاول شریف کو ایک مدرسہ کے پاس سے گزرے جہاں استاد بچوں کو پڑھا رہا تھا، شیخ نے مدرسہ کے انچارج کو فرمایا یا فقیہہ هذا یوم السرور اصرف الصبیان۔ اے استاد! آج تو خوشی کا دن ہے، بچوں کو چھٹی کرو۔ (ص ۱۹۷، ج ۲)

اس کی رحمت کی بھلا آخری حد کیا ہوگی دوست کی طرح جو دشمن کو دعا دیتا ہے
وہی سرسبز کرے گا مرے ویرانوں کو آندھیوں کو بھی جو کردار ضبا دیتا ہے

(جمال از احمد ندیم قاسمی: ۴۰)

(۸) اے ہمارے پیارے آقا! آپ کی رحمت کے دریا کی وسعتوں کو دیکھ کر آپ کی بارگاہ میں بے دھڑک بات کرنے کی جرأت کر لیتے ہیں ورنہ کہاں آپ کی بارگاہ اور کہاں ہم جیسے گدائے بینوا، خدا را! ہمارا اسی طرح پردہ رہنے دیجئے تاکہ کل بروز حشر شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

خراہم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ جمال خود نما رنجے بجان زار شیدا کن
بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما بلطف خود سرو سامان جمع بے سرو پا کن
(شیخ عبدالحق محدث دہلوی، بحوالہ اوج نعت نمبر ۸۵)

(۹) جب ہم نے ذکھی دل سے اپنے آقا کا نام نامی اسم گرامی دعا میں لیا تو قبولیت نے آگے بڑھ کر حضور علیہ السلام کے نام اقدس کے توسل کے گیسوں کو نور کی کنگی کرنا شروع کر دی یعنی ہماری گنہگاری کو تو نظر انداز کر دیا اور نام اقدس کے وسیلے کی وجہ سے دما قبول ہونے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی کیونکہ۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد ﷺ
اس لیے حدیث شریف میں ہے کہ جس دعا میں درود شریف نہ پڑھا جائے وہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے، قبولیت کی طرف جا ہی نہیں سکتی بلکہ دوسری حدیث میں ہے کہ اگر دعا کی جگہ کوئی خالی درود شریف ہی پڑھتا رہے تو دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تو جانتا ہی ہے بندے کو کیا چاہیے۔

سنو کہ ساری ثناؤں کا ہے وقار درود پڑھو کہ نعت نبی کا ہے شاہکار درود
صفائے قلب کا اک دلنشین وظیفہ ہے ہمارے جذبوں کو کرتا ہے تابدار درود

کروں میں ان کا تصور تو روشنی دیکھوں سنوں جو اسم محمد ﷺ پڑھوں ہزار درود

(خاطر غزنوی بحوالہ بہار نعت: ۹۰)

(۱۰) اے (گدائے درخیر الوریٰ حضرت امام) احمد رضا! ذرا دیکھ تو سہی تیرے نبی کی کیسی شان و عظمت ہے؟ یہ نیلا آسمان جھک کر تیرے نبی کو سلام عرض کر رہا ہے، جنت کی حوریں اور فرشتے آپ کی سواری کے ساتھ عزت افزائی کے لئے چل رہے ہیں، تو پھر تو خود ہی سوچ لے کہ معراج کے دولہا کی سواری کا مقام کیا ہوگا اور اس پہ سوار ہونے والے تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و مرتبہ کیا ہوگا۔

آنجہ قصیدہ خوانی لذات سیم و زر اینجا فقط حدیث نشاط لقاے تو

آتش فشاں ز قہر و ملامت زبان شیخ از اشک تر ز درد غریبان ردائے تو

(فیض احمد فیض بحوالہ ماہنامہ الرشید: ۱۱۹۹)

-----* * *-----

نعت شریف (۴۲)

- (۱) یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جاں ہم کو
(۲) دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں
(۳) جس تبسم نے گلستان پہ گرائی بجلی
(۴) کاش آویزہ قندیل مدینہ ہو وہ دل
(۵) عرش جس خوبی رفتار کا پامال ہوا
(۶) شمع طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
(۷) خوف ہے سمع خراشی سگ طیبہ کا
(۸) خاک ہو جائیں درپاک پہ حسرت مٹ جائے
(۹) خار صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
(۱۰) تنگ آئے ہیں دو عالم تری بیتابی سے
- پھر دکھا دے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو
کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں ہم کو
پھر دکھا دے وہ ادائے گل خنداں ہم کو
جس کی سوزش نے کیا رشک چراغاں ہم کو
دو قدم چل کے دکھا سرو خراماں ہم کو
ہاں جلا دے شریر آتش پنہاں ہم کو
ورنہ کیا یاد نہیں نالہ افغاں ہم کو
یا الہی نہ پھرا بے سروساماں ہم کو
وحشت دل نہ پھرا بے سروساماں ہم کو
چین لینے دے تپ سینہ سوزاں ہم کو

مشکل الفاظ کے معانی:

* تن و جان - جسم اور جان * مہر فروزاں - روشن سورج * خود رفتہ - بے خود و بے ہوش * جلوۂ جاناں - محبوب کا نظارہ * تبسم - مسکراہٹ * گلستان - باغ * گل خنداں - مسکراتا پھول * آویزہ - لٹکا ہوا * قندیل - فانوس، لالٹین * سوزش - جلن * رشک چراغاں - چراغوں کا (ہم پہ) حسد کرنا * خوبی رفتار - چلنے کا عمدہ انداز * پامال - پاؤں میں روندنا ہوا * سرو خراماں - محبوبانہ چال * شمع طیبہ - مدینے کا چراغ * شرر - شعلہ، انگارہ * آتش - آگ * پنہاں - پوشیدہ * سمع خراشی - کان چھیلنا جس کو پنجابی میں "کن کھانا" کہتے ہیں، تنگ کرنا، زبردستی باتیں سنانا * سگ طیبہ - مدینے کا کتا * نالہ افغاں - آہ و زاری * خاک ہو جائیں - فنا ہو جائیں * حسرت - تمنا * پھرا - لوٹا * بے سروساماں - خالی ہاتھ * خار صحرائے مدینہ - مدینے کے جنگل کا کاٹنا * وحشت دل - دل کی گھبراہٹ * بیتابی - بے چینی * چین - آرام * تپ سینہ - سینہ کی گرمی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) محبوب خدا کی یاد نے ایسا بے خود و وارفتہ بنا دیا ہے کہ اپنے جسم و جاں کی بھی ہوش تک نہیں رہی، اے روشن سورج (۱)

سراجا منیر) ایک بار پھر اپنا رخ والٹھی دکھا دیجئے۔ (جیسے پہلے کئی دفعہ کرم فرما کر زیارت سے ہمکنار کیا ہے اب کی بار اور بھی مہربانی فرمادیں) جیسے غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اور دیگر کئی اولیاء کرام کو بیداری میں کئی کئی مرتبہ سرکار کا دیدار نصیب ہوا اسی طرح اعلیٰ حضرت کو بھی ایک سے زیادہ مرتبہ یہ نعمت میسر آئی جس کو کبھی ۔ وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں۔

سے تعبیر کیا اور کبھی ۔ پھر دکھا دے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو۔ سے اشارۃً بیان کیا۔

ایک مرتبہ جبل پور کے جلسہ عام (محفل میلاد شریف) میں دوران تقریر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے لگے بعد میں کئی علماء کرام (مفتی برہان الحق وغیرہ) نے بتایا کہ عین اسی وقت میری آنکھ لگ گئی تھی تو مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی اور اعلیٰ حضرت کو جاگتے ہوئے دیدار ہو رہا تھا۔

رحمت کے نظارے ہیں میلاد کی محفل میں
سرکار کو یہ محفل کیسے نہ لگے پیاری
اے عقل کے دیوانو! کیوں ہم سے الجھتے ہو
میلاد کی محفل میں ہم اس لیے جاتے ہیں

بخشش کے اشارے ہیں میلاد کی محفل میں
سرکار کے پیارے ہیں میلاد کی محفل میں
ہم عشق کے مارے ہیں میلاد کی محفل میں
سرکار ہمارے ہیں میلاد کی محفل میں

(پروفیسر فیض رسول فیضان)

(۲) اے میرے آقا! میں مانتا ہوں کہ ایک مدت کے بعد آپ کے دربار کی حاضری نصیب ہو رہی ہے لیکن اے میرے پیارے آقا! اگرچہ مجبوری کی وجہ سے اتنا لمبا وقفہ ہو گیا مگر جہاں بھی رہوں آپ ہی کے خیال میں مست و بے خود رہتا ہوں اور آپ کے دین کا کام ہمہ وقت مجھے مصروف رکھتا ہے کیونکہ۔

منشا یہی ہے سلسلہ قیل و قال کی ہوتی رہے تعریف تیرے حسن و جمال کی

(۳) جو صورت دکھا کر آپ نے ہمیں اس قدر بے مست و بے خود بنادیا ہے کہ اپنی ہوش بھی نہیں رہی گویا ہماری زندگی کے باغ کی بہار آپ کے قدموں پہ قربان ہو گئی، ایک بار پھر پھول کی طرح مسکراتا چہرہ بانداز محبوبانہ دکھا دیجئے۔

اس چہرہ انور کی ضیاء یا شیوں کو ایک کشمیری شاعر نے بزبان کشمیری یوں بیان کیا ہے۔

واللیل مویکہ سینین مست چہ زء عالم
کل روئے عنبر بوئے سنبل موئے زگس چشم

والشمس تہند وہی جلوہ رخسار مدینس
تہ حسنہ فو لمت جنتوک جنتوک گلزار مدینس

(عبدالاحد ناظم)

ترجمہ:

”واللیل جیسے خوبصورت موئے یار سے دونوں عالم اور اس کے والشمس جیسے پر نور رخسار سے مدینہ روشن ہے۔ ان کے گل روئے، عنبر بوئے، سنبل موئے اور زگس چشم حسن سے محبت کی پھلوا ری کھلی ہوئی ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ و تبسم کے بارے میں احادیث کے اندر آتا ہے۔ کالنور ینخرج من بین ثناہما۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۸) کہ جب آپ بولتے یا مسکراتے تو دانتوں سے ایسا نور نکلتا۔ یتلا لؤ فی الجدر (بیہقی، خصائص کبریٰ)

ص ۸۴، ج ۱) دیواریں روشن ہو جاتیں اور آپ اکثر تبسم ہی فرماتے تھک یعنی کھلکھلا کر کبھی کسی خاص واقعہ پر ہی ہنستے۔ جیسا کہ روزہ توڑنے والے اعرابی، جس کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا اور پھر کھجوروں کا ٹوکرا ہی عنایت کر دیا۔ (مشکوٰۃ) اور اس کے علاوہ چند خاص (نجیب و غریب قسم کے) واقعات پر آپ کا تھک ثابت ہے اور قہقہہ مار کر تو آپ کبھی ساری زندگی نہ ہنسے اسی لیے قہقہہ کو علماء نے مکروہ فرمایا ہے اور زیادہ ہنسنا بھی اچھا نہیں کیونکہ حدیث شریف کے مطابق زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ کثرة الضحك تمیت القلب۔ اعلیٰ حضرت دوسری جگہ حضور علیہ السلام کے تبسم سے گمشدہ سوئی ملنے ایک بڑا مشہور واقعہ جو ابن عساکر نے بیان کیا ہے، ایک شعر میں بیان کرتے ہیں۔

سوزن گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے شام کو صبح بناتا ہے۔ اجالا تیرا

(۴) اے میرے دل! کاش تو مدینہ شریف میں فانوس ہوتا کہ جب تو نے لٹکنا ہی ہے تو محبت مصطفیٰ میں لٹک کر غلامان مصطفیٰ کو روشنی پہنچا کر کوئی خدمت سرانجام دی ہوتی، کیونکہ تیری جلن نے تو ہمیں رشک چراغاں بنا دیا ہے کہ دنیا کے چراغ (میرے دل کی نورانیت پر رشک کرتے ہیں کہ یہ روشنی اتنی صاف و شفاف کہاں سے آئی ہے شاید جاننے نہیں کہ یہ محبت رسول کی روشنی ہے جس میں دھویں کا نام و نشان تک نہیں ہے)

(۵) اے میرے پیارے آقا! جس محبوبانہ چال سے آپ نعلین سمیت عرش معلیٰ کی بلندیوں پہ چلتے رہے اسی ناز و ادا سے دو قدم میرے دل کی اجڑی بستی میں بھی خرام ناز کیجئے تاکہ اس کو آرام و سکون کی دولت میسر آ سکے۔ کیونکہ آپ ہی کے دم قدم سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں اور سکون قلب نصیب ہوتا ہے۔

دنیا سے کفر و شرک کی سب کلفتیں مٹیں محمود جب وردو رسول خدا ہوا
(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۴۸)

تفسیر روح البیان میں ہے

وقیل للجیب تقدم علی بساط العرش بنعلیک تشرف العرش بغبار نعال
قدمیک ویصل نور العرش یا سید الکونین الیک (زیرایت فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی)

اے دونوں جہانوں کے سردار مدنی سرکار آقا! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پہاڑ پر جوتے اتارنے کا حکم تھا لیکن آپ میرے عرش معلیٰ پہ بمعہ نعلین آئیے تاکہ عرش اعظم آپ کے جوڑوں کی خاک چوم کر عزت پائے اور عرش والے کا نور بلا واسطہ آپ تک پہنچے۔

ثابت ہوا کہ عرش معلیٰ پر حضور علیہ السلام کا بمعہ نعلین تشریف لے جانا عرش کی توہین نہیں (جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے) بلکہ عرش کے لیے باعث عزت ہے اور پھر اگر آپ کے غلام بلال حبشی جو توں سمیت جنت میں چلیں اور ان کے جو توں کو آواز امام الانبیاء سنیں اور فرمائیں اے بلال! یا رب تو کونسا عمل کرتا ہے کہ میں جب بھی جنت میں گیا ہوں تیرے جو توں کی آہٹ اپنے آگے آگے سنی ہے (جیسا کہ حدیث میں ہے) تو جنت کی عزت میں فرق نہ آئے تو محبوب خدا کی نعلین پاک سے عرش معلیٰ کی عزت بھلا

کیوں کم ہوگی۔ جن علماء نے اس مسئلہ پر بحث فرمائی ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرات، انہوں نے نفس مسئلہ کا انکار نہیں فرمایا صرف حدیث کی سند پر بحث کی ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے سندھی زبان میں کیا خوب کہا۔

جکری جھو جوان ژسان کو نہ ژتھن م مھڑ مژنی مرلین سرس سندس شان
فکان قاب قوسین او ادنیٰ ای میسرتیں مکان ای اگی جو احسان جھن ہادی مژیم مھنود

ترجمہ:

”بے مثل و بے مثال جوان (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے کوئی نبی یا مرسل کائنات میں پیدا نہیں ہوئے۔ ان کی شان اتنی بلند ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رو برو ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ایسا ”معراج“ کا رتبہ کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا احسان حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کہ انہیں عرش عظیم پر بلا کر شرف ملاقات بخشی۔“

نعلین تیرے آقا! ہیں تاج نیازی کا کچھ اور نہ جانے ہے آقا تیرا شیدائی

(عبدالستار نیازی)

(۶) میں تو مدنی شمع کا پروانہ ہوں اور پروانہ بھلا شمع سے کب تک دور رہ سکتا ہے لہذا اے دل میں چھپی عشق کی چنگاری! شعلہ زن ہو کر ہمیں جلادے مطلب یہ ہے کہ۔ یا قلب مدینے جا پہنچے یا دل میں مدینہ آجائے۔ اس کی وجہ کسی نے یوں بیان کی۔

شمع جلتی ہے تو پروانے بھی جل جاتے ہیں دولت دیدہ عاشق تو چل جاتے ہیں

(۷) آہ وزاری کرنے کو دل چاہتا ہے طریقہ بھی خواب آتا ہے اور محبوب کے دربار پہ حاضری کے وقت دل مچلتا ہے کہ اپنا رونا روؤں اور دکھڑے سناؤں مگر ایسا نہیں کرتا، اس لیے کہ کہیں طیبہ نگر کی گلیوں کے کتوں کے آرام میں خلل پیدا نہ ہو جائے اس لیے ہاتھ سے ادب کا دامن نہیں چھوڑتا اور سب کچھ سینے میں لیکر واپس آ جاتا ہوں۔ رہی دل کی دل ہی میں حسرتیں نہ وہ سن سکے نہ میں سنا سکا۔ کیونکہ۔ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے۔

(۸) اے میرے اللہ! اس بار کی حاضری میں میری یہی ایک دعا ہے کہ تیرے محبوب کے در پہ فنا ہو کر خاک ہو جاؤں تاکہ حسرت تو باقی نہ رہے۔ تجھ سے التجا و امید ہے کہ میری اس دعا کو پورا فرمائے گا اور مجھے محروم واپس نہیں لوٹائے گا۔

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
گردقت اجل سرتری چوکھٹ پہ پڑا ہو جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

(مولانا حسن رضا خان)

(۹) کہیں ایسا نہ ہو کہ عشاق مدینہ کی کثرت کی وجہ سے مدینے کے کانٹے ختم ہو جائیں اور ہمارے ہاتھ کوئی بھی کانٹا نہ لگے اے وحشت دل! تو ہمیں جنگلوں اور پہاڑوں میں نہ پھراؤ اور جلدی مدینے پہنچنے کا انتظام کر۔ یا مطلب یہ ہے کہ جو کانٹا مدینہ کی گلی کا میرے پاؤں میں چبھا ہوا ہے جس کو میں نے عشقیت کی وجہ سے نہیں نکالا اے دل! تیری گھبراہٹ جو مجھے کوہ و بیاباں میں پھر رہی

ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ چل چل کر وہ کاٹنا پاؤں سے نکل جائے اور میں اس نعمت سے محروم ہو جاؤں۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ کہ سب جنتیں ہیں ثار مدینہ
مبارک رہے عند لیو تمہیں گل ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

(۱۰) اے میرے دل! تیری بے چینی اور اضطراب نے دونوں جہاں بیزار کر رکھے ہیں ذرا ٹھہر بھی جا اور اپنی جلن کو کم کرنا کہ دو گھڑیاں سکون سے اپنے محبوب کے قدموں میں گزار لیں۔ دوسرا مطلب اس شعر کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دل سے محبوب خدا مراد ہوں اور بے تابی سے آپ کا ہجر و فراق۔ تو اب مطلب یہ ہوگا کہ اے میرے آقا! دونوں جہاں آپ کے ہجر و فراق میں بے چین و مضطرب ہیں۔ اپنا جمال جہاں آرا دکھائیے تاکہ ہمارے سینے میں ہجر و فراق کی آگ نے جو ”بھانپڑ“ جلا رکھے ہیں وہ جنت کی ہواؤں میں تبدیل ہو جائیں اور ہمیں چین و قرار نصیب ہو۔

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

اے جنوں اب تو ملے رخصت زنداں ہم کو
اے ملیح عربی کر دے نمک دان ہم کو
نہ دے تکلیف چمن بلبل بستاں ہم کو
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستان ہم کو
یوں نہ بے چین رکھے جوش عصیاں ہم کو
تیز ہے دھوپ، ملے سایہ داماں ہم کو
تاکے خون رلائے غم ہجراں ہم کو
پرزے کرنا ہے ابھی جیب و گریباں ہم کو
اپنا آئینہ بنا اے مہ تاباں ہم کو
نذر دیتے ہیں چمن مرغ غزل خواں ہم کو

(۱۱) پاؤں غربال ہوئے راہ مدینہ نہ ملی
(۱۲) میرے ہر زخم جگر سے یہ نکلتی ہے صدا
(۱۳) سیر گلشن سے اسیران چمن کو کیا کام
(۱۴) جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
(۱۵) گرب پاک سے اقرار شفاعت ہو جائے
(۱۶) نیز حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
(۱۷) رحم فرمائیے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
(۱۸) چاک داماں میں نہ تھک جائیو اے دشت جنوں
(۱۹) پردہ اس چہرہ انور سے اٹھا کر اک بار
(۲۰) اے رضا وصف رخ پاک سنانے کے لیے

مشکل الفاظ کے معانی:

* غربال۔ چھنی، چھاننی جس سے آٹا چھانا جاتا ہے * جنوں۔ وارنگی، پاگل پن * رخصت زنداں۔ جیل سے رہائی
* صدا۔ آواز * ملیح۔ نمکین (آپ کے مباحث والے یعنی نمکین و گندم گوں حسن کی طرف اشارہ ہے) * نمک دان۔ جس میں
نمک رکھا جاتا ہے * گلشن۔ چمن * بستاں۔ باغ * سمائی۔ رچ بس گئی * خزاں دیدہ۔ خزاں رسیدہ (جس باغ کو موسم خزاں نے
اجاڑ دیا ہو) * جوش عصیاں۔ گناہوں کا جوش (بے شمار گناہ) * نیر۔ سورج * حشر۔ قیامت * سایہ داماں۔ دامن کی چھاؤں

* تاب طاقت * تاجکے۔ کب تک * غم ہجراں۔ وچھوڑنے کا صدمہ * چاک۔ پھٹا ہوا * دشت جنوں۔ پاگل ویرانہ (بعض نسخوں میں دشت کی بجائے دست ہے بمعنی ہاتھ یہی زیادہ موزوں ہے) * جیب و گریباں۔ قمیص کا سینے والا حصہ جہاں بٹن لگے ہوتے ہیں (مترادف المعنی ہیں) * آئینہ۔ شیشہ * مہ تاباں۔ چمکدار چاند * وصف۔ تعریف * نذر۔ نذرانہ، تحفہ * مرغ غزل خواں۔ چہچہانے والے پرندے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) (عاشقان رسول ﷺ) کو جب محبوب علیہ السلام کی یاد ستاتی ہے تو وسائل کی پرواہ کیے بغیر برہنہ و پیادہ باہی سوائے طیبہ چل نکلتے ہیں آج سے صرف پچاس سال پہلے تک قافلوں کے قافلے اسی طرح چلتے تھے چنانچہ مفتی اعظم پاکستان سیدی ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پیدل حج فرمایا پھر حالت کیا ہوئی اس کو اعلیٰ حضرت اس شعر میں بیان فرماتے ہیں (پاؤں چھلنی ہو گئے مگر ابھی تک گنبد خضریٰ دکھائی نہیں دے رہا۔ چل اب جانے بھی دے اے عشق! اب تو جیل سے رہائی مل جائے یعنی دوری ختم ہو اور مسجد نبوی کے مینار نظر آئیں۔

(۱۲) (حسن طلب رضائے حبیب اور وصال یار کے لئے بہانے کا انداز ملاحظہ فرمائیں) اے میرے پیارے آقا! میرے جگر کے ہر زخم سے ہر دم یہ صدائے شوق بلند ہوتی رہتی ہے کہ اے عرب کے نمکین حسن والے آقا! کاش میں تیرا نمک دان ہوتا تاکہ ایک تو نمک سے میرے زخم تازہ رہتے اور درد عشق کی لذت سے ہمکنار رہتا (کیونکہ زخم پہ نمک لگے تو درد بڑھ جاتا ہے) اور دوسرا آپ کے دیدار کی دولت نصیب رہتی۔ اسی لیے تو۔

جب نہیں ملتی کہیں سے بھی سکون کی دولت تیری محفل تیرے دیوانے سجا لیتے ہیں
مولا ناجامی علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت کے اس جذبے کو یوں بیان فرمایا۔

سگت را کاش جامی نام بودے کہ آمد بر زبانت گا ہے گا ہے
اے میرے آقا! کاش آپ کی گلی کے کسی کتے کا نام جامی ہوتا تاکہ آپ کبھی اس کو بلا تے تو اسی بہانے میں کہتا کہ حضور نے میرا نام لیا ہے اور پھر وجد میں آکر کہتا۔ ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے۔ بڑے بڑے سرکار کے عاشق و واصف ہوئے ہیں سب ہمارے سر کے تاج آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں مگر یہ بات یاد رہے کہ۔

واصفوں میں حضرت حسان سب کے پیشوا ہاں بہت گذرے ہیں سعدی جامی جیسے مقتداء
سلطان نعت اردو میں کافی اور جناب احمد رضا ہے بلبل رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے تیرا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حضرت مولانا مفتی محمد اجمل شاہ علیہ الرحمۃ کی اعلیٰ حضرت کی نعت نمبر ۳۶ کے مقطع کے مصرعہ ثانیہ پر تفسیر)

(۱۳) مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے باغ کے قیدیوں کو اے بلبل! تو کس چمن کی سیر کا کہہ رہی ہے ہمیں اس قید سے رہائی کی خبر سنا کر تکلیف نہ پہنچا (اے میرے آقا! اس کو منع کریں کہ ہمیں آپ کے قدموں سے جدا ہونے کی دعوت نہ دے کیا اس کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ۔

سیر گلشن کون جانے دشت طیبہ چھوڑ کر سونے جنت کون دیکھے در تمہارا چھوڑ کر
۱۴۔ ہماری نگاہوں میں جب سے مدینہ کی بہاریں ساگئی ہیں تو دنیا بھر کے خوبصورت سے خوبصورت باغ بھی خزاں رسیدہ
اور ویران سے نظر آتے ہیں یعنی۔ اب میری نگاہوں میں چٹا نہیں کوئی۔

(۱۵) اے پیارے آقا! آپ کی شفاعت پہ یقین تو ہے مگر علم الیقین ہی ہے ناں، اگر مہربانی فرمائیں اور دیدار کرا کے چاہے
خواب میں ہی سہی اپنی زبان سے خاص میرے لیے بھی فرمادیں کہ ”ہاں میں تیری شفاعت بھی فرماؤں گا اے احمد رضا!“ تاکہ عین
الیقین کی دولت نصیب ہو جائے پھر حق الیقین تو ہوگا ہی ہوگا۔ اور میرے گناہوں کا جوش مجھے تنگ بھی نہ کر سکے گا۔

اس شعر میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضرت ربیعہ [کی ادا پنائی ہے کہ جب ان کو حضور نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے
تو انہوں نے عرض کیا اسئلك مرافقتك فی الجنة۔ حضور جنت میں آپ کا قرب مانگتا ہوں یعنی جنت بھی مانگ لی اور جنت
میں قرب بھی مانگ لیا۔

اور اعلیٰ حضرت نے شفاعت کی بھیک بھی بڑے اچھوتے انداز میں طلب کر لی ہے اور اس کے پردے میں دیدار کی
حسرت کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ عاشقان اور خوبان خوب تر۔

(۱۶) اے میرے شفاعت والے آقا! قیامت کے سورج نے اپنی گرمی و دھوپ سے اہل محشر کھلبادیا ہے مہربانی فرمائیے
اور اپنے غلاموں کو اپنے دامن رحمت کا سایہ عطا کیجئے۔

(۱۷) اے میرے کریم آقا! آپ کے ہجر و فراق کے صدموں کو برداشت کرنے کی اب طاقت نہیں رہی اپنا خون تو آنسوؤں کی
شکل میں نکال چکا ہوں اب جان باقی ہے اور۔ یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے۔ لیکن اس کے جسم سے نکلنے سے پہلے
بس اس کو ایک بار اپنے دیدار کی بھیک عطا کر دو۔

وچھوڑے دے میں صدمے روز جھلاں یا رسول اللہ کراں میں تیریاں دن رات گلاں یا رسول اللہ
ہوائے وکدی اے لے جا مدینے اتھر و میرے تے آکھیں ہو رکیہ میں نظر گھلاں یا رسول اللہ
کیونکہ۔ ان آنسوؤں کے سوا میرے پاس کچھ نہیں

(۱۸) اے جنون، دیوانگی و خود رنگی کے ہاتھ! صرف دامن پھاڑ کر ہی تھک نہ جانا ابھی تو ہم نے صدمہ ہجر میں گریبان کے بھی
پر نچے اڑانے ہیں اور اس کو ریزہ ریزہ کر دینا ہے۔ کیونکہ محبوب ہی ایسا ہے کہ جب مجنوں کی لیلیٰ کی محبت میں حالت اتنی تباہ ہو سکتی
ہے حالانکہ

(مولانا روم) از در خوبان تو افزوں نیستی

تو پھر ہمارا محبوب تو وہ ہے کہ۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ہماری حالت پھر کیوں نہ یہ ہو کہ۔

سر کٹے کنبہ مرے اور گھر لے دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

(۱۹) اے میرے پیارے آقا بس ایک بار اور صرف ایک بار رخ انور سے پردہ ہٹائیے اور آئینہ تو آب دیکھتے ہی ہیں بس وہ ایک نظر ہماری طرف تک لیں تاکہ ہمارے دل کے آئینے میں آپ کی تصویر آجائے اور پھر میں جھومتا پھروں اور جھومتا جھومتا رہوں رہوں کہ۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکانی دیکھ لی
(۲۰) یوں نہ سمجھنا کہ میں سرکار کی نعت کہتا ہوں تو مجھے ملتا کچھ نہیں بلکہ مجھے تو باغِ بلبل بھی محبتوں کا اندازہ ہوتا ہے اور پھر کیا یہ کم انعام ہے کہ آقا لی بارگاہ میں میری تعظیم قبول ہیں اور مجھے میرے آقا نے اپنے درباریِ نعت خواں حضرت حسان کی ہارٹی میں شامل کر لیا ہے۔ جبکہ ہمارے لیڈر کا نظریہ تھا کہ۔

ما ان مدحت محمد بمقالتی لیکن مدحت مقالتی محمد
میں اپنے شعروں سے حضور کی تعریف میں اضافہ تو نہیں کر سکتا بلکہ حضور کے ذکر سے اپنے الفاظ کی شان بڑھاتا ہوں
تو پھر احمد رضا گدائے درخیر الوریٰ کا بھی اس طرح کا ہی نظریہ ہونا پاتا ہے کہ۔
اعظم میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات نام اپنا اُن کے ذکر سے بچتا رہا ہوں میں
حدیث شریف کا خلاصہ ہے کہ معلم خیر کے لئے ہر کوئی دعا گو ہوتا ہے حتیٰ الحوت فی بحرہ والسمک فی بحرہ۔
مچھلی پانی میں اور چیونٹی اپنے سوراخ میں اس کے لئے دعا کرتی ہے۔ (اولما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اے حبیب کبریا ستا د محمد شہ دنیا
انس و جن ملک پہ تا حکہ لولی تل سلام
الصلوة والسلام یا نبی خیر الانام (مشتاق احمد شائق)

ترجمہ:

”اے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے طفیل دنیا و جود میں آئی اسی لیے انسان اور جنات آپ پر سلام پڑھتے ہیں۔ آپ پر درود اور سلام ہو۔ اے لوگوں میں سب سے بہتر!“

-----***-----

نعت شریف نمبر (۴۳)

(ماہ محرم الحرام ۱۲۹۶ھ میں دوسرا حج کرنے کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے کے ارادے پر لکھی گئی)

- | | |
|--|---------------------------------------|
| (۱) حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو | کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو |
| (۲) رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت | اب مدینہ کو چلو صبح دلاآرا دیکھو |
| (۳) آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں | آؤ جو شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو |
| (۴) زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے | ابر رحمت کا یہاں روز برسا دیکھو |
| (۵) دھوم دیکھی ہے در کعبہ پہ بیتابوں کی | ان کے مشتاقوں میں حسرت کا ترپنا دیکھو |
| (۶) مثل پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد | اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو |
| (۷) خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ | قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو |
| (۸) واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا | یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو |
| (۹) اولین خانہ حق کی ضیائیں تو دیکھیں | آخریں بیت نبی کا بھی تجلّا دیکھو |
| (۱۰) زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ | جلوہ فرما یہاں کونین کا ڈولہا دیکھو |
| (۱۱) ایمن طور کا تھا رکن یمانی میں فروغ | شعلہ طور یہاں انجمن آرا دیکھو |
| (۱۲) مہر مادر کا مزہ دیتی ہے آغوش حطیم | جن پہ ماں باپ فدایاں کرم اُن کا دیکھو |
| (۱۳) عرض حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحجاج | آؤ اب دادرسی شہ طیبہ دیکھو |

مشکل الفاظ کے معانی :

* شہنشاہ - شاہ شاہاں یعنی بادشاہوں کا بادشاہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) * رکن شامی - کعبہ معظمہ کا شمالی کونہ
 * وحشت - ڈر، ہیبت * شام غربت - سفر کی رات * صبح دلاآرا - ایسی صبح جو دل کو زینت و آرام دینے والی ہے * جود - کرم، بخشش، عطا * شہ کوثر - حوض کوثر کا مالک (امام الانبیاء علیہ السلام) * زیر میزاب - کعبہ کے پرنا لے (میزاب رحمت) کے نیچے
 * روز برسا - روزانہ بارش * دھوم - ہلچل، زور و شور، جھوم * بیتاب - بے قرار * مشتاق - طالب * حسرت -
 آرزو * پروانہ - پتنگا (چراغ پہ جلنے والا کپڑا) * شمع - موم بتی * گرد - چاروں اطراف * قصر محبوب - اللہ کے محبوب کا محل

* جلوہ - نورانیت * واں - وہاں (کا مخفف) * مطیعوں - تابعداروں، نیکوں * سیہ کاروں - گنہ گاروں * اولین - پہلے
 * آخریں - اب بعد میں * بیت - گھر * تجلا - نور، نظار * عروسوں - عروس کی جمع (دہن) * بناؤ - آرائش و زیبائش
 * کونین - دنیا و آخرت * ایمن طور - وادی امن (طور پہاڑ کی امن والی وادی) * رکن یمانی - یمن کی جانب والا کعبہ معظمہ کا
 کونہ * فروغ - رونق، عزت * شعلہ - لپیٹ * انجمن آراء - رونق محفل * مہر مادر - ماں کی گود * آغوش - گود * حطیم -
 کعبہ معظمہ کا وہ حصہ جس پہ میزاب رحمت گرتا ہے * فدا - قربان * یاں - یہاں * عرض - پیش کرنا، گزارش کرنا * کفیل
 الحجاج - حاجیوں کا کفیل و ضامن * دارری - انصاف کرنا * شہ طیبہ - طیبہ کا بادشاہ (اللہ کے محبوب علیہ السلام)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے حجاج کرام! خوش نصیب ہو کہ تمہیں حج کی سعادت نصیب ہوئی تم نے بیت اللہ شریف کے انوار و تجلیات کو اپنے
 دامن میں سمیٹا، اب میری بات سنو! چلو چلو سوئے طیبہ چلو! اس شہنشاہ ہر دو عالم کی بارگاہ میں جس نے کعبہ کو صنم خانہ سے بیت اللہ
 و قبلہ بنایا ہے، اگر یہ کعبہ ہے اور یقیناً کعبہ ہے تو مدینے کا تاجدار تو کعبہ کا بھی کعبہ (قبلہ) ہے۔

اگر کعبہ کا حج کرنے کا حکم ہے اور اس سے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور حاجی (کیوم ولد تہ امہ) ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج
 ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے (یعنی گناہوں سے پاک) تو زیارت روضہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حکم ہے (ولو انہم اذ
 ظلموا انفسہم جاء وک۔ من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی) اور اس (زیارت)
 سے حضور کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔ اور اس زیارت سے محرومی سعادت دارین سے محروم و بدبختی ہے۔ کیونکہ

ساری دولت خدا کی مدینے میں ہے تاجدار زمانہ مدینے میں ہے
 ان سروں کے یہ سجدے تو کعبے کو ہیں پر دلوں کی عبادت مدینے میں ہے
 کعبے کی حاضری میں بھی لذت تو ہے پر نہیں وہ جو لذت مدینے میں ہے

حضور علیہ السلام چونکہ رحمة للعالمین، نذیر للعالمین۔ مرسل الی الخلق کما فہ (مشکوٰۃ) ہیں اور عالمین و
 کافہ ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے لہذا آپ کو کعبہ کا کعبہ (قبلہ) کہا گیا۔ تفسیر مظہری میں زیارت و لکل وجہہ ہو مولیہا (البقرہ)
 ہے کہ قبلہ کا معنی مرکز توجہ ہے اور ہر مخلوق کا ایک خاص قبلہ یعنی مرکز توجہ ہے جیسے بیت المعمور فرشتوں کا، کعبہ معظمہ انسانوں کا وغیرہ
 وغیرہ قبلیتی انت اور اے محبوب میرا قبلہ (میری توجہ کا مرکز تو ہی ہے قرآن پاک کی کتنی ہی آیات اس پر پیش کر جاسکتی ہیں۔ قد نری
 تقلب وجہک فی السماء۔ نماز کے دوران اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کو دیکھنا فانک باعیننا۔ حضور علیہ السلام کا ہر وقت اللہ کی
 نگاہ میں رہنا لذل یبرک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین۔ اے محبوب جب تو کھڑا ہوتا ہے تو تیرا رب تجھے دیکھتا ہے
 اور جب تو سجدہ کرنے والوں میں گھومتا پھرتا ہے تب بھی تیرا رب تجھے دیکھتا رہتا ہے۔

صحرا حضور آپ کے دم سے چمن ہوا پتھر کا یہ نصیب کہ وہ گلبدن ہوا
 تکمیل کی ہے آپ نے خلق عظیم کا بڑھ کر نہ کوئی آپ سے شیریں دہن ہوا

(احمد ظفر بحوالہ بہار نعت: ۱۵)

کعبہ معظمہ اور مرد مومن:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کعبہ معظمہ کو دیکھ کر فرمایا ما اعظمک واعظم حرمتک والمومن اعظم حرمة عند اللہ منک (ترمذی شریف، حدیث حسن ہے)

اے کعبہ تیری بڑی عظمت و شان ہے لیکن ایک مومن کی عزت و عظمت اللہ کے نزدیک تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔

خود حضور علیہ السلام نے طواف کعبہ کرتے ہوئے کعبہ کو مخاطب کر کے فرمایا ما اطیبک واطیب ریحک والذی نفس محمد بیده لحرمة المومن اعظم عند اللہ حرمة منک۔ (ترمذی ص ۲۹۰۔ ص ۱۷۱ المطالع)

اے کعبہ تو بھی پاکیزہ تیری ہوا بھی پاکیزہ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی عزت تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔

مومن کامل کی کیا شان ہے ذرا چند احادیث کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ اہتز العرش (وفی رواية اهتز عرش الرحمن) لموت سعد بن معاذ (متفق علیہ) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پہ اللہ کا عرش کانپ اٹھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ان الجنة تشاق الى ثلثة على وعمار و سلمان۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۷۰) جنت بھی تین افراد کی طالب و مشتاق، خواہش مند ہے علی، عمار اور سلمان (فارسی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے جنت میں (حضرت) ابوطحہ (رضی اللہ عنہ) کی بیوی کو بھی دیکھا و سمعت خشخشة امامی فاذا بلال (رواہ مسلم ص ۵۶۷) اور میں نے اپنے آگے آگے (جنت میں) حضرت بلال کے جوتوں کی آواز بھی سنی۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما (عظمت کے پہاڑ) حضور علیہ السلام کی صحابہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو جایا کرتے تھے کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزورہا۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام بھی تشریف لے جاتے تھے (مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۴۰) تو جب۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی تو سرکار کا نام کیا ہوگا اور پھر۔

مصطفیٰ کے خیر مقدم کو رسول آتے رہے

مکتب عصمت کی تعلیمات پھیلاتے رہے

مرسلین و انبیاء جذبات عز و شوق سے

نعت محبوب خدا ہر دور میں ”گاتے“ رہے

(سید افتخار حیدر)

الغرض۔ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ زہے نصیب کہ کعبہ کی حاضری کا موقع مل جائے کعبہ کی عظمت سے کون انکاری ہے؟ لیکن روضہ اقدس کی حاضری سے محروم نہ رہنا کیونکہ یہاں روضہ میں تو کعبہ کا بھی قبلہ جلوہ گر ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جھنجھوڑا گیا کہ جن کا عقیدہ ہے کہ مدینہ جاؤ تو مسجد نبوی کی نیت کر کے جاؤ گویا روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ان کی نگاہوں میں اہمیت ہی کوئی نہیں۔ بلکہ بعض بد نصیبوں نے تو روضہ پاک کو گرانے کے فتوے بھی دے دیے ہیں لیکن واللہ یعصمک من

الناس۔ جب اللہ مقام ابراہیم (ابراہیم علیہ السلام) کے قدم کی حفاظت انہی (نجدیوں) سے کروا رہا ہے تو مقام حبیب علیہ السلام کی حفاظت ان سے کیوں نہیں کروا سکتا۔ کیونکہ۔

سرکار دی رحمت ہے اس عالم سارے تے
ڈبے ہوئے سورج نوں الٹا پرتایا اے
ملدا جو فقیراں نوں اوہ گل تے دکھری اے
ون زات تڑپدا ہاں روخے دی زیارت نوں
آقا دی نگاہ ہو گئی جے اوگن ہارے تے
رحمت دی نظامی تے اک نظر کرو آقا

شاہاں دی گدائی ہے آقا دے دوارے تے
دو ٹوٹے جن ہو یا آقا دے اشارے تے
تھاں بھال دے دیکھے نیں شاہ اوس دوارے تے
کر نظر کرم آقا ایس اوگن ہارے تے
میری ڈبی بیڑی وی لگ جاؤ کنارے تے
جنیداہاں میں دنیا تے اک تیرے سہارے تے

اس شعر کے مصرعہ اولیٰ میں لفظ ”شہنشاہ“ پر جو اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی حیات طیبہ میں اعتراض ہو اور اہل محبت نے اس اعتراض کو استفتاء کی صورت میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے جو اس کا جواب عنایت فرمایا اس کا ایک ایک لفظ پڑھنے کے قابل ہے جس سے معلوم ہوگا کہ آپ بحیثیت مفتی اسلام کتنی ذمہ داری کے ساتھ یہ فریضہ نبھاتے تھے اور اللہ نے آپ کو تحقیق کی کتنی صلاحیت عطا فرما رکھی تھی کہ دلائل کے انبار ہیں اور براہین کا ایک خاموش سمندر ہے جو قرطاس و قلم کی صورت میں بہہ رہا ہے۔ میری اپنی خواہش ہے کہ ”کلام الامام الکلام اور“ کلام شاعر بزبان شاعرہ میں جو لطف ہوگا اس کی لذت ہی کچھ اور ہوگی لہذا صرف اس سوال کا جواب من وعن اس نعت کے آخر میں پڑھیے اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کے قلم سے (تاکہ میری یہ کوشش (شرح حدائق بخشش) اعلیٰ حضرت کے اس بابرکت فتویٰ سے زمین سے آسمان تک جا پہنچے) پورا سوال اس لیے نہیں درج کیا کہ سوال کی دو شقیں ہیں ایک کا تعلق۔ خاطر یہ ہے قبضہ تیرا۔ (جو آپ نے غوث اعظم کی شان میں لکھا) اس کا جواب انشاء اللہ ”غوث اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں“ اسی شعر کے تحت من وعن درج کیا جائے گا۔ جبکہ دوسری شق جس میں حضور علیہ السلام کو شہنشاہ کہنے پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے پوری شرح و سبب سے لکھا کہ جن احادیث میں ممانعت آتی ہے ان کا مصداق کیا ہے اور اگر وہ مصداق نہ مانا جائے تو کیا کیا قباحتیں لازم آئیں گی۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس مضمون کو ضرور پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے میں پورے وثوق سے عرض کروں گا کہ تعصب اور ضد بازی کی عینک اتار کر انصاف اور طلب حق کی نیت سے جو اس مضمون کو پڑھے گا اگر اس کے دل میں ذرہ برابر بھی اعلیٰ حضرت کے بارے میں میل رہ گئی تو مجھے اعلیٰ حضرت کے در کا گدانا کہنا۔ اور انشاء اللہ بقول میر درد۔

(تبصرہ)

پھوٹے گا اس ایک شعرے گل زار معرفت

اور اہل علم پہ ضرور یہ حقیقت عیاں ہو کر سامنے آئے گی کہ۔

عشق بھی حسن متانت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
مخزن فلسفہ ہیں، معدن منطق بھی ہیں
آپ کے فیض سے لوٹ آئی بہار رفتہ

دین کا رنگ بھی نکبت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
گلشن رشد و ہدایت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
موج بستان رسالت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

آپ کی فقہی بصیرت کی ہے دنیا قائل
فخر ارباب بصیرت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
صاحب حال ہیں اور شرع کے پابند بھی ہیں
والہ جدت و ندرت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
صرف ارباب نظر ہی کے وہ زہیر تو نہیں
مرجع اہل طریقت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
ایک میرے ہی تو وہ معنوی استاد نہیں
افسر مجلس مدحت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

(پروفیسر حفیظ نائب صاحب، مرحوم نے جلسہ یوم رضا منعقدہ ۱۳۹۳ھ لاہور میں پڑھی)

اس شعر کے تحت مولانا ابوالنور لکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اپنے اس شعر میں روضہ انور کو کعبہ کا کعبہ لکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہی واقعہ اور حقیقت ہے۔ کعبہ جو اس وقت سب کا قبلہ ہے۔ اس کا قبلہ عالم ہونا حضور مرجع کل، سید الرسل مکی فیہ السلام کے صدقہ و طفیل سے ہے۔ چنانچہ یہ قبلہ جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ پہلے ایسا نہ تھا۔ بلکہ اس سے پہلے قبلہ بیت المقدس تھا۔ اور حضور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مگر حضور کی مرضی یہ تھی۔ کہ میرا قبلہ بجائے بیت المقدس کے کعبہ ابراہیمی مقرر ہو جائے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَنُوَلِّينَاكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (پ ۱۷۲)

یعنی ہم آپ کی مرضی کے مطابق قبلہ مقرر فرمادیں گے

اور پھر فرمایا:

قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (پ ۱۷۲)

آپ ابھی اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر کیجئے۔

خدا کا ارشاد پا کر حضور نے نماز ہی میں اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ تو اسی وقت سے کعبہ قبلہ عالم بن گیا۔ حجاج کرام قبلتین کی زیارت کرتے ہیں۔ اس گنہ گار نے بھی کی۔ اسی مسجد میں آیات مذکورہ بالا نازل ہوئیں۔ اور حضور نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہوئے کعبہ کی طرف رخ پھیر لیا۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد:

اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ حضور نے چاہا کہ میرا قبلہ کعبہ بن جائے۔ خدا تعالیٰ نے حضور کا چاہا کر دیا۔ مگر کیا کہنے مولوی اسماعیل مصنف ”تقویۃ الایمان“ کے۔ کہ یوں لکھ دیا

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۶)

حالانکہ رسول کے چاہنے سے کعبہ قبلہ بن گیا۔ اگر کوئی مولوی اسماعیل کی بات مانتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ آج بھی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھا کرے۔ کعبہ تو قبلہ حضور کے چاہنے سے بنا ہے۔ یہ تو ارشاد تھا خدا تعالیٰ کا۔ خود حضور نے بھی اپنے متعلق فرمایا ہے۔

لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الدَّهَبِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۱)

اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلنے لگیں۔ مگر مولوی اسماعیل لکھتا ہے کہ:
”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا“

آہ! عجب چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

یہ کعبہ جو حضور کی مرضی کے مطابق قبلہ بنا۔ اس کا عالم یہ تھا۔ کہ اس کے اندر، باہر اور اوپر بت ہی بت تھے حضور ﷺ جب مدینہ منورہ سے فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہوئے۔ تو سب سے پہلے کعبہ میں تشریف لائے اور آپ نے حرم محترم کو بتوں کی آلائش سے صاف فرمایا۔ چنانچہ آپ قل جاء الحق وزهق الباطل کی تلاوت فرماتے ہوئے ایک ایک بت کی طرف اشارہ فرماتے اور بت گراتے جاتے۔

دو نکتے:

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی۔ کہ اللہ کا گھر جس کی طرف منہ کر کے ہماری نماز ادا ہوتی ہے۔ وہ گھر خود جب تک اس میں اللہ کے محبوب کے قدم نہ آئے، پاک و صاف نہ ہوا۔ تو ایسی نماز جس میں اللہ کے محبوب کا خیال نہ رہے کب مقبول ہو سکتی ہے ع

تیرا خیال گر نہ ہو کیسے ادا نماز ہو

اسی طرح مومن کا دل بھی اللہ کا گھر ہے۔ اس میں بھی جب تک اللہ کے محبوب کے قدم نہ آئیں گے۔ وہ کبھی پاک و صاف نہ ہوگا اور ہرگز اُسے اللہ کا گھر نہ کہا جائے گا، دل وہی دل ہے جس میں یاد مصطفیٰ جلوہ گر ہو اعلیٰ حضرت ہی فرماتے ہیں۔

دل وہ دل ہے جو تری یاد سے معمور رہا سر وہ سر ہے جو ترے قدموں پہ قربان گیا
کعبہ اللہ کا گھر تھا۔ جو بتوں کی آلائش سے ملوث تھا۔ حضور ﷺ نے اللہ کے گھر سے بتوں کو نکالا نہ یہ کہ معاذ اللہ کعبے ہی کو ڈھادیا۔ اسی طرح جلوس میلاد شریف میں اگر کوئی عاقبت نااندیش باجا جانے لگے یا اور کوئی غیر شرعی حرکت کرنے لگے۔ تو اس غیر شرعی حرکت سے جلوس شریف کو پاک و صاف کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ جلوس ہی کو بند کر دیا جائے۔ سر میں درد ہو تو درد کا علاج کیجئے۔ سر کو مت کٹائیے۔

کعبہ اپنے کعبہ کی طرف:

علامہ صفوری رحمہ اللہ کتاب شرف المصطفیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ الْكُعْبَةَ تَسْتَأْذِنُ رَبَّهَا فِي زِيَارَةِ قَبْرِ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَاذَنُ لَهَا۔ (نزہۃ المجالس مطبوعہ مصر ص ۱۵۲ ج ۱)

قیامت کے روز کعبہ شریف اپنے رب سے عرض کرے گا۔ کہ الہی مجھے مصطفیٰ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت دے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے اجازت دے گا۔ اور وہ حضور کے روضہ شریف کی زیارت کے لیے حاضر ہوگا۔

ع سب کا کعبہ اور ہے کعبے کا کعبہ اور ہے

کعبہ شریف کی زیارت کرنا بڑی سعادت ہے۔ لیکن خود کعبہ جس کی زیارت کے لیے حاضر ہو۔ اس کی زیارت کرنا بہت

ہی بڑی سعادت ہے۔

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف کعبہ کرتا ہے طوافِ در والا تیرا اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبہ پر شار شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ بعض علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ:

بَانَ الْمَشِيِّ إِلَى قَبْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنَ الْمَشِيِّ إِلَى الْكَعْبَةِ لِأَنَّ الْبَقْعَةَ الَّتِي ضَمَّتْ أَعْضَاءَهُ الشَّرِيفَةَ أَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ۔

(ص ۱۵۹ ج ۱)

حضور ﷺ کے روضہ شریف کی طرف جانا کعبہ شریف کی طرف جانے سے افضل ہے کیونکہ زمین کا وہ حصہ جس کے ساتھ حضور کے اعضاء مبارک ملحق ہیں۔ عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

الغرض کعبہ معظمہ کو ہر عزت حضور ہی کی بدولت حاصل ہوئی۔ حضور ہی نے بتوں سے اسے صاف فرمایا۔ اور چونکہ حضور نے اس کا طواف کیا۔ اسی واسطے ایک دنیا اس کا طواف بھی کرتی ہے۔ حضور نے اسے مقام حجرِ اسود پر چوما۔ تو دنیا بھر کے مسلمان اسے چومنے بھی لگے۔ حضور نے اپنے دستِ اقدس اور رخِ انور سے اس کے مقام ملتزم پُرس فرما کر اس مقام کو یہ شرف بخش دیا۔ تو ہر شخص اس مقام پر ہاتھ پھیلائے ہوئے اور اپنے رخسار اس پر ملتے ہوئے چپٹا بھی رہتا ہے۔ گویا سرکارِ دو عالم ﷺ کی ادائیں اس کعبہ کے لئے موجب عزت و شرافت بن گئیں۔ حضور کی نظر اگر کعبہ پر نہ پڑتی۔ تو کوئی نظر بھی ادھر نہ اٹھتی۔ یہ کعبہ کا قبلہ عالم بن جانا اس قبلہ عالم کے بھی قبلہ یعنی حضور ﷺ کا صدقہ ہے۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت نے حاجیوں کو مخاطب فرما کر فرمایا ہے کہ تم کعبہ تو دیکھ چکے۔ اب آؤ جس کے صدقہ میں یہ کعبہ قبلہ عالم بن گیا۔ اس کے روضہ و انور کی بھی زیارت کرو۔ خوب فرمایا

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

(۲) اے خوش قسمت حاجیو! تمہارے سفر کی تمام تکلیفیں توڑ کن شامی کی زیارت سے اگر چہ دور ہو چکیں لیکن اگر دل کو مزی کی، محلی اور مصفی بنانا چاہتے ہو تو چلو مدینہ طیبہ کی سہانی صبح کا نظارہ کرو جو دلوں کو حضور ﷺ کے نور کی برکت سے ایمان کا حسن اور تقویٰ کا زیور عطا کرتی ہے۔

زمانے بھر توں پیارا اے مدینہ یا رسول اللہ
میرے دل چوں تہاڑے نور دی مہکار انج پھٹے
میں سمجھاں عشق دا پایا خزینہ یا رسول اللہ
تہاڑا ڈھلیا جس تھاں پسینہ یا رسول اللہ
تسیں آقا تے میں بندہ کمینہ یا رسول اللہ
نہیں تے موت توں بدتر اے جینا یا رسول اللہ
نکل آئے بھنور و چوں سفینہ یا رسول اللہ
مرے دل دا نہ مٹے آگینہ یا رسول اللہ

رضا دی جھولی پاؤ نور دی خیرات آج اللہ لیہوں منگن دا اوندانیں قرینہ یار رسول اللہ
(محمد اکرم رضا)

اس شعر سے اعلیٰ حضرت زائرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دوران طواف رکن شامی سے وقتی وحشت تو ضرور دور ہوگئی ہے مگر
دارین کی وحشت کو دور کرنے کے لئے اور دائمی سکون قلب کے لئے مدینہ کی حاضری اکسیر اعظم ہے۔

کعبہ معظمہ کے چار کونے ہیں۔ ایک میں حجر اسود نصب ہے اسی سے ہی طواف کا آغاز ہوتا ہے اس سے پہلا رکن یمانی
ہے جو جانب یمن ہے اور بیت اللہ کا جنوبی مغربی کونہ بنتا ہے۔ حجر اسود سے طواف شروع کر کے ملتزم اور حطیم کی طرف جائیں تو حطیم
کا پہلا کونہ رکن عراقی ہے اور اس سے اگلا یعنی حطیم کا دوسرا اور رکن یمانی سے پہلا کونہ رکن شامی کہلاتا ہے۔

(۳) اے زائرین حرم! تم نے مکہ مکرمہ میں آب زمزم پی پی کر خوب پیاس بجھائی اور اپنے دل اور جان کو ٹھنڈا کیا، روح کو ستھرا
کیا، بہت اچھا کیا لیکن اب یہاں ہی نہ بیٹھے رہو بلکہ چلو مدینے چلو اور وہاں جا کر دیکھو مالک کو شرمصطفیٰ کریم علیہ السلام کے کرم کا
سمندر کیسے ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ آپ کی بارگاہ سے بھیک بھی ملے گی ساتھ دعا بھی ملے گی کا سہ بھی ملے گا گدائی بھی ملے گی۔ بیماریاں
بھی دور ہوں گی اور ہر مرض دکھ درد سے شفاء بھی ملے گی، کیونکہ غبار المدینۃ فیہ شفاء۔

ہم ترے اور تو ہے ہمارا مدینے والے دونوں عالم سے تو پیارا ہے مدینے والے
عرش والے بھی تو محتاج ہیں واللہ تیرے انبیاء کا تو سہارا ہے مدینے والے
شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ آب زمزم سے پیاس بجھتی ہے (برکت حاصل ہوتی ہے بیماری دور ہوتی ہے) مگر مالک آب کوڑکی
بارگاہ سے دونوں جہانوں کی نعمتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

جس کو گنبد کے نظارے مل گئے اس کو جینے کے سہارے مل گئے
سرور کونین کی نظر کرم غم کے طوفاں میں کنارے مل گئے
تاج شاہی کی اُسے پرواہ نہیں جس کو رحمت کے اشارے مل گئے
حشر کے دن اس کو جنت مل گئی جس کو آقا کے اشارے مل گئے
گردش ایام شامی کٹ گئی اب مقدر کے ستارے مل گئے (منیر شامی)

(۴) اے زائرین حرمین شریفین! میزاب رحمت میں تمہیں رحمت کی بارش کے چند چھینٹے نصیب ہوئے ہوں گے اس پر تم بہت
خوش ہوا اور ہونا بھی چاہیے لیکن کس انتظار میں بیٹھے ہو؟ اٹھو اور مدینے کی جانب رواں دواں ہو جاؤ کیونکہ یہاں تو کبھی کبھی بارش
ہوتی ہے جبکہ وہاں رحمة للعالمین کے دربار میں ہر وقت رحمت کی بارش برتی رہتی ہے۔

جب تصور میں کبھی شہر مدینہ آیا

دل کے آنگن میں بہاروں کا مہینہ آیا

مل گئی جس کو گدائی در اقدس کی

اس کے ہاتھوں میں دو عالم کا خزانہ آیا

بحر مَواج سے بس ام محمد کے طفیل
 بچ کے گرداب سے ، ساحل پہ سفینہ آیا
 جب کبھی اپنے گناہوں پہ ذرا غور کیا
 مجھ کو احساس ندامت سے پسینہ آیا
 میری جانب بھی تصرف کی نظر ہو جائے
 آس لیکر درِ اقدس پہ کمینہ آیا
 آپ کے درس صداقت کی بدولت عارف

اہل دنیا کو ہے جینے کا قرینہ آیا (عارف امرتسری)
 اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں اے حاجو! میزابِ رحمت کے نیچے تو جب کبھی بارش ہوتی ہے تو اتارش ہو جاتا ہے کہ کسی کسی کو
 ایک آدھا چھینٹا نصیب ہو جاتا ہے جبکہ مدینہ شریف میں تم جہاں بھی رہو گے ہر وقت رحمت والے آقا کے صدقے تم پر رحمت کا
 نزول ہوتا رہے گا، کبھی رم جھم رم جھم پھوار، کبھی بارش موسلا دھار،

رحمت کی بدلیاں ہیں ”ریاضِ رسول“ پر یہ وہ چمن ہے جس پر فرشتوں کو ناز ہے
 (۵) اے زائرِ اتم نے درِ کعبہ پہ عشاق کو کیسے بے تاب و بے قرار ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے دیکھا؟ ایک بے
 خودی اور وارفتگی کی دھوم دھام اور ہلچل تھی۔ تو چلو ناں اب اللہ کے رسول کے در پر اور دیکھو کہ سرکار کے بعض دیوانے کس طرح درِ
 اقدس پر حسرت دیدار اور شوقِ آرزو میں کس طرح تڑپ رہے اور بعض خوش نصیب مراد ملنے پر کیسے حضور کی رحمت پر بچل رہے ہیں۔
 مسلمان اہل محبت تو ایک طرف رہے اس میدان میں ہندو شعراء بھی پیچھے نہ رہے چنانچہ ایک ہندو شاعر لکھتا ہے۔

پہنچ کے طیبہ میں یا الہی نظر یہ کیا چیز آرہی ہے میری نگاہوں میں آج کیسی حسین دنیا سارہی ہے
 فزوں ہوا شوق کا تقاضا، تڑپ رہی ہے ہر اک تمنا چلو مدینے چلو مدینے یہ دل سے آواز آرہی ہے
 نواز نے کے لئے وہ دیکھو کہ اپنے لاچار بے کسوں کو کسی کی بخشش پکارتی ہے کسی کی رحمت بلا رہی ہے
 جسے لہو دے کے دل کا پالا، جسے حریمِ جگر میں رکھا وہی تمنا سوئے مدینہ کشاں کشاں لے کے جا رہی ہے
 شہِ عرب کی عنایتوں کا سحر نہیں ہے کوئی ٹھکانہ مرے گناہوں کی بے پناہی ہزار مجھ کو ڈرا رہی ہے
 (ایک ہندو شاعر، سردار کنور مہندر سنگھ بیدی سحر)

(۶) اے حجاجِ کرام! تم نے دیکھا لوگ کس طرح کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے گویا۔ شمع کے گرد پروانے ہیں۔ لیکن ذرا
 مدینے تو چلو! اور جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ یہی شمع کس طرح جمالِ مصطفوی کا پروانہ بنی ہوئی ہے۔

سرکارِ دو جہاں کے کرم کا ظہور ہے طیبہ کی ہر گلی میں جلوۂ طور ہے
 مستو! چلو مدینے جو پینے کا شوق ہے گلیوں میں بٹ رہی جو شرابِ طہور ہے
 مستی امیر صابری چھائی ہے اس قدر جس جس کو دیکھتا ہوں وہ محو سرور ہے

امام اہل سنت اس شعر میں یہ بتا رہے ہیں کہ جس طرح حجاج کرام سردی گرمی کی اور تھکاوٹ سفر کی پرواہ کیے بغیر کعبہ کے ارد گرد پروانہ وار طواف میں لگن ہیں۔ خود کعبہ معظمہ والی گنبد خضریٰ کا نہ صرف پروانہ ہے بلکہ دیوانہ بھی ہے چنانچہ روایت میں ہے کہ

لیلة ولادته صلى الله عليه وسلم تزلزلت الكعبة ولم تسكن ثلاثة ايام ولما

لیہن۔ (سیرت حلبیہ)

حضور علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو کعبہ شریف (خوشی میں وجد کرتا ہوا) تین دن اور تین رات حرکت کرتا رہا۔ اعلیٰ حضرت نے اسی موقع کے لیے ہی کیا خوب کہا۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجھے کو جھکا تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر گر گیا
(۷) اے حاجیو! تم نے غلاف کعبہ کو اپنی آنکھوں سے لگا کر خوف خدا میں خوب رو رو کر اللہ سے معافی مانگی اور اپنے گناہوں سے توبہ کی، اب مدینے جا کر بھی تو دیکھو کہ حضور تاجدار مدینہ علیہ السلام کے عالی شان محل کا پردہ کتنا حسین ہے جس کے سائے میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق فرحت و انبساط اور خوشی و مسرت کی فراوانی میں کس طرح اپنے آنسوؤں کا نذرانہ اپنے کریم آقا کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں۔ یعنی یہاں خوف سے رونے کے آنسو ہیں وہاں خوشی کی انتہا کے نتیجے میں آنسو ہیں۔

قدسی بھی چومتے ہیں ادب سے یہاں کی خاک قسمت پہ جھومتا ہے مدینہ حضور کا

(عبدالستار نیازی)

غلاف کعبہ اور قصر محبوب کا پردہ:

غلاف کعبہ تو قبل از اسلام سے چلا آرہا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضور علیہ السلام کے جد اعلیٰ عدنان بن عاد یا یمن کے بادشاہ تبع کر اب اسود نے کعبہ پہ پہلا غلاف چڑھایا۔ مختلف ادوار میں اس کے رنگ بھی مختلف ہوتے رہے۔ مامون کے دور میں سفید ریشمی، عباسی خلیفہ ناصر کے دور میں پہلے سبز اور پھر سیاہ جواب تک چلے آرہا ہے۔ اس کے کل ۷۷ ٹکڑے ہوتے ہیں ہر ٹکڑا چودہ میٹر یا ۲۶ فٹ لمبا ۳۸ انچ چوڑا ہوتا ہے۔

جبکہ سرکار مدینہ علیہ السلام کی قبر انور پہ قبہ مبارکہ ۷ ہجری میں ملک منصور صالحی نے تیار کروایا (وفاء الوفاء للسمودی ص ۶۷۸ و ۶۰۹ ج ۲) اس وقت گنبد خضریٰ (سبز) کی بجائے بیضاء (سفید) تھا۔ ۸۸۶ھ میں دوبارہ تعمیر ہوئی اور ۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود ترکی نے اس کو خضریٰ (سبز) کرادیا۔

اور اب تک گنبد خضریٰ ہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک خضریٰ ہی رہے گا۔ سعودیوں نے ترکیوں کی تمام علامات تو مٹا دی ہیں مگر یہ نہ کر سکے کہ شاید عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے دیکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

گنبد خضریٰ خدا تجھ کو سلامت رکھے دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بجھا لیتے ہیں

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ خود اپنے محبوب کا محافظ ہے اور۔

جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

سرکار کی قبر انور پر ترکوں نے ہی سبز پردے لٹکائے جو آج بھی جوں کے توں ہیں یہی پردے اور گنبد خضریٰ ہے جس کو اعلیٰ

حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمۃ نے اپنے اس شعر میں قہر محبوب کے پردے سے تعبیر فرمایا ہے (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم)
(۸) (کسی نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سے پوچھا کہ آپ نے دربار خدا بھی دیکھا اور اب مدینہ شریف میں دربار مصطفیٰ کی حاضری بھی ہو رہی ہے بتائیے کیا فرق محسوس کر رہے ہیں اس وقت آپ نے یہ شعر کہا)

واں (وہاں مکہ میں) بڑے بڑے نیکوکار و اطاعت شعار (اس خیال میں کہ یہاں ایک گناہ ہو گیا تو ایک لاکھ لکھ دیا جائے گا) اللہ کے جلال سے کانپ رہے تھے اور خوف خدا سے ان کا جگر پانی پانی ہو رہا تھا اور یاں (یہاں مدینہ طیبہ میں سبحان اللہ) میرے جیسے نکلے پانی بھی حضور ﷺ کی رحمت کے سہارے پہ چل رہے ہیں شرمساری پر امید کرم کا غلبہ ہے اور اس لیے بھی خوشی سے چل رہے ہیں کہ اگر خدا نخواستہ گناہ ہو بھی گیا تو ایک ہی لکھا جائے گا جب کہ ایک نیکی کی پچاس ہزار لکھی جائیں گی۔ بلکہ (حضور کی اس دعا کے مطابق کہ اے اللہ جتنی برکت تو نے ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے مکے میں ڈالی میری دعا کی وجہ سے اس سے ڈگنی برکت مدینہ میں ڈال دے) ہو سکتا ہے دو لاکھ ملیں کیونکہ مکے میں ایک لاکھ اور اس کا ڈبل دو لاکھ ہی تو بنتا ہے۔ یار ہیں تو پچاس ہزار ہی مگر یہ پچاس ہزار دو لاکھ پہ بھاری ہوں جیسے ہزار روپے کا ایک ہی نوٹ پانچ پانچ کے سینکڑوں نوٹوں پہ بھاری اور حاوی ہوتا ہے یعنی کمیت میں اگرچہ تعداد ادھر زیادہ ہے مگر کیفیت میں مرتبہ و مقام ادھر زیادہ ہے اور قصہ مختصر

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
مکہ ہو یا مدینہ شان دونوں کو مصطفیٰ کے قدموں سے ہی ملی ہے لا اقسام بهذا البلد وانت حل بهذا البلد۔ (القرآن)
(۹) اے حجاج عظام: پہلے تم نے حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور کعبہ کی انوار و تجلیات سے خوب خوب مستفیض ہوئے، اب اس کے بعد دوسری سعادت بھی حاصل کرو اور وہ یہ ہے کہ محبوب خدا کے گھر گنبد خضریٰ کے نور سے بھی اپنے نہاں خانہ دل کو منور کرنے کی سعادت حاصل کرو، وہاں تم نے لیک الہم لیک کی صداؤں کو بلند کیا اب یہاں درودوں کے گجرے اور سلاموں کے تحفے اپنی پیارے محبوب کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرو، تاکہ اس حقیقت کے مصداق بن جاؤ۔

کہ پہلے حمد سے زباں پاک کرلو تو پھر نام لینا حبیب خدا کا
بعض علماء کرام نے فرمایا کہ حرمین شریفین کی زیارت کا موقع ملے تو پہلے مدینہ شریف حاضری دو کیونکہ حج کی سعادتیں بھی محبوب پاک کی برکت سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔

ان کے طفیل رب نے حج بھی کرا دیے اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
جبکہ بعض علماء نے یہ لکھا کہ پہلے مکہ شریف جاؤ، حج کرو تاکہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاؤ اور پاک صاف ہو کر اب مدینہ شریف جاؤ کیونکہ اللہ چاہتا ہے میرے محبوب کی بارگاہ میں پاک صاف ہو کر جایا جائے۔ کیونکہ حج مکہ میں ہوتا ہے اور اس کے قبول ہونے کی سند مدینہ سے ملتی ہے، بلکہ اہل محبت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کی ہر نعمت ہی اللہ کے محبوب سے ملتی ہے، عطا اللہ فرماتا ہے تقسیم حضور فرماتے ہیں۔ واللہ معطی وانا قاسم۔

دین و دنیا میں جو پایا وہ وہیں سے پایا ہم تو جس گھر میں رہے آپ کے مہمان رہے (امیر مینائی)
اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں نبی سرور یہ سچ ہے نیازی ہم سرکار کا کھاتے ہیں
(عبدالستار نیازی)

(۱۰) بے شک کعبہ مکرمہ گئی زیب و زینت میں لاکھوں دلہنوں کا بناؤ شگھار اور حسن و جمال ہے لیکن دلہن کے لئے دولہانہ ہو تو دلہن کس کام کی اور اگر دو جہان کا دولہا دیکھنا ہے تو وہ مدینہ طیبہ میں جلوہ فرما ہے۔

چھپے ہو گر چہ صدیوں میں مگر میں دیکھ لیتا ہوں کہ اپنی سیرت انور کے شیشے میں عیاں تم ہو
تمہارا حسن صورت، حسن سیرت کا بدل ٹھہرا نخل ہیں سامنے جس کی نگاران جہاں تم ہو

(لالہ صحرائی)

(۱۱) رُکنِ یمانی پہ اے حاجیو! تم نے امن کی وادی (کوہ طور) کی سی بلندی و روشنی ملاحظہ کی اب مدینہ منورہ بھی آؤ اور دیکھو کہ جس جلوے کی وجہ سے طور امن کی وادی بنا اور موسیٰ علیہ السلام اس جلوے کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے تھے خود اس جلوے کا ایک شعلہ (جلوہ) مدینہ میں رونق محفل بنا ہوا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی ایک رباعی ملاحظہ فرمائیں تاکہ کوئی شک نہ رہ جائے۔

حبیب خدا سید المرسلین شفیع الوری، ہادی راہ دین
کہ جب سب سے اکمل وہ انساں ہوا تو بے شک وہ تصویرِ رحمن ہوا

(محمد اسماعیل دہلوی بحوالہ اوج نعت نمبر ۱: ۹۴)

(۱۲) اس میں شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ حطیم کعبہ میں جانے سے ایسے لگتا ہے کہ گویا ماں کی گود مل گئی ہے، مگر مدینہ شریف میں وہ ذات جلوہ گر ہے کہ جس کے قدموں پر ماں باپ بھی فدا ہوتے ہیں اور وہ ذات ہزار ماں اور کروڑ باپ جتنا پیارا اپنی امت کے لئے اپنے سینے میں رکھتی ہے۔ اس پر بھی ”انہی“ کے گھر کی شہادت پیش خدمت ہے۔

نہ بہ نثر ناثر بے بدل، نہ بہ نظم شاعر خوش غزل بہ غلامی شہ عز و جل و بہ عاشقی، نبی خوشم

(اشرف علی تھانوی)

(۱۳) کعبہ شریف حجاج کرام کی حاجات کا ضامن بنا رہا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زائرین کی حاجات کو خوب پیش کیا اب مدینہ شریف بھی آؤ اور محبوب علیہ السلام کو اپنی حاجات کا ضامن بناؤ پھر دیکھو کس کی ضمانت پہلے درجہ قبولیت کو پہنچتی ہے تم خود اقرار کرو گے کہ۔

قابل تھا ناز کے مجھے جنت ہوئی نصیب اس در کی حاضری سے مری قسمت بدل گئی

(۱۴) دھو چکا ظلمت دل بوسہ سنگ اسود خاک بوسی مدینہ کا بھی رُتبہ دیکھو

(۱۵) کر چکی رفعت کعبہ پر نظر پروازیں ٹوپی اب تھام کے خاکِ درِ والا دیکھو

(۱۶) بے نیازی سے وہاں کا نپتی پائی طاعت جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

(۱۷) جمعہ مکہ تھا عید اہل عبادت کے لیے مجرمو آؤ یہاں عید دو شنبہ دیکھو

(۱۸) ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھا

- (۱۹) خوب مسعی میں بامید صفا دوڑ لیے
(۲۰) رقص نسل کی بہاریں تو منی میں دیکھیں
(۲۱) غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
رہ جانوں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو
دل خوشنابہ نقشاں کا بھی ترپنا دیکھو
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

مشکل الفاظ کے معانی :

* ظلمت - سیاہی * سنگ اسود - حجر اسود (سیاہ پتھر جو دیوار کعبہ میں نصب ہے) * رفعت - بلندی * دروالا - بلند شان والا دروازہ * بے نیازی - لاپرواہی * طاعت - بندگی * جوش - جوہن * گنہ - گناہ، خطا * عید - خوشی * دوشنبہ - پیر کا دن (جس دن حضور علیہ السلام کی ولادت ہوئی) * ملتزم - حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان کا حصہ جہاں لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے * ارمان - خواہش، آرزو * باہم - آپس میں * الجھنا - جھگڑنا، تکرار کرنا * مسعی - صفا مروہ کا درمیانی حصہ (دوڑنے کی جگہ) * صفائی - پاکیزگی * رہ جانوں - محبوب کا راستہ * رقص - اچھل کود * نعل - زخمی، بے قرار * منی - مکہ شریف کے قریب ایک میدان ہے جہاں حجاج کرام قربانی کرتے ہیں اور (ری جمار) شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں * خونابہ - لہو لہان، خون کے آنسو * نقشاں - جھاڑنے والا * غور سے - توجہ سے * صدا - آواز کی گونج۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۴) حدیث شریف کے مطابق اے حاجو! تم نے حجر اسود کو چوم کر اپنے دل پر چڑھی گناہوں کی سیاہی دھولی، مبارک ہو! اب مدینے کی خاک کا بوسہ لے کر بھی دیکھ تو سہی (جنت کے نظارے نہ آئے تو مجھے پکڑ لینا) یہ رتبہ بھی اپنی جگہ بے مثال ولا جواب و باکمال ہے۔ کہ اس سے دل کی سیاہی بھی دور ہوگی اور تمام جسمانی امراض سے بھی شفا ہوگی غبار المدینۃ فیہ شفاء۔

مقرب ہیں بیشک خلیل و نجی بھی بڑی شان والے کلیم و مسیح بھی
لئے عرش نے جن کے قدموں کے بو سے وہ امی لقب مصطفیٰ آگئے ہیں
(نور الحسن)

(۱۵) کعبہ کی بلندی کا تو تمہاری نظروں نے مشاہدہ کیا اور آسانی سے کر لیا ہوگا اب ذرا اپنی ٹوپی پکڑ کر (تاکہ بہت بلندی کی طرف دیکھنے کی وجہ سے گرنے جائے) میرے آقا کے بلند و بالا دروازے کی خاک پاک کا نظارہ بھی دیکھ لو۔ یہ آسانی سے نہ دیکھ سکو گے کیونکہ یہاں صرف درہی نہیں دروالا بھی جلوہ فرما ہے جس کی شان یہ ہے کہ نہ

جاری ہے دو جہاں میں حکومت رسول ﷺ کی
ایمان ایک نام ہے حب رسول ﷺ کا
نوک مژہ پہ جن کے رہے اشک کربلا
غار حرا کو یاد ہیں سجدے حضور ﷺ کے
دامان عقل و ہوش سہارا نہ دے مجھے
ساغر تمام عالم ہستی ہے بے حجاب
کرتے ہیں مہر و ماہ اطاعت رسول ﷺ کی
ہے خلد کی بہار محبت رسول ﷺ کی
پائیں کے حشر میں وہ شفاعت رسول ﷺ کی
دیکھی ہے پتھروں نے عبادت رسول ﷺ کی
چاہت خدا کی بن گئی چاہت رسول ﷺ کی
آنکھوں میں بس رہی ہے وہ خلوت رسول ﷺ کی

جتنی بڑی ہستی ہو اس کی طرف دیکھنے سے حیا و ادب اتنا ہی مانع ہوتا ہے اس لیے ٹوپی تھام کر یعنی سنبھل کر دیکھنے کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔

(۱۶) اللہ بے نیاز ہے اور اس کی بے نیازی کی صفت بیت اللہ شریف میں بھی نمایاں نظر آتی ہے اس لیے بڑے بڑے اطاعت شعار و عبادت گزار اس خیال سے کانپتے ہوئے دیکھے گئے کہ کہیں ہماری عبادت اس کی بے نیازی کی نذر نہ ہو جائے اور سبحان اللہ حاجیو! ذرا مدینے آ کر تو دیکھو! حضور کی رحمت کا دریا اپنے پورے شباب پر ہے گنہ گار، رحمت پروردگار (رحمتہ للعالمین) کی شان رحمت پہنا کر رہے ہیں کہ گناہ ہوں گے تو شفاعت ملے گی ناں؟

مراد اں لے کے چلے نے سوالی یا رسول اللہ
بھرو چا! میری جھولی دی ایہہ خالی یا رسول اللہ
تری خیرات تے پلدی تیرا بی گیت گاندی اے
ترے دم ایہہ ہے جگ تے بحالی یا رسول اللہ
تمامی خلق رب دی سو نہہ، تیرا ای صدقہ کھاندی اے
بلا شک ہو تسیں قسمت دے والی یا رسول اللہ
بلا لو! کول بس آقا مکاؤ بے قراری نوں
تھاڑے بن حیاتی نہیں سکھالی یا رسول اللہ
(تنویر بخاری، بترمیم)

(۱۷) عبادت گزاروں کے لئے مکہ مکرمہ میں جمعہ کا روز عید سے کم نہ تھا اے سیاہ کارو! (جس کے صدقے جمعہ ملا، عید ملی، رمضان ملا، ایمان ملا، قرآن ملا بلکہ خود رب رحمان ملا) کیا مدینہ شریف میں پیر کا دن (سرکار کی ولادت کا دن، وہ پیدا نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا) تمہارے لیے عید سے کم ہے؟

دن ایک سے خدا نے بنائے سبھی، مگر
کیوں ایک دن نہ محترم سارے دنوں سے ہو
اس دن خدا نے ہم پہ ہے احساں کیا بڑا
آمد ہوئی جہان میں آقا کی پیر کو
پیر دے دن جہانوں دا پیر آ گیا
ایسے روز ولادت پہ لاکھوں سلام
دن سارے اکی سوہنے نہیں جہڑے رب نے بنائے نہیں
جس وار نبی آئے او وار بڑا سوہنا

(۱۸) اے زائرین مکہ! تم نے ملتزم سے لپٹ کر رو کر اپنے دل کے ارمان اور حسرتیں نکال لیں، اللہ قبول فرمائے لیکن اب میری مانو! اور چلو مدینے اور وہاں جا کر دیکھو کہ شوق اور ادب کیسے آپس میں الجھ رہے ہیں۔ شوق کہہ رہا ہے سجدہ کروں مگر ادب اس کو ایسا کرنے سے روک رہا ہے کہ خبردار ایسا نہ کرنا کیوں مدینے والی سرکار نے ہی تو ایسا کرنے سے روکا ہے پھر ان کی بارگاہ میں آ کر انہی کی نافرمانی؟ اسی لیے اہل ادب نے جالی کو ہاتھ لگانے سے بھی منع فرمایا ہے کہ کہاں تو نکلا اور کہاں ان کے روئے کی جالی، عرش اعظم سے عالی۔ ہاں یوں عرض کرو کہ آقا! درپہ آئے ہیں سوالی، اب جائیں گے نہ ہاتھ خالی۔

سناواں کی میں درداں دی کہانی یا رسول اللہ
خدا دے واسطے کجھ مہربانی یا رسول اللہ
نبی جی وات پچھدا نہیں کوئی تیرے غریباں دی
کراں کی مار دی اے نا توانی یا رسول اللہ

(تنویر بخاری)

(۱۹) اپنے دل سے گناہوں کی میل و سیاہی اتارنے کیلئے تم نے صفا و مروہ کے خوب چکر کاٹے، تھک گئے ہو گے؟ کبھی طواف، کبھی سعی، کبھی احرام، کبھی قربانی، کبھی ٹنڈ کبھی کچھ کبھی کچھ۔ آجاؤ مدینے نہ چکر نہ دوڑنا نہ میدانوں میں جا کر دھوپ میں جلنا بس میرے آقا کے روضے کے ساتھ ہی جنت کی کیاری ہے ٹھنڈی ہوائیں بھی لو، قالینوں پہ بھی بیٹھو جنت بھی لو اور دل کی صفائی بھی کرا لو۔

خدا تو مرنے کے بعد حساب کتاب کرے گا اگر کامیاب ہو گئے تو جنت دے گا مصطفیٰ کی بارگاہ میں سودا سستا ہے نہ جان نہ حساب، مگر جنت کا وعدہ ہی نہیں بلکہ جنت میں آکر بیٹھ جاؤ۔

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

(ماہر القادری)

(۲۰) حاجیو! تم نے منیٰ میں جانوروں کا خون بہایا قربانی کی ثواب کمایا اور اپنی آنکھوں سے جانوروں کا خون میں لت پت ہو کر اللہ کی رضا کیلئے لوٹ پوٹ ہونا دیکھ لیا ناں؟ اب ذرا سوئے طیبہ چلو! اور دیکھو! عاشقانِ مصطفیٰ اپنے آقا کے روضہ پاک پہ حاضری دیتے ہوئے تڑپتے پھڑکتے اور آنکھوں سے خالص خون دل بہا کر کس طرح جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

سرائیکی زبان میں کسی دیوانے نے اپنے آقا کی بارگاہ میں اس قسم کے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حبیب رب دا میکوں جان توں وی پیارا ہے بلندیاں نے میڈے بخت دا ستارا ہے
میڈے ایمان دی قوت نہ آزما ظالم اے ساڑ ڈیندا ہے باطل کوں او شرارہ ہے
سمجھ تے سوچ توں ہے مادرا حضور دی ہستی اے عقل والو! اتھاں عقل کوں خسارہ ہے

(امید ملتان)

(۲۱) سب کی چھوڑو! اے حاجیو! اگر مجھ پر یقین نہیں ہے تو خود کعبہ سے ہی سن لو! ذرا کعبہ کے پرنا لے کو غور سے دیکھو! اس کا رخ سید حامدینے کی طرف نہیں ہے کیا؟ گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ حاجیو! تمہیں کیا معلوم مدینے والی سرکار کا مرتبہ اور مقام کیا ہے۔ مجھ سے پوچھو! کہ میں بتوں کی نجاست سے بھرا ہوا تھا اس نبی نے آکر مجھے صنم کدے سے بیت اللہ بنا دیا اسی لیے تو میں ان کی آمد کی خوشی میں تین دن اور تین راتیں وجد کرتا رہا لہذا! تمہاری آنکھیں اس قابل کہاں کہ محبوب کے روضے کو دیکھنے کا حق ادا کر سکیں اس لیے۔

میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

(مرزا اسد اللہ خان غالب)

لفظ شہنشاہ پر اعلیٰ حضرت کا ایک تحقیقی فتویٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نُحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

مسئلہ:

از کانپور، محلہ فیل خانہ کہنہ مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل، مرسلہ محمد آصف ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ حامی سنت، ماجی بدعت جناب مولانا صاحب دَامَتْ فُیُوْضُکَ، بعد سلام مسنون اسلام التماس مرام اینکہ ان دنوں جناب والا کا دیوان نعتیہ کمترین کے زیر مطالعہ ہے۔ بعد آداب ملازمان حضور کی خدمت بابرکت میں ملتقم ہوں کہ ایک مصرع کے الفاظ شرفاً قابل ترمیم معلوم ہوتے ہیں۔ اور غالباً اس ہیچمدان کی رائے سے ملازمان سامی بھی متفق ہوں۔ اور در صورت عدم اتفاق جواب با صواب سے تشفی فرمائیں۔

ع حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اس مصرع میں لفظ شہنشاہ خلاف حدیث ممانعت دربارہ قول ملک الملوک ہے بجائے شہنشاہ اگر ”مرے شاہ“ ہو تو کسی قسم کا نقصان نہیں۔ چونکہ اس ہیچمدان سر اپا عصیاں کو ملازمان جناب والا سے خاص عقیدت و ارادت ہے۔ لہذا امیدوار ہے کہ یہ تحریر محض الدین النصیح پر محمول فرمائی جائے بخدا فدوی نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا۔

عریضہ ادب سید محمد آصف عفی عنہ

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الْحَمْدُ لِلّٰهِ - هُوَ الشَّاهُ - وَالشَّاهُنشَاهُ - لَا مَلِكَ سِوَاهُ - فَمَنْ ادَّعَا دُوْنَهُ فَقَدْ ضَلَّ وَتَاَهَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِ الْعَالَمِ - مَالِكِ النَّاسِ دِيَّانِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ - الَّذِي
مَلِكِ الْاَرْضِ وَرَقَابِ الْاُمَمِ - وَ عَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ - آمِیْن

کرم فرمائے مکرم ذی اللطف والکرم مکرزی سید محمد آصف صاحب زید گوہم۔ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون فرمایا، حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کے صرف انہیں دو میں تامل فرمانے سے شکر الہی بجالایا کہ اس میں بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی سقیۃ خالصہ اور محبت و تعظیم حضور پر نور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتّناء کا شاہد پایا۔ ورنہ قوم بے ادب خذ لہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ان اوراق میں معاذ اللہ معاذ اللہ ہزاروں شرک بھرے ہیں کہ ان دو لفظوں کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ حالانکہ بحمد اللہ تعالیٰ اس میں جو کچھ ہے اکابر ائمہ دین و اعظم عرفائے کالمین

کے ایمان کامل کا ایک مختصر نمونہ ہے۔ جیسا کہ فخری کتاب ”سُلْطَنَةُ الْمُصْطَفَى فِي مَلَكُوتِ كُلِّ الْوَرَى“ کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ واللہ الحمد،

اب شکریہ کے ساتھ بتوفیقہ تعالیٰ جواب عرض کروں۔ امید کہ جس خالص اسلامی محبت سے یہ اطلاع دی اسی پر ان جوابوں کو مٹی سمجھ کر ویسی ہی نظر سے ملاحظہ کریں گے۔ وبالله التوفیق۔

لفظ شہنشاہ اولاً بمعنی سلطان عظیم السلطۃ محاورات میں شائع و ذرائع ہے۔ اور عرف و محاورہ کو افادہ مقاصد میں دخل تام، قال اللہ تعالیٰ: وَأَمْرٌ بِالْعُرْفِ (پ ۹ ع ۱۳)۔۔۔۔۔ خود ہمارے فقہائے کرام میں امام اجل علاء الدین ابوالعلاء لیثی نا صحتی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا لقب شاہان شہ، ملک الملوک تھا۔ ائمہ و علمائے مابعد جو ان کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انہیں یاد فرماتے ہیں۔ اور وہ جناب فقہت مآب خود اپنے دستخط انہیں الفاظ سے کرتے۔ امام رکن الدین ابوبکر محمد بن ابی الفاخر بن عبدالرشید کرمانا جواہر الفتاویٰ کتاب الاجارہ باب سادس میں فرماتے ہیں۔

قَالَ الْإِمَامُ الْقَاضِي مَلِكُ الْمُلُوكِ أَبُو الْعَلَاءِ النَّاصِحِيُّ لَمَّا سُئِلَ عَمَّنْ أَجَرَ
أَرْضًا مَوْقُوفَةً مِائَةً سَنَةً هَلْ بَجُوزُ۔

امام، قاضی، شاہوں کے شاہ ابوالعلاء نا صحتی سے یہ استفتاء کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک موقوفہ زمین سال بھر کے لیے اجارہ میں دی، تو کیا اس کا یہ فعل از روئے شرع جائز و درست ہے۔ ۱۲ م

افتیٰ بطلان الاجارۃ معشر من زمرة الفقهاء قطعاً لازماً
فقہاء کی ایک جماعت نے فتویٰ دیا کہ یہ اجارہ قطعی اور لازمی طور پر باطل ہے۔ ۱۲ م

وَبِذَلِكَ افْتِیَ لِلتَّائِيدِينَ حَسْبُهُ كَيْلًا كَوْنُ مَا أَحْرَزَ ظَالِمًا
میرا عدم جواز کا یہ فتویٰ دنیا دین داروں کے لئے کافی ہے تاکہ میں اپنی جمع کردہ چیزوں کی وجہ سے ظالم نہ ہو جاؤں۔ ۱۲ م

(۲) مَلِكُ الْمُلُوكِ أَبُو الْعَلَاءِ مَجِيبُهُ لِمُعْزِدِينَ اللَّهِ يَدْعُوا دَائِمًا

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے دینی الہی کے غلبہ کے لئے ہمیشہ دعا گو ہے۔ ۱۲ م

☆ اسی کتاب القضا میں ایک اور مسئلہ اس جناب سے بایں عنوان نقل فرمایا۔

قَالَ الْقَاضِي الْإِمَامُ مَلِكُ الْمُلُوكِ أَبُو الْعَلَاءِ النَّاصِحِيُّ

قاضی، امام، شاہوں کے شاہ ابوالعلاء نا صحتی نے کہا۔۔۔۔۔ ۱۲ م

☆ پھر تیسرے مسئلے میں فرمایا۔

قَالَ الْقَاضِي الْإِمَامُ مَلِكُ الْمُلُوكِ هَذَا لَمَّا عُرِضَ عَلَيْهِ مُحَضَّرٌ۔

قاضی، امام، شاہوں کے شاہ نے یہ کہا، جب اس کے پاس دستاویز پیش کیا گیا، ۱۲ م

☆ اس میں ان کا منظوم فتویٰ نقل کیا، جس کے آخر میں فرمایا

شاهان شہ ملک الملوك ابو العلا نظم الجواب منظماً و مفصلاً
 فقہ شاہوں کے شاہ ابوالعلاء نے اس جواب کو نظم و ترتیب اور تفصیل سے بیان کیا ہے، ۱۲م
 پھر فرمایا۔ قَالَ مَلِكُ الْمَلُوكِ اور ان کا چوتھا فتویٰ نقل کیا، ☆
 جس کے آخر میں فرمایا ☆

شاهان شہ ملک الملوك ابو العلا نظم الجواب لكل من هو قد عرف
 شہنشاہ وقت ابوالعلاء نے اس جواب کو ہر جانکار شخص کے لئے مرتب کیا۔ ۱۲م ☆
 پھر ان کا پانچواں فتویٰ نقل فرمایا، جس کے دستخط یوں فرمائے ہیں۔ ☆

شاهان شہ ملک الملوك ابو العلا نظم الجواب میناً لمنارہ
 شاہوں کے شاہ ابوالعلاء نے جواب کو یوں مرتب کیا کہ اس کے ہر پہلو کو داشگاف کر دیا۔ ۱۲م ☆
 پھر ان کا چھٹا فتویٰ نقل کیا، جس کے دستخط ہیں۔ ☆

شاهان شہ ملک الملوك ابو العلا ہادی امیر المؤمنین لقد نظم
 شاہوں کے شاہ ملک الملوك ابو العلا مسلمانوں کے امیر و رہبر نے اس جواب کو مرتب کیا۔ ۱۲م ☆
 یونہی کتاب الوقت میں ان کے متعدد فتاویٰ نقل فرمائے ازاں جملہ ایک کلام کا ختم یہ ہے۔ ☆
 ملک الملوك ابو العلا مجیبہ لمعز دین اللہ یشکر دایا،
 شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے جو دین الہی کے غلبہ کے لئے شکر کے ساتھ دعا کرتا ہے ☆
 ایک کے آخر میں ہے۔ ☆

شاهان شہ ملک الملوك ابو العلا نظم الجواب لمن تعفی بالہ
 شہنشاہ ملک الملوك ابو العلا نے یہ جواب اس شخص کے لئے مرتب کیا جو اللہ عز و جل کی پناہ کا طالب ہے۔
 یوں ہی ۱۲ تا ۱۵ کتاب البیوع میں ان کے چار فتوے نقل فرمائے۔ ہر ایک کی ابتدا انہی لفظوں سے کی۔
 قَالَ الْقَاضِيُ الْإِمَامُ مَلِكُ الْمَلُوكِ۔

غرض کتاب مستطابہ ان کے فتاویٰ صواب اور ان کے ان گرامی القاب سے مشحون ہے۔ ☆
 علامہ خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار رحمہما اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ خیر یہ کتاب الاجارہ میں نوازل سے نقل فرمایا۔ ☆
 قَالَ سُلَّ مَلِكُ الْمَلُوكِ أَبُو الْعَلَاءِ فِيمَنْ أَجَرَ دَارَ مَوْقُوفَةٍ مِائَةِ سَنَةِ الْخ۔
 شاہوں کے شاہ ابوالعلاء سے اس شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا، جس نے ایک وقف کی ہوئی زمین کو
 سال بھر کے لئے اجرت میں دی تو کیا حکم ہے؟ ۱۲م

☆ اسی کتاب القضا باب خلل الحاضر والسجلات میں دربارہ سماعی فرمایا۔

فحول المتأخرین افتوا بجواز قتله حتی قال ملک الملوك الناصحی رحمہ

اللہ تعالیٰ۔

متاخرین میں معتمد و مستند علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ ایسے شخص کو قتل کرنا جائز ہے۔ حتیٰ کہ شاہوں کے شاہِ ناصحی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔ ۱۲م

پھر ان کا منظوم فتویٰ نقل فرمایا

☆

الْقَتْلُ مَشْرُوعٌ عَلَيْهِ وَوَاجِبٌ زَجْرًا لَهُ وَالْقَتْلُ فِيهِ مَقْنَعٌ

ایسے شخص کو قتل کرنا مشروع بلکہ اس کے زجر و توبیخ کے لئے واجب ہے اور اس میں قتل عین عدل ہے۔ ۱۲م

شَاهَانِ شِهْ مَلِكُ الْمُلُوكِ أَبُو الْعَلَاءِ نَظَّمَ الْجَوَابَ لِكُلِّ مَنْ هُوَ يَرَوَعُ

شاہوں کے شاہِ ملک الملوک ابوالعلاء نے ہر فضیلت و علم رکھنے والوں کے لئے اس جواب کو مرتب کیا۔ ۱۲م

☆ حضرت عمدۃ العلماء والاقتیاء زبدۃ العرفاء والاویاء مولوی معنوی سیدی محمد جلال الملتی ولدین رومی بلخی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں ایک بادشاہ کی حکایت میں فرماتے ہیں۔

گفت شاہنشاہ جزاءش کم کفید در بجنگد نامش از خط برزید

بادشاہ نے کہا اس کی اجرت کم کر دی جائے اور اگر وہ آمادۂ جنگ ہو تو روزِ نامچہ سے اس کا نام نکال دو۔

☆ نیز ابتدائے مثنوی مبارک میں فرماتے ہیں۔

تا سر قند آمد ندآں دو امیر پیش آں زرگر شاہنشہ بشر

بادشاہ کے دونوں امیر (اپنی) شہرِ قند آئے اور اس مردِ زرگر کو بادشاہ کی جانب سے خوشخبری دی۔ ۱۲م

☆ وہیں فرماتے ہیں۔

پیش شہنشاہ بر دوش خوش بناد تا بسوز دیر سر شمع طراز

اس خوش نصیب مردِ زرگر کو بادشاہ کے پاس لے آئے تاکہ اس شمعِ طراز معشوقہ پر اسے قربان کر دے۔ ۱۲م

☆ اسی میں فرمایا۔

ہم، زانواع ادانی بے عدد کانچناں در بزم شہنشاہ سرود

اور بہت سے مختلف قسم کے برتن بھی (بنا) جو بادشاہوں کی بزمِ مسرت کی زیب و زینت بنیں۔ ۱۲م

☆ حضرت عارف باللہ داعی الی اللہ سیدی مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

جَمَالُ الْأَنَامِ مَفْخَرُ الْأَسْلَامِ سَعْدُ ابْنِ الْأَقَابِكِ الْأَعْظَمِ شَاهُنشَاهُ الْمَعْظَمِ

مَالِكُ رِقَابِ الْأُمَمِ مَوْلَى مُلُوكِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ۔

مخلوق کے جمال، اسلام کے لئے قابلِ فخر، سعد ابنِ انا بکِ اعظم، قابلِ عظمت شہنشاہ، لوگوں کی گردنوں

کے مالک، عرب و عجم کے بادشاہوں کے مولیٰ و آقا، ۱۲م

☆ نیز فرماتے ہیں۔

بارعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشین زانکہ شہنشاہ عادل رارعیت لشکر است
رعایا کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آ، اور پھر دشمن کی جانب سے لڑائی سے بے خوف رہ، کیونکہ عادل بادشاہ کے
لئے رعایا ہی لشکر ہے۔ ۱۲م
نیز فرماتے ہیں۔

شہنشاہ برآشفقت کا یںک و زیر تعلل میندیش و حجت مگیر
بادشاہ نے عرصے سے کہا اے وزیر! بہانہ مت بنا، اور حجت مت لا۔ ۱۲م
نیز فرماتے ہیں۔

سر پر غرور از تحمل تہی حرامش بود تاج شاہنشہی
جو سر صبر و تحمل سے خالی اور کبر و نخوت سے پر ہو وہ بادشاہی کے تاج سے محروم ہوتا ہے۔
نیز فرماتے ہیں۔

دواں آمدش گلہ بانے ز پیش شہنشاہ بر آور د تعلق زکیش
بادشاہ کے پاس سامنے سے ایک چرواہا دوڑتا آیا، بادشاہ نے (اسی وقت) نیر ترکش سے نکال لیا۔
محبوب محبوب الہی حضرت عارف باللہ سیدی خسرو قدس سرہ او آخر قرآن السعدین صفت تخت شاہی میں فرماتے ہیں۔

کیست جز ازو نے کہ نہد پائے راست پیش شکوہ کہ شہنشاہ راست
اس کے سوا کون ہے جو بادشاہ کی شان و شوکت کے سامنے سیدھا پاؤں رکھے۔ ۱۲م
عارف باللہ امام العلماء حضرت مولانا نور الدین جامی قدس سرہ السامی، تحفۃ الاحرار میں فرماتے ہیں۔
زد بچیاں نوبت شاہنشہی کو کہہ و فخر عبید اللہی،
حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ستارہ افتخار نے دنیا میں اپنی شہنشاہی کا نقارہ بجا دیا..... ۱۲م
حضرت خواجہ شمس الدین حافظ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نزار، آنکہ می نہد اگر جان جہانش خوانی
خان بن خان خاندانی شاہوں کے شاہ جسے جان جہان کا خطاب زیب دیتا ہے۔ ۱۲م
نیز فرماتے ہیں۔

ہم نسل شہنشاہ زمان است ہم نقد خلیفہ زمین است
زمانہ کے بادشاہوں کا ہم رتبہ، خلیفہ زمین کا ہم جنس ہے۔ ۱۲م
حضرت مولانا نظامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔

گذار ندہ شرح شاہنشہی چیں داد پر سندہ را آگہی
احکام شاہی کی تفصیل سنانے والے نے سائل کو یوں آگاہ کیا..... ۱۲م

☆ مخدوم قاضی شیخ شہاب الدین تفسیر بحر موانع میں فرماتے ہیں۔

”سلطان السلاطین خداوند باعز و تمکین بادشاہ سلیمان فر“ الخ

غرض کلمات اکابر میں اس کے صد ہا نظائر ملیں گے۔ ہمیں کیا لائق ہے کہ ان تمام ائمہ و فقہاء و عرفاء رحمہم اللہ تعالیٰ قدست اسرارہم پر طعن کریں۔ وہ ہم سے ہر طرح اعراف و اعلم تھے۔ لہذا واجب کہ بتوفیق الہی نظر فقہی سے کام لیں۔ اور اس لفظ کے منع و جواز میں تحقیق مناظر کریں، کہ مسئلہ قطعاً معقول المعنی ہے نہ کہ محض تعبدی،

فَاَقُولُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ:- ظاہر ہے کہ اصل منشاء منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے، یعنی موصوف کا استثناء تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں۔ اُس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنی قطعاً مختص بحضرت عزت عز جلالہ ہیں۔ اور اس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عزوجل بھی داخل ہوگا۔ یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے۔ مگر حاشانہ ہرگز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کر سکتا ہے، نہ زہار کلام مسلم میں یہ لفظ سن کر کسی کا اس طرف ذہن جاسکتا ہے، بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراق عرفی ہی مراد، اور وہی مفہوم و مستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے۔ جیسا کہ علماء نے موعّد کے اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (موسم ربیع نے سبزہ اُگایا) کہنے میں تصریح فرمائی۔ نیز فتاویٰ خیر یہ میں ہے۔

سُئِلَ فِي رَجُلٍ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ هَذِهِ الدَّارَ إِلَّا أَنْ يَحْكَمَ عَلَيْهِ الدَّهْرُ فَدَخَلَ
هَلْ يَحْنُتُ (أَجَابَ) لَا۔ وَهَذَا مَجَازٌ لِمُصَدُّورِهِ عَنِ الْمَوْحِدِ وَالْحَكْمِ الْقَضَاءِ
وَإِذَا دَخَلَهَا فَقَدْ حَكَمَ أَيُّ قَضَى عَلَيْهِ رَبُّ الدَّهْرِ بِدُخُولِهَا وَهُوَ مُسْتَشْنَى مِنْ
يَمِينِهِ۔ فَلَا حَنْتَ۔

ایک ایسے شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے یہ قسم کھالی تھی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، جب تک کہ اس پر زمانہ کی حکمرانی نہ ہو، پھر وہ اس گھر میں داخل ہوا تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟ جواب نفی میں ملا، چونکہ موعّد سے یہ جملہ صادر ہوا اس لئے مجاز قرار پائے گا۔ اور حکم یہی ہوگا کہ اس کی شرط پوری ہوگئی۔ اور جب وہ شخص داخل ہوا تو اس کا دخول ایسی حالت میں پایا گیا جب خالق زمانہ کی حکومت اس گھر پر تھی۔ اور یہ اس قسم سے مستثنیٰ ہے لہذا حانت نہ ہوگا۔ ۱۲

اب رہا یہ کہ استغراق حقیقی اگرچہ نہ مراد نہ مفہوم۔ مگر مجر و احتمال ہی موجب منع ہے۔ یہ قطعاً باطل ہے، یوں تو ہزاروں الفاظ کہ تمام عالم میں دائر و سائر ہیں، منع ہو جائیں گے پہلے خود اس لفظ شہنشاہ کی وضع و ترکیب لیجئے۔ مثلاً قاضی القضاۃ، امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، عالم العلماء، صدر الصدور، امیر الامراء، خان خانان بگاء بگ و غیرہا کہ علماء و مشائخ و عامہ سب میں رائج ہیں۔ شیخ المشائخ سلطان الاولیاء محبوب الہی، اور شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا لقب ہے۔ جواہر الفتاویٰ کتاب اصول الدین و کتاب اصول فقہ و کتاب الایمان و کتاب الغصب و کتاب الدعویٰ و کتاب الکراہیت و غیرہا سب کے باب سادس میں امام علاؤ الدین سمرقندی کو عالم العلماء فرمایا۔ امام اجل عبدالرحمن اوزاعی امام اہل الشام کہ امام

اعظم ابو حنیفہ و امام مالک کے زمانے میں تھے۔ اور تاج تابعین کے اعلیٰ طبقے میں ہیں۔ امام مالک کو عالم العلماء فرمایا کرتے۔ زرقانی علی المؤمنین ہے۔

امَّا مَالِكُ فَهُوَ الْإِمَامُ الْمَشْهُورُ صَدْرُ الصُّدُورِ أَكْمَلُ الْعُقَلَاءِ وَأَعْقَلُ
الْفُضَلَاءِ كَانَ الْأَوْزَاعِي إِذَا ذَكَرَ مَالِكًا قَالَ قَالَ عَالِمُ الْعُلَمَاءِ وَعَالِمُ أَهْلِ
الْمَدِينَةِ وَمُفْتِي الْحَرَمَيْنِ۔

امام مالک تو مشہور ہیں، رئیسوں میں رئیس، عقلاء میں کامل تر، فضلاء میں سب سے فہیم، امام اوزاعی جب
امام مالک کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ عالم العلماء مدینہ والوں کے عالم، اور حرمین طہیین کے مفتی نے فرمایا
ہے، ۱۲م

امام الائمہ امام محمد بن حزمیہ حافظ الحدیث کا لقب ہے۔ قاضی القضاۃ اسلامی سلطنتوں کا معروف عہدہ ہے۔ عامہ کتب فقہ
میں اس کا اطلاق موجود، اور ائمہ کی زبانوں پر شائع، درمختار کتاب القضاء میں ہے۔

لَا يَسْتَخْلِفُ قَاضٍ نَائِبًا إِذَا فُوضَ إِلَيْهِ كَجَعَلْتِكَ قَاضِي الْقَضَاءِ هُوَ الَّذِي
يَتَصَرَّفُ فِيهِمْ مُطْلَقًا تَقْلِيدًا أَوْ لَا۔

کوئی بھی قاضی اپنا نائب اس وقت مقرر کر سکتا ہے جب وہ اس نائب کو اختیارات سپرد کر دے، مثلاً یہ کہے
میں نے تمہیں قاضی القضاۃ بنایا..... قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) وہ ہے جسے علی الاطلاق تصرف کا حق
حاصل ہو..... چاہے تقلید ہو یا نہ ہو۔ ۱۲م

بحر الرائق و رد المحتار کتاب الوقف میں ہے۔

فَوَلُّهُمْ فِي الْأَمْرِ الْقَاضِي الْمُرَادُ بِهِ قَاضِي الْقَضَاءِ وَفِي كُلِّ مَوْضِعٍ
ذَكَرُوا الْقَاضِي فِي أُمُورٍ إِلَّا وَقَافٍ۔

استدانت پامر القاضی میں ان کی مراد ”قاضی“ سے ”قاضی القضاۃ“ ہے۔ اور امور واقف میں جہاں بھی
قاضی کا لفظ آیا ہے اس سے یہی (قاضی القضاۃ) مراد ہے۔ ۱۲م

امیر الامراء، خان خانان، بگاہ بگ عربی فارسی ترکی تین مختلف زبانوں کے لفظ ہیں۔ اور معنی ایک یعنی سرور سروراء،
سردار سرداراء، سید الاسیاد، اور اگر امیر امر بمعنی حکم سے لیجئے تو امیر الامراء بمعنی حاکم الحاکمین، شک نہیں کہ ان الفاظ کو عموم و استغراق
حقیقی پر رکھیں تو قاضی القضاۃ و حاکم الحاکمین و عالم العلماء و سید الاسیاد قطعاً حضرت رب العزت عزوجل ہی کے لئے خاص ہیں۔ اور
دوسرے پر ان کا اطلاق صریح کفر بلکہ بنظر حقیقت اصلہ صرف قاضی و حاکم و سید و عالم بھی اسی کے ساتھ خاص، قال اللہ تعالیٰ:

وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ إِنَّ اللَّهَ هُوَ
السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ الْآيَةُ (پ ۲۳ رکوع نمبر ۸)

اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے۔ بیشک اللہ ہی ستاد دیکھتا ہے۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ:

لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (پ ۲۰ رکوع نمبر ۱۳)

اسی کا حکم ہے..... اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ:

إِنَّ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ (پ ۲۱ رکوع نمبر ۱۵)

حکم نہیں مگر اللہ کا،

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ:

وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَلِيمُ ۝ (پ ۳۱ رکوع نمبر ۴)

وہی علم و حکمت والا ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا بِه (پ ۵ رکوع ۵)

جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

وفد بنی عامر نے حاضر ہو کر حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا أَنْتَ سَيِّدُنَا۔ حضور ہمارے سید ہیں۔ فرمایا، اَللَّهُ

سَيِّدُ تَوْحِيدٍ تَعَالَىٰ هِيَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ الْعَامِرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ۔ یوں ہی نہ

ملک الملوک، بلکہ صرف ملک ہی..... قال اللہ تعالیٰ:

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ (پ ۲۸ رکوع ۱۵)

اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے تعریف

وقال اللہ تعالیٰ:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ (پ ۲۴ رکوع ۷)

آج کس کی بادشاہی ہے۔

خود حضور اقدس ﷺ نے اسی حدیث ملک الملوک کی تعلیل میں فرمایا۔ لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ۔ بادشاہ کوئی نہیں سوا اللہ

تعالیٰ کے..... رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ۔ اور امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، اپنے

استغراق حقیقی پر یقیناً حضور پر نور سید المرسلین ﷺ کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر، کہ اس کے عموم میں حضور اقدس

ﷺ بھی داخل ہوں گے، اور معنی یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذ اللہ حضور سید عالم امام الخلیفین ﷺ کا بھی شیخ و امام ہے۔ اور یہ

صراحۃً کفر ہے مگر حاشا ان تمام الفاظ میں نہ ہرگز یہ معنی قائلین کی مراد، نہ ان کے اطلاق سے مفہوم و مفاد، اور اس پر دلیل ظاہر و باہر یہ

ہے کہ متکبر مغرور جبار سلاطین کہ اپنے آپ کو مابعد دولت و اقبال اور اپنے بڑے عہدہ داروں امراء وزراء کو بندہ حضور و فدوی خاص لکھتے

ہیں۔ جن کے تکبر کی یہ حالت کہ اللہ و رسول کی توہین پر شاید چشم پوشی بھی کر جائیں۔ مگر ہرگز اپنی ادنیٰ سی توہین پر درگزر نہ کریں گے۔

یہی جبار نہیں امراء کو قاضی القضاۃ و امیر الامراء و خان خانان و بگ خطاب دیتے، اور خود لکھتے، اور اوروں سے لکھواتے، اور

لوگوں کو کہتے، لکھتے، دیکھتے، سنتے اور پسند و مقرر رکھتے ہیں۔ بلکہ جو ان کے اس خطاب پر اعتراض کرے عتاب پائے اگر ان میں استغراق حقیقی کا ادنیٰ ایہام بھی ہوتا جس سے متوہم ہوتا کہ یہ امراء خود ان سلاطین پر بھی حاکم و افسر و بالا و برتر و سردار و سرور ہیں۔ تو کیا امکان تھا کہ اسے ایک آن کے لئے بھی روار کھتے۔ تو ثابت ہوا کہ عرف عام میں امثال الفاظ میں استغراق حقیقی ارادۃ و افادۃ ہر طرح قطعاً یقیناً متروک و مجہور ہے، جس کی طرف اصلاً خیال بھی نہیں جاتا۔ بعینہ بدابہت یہی حال شہنشاہ کا ہے۔ کیا بکے مجنوں کے سوا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ امام اجل ابو العلاء علاء الدین ناٹھی، امام اجل ابو بکر رکن الدین کرمانی، علامہ اجل خیر الملتہ والدین رملی، عارف باللہ شیخ مصلح الدین عارف باللہ حضرت امیر، عارف باللہ حضرت حافظ، عارف باللہ حضرت مولانا جامی فاضل جلیل مخدوم شہاب الدین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقتہ مست اسرارہم کے کلام میں یہ ناپاک معنی مراد ہونا درکنار، اسے شکر کسی مسلمان کا وہم بھی اس طرف جاسکتا ہے تو بے ارادہ و بے افادہ اگر مجرد احتمال منع کے لئے کافی ہوتا، وہ تمام الفاظ بھی حرام ہوتے۔ حالانکہ خواص و عوام سب میں شائع و ذائع ہیں۔ خصوصاً قاضی القضاۃ کہ انہیں فقہائے کرام کا لفظ اور قدیم و حدیثاً ان کے عامہ کتب میں موجود ہے۔ اس میں اور شہنشاہ میں کیا فرق ہے۔ لاجرم امام قاضی عیاض مالکی المذہب نے فرمایا۔

وَمِنْهُمْ قَوْلُهُمْ نَشَاهُ مَلُوكٌ وَكَذَلِكَ أَمَّا يَقُولُونَ قَاضِي الْقَضَاةِ أَهٌ..... فَقُلْهُ فِي الْمِرْقَاةِ۔ اسی کی مانند امام ابن حجر شافعی المذہب نے زواج میں اپنے یہاں کے بعض ائمہ سے نقل کیا۔ مگر جانتے ہو کہ یہ قاضی القضاۃ (امام ماوردی کا لقب "قاضی القضاۃ" تھا۔ کما فی ارشاد الساری وظنی انه اول من تسمی بہ وزعمہ الامام البدرد ان هذا ابلغ من قاضی القضاۃ لانه افعل التفضیل قال و من جهلا هذا الزمان من مسطری سجلات القضاۃ یکتبون للنائب اقضی القضاۃ وللقاضی الکبیر قاضی القضاۃ واقرة الامام القسطلانی اقول وعندی ان الامر بالعکس فان اقضی القضاۃ من له مزیة فی القضاء علی سائر القضاۃ ولا یلزم ان یكون حاکماً علیهم ومتصرفاً فیهم بخلاف قاضی القضاۃ کما نقلنا عن الدرد المختار و نظیرة املک الملوك یصدق اذا کان اکثر ملکا عنہم بخلاف ملک الملوك فهو الذی نسبة الملوك الیہ کنسبة الرعايا الی الملوك کمالا یخفی فهذا هو الا بلیغ وبہ یندفع الاعتراض الامام الماوردی ولله الحمد، منه عفی عنہ) کس کا لقب ہے اور کب سے رائج ہے۔ سب میں پہلے یہ لقب ہمارے امام مذہب سیدنا امام ابو یوسف تلمیذ اکبر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہوا، اور اس زمانہ خیر کے ائمہ کرام تبع تابعین و اتباع اعلام نے اسے مقبول و مقرر رکھا۔ اور جب سے آج تک تمام علمائے خفیہ اور بہت دیگر علمائے مذہب ثلاثہ میں رائج و جاری و ساری ہے۔ امام اجل علامہ بدر الملتہ والدین محمود عینی حنفی عمدة القاری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں۔

أَوَّلُ مَنْ تَسَمَّى قَاضِي الْقَضَاةِ أَبُو يُوْسُفٍ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَفِي زَمَنِهِ كَانَ أَسَاطِينُ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ الْمُحَدِّثِينَ فَلَمْ يَنْقُلْ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ انْكَارَ عَنْ ذَلِكَ۔

یعنی سب میں پہلے جس کا لقب قاضی القضاۃ ہوا، امام اعظم کے شاگرد، امام ابو یوسف ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس جناب نے یہ لقب قبول فرمایا۔ اور ان کے زمانے میں فقہاء و علماء و محدثین کہ اکابر و علمائے تھے۔ ان میں

کسی سے اس کا انکار منقول نہ ہوا۔

اب ثابت ہوا کہ وہ طعن نہ فقط انہیں ائمہ و فقہاء و اولیاء پر ہوگا۔ جن سے لفظ شہنشاہ کی سندیں گزریں، بلکہ ائمہ تبع تابعین اور ان کے اتباع اور امام مذہب حنفی ابو یوسف اور اس وقت سے آج تک کے تمام علمائے حنفیہ اور بکثرت علمائے بقیہ مذاہب سب پر طعن لازم آئے گا۔ اور اس پر جرأت ظلم شدید و جہل مدید ہوگی۔ لاجرم بات وہی ہے کہ لفظ جب ارادۃ و افادۃ ہر طرح سے شاعت سے پاک ہے تو صرف احتمال باطل اُسے ممنوع نہ کر دے گا۔ ورنہ سب سے بڑھ کر نماز میں تَعَالٰی جَدُّكَ حَرَام ہو، کہ دوسرے معنی کس قدر شنیع و قبیح رکھتا ہے۔ ہاں صدر اسلام میں کہ شرک کی گھٹائیں عالمگیر چھائی ہوئی تھیں۔ نقیر و قطنیر کے ساتھ نہایت تدقیق فرمائی جاتی کہ تو حید و روجہ اتم اذہان میں متمکن ہو۔ وَلِهَذَا نَفْظُ شَهْنَشَاهُ بَلْكَ اَنْتَ سَيِّدُنَا کے جواب میں ارشاد ہوا، اَلْسَيِّدُ اللّٰهُ سَيِّدُ اللّٰهِ ہے۔ ابوالحکم کنیت رکھنے پر فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ فَلَمْ تَكُنْ بِهٖ الْحَكْمُ بے شک اللہ ہی حکم ہے، اور حکم کا اختیار اسی کو ہے۔ تو تیری کنیت ابوالحکم کیوں ہے..... رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ غلاموں کو ارشاد ہوا تھا۔

لَا يَقُولُ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ فَإِنَّ مَوْلَاكُمْ اللّٰهُ..... غلام اپنے آقا کو مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمہارا مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔
ایک حدیث شریف میں آیا۔

لَا تَسْمُوا أَبْنَاءَكُمْ حَكِيمًا وَلَا أَبَا الْحَكَمِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ۔

اپنے بیٹوں کا نام حکیم یا ابوالحکیم نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی حکیم و علیم ہے۔

رَوَاهُ عَطَاءٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، ذَكَرَهُ الْإِمَامُ الْبَدْرُ مُحَمَّدٌ فِي عُمْدَةِ الْقَارِي

۶۵، ایک حدیث شریف میں آیا۔

أَبْغَضُ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ خَالِدٌ وَمَالِكٌ وَذَلِكَ أَنَّ أَحَدَ الْيَسَّ يَخْلِدُ وَالْمَالِكُ هُوَ اللّٰهُ..... اللہ عزوجل

کو سب سے زیادہ دشمن نام خالد و مالک ہیں۔ اس لئے کہ کوئی ہمیشہ نہ رہے گا اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے..... ذَكَرَهُ الْإِمَامُ الْبَدْرُ عَنِ الدَّوْدِيِّ..... یونہی عزیز و حکم ناموں کو تبدیل فرمادیا..... سنن ابی داؤد میں ہے۔

غَيْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اسْمَ عَزِيزٍ وَالْحَكَمِ۔ قَالَ وَتَرَكَتُ أَسَانِيدَهَا اخْتِصَارًا۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

لَا تَسْمَهُ عَزِيزًا..... اس کا نام عزیز نہ رکھ..... رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بن سمرۃ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

نیز حدیث شریف میں ہے:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَمَّى الرَّجُلُ حَرْبًا وَوَلِيدًا أَوْ مَرَّةً أَوْ أَبًا الْحَكَمِ۔
رسول اللہ نے منع فرمایا کہ حرب یا ولید یا حکم یا ابوالحکم نام رکھا جائے۔

رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ..... حالانکہ یہ الفاظ وادصاف
غیر خدا کے لئے خود قرآن عظیم و احادیث و اقوال علماء میں بکثرت وارد..... قال اللہ تعالیٰ۔

قرآن مجید سے:

سَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ (پ ۳ رکوع ۱۲)
سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں ہے۔
وقال اللہ تعالیٰ:

وَالْفَيَّا سَيِّدَ هَالِدَ الْبَابِ (پ ۲ رکوع ۱۲)
اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا۔
وقال اللہ تعالیٰ:

فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا۔ الْآيَةُ (پ ۵ رکوع ۳)
تو ایک بیچ مرد والوں کی طرح سے بھیجو اور ایک بیچ عورت والوں کی طرف سے۔
وقال اللہ تعالیٰ:

وَأِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ۔ الْآيَةُ (پ ۶ رکوع ۱۰)
اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔
وقال اللہ تبارک و تعالیٰ:

وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ○ الْآيَةُ (پ ۶ رکوع ۴)
اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی،
وقال اللہ تبارک و تعالیٰ:

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ○ الْآيَةُ (پ ۲۸ رکوع ۱۹)
تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے،
وقال اللہ تعالیٰ:

عَنْ عَبْدِ زَكْرِيَّا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔
وَأَنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي الْآيَةُ، (پ ۶ رکوع ۴)
اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے۔
وقال اللہ تعالیٰ:

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ (پ ۹ رکوع ۹)

انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

وقال اللہ تعالیٰ:

فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ○ (پ ۲۳ رکوع ۳)

یہ تو ان کے مالک ہیں۔

وقال اللہ تعالیٰ:

وَنَادُوا يَا مَالِكُ (پ ۲۵ رکوع ۱۳)

اور وہ پکاریں گے اے مالک،

وقال اللہ تعالیٰ:

وَاتَيْنَهُ الْحِكْمَةَ (پ ۲۳ رکوع ۱۰)

اور ہم نے اسے حکمت دی،

وقال اللہ تعالیٰ:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ○ (پ ۳ رکوع ۴)

اور جسے حکمت ملی، اسے بہت بھلائی ملی۔

وقال اللہ تعالیٰ:

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○ (پ ۲۸ رکوع ۱۴)

عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

احادیث مبارکہ سے:

وقال رسول اللہ ﷺ اَنَا سَيِّدٌ وَلَدَ آدَمَ فِي أَوْلَادِهِ سَيِّدٌ (سردار) ہوں۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ بَشَرِيٌّ هَذَا سَيِّدٌ بَشَرِيٌّ۔ یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ۔ رَوَاهُ

الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ اللَّهُ اور اس کا رسول ہر بے مولیٰ کے مولیٰ ہیں۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللَّهِ بَشَرِيٍّ تَمَّ لِي فِي يَهُودِ كَيْفَ

بَارَءٌ فِيهِمْ وَهَكَذَا جَاءَ تَعَالَى كَمَا حُكِمَ تَهَارَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَالنِّسَائِيِّ عَنْ سَعْدِ ابْنِ

أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔

اسی حدیث شریف میں ہے، جب حضور اقدس ﷺ نے اُن سے حکم کے لئے فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَقُّ بِالْحُكْمِ۔ حکم دینا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حق ہے۔ رَوَاهُ الْحَافِظُ مُحَمَّدُ بْنُ عَائِدٍ فِي الْمَغَازِي بِسَنَدِهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔

وقال صلى الله تعالى عليه وسلم فيما يروى الطبراني في الأوسط۔

حَكِيمٌ أُمَّتِي عَوِيْمٌ (میری امت کے حکیم ابو درداء ہیں)

انصار کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْتَ وَاللَّهِ لَا عَزَّ الْعَزِيزُ۔

یا رسول اللہ! خدا تعالیٰ کی قسم حضور ہی سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔

صرف حضور ہی کے لئے عزت ہے۔ رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَسَاذُ الْبُخَارِي وَمُسْلِمٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن ابی منافق نے اپنے باپ سے فرمایا۔

إِنَّكَ الدَّلِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَزِيزُ۔ بیشک تو ہی ذلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی

عزیز و صاحب عزت ہیں۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَنَحْوَهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

صحابہ کرام میں ہیں (۲۰) سے زائد کا نام حکم ہے، تقریباً دس (۱۰) کا نام حکیم، اور ساٹھ (۶۰) سے زیادہ کا خالد، اور ایک سو دس سے زیادہ کا مالک..... ان وقائع اور ان کے امثال کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے کہ ایسی نہیں ہے شرع مطہر کا مقصود کیا تھا۔ اور اس پر قرینہ واضح یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں اس کی تعلیل یوں ارشاد ہوئی کہ لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ۔ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حصر اسی اَلسَّيِّدُ هُوَ اللَّهُ وَمَوْلَاكُمْ اللَّهُ کے قبیل سے ہے ورنہ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى (پ ۱۲ رکوع ۱۵)

اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا،

اور فرمایا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ (پ ۱۲ رکوع ۱۶)

اور بادشاہ بولا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ،

اور فرمایا۔

إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً (پ ۱۹ رکوع ۱۷)

بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔

امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا، حدیث: اِنَّمَا الْكَرَمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ (مومن کا دل کرم کا خزانہ ہے) کے نیچے فرماتے ہیں۔

وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِي يَفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَقَوْلِهِ اِنَّمَا الصَّرْعَةُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهِ لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ فَوَصَفَهُ بِانْتِهَاءِ الْمَلِكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوكَ اَيْضًا قَالَ اِنَّ الْمُلُوكَ اِذَا دَخَلُوا اَقْرِيَةً اَفْسَدُوْهَا..... ۱۵

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ صحیح معنی میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن حالتِ افلاس میں ہو۔ جس طرح آپ کا یہ ارشاد گرامی کہ علیم و بردبار وہ شخص ہے جو غیض و غضب میں اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے اور اسی کے ہم مثل آپ کا یہ ارشاد بھی ہے۔ بادشاہت تو صرف اللہ کے لئے ہے۔ یہاں ذاتِ باری تک بادشاہت کی انتہا مانی گئی۔ حالانکہ دوسروں کے لئے بھی بادشاہ ہونے کا ذکر موجود ہے..... چنانچہ فرمایا۔ بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے۔ ۱۲م

وہابیہ و خوارج اسی نکتہ جلیلہ سے غافل ہو کر شرک و کفر میں پڑے کہ اللہ تعالیٰ تو اِن الْحُكْمِ اِلَّا لِلّٰہ..... حکم تو اللہ ہی کا ہے، فرماتا ہے مولیٰ علی نے کیسے ابو موسیٰ کو حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن..... فرماتا ہے۔ مسلمانوں نے انبیاء و اولیاء سے کیسے استعانت کی۔ اللہ تعالیٰ تو قُلْ لَا يَعْلَمُ الْاٰیةَ فرماتا ہے۔ اہلسنت نے کیسے نبی ﷺ کے لئے اطلاع غیوب مان لی، اور اندھوں نے نہ دیکھا کہ وہی خدا تعالیٰ فَاَبْعَثُوْا حَكَمًا۔ (پ ۵، ۳) ایک بیچ بھیجو..... اور تَعَاوَنُوا عَلٰی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ (پ ۵، ۶) اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو،..... اور وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ (پ ۱، ۵) اور صبر اور نماز سے مدد چاہو،..... اور اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ ۲۹، ۱۲) سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے،..... اور يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ ۴، ۹) جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے،..... اور تِلْكَ مِنْ اَنْبِآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ۔ (پ ۱۲، ۲) یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں..... اور يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ (پ ۱، ۱) بے دیکھے ایمان لائے، وغیرہا فرما رہا ہے۔ اَفْتُوْا مِنْهُمْ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ (پ ۱، ۱۰) تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ۱۲م

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اس مقصد کی شرع کی نظر واقعہ تحریم خمر ہے کہ ابتداء میں تقیر و مزفت جرہ و حلتم یعنی مضبوط برتنوں میں نبیذ ڈالنے سے منع فرمایا تھا کہ تساہل نہ واقع ہو۔ جب اس کی حرمت اور اس سے نفرت مسلمانوں کے دلوں میں جم گئی اور اس سے کامل تحفظ و احتیاط نے قلوب میں جگہ پائی فرمایا۔

اِنَّ ظَرْفًا لَا يَحِلُّ شَيْئًا وَلَا يُحَرِّمُهُ

برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کرتا۔

بالجملہ ان اکابر ائمہ و علماء و اولیاء نے مقصود پر نظر فرما کر لفظ شہنشاہ کا اطلاق فرمایا۔ اور جن کی نظر لفظ پر گئی منع بتایا۔ گمما

نَقْلُهُ فِي التَّارِخَانِيهِ - دونوں فریق کے لئے ایک وجہ موجب ہے۔ لِكُلِّ وَجْهَةٍ هُوَ مُوَلِّيَّهَا۔ اس کی نظیر واقعہ نماز ظہر یا عصر ہے کہ جب یہودی بنی قریظہ پر لشکر کشی فرمائی۔ عسکر ظفر پیکر میں اس منادی کا حکم فرمایا کہ مَنْ كَانَ سَامِعًا مَطِيعًا فَلَا يُصَلِّينَ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ جو بات سنتا اور حکم مانتا ہو وہ ہرگز عصر نہ پڑھے مگر آبادی بنی قریظہ میں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رواں ہوئے۔ راہ میں وقت عصر ہوا، اس پر دو فریق ہو گئے۔ بعض نے کہا۔ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا۔ ہم تو جب تک اس آبادی میں نہ پہنچ جائیں نماز نہ پڑھیں گے کہ ہمیں ارشاد فرمادیا ہے کہ نماز وہیں پہنچ کر پڑھنا، بعض نے کہا۔ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يَرِدْ مِنَّا ذَلِكَ۔ بلکہ ہم نماز راہ ہی میں پڑھ لیں گے۔ ارشاد سے مقصود جلدی تھی نہ یہ کہ نماز قضا کر دی جائے۔ غرض کچھ نے نماز راہ میں پڑھ لی اور جا ملے کچھ نے نہ پڑھی۔ یہاں تک کہ عشاء کے وقت وہاں پہنچے۔ دونوں فریق کا حال بارگاہ اقدس میں معروض ہوا۔ وَلَمْ يَعْنِفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی پر اعتراض نہ فرمایا..... رَوَاهُ إِلَّا نَمَّةٌ مِنْهُمْ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا..... علماء فرماتے ہیں ایک فریق نے مقصود پر نظر کی اور دوسرے نے لفظ کو دیکھا۔

اقول:

یعنی اور اس پر عمل خلاف مقصود نہ تھا بخلاف جمود ظاہر یہ کہ مقصود سے یکسر دور پڑتا۔ اور احکام شرعیہ کو معاذ اللہ محض بے معنی ٹھہراتا ہے..... کَمَا هُوَ مَعَهُودٌ مِّنْ دَابِّهِمْ..... لہذا فریقین میں کسی پر ملامت نہ فرمائی۔ یہی حال یہاں ہے۔

ثانیاً:

اسے یوں بھی تقریر کر سکتے ہیں کہ مانعین نے ظاہر نہیں پر نظر کی کہ اس میں اصل تحریم ہے۔ اور اطلاق کرنے والوں نے دیکھا کہ لفظ ارادۃ و افادۃ ہر طرح شاعت سے پاک ہے تو نہی صرف تنزیہی ہے کہ منافی جواز و اباحت نہیں۔ جس طرح حدیث میں ارشاد ہوا۔

لَا يَقُلُ الْعَبْدُ رَبِّيَّ -

غلام اپنے آقا کو اپنے رب نہ کہے۔ اور فرمایا۔

لَا يَقُلُ أَحَدُكُمْ أَسْقَى رَبِّكَ أَوْ أَطْعَمَ رَبِّكَ وَضِيءُ رَبِّكَ وَلَا يَقُلُ أَحَدُكُمْ رَبِّيَّ -

تم میں سے کوئی نہ کہے کہ اپنے رب کو پانی پلا، اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اور نہ کوئی کسی کو اپنا رب کہے۔

اور علماء نے تصریح فرمائی کہ یہ نہی صرف تنزیہی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم شریف میں اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں۔

الْكُنْهَى لِلْأَدَبِ وَكَرَاهَةِ التَّنْزِيهِ لِلتَّحْرِيمِ -

ممانعت بطور ادب ہے۔ اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی،

امام بخاری اپنی صحیح میں فرماتے ہیں۔

بَابُ كَرَاهَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ وَقَوْلُهُ عَبْدِي وَأَمَتِي وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى
وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَنَّاكُمْ وَقَالَ عَبْدًا مَمْلُوكًا وَادُّكُنِي عِنْدَ رَبِّكَ
أَيُّ عِنْدَ سَيِّدِكَ۔

یہ باب ہے اس بارے میں کہ غلام پر زیادتی مکروہ ہے اور آقا کے اس قول کے سلسلہ میں کہ یہ میرا عبد اور
میری باندی ہے۔ اور اللہ عزوجل کا یہ ارشاد اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔ (پ ۸ رکوع ۱۰) اور فرمایا۔
عبد مملوک اور مجھے اپنے رب یعنی اپنے آقا کے پاس یاد کرو۔ ۱۲م

امام عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ذَكَرَ هَذَا كُلُّهُ دَلِيلًا لِحَوَازِ أَنْ يَقُولَ عَبْدِي وَأَمَتِي وَأَنَّ النَّهْيَ الَّذِي وَرَدَ فِي
الْحَدِيثِ عَنْ قَوْلِ الرَّجُلِ عَبْدِي وَأَمَتِي وَعَنْ قَوْلِهِ أَسْقِ رَبِّكَ وَنَحْوَهُ لِلتَّنْزِيهِ
لَا لِلتَّحْرِيمِ۔

یہ تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ (مملوک اور مملوکہ) کو ”عبدی“ اور امتی (میرا بندہ میری باندی) کہنا
جائز ہے۔ اور احادیث کریمہ میں جو یہ وارد ہے کہ کوئی آدمی ”عبدی“ (میرا عبد) اور امتی (میری باندی) نہ
کہے۔ یونہی اپنے رب کو پانی پلا، نہ کہے یا اس قسم کی دیگر ممانعت تو یہ تحریم کے لیے نہیں..... بلکہ تنزیہ
کے لئے ہے۔ ۱۲م

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں۔

فَإِنْ قُلْتَ قَدْ قَالَ تَعَالَى اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ وَارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ أَجِيبْ بِأَنَّهُ
وَرَدَ لِبَيَانِ الْجَوَازِ وَالنَّهْيِ لِلْأَذْبِ وَالتَّنْزِيهِ دُونَ التَّحْرِيمِ۔
اگر یہ اعتراض ہو کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ”مجھے اپنے رب کے پاس یاد کرو“ اور ”اپنے رب کی طرف لوٹو“
تو جواب یہ ہوگا کہ یہ بیان جواز کے لئے ہے اور نہ تحریم کے لئے نہیں بلکہ محض تادیباً اور تنزیہاً ہے۔ ۱۲م

ثالثاً:

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے۔
إِمْتَلَأَتِ الْأَرْضُ مِنْ تَحْمِيدِ أَحْمَدَ وَتَقْدِيسِهِ وَمِلْكِ الْأَرْضِ وَرِقَابِ الْأُمَمِ۔
زمین بھر گئی احمدؑ کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں
کا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

امام احمد مسند، اور عبد اللہ بن احمد زوائد مسند، اور امام طحاوی شرح معانی الآثار، اور امام بغوی وابن السکن وابن ابی عاصم
... اس شاہین وابن ابی خيثمه وابو يعلى بطريق عديدة حضرت اعشى مازنی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ وہ خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

میں فریادی آئے۔ اور اپنی عرضی حضور میں گزاری، جس کی ابتدا یہ تھی۔ **يَا مَالِكُ النَّاسِ وَدَيَّانُ الْعَرَبِ**۔ اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا و سزا دینے والے..... مسند احمد و شرح معانی الآثار میں **يَا مَالِكُ النَّاسِ** ہے۔ اور زوائد مسند نیز شلہ متصل کی روایت سے بعض نسخ میں **يَا مَالِكُ النَّاسِ وَدَيَّانُ الْعَرَبِ**..... یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزاء دہندہ، ﷺ رسول اللہ ﷺ نے ان کی فریاد کو سن کر حاجت روائی فرمائی۔ پُر ظاہر کہ آدمیوں اور امتوں میں سلاطین و غیر سلاطین سب داخل ہیں۔ جب حضور تمام آدمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلاشبہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک، تمام سلاطین کے بھی بادشاہ، تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے۔ **يَا مَالِكُ النَّاسِ** کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور **يَا مَالِكُ النَّاسِ** اس سے بھی اعظم و اعلیٰ ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے، ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا..... حضور اقدس ﷺ حکم آیت و حدیث جلیل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں وَلِلّٰهِ الْحَمْد،

زختری مُعْتَزَلِی نے کشف سورہ ہود میں زیر قولہ تعالیٰ **وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ** ○ اَقْضَى الْقَضَاءِ پر اعتراض کیا۔ امام ابن المنیر سنی نے انصاف میں اس کا رد فرمایا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا..... **أَقْضَاكُمْ عَلَيَّ**، اس سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ یعنی جب اَقْضَى کی اضافت سب کی طرف ہے اور اس میں قضاۃ بھی داخل، تو **أَقْضَاكُمْ** سے اَقْضَى الْقَضَاءِ بھی حاصل۔ ظاہر ہے کہ **أَقْضَاكُمْ** عموم میں **يَا مَالِكُ النَّاسِ وَيَا مَالِكُ رِقَابِ الْأَمَمِ** کے برابر نہیں کہ وہ بظاہر صرف مخاطبین سے خاص ہے۔ تو ان الفاظ کریمہ سے مالک الملوک و مالک رقاب الملوک و شہنشاہ بدرجہ اولیٰ ثابت، پس آیت و حدیث میں ان ارشادات عالیہ کا آنا دلیل روشن ہے کہ نہی صرف اسی طور پر ہے جیسے مولیٰ و سید کہنے سے منع فرمایا۔ حالانکہ قرآن و حدیث خود ان کا اطلاق فرما رہے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْد۔

رابعاً:

اگر یہاں کوئی حدیث دربارہ نہی ثابت بھی ہو تو کلام مذکور اس کے لئے کافی و دافی ہے۔ نظر دقت میں یہاں ایک حدیث ابن النجار ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ شَاهَانِ شَاهَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَلُّ مَلِكُ الْمَلُوكِ،..... یعنی ایک شخص نے دوسرے کو پکارا، اے شاہان شاہ، نبی ﷺ نے سن کر فرمایا، شاہان شاہ اللہ ہے اس کی تو صحت بھی ثابت نہیں، رہی حدیث جلیل صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ صحیحین و سنن ابوداؤد و جامع ترمذی میں مروی۔

أَخْنَعُ إِلَّا سَمَاءَ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَجُلٌ تَسْمَى مَلِكُ الْأَمْلاَكِ

روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ناموں میں زیادہ ذلیل و خوار وہ شخص ہے جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا۔

یہ ہدایت طالب تاویل ہے کہ وہ شخص خود نام نہیں، اور اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہ شخص سب سے برا نام ہے۔ علماء نے اس میں دو تاویلیں فرمائیں ایک یہ کہ مجازاً نام سے ذات مراد ہے۔ یعنی روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا یہ نام رکھا۔ دوسری یہ کہ خبر میں حذف مضاف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت سب ناموں سے بدتر یہ نام ہے۔ مصابیح و افہام المصنوعات و سراج المیز شرح جامع صغیر میں تاویل ثانی ذکر کی۔ امام قرطبی نے منہم، اور امام نووی نے

منہاج اور علامہ مفتی نے حواشی جامع صغیر میں اول پر جزم واختصار کیا..... فیض القدر میں قرطبی سے ہے۔

الْمُرَادُ بِالْإِسْمِ الْمُسَمَّى بِدَلِيلٍ رَوَايَةِ أَغِيْظُ رَجُلٍ وَأَخْبَثُهُ۔

نام سے ذات مراد ہے کیونکہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں ”آدمیوں میں سب سے زیادہ بدتر اور خبیث“ ۱۲م شرح امام نووی میں ہے۔

قَالُوا أَمَعْنَاهُ أَشَدُّ ذَلًّا وَصِغَارًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالْمُرَادُ صَاحِبُ الْإِسْمِ وَتَدُلُّ عَلَيْهِ الرَّوَايَةُ الثَّانِيَةُ أَغِيْظُ رَجُلٍ۔

علماء نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ ذلیل و حقیر، اور اس سے مراد مسکمی ہے جیسا کہ دوسری روایت میں أَغِيْظُ رَجُلٍ۔ (لوگوں میں سب سے بدتر) کا لفظ بتا رہا ہے۔ ۱۲م حواشی حنفی میں ہے۔

أَخْنَعُ الْأَسْمَاءِ أَيْ مُسَمَّى إِلَّا سَمَاءَ بَدَلِيلٍ قَوْلُهُ رَجُلٌ لِأَنَّهُ الْمُسَمَّى لَا الْإِسْمَ۔
ناموں میں سب سے زیادہ ذلیل یعنی نام والوں میں سب سے زیادہ ذلیل، کیونکہ ایک روایت میں رَجُلٌ (آدمی) کا لفظ آیا ہے۔ اور آدمی مسکمی ہے نہ کہ اسم، ۱۲م

علامہ طیبی نے شرح مشکوٰۃ، پھر علامہ قسطلانی نے شرح بخاری پھر علامہ مناوی نے فیض القدر، پھر تیسرے شرح جامع صغیر اور علامہ طاہر نے مجمع البحار، اور علامہ علی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں دونوں ذکر فرمائیں، طیبی پھر ارشاد الساری پھر فیض القدر نے اشارہ کیا کہ تاویل اول ابلغ ہے۔

حَيْثُ قَالَ أَغْنَى الطَّبِيبُ يُمَكِّنُ أَنْ يُرَادَ بِالْإِسْمِ الْمُسَمَّى أَيْ أَخْنَعُ الرِّجَالِ كَقَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى سَبَّحَ اسْمُ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِيهِ لَا نَهْ إِذَا قَدَّسَ اسْمُهُ عَمَّا لَا يَلِيقُ بِذَاتِهِ فَذَاتُهُ بِالتَّقْدِيسِ أَوْلَى وَإِذَا كَانَ الْإِسْمُ مُحْكُومًا عَلَيْهِ بِالصِّغَارِ وَالْهُونِ فَكَيْفَ الْمُسَمَّى بِهِ..... اه نَقْلُهُ فِي فَيْضِ الْقَدِيرِ وَنَحْوُهُ فِي الْإِرْشَادِ۔

چنانچہ طیبی نے کہا یہاں اسم سے مسکمی مراد لیا جاسکتا ہے۔ یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل و پست، جیسا کہ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد، اپنے رب اکبر کے نام کی پاکی بولو، اور اس میں مبالغہ ہے کیونکہ جب نام مناسب چیزوں سے اسم الہی کی تقدیس ضروری ہے تو خود ذات باری تقدیس کی کتنی مستحق ہوگی۔ لہذا جب (ملک الملوک جیسے) نام پر ذلت و حقارت کا حکم ہے تو اس کے مسکمی کا کیا حال ہوگا۔ ۱۲م

مرقاۃ نے تصریح کی کہ یہی تاویل بہتر ہے۔

حَيْثُ قَالَ بَعْدَ نَقْلِهِ نَحْوُ مَا مَرَّ عَنِ الْفَيْضِ وَمِثْلُ مَا فِي الْإِرْشَادِ مَا نَصَّهُ وَهَذَا

التَّائِيلُ بَلَّغٌ وَأَوَّلَىٰ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِرَوَايَةِ أَغِيْظَ رَجُلٍ اه

چنانچہ فیض القدیر کی مذکورہ عبارت کے ہم معنی اور عبارت ارشاد کے ہم مثل ایک عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا یہ تاویل بلغ تر اور سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ اس روایت کے مطابق ہے جس میں ایسے نام رکھنے والوں کو سب سے زیادہ خبیث بتایا۔ ۱۲م

بلکہ تاویل دوم پر افعول التفضیل اس کے غیر پر صادق آئے گا کہ بلاشبہ ملکہ الاملاک نام رکھنے سے اللہ یا رحمٰن نام رکھنا جہاد تر و خبیث تر ہے ابوالعتاہیہ شاعر کی نسبت منقول ہوا کہ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن۔ والعباز تعالیٰ۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر اس نے اس سے توبہ کر لی تھی۔ فیض القدیر علامہ مناوی میں ہے۔

مِنَ الْعَجَائِبِ الَّتِي لَا تَخْطُرُ بِالْبَالِ مَا نَقَلَهُ ابْنُ بَرِزَةَ عَنْ بَعْضِ شُيُوْخِهِ اَنَّ اَبَا الْعَتَاهِيَةَ كَانَ لَهُ ابْنَتَانِ تُسَمَّى احدهما الله والاخرى الرُّحْمَنُ وَهَذَا مِنْ عَظِيمِ الْقَبَائِحِ وَقِيلَ اِنَّهُ تَابَ۔

ابن بریزہ نے اپنے بعض مشائخ سے ایک ایسی تعجب خیز بات نقل کی ہے جس کا دل میں خطرہ بھی نہیں گزرتا، وہ یہ کہ ابوالعتاہیہ کے دو بیٹیاں تھیں۔ انہوں نے ایک کا نام ”اللہ“ اور دوسری کا نام ”رحمن“ رکھا تھا۔ اور یہ تو بڑی ہی قبیح بات ہے اور ایک قول کے مطابق وہ اس سے تائب ہو گیا تھا۔ ۱۲م

اور قاطع ہر کلام یہ کہ حدیث کی تفسیر کرنے والا خود حدیث سے بہتر کون ہوگا۔ یہی حدیث صحیح مسلم شریف کی دو روایت میں ان لفظوں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

أَغِيْظُ رَجُلٍ عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَأَخْبَثُهُ وَأَغِيْظُهُ رَجُلٌ كَانَ يُسَمِّي مَلِكُ الْإِ مَلَاكٍ لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ۔

قیامت کے دن سب سے زیادہ (تبعنا فیہ الشراح وقد اضطر بوافی تاویل قوله صلی اللہ علیہ وسلم اغیظ رجل علی اللہ اضطر اباً وحاملهم علیہ ان ظاهراً للغيظ کون اشد تغیطاً علی اللہ فیكون الغیظ صادر آمنه و متعلقاً به تعالیٰ وهو خلاف عن المقصود فان المراد بیان شدۃ غضب اللہ تعالیٰ علیہ وهذا معنی ما قال الطیبی ان علیٰ لہنا لیست بصلۃ الا غیظ کما یقال اغتاض علی صاحبہ وتغیظ علیہ لا اہ المعنی یا باہ کما لا یخفی ثم اخذ فی التاویل فقال ولكن بیان لما قبل اغیظ رجل قيل علی من قيل علی اللہ اه۔

وانت تعلم انہ لم یأت بشی وانما جعله صلة الاغیظ کما کان وقال القاضی الامام اسم تفضیل بنی للمفعول اه۔ اقول: وانت تعلم انہ خلاف الاصل ثمہ بهذا التاویل لما صار الغیظ مضافاً الی اللہ تعالیٰ وهو لحال منہ لا نہ غضب العاجز عن الانتقام کما فی المرقاة احتاجوا الی تاویلہ بانہ مجاز عن عقوبتہ کما فی النہایۃ والطیبی والمرقاة۔ ثم بعد

هذا الكل لم يتضح كلمة على فالتجأ القارى الى انه على حذف مضاف الى بناء على حكمه تعالى..... اهـ۔ اقول: ولا يخفى عليك ما فيه من البعد الشديد وبالجمله رجع الكلام على تاويلهم الى ان اشد الناس مغضوبية بناء على حكم الله تعالى وانا اقول: والله التوفيق ان جعلنا الغيظ وهو غضب العاجز صادراً عن الرجل وعلى صلة له تخلصنا عن ذلك كله ولا نسلم اباء المعنى فان المجرم المذنب الكافر بعظمة الملك ونعمة لا بد له من التغیظ على الملك عند حلول نعمته بخو كلما كان اشد عذاباً كان اشد تغیظاً والتهاباً فكان كناية عن انه اشد الناس عذاباً وناسب ذكره بهذا الوجه اشارة الى كونه متكبراً على ربه منازعاً له فى كبريائه فاذا احس بس العذاب جعل تغیظاً على من لا يقدر عليه ولا يستطيع الفرار منه وقد كان يزعم مساواة فى العظمة والاقتدار فمن يقدر قدر تغیظه الا الواحد القهار والعباد بالله العزيز الغفار والله سبحانه وتعالى اعلم ۱۲..... منه۔ عفى عنه) خدا کے غضب میں اور سب سے بڑھ کر خبیث اور سب سے زیادہ خدا کا مبغوض وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک کہا جاتا تھا۔ بادشاہ کوئی نہیں خدا تعالیٰ کے سوا۔

بالجمله حدیث حکم فرما رہی ہے کہ اس نام والا روز قیامت تمام جہان سے زیادہ خدا تعالیٰ کے غضب و عذاب میں ہے۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا۔ اَيُّ الْكِبَرِ مَنْ يُغْضَبُ عَلَيْهِ۔ یعنی سب سے بڑھ کر جس پر غضب الہی ہوگا۔ علامہ طیبی نے کہا۔ یُعَذِّبُهُ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ اللہ تعالیٰ اسے سخت تر عذاب فرمائے گا۔ نَقْلُهُمَا فِي الْمَرْقَاةِ۔ اور شک نہیں کہ سب سے سخت تر عذاب و غضب نہ ہوگا مگر کافر پر، اور ”ملک الاملاک“ نام رکھنا بالا جماع کفر نہیں ہو سکتا۔ جب تک استغراق حقیقی مراد نہ لے۔ تو حاصل حدیث یہ نکلا کہ جس شخص نے بدعویٰ الوہیت و خدائی اپنا نام ملک الاملاک رکھا اس پر سب سے زیادہ سخت عذاب و غضب رب الارباب ہے۔ اور یہ قطعاً حق ہے اور اسے مانحن فیہ سے علاقہ نہیں..... کَمَا لَا يَخْفَى

خامساً:

اس معنی حق حقیقت سے جس میں وہ نام رکھنے والا ضرور صفت خاص رب العزت بلکہ الوہیت سے بھی بڑھ کر منزلت کا مدعی قطعاً مستحق اشد العذاب الابدی ہے۔ تنزل لیجئے تو علماء نے سبب نہیں یہ بتایا ہے کہ اس نام سے اس کا متکبر ہونا پیدا ہے۔ شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں ہے۔

الْمَالِكُ الْحَقِيقِيُّ لَيْسَ إِلَّا هُوَ وَمَا لِكَيْتِ الْغَيْرِ مُسْتَرْدَّةٌ إِلَى مَالِكِ الْمُلُوكِ
فَمَنْ تَسَمَّى بِذَلِكَ نَازِعَ اللَّهُ سُبْحَنَهُ فِي رَدِّهِ كِبَرِيَّاتِهِ وَاسْتَنَكَفَ أَنْ يَكُونَ
عَبْدَهُ لَا نَّ وَصَفَ الْمَالِكِيَّتِ مُخْتَصُّ بِاللَّهِ تَعَالَى لَا يَتَجَاوِزُهُ وَالْمُلُوكِيَّتِ
بِالْعَبْدِ لَا يَتَجَاوِزُ فَمَنْ تَعَدَّى طَوْرَهُ فَلَهُ فِي الدُّنْيَا الْخِزْيُ وَالْعَارُ فِي الْآخِرَةِ
الْإِلْقَاءُ فِي النَّارِ۔

مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے اور دوسروں کی بادشاہت و ملکیت اسی شہنشاہ کی رہین منت تو جس نے (ملک المملوک) اپنا نام رکھا تو اس نے کبریائی کی چادر میں اللہ سے منازعت مولیٰ۔ اور اپنے کو بندہ خدا ہونے سے تکبر کیا۔ کیونکہ مالک ہونا ایک ایسا وصف ہے جو ذات باری کے ساتھ خاص ہے۔ دوسروں میں یہ پایا نہیں جاسکتا۔ یونہی مملوک ہونا یہ بندوں کے ساتھ خاص ہے ان سے متجاوز نہیں ہو سکتا۔ تو جو اس دائرہ کار سے آگے بڑھ گیا وہ دنیا میں رسوا اور ذلیل اور آخرت میں عذاب ناکار مرزاوار ہے، ۱۲م

مرقاۃ میں ہے:

الْمَلِكُ الْحَقِيقِيُّ لَيْسَ إِلَّا هُوَ وَمِلْكِيَّةٌ غَيْرُهُ مُسْتَعَارَةٌ فَبِمَنْ سُمِّيَ بِهَذَا الْإِسْمِ نَازَعَ اللَّهُ بِرِدَائِهِ وَكِبْرِيَايِهِ وَلَمَّا اسْتَنكَفَ أَنْ يَكُونَ عَبْدَ اللَّهِ جُعِلَ لَهُ الْخِزْيُ عَلَى رُؤُسِ الْأَشْهَادِ۔

مالک حقیقی تو وہی ذات ہے اور دوسروں کی ملکیت عارضی، لہذا جس نے اس نام (ملک المملوک) سے اپنا نام رکھا۔ اس نے ردائے الہی اور اس کی کبریائی سے منازعت کی..... اور جب اس نے بندہ خدا ہونے سے تکبر کیا تو علی الاعلان ذلت و رسوائی اس کے لئے مقرر کر دی گئی۔ ۱۲م

تیسرے شرح جامع صغیر میں ہے:

لَا مَالِكَ لِجَمِيعِ الْخَلَائِقِ إِلَّا اللَّهُ وَمَالِكِيَّةُ الْغَيْرِ مُسْتَرْدَةٌ إِلَى مَلِكِ الْمُلُوكِ فَمَنْ تَسَمَّى بِذَلِكَ نَازَعَ اللَّهَ فِي رِدَائِهِ وَكِبْرِيَايِهِ وَاسْتَنكَفَ أَنْ يَكُونَ عَبْدَ اللَّهِ۔

مخلوقات کا مالک تو صرف اللہ ہے۔ اور غیر کا مالک ہونا اسی شہنشاہ کا صدقہ ہے تو جس نے یہ (ملک المملوک) نام رکھا تو اس اللہ عزوجل سے اس کی کبریائی کی چادر میں منازعت مولیٰ اور بندہ الہی ہونے سے تکبر کیا۔ ۱۲م

بعینہ یوں ہی سراج المنیر میں ہے:

مِنْ قَوْلِهِ فَمَنْ تَسَمَّى بِذَلِكَ الْإِسْمِ ارشادہ الساری میں ہے۔

الْمَالِكُ الْحَقِيقِيُّ لَيْسَ إِلَّا هُوَ مِثْلُ مَا مَرَّ عَنِ الطَّبِيِّ إِلَى قَوْلِهِ اسْتَنكَفَ أَنْ يَكُونَ عَبْدَ اللَّهِ وَزَادَ فَيَكُونُ لَهُ الْخِزْيُ وَالنَّكَالُ۔

مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے۔ اسْتَنكَفَ أَنْ يَكُونَ عَبْدَ اللَّهِ (اللہ کا بندہ ہونے سے تکبر کیا۔ تک مِنْ وَعْنِ طَبِيِّ کے قول کی طرح البتہ اس میں فَيَكُونُ لَهُ الْخِزْيُ وَالنَّكَالُ کا لفظ زائد ہے۔ یعنی اس کے لئے ذلت و رسوائی، ۱۲م

ان سب عبارات کا حاصل یہ کہ علت نہیں ہے کہ اس نے تکبر کیا، اور اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے سے نفرت کی۔ ان کلمات کو اگر ان کی حقیقت پر پرکھیے جب توجہ سابق ہے کہ حدیث اسی کی نسبت ہے جو حقیقی اصلی شہنشاہ یعنی الوہیت کا مدعی اور عبدیت سے منکر ہو۔ ورنہ کم از کم اس قدر ضرور کہ علت منع تکبر بتاتے ہیں۔ تو ممانعت خود اپنے آپ شہنشاہ کہنے سے ہوئی کہ اپنی تعظیم کی اور اپنے

وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ (پ ۱۸، ۱۰)

وقال صلى الله تعالى عليه وآله وسلم:

لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ.

مسلمان کے (عبد) غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔

اس مسئلے کی تحقیق فتاوائے فقیر میں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ اتم ہے امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

قَالَ فِي مَصَابِيحِ الْجَامِعِ سَاقَ الْمُؤَلَّفِ فِي الْبَابِ قَوْلُهُ تَعَالَى وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ - وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ تَنْبِيْهَا عَلَى أَنَّ النَّهْيَ إِنَّمَا جَاءَ مُتَوَجِّهًا عَلَى جَانِبِ السَّيِّدِ اذْهَبْ فِي مِظْنَةِ الْإِسْطِطَالَةِ وَإِنَّ قَوْلَ الْغَيْرِ هَذَا عَبْدُ زَيْدٍ وَهَذِهِ أُمَةٌ خَالِدٍ جَائِزٌ لَا تَنْهَى يَقُولُهُ إِخْبَارًا وَتَعْرِيفًا وَلَيْسَ فِي مِظْنَةِ الْإِسْطِطَالَةِ وَالْأَيَّةُ وَالْحَدِيثُ مِمَّا يُؤَيِّدُ هَذَا الْفَرْقَ -

مصابیح الجامع میں فرمایا کہ مؤلف کا باب کی مناسبت سے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد۔ ”اپنے لائق بندوں اور کینروں۔“ اور حضور ﷺ کا یہ قول اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ ”پیش کرنا اس بات پر تنبیہ کے لئے ہے کہ ممانعت خود ذات سید کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے۔ کیونکہ یہ کبر کی جا ہے۔ رہا کسی غیر کا یہ کہنا یہ زید کا عبد (غلام) ہے، یہ خالد کی باندی ہے۔ تو یہ جائز ہے کیونکہ اس قول سے مقصود خبر دینا اور تعریف کرنا ہے۔ یہاں کبر و نخوت کی کوئی جگہ نہیں۔ آیت کریمہ اور حدیث پاک سے بھی اسی فرق کی تائید ہوتی ہے۔ ۴۱۲

عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

الْمَعْنَى فِي ذَلِكَ كُلَّهُ رَاجِعٌ إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنَ الْكِبَرِ -

یہ معنی کبر و نخوت سے برأت کے لیے ہے۔ ۱۲

شرح السنہ امام بغوی پھر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

مَعْنَى هَذَا رَاجِعٌ إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنَ الْكِبْرِ وَالتَّزَامِ الدَّلِّ وَالْخُضُوعِ

یہ تمامی تاویلات کبرا و ذلت و خواری کے التزام سے برأت کے لئے ہے۔ ۱۲۴

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ یہ ساری ممانعتیں تکبر سے بچنے کے لئے ہیں۔ اور یہ کہ تکبر خود اپنے کہنے میں ہو سکتا ہے۔

ہے۔ دوسرے کو کہنے میں تکبر کا کیا محل، پھر اپنے آپ کو کہنے میں بھی حقیقت حکم نیت پر دائر ہوگا، اگر بوجہ تعالیٰ و تکبر ہے قطعاً حرام، ورنہ نہیں فَاِنَّمَا الَّا عَمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَىٰ۔ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے کیا..... اس کی نظیر یہی کہ اپنے غلام کو اے میرے بندے! کہنا یہ بہ نیت تکبر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں..... امام نووی پھر امام عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

الْمُرَادُ بِالنَّهْيِ مَنِ اسْتَعْمَلَهُ عَلَىٰ جِهَةِ التَّعَاطُفِ لَا مِنْ مُرَادِهِ التَّعْرِيفُ
ممانعت سے مراد اس خاص صورت میں ممانعت ہے جب اسے بڑائی بیان کرنے کے لئے استعمال کرے
اور جس کی مراد دوسرے کی تعریف ہو اس کے لئے ممانعت نہیں۔ ۱۲م

مرقاۃ میں ہے.....

وَلِذَا قِيلَ فِي كَرَاهَةِ هَذِهِ الْأَسْمَاءِ هُوَ أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ عَلَىٰ طَرِيقِ التَّطَاوُلِ عَلَى
الرَّقِيقِ وَالتَّخْفِيرِ لِسَانِهِ وَلَا فَقَدْ جَاءَ بِهِ الْقُرْآنُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ: وَالصَّالِحِينَ
مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَّا نَكْمٌ وَقَالَ: اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ۔

اس وجہ سے بعض علماء نے کہا۔ ایسا نام رکھنا اس وقت مکروہ ہے جب کہنے والے کا مقصد غلام پر فخر کرنا اور اس کی شان کی حقارت ظاہر کرنا ہو۔ ورنہ خود قرآن ناطق ہے اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے۔ ”اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا“ اور فرماتا ہے۔ ”اور اپنے آقا کے پاس ہمیں یاد کرو۔“ ۱۲م

أَشْعَةُ اللَّمَعَاتِ میں ہے۔

وگفتہ اند کہ منع و نہی از اطلاق عبد اور امۃ بر تقدیرے است کہ بروجہ تطاول و تحقیر و تصغیر باشد، والا اطلاق عبد و امۃ در قرآن و احادیث آمدہ

علماء نے فرمایا ہے کہ (اپنے غلام اور باندی پر) عبد اور امۃ کا اطلاق اس صورت میں منع ہے جب یہ ازراہ تکبر اور تحقیر و تصغیر ہو..... ورنہ خود قرآن و احادیث میں لفظ عبد اور امۃ موجود ہے۔ ۱۲م

دوسری نظیر اپنے آپ کو عالم کہنا ہے کہ بر سبیل تفاخر حرام ورنہ جائز، حدیث شریف میں ہے..... مَنْ قَالَ أَنَا عَالِمٌ فَهُوَ جَاهِلٌ۔ جو شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے..... رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا..... حالانکہ نبی اللہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اِنِّی حَفِیْظٌ عَلَیْہِمْ۔ بے شک میں حفاظت کرنے والا ہوں، عالم ہوں۔

تیسری نظیر اسباں ازار ہے۔ یعنی تہ بند پائے ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا کہ اس کے بارے میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد، یہاں تک کہ فرمایا۔

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمَنَّانُ وَالْمَنْفِقُ سِلْعَةً بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ..... تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ان سے بات نہ کرے گا۔ اور ان کی

طرف نظر نہ فرمائے گا۔ اور انہیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔ نہ بند لگانے والا اور دے کر احسان رکھنے والا، اور جھوٹی قسم کرکھا کر اپنا مال چٹا کرنے والا رَوَاهُ السُّنَّةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ النَّجَّارِيِّ عَلَيْهِ رِضْوَانُ الْبَارِيِّ۔ پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

إِنْ إِذَا رَأَى يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ اتَّعَاهَدَهُ..... يَا رَسُولَ اللَّهِ! بَيْشَكَ مِيرَاتِهِ بِنْدِ ضَرُورَتِكَ جَاتَا هِيَ مَكْرِيَةً فِي مِثْلِ اس كِي خَاصِ احْتِيَاطٍ أَوْ خِيَالٍ رَكُوهُ..... فرمایا..... أَنْتَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خِيَلًا..... تم ان میں سے نہیں ہو جو براہِ تکبر و نازیبا کریں..... رَوَاهُ الشَّيْخَانُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔ (الْوَجُوهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا وَلَ عَامَّةً وَهَذَا خَاصٌّ بِغَيْرِ التَّسْمِيَةِ طَمَنَ عَفَى عَنْهُ)

سأوساً:

حدیث میں ممانعت ہے تو نام رکھنے کی۔ کسی کے وصف میں کوئی بات بیان کرنے اور نام رکھنے میں بڑا اہل فرق ہے۔ آخر نہ دیکھا کہ حدیثوں میں عزیز و حکم و حکیم نام رکھنے کی ممانعت آئی۔ اور عزت و حکم و حکمت سے قرآن و حدیث میں بندوں کا وصف فرمایا گیا۔ جن کی سندیں اوپر گزریں نیز اس کی نظیر حابس الفیل و سائق البقرات ہے کہ رب عزوجل کے نام رکھنا حرام اور وصف وارد، جب واقعہ حدیبیہ میں ناقہ قصواء شریف بیٹھ گئی۔ اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت، وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ..... بلکہ اسے حابس فیل نے روک دیا۔ یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھا دیا اور کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا عز جلالہ۔ زرقانی علی المواہب میں علامہ ابن المیر سے ہے۔

يَجُوزُ إِطْلَاقُ ذَلِكَ فِي حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى فَيَقَالُ حَبَسَهَا اللَّهُ حَابِسُ الْفِيلِ وَالْمَا الَّذِي يُمَكِّنُ أَنْ يُمْنَعَ تَسْمِيَتُهُ سُبْحَانَهُ حَابِسُ الْفِيلِ وَنَحْوُهُ أَهْ قَالَ الزَّرْقَانِيُّ وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى الصَّحِيحِ مِنَ الْأَسْمَاءِ تَوْقِيفِيَّةٌ

اللہ تبارک و تعالیٰ پر اس کا اطلاق جائز ہے اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے، کہ اللہ حابس فیل نے اسے روک لیا۔ ہاں ممانعت اس صورت میں ہو سکتی ہے جب ”حابس فیل“ یا اس کے ہم معنی کو اسم الہی قرار دے دیا جائے۔ زرقانی نے کہا اس کی بناء پر قول صحیح ہے جس میں اسمائے الہی کو توقیفی قرار دیا ہے، ۱۲م

اُکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بحیر طائی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَبَارَكَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ اِنِّي..... رَأَيْتُ اللَّهَ يَهْدِي كُلَّ هَادٍ

حضور اقدس ﷺ نے ان کا کلام پسند کیا..... اور فرمایا۔ لَا يَخْضُضُ اللَّهُ فَاكً..... اللہ تبارک و تعالیٰ ہر گنہگار کو ہدایت دے گا۔

کرے..... نوے برس جئے، کسی دانت کو جنبش نہ ہوئی۔ رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ وَابْنُ نَعِيمٍ وَابْنُ مَنْدَةَ۔

یہ ہے تمام وہ کلام کہ ان اکابر متقدمین و متاخرین ائمہ دین و فقہائے معتمدین و عرفائے کابلیں کی طرف سے فقیر نے حاضر کیا۔ اور ممکن کہ خود ان کے پاس اس سے بھی بہتر جواب ہو۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ۔

سابعاً:

اس سب سے قطع نظر کر کے یہی فرض کر لیجئے کہ معاذ اللہ ان تمام اکابر پر طعن ثابت ہوا اور جواب معدوم، تو انصافاً فقیر کا مصرع اب بھی اس روش پر نہیں کہ ان ائمہ و علماء نے قطعاً غیر خدا کو شہنشاہ و قاضی القضاۃ کہا ہے۔ حتیٰ کہ حضور اقدس ﷺ کو بھی نہیں بلکہ کسی عالم یا ولی یا نرے حاکم دنیوی کو اور وہ مصرع اس معنی میں ہرگز متعین نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں لفظ شہنشاہ حضرت عزت عز جلالہ سے مخصوص ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سرے سے منشاء شبہ زائل، اور اگر ہے تو جو لفظ الہ عزوجل کے لئے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجئے؟ شہنشاہ سے اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجئے کہ روضہ بمعنی قبر نہیں، بلکہ خیابان اور کیاری کو کہتے ہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ۔ قبر پر اس کا اطلاق تشبیہ بلیغ ہے جیسے رَأَيْتُ أَسَدًا يَرْمِي۔ حدیث شریف قبر مؤمن کو رَوْضَةٌ مِّنْ رَّيَاضِ الْجَنَّةِ فرمایا۔ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، تو روضہ شہنشاہ کے معنی ہوئے الہی خیابان، خدا کی کیاری..... اس میں کیا حرج ہے۔ جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کی ساری زمین کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت فرمایا۔ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا۔ کیا خدا کی زمین یعنی زمین مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے، تو خاص روضہ انور کو الہی روضہ شہنشاہی خیابان رہانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے وکله الحمد

بائیں ہمہ جب فقیر بعون القدر آیات و حدیث سے اپنے حبیب اکرم ﷺ کا مَالِكُ النَّاسِ ، مَلِكُ النَّاسِ ، مَالِكُ الْأَرْضِ مَالِكُ رِقَابِ الْأُمَمِ ہونا ثابت کر چکا۔ تو لفظ پر اصرار یا روایت خلاف پر انکار کی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ بجائے شہنشاہ ”شہ طیبہ“ کہئے کہ وہ شاہ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی، اور شاہ تمام اولین و آخرین بھی، جن میں ملوک و سلاطین سب داخل، بادشاہ ہو یا رعیت، وہ کون ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دائرہ غلامی سے سر باہر نکال سکتا ہے۔

محمد عربی کا بروئے ہر دوسراست کیسکہ خاک درش نیست خاک بر سراو
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَلْيَكُنْ هَذَا آخِرُ الْكَلَامِ
فِي الْمَسْئَلَةِ (الْأُولَى) الْحَمْدُ لِلَّهِ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَى۔ (فجراہ اللہ تعالیٰ احسن
الجزاء الی یوم الجزاء عن سائر المسلمین الی یوم الجزاء)

نعت شریف نمبر (۴۴)

- (۱) پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
(۲) کانٹا مرے جگر سے غم روز گار کا
(۳) فریاد اُمتی جو کرے حال زار میں
(۴) کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی
(۵) فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں
(۶) ایسا گمادے ان کی ولا میں خدا ہمیں
(۷) اوّل حرم کو روکنے والوں سے چھپ کے آج
(۸) طیر حرم ہیں یہ کہیں رشتہ پانہ ہوں
(۹) اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
(۱۰) اے شوق دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں
(۱۱) ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
- جبریل پر پچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو
ممکن نہیں کہ خبر بشر کو خبر نہ ہو
یوں جانیے کہ گرد سفر کو خبر نہ ہو
اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو
ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
یوں اُٹھ چلیں کہ پہلو ویر کو خبر نہ ہو
یوں دیکھئے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو
یوں دل میں آ کہ دیدہ تر کو خبر نہ ہو
اچھا وہ سجدہ کجے کہ سر کو خبر نہ ہو
گزارا کرے پس پہ پدر کو خبر نہ ہو

مشکل الفاظ کے معنی :

* اتارو - گزارو * راہ گزر - راستہ * جبریل - فرشتوں کا سردار (سید الملائکہ) * روزگار - زمانہ، غم روزگار، فکر معاش * کھینچ لیجئے - نکال لیجئے * فریاد - دھائی دینا، مدد طلب کرنا * حال زار - خراب حالت، مشکل میں ہونا * خیر بشر - تمام انسانوں میں سب سے بہترین (حضور علیہ السلام) * براق - معراج کی رات حضور علیہ السلام کی سواری (جنتی گھوڑا) * سبک روی - تیز رفتاری * گرد سفر - راستے کا گرد و غبار * مرتضیٰ - حضرت علی المرتضیٰ کا لقب (پسندیدہ) * عتیق - حضرت ابوبکر صدیق کا لقب * گمادے - گم کر دے، فنا کر دے * ولا - محبت و دوستی * پہلو - کروٹ، پسی، بغل، گود * بر - سینہ، کوکھ، ناری میں پھل کو بھی بر کہتے ہیں جیسے برخوردار * طیر حرم - حرم کے پرندے * رشتہ پانہ - تعلق قائم ہونا * تارِ نظر - آنکھ کی پتلی * خار طیبہ - مدینے کا کانٹا * دیدہ تر - چشم تر، پر غم آنکھ، بھیگی ہوئی آنکھ * شوق دل - دل مشتاق، دل کا شوق * گر - اگر * روا - جائز * اچھا - ہاں، ٹھیک ہے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے پیارے آقا: جہاں آپ کے ہم پر اور بے شمار احسانات ہیں وہاں یہ بھی احسان اپنی امت پہ فرمادیں کہ جب بروز قیامت آپ کی امت پل صراط سے گزرنے لگے تو آپ کی مدد شامل حال ہو جائے اور امت ایسے آسانی کے ساتھ اس بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز پل سے گزر جائے کہ خود پل کو بھی پتہ نہ چلے کہ کوئی مجھ پہ ہے یا نہیں اور جب جبریل امین اپنی تمنا پوری کرنے کے لئے آپ کی امت کے قدموں کے نیچے پل صراط پہ پر بچھائیں تو ان کے پر کو بھی پتہ نہ چلے تا کہ نہ پل کا کوئی احسان ہم پہ ہو اور نہ ہی پر جبریل کے احسان مندر ہیں صرف آپ ہی کے چاہنے والے اور آپ ہی کے احسانات سے ہماری گردن جھکی رہے۔ کیونکہ ہمارے لیے تو سب کچھ آپ ہی ہیں ہم نے جبریل کو بھی آپ کے ذریعے سے پہچانا ہے بلکہ آپ نہ بتاتے تو ہمیں خدا کا بھی کیسے پتہ چلتا۔

اسی لیے مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کو بھی اس لیے مانتا ہوں ”کہ اُورب محمد است“ کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رب ہے۔

سندھی زبان میں مخدوم محمد زمان کی رباعی بمعہ ترجمہ پڑھ کر ذوق حاصل کیجئے

منھنجی عشق جو یا محبوب خدا، آغاز بہ تون ، انجام بہ تون
منھنجو طاعت، ملت ، مذہب تون منھنجو دین بہ تو اسلام بہ تون
آہین آس بہ تون، امید بہ تو، یو کین ژتوسو منھنجی مون
منھنجی قرب جو کعبو قبلو تون، منھنجو خج بہ تون احرام بہ تون

(مخدوم محمد زمان)

ترجمہ:

”اے محبوب خدا! میرے عشق کا آغاز بھی آپ اور انجام بھی آپ ہیں۔ میری طاعت، ملت، مذہب بھی آپ ہیں۔ میرا دین بھی اور اسلام بھی آپ ہیں۔ میری آس اور امید بھی آپ ہیں، آپ کے سوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا، میری قربت کا کعبہ قبلہ بھی آپ ہیں۔ حج اور احرام بھی آپ ہیں۔“

(۲) اے میرے پیارے نبی! دنیا کے رنج و الم اور فکر معاش کا کاٹنا میرے دل سے اس طرح نکال باہر کریں کہ میرے دل اور جگر کو اس کاٹنے کے نکلنے کا احساس اور خبر تک نہ ہو۔ تاکہ میں یکسوئی اور پوری توجہ کے ساتھ ساری عمر بے فکر ہو کر آپ کے دین کے کام میں منہمک رہوں اور اس کے علاوہ مجھے اور کوئی کام نہ ہو۔

بکوائے تو گدا ز یک نوا بس مرا ایں ابتدا ایں انتہا بس
خراب جرأت آں رند پا کم خدا را گفت ”مارا مصطفیٰ بس“

(اسرار و رموز از علامہ اقبال: ۸۱)

(۳) بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی آپ کا مصیبت میں پھنسا ہوا امتی خلوص نیت کے ساتھ آپ کو پکارے تو آپ تمام کائنات کے سردار ہو کر بھی اس کی فریادری نہ فرمائیں۔

جبکہ آپ کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر پہ جلوہ گر ہو کر سینکڑوں میل دور ملک نہاوند میں لشکر اسلام کی صرف ایک جملہ (باساریۃ الجبل) بول کر ایسی مدد فرمائی کہ شکست فتح میں تبدیل ہو گئی۔

(مشکوٰۃ باب الکرامات، تاریخ الخلفاء)

(الحاوی للفتاویٰ ص ۲۸۱، ج ۲) یہ ایک واقعہ لکھا ہے کہ روضہ نبوی پر ایک ہاشمیہ عورت مجاوری کرتی تھی بعض لوگوں نے اس کو تنگ کیا تو وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں فریاد لیکر گئی آپ نے روضہ انور سے فرمایا: اللک فی اسوۃ فاصبری کما صبرت۔ کیا میری سیرت میں تیرے لیے نمونہ کامل نہیں ہے؟ میری طرح مصائب میں صبر کر۔ وہ عورت کہتی ہے یہ آواز سن کر میری پریشانی جاتی رہی ومات الخدام الثلاثة الذین کانوا یؤذوننی۔ اور وہ تینوں بندے جو مجھے تنگ کرتے تھے (میری آنکھوں کے سامنے) تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے
(۵) معراج کی شب جب ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام اپنی سواری (براق) پہ سوار ہوئے تو براق کی تیز رفتاری براق کو کہہ رہی تھی کہ ایسے سہولت و آرام سے چلنا کہ راستے کو بھی پتہ نہ چلے کہ میرے اوپر کون جا رہا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں
سوار جہانگیر یکراں براق کہ بگذشت از قصر نیلی رواق
سوار جہاں کو فتح کرنے والے، اور سواری تیز رو براق جس پر سوار ہو کر آپ تمام آسمانوں سے اوپر چلے گئے۔
ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے خورشید و ماہتاب مقابل سے نکل گئے
بلوچی زبان میں ترجمہ کے ساتھ ایک رباعی ملاحظہ ہو

جناب حضرت ء مختار خدا لوٹا عرش ء شب ء وقتے شب ء معراج رسول اللہ پیدا کیں
نوائیں عرشیا گلے زرنا رسول اللہ پیدا کیں خدائے ظاہر دیستگ رسول اللہ پیدا کیں
(محمد انور آسیا آبادی)

ترجمہ:

”جناب حضرت (احمد) مختار اللہ علیہ السلام! کو خدا نے عرش پر طلب فرمایا، رات تھی..... معراج کی رات..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے۔ تمام عرشوں (فرشتوں) نے (خوشی میں) صدا لگائی (کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہو گئے، خدا نے ظہور فرمایا اور ان سے ملا..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے۔“

(۵) سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں ایک حدیث کے مفہوم کو اس شعر میں بیان کیا جا رہا ہے کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا اے علی! یہ دونوں (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) سردار ہیں۔ (صحاح ستہ) ابن ماجہ شریف کی ایک حدیث ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما)

اگلے پچھلے ادھیڑ عمر یعنی بزرگ جنتیوں کے سردار ہیں (سوائے انبیاء مرسلین علیہم السلام کے) شاید اسی لیے ہی حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے زمانہ خلافت میں جامع مسجد کوفہ کے منبر پر اعلان فرمایا کہ جو شخص مجھے ابو بکر و عمر پر فضیلت دے گا۔ میں اس کو کوڑوں کی سزا دوں گا۔

بغض جس سینے میں ہے صدیق کا فاروق کا ہے مناسب پٹنے کے، حشر تک پٹتا رہے
(۶) اللہ تبارک و تعالیٰ ہے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ان کی (حضور علیہ السلام) کی اور آپ کے صحابہ کرام بالخصوص ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور ساتھ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی جو شخصین کی فضیلتوں کو بیان فرمانے والے ہیں۔ محبت میں ایسا فنا کر دے کہ خود ہماری خبر کو بھی پتہ نہ چلے کہ ہم کہاں ہیں۔

جس وقت تھے خدمت میں ان کی ابو بکر و عمر عثمان و علی اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا
چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دنیا کی یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا
(نجم نعمانی)

بزم نبوت میں صدیق بھی فاروق و عثمان و علی بھی
چاروں یار ستارے ہوں گے بیچ میں چاند چمکتا ہو گا (طرب صدیقی)
(۷) حرم نبوی سے روکنے والوں کے ساتھ آج ایک چال چلتے ہیں اور وہ یہ کہ آج اس طرح حاضر ہوتے ہیں کہ روکنے والوں کو تو کیا پتہ چلے گا خود ہمارے پہلو اور دیگر اعضاء کو بھی پتہ نہ چلے گا اور وہ حاضری دل کی حاضری ہے کہ۔ بیٹھے بیٹھے مری حاضری ہو گئی۔

(۸) کہیں حرم نبوی کے پرندوں سے ہماری رقابت نہ پیدا ہو جائے لہذا سرکار کے روخنہ کو ایسے (ادب سے) دیکھو کہ آنکھ کی پتلی بھی دیکھتی ہی رہ جائے اور اس کو پتہ ہی نہ چلے کہ ہم نے ”کس کو“ دیکھ لیا ہے۔
محبت کی نزاکتوں کو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ آنکھوں پر بھی غیرت آ جاتی ہے کہ محبوب میرا ہو اور آنکھیں کیا لگتی ہیں کہ اس کا دیدار کریں اور کان کون ہوتے ہیں کہ میرے محبوب کی راز دار نہ باتیں سنیں۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن نہ دہم گوش را نیز حدیث تو شنیدن نہ دہم
اگر یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو کوئی بات نہیں، اسی لیے تو کہا گیا ہے۔

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی
(۹) اے مدینے کے کانٹے دیکھنا کہیں میری آنکھ تجھے دیکھ نہ لے اور تیرے دامن پہ کوئی چھینٹا نہ پڑ جائے، اس کا بہتر حل یہ ہے کہ آنکھ کو چھوڑ وہ تیرے شایان شان ہی نہیں (ہر ایک کو دیکھتی رہتی ہے) آپیارے میرے دل میں اتر جا! جہاں مدینہ ہی مدینہ سما یا ہوا ہے۔ تاکہ میری بھیگی ہوئی آنکھ کو پتہ بھی نہ چلے اور میرا کام بھی ہو جائے۔

جانہا فدائے نام تو مستان ہمہ از جام تو ما بندۂ انعام تو، تو بادشاہ و ما گدا
چون قطب دین نعت تو گفت درِ سخن بہر تو سفت خندان شود چون گل شگفت بگر تو ایں اخلاص را
(حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بحوالہ ماہنامہ الرشید: ۴۳۲)

خواجہ میر درد نے تو شاید کسی اور مقصد کے لئے یہ شعر کہا ہے تاہم اس موقع پر ان کا یہ شعر خوب رہے گا۔ (ان کی روح سے معذرت کے ساتھ)

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پاسکے میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے
قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

(خواجہ میر درد بحوالہ اوج نعت نمبر: ۴۷)

(۱۰) شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اللہ کے علاوہ کسی کو بھی کسی قسم کا سجدہ کرنا جائز نہیں ہے پھر اگر سجدہ عبادت ہے تو شرک ہے اور اگر سجدہ تعظیسی ہے تو حرام ہے لیکن دل کا مشتاق ہونا کہ حضور علیہ السلام کو سجدہ کیا جائے یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ صحابہ کرام کے جذبات کی ترجمانی ہے کہ کئی مواقع پر انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا! کہ جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں؟ آپ فرماتے ہیں اگر میری شریعت میں اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے (کتب احادیث) لیکن ان کا عرض کرنا یہ بتا نہیں رہا کہ دل میں شوق تو تھا؟ اس شوق دل کو اعلیٰ حضرت اس شعر میں بیان فرما رہے ہیں) اے میرے دل کے جذبات شوق اگر چہ سر کا سجدہ تو مصطفیٰ علیہ السلام نے منع فرمادیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ چلو! کوئی بات نہیں نہ تعبدی کرو نہ تعظیسی، سجدہ عاشقی ہی کر لو جس کی سر کو بھی خبر نہ ہو سکے۔ تاکہ عشق و ادب کا تقاضا بھی پورا ہو جائے اور شریعت و دین کا بھی یعنی سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔ ایک اور جگہ اعلیٰ حضرت نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار روکیے سر کو روکیے! ہاں یہی امتحان ہے
نیز فرمایا۔

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو؟ مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا
اے احمد رضا! تو اس کریم آقا کا امتی ہے کہ جو والدین سے بھی کہیں بڑھ کر اپنی امت پہ مہربان ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ بزرگ قیامت باپ اور ماں تو اولاد سے دور بھاگیں گے (یوم یفر المرأمن اخیہ وامہ وابیہ و صاحبہ و بنیہ) اور آقا علیہ السلام باپ کی شفاعت بھی فرمائیں گے اور بیٹے کی بھی، باپ کو تو بیٹے کی پرواہ نہ ہوگی کہ جنت میں جائے یا جہنم میں اور مصطفیٰ کریم علیہ السلام کو ہر ایک کی فکر ہوگی۔ یہ کرم نہیں تو کیا ہے؟

-----***-----

نعت شریف نمبر (۴۵) ”ہا“

- (۱) کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
(۲) خامہ قدرت کا حسن دست کاری واہ واہ
(۳) اشک شب بھر انتظارِ عفوِ اُمت میں بہیں
(۴) انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
(۵) نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
(۶) نیم جلوے کی نہ تاب آئے قمر ساں تو سہی
(۷) نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جرم ہے
(۸) مجرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
(۹) عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں
(۱۰) کیا مدینہ سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
(۱۱) خود رہے پردے میں اور آئینہ عکس خاص کا
(۱۲) اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
(۱۳) صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
(۱۴) پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا

مشکل الفاظ کے معانی :

* ذوق افزاء - ذوق و شوق میں اضافہ کرنے والی * واہ واہ - کلمہ تحسین، سبحان اللہ کیا بات ہے، کہا کہنے، بلے بلے
* قرض - ادھار * گنہ - گناہ، غلطی، خطا * پرہیز گاری - تقویٰ * خامہ قدرت - اللہ کی قدرت کا قلم * دستکاری - کاری
گری * سنواری - آراستہ فرمائی * اشک - آنسو * شب بھر - ساری رات * انتظار - امید * عفو - معافی * بہیں - جاری
رہیں * فدا - قربان، صدقے * اختر شماری - ستارے گننا * فیض - بخشش و عطا * جھوم کر - وجد و بے خودی میں آکر

* ندیاں۔ نہریں * پنجاب رحمت۔ رحمت کے پانچ دریا (جو حضور علیہ السلام کی پانچ انگلیوں سے جاری ہوئے) * مہر و ماہ۔ چاند اور سورج * گرد سوار۔ سواری کے تیز چلنے سے اڑنے والا گرد و غبار * نیم جلوہ۔ آدھی جھلک * تاب۔ طاقت * قمر ساں۔ چاند کی طرح * آئینہ داری۔ شیشہ رکھنا * نفس۔ جان، روح * تازہ جرم۔ نیا گناہ * ناتواں۔ کمزور * طالع برگشتہ۔ الٹے نصیب والا، بد نصیب * سازگاری۔ موافقت * عرض بیگی ہے۔ اہل کار کے ہاتھ درخواست بھیجی ہے * چھٹ رہی ہے۔ تفتیش ہو رہی ہے * فرد۔ حساب کتاب کی فہرست (فرد جرم) * صبا۔ صبح کی ہوا * بو۔ خوشبو * بھینی بھینی۔ عمدہ مہک * عکس خاص۔ ذاتی سایہ * انجانے۔ ناواقف * راز داری۔ راز چھپائے رکھنا بعض نسخوں میں (راہ داری ہے جس کا معنی راستے سے گزرنے کا پروانہ ہے) * سمت۔ طرف * بہار۔ رونق * بچ۔ درمیان * کیاری۔ زمین کا ٹکڑا * صدقے۔ فدا ہو جاؤں * قربان۔ نثار ہو جاؤں * اکرام۔ عزت * عالم۔ جہان * پارہ دل۔ دل کا ٹکڑا * تحفہ۔ ہدیہ، نذرانہ * سگان کو۔ گلی کے کتے۔

مفہوم اشعار اور خلاصہ تشریح:

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ مَوَلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٍ

(امام شرف الدین بوسیری)

(۱) واہ واہ! سبحان اللہ! قربان جاؤں! اے میرے شفاعت والے آقا! آپ کی بابرکت شفاعت کی تو بات ہی کیا ہے، اس قدر ذوق و شوق اور لذت و سرور میں اضافہ کر رہی ہے کہ پرہیزگاری بھی کچھ گناہ کسی گناہ گار سے بطور قرض لینے چل پڑی ہے۔ یعنی جب متقی و پرہیزگار لوگ قیامت والے دن حضور علیہ السلام کو گناہ گاروں کی شفاعت کرتا ہوا دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کہ بجائے اپنی پرہیزگاری سے جنت میں جانے کے اچھا ہوتا کہ حضور کی شفاعت سے جنت میں جاتے پھر یہ سعادت حاصل کرنے کے لئے وہ کسی گناہ گار کو کہیں گے یا! تھوڑے گناہ ہمیں بھی بطور قرض دینا تاکہ ہم میں حضور کی شفاعت کا مزہ لیکر جنت میں جائیں۔

تمہاری زلف پہ چمکی تو حسن ٹھہرائی وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی
شفاعت کی بھیک مانگنے والوں میں صرف ہم جیسے گناہ گار ہی نہیں بلکہ عطاءے رسول، ہند الولی، غریب نواز، خواجہ
خواجگان اور ننانوے لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھانے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری جیسے بھی شامل ہیں آپ عرض کرتے ہیں۔

از محمد دیدہ باید فرض کردن در بہشت چونکہ بیروں آید انوار تجلی از حساب
یا رسول اللہ! شفاعت از تو میدارم امید باوجود صد ہزاراں جرم در روز حساب
شاید اسی تڑپ کا اظہار امام اہلسنت کے برادر خور و حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعہ نے
مندرجہ ذیل اشعار میں فرمایا ہے۔

محشر میں کسی نے بھی میری بات نہ پوچھی حامی نظر آیا تو بس اک تو نظر آیا
بازار قیامت میں جنہیں کوئی نہ پوچھے ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا
ظاہر ہیں حسن احمد مختار کے معنی کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا (ذوق نعت)
(۲) اے میرے اللہ! تیری کاریگری اور تیرے قلم کی قوت تخلیق کی دستکاری کے قربان جاؤں تو نے اپنے پیارے کی صورت
کیسی بے مثال، لا جواب اور باکمال بنائی ہے کہ ان کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت ہم جہاں میں تیری تصویر لیے پھرتے ہیں
جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا جس کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا! کہ
اللہ فرماتا ہے کسوت حسن یوسف من نور الکرسی و کسوت نوز و جھٹ من نور عرشی۔ ”حضرت یوسف علیہ
السلام کو میں نے کرسی کے نور کا حسن دیا اور اے حبیب تیرے چہرے کو میں نے اپنے عرش کا نور پہنا دیا۔ (نصرۃ الواعظین)
دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری
چمن پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری
(۳) اے ساری رات امت کے گناہوں کی بخشش کے لئے رونے والے ماہتاب آسمان نبوت! میں آپ کے قدموں پہ
قربان ہو جاؤں کہ آپ نے ہم گنہگاروں کے لیے کس طرح جاگ جاگ کر اور تارے گن گن کر راتیں گزاری ہیں۔
ہم احمد مختار کی امت میں ہیں، شامل طوفانوں سے محفوظ ہوئے جس کے سفینے
(توفیق بٹ)

یا رسول اللہ! فریاد ہے:

اے قیامت کے دن اپنی شفاعت کے ذریعے اپنی امت کو دوزخ سے بچانے والے مہربان آقا! آج آپ کی امت پر
آپ کے دشمنوں نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے افغانستان، عراق، کشمیر اور ارض مقدس فلسطین کے مسلمان پر یہود و نصاریٰ
اور دشمنان اسلام ظلم کے پہاڑ گرا رہے ہیں۔ آپ کی امت پر حکمرانی کرنے والے نام نہاد (مسلمان حکمران غیر مسلم حکمرانوں کے
ایجنٹ اور خوشامدی بنے ہوئے ہیں۔ دیندار لوگوں کو مجاہدین اسلام کی مدد کرنے پر دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے جبکہ جہاد کو دہشت
گردی کہہ کے بدنام کیا جا رہا ہے۔ ایک ارب سے زیادہ ہو کر بھی مسلمان ذلت و رسوائی کی زندگی گزار رہے ہیں، نوجوان مسلم کو حیا
باختہ پر و گرام دکھا کے اس کی نگاہ سے شرم و حیا اور غیرت و حمیت کو ختم کیا جا رہا ہے۔ دین دار لوگ آپس میں ایک دوسرے پر ہم چلا کر
بزغم خویش شہادت کا درجہ حاصل کر رہے ہیں دشمن کی طرف دیکھنے کی بھی کسی میں طاقت نہیں کیونکہ اپنی طاقت آپس میں لڑ کر ہی
ضائع کی جا رہی ہے، مسلمان صرف رمضان میں نماز روزے کا اہتمام کر کے باقی سارا سال عبادت کو خبر آباد کہہ چکے ہیں ان حالات
میں ایک نور والی نگاہ اس دنیا میں اس امت پر ڈالے جو حشر سے پہلے ہی ایک حشر پیا کر دے اور بگڑے ہوئے تمام معاملات درست
ہو جائیں کیونکہ کام اتنا خراب ہو چکا ہے کہ اب صرف آپ کی نگاہ نور سے ہی کام چل سکتا ہے۔

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے پردلیں میں وہ آج غریب الغریاء ہے

(الطاف حسین حالی)

ان اشعار کا ترجمہ عبدالرؤف لو تھر صاحب نے انگریزی زبان میں کیا ہے وہ بھی یہاں لکھ دیا جاتا ہے تاکہ سرکار کا اُمتی جو بھی بولی بولتا ہو اپنی زبان میں اپنے آقا کی بارگاہ میں استغاثہ کرے پتہ نہیں کس کا کس زبان میں کونسا لفظ حضور قبول فرما کر اپنی اُمت پہ نگاہ کرم فرمادیں۔

O' Noble of the noblest,
Now's time to bless the nation;
Ye Crown of every Prophet,
Faithfuls are in dejection.

TEH FAITH which had sprung up,
In native land with radiance;
Humble in foreign set up,
Shorn of its sweetest elegance,

(عبدالرؤف لو تھر)

(۴) صلح حدیبیہ اور دیگر کئی مواقع پر جب پانی ختم ہو گیا تو سرکارِ مدینہ علیہ السلام نے اپنا دست عطا برتن میں رکھا تو پانی کی نہریں جاری ہو گئیں ہزار سے زائد صحابہ کرام نے پیا، وضو کیا، غسل کیا، سوار یوں کو پلایا اور دیگر جگہ استعمال کیا۔ پانی ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اور صحابہ سے جب پوچھا گیا کہ تم کتنے تھے تو انہوں نے فوراً جواب دیا کہ تھے تو چودہ سو لیکن اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا یہ بات اس لیے فرمادی کہ سوال کرنے والا یہ نہ سمجھے کہ شاید اس کے بعد تھوڑا ہی بچا ہوگا تھوڑا کیسے ہو سکتا ہے کہ حوضِ کوثر کے خالق نے کوثر کے مالک کی انگلیوں کا کنکشن درابطہ حوضِ کوثر سے کر دیا تھا۔ تبھی تو اعلیٰ حضرت نے پنجاب رحمت کہا کہ رحمت کے پانچ دریا اور نہریں تھیں جو بہہ رہی تھیں۔ آپ کی فیض رسا انگلیوں سے جب پانی کی پانچ نہریں جاری ہوئیں تو حضور کے عاشق صحابہ کرام اپنی پیاس بجھانے کے لئے وجد کرتے ہوئے دوڑے کہ یقیناً اس پانی میں حوضِ کوثر کی سی لذت ہوگی۔ پینے کا مزہ تو آج آئے گا کہ یہ پانی وجودِ مصطفیٰ کی خوشبو سے معطر ہے۔

مثل اس کا کوئی آیا نہ اب آئے گا میرا ماضی بھی وہی ہے مرا فردا بھی وہی
وہ بشر ہے کہ یہی اس کا ہے ارشاد مگر اس جہان بشریت میں ہے یکتا بھی وہی

(جمال از احمد ندیم قاسمی: ۴۶)

(۵) شب معراج سرکار کی سواری کچھ ایسی جگہ، آن بان اور شان و شوکت سے چلی اور آپ کے چہرے کا نور اندھیری رات کو یوں روشن کر رہا تھا اور اپنا پورا شباب و جوہن دکھا رہا تھا کہ سواری کی اُٹھتی ہوئی نورانی گرد میں ہی چاند اور سورج آپ سے نور

کی خیرات لینے کے لیے کاسہ گدا ئی لیکر دوڑ پڑے اور ہر ایک عرض کرنے لگا کہ۔

۔ میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا
اور سیارگان فلکی میں سے ہر ایک کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا گیا کہ۔

۔ بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

(اعلیٰ حضرت)

(۶) جن کے تلوؤں کا دھوون آب حیات اور جس زمین پہ وہ تلوے لگیں قرآن قسمیں اٹھاتا ہوا اور جو اگر کبھی طائف کے بازاروں میں لہو لہان ہوں تو کبھی عرش پہ جلوہ گر ہوں بھلا چاند اور سورج میں اُن تلووں کے جلوہ میں سے آدھے جلوے کی آئینہ داری کی تاب بھی کہاں ہو سکتی ہے۔

۔ ان کا در چومنے کا صلہ مل گیا
سر اٹھایا تو مجھ کو خدا مل گیا
کچھ نہ پوچھو کہ میں کیسے بیکل ہوا
مجھ کو کملی میں نور خدا مل گیا

(بیکل راپوری)

(۷) اے نفس بد نفس امارہ! یہ کیا ظلم ہے اور تو کیسا ظالم ہے کہ ہر لمحے تو ایک تازہ جرم کر کے میرے کمزور کندھوں پہ اتنا بوجھ ڈالتا جا رہا ہے (ہمارے آقا معاف کرانے پہ لگے ہوئے ہیں اور تو ہے کہ جرموں پہ جرم کرتا جا رہا ہے۔ تجھے شرم آنی چاہیے اور اللہ کے نبی کو گناہ کر کر کے پریشان نہیں کرنا چاہیے)

۔ سرکار کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں
ہیں گرچہ گناہ میرے سمندر کے برابر

(عبدالستار نیازی)

کیونکہ۔

۔ جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ
وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

(اقبال عظیم)

(۸) ادھر ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہر لمحہ ایک نیا گناہ کر رہے ہیں اور ادھر بروز قیامت ہمارے آقا کی حالت یہ ہوگی کہ آپ کی رحمت خود مجرموں پر سایہ شفاعت کرنے کے لئے ڈھونڈ رہی ہوگی۔ واہ رے مجرم! تھا تو تو بد نصیب لیکن تیری بد نصیبی کے ساتھ حضور کی رحمت نے کس طرح سازگاری اور موافقت پیدا کر لی ہے۔

۔ جائے گی ہستی ہوئی خلا میں امت ان کی
کب گوارا ہوئی اللہ کو رقت ان کی
پار ہو جائے گا اک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائے گی محشر میں شفاعت ان کی

(مولانا حسن رضا خان)

(۹) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے بکار خاص کارندے (فرشتے) حضور علیہ السلام کی شفاعت کے نتیجے میں فہرستیں لیکر بیٹھ گئے ہیں

اور دھڑا دھڑ حضور کی شفاعت کی نوید گنگہ گاروں کو سنا رہے ہیں، فلاں بھی آجائے، فلاں کی شفاعت بھی ہوگئی، فلاں بھی بخشا گیا (لو اب میری بھی فرد جرم پیش ہوگئی۔ یہ لو مجھے بھی شفاعت کی خوشخبری سنا دی گئی کیونکہ حضور نے فرمایا ہے شفاعتی لا ھل الکبائر من اُمتی۔ میری شفاعت بڑے بڑے گنگہ گاروں کے لیے ہے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا۔ اور اللہ نے تو بہر حال ان کو راضی کرنا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی) حضرت میاں محمد صاحب۔ عارف کھڑی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ۛ واہ کریم اُمت دا والی مہر شفاعت کردا جبرائیل جے جس چا کر نبیاں دا سر کردہ اوہ محبوب حبیب رباناں حامی روز حشر دا آپ یتیم یتیمیاں تائیں ہتھ سرے تے دھردا (۱۰) تبھی میں کہوں کہ آج پھولوں سے بڑی بھینی بھینی اور پیاری پیاری خوشبو کیوں آرہی ہے؟ یہ ان کی اپنی تو نہیں لگتی؟ ہاں ہاں اب پتہ چلا کہ مدینے سے باد صبا چلی ہے جس نے پھولوں میں اتنی عمدہ قسم کی خوشبو پیدا کر دی ہے۔

ۛ ہے ترے ہی دم قدم سے میری زندگی سہانی ہے چمن کی تازگی میں تیرے نور کا نظارا (۱۱) یہ شعر اگرچہ بعض نسخوں میں نہیں ہے تاہم اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ خود تو نظر نہیں آتا لیکن اپنے جلوے محبوب کو عطا کر دیے اور محبوب کے ذریعے اپنی مخلوق کی (جو کہ گمراہی میں بھٹکتی پھر رہی تھی) رہنمائی فرمائی۔ قرآن مجید کی ایت وان کانا من قبل لفی ضلل مبین اور من رانی لقد رای الحق حدیث کو ملا کر اور سمجھ کر پڑھنے سے آئینہ عکس جمال (حدیث سے) اور انجانوں کا تصور ایت سے بخوبی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

ۛ رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں (علامہ محمد اقبال)

جبکہ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام خود تو پردے (روضہ انور) میں تشریف لے گئے لیکن اپنا آئینہ عکس خاص (صحابہ، اہل بیت اطہار اور اولیاء کرام) کو لوگوں کی رہنمائی کے لئے دنیا کے مختلف خطوں میں بھیج دیا۔ ان کی تعلیمات، اخلاق اور کردار حضور علیہ السلام کے ہی جلووں سے معمور ہیں اور ان کی صورت میں حضور مدینے رہ کر بھی گویا ہر کسی کے سامنے جلوہ فرما ہیں۔

ۛ کون کہتا ہے کہ آقا مدینے میں ہیں میری آنکھوں میں ہیں میرے سینے میں ہیں جلوۂ مصطفیٰ ہو اگر سامنے لذتیں کس قدر اشک پینے میں ہیں (مظفر وارثی) (۱۲) سبحان اللہ! اے عاشقان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ذرا مدینے شریف جا کر تو دیکھو! ایک طرف روضہ انور کا نور ہے اور دوسری طرف میرے آقا کے منبر کی بہاریں ہیں اور واہ واہ درمیان والا حصہ (مابین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ میرے گھر (روضے) اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے) جنت کی پیاری پیاری زمین کا پیارا پیارا ٹکڑا ہے۔ ایسا حسین منظر بھلا تمہیں کہاں نظر آئے گا۔ وہاں جاؤ اور اپنے آقا کی بارگاہ میں، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جنت کی کیاری میں باادب سر کو جھکا کر اپنے آقا اور شب اسراء کے دولہا کو درودوں کے گجر ہے

اور سلاموں کے سہرے جھوم جھوم کر پیش کرو۔

دل جھوم اٹھا میرا سرکار ﷺ کے روضہ پر
جب چومتی ہیں نظریں اُس گنبد خضریٰ کو
پڑھتی ہیں فضائیں بھی ہر وقت درود اُن پر
ہر مانگنے والے کو آقا نے ہے فرمایا
آتے ہیں شہنشاہ بھی جس در پہ گدا بن کر
واں باغ ارم بھی ہے واں حسن کے جلوے بھی
جس طرف بھی دیکھو تم ہے بھیڑ غلاموں کی
کشکول لئے میں نے دیکھا ہے نظائی کو

(۱۳) اے میرے پیارے نبی! اللہ کے اس انعام پر ثناء جاؤں اور جو اس نے آپ کو عزت عطا کی ہے اس پر قربان جاؤں کہ
دونوں جہاں میں آپ ہی کی عظمت کے چرچے ہو رہے ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ آپ ہی کے لیے اور آپ ہی کے صدقے دونوں
جہاں بنائے گئے ہیں آپ نہ ہوتے تو نہ پھول میں خوشبو ہوتی نہ بلبل کا ترنم ہوتا، نہ کلیوں کا تبسم ہوتا۔

لولاك لما اظهرت الربوبية

لولاك لما خلقت الافلاك

چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اس نام سے ہے

(۱۴) اے احمد رضا! تم کیسے عاشق رسول ہو کہ سید دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گلی کے کتوں کے لیے اپنے دل کا ایک ٹکڑا
بھی نہ نکال سکے، واہ واہ اپنی جان سے اتنا پیار اور مدینہ کی گلی کے کتے کا کچھ بھی احساس نہیں، بس بس! پتہ لگ گیا ہے تو کتنا عاشق
رسول ہے کہ مدینہ کی گلی کے کتوں سے اپنے دل کو بچا بچا کر رکھے ہوئے ہے۔ کیا تو جانتا نہیں ہے ان کے در کے کتے کا کیا مقام
ہے؟

سر وہی جو ان کے قدموں سے لگے
اس کو شیروں پر شرف حاصل ہوا

دل وہی جو ان پہ اشیدا ہو گیا
آپ کے در کا جو کتا ہو گیا

نعت شریف نمبر (۴۶)

- (۱) رونق بزم جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ
(۲) جس کو قرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے منعمو
(۳) ماہِ من یہ نیزِ محشر کی گرمی تاجکے
(۴) برق انگشتِ نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
(۵) مہرِ عالم تاب جھکتا ہے پئے تسلیم روز
(۶) کوچہ گیسوئے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم
(۷) بہر حق اے بحرِ رحمت اک نگاہِ لطف بار
(۸) روکشِ خورشیدِ محشر ہو تمہارے فیض سے
(۹) آتشِ تردامنی نے دل کیے کیا کیا کباب
(۱۰) آتشِ گلہائے طیبہ پر جلانے کے لیے
(۱۱) لطفِ برقِ جلوہ معراج لایا وجد میں
(۱۲) اے رضا مضمون سوزِ دل کی رفعت نے کیا
- کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبانِ سوختہ
ان کے خوانِ جود سے ہے ایک نانِ سوختہ
آتشِ عصیاں میں خود جلتی ہے جانِ سوختہ
آج تک ہے سینہء مہ میں نشانِ سوختہ
پیشِ ذراتِ مزار بید لانِ سوختہ
بال و پر افشاں ہوں یا رب بلبلانِ سوختہ
تاجکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ
اک شرارِ سینہء شیدائیانِ سوختہ
خضر کی جاں ہو چلا دو ماہیانِ سوختہ
جان کے طالب ہیں پیارے بلبلانِ سوختہ
شعلہء جوالہ ساں ہے آسمانِ سوختہ
اس زمینِ سوختہ کو آسمانِ سوختہ

مشکل الفاظ کے معانی :

* رونق - چمک دمک * بزم - محفل * عاشقانِ سوختہ - دل جلے، عاشقِ زار * قرصِ مہر - سورج کی ٹکیہ * منعمو - منعم کی جمع بمعنی مالدار * خوانِ جود - سخاوت کا دسترخوان * نانِ سوختہ - جلی ہوئی روٹی * ماہِ من - میرے چاند (اے میرے آقا) * نیز - سورج * تاجکے - کب تک * عصیاں - گناہ * برق انگشتِ نبی - حضور کی انگلی کی بجلی (نور) * سینہء مہ - چاند کا سینہ * مہرِ عالم تاب - جہان کو روشن کرنے والا سورج * پئے تسلیم - سلامی کے لئے * روز - روزانہ * پیش - سامنے * ذراتِ مزار - قبر کے ذرے * بید لان - عاشقانِ رسول * جاناں - محبوب * نسیم - نرم اور خوشبودار ہوا * افشاں - افشاندن سے ہے بمعنی جھاڑنا، چھڑکنا * بہر - واسطے * بحر - سمندر * بار - برسا (باریدن سے ہے بمعنی برسا) * بے آب - بغیر پانی کے * ماہیاں - جمع ماہی کی بمعنی مچھلی * روکش - شرمندہ * شرار - چنگاری * شیدائیانِ سوختہ - جلے ہوئے دیوانے * آتشِ تردامنی

- گنہ گاری کی آگ * خضر کی جاں - حضرت خضر علیہ السلام کی جان (ہمارے آقا علیہ السلام) * جلا - زندگی * گلہائے طیبہ - مدینے کے پھول * جان کے طالب - جان قربان کرنے کی اجازت طلب کرنے والے * لطف - مہربانی * برق - بجلی * جلوہ معراج - معراج کا جلوہ * وجد - ذوق و شوق، بے خودی و وارفتگی * شعلہ جوالہ ساں - پھرنے والے شعلے کی طرح * مضمون - عنوان * سوز - جلن، آگ * رفعت - بلندی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اس کائنات ہستی کی ساری رونقیں عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے ہیں اور اس بات کی گواہی شمع بھی دے رہی جو خود جلتی رہتی ہے اور محفل کو روشنیاں بانٹتی رہتی ہے۔

عشق جس دل میں نہیں وہ دل نہیں یار کے رہنے کی وہ منزل نہیں
(۲) اے جہاں والو! عشق سے نا آشنا اور مال و دولت کے حریض دنیا دارو! جس کو سورج سمجھتے ہو بھلا عاشقانِ مصطفیٰ علیہ السلام سے پوچھو! یہ کیا ہے؟ تو وہ تمہیں بتائیں گے کہ یہ ہمارے آقا کے دستِ خوان کی جلی ہوئی صرف ایک روٹی ہے۔

اب اس کو جوشِ عشق سمجھ یا جنونِ عشق آتا ہے نام تیرا لبوں پر خدا کے بعد
(۳) اے میرے (مدنی) چاند! (آقائے دو جہاں علیہ السلام) آپ کے ہوتے ہوئے بھی یہ محشر کے سورج کی قیامت خیز گرمی کب تک رہے گی، ہماری جان تو گناہوں کی آگ میں پہلے ہی جل رہی ہے۔ اس سورج نے تو جسم کو بھی جلا نا شروع کر دیا ہے۔ ہو جائے ذرا ابر کرم کا ایک چھینٹا اس کے منہ پر، تاکہ اس کا جوش تو ختم ہو۔ اور آپ کے دیدار کے متوالوں کو دیکھ کر جان لے کہ یہ دیوانے مجھے دیکھنے کے لیے تو نہیں اکٹھے ہوئے یہ تو اپنے محبوب کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے
(۴) حبیبِ یمنی اور کفار مکہ کے کے مطالبے پر آپ نے روشن چاند پر ایک ہی بار اپنی انگلی کی بجلی گرائی تھی۔ آج تک اس کے سینے پہ جلا ہوا نشان موجود ہے۔ جو دنیا والوں کو یہ درس دے رہا ہے کہ کیا پوچھتے ہو انگلی کے اشارے کا۔

اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے
۵۔ اے میرے آقا! آپ کی محبت میں جو اپنی جان و دل کو جلا چکے ہیں ان کا کس قدر مقام ہو گیا ہے کہ ان کے مزارات کی خاک کو سورج بھی سلام کر کے گزرتا ہے۔ اگر کسی کو یقین نہ آئے تو اصحابِ کہف کا واقعہ پڑھ لے۔

وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين واذا غربت

تقرضهم ذات الشمال وهم في فجوة منه۔

ترجمہ: کسی اپنے مترجم کا دیکھ لے اگر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ کتر الایمان پسند نہیں تو۔ لیکن ایک بات یاد رہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ”بے دلاں سوختہ“ کی شان یہ ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ پر جان قربان کرنے والوں کا مقام کیا ہوگا۔

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے
(۶) اے اللہ! تیرے محبوب کے گیسوؤں کو چھو کر چلنے والی ہوا کب یہاں پہنچے گی کیونکہ بلبلانِ سوختہ (عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم) اپنے بال و پر اس ہو پر نچھاور کرنے کے تیار لئے بیٹھے ہیں کہ مہینے کی ہوا آئے اور ہم سرکار کی نعت خوانی میں مصروف ہو جائیں ”کوچہ گیسوئے جان“ سے حضور علیہ السلام کی سیدھی اور نورانی مانگ مراد ہے جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت اپنے مشہور زمانہ سلام میں فرماتے ہیں۔

۱۔ لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام تو گیسوئے جاناں کا کوچہ کہنے میں جو حسن و اطاعت ہے اس کا مزہ اہل عشق و محبت ہی لے سکتے ہیں۔ عشق کا لفظ سن کر فالج زدہ کی طرح ہو جانے والے رموز عشق کیا جانیں۔ رموز سر دل بے دل چہ دانند۔

۲۔ کثرت سے عاشقوں کے وہ گھبرائے اس قدر قرآن اٹھا رہے ہیں کہ بندہ حسین نہیں (۷) اے میرے رحمت والے آقا! ابر رحمت سے ایک چھینٹا برسا دیجئے آپ کے دیدار کے پیار سے کب تک ماہی بے آب کی طرح دیدار کی پیاس میں تڑپتے رہیں گے؟ ایک ہندو شاعر کی رباعی ہے۔

اک رام سنبھی گیانی گرو کل مجھ کو ملا تھا یاروں میں وہ نین ریلے پریم بھرے دلدار تھا وہ دلداروں میں
وہ سندر چہرہ نور بھرا وہ رام سروپی متوالا دلدار تھا وہ دلداروں میں سردار تھا وہ سرداروں میں
(سندر لال حمید تلہری)

علامہ اقبال نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔

۸۔ اے ظہور تو شباب زندگی جلوہ ات تعبیر خواب زندگی
اے زمین از بار گاہت ارجمند آسمان از بوسہ بامت بلند
شش جہت روشن ز تاب روئے تو ترک و تاجیک و عرب ہندوئے تو
(۸) اے میرے پیارے آقا! آپ کے فیض کرم سے آپ کے دل جلے عاشقوں کا بروز قیامت کیا ہی مقام ہوگا؟ کہ ان کے سینے سے آپ کے عشق کا ایک ہی شعلہ سورج کو شرمندہ کر دے گا۔ اور ان دیوانوں کا سامنا نہ کر سکتے ہوئے واپس ہو جائے گا۔ تو آپ کا ان شیدا یان دل سوختہ پر کتنا احسان ہے کہ آپ نے ان کو۔

۱۔ غم دے کے اپنے عشق کے قابل بنا دیا ممنون ہوں کہ دل کو میرے دل بنا دیا
اور اپنے اللہ سے بھی آپ کے وسیلے سے دعا ہے کہ

۲۔ یارب کسی کے درد محبت کی خیر ہو راحت سی قلب زار میں پانے لگا ہوں میں

(۹) اے میرے پیارے آقا! گناہوں کی عادت نے دل کو جلا جلا کر کباب در کباب بنا دیا ہے میں آپ کی نگاہ رحمت سے کیوں مایوس ہو جاؤں کہ سمجھنے لگوں اس مڑے ہوئے دل کو آپ زندہ نہیں کر سکتے اگر حضرت مریم کا ہاتھ لگے تو کھجور کا خشک تنا کھجوریں دے سکتا ہے (وہزی الیک بجذع النخلۃ تسقط علیک رطباً جنیاً: سورہ مریم) حضرت خضر علیہ السلام بھی

ہوئی مچھلی کو زندہ فرما سکتے ہیں تو آپ تو اے میرے آقا! حضرت خضر کی بھی جان ہیں آپ کے لئے اس کو زندگی دینا کون مشکل کام ہے آپ کی ایک نظر کرم ہو جائے میرے مردہ دل جیسے ہزاروں لاکھوں دل زندہ ہو جائیں۔

۔ اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

(اعلیٰ حضرت)

(۱۰) اے میرے پیارے آقا! آپ کے شہر طیبہ کے کھلے ہوئے سرخ رنگ کے پھول عاشقوں کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اگر آپ اجازت فرمائیں تو ان شعلوں (جیسے پھولوں) پر اپنی جان جلا (چھڑک) دیں تاکہ دل جلے بلبلوں کی طرف سے نذرانہء محبت ہو جائے۔ اور اس طرح ہمیں آپ کی رضامندی بھی حاصل ہو جائے گی، جان دے کر بھی آپ کی رضائل جائے تو مہنگی نہیں بلکہ سستی ہے۔

ترے حسن خلق کی اک رَمَق، مری زندگی میں نہ مل سکی
میں اسی میں خوش ہوں کہ شہر کے دروہام کو تو سجا دیا
میں ترے مزار کی جالیوں ہی کی مدحتوں میں مگن رہا
ترے دشمنوں نے ترے چمن میں خزاں کا جال بچھا دیا
ترے ثور و بدر کے باب کے میں ورق الٹ کے گزر گیا
مجھے صرف تیری حکایتوں کی روایتوں نے مزا دیا
یہ مری عقیدت بے بصر، یہ مری ارادت بے ثمر
مجھے میرے دعویٰ عشق نے نہ صنم دیا نہ خدا دیا

(پروفیسر عنایت علی خاں)

(۱۱) معراج پاک کے جلوے نے آسمان سوختہ پر اس قدر وجد پیدا کیا ہے کہ اسی دن سے شعلہء جوالہ (گھومنے والے شعلے) کی طرح چکرار رہا ہے۔ اور آسمان کیوں نہ تاقیامت گھومتا پھرے کہ آپ (ﷺ) کا وجود باوجود ہی ایسا ہے کہ۔

۔ اے کہ ترے وجود پر خالق دو جہاں کو ناز اے کہ ترا وجود ہے وجہ وجود کائنات

(نواب بہادر یار جنگ)

۱۲۔ اے رضا! (گدائے درخیر الوری) یا تیرے اس مضمون (نظم و نعت) کو تیرے سوز دروں نے ایسی رفعت و بلندی پہ پہنچا دیا ہے کہ یہ جلی ہوئی زمین تیرے جیسے دل جلوں کی وجہ سے اب اس جلے ہوئے آسمان کا مقابلہ کرنے لگی ہے۔ کہ تیرے کلام کی گرمی نے وہ پیش پیدا کر دی ہے جو سورج بھی نہ کر سکا اور آسمان زمین پہ رشک کرنے لگا۔

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ تو اس آقا کی محبت کے گیت سناتا ہے کہ جس کا ذکر پتھروں میں بھی جان پیدا کر دیتا ہے اور جس کی ذات جب معراج پہ جاتی ہے تو آسمان اُس کی گرد راہ ہو جاتا ہے اور تمام فرشتے اور نبی اس کا استقبال کرتے ہوئے ان سے رحمت کی بھیک مانگتے ہیں۔

۔ آنکہ آمد نہ فلک معراج او انبیاء و اولیاء محتاج او

کشمیری زبان میں ایک شاعر نذرانہ محبت دربار رسالت میں پیش کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لگے یا سید مختار پاری اولو العزمین اندر چھے تاجداری
بلا شک سارہ فی پیغمبرن پیسٹھ تھرز ویو تمّت ژء چھونے ذات باری
ہمیشہ سارہ فی پیسٹھ چھک ژء سردار ژء یہ کن محتاج وقت کار ساری

(غلام احمد جنید)

ترجمہ :

”یا سید مختار ﷺ! میں آپ پر قربان، آپ اولو العزم پیغمبروں کے تاجدار ہیں۔ بلا شک تمام انبیاء علیہم السلام اور پیغمبروں پر آپ ﷺ کو ذات باری تعالیٰ نے فضیلت بخشی ہے۔ ہمیشہ کے لیے آپ ﷺ تمام انبیاء کے سردار ہیں جو بوقت ضرورت سب کے سب آپ ﷺ کے محتاج ہیں۔“

-----***-----

نعت شریف نمبر (۴۷)

- | | |
|--------------------------------------|-----------------------------------|
| (۱) سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی | (۱) سب سے بالا و والا ہمارا نبی |
| (۲) اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی | (۲) دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی |
| (۳) بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا | (۳) نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی |
| (۴) جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس | (۴) ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی |
| (۵) بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں | (۵) شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی |
| (۶) جن کے تلوؤں کا دھوون ہے آب حیات | (۶) ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی |
| (۷) عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں | (۷) سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی |
| (۸) خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل | (۸) اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی |
| (۹) حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم | (۹) وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی |
| (۱۰) ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو | (۱۰) نمکین حسن والا ہمارا نبی |
| (۱۱) جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل | (۱۱) ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی |
| (۱۲) جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی | (۱۲) انکا انکا تمہارا ہمارا نبی |
| (۱۳) قرون بدلی رسولوں کی ہوتی رہی | (۱۳) چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی |
| (۱۴) کون دیتا ہے دینے کو منہ چا پیئے | (۱۴) دینے والا ہے سچا ہمارا نبی |

مشکل الفاظ کے معانی :

* اولیٰ - سب سے بہتر * اعلیٰ - سب سے بلند * بالا - بلند (درجہ و بلند قامت) اوپر * والا - اونچے بلند مرتبے والا
 * مولیٰ - مالک (یہاں اللہ تعالیٰ مراد ہے) * عالم - جہان * دولہا - جس کے لیے بارات سجائی جاتی ہے * بزم آخر - آخری محفل * شمع فروزاں - روشن شمع * نور اول - نور ازیلی (اللہ تعالیٰ) * شایاں - لائق، مناسب * جلوس - بیٹھنا * سلطان والا - بلند شان والا بادشاہ * مشعلیں - شمعیں * دھوون - استعمال شدہ پانی * آب حیات - حیات بخش پانی، جس کو پینے سے موت نہ آئے * جان مسیحا - مسیح علیہ السلام کی جان (مسیحا، زندگی دینے والا) * آئینہ بندیاں - رنگا رنگ شیشوں سے مکان کو آراستہ

کرنا * سدھارا - روانہ ہوا * خلق - مخلوق * اولیاء - جمع ولی کی بمعنی اللہ کا پیارا * رسل - جمع رسول کی، صاحب شریعت پیغمبر * حسن - خوبصورتی، جمال * ملیح - نمکین (ملاحت والا، جس کو دیکھنے سے سیرابی نہ ہو) * پھیکے - بے مزہ * مذکور - جس کا ذکر کیا جائے * بوند - قطرہ * کوثر - جنت کی نہر (حوض کوثر) * سلسبیل - جنت کا ایک چشمہ * سب کا - تمام جہانوں کا * ویسے ہی - اسی طرح * انکا انکا - ہر ایک کا * قرونوں - قرن کی جمع بمعنی زمانہ * بدلی - بدلنا سے ہے یا بادل کا چھوٹا ٹکڑا * دینے کو - عطا کرنے کو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے، جب نبیوں اور رسولوں میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے تو اور کون ہو سکتا ہے سوائے شیطان کے جو آپ جیسا ہونے کا دعویٰ کرے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر شیطان کا بھی راستہ اور بند کر دیا فان الشیطان لا یتمثل بی۔ شیطان بھی میری مثل نہیں بن سکتا۔ لہذا! اب کوئی شیطان سے بھی بڑھ کر لعنتی ہوگا جو اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہے یا سمجھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے بھی تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام سے افضل ہیں کہ آپ کی نبوت سب سے پہلے ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ ادم بین الماء والطین۔ ابھی آدم علیہ السلام کا گارا تیار ہو رہا تھا۔

مٹی بھی نہ آدم کی ابھی گوندھی گئی تھی اس وقت بھی نور اس کا دو عالم کی ضیاء تھا

افضیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

ہم نے اپنی کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ کے آغاز میں ہی مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل اور پھر حضور علیہ السلام کی ان سب پر فضیلت کے کئی گوشے بیان کیے ہیں اس کا مطالعہ ضرور فرمائیے یہاں پہ وہ چند فضائل بیان کیے جاتے ہیں جو وہاں نہ لکھے جاسکے۔ تفصیل دیکھنی ہو تو اعلیٰ حضرت کے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں دیکھیں۔

◆ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام جب مصر سے نکلتے ہیں تو ان کے تشریف لے جانے کو قرآن مجید میں فرار کے لفظ سے بیان کیا گیا ففروا منکم لما خفتکم۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کے مکہ المکرمہ سے مدینہ شریف کی طرف تشریف لے جانے کو کیسے پیارے الفاظ میں بیان فرمایا واذیمکربک الذین کفروالیشتوک اویقتلوک اویخرجوک ویمکرون ویمکراللہ واللہ خیر الماکرین۔ (انفال) اور سورہ توبہ میں فرمایا اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذہما فی الغار اذیقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنودہم تروہا۔

◆ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے خصوصی کلام فرمایا تو سب کو بتادیا انا اخترتک فاستمع لما یوحی انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی..... الخ اور حبیب اللہ سے معراج کی رات جو خصوصی کلام فرمایا اس کو فرشتوں سے بھی پردہ راز میں رکھا اور فرمایا فاحی الی عبدہ ما اوحی۔ (جو بھی وحی کی بس کردی کسی کو کیا)

◆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل کی تنگی کے بارے خود عرض کیا و یضیق صدری۔ جبکہ حضور علیہ السلام کو اللہ نے

خود فرمایا الم نشرح لك صدرك۔

کَلِيمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَام پر نار کے پردے سے تجلی ہوئی فلما جاءها نودی ان بورك من فی النار اور حبیب اللہ کے بارے میں فرمایا اذیغشی السدرۃ ما یغشی اس کی تفسیر میں حدیث ہے کہ پھر آپ سدرہ تک پہنچے جس پر اللہ کا نور چھایا ہوا تھا اس وقت اللہ نے اپنے حبیب سے کلام فرمایا (نبیّتی)

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے فرعون کی طرف جانے میں خوف کا اظہار کیا ربنا اتنا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی تو اللہ نے فرمایا لا تخافا انتی معکما۔ اور محبوب کو خود فرمایا واللّٰہ یعصمک من الناس۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ولا تتبع الهوی فیضلك عن سبیل اللّٰہ اور محبوب کو فرمایا وما ینطق عن الهوی ان ہوا الا وحی یوحی۔

حضرت نوح علیہ السلام اور جناب ہود علیہ السلام نے عرض کیا رب انصرنی بما کذبون اور حبیب علیہ السلام کے لیے خود ہی ارشاد ہوا وینصرك اللّٰہ نصرا عزیزا۔

خلیل اللّٰہ علیہ السلام اپنا ذکر باقی رکھنے کی دعا کرتے ہیں واجعل لی لسان صدق فی الاخرین۔ اور حبیب اللہ کا ذکر صرف باقی نہیں بلکہ ورفعلنا لك ذکرک اور اذا ذکرک ذکرک معی۔ اے محبوب! جب اور جہاں میرا ذکر ہوگا ساتھ تیرا ذکر ہوگا۔

خلیل اللّٰہ علیہ السلام نے کوشش فرمائی کہ قوم لوط علیہ السلام پہ عذاب نہ آئے بجاد لنا فی قوم لوط۔ مگر حکم آیا یا ابراہیم اعرض عن هذا اور حبیب اللہ کو فرمایا ما کان اللّٰہ ليعذبہم وانت فیہم۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا ربنا وتقبل دعاء۔ اے اللہ میری دعا قبول فرمائے۔ مگر حضور علیہ السلام کے صدقے آپ کی اُمت کو فرمایا ادعونی استجب لکم۔ مجھ سے دعا مانگو! میں قبول فرماؤں گا۔

ہر نبی پر جب قوم نے اعتراض کیا یا الزام لگایا یا جھٹلایا تو ہر نبی نے خود جواب دیا پڑھیے سورۃ اعراف ہود، شعرا مگر حضور علیہ السلام کو فرمایا ذرنی والمکذبین۔ اے محبوب ذرا چھوڑ مجھے میں نپٹوں ان (بد معاشوں) جھٹلانے والوں سے۔

کافروں نے کہا: لست مرسل۔ آپ رسول نہیں ہیں۔ بس اتنی سی بات کا جواب قسمیں ارشاد فرما کر دیا یٰٰسٰی القرآن الحکیم انک لمن المرسلین۔

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

پشتوزبان کا ایک شاعر لکھتا ہے۔

کہ صورت و محمد نہ دے پیدا پیدا کرے بہ خدائے نہ وہ دا دینا

کل جہاں و محمد پہ روی پیدا دے محمد دے و تمام جہاں آباء

(عبدالرحمن بابا، خوارہ نعتونہ: ۱۸)

ترجمہ:

”اگر محمد ﷺ کی ذات اقدس پیدا نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ تمام جہاں محمد ﷺ کے طفیل پیدا ہوئے اس لیے حضرت محمد ﷺ تمام جہانوں کے آباء (اصل) ہیں۔“

قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی ایک رباعی بھی چلتے چلتے پڑھ لیں۔

تو فخر کون و مکان زبدہ زمین و زماں امیر لشکر پیغمبراں شہہ ابرار

تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی تو نور شمس ہے گر اور نبی ہیں شمس نہار

(۲) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کو بہت پیارے ہیں (اسی لیے آپ کے سوا حبیب اللہ کوئی نہیں، کوئی کلیم اللہ، کوئی صفی اللہ، کوئی ذبیح اللہ الا وانا حبیب اللہ ولا فخر) یوں سمجھو کہ آپ ایسے دولہا ہیں کہ دونوں جہان آپ کے بارا تے ہیں۔

تو ہی نے تو مصر میں یوسف کو یوسف کر دیا تو ہی تو یعقوب کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

اے حسن قربان جاؤں اس جمال پاک کے سینکڑوں پردوں میں رہ کر عالم آراء ہو گیا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا و عزتی و جلالی لا وثرن حبیبی علی خلیلی و نجیبی (ابن عساکر) مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں اپنے حبیب کو خلیل و نجی پر فضیلت دوں گا۔

میرے کام بنتے چلے جا رہے ہیں وظیفہ میرا آج کام آ رہا ہے

وہ محشر میں جب آئیں گے شور ہو گا وہ کل انبیاء کا امام آ رہا ہے (ریاض باہر)

(۳) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی محفل میں سب سے آخر پہ تشریف لائے اور آخرت میں جب میدان محشر میں

سارے جہان کی محفل سجے گی وہاں بھی شمع محفل حضور علیہ السلام ہی کی ذات ہوگی اور کیوں نہ ہو کہ آپ نور اول (ذات خداوندی)

کا جلوہ جو ہوئے۔ یعنی آپ خاتم النبیین بھی ہیں صدر بزم محشر بھی ہیں اور حق نگر و حق نما بھی ہیں۔

جس بات میں مشہور جہاں ہے لب عیسیٰ اے جاں جہاں وہ تیری ٹھوکر سے ادا ہو

منگتے تو منگتے ہیں کوئی شاہوں میں دکھا دو جس کو مری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

(۴) ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ ہیں اور مقامات میں

سے عرش معلیٰ افضل و اعلیٰ ہے لہذا حضور علیہ السلام کے بیٹھنے کے لیے عرش معلیٰ ہی موزوں و مناسب جگہ ٹھہری۔ کیونکہ عرش خدا کو بھی

محبوب خدا کے قدموں کا بوسہ لیکر عزت نصیب ہوگی گویا رحمت للعالمین کی رحمت کے دریا سے یہ عرش اعظم کا حصہ ٹھہرا۔

وہ دانائے سب ختم الرسل مولائے کل جس نے غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآن وہی فرقاں وہی یس وہی طہ

(علامہ اقبال: بال جبریل)

فتاویٰ حدیثیہ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پانی پر رکھا تو عرش کا پانی لگا لکبت علیہ لا الہ الا اللہ محمد

رسول اللہ - پس اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا گیا۔ یعنی عرش پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے نام کی مہر لگا دی، تو عرش کا کانپا بند ہو گیا اور اس کو سکون آ گیا۔ اور اس نے زبان حال سے کہا

دو دنوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے
(۵) نبی مکرم شفیع معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جو دین حق دین اسلام کی روشن شمع لیکر آئے اس کے آگے پہلے تمام انبیاء کرام کے ادیان کی شمعیں بجھ گئیں اور آپ کے دین نے تمام ادیان کو منسوخ کر دیا اب نجات اسی دین میں ہے اور خدا کی معرفت کا ذریعہ صرف اتباع و محبت رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

تکمیل معرفت ہے محبت رسول کی ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی
ہے مرتبہ حضور کا بالائے فہم و عقل معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول کی

(کنور مہندر سنگھ بیدی سحر)
آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا لو کان موسیٰ حیالہ یسعہ الا اتباعی۔ اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری حیات میں ہوتے تو میری ہی پیروی و اتباع کرتے۔

یہی ہے خالد اساسِ رحمت یہی ہے خالد بنائے رحمت
نبی کا عرفانِ زندگی ہے، بنی کا عرفانِ بندگی ہے

مایوسی گناہ ہے:

احادیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی یہودی یا عیسائی (اہل کتاب ہونے کے زغم میں نہ رہے) اگر مجھ پر ایمان لائے بغیر مر گیا تو سیدھا دوزخ میں جائے گا۔

اور اگر یہودیت اور نصرانیت پر بھی عمل کرتا رہا اور پھر میرا دین قبول کر لیا تو اس کو دو ہر ااجر ملے گا۔ (خلاصہ احادیث)
لہذا اے دنیا بھر کے یہودیو اور عیسائیو! دنیا کے لالچ میں اندھے ہو کر دین اسلام کو مٹانے کی کوشش کرنے والو! یہی دین تمہیں نجات دے سکتا ہے اور یاد رکھو یہ مٹنے نہیں بلکہ باقی رہنے کے لیے آیا ہے تم سب فنا ہو جاؤ گے مگر دین اسلام باقی رہے گا اس کو مٹانے کی جتنی سازشیں کرو گے یہ اتنا ہی بڑھتا جائے گا جس کا تجربہ تمہیں امریکہ اور برطانیہ میں ہو رہا ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے
اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ پرانی ضد چھوڑ دو اور دامنِ مصطفیٰ میں آکر پناہ لے لو اور اپنی دنیا و آخرت سنوار لو۔

جے چھڑد پیسے دنیا ہو سکدا گذارا محمد نون چھڑیاں گذارا نہیں ہونا
اور اے مسلمانو! تم بھی مایوس اور احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو جاؤ اپنے دین پر سختی سے کاربند ہو جاؤ ساری دنیا تمہارے قدموں میں ہوگی، اسلام کے دشمنوں کا زور ٹوٹے گا اور محمد عربی کے دین کے پھریرے لہرائیں گے۔

نہ گھبراؤ مسلمانو! خدا کی شان باقی ہے ابھی اسلام زندہ ہے ابھی قرآن باقی ہے
یہ کافر کیا سمجھتا ہے جو اپنے دل میں ہنستا ہے ابھی تو کربلا کا آخری میدان باقی ہے

(۶) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم شریفین سے بوقت وضو کرنے والا پانی ایسا ہے کہ جس سے اہل ایمان کو حیات جاوانی نصیب ہوتی ہے اسی لیے تو صحیح بخاری میں آتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس پانی کو بطور تبرک جسم پر ملتے منہ پر ملتے، پی جاتے اور جس کو نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھوں سے ہاتھ مس کر کے اپنے جسم پر مل لیتا گویا حضور علیہ السلام تو عیسیٰ علیہ السلام کی بھی جان ہوئے کیونکہ ان کے دھون سے ان کے حواریوں کا یہ سلوک نہ تھا۔

غلامان نبی ممتاز ہیں سارے زمانے میں مقام امت سرکار والا سب سے اعلیٰ ہے
انہیں حاصل ہوئی ہے خوشنودی پیغمبر آخر انہی خوش بخت انسانوں سے راضی حق تعالیٰ ہے

(حافظ لدھیانوی)

آب حیات کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایسا پانی ہے جس کو ایک بار پی لیا جائے تو موت نہیں آتی غالباً یہ پانی ایسا ہی فرضی پانی ہے جیسے عنقاء پرندوں میں فرضی پرندہ ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ جس پر اس کا سایہ پڑ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ عاشق رسول نے اس کا کھوج لگایا کہ اگر کہیں سے یہ پانی ملتا ہے تو حضور پاک کی بارگاہ سے ہی ملتا ہے یہی توجہ ہے کہ جن خوش نصیبوں نے یہ پانی پی لیا ان کے بارے فرما دیا گیا۔ ولا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون۔

مہک پھیلی گل و گلزار مہکے کھلے جس وقت گیسوئے محمد ﷺ

صحابی دیکھتے رہتے تھے ان کو بسا نظروں میں تھا روئے محمد ﷺ

ہاں البتہ نہر حیات کا ذکر احادیث میں ہے کہ جنت میں ایسی نہر ہے کہ گناہ گار مسلمانوں کو سزا کے لئے جہنم میں رکھ کر جب نکالا جائے گا تو ان کے جسم کو کلمے کی طرح سیاہ ہو جائیں گے پھر اس نہر میں غوطہ دیا جائے گا تو چمکنے لگیں گے۔

(۷) جب نبی اکرم تاجدار عرب و عجم احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کے دولہا بنے تو آپ کی عزت افزائی اور استقبال کے لئے اللہ تعالیٰ نے عرش و کرسی کو (بھی زمین و آسمان، مکان و لامکاں، جنت اور سارے جہاں کی طرح) خوب خوب سجایا۔

فلک پھر کیوں سجایا جا رہا ہے کوئی مہماں بلایا جا رہا ہے

ایک حدیث شریف میں ہے۔ ان الجنة تزخرف لبرمضان من راس الحول الى حول قابل کہ جنت کو پورا سال رمضان شریف کے لئے سجایا جاتا ہے (مشکوٰۃ ص ۱۷۴) تو جب رمضان کے لئے جنت کو پورا سال سجایا جاسکتا ہے تو شب اسرئٰی کے دولہا کے لئے عرش و کرسی کو معراج کیوں نہیں سجایا جاسکتا۔

روشنی جا بجا آج کی رات ہے کیسی جلوہ نما آج کی رات ہے

عرش اعظم پر پہنچنے وہ براق پر کیسی راحت فزا آج کی رات ہے

(ریاض مدینہ از ریاض بابر: ۲۲)

(۸) تمام مخلوق میں سے انسان افضل و اعلیٰ (لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم) انسانوں میں اولیاء کرام افضل

واعلیٰ ہیں (الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون) اولیاء و کرام سے انبیاء و مرسلین افضل (تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض) اور سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

قرآن میں جس کی شان بیاں خود خدا کرے بندے سے اس کی مدح سرائی ہو کس طرح
جب تک پرت پرت میں نہ عشق رسول ہو دل کی تہوں سے ختم برائی ہو کس طرح

(حدیث شوق)

(۹) حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی نمکینی ملاحظت اور سلو نہ پن تھا کہ خود حسن بھی اس ملاحظت کی قسمیں کھاتا ہے اور وہ ملاحظت والا پیارا، آنکھوں کا تارا، دل کا سہارا، آمنہ کا راج دلاراء، دلوں کو ایمان کا نور عطا کر کے منور و روشن کرنے والا ہمارا ہی نبی ہے (فداہ امی و ابی و روحی و عرضی و مالی صلی اللہ علیہ وسلم)

عبدالعظیم بابا کی بزبان پشتو ایک مسدس اس طرح ہے۔

یا نبی خیر الوری غنچہ دہنہ بلبل مثل نورانی شیریں سخنہ
خشبوی و عطر و خیوی ستالہ تنہ یاسمین گل رعنائے محمد
پلو شے و د مخ درومی تر آسمانہ دیر خوش رنگہ خوش نمائے محمد

(از خوازہ لغتو نہ: ۱۱۳)

ترجمہ:

”اے نبی خیر الوری! اے غنچہ دہن! اے بلبل کی طرح شیریں سخن اور نورانی! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے جسم اطہر سے عطر کی خوشبو آتی ہے، آپ یاسمین و گل رعنائیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی شعائیں آسمان تک اٹھتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش رنگ اور خوشنما ہیں۔“

(۱۰) جس طرح کھانا بغیر نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہے اسی طرح اگر خدا کا ذکر کر لیا جائے اور محبوب خدا کا ذکر نہ کیا جائے تو سارے برپھیکے رہتے ہیں ان میں مٹھاس پیدا کرتی ہے تو سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے شیریں لبوں اور عنبریں زلفوں کا ذکر کرنا ہی پڑے گا۔

ہے مکھڑا واضحی کا زلف ہے دالیل تیری گلاب و مشک سے بڑھ کر ہے بوتیرے پسینے کی
اور اللہ تعالیٰ کوئی ذکر بلکہ اپنا ذکر بھی محبوب کے ذکر کے بغیر قبول نہیں فرماتا کیونکہ اس کا محبوب سے وعدہ ہے ورفعننا لک کورک اور اس آیت کی تفسیر اس نے خود جبریل علیہ السلام کے ہاتھ بھیجی اذا ذکرک ذکرک معی۔ اے پیارے جہاں میرا رہو گا ساتھ تیرا بھی ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اذان، نماز، خطبہ ہر جگہ خدا کا ذکر ہے تو ساتھ مصطفیٰ کا بھی ذکر ہے اور۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو بخدیو! واللہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

(۱۱) اپنے آقا علیہ السلام کی رحمت کے دریا کی وسعتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ حوض کوثر کو تو جانتے ہو گے جس سے ساری نجات آدم علیہ السلام سے لیکر تاقیامت (جو جنتی ہوں گے) پانی پئیں گے مگر اس کے پانی میں کمی نہ آئے گی۔ اس کے کناروں پہ لے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں گے۔ اسی طرح سلسبیل بھی جنت کا بہت بڑا چشمہ ہے لیکن میرے آقا کی رحمت کا

ٹھانھیں مارتا ہوا سمندر اتنا وسیع ہے کہ یہ کوثر و سبیل اس سمندر کے دو قطرے ہیں۔

رحمت میرے حضور دی و اجاں پکی ماروی آ جا گناہ گارا میں تینوں بچا لواں
(۱۲) جس طرح اللہ تعالیٰ خدا ہونے میں وحدہ لا شریک ہے، اللہ کا محبوب ساری خدائی کا رسول ہونے میں ایک ہے، وہ خدا ہونے میں بے مثال یہ مصطفیٰ ہونے میں بے مثال، کوئی ذرہ اُس کی خدائی سے باہر نہیں اور کوئی ذرہ اس کی مصطفائی سے باہر نہیں۔ وہ ذرے ذرے کا رب یہ ذرے ذرے کا نبی۔ اللہ حضور کا رب ہے تو حضور اللہ کے رسول ہیں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ اس لیے تو حضور پیدا ہوئے تو جنوں، پرندوں، پتھروں، درختوں، فرشتوں اور ساری خدائی نے خوشیاں منائیں کہ پیدا ہونے والا پیدا تو مائی آمنہ کی گود میں ہوا ہے مگر رسول تو سب کا ہے۔ آپ نے فرمایا ارسلت الی الخلق کافہ۔ میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

میں کروں ثنائے ابد، ہوا غیب سے اشارہ نہ قلم میں تاب و طاقت نہ زبان کو ہے یارا
مرے ذہن و نطق حیراں، کہ کہوں تو کیا کہوں میں کروں کیسے مدح اس کی جو خدا کو خود ہے پیارا
(۱۳) حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک نبی آتے رہے جاتے رہے کوئی کسی زمانے کا نبی، کوئی کسی علاقے اور خطے کا نبی، کوئی کسی قوم و قبیلے کا نبی، ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا لیکن جب ہمارا نبی اور آفتاب و ماہتاب آسمان نبوت، کفر کی گھنگھور گھٹاؤں میں طلوع ہوا تو کفر و شرک کے اندھیرے مٹ گئے اور تاقیامت کسی اور نبی کی نبوت کی ضرورت باقی نہ رہی فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ اللہ کی غیرت نے گوارا ہی نہ فرمایا کہ مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے بعد کسی کو نبوت عطا فرمائے۔
اوہ سچا ای رب نے بھن دتا جہدے دج محمد ثوں ڈھا لیا سی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے حسن بے مثال و لا جواب ہے اس طرح آپ کی نبوت بھی باکمال و بے مثال ہونے کے ساتھ ساتھ زمان و مکان کی قید سے ماوراء ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم
(۱۴) حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کے سوا کون ہے جو ہر سوالی کو اس کی چاہت سے زیادہ عطا کرے کسی کو ایمان دے کسی کو ہدایت دے کسی کو ایک بار جنت دے حضرت عثمان غنی کو اٹھارہ بار جنت دے دے یہ صرف اللہ کا محبوب ہی ہے جو اللہ کی عطا سے ہر کسی کی ہر حاجت پوری فرما رہا ہے کیونکہ۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں۔ ایسے کی شان ہی ایسی ہو سکتی ہے کہ

جس طرف وہ نظر نہیں آتے ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں
کیا تعلق خدا سے ہے اُن کا اُن سے رشتہ جو توڑ دیتے ہیں
کعبہ بنتا ہے اُس طرف ہی ریاض رخ جدھر کو وہ موڑ دیتے ہیں

(۱۵) کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

- (۱۶) ملک کونین میں انبیاء تاجدار
(۱۷) لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے
(۱۸) سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
(۱۹) سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے
(۲۰) انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
(۲۱) جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
(۲۲) سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کیے
(۲۳) جس نے مردہ دلوں کو دی عمرِ ابد
(۲۴) غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

مشکل الفاظ کے معانی:

* کھلے-چمکے، روشن ہوئے * چھپ گئے-غروب ہو گئے * کونین-دونوں جہاں * تاجدار-بادشاہ * آقا، سردار * لامکاں-جس پر مکان یا جگہ کا اطلاق نہ ہو سکے * اُجالا-روشنی * اچھوں سے اچھا-سب سے بہترین * اونچوں سے اونچا-سب سے بلند و بالا * کیوں-سوال کے لئے * مالکو-جمع مالک کی، ملک والا * آقا-سردار * قمر-چاند * نور وحدت کا ٹکڑا-اللہ کے نور کا جلوہ * اُجلوں-ستھرے، روشن * اندھے شیشوں-کالے، گندے مندے * عمر ابد-ہمیشہ کی زندگی * جان مسیحا-حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان * غمزدوں-غم کے ماروں * مژدہ-خوشخبری * بے کس-بے سہارا بیچارہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۵) کسے کیا معلوم کہ کتنے ہی انبیاء کرام اور مرسلین عظام آسمان نبوت یہ ستاروں کی طرح اپنے اپنے دور میں چمکتے رہے اور جب اُن کی مدت ختم ہوتی تو چھپ گئے، لیکن جب ہمارے آقا علیہ السلام کی باری آئی تو آپ آفتاب عالمتاب بن کر آسمان نبوت یہ جلوہ گر ہوئے اور ایسے چمکے کہ کبھی ڈوبنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اس شعر میں عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کی کثرت کی طرف بھی اشارہ ہے شرح عقائد میں ہے کہ کل انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار ہے (واللہ اعلم بالصواب۔ اَمِنَا بِاللّٰہِ وَمَلَأْنَا کِتَابَہِ وَرَسَلَهُ) ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ اے ہمارے آقا!

ترے بغیر ہو نہ سکی رونق چمن
پھولوں کو لاکھ بار سجایا بہار نے
اور ہاں یہ بھی جانتے ہیں کہ

کوئین بنائے گئے سرکار کی خاطر کوئین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

(ذوق نعت از مولانا حسن رضا خاں: ۲۱)

(۱۶) انبیاء کرام علیہم السلام دونوں جہانوں کے بادشاہ ہوتے ہیں اور ہمارے آقا علیہ السلام کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ آپ ان بادشاہوں کے بھی بادشاہ ہیں۔ کیونکہ

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گروہ نہ ہوں عالم نہ ہو

(۱۷) چاند سورج کی روشنی تو پھر بھی محدود ہے کہ چاند رات کو چمکتا ہے اور سورج دن کو اور دونوں زمین اور مکان کو روشنی دیتے ہیں لیکن ماہ طیبہ اور سراجا منیر کی نورانیت کا عالم یہ ہے کہ ان کے وجود باوجود سے فرش بھی چمکے عرش بھی چمکے، زمین بھی چمکے آسمان بھی چمکے، مکاں بھی چمکے لامکان بھی چمکے۔

ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے خورشید و ماہتاب مقابل سے تل گئے

(۱۸) دنیا میں جتنے بھی بہترین اور اچھے لوگ ہیں آپ ان میں سب سے بہترین اور اچھے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے بہترین لوگوں میں، بہترین خاندان قبیلوں میں بھیجا، پس میں تم سب سے بہترین ہوں نسب کے لحاظ سے بھی حسب کے لحاظ سے بھی اور (انا خیر کم نفسا) ذات کے اعتبار سے بھی۔

دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰ کے بعد

(۱۹) دونوں جہان میں جس کو بھی تم اونچا اور بلند شان والا کہو گے جب حضور علیہ السلام کی عظمت ملاحظہ کرو گے تو یقین کر لو گے کہ یہ تو اس سے بھی اونچے ہیں۔

(۲۰) بڑا وجد آفرین شعر ہے، اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن جب تمام انبیاء و مرسلین بمعہ اپنی اُمتوں کے میدان حشر میں جلوہ گر ہوں گے تو میں ایک ایک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کروں گا۔ اے میری جان کے مالکو! ایک سوال کا جواب تو دو! کہ تم سب اُمتوں والے ہو اور ہر ایک کی اُمت اس کو نبی کہتی ہے، مگر یہ تو بتاؤ کہ جو ہمارا نبی محمد رسول اللہ ہے وہ تمہارا نبی بھی ہے یا نہیں؟ سبحان اللہ! اس کا جواب سوائے اس کے کیا ہوگا کہ ہاں احمد رضا! تیرے نبی کی شان تو یہ ہے کہ وہ ساری اُمتوں کے بھی نبی ہیں اور سارے نبیوں کے بھی نبی ہیں۔

يَا شَفِيعَ الْوَرَايَ سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الْهُدَايَ سَلَامٌ عَلَيْكَ

اَشْفَعِيْ يَا حَبِيْبِيْ يَوْمَ جَزَا اَنْتَ شَافِعُنَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

(حضرت غلام مصطفیٰ عشق رحمتہ اللہ علیہ)

مولانا محمد عبدالسلام قاضی کی پشتو زبان میں ایک رباعی بمعہ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

د جان حسن م بے حدہ بے پایاں دے ہر ذی شان کاند دودہ پہ شان شان مدح

قاضی کل عالم پہ دے باب کہیں اکہم دے پہ محشر پہ د نچل دوست کہ رحمن مدح

(الرشید: ۱۲۱۹)

ترجمہ:

”میرے محبوب ﷺ کا حسن بے حد اور بے انتہاء ہے اور ہر ذی شان آپ ﷺ کی مدح طرح طرح سے کرتا ہے۔ اے قاضی! تمام عالم اس پار بے میں گونگا ہے، محشر میں رحمن خود اپنے دوست کی مدح فرمائے گا۔“

(۲۱) انبیاء کرام علیہم السلام میں سے صرف ہمارے آقا ہی تو ہیں جنہوں نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہے بس یہی ہمارے آقا کی نشانی ہے کہ چاند کو ٹکڑے کرنے والا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہاں ہاں اور سنو! کہ ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے نور کا جلوہ اور عکس بھی ہے۔ ہونورا الانوار والنبی المختار (روح المعانی) ٹکڑا کے لفظ سے بعض بد نصیب دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں ان سے پوچھو کہ جس طرح تمہارے ذہنوں میں ٹکڑے کا تصور ہے کہ جیسے دھاگہ وغیرہ کا ٹکڑا ہوتا ہے بھلا نور اس طرح ٹکڑے ہو سکتا ہے؟ جب نہیں ہو سکتا تو سمجھ لو کہ ٹکڑا سے مراد جلوہ، عکس اور پرتو ہی ہو سکتا ہے۔ اور یاد رکھو! اس طرح کے بہانوں سے تم ذکر مصطفیٰ کی وسعتوں کے آگے بند نہیں باندھ سکو گے، تم جیسے کئی ایسی چالاکیاں کر کر کے فنا ہو گئے مگر حضور کا ذکر بلند سے بلند تر ہی ہو رہا ہے کیونکہ وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے

(ورفعنا لك ذكرك)

(۲۲) انبیائے کرم علیہم السلام پڑھے لکھے مہذب، نیک لوگوں میں تشریف لاتے رہے لیکن ہمارے نبی علیہ السلام جن لوگوں میں مبعوث ہوئے وہ کفر و شرک، جہالت و ضلالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے انتہائی غیر مہذب اور نافرمانی و عصیان کے پتلے تھے، اپنے گناہوں پہ ناز کرنے والے، بچیوں کو زندہ درگور کر دینے والے، بتوں کی پوجا کرنے والے ضدی ہٹ دھرم، حیاء باختہ لوگ تھے ایسے ظلم شعار لوگوں (اندھے شیشوں) میں ہمارے نبی ایسا چمکے کہ ان کو بھی چمکا کے رکھ دیا جو شرابی تھے صحابی بن گئے، جو زاہر بن تھے راہبر بن گئے، بدکردار نیکو کار بن گئے، خطا کار پرہیزگار بن گئے، سیہ کار و فاسق شعار بن گئے اور الفضل ماشہدت بہ الاعداء فضیلت وہ جس کی دشمن بھی گواہی دے اور جادو وہ جو سرچڑھ کے بولے، ایک ہندو کہتا ہے۔

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟ کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا؟
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرّ یتیم؟ اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا؟
شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم؟ منہدم کس نے الہی! قصر کسریٰ کر دیا؟
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

(پنڈت ہری چند)

قرآن پاک میں ہے وان کا نوا من قبل لفسی ضلال مبین۔ کہ اس (نبی کی آمد) سے پہلے وہ گھلی گراہی میں ڈوبے ہوئے تھے۔

ایک دوسرا ہندو لکھتا ہے۔

پریم کی بنسی بجائی سید ابرار نے پاپ کی کایا مٹائی سید ابرار نے

پاپ میں ڈوبے تھے جو ان کو ڈبو یا پریم میں خوب ہی بگڑی بنائی سید ابرار نے

(پردیس برہمچاری)

(۲۳) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید خداوندی کا ایسا نغمہ آلا پا کہ جو دل گناہ کر کے مردہ ہو چکے تھے ان میں نئی زندگی پیدا ہو گئی اور ایسے زندہ ہوئے کہ مرکز بھی زندہ رہے۔ بل احياء ولكن لا تشعرون۔ واقعی یہ ایسا کام ہے جو مسیح علیہ السلام بھی نہ کر سکے لیکن امام الانبیاء نے کر کے دکھا دیا تو پھر ہواناں ہمارا نبی جان مسیحا!

سلام گوئم و صلوات بر تو ہر نفسے قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

۔ (شیخ عبدالقادر جیلانی)

(۲۴) اے احمد رضا (شناخوان مصطفیٰ و گدائے درخیر الوری) غم کے مارے بے سہارے، گناہ گار بے چارے، جن کو اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی فکر کھائی جا رہی ہے ان کو (مژدہ جانفرا) خوشخبری سنا دے! کہ تم اکیلے نہیں ہو بلکہ تمہارا غمخوار آقا تمہارے ساتھ ہے، جو تمہیں تمہارے گناہوں کے حوالے نہیں کرے گا بلکہ اپنی شفاعت کے کھاتے میں ڈال لے گا۔

خدا سے وہ گناہوں کو ہمارے بخشوائیں گے۔ نہیں اے اہل محشر! خوف ہم کو روز محشر کا یہی ہے التجا فضل خدائے پاک برتر ہے مجھے دامن نہ میرے ہاتھ سے میرے پیغمبر ﷺ کا

-----***-----

نعت شریف نمبر (۲۸)

- (۱) عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
 - (۲) قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
 - (۳) کافروں پر تیغ والا سے گری برق غضب
 - (۴) لَا وَدَّ رَبِّ الْعَرْشِ حَسْبُكَ جُو مَلَا ان سے ملا
 - (۵) وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
 - (۶) سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
 - (۷) تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
 - (۸) ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
 - (۹) نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
 - (۱۰) ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا اُن سے فزوں
 - (۱۱) اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
 - (۱۲) خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
 - (۱۳) ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
 - (۱۴) یارب اک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
 - (۱۵) ہے گل باغ قدس رخسار زیبائے حضور
 - (۱۶)
- اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

مشکل الفاظ کے معانی :

* مسند - گدی، بیٹھنے کی جگہ (بفتح المیم) * رفعت - بلندی * عزت - مرتبہ و مقام * لہرائیں - جھولنا، جاری ہونا

* طلعت - چہرہ، صورت نورانی * تنگ والا - بلند تلوار * برق غضب - قہر کی بجلی * ابر آسا - بادل کی طرح * لاورد العرش - قسم ہے عرش کے رب کی * بٹی - تقسیم ہوتی * کونین - دو جہان * مستغنی - بے نیاز، لا پرواہ * خلیل اللہ - حضرت ابراہیم علیہ السلام * حاجت - ضرورت * اُلٹے پاؤں پلٹنا - انہی قدموں پہ واپس آنا * چاک - دو ٹکڑے ہونا * مطلب - کام * وہابی - (نجدی) گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم * فضل - فضیلت * کاٹے - کانٹ چھانٹ کرے، فضیلت کا انکار کرنے کے یہاں مثلاً یہ حدیث ضعیف، وہ کمزور، اس کا مطلب یہ ہے چونکہ چنانچہ وغیرہ * نقص - عیب * جو یاں - متلاشی * مردک - ذلیل کمینہ * مہلت - ڈھیل * عالم - جہاں * کافر و مرتد - دین سے پھرنے والا * بھکاری - منگتے * فزوں - زیادہ * نہ - نہیں، (لا) * بیڑا - بڑی کشتی * اصحاب حضور - حضور علیہ السلام کے صحابہ * نجم - ستارے * ناؤ - کشتی * عترت - اولاد * آرام سے - چین و سکون سے * اکسیر - کیما، جس سے سونا بناتے ہیں * الفت - محبت * نوراً - اچانک، یکدم * قید و بند - بیڑیاں * بندش - کھانا، ظاہر ہونا * ساعت - لمحہ، گھڑی، پل بھر * ڈھل جائیں - صاف ہو جائیں * یہ کار - گنہ گار * گل باغ قدس - تقدس (الہی) کے باغ کا پھول * رخسار زیبا - خوبصورت گال * سرو گلزار قدم - قدیم (صفت خداوندی) باغ کا صنوبر (صفات الہی کا جلوہ) * قامت - قدانور * صاحب قرآن - حق تعالیٰ * مداح - بہت تعریف کرنے والا * مدحت - صفت و نعت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) ہم سب نے (اپنوں اور بیگانوں نے، ماننے والوں اور منکروں نے بھی) حشر میں اللہ کے محبوب علیہ السلام کی جوشان (دنیا میں پڑھی اور ہم ماننے والے ہو گئے اور منکر پڑھ کر بھی انکاری ہو گئے) اپنی آنکھوں سے دیکھنی ہے کہ خدا کے عرش معلیٰ پہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوں گے۔ کیونکہ

مختار و خلیفہ خدائے عالم
حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ حضرت خلیل و نوح و آدم
ہیں مظہر ذات حق رسول اکرم
صرف ان کے سبب سے سب اذلول العزم ہوئے
(جمیل الرحمن خان رضوی)

اہل عشق و محبت اور علماء ربانین تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو بنایا ہی محبوب کے لیے ہے کیونکہ عرش تو بیٹھنے کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ بیٹھنے اُٹھنے سے پاک و مبرا ہے۔

عرش است کہیں پایہ زایوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم (سعدی) اہل حدیث حضرات کے ”امام الکمل فی الکمل للکمل بالکمل“ صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ ”پس فردا ظاہر شود کہ اور اور در گاہ خداوندی چہ قدر عزت و جاہ بودہ است“ کل قیامت کو (اہل حدیث بھائیوں پر بھی) ظاہر ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے محبوب کا کیا مقام ہے ”یوقی ہو صلی اللہ علیہ وسلم و امتہ علی کرم فوق الناس“ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اور آپ کی امت کو بلند مقام پہ بٹھایا جائے گا (رواہ احمد، تفسیر ابن جریر)

عالم کا انہیں خدا نے سلطان کیا جبرائیل میں کو ان کا دربان کیا

ہر چیز کا اختیار ان کو دے کر کونین کو حق نے ان کا مہمان کیا
(جمیل الرحمن رضوی)

حضور علیہ السلام نے فرمایا انا وامتی يوم القيامة على كرم مشرفين مامن الناس احد الا وذا نه منا الخ میں اور میری امت قیامت کے دن اتنی بلندیوں پہ ہوں گے کہ ہر کوئی اہل محشر میں سے خواہش کرے گا کہ کاش ہم بھی ان میں سے ہوتے۔
ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا یوسف کو ترا طالب دیدار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر کونین کی خاطر تجھے سرکار بنایا
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم یجلس علی کرسی الرب بیس یدی الرب۔ حضور علیہ السلام کو قیامت کے دن اللہ کی دائیں جانب (نور کی) کرسی پہ بٹھایا جائے گا۔ انشاء اللہ ہم سب نے۔

دیکھنی ہے حشر میں (یہ) عزت رسول اللہ کی
اس موضوع پہ کسی کو پڑھنے کا شوق ہو تو اعلیٰ حضرت ہی کا رسالہ تجلی الیقین دیکھیں، دلائل کے دریا بہا دیے ہیں اور براہین کے انبار لگا دیے ہیں اور۔ جس سمت آگئے ہیں سکے جمادیے ہیں۔
(۲) قبر میں عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضور علیہ السلام کی آمد پر آپ کے چہرہ اقدس سے نور کے ایسے جلوے اُبھیں گے جو جھنڈوں کی طرح مومن کی قبر میں تا قیامت لہراتے رہیں گے۔ قبر میں تیسرا سوال حضور علیہ السلام ہی کے متعلق ہوگا اور آپ خود بنفس نفیس وہاں تشریف لائیں گے (شبیبہ دکھائی جائے، پردے ہٹائے جائیں یا خود جلوہ گر ہوں ایک ہی بات ہے اور نور کے چشمے تا حشر مومن کی قبر میں لہرانے کے لیے اتنا بھی کافی ہے)

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٰ سینا
نگاہِ عشق و مستی ہیں وہی اول وہی آخر وہی قرآن وہی فرقاں وہی یسین وہی طہ (اقبال)
(۳) میرے آقا علیہ السلام نے جب اپنے دست اقدس میں تلوار کو لیکر اس کو بلندی عطا فرمائی تو آپ کی ہیبت اتنی بات سے ہی کافروں کے دلوں پہ ایسی بیٹھی کہ ایسے لگا کہ جیسے ان پر قہر کی بجلی گر گئی ہے۔ گویا رعب کا ایک کالا سیاہ بادل تھا جو ان کے دلوں پہ چھا گیا اور ان کے دل ہیبتِ مصطفویٰ سے ”بیٹھ“ گئے۔

آپ نے فرمایا کہ میں ابھی ایک مہینے کی مسافت (دوری) پہ ہوتا ہوں تو کافروں پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے۔
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوقِ تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب (اقبال)
اعلیٰ حضرت کی یہ نعت پڑھنے سے ان کا ایک نیا انداز سامنے آتا ہے الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ ہی ایسے لگتا ہے۔ جیسے عالم وجد میں آکر حضور علیہ السلام کے دامنِ کرم پہ چل کر گستاخانِ رسول کے لئے تنگی تلوار کا کردار ادا کر رہے ہیں (جیسا کہ اسی شعر سے آگے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا) اور منکروں کو لاکار لاکار حضور کی عظمت و شان کا آئینہ دکھا رہے ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو آخر عشق

رسول علیہ السلام کی دولت ملنے پر غلامی رسول کا یہی تقاضا بنتا ہے۔

(۴) کیوں نہیں؟ مجھے عرش کے رب کی قسم ہے جس کو جو نعمت بھی ملتی ہے در رسول سے ہی ملتی ہے دونوں جہان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کا صدقہ ہی نعمتیں باٹی جا رہی ہیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) انما انا قاسم والمعطی هو اللہ دیتا اللہ ہی ہے اور تقسیم میں ہی کرتا ہوں۔

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں

تمہیں سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

(۵) اس شعر میں بعض بد باطن لوگوں کے اس عقیدے کی تردید فرمائی جا رہی ہے کہ نبی تو صرف چٹھی رساں ہوتا ہے چٹھی دیکر چلا گیا اب ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں) وہ سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ جو میرے آقا سے بے نیاز اور لا پر اوہ ہو گیا اور یہ کہا کہ ہمیں اب ان کی ضرورت نہیں رہی۔ ارے ظالم کہیں کے! جب ابراہیم خلیل علیہ السلام کو بھی میرے آقا کی ضرورت ہے اور اللہ سے دعا کر رہے ہیں ربنا وابعث فیہم رسولا۔ اے اللہ (کعبہ تو میں نے تعمیر کر دیا ہے اب اس کو بسانے اور آباد کرنے کے لئے اپنا پیارا) رسول بھیج دے۔ تو پھر تو کون ہوتا ہے حضور علیہ السلام سے مستغنی ہونے والا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا یرغب الی فیہ الخلق حتی ابراہیم (مسلم شریف) قیامت کے دن ساری مخلوق میری بارگاہ میں آئے گی حتیٰ کہ براہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔ وان ابراہیم یرغب فی دعائی ذلک الیوم اور ابراہیم علیہ السلام بھی اس دن میری دعا کے ہی خواہش مند ہوں گے۔

۔۔۔ جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں ہے یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں ہے جو منکر ہے ان کی عطا کا وہ یہ بات بتائے تو کون ہے وہ جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں ہے

(کوثر القادری)

(۶) ارے اواندھے نجدی گستاخ! یہ عقیدہ رکھنے والے کہ جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ اور نبی کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو کہیں شرک نہ ہو جائے، میرے آقا کی شانوں اور قدوتوں کا انکار کرنے والے ظالم! اس سے بڑھ کر حضور کی قدرت و اختیارات کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آپ اشارہ فرماتے ہیں تو ڈوبا، ہوا سورج انہی قدموں پہ واپس پلٹ آتا ہے اور چاند کا سینہ آج بھی میرے آقا کے اختیار کی گواہی دے رہا ہے، تو ذرا آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر دیکھ تو سہی، بغض رسالت نے تجھے کیوں بالکل اندھا کر دیا ہے، تجھے حضور کی قدرت و اختیارات بھلا کیسے دکھائی دیں۔

۔۔۔ کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے محبوب کیا مالک و مختار بنایا

بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

معجزہ رد الشمس کا بیان الشفا جعریف حقوق المصطفیٰ! قاضی عیاض۔ میں پڑھیے اور معجزہ شق القمر کا ذکر قرآن پاک کی سورہ

القمر کی پہلی آیت کی تفسیر اور صحیح بخاری شریف میں ملاحظہ کیجئے۔

(۷) ارے اوگستاخ وہابی! ہٹ پیچھے تجھے جنت سے کیا مطلب؟ جسے حضور کے قدموں سے نہیں کوئی نسبت؟ جنت تو حضور کے صرف ان غلاموں کے لئے ہے جو حضور کی اس عظمت کا اقرار کرتے ہیں کہ حضور جنت کے مالک ہیں تبھی تو آپ نے کئی بار حضرت عثمان غنی کے ساتھ جنت کو بیچ دیا اور کیا تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ بغیر قبضے بیچ فاسد ہوتی ہے اور بغیر ملکیت کے بیچ باطل ہوتی ہے (لیکن تو کیسے فقہی مسائل کو جان سکتا ہے کہ من یرد اللہ بہ خیر ایفقہ فی الدین اور تیری اور تیری پارٹی کی حالت یہ ہے کہ الوہابیہ قوم لا یفقہون۔ وہابیوں کے پاس فقہ ہے ہی نہیں) تو ثابت ہوا تو مان یا نہ مان! جہنم میں، میرے آقا جنت کے مالک بھی ہیں اور جنت پہ آپ کا قبضہ بھی ہے۔

وزیرای فی السماء و وزیرای فی الارض

ظاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول لی

(هذا من عندی)

(۸) تجھے شرم آنی چاہیے اور نجدی کہنے! کہ جس کا کلمہ پڑھ کے اپنے آپ کو مسلمان بلکہ اسلام اور توحید کا ٹھیکدار بنا پھرتا ہے اس کی عظمت کی بات آئے تو شرک کے فتوے لگا کر روکنے کی کوشش کرتا ہے (یا رسول اللہ نہ کہو، حاضر ناظر نہ کہو، نور نہ کہو حالانکہ یہ سارے عقیدے قرآن و حدیث اور سنت صحابہ سے ثابت ہیں لیکن) جہاں بھی عظمت مصطفیٰ کی بات آتی ہے تو یہ کہہ کر انکار کر دیتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے وہ سند کے اعتبار سے کمزور ہے اور جو خود حضور کی شان میں نقص نکالنے کی ناکام کوشش کرتا ہے (کہ نعوذ باللہ! مر کر مٹی ہو گئے، دیوار پیچھے کا علم نہیں وغیرہ اس پر تیرے پاس کیا دلیل ہے) ارے کہنے اس کے باوجود بھی تیرا دعویٰ ہے کہ تو حضور کا امتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں ہزار بار نہیں۔

خدا کا ہو نہیں سکتا، خدا اُس کا نہیں ہوتا جسے ہوتا نہ آتا ہو تمہارا یا رسول اللہ

(۹) سن اونجدی! اگر تو یہ کہے کہ اگر ہم ایسے ہیں تو اللہ ہمیں اپنے محبوب کا گستاخ ہونے کی وجہ سے عذاب میں کیوں نہیں مبتلا کر دیتا تو اللہ نے اپنے محبوب کے صدقے یہ فرما کر ما کان لیعد بہم وانت فیہم تمہیں مہلت دے رکھی ہے کہ (یہ نہیں کہ میں تمہیں عذاب دے نہیں سکتا، میں علیٰ کل شیء قدید ہوں۔ میں نے بڑے بڑوں کا نام و نشان مٹا دیا ہے تم کیا شے ہو) کیا پڑی کیا پڑی کا شور با! دنیا میں کافر و مرتد پہ بھی حضور کی رحمت برس رہی ہے کہ عذاب سے بچے ہوئے ہیں اور نعمتیں پار ہے ہیں لیکن۔

اس دن آکڑتے مغروری نکل جاوے گی تیری جس دن کہیا سرور عالم ایہہ سکیں امت میری

(۱۰) الحمد للہ! ہم اپنے آقا کے در کے بھکاری ہیں اور ہمیں اپنے آقا سب کچھ دیتے ہیں کیونکہ وہ کریم ہیں اور ان کا خدا ان کو عطا فرماتا ہے واللہ یعطی۔ اللہ ان سے بڑا کریم بلکہ خود ان کو کریم بنانے والا ہے۔ اور ہمارے نبی کی شان یہ ہے کہ ”ناں کرنا“ تو ان کی عادت ہی نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تو پھر تیرے دل پہ آرا کیوں چلتا ہے جب ہم اپنے کریم سے کرم کی بھیک مانگتے ہیں۔ ہاں ہاں من لے۔

ہم مانگتے ہیں احمد کے وہ داتا ہے ہمارا ہم مانگیں گے ان سے ہمیں دے گا وہ پیارا

گر شو مچاتے ہیں ”نجدی“ تو مچائیں ”آواز سگاں کم نکلند رزق گذارا“

(۱۱) انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ! ہم اہل سنت و جماعت جو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار دونوں کو ماننے والے، ان کا احترام کرنے والے ان کی محبت کو اپنے ایمان کی جان سمجھنے والے ہیں، ہماری نجات اخروی اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا کے بھنور سے کنارے پر لگنا لو ہے پر لکیر ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اصحابی کا لنجوم فباہم اقتد تيم اهتد تيم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت (و جنت) پا جاؤ گے اور اہل بیت کے بارے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھ گیا طوفان سے نجات پا گیا اسی طرح جس نے اہل بیت کا دامن پکڑ لیا نجات پا گیا۔ کشتی کو ستاروں کی مدد سے اس دور میں چلایا جاتا تھا اس لیے آپ نے یہ مثال ارشاد فرمائی تاکہ ہر بندہ سمجھ جائے الحمد للہ! کشتی بھی ہمارے پاس اور ستارے بھی ہمارے پاس تو نجات پکی ہونے میں کیا کسر باقی رہ گئی۔

ہم اہل سنت کو اللہ نے ایسا عظیم الشان سچا اور سچا عقیدہ عطا کیا ہے کہ جس میں کسی کی بھی گستاخی کا تصور تک نہیں۔ دوسرے فرقوں کے عقیدے کی صندوقچیاں دیکھیں تو کسی میں صحابہ کی محبت نہیں تو کوئی اہل بیت کا دشمن ہے کوئی نبیوں کا گستاخ ہے تو کوئی ولیوں کا بے ادب اور اہل سنت کے خزانے میں سب کی محبت، اس لیے ہم امن پسند ہیں اور دوسرے شر پسند، جب کوئی گستاخی کرتے ہیں تو ہم اسے سمجھاتے ہیں کہ گستاخی نہ کروہ کریں تو ان کو سمجھاتے ہیں یہ کریں تو ان کو، تو سمجھانے والا شر پسند کیسے ہو سکتا ہے، ہمارا عقیدہ اس سدس میں ملاحظہ فرمائیں۔

صدیق عکس حسن و جمال محمد است فارق ظن جاہ و جلال محمد است
عثمان ضیائے شمع کمال محمد است حیدر بہار باغ خصال محمد است
اسلام ما اطاعت خلفاء راشدین ایمان ما محبت الی محمد است

(۱۲) ہم حضور علیہ السلام کے قدموں کی خاک بنے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں چین کی نیند عطا فرمائی اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا علیہ السلام کی محبت مٹی کو سونا بنانے والا کیسا ہے۔ گویا اس فنایت سے محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بقاء کی منزل کی طرف ترقی نصیب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز کوئین میں کسی کو نہ ہو گا کوئی عزیز
جو کچھ تیری رضا ہے خدا کی وہی خوشی جو کچھ تیری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز
کوئین دے دیے ہیں تیرے اختیار میں اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تیری عزیز
محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

قرآن کھا رہا ہے اسی خاک کی قسم ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

(۱۳) قیامت کے دن ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا اندازہ ہوگا کہ جب کروڑوں مجرم قید و بند میں ڈال کر جہنم کی طرف لے جائے جارہے ہوں گے تو حضور کا ایک سجدہ ساری بیڑیاں توڑ کر مجرم رہا کرادے گا اور جہنم سے لوگوں کو نکال باہر کرے گا جیسا کہ صحیح بخاری حدیث شفاعت میں ہے۔

۔ وہ سماں کیسا ذی شان ہو گا جب خدا مصطفیٰ سے کہے گا

اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو آپ کی ساری امت بڑی ہے

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تعطی واشفع تشفع۔

جس کا ترجمہ تاجدار گولڑہ سیدنا پیر مہر علی شاہ نے یوں فرمایا

۔ يُعْطِيكَ رَبُّكَ دَاسَ تَاسَاں فترضی تھیں پوری آس اسماں

لجپال کر لیں پاس اسماں واشفع تشفع صحیح پڑھیاں

اس شعر کو سمجھنے کے لیے بھی کس اچھے بھلے عالم کا ہونا ضروری ہے جس نے واقعی واشفع تشفع والی حدیث پڑھی ہو۔

جگر مراد آبادی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں جو اہل محبت کے جگر پر ضروری اثر کرے گا۔

۔ ہمیں معلوم ہے ہم سے سنو محشر میں کیا ہوگا سب اس کو دیکھتے ہوں گے وہ ہم کو دیکھتا ہوگا

یہ نسبت عشق کی بے رنگ لائے رہ نہیں سکتی جو محبوب خدا کا ہے وہ محبوب خدا ہو گا

(۱۴) اے اللہ! وہ گھڑی جلد آئے کہ تیرے محبوب کی رحمت کا دریا موجزن ہو اور ایک ہی لمحے میں سیاہ کاروں کے جرم ایسے

ڈھل جائیں کہ۔

۔ ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

(۱۵) میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور پاکیزگی کے عظیم الشان گلستان کا چمکتا ہوا تروتازہ پھول ہے اور آپ کا

قد انور قدم کے حسین باغ کا سرو ہے (قدس اور قدم کے الفاظ سے عقیدہ وحدۃ الوجود کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے لیکن)

۔ چپ کر مہرے علی استجبے جانیں بولن دی (اور) خاصاں دی گل عامان آگے نہیں مناسب کرنی

اس سے تھوڑا سا نیچے آکر علامہ اقبال کی زبان میں یوں کہہ لیا جائے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
 عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
 (۱۶) اے (شاخوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیارے) احمد رضا! تو جتنی بھی اپنے آقا کی تعریف کرے گا کما حقہ نہیں کر سکے گا
 کیونکہ جب ان کا پروردگار خود ان کی ان تعریف فرماتا ہے تو اور کون ان کی شاخوانی کا حق ادا کر سکتا ہے۔ ان کا تو نام ہی محمد (صلی اللہ
 علیہ وسلم) ہے جس کا معنی ہی الذی یحمد حمدا بعد حمد مرة بعد مرة وکرة بعد کرة بلا فصل الخ۔ جس کی بہت
 ہی زیادہ تعریف کی جائے۔

اور دوسرا نام احمد ہے اس کا معنی بہت زیادہ تعریف کرنے والا تو مطلب یہ ہوا کہ یہ اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرتے
 ہیں اور اللہ ان کی سب سے زیادہ تعریف فرماتا ہے تو۔

وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور بڑھانا کیا جانے وہ جس کو خدا نے پڑھایا ہے کوئی اور پڑھانا کیا جانے
 مولانا جامی علیہ الرحمۃ کے اشعار پر اس عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی نعت کی شرح مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی
 ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

گل از رخت آموختہ نازک بدنی را بدنی را بدنی را بلبل ز تو آموختہ شیریں سخنی را سخنی را سخنی را
 ہر کس کہ لب لعل ترا دیدہ بہ دل گفت حقا کہ چہ خوش کندہ عقیق یمنی را یمنی را یمنی را
 خیاط ازل دوختہ بر قامت زیبا ! ! ! در قد تو ایں جامہ سرو چینی را چینی را چینی را
 از جانی بے چار رسانید سلائے بر در گہہ دربار رسول مدنی را مدنی را مدنی را

-----***-----

نعت شریف نمبر (۴۹)

- (۱) قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی
 (۲) لاج رکھ لی طمع غفو کے سودائی کی
 (۳) فرش تاعرش سب آئینہ ضمائر حاضر
 (۴) شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
 (۵) پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام
 (۶) چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
 (۷) مشکل آسان الہی مری تنہائی کی
 اے میں قربان مرے آقا بڑی آقائی کی
 بس قسم کھائیے امی تری دانائی کی
 دھوم والنجم میں آپ کی بینائی کی
 آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی
 واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی
 تنگ ٹھہری رضا جس کے لیے وسعت عرش
 بس جگہ دل میں ہے اس جلوہ ہر جائی کی

مشکل الفاظ کے معانی :

* سوئے طیبہ - مدینے کی طرف * کمر آرائی - کمر سنواری (تیاری کی) * تنہائی - اکیلا ہونا * لاج - حیا و شرم
 * طمع غفو - معافی کا لالچ * سودائی - دیوانہ * آقائی - پیشوائی * تا - تک * آئینہ ضمائر - دلوں کا شیشہ * امی - جس کا
 مخلوق میں سے کوئی استاد نہ ہو * شش جہت - چھ اطراف، سمتیں * مقابل - سامنے * دھوم - چرچا * والنجم - قسم ستارے کی
 * دو گام - دو قدم * آس - حرص، امید * شنوائی - سننے کی قوت مراد ہے رسائی اور اثر و رسوخ * ہلا - مانوس ہوا، عادی ہوا،
 حرکت کی * توانائی - طاقت * وسعت - فراخی، گنجائش * جلوہ ہر جائی - آزاد، ہر جگہ جس کا جلوہ ہو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے میرے اللہ! قافلے نے مدینہ شریف جانے کی تیاری باندھ لی ہے میری مشکل بھی آسان کر دے کہیں ایسا نہ ہو کہ۔
 میں اکیلا رہ جاؤں اور قافلہ جاتا رہے۔

(۲) یاد آتی ہے جب مدینے کی آرزو کتنے روپ بھرتی ہے
 ہے وہی اصل زندگی حافظ شہر طیبہ میں جو گذرتی ہے
 اے میرے پیارے آقا! آپ کے دیوانے (احمد رضا) نے جو آپ سے معافی کی امید وابستہ کر رکھی تھی، آپ کا بہت

بہت شکریہ کہ آپ نے میری لاج (شرم) رکھ لی ہے اور مجھے معافی مل گئی ہے میں آپ پہ قربان ہو جاؤں آپ نے واقعی پیشوا ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔

لج پال پریت نوں توڑ دے نیں جہدی بانہہ پھڑدے اونہوں چھوڑ دے نیں
اعلیٰ حضرت کے قدموں کا بوسہ (عالم تصورات میں) لیکر میں کمینہ (غلام حسن) بھی اپنے آقا کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں، کہ اے میرے رحمت والے آقا!۔

لاج رکھنا کہ میں تمہارا ہوں گو کمینہ ہوں یا رسول اللہ ﷺ
(۳) فرش سے لیکر عرش (تحت الٹری سے لیکر عرش معلیٰ) تک ہر پوشیدہ چیز آپ کے سامنے آئینے کی طرح حاضر و موجود ہے اے میرے پیارے نبی واقعی آپ کی دانائی اور علم و فراست کی قسم کھائی جانی چاہیے۔
اور کوئی غیب ہو کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

نگاہ نبوت:

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یروی فی ظلما کما یروی فی الضوء۔ (خصائص الکبریٰ ص ۶۱، ج ۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت اندھیرے میں بھی اس طرح دیکھتے تھے جیسے روشنی اور اجالے میں دیکھتے۔
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا فانی اراکم من امامی ومن خلفی میں آگے اور پیچھے سے یکساں دیکھتا ہوں۔ (خصائص ص ۶۱، ج ۱)

بخاری شریف میں ہے انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون فواللہ لا ینخفی علی خشوعکم ولا رکوعکم (ص ۵۹، ج ۱) میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ پس اللہ کی قسم تمہارے خشوع (دلی کیفیات بھی) اور رکوع (ظاہری حرکات دوران نماز بھی) مجھ پر پوشیدہ نہیں۔ کئی صحابہ کرام کو ان کے گھر کے حالات بغیر پوچھے بتا دیے۔

جنگ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال مسجد نبوی کے منبر پہ تشریف فرما ہو کر بتا دیا کہ اب فلاں نے جھنڈا پکڑا ہے اب وہ شہید ہو گیا ہے اور جھنڈا فلاں نے پکڑ لیا ہے، صحابہ کرام فرماتے ہیں فاخبروہم کلہ و وصفہ (خصائص ص ۶۵۹، ج ۲) حضور علیہ السلام نے مکمل تفصیل کے ساتھ سارے حالات بیان فرمادیے۔ اور بخاری شریف میں ہے آپ نے اسی جنگ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا اخذ الراية زيد فاصيب ثم اخذ الراية جعفر فاصيب ثم ابن الرواحه فاصيب وعيناہ تذرفان حتی اخذ الراية سيف من سيف الله (یعنی خالد بن ولید) حتی فتح الله (ص ۶۱۱، ج ۲) ترجمہ خلاصہ اوپر گزر چکا۔

اسی طرح آپ نے شاہ حبشہ نجاشی کی وفات کی خبر صحابہ کرام کو مدینہ شریف میں سنا دی اور فی اليوم البذی مات فیہ جس دن وہ فوت ہوا اسی دن (بلکہ اسی وقت) (خصائص ج ۲)۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب سورج گہن ہوا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور بعد میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا! میں

یہاں کھڑا ہو کر ہر شے دیکھ رہا ہوں حتی الجنۃ والنار۔ حتی کہ جنت اور دوزخ بھی۔

ترمذی شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں آسمان کی چڑچڑاہٹ کو بھی سنتا ہوں اور وہ کیوں نہ چڑچڑائے لیس لہا موضع اربع اصابع الا و ملک واضع جہتہ ساجد اللہ۔

کیونکہ آسمان پر چار انگل کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدے میں نہ پڑا ہوا ہو۔

معراج شریف (منامی) کی ایک حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے رب کو بڑی اچھی صورت میں دیکھا (الی ان قال) پھر اللہ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا فوجدت بردہا بین ثدیبتی۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی فتجلی لی کل شئی ہر شے میرے سامنے روشن ہو گئی۔ فعلمت ما فی السموات والارض۔ پس جو کچھ زمین و آسمان میں تھا میں سب کچھ جان گیا۔ (مشکوۃ۔ خصائص)

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا فاننا انظر الیہا والی ماہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کا نما انظر الی کفی ہذہ۔ (مواعظ لدنیہ ص ۱۹۳، ج ۲) میں پوری دنیا کو اور جو قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو۔

ان ساری باتوں نے باوجود اس بیماری کا کیا علاج ہو سکتا ہے کہ مریض ان نفاق وعدوات رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ چونکہ خود بے خبر ہیں اور وہ محبوب خدا ﷺ کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھتے ہیں۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں (۴) (باقی ہر کوئی آگے دیکھے تو پیچھے نہیں دیکھ سکتا، نیچے دیکھے تو اوپر نہیں دیکھ سکتا دائیں دیکھے تو بائیں نہیں دیکھ سکتا لیکن سرکار مدینہ علیہ السلام کی نگاہ نبوت کا یہ عالم ہے کہ) چھ جہتیں۔ آگے پیچھے، نیچے اوپر، دائیں بائیں ہر وقت آپ سرکار کے سامنے ہیں اور آپ ایک ہی وقت میں چھ اطراف کی ہر چیز دیکھتے رہتے ہیں اسی لیے تو آپ کی بینائی کے چرچے سورۃ النجم میں بھی کیے گئے کہ ما زاغ البصر وما طغی کہ آنکھ بھی نہ جھپکی اور خدا کو بھی دیکھ لیا۔

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(۵) (ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا سفر پانچ سو سال کی مسافت ہے پھر ہر آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہے جیسا کہ احادیث میں ہے لیکن معراج کی رات یہ) پانچ سو سال کا سفر آپ کے تو دو ہی قدم بنا (بلکہ سات آسمان اور سات خلا کل چودہ سو سال کی مسافت ہو گئی یعنی سات ہزار سال کا سفر کیا اور واپس تشریف لائے تو بستر گرم ہے پانی چل رہا ہے کنڈی بل رہی ہے) ہاں ہاں امتیو! خوش ہو جاؤ اب تو امید کی ہو گئی کہ ایسے آقا کو ہماری فریاد سننے اور فریادری کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہو سکتی۔

ظاہر ہیں حسن احمد مختار کے معنی کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

اپنے بیٹے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے زیادہ پریشان دیکھا تو فرمایا۔

ان شئت دعوت اللہ یسمعک صوتہ قالت بل صدق اللہ ورسولہ۔ اے خدیجہ اگر تو چاہے تو میں دعا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ تجھے قاسم کی آواز (جنت سے زمین پر) سنا دے گا؟

انہوں نے عرض کیا! نہیں حضور! (میرا ایمان ہے اور ایمان بالغیب ہے) اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ (خصائص)

کبریٰ ج ۲ ص ۸۸)

یہ نہیں ہے کہ فقط ہے یہ مدینہ تیرا تو ہے مختار، دو عالم پہ ہے قبضہ تیرا
دھر میں آٹھ پہر بٹا ہے باڑا تیرا وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

(مولانا حسن رضا خان)

(۳) اے میرے پیارے نبی! سبحان اللہ! کیا تصرف و طاقت ہے آپ کی کہ آپ کی انگلی کا اشارہ ہو تو چاند آپ کے اشاروں پہ چلنے کا عادی نظر آئے (جیسا کہ بچپن میں چاند آپ کا دل بہلانے کے لیے آپ کی انگلی کے اشارے کے ساتھ حرکت کرتا تھا اور حضرت عباس نے اعلان نبوت کے بعد یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا چچا اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ میں اپنی ماں کے پیٹ میں لوح محفوظ پر چلتے قلم کی آواز بھی سنتا تھا۔ سبحان اللہ) اور سورج بھی آپ کے حکم کا باندھا ہوا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کی صرف ایک نماز کے لیے اس کو آپ نے اٹے پاؤں پھیر لیا۔

چاند قدموں پہ گرا ان کا ارشاد جو ہوا وہ بھی کیا وقت تھا جب انگلی اٹھائی ہوگی
(محمد علی ظہوری)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
کھیلے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے خود سراپا نور تھے، وہ تھا کھلونا نور کا
ہم مٹی کے پتلے ہیں اسی لیے، ہمارے والدین ہمیں مٹی کے کھلونے لا کر دیں اور ہمارے آقا چونکہ نور تھے تو اللہ نے کھلونا بھی نور کا ہی دیا۔

(۷) وہ عرش اعظم جو تمام زمینوں اور آسمانوں کو گھیرے ہوئے ہے اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ہمارے آقا علیہ السلام کے جلوؤں کے سامنے اس کی وسعتیں سمٹ گئیں اور تنگی داماں کا گلہ کرنے لگا، وارے دل عاشق! تو ہی تو ہے جو اس محبوب کو جس کے جلوے ہر جگہ ہیں اپنے دل میں بسائے پھرتا ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ماز نام مصطفیٰ است (اقبال)
پچھلی نعت کے آخری سے پہلے شعر نمبر ۱۵ کی طرح اس شعر میں بھی کسی خاص عقیدے کی جھلک نظر آتی محسوس ہوتی ہے
(واللہ اعلم بالصواب) الغرض کوئی زیارت کے لیے مدینے جا رہا ہے اور کسی کے دل میں آکر اس کو مدینہ بنایا جا رہا ہے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
زیارت قبور کے متعلق ایک واقعہ:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ میں زیارت روضہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نیت پر ایک ایمان افروز واقعہ لکھا ہے جو انشاء اللہ خالی از فائدہ نہیں ہوگا اس لیے یہاں اس کا خلاصہ لکھ دیا جاتا ہے۔
شارح بخاری ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزار پر انوار پر حاضری کی نیت سے جا رہے تھے کہ بعض علماء جو ابن تیمیہ کی فکر کے حامل تھے (کہ تین مسجدوں کے علاوہ سفر کے لئے کجاوے نہ باندھو والی حدیث لا

تشدد و الحال الاالی ثلثة مساجد) ساتھ ہو لیے اور انہوں نے نیت چونکہ زیارت کی تو کرنی نہ تھی لہذا انہوں نے یہ نیت کی کہ ہم تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت سے جا رہے ہیں جبکہ امام ابن حجر نے نیت زیارت کی کی، انہوں نے جب ابن حجر پر اعتراض کیا کہ آپ نے زیارت کی نیت کیوں کی ہے تو ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں نے حدیث پر عمل کیا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا نہایت کم عن زیارة القبور الافزور وھا۔ میں نے پہلے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب زیارت کیا کرو۔

جبکہ تم نے حدیث کی مخالفت کی ہے کہ یہ مسجد ان تین مسجدوں میں نہیں آتی جن کا ذکر تمہاری پیش کردہ حدیث میں ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی قبر انور فزور وھا کے عموم میں شامل علامہ ابن حجر کے اس استدلال کے سامنے وہ علماء حیرت زدہ رہ گئے (ص ۲۸) میں عرض کروں گا کہ جب عام قبروں کی زیارت کا حکم ہے تو محبوب خدا کے روضہ مطہرہ کی حاضری کی نیت کا شوق وقت ہر دل میں رکھنا کیوں نہ اصل الاصول اور اہل محبت کے نزدیک تمام فرائض سے بڑا فرض ہو؟

تیرے در دی کراں میں وی غلامی یار رسول اللہ ﷺ

بڑی حسرت میرے دل دی دوا یار رسول اللہ ﷺ

میں دیکھاں اوہ دوارا دی نظارا وی سہارا وی

جتنے دیندے نیں قدسی وی سلامی یار رسول اللہ ﷺ

صدق اُس وچ عدل اُس وچ حیا اُس وچ شجاعت وی

جہندے بن گئے نیں چار یار حامی یار رسول اللہ ﷺ

جو یں کوئی بھورا چمدا اے پھلاں نوں خوش ہو ہو کے

میں پچھاں اوویں تیرا نام نامی یار رسول اللہ ﷺ

عرش اُتے جے احمد ہے فرش اُتے محمد ﷺ ہے

نالا ہے تیرا اسم گرامی یار رسول اللہ ﷺ

درد اپنا عطا کردے خدا دے واسطے آقا

نہ سعدی آں نہ رومی آں نہ جامی یار رسول اللہ ﷺ

وصل دا جام بھر کے تے دیو اپنے پیاسے نوں

تیرے دیدار دا طالب نظامی یار رسول اللہ ﷺ

-----***-----

نعت شریف نمبر (۵۰) ”نے“

- (۱) دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
(۲) اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
(۳) یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
(۴) سب طبیبوں نے دیا ہے جواب
(۵) دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
(۶) عذر اُمید عفو اگر نہ سنیں
(۷) دل میں روشن ہے شمع عشق حضور
(۸) حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
(۹) ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
(۱۰) جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا
(۱۱) دل سے اک ذوق مے کا طالب ہوں
(۱۲) لے رضا سب چلے مدینے کو
- بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے
کون ان جرموں پر سزا نہ کرے
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے
ارے تیرا برا خدا نہ کرے
رو سیاہ اور کیا بہانہ کرے
کاش جوش ہوس ہوا نہ کرے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے
ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے
وہی اچھا جو دل برا نہ کرے
کون کہتا ہے اتقا نہ کرے
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

مشکل الفاظ کے معانی:

- * جدانہ کرے۔ علیحدہ نہ کرے * بے کسی۔ محتاجی، بے چارگی * لوٹ لے۔ تباہ کرے، چھین لے * طواف۔ چکر لگانا، گھومنا * ہوش۔ سمجھ، شعور، عقل * بخش دینا۔ معاف کر دینا * جرموں۔ گناہوں، قصوروں، خطاؤں * طبیبوں۔ حکیموں، معالجوں * جواب۔ علاج سے معذوری ظاہر کرنا * حرم۔ مکہ و مدینہ * ارے۔ حرف ندامت مع التبیہ (کسی کو ناراض ہو کر پکارنا) * عذر۔ بہانہ، معذوری * عفو۔ معافی * روسیہ۔ گناہ گار، سیاہ چہرے والا * کاش۔ ہائے افسوس * جوش ہوس۔ لالچ و حرص کی زیادتی * سیر دیکھیں گے۔ تماشا دیکھیں گے، خوب دیکھیں گے * منکر۔ انکاری * التجا۔ درخواست * ضعف۔ کمزوری * مانا۔ تسلیم کیا * خو۔ عادت (کریمانہ) * جی رکھنا۔ خوش رکھنا * ذوق مے۔ لذت شراب (محبت و عشق) * طالب۔ طلب کرنے والا * انتہاء۔ پرہیزگاری * ارے سہائے رے (اظہار تاسف) * خدا نہ کرے۔ ایسا کبھی نہ ہو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے اللہ! دنیا چھوٹے تو سو بار چھوٹے، زمانہ روٹھے تو ہزار بار روٹھے مگر میرے دل کو اپنے محبوب سے جدا نہ کرنا، کہ اس میں آپ (ﷺ) کی محبت نہ رہے اور یہ بے کسی (درد و سوز عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے چھن جائے؟ ایسا کبھی نہ ہو، کیونکہ۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست بحر و بر در گوشہ دامان اوست

اسی بے کسی کو مولانا روم علیہ الرحمۃ نے ہر بیماری کا علاج قرار دیا ہے آپ فرماتے ہیں۔

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما اے طبیب جملہ علجائے ما

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ذات میں اس ”بے کسی“ کی دولت کے خزانے بھرے ہوئے تھے جس پر پورا عرب

وعجم گواہ ہے۔

(۲) اس ”بے کسی“ میں اگر کوئی اپنے ہوش و حواس ہی کھو بیٹھے اور روضہ اقدس کا طواف یا سجدہ (جو کہ باقی ہوش

و حواس نا جائز ہے) کر لے تو اس پر کیا مواخذہ ہو سکتا ہے وہ تو بے چارہ مرفوع القلم ہے، ایسے شخص کے ساتھ ہمدردی کرنے

کی بجائے لٹھ لے کر اس کے پیچھے پڑ جانا (جیسا کہ حاضری کے وقت ہم نے خود اس کا ایک بار مشاہدہ کیا) کہاں کی عقل مندی

اور خدمت دین ہے۔

ہے اے مقام و منزل ہر راہرو جذب تو اندر دل ہر راہرو (علامہ اقبال)

(۳) ہمارے آقا علیہ السلام کی عادت کریمہ تو یہ ہے کہ آپ بڑے بڑے پاپیوں کو بھی معاف فرمادیتے ہیں۔ آپ کے علاوہ

کون ہے جو مجرموں کے ساتھ بھی ایسا اچھا سلوک کرے، دنیا کے بادشاہ تو معمولی سی خطا پر اتنی سخت سزا دیتے ہیں کہ کبھی ایک شخص

کے جرم پہ پورے خاندان کو تباہ کر دیتے ہیں، تاریخ ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔

اور حضور علیہ السلام کی اس شان عفو و درگزر کا صرف قرآن میں ہی تذکرہ نہیں بلکہ تورات و انجیل میں بھی بیان تھا و لا

يدفع بالسنية السيئة ولكن بعفو و يصفحوا (بخاری شریف) آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں

فتح مکہ کے موقع پر اپنے جانی دشمنوں کو یہ کہتے ہوئے معاف کر دینا کہ اذهبوا فانتم الطلقاء۔ اس سے زیادہ روشن

مثال اور کیا ہو سکتی ہے؟ اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ ظلم جس ظلم (کرنے والے) کے نتیجے میں ہی ان کی موت

واقع ہوئی آپ (ﷺ) نے اس ظالم کو بھی معاف فرمادیا۔ اور طائف والوں سے زیادہ سنگدلی کون کر سکے گا حضور نے ان کو بھی

دعاؤں سے نوازا دیا۔ اللھم اھدقومی فانھم لا یعلمون۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں واقعات ایک سے ایک بڑھ کر احادیث و سیر

کی کتب میں آپ کے عفو و درگزر کے سورج کی طرح چمک رہے ہیں۔

ہر ورق سیرت مطہر کا حسن انسانیت کا مظہر ہے آپ کا خلق آپ کی گفتار عظمت آدمی کا جوہر ہے

(نعتیہ رباعیات از حافظ لدھیانوی بحوالہ انتخاب نعت نمبر ۲: ۲۲۸)

(۴) دنیا کے تمام حکیموں، طبیبوں نے تو مجھے لا علاج کر کے چھوڑ دیا ہے اب میرا عیسیٰ (آقا علیہ السلام) بھی اگر میرا دوا دار نہ کرے

گا تو پھر زندگی کی امید کہاں۔ (لہذا! اے طبیب کائنات! جیسے امام بصری کو حکیموں نے جواب دے دیا تھا اور آپ نے آکر ان کا علاج

کر دیا تھا، اے درو مندوں کے آقا! میرے دل میں بھی قدم رکھیں تاکہ ہر بیماری کا علاج ہو جائے آپ کے لئے یہ کونسا مشکل کام ہے

مصطفیٰ خیر الوری ہو مالک ہر دوسرا ہو

اپنے اچھوں کا تصدق ہم بدوں کو بھی نبھاؤ

(۵) ارے میرے دل! خدا تجھے ہدایت دے تو بھی کیسا احمق ہے کہ مجھ سے مدینہ چھڑا رہا ہے، کیا مدینے سے بہتر کوئی جگہ ہے جہاں تو مجھے لے جانا چاہتا ہے؟ دیکھتا نہیں ہے؟

ساری دولت خدا کی مدینے میں ہے تاجدار زمانہ مدینے میں ہے

(۶) جن کے کرم کریمانہ سے مجھے معافی اور درگزر کی امید واثق ہے اگر وہ کریم ہی میرا بہانہ اور معذرت قبول نہیں کرے گا تو اس روسیاء (گنہگار) کے لیے تو اور کوئی جائے پناہ بھی نہیں۔ پھر تو معاملہ کچھ ایسا ہی ہو جائے گا کہ

آگ دی صیاد نے جب آشیانے کو میرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

(۷) الحمد للہ! ابھی تک تو دل میں شمع عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روشن ہے، اگر حرص و لالچ کے جوش نے (ہوا چلا کر) کام خراب نہ کر دیا تو انشاء اللہ! مرتے وقت بتا کر جائیں گے کہ۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے۔ بحمد اللہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم! ایک پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ (جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا ہوگا۔

گم رضائش در رضائے مصطفیٰ ﷺ زیں سبب شد نام او احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

(۸) میدان محشر میں منکرین شان رسالت کا ہم خوب تماشہ دیکھیں گے کہ دنیا میں کہتے تھے کسی سے نہ مانگو کوئی حاجت روا نہیں کوئی مشکل کشا، غریب نواز، داتا، گیارہویں بارہویں والا نہیں، بس اللہ ہی مدد باقی سب شرک و بدعت، نبیوں و لیوں کے پاس کیا لینے جاتے ہو، جس کا نام محمد علی ہو وہ کسی شے کا مالک و مختار نہیں وغیرہ وغیرہ۔ (نعوذ باللہ من ذالک) آج محشر میں دیکھتے ہیں کیا سیدھا اللہ کی بارگاہ میں جاتا ہے یا آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک نبیوں کے دروازوں پہ دھکے کھاتا ہوا کرم کی بھیک مانگتا ہے، آج کیوں جاتا ہے نبیوں کے دروازوں پر، دنیا میں تو خدا پھر پردے میں تھا آج تو دربار خدا سامنے لگا ہوا ہے ”ڈائریکٹ“ کیوں نہیں جاتے ہو۔ ارے او منکر! ہوش میں آ اور اعلیٰ حضرت کی پر خلوص اور خیر خواہانہ صدائے دلنواز پہ کان دھرو تیرے ہی فائدے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(۹) اپنے دل کو ملامت کے انداز میں تسلی دے رہے ہیں کہ اے میرے ناتواں اور کمزور دل! کوئی بات نہیں کمزوری ہے تھکاوٹ ہے مگر اے ظالم! اتنی بھی کیا کمزوری ہو گئی تھی؟ محبوب کا نام سن کر تو لوگ جانیں دے دیا کرتے ہیں اور تو کیسا بزدل ہے کہ سوئے مدینہ جا رہا ہے اور کمزوری اور تھکاوٹ کا بہانہ بناتا ہے، ہمت کر اور بڑھتا چلا جا گنبد خضریٰ کی زیارت کر کے گا تو تمام کمزوریاں اور تھکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ آخر تو جانتا نہیں اے دل کہ ہم اس آقا کی بارگاہ کی طرف جا رہے ہیں کہ جس کی رحمت کا یہ عالم ہے۔

بڑھے گی جب زیادہ آفتاب حشر کی گرمی تیری رحمت پکارے گی یہی میدان محشر میں

چلے آؤ چلے آؤ ، گنہ گارو! چلے آؤ ہزاروں کوس کا سایہ ہے دامانِ پیہر میں
(غیر مسلم منشی بنواری لال شعلہ)

(۱۰) اے میرے پیارے آقا! جب آپ کی عادت کریمانہ یہ ہے کہ آپ کسی کا دل نہیں دکھاتے، آپ تو جانوروں اور پرندوں کو بھی پریشان دیکھ کر ٹپ جاتے ہیں اور جب تک ان کو پریشانی سے نکال نہیں لیتے آپ کو سکون نہیں آتا میں تو پھر جیسا بھی ہوں آپ کا اُمتی تو ہوں یقیناً آپ مجھے بھی اپنی نگاہِ رحمت کے سائے میں رکھیں گے، اور میں اپنے دل کو بھی یہ سمجھا تا رہتا ہوں کہ اے کمینے! تجھے بھی شرم آنی چاہئے، ایسے کریم آقا کے بارے میں تیرے اندر کسی طرح کی میل پیدا نہ ہو اور تو ہمیشہ ان کی محبت میں لبریز رہا کر۔

مرادوں سے تمہیں دامن بھرو گے بے مرادوں کے غریبوں بے کسوں کا اور پیارے کون والی ہے
تمہارے در تمہارے آستان سے میں کہاں جاؤں نہ مجھ سا کوئی بے کس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے
(مولانا حسن رضا)

(۱۱) اے میرے پیارے آقا! میں تو بدل و جاں آپ کی محبت کی شرابِ طہور کے ذوقِ ولذت کا طالب اور خواہش مند ہوں، مجھے تو اس کا ایک گھونٹ عطا فرما ہی دیں، کوئی اگر اس سے بچتا ہے تو ہزار بار بچے، میں اس کو نہیں کہتا کہ تو کیوں نہیں پیتا؟ اس کو اس کا تقویٰ مبارک! اور سنو سنو یہ وہ شرابِ محبت ہے جو

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے پیالوں سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے
(۱۲) اس شعر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جا رہی ہے کہ اے اللہ! میں یہ خبر نہ سنوں کہ سارے لوگ تو مدینے کو جا رہے ہیں اور میں (احمد رضا جو مدینہ کی حاضری کا سب سے زیادہ مستحق ہے) نہیں جا رہا۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔
کسی کی پنجابی میں ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں، شاعر کا تخلص ”بسل“ ہے اور یہ نعت واقعی پڑھنے سننے والے کو ”بسل“ (زخمی) کر دے گی۔ (مگر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں)

او دوں لگدی اے جنت پٹھ تلیاں یا رسول اللہ مدینے والیاں لنگھیے جے گلیاں یا رسول اللہ
کدوں صورت دکھاؤ گے کدوں حسرت مٹاؤ گے ایہہ یاداں والیاں پیڑاں نے ہلیاں یا رسول اللہ
ہے کملی والے دا صدقہ تسلیں خاک شفا دیکھو ایہہ مصری نالوں مٹھیاں ھین ڈلیاں یا رسول اللہ
عرب داتا جدار آیا فضا داں مہک اٹھیاں نیں سلامی دتی شجراں ، پھلّاں ، گلیاں یا رسول اللہ
کدوں آوے گی داری ایس تڑی دی نمائی دی مدینے دل تے سیاں سب نیں چلیاں یا رسول اللہ
ہے دتا سارے جگ نوں درس تحریری تعظیمی دا ایہہ گلاں آپ دے گھر توں نیں چلیاں یا رسول اللہ
میں اوگن ہار ”بسل“ نوں نہ لیجھے راہ منزل دا ہے میری بے نصیبی راہواں ملیاں یا رسول اللہ

نعت شریف نمبر (۵۱)

- (۱) مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
(۲) واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
(۳) بچھڑی ہے گلی کیسی بگڑی ہے بنی کیسی
(۴) کیا اس کو گرائے دہر جس پر تو نظر رکھے
(۵) بہکا ہے کہاں مجنوں لے ڈالی بنوں کی خاک
(۶) سونے کو تپائیں جب کچھ میل ہو یا کچھ میل
(۷) آتا ہے در والا یوں ذوق طواف آتا
(۸) اے ابر کرم فریاد فریاد جلا ڈالا
(۹) دریا ہے چڑھا تیرا کتنی ہی اڑائیں خاک
(۱۰) کیا جانیں یم غم میں دل ڈوب گیا کیسا
(۱۱) کرتا تو ہے یاد اُن کی غفلت کو ذرا روکے
لہذا رضادل سے ہاں دل سے ارے دل سے

مشکل الفاظ کے معانی :

* مرے - قربان ہو * تعظیم - بڑائی بیان کرنا، عزت کرنا * نجدی - محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقیدے والا، گستاخ * مرے دل سے - مردہ دلی سے، بجھے ہوئے دل سے * واللہ - اللہ کی قسم * فریاد - پکار * آہ کرے - ہائے کرے * بچھڑی - جدا ہوئی * بگڑی - خراب * بنی - سنوری * صدمہ - تکلیف * ارمان - تمنا * دھر - زمانہ * حشر - قیامت کا دن (جمع ہونے کا دن) * گرے دل سے - دل سے اتر جائے * تپائیں - گرم کریں، پگھلائیں * میل - میل * کچیل * میل - ملاوٹ * دھرے - بھڑکتی آگ * کھرے - صاف سھرے * در والا - اونچا دروازہ * ذوق طواف - پھیروں کا لطف * گرد پھرے - گھوڑے پھرے * ابر کرم - بخشش کا بادل * سوزش غم - دکھ کی جلن * ضد - دشمنی * ہرے - تروتازہ * یم غم - غم کا دریا یا سمندر * تہہ - (پانی کی) غلی انتہا * ترے - اوپر آئے * یاد - ذکر * غفلت - بستی، لاپرواہی * اللہ - اللہ کے لئے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ بدل و جان بغیر کسی مجبوری اور دینوی مفاد کے نبی اکرم علیہ السلام کی تعریف کرتا ہے جبکہ گستاخ نجدی کی حالت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم کی بات بھی کرتا ہے تو مردہ دلی اور مجبوری کی وجہ سے کیونکہ اس کو یہ لالچ ہوتا ہے کہ ایسی باتیں کر کے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسالوں گا اور لوگ سمجھیں گے یہ تو گستاخ نہیں ہے۔ حالانکہ اگر گستاخ نہ ہوتا تو کتابوں میں کچھ زبان پہ کچھ اور کیوں ہوتا۔

ذئاب فی ثباب لب پہ کلہ دل میں گستاخی

جبکہ سچا مومن اپنے ایمان کے تقاضے پر اللہ کے رسول کی عزت کرتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من ولده ووالده والناس اجمعین۔ حضور علیہ السلام کو ساری کائنات بمع والدین واولاد سے بڑھ کر محبوب نہ جاننے والا مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ حضور علیہ السلام کے غلاموں کے قدموں کی خاک ہو جانا اور آپ کے گستاخوں کے لیے ننگی تلوار بن جانا ایمان کی علامت ہے۔ صحابہ کرام تو گستاخان رسول کو یوں للکارا کرتے واللہ لہمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیب ریحاً منک۔ ہمارے آقا کے گدھے سے بھی خوشبو آتی ہے اور اے گستاخو! تم سے تو ہمیں بدبو آتی ہے کیونکہ گستاخی کی بدبو کو دنیا کی کوئی خوشبو ختم نہیں کر سکتی۔ الغرض

بہت سادہ سا ہے اپنا اصول زندگی کوثر جو ان سے بے تعلق ہے ہمارا ہو نہیں سکتا (کوثر نیازی)
(۲) اے سرکارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ کے سچے امتی! کسی گستاخ کی باتوں میں نہ آ جانا کہ نعوذ باللہ مر کر مٹی ہو گئے ہیں، کچھ نہیں کر سکتے، یہ سب ان کی بکواس ہے میرے آقا اپنے امتی کی پکار و فریاد کو سنتے ہیں نہ صرف سنتے بلکہ فریاد رسی فرماتے ہیں۔ اور اہل حق آپ ﷺ کی مدد کو ہمیشہ خدائی مدد ہی سمجھتے رہے ہیں اور عرض کرتے رہے ہیں۔

تسا ڈی پیر دی بھل کے ای لوک اکھڑے نے پیراں توں

بڑی بے غیرتی اے کہ مدد منگدے نیں غیراں توں

بخاری آس رکھدا نہیں بگانی یا رسول اللہ

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اتنا تو ہونا چاہیے کہ امتی دل سے آپ کو یاد کرے پھر دیکھے آپ کی مدد کیسے شامل حال ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے (بخاری) مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے آپ نے فرمایا! اسمع صلاة اهل مجتبیٰ واعرفہم۔ محبت والے جہاں سے بھی مجھ پر درود و سلام پڑھتے ہیں میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔

ثنا خوانی کی ہے یہ آخری حد یا رسول اللہ وظیفہ ہو گیا ہے ”یا محمد“ یا رسول اللہ

(حدیث شوق از راجہ شہید محمود: ۸۸)

علامہ اقبال نے کیا خوب دل سے آہ کی ہے، حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

مسلمان آں فقیر کج کلا ہے رمیداز سبیہ او سوز آ ہے

دلش نالد چرا نالد! نداند نگا ہے یا رسول اللہ نگا ہے (ارمغان حجاز)

(۳) اے لوگو! کیا پوچھتے ہو کہ جب مجھ سے مدینہ کی گلی چھوٹی تو میرے دل پہ کیا گزری، ہائے میری سنوری قسمت بگڑ گئی، یہ کوئی معمولی صدمہ ہے اس کی تکلیف پوچھنی ہو تو کسی عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد بھرے دل سے پوچھو۔

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

(مولانا حسن رضا)

(۴) اے میرے پیارے آقا! زمانہ اس خوش نصیب کا کیا بگاڑ سکتا ہے جس پر آپ کی نگاہ کرم ہو، اور اس بد نصیب کو تو حشر بھی نہ اٹھا سکے گا جس کو آپ نے اپنے دل سے گرا دیا اور اس سے نگاہ کرم پھیر لی۔ حشر اس کو خاک اٹھائے گا؟ کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حشر کے دن قبر سے نہ اٹھے گا اور حساب و کتاب اس کا نہ ہوگا۔ بلکہ بطور محاورہ یہ جملہ استعمال ہوا ہے کہ اس کی حشر کے دن بھی دستگیری کرنے والا کوئی نہ ہوگا جس سے آپ نے نگاہیں پھر لیں۔ اور نہ ہی اٹھنا اور گرنا کا یہ معنی ہے کہ زمین سے اٹھانا اور زمین پر گرنا مراد ہو بلکہ نیک بخشتی اور بد بخشتی مراد ہے۔ عموماً حشر کا لفظ انتہائی بات کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً فلاں نے تو حشر کر دیا ہے۔ مطلب یہ کہ جس سے حضور نے نگاہ رحمت پھیر لی وہ پھر ایسا گرے گا کہ حشر تک نہ اٹھ سکے گا۔

تیری نظر سے سب کی سلامت ہے زندگی تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

(۵) ارے پلگے مجنوں! تو کہاں بہکا اور بھٹکا پھرتا ہے اور جنگلوں کی خاک چھان رہا ہے تیری لیلیٰ نے تو تجھے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے خیمے سے جدا نہیں کیا۔ دیوانے ہم سے ذرا پوچھو جدائی کے صدمے کیا ہوتے ہیں، جو محبوب کے قدموں سے جدا ہو رہے ہیں تو دل پہ آرے چل رہے ہیں۔

یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مجنوں (اعلیٰ حضرت) کبھی اپنے محبوب کے در اقدس سے کبھی جدا نہ ہوا تھا وہ مدینے سے واپس آ کر اب ہندوستان کے جنگلوں کی خاک چھان رہا ہے۔

لیکن یہ معنی اس لیے مناسب نہیں ہے کہ پیچھے آپ ایک واقعہ کے ضمن میں یہ پڑھ چکے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اختر ہاپوری کی نعت کی تصحیح کرتے ہوئے۔ مجنوں کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے۔ کے مصرعہ کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ شعر سرکار کے شایان شان نہیں ہے کیونکہ اس میں روضہ اقدس کو خیمہ لیلیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لہذا یوں کہو! کہ۔ قدسی کھڑے ہیں عرش معلیٰ کے سامنے۔ تو وہاں اعلیٰ حضرت جن الفاظ کو سرکار کی شان کے لئے غیر مناسب قرار دیں یہاں خود بعینہ وہی الفاظ کیسے استعمال کر سکتے ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

(۶) سونے کا کھرایا کھوٹا ہونا معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو آگ پہ تپا کر پگھلا دیا جاتا ہے اس طرح اس کا کھوٹ جدا ہو جاتا ہے، یہ ایسے سونے کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کا حال معلوم نہ ہو یا پتہ ہو کہ اس میں میل کچیل یا کھوٹ (کسی دوسری دھات کا ہے) لیکن جب یقین ہو کہ سونا کھرا ہے تو اس کو کٹھیلی میں ڈال کر آگ پر تپا کر پگھلانے کی ضرورت نہیں ہوتی الحمد للہ! عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل محبت رسول اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آماجگاہ ہیں ان میں میل کچیل یا کھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہے پھر جہنم کی آگ کو ان سے کیا کام۔

حدیث شریف میں ہے مومن جب پل صراط سے گزرے گا تو دوزخ پکارے اٹھے گی جلدی گذر جا! تیرے نور ایمانی سے

میری آگ ٹھنڈی ہو رہی ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

(۷) بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام کی حاضری میں خلوص پیدا کر کے لذت طواف کے حصول کا نسخہ بتایا جا رہا ہے کہ جب آپ کا دروالا (چوکھٹ روضہ مصطفیٰ) نظروں کے سامنے آئے تو دل و جان سے قربان ہونے کے لیے، میرا دل اس جان کائنات پہ قربان ہو جائے اور میرا سر اس دل (محبوب علیہ السلام) کے گرد پھیرے لگا کر طواف کا ذوق حاصل کر لیتا ہے۔

خم جس کی فضیلت پہ دو عالم کی جبین ہے سجدہ گہ کونین وہ طیبہ کی زمیں ہے

دنیا کا عقیدہ بھی ہے اپنا بھی یقین ہے جو شے ہے مدینے میں کہیں اور نہیں ہے

اتنا کوئی اللہ کا محبوب نہیں ہے صورت بھی حسین آپ کی سیرت بھی حسین ہے

(چندر پرکاش غیر مسلم)

(۸) اے کرم کے بادل (حبیب کبریا صلی اللہ علیک وسلم) آپ کی دھائی ہے، میری مدد کیجئے، میرے دل کی خوشی کے ساتھ تو غم کی جلن کو ضد سی ہو گئی ہے، ذرا خوشی نصیب ہو تو فوراً کوئی نہ کوئی غم کا پہاڑ آگرتا ہے اس لیے۔ یا رسول اللہ دھائی آپ کی۔

(۹) اے سراپا عفو و کرم، رحمت عالم صلی اللہ علیک وسلم! آپ کی بخشش کا دریا تو اتنا موجزن اور طغیانی پر ہے کہ کوئی لاکھ خاک اڑاتا پھرے اور ناکام کوشش کر کے چاہے کہ مجرم آپ کے دل سے اتر جائیں اور آپ ان کا سہارا نہ بنیں تو وہ بھی کامیاب نہ ہوگا اور آپ کی شفاعت گنہ گاروں کو ضرور بخشوائے گی۔ جب پانی کی معمولی تری پہ خاک نہیں اڑ سکتی تو جہاں رحمت کا دریا بہہ رہا ہو بھلا وہاں کوئی کتنی بھی کوشش کرے گرد و غبار کیسے اڑا سکتا ہے۔

کچھ ایسے فیض کے دریا بہا دیے تو نے جہاں تھے خار، وہاں گل کھلا دیے تو نے

وہ رنگ و نور کے دریا بہا دیے تو نے عرب کے دشت بھی جنت بنا دیے تو نے

(لالہ امر چند قیس غیر مسلم)

(۱۰) کسی کو کیا خبر کہ غم کے سمندر میں دل کیسے ڈوب چکا ہے اور حسرتیں کس طرح تہہ نشیں ہو گئی ہیں مگر قربان آپ کے اے میرے آقا! کہ آپ نے ہمیشہ اپنی امت کو یاد رکھا ہے اور ان کے سارے ارمان آپ کی برکت سے انشاء اللہ پورے ہوں گے۔

آقا جو محمد ہے عرب اور عجم کا بے مثل نمونہ ہے مروت کا کرم کا

حاصل ہے جنہیں تیرے غلاموں کی غلامی لیتے نہیں وہ نام کبھی قیصر و جم کا

(منوہر لال دل غیر مسلم)

(۱۱) اے احمد رضا! تو اپنے آقا کو یاد تو کرتا ہے مگر کبھی غافل بھی ہو جاتا ہے خدا را اس غفلت کو دور کر دے اور دل سے ہاں ہاں دل سے ان کو یاد کیا کر۔ کیونکہ وہی تو ہیں کہ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں جس راہ چل دیے ہیں کوچے بنا دیے ہیں

نعت شریف نمبر (۵۲)

- | | |
|---------------------------------|----------------------------|
| (۱) اللہ اللہ کے نبی سے | فریاد ہے نفس کی بدی سے |
| (۲) دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی | لاج آئی نہ ذروں کی ہنسی سے |
| (۳) شب بھر سونے ہی سے غرض تھی | تاروں نے ہزار دانت پیسے |
| (۴) ایمان پہ موت بہتر او نفس | تیری ناپاک زندگی سے |
| (۵) اوشہد نمائے زہر در جام | گم جاؤں کدھر تری بدی سے |
| (۶) گہرے پیارے پرانے دل سوز | گزرا میں تیری دوستی سے |
| (۷) تجھ سے جو اٹھائے میں نے صدے | ایسے نہ ملے کبھی کسی سے |
| (۸) اُف رے خود کام بے مروت | پڑتا ہے کام آدمی سے |
| (۹) تو نے ہی کیا خدا سے نادم | تو نے ہی کیا نجل نبی سے |
| (۱۰) کیسے آقا کا حکم ٹالا | ہم مرٹے تیری خود سری سے |

مشکل الفاظ کے معانی :

* فریاد - دھائی * نفس - بدی کی قوت * بدی - برائی * خاک اڑائی - آوارہ گردی کی * لاج - شرم * ہنسی - ہنسنا ، مذاق اڑانا * شب بھر - ساری رات * غرض - کام ، مقصد * دانت پیسنا - غصہ کا اظہار کرنا * بہتر - بہت اچھی * ناپاک - پلید * شہد نمائے زہر - جس زہر کو شہد بنا کر پیش کیا جائے * جام - پیالا * دل سوز - دل کو جلانے والے * گزرا - دیکھ لیا ، آزمایا * صدے - تکلیف ، نقصانات * اُف رے - حیرت کے موقع پہ بولتے ہیں ، بہت افسوس کا اظہار کرنا * بے مروت - بے وفا * نادم - شرمندہ * نجل - شرمندہ ، سرمسار * آقا - پیارے نبی علیہ السلام * ٹالا - ہٹایا ، بہانہ بازی کی * خود سری - ضد ، تکبر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

- (۱) فریاد ہے! دھائی ہے اللہ کی بارگاہ میں، اور اس کے پیارے محبوب علیہ السلام کی بارگاہ میں نفس (امارہ) کی شرارت و بدی سے کیونکہ ان النفس لا مارة بالسوء۔ نفس تو بہر حال برائی ہی کی ترغیب دیتا ہے، مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

- ۱۔ نفس ما کتر از فرعون نیست لیک اور اعون بار اعون نیست
- (۲) (نفس سے تکرار اور اس کو ملامت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) اے ظالم! تجھے شرم نہ آئی سارا دن تو تو کھیل کود میں مشغول رہ کر وقت ضائع کرتا رہا اور ریت کے ذروں (ھر کہ وہ) تک تیرا مذاق اڑاتے رہے (اگلے شعر کی تشریح سے ملا کر پڑھیں)۔
- (۳) اور جب رات کو اللہ کے نیک بندے اٹھ کر عبادت الہی میں مصروف ہوتے ہیں تو اس وقت بھی غفلت کی نیند سویا رہا، سوائے سونے کے تجھے اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ تیری اس غفلت پہ آسمان کے ستارے تجھ پہ دانت پیستے رہے (اور تجھے لعنت ملامت کرتے رہے)۔

انہی نفوس قدسیہ کے بارے میں عارف کھڑی فرماتے ہیں۔

۲۔ راتیں کرکزاری روندے نیند اکھاں تھیں دھوندے
فجریں اوگن ہار سدیون سب تھیں نیویں ہوندے

- (۴) اے کمینے اور ذلیل نفس! تو اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے؟ تیرے ایسے جینے سے ایمان پہ مرجانا ہزار درجے بہتر ہے۔ (گیدڑ کی ہزار سالہ بزدلی کی زندگی سے شیر کی جرأت و بہادری کی موت افضل)

- (۵) ارے دھوکہ باز نفس! تو ایسا چکر باز اور فراڈی ہے کہ ہر کو شہد بنا کر پیش کرتا ہے، وزین لہم الشیطان اعمالہم۔ زین للناس حب الشهوات۔ ہائے میں تیری بدی سے بچ کر کہیں غائب ہو گیا ہوتا۔ کہتے ہیں اللہ نے نفس کو پیدا کیا اور پوچھا کہ بتا میں کون ہوں؟ تو اس نے آگے سے جواب دیا! تو بتا میں کون ہوں؟ اللہ نے ایک ہزار سال اس کو بھوکا رکھ کر پھر پوچھا! بتا میں کون ہوں؟ تو اس نے پھر وہی جواب دیا! تو بتا میں کون ہوں؟ اسی طرح تین مرتبہ ہزار ہزار سال بھوکا رکھ کر سوال کیا جاتا رہا، تیسری بار پوچھا تو کہنے لگا انت رہی تو میرا رب ہے۔ پس نفس کو بھوکا پیاسا رکھ کر ہی اس کا علاج کیا جاسکتا ہے، اس لیے اہل اللہ ریاضتیں اور مشقتیں کرتے ہیں بالخصوص کم گفتن، کم خفن، کم خوردن پر کار بند رہتے ہیں، اور نفس کی مرغوبات اور لذت دنیوی سے حتی الوسع پرہیز کرتے ہیں کیونکہ جتنا نفس کمزور ہوگا اتنی ہی روح قوی اور طاقتور ہوگی۔

- (۶) اے ذلیل نفس! میں نے تیری دوستی کے تمام بیج و تاب اور نشیب و فراز دیکھے ہیں یہ سب تیرا دھوکہ و فراڈ ہے۔ دیکھنے کو تو بڑا گہرا دوست دکھائی دیتا ہے مگر تجھ بڑھ کر مکار و عیار کوئی نہیں ہے۔ تو گندم نما جو فروش ہے۔ تو نے بڑوں بڑوں کو اپنے جال میں پھنسا لیا ہے میں کیا چیز ہوں۔

- (۷) اے مردود! تو ایسا دوست ہے کہ تیرے ہوتے ہوئے کسی دشمن کی کیا ضرورت ہے تجھ سے جو میں نے صدمے اٹھائے ہیں یا میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے اللہ کسی دشمن کو بھی تیرے حوالے نہ کرے، تیرے سوا ایسے دکھ اور کون پہنچا سکتا ہے۔
- (۸) او کمینے! دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ لوگوں کو کام پڑتے ہی رہتے ہیں تو اتنا بے مروت و بد لحاظ ہے کہ جیسے تجھے کسی سے واسطہ ہی نہیں پڑے گا ذرہ برابر کسی کا لحاظ اور کسی سے رعایت نہیں کرتا، خدا تجھے غارت کرے۔

- (۹) او ظالم کمینے! تو نے ہمیں خدا کے سامنے بھی (اس کی نافرمانیاں کرا کے) شرمندہ کیا اور اس کے پیارے رسول کو بھی ہم منہ دکھانے کے قابل نہ رہے یہ سب تیرا ہی کیا دھرا ہے۔

- (۱۰) ارے خبیث نفس! کچھ تو خیال کر لیتا، دیکھ ہمارے کریم آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) امت پہ کس قدر مہربان ہیں، تیرے تکبر

اور جلد بازی نے تو ہمیں ان کا بھی نافرمان بنادیا۔ ارے ظالم کچھ تو شرم کر دیکھتا نہیں ہم سے کن کی نافرمانی کروا رہا ہے؟ اپنے نفس کو مخاطب کر کے اپنے آپ کو طعن و ملامت کرنا اولیاء کرام کا طریقہ رہا ہے بلکہ انبیاء کرام میں سے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کا فرمان تو قرآن مجید میں ہے وما ابرئ نفسی ان النفس لا مارة بالسوء الا ما رحم ربی۔ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ جنگل میں بیٹھے ایسے تکرار کر رہے تھے جیسے کسی کے ساتھ جھگڑا کر رہے ہوں حالانکہ اکیلے بیٹھے تھے کسی نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ تو فرمایا! اپنے نفس کی شرارتوں پر اس کو ملامت کر رہا ہوں اب یہ مجھ سے ٹھنڈا پانی مانگ رہا ہے میں نے اس کو کہا ہے کہ جب تک ایک ہزار نقل اور پورا قرآن نہیں پڑھوں گا تجھے ٹھنڈا تو کیا خالی سادہ پانی بھی نہیں ملے گا۔ قصیدہ بردہ شرف میں بیسیوں اشعار امام بوصیری نے اس موضوع پہ لکھے ہیں جس میں سے صرف دو شعر بمعہ منظوم اردو ترجمہ درج کیے جاتے ہیں۔

والنفس کا لطفل ان تهمله شب علی
نفس کی ہیں عادتیں مانند طفل شیر خوار
حب الرضاع وان تطفمه ينفطم
دودھ پیتا جائے گا جب تک چھڑا دیں گے نہ ہم
وان هی استحلّت المرعی فلا تسم
اس چراگاہ ہوں سے دور رکھ اپنا قدم

- (۱۱) آتی نہ تھی جب بدی بھی تجھ کو ہم جانتے ہیں تجھے جیہی سے
(۱۲) حد کے ظالم ستم کے کٹر پتھر شرمائیں تیرے جی سے
(۱۳) ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے نکلا نہ غبار تیرے جی سے
(۱۴) ہے ظالم میں نباہوں تجھ سے اللہ بچائے اس گھڑی سے
(۱۵) جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت چالیں چلیے اس اجنبی سے
(۱۶) اللہ کے سامنے وہ گن تھے یاروں میں کیسے متقی سے
(۱۷) رہزن نے لوٹ لی کمائی فریاد ہے خضر پاشی سے
(۱۸) اللہ! کنوئیں میں خود گرا ہوں اپنی تالش کروں کبھی سے
(۱۹) ہیں پشت پناہ غوث اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے

مشکل الفاظ کے معانی :

* بدی - برائی * جیہی سے - اسی وقت سے * حد - انتہا * ستم - ظلم * کٹر - سنگ دل، بے رحم * جی - دل
* کب سے - کافی عرصے سے * غبار - رنج، غصہ کی گرد * نبا - نباہنا سے ہے (گزارا کرنا) * گھڑی - وقت، لمحہ * حضرت

نفس کو طرز حضرت کہا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرجہنمی کو فرمائے گا ذق انک انت لعزیز الکریم یا منافقوں کو فرمایا بشر المنافقین
 * چالیں۔ چال چلنا، مکر و فریب کرنا * اجنبی۔ ناواقف، پردیسی * گن۔ کرتوت، عمل * متقی۔ پرہیزگار * راہزن۔
 ڈاکو * کمائی۔ آمدنی، کیا دھرا * خضر ہاشمی۔ (حضور علیہ السلام) * نالش۔ شکایت، فریاد * پشت پناہ۔ حمایت، سہارا، وسیلہ
 * غوث اعظم۔ بڑا فریادرس (اولیا اللہ میں سے)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ارے بد بخت نفس! اب تو تیری شر اتوں اور دھوکہ بازیوں کی دھوم مچی ہوئی ہے جب ابھی تو نے برائی نہ کی تھی ہم تو اس
 وقت بھی تجھے جانتے تھے کہ تو کوئی نہ کوئی شرارت کر کے ہی رہے گا۔ اب اگرچہ تو بھی بوڑھا ہو گیا ہوگا مگر

کھنڈر بنا رہے ہیں عمارت عجیب تھی

اس شعر میں شیطان کی نافرمانی سے پہلے عالم ارواح کا نقشہ بیان کیا گیا جس کو بعض اہل اللہ نے یوں بھی بیان فرمایا۔

کن فیکون تے کل دی گل اے ایس اگے پریت لگائی

جبکہ میرے پیرو مرشد سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کن خدا نے جد فرمایا اساں وی کو لے ہا سے ہو

ہکے لامکان اساڈا ہکے آن بتاں وچ پھاسے ہو

(۱۲) ارے ظالم! ظلم کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اور سنگ دلی کا بھی کوئی تو ٹھکانہ ہوتا ہے تو تو اتنا ظالم ہے کہ پتھر بھی تیری سنگ دلی
 پہ حیرت زدہ اور شمار ہے ہیں۔

قرآن مجید میں بعض دلوں کو پتھر سے بھی زیادہ سخت قرار دیا گیا۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذلك فہی
 کالحجارہ او اشد قسوة۔ اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی۔ وان من الحجارۃ لما یتفجر منه الانہر۔ پتھروں سے تو پھر بھی
 پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں لیکن پتھر دل سے تو اتنا بھی نہیں ہو پاتا۔

(۱۳) اے کینے نفس! خدا ہی تجھے پوچھے ہم سے گناہ کروا کروا کر تو نے ہمیں ذلیل و رسوا بھی کر دیا لیکن ابھی تک تیری دشمنی کی
 آگ ٹھنڈی نہ ہوئی اور تیرے دل کا غبار ابھی تک پوری طرح نہ نکل سکا۔

(۱۴) میں اس لمحے سے بھی اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ جس لمحے میں تیرے ساتھ موافقت کروں۔ میں تو اس گھڑی کے تصور
 سے بھی کانپ اٹھتا ہوں (یہ اعلیٰ حضرت کے کامل الایمان ہونے کی واضح دلیل ہے)

(۱۵) ارے ہٹ پیچھے بزرگ بنا پھرتا ہے دھوکہ دینا ہے تو کسی اجنبی ناواقف کو دے، میں تو تیری چالوں کو خوب سمجھتا ہوں،
 میرے اوپر تیرا دواؤ کیا چلے گا۔ میں نے اولیاء کرام کا دامن تھام کر تیرا علاج کر لیا ہے۔

(۱۶) اے نفس (یا اے ریاکار عبادت گزار) اللہ تو تیرے کرتوتوں کو خوب جانتا ہے تو کیا ہے اور کیا نہیں ہے، لوگوں کے
 سامنے تو بڑا پرہیزگار بنتا ہے۔ فلا تزکو النفسکم ہوا علم بمن اتقی (النجم) آپنے آپ کو (بحکلف) پرہیزگار نہ بناؤ اللہ
 خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ پرہیزگار ہے۔

ریا کار عبادت گزار کو پانی میں رہنے والے لمبی ٹانگوں والے بگلے سے تشبیہ دی گئی ہے کہ عموماً وہ ایک ٹانگ پر کھڑا رہتا ہے مچھلی دیکھتی ہے تو سمجھتی ہے کوئی عبادت گزار ہے جو ایک پاؤں پہ کھڑا ہو کر عبادت کر رہا ہے دوڑتی ہے کہ جا کر اس کا قدم چوم لوں لیکن بیچاری آتے ہی اس کا شکار بن جاتی ہے۔ ریا کار بھی اللہ کے بندوں کو اپنا عقیدت مند بنانے کے لالچ میں اور ان کی جیبیں خالی کرنے کے چکر میں عبادت کا لبادہ اوڑھتا ہے۔

(۱۷) اے ڈاکو نفس! تو نے تو میری عمر بھر کی کمائی لوٹنے (عبادت و اعمال صالحہ ضائع کرنے) کی ٹھان لی ہے؟ اے میرے کریم آقا (خضر ہاشمی) آپ ہی سے فریاد ہے کیونکہ اس ظالم کینے کا راستہ آپ ہی روک سکتے ہیں۔

(۱۸) اے اللہ! اس ذلت و رسوائی کے کنویں میں میں خود ہی تو گرا ہوں۔ اب تجھی سے شکایت ہے، تیرے سوا مجھے اس گناہوں کے کنویں سے اب کون نکالے گا؟

ماناں کہ بے عمل ہوں نہایت برا ہوں میں کتنے بڑے کریم کے در کا گدا ہوں میں
(۱۹) اے (گداے درخیر الوریٰ پیارے امام) احمد رضا! جبکہ تیرا حامی و سہارا ہے تیرا غوث الوریٰ، تو پھر تجھے کیا ہے کسی مصیبت یا رنج و الم کا خطرہ؟

سنو میری فریاد یا غوث اعظم	کرو میری امداد یا غوث اعظم
ہوا ہوں میں قیدی غموں کے قفس میں	کرو مجھ کو آزاد یا غوث اعظم
ترے ہوتے میری یہ دنیا کی بستی	نہ ہو جائے برباد یا غوث اعظم
تمہیں بانٹتے ہو زمانے کو خوشیاں	کرو مجھ کو بھی شاد یا غوث اعظم
خدارا کرو میری مشکل کشائی	علی کی ہو اولاد یا غوث اعظم
امیدوں کے گلشن میں آئیں بہاریں	تری آئی جب یاد یا غوث اعظم

یہی ہے یہی ہے تمناے قائد
کہ پھر دیکھے بغداد یا غوث اعظم

نعت شریف نمبر (۵۳)

- (۱) پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
 (۲) دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
 (۳) کشتگانِ گرمی محشر کو وہ جان مسیح
 (۴) گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
 (۵) ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
 (۶) آج عید عاشقان ہے گر خدا چاہے کہ وہ
 (۷) خاک افتاد و بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے
 (۸) کچھ خبر بھی ہے فقیر و آج وہ دن ہے کہ وہ
 (۹) وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
 (۱۰) لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
- آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
 ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے
 آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے
 خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے
 تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے
 ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے
 خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اٹھاتے جائیں گے
 نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے
 جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
 خرمن عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

مشکل الفاظ کے معانی :

* پیش حق - اللہ کے سامنے * مژدہ - خوشخبری * شفاعت - سفارش * جا - جگہ * ہم سے - ہمارے جیسے * بہانا - چلانا * کشتگان - مقتول * گرمی محشر - قیامت کی دھوپ اور گرمی * جان مسیح - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان * نسیم فیض - بخشش کی خوشبودار ہوا * خون روینا - خوب گڑ گڑا کر آہ و زاری کرنا * حسرت زدو - محروم، غم کے مارو * جلوہ دکھانا - دیدار کرانا * عید - خوشی کا دن * ابروئے پیوستہ - ملے ہوئے بھویں * فقیر و - منکو، بھکاریو * نعمت خلد - جنت کی نعمت * خاک افتادو - زمین پر گرے ہوئے لوگ، مجبور * وسعتیں - کشادگیاں، فراخیاں، گنجائشیں * لو وہ آئے - کسی کی اچانک آمد پہ بولا جاتا ہے * اسیروں - قیدیوں * خرمن عصیاں - گناہوں کا ڈھیر * بجلی گراتا - برباد کرنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) بروز قیامت ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی بارگاہ میں ہمیں شفاعت کا مژدہ جانفرا (خوشخبری) سنائیں گے۔ ڈرے ہوئے دلوں کو سکون آجائے گا پھر جب امت سوائے جنت رواں ہوگی تو منتظر یہ ہوگا کہ حضور خود تورو تے ہوں گے (اس

نعمت شفاعت کبریٰ ملنے پر اور امت کی بخشش پر خوشی کا رونا یا اللہ کی بارگاہ میں اذن شفاعت کے لیے اللہ کو منانے کے لیے رونا اور امت ہستی ہوئی جنت کی طرف رواں دواں ہوگی۔ کسی نے اس منظر کو یوں بھی بیان فرمایا۔

۱۔ ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دھل جائے گا
اوڑھ کر کالا کبیل وہ آ جائیں گے تو قیامت کا نقشہ بدل جائے گا
(۲) ہمارا کلیجہ پھٹ کیوں نہیں جاتا (جب یہ منظر تصور میں آئے) کہ ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم جیسے نکموں کے لیے اپنی پیاری اور سرنگیں آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہا رہے ہوں گے۔

۲۔ ہے ان کو امت سے پیار کتنا کرم ہے رحمت شعار کتنا ہمارے جرموں کو دھور ہے ہیں وہ آنسو اپنے بہا بہا کر
(۳) اللہ اللہ! محشر کی قیامت خیز گرمی میں جب جسم جھلس کر مردہ ہو چکے ہوں گے وہ جان مسیح، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن رحمت کی ہوا بے کران مردوں کو زندہ فرما رہے ہوں گے یعنی شفاعت فرما کر اس مصیبت سے چھڑا رہے ہوں گے۔

۳۔ تاج شفاعت سر پہ پہنے حشر کا دولہا آپہنچا ہے
آنکھیں کھولو! غور سے دیکھو! کس کی ہے بارات نہ پوچھو

(۴) جب آقا کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیض کرم کی ٹھنڈی و خوشبودار ہوا چلے گی تو مرجھائے ہوئے چہرے پھول کی طرح کھل جائیں گے تو ہم گنہ گار میدان محشر میں آئے تو خوف کے مارے رو رو کرتے لیکن اب جنت کی طرف خوب خوشیاں مناتے، مسکراتے جا رہے ہیں۔

۱۔ انہی کے فیض سے ہم نے شعور زندگی پایا
بلا تخصیص ہر اک فرد پر چشم کرم ان کی
نہ سورج میں چمک اپنی نہ چندا میں دمک اپنی
مرے آقا! مرے آقا! مدد کچھ مدد کچھ
محمد مصطفیٰ صل علی محبوب ربانی
انہی کے فیض سے ہم نے خدا کی ذات پہچانی
بلا تخصیص ہر اک فرد پر ان کی مہربانی
جدھر دیکھو ادھر پھیلی ہوئی ہے ان کی تابانی
کہیں مجھ کو نہ لے ڈوبے غموں کی یہ فراوانی
نہ آیا ہے نہ آئے گا کوئی بھی آپ کا ثانی

(شاہد ندیم)

(۵) اے غم کے مارو! بے سہارو! جس دن کے بارے میں ہم نے پڑھا اور تم نے سنا تھا کہ حضور کا دیدار ہوگا چلو! وہ دن آگیا ہے اور وہ دیکھو محبوب خدا اپنے چہرہ انور سے پردہ ہٹانے ہی والے ہیں۔

۱۔ قیامت جس کو کہتے ہیں وہ عید ہے اہل سنت کی
ہاں ہاں آج ہی عاشقان رسول کی اصل عید ہے کہ دنیا میں تو بنا دیکھے ان کی باتیں کرتے اور سنتے تھے آج ذرا اپنی آنکھوں سے محبوب خدا کے ملے ہوئے بھویں مبارک دیکھو اور ان کی بارگاہ میں محبت کے ساتھ درود و سلام کے نذرانے پیش کرو۔

۲۔ حشر کا دن ہے ان کی زیارت کا دن ایسے روز قیامت پہ لاکھوں سلام
بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب جہنم پر پل صراط بچھایا جائے گا کون اول من

يجوز من الرسل بامته۔ رسولوں میں سب سے پہلے میں ہی اپنی امت کو لے کر پلصراط عبور کروں گا۔ اور ایسے کہ ۔

جبریل پر بچھا تو پر کو خبر نہ ہو

(۷) دنیا میں تو آقا علیہ السلام جنت کی بشارتیں سناتے رہے لیکن آج بروز محشر اپنی امت کو جنت کی نعمت تقسیم فرماتے ہوئے دکھائی دیں گے! اس لیے اے گداؤ! ہوشیار ہو جاؤ اور بھاگو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ اور عرض کرو! اے دشمنوں پر بھی رحم کرنے والے آقا! ہم تو پھر آپ کا کلمہ پڑھنے والے ہیں۔

کرم کی اک نظر ہم پر خدا را یا رسول اللہ ﷺ ہوں تمہارا میں تمہارا، تمہارا یا رسول اللہ ﷺ

(۸) اے خاک نشینو! اب تمہیں خاک سے اٹھا کر جنت کے باغات میں پہچانے کا وقت آ گیا ہے، بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے ایک سجدہ کریں گے تو۔

ایک ہی سجدے میں سب کی نجات ہو کے رہی

خود تو سجدے میں تشریف لے جائیں گے اور تمہیں خاک سے اٹھا کر ہمدوش ثریا کر دیں گے۔ جب اللہ فرمائے گا۔

یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تعط و اشفع تشفع

اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو آپ کی ساری امت بڑی ہے

(۹) سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے دامنِ کرم کو اللہ نے اتنا وسیع فرما دیا ہے کہ ہمارے جتنے بھی جرم میدانِ محشر میں پیش ہوں گے سب اس دامنِ رحمت میں چھپ جائیں گے اور۔

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

(۱۰) حضرات ایک ضروری اعلان سنو! توجہ کرو، اے اہل محشر! سب کھڑے ہو جاؤ اور درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنا شروع کرو! وہ دیکھو میرے آقا کی سواری آگنی ہے اور حضور اپنے گنہ گار امتیوں کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں اور ہاں تمہیں اپنے گناہوں کے انبار نظر آرہے ہیں، اس لیے پریشان ہو؟ تو پھر خوش ہو جاؤ دیکھو میرے آقا کس طرح تمہارے گناہوں پہ اپنے جمال کی بجلیاں گرا کر ان کو جلا کر رکھ کر رہے ہیں۔

دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

(۱۱) آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں لوحِ دل سے نقشِ غم کے اب مٹاتے جائیں گے

(۱۲) سوختہ جانوں پہ وہ پُر جوشِ رحمت آئے ہیں آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

(۱۳) آفتاب اُن کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے

(۱۴) پائے کو باں پل سے گزریں گے تری آواز پر رُبّ سَلِّمْ کی صدا پروجلا تے جائیں گے

(۱۵) سرورِ دیں لیجے اپنے ناتوانوں کی خبر نفس و شیطان سید اکب تک دباتے جائیں گے

(۱۶) حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

(۱۷) خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

مشکل الفاظ کے معانی :

* آنکھ کھولو۔ ہوش میں آؤ * گریاں۔ رونا * لوح دل۔ دل کی تختی * نقش۔ نشان * سوختہ۔ جلا ہوا * آب کوثر۔ حوض کوثر کا پانی * آفتاب۔ سورج * صرصر۔ آندھی، جھکڑ * جھلملاتے۔ چراغ کا تھوڑی تھوڑی روشنی دینا * پائے کوہاں۔ زور سے پاؤں زمین (پل صراط) پہ مارتے ہوئے گزرتا * ربِّ سَلِّمْ۔ اے اللہ سلامتی کے ساتھ (میری امت کو گزار۔ دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) * وجد۔ جھومنا * سرور دین۔ دین کے سردار * ناتواں۔ کمزور * سیدا۔ اے سردار * پیدائش مولا۔ حضور علیہ السلام کا پیدا ہونا * دھوم۔ چرچا * فارس۔ ایران * خاک ہو جائیں عدو۔ دشمن (حسد کی آگ میں جل کر راکھ ہو جائیں) * دم میں جب تک دم ہے۔ جب تک جسم میں جان ہے * ذکر۔ تذکرہ، شان، نعمتیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے مجرمو! ہوش میں آؤ! وہ دیکھو! تمہارے آقا! اللہ کی بارگاہ میں رو کر تمہارے گناہوں کے نشان تک تمہارے دل کی تختی سے مٹا رہے ہیں۔

شفیع حشر امت کو بخشوا لیں گے نہ ہو گا آگ کا ایندھن برا بھلا کوئی
کرم کی بھیک ملے اس کو یا رسول اللہ نہیں نصیر کا اب اور آسرا کوئی

(صاحبزادہ نصیر الدین نصیر گولڑہ شریف)

(۱۲) اے عاصیو! تمہارے دلوں کو اگر گناہوں کی آگ نے جلا رکھ ہے تو دیکھتے نہیں ہو کہ تمہارے آقا کی رحمت کا دریا بھی جوش میں آیا ہوا ہے؟ وہ حوض کوثر کے چھینٹوں سے تمہارے دلوں کو لگی ہوئی آگ بجھالیں گے (اور فائر بریگیڈ والوں کی طرح دلوں میں نہیں بلکہ لمحہ بھر میں)۔

دکھائی جائے گی محشر میں شان محبوبی کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا
خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہو گا

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

(۱۳) دوسرے انبیاء کرام کے چواغوں کی بھی روشنی ہوگی مگر محشر کے طوفانی آلام و مصائب کی آندھیوں کی وجہ سے ٹٹماتے، بجتے، جلتے ہوں گے (تبیہی تو ہر نبی فرمائے گا اذہبوا لسی غیری۔ جاؤ کسی اور کی طرف) لیکن ہمارے آقا کا سورج اُس وقت جو بن پر ہوگا (اور فرما رہے ہوں گے۔ انا لہا انا لہا لے آؤ کوئی اور بھی اگر ہے میں اس کی شفاعت کرتا ہوں)

یوں تو ہیں لاکھوں نبی اسحاق بھی یعقوب بھی
حضرت ہارون بھی الیاس بھی ایوب بھی
صالح بھی ہیں یونس بھی ہیں ادریس بھی داؤد بھی
زکریا حضرت سلیمان آدم و عیسیٰ بھی ہیں
نوح و ابراہیم و لوط و حضرت موسیٰ بھی ہیں
کوئی اس کبلی والے سا نظر آتا نہیں
سایہ بھی صابر ہمیں جن کا نظر آتا نہیں

(علیہم الصلوٰۃ والسلام)

(۱۴) اے میرے پیارے آقا! جب آپ کی شفاعت قبول ہو جائے گی تو پھر آپ کے گنہ گار امتی (جواب گنہ گار نہیں رہے)
پل صراط پہ زور زور سے پاؤں مارتے ہوئے (ٹھک ٹھک کرتے ہوئے) گزر جائیں گے اور وجد و مستی میں جہنم کو کہیں گے کہ جنت
اگرچہ سب کو خدا نے ہی دی ہے لیکن بھی ہمیں تو مصطفیٰ نے لیکر دی ہے۔ ہمارے آقا تو رب سلیم کہہ رہے ہوں گے اور امتی۔
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام۔ پڑھتے ہوں گے اور جہنم پکار رہی ہوگی کہ جلدی گذر جاؤ تم نے تو مجھے بھی ٹھنڈا کر دیا ہے
اور داروغہ جہنم کہہ رہا ہوگا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے تو اپنی امت میں سے جہنم کے لیے کچھ چھوڑا ہی نہیں ہے۔
(کمانی الحدیث)

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا
تیرے رتبہ میں جس نے چون و چرا کی نہ سمجھا وہ بد بخت رتبہ خدا کا (ذوق نعت)
(۱۵) اے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم! مہربانی فرمائیے اور ہمیں نفس و شیطان کے شر سے بچا لیجئے۔ آپ کے کمزور امتیوں کو
آخر یہ ظالم کب تک اپنا تابعدار بنا کر ان پر حکم چلاتے رہیں گے۔

نفس و شیطان کی شرارتوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ کسی ولی کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا جائے کیونکہ الا
عبادك منهم المخلصین کے مطابق ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا تو ان کی برکت سے ان کے ساتھ رہنے والے بھی شیطان
کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔ جیسے کسی خاص شخصیت کے لیے پنکھا چلایا جائے تو ساتھ والوں کو بھی ہوا پہنچ جاتی ہے اسی طرح کوئی
نفس و شیطان کے شر سے محفوظ ہو تو اس کے پاس بیٹھنے والوں پر بھی ان ظالموں کا داؤ نہیں چل سکے گا۔ یہی طریقہ ایک سرائیکی
بزرگ نے ایک شعر میں بیان کیا۔

پیر دے ہتھ وچ ہتھ کوں ڈے کر نفس دی بانہہ مروڑ تاں توں ہکو تھیویں

کہ اپنا ہاتھ ولی کامل کے ہاتھوں میں دیکر نفس کا پنجہ مروڑ دے تاکہ تجھے مقام فنا بیت نصیب ہو جائے۔

(۱۶) ہم اپنے آقا و مولیٰ محبوب خدا ﷺ کے میلاد پاک کے چرچے کرتے رہیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اگر نجدی اس کو پسند نہیں کرتا تو جائے جہنم میں۔ جیسے حضور علیہ السلام پیدا ہوئے تو ایران کے محلات میں زلزلہ آگیا اسی طرح ذکر میلاد رسول کرتے رہیں گے اور نجدی قلعوں کو گراتے رہیں گے اور منکرین مولود شریف کے عقیدے پہ قیامت ڈھاتے رہیں گے۔ کیونکہ

رحمت کے نظارے ہیں میلاد کی محفل میں
سرکار کو یہ محفل کیسے نہ لگے پیاری
ہم عشق کے مارے ہیں میلاد کی محفل میں
سرکار ہمارے ہیں میلاد کی محفل میں

(فیض رسول فیضان)

(۱۷) اے دشمنانِ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (موتو ابغیظکم اپنے غصے میں مرجاؤ) تم جل کر خاکستر ہو جاؤ ہمارے جسم میں جب تک جان موجود ہے ہم اپنے آقا علیہ السلام کا ذکر کرتے ہی رہیں گے۔

ہے جب تک اہل سنت کا کوئی اک فرد بھی باقی
نفاذوں میں سدا گونجے کا نعرہ یا رسول اللہ ﷺ

-----***-----

نعت شریف نمبر (۵۴)

- (۱) چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
(۲) برستا نہیں دیکھے کر لبر رحمت
(۳) مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
(۴) تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
(۵) میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
(۶) حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
(۷) چل اٹھ جہہ فرسا ہو ساقی کے در پر
(۸) تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
(۹) رہے گا یوں ہی اُن کا چہ چا رہے گا
(۱۰) اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
(۱۱) رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھ ہیں چند رانے والے

مشکل الفاظ کے معانی :

* چمک - روشنی، نورانیت * برستا - اترتا، نازل ہوتا * ابر رحمت - رحمت کا بادل * بدوں - بروں * خطے - ٹکڑے
، سرزمین * واللہ - اللہ کی قسم * چشم عالم - ظاہری نظر * مجرم - گنہگار * رستے - راہ، راستہ * جا بجا - ہر جگہ * تھانے والے
- تھانوی کے ماننے والے، چوکی پولیس والے * حرم - مکہ و مدینہ * ارے - برائے خدا (افلاں) * موقع - جگہ * جہہ فرسا -
پیشانی رگڑنے والا * ساقی - پلانے والا * جود - سخاوت * ستانے والے - عشق رسول میں مست رہنے والے * الجھیں -
جھگڑیں، بحث و تکرار کریں * منکر عجب - عجیب انکاری ہے * غرانا - بلاوجہ غصے میں شور کرنا * چرچا - شہرہ، دھوم * خاک
ہو جائیں - مرجائیں * ساعت - گھڑی، لمحہ، وقت * چین - آرام * دم میں - فریب، دھوکے میں * چند رانے والے -
جھٹلانا، تجاہل عارفانہ سے کام لینا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) انا من نور اللہ و کل الخلائق من نوری او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس طرح کی دیگر بہت ساری احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا ہے کہ (یا رسول اللہ! جو بھی زمانے بھر میں چمکا ہے آپ ہی کے نور سے چمکا ہے کیونکہ آپ ہی اصل کائنات اور وجہ تخلیق کائنات ہیں، تو پھر اے میرے نور والے آقا؟ میرا دل جو گناہوں سے سیاہ ہو چکا ہے اس پر بھی نور کی ایک کرن ڈالے تاکہ اس میں بھی چمک پیدا ہو جائے۔

تو آیا تو ہوئی کا نور دنیا سے شب ظلمت
تو آیا تو ہوئے ارض و سما کون و مکان روشن
سند مانگی نہیں اہل نظر سے آج تک میں نے
کرے گی مدحت سرکار ہی نام و نشان روشن
(ریاض چودھری)

اس شعر کی ایمان افروز شرح ”جبل نور“ میں اس طرح ہے۔

امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں:

هُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَزَانَةُ السِّرِّ وَمَوْضِعُ نَفْوِذِ الْأَمْرِ فَلَا يَنْفُذُ مَرٌّ إِلَّا مِنْهُ وَلَا يَنْقُلُ إِلَّا عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مواہب لدنیہ ص ۶ ج ۱)

یعنی حضور سرور عالم ﷺ ہر ازل الہی کے خزانہ اور امر الہی کی جائے نفاذ ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے۔ اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار ہے۔

یہی بیان ہے علماء محققین کا ہے اور یہی ایمان ہے جمہور مسلمین کا۔ کہ دنیا میں کوئی بھی نعمت جس کسی کو بھی ملی حضور ہی کے دربار سے ملی۔ رسولوں کو رسالت اور نبیوں کو نبوت ملی تو یہیں سے۔ ولیوں کو ولایت۔ اماموں کو امامت، بنیوں کو سخاوت اور بہادریوں کو شجاعت ملی تو یہیں سے۔ بچوں کو صداقت، عادلوں کو عدالت اور سیدوں کو سیادت ملی تو یہیں سے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت ہی فرماتے ہیں۔

لَا وَرَبِّ الْعَرْشِ جَسَّاسٌ مَّا مَلَا مِنْهُ لَمْ يَكُنْ فِيهِ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّسُولِ اللَّهِ

اور اسی حقیقت کا اظہار اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں فرمایا کہ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
ابو بکر کو نظر رحمت سے دیکھا تو صدیق اکبر بنا ڈالا۔ عمر کو اسی نظر سے دیکھا تو فاروق اعظم بنا دیا۔ عثمان پر نورانی نظر پڑی تو عثمان ذوالنورین بن گئے۔ علی پر یہی نظر ڈالی تو شیر خدا بنا ڈالا جملہ صحابہ کرام بھی اسی نورانی نظر کی بدولت آسمان رشد و ہدایت کے ستارے بن گئے۔ اور ان کے لیے حضور نے فرمایا دیا:

أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ قَبَائِلِهِمْ اقْتَدَتْهُمْ اهْتَدَتْ يَتَمُّ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۶)

میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں ان میں سے کسی کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

اعلیٰ حضرت اسی لیے اپنے قاسم نور آقا ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ ع

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

اور اے میرے نورانی آقا! میں بھی تو تیرا غلام اور تیرے آستانہ نور کا بھکاری ہوں لہذا

مرا دل بھی چمکادے چمکانے والے

ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت نے اس سوال کو اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا نور دن دو ناترا دے ڈال صدقہ نور کا

جنگ بدر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں تیر لگنے سے ان کے رخسار پہ بہہ آئیں۔ حضرت قتادہ بارگاہ نور میں

حاضر ہوئے تو

فَعَادَ هُمَا مَكَائِهِمَا وَبَزَقَ فِيهِمَا فَعَادَ تَابِرَقَانِ۔ (حجۃ اللہ للہبانی ص ۴۲۴)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں کو خانہ چشم میں رکھ کر ان پر اپنا لعاب دہن شریف لگا دیا تو آنکھیں روشن

ہو گئیں۔

جنگ احد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ پھوٹ گئی وہ بارگاہ نور میں حاضر ہوئے۔

فَبَزَقَ فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ أَصْحَ عَيْنِي۔ (حجۃ اللہ ص ۴۲۴)

تو حضور نے اس میں اپنا لعاب دہن شریف ڈالا تو وہ پہلی آنکھ سے بھی زیادہ صحیح ہو گئی۔

حضرت قتادہ کی دونوں آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ تو حضور کے فیضان سے دونوں چمک اٹھیں۔ حضرت ابوذر کی ایک آنکھ

بے نور ہوئی۔ تو حضور کی شان تنویر نے اُسے پہلی آنکھ سے بھی زیادہ چمکادیا۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت نے بھی عرض کیا ہے کہ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حلیہ سعدیہ ایک بدویہ عورت تھی۔ گناہ تھی اُسے کون جانتا تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے جو دودھ پلایا۔ تو اس نسبت نور

سے وہ بھی چمک اٹھی۔ اور آج جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میلاد شریف ہوتا ہے۔ وہاں حلیہ سعدیہ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ مسجدوں میں

میلاد کی محفلوں میں سیرت نگاروں کی کتابوں میں ہر جگہ حلیہ سعدیہ کا ذکر خیر موجود ہے۔ ایک غیر معروف بدویہ عورت کو حضور نے

اس قدر چمکادیا کہ ہر مسلمان ادب و احترام کے ساتھ اس کا نام لیتا ہے۔ اور اس کا ذکر کرتا ہے۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(۲) اے میرے آقا ہمارے اعمال اگرچہ بہت برے سہی شاید انہی کو دیکھ کر ہی رحمت کا بادل ہم پر نہیں برستا تو اے پیارے

نبی! آپ مہربانی فرمائیں اور رحمت کے بادل کو حکم دیں کہ ہم گنہگاروں پر بھی رحمت کے چھینٹے ڈالے تاکہ گناہوں کی آلودگیاں ہم

سے دور ہو جائیں اور دل آپ کے نور سے منور و روشن ہو جائیں۔

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

گزارش و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(ظفر علی خاں)

(۳) اے ہمارے آقا کے مدینے! خدا تعالیٰ تجھے سلامت تا قیامت رکھے کہ ہم جیسے غریبوں مسکینوں کو تو پناہ اور ٹھکانہ عطا کرنے والا ہے۔

سدا و سدا رہے تیرا دوا رہ یارسول اللہ جتنے ہوندا غریباں دا گزار یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) اے میرے آقا! قسم نجد! آپ زندہ ہیں، ہاں ہاں (آپ کو مردہ کہنے والے خود مردہ ہیں) میرے آقا اللہ کی قسم آپ زندہ ہیں (کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ نبی اپنی قبروں میں بھی زندہ ہوتے ہیں، تبھی تو معراج کی رات تمام نبیوں نے آپ کے پیچھے نماز ادا فرمائی، موسیٰ علیہ السلام کو آپ نے قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا) (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف) بھلا ہم آپ کی بات مانیں یا منکروں کی بکواس کو مانیں؟ باقی رہا یہ کہ پھر نظر کیوں نہیں آتے تو کیا باقی ہر چیز موجود ہونے کے باوجود نظر آتی ہے؟ کیا ہوا، ایمان، عقل، نکیرین جو ہر انسان کے کندھوں پہ بیٹھے ہیں نظر آتے ہیں؟ تو جب غلام نظر نہیں آتے تو آقا کیسے نظر آئے میرے آقا آپ نے صرف میری ظاہری آنکھ سے پردہ کیا ہے دل آپ ہی کے نور سے آباد ہیں۔

سدا در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے مازنام مصطفیٰ است

(۵) اے میرے پیارے نبی! میں مجرم و قصور وار ہوں اور مجرموں کے پیچھے ہر وقت پوکیں والے لگے رہتے ہیں اسی طرح میرے پیچھے بھی اللہ کے فرشتے لگے ہوئے ہیں آپ مجھے اپنی پناہ عنایت کیجئے تاکہ

سدا ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

یا تھانے والے سے اشرف علی تھانوی کے عقیدے والے گستاخ مراد ہیں جس نے حضور علیہ السلام کے علم مبارک کو بچوں پاگلوں اور جانوروں سے ملایا (حفظ الایمان) تو بد عقیدہ لوگوں سے بچنے کے لیے حضور علیہ السلام کی پناہ طلب کی جا رہی ہے کہ یارسول اللہ! اپنے ہر امتی کو اس قسم کے بد عقیدہ ٹھگوں سے (جن کی زبانوں پہ کلمہ اور دل میں آپ کی گستاخی ہے) اپنے ہر امتی کو اپنی پناہ میں رکھیے۔

(۶) حرمین شریفین کی سرزمین تو اتنی مقدس اور پاکیزہ ہے کہ بس چلے تو اس پر قدم رکھ کر چلنے کی بجائے سر کے بل چلا جائے۔ اولیائے کرام اور علماء ربانیین کے بارہا واقعات بیان کیے گئے کہ وہ ان مقدس شہروں کا کس قدر احترام کرتے تھے اور ہم بھی اللہ سے اس سرزمین کا ادب ہی مانگتے ہیں کیونکہ

سدا بے ادب محروم انداز فضل رب

(۷) اے میرے آقا کا عشق دل میں رکھنے والے متوالے! چل جا سرکار کی بارگاہ میں در رحمت کھل گیا ہے اور ساقی کوثر کا فیض جاری و ساری ہے وہاں جا کر ماتھا رگڑ یعنی سارے آداب بجالا۔ یا مطلب یہ ہے کہ پہلے اللہ کی بارگاہ میں شکرانے کے نوافل ادا کر کیونکہ اس نے تجھے در مصطفیٰ کی حاضر سے نوازا ہے اور پھر حضور کے قدموں میں آکر سرکار سے فیض کی بھیک مانگ۔

سدا ہیں انوار رحمت مدینے کی گلیاں دل و جاں کی راحت مدینے کی گلیاں
فرشتوں میں کل رات یہ گفتگو تھی ہیں جنت ہی جنت مدینے کی گلیاں

کوئی یہ نہ سمجھے کہ پہلے معنی کے اعتبار سے تو اعلیٰ حضرت نے حضور علیہ السلام کو سجدہ کرنے کی تلقین کی ہے اہل علم جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حرمت سجدہ تعظیم پہ پوری ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔ الزبدۃ الزکیہ فی حرمة السجدة التحیہ۔ اور یہ بھی ہر پڑھا لکھا جانتا ہے کہ حاضری کے آداب اعلیٰ حضرت کے نزدیک کتنے احتیاط کے متقاضی ہیں لہذا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا کہ اعلیٰ حضرت کا کوئی ایسا مقصد ہو۔

(۸) اے میرے آقا! یہ آپ کی عظمت کے منکرین بھی عجیب نسل کے لوگ ہیں کہ آپ کا صدقہ کھاتے ہیں اور آپ کے ہی غلاموں سے الجھتے ہیں۔ نام بھی آپ کے دین کا لیکر لوگوں سے پیسہ بٹورتے ہیں اور آپ کے ہی خلاف لکھ لکھ کر اپنے نامہ اعمال کی طرح کاغذ سیاہ کر رہے ہیں۔ شرم ان کو مگر نہیں آتی۔

(۹) اے منکرو! تم سرکار مدینہ علیہ السلام کا ذکر مبارک سن کر جلو! یا جل! جل کے مرو! اور مر کے خاک میں مل جاؤ، حضور کی عظمت کے ڈنکے بجتے ہی رہیں گے کیونکہ جب اللہ ان کے ذکر کو بلند کرنے کی بات کرتا ہے تو کس میں جرأت ہے کہ بند کر سکے۔

اللہ نے تو جنت کے دروازوں پر اور جنت کی ہر شے پہ اپنے حبیب کا نام لکھ دیا ہے کہاں کہاں سے مٹاؤ گے؟

اور اے میرے پیارے نبی!

تیرے دشمن جلتے رہیں گے جل جل کے مرتے رہیں گے

ہم یہی پڑھتے رہیں گے صلوات اللہ علیک

(۱۰) اے میرے دل یا میری طرح کے گنہ گارو! ذرا دلوں کو تھامو! کیوں گھبراتے ہو ابھی تمہاری شفاعت کی باری بس آنے ہی والی ہے۔ کوئی بھی محرم نہیں رہے گا حضور کے کرم کی بھیک سب کو ملے گی۔

سنی ہے کون جو منکلوں کا یوں خیال کرے عطا کی بارشیں کر دے جو بھی سوال کرے

ہو اس کے بعد نہ دست طلب دراز کہیں وہ اپنے مانگنے والوں کو یوں نہال کرے

(۱۱) اے (میرے آقا کے بھولے بھالے امتی) احمد رضا! اپنی سادگی کی وجہ سے کہیں نفس کے دھوکے اور فریب میں نہ آ جانا تو

نے ابھی بہکانے اور پھسلانے والے دیکھے ہی کہاں ہیں اور تو کیا جانے کہ وہ کس کس طرح سے تیرے ایمان پر حملہ آور ہو کر تیرا کتنا

نقصان کر جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! امام و پیشوا ہو تو ایسا ہی ہو جو ہر محاذ پہ اپنے پیروکاروں کی راہنمائی کرے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت

کو بانٹے، گستاخاں رسول علیہ السلام کے حملوں سے بچنے کی تلقین بھی کرے اور نفس و شیطان کے مکر و فریب اور دسیسہ کاریوں سے

بھی آگاہ کرے۔

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بھی خراج تحسین پیش کرنا ہم پر لازم ہے کیونکہ ان کے ہم پہ بڑے احسانات ہیں اور حدیث

شریف میں ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جو بندوں کا شکر نہ ادا کر سکے وہ اللہ کا شکر بھی نہیں ادا کر سکتا چنانچہ ایک محب

اعلیٰ حضرت کا کلام اعلیٰ حضرت کی شان میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت احمد رضا ہے اہل سنت کا امام
نکتہ دان شعر و انشاء مکتب فکر و نظر
عشق و مستی کا حذی خواں، زہد و تقویٰ کا امیر
پر تو نور بصیرت اس کا رنگ شاعری!
وہ بلا دہند میں ہے نعت گویوں کا امام
بادۂ توحید سے لبریز پیانہ رہا
طرح نو ڈالی ہے اُس نے نعت کی تسوید میں
شاعران خوش نوا ہیں آج تک تقلید میں

گلشن شعرو نوا کا کھل کھلاتا ایک پھول

خادم دین محمد اور مداح رسول
(عبدالکریم شمر)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۵۵)

- (۱) آنکھیں رو رو کے سو جانے والے جانے والے نہیں آنے والے
 (۲) کوئی دن میں یہ سرا او جڑھے ارے او چھاؤنی چھانے والے
 (۳) ذبح ہوتے ہیں وطن سے پچھڑے دیں کیوں گاتے ہیں گانے والے
 (۴) ارے بدقال بری ہوتی ہے دیں کا جنگلا سنانے والے
 (۵) سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں وہ سلامت ہیں بنانے والے
 (۶) آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام او در یار کے جانے والے
 (۷) پھر نہ کروٹ لی مدینے کی طرف ارے چل جھوٹے بہانے والے
 (۸) نفس میں خاک ہوا تو نہ مٹا ہے مری جان کے کھانے والے
 (۹) جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو طیبہ سے خلد میں آنے والے
 (۱۰) نیم جلوے میں دو عالم گلزار واہ وا رنگ جمانے والے

مشکل الفاظ کے معانی :

* سو جانے۔ سو جانا سے ہے بمعنی سوچ جانا، درم آ جانا، رو رو کے آنکھیں خراب کر لینا * سرا۔ بفتح السین بمعنی مسافر خانہ ہے اور بکسر السین بمعنی کنارا * او جڑ۔ ویران برباد * چھاؤنی۔ فوجی کیمپ * چھانے۔ عارضی گھر، گلیا * ذبح۔ قتل * پچھڑے۔ جدا ہوئے * دیں۔ اپنا وطن * ارے۔ حرف ندا برائے مخاطب * بدقال۔ برا جنگون * جنگلا۔ ایک راگ کا نام، باڑ * اعداء۔ جمع عدو بتشدید اللواذ بمعنی دشمن * سلامت۔ محفوظ، بخیر و عافیت * پیغام۔ خبر، سند لیس * او۔ اے * در یار۔ محبوب کا دروازہ * کروٹ۔ پہلو، طرف * ارے چل۔ چل جا * بہانہ۔ عذر * نفس۔ ف کے سکون سے بمعنی سانس اور بفتح الفاء بمعنی ذات یہاں مراد "انانیت" ہے * حورو۔ اے جنتی عورتو * خلد۔ جنت * نیم۔ دو عالم، دونوں جہان * گلزار۔ باغ * واہ وا۔ کلمہ تحسین، شاباش * رنگ جمانا۔ رنگ چڑھانا، اثر ہونا جیسے کہا جاتا ہے فلاں پر فلاں کا رنگ چڑھ گیا ہے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

- (۱) اے کسی پچھڑنے والے کے غم میں رو رو کر اپنی آنکھیں خراب کر لینے والے! جو چلا گیا وہ تو واپس نہ آئے گا بلکہ ہم ہی اس

کے پیچھے جائیں گے۔

آج اس کی کل ہماری باری ہے

(۲) ایک دن آنے والا ہے کہ محلات بھی برباد ہو جائیں گے اور معمولی جھونپڑے بھی تباہ ہو جائیں گے، یہ دنیا تو چند روزہ ہے، اس سرا اور مسافر خانے میں مستقل رہنے کا ارادہ کر لینا حماقت ہے۔ حضرت مولانا کافی شہید علیہ الرحمۃ جن کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے یوں فرمایا۔

صدر نعت گویاں ہیں حضرت کافی انشاء اللہ میں وزیراعظم ہوں
ان کے چند اشعار موت کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
اطلس و کنو اب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پر خالی کفن رہ جائے گا
ہم سفیر و کوئی دم کے چہچہے ہیں باغ میں
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

۳۔ جو بے چارے وطن سے پکھڑ چکے ہیں ان کا دنیا چھوڑ کر جانا ہی کیا کم قیامت ہے کہ اوپر سے اس کی میت پر اس دنیا کے دیس کے نغمے آلاپے جائیں یہ تو، ان کے زخموں پہ نمک پاشی کرنے کے مترادف ہے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

جیوندے کی جانن سار مویاں دی، سو جانے جو مردا ہو
قبراں دے وچ آن نہ پانی اوتھے خرچ لوڑ پیدا گھردا ہو
اک و چھوڑا ماں پو بھائیوں دو جا عذاب قبر دا ہو
واہ نصیب اونہا ندا باہو جہڑا وچ حیاتی مردا ہو
اس میں صوفیاء کے مشہور ضابطے موت و اقبال ان تموتوا۔ کو اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اس شعر کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے اصل دیس عالم ارواح (عالم بالا) سے پکھڑا کر دنیا فانی میں تو آہی گئے ہیں اور ہر لمحے نیا دکھ نئی مصیبت جھیل رہے ہیں پھر عالم بالا کا ذکر بار بار چھیڑ کر ہماری حسرت میں کیوں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ میرے پیرو مرشد فانی ذات یاہو حضرت سلطان باہو یہاں بھی خوب بول گئے، فرماتے ہیں۔

نبھ چلایا طرف زمین دے عرشوں فرش نکایا ہو
گھر تھیں ملایا دیس نکالا اساں لکھیا جھولی پایا ہو
رو، نی دنیا نہ کر جھیرا ساڈا آگے ای دل گھبرایا ہو
اسیں پر دیسی ساڈا وطن دوراڈا، باہو دم غم سوایا ہو

(۴) ارے او خدا کے بندے! اس دنیا کو مستقل ٹھکانہ سمجھنے والے، بدشگون تو اچھی نہیں ہوتی، چند دن کی دنیوی عیش سے یہاں ہمیشہ رہنے کی اپنے ذہن میں بدگمانی پیدا نہ کر اور اپنے آپ کو اس دنیا میں مسافر کی طرح سمجھ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

کن فی الدنيا كالک غریب او عابرسبیل

دنیا میں ایسے رہ! گویا کہ تو مسافر ہے یا راہ چلتا انسان۔

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۵) اور ہاں! میرے بدخواہ بھی سن لیں کہ انشاء اللہ میرا خاتمہ بالآخر ہی ہوگا، کیونکہ میرے آقا، میری بگڑی بنانے والے سلامت ہیں اور وہ مجھ سے بے خبر نہیں ہیں۔ جو بھی خاتمہ ایمان پر چاہتا ہے غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹہ گلے میں ڈال لے پھر خیر ہی خیر ہے۔

ان کے جو غلام ہو گئے وہ خلق کے امام ہو گئے
آپ کا دیا جو واسطہ میرے سارے کام ہو گئے
مقتدی ہیں سارے انبیاء مصطفیٰ امام ہو گئے
(۶) اے دیار محبوب اور در حبیب (مدینہ شریف) کی طرف جانے والے ذرا میری آنکھوں کی طرف بھی دیکھ یہ تجھے کوئی پیغام دے رہی ہیں اور آنسوؤں کی زبان میں تیرے ہاتھ سرکار کی بارگاہ میں حاضری کی درخواست بھیجنا چاہتی ہیں اور صلوٰۃ و سلام کے تحفے بھیجنے کے لیے بے تاب ہیں۔

مسافر مدینے شہر جانے والے میرا مصطفیٰ نون سلام عرض کرنا
تو چم چم کے روضے مقدس دی جالی تے رو رو کے میرا پیام عرض کرنا
(۷) اے میرے جھوٹے دل! جب مدینے سے جدا ہوئے تھے تو تو نے کہا تھا پھر آئیں گے اور اب ہند میں آکر مدینے کو جانا تو کجا کبھی یاد ہی نہیں کیا اور عذرو بہانے طرح طرح کے بناتا ہے یہ مجبوری ہے وہ مجبوری ہے چل ہٹ پیچھے، دفع ہو جا۔ تو نے مجھے محبوب کے قدموں سے جدا کیا ہے۔ میں اب تیرے ساتھ نہیں بولوں گا۔
بلبل ہمیشہ پھول کی ہی بات کرتی ہے اور عاشق مصطفیٰ ہمیشہ خدا کے رسول کی ہی بات کرتا ہے، موضوع کوئی ہو وہ اپنے آقا کا ذکر ضرور ہی درمیان میں لے آتا ہے۔

سو سو عذر بہانے کر کے مرنے اوہدے مردا
(۸) اے میرے کمینے نفس! خدا تجھے برباد کرے میں تیرے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو گیا یا تجھے سمجھا سمجھا کر میرا دل جل کر راکھ ہو گیا لیکن تجھے سمجھ نہ آئی، اے میری جان کھانے والے! تجھے خدا ہی سمجھائے۔

آدمی را دشمن نہاں بے است آدمی با حذر عاقل کسے است
(۹) اے جنت کی پاکیزہ عورتو (حورو) ذرا میرے ایک سوال کا جواب تو دو! مجھے اتنا بتا دو کہ جو لوگ مدینے سے یہاں آتے ہیں وہ کیا دیکھ کر جیتے رہتے ہیں۔ یعنی اگر چہ جنت بہت اعلیٰ جگہ ہے اللہ کی نعمتوں کا مرکز ہے مگر مرکز محبت محبوب خدا تو مدینے میں ہے اور۔ مدینہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا۔

(۱۰) اے میرے پیارے آقا! آپ کے دم قدم سے پورا جہاں بقیعہ نور بنا ہوا ہے، اور آپ کے آدھے جلوے نے ہی جب دنیا کو باغ و بہار اور گلشن و گلزار بنایا ہوا ہے تو پورے جلوے کی رونقوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ وہ اگر جلوہ کریں کون تماشا شائی ہو۔

(۱۱) حسن تیرا سانہ دیکھا نہ سنا کہتے ہیں اگلے زمانے والے

- (۱۲) وہی دھوم ان کی ہے ماشاء اللہ مٹ گئے آپ مٹانے والے
 (۱۳) لب سیراب کا صدقہ پانی اے لگی دل کی بجھانے والے
 (۱۴) ساتھ لے لو میں مجرم ہوں راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے
 (۱۵) ہو گیا دھک سے کلیجہ مرا ہائے رخصت کی سنانے والے
 (۱۶) خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے
 (۱۷) کشتہ دشت حرم جنت کی کھڑکیاں اپنے سرہانے والے
 (۱۸) کیوں رضا آج گلی سونی ہے اٹھ مرے دھوم مچانے والے

مشکل الفاظ کے معانی:

* سا۔ مثل، مانند * اگلے زمانے والے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک * دھوم۔ چرچا * ماشاء اللہ۔ جو اللہ نے چاہا (یہاں بمعنی دعایا تعجب ہے، کیا بات ہے؟) * لب سیراب۔ تروتازہ ہونٹ * لگی دل کی۔ دل کو لگی آگ * مجرم۔ تصور وار * تھانے والے۔ پولیس چوکی والے یا تھانہ بھون والے گستاخ * دھک سے۔ حیرت سے اچانک دل دھل جانا * رخصت۔ واپسی * خلق۔ مخلوق * عزیز۔ پیارے * عجب۔ انوکھا * بھانا۔ اچھا لگنا * کشتہ۔ قتل کیا ہوا * دشت حرم۔ سدینے کا جنگل * سرہانہ۔ تکیہ * سونی۔ ویران، بے رونق * دھوم مچانا۔ شور و ہنگامہ مچانا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اے میرے حسن و جمال والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک ساری دنیا آپ کے بارے ہی کہتی آئی ہے کہ

تمہارے حسن کا کونین میں جو اب نہیں غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا انی اذارایتک طابت نفسی و قوت عینی۔ حضور! جب میں آپ کو دیکھ لیتا ہوں تو میرا دل مسرور اور آنکھیں پر نور (ٹھنڈی) ہو جاتی ہیں (سیدنا محمد رسول اللہ ص ۴۰۷)

ایک صحابی نے عرض کیا ولو لالی رایتک فادانی ان اموت حضور! مجھے ایسے لگتا ہے کہ اگر (ایک دن) آپ کی بارگاہ میں حاضری نہ دوں گا تو (آپ کے فراق میں) مرجاؤں گا۔ یہ عبد اللہ بن زید انصاری ہیں جن کو ان کے بیٹے نے جب حضور کی وفات کی خبر دی تو یہ اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے، خبر سن کر اسی وقت دعا کی اللھم اذهب بصری لا اری بعد جیسی محمد احدا۔ اے اللہ اب اپنی دی ہوئی آنکھیں واپس لے لے، میں تیرے اور اپنے محبوب کے بعد اب کسی کو نہیں دیکھنا چاہتا۔

چنانچہ اسی وقت ان کی نظر ختم ہو گئی۔ (مواہب ص ۹۲، ج ۲)

عاشقانِ اوزِ خوبانِ خوب تر

(۱۲) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو اتنا بلند فرمادیا ہے کہ آج بھی آپ کے ذکر کی دھوم مچی ہوئی ہے اور دن بدن اضافہ ہی ہو رہا ہے (وعدہ الہی ہے وللاخرة خیر لك من الاولى) سبحان اللہ کیا کہئے۔ وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے۔ مٹانے والوں کا اپنا نام و نشان مٹ گیا اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا انشاء اللہ۔

۔ مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

(۱۳) اے میرے ساقی کوثر اور مالکِ جنت پیارے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تروتازہ اور سیرابی عطا کرنے والے ہونٹوں کے صدقے! ایسا پانی عطا ہو کہ جو میرے دل کو لگی آگ بجھا دے۔ اے دلوں کو لگی آگ بجھانے والے۔

۔ دی دعائیں مرے آقا نے، جو کھائے پتھر پھول بخشے انہیں، جن لوگوں سے پائے پتھر
پھر بھی اعداء کے لیے لب سے دعا ہی نکلی میرے سرکار نے طائف میں جو کھائے پتھر

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۴۶)

(۱۴) اے میرے پیارے آقا! مجھے تو آپ اپنے ساتھ ہی رکھیے! اگر میں یہاں بھی ہوں تو۔ میرا دل مدینے میں ہو۔ کیونکہ اس دنیا میں بڑے بڑے گستاخ، سیاہ دل، ایمان کے ڈاکو بھی بدل کر پھر رہے ہیں (تھانوی عقیدے والے جو حضور علیہ السلام کے علم کو جانوروں پاگلوں اور بچوں سے ملاتے ہیں، دیکھئے حفظ الایمان: اشرف نئی تھانوی) ہو سکتا ہے نفس و شیطان مراد ہوں کہ جو ہر وقت ایمان پہ ڈاکہ ڈالنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کارکنانِ قضا و قدر ہوں کہ میرے جیسے مجرم کو ڈھونڈ رہے ہوں حضور کا ساتھ نصیب ہوگا تو پھر ڈھونڈتے ہی پھریں گے لیکن۔ وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

(۱۵) ارے امدینہ سے جدائی کی خبر سنانے والے! تو نے یہ کیا غضب کیا کہ یہ خبر سنا کر میرے دل میں زلزلہ پیدا کر دیا، دیکھ ذرا میرا کلیجہ کیسے دھک دھک کر رہا ہے۔

۔ مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

(۱۶) یا رسول اللہ! آپ صرف مخلوق ہی کو پیارے نہیں بلکہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھی بڑے عزیز و محبوب ہیں آپ کتنے انوکھے محبوب ہیں کہ خدا کے بھی محبوب ہیں اور ساری خدائی کے بھی محبوب ہیں۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی بھی اللہ کو اتنا عزیز ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کی معافی کے لیے حضور علیہ السلام کا نام بارگاہ الہی میں بطور وسیلہ پیش کیا تو حکم ہوا۔

یا ادم لو تشفعت الینا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فی اهل السماء و الارض تشفعنا لك۔

اے آدم (علیہ السلام) تو نے تو صرف اپنے لیے میرے نبی کے نام کے وسیلے سے دعا کی ہے جو ہم نے قبول کر لی، اگر تو زمین و آسمان کے لیے میرے پیارے کا نام لیکر کر دعا کرتا تو سب کے لیے ہی قبول کر لیتے۔ جس کا نام اللہ کو اتنا پیارا ہے۔ اس کی

ذات کتنی پیاری ہوگی۔

صحراء حضور! آپ کے دم سے چمن ہوا پتھر کا یہ نصیب کہ وہ گلبدن ہوا جب بھی لیا ہے اسم گرامی حضور کا دل تیر گئی شب میں سحر کی کرن ہوا (احمد ظفر) (۱۷) مدینہ کے صحراء کے عاشق کی شان تو دیکھو! کہ اس کے سرہانے جنت کی کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں اور قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے۔

فرمایا قبر یا جہنم کا گڑھا بنا دی جاتی ہے یا جنت کا باغ اور مومن کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہیں، تو جب قبر جنت بن گئی اور حدیث شریف کے مطابق مومن کی قبر میں جنت کی کھڑکی بھی کھل جاتی ہے جس سے جنت کی خوشبودار ہوائیں آتی رہتی ہیں۔ تو اگر بابا فرید کی قبر کے دروازے کو بہشتی دروازہ کہہ دیا ہے تو کون سی خلاف شرع بات کر دی ہے جنت کا دروازہ بہشتی دروازہ اگر نہیں کہلائے گا تو کیا کہلائے گا اور پھر جب پس منظر میں عظیم بشارت بھی ہو۔

بہشتی دروازے کے متعلق ایک لطیفہ:

ایک مولوی صاحب بہشتی دروازے کی مخالف میں بڑی دھوئیں دار تقریر کر رہے تھے اور سامعین سے پوچھ رہے تھے کہ بتاؤ بھائی واپڈا ہاؤس کہاں ہے؟ سب نے کہا لاہور میں تو اس کا دروازہ بھی تو لاہور میں ہی ہوگا کہ دروازہ پشاور میں ہوگا؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ پارلیمنٹ ہاؤس تو اسلام آباد میں ہو اور اس کا دروازہ لاہور میں ہو؟ سب نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا جنت پتہ ہے کہاں ہے عند سدرۃ المنتھی عندھا جنت الماویٰ۔ تو جنت جب سدرۃ المنتھی کے پاس ہے جو چھٹے آسمان پہ ہے تو اس کا دروازہ پاک پتن میں ہو سکتا ہے؟ سب نے کہا! نہیں ہو سکتا۔ ایک دیہاتی کھڑا ہو کر کہنے لگا! مولوی صاحب ہماری گاؤں کی مسجد کے میاں جی نے ایک بار مسئلہ کیا تھا کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے کیا یہ مسئلہ صحیح ہے۔ بس یہ بات سنتے ہی ایسے لگا جیسے مولوی صاحب پر ٹھنڈے پانی کا دریا انڈیل دیا ہو لیکن مرتا کیا نہ کرتا کیونکہ صحیح حدیث میں ہے الجنة تحت اقدام الامہات۔ اور یہ بھی حدیث ہے کہ الجنة تحت ظلال السیوف۔ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ مولوی صاحب نے کہا ہاں حدیث میں ایسے ہی ہے تو اس دیہاتی نے کہا جو اللہ جنت کو ماں کے قدموں میں لا سکتا ہے وہ فرید کے قدموں میں نہیں لا سکتا؟ فہت الذی کفر۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں (۱۵) اے احمد رضا! یہ (دین اسلام کی) گلی سونی سونی کیوں ہے اٹھ اور غوث جلی، ہندالولی اور داتا علی والا نغمہ آلاپ کر دھوم مچا دے پھر دیکھ کیسے بہار آتی ہے اور اسلام کی عظمت کے ڈنکے بجتے ہیں۔ جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہو گئے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۵۶)

- (۱) کیا مہکتے ہیں مہکنے والے یو پہ چلتے ہیں ، بھٹکنے والے
- (۲) جگمگا اٹھی مری گور کی خاک تیرے قربان چمکنے والے
- (۳) مہہ بے داغ کے صدقے جاؤں یوں دکتے ہیں دکنے والے
- (۴) عرش تک پھیلی ہے تابِ عارض کیا جھلکتے ہیں، جھلکنے والے
- (۵) گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں نخل طوبیٰ پہ چمکنے والے
- (۶) عاصیو تھام لو دامن اُن کا وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے
- (۷) ابرِ رحمت کے سلامی رہنا پھلتے ہیں پودے لچکنے والے
- (۸) ارے یہ جلوہ گرِ جاناں ہے کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے
- (۹) سنیو! ان سے مدد مانگے جاؤ پڑے بکتے رہیں بکنے والے
- (۱۰) شمع یاد رخِ جاناں نہ بجھے خاک ہو جائیں بھڑکنے والے

مشکل الفاظ کے معانی :

* مہکنا۔ خوشبودینا * بو۔ خوشبو، مہک * بھٹکنا۔ راستہ بھول جانا * جگمگا اٹھی۔ روشن ہو گئی * گور۔ قبر * قربان۔ صدقے، ثار * مہہ بے داغ۔ صاف ستھرا بے داغ چاند * دکنا۔ روشن و منور ہونا * تابِ عارض۔ رخسار کی روشنی، چہرے کی چمک * جھلکنا۔ نور ظاہر کرنا * گل طیبہ۔ مدینے کا پھول * ثنا۔ تعریف * نخل طوبیٰ۔ جنت کا درخت * چمکنا۔ گانا * عاصیو۔ گنہگارو * تھام لو۔ مضبوطی سے پکڑ لو * ہاتھ جھٹکنا۔ جھٹکے سے ہاتھ چھڑا لینا * ابرِ رحمت۔ رحمت کا بادل * پھلنا۔ پھل پھول آنا * پودے۔ درخت * لچکنا۔ ہلنا، حرکت کرنا * جلوہ گرِ جاناں۔ محبوب کے جلوے کی جگہ * پھڑکنا۔ بے چین و مضطرب ہونا * سنیو۔ عقیدۃ ال سنت رکھنے والے عاشقانِ مصطفیٰ * بکنا۔ بکواس کرنا، بیہودہ بولنا * رخِ جاناں۔ محبوب کا چہرہ * بھڑکنا۔ غصے میں آنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اعلیٰ حضرت اپنے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے پھوٹنے والی خوشبو کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ جب آپ کے جسم پاک سے جنت کی خوشبوؤں سے ملتی جلتی خوشبو پھیلتی تو کوچہ و بازار مہک اُٹھتے۔ اور جب کسی صحابی نے حضور علیہ السلام کو تلاش کرنا ہوتا اور پتہ نہ چلتا تو اسی مہک پہ چلتا جاتا تو سامنے حضور علیہ السلام جلوہ گر ہوتے جیسا کہ صحابہ کرام کا طریقہ تھا۔ (المواہب)

(۲) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی نورانیت عطا فرمائی ہے کہ جب قبر میں فرشتوں نے مجھ سے سوالات کیے تو آپ میری قبر میں جلوہ گر کیا ہوئے کہ میری قبر روشن و منور ہو کر بقعہ نور بن گئی۔ میں آپ کے نور کی تابانیوں پہ کیوں نہ قربان ہو جاؤں۔

نور ہے آپ کا سب سے اوّل بعثت آپ کی سب سے آخر
سب سے مؤخر سب سے مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
خلقت آپ کی سب سے بہتر بعثت جس کی توحید کا مظہر
جس کا مداح خالق اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) اے میرے آقا! اگر آپ کو چاند کہوں گا تو بے داغ چاند کہوں گا، میں آپ کے قدموں پہ نثار جاؤں بھلا آسمان کا چاند دکنے میں آپ کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے، اے آسمانوں کے داغ والے چاند! ذرا مدینے کے بے داغ چاند کو دیکھ یوں روشنی پھلاتے ہیں۔ روشنی پھیلانے والے۔

وہ پھول جو ہاتھوں کو ترے چھو گیا مہتاب
وہ ذرہ جو قدموں میں ترے آئے گہر ہو
ہر ذرے کے ماتھے پر دمکتا رہے سورج
جب تک کہ نہ منشاء ہو تری کیسے سحر ہو

(شہرت بخاری بحوالہ مدح رسول از راجہ رشید محمود: ۱۵۶)

(۴) اے میرے پیارے آقا! آپ کے بڑخ تاباں کی روشنی تو سات آسمان سے اوپر عرش معلیٰ تک جا رہی ہے! اے دنیا والو! ذرا دیکھو! جلوہ دکھانے والے ایسے جلوہ دکھاتے ہیں۔ سورج اور چاند کا جھلکنا کیا حیثیت رکھتا ہے مصطفیٰ علیہ السلام کی جھلک کے سامنے۔ کائنات حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی

او جب سمٹی محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات تھی

(عباس اثر)

حضور علیہ السلام جب اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو آپ کی امی جان فرماتی ہیں مجھ سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ اضاء لہا منہ قصور الشام۔ میں نے مکہ میں بیٹھ کر شام کے محلات کو دیکھ لیا۔

پھیلا ہے دو جہاں میں اُجالا حضور ﷺ کا
کیسا چمک رہا ہے ستارا حضور ﷺ کا
چلتا ہے سکہ آپ ﷺ کا دونوں جہان میں
دونوں جہاں میں بول ہے بالا حضور ﷺ کا

(ریاض باہر)

(۵) مدینہ منورہ کے پھول (امام الانبیاء) کی تعریف صرف ہم ہی یہاں نہیں کر رہے بلکہ جنت کے درختوں پہ بیٹھے نغمہ سرائی کرنے والے (اللہ کے فرشتے اور فرشتوں کے سردار حضرت جبریل امین (علیہ السلام) بھی مدینے کے پھول ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام کی شان میں نغمہ سرائی کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

(قلبت الارض مشارقها ومغار بها مارايت احدا مثلك قط او كما قال
علیہ السلام)

آفاق ہاں گرویدہ ام مہرباں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
وہ بد بخت نہیں تو اور کیا ہے جو عظمت رسالت کا منکر اور شان رسالت کے اقرار سے منحرف ہے۔

یوں ہیں عدد حضور کی عظمت سے منحرف جیسے خدائے پاک کی قدرت سے منحرف
دی ہیں خدا نے رفعتیں ذکر رسول کو کورے ہیں عقل سے جو ہیں عظمت سے منحرف
اللہ تک رسائی نہ اس کی ہوئی کبھی جو بھی رہا ہے ان کی وساطت سے منحرف

(حدیث دوق)

(۶) اے گنہ گارو! پورے یقین و ایتقان کے ساتھ محبوب خدا علیہ السلام کا دامن رحمت تھام لو وہ اور ہوں گے جو دامن پکڑنے والوں کو جھٹک دیتے ہوں گا میرے آقا تو ایسے لہجہ پال ہیں کہ جو آپ کا دام پکڑتا ہے وہ ذرہ ہے تو اس کو آفتاب بنا دیتے ہیں قطرہ ہے تو اس کو سمندر بنا دیتے ہیں بے ذرہ ہے تو بوزر بنا دیتے ہیں بلال حبشی ہے تو رشک قمر بنا دیتے ہیں۔

قطرے کو سمندر کرتے ہیں ذرے کو ستارا کرتے ہیں
کونین کو خم آجاتا ہے جب زلف سنوارا کرتے ہیں

(۷) اے گنہ گارو! سیاہ کارو! غم کے مارو! بے سہارو! اس کرم اور رحمت کے بادل (سرکار مدینہ) کی سلامی میں جھکے رہنا (اکڑ نہ جانا) کیونکہ جھکنے والے پودے ہی پھل پھول رکھتے ہیں۔

(حدیث) من تواضع لله فقد رفعه الله

(سعدی) نہد شاح پد میوہ سر بر زمین

(۸) ذوق و شوق میں آکر اچھل کود کرنے والے زائرین کو نصیحت فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے یہ شعر لکھا کہ ”کیف و سرور کی حالت میں بھی ادب کو ملحوظ خاطر رکھو اور زیادہ مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ یہ کسی دنیا کے بادشاہ کا دربار نہیں ہے یہ ”جلوہ گاہ جاناں“ محبوب خدا کا دربار اقدس ہے کہ۔

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزیدایں جا

(۹) اور اے سنی مسلمان بھائیو! سنو اور غور سے سنو! کسی کی باتوں میں اور فتووں سے ڈر کر اپنے آقا کا دامن چھوڑ نہ دینا ہر مشکل میں ان سے مدد مانگتے رہنا۔ وہ تمہاری مدد فرماتے رہیں گے، یہودہ بکنے والے ”ذناب فی ثیاب“ کی بکواس کی ذرہ برابر

بھی پرواہ نہ کرنا۔

گر شور مچاتے ہیں منکر تو مچائیں آواز سگاں کم نہ کندرزق گدارا (عرفی)
 (۱۰) اور دل میں عشق مصطفیٰ کی جو شمع تم نے روشن کر رکھی ہے اس کی حفاظت کرنا، اس کو بجھنے نہ دینا، اگر کسی کو یاد نبی اور ذکر سرکار بن کر غصہ آتا ہے تو اس کو کہہ دو موت تو ابغیظکم۔ اپنے غصے میں مرجاؤ اور جا کستر ہو جاؤ ہمارے تو۔ دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے۔ قرآن پاک کی ایک آیت میں بھی یہی درس ہدایت دیا گیا ہے یریدون لیطفنوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون (التوبہ) کافر ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور (دین اسلام یا پیغمبر اسلام) کو اپنے منہ کی پھونکوں کے ساتھ بجھا دیں لیکن اللہ اس نور کو پورا کر کے چھوڑے گا اگرچہ کافروں کو اچھا نہ لگے۔
 غالب نے شاید ایک ہی نعت لکھی ہے لیکن نعت لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے چونکہ اسی عنوان سے مطابقت رکھتی ہے لہذا یہاں لکھنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

حق جلوہ گرز بیان محمد است
 آئینہ دار پر تو مہراست ماہتاب
 تیر قضا ہر آئند در ترکش حق است
 دانی اگر بہ معنی لولاک راری
 ہر کس قسم بدانچہ عزیز است می خورد
 واعظ حدیث سایہ طوبیٰ فرو گزار
 غالب ثنائے خواجہ بہ یزدان گدا شمیم
 آرے کلام حق بہ زبان محمد است
 شان حق آشکار ز شان محمد است
 اما کشاد آں زکمان محمد است
 خود ہر چہ از حق است ازان محمد است
 سو گند کردگار بجان محمد است
 کاینجا سخن ز سر روان محمد است
 کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است
 (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۱) موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب
 (۱۲) کوئی ان تیز روؤں سے کہہ دو
 (۱۳) دل سلکتا ہی بھلا ہے اے ضبط
 (۱۴) ہم بھی کملانے سے غافل تھے کبھی
 (۱۵) نخل سے چھٹ کے یہ کیا حال ہوا
 (۱۶) جب گرے منہ سوئے میخانہ تھا
 (۱۷) دیکھ او زخم دل آپے کو سنبھال
 (۱۸) مے کہاں اور کہاں ہیں زاہد
 اک ذرا سو لیں بلکنے والے
 کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے
 بجھ بھی جاتے ہیں دہکنے والے
 کیا ہنسا غنچے، چٹکنے والے
 آہ او پتے کھڑکنے والے
 ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے
 پھوٹ بہتے ہیں تپکنے والے
 یوں بھی تو چھکنے ہیں چھکنے والے

(۱۹) کفِ دریائے کرم میں ہیں رِضا پانچ فوارے چھلکنے والے

مشکل الفاظ کے معانی :

* جلوہ- دیدار * بلکنے والے- بے تاب ہو کر رونے والے * تیز روؤں- تیزی کے ساتھ چلنے والوں * بھلا- اچھا * ضبط- قابو رکھنا، برواشت کرنا * دھکنے والے- آگ سے بھڑکنے والے * کملانا- مرجھا جانا * چٹکنے والے- کھلنے والے * نخل- درخت * آہ- ہائے افسوس * کھڑکنے والے- ہوا سے شور کرنے اور آواز دینے والے * سوئے- طرف * میخانہ- شراب خانہ * بہکنے والے- بھٹکنے والے، راستہ بھول جانے والے * آپے- اپنے آپ کو * ٹپکنے والے- گرنے والے (قطرہ قطرہ گرنا) * ے- شراب * کہاں- کس درجہ میں * زاہد- عبادت گزار، پرہیزگار * چپکنے والے- خوش ہو کر نغمہ الاپنے والے * کف- ہتھیلی * فوارے چھلکنے والے- وہ چشمے جو اچھل کر پانی نکالتے ہیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۱) جہاں ایک طرف موت سے ڈر لگتا ہے تو دوسری طرف موت ایک خوشخبری لیکر بھی آتی ہے اور وہ یہ کہ موت آئے گی تبھی محبوب کا دیدار نصیب ہوگا تو اے جلوہ محبوب کی تڑپ میں بلک بلک کر رونے والے عاشق زار! تھوڑی دیدار چین کی نیند سو جا اس کے بعد تجھے تیرے کریم آقا (عالیہ السلام) کی زیارت کرا دی جائے گی۔ اگرچہ دنیا سے قبر میں تو تیرے ساتھ کوئی نہ جائے گا، لیکن قبر میں جانے کے بعد ایسی رونق ہوگی کہ پھر واپس آنے کو دل ہی نہ پائے گا۔

جائے گا جب یہاں سے کوئی نہ ساتھ ہوگا دو گز کفن کا ٹکڑ تیرا لباس ہوگا
حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو گھر والے رو رہے ہیں ”واحر باہ“ ہائے مصیبت اور آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا ”واطر باہ“ واہ رے میری خوشی۔ پھر آپ نے یہ کلمات کہے اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

غذا نلقى الا جبہ محمد اوصحبہ

کل ہم اپنے پیاروں سے ملیں گے یعنی حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ سے، اقبال نے اسی موقع پہ کہا۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

(۱۲) (میدان محشر میں جبکہ فرشتے حضور علیہ السلام کو خصوصی اکرام کے ساتھ سواری پہ سوار کر کے مقام محمود کی طرف تیزی کے ساتھ چل رہے ہوں گے تو اعلیٰ حضرت فرشتوں کو مخاطب کر کے عرض کر رہے ہیں) اے تیز چلنے والو! ہم تھکے ماندے اپنے نبی عالیہ السلام کی شفاعت کے منتظر بھی یہاں کھڑے شفاعت کی بھیک مانگ رہے ہیں ذرا محبوب کو ملنے کا ہمیں بھی موقع دوتا کہ ہم عرض کریں کہ آقا ہمیں کس کے حوالے کرنا ہے۔

یہ آنکھیں آپ کے دیدار کی طالب ہیں مدت سے رخ پر نور سے پردہ اٹھا دو یا رسول اللہ

یہی ہے آرزوئے زندگی تابشِ قصوری کی دم آخر روئے زیبا دکھا دو یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۳) (پھر خود ہی اپنے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہتے ہیں) اے دل ان کی دید کی انتظار میں تیرا سلگتے رہنا اور تھوڑی تھوڑی عشق

کی گرمی محسوس کرتے رہنا ہی بہتر ہے کیونکہ جو انگارے یکدم بھڑک اٹھتے ہیں وہ بجھ بھی جلد ہی جاتے ہیں، مثل مشہور ہے ”جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں“ یہ سب ٹھیک سہی مگر۔

۔ لاؤں کہاں سے چھین دل بے قرار کا آنکھوں کا شوق دید ہے تیرے دیار کا

سلطانہ لب پہ ذکر محمد جو آ گیا از فرش تابہ عرش تھا موسم بہار کا

(۱۴) کبھی اس طرف تو ہماری توجہ ہی نہ گئی کہ پھول مرجھا بھی جاتے ہیں اور اس حقیقت سے تو ہم آج تک غافل ہی رہے کہ جو کلی کھل کر پھول بن جاتی ہے وہ کیسے مسکراتی ہے اور جو پھول پودے سے جدا ہو جاتا ہے وہ کتنا افس لے گا آخر چند لمحوں بعد تو ضرور ہی مرجھا جائے گا۔

(۱۵) ہائے رے اور درخت کے پتے! تو اپنے درخت سے جدا ہو کر کیسے اڑا پھرتا ہے اور کھڑکھڑکی آوازیں نکال رہا ہے کاش تو

اپنی اصل کے ساتھ رہتا پھر تیرے اوپر بہار بھی آتی اور اس طرح در در کی ٹھوکریں بھی نہ کھاتا۔ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔

پتہ اگر درخت سے جدا ہو جائے تو اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے اور اگر امتی کا اپنے نبی (علیہ السلام) سے رابطہ نہ رہے تو وہ کیسے پرسکون رہ سکتا ہے۔ مرکز سے جدا ہونے والا ہمیشہ حوادث زمانہ کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کو کہیں بھی پناہ نہیں ملتی۔ آج دنیا میں دولت کی ریل بیل کے باوجود سکون کا فقدان بھی اسی لیے ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی چیخ و پکار اور ان پر ہونے والے ظلم و ستم اور عالم اسلام کے نام نہاد مسلمان حکمرانوں کی بے حسی کی وجہ بھی یہی ہے۔

اسی مضمون کو مولانا روم علیہ الرحمۃ نے ہنری کے روپ میں بیان کیا ہے کہ اس کی آہ و بکا بھی اپنی اصل سے جدا ہونے

کی وجہ سے ہے۔

۔ بشنواز نے چوں حکایت می کند وز جدا میا شکایت می کند

(۱۶) اس شعر کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں جب دنیا میں بھیجا گیا تو ہمارا منہ میخانہ وحدت کی طرف تھا اور دنیا

میں آتے ہی ہمارے کانوں میں صدائے حق (آذان) گونجی، پھر شدہ شدہ نفس و شیطان نے ہمیں بھٹکا دیا۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ یہ عاشق زار جب فراق کے صدمے نہ برداشت کرتا ہوا بے ہوش ہو کر گرتا ہے تو بے ہوش ہو کر بھی

اتنا باہوش ہوتا ہے کہ منہ پھر بھی میخانے کی طرف ہوتا ہے اور دل میں یہی تڑپ ہوتی ہے کہ۔

۔ میری آنکھیں دیکھیں محمد ﷺ کا جلوہ بزرگوں سے بس یہ دعا چاہتا ہوں

کسی اور شے کی ضروری نہیں ہے میں دیدار بس آپ کا چاہتا ہوں

(ریاض مدینہ)

(۱۷) اے میرے دل اپنے آپ پر کنٹرول رکھ اور زیادہ خواہشات کے چکر میں نہ پڑ، ورنہ تیرا زخم بگڑ جائے گا اور ایسا ناسور بن

جائے گا کہ جس کا علاج بھی کوئی نہ ہوگا۔ کیا تو دیکھتا نہیں ہے کہ جب بارش ہوتی ہے اور چھت سے قطرہ ٹپکتا ہے تو اگر اس کو بند نہ

کیا جائے تو ساری چھت ہی بہنا شروع ہو جائے گی۔

ایسے ہی جو دل دنیا کا ہو کر رہ جائے گا اس کو قیامت کے دن زیادہ صدمے اٹھانے پڑیں گے لہذا چند روزہ زندگی میں

آخرت کی سزا سے بچنے کا انتظام کر لے۔

۔ ذرا خواب غفلت سے ہوشیار رہو نہ غافل رہو اتنا ، خبردار رہو
(۱۸) ارے زاہد (عبادت گزار، پابند شریعت) تو سمجھتا ہوگا کہ یہ (احمد رضا) بلبل چمنستان رسالت خوب چہکتا ہے ضرور دو گھونٹ شراب عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو میسر آگئی ہوگی (اعلیٰ حضرت کس نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں) میرے نصیبوں میں وہ شراب محبت کہاں، بس بغیر پئے ہی چہکتا (یاد محبوب میں نغمہ سرائی کرتا) رہتا ہوں۔ اور عرض کرتا رہتا ہوں اے میرے پیارے آقا اگر جاگتے ہوئے نہیں تو۔

۔ کسی دن خواب میں جلوہ دکھا دیں یا رسول اللہ میرے سوئے مقدر کو جگا دیں یا رسول اللہ
میرے گھر میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے جدھر دیکھو کسی صورت میں گھر جگمگا دیں یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۹) بس نجات حضور پاک کے کرم سے ہی ہوگی اور ان کا کرم اتنا عروج پر ہے کہ پانچ فوارے پانچ انگلیوں سے پھوٹ کر امت کو بتا رہے ہیں کہ آقا علیہ السلام کے دریائے کرم سے ہر کسی کی پیاس ضرور بجھے گی۔

۔ منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کو کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

-----***-----

نعت شریف نمبر (۵۷)

- (۱) راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے پاؤں افکار ہے کیا ہونا ہے
 (۲) خشک ہے خوں کہ دشمنِ ظالم سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے
 (۳) ہم کو بدکر وہی کرنا جس سے دوست بیزار ہے کیا ہونا ہے
 (۴) تن کی اب کون خبر لے ہے دل کا آزار ہے کیا ہونا ہے
 (۵) بیٹھے شربت دے میا جب بھی ضد ہے انکار ہے کیا ہونا ہے
 (۶) دل کہ تیار ہمارا کرتا آپ پیار ہے کیا ہونا ہے
 (۷) پر کئے تنگ قفس اور بلبل نو گرفتار ہے کیا ہونا ہے
 (۸) چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
 (۹) ارے او مجرم بے پروا دیکھ سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے
 (۱۰) تیرے پیار کو میرے عیسیٰ غش لگاتار ہے کیا ہونا ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* راہ - راستہ * پر خار - کانٹوں سے بھرا * افکار - زخمی * خشک ہے خون - بطور محاورہ بمعنی سخت خوف * خونخوار - خون پینے والا، بہت ظالم * بدکر - جان بوجھ کر، بد بدی * بیزار - ناراض * تن - جسم * ہے ہے - ہائے افسوس * آزار - تکلیف، دکھ * میا - اے مردہ زندہ کرنے والے، عیسیٰ علیہ السلام کا لقب مراد حضور علیہ السلام ہیں * ضد - کینہ، مخالفت * تیار - ہمدردی، علاج، تیمارداری، بیمار کی خدمت کرنا * آپ - خود * پر - جانور کے بازو (پر) جن سے اڑتا ہے * قفس - پنجرہ * نو گرفتار - ابھی پکڑا ہوا * چھپ کے - تنہائی میں * خبردار - ہوشیار، واقف، باخبر * ارے او - کسی کو ڈانٹ کر غصے سے بلانا، حروف ندا * بے پروا - بے خبر، لا پرواہ * غش - بے ہوشی کا دورہ * لگاتار - مسلسل، متواتر، بلا فصل۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) دنیا کا سفر (راستہ) کانٹوں سے بھرا ہوا ہے (مجبوریاں، مخالفتیں، غفلتیں مال و اولاد کی آزمائشیں وغیرہ) اور اس پر مزید مصیبت یہ ہے کہ پاؤں بھی زخمی ہیں (قدم قدم پہ رکاوٹیں ہیں) خدا خیر کرے، نہ معلوم یہ سفر کیسے طے ہوگا۔

قبر، حشر، حساب و کتاب کی منزلیں ہیں، خدا نہ کرے اگر ناکامی ہوئی تو جہنم بھڑک رہا ہے سخت احتیاط کی ضرورت ہے بڑے بڑے پھسل گئے، خالی علم اگر بچا سکتا ہوتا تو واضلہ اللہ علی علم (القرآن) نہ فرمایا جاتا اور صرف عبادت اگر بچا سکتی

ہوتی تو شیطان مردود نہ ہوتا۔ تو پھر یہ سفر کیسے طے ہو؟ ضروری ہے علم، عبادت کے ساتھ کسی ولی کامل کا دامن ہاتھ میں ہو۔ کیونکہ بغیر مرشد کامل کے دنیا کے اس سفر میں ہلاکتیں ہی ہلاکتیں ہیں اور اولیاء کرام کی صحبت میں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت طالح ترا طالح کند
یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا اوشیند در حضور اولیاء
گر تو سنگ خارا ای مرمر شوی چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

(مولانا روم علیہ الرحمۃ)

(۲) سخت خوف چھایا ہوا ہے جس سے خون خشک ہو رہا ہے کیونکہ بڑے ظالم دشمن (نفس و شیطان) سے واسطہ پڑ گیا ہے، اللہ ہی جانتا ہے کیا ہوگا۔ وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا۔

امام ابو جعفر قریطی علیہ الرحمۃ کی موت کا وقت آیا تو حاضرین کلمہ کی تلقین کرتے اور آپ جواب میں لا (نہیں) فرماتے۔ ذرا افاقہ ہوا تو لوگوں نے ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں (لا) نہیں کہتا تھا بلکہ میرے پاس دو شیطان کھڑے تھے ایک کہتے یہودی ہو کر مرد دوسرا کہتا عیسائی ہو کر مرو میں ان کو جواب دیتا لا (نہیں) میں تو مسلمان ہو کر مردوں گا (حدیث شریف میں ہے کہ شیطان موت کے وقت آکر اسی طرح کہتا ہے۔ (ترمذی، نسائی)۔

کہاں فریدوں کہاں سکندر، کہاں ہے جم اور کہاں ہے دارا
یہ سب کے سب خاک کے پتکے بگار ڈالے بنانا کر
مسافرانِ رہ عدم کو یہ کیسی نیند آگئی الہی
کہ جب سے سوئے ہیں پھر نہ چونکے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر

(۳) (الانسان حریص فیما منع، انسان کو جس سے منع کیا جائے اس کے کرنے پر لالچی ہوتا ہے۔ یہ چیز اس کی طبیعت میں رکھ دی گئی ہے جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ جنت کو مکروہات (جن کاموں سے انسان کی طبیعت کراہت کرتی ہے جیسے فرمایا گیا کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم۔) نے گھیر رکھا ہے اور دوزخ کو مرغوبات (عام انسان تو بد و بدی اور جان بوجھ کر گناہ ہی کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ناراض ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہوا تو خدا جانے ہمارے ساتھ کیا کیا ہونا ہے۔ قبر و حشر، جنت و دوزخ کے مناظر سامنے ہوں تو انسان کو نافرمانیوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

کر زمیں کے نیچے بھی جانے کی فکر روشنی قبر کا سامان کر
اونچے اونچے یاں تو نے بنوائے محل کام جو کرنے ہیں کر لے آج کل

جبکہ دنیائے فانی سے سفر آخرت کی طرف پہلی منزل بھی قبر ہے اور آخرت کا دروازہ بھی قبر ہے، جس کو دیکھتے ہی حضرت عثمان غنی اتار دیتے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور فرماتے دنیا کی آخری اور آخرت کی پہلی منزل قبر ہے اگر اس میں کامیابی ہوگئی تو دونوں جہاں کامیاب۔

۴۔ وہ تھے کس منزل میں اور تو کوئی منزل میں ہے شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے
(۴) اب جسم کی فکر کو چھوڑو اس کی تو خیر ہے ہمارا تو دل ہی خراب ہو گیا ہے جس کی وجہ سے جسم کا خراب ہونا تو لازمی امر تھا
حدیث شریف میں ہے کہ دل اگر خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

لہذا اب تو دل کا سیایا (خرابی) پڑ گیا ہے خدا جانے اب کیا بنے گا۔

(۵) حکیم کائنات (امام الانبیاء علیہ السلام) اپنے مریضوں (امیتوں) کے لیے بہترین میٹھا شربت (احکام شریعت) عطا کرنے کے لیے پوری خیر خواہی فرما رہے ہیں لیکن مریض ہے کہ اپنی ضد پر ڈٹا ہوا ہے اور ان کے ہر علاج اور دوا سے انکار کر رہا ہے۔ تو ایسا مریض مرے گا نہیں اور اس کی بیماری بگڑے گی نہیں تو اور کیا ہوگا اور مر کر جہنم کا ایندھن ہی بنے گا۔ ایسا خیر خواہ کون ہوگا کہ سارے عزیز قبر تک ساتھ جائیں اور ہمارے آقا قبر کے اند تشریف لائیں۔

۶۔ کہا دوستوں نے یہ دفن کے وقت ہم کیونکر یہاں کا حال جانیں

لحد تک تو آپ کی تعظیم کردی اب آگے آپ کے اعمال جانیں

(۶) اور دل جس میں پورے جسم کی خیر خواہی کا جذبہ ہوتا ہے اور اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو فوراً دل پریشان ہو جاتا ہے اب جبکہ وہ خود ہی گناہ کر کے بیمار چکا ہے تو وہ ہماری تیمارداری اور خیر خواہی کیا خاک کرے گا؟ اللہ ہی جانے ہمارا کیا بنے گا۔

(۷) بھلا وہ بلبل جس کے پر کاٹ کر اس کو پرواز کرنے سے معذور کر دیا گیا ہو اور پھر اس کو ایسے پنجرے میں بند کر دیا گیا ہو جو نہایت ہی تنگ ہے نہ اڑ سکے اور نہ ہی آزاد ہو سکے اور پھر اس کو ابھی ابھی پکڑ کر قید کیا گیا ہو تو اس بلبل کی پریشانی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ قبر میں جا کر خاص طور پر پہلی رات مردے کی حالت اس سے مختلف نہیں ہوتی۔

۸۔ عزیزو! عالم قافی سے جب اپنا گذر ہو گا نکل اس ملک سے زیر زمیں جنگل میں گھر ہو گا

اندھیرا، تنگ وہ گھر ہے تکیہ اور نہ بستر ہے مکان پر خطر ہو گا نہ آنگن اور نہ در ہو گا

مجھے ہے خوف اس دن کا نہ جانوں کونسا دن ہے کہ جس دن یہ زمین و آسمان زیر و زبر ہو گا

نہ جانیں ہم کسی کو اور نہ کوئی ہم کو ہی جانے نہ کچھ پہچان حاکم سے، کہو! کیونکر گذر ہو گا

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی ایسا دن قبر پہ نہیں گذرنا کہ وہ یہ اعلان نہ کرتی ہو کہ اے آدم کے بیٹے تو مجھے بھول گیا ہے میں تنہائی کا گھر، وحشت کا گھر، تنگی کا گھر اور کیڑوں کا گھر ہوں۔

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب مردے کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو قبر سے یہ آواز آتی ہے کہ اے شخص تو کتنا غافل اور بے خبر تھا کہ تو میرے سینے کو بڑی بے دردی کے ساتھ روندنا رہا، حالانکہ تو جانتا تھا کہ تیری منزل میں ہوں اور میں رنج و تکلیف کی جگہ ہوں کیڑوں کی پناہ گاہ ہوں، میرے اندر اندھیرا ہی اندھیرا ہے، میں کفن پھاڑ دیتی ہوں۔ بدن کا جوڑ جوڑ الگ کر دیتی ہوں، خون چوس لیتی ہوں، گوشت کھا لیتی ہوں اور جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں (ملخصاً) پھر مرنے والا آرزو کرتا ہے۔

۹۔ اور راہ جانے والے کچھ پڑھ کے بخش جانا اگر ہو خیال تم کو اس میری بے بسی کا

۱۰۔ ہو کبھی جس کا گذر اس بستی خاموش سے میری قبر پر بھی آ کے پڑھ کے جائے فاتحہ

(۸) تو اپنے خیال کے مطابق بڑی احتیاط سے چھپ چھپ کر گناہ کیا کرتا تھا اگرچہ لوگوں کے ڈر سے ہی سہی لیکن افسوس تو یہ جانتا تھا کہ اللہ میرے ہر چھپے، ظاہر کو جانتا ہے مگر لوگوں کا ڈر تھا خدا کا ڈر نہ تھا۔

(۹) ارے او مجرم! تو کیسا احمق ہے دیکھتا کیوں نہیں تیرے سر پر ہر وقت موت کی تلوار لٹک رہی ہے اور تجھے کوئی پردہ ہی نہیں ہے۔ اب تجھے معلوم ہو گیا ہو گا کہ ایسے مجرم کے ساتھ کیا ہو گا۔

۱۰۔ اے میرے عیسیٰ (یعنی عیسیٰ کی جان محبوب علیہ السلام) آپ کا بیمار آخری سانس لے رہا ہے اس کو بے ہوشی کے دورے پڑ رہے ہیں، کرم فرمائیے اور ایسے نازک لحظات میں میری مدد کیجئے۔ آپ تو جانتے ہیں آگے کیا ہونا ہے۔

آئے تھے چمن میں تیرے سیر گلشن کر چلے
سنہال مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

ایک سبق آموز خواب:

ایک شخص کو خواب آیا کہ وہ جنگل میں جا رہا ہے کہ اس کے پیچھے شیر لگ گیا، وہ شیر کے ڈر سے بھاگا تو راستے میں ایک کنواں دیکھا، جس میں رسی لٹکی ہوئی ہے۔ وہ شیر کے خوف سے رسی کو پکڑ کر کنواں میں اتر گیا جب آدھے کنویں تک پہنچا اور نیچے دیکھا تو ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا ہے۔ تو وہ درمیان میں لٹک گیا اور پر شیر نیچے اژدھا اور دو چوہے ایک کا لے ایک سفید نے رسی کو کاٹنا شروع کر دیا ہے۔ اسی حالت میں اس کو کنواں کے اندر شہد کا چھتا نظر آ گیا تو وہ شیر، اژدھا اور چوہوں کو بھول کر شہد کو کھانے لگا کہ اتنے میں چوہوں نے رسی کو کاٹ دیا اور اژدھا کے منہ میں چلا گیا خوف سے اس کی آنکھ کھل گئی اس نے تعبیر معلوم کی تو اس کو بتایا جنگل دنیا ہے۔ شیر ملک الموت، اژدھا قبر، چوہے دن رات، رسی عمر ہے جس کو دن رات ختم کر رہے ہیں، شہد لذت دنیا ہے۔ غافل تو سب کو بھول کر دنیا کے حصول میں لگ گیا یہ تجھ کو خبر دار کیا گیا ہے کہ اب بھی سنہال جادو کو چھوڑ، دین کو حاصل کر موت سر پر کھڑی ہے۔

نہ کوئی پیش چلی نہ عذر نہ انکار ہوا
سانس کا کرنہ بھروسا تو، کبھی اے غافل
کس قدر موت کی ہے نیند مزے کی یارب
کوئی ساتھی نہ ہوا مر کے بجز زیر کفن
جیتے جی بہت تیار تھے صوفی اپنے
جب بشر موت کے پنچے میں گرفتار ہوا
یہ تو چلتا ہے سمجھ، چلنے کو تیار ہوا
جو کوئی سویا نہ پھر اس نیند سے بیدار ہوا
پہلی منزل سے ہی ہر اک جدا یار ہوا
قبر میں ایک بھی نہ آکر مدد گار ہوا

(۱۱) نفس پر زور کا وہ زور اور دل زیر ہے زار ہے کیا ہونا ہے

(۱۲) کام زنداں کے کیے اور ہمیں شوق گلزار ہے کیا ہونا ہے

(۱۳) ہائے رے نیند مسافر تیری کوچ تیار ہے کیا ہونا ہے

(۱۴) دور جانا ہے رہا دن تھوڑا راہ دُشوار ہے کیا ہونا ہے

(۱۵) گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں مت پہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے

- (۱۶) جان ہلکان ہوئی جاتی ہے بار بار ہے کیا ہونا ہے
 (۱۷) پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے
 (۱۸) راہ تو تیغ پر اور تلوؤں کو گلہ خار ہے کیا ہونا ہے
 (۱۹) روشنی کی ہمیں عادت اور گھر تیرہ و تار ہے کیا ہونا ہے
 (۲۰) بیچ میں آگ کا دریا حائل قصد اس پار سے کیا ہونا ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* پر زور - زور آور، طاقتور * زیر - کمزور * زار - لاغر، دبلا پتلا، ذلیل و رسوا * زنداں - قید خانہ * گلزار - باغ
 * ہائے رے - ہائے افسوس * کوچ - روانگی، جدائی * دشوار - مشکل * مت - عقل، سمجھ * مار - صدمہ، مار پیٹ * ہلکان - ہلاک، تھکا ماندہ * بار - بوجھ * سا - جیسا، مثل، مانند * پار - دوسرے کنارے، گذرنا * ناؤ - کشتی * دھار - پانی کا تیز بہاؤ
 * راہ - راستہ * تیغ - تلوار * تلوؤں - پاؤں کا نچلا حصہ * گلہ خار - کانٹے کا شکوہ * تیرہ و تار - تنگ و تاریک، سخت سیاہ
 * بیچ - درمیان * حائل - آڑ، روک، رکاوٹ * قصد - ارادہ، نیت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) - نفس انتہائی طاقتور اور شہ زور ہے اور میرا دل انتہائی کمزور بھی ہے اور لاغر دلا چار بھی ہے، خدا جانے اب میرے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے۔

یا الہی رحم کن برماہمہ عفو کن جملہ گناہ ماہمہ

(۱۲) ہماری سوچ بھی کیسی بچکانہ ہے کہ کام تو ایسے کرتے ہیں جو قید خانے میں لے جانے والے ہیں اور امیدیں جنت کے باغوں میں جانے کی باندھ رکھی ہیں۔ ان حالات میں ہمارے ساتھ کیا ہونا ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہمارے اعمال کے مطابق معاملہ کرنے کی بجائے اپنے عفو و کرم کا معاملہ فرمائے۔

ہمارے عوام الناس کی اکثر یہی حالت زار ہے کہ اعمال تو جہنیوں والے کرتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی شفاعت اور اللہ کی رحمت کے واقعات سے غلط معنی و مفہوم اخذ کر کے خوف خدا سے بیگانہ ہو چکے ہیں حالانکہ الا یمان بین الخوف والرجاء۔ ایمان نام ہے خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا۔ اولیاء اللہ بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خوف خدا کے ایسے ایسے دل ہلا دینے والے واقعات ہیں (جو کو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں کیونکہ خوف طوالت ہے) کہ ہم جیسے نالائقوں کو سن کر شرم سے مرجانا چاہیے۔

وہ تھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

(۱۳) اے غفلت کی نیند سونے والے دنیا کے مسافر ہوش کر تیری سواری تیار ہے اور تو بے کس ولا چار ہے، منزل بہت دور ہے اور سفر بہت کٹھن ہے، وقت بہت تھوڑا ہے۔ خدا جانے تیرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ فکر آخرت سے ایک نظم ملاحظہ کیجئے۔

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

جب سے بنی ہے دنیا لاکھوں کروڑوں آئے
اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے
آنکھوں سے تو نے اپنے کتنے جنازے دیکھے
انجام سے تو اپنے اتنا کیوں بے خبر ہے
یہ اونچے اونچے محل ہیں کچھ کام کے نہیں ہیں
دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے
مٹی کے پتلے تم کو مٹی میں ہے سمانا
رہتا نہیں یہاں پر جاری تیرا سفر ہے
اے زکریا اپنے مولا سے دل لگا لے
سماں تیرا یہی ہے تو صاحب سفر ہے

(۱۴) اے مسافر دن ڈھل رہا ہے اور تو نے سفر بہت کرنا ہے سستی چھوڑ اور تیاری کر اور ابھی سے منزل کی فکر شروع کرو۔ کیونکہ راستہ بڑا ہی پر خطر اور دشوار ہے۔ کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب آخرت کی تیاری کے لیے ترغیب دی ہے۔

اے دل کد تک دیکھیں تو ایہہ تازیاں باغ بہاراں
خاک لوڑے قبریں اندر تن من کفن انہاندے
آپو آپ علیحدہ ہو گئے جوڑ ہڈاں دے سارے
پاسے پر نے پئے قبر وچ ناز کما ون والے
بڑے بڑے محبوب پیارے گل رخسار بہترے
اس دن دا کجھ خوف نہ تینوں جسدن قبریں جانا
نہ کر ظلم غریباں اُتے دکھ نہ دیہ غریباں
نہ کر غفلت نہ کر غفلت کر توبہ کر توبہ

(۱۵) اے مسافر کیا تو نے اپنے (اصلی) گھر جانا ہے یا نہیں؟ تیری کیوں مت ماری گئی ہے، عقل ماؤف ہو گئی ہے۔ تو سمجھداری سے کام کیوں نہیں لیتا، ہوش میں آ، دنیا کی لذتوں میں آخرت کو نہ بھول جا۔

(۱۶) آخرت کی مشکلات کے بارے میں سوچ سوچ کر میری تو جان ہلاک ہوتی جا رہی ہے۔ تجھے میری نصیحت کیوں سمجھ نہیں آرہی یہ گناہوں کا بوجھ جو تو بڑھاتا جا رہا ہے کچھ تجھے معلوم بھی ہے یہ کوئی بوجھ سا بوجھ ہے، خدا خیر کرے۔ اس بوجھ کو کیسے اٹھائیں گے اللہ ہی جانتا ہے۔

آہ اک دن مرنا ہم کو ہے ضرور سب کو جانا ہے مولیٰ کے حضور

(۱۷) دنیا کا دریا پار بھی کرنا ہے اور تیرنا سیکھا ہی نہیں (نیک اعمال نہیں کیے) کشتی بھی کوئی نہیں (کیونکہ اس کا کرایہ اعمال صالحہ پلے میں نہیں) ادھر دریا کا بہاؤ بھی بڑا تیز ہے (موجزن) ہے۔ اے میرے اللہ تیری ہی مدد چاہیے۔

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ بہر سرائق بندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۱۸) اے غافل انسان! تیرے پاؤں میں اگر کانٹا بھی چبھ جائے تو تڑپ اٹھتا ہے اور واویلا شروع کر دیتا ہے جبکہ تو نے ابھی پل صراط سے بھی گزرنا ہے جو تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہے وہاں تیرا کیا ہوگا۔

تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا گنج و سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصر عالیاں بھی بنوایا تو کیا دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۱۹) تجھے اس دنیا کے گھر میں تو بغیر روشنی کے نہ نیند آتی ہے نہ آرام و چین (گرمیوں میں ذرا لاسٹ چلی جائے تو کیا حشر ہوتا ہے) جبکہ جہاں تو نے سینکڑوں برس رہنا ہے وہاں تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ آخر تیرا وہاں کیا بنے گا اور تو وہاں کیسے گزارا کرے گا۔

قصر اور اسکندر و جم چل بے زل اور سہراب و رستم چل بے
کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بے سب دکھا کر اپنا دم خم چل بے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۲۰) کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے اور جنت کے درمیان آگ کا دریا حائل ہے جس کو پار کر کے ہی جنت میں داخلہ ہو سکتا ہے۔

(وان منکم الا وادھا کان علی ربك حتما مقضیا)

ہائے کیا بنے گا، اے اللہ ہماری مدد فرما۔

کیسے کیسے گھر اُجاڑے موت نے سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے پہلوں کیا کیا پچھاڑے موت نے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۱) اس کڑی دھوپ کو کیونکر جھیلیں شعلہ زن نار ہے کیا ہونا ہے

(۲۲) ہائے بگڑی تو کہاں آکر ناؤ عین منجھدار ہے کیا ہونا ہے

(۲۳) کل تو دیدار کا دن اور یہاں آنکھ بے کار ہے کیا ہونا ہے

(۲۴) منہ دکھانے کا نہیں اور سحر عام دربار ہے کیا ہونا ہے

- (۲۵) ان کو رحم آئے تو ورنہ وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے
 (۲۶) لے وہ حاکم کے سپاہی آئے صبح اظہار ہے کیا ہونا ہے
 (۲۷) واں نہیں بات بنانے کی مجال چارہ اقرار ہے کیا ہونا ہے
 (۲۸) ساتھ والوں نے یہیں چھوڑ دیا بے کسی یار ہے کیا ہونا ہے
 (۲۹) آخری دید ہے آؤ مل لیں! رنج بے کار ہے کیا ہونا ہے
 (۳۰) دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے
 (۳۱) جانے والوں پہ یہ رونا کیسا بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے
 (۳۲) نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں یہ عبث پیار ہے کیا ہونا ہے
 (۳۳) اس کا غم ہے کہ ہر اک کی صورت گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے
 (۳۴) باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے
 (۳۵) کیوں رضا کڑھتے ہو ہنتے اٹھو جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* کڑی - سخت * جھیلیں - برداشت کریں * شعلہ زن - لپٹ مارنے والی، بھڑکنے والی * ہائے - افسوس * ناؤ - کشتی * عین - بالکل، خاص * منجھدار - دریا کی درمیانی دھار اور بہاؤ * دیدار - دیکھنا، نظارہ کرنا * بے کار - بے فائدہ، فضول، بیکار * سحر - صبح، سحری کا وقت * عام دربار - کھلی پچھری * کڑی مار - سخت سزا، مار مارنا سے ہے (حاصل مصدر) * حاکم - حکم کرنے والا (بادشاہ) * سپاہی - سپاہ سے بمعنی لشکری * اظہار - ظاہر کرنا * واں - وہاں کا مخفف * مجال - طاقت * چارہ اقرار - مان لینا ہی علاج ہے * بے کسی - مجبوری، بے چارگی * یار - مددگار * دید - دیکھنا (آخری دید مرے ہوئے کو آخری بار دیکھنا) * رنج بیکار - فضول دکھ * دل لگانا - محبت کرنا * بار - بوجھ * رونا - آنسو بہانا * ناچار - عاجز و مجبور * نزع - جان کنی، موت کی سختی * بٹ جائے - تقسیم ہو جائے * عبث - فضول بے کار * گلے کا ہار - مستقل مصیبت، چٹنا، گلے کا تعویذ * پر - لیکن * وار - موقع، باری * کڑھنا - پریشان ورنجیدہ ہونا * غفار - بخشنے والا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۲۱) اتنی سخت محشر کی دھوپ اور گرمی اور ہم ناتوں و کمزور اُف اللہ! کیسے برداشت کر سکیں گے ایسے لگتا ہے جیسے کوئی آگ کا دریا بہہ رہا ہے یا محشر کی گرمی کے بعد جہنم بھی شعلہ زن منتظر کھڑا ہے، اے بے سہاروں کے سہارا، امت کے غمخوار نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دامن کا سایہ عطا فرماتا۔

ہے یہاں سے سب کو جانا ایک دن قبر میں ہو گا ٹھکانا ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن اب نہ غفلت میں گنونا ایک دن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۲۲) سوائے افسوس کے اب کیا ہو سکتا ہے کہ دریا کے عین وسط میں جبکہ دریا کا بہاؤ بھی بہت تیز ہے اور ہوا بھی مخالف سمت کی چل رہی ہے اس حال میں کشتی کا خراب ہو جانا سوائے تباہی اور بربادی کے اور کیا ہوگا۔

تجھ کو غافل فکر عقیقی کچھ نہیں کھانہ دھوکہ عیش دنیا کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۲۳) کل (قیامت کا دن) دیدار کا دن ہے اور ہماری حالت یہ ہے کہ۔

وہ تو ہے زیبا حسن اور ہم میں بینائی نہیں
ہم نے ایسے اعمال ہی نہیں کیے جن کی وجہ سے ہماری آنکھ میں دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی، یہ کس قدر محرومی ہوگی کہ اہل اللہ جس نعمت کے حصول کے لیے ساری عمر محنت کرتے رہے ہم نے اس کے لیے کچھ بھی نہ کیا پھر جو ہونا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔
عیش کر غافل نہ تو آرام کر مال حاصل کر نہ پیدا نام کر
یاد حق دنیا میں صبح و شام کر جس لیے آیا ہے تو وہ کام کر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۲۴) ہمارے کرتوتوں کی وجہ سے ہمارا منہ تو اس قابل ہی نہیں کہ اپنے آقا کو دکھاسکیں اور کل صبح (قیامت) کو کھلے دربار (بھرنے دربار) میں دیدار عام ہونے والا ہے، جو سامنے آئے بغیر نہیں ہو سکے گا۔ ہائے بد نصیبی دیدار سے کہیں محروم نہ ہو جائیں۔
آنے والی کس سے ٹالی جائے گی جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۲۵) یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارا اللہ بھی رحیم کریم ہے اور ہمارے نبی علیہ السلام بھی وبالمو منین روف رحیم ہیں۔ اگر ان کا کرم شامل حال ہو جائے تو بگڑی بن جائے گی، مقدر سنور جائے گا، ورنہ سخت سزا ہوگی اور کیا ہونا ہے؟

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی ایک دن گزرنی ہے ضرور قبر میں میت اڑنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۲۶) یہ لو! وہ دیکھو! بادشاہ کے کارندے (فرشتے) ہمیں گرفتار کرنے کے لیے آرہے ہیں۔ جو ہمیں پکڑ کر احکم الحاکمین کے دربار میں لے جائیں گے اور ہمیں ایک ایک بات کا حساب دینا ہوگا۔ عمر کہاں گزاری دولت کہاں خرچ کی، جوانی کہاں صرف کی،

تندرستی کی کیا قدر کی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کہاں تک ادائیگی کی، کچھ خدا کا خوف بھی کیا یا نہیں کچھ اپنے نبی کا حیا بھی کیا یا نہیں ہائے اب ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک راہرو ملک عدم دفعۃً اک روز وہ جائے گا تھم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۷) یہ وہ عدالت ہے کہ جہاں جھوٹ، بہانہ، مکر و فریب چل ہی نہیں سکتے الیوم نختم علی افواہہم و تکلمنا ایدیہم و تشهد ارجلہم بما کانوا یکسبون۔ منہ پہ مہر ہوگی، ہاتھ پاؤں بول کر شہادت دیں گے کہ کیا کیا ہے سوائے اقرار کر لینے اور مان لینے کے کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

ہے یہ لطف و عیش دنیا چند روز ہے یہ دور جام و مینا چند روز
دار فانی میں ہے رہنا چند روز اب تو کر لے کارِ عقیقی چند روز
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۲۸) ہمارے ہمدرد، ساتھی، عزیز، رشتہ دار تو مجھے قبر کے گھرے میں پھینک کر چلے گئے، اب بے کسی اور مجبوری ہے جو میرے ساتھ جا رہی ہے۔ کسی پنجابی شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

جہڑے کہندے سی مراں گے نال تیرے آج اونہاں دی بازیاں ہاریاں نیں
جہڑے دید لئی ترسدے دنیں راتیں آج اونہاں دی بازیاں ماریاں نیں
جدوں باغ وچ خزاں نے وال کھولے پنچھی اڈ گئے مار اڈاریاں نیں
محمد بوٹیا جھوٹا ای جگ سارا سچیاں سوہنے محمد دیاں یاریاں نیں
(۲۹) میرے دوست، احباب ایک دوسرے کو کہہ رہے ہیں کہ چلو یا ر فلاں آخری سانس لے رہا ہے چل کے اس سے آخری بار مل ہی لیں کوئی اگر گلہ شکوہ ہے تو ایسے وقت اس کو بھول جانا چاہیے پتہ نہیں بے چارے کا آگے جا کر کیا حشر ہوگا۔ ہائے مرنے والے کو کتنا قابل رحم اور بے چارہ ہو گیا ہے کہ دشمن بھی تیرے اوپر ترس کھا رہا ہے۔

چند روزہ ہے یہ زندگی کی بہار دل لگا اس سے نہ غافل خبردار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گزار ہوشیار اے غفلت بھرے ہوشیار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۳۰) اے دنیا والو! بے وفاؤ! تمہارے ساتھ تو محبت کرنی ہی نہ چاہیے تھی اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ نہ تمہیں چھوڑنے کو دل چاہا ہے نہ آگے جانے کو طبیعت مانتی ہے۔

آ گئی جان شکنجے اندر جیوں ویلن وچ گناں

رونوں کہو ہن رہو محمد ہن رہویں نے مناں

(۳۱) جس نے جانا ہی جانا ہے اس پہ آہ و بیکار اور رونے دھونے کی کیا ضرورت؟ آخر بندہ مجبور ہے اس سے کیا ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

عیش و عشرت کے لیے انساں نہیں یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت و سستی تجھے شایاں نہیں بندگی کر تو اگر ناداں نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۳۲) اب میری موت کا وقت آپکا ہے، مجھ سے جدا ہو جاؤ تا کہ تمہارے ساتھ محبت کے جذبات کا اظہار کرتے کرتے کہیں میرا دھیان آخرت سے ہٹ نہ جائے۔ لہذا اب تمہارے ساتھ پیار فضول ہے اب جو ہونا ہے ہو کر ہی رہے گا۔ مجھے خدا کے سپرد کرد اور اللہ حافظ۔

یوں نہ اپنے آپ کو بیکار رکھ آخرت کے واسطے تیار رکھ
غیر حق سے قلب کو بیزار رکھ موت کا ہر وقت انتظار رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۳۳) اب مجھے یہ حسرت رہے گی کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے اور میں تمہاری شکلوں کو یاد کر کر کے روتا رہوں گا، یہ روگ نہ ختم ہونے والا ہے۔ پتہ نہیں آگے کیا ہونا ہے۔

ترک اب ساری فضولیات کر یوں نہ ضائع اپنے تو اوقات کر
رہ نہ غافل یاد حق دن رات کر ذکر و فکر و موت کی تو بات کر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۳۴) کئی باتیں میں تم سے اور بھی کرنا چاہتا تھا، لیکن اب باتیں ہی تو نہ کرتا رہوں، کچھ آگے کی بھی فکر کروں، اب تم سے بات کرنے کا موقع نہیں ہے۔ خود میرے ساتھ پتہ نہیں آگے کیا ہونا ہے۔

کوچ ہائے بے خبر! ہونے کو ہے ہائے یہ غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے تو شہ سفر ہونے کو ہے ختم بس اب ہر بشر ہونے کو ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۳۵) اور لیکن اے (بندہ خدا، احمد رضا) اس طرف بھی تو دھیان کر کہ تیرا رب بخشے والا ہے تو پھر خوش ہو جا اور مسکراتا ہوا اٹھ! خیر ہی خیر ہے اسی موقع پر موت اچھی لگتی ہے۔ اور کہا گیا ہے۔

تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو زندگی کا جان حاصل موت کو
رکتے ہیں محبوب قاتل موت کو یاد رکھ ہر وقت غافل! موت کو
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اعلیٰ حضرت کی دقت نظر:

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرف قلم اٹھایا ہے حق ادا کر دیا ہے۔ عشق رسول علیہ السلام کی بات ہو یا خوف خدا اور فکر آخرت کا موضوع ہو دریا کو کوزے میں بند کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے ماہرین فن کہ جن فنون سے آج کل کے علماء کو کوئی تعلق نہیں رہا، جب اعلیٰ حضرت کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے بلکہ جس فن کے وہ ماہر ہیں اس میں بھی اعلیٰ حضرت کو اپنے سے دو ہاتھ آگے پاتے ہیں۔ ایک مثال قارئین کرام کے سامنے رکھ رہا ہوں امید ہے کہ آپ پوری دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے۔ حکیم محمد سعید مرحوم علم طب میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی دقت نظر علمی بصیرت اور طب میں مہارت کے موضوع پہ ان کی ایک تحریر کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لیے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کس لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لیے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس لیے ان کے فتاویٰ میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں مگر طب اور اس علم کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا اور علم الاجار کو تقدم حاصل ہے۔ اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے ان کے ہاں ملتے ہیں اس سے ان کی دقت نظر اور طبی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے وہ اپنی تحریروں میں صرف ایک مفتی ہی نہیں بلکہ محقق طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے اس تحقیقی اسلوب و معیار سے دین و طب کے باہمی تعلق کی خوبی کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔

مولانا نے مٹی اور جنس ارض نیز اجار کی تحقیق کے سلسلے میں صرف متقدمین کی تصریحات پر تکیہ نہیں کیا بلکہ از روئے دیانت علم اجار و معدنیات اور طب و کیمیا کے مستند علماء کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جو تحقیق کا صحیح انداز ہو سکتا تھا اس لیے کہ کسی شے کی حقیقت و ماہیت ہمیں اس کے ماہرین ہی کے ذریعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک چیز عرف عام میں یا اپنی ظاہری صورت میں پتھر معلوم ہوتی ہو لیکن اس کی یہ خصوصیت اس کے ماہرین ہی بتا سکتے ہیں اور جب تک ان کا حوالہ نہ دیا جائے اس سے تیمم کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ ہمیشہ محل نظر ہوگا۔ فاضل بریلوی ماہرین فن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مثلاً کہہ رہا جو بظاہر پتھر معلوم ہوتا ہے، مولانا نے اس کی ماہیت ابن سینا اور القاضی جیسے محققین طب سے معلوم کی اس کے بعد یہ فتویٰ دیا کہ یہ پتھر نہیں ہے اس سے تیمم درست نہیں۔ سنگ بصری کے سلسلے میں بھی انہوں نے اسی طرز تحقیق سے کام لیا اور رازی کے حوالے سے یہ بتایا کہ یہ پتھر نہیں سیسے کا دھواں ہے، اس سے تیمم نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح ابرک چونکہ معدنیات سے ہے اس لیے اس کی ماہیت بھی متعدد اکابر علمائے طب سے معلوم کی اور ان میں ویسقاویدوس، داؤدانطاکی، رازی، ابن البیطار، اور صاحب مخزن جیسے محققین طب ہیں اور ان کی کتابوں کے مکمل حوالے دیے ہیں اور ابرک کی حقیقت و ماہیت کے ساتھ ان کی اقسام پر مکمل بحث ہے اسی طرح ان کے فتاویٰ میں وسعت اور گہرائی کے ساتھ ذہنی و دنیوی علوم کا حسین امتزج ملتا ہے۔

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک محقق کے لیے یہ بات کہاں تک درست ہو سکتی ہے کہ وہ علمائے طب کی تصریحات پر آنکھ بند کر کے انحصار کرے تو میں یہ عرض کروں گا یقیناً یہ بات اصول تحقیق کے خلاف ہے۔ لیکن یہ بھی عرض کروں گا کہ مولانا اس نکتے سے واقف ہیں اس لیے اطباء کرام کی تصریحات کا مطالعہ بھی وہ انتقادی نظر سے کرتے ہیں۔ ارسطو نے زجاج کو پتھر کہا اب مولانا کا تعقب ملاحظہ کیجئے۔

”ارسطوز جاج بلور میں فرق نہیں کر سکا اس لیے کہ وہ بلور کو بھی زجاج ہی کہتا رہا حالانکہ ان میں سے ایک معدنی ہے، ایک مصنوعی اور ان دونوں کی ماہیت میں فرق ہے۔“

پھر ابن البیطار زور مخزن کے حوالے پیش کیے ہیں۔

ایک مثال اور ملا خطہ فرمائیجے: فقہ کی تمام کتابوں میں جن پتھروں سے تیمم کو جائز کہا گیا ہے ان میں ایک نام لبخش بھی ہے۔ مولانا لکھتے ہیں۔

”کتب لغت حتیٰ کہ قاموس محیط میں اس لفظ کا پتہ نہیں۔ نہ تاج العروس نے اس سے استدراک کیا نہ جامع ابن بیطار نہ داؤد انطاکی، و تحفہ و مخزن میں اس کا ذکر۔ عجب یہ کہ کتاب معرب میں اس سے غفلت کی۔ مگر انوار الاسرار میں اس کا تذکرہ آیا۔ مزید فرمایا! لبخش ایک پتھر ہے جو اطراف مشرق میں سونے کی کان میں ہوتا ہے اس کا رنگ یا قوت احمر کا ہوتا ہے، اور یہ یا قوت سے زیادہ شفاف ہوتا ہے۔ یہ تعریف لعل پر صادق آئی ہے مگر سونے کی کان میں پیدا ہونا ظاہر اس کے خلاف ہے۔“

مولانا کی طبی بصیرت اور ان کی دقت نظر کا اندازہ مرجان کی تحقیق سے بھی ہوتا ہے مرجان کی حقیقت و ماہیت معلوم کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ دس مستند فقہی کتابوں میں تو اس سے تیمم کے جواز کی صراحت ملتی ہے مگر فتح اور در مختار میں اس سے تیمم کی ممانعت آئی ہے۔

مولانا نے یہ محسوس کیا کہ آخر الذکر فقہاء نے مرجان کی حقیقت و ماہیت دریافت کرنے کی کوشش نہیں فرمائی اور ان ماخذ کی طرف رجوع نہیں کیا جن سے مرجان کے بارے میں مستند معلومات حاصل ہو سکیں۔ فقہاء بری حد تک لغتوں میں الجھ گئے اور نزاع لفظی کا شکار ہو گئے اگر مرجان کی ماہیت کے لیے کتب طب کی طرف رجوع کیا جاتا تو جواز اور عدم جواز کی متنازعہ صورت حال واقع نہ ہوتی۔ مولانا نے مرجان سے جواز تیمم کا فتویٰ دیا اور اس کی ماہیت پر طبی کتابوں کی مدد سے مبسوط روشنی ڈالی۔

سب سے پہلے مخزن کے حوالے سے لکھا ہے کہ

مرجان ایک جسم حجری ہے جو شاخ درخت سے مشابہ ہوتا ہے پھر تحفہ کے حوالے سے لکھا کہ مرجان بسد کو کہتے ہیں اور وہ ایک پتھر ہے جو نباتی قوت کے ساتھ دریا کی گہرائی میں پیدا ہوتا ہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ علامہ ابن الجوزی مرجان کو عالم نباتات اور عالم جمادات کی درمیانی چیز تصور کرتے ہیں داؤد انطاکی کا خیال بھی یہی ہے کہ وہ نباتی اور حجری اشیاء کی درمیانی چیز ہے۔

مولانا نے اطباء کے ان اقوال میں تطبیق کی ایک اچھی صورت نکالی ہے۔ فرماتے ہیں۔

جس طرح کھجور کو کہنا کہ وہ نبات اور عالم حیوانات میں متوسط ہے نرمادہ ہوتی ہے اور مادہ جانب تر میل کرتی ہوئی دیکھی جاتی ہے۔ تلحیح سے بار آور ہوتی ہے جو اسے نبات سے خارج اور حیوانات میں داخل نہیں کرتا۔ اسی طرح مرجان کو نباتات سے مشابہت کے باوجود اسے اجار سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔

اس استدلال کے بعد واضح انداز میں مولانا نے لکھا ہے کہ اصحاب اجار نے اس کے حجر ہونے کی تصریح کر دی ہے زیادہ سے زیادہ اسے حجر شجری کہا، حجر حجری کسی نے نہیں کہا۔ مفردات ابن ابیطار میں یہ حوالہ ارسطو سے منقول ہے۔

بسد و مرجان ایک ہی پتھر ہیں فرق یہ ہے کہ مرجان اصل ہے اور بسد فرع، ان تصریحات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارے

اکثر فقہائے کرام نے مرجان کی ماہیت کا تعین نہیں کیا اسی لیے اختلاف ہوا۔ مولانا نے اب حجت قاطعہ پیش کر دی ہے، اور طبی کتابوں کی مدد سے اس کی ماہیت کا تعین کر دیا ہے، جسے ہم تحقیق کی جدید تکنیک کہہ سکتے ہیں۔

فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی جزئیے یا مسئلے کا جائزہ مولانا نے سرسری طور پر نہیں لیا اور تقلیدی طور پر اس کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا، بلکہ اس کی پوری پوری تحقیق کی مثلاً فقہاء مقبرے کی مٹی سے تیمم کو جائز سمجھتے ہیں، بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی نجاست نہ ہو، مولانا کا ذہن فوراً گل مختم کی طرف گیا جو اصلاً تو مٹی ہے لیکن اس کے بارے میں عجیب و غریب روایات مشہور ہیں اگر ان کا یقین کر لیا جائے تو پھر اس مٹی سے یا اس کے ڈھیلوں سے تیمم جائز نہ ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر گل مختم ہے کیا؟ اور اس کے بارے میں کون سی عجیب و غریب روایات مشہور ہیں۔ چونکہ اطباء گل مختم کو بطور دواء استعمال کراتے ہیں اس لیے مولانا نے طب کی امہات کتب سے اس کی ماہیت معلوم کی۔ تاکہ اس مٹی سے تیمم کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں کوئی فقہی رائے دی جاسکے۔ گل مختم کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں۔ اگرچہ حوالہ مذکور نہیں ہے مگر خزائنۃ الادویہ میں ہے۔

”بحر مغرب میں ایک جزیرہ ملیون ہے، وہاں ایک معبد ہے جس کی مجاور عورت ہوتی ہے۔ بیرون شہر ایک ٹیلہ ہے جس کی مٹی متبرک خیال کی جاتی ہے وہ عورت تعظیم کے ساتھ اس کو لاتی اور گوندھ کر اس کی ٹکیاں بنا کر ان پر مہر لگاتی ہے ویقوریدوس وغیرہ نے زعم کیا کہ اس میں بکری کا خون ملتا ہے۔ جالینوس کہتا ہے کہ میں انطاکیہ سے دو ہزار میل سفر کر کے اس جزیرے میں پہنچا میرے سامنے اس عورت نے وہاں سے ایک گاڑھی مٹی لی اور ٹکیاں بنائیں اور خون کا کچھ لگاؤ نہ تھا۔ میں نے وہاں کے مودب لوگوں اور علماء کے صحبت یافتوں سے پوچھا کہ پہلے کسی زمانے میں اس میں خون ملایا جاتا تھا۔ جس نے یہ سوال سنا مجھ پر ہنسنے لگا۔“

مولانا پر تو اس حقیقت کا انکشاف ہو گیا کہ اس میں خون نہیں ملایا جاتا اور یہ خالصتاً مٹی ہے، لہذا تیمم کے عدم جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن مطالعہ کے دوران انہیں خود اطباء کے اقوال میں خلط آراء کا ایک دلچسپ تماشا نظر آیا، جس کی تنقیح انہوں نے ضروری سمجھی بلاشبہ یہ غلطی داؤد انطاکی سے سرزد ہوئی۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ انطاکی نے مظنہ عامہ بیان کیا ہے یا پھر تحقیق سے پہلے کی یہ رائے ہے۔ بہر حال مولانا لکھتے ہیں۔

حیرت ہے کہ انطاکی نے اپنی کتاب التذکرہ میں گل مختم کے اندر خون ملانے کے وہم کو جالینوس کی طرف منسوب کر دیا ہے اور تنکا بنی نے اپنی کتاب تحفہ میں دیستوریدوس کی طرف اس کا انتساب کیا جب کہ جالینوس ہی وہ شخص ہے جس نے ذاتی طور پر گل مختم کی حقیقت معلوم کی اور اس کا عینی مشاہدہ کیا۔

قرائن یہ کہتے ہیں کہ دیستوریدوس نے گل مختم کے بارے میں عام معتقدات کی طرف اشارہ کیا ہوگا اور جالینوس نے اسی کا خیال نقل کر دیا ہوگا۔ اس لیے انطاکی نے اسی کی جانب منسوب کر دیا اگر جالینوس کو اس کا یقین ہوتا تو وہ جزیرہ مغرب کا سفر کرنے کی صعوبت کیوں اٹھاتا۔

عنوان مقالہ ”امام احمد رضا کی طبی بصیرت“ حکیم محمد سعید دہلوی بشکر یہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس

(منعقدہ ۱۹۹۴ء، ۱۴۱۵ھ کراچی)

نعت شریف نمبر (۵۸)

- (۱) کس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اَجالا کیا ہے
 (۲) مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
 (۳) پند کڑوی لگے ناصح نہ ترش ہوئے نفس
 (۴) ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
 (۵) ان کی اُمت میں بنایا انہیں رحمت بھیجا
 (۶) صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
 (۷) زاہد اُن کا میں گنہ گار وہ میرے شافع
 (۸) بے بسی ہو مجھے جب پرش اعمال کے وقت
 (۹) کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضور
 (۱۰) کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
 (۱۱) کس سے کہتا ہے کہ لُٹ خبر لیجے مری
 (۱۲) اس کی بے چینی سے ہے خاطر اقدس پہ ملال
 (۱۳) یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے
 (۱۴) سامنا قہر کا ہے دفتر اعمال کے ہیں پیش
- ہر طرف دیدہ حیرت زدہ تکتا کیا ہے
 نہ یہاں نہ ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے
 زہر عصیاں میں ستم گر تجھے میٹھا کیا ہے
 اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے
 یوں نہ فرما کہ ترا رحم میں دعویٰ کیا ہے
 بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے
 اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے
 دوستو کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے
 ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے
 کس مصیبت میں گرفتار ہے مدد نہ کیا ہے
 کیوں ہے بے تاب یہ بے چینی کا رونا کیا ہے
 بے کسی کیسی ہے پوچھو کوئی گزرا کیا ہے
 اس سے پرش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے
 ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* جلوہ۔ چمک، تجلی * جھلک۔ روشنی * اَجالا۔ نور * دیدہ حیرت زدہ۔ حیران آنکھ * من مانتی۔ من بھاتی، جودل چاہے * مرادیں۔ تمنائیں، آرزوئیں * نہ۔ نہیں * پند۔ نصیحت کی بات * ناصح۔ نصیحت کرنے والا * ترش۔ کھٹی * ہوئے۔ نفس۔ نفسانی خواہش * عصیاں۔ گناہ * ستم گر۔ ظالم * بڑھ کر۔ زیادہ، اوپر * سمت۔ جہت، طرف * وسیلہ۔ واسطہ، سہارا * رحم۔ مہربانی، رحمت * دعویٰ۔ حق، مطالبہ * صدقہ۔ طفیل، واسطہ * لجائے۔ شرمسار * لجانا۔ شرمندہ کرنا * زاہد۔ اے عبادت گزار * شافع۔ سفارش و شفاعت کرنے والا * بے بسی۔ مجبوری * پرش اعمال۔ عملوں کی پوچھ * تمنا۔ حسرت آرزو

* کاش۔ خدا ایسا ہی کرے * فریاد۔ آہ و بکا * غوغا۔ غل غپاڑا، شور شرابا * آفت زدہ۔ مصیبت کا مارا، دکھی * صدمہ۔ تکلیف
* خاطر اقدس۔ قلب انور، دل مبارک * ملال۔ رنج و غم، گرانی * ملائک۔ فرشتے * معروض۔ گذارش * مجرم۔ گناہ گار
* پرش۔ پوچھ گچھ، سوال و جواب * سامنا۔ مقابلہ * قہر۔ غصہ، زبردستی * دفتر اعمال۔ عملوں کے رجسٹر، روزنامہ * پیش۔ سامنے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) میدان محشر میں یہ کس کے جلووں کی روشنی ہے یہ نورانیت واجالا کیسا ہے کہ آنکھیں حیران ہو کر ہر طرف غور سے دیکھ رہی ہیں۔

اک نور سا برسنے لگا میرے خواب میں جلوے میں کس کے دیکھ رہا ہوں حجاب میں
روشن ہیں جس کی کرنوں سے مینار عرش کے اس نور کی چمک ہے رخ آفتاب میں
(ظہیر صدیقی)

(۲) اسے سوالی! اس نور کی ٹھنڈک بتا رہی ہے کہ ہمارے آقا کی جلوہ گری ہو رہی ہے تو پھر تیاری کر لے اور منہ مانگی مراد کے لیے جھولی پھیلا دے کیونکہ ہماری سرکار کی بارگاہ میں نہ (لا) تو ہے ہی نہیں اور نہ ہی وہ کسی سوالی کو یہ فرماتے ہیں کہ یہ کیوں مانگ لیا۔
یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

(مولانا حسن رضا خان)

(۳) اے میرے خواہشات والے نفس! کیا تجھے نصیحت کرنے والے کی نصیحت بری لگتی ہے، جو کہ تیرے لیے مفید ہے اور تجھے گناہوں کا زہر بہت میٹھا لگتا ہے جو کہ سراسر تیرے لیے نقصان دہ ہے۔ ارے ظالم کچھ تو خیال کر اور اپنے ہی نفع و نقصان کا سوچ اور اپنے اندر پہچان پیدا کر۔

تو اگر میرا نہیں بننا نہ بن اپنا تو بن

(۴) ہم اپنے آقا کے پیارے ہیں اور ہمارے آقا اپنے رب کے پیارے ہیں (صغریٰ کبریٰ ملا کر حد اوسط کو گراؤ تو نتیجہ واضح ہے کہ) اس طرح ہم اللہ کے پیارے ہوئے کیونکہ دوست کا دوست بھی تو دوست ہی ہوتا ہے اے اللہ! اس سے بڑھ تو ہمارے پاس وسیلہ کوئی نہیں ہے۔ سعدی فرماتے ہیں۔

الہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتی رد کنی و قبول من و دست و دامن آل رسول
(صلی اللہ علیہ وسلم)
تقریباً اسی کا ترجمہ ہی پشتو کے مشہور شاعر خوشحال خاں خٹک نے پشتو زبان میں یوں کیا ہے۔

لہ اولہ تر آخرہ کہ کروہین بتول اولاد دے واڑہ نور بصر دی
چہ دوستی ئے سید نہ دی پہ زڑہ کنبے دھنو سویو تل خاورے پہ سر دی
زہ خوشحال ختمک هغه سنی مذہب یم چہ یاران ور باند واڑہ برابر دی

ترجمہ:

”اول سے آخر تک اگر سمجھو تو فاطمہ بتول کی اولاد میری نور چشم ہے۔ جس دل میں سید کے لیے عزت و توقیر نہ ہو تو ایسے اشخاص کی زندگی ہمیشہ ناکام ہوگی۔ میں خوشحال خٹک سنی مذہب کا حامل ہوں جس کے نزدیک سارے یار یکساں پاس ادب کے حامل ہیں۔“

(۵) اے اللہ! تو نے خود ہی تو ہمیں اپنے محبوب کا اُمتی ہونے کا شرف عطا فرمایا اور ان کو تو نے رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا اور انہی کی زبان سے کہلوا یا کہ اپنے بندوں (غلاموں) کو فرما دو لا تقنطوا من رحمت اللہ کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ تو اب یہ تو نہ فرما کہ رحمت میں تیرا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر چہ نکما ہوں مگر تیرے محبوب کا نام لیوا ہوں اور انہی کا صدقہ مانگ رہا ہوں۔

خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شاما
الا کہ از بہر خدا سوئے غریباں بگری (امیر خسرو)
(۶) اے مالک و مولیٰ جل و علا! اسی پیارے محبوب کا صدقہ اگر مجھے سے حساب لیے بغیر مجھے بخش دے تو تیرا کیا نقصان ہے؟ میری بات بن جائے گی۔ بھلا جو پہلے ہی شرمسار ہے اس کا حساب لیکر اس کو مزید شرمسار کرنا، اس سے کیا حاصل ہوگا، میں تو اقراری مجرم ہوں۔

ماناں! کہ بے عمل ہوں نہایت بُرا ہوں میں لیکن تیرے حبیب کے در کا گدا ہوں میں
(۷) اے زاہد تنگ نظر! تو اپنی عبادت پہ ناز کر کے مجھے بھی حقیر نہ جان! میرا مقام بھی کچھ کم نہیں ہے اگر تجھے تیری عبادت عذاب الہی سے بچالے گی تو مجھے کیا حبیب خدا کی شفاعت نہ بچائے گی، تو کیا سمجھتا ہے کہ حضور کے قدموں سے نسبت کیا معمولی شے ہے۔ ان کے قدموں کے ساتھ لگ کر تو جوتا (نعلیں پاک) عرش کے اوپر چلا جاتا ہے تو ہم بھلا پیچھے بیٹھے رہیں گے۔
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں! تاجدار ہم بھی ہیں

(ذوق نعت)

(۸) جب فرشتے مجھے جواب طلبی کے لیے بارگاہ رب العزت میں لے کے جا رہے ہوں گے تو اس وقت جو میری کیفیت و آرزو ہوگی ہو مجھی سے سن لو!

میں اپنے آقا ہی کو پکاروں گا اور میری آہ و زاری سن کر ریشم سے زیادہ نرم دل اپنے سینے میں رکھنے والا محبوب بھلا میری دستگیری نہ فرمائے گا؟ میں نہیں مانتا کہ محبوب کو مجھے پہ ترس نہ آئے گا۔

حضور! ایک تبسم کی بھیک مانگتا ہوں رسول رحمت و امن و سخا سلام علیک
بس اک نگاہ کرم کی پکار ہے سرکار عطاءے خیر کہ التجاء سلام علیک
(سید محمد وجیہ السیما عرفانی)

ایک مجرم کا حال:

اس کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جس شان سے میدان قیامت میں ایک مجرم کا نقشہ پیش کیا ہے اگرچہ کسر نفسی کے طور پر اپنا ہی ذکر فرمایا لیکن دراصل یہ ایک روایت ہے جو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب فرشتے حضور علیہ السلام کی امت میں سے ایک گنہگار کو گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے تو حضرت آدم علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر حضور علیہ السلام کو آواز دیں گے کہ اپنے امتی کا حال تو دیکھیں حضور علیہ السلام اس گناہ گار امتی کو دیکھ بے قرار ہو جائیں گے اور فرمائیں گے اے فرشتو! رک جاؤ وہ عرض کریں گے۔ حضور آپ پر ہی تو نازل ہونے والی کتاب میں ہے لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون۔ کہ فرشتے وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے یہ تا فرمائی نہیں کرتے۔ پس اتنے میں ندا آئے گی اے فرشتو! اطیعوا محمد امیرا حبیب جو کہتا ہے اس کے مطابق ہی کرو۔ چنانچہ آپ فرمائیں گے اس کو ”میزان“ پہ لے چلو اور میرے سامنے اس کے اعمال تو لو! جب اعمال تو لے جائیں گے تو نیکی نہ ہونے کے برابر اور گناہ بے حساب ہوں گے حضور علیہ السلام اپنی جیب سے کاغذ کا ایک پرزہ نکالیں گے اور نیکیوں والے پلڑے میں رکھ کر فرمائیں گے اب تو لو! اب کی بار گناہوں والا پکڑا ہلکا ہو جائے گا اور نیکیوں والا بھاری ہو جائے گا اور اس گناہ گار کی بخشش ہو جائے گی یہ مجرم (جواب بخشا گیا ہے) سرکار کے دامن کرم کو تھام کے عرض کرے گا۔ یہ کاغذ کیا ہے اور آپ کون ہیں؟ تو سرکار فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ کاغذ درود شریف ہے جو تو نے مجھ پہ پڑھا تھا اور میں نے آج کے دن کے لیے ہی تیرے لیے سنبھالا ہوا تھا۔ یہ دیوانہ جھوم جائے گا اور سرکار کے قدموں کو بوسہ دے کر عرض کرے گا۔

یہ کہاں نصیب میرے میرا یہ مقام ہوتا کوئی جذبہ محبت میرے کام آ گیا ہے

اس روایت کو دیکھ کر اور ایک مجرم پہ حضور علیہ السلام کا کرم ملاحظہ کر کے بڑے بڑے اولیاء کرام نے تمنا کی ہے کہ کاش یہ مجرم ہم ہوتے۔ اعلیٰ حضرت نے بھی اولیاء کرام کی اتباع میں یہ کیفیت اپنے اوپر طاری کی ہے۔ ذرا سنیئے اور اپنے آقا کے کرم پہ قربان ہو جائیے۔

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

(۹) جب فرشتے مجھے گھسیٹ کے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں تو کاش کوئی (آدم علیہ السلام) میرے آقا کو اطلاع کریں کہ اپنے گنہگار کا ذرا حال تو دیکھئے، حضور جب توجہ فرمائیں تو میری چیخ و پکار کی آواز سن کر آقا اپنے غلاموں سے فرمائیں! ذرا دیکھو تو! یہ شور شرابا کیسا ہے۔۔۔

میرے دشمنوں نہ چھیڑو! میرا ہے کوئی جہاں میں میں ابھی پکار لوں گا نہیں دور کچھ مدینہ

میرے ڈوبنے میں باقی نہ کوئی کسر رہی تھی کہا ”المدد محمد“ تو ابھر گیا سفینہ

(شکیل بدایونی)

(۱۰) یہ کسی پر کیا مصیبت ٹوٹی ہے، کس کو کس آفت نے گھیرا ہے یہ بے چارہ کون مصیبت کا مارا ہے، اس سے پوچھو اس کو کیا تکلیف پہنچی ہے، یہ کیوں بلک بلک کر آہ و زاری کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔

کرو غم سے آزاد یا مصطفیٰ تمہیں سے ہے فریاد یا مصطفیٰ

نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے نہ مٹی ہو برباد یا مصطفیٰ ﷺ
رہوں حشر میں آپ کی ذات سے طلب گار امداد یا مصطفیٰ ﷺ

(نواب مرزا خان داغ دہلوی)

(۱۱) (حضور فرمائیں) بھلا دیکھو تو یہ کس سے کہہ رہا ہے کہ خدا کے لیے میری خبر لیجئے اور میری مدد کیجئے، کیوں اتنا بے تابی و بے چینی کا رونا رورہا ہے، اور فریاد کناں ہے کہ۔

مجھ بھی چاہیے اک نظر آپ کی میں بھی خدمت کروں عمر بھر آپ کی
آج پھر کوہِ رحمت پہ خطبہ کوئی آج امت ہے پھر در بدر آپ کی
(۱۲) (حضور کا یہ فرمان سن کر آپ کے غلام دوڑ کر جائیں گے اور فرشتوں کو کہیں گے) اے فرشتو! یہ کون ہے اس نے کیا کیا ہے اس کی چیخ و پکار سن کر تو ہمارے آقا بھی بے چین و بے قرار ہو گئے ہیں۔ ذرا اس سے پوچھ کر ہمیں بتاؤ اس کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا ہے تاکہ اس بے چارے کی کچھ مدد کی جائے۔ سبحان اللہ!

سرکار کا در ہے در شاہاں تو نہیں ہے جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ
جن لوگوں کو یہ شک ہے کرم ان کا ہے محدود ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
(صاحبزادہ نصیر الدین نصیر)

(۱۳) (جب حضور علیہ السلام کے خادم خاص فرشتوں سے اتنی بات کریں گے تو) فرشتے جواب دیں گے کہ یہ ایک مجرم ہے (نام اس کا احمد رضا ہے) اس کو ہم حساب کے لیے جا رہے ہیں۔ وہاں اس سے پوچھا جائے گا تو نے کون کون سے گناہ کیے ہیں (بس اتنی سی بات ہے جس پر یہ چیخ رہا ہے، جانتا ہے ناں اپنے کرتوتوں کو؟ اسی لیے دھائی دے رہا ہے کہ)۔

مری برباد بستی کو بسا دو یار رسول اللہ ﷺ کنارے پر مری کشتی لگا دو یار رسول اللہ ﷺ
مرے تاریک دل پر نور کی برسات ہو جائے مرے قلب سیاہ کو جگمگا دو یار رسول اللہ ﷺ
گھرا ہوں مرضِ عصیاں میں گرفتار مصائب ہوں مجھے اس قید سے لٹھ چھڑا دو یار رسول اللہ ﷺ
(تابش قصوری)

(۱۴) (فرشتے مزید کہیں گے) اُدھر خدا کے قہر و غضب کو دیکھ رہا ہے اور اُدھر اپنا نامہ اعمال گناہوں سے بھرا ہوا بھی اس کے پیش نظر ہے اور ڈر رہا ہے کہ میرے بارے میں پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کیا حکم سنا تا ہے (اس لیے بے قرار ہو کر دھائی دے رہا ہے کہ)۔

غم کے ماروں کی لاج رکھ لیجے بے نواؤں پر بھی کرم کیجے
غم کا مارا ہوں یار رسول اللہ ﷺ بے سہارا یار رسول اللہ ﷺ (قمر انجم)

(۱۵) آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رُسل بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وفقہ کیا ہے
(۱۶) اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہوں آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

- (۱۷) سن کے یہ عرض مری بحر کرم جوش میں آئے
 (۱۸) کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو
 (۱۹) ان کی آواز پہ کر اٹھوں میں بے ساختہ شور
 (۲۰) لو وہ آیا مرا حامی مرا غم خوار اُم
 (۲۱) پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور
 (۲۲) بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
 (۲۳) چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم
 (۲۴) یہ سماں دیکھ کے محشر میں اٹھے شور کہ واہ
 (۲۵) صدقے اس رحم کے اس سایہ دامن پہ نثار
 (۲۶) اے رضا جانِ عنادل ترے نعموں کے نثار
- یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے
 ہم بھی تو آ کے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے
 اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے
 آگئی جاں تن بے جاں میں یہ آنا کیا ہے
 اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے
 کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے
 حکم والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے
 چشم بد دور ہو کیا شان ہے رتبہ کیا ہے
 اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے
 بلبل باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* فریاد - استغاثہ، درخواست * شاہ رسل - رسولوں کے سردار * وقفہ - دیر * دم - لمحہ، پل بھر * بلا - مصیبت
 * کھٹکا - اندیشہ، خوف، پرواہ * بحر کرم - بخشش کا سمندر * جوش - جون، ابال * ملائک - فرشتے * موردِ آفات - وہ جگہ
 جہاں مصیبتیں آئیں * تماشا - منظر (فارسی ہے الف وزن کے لیے ہا سے بدلا ہوا ہے) * بے ساختہ - فوراً * تڑپ کر - وجد
 میں آکر، اٹھ کر * پروا - غم، فکر * حامی - حمایت و مدد کرنیوالا (خیر خواہ) * غمخوار اُم - تمام امتوں کا غم خوار، سب کا مددگار
 (شفاعت کبریٰ کی طرف اشارہ ہے جس سے کافر بھی حصہ پائیں گے کہ حساب جلد ہو جائے گا) * تن بے جاں - مردہ جسم
 * دامنِ اقدس - (اپنی کمر کی چھاؤں میں)، آنجل مبارک * سرور - سردار * تقاضا - مطالبہ * بندہ آزاد شدہ - آزاد کیا ہوا
 - غلام * در - دروازہ (دربار) * محکوم - حکم کا پابند * والا - بلند و بالا * تعمیل - عمل کرنا * زہرہ - طاقت، ہمت * سماں - منظر
 ، حالت * واہ - کلمہ تحسین (شاہ باس، واہ واہ، بھئی بے بے) * چشم بد دور - اللہ بری نظر سے بچائے، نظر نہ لگ جائے * رتبہ -
 مقام و مرتبہ * سایہ دامن - دامن کی چھاؤں * نثار - قربان * بندے - امتی، غلام * جانِ عنادل - بلبلوں کی روح و جان
 * نعموں - (نعتوں) اچھی آوازوں * نثار - قربان، صدقے * بلبل باغِ مدینہ - مدینہ کے باغ کی بلبل (بلبل چمنستان
 رسالت، اچھی آواز والے نعت خواں کو کہتے ہیں)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

- (۱۵) (فرشتوں کا جواب سن کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ کے خدمتگذار آ کر عرض کریں) حضور آپ کا گنہ گار امتی ہے اور اپنے حساب
 سے خوفزدہ ہو کر آپ سے فریاد کر رہا ہے اور آقا! واقعی بندہ بڑا ہی مجبور و بے کس ہے اس کی مدد کرنے میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔
 یہی عشق کامل یہی راز دیں ہے محمد نہیں ہیں تو کچھ بھی نہیں ہے

کرم کیجئے اس پہ اے میر بٹھا کہ شورش بہت عاجز و کمتریں ہے

(شورش کا شمیری)

(۱۶) (حضور! وہ یوں عرض کر رہا ہے) اے میرے پیارے آقا! اگر آپ ایک لمحہ تک میری مدد کو نہ پہنچے تو عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا، اور آپ اگر تشریف لے آئے تو مجھے پھر کوئی غم نہیں ہوگا کیونکہ پھر۔

دوزخ میں میں تو کیا مرا سایہ نہ جائے گا کیونکہ میرے حضور سے دیکھا نہ جائے گا (۱۷) میری فریاد سن کر حضور کا دریائے کرم جوش میں آگیا اور آپ تشریف لے آئے بس۔ کملی والا آگیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا۔ آپ نے آتے ہیں فرشتوں کو فرمایا! ہٹو پیچھے پہلے مجھے بتاؤ بات کیا ہے اور پھر مجھے بھی حوصلہ ہو جائے گا اور میں بھی کہوں گا اے فرشتو! ٹھہرو۔ پہلے دیکھو میرے آقا کا ارادہ کیا ہے۔

ظلمت دھر میں جب بھی میں پکاروں اس کو وہ میرے قلب کی قذیل جلا دیتا ہے اسی لیے۔ قصر و ایوان سے گذر جاتا ہے چپ چاپ ندیم در محمد ﷺ کا جب آئے تو صدا دیتا ہے

(احمد ندیم قاسمی)

(۱۸) (حضور فرمائیں گے) اے فرشتو! یہ تم نے کس کو پریشان کر رکھا ہے یہ کیا تماشا ہے، تم کیا چاہتے ہو، ہمیں بھی تو بتاؤ ماجرا کیا ہے، اس غریب کو کیوں گھسیٹ رہے ہو، بس یہیں رک جاؤ پہلے اصل بات بتاؤ (بانی دیوبند کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء)

یہ ہے اجابت حق کو تیری دعا کا لحاظ قضا مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار (۱۹) اپنے آقا کریم (علیہ السلام) کی آواز سن کر میں فوراً اٹھ کھڑا ہوں گا اور حضور کے دامن کرم کا سہارے کر فرشتوں سے عرض کروں گا (لوھن مینوں ہتھ لاکے دکھاؤ) اے فرشتو! اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ۔ اوہ میرا بخشاؤن والا آگیا۔ واہ اعلیٰ حضرت تیرے حوصلے پہ قربان، تیری عظمت پہ نثار، تو نے ہمیں در حبیب سے مانگنے کا سلیقہ سکھا دیا، تو نے ہمیں آقا (علیہ السلام) کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا طریقہ بتا دیا۔

تو نے اسرار حقیقت کر دیے سب پر عیاں ہے مسلم تو جہاں میں اہل سنت کا امام (رحمۃ اللہ علیہ)

(۲۰) بس پھر کیا ہوگا میرے مردہ جسم میں جان پڑ جائے گی، حضور کیا آئے خود جنت چل کر میرے پاس آگئی اور میں نے جھوم کر عرض کیا۔

یہ کہاں نصیب میرے کہ وہ آپ چل کے آئیں کوئی جذبہ محبت میرے کام آگیا ہے چنانچہ میں فرشتوں سے عرض کروں گا اے فرشتو! اب کیا کہتے ہو؟ دیکھتے نہیں ہو کہ میرا مددگار، میرا سہارا و غمخوار، سارے نبیوں کا سردار میری دستگیری کرنے آگیا ہے۔

ابتداء سے خواجہ کون و مکاں کا ہوں غلام میں کسی حاکم کے آگے ہاتھ پھیلاتا نہیں

فیصلہ دو ٹوک ہے شورش محمد کی قسم میرا موقف ہے شہادت اب مجھے جینا نہیں
(۲۱) اس کے بعد کیا ہوگا؟ وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا لیکن خدا کو وہی منظور ہوگا جو منظور مصطفیٰ ہوگا، صلی اللہ علیہ وسلم) پھر
میرے آقا مجھے اپنے دامن اقدس میں چھپالیں گے اور فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے، ہاں! اب بتاؤ! کیا بات ہے؟
اعلیٰ حضرت کی بارگاہ نبوت میں پذیرائی کے ساتھ ساتھ اپنا عقیدہ غیروں کی زبان سے بھی پڑھتے جاؤ کیونکہ جادو وہ جو سر
چڑھ کر بولے، قاری طیب سابق مہتمم کے دو شعر اس طرح ہیں۔

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارہ
یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو
(ماہنامہ الرشید نعت نمبر ۱۰۳۹)

قربان جائیں کوئی دامن رحمت میں جانے کی بھیک مانگ رہا ہے اور ہمارا امام دامن رحمت میں چھپا ہوا ہے۔
یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر بوالہوس کے واسطے دارورسن کہاں
(۲۲) حضور مجھے دامن رحمت میں چھپا کر فرشتوں سے فرمائیں گے) کیا تم نہیں جانتے کہ یہ (احمد رضا، گدائے در
خیر الوریٰ ہے یعنی) ہمارا اپنا ہی آزاد کیا ہوا غلام ہے۔ اب بتاؤ اس سے کیا حساب لینا ہے میں تمہیں اس کا حساب کتاب چکاتا
ہوں۔ سبحان اللہ

اپنے آقا سے نہ عرض کریں تو اور کس سے کہیں کہ جیسی یا رسول اللہ!

بھرا ہے میرا سینہ بھی گناہوں کی سیاہی سے
گناہوں کی سیاہی کھا گئی حسن تخیل کو
بھنور میں پھنس چکی ہے اس کو طوفانوں نے گھیرا ہے
میرے سینے کے داغوں کو مٹا دو یا رسول اللہ ﷺ
میرا حسن تخیل جگمگا دو یا رسول اللہ ﷺ
میری بتا کنارے پر لگا دو یا رسول اللہ ﷺ
(ریاض مدینہ)

(۲۲) حضور علیہ السلام کا یہ حکم سن کر فرشتے میرا پیچھا چھوڑ دیں گے اور آقا کریم کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ یا رسول اللہ ہم تو
آپ ہی کے حکم کے پابند ہیں کیونکہ آپ اللہ کے محبوب ہیں اور آپ کے اسی گدائے کہا ہے کہ
گویا محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا
جب ہمارا سردار جبریل امین علیہ السلام آپ کے قدموں کے بوسے لیکر عرض کرتا ہے۔

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
مزه جو محمد کی تلیوں میں دیکھا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اور آپ کا حکم نہیں ٹال سکتا تو پھر ہماری کیا مجال کہ آپ کے فرمان پہ عمل نہ کریں۔
اے آقا کریم! آپ کی امت آج سخت زوال کا شکار ہو چکی ہے انہی فرشتوں کو ایک حکم نامہ جاری فرمادیں کہ جیسے انہوں
نے بدر میں اتر کر آپ کے صحابہ کرام کی مدد فرمائی ایک بار پھر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا ہے اور افغانستان، عراق، فلسطین اور کشمیر

میں آپ کی امت پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے جارہے ہیں۔ مظلوم عورتوں، بچے، بوڑھے چیخ و پکار کر رہے ہیں ربنا اخر جننا من هذه القرية الظالم اهلها۔ اے اللہ ہمیں اس بستی سے نکال لے یہاں کے لوگ کتنے ظالم ہیں۔

جبین اُمت یہ لکھ دیا ہے ہوانے حرف زوال آقا مدد مدد یا رسول برحق کرم کرم بے مثال آقا ہم اپنا ماضی بھلا چکے ہیں نقوش عظمت مٹا چکے ہیں اُداس امت برہنہ سر ہے ملے دعاؤں کی شال آقا (رزق شا: ریاض چودھری)

(۲۴) (میری نجات کا) یہ منظر دیکھ کر اہل محشر پکار اٹھیں گے، واہ بھئی واہ کیا بات ہے، خدا نظر بد سے بچائے، بخشش کا انداز دیکھو بھئی خود شافع محشر اپنے (احمد رضا) غلام کو فرشتوں کے ہاتھوں سے چھڑا کر لے جا رہے ہیں، تو میں عرض کروں گا اے اہل محشر! میری کیا شان ہوتی ہے یہ سب اس شان والے کی شان ہے اور کیوں نہ ہو۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ اِنسا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ (حدائق بخشش) (۲۵) اے میرے پیارے آقا! میں آپ کی رحمت کے قربان جاؤں اور آپ کے دامن کرم کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں پہ غار جاؤں! آپ نے اپنے بندہ بے دام (احمد رضا) کو کیسی سخت مشکل سے کیسے سخت مقام پر خود جا کر بچایا اور اپنے کرم سے پھر اپنے ساتھ بھی لے آئے ہیں۔

اے پیارے آقا! جیسے اپنی گنہ گار امت پہ کرم فرماتے ہوئے آخرت کے مشکل مقامات سے اُن کو رہائی دلائیں گے، نگاہ کرم فرمائیے اور امت کی اس دنیا کی مشکلات کے حل کے لیے بھی اللہ کی بارگاہ میں سفارش کر دیجئے۔ آج یہود و نصاریٰ دیار عرب پر دندنا رہے ہیں قبلہ اول تو یہود کے ناپاک قبضے میں چلا گیا، قبلہ ثانیہ تو ان کے (خاکم بدھن) قبضے سے بچا رہے، حکمران تو ان کے ماتحت ہو گئے مقامات مقدسہ ہی ان کی دستبرد سے محفوظ رہیں۔

یہ کس عذاب میں جاں ہے محمد عربی یہ کس کا خوں رواں ہے محمد عربی یہ کتنے دُکھ کا سماں ہے محمد عربی یہ سکوں جہاں میں کہاں ہے محمد عربی تیرے دیار مقدس پہ سائے غیروں کے خطا معاف تیرے بے نوا غریبوں کو

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(حبیب جالب)

(۲۶) اے (شاخوانِ مصطفیٰ، گدائے درخیر الوری پیارے) احمد رضا! تیرے کیا کہنے، جس انداز سے تو نے اپنے آقا کی تعریف میں نغمہ سرائی کی ہے۔ باغ کی بلبلیں بھی تیری نعت گوئی پہ جھوم جھوم کر جانیں قربان کر رہی ہیں تو واقعی بلبلِ چمنستانِ مدینہ ہے، نے واقعی نابِ حسان ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ محبوبِ خدا کی مدح سرائی کے لیے انداز احمد رضا چاہیے۔ کیونکہ تیرا قلم کسی دنیا دار کی تعریف میں حرکت نہیں کرتا اور اگر کوئی اصرار بھی کرے تو تو بڑی بے نیازی سے لکھ دیتا ہے۔ میں گداہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں۔

تجھے تو صرف اپنے آقا کے در کی گدائی درکار ہے اسی لیے کبھی ان کی زلف و ایل کی بات کرتے ہو تو کبھی رخ و انصاف کی

اور تیری نعتیں دربار رسالت میں ایسی مقبول ہوئی ہیں کہ ساری دنیا پہ تیری نعتوں اور سلام کی دھوم مچی ہوئی ہے یہ یقیناً تیرے آقا کی خصوصی توجہ ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

تیری توجہ درد کا درد ماں
تیری نظر ہے پیار کا موسم
چشم کرم سے اے شرِ والا
پردہ کی ہوں رحمت عالم

(ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک بحوالہ ماہنامہ الرشید: ۵۸۸)

بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں:

رازِ فطرت کے حقیقی ترجمان احمد رضا
آپ ہیں مسندِ نشین محفلِ نعتِ بنی
مسلمک احناف کے ہیں سالکِ روشن ضمیر
پیشوائے اہل سنت، صدرِ ارباب یقین
ہیں ثنائے حق تعالیٰ میں مگن شام و سحر
مفتی دوران، فقیہِ نکتہ داں، گنجِ علوم
ہیں تصانیف گرامی رہبرِ اہل نظر
ذره ذرہ ہے جہانِ معرفت کا نور بیز
جانشینِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ
عارفِ کامل، ولّاءِ باصفا، قطبِ زمن
گلستانِ قادریت آپ سے ہے پُر بہار
ہیں وہ سرتاجِ افاضل، عالمِ علمِ کلام
تشنہ کا مانِ جہانِ معرفت کے واسطے
آپ سے نسبت پہ کیوں نہ نخر ہو مجھ کو بھی جب

جس سے روشن ہے جہاں قادریت اے قمر

ہیں وہ حق کے آفتابِ ضوِ فشاں احمد رضا

نعت شریف نمبر (۵۸)

- (۱) سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
 (۲) حرام نصیب ہوں تجھے اُمید گہ کہوں
 (۳) گلزار قدس کا گل رنگین ادا کہوں
 (۴) صبح وطن پہ شامِ غریباں کو دُوں شرف
 (۵) اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
 (۶) بے داغ لالہ یا قمر بے کلف کہوں
 (۷) مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
 (۸) اس مردہ دل کو مژدہ حیات ابد کا دوں
 (۹) تیرے تو وصف عیب تنہا ہی سے ہیں بڑی
 (۱۰) کہہ لے گی سب کچھ ان کے شاخواں کی خاشی
 (۱۱) لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
 خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

مشکل الفاظ کے معانی :

* سرور - سردار * مالک و مولیٰ - آقا * خلیل - ابراہیم علیہ السلام کا لقب * گل زیبا - خوبصورت پھول * حرام نصیب - محروم و بد نصیب * اُمید گہ - اُمید پوری ہونے کی جگہ * جان مراد - مقصد کے حصول کی جان * کان تمنا - امیدوں کا ذخیرہ * گلزار قدس - پاکیزگی کا باغ * گل رنگیں ادا - رنگدار خوبصورت، ناز و ادا والا پھول * درمان - علاج * درد - بیماری * تکلیف * بلبل شیدا - عاشق زار مراد ہے * صبح وطن - اپنے دیس کی صبح * شام غریباں - مسافروں کی شام جو مشقت والی ہوتی ہے * شرف - فضیلت، بزرگی * بیکس نواز - مجبوروں کو نوازنے والا * گیسوؤں والا - زلفوں والا * اللہ رے - واہ واہ، سچاں * اللہ * منور - نورانی * تابشیں - چمک، نورانیت * جانِ جان - جان کی بھی جان (روح) * جانِ تجلا - روشنی و نور کی جان * بے داغ لالہ - ایک خاص پھول مگر اس میں داغ نہ ہو * بے کلف - بے خار - بغیر کانٹوں کے * گلبن - سرخ گلاب

* چمن آراء - باغ کوزینت بخشے والا * عفو - معافی * ساماں - انتظام، تیاری * شفیع روز جزا - قیامت کے دن شفاعت فرمانے والا * مژدہ - خوشخبری * حیات ابد - ہمیشہ کی زندگی * تاب و توان - طاقت و قوت * جان مسیحا - مردوں کو زندہ کرنے والے عیسیٰ علیہ السلام کی جان * وصف - صفت، خوبی، بیان * عیب - خامی * تنہا - انتہا ہونا، ختم ہونا (ختم ہونے کے عیب سے) * بری - پاک، مبرا * شاہ - بادشاہ * ثنا خواں - تعریف کرنے والا * خامشی - خاموشی * سخن - بات، کلام * خالق - پیدا کرنے والا * خلق - مخلوق، پیدا کیا گیا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے میرے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ کو (نبیوں، رسولوں کا) سردار کہوں، اپنا آقا و مولیٰ کہوں، حضرت خلیل علیہ السلام کے گلستان کا گل سرسبد (خوبصورت پھول) کہوں یا کیا کہوں؟ کیونکہ آپ میں یہ تمام صفات بھی ہیں اور اس کے علاوہ بھی بے شمار صفات اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر رکھی ہوئی ہے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنا فرمان ہے انا سید ولد ادم ولا فخر میں آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں مگر فخر نہیں ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کو (جب حاملہ ہوئیں تو) غیب سے آواز آئی انک حملت بسید هذه الامم فاذا وضعته فسمیہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہو چکی ہے اس کے پیدا ہونے پر اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔

عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی
ہمیں کیا خدا کو ہے الفت کسی کی
کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہوگی
خدا کو ہے جنتی محبت کسی کی

(۲) اے میرے پیارے آقا! اگرچہ میں بد نصیب، محروم القسمت سہی لیکن جب آپ میری امیدوں کا مرکز مرادوں کی جان اور تمناؤں کا ذخیرہ ہیں تو پھر محرومی کیسی؟ آپ کی نگاہ عنایت سے بد نصیبی نیک بختی میں بدل جائے گی اور محرومی محبوبی بن جائے گی، ذرہ آفتاب اور قطرہ سمندر بن جائے گا۔

جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہو گئے

(۳) اے میرے عظمت و کمال والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو جنت کے مقدس و پاکیزہ باغ کا خوبصورت ترین، نازنین پھول کہا جائے یا درویش عشق میں تڑپنے والی بلبل کا علاج کہوں یعنی آپ کے وہ عاشق جو آپ کے ہجر و فراق میں ہر وقت تڑپتے رہتے ہیں اور آپ کا نام سن کر یا آپ کا جلوہ دیکھ کر ان کے بے چین دلوں کو چین و قرار مل جاتا ہے آپ ان کے درد کا درماں بھی ہیں۔

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھالے جائے تھوڑی خاک تیرے آستانے سے

(۴) میں اپنے دیس کی صبح کو اے میرے پیارے آقا! آپ کے مدینہ شریف کی مسافرت و غریب الوطنی والی شام پر فضیلت دیتا ہوں، آپ تو غریب نواز ہیں اور ایسی پیاری زلفوں والے ہیں کہ سارے جہان آپ کی زلف کے قیدی ہیں اور آپ کی زلف کے ہر بال کے ساتھ ہزار ہا گناہ گاروں کا مقدر بندھا ہوا ہے، جن کو آپ کی بابرکت زلفوں کے بال ہی نجات دلائیں گے۔

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاؤں
اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاؤں

اور کسی فارسی شاعر نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

۔ دو عالم بکا گل گرفتار داری بہر مو ہزاراں سیاہ کار داری
مفہوم اس کا اسی شعر نمبر چار کی تشریح میں آچکا ہے۔ اس شعر میں اپنے وطن کی صبح کو مدینہ شریف کی شام پر جو فضیلت دی گئی اس پر کسی نے یوں بھی لکھا ہے۔

۔ جب مدینے کی بات ہوتی ہے وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے وہ مدینے کی رات ہوتی ہے
حضور علیہ السلام کی نیکیں نوازی اور بندہ پروری کے واقعات سے احادیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں اور یہاں اختصار ملحوظ ہے۔
(۵) سبحان اللہ! آپ کے نورانی جسم میں نور کی ایسی تجلیاں بھردی گئی ہیں کہ اسے میری جان کی بھی جان (جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) میرا دل تو چاہ رہا ہے کہ میں آپ کو نور کی بھی جان کہوں، کیونکہ

۔ چھایا تمہارا نور ہے اے شاہ بے کساں تو ہی چراغ طور ہے شفیع عاصیاں
آنکھوں کے عین سامنے کوئے حبیب ہو دل میں تمہارا نور ہو اے شاہ بیکیاں
(۶) اے میرے پیارے آقا! اگر آپ کو گل لالہ کہوں تو وہ خوبصورت تو ہوتا ہے مگر اس میں بھی سیاہ داغ ہوتا ہے تو پھر میں آپ کو وہ گل لالہ کہتا ہوں جس میں داغ نہ ہو، پھر آپ کو چاند کہتا ہوں لیکن چاند میں بھی نشانات اور پرچھائیاں ہیں تو آپ کو چاند کہوں گا لیکن اس چاند جیسا نہیں بلکہ آپ ایسے چاند ہیں کہ جس میں کوئی ایسا نشان نہیں جو حسن میں نقص پیدا کرے، اور آپ کو ایسا پھول بھی کہوں گا جس کے ساتھ کاشانہ ہو اور وہ پھول پورے باغ کا حسن و جمال اور زیب و زینت ہو۔

۔ نذیر ان کی تعریف کو یہ زباں ہے کہ جن کی بدولت خدا مہرباں ہے
ہے شہرہ اپنی کا مکاں لامکاں میں ہاں بھیجے درود ان پہ رب جہاں ہے
(نذیر اویسی تبصر ف)

(۷) تو ہاں مجھے یاد آیا کہ میں تو خود مجرم و خطا کار ہوں اور آپ شفیع روز شمار ہیں تو کیوں نہ کوئی ایسا وصف آپ کے لیے کہوں کہ آپ کی تعریف بھی ہو جائے اور میرا بھی کام بن جائے یعنی نعت بھی بن گئی "بات" بھی بن گئی۔
تو میرے پیارے آقا! جب اللہ تعالیٰ ایسا جلال میں ہوگا کہ کسی نبی کی بھی مجال نہ ہوگی کہ بات کرنے کی جرأت کر سکے، اس دن صرف آپ ہی کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب رحم و کرم میں تبدیل ہوگا اور آپ کے سرانور پہ تاج شفاعت پہنایا جائے گا۔

۔ کیوں حشر سے ڈر جائیں گدایان نبی ﷺ کیوں قبر میں گھبرائیں گدایان نبی ﷺ
دنیا میں جو ہیں حبیب حق کے بندے تاحشر ہیں ان کے سر پہ دامان نبی ﷺ
(جمیل الرحمن خان رضوی)

(۸) یا رسول اللہ! میں اپنے اس مردہ دل کو ہمیشہ کی زندگی کی خوشخبری سناتا ہوں آپ کو حضرت سیدنا عیسیٰ علی بنینا و علیہ السلام کی

جان میں مردے کو زندہ کرنے کی جو طاقت ہے وہ قرار دیتا ہوں۔ کہ انہوں نے تو مردہ انسانوں کو زندہ فرمایا کہ جن میں ایک عرصہ جان رہ چکی تھی اگرچہ اس میں شک نہیں کہ یہ ان کا معجزہ ہے لیکن اے میرے پیارے نبی! آپ نے تو پتھروں درختوں اور لکڑیوں میں بھی جان ڈال دی ہے۔

استن حنانہ از ہجر رسول نالہ می زد ہچوار باب عقول (مولائے روم)

(۹) یا رسول اللہ! آپ کے اوصاف حمیدہ کی تو کوئی حد ہی نہیں (یہ معنی ہے عیب تنہا ہی کا کہ آپ کے کمالات کی حد بندی کرنا بھی آپ کو عیب لگانے والی بات ہے جس سے فقط آپ ہی نہیں آپ کی شان بھی وراء ہے) میں اس بات پہ حیران ہوں کہ آپ کی عظمت و شان کے لیے میں کہاں سے الفاظ لے کر آؤں کیونکہ جو کچھ بھی کہوں گا آپ اس سے بلند و بالا ہیں۔

شیخ سعدی نے حضور علیہ السلام کی ایسی تعریف کی کہ کوئی کیا کرے گا لیکن آخر کہنا پڑا کہ۔

چہ و صفت کند سعدی نا تمام علیک الصلوۃ اے نبی و السلام

دفتر تمام گشت بہ پایاں رسید عمر مانچناں در اڈل وصف تو ماندہ ایم

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

(۱۰) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شاخوآں کا آپ کی عظمت و شان کے سامنے حیران ہو کر خاموش ہو جانا اور عیب تنہا ہی سے بری ہونے کی بات کرنا، اپنے لفظوں کو آپ کی بارگاہ کے قابل نہ سمجھنا اور تھک ہار کر اپنی بے بسی کا اقرار کر لینا اس میں ہی حضور کا شاخوآں سب کچھ کہہ گیا ہے اور جو سمجھنے والے ہیں وہ سمجھ گئے ہیں۔

عقل والا تیری دنیا سے پریشان گیا عشق والا تجھے ہر رنگ میں پہچان گیا

(۱۱) اور اے میرے پیارے آقا! میں نے بات یہاں ختم کر دی ہے کہ آپ کا غلام احمد رضا آپ کو اللہ کا بندہ خاص کہے گا اور اللہ کی ساری مخلوق کا آپ کو آقا و مولیٰ کہے گا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من و جہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللہ تعالیٰ نے معراج شریف کے ذکر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں خوبیوں میں سے صرف صفت عبدیت کا ذکر فرمایا ہے سبحن الذی اسری بعبدہ حالانکہ برسولہ، بنورہ، بنبیہ وغیرہ بھی کہا جاسکتا تھا لیکن بتا دیا کہ عظمت بندگی سے ہی ملتی ہے، کسی نے نیچے سے اوپر جانا ہو تو بندہ بن کر ہی جانا پڑے گا اور زندگی بے بندگی شرمندگی۔

یا خدا جسم میں جب تک کہ مرے جان رہے تجھ پہ صدقے تیرے محبوب پہ قربان رہے

کچھ رہے یا نہ رہے، یہ دعا ہے کہ امیر نزع کے وقت سلامت مرا ایماں رہے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۶۰)

- (۱) مژدہ باد اے عاصیو شافع شہ ابرار ہے
 (۲) عرش سافرش زمین ہے فرش پا عرش بریں
 (۳) چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
 (۴) جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیے
 (۵) لب زلال چشمہ کن میں گندھے وقت خمیر
 (۶) گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے
 (۷) تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
 (۸) جوش طوفان بحر بے پایاں ہوا ناساز گار
 (۹) رحمۃ للعالمین تیری دہائی دب گیا
 (۱۰) حیرتیں ہیں آئینہ دار و فور وصف گل
 (۱۱) گونج گونج اٹھے ہیں نعمات رضا سے بوستاں
 کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* مژدہ باد - مبارک ہو * عاصیو - اے گنہ گارو * شافع - شفاعت کرانے والا * شہ ابرار - نیکوں کا بادشاہ * تہنیت - مبارک، خوشخبری * غفار - بخشنے والا * عرش سا - عرش کی طرح * فرش پا - پاؤں کے نیچے والی زمین * بریں - بلند و بالا * نرالی طرز - انوکھا انداز و طریقہ * رفتار - چال، روش * شق ہو - پھٹ جائے * پیڑ - درخت * بارک اللہ - اللہ آپ کو برکت دے * مرجع عالم - سارے جہاں کی پناہ گاہ * سوئے - طرف * جل تھل - خشکی تری میں پانی ہی پانی * درکار - ضرورت * زلال - صاف ستھرا اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی * کن - ہو جا (عربی، امر کا صیغہ کان یکن سے) * گندھے - گندھا سے (جیسے آٹا گوندھنا) * خمیر - گندھی ہوئی مٹی یا آٹا وغیرہ * تڑکا - اُجالا، سویرا * گور - قبر * شب تار - اندھیری رات * عاصی - گناہ گار * بے خطا - معصوم * بار - بوجھ * جوش طوفان - تباہی والا طوفان (سخت بارش و آندھی جب اکٹھی چلے) * بحر بے

پایاں۔ سمندر جس کا کنارہ نہ ہو * ناسازگار۔ ناموافق، مخالف * مولیٰ۔ آقا علیہ السلام * رحمۃ للعالمین۔ تمام جہانوں پر رحم کرنے والے * دھائی۔ فریاد ہے * دب گیا۔ بوجھ تلے آ گیا * بے طرح۔ بے تحاشا، ناقابل برداشت * حیرتیں۔ حیرانیاں * آئینہ دار۔ شیشہ دکھانے والا * وفور۔ وافر سے ہے بمعنی بہت زیادہ * وصفِ گل۔ پھول کی خوبی * لب اظہار۔ ظاہر کرنے والے ہونٹ، بولنا * گونج اٹھے۔ ہر طرف چرچے، آوازیں * نعمات۔ سریلی آواز، زمزمے، ترانے (نغمہ کی جمع) * بوستان۔ باغ * مدحت۔ تعریف * وا۔ کھلا ہونا * منقار۔ پرندے کی چونچ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے گناہ گارو! (تمہارے لیے قرآن وحدیث سے ایک بہت بڑی خوشخبری لایا ہوں) مبارک ہو کہ (روز قیامت اپنے ہی آقا و مولیٰ) جو نیکیوں کے سردار ہیں ہماری شفاعت فرمائیں گے اور (ہاں ہاں! ایک اور بڑی عظیم الشان خوشخبری بھی سنتے جاؤ کہ جس خدا کی بارگاہ میں حضور علیہ السلام شفاعت کریں گے) وہ ذات خدا بھی بہت بخشنے والی ذات ہے۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر کر ہستیم میان دو کریم
اے میرے اللہ تو بھی کرم کرنے والا ہے اور تیرا رسول بھی کریم ہے اور کریم کو کوئی گنہ گار، قابل رحم تو چاہیے اور وہ گنہ گار
وقابل رحم میں ہوں۔

دو کریموں میں گنہ گار کی بن آئی ہے
(۲) جس سرزمین پہ حضور علیہ السلام قدم مبارک رکھتے ہیں وہ فرش ہو کر بھی عرش جیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قسم یاد فرماتا ہے لا اقسم بھذا البلد اور جب معراج کی رات حضور علیہ السلام کے قدم مبارک عرش پہ لگے تو عرش کو بزرگی ملی اور وہ آپ کے قدموں کے نیچے فرش بن گیا پھر اس پر حضور علیہ السلام کا چلنا، اللہ اللہ! کیا انوکھی چال ہوگی کہ۔
ہے عرش حق زیر پائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ کے قدم زمین پہ لگے تو اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو مسجد کا درجہ دے دیا حضور علیہ السلام نے خود فرمایا جعلت لى الارض مسجدا و طهورا (مشکوۃ) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔

تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم مہتاب نقش پا سے وہاں روشنی ہوئی
(ابوالکلام آزاد)

(۳) اے لوگو! دیکھو! ہمارے آقا پر اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے کہ آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند ٹکڑے ہو رہا ہے (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۲۴) آپ کے حکم سے درختوں کو قوت گویائی مل رہی ہے (معجزات سید المرسلین، ترمذی) جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں (معجزات)

سبحان اللہ! ہمارے آقا صرف انسانوں کے ہی مرجع نہیں ہیں بلکہ مرجع عالم (تمام مخلوق آپ کی طرف رجوع کرتی ہے اور آپ سب کی پناہ گاہ ہیں)

محبوب کبریا کا در پاک چھوڑ کر اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح
جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی بھٹکے ہوؤں کی راہنمائی ہو کس طرح (حدیث شوق)

(۴) اے میرے پیارے آقا! جن گورے گورے نورانی اور بابرکت ہاتھوں کو آسمان کی طرف بارش کے لیے دعا کرتے ہوئے پھیلا کر آپ نے مدینہ طیبہ میں پانی ہی پانی کر دیا (یہاں تک کہ پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی اور پھر آپ کی خدمت میں دوبارہ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! پہلے ہوتی نہیں تھی اب رکتی نہیں ہے۔ شاید کہتی ہو گئی کہ جس نے ہونے کو کہا تھا وہی کہے گا تو رکوں گی۔ پھر آپ نے عرض کیا اللھم حوالینا ولا علینا۔ اے اللہ مدینے کے اوپر بارش رک جائے اور ارد گرد ہوتی رہے تو جہاں جہاں تک آپ نے اپنی مبارک انگلی سے دائرہ بنایا اتنا آسمان صاف ہو گیا اور اطراف میں ہوتی رہی۔ اس حدیث کو امام بخاری نے تقریباً سترہ بار صحیح بخاری میں نقل فرمایا ہے) اے پیارے آقا! ان نورانی ہاتھوں کا صدقہ ہمیں بھی عطا ہو یعنی ہماری بخشش کے لیے بھی ایک بار اٹھا دیجئے۔

خدا جانے سر محشر گنہ گاروں پہ کیا گزرے کہ جب موجود کل بندے وہاں پر بیگماں ہوں گے
نہ گھبرا اے بشیر نا تو اں اپنے گناہوں پر شفاعت تیری فرمائیں گے وہ آقا جہاں ہوں گے

(بشیر زواری)

(۵) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو بنانے کے لیے جب اللہ نے آپ کا خمیر تیار فرمایا تو چشمہ کن کے صاف ستھرے، نھڑے ہوئے اور ٹھنڈے میٹھے پانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیہائے مبارکہ گوندھے (بنائے) گئے، پھر مردے زندہ کرنا آپ کے لیے کونسا مشکل کام ہے۔ یہ کام تو آپ کی امت کے سینکڑوں اولیاء کرام نے بھی کر دکھایا جیسا کہ بیسیوں کتابوں میں غوث پاک کے مردہ زندہ کرنے کا کر ہے۔ حضور علیہ السلام تو اس سے اوپر کا کمال دکھاتے ہیں کہ پتھر اور درخت بول کر آپ کو عرض کرتے ہیں السلام علیک یا رسول اللہ (رواہ الترمذی)

نطق الحجر، سلك الشجر شق القمر باشارتہ

(۶) اے میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کے لیے اپنے گورے گورے اور نورانی قدوم میمنت لزوم میری اندھیری قبر میں رکھ کر میری قبر کی سیاہ رات کو صبح نور بنا دیجئے، تاکہ میری وحشت دور ہو جائے اور آپ کے نور سے نکیریں کے سوالات کے آسانی کے ساتھ جوابات دے سکوں۔

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

(احمد ندیم قاسمی)

(۷) اے میرے لچال آقا! ہر گناہ گار کی نگاہیں آپ ہی کے دامن رحمت پہ لگی ہوئی ہیں اگرچہ امت بے شمار ہے اور آپ کی ایک ہی معصوم جان ہے لیکن اللہ نے آپ کو ایسی پاکیزہ جان عطا فرمائی ہے کہ ساری امت کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کے لیے آپ کی اکیلی جان ہی کافی ہے۔

درِ جامی ملے نعت خالد لکھوں اور اندازِ احمد رضا چاہیے (رحمۃ اللہ علیہما)

(۸) اے میرے پیارے آقا! طوفان زوروں پر ہے (گناہوں کا) سمندر ایسا ہے کہ اس کا کنارہ نظر نہیں آرہا، جبکہ ہوا بھی مخالف سمت پہ چل رہی ہے، اے پیارے آقا! نوح علیہ السلام نے تو اپنے بیڑے پہ اپنے ماننے والوں کو بٹھا کر طوفان سے بچا لیا تھا

اور آپ تو نوح علیہ السلام کے بھی آقا ہیں آپ کے لیے تو کوئی مشکل کام نہیں کہ اپنی ساری امت کو شفاعت کے بیڑے پر بٹھا کر اس سمندر سے پار لے جائیں۔

تمہارے رتبے کو ہرگز نہ پاسکا کوئی
شفیع حشر ہیں امت کو بخشوا لیں گے
یہ کہہ کے رک گئے سدرہ پہ جبریل امیں
وہ ذات پاک ہے اپنی صفات میں یکتا
کرم کی بھیک ملے اس کو یا رسول اللہ ﷺ
نبی تو ہیں ، نہیں محبوب کبریا کوئی
نہ ہو گا آگ کا ایندھن برا بھلا کوئی
نہیں عروج محمد ﷺ کی انتہا کوئی
نہ ان سا اب کوئی ہوگا نہ ہے نہ تھا کوئی
نہیں نصیر کا اب اور آسرا کوئی

(سید نصیر الدین نصیر)

(۹) اے میرے رحمۃ للعالمین آقا! میں گناہوں کے بوجھ تلے دب گیا ہوں اور بہت بری طرح گناہوں کے جال میں پھنس گیا ہوں، بس آپ ہی کی دھائی ہے، آپ کے ایک اشارہ ابرو سے گناہوں کا بوجھ اتر سکتا ہے۔

لے چلو اب مدینے کو چارہ گردو مجھ کو طیبہ کی ٹھنڈی ہوا چاہیے
(۱۰) میرے آقا میں اس قدر لاتعداد خوبیاں اور کمالات ہیں کہ زبان سے بول کر تو ان خوبیوں کو بیان کرنا ناممکنات میں سے ہے حیرانیوں نے آئینہ سامنے رکھ کر غور کرنا شروع کیا تو خاموشی کی زبان سے ان کمالات کو بیان کرنے میں ہی آسانی سمجھی کیونکہ جیسے ایک لمحہ کے خواب میں برسوں کے کام ہو جاتے ہیں اسی طرح خاموشی کی زبان سے بھی وہ کچھ بیان ہو جاتا ہے کہ زبان سے جس کا بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مولانا حسن رضا خان نے اسی موقع پر کہا ہوگا۔

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
بند جب خواب اجل سے ہوں حسن کی آنکھیں اس کی نظروں میں تیرا جلوۂ زیبائی ہو
جیسے لوگ اپنے پیاروں کو نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں اور اہل محبت نظریں جھکا دیں تو ان کو دیدار نصیب ہو جاتا ہے، اسی طرح لوگ اپنے پیاروں کی تعریف زبان سے کرتے ہیں اور اہل عشق خاموشی میں ہی سب کچھ کہہ دیتے ہیں۔

(۱۱) اے رضا! تو نے ایسا محبوب چنا ہے کہ جس کے عشق میں تو نے نغمہ سرائی کی تو دلوں کی بند کلیاں کھل اٹھیں، باغ عالم میں بہار آگئی اور زمین و آسمان میں تیری نعتوں کی دھوم مچی ہوئی ہے کیوں نہ ہو یہ پھول ہی ایسا ہے جس کی تعریف میں بلبل چمنستان رسالت نے اپنی چونچ کھولی ہے اور رطب اللسان ہوئی ہے۔ (سبحان اللہ)

قصر باطل میں جو زلزلہ ڈال دے ایسے پھر شعر احمد رضا چاہیے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۶۱)

- (۱) عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
(۲) بزمِ ثنائے زلف میں میری عروس فکر کو
(۳) عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کے گرا غش آگیا
(۴) عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
(۵) اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
(۶) وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
(۷) گود میں عالم شباب حالِ شباب کچھ نہ پوچھ
(۸) تجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
(۹) پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
(۱۰) شانِ خدا نہ ساتھ دے ان کے خرام کا وہ باز
(۱۱) بارِ جلال اٹھا لیا گرچہ کلیجہ شق ہوا
(۱۲) خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ

تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* دنگ - حیران * چرخ - چکر، پھیر، گردش * جان مراد - مقصد کی جان * ہائے - برائے اظہارِ افسوس * بزم - محفل * ثنائے زلف - گیسوئے مبارک کی تعریف * عروس فکر - سوچ و پکار کی دلہن * ہشت خلد - آنکھوں جنتیں * عطر دان - خوشبودار ڈبہ جس میں عطار عطر رکھتے ہیں * مرغ عقل - عقل کا پرندہ * غش - بے ہوشی * پرے - آگے، دور * آستان - آستانہ عالیہ، درِ اقدس، چوکھٹ * چھیڑ چھاڑ - بات چیت، شور * طرفہ - عجیب و غریب * دھوم دھام - شان و شوکت، شور و غل * داستان - کہانی، حکایت، قصہ * رخ - چہرہ * انس - انسان * انس - محبت * جان - روح (جان جہاں یعنی روح کائنات حضور علیہ السلام کی ذات اقدس ہے) * عالم شباب - جوانی کا دور * حال - حالت * گلبن - سرخ گلاب کا

پھول * اٹھان - بلندی، ابھار * تجھ سا - تیرے جیسا * سیاہ کار - گنہ گار * شفیع - شفاعت کرنے والا * گمان - خیال (یہاں مراد بھول یا خیال باطل ہے) * پیش نظر - آنکھوں کے سامنے * نو بہار - موسم بہار کا جوین * بے قرار - بے چین * شان - مرتبہ، مقام * خرام - ناز و نخرے والی چال * باز - مشہور شکاری پرندہ، شہباز * بار جلال - ہیبت (الہیہ) کا بوجھ * شق - پھٹنا (شق صدر مراد ہے) * ماہ سبز رنگ - ہرے رنگ والا چاند (عمدہ و دلربا رنگ والا) * دھان پان - نازک * خوف - ڈر، خطرہ * عبد مصطفیٰ - حضور علیہ السلام کا نیاز مند اور نوکر و غلام * امان - حفاظت، امن۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) (شب معراج جب آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان اور عرش سے بھی اوپر تشریف لے جا رہے تھے تو مکان جو کہ شش جہات میں گھرا ہوا ہوتا ہے وہ تو ختم ہوا اور لا مکان کا علاقہ شروع ہو گیا جو جہت و سمت سے پاک ہے) عرش معلیٰ بھی حیرانی میں تھا اور آسمان بھی چکرا گیا اور دونوں نے حضور علیہ السلام کی بلندی کے پیش نظر آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا! اے ہماری مرادوں اور تمناؤں کی جان! اب آپ کا قیام کس مقام پہ ہوگا۔ اور حضرت جبریل امین علیہ السلام تو پہلے ہی سدرۃ المنتہی پہنچے ہوئے تھے۔

آیا سدرہ کا مقام، بولا آقا سے غلام آگے بڑھ سکتا نہیں تیرے قدموں کی قسم
رک گئے روح امیں، بولے یہ سرور دیں تیری منزل ہے یہی آگے اب جائیں گے ہم
(یکتا بہاری)

(۲) جن بابرکت زلفوں کی خدا بھی قسم یاد فرماتا ہے (والیل اذا سجدی) ان کی یہ شان و عظمت کیوں نہ ہو کہ جب ان زلفوں کی عظمت و شان بیان کرنے کے لیے ”محفل زلف رسول“ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجایا جائے اور مجھے (امام احمد رضا کو) بیان کرنے کے لیے کہا جائے تو میری سوچ و بچار اور غور و فکر کی ذلہن (زبان و بیان) کو آخر عطر و خوشبو تو چاہیے کیونکہ زلف عنبریں کی شان بیان کرنی ہے تو پھر سن! ان زلفوں کا مقام یہ ہے کہ ان کی تعریف کرنے کے لیے آٹھوں جنتوں کا عطر دان چاہیے جن میں خوشبو بھری ہوئی ہو جبکہ باقی لوازمات اس کے علاوہ ہیں۔

یہی تو وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ان زلفوں کے مقدس بال زمین پہ نہ گرنے دیتے تھے اور ان بالوں کو حاصل کرنے کے لیے ان کی حالت یہ ہوتی قد اطاف بہ اصحابہ فما یزیدون ان تقع شعرہ الا فی یدر جل (مسلم شریف ص ۲۵۶، ج ۲) صحابہ کرام بوقت حجامت سرکار کے ارد گرد گھیرا ڈال لیتے تاکہ جو بال مبارک گرے ہمارے ہاتھوں پہ ہی گرے۔ یہ تو دنیا میں حال ہے اور آخرت میں ان زلفوں کا حال کسی الہم حدیث عالم نے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاؤں اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاؤں

(۳) میرے آقا کے مرتبہ و مقام کی بلندی عقل کی سمجھ سے ماوراء ہے کیونکہ عقل کا پرندہ عرش تک ہی گیا اور بے ہوش ہو کر گر گیا کیونکہ اس کی رسائی ہی یہاں تک تھی۔ اس کو کیا خبر کہ میرے آقا کے آستانہ عالیہ کی پہلی سیڑھی ہی اس سے کتنی آگے ہے۔ اسی لیے معراج پاک حضور علیہ السلام کا عظیم معجزہ ہے اور معجزہ (وکرامت) ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کے سامنے عقل عاجز ہو جائے۔

نظر والو! ذرا دیکھو محمد ﷺ کی بلندی کو اٹھے بیت الحرم سے اور خدا کے نور تک پہنچے

(۴) بالخصوص شب معراج عرش پہ بھی ایک نئی قسم کی بحث چل رہی ہے اور فرش پہ بھی ایک عجیب سا شور ہے جب میں نے کان لگایا (غور کیا) تو معلوم ہوا کہ عرش و فرش پہ آپ ہی کی شان کے ڈنگے بج رہے ہیں۔

گویا وعدہ الہی نبھایا جا رہا ہے ورفعلنا لك ذكرك (القرآن) اور اذا ذكرت ذکرک معی (حدیث قدسی) ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لیے اتنا بلند فرمادیا ہے کہ اب جہاں میرا ذکر ہوگا ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا۔ (ایت وحدیث کا مفہوم)۔
معراج کی رتیا دھوم یہ تھی اک راج دلارا آوت ہے لولاک کا سہرا سرسو ہے وہ احمد پیارا آوت ہے دھرتی سے اٹھا آفاق چڑھا، ممتاز یہ غل تھا چاروں طرف لوح سے ملنے صل علی، سردار ہمارا آوت ہے (ممتاز حسین)

(۵) اے پیارے آقا! آپ کے رخ انور اور چہرہ والضحیٰ کی روشنی (کی لذت) تو دونوں جہانوں کو سکون عطا کر دیا ہے۔ ہر انسان میں محبت کے جذبات اس چہرہ انور کی وجہ سے ہیں اور ہر جان کی جان بھی آپ ہی کا چہرہ مقدسہ ہے۔
کیونکہ حضور علیہ السلام ہی اصل کائنات، وجہ کائنات اور سبب تخلیق کائنات ہیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔ اول ما خلق اللہ نوری اور اس کے علاوہ دیگر بے شمار احادیث جن کا ذکر شیخ محقق نے مدارج النبوت ج ۲، ص ۴۲ پہ فرمایا اور مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں بھی بیان کی گئیں۔

کیا خوب فرمایا حضرت سیدی علی ونا رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کی روشنی کے متعلق، اپنے قصیدے میں۔

لو ابصر الشیطان طلعة نوره
ولورای نمرود نور جماله
عسی و ادم والرسل جمیعہم
فی وجہ ادم کان اول من سجد
عبد الجلیل مع الخلیل ولا عند
ہم اعین ہو نور ہالماورد

(زر قانی ج ۱، ص ۶۴)

اگر شیطان بھی حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کے نور کو (کما حقہ) دیکھ لیتا جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمک رہا تھا تو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں سب سے آگے ہوتا۔

اور اگر خلیل علیہ السلام کی پیشانی میں نمرود لعین، بھی نور مصطفیٰ دیکھ لیتا تو ان (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ ہی اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاتا اور کبھی ان سے عداوت نہ رکھتا۔

حضور علیہ السلام تو ایسے ہیں کہ گویا حضرت عیسیٰ و آدم اور تمام انبیاء و رسل علیہم السلام آنکھیں ہیں اور آپ ان آنکھوں کے درمیان چہرے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایک ہندو (چاند بہاری لال صبا ماتھ جے پوری) کا شعر ہے۔

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسول اللہ
خدا کا کر لیا ہم نے نظارہ یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۶) اس شعر نمبر چھ میں کئی احادیث مبارکہ کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے جن کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجہ تخلیق کائنات ہونے کے ساتھ ہے مثلاً **لولاك لما خلقت الا فلاك - لو لاک لما خلقت الدنيا - لو لا محمد ما خلقتك يا ادم) ولا ارضا ولا سماء (صحیح مستدرک للحاکم)**

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات شریف نمبر ۸، ص ۸۱ پر ایک حدیث قدسی نقل فرمائی ہے کہ (معراج کی بات) حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اللھم انت وانا وما سواک ترکت لا جلتک اے اللہ! تو ہے اور میں ہوں، باقی سب کچھ میں تیری خاطر چھوڑ آیا ہوں۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا محمد انا وانت وما سواک خلقت لا جلتک۔ اے پیارے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک میں ہوں اور ایک تو ہے باقی سب کچھ میں نے تیری ہی خاطر پیدا فرمایا ہے۔

تو اعلیٰ حضرت کے شعر کا مفہوم یہ بنا کہ حضور علیہ السلام سے پہلے کچھ نہ تھا سب کچھ آپ کے بعد ہی بنایا گیا (اول ما خلق اللہ نوری) اور اگر آپ نہ ہوں گے تو جہاں معدوم ہوگا۔ (یہ دعویٰ ہے اور اس کی ایک عقلی دلیل یہ ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان جہاں ہیں جب جان ہی نہ ہوگی تو جہاں کیسے ہو سکتا ہے۔

اگر اعلیٰ حضرت کی اس بات کی کسی کو سمجھ نہ آئے تو اپنے گھر کی خبر لے کیونکہ بانی دیوبند قاسم نانوتوی نے قصیدہ قاسمیہ میں بھی کچھ لکھا ہے۔

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدأ الآثار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا وجود قیادت آپ کی تھی دیکھئے تو اک رفتار

(۷) میرے آقا نے جب عالم شباب (جوانی) میں قدم رکھا تو اس وقت ان کے شباب کی شان کیا تھی اس کا اندازہ ہم کیا لگا سکتے ہیں (جو اپنی والدہ کے لطن اقدس میں لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز سنیں اور جو بنگھوڑے میں اپنی انگلی کو حرکت دیں تو چاند حرکت کر کے ان کا دل بہلائے) (جب بچپن یہ ہے تو جوانی کس شان کی حامل ہوگی) بس اتنی بات کہی جاسکتی ہے کہ آپ کی جوانی در کے باغ کا ایک حسین پھول تھی جس کی کچھ عجیب ہی اٹھان تھی۔

نماز عشق کا اک رکن محترم یہ ہے شبیہ سید کونیں رو برو رکھتا

(۸) اے سرکار مدینہ علیہ السلام کے گنہ گار امتی! ماناں کہ تو بڑا ہی گنہ گار سہی لیکن مایوس کیوں ہوتا ہے، اگر تیرے جیسا گنہ گار کوئی نہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا شفاعت کرنے والا بھی تو کوئی نہیں۔ پھر (جب وہ فرماتے ہیں کہ میری شفاعت بڑے بڑے گناہ گاروں کے لیے ہے، شفاعتی لا ھل الکبائر من امتی) بھلا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ کو (قیامت کے میدان میں) بھول جائیں گے؟ ہائے افسوس تجھ پر! یہ تیری بھول اور تیرا گمان باطل ہی ہو سکتا ہے۔

اس شخص کو ہے نار جہنم سے کیا خطر محشر میں جس کو مل گئی امداد آنحضور ﷺ

(۹) حضور علیہ السلام کا جلوہ جہاں آراء (نوبہار) آنکھوں کے سامنے ہو تو (پہلی امتوں کے لیے سجدہ تعظیسی جائز ہونے کا تصور ذہن میں گھوم جاتا ہے اور) دل بے قرار ہو کر سجدہ کرنا چاہتا ہے (جیسا کہ پہلے تفصیل سے لکھا گیا کہ صحابہ کرام نے کئی مواقع پہ

عرض کیا کہ حضور! جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بے قراری ان میں بھی تھی) لیکن خبردار! رک جاؤ ایسا نہ کرنا، یہی تو امتحان کی گھڑی ہے (کہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر سجدہ اللہ کے علاوہ کسی کو جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے)۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ

۔ شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب (علامہ اقبال) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

۔ ہر وقت نگاہوں میں خیالوں میں وہی میں نے کبھی اپنے کو اکیلا نہیں دیکھا

(راز مراد آبادی)

(۱۰) اللہ کی شان دیکھئے کہ! حضور علیہ السلام کی ناز و انداز والی رفتار کا ساتھ دینے کی سدرۃ المنتہی کے شہباز (سید الملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام) میں بھی طاقت نہ رہی کہ آپ کے ساتھ جاسکتا اور پھر یہ تو محبوب کی برکت سے ان کی سواری کی اڑان و پرواز و رفتار تھی کہ سدرہ سے لیکر زمین تک جس فرشتے کی معمولی سی ایک پرواز ہے وہ حضور علیہ السلام کی پرواز کے سامنے بلکہ آپ کی برکت سے آپ کی سواری کی پرواز کے سامنے بے بس نظر آ رہا ہے تو حضور علیہ السلام کی اپنی نورانی و نبوی پرواز کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

۔ نور کے تلوؤں کو سہلا کر جگایا خواب سے یوں ہوئی سرکار کی معراج جسمانی شروع پہلے تو وہ ہر کاب سرور کو نین تھا ہو گئی جبریل کی سدرہ سے حیرانی شروع

(حدیث شوق)

(۱۱) دیکھئے کو تو ہمارے آقا، ماہِ سبز رنگ عمدہ و دلربا (ہرے حسن والے، ہر رنگ آنکھوں کو بھاتا بھی ہے اور مفید بھی ہے اسی لیے ڈاکٹر جس کی آنکھوں کا اپریشن کرتے ہیں اس کو سبز پٹی یا سبز عینک لگا دیتے ہیں، یہ اعلیٰ حضرت کی طبی فراست ہے) اگرچہ دُبلے پتلے اور نازک بدن ہیں لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان تو دیکھو! کہ جلال الہی کا بوجھ اٹھالیا اگرچہ کلیجہ پھٹ (شق صدر ہو) گیا۔ جس میں بے شمار حکمتوں کے علاوہ ایک یہ بھی حکمت تھی کہ مظاہر قدرت اور مشاہدہ ذات کی منازل میں آسانی ہو۔
ووضعنا عنک وزرك۔

۔ آج کی رات ہے تکمیل عروج آدم حسن تخلیق پہ نازاں ہے خدا آج کی رات شوق دیدار کی کیا بات ہے اللہ اللہ درمیاں میم کا پردہ بھی نہیں آج کی رات جانے والا اسے سمجھے یا بلانے والا کوئی اس راز کا ہمراز نہیں آج کی رات

(واصف علی و اصف)

(۱۲) اے (گدائے درخیر الوری، امام اہل سنت پیارے) احمد رضا! تو کیوں گھبرا رہا ہے اور قیامت کی ہولناکیوں سے ڈر رہا ہے؟ تجھے ذرہ برابر بھی فکر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ تو کسی معمولی درکار تو نہیں بلکہ گدائے در مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اور جو اس در کے غلام ہوتے ہیں ان کے لیے امن ہی امن ہے۔

سلام اس ذات اقدس پر سلام اس فخر دوراں پر
 سلام اس پر کہ جس کے نور سے پُر نور ہے دنیا
 سلام اس پر جلالت شمع عرفاں جس نے سینوں میں
 سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو سرافراز
 مددگار و معاون بے بسوں کا زیر دستوں کا
 بڑے چھوٹوں میں جس نے اک اخوت کی بنا ڈالی
 سلام اس ذات اقدس پر حیات جادوئی کا
 ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
 سلام اس پر کہ جس کے نطق سے مسحور ہے دنیا
 کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں
 مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیانہ
 ضعیفوں کا سہارا اور محسن حق پرستوں کا
 زمانے سے تمیز بندہ و آقا مٹا ڈالی
 سلام آزاد کا آزاد کی رنگین بیانی کا
 (جگن ناتھ آزاد)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۶۲)

- (۱) اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے
- (۲) جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشق چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے
- (۳) اُنہی کی بو مایہ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے
- (۴) تری جلو میں ہے ماہ طیبہ ہلال ہر مرگ و زندگی کا
حیات جاں کار کاب میں ہے مہمات اعداء کا ڈاب میں ہے
- (۵) سیاہ لباسانِ دار دنیا و سبز پوشانِ عرشِ اعلیٰ
ہراک ہے ان کے کرم کا پیاسا فیض ان کی جناب میں ہے
- (۶) وہ گل ہیں لب ہلے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے
- (۷) جلی ہے سوز جگر سے جاں تک ہے طالبِ جلوۂ مبارک
دکھا دو وہ لب کہ آبِ حیاں کا لطف جن کے خطاب میں ہے
- (۸) کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے
- (۹) خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے
- (۱۰) کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے

بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

(۱۱) گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں اُمنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں

خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

(۱۲) کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما

تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* ہاری - پیدا کرنے والا (اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام) * مہر - سورج * نقاب، حجاب - پردہ * جلی جلی بو - کسی شے کے آگ پر جلنے سے جو بو پیدا ہو * سوزش - جلن * چشم والا - عظمت والی آنکھ * آہو - ہرن * بو - خوشبو * مایہ سمن - چنبیلی کا سرمایہ * چمن چمن - گلستان و بوستان (باغ) * مہکتا - خوشبودینا * رنگت - رنگ (رنگینیاں) * جلو - ساتھ، ہمراہ (یہاں مراد قبضہ و اختیار ہے) * ماہِ طیبہ - اے مدینے کے چاند * ہلال - پہلی رات کا چاند * مرگ - موت * حیات جاں - جان کی زندگی * رکاب - لوے کا حلقہ جس میں پاؤں رکھ کر سواری پہ سوار ہوئے ہیں * ممات اعداء - دشمنوں کی موت * ڈاب - پرتلا (قبضے میں) * لباساں، پوشان - لباس پہننے والے * کرم - بخشش * جناب - بارگاہ * گل - پھول * لبہائے - ہونٹوں * گلشن - باغ * سوز جگر - جگر کی گرمی و جلن * طالب - طلب کرنے والا * آب حیاں - زندگی دینے والا پانی (آب حیات) * خطاب - بیان و کلام * منکر نکیر - قبر میں سوال کرنے والے دو فرشتوں کے نام * حامی - خیر خواہ * یاور - مددگار * قہار - قہر و غضب والا * بدکاریوں - گناہوں * دفتر - رجسٹر، نامہ اعمال * بندہ - غلام * کریم - کرم کرنے والا * مفلسو - اے محتاجو اور مسکینو * اضطراب - پریشانی، بے چینی * اُمنڈ - جوش، ابھار * خورشید - سورج * مہر - مہربانی، محبت * ذرہ - حقیر اور معمولی شے * لئیم - کمینہ، گھٹیا * بے قدر - بے وقعت، بے حیثیت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے نورے والے پیارے آقا!

ذرا چہرے سے پردہ تو ہٹاؤ یا رسول اللہ ہمیں دیدار تو اپنا کراؤ یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

کیونکہ آپ کا چہرہ مبارک اگر پردے میں ہو تو گویا نورِ خدا پردے میں ہو جاتا ہے اس لیے کہ آپ ہی تو نورِ خدا ہیں (انامن نور اللہ) اور آپ کا رخِ انور پردے میں ہونے کی وجہ سے ایک بار پھر زمانے پہ ظلم، جہالت، بے دینی و بد عقیدگی کے سیاہ بادل چھا گئے ہیں اور بس اب یہی انتظار ہے کہ آسمانِ نبوت کا آفتاب عالمتاب (سراجا منیر) اپنا چہرہ انور پردے سے نکالے اور ہر طرف نور ہی نور پھیل جائے۔

نور ازل چمکیا غائب انہیرہ ہو گیا کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک نعت کا نذرانہ پیش کیا جس کے چند اشعار اس طرح ہیں۔

تنقل من صلب الی رحم اذا مضی عالم بد اطبق
وردت نار الخلیل مکتما فی صلبہ انت کیف تحترق
وانت لما ولدت اشرق الارض وضاءت بنورک الافق

یا رسول اللہ! آپ (آدم و حوا علیہما السلام سے لیکر حضرت عبداللہ و سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما تک) ایک ایک پاک اصلاب سے پاک ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دور آگیا اور ان کے لیے نمود نے آگ جلائی تو آپ کا نور ان کی صلب میں ہونے کی وجہ سے آگ ان پر گلزار ہو گئی۔ اور وہ جلنے سے بچ گئے اور جب آپ پیدا ہوئے تو ساری زمین بمعہ اطراف فاک آپ کے نور سے چمک اٹھی۔

۔ جس طرف دیکھیے سرکار نظر آتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ سرکار نے پردہ نہ کیا
روشنی جتنی تیری یاد نے پھیلائی ہے مہ و خورشید نے اتنا ہی بھی اُجالا نہ کیا (وقار عظیم)
کلام رضا اور معترضین:

بعض لوگوں کا ایک سو سال کے بعد اعلیٰ حضرت کے مندرجہ بالا شعر پہ اعتراض سوائے حماقت کے اور کیا ہے جبکہ اس پوری صدی میں بے شمار مناظرے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف کتابیں لکھی گئیں اور مخالفین کے دلوں میں اعلیٰ حضرت کا انتہائی بغض ہونے کے باوجود بھی کسی کو کسی موقع پر بھی آپ کے نعتیہ اشعار پہ کوئی اعتراض نہ ہوا اور آج سو سال کے بعد اعتراضات پر نہ ہوا مینڈ کی کو زکام اللہ اللہ۔ کی مثال ہی صادق آسکتی ہے یا پھر عقل ہی اتنی ہے جتنی اس ناقد کی تھی جس پر علامہ اقبال کا شعر برائے تشریح پیش کیا گیا۔

۔ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
تو اس نے مندرجہ ذیل تشریح کر کے سب کو درطہ حیرت میں ڈال دیا۔ ”اپنے آپ کو (خودی) اتنا بلندی پہ لے جا کہ تو تقدیر سے بھی اوپر چلا جائے، وہاں جا کر جب تجھے سردی لگے گی تو خدا خود ہی پوچھ لے گا کہ تیری رضائی کہاں ہے (تیری رضا کیا ہے کو تیری رضائی کہاں ہے بنا دیا)

۔ گل گئے گلشن گئے جنگل دھتورے رہ گئے عقل والے چل دیے اب بے شعورے رہ گئے
اعلیٰ حضرت کا کلام کوئی معمولی کلام نہیں ہے کہ ہر ایرہ غیرہ تھو خیر اس کو سمجھنے کا مدعی بن بیٹھے بلکہ کلام الامام ہے جس پر اپنے ہی نہیں بیگانے بھی وجد کرتے ہیں اور جس پر علامہ اقبال، حفیظ جالندھری، محسن کا کوروی اور اکبر وارثی جیسے یگانہ روزگار لوگ جھوم جھوم کر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جس بے چارے کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت کا حضرت عثمان غنی کی شان میں کہا ہوا شعر قادیانیوں کے ہارے میں سمجھ رہا ہے (جیسے مصنف دھماکہ) وہ اعلیٰ حضرت کے کلام کو خاک سمجھے گا، اس طرح کے کسی مولوی کے ہارے میں کسی نے کیا خوب کہا۔

مولوی! یہ مولوی ہیں بات کے درحقیقت تیل ہیں گجرات کے لہذا شعر نمبر ۱ کے بارے میں یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے حضور علیہ السلام کو خدا کہہ دیا ہے۔ اس سے معترضین کی علمی قابلیت، دینی خیانت، بغض اعلیٰ حضرت اور ان کا نام نہاد تقویٰ و خلوص و اللہیت کے دعوے، سب کچھ طشت از بام ہو گیا جب یہ علم و حکمت کے لحاظ سے اپنا جہ بچارے اعلیٰ حضرت کا ایک عام سامع نہ سمجھ سکتے تو ان کے لطیف و دقیق اشعار کس طرح سمجھ پائیں گے۔ سچ کہا کسی نے۔ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے۔

حدائق بخشش کے بعض نسخوں میں ایک شعر اس نعت میں دوسرے نمبر پر یہ بھی ہے اور اس کا مصرعہ ثانیہ بڑا مشہور بھی ہے، لیکن میرے پیش نظر جو نسخہ ہے اس میں چونکہ نہیں ہے لہذا میں نے نمرنگ میں اس کو شامل نہیں کیا لیکن شرح میں درج کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس کے مصرعہ اولیٰ میں اضطراب ہے (کمالاً ٹھکی)

نہیں ہے وہ میٹھی نگاہ، خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما

غضب سے ان کے خدا بچائے جلال باری عتاب میں ہے

(مفہوم واضح ہے)

(۲) عشق رسول اور فراق و ہجر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ میں دل کے جلنے کی جو ہلکی ہلکی بو آرہی ہے یہ میرے آقا کی مبارک آنکھوں کے عشق کی سوزش سے پیدا ہوتی ہے اور اس دل کے عشق رسول میں کباب ہونے میں جولندت ہے بھلا وہ ہرن کے کبابوں میں کہاں ہو سکتی ہے۔

اگر تفصیل میں جانا ہو تو بلال حبشی، صہیب رومی، سلمان فارسی، حضرت خبیب و خباب، حضرت سمیہ و جناب اولیں قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی مبارک زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ بتاؤ اے اللہ کے محبوب کی محبت و عشق میں طرح طرح کی اذیتیں برداش کرنے والو!

حب نبی میں زندگی کیسے گزر گئی

(۳) میرے آقا (کے مبارک پسینے) کی خوشبو ہی چینیلی کے پھول کا سرمایہ ہے اور باغات حضور ہی کے جلوے سے ”باغ باغ“ ہیں گلشن (ہستی) انہی کی خوشبو سے مہک رہا ہے اور گلاب کے پھول کا حسن بھی انہی کا مرہون منت ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) سبحان اللہ! تصور میں تیرے ہر شے پہ یوں نظریں جماتا ہوں نہ جانے کونسی شے میں تیرا دیدار ہو جائے

فنا اتا تو ہو جاؤں میں تیری ذات عالی میں جو مجھ کو دیکھ لے اس کو تیرا دیدار ہو جائے

(۴) اے میرے مدینے کے چاند آقا! زندگی و موت کا کزور سا چاند آپ ہی کے زیر سایہ تو طلوع ہو رہا ہے (آپ ہی کی نگاہ رحمت سے پتھروں کو بھی زندگی نصیب ہو رہی ہے اور درخت بھی رواں دواں ہیں، کافر آپ کا انکار کر کے اموات غیر احیاء بن گئے اور شہداء آپ کے فیض سے بل احیاء و لکن لا تشعرون ہو گئے) اہل ایمان کی جان اور روح بھی آپ کے پاؤں کے نیچے ہے اور دشمنوں کی موت بھی آپ کے قبضہ و اختیار میں ہے۔

فرش پر بھی ہوا ذکر صل علیٰ عرش پر بھی ہوا چرچا سرکار کا

ہر طرف سج گئی محفل مصطفیٰ ہر طرف یا نبی یا نبی ہو گئی (نیازی)

(۵) اس دنیا کے سیاہ لباس والے (انسان) ہوں یا عالم بالا کے سبز رنگ کا لباس پہننے والے (فرشتے) ہوں، سب کے سب حضور انور و اکرم علیہ السلام کی رحمت کے پیارے ہیں اور سب کو فیض آپ ہی کی بارگاہ سے ملتا ہے۔

خوشی مل گئی ہے محمد کے صدقے میری زندگی ہے محمد کے صدقے
میری عمر ساری یہیں اب کٹے گی گزارہ ہے میرا محمد کے صدقے

(۶) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے لیہائے مبارک بھی کیسی عجیب شان رکھتے ہیں، گلاب کی پتکھڑیوں سے بھی زیادہ نرم و نازک اور جب آپ ان لبوں کو حرکت دیتے ہیں تو (قرآن وحدیث کے) ہزاروں پھول ان سے برآمد ہوتے ہیں، باغ میں پھول تو اے بلبل تو نے بہت دیکھے ہوں گے لیکن ذرا ادھر بھی دیکھ! تجھے عجیب نظارہ دکھائی دے گا کہ سارا گلشن ہی ہمارے پھول آقا علیہ السلام میں سمایا ہوا ہے۔

ایسے مبارک اشعار ایسے شاعر کے ہی ہو سکتے ہیں جو ہر وقت تصور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گم رہے اور عشق رسول علیہ السلام کے سمندر میں غوطہ زن رہے اور وہ ہمارے امام احمد رضا ہیں جو یقیناً ایسے ہی ہیں کہ جن کی زندگی کا ہر لمحہ خیال مصطفیٰ سے پر نور رہتا تھا اور جن کا دل ہر وقت عشق مصطفیٰ سے سرور رہتا، ایسے ہی لوگوں کی بارگاہ مصطفیٰ میں قربت کو دیکھ کسی نے ان کے بابرکت عقیدے کو یوں بیان کیا ہے۔

کیسے کہہ دوں وہ حاضر نہیں ہیں کیسے مانوں وہ ناظر نہیں ہیں
اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہو وہ تصور میں آئے ہوئے ہیں

(۷) اے میرے پیارے آقا! میری جان جو آپ کے نورانی جلوے کی تمنا میں جل چکی ہے اس کو ایک بار اپنے لیہائے مبارک کا دیدار عطا ہو۔ جن ہونٹوں سے جب آپ کلام فرماتے ہیں تو آب حیات کی لذت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید نے سرکار مدینہ علیہ السلام کی بارگاہ میں یہی درخواست یوں پیش کی۔

ہک داری لنگھ آتو ساڈی جاتے داریاں کرلیاں سکاں لہاتے
ایہو سوال فرید دامن گھن جند جان کڈھ گھن لٹ مال، دھن گھن
مویاں دیاں خبراں آپ ای چل گھن دل ٹھار لیاں مٹھا ھیں ادا تے

(۸) اے میرے کریم آقا! میں قبر کی اندھیری کوٹھری میں داخل ہو چکا ہوں، قبر کے فرشتے میرے سر پہ کھڑے ہوئے ہیں، آپ کے سوا کوئی حامی کار اور مددگار نظر نہیں آتا، سخت مشکل میں ہوں تشریف لا کر قبر کو منور بھی فرمائیں اور اپنے گناہ گار کو بتائیں کہ ان کو کیا جواب دینا ہے۔

نظر کرم بس آپ کی سرکار چاہیے ہر رات مجھ کو آپ کا دیدار چاہیے
مرنے کے بعد دفن مدینے میں ہو سکوں دو گز زمیں مجھے میری سرکار چاہیے
میں اپنی ساری زیست وہیں پر گزار دوں مجھ کو حضور آپ کا دربار چاہیے

(ریاض مدینہ)

(۹) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ آج پوری طرح اپنی شان قہاری و جباری کا اظہار فرما رہا ہے اور اس کے سامنے میرے گناہوں کے رجسٹر کھلے ہوئے ہیں، کسی نبی کو بھی مجال نہیں کہ کچھ عرض کر سکے، بس میری نگاہیں آپ کو ہی ڈھونڈ رہی ہیں۔ اے میدان محشر میں گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے آقا! تشریف لائیں اور اپنے غلام کو نارِ جہنم سے بچائیں۔

کبھی تیرے غم میں رونا کبھی ہجر میں تڑپنا یونہی میری رات گزری اسی طرح دن گذرا

(مولانا محمد ارشد پناہوی)

کچھ عقل کے اندھوں کو اعلیٰ حضرت کا یہ انداز بھی پسند نہیں، میں نے ایک کتاب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس شعر پہ ایک سرخی لگی ہوئی دیکھی کہ ”احمد رضا عذاب میں“ اے عقل کے اندھو! اور عشقِ مصطفیٰ کی لذت سے خالی ”بھانڈو“ اور بزعمِ خویش خدا کے بندو! تمہیں میں اس کے سوا اور کیا کہوں۔

زاہدا! اچھی نہیں ہے عاشقوں سے چھیڑ چھار میرا مسلک اور ہے تیرا عقیدہ اور ہے
(۱۰) ہمیں اللہ کریم نے ایسا کریم (کرم کرنے والا، نئی، داتا) نبی عطا فرمایا ہے کہ جس کے ہاتھ دینے کے لیے ہر وقت کھلے ہوئے ہیں اور اس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں (اوتیت مفاتیح خزائن الارض) پھر ذرا بتاؤ تو اے منکوا! تمہارا دل کیوں دھڑک رہا ہے اور یہ سوچ رہا ہے کہ پتہ نہیں ملے کہ نہ ملے۔ اعلیٰ حضرت ایک مقام پہ فرماتے ہیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں جساء وک ہے گواہ پھر رد ہو کیا یہ شانِ کریموں کے در کی ہے
اس کی تشریح اسی کے مقام پہ آئے گی اور انشاء اللہ پڑھ کر وجد آئے گا۔

(۱۱) اے میرے رحمت والے آقا! گناہوں کی سیاہی نے ہمیں گھیر رکھا ہے اور کالی گھٹاؤں نے ہمارا محاصرہ کر لیا ہے اے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کے سردار اور آفتابِ نبوت مدنی آقا! مہربانی فرمائیے! اور اس ناچیز ذرے کو جو سخت طوفانی آندھیوں کے تھپڑوں کی وجہ سے جنگل میں تنہا کبھی ادھر گرتا ہے کبھی ادھر، اس کو اپنے نور کی شعاعوں سے ماہتاب بنا دیجئے۔ کیونکہ آپ تو وہ ہیں کہ۔

قطرے کو سمندر کرتے ہیں ذرے کو ستارا کرتے ہیں

کونین کو خم آجاتا ہے جب زلف سنوارا کرتے ہیں

(۱۲) اے میرے کریم آقا! آپ کو اپنے ہی کرم کا صدقہ اس کہنے اور بے قدرے سے انسان (احمد رضا) کا حساب لیکر مزید اس کی ”مٹی پلید نہ کیجئے“ اور ذلیل و شرمسار نہ کیجئے۔ یہ احمد رضا بے چارہ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے حساب لیا جائے۔

سبحان اللہ! اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی بارگاہ میں کیا عاجزی اور کسرِ نفسی ہے، جو اپنے آپ کو جتنا بھی مسکین و عاجز بنا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے اس کو اتنی ہی زیادہ امت کی سرداری عطا کر دی جاتی ہے۔ امام احمد رضا کے ڈنکے شرق و غرب میں آج اسی وجہ سے بج رہے ہیں اور ان کے مخالفین کی حالت یہ ہے کہ۔ پھرتے ہیں میرا اور کوئی پوچھتا نہیں۔

اعلیٰ حضرت کی شانِ اقدس میں ایک منقبت پڑھیے اور اپنے دورِ ماضی قریب کے اس محسن کی عظمت پہ قربان ہو جائیے۔ جن کی جلالتی ہوئی عشقِ مصطفیٰ کی شمع انشاء اللہ قیامت کے بعد تک بھی روشنی دیتی رہے گی۔

مد نظر تھی احمد رضا خاں کی منقبت آئی زباں پہ حضرت انساں کی منقبت

حب رسول میں جو فانی الرسول تھا
 تابندہ چونکہ اس کا سلام و درود تھا
 تھا اس کا ذوق ، کوثر و تسنیم میں دھلا
 اس کی زباں پہ ذکر تھا طیبہ کے چاند کا
 نازاں تھا جس پہ عاشق قرآن کا خطاب
 محسوس ہو رہا ہے ستاروں میں عرش پر
 میرے دل و دماغ میں بھی آ گئی بہار
 خوشبوئے زلف، احمد رضا خاں کو تھی عزیز
 ہر منقبت ، اس صاحب ایماں کی منقبت
 تابندہ تر ہے ، مرد مسلمان کی منقبت
 اب ہر زباں پہ ذوق قراواں کی منقبت
 اب عام اس کے ذکر قراواں کی منقبت
 ہے زرفشاں اُس عاشق قرآن کی منقبت
 لکھی ہوئی ہے احمد رضا خاں کی منقبت
 نازل ہوئی جو پیکر احساں کی منقبت
 مجھ کو عزیز ، زلف پریشاں کی منقبت
 (حکیم مظفر عزیز)

فیضان رضا _____ جاری رہے گا (انشاء اللہ العزیز)

نعت شریف نمبر (۶۳)

- (۱) اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
(۲) نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گور غریباں سے
(۳) اُترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
(۴) ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آگئی سر پر
(۵) اندھیرا گھرا کیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
(۶) زمیں تپتی، کٹیلی راہ، بھاری بوجھ گھائل پاؤں
(۷) نہ چونکا دن ہے ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوئی
(۸) رضا منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہوں یاں ہاتھ خالی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* گھٹا - کالے سیاہ بادل * عصیاں - گناہ * بے کس - بے چارہ، عاجز * آفت - مصیبت * صدا - آواز
* گور غریباں - مسافروں یا فقیروں کا قبرستان (مراد اہل محبت ہیں) * والی - آقا * چاندنی - چاند کی روشنی * پاکہ - پندرہ دن
کی مہلت * اُجالا - اُجالا سے مونٹ بمعنی روشنی * بن - جنگل * سر پر - بالکل قریب * لا اُبالا - لا پرواہ، غافل * دم گھٹتا ہے -
سانس رکتا ہے * دل اُکتاتا - بیزار ہونا * ساعت - گھڑی، لمحہ * کٹیلی راہ - کانٹوں سے بھرا ہوا راستہ * گھائل - زخمی
* جھیلنا - برداشت کرنا * چونکنا - خبردار ہونا * ڈھلنا - سورج کا غروب ہونے کے قریب جانا * ارے او - برائے ندا * سبھی کو
- تمام لوگوں کو * یاں - یہاں کا مخفف بمعنی اس جگہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

- (۱) اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ (قبر کی) رات اندھیری ہوگی اور اس پر دوسری مصیبت یہ ہے کہ گناہوں کی کالی سیاہ
گھٹا بھی چھائی ہوگی۔ اے میرے پیارے نبی! میرے کمزور اور مجبور و عاجز دل کے (جو اس تصور سے ہی ڈوبا جا رہا ہے) آپ ہی
حامی و خیر خواہ ہیں۔

کیونکہ حضور علیہ السلام پر ہماری تکلیف شاق گذرتی ہے، پھر آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کیسے برداشت فرمائیں گے کہ ہم دوزخ کا ایندھن بنیں۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمو منین روف رحیم (التوبہ) اتنے مضبوط سہارے کے باوجود موت اور قبر کو یاد کر کے رونا اور اپنے اوپر خوف کی کیفیت طاری کرنا ایمان کی علامت اور اہل ایمان کا شیوہ نہیں تو اور کیا ہے کیوں کہ الا یمان بین الخوف والرجاء۔ ایمان، اللہ سے ڈرنے اور اس کی رحمت کا امیدار ہونے کی درمیانی حالت کا نام ہے۔ بالخصوص وہ لوگ جن کی جوانی ڈھل چکی اور بڑھاپا شروع ہو گیا ہے، اگرچہ موت تو بچے، بوڑھے اور جوان، سب کو بڑی تیزی سے کھائے جا رہی ہے تاہم بچے اور جوان کی زندگی کے امکانات بہ نسبت بوڑھے کے زیادہ ہوتے ہیں۔ لہذا اے اپنی زندگی کی زیادہ ساعتیں گزار لینے والے، تیرے لیے کسی نے یوں کہا ہے کہ۔

کر نہ پیری میں تو غفلت اختیار زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار
حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار کر بس اب اپنے کو مردوں میں شمار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۲) لیکن اے گناہ گار! مایوسی جائز نہیں ذرا غریبوں کے قبرستان کی طرف کان دھر! (کہ ان کو محبوب کی رحمت کا سہارا مل گیا ہے اس لیے) وہاں سے مسلسل یہ صدائے دلنواز آرہی ہے ”مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے“ کیونکہ۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے
(۳) اے دنیا کے غافل مسافر! تیری جوانی کا چاند تو غروب ہونے کے قریب جا رہا ہے اور روشنی (عالم شباب کا جو بن) دن بدن گھٹتا جا رہا ہے کچھ نہ کچھ تو کر لے ورنہ اس کے بعد جو چند ہر داڑھ (دور بڑھاپا) آ رہا ہے وہ تاریک ہوگا۔ اس میں تو عاجز و مجبور ہو جائے گا۔

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے یہ تیرا حسن و شباب اے نوجواں کچھ بھی نہیں
(۴) اے اود دنیا کے چند روزہ مہمان و مسافر! یہ دنیا تو بھیڑیوں کا جنگل ہے اور رات ہونے والی ہے جبکہ تو ابھی تک بے خبر ہو کر سویا ہوا ہے۔ ہائے افسوس تو کس قدر لاپرواہ اور غافل ہے! ایسے غافل مسافر کا جو حشر ہوگا وہ سب کے سامنے ہے۔
غافلوا! گر خواب میں یوں سوتے ہی رہو گے جب نیند سے جاگو گے تو پھر روتے ہی رہو گے
(۵) دنیا کے گھر کی تو تجھے بہت فکر لگی ہوئی ہے کبھی آخرت کے گھر قبر کی بھی کچھ خبر لی ہے؟ جہاں سخت اندھیرا ہوگا، سانس رک رک جاتا ہوگا اور دل گھبراتا ہوگا۔ اے اللہ کے بندے اللہ کو یاد کیا کر کیونکہ عنقریب یہ وقت تیرے اوپر بھی آنے ہی والا ہے۔

اور تیری مجذوب حالت اور یہ سن ہوش میں آ اب نہیں غفلت کے دن
اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گن کس قدر درپیش ہے منزل کٹھن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(۶) یاد کر اے غافل مسلمان! اس منظر کو کہ جب زمین تاج بننے کی طرح تپ رہی ہوگی، راستہ چھیننے والے کانٹوں سے بھر پور ہوگا (مصائب و مشکلات کی طرف اشارہ ہے) گناہوں کا بوجھ تو نے پہلے ہی بہت بھاری کر لیا ہے، جبکہ تیرے پاؤں بھی زخموں سے

چور چور ہیں۔ ہائے او بے چارے غافل مسلمان! ان حالات میں تیرا اللہ ہی مالک ہے۔ خدا تیرے اوپر رحم فرمائے۔

دار فانی کی سجاوٹ پر نہ جا نیکیوں سے اپنا اصلی گھر بنا
پھر وہاں بس چین کی بنی بجا انہ قد فاز فوزا من نجا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۷) اے دنیا کے مسافر خانے کے چند روزہ مسافر! تو نے ابھی تک سفر کی تیاری نہیں کی حالانکہ منزل تیری بہت دور ہے، سفر لمبا ہے اٹھ کر چلے گا تو منزل پہ پہنچے گا سفر ہی موجب ظفر ہوتا ہے اگر چہ کہا گیا ہے السفر سقر ولو كان ميلا۔ سفر عذاب ہے اگر چہ ایک ہی میل کا ہو۔ ارے چند دن بعد دنیا کو چھوڑ کر جانے والے! تو نے اتنی میٹھی نیند کہاں سے لی ہے کہ بیدار ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔

تو ہے اس عبرت کدہ میں بھی لگن گو ہے یہ دارالحزن بیت الحزن
عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن چھوڑ غفلت عاقبت اندیش بن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۸) اے احمد رضا (گدائے درخیر الوری) ٹھیک ہے حالات ایسے ہی ہیں جیسے تو اپنے شعروں میں بیان کر رہا ہے لیکن صرف تیرے اکیلے کے لیے ہی تو نہیں بلکہ سب کے لیے یہ سفر تو طوعاً یا کرہاً طے ہو ہی جائے گا اس کا کیا رونا؟ رونا تو یہ ہے کہ ہاتھ بھی خالی ہیں۔ عمل کی پونجی بھی پاس نہیں اس لیے انجام کا بھی خطرہ ہے۔ یاد دوسرے مصرعہ کا آخری جملہ سوالیہ ہے یعنی کیوں روتے ہو دیکھو تو تمہارے آقا علیہ السلام کے ہاتھ کوئی خالی ہیں؟ ان میں شفاعت ہے رحمت ہے کرم ہے بخشش ہے الغرض۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں۔

اس نظم میں امام اہل سنت نے اہل سنت کو کیسے راہ اعتدال پہ لانے کی کوشش فرمائی ہے کیونکہ ہم میں سے بعض لوگ ایسے بے عمل ہیں کہ اللہ کی رحمت اور حضور علیہ السلام کی شفاعت کا مطلب انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اعمال صالحہ کی ضرورت ہی نہیں ہے (نعوذ باللہ) جبکہ قرآن مجید میں بیسوں جگہ اخروی کامیابی کا دار و مدار ایمان و اعمال صالحہ پر رکھا گیا ہے۔

ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا۔ (طہ)

ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت کانت لهم جنت الفردوس نزلا۔ (کہف)

وبشر الذین آمنوا و عملوا الصلحت ان لهم جنت تجری من تحتها الانهر
(البقرہ)

اور بعض دوسرے صرف اعمال پر ہی سارا زور لگاتے ہیں اور عقیدے کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے حالانکہ اعمال کی قبولیت کا مدار عقیدے کی درستگی پر ہے اسی لیے مذکورہ آیات مبارکہ میں ہر جگہ پہلے آمنوا ہے پھر عملوا الصلحت ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے دونوں نعمتوں کو حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے تاکہ ہر دو سعادتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور ہر قسم کی محرومی سے بچا جائے۔ عقیدے کی پختگی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اعمال صالحہ سے بے نیاز ہو جائے بلکہ

درست عقیدے والے کو نیک اعمال بہ نسبت دوسروں کے زیادہ کرنے چاہیں اور نہ ہی رسالت کو ماننے کا یہ مطلب ہے کہ توحید کا نام ہی نہ لیا جائے، اس بارے میں کچھ کوتاہیاں جو ہمارے اندر ہیں علماء کو ان کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے اور لوگوں کے سامنے فکر آخرت، خوف خدا، قبر کے حالات، عبادات و معاملات کے موضوعات بھی بیان کرنے کی سخت ضرورت ہے یہی اعلیٰ حضرت کی تعلیم ہے کہ عقائد مثلاً نور و بشر، حاضر و ناظر علم غیب وغیرہ موضوعات ہو گئے یا ایصال ثواب، انگوٹھے چومنا، ذکر بالجہر، آذان سے پہلے درود و سلام وغیرہ کے موضوعات بھی نہ چھوڑے جائیں کیونکہ یہ ہمارے عقائد اور تشخصات ہیں ان کو بیان کرنا بھی بہت ضروری ہے لیکن توحید باری، سیرت النبی، جیسے پروگراموں کی ہم میں کمی بھی قابل افسوس ہے۔ عالم آخرت، خوف خدا اور قبر کے بارے میں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جس آگ کا ایندھن انساں ہیں اس آگ کا عالم کیا ہوگا
جب روح نکلے گی رگ رگ سے اس وقت کا عالم کیا ہوگا
خاموش زباں ہو جائے گی اس وقت کا عالم کیا ہوگا
اک اشک یہاں کا بہتر ہے واں گریہ پیہم کیا ہوگا
اس دھر کا تو یہ عالم ہے تو حشر کا عالم کیا ہوگا

کچھ اس کی خبر بھی ہے تجھ کو وہ سوز جہنم کیا ہوگا
جب گنگر و گلے کا بولے گا اور سانس کا ڈورا ٹوٹے گا
یہ جسم گواہی خود دے گا ہر حصہ جسم کا بولے گا
ایک بار خطا ہو جائے اگر سو بار تو رب سے توبہ کر
یہ حال ہے عابد دنیا کا دنیا میں کسی کا کوئی نہیں

-----***-----

نعت شریف نمبر (۶۴)

- (۱) گنہ گاروں کو ہاتھ سے نوید خوش مالی ہے
(۲) قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
(۳) تراقد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
(۴) تمہاری شرم سے شان جلال حق ٹپکتی ہے
(۵) زہے خود گم جو گم ہونے پہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
(۶) میں اک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگ در کا
(۷) تری بخشش پسندی عذر جوئی تو بہ خواہی ہے
(۸) ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر جس کے بلبل ہیں
(۹) رضا قسمت ہی کھل جائے جو گیلیاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگ در گاہ خدام معالیٰ ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

- * ہاتھ - ٹہنی آواز * نوید - خوشخبری * خوش مالی - اچھا انجام * سا - جیسا، مثل * قضا - تقدیر، قسمت * موت - حکم الہی، فیصلہ * (۱) والی - آقا * (۲) والی - والا سے مونث * گلبن رحمت - رحمت کا سرخ عمدہ پھول * ڈالی - شاخ * بوکر بیج کر * بنا - بنیاد * شان جلال حق - اللہ کے جاہ و جلال کی شان * ٹپکتی - ٹپکنا سے ہے بمعنی قطرہ قطرہ گرنا * خم گردن ہلالی - پہلی رات کے چاند کی گردن کا بل اور جھکاؤ * ذوالجلالی - بزرگی والے کی * زہے - واہ واہ، سبحان اللہ، مبارک ہو * کیا پایا - کیا حاصل ہوا؟ * بے وقعت - گھٹیا، بے عزت، کمینہ * گدا - منگتا، فقیر بے نوا * سگ در - دوازے پر بیٹھنے والا کتا * والا - بلند مرتبہ * عالی - بہت بلند و بالا * بخشش پسندی - معافی کی پسندیدہ عادت * عذر جوئی - معذرت قبول کرنے کی شان * توبہ خواہی - توبہ کا سوال، توبہ کرنے کی عادت * عموم - عام * جرم - گناہ * لا ابالی - بے پرواہی * سروہی - شمشاد و صنوبر کا بالکل سیدھا درخت * خوبی - عمدگی، حسن، اچھی صفت * سگ - کتا * درگاہ - بارگاہ، آستانہ عالیہ * خدام - جمع خادم کی بمعنی نوکر، خدمت گار * معالیٰ - جمع معنی کی، مصدر میسی (وہ مصدر جس کے پہلے میم ہو) بمعنی بلندی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہ گاروں کو ہاتھ غیب (غیبی فرشتے) نے یہ نوید مسرت اور خوشخبری سنا دی ہے کہ اے حضور علیہ السلام کی امت کے گنہ گارو! تمہارا کام بن گیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارا اچھا انجام لکھ دیا ہے، تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری شفاعت کرنے کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ذات نے کمر کس لی ہے۔ بس ابھی فیصلہ ہوگا اور تم اپنے پیارے رسول کے ساتھ جنت کے باغات میں ہو گے۔ اللہ نے فرمادیا ہے ولسوف يعطيك ربك فترضى کہ اے محبوب تیرا رب تجھے ضرور راضی فرمائے گا اور حضور علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کر دیا ہے کہ اے اللہ! اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔ امت کی یاد میں حضور ﷺ کا رونا قبول ہو گیا ہے اور اللہ نے حضور کی مرضی کے مطابق ہی فیصلہ کر دیا ہے اور اب تمہیں جنت مل رہی ہے لیکن تمہارے اعمال کے سبب نہیں بلکہ حضور کی شفاعت کی وجہ سے۔

دو عالم کے مشکل کشا بن گئے میری کشتی کے ناخدا بن گئے

اس کزبکی کے قربان صل علیٰ کیا وسیلہ ملا مجھ کو منجد ہار میں (سکندر لکھنوی)

(۲) موت تو برحق ہے مگر واہ رے نصیب اس کے جو اللہ کے شوق اور حضور کی محبت میں جان دے رہا ہے ایسوں پر تو اللہ کا خاص کرم ہے اور یہ جان جو راہ حق میں دی جا رہی ہے یہ یقیناً اللہ والی جان ہے چاہے وہ جہاد اصغر (میدان جنگ) میں اللہ کے لیے لڑتے ہوئے جائے یا جہاد اکبر (تیاری جہاد یا جہاد بالنفس) میں قربان ہو جائے (رجعنا من الجہاد دالا صغیر الی الجہاد الاکبر۔ حدیث) سب کے لیے وعدہ الہی ہے والذین جاهدوا افینا لنہدینہم سبلنا (القرآن) جنہوں نے ہمارے لیے محنت کی ہم ان کو سیدھی راہ پہ لے جائیں گے (سیدھے جنت میں جائیں گے) یہ نعمتیں بھی اہل ایمان کو حضور علیہ السلام کے وسیلے سے ملتی ہیں کیونکہ آپ کا کلمہ پڑھنے اور آپ کا دین قبول کرنے ہی کی برکت سے ملتی ہیں ورنہ کافر بھی تو اسی میدان میں مارا جاتا ہے لیکن وہ مردار اور جہنمی ہوتا ہے کیونکہ اس نے حضور علیہ السلام کا دین و کلمہ قبول نہیں کیا۔

محبوب کبریا کا در پاک چھوڑ کر اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح

جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی بھٹکے ہوؤں کی راہنمائی ہو کس طرح

رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

(۳) اے میرے پیارے نبی! آپ کا قد انور سبحان اللہ! رحمت کے سرخ گلاب کی شاخ ہے، جس کو اللہ نے کچھ ایسے پیار سے سینچا اور اپنی رحمت کا پانی دیا کہ آپ کے وجود باجود کو رحمت کی بنیاد بنا دیا۔ اور فرماؤ ما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ دنیا میں ہر رحمت ہر کسی کے لیے نہیں مگر اے میرے محبوب تو ہر کسی کے لیے رحمت ہے۔ جس کا میں خالق و رب ہوں اس کے لیے تو رحمت ہے، کوئی شے میری ربوبیت سے باہر نہیں اور کوئی چیز تیری رحمت سے باہر نہیں۔ اور بندوں کو فرمادیا کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اللہ کی رحمت (محمد کریم علیہ السلام) سے مایوس نہ ہو جانا۔ اور رحمت کا حال کیا ہے۔

رحمت میرے حضور دی داجاں پئی مار دی آجا گناہ گارا میں تینوں بچا لواں

خیال فرماؤ! پانی رحمت ہے لیکن اس وقت تک کہ جب تک حد اعتدال پہ رہے اور ضرورت کے مطابق ملتا رہے لیکن اگر

سیلاب کی شکل اختیار کر جائے اور آب و یوں لگو پہا کر لے جائے تو یہی رحمت رحمت ہے۔
 ہوا، اللہ کی رحمت ہے کہ چند منٹ اگر نہ ملے تو ہر ذی روح اور تنفس جان سے ہاتھ دھو بیٹھے لیکن اگر یہی ہوا طوفان
 اور آندھی کی شکل اختیار کر جائے تو یہ رحمت رحمت بن جائے۔

آگ، رحمت ہے کہ اس سے ہم ہزاروں کام لیتے ہیں لیکن یہی آگ اگر کسی مکان کو لگ جائے یا جہنم میں بھی تو آگ
 ہے مگر رحمت ہے۔ الغرض! ہر رحمت کبھی رحمت ہے کبھی زحمت لیکن ہمارے آقا ایسی رحمت ہیں کہ جن میں زحمت کا پہلو پایا ہی نہیں
 جاتا۔ جب بڑے بڑوں کے حوصلے جواب دے جاتے ہیں تو حضور علیہ السلام ایسے وقت میں بھی (پہاڑوں کے فرشتے کی اس پیش
 کش کے باوجود بھی کہ آقا اگر آپ حکم دیں تو میں طائف والوں پر پہاڑ گرا کر ان کو نیست و نابود کر دوں اور آپ پر ہونے والے ظلم کا
 بدلہ لے لوں) فرماتے ہیں بعثت رحمة لا لعنا۔ اے فرشتے تیری خیر خواہی کا شکریہ لیکن مجھے تو اللہ نے رحمت بنا کر بھیجا ہے
 زحمت بنا کر نہیں بھیجا (بخاری شریف)

خادموں کو آپ کے پیغام لا تحزن ملا آپ کے بندوں نے پایا مژدہ لا تقنطوا
 آپ کے لطف و عطا سے ہیں دو عالم مستفید آپ کا ابر کرم چھایا ہوا ہے چار سو
 اور آپ کی رحمت کا ایک پہلو یہ بھی یاد رکھیے اور اس احسان کے بدلے آپ کی ذات بابرکات پر کثرت سے درود و سلام
 پیش کرتے رہیے کہ حضور علیہ السلام تو عالمین کے لیے رحمت ہیں اور عالم ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے (تفسیر کبیر) تو حضور فرشتوں کے
 لیے بھی رحمت، انسانوں کے لیے بھی رحمت، زمیں و آسمان اور عرش و فرش والوں کے لیے رحمت ہیں مگر حضور علیہ السلام کو معلوم تھا
 کہ فرشتے تو گناہ کر ہی نہیں سکتے اور انسان گناہ کے بغیر رہ نہیں سکتے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں میں رہنے کی بجائے اپنے
 گناہ گاروں میں رہنا پسند فرمایا۔

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا
جبریل امین کا رحمت مصطفوی سے حصہ:

ایک بار آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا، اے جبریل! تو بھی تو عالمین میں شامل ہے، میری
 رحمت سے تجھے کیا حصہ ملا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا! حضور! آپ کی آمد تک میں اپنے انجام کے بارے میں فکر مند تھا لیکن
 آپ تشریف لائے تو میری یہ فکر ختم ہو گئی اور میرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر مجھے امن دے دیا ذی قوۃ عند ذی العرش
 مکین مطاع ثم امین۔ (سورۃ التکویر) (روح البیان زیرایت و ما رسلک الارحمۃ للعالمین)

عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت وہ آیا لیکن رحمتہ للعالمین ہو کر

(عبدالستار نیازی)

(۴) حضور علیہ السلام کا شرم و حیا جس کی قرآن نے شہادت دی فیستحی منکم میرا محبوب تم سے حیا فرماتا ہے (الاحزاب)
 اعلیٰ حضرت اس کی بلند یوں کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ ”اے میرے آقا! آپ کے شرم و حیا سے جلال خدا کی شان ٹپک رہی ہے اور
 آپ کی گردن معلیٰ کے (شرم و حیا اور عزت و وقار مگر عاجزی اور انکساری کے ساتھ) جھکاؤ سے یوں لگتا ہے۔ کہ جلال والے رب

کے آسمان پر پہلی رات کا چاند چمک رہا ہے (جو کہ باریک اور خمدار ہوتا ہے) سرکار علیہ السلام کی ذات بابرکات سے محبت کرنے کے ڈھنگ سیکھنے ہوں تو اعلیٰ حضرت جیسے عاشق رسول علیہ السلام سے ہی سیکھے جاسکتے ہیں۔

دین کیا ہے؟ تیری الفت کے سوا دین کا بس اک یہی معیار ہے
تو نظر پھیرے تو طوقاں زندگی تو نظر کر دے تو بیڑا پار ہے

(شب چراغ)

(۵) بڑا ہی بابرکت ہے وہ امتی جو اپنے آقا علیہ السلام کی محبت میں فنا ہو گیا لیکن وہ کہ جو فنا ہونے کے بعد یہ نہ سوچے کہ مجھے اس فنایت نے کیا دیا ہے کیونکہ فنا فی الرسول ہو جانا ہی کیا کم نعمت ہے کہ کسی اور نعمت کے حصول کی تمنا کی جائے، اگر اس دولت کے ملنے پر بھی اپنا دامن خالی سمجھے گا تو وہ یہ سمجھے کہ واقعی اس نے (ناشکری کر کے) کچھ نہیں پایا اور اس کا ہاتھ ابھی تک خالی ہے کیونکہ اس میدان میں ”ہونا“ نہ ہونا ہے اور ”نہ ہونا“ عین ہونا ہے۔ کسی کا کتنا اچھا مصرعہ ہے۔

ڈبویا مجھ کو ”ہونے“ نے نہ میں ”ہوتا“ تو کیا ہوتا

(غالب)

مولانا روم علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے محبوب علیہ السلام کی بارگاہ (فنایت کی حالت) میں حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا! کون ہے؟ عرض کیا! عائشہ ہوں۔ فرمایا کون عائشہ؟ عرض گزار ہوئیں ابو بکر صدیق کی بیٹی۔ فرمایا! کون ابو بکر؟ بولیں یا رغار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کون محمد؟ حضرت عائشہ سمجھ گئیں کہ یہ وہی وقت ہے جس کے بارے میں آپ نے خود ہی فرمایا ہے۔

لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ میرے اور اللہ کے درمیان ایک ایسا وقت آتا ہے کہ نہ اس میں کوئی مقرب فرشتہ حائل ہو سکتا ہے اور نہ کوئی نبی رسول۔ (گلستان سعدی) اس مقام فنایت کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے فکر حضور کا مرتبہ ”فنا فی اللہ“ کے زمرے میں آتا ہے اور شعر مذکور میں فنا ”فی الرسول“ کی بات ہو رہی ہے۔

جو عشق مصطفیٰ میں گرفتار ہو گیا آزادی حیات کا حق دار ہو گیا

روشن ہوئیں جو عشق محمد کی مشعلیں ظلمت کدہ بھی مطلع انوار ہو گیا

(ممتاز راشد)

(۶) اے میرے پیارے آقا! مجھے اپنے دربار عالی کے کتوں کا گدا سمجھ کر ہی قبول کر لیجئے۔ اللہ آپ کا دربار معلیٰ سلامت رکھے اور آپ کی عظیم درگاہ کی خیر ہو۔

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت کی گلی کے کتوں کے بھی پاؤں چومنے کو جی چاہتا ہے کیسی نیاز مندی ہے، دراصل مانگنے کا یہ بھی ایک انداز ہے کہ اپنے آپ کو لاشی کے مقام پر لایا جائے تو جس سے مانگنا ہے اس سے بظاہر مانگا تو کچھ نہ جائے مگر اس کی تعریف کی جائے جیسا کہ ہمارے ہاں بھکاری کرتے ہیں، اللہ آپ کے بچوں کو تندرستی دے، اللہ آپ کو حج کرائے، خدا دونوں جہان میں آپ کو عزت دے وغیرہ وغیرہ اور درحقیقت یہ انداز مانگنے سے زیادہ پر اثر ہوتا ہے اس لیے اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے یہی انداز

اپنایا ہے کہ۔ تری سرکار والا ہے تیرا دربار عالی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے برادر خور حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذوق نعت میں ایک جگہ سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پر لوٹے تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا

کیوں نہ ہونا ز مجھے اپنے مقدر پہ کہ ہوں سگ ترا ، بندہ ترا ، مانگنے والا تیرا

(۷) اے میرے رحیم و کریم آقا! آپ کی عادت مبارکہ ہے کہ آپ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں (فاعف عنہم واستغفر لہم) معذرت قبول کرتے ہیں اور گناہ گاروں کی توبہ کو قبولیت تک پہنچانے میں دلچسپی لیتے ہیں اسی لیے تو آپ کا گناہ گار امتی بے شمار گناہوں کے باوجود بھی اپنے آپ کو مطمئن اور محفوظ سمجھ رہا ہے اور لا پرواہی کی شان سے کہہ رہا ہے کہ۔

میں غلام غلامان احمد میں سگ آستان محمد ﷺ قابل فخر ہے موت میری قابل رشک ہے میرا جینا

(سکندر لکھنوی)

(۸) اے میرے پیارے آقا! آپ کا سرو جیسا قد انور اس باغ قدس کے سرخ گلاب کی حسین و جمیل ٹہنی ہے جس میں ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسی بلبلیں چمک رہی ہیں اور باغ آپ کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چمکے عید بہار آئی صبح شب ولادت

محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے اس واسطے وہ آیا صبح شب ولادت

(ذوق نعت از حسن رضا خان بریلوی: ۳۷)

(۹) اے (گدائے در مصطفیٰ و در غوث الوری۔ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ) احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) تیری قسمت تو اس لمحے بدلے گی جب محبوب سبحانی، قطب ربانی، قندیل نورانی شہباز لامکانی، شیر یزدانی، پیران پیر، دستگیر، سیدنا غوث اعظم میراں محی الدین جیلانی الحسینی و الحسینی کے دیس سے ٹھنڈی ہوا چلے اور اس میں تیرے لیے غوث پاک کی بارگاہ سے یہ لقب اور خطاب ہو کہ ”ہاں اے احمد رضا واقعی تو ہمارے دربار معلیٰ کے خادموں کا کتا ہے۔ (سبحان اللہ)

اعلیٰ حضرت کی انہی عقیدتوں کی وجہ سے سیدنا غوث اعظم نے آپ کو پاک و ہند میں اپنا نائب قرار دیا جیسا کہ متعدد واقعات میں ہے ان میں سے ایک شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شر قیوری علیہ الرحمۃ کا خواب بھی ہے کہ غوث پاک نے فرمایا: احمد رضا بریلوی ہندوستان میں میرے نائب ہیں۔ اس خواب کو میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے خود بریلی جا کر اعلیٰ حضرت کے سامنے بیان کیا اور فرمایا! میں نے دیکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت وہی بولتے اور لکھتے ہیں جو سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں بعینہ اسی طرح خواب کا محدث علی پوری حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آیا جس کی وجہ سے آپ فرماتے ہیں میرے دل میں اعلیٰ حضرت کی نذر اور زیادہ ہو گئی۔ (دیکھئے کتاب الشاہ احمد رضا ص ۱۱۰ از مفتی غلام سرور قادری)

نذرانہ غوث کا:

ہر قادری کی جان ہے نذرانہ غوث کا جلتا ہے شمع غوث پہ پروانہ غوث کا

قبلہ ہے سارے ولیوں کا کاشانہ غوث کا
 آٹھوں پہر کھلا رہے میخانہ غوث کا
 بیٹھو ادب سے دوستو محفل میں غوث کی
 طاہر ہے فساد گرونی سے نکتہ یہ صاف صاف
 ولیوں میں شان اعلیٰ سے ہے اعلیٰ غوث کی
 دونوں جہاں پہ شاہی ہے پیران پیر کی
 دیوانگان غوث کی عظمت نہ پوچھیے
 ہر اک دلی کا سال میں ہوتا ہے ایک عرس
 حضرت ضیاء الدین مدنی قادری کا گھر
 ہر اک زبان پر ہے افسانہ غوث کا
 ملتا ہے خوش نصیب کو پیمانہ غوث کا
 ممکن ہے بزم غوث میں آجانا غوث کا
 ہوتا ہے عرس عرش پہ روزانہ غوث کا
 سچ ہے فحکمہ نافیذ فرمانا غوث کا
 بغداد میں دربار ہے شاہانہ غوث کا
 ہشیار ہی ہوشیار ہے دیوانہ غوث کا
 ہر گیارہویں پہ عرس ہے ماہانہ غوث کا
 طیبہ میں یہ بھی ہے درِ جانا نہ غوث کا

لکھتا ہے شان غوث میں اشعار رات دن
 قائد شریپوری تو ہے مستانہ غوث کا

۱۔ قبلہ بمعنی مرکز توجہ

نعت شریف نمبر (۶۵)

- (۱) سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
 (۲) آنکھ سے کا جل صاف چرا لیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
 (۳) یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
 (۴) سونا پاس ہے، سونا بن ہے، سونا زہر ہے اُنھ پیارے
 (۵) آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
 (۶) جگنو چمکے پتہ کھڑ کے مجھ تنہا کا دل دھڑ کے
 (۷) بادل گرے بجلی تڑپے دھک سے کلیجہ ہو جائے
 (۸) پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منہ
 (۹) ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
 (۱۰) پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
 (۱۱) تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
 (۱۲) دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
 (۱۳) شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
 (۱۴) وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
 (۱۵) مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
 ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* سونا - دیران و برباد * چھائی - چھانا سے ہے بمعنی پھیل جانا، گھیر لینا، ڈھانپ لینا * کا جل - سرمہ (سخت کالی سری) * بلا کے - غضب کے، ماہر * تا کی - تا کنا سے ہے یعنی تیری گٹھری پہ چوروں کی نظر ہے * ٹھگ - دھوکے باز، فراڈیا

* دم میں نہ آیا۔ دھوکہ نہ کھانا * مت۔ سمجھ * متوالی۔ مست * (۱) سونا۔ مشہور و ہات، چاندی کے ساتھ بولا جانے والا (سونا چاندی) * (۲) سونا۔ ویران * بن۔ جنگل * (۳) سونا۔ نیند کرنا، سو جانا * جھنجھلانا۔ غصہ کرنا * جمائی، انگڑائی، سستی کی علامت * اٹھنا۔ بیدار ہونا * جگنو۔ اندھیرے میں چمکنے والا کیڑ (کرم شب تاب) * کھڑکنا۔ آواز نکالنا * تنہا۔ اکیلا * دھڑکنا۔ بے چین و پریشان ہونا * پون۔ خبیث روح، موکل * اگیا پیتالی۔ بھوت پریت، بیابانی، ایک آتش گیر مادہ جو فاسفورس سے مرکب ہوتا ہے عموماً قبرستانوں میں چراغ کی طرح روشنی دیتا ہے * دھک سے۔ اچانک ڈر کی وجہ سے دل کی دھڑکن کا تیز ہو جانا * بھیا نک۔ خوفناک، ڈراؤنی * اوندھے منہ۔ منہ کے بل، اُلٹے مونہہ (گرنا) * مینہ۔ بارش * دھڑتک۔ کمر تک یعنی نیچے والا آدھا جسم * کھائی۔ گڑھا * نالی۔ موری، سوراخ * پکاروں۔ بلاؤں، آواز دوں * جھنجھلا کر۔ غصے میں آکر * سردے پٹکوں۔ سر زمین پہ ماروں * چل رے۔ چلو خیر ہے * مولیٰ والی۔ اللہ را کھا * آس۔ امید * پاس۔ قریب * ہارے جی۔ مجبور دل * رفاقت۔ دوستی * عجم۔ عرب کے علاوہ سارا جہان عجم ہے * بے کس۔ عاجز، مجبور * آفت۔ مصیبت * دس۔ زہر * گانٹھ۔ گٹھڑی * حرافہ۔ مکار، فریبی * بھولی بھالی۔ سیدھی سادھی * ڈائن۔ جادوگر عورت، بد صورت * شوہر کش۔ خاوند کو قتل کرنے والی * مردار۔ بے جان، بغیر ذبح کیے مر جانے والا جانور * لپچانا۔ لالچ و طمع کرنا، کسی شے کو دیکھ منہ میں پانی آ جانا * دیکھی بھالی۔ آزمودہ * نہایت۔ انتہائی، بہت ہی * مفلس۔ کنگال، غریب * مول چکائیں۔ قیمت لگائیں * غنود کرم۔ معافی و بخشش * ڈگری۔ فیصلہ، سند * اقبالی۔ اقراری (اقبال جرم کرنے والا)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے لوگو! (دنیا کا) جنگل ویران و بے آباد ہے جبکہ رات بھی اندھیری ہے اور اوپر سے کالی گھٹا بھی چھا چکی ہے، خبردار ایسی حالت میں تو نیند آتی ہی نہیں، اگر سوئے ہوئے بھی ہو تو بیدار ہو جاؤ کیوں کہ یہاں حفاظت کرنے والے خود لٹیرے ہیں۔ یعنی اپنے دین و ایمان کے مال و اسباب کو نفس و شیطان کی ڈاکہ زنی سے محفوظ رکھو باقی رہے خود نفس و شیطان جو ہر انسان کے ساتھ رہتے ہیں گویا یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم تیرے محافظ ہیں جبکہ حقیقت میں یہی انسان کے ایمان و اعمال کو لوٹنے والے سب سے بڑے چور اور لٹیرے ہیں۔ جبکہ اس شعر میں رات اندھیری اور کالی بدلی سے مراد گناہوں کی سیاہی ہو سکتی ہے۔ انہی کی آڑ میں شیطان بندے کا دین و ایمان برباد کرتا ہے۔

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا اجل تیرا کردے گی کر کر صفایا
ذرا خوب غفلت سے ہشیار رہو نہ غافل ہو اتنا خبردار رہو

(۲) اس دنیا میں ایسے ایسے چالاک و ہشیار چور پھر رہے ہیں جو آنکھ سے سرمہ بھی نکال لیں اور تجھے خبر تک نہ ہو، انہی چوروں نے تیری گٹھڑی (دین و ایمان) پر نظر رکھی ہوئی ہے اور تو اتنا بے خبر ہو کر نیند پوری کر رہا ہے کہ پرواہ ہی نہیں ہے۔ اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے بد مذہبوں کی فریب کاری کا پردہ چاک کیا ہے اور بھولے بھالے سنیوں کو ان کی صحبت بد سے بچنے کی تلقین کی ہے، چند دن ان چوروں کے پاس بیٹھنے والا کتنا ہی عقیدے میں پختہ کیوں نہ ہو ضروری کا ناپلا ہو کر واپس آتا ہے

کیونکہ ان کی مکاری اور فریب دہی شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ دیتی ہے چالیس چالیس سال ہماری مسجدوں میں رہ جاتے ہیں مگر ہمارے سادہ لوح بھولے بھالے (اکثر فی الجنة بلہ) کا مصداق سینوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے، فاتحہ، ختم درود، میلاد وغیرہ سب کچھ ہوتا رہتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی بد عقیدگی کا پرچار بھی منافقانہ طریقے سے جاری رہتا ہے۔

(۳) یہ بد مذہب جو تجھے بار بار اپنی طرف بلاتا ہے اور دین کی باتیں سنانے کے چکر میں اپنے پروگراموں میں شامل کر کے تیرے دین کا بیڑا غرق کر رہا ہے یہ بہت بڑا ٹھگ اور دھوکے باز ہے اس کی باتوں میں آکر اپنا سچا عقیدہ برباد نہ کر لینا اس کی کوشش ہے کہ تو جہنم کا ایندھن بن جائے کیونکہ اس کے بڑے نے بھی تیرے ماں باپ (آدم و حوا علیہما السلام) کو اسی طرح جھوٹی قسمیں اٹھا اٹھا کر جنت سے نکالا تھا (وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین) اگر اتنا کچھ جاننے کے باوجود بھی اے بھولے مسافر تو اس کے جال میں پھنس گیا تو میں سمجھوں گا کہ تیری عقل ہی نشے سے بدست اور چور چور ہے۔

(۴) تیرے پاس دین و ایمان کی دولت خالص سونا ہے اور ادھر دنیا کا جنگل دیکھ کتنا (سونا) ویران و برباد ہے ہر طرف ڈاکوؤں کے پہرے ہیں پھر اس حالت میں تیرا (سونا) نیند کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے، اتنے خطرات کے ہوتے ہوئے جو میٹھی نیند سو رہا ہو وہ عجیب ہی عقل و ہوش (مت زالی) رکھتا ہے۔

(۵) تجھے اللہ کی عبادت کے لئے اگر اٹھایا جائے (یا بد مذہبوں کی صحبت سے بچنے کو کہا جائے) تو جمائیاں انگڑائیاں لینا شروع کر دیتا ہے اور حیلوں بہانوں سے اٹھنے کا نام نہیں لیتا، آنکھیں ملنا اور سستی کرنا تیری ایسی عادت بن گئی ہے کہ اب نیند سے اٹھنے کا نام سن کر (اور بد عقیدہ لوگوں کی صحبت سے "بچنے") کا نام سن کر تو لڑنا شروع کر دیتا ہے، بھلا یہ کوئی "گالی" ہے نہیں بلکہ تیری خیر خواہی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے ہر محاذ پہ جو کبھی لڑائی لڑ کر خوب خوب اپنا فریضہ ادا فرمایا ہے اگرچہ اس کی پاداش میں آپ کو خوب خوب گالیوں سے بھی "نوازا" گیا لیکن آپ نے "بلا خوف لومۃ لائم" اپنا کام جاری رکھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے کسی مخلص مرید نے گالیوں سے بھرا ہوا ایک خط آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ خط لکھنے والے کے خلاف قانونی کارروائی کے ذریعے چارہ جوئی کر کے اس کو سزا دلوائی جائے، اعلیٰ حضرت اندر تشریف لے گئے اور اپنے گھر سے بہت زیادہ خط جو آپ کی تعریف و تحسین میں لکھے ہوئے تھے اٹھا کر لے آئے اور فرمایا پہلے ان سب کو انعام تو دے لو پھر اس کو بھی سزا دلوا لینا، اور اگر محبت کو فائدہ نہ پہنچا سکو تو دشمن کو نقصان پہنچانے کی ضرورت بھی نہیں ہے (معارف رضا۔ کراچی ۱۹۹۰ء)

(۶) دنیا کے اس جنگل میں ذرا جگنو کو چمکتا دیکھ لو یا درخت کے کسی پتے کی آواز سن لو تو مارے خوف کے میرا دل دھڑکنے لگتا ہے خدا ار مجھے بتاؤ کہ یہ کسی خبیث روح کی آواز ہے یا کوئی مؤکل چھلاوا اور غول بیابانی ہے۔

(۷) ذرا بادل گر جتا ہے یا بجلی چمکتی ہے تو میرا دل دھک دھک کرنے لگتا ہے ذرا دیکھو تو کالی گھٹا کی شکل کتنی ڈراؤنی اور سیاہ ہے۔

خوف خدا اور محبوب خدا علیہ السلام:

احادیث مبارکہ میں نبی کریم علیہ السلام کے اپنے واقعات جن کا تعلق خشیت الہی اور فکر آخرت سے ہے بے شمار اور لاتعداد ہیں ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ تمام واقعات احادیث کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔ ہر واقعہ کے ساتھ

حدیث کی کتاب کا نام لکھ دیا گیا ہے عربی عبارت نہیں لکھی گئی تاکہ طوالت سے بچا جاسکے، اہل علم جانتے ہیں کہ ان احادیث میں کوئی بھی کمزور، ضعیف یا موضوع حدیث نہیں ہے بعض واقعات کے ساتھ اہل علم میں سے ایک صاحب علم کا تبصرہ بھی لکھا گیا ہے، جس کی صحت کے وہ خود ذمہ دار ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مرنے کی زندگی کیسے گزاروں حالانکہ صور والے فرشتہ نے صور منہ میں لے رکھا ہے اور اللہ کے حکم کی طرف کان لگا رکھا ہے اور پیشانی جھکا رکھی ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہو جائے اور میں فوراً پھونک دوں۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ صور فوراً پھونک دیا جائے گا اور معلوم نہیں کہ کب پھونک دیا جائے لہذا اس دنیا فانی میں مرنے کرنا مناسب نہیں ہے جس کی فناء ایک دم ہوگی اور سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا۔ بندے کو چاہیے کہ ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے۔ یہ بات بہت ہی بے جا ہے کہ مرنے اڑاتے ہوئے دنیا کو چھوڑ کر عالم آخرت میں پہنچے۔

◆ حضرت ابی بن کعب روایت کرتے ہیں کہ جب تہائی رات باقی رہ جاتی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کو یاد کرو۔ پہلا صور پھونکا جانے والا ہے اور اس کے بعد دوسرا پھونکا جائے گا۔ موت آنکچی اپنی سختیاں لے کر، موت آنکچی اپنی سختیاں لے کر۔ (ترمذی)

مطلب یہ کہ تم کیوں پڑے سو رہے ہو؟ تم تو ایسے سوئے جیسے نہ مرنے والے، نہ حساب و کتاب سے واسطہ پڑتا ہے۔ اٹھو اٹھو! اللہ کو یاد کرو! موت سر پر کھڑی ہے اور تم سو رہے ہو؟

◆ حضرت ابوذر روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ مناظر دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ حالات سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے (میں سن رہا ہوں) کہ آسمان (اللہ تعالیٰ کے ڈر سے) چڑچڑ بولتا ہے اور اس کو چاہیے بھی یہی کہ اس طرح بولے۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آسمان میں چار انگل کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کئے ہوئے نہ پڑا ہو۔

پھر فرمایا اللہ کی قسم! اگر تم کو وہ چیزیں معلوم ہو جائیں جن کو میں جانتا ہوں تو ضرور تم کم ہنسو اور بہت روؤ اور بچھونوں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو اور جنگلوں کو نکل کر اللہ ہی سے لو لگا لو۔ اس کو روایت کر کے حضرت ابوذر نے فرمایا یا لیتنی کنت شجرة۔ یعنی کاش میں انسان نہ ہوتا ایک درخت ہی ہوتا جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا۔ (احمد، ترمذی وابن ماجہ)

◆ حضرت ابو جحیفہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر بڑھا پے کے آثار، ضعف کمزوری ظاہر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے جن میں احوال قیامت اور عذابوں کا ذکر ہے، بوڑھا کر دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ بوڑھے معلوم ہونے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سورہ ہود اور سورہ واقعہ و مرسلات و عم یسآء لون، اذا الشمس کوڑت نے بوڑھا کر دیا۔ (ترمذی)

یعنی میں ان سورتوں کو پڑھ کر جن میں قیامت کا ذکر ہے، بوڑھا ہو گیا ہوں قیامت کے حالات معلوم ہونے پر اور یہ یقین ہونے پر کہ اس سخت دن میں ہم بھی موجود ہوں گے۔

(۸) چلنے کے لئے پاؤں اٹھاتا ہوں (تو خوف خدا اور اپنے اعمال کو دیکھ کر) اپنے آپ کو سنبھال نہیں پاتا تو ٹھوکر کھا کر گر جاتا

ہوں، پھر ذرا سنبھلتا ہوں تو اوندھے منہ زمین پر آ پڑتا ہوں، کچھ (گناہوں کی کثرت) بارش نے پھسلن زیادہ کر دی ہے اور کچھ کمر تک گہرے گڑھے (قبر کی فکر) نے نڈھال کر دیا ہے۔

(۹) اس بے بسی کے عالم میں دائیں بائیں دیکھتا ہوں کہ کوئی مونس و غمخوار ہو تو اس کو پکاروں لیکن وہاں کون کسی کا بنتا ہے (یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبته وبنیہ اور الا خلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو) گھبرا کر کسی کو بلاتا بھی ہوں تو جواب نہیں آتا پھر تھک ہار کر سر زمین پہ مارتا ہوں اور کہتا ہوں چلو! اللہ مالک ہے۔

(۱۰) چاروں طرف نظر دوڑاتا ہوں مگر کہیں بھی امید کی کرن نظر نہیں آتی نہ ہی کسی کو اپنے پاس پاتا ہوں کہ اس کو اپنا دکھ سنا سکوں، انجام کار اپنی ٹوٹی ہوئی اور بچہ پوری ہونے والی امید سے ہی دوستی کر لی ہے کہ اے امید تو پوری نہیں ہو رہی اور میرا دل بھی ہارا ہوا ہے تو تم دونوں آپس میں کلاس فیلو بن جاؤ اور رو رو کر اس ذات کو پکارو۔

۔ جو ہمارے ہوئے دل کو ڈھارس دیتی ہے ہم تو فقط تیری کریمی پہ نظر رکھتے ہیں
(۱۱) اے میرے نور والے کریم آقا! دیکھیے آپ کا غلام کہاں کہاں دھکے کھا رہا ہے آپ تو عرب کے چاند اور عجم کے سورج ہیں ذرا دیکھیے تو آپ کے بے بس امتی پر قبر کی رات نے کیسی مصیبت لا کھڑی کر دی ہے۔ خدا را اپنے نور کی ایک کرن عطا ہوتا کہ اس بھیاںک رات کے اندھیرے سے تو چھٹکارا حاصل ہو۔

۔ میں تیری زیارت کے قابل تو نہیں مانا یادوں کو شہا اپنی خوابوں میں تو آنے دو
بے بسی کے عالم میں گھبرا کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کرنا اہل عشق و محبت کا طریقہ و دستور رہا ہے جس کی کئی مثالیں اس سے پہلے اس شرح میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یہاں ایک پنجابی استغاثہ جس کے آخر شعر (مقطع) کا تعلق فکر آخرت کے ساتھ ہے اسی نسبت سے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

تہاڑے عشق دے نغے الاپے یار رسول اللہ
جدوں پیندے نے بندے نوں سیاپے یار رسول اللہ
جہاں وی ناں تہاڑے نوں مٹاون دے جتن کیجے
او بندے جاندے نیں دنیا توں آپے یار رسول اللہ
جدھر جاندے لوک انہوں سلاماں کر دے رہندے نیں
گدا تیرا شہاں دے وانگ جاپے یار رسول اللہ
حشر وچ شاد الفت دی شفاعت دا بہانہ اے
نہ کم او نے دھیاں پتر نہ ماپے یار رسول اللہ

(۱۲) یہ دنیا جو بظاہر تجھے بھولی بھالی اور سیدھی سادی نظر آتی ہے تو نہیں جانتا کہ یہ ظالم کیسی مکار اور زہر کی گٹھڑی ہے، اس نے بڑے بڑوں کا خانہ خراب اور بیڑا غرق کر دیا ہے۔

(۱۳) یہ دنیا ظالم مکار شہد دکھا کر زہر پلاتی ہے۔ ایسی قاتل ہے کہ اپنے خاوند (جو اس سے محبت کرتا ہے اس) کا ہی خون چوس لیتی ہے اور اس کو تباہ کر کے چھوڑتی ہے، تو پھر ایسی مردار دنیا پہ کیوں مرا جائے ہزاروں لوگ اس کو آزمایا چکے ہیں آزمائے

ہوئے کو کیا آزمائے؟

(۱۴) ادھر اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول اللہ ﷺ تو کتنا سودا جنت کا بیچ رہے ہیں (ان اللہ اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة۔ ہماری ہی دی ہوئی جان اور مال دے دو اور جنت لے لو)

مگر ہائے نصیب اپنے پلے (عمل کی) پونجی ہی نہیں تو ہم کیا قیمت لگائیں گے ہمارا سر جو خون کی ایک معمولی سی گہنی ہے اگر اس کے بدلے موتیوں کی کان ملے تو یہ کیا سودا مہنگا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مگر جو یہ بھی نہ کر سکے پھر وہ خریدار بھی نہیں اور دلدار بھی نہیں۔

(۱۵) اے میرے پیارے مولیٰ کریم! اگر تیرا لطف و کرم میرا گواہِ صفائی (میری بے گناہی کی گواہی دینے والا) بن گیا تو نجات کی تو یہ امید ہے ورنہ رضا بے چارہ تو اپنے جرم کا پکارا قرار کیے بیٹھا ہے (اقبالی مجرم ہے)۔

اس پوری لطم میں اہل ایمان کے سامنے دنیا کی بے ثباتی اور اس کی فریب کاری و مکاری بیان کی گئی ہے تاکہ اس کے ساتھ دل لگا کر اپنی آخرت برباد کرنے کی بجائے دین کی طرف رغبت کریں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا عشق دل میں پیدا کریں اور اپنی آخرت سنواریں۔

خوب ملکِ رُوس ہے اور کیا زمین طوس ہے	کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
اس طرف آوازِ طبل ادھر صدائے کوس ہے	گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کچے زندگی
چل دکھاؤں تو تو قیدِ آرز کا محبوس ہے	سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا میں تجھے
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے	لے گئی یکبارگی گورِ غریباں کی طرف
یہ سکندر ہے، یہ دارا ہے، یہ کیاؤں ہے	مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۶۶)

- (۱) نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
- (۲) وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
- (۳) ہے بیتاب جس کے لیے عرش اعظم
- (۴) نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
- (۵) تلاطم ہے کشتی پہ طوفان غم کا
- (۶) نہ کیوں کر کہوں بِسَا حَبِیْبِیْ اَغْنِیْ
- (۷) صبا ہے مجھے صر صر دشت طیبہ
- (۸) ترے چاروں ہدم ہیں یکجان یک دل
- (۹) خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
- (۱۰) کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم البشر
- (۱۱) تمنا ہے فرمائیے روزِ محشر
- (۱۲) جو مقصد زیارت کا برآئے پھر تو
- (۱۳) ترے درکار درباں ہے جبریل اعظم
- (۱۴) شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
- سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے؟
- نبی راز دار مَعَ اللہِ لِیْ ہے
- رؤف و رحیم و علیم و علی ہے
- وہ اس رہرو لا مکاں کی گلی ہے
- فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے
- یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے
- اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
- اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے
- ابوبکر فاروق عثمان علی ہے
- دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
- کہ تجھ پر مری حالتِ دل گھلی ہے
- یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے
- نہ کچھ قصد کچھ نہ قصدِ دلی ہے
- ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* سرور - سردار، بادشاہ * رازدار - بھید جاننے والا، راز رکھنے والا * مع اللہ لی - اللہ کا ساتھ میرے لیے، ایک حدیث کی طرف اشارہ * نامی - نامور، مشہور نام * رؤف - مہربان * رحیم - رحم کرنے والا * علیم - بہت جاننے والا * علی - بہت بلند * بیتاب - بے قرار و بے چین * رہرو لا مکاں - لا مکان کا راہی، لا مکان کی راہ چلنے والا * نکیرین - قبر میں سوال کرنے والے

دو فرشتے، منکر نکیر * نذا ہو کے۔ قربان ہو کے * تلاطم۔ تھپڑا، پانی کی موج، جوش * طوفان۔ تباہ کن بارش و آندھی * ہوائے مخالف۔ سامنے کی ہوا * یا حبیبی انگنی۔ اے میرے پیارے میری مدد فرمائیں * ٹلی۔ دور ہوئی، ہٹ گئی * صبا۔ پچھلی رات کی عمدہ و سہانی ہوا * صرصر۔ تیز آندھی * کلی۔ غنچہ * ہدم۔ ساتھی، یار، پیارے * یک جان و یک دل، شیر و شکر، متفق و متحد دوست احباب * آگاہ۔ خبردار، واقف * خفی۔ پوشیدہ * جلی۔ ظاہر * عالم السر۔ پوشیدہ راز جاننے والا * کھلی۔ کھلنا سے واضح و ظاہر ہونا * تمنا۔ آرزو * روز محشر۔ قیامت کے دن * رہائی۔ چھٹکارا * چٹھی۔ خط، تحریر، رقعہ * مقصد۔ غرض، مراد * بر آئے۔ برآمدن سے ہے بمعنی باہر آنا، یہاں مراد ہے پورا ہونا * قصد دلی۔ دل کا ارادہ و مراد * دربان۔ چوکیدار، گیٹ کیپر، محافظ * مدح خواں۔ تعریف کرنے والا * حشر۔ میدان محشر، روز قیامت * سوا۔ علاوہ * قدرت۔ طاقت و وسعت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے آقا و مولیٰ نبی الانبیاء حبیب کبریا علیہ الوفاء الخیۃ و اللہاء ہر نبی و رسول اور ہر ولی کے آقا و سردار ہیں اور آپ ہی لی مع اللہ کے کے زاردار ہیں۔

لی مع اللہ سے مراد وہ حدیث ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی موصول۔ (جواہر البحار)

میرے لیے اور صرف میرے ہی لیے اللہ کے ساتھ ایک ایسا خاص وقت ہوتا ہے کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی رسول رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اس خاص وقت سے مراد وہی وقت ہے جو مثنوی شریف کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں چند صفحات پہلے بیان ہو چکا، مخالفین نے بھی مثنوی شریف کی اس حدیث کو تسلیم کیا ہے (دیکھئے ماہنامہ لولاک فیصل آباد)

بلکہ ہر نبی علیہ السلام کو اس کے حال کے مطابق یہ وقت نصیب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ یوسف علیہ السلام کنویں میں قریب ہی تھے تو آپ نے ان کے بارے میں کچھ نہ بتایا اور اب فرما رہے ہیں انہی لا جدریح یوسف لو لا ان تفندون (سورۃ یوسف) اگر تم ملامت نہ کرو تو مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے۔ حالانکہ اس وقت یوسف علیہ السلام بہت دور مصر میں تھے تو اس پر یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

گہر طارم اعلیٰ نشینم گہر بر پشت پائے خود نہ بینم
ایک وقت ہوتا ہے کہ ہم عالم بالا اور عرش اعلیٰ کی سیر پہ ہوتے ہیں اور ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے (جب استغراق کلی حاصل ہوتا ہے) کہ پاؤں کی پشت پر بھی توجہ نہیں ہوتی۔ (گلستان سعدی) مولانا روم نے اس حدیث کے بعد ایک شعر بھی لکھا ہے جو صرف اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

لی مع اللہ در شان خود فرمودہ من ندانم بندہ یا حق توئی
من رانی فقد رای الحق۔ و محمد حق (بخاری) ان دو احادیث کی روشنی میں اس شعر کو سمجھا جائے اور ادھر ادھر بھٹکنے سے بچا جائے۔

(۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ نامی گرامی پیغمبر خدا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے نام عطا فرمادیا ہے۔ مثلاً اللہ بھی رؤف، حضور بھی رؤف، اللہ بھی رحیم، حضور بھی رحیم، اللہ بھی علیم، حضور بھی علیم، اللہ بھی علی، حضور بھی علی۔ (جل جلالہ) (صلی اللہ علیہ وسلم)

ثابت ہوا کہ محض اشتراک لفظی سے شرک لازم نہیں آتا، ورنہ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے نام نہ عطا فرماتا۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے دیکھئے میرا رسالہ ”توحید و شرک کا صحیح معنی و مفہوم“ جس کا موجودہ نام ہے دو تحقیقی مقالے۔

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام اُن پہ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام
جس کی رحمت نے ڈھانپا ہے کونین کو جس نے آکے سنبھالا ہے دارین کو
جس کے دم سے ہیں دنیا میں رونقیں تمام ان پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام
میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) جس کے قدموں کو بوسے دینے کے لیے عرش اعظم بے تاب نظر آ رہا ہے (وہ ہمارے آقا علیہ السلام ہیں) اور عرش معلیٰ تو اس سیاح لامکان کے لیے ایک راہ اور گلی بن کر رہ گیا جبکہ۔

ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی غلامی کے طفیل مجھے یہ عزت عطا فرمائی ہے کہ قبر میں دوسروں کو ڈانٹ کر سوال کرنے والے فرشتے (منکر، نکیر، نکیریں) میرے سامنے جب آئے تو (حضور کی میری قبر میں آمد کی وجہ سے) حضور کے غلام کی بھی تعظیم ہونے لگی یعنی فرشتے میرا حیا کرنے لگے کہ غلام اپنے آقا کے دامن میں پناہ لیے ہوئے ہے۔

آمد ہے کس پیغمبر عالی مقام کی آنے لگیں صدائیں درود و سلام کی
ہر چیز ان کے واسطے تخلیق کی گئی کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی
جس نے نبی کی یاد کو دل میں بسالیا اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی
اللہ جانتا ہے محمد کا مرتبہ انسان کو خبر کہاں ان کے مقام کی
سرکار اب ہمیں بھی مدینے بلائے یہ عرض اب قبول ہو اپنے غلام کی

(خواجہ عابد نظامی)

(۵) اے میرے پیارے آقا! غم کے طوفان کی موجوں نے میری کشتی کو گھیر رکھا ہے اور عجیب سی مخالف ہوا بھی چل پڑی ہے۔ آپ کی نظر کرم سے ہی معاملہ ٹھیک ہو سکتا ہے۔

فریاد ہے اے کشتی ملت کے نگہبان بیڑا یہ تباہی کے قریب آن پڑا ہے

(۶) (سنت صحابہ و اہل بیت و اولیائے کرام علیہم الرضوان پر عمل کرتے ہوئے۔ جیسا کہ پہلے حضرت میمونہ سے مروی ایک صحابی کا قصہ گذر چکا ہے) (حضرت حاجز) اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی آپ کے نام کی برکت سے قبول ہوئی۔ دیکھئے آدم

علیہ السلام ان کی وصیت اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو، مواہب میں۔ اور قیامت کے دن جس کا نام محمد ہوگا۔ صرف اس نام کی برکت سے اس کی نجات ہو جائے گی (نسیم الریاض، مدارج)

پھر میں کیوں نہ کہوں اغثنی یا رسول اللہ۔ اغثنی یا حبیبی۔ اے اللہ کے محبوب رسول میری مدد بھی فرمائیے کیونکہ آپ ہی کے نام کی برکت سے ہر کسی کی ہر مصیبت ٹلی ہے۔

لب پہ جب ان کا نام آتا ہے لامکاں سے سلام آتا ہے
نام نامی رسول اکرم کا ہر مصیبت میں کام آتا ہے
(۷) میرے لیے تو مدینہ طیبہ کے جنگل کی گرم ہوا بھی باد صبا ہے کیونکہ میرے دل کی کلی اسی بابرکت ہوا سے کھلی ہے اور جب یہ ہوا چلتی ہے تو محبوب کی یاد میں ایسا لگن ہو جاتا ہوں کہ صرصر کی گری بھی مجھے لذت عطا کرتی ہے۔

جے کر یار دے ناں دی ملے سولی جھوٹا لے لیے پشاں ہلے ناں
یعنی یار کے نام پر پھانسی بھی ملے تو پیچھے نہ ہٹو اور پھندے کو چوم کر گلے میں ڈال لو۔
(۸) اے میرے پیارے آقا! آپ کی نسبت سے جب ضرر بھی پیاری لگتی ہے تو آپ کے پیارے یار ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین بھلا ہمیں کیوں نہ پیارے ہوں گے جب کہ وہ آپس میں شیر و شکر اور متحد و متفق تھے (رحماء پٹھم)
اعلیٰ حضرت اور احترام نسبت:

محدث اعظم ہند حضرت سید محمد اشرفی جیلانی کچھو چھوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت فاضل بریلوی کے فیض یافتہ اور تلمیذ رشید بھی تھے۔ انہوں نے اپنا ایک ایسا چشم دید واقعہ بیان کیا ہے جسے سن کر ہر مسلمان کے دل میں فطری طور پر حضرت غوث الوریٰ کی ذات مقدسہ اور ان کے نام پاک سے بھی یک گونہ گہری عقیدت اور بے پناہ قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے۔ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان مجمع کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے بیان فرمایا۔

دوسرے دن کارافاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر اپنے دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اٹھ پڑے، سب حاضرین بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے۔

لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت اس ذرہ کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے۔ اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی۔ اور اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا جاتا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جدا مجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لیے ہی نہ تھا۔ اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھا بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت غوث پاک کے ہاتھ میں ”چوں قلم در دست کاتب“ تھے جس طرح کہ غوث پاک سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے۔ (خطبہ صدارت ناگپور)

خود ارشاد فرماتے ہیں۔ ”سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدا مجد (یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا عطیہ ہے۔ (ملفوظات ص ۳، ج ۱)

قدر والے جانتے ہیں عز و شان اہل بیت

(۹) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا علم عطا فرمایا ہے الرحمن علم القرآن۔ و علمك مالک تکون تعلم (القرآن) فعلمت مافی السموات و مافی الارض (الحديث) کہ آپ دونوں جہاں کی ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر حقیقت کو جاننے والے ہو گئے۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔

(۱۰) اے میرے سب کچھ جاننے والے عالم ماسکان و مایکون نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی بارگاہ میں اگر اپنا ڈکھڑا پیش کرتا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو میرے بتانے سے معلوم ہوتا ہے آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بتا دیا ہے، میں تو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے رونا روتا ہوں ورنہ آپ تو پوشیدہ امور کو بھی جاننے والے ہیں ایک میرے دل بیچارے کی وسعت کیا ہے آپ پر تو ہر دل کی حالت روز روشن کی طرح واضح ہے۔

مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

(۱۱) اے میرے پیارے آقا! میری زندگی کی سب سے بڑی یہ تمنا ہے کہ بروز قیامت جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح مارا مارا پھر رہا ہوں گا، تو دوسروں کو فرشتے دوزخ سے رہائی اور جنت میں داخلے کی اگر خبر سنائیں تو ان کو وہ مبارک! لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے بارے میں آپ و مایینطق عن الہویٰ کی زبان سے خود فرمائیں کہ ”اے احمد رضا ادھر آ جا یہ تیری رہائی کی چٹھی میرے ہاتھ میں ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف میں کلمہ شہادت کی ایک ایسی ہی ایمان افروز چٹھی کا حسین واقعہ موجود ہے جس بندے کے ننانوے رجسٹر گناہوں سے بھرے ہوں گے ایک رجسٹر تا حدنگاہ پھیلا ہوگا۔ آخر اس کی نجات ایک کاغذ کے پرزے سے ہو جائے گی جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا ہوگا۔ احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

مضمحل تری تقلید میں عالم کی بھلائی میرا یہی ایمان ہے یہی میرا عقیدہ

(۱۲) اے میرے پیارے آقا! آپ کی بارگاہ میں اہل محبت کا ہجوم اسی بات کا متنی ہے کہ آپ کی زیارت سے بہرہ مند ہو جائیں اس کے علاوہ نہ کوئی اور ارادہ ہے اور نہ ہی کوئی دل کی تمنا ہے۔

وہی سر ہے جھکے جو یار کے در پر عقیدت سے

وہی دل ہے کہ جو دل آشنا ہے غم کی لذت سے

وہی سینہ ہے جو معمور ہے حسرت کی دولت سے

(۱۳) اے میرے عظمت و شان والے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کی کون کونسی شان بیان کی جائے سید الملائکہ جبریل امین

علیہ السلام آپ کے در کا دربان ہے اور ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امت کے سامنے اور مسجد اقصیٰ میں ہر نبی نے تمام رسولوں کے سامنے جبریل علیہ السلام اور خود آپ کی موجودگی میں آپ کی شان کے خطبے پڑھے ہیں (بعض نبیوں کا حضور علیہ السلام کی شان میں بیان قرآن میں آج بھی چمک رہا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا و مبشر اب رسول یاتی من بعد

اسمہ احمد (القنف) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ربنا و ابعث فیہم رسولا۔ البقرہ

حضور علیہ السلام نے فرمایا انا دعوة ابراہیم وبشارة عیسیٰ میں ابراہیم کی دعا، عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں۔ علیہم السلام

وہ جس کے نام سے داؤد نے نغمہ سرائی کی وہ جس کی یاد میں شاہ سلیمان نے گدائی کی
خلیل اللہ نے جس کے لیے حق سے دعائیں کیں ذبح اللہ نے وقت ذبح جس کی التجائیں کیں

(حفیظ جالندھری)

۱۴۔ میرے جیسے گناہ گار (احمد رضا) کی شفاعت میدان محشر میں، میرے آقا! بھلا آپ کے سوا کون کر سکتا ہے، کیوں کہ مجھ جیسے گناہ گار کو بخشوانا بھلا کوئی معمولی بات ہے؟ کوئی بڑی شان والا ہی ہوگا جو یہ کام کر سکے گا اور آپ سے بڑھ کر کون بڑی شان والا ہو سکتا ہے۔ بعد از خد بزرگ توئی قصہ مختصر۔

نعت شریف نمبر (۶۷)

- (۱) نہ عرشِ ایمن نہ اِنّی ذاہب میں مہمانی ہے
(۲) نصیب دوستانِ گران کے در پر موت آتی ہے
(۳) اسی در پہ تڑپتے ہیں مچلتے ہیں ، بلکتے ہیں
(۴) ہر اک دیوار و در پر مہرنے کی ہے جہیں سائی
(۵) ترے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی
(۶) کھلے کیا راز محبوب و محبت مستانِ غفلت پر
(۷) جہاں کی خاکِ رومی نے چمن آرا کیا تجھ کو
(۸) شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فردامکاں میں
(۹) کہاں اس کو شکِ جانِ جنان میں زر کی نقاشی
(۱۰) ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
(۱۱) یہ اکثر ساتھ ان کے شانہ و مسواک کا رہنا
(۱۲) اسی سرکار سے دنیاؤ دیں ملتے ہیں سائل کو
(۱۳) درودیں صورت ہالہ محیط ماہِ طیبہ میں
(۱۴) تعالیٰ اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا
(۱۵) وہ سرگرم شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
(۱۶) نہ لطف اُذنُ یا اَحْمَد نصیب لَنْ تَرَ اِنّی ہے
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے
اُٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے
نگار مسجد اقدس میں کب سونے کا پانی ہے
زبان بے زبانی ترجمانِ خستہ جانی ہے
شرابِ قَدْر اَی الحق زیب جامِ مَنْ رَانی ہے
صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے
ارم کے طائرِ رنگِ پریدہ کیا نشانی ہے
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیمِ زبانی ہے
بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے
یہی دربارِ عالی کنزِ آمال و امانی ہے
برستا امتِ عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے
کہ ان کو عارفِ و شوکتِ صاحبِ قرآنی ہے
کرم کر عطرِ صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* ایمن - امن والا (نودی من شاطی الواد الایمن آیت قرآنیہ کی طرف اشارہ ہے) * اِنّی ذاہب - بے شک

میں جانیوالا ہوں (اشارہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کی طرف انی ذاہب الی ربی سہدین) * اُذُنْ یا احمد۔
 اے پیارے احمد قریب ہو جا (شب معراج اللہ نے اپنے حبیب کو فرمایا) * لسن ترانی۔ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا (موسیٰ علیہ
 السلام کے مطالبہ دیدار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) * نصیب۔ حصہ، قسمت * نصیب دوستان۔ دوستوں کا مقدر * مچلنا۔ اصرار کرنا
 * بلکنا۔ چلا کر رونا * ناتوانی۔ کمزوری * مہر۔ سورج * جبیں سائی۔ پیشانی ملنا، سجدہ ریز ہونا * نگار۔ سجاوٹ، نقش و نگار
 * منگنا۔ گداگر * شفاعت خواہ۔ سفارش چاہنے والا (والی) * بے زبانی۔ زبان ہلائے بغیر بات کر جانا * ترجمان۔ مترجم،
 دوسری زبان میں بات سمجھانے والا * خستہ جانی۔ پریشانی جان * مستان۔ متوالا، مجذوب * قدرای الحق۔ البتہ اس نے حق
 دیکھا (حدیث من رانی فقد رای الحق کا آخری حصہ) * زیب۔ پہننا * جام۔ پیالہ * من رانی۔ جس نے مجھے دیکھا
 (اس نے حق دیکھا) * خاک روئی۔ مٹی جھاڑنا، صفائی کرنا * چمن آرا۔ باغ کو سنوارنا * صبا۔ صبح کی عمدہ ہوا * خاک چھانی
 ہے۔ نوکری کی ہے * حق نما۔ حق دکھانے والا (والی) * فردامکاں میں۔ عالم ممکنات میں * تجھ سا۔ تیرے جیسا * اوّل۔
 پہلا * ثانی۔ دوسرا، برابر، ہم مثل (یہاں یہی مراد ہے) * کوٹک۔ اونچا محل * جان جناں۔ جنتوں کی جان * زر۔ سونا
 * نقاشی۔ نقش و نگار، خوبصورتی * ارم۔ باغ جنت (شہاد کا فر نے بھی اس نام سے باغ بنایا تھا جس کا قرآن پاک کی سورہ فجر
 میں ذکر ہے) * طائر۔ پرندہ * رنگ پریدہ۔ رنگ اڑا ہوا (رنگ اڑ جانا، حیران و پریشان ہو جانا) * ذیاب فی ثياب۔ کپڑوں
 میں بھیڑیے * لب۔ ہونٹ * ملحد۔ بے دین * تسلیم۔ مانا * شانہ۔ کنگھی * ریشوں۔ زخم (دل ریش، زخمی دل والا)
 * زائد۔ زیادہ * سرکار۔ بارگاہ، آقا و سردار (دونوں مراد ہو سکتے ہیں) * عالی۔ بلند * کنز۔ خزانہ * آمال۔ جمع اہل کی بمعنی
 امید و آرزو * امانی۔ جمع امنیہ کی بمعنی خواہش و تمنا * حالہ۔ چاند کے گرد دائرہ * محیط۔ گھیرے ہوئے * ماہ طیبہ۔ مدنی چاند
 * تعالیٰ اللہ۔ اللہ بلند و بالا ہے، تعجب کے موقع پہ بولا گیا تعریفی کلمہ، سبحان اللہ، واہ واہ * عار۔ شرم، غیرت * فر۔ شان و شوکت،
 دھوم دھام * صاحب قرآنی۔ قرآن والے کی * سرگرم۔ مصروف کار، کمر باندھے * عرق افشاں۔ پیشانی سے پسینے کے
 قطرے گرنا * عطر۔ خوشبو * صندل۔ ایک خاص خوشبو والی لکڑی * گھانی۔ غلہ جو کولہو یا چکی میں ڈالا جائے * خاک در۔
 دروازے کی مٹی * ٹھانی۔ پختہ ارادہ، پکی نیت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) نہ تو امن کی وادی (کوہ طور ہمیں سکون عطا کرے) اور نہ ہی میں اس لائق کہ یوں کہوں انی ذاہب الی ربی سہدین
 کہ ”میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی مجھے راہ ہدایت پہ چلائے گا“ (اور) وہاں میری مہمان نوازی کی جائے گی، نہ ہی میں
 ادنیٰ منی یا احمد ”اے پیارے احمد میرے قریب آؤ“ کی صدائے دلنواز کا لطف پاسکتا ہوں کیونکہ اپنا تو نصیب لن ترانی
 ہے کہ تو ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گا (اس دنیا میں اللہ کو دیکھنا صرف حضور علیہ السلام ہی کا خاصہ و معجزہ ہے) اس شعر کو اگلے شعر سے ملایا
 جائے گا تو پورا مفہوم سمجھا جاسکے گا۔

(۲) دوستوں کا مقدر اگر مجھے بھی ساتھ لے چلے اور آقائے دو جہاں علیہ السلام کے در اقدس پہ موت نصیب ہو جائے، اگر خدا
 تعالیٰ یہ سعادت عطا فرمادے تو پھر ہمیشہ کی زندگی اور ابدی چین و قرار یقینی ہے۔

۔ جب کوئی شخص مدینے کو رواں ہوتا ہے اس پہ اللہ کی رحمت کا نشان ہوتا ہے

کاش میں بھی کبھی دربار نبی تک پہنچوں
ان کے دربار میں جبریل چلے آئے ہیں
دوستو! آؤ ہم بھی مدینے کو چلیں
نعت لکھنا ہو تو یہ ان کا کرم ہے شورش
ہر برس قافلہ شوق رواں ہوتا ہے
ان کی چوکھٹ پہ فلک سجدہ کناں ہوتا ہے
وہاں اللہ کی قسم! بخت جواں ہوتا ہے
ورنہ ہر شخص پہ یہ فیض کہاں ہوتا ہے

(۳) ہم تو اپنے آقا کے در اقدس کی چوکھٹ کو تھام کر تڑپتے رہیں گے، بلک بلک کر روتے رہیں گے اور اپنی سرکار سے رو رو کر بار بار کرم کی بھیک مانگتے رہیں گے کیونکہ اگر آپ کے در سے اٹھنا بھی چاہیں گے تو نہ اٹھ سکیں گے، کمزوری اور ناطاقتی ہی اتنی ہو گئی ہے اور یہ کمزوری کتنی اچھی ہے جس نے ہمیں آقا علیہ السلام کے در پہ گرا دیا ہے۔

کلام رضا اور اس کے شرعی تقاضے:

دنیا کا کون سا خطہ ایسا ہے جہاں امام الانبیاء علیہ السلام کی مدح سرائی نہ ہو رہی ہو، ہر زبان ہر مکان اور ہر زبان میں سرکار مدینہ علیہ السلام کی عظمت و شان کے ڈنکے بج رہے ہیں اور یہ سلسلہ بوعده ربانی تا قیامت بڑھتا ہی جائے گا اور قیامت کے دن تو اپنے پورے جو بن و عروج پہ ہوگا کیونکہ وللاخرہ خیر لك من الاولى (القرآن)

اسی طرح برصغیر پاک و ہند کی سر زمین پر طبقہ علماء میں بڑے بڑے عظیم علم و دانش اور علم دینی و دنیاوی کے فاضل پیدا ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو ایک سوچہ سے زائد علم و فنون پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ صف اول کا قادر الکلام نعت گو شاعر بھی ہو۔ اس اعتبار سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت بالکل منفرد اور بے مثال نظر آتی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے فن نعت گوئی میں جو اعلیٰ دار فاع مقام حاصل کیا وہ بہت کم شعراء کے حصے میں آیا ہے، نعت شریف اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ سے پہلے بھی کہی جا رہی تھی۔ اور ان کے بعد بھی نعت گوئی کا چشمہ فیض جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ العزیز ابد تک جاری رہے گا۔

میدان نعت گوئی میں رسماً اور روایتاً دنیا کے تقریباً تمام مذاہب کے شعراء نے حصہ لیا ہے لیکن امام نعت گویاں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے جس جذب و کیف سے نعتیں لکھی ہیں ان کی ہر نعت کا ایک ایک لفظ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے اور آپ کی اکثر نعتیں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالوں سے مزین ہیں۔ مقام حیرت ہے کہ آپ نے فن نعت گوئی میں کسی کی شاگردی تک اختیار نہیں کی بلکہ صرف دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول شاعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر ثابت قدم رہے۔ خود فرماتے ہیں۔۔۔

رہبر کی تہ نعت میں اگر حاجت ہو
نقش قدم حضرت حسان بس ہے

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے کوئی نعت شریف کسی مشاعرے میں پڑھ کر سننے والوں سے داد وصول کرنے کے لیے نہیں لکھی بلکہ جس وقت جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تڑپاتی تو زبان پر نعت شریف جاری ہو جاتی۔ قادر الکلام شاعر ہونے کے وجود آپ نے کبھی بھی شاعر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ فرماتے ہیں۔

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو ہاں شرع کا البتہ ہے جنبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثناء میں حکم مولیٰ کے خلاف لو زینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو
ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

ثناء سرکار ہے وظیفہ، قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوں نہ پرواز ویں تھی کیا کیسے قافیہ تھے

امام نعت گو یاں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتیں قرآن و حدیث کی تشریحات پر مبنی ہیں۔ سراسر حال اور واردات
قلب پر مشتمل ہیں۔ بعض شعراء نعت شریف میں بھی مبالغہ آرائی پر اتر آتے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کبھی نعت شریف
میں مبالغہ آرائی کو سننا بھی گوارا نہیں فرمایا۔ مولانا محمد محبوب علی خان قادری علیہ الرحمۃ ایک چشم دید واقعہ اس طرح لکھتے ہیں۔

یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور دوسرے بھی اس کو دیکھنے والے مجھہ تعالیٰ موجود ہیں کہ ایک حافظ صاحب
جو حضور پر نور امام اہل سنت قدس سرہ کے مخلصین میں سے تھے۔ کچھ کلام لکھ کر بغرض اصلاح سنانے کے لیے حاضر ہوئے، اجازت
عطا ہوئی، سنانا شروع کیا درمیان میں اس مضمون کے اشعار تھے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حضور کی محبت میں دن رات
ٹرپتا ہوں، کھانا پینا سونا سب موقوف ہو گیا ہے، کسی وقت مدینہ طیبہ کی یاد دل سے علیحدہ نہیں ہوتی۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا حافظ صاحب، اگر جو کچھ آپ نے لکھا ہے یہ سب صحیح واقعہ ہے تو اس میں شک نہیں کہ
آپ کا بہت بڑا مرتبہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ فنا ہو چکے ہیں اور اگر یہ محض شاعرانہ مبالغہ ہے تو خیال
فرمائیے کہ جھوٹ اور کون سی سرکار میں جنہیں دلوں کے ارادوں، خطروں قلوب کی خواہشوں اور نیتوں پر اطلاع ہے جن سے اللہ
عز وجل نے۔ مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ۔ کا کوئی ذرہ نہ چھپایا اور اس کے بعد اس قسم کے اشعار کو کٹوا دیا۔ (فلا وہ بخشش ص ۹، ۱۰)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتیں صفحہ قرطاس پر کب آنا شروع ہوئیں اور نعتیہ دیوان کب منصفہ شہود پہ آیا۔ اس
سلسلے میں مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ، العالی یوں انکشاف فرماتے ہیں۔

ابتداء میں مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوتا رہا مثلاً ماہنامہ الرضا (بریلی) ماہنامہ تحفہ حنفیہ
(پٹنہ) وغیرہ وغیرہ ان رسائل کے چند شمارے نظر سے گزرے جن میں عربی اردو اور فارسی کا کلام شامل ہے ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء
میں مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کے کلام کا ایک مجموعہ ”حدائق بخشش“ کے نام سے دو حصوں میں پٹنہ اور بریلی سے شائع ہوا اب تک
دیوان۔ ”حدائق بخشش“ کو مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کے تمام کلام کا مجموعہ سمجھا جاتا رہا مگر یہ صحیح نہیں۔ ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں
اشتبہا نظر سے گزرا جس میں ”حدائق بخشش“ کو انتخاب دیوان لکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کا کلام
ہنوز پورا جمع نہ ہو سکا، مطالعہ کے دوران جو حقائق و شواہد سامنے آئے ان سے اس خیال کی مزید تصدیق ہو گئی (امام المسند ص ۵۶)

”حدائق بخشش“ نے دنیائے نعت میں تہلکہ مچا دیا جس نے بھی اسے پڑھا ہے اختیار جھوم اٹھا۔ درد اور سوز و گداز میں
بتلا ہو گیا اس کے اشعار دل۔ میں اترتے چلے گئے مولانا حسرت موہانی علیہ الرحمۃ نے بھی اچھے شعری یہی تعریف کی ہے۔

شعر دراصل وہی حسرت دل میں سنتے ہی جو اتر جائیں

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے سوانح نگار علامہ بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ نے ”حدائق بخشش“ کے بارے میں

یوں بصیرت افروز تبصرہ فرمایا ہے۔

آپ کا نعتیہ دیوان ”حدائق بخشش“ حمد و نعت، دُعا و التجا، سلام و منقبت عشق و محبت، حقیقت و معرفت، معجزات و کرامات شرح آیات و احادیث وغیرہ مضامین کا ایک ایسا بحر ذخار ہے جس کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کرنا اہل بصیرت حضرات ہی کا کام ہے جس طرح آپ امام اہلسنت ہیں اسی طرح آپ کا کلام بھی کلام و سخن کا امام ہے چنانچہ آپ کے دیوان حدائق بخشش پر کلام الامام اعلیٰ حضرت عبدالمصطفیٰ احمد رضا (علیہ الرحمۃ) کے عشق پھرے دل کی آواز اور مداحان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے شمع ہدایت ہے۔ (امام احمد رضا اور ان کے مخالفین ص ۳۵)

دنیا نے نعت میں فن شاعری کے لحاظ سے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا دیوان ”حدائق بخشش“ اپنی مثال آپ ہے بلند پایہ ادیب کہنہ مشق شاعر اور نقاد علامہ ٹس الحسن ٹس بریلوی مدظلہ نے جب ”حدائق بخشش“ کا تحقیقی اور ادبی جائزہ لیا تو اپنا تصفانہ فیصلہ یوں سنایا۔

میں آپ کے سامنے ”حدائق بخشش“ کا ادبی اور تحقیقی جائزہ پیش کر رہا ہوں آپ یقین فرمائیے کہ میں نے عقیدت و ارادت کو اس راہ میں حائل نہیں ہونے دیا ہے اور میرے قلم نے عقیدت کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے یہ دوسری بات ہے کہ امام اہل سنت (علیہ الرحمۃ) کی ذات گرامی اور آپ کا علم و مرتبت آپ کا تبحر علمی اور آپ کی یگانہ روزگار ہستی کا فاضلانہ وقار قدم قدم پر عنان گیر رہا لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کے محبوب ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ التفات میرے شامل حال رہی اور میں نے حضرت رضا قدس سرہ کی شاعری کا ہر ہر نوع اور ہر ایک پہلو سے جائزہ لیا۔ میری فکر رسا نے ہر چند تفحص و تلاش میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ لیکن میں کیا کروں کہ اس وحید عصر اور یگانہ روزگار کی بے مثال نعتیہ شاعری میں باعتبار زبان و بیان مجھے کہیں کوئی سقم نظر نہیں آیا۔ اور مجھے کہیں یہ کہنے کا موقع نہیں ملا۔ کہ فن شاعری کے اعتبار سے حضرت رضا قدس سرہ کے کلام میں یہ سقم یا یہ خامی موجود ہے۔ ڈاکٹر سرور اکبر آبادی ایم۔ اے پی ایچ ڈی یوں تبصرہ فرماتے ہیں۔

”حدائق بخشش“ میں ایسی بے شمار نعتیں ہیں جن کی سادگی و برجستگی اور فصاحت و بلاغت کی مثالیں دوسرے شعرا کے ہاں نہیں ملتیں۔ جیسی جیسی نئی و نادر تشبیہات جیسے جیسے عجیب و غریب استعارات جیسے جیسے رموز و علامت اور جو جو ضائع بدائع آپ نے استعمال کیے ہیں۔ وہ دوسروں کے ہاں کم ہیں نظر آتے ہیں (معارف رضا ۱۹۸۳ء کراچی)

جناب اشفاق احمد رضوی بی اے کہتے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سرہ کا کلام مالا کلام فیہ ہے، شریعت و قرآن پاک کی روشنی میں ہر شرعی نقائص و ہر طرح کے عجیب و غلو سے پاک و صاف ہے سردست اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام ایوان کے متعلق انہی کا مصرع لکھ کر خاموش ہو رہا ہوں۔

وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیان نہیں

پروفیسر فاروق احمد صدیقی (چکلیا کالج۔ باراچکیا۔ ایسٹ چمپارن۔ بہار۔ انڈیا) نے جب ”حدائق بخشش“ کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا تو آپ نے جذبات کا یوں اظہار فرمایا۔

”حدائق بخشش“ پر از اول تا آخر تنقیدی نظر ڈال جائیے۔ دوست کی نظر سے نہیں، دشمن کی نظر سے جانبداری کی نظر سے

نہیں غیر جانبداری کی نظر سے دور بین نہیں۔ خورد بینی نظر سے، کہیں ایک شعر بھی ایسا نہیں ملے گا جو کتاب و سنت سے متصادم اور احکام شریعت سے مزاحم ہو۔ نہ کہیں افراط نہ تفریط۔ ایک خوشگوار اعتدال، و توازن کی چاندنی ہر جگہ چھٹکی نظر آتی ہے اور لاریب اتنی کامیابی اور خوش اسلوبی سے وہی عہدہ برآ ہو سکتا ہے جو بارگاہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ادب شناس اور موجد من اللہ ہو۔ ہر چند اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) نے کبھی کسی سے ”ستائش کی تمنا“ نہیں کی اور ”صلہ کی پروا“ کی ہے تو اسی دربار گوہر بار سے، جس کی شان انہیں کی زبان میں یہ ہے۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

لب واہ ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

(القول السدید لاہور! سید صابر حسین شاہ صاحب الحقائق فی الحدائق۔ فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی صاحب)

(۴) سرکار دو عالم علیہ السلام کی مسجد اقدس (مسجد نبوی) کے درودیوار پر جو سنہری رنگ کے نورانی نقش و نگار اور جلوے نظر آ رہے ہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ درودیوار پہ سونے کے پانی کے ساتھ مینا کاری کی گئی ہے بلکہ سورج نے ہر ایک درودیوار پہ سجدہ ریزیاں کر کے اپنے نور کی کرنیں بکھیر رکھی ہیں۔

جاؤ جو مدینے تو سنو کان لگا کر سرکار کی باتیں در و دیوار کریں گے

(۵) اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے درکاہ منگتا ہوں کہ مہر بلب رہوں اور کچھ بھی عرض نہ کروں تو میری خستہ حالی اور بد اعمالی ہی بتا رہی ہے کہ میں آپ سے شفاعت کی بھیگ مانگ رہا ہوں۔

(۶) لوگ جن کو غافل سمجھتے ہیں ان ”غفلت“ کے مستوں پر بڑے بڑے عجیب راز منکشف ہوتے ہیں کیونکہ محبوب کا جلوہ

ایک ایسے پردے میں ہے کہ قدرای الحق (اس نے حق دیکھا) کی شراب وہی پیتا ہے جو من رانی (جس نے مجھے دیکھا) کا جام ہاتھ میں لیتا ہے۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ص ۳۹۴ پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا اس حدیث کو چند احادیث سے ملائیں گے تو معنی سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ بخاری شریف کی چند احادیث اس طرح ہیں۔

و محمد حق اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں۔ یہ طویل حدیث کا ایک جملہ ہے اسی میں ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے وغیرہ۔

ایک حدیث میں ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا فان الشیطان لا یشتمل بی۔ کیونکہ

شیطان میری شکل نہیں اپنا سکتا۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ ص ۳۹۴)

ایک حدیث میں فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا (بوقت موت یا زندگی کے

کسی بھی موڑ پر جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو جاگتے ہوئے بہتر مرتبہ حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہونا مشہور

ہے) ولا یشتمل الشیطان بی۔ اور شیطان میری صورت اپنانے کی ہمت نہیں رکھتا (بخاری ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۳۹۴، مسلم شریف

ص ۲۴۳، ج ۲) اب ایک حدیث شریف اور ملاحظہ فرمائیں تو شعر کو سمجھنے کی کوشش انشاء اللہ کامیاب ہوگی کہ ان مستوں کو کس طرف

جلوے نظر آتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا رب اشعت اغبر مدفوع بالابواب لو اقسام علی اللہ لابن

(او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی بہت سارے لوگ جن کے بال بکھرنے ہوئے اور گرد آلود ہوتے ہیں دروازوں سے دھکے

رے کر ہٹائے جاتے ہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کا یہ مقام ہوتا ہے کہ اگر کسی بات پہ قسم اٹھا کر ڈٹ جائیں کہ ایسے ہی ہوگا تو اللہ کو ان کی قسم کا حیا آتا ہے اور ان کی زبان کو تقدیر قرار دیکر ویسے ہی کر دیا جاتا ہے جیسے انہوں نے کہا۔ کسی نے اسی موقع پر ہی کہا۔

خاکسارانِ جہاں را حقارت منگر تو چہ دانی دریں گرد سوارے باشد
اس شعر کا مفہوم مولانا فیض احمد اویسی صاحب نے یوں بیان کیا ہے کہ غفلت کی نیند سونے والوں پر محبوب و محبت کا راز کیسے کھل سکتا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کے جام (شیشے) میں دیدار الہی کی شراب بھری ہوئی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب) ہوں نے شعر میں ”کیا“ کے لفظ کو استفہامیہ قرار دیا ہے جبکہ میں نے برائے استعجاب کے مطابق تشریح کی ہے۔
تشریح جو بھی ہو بہر حال شعر میں مذکور حدیث سے یہ عقیدہ تو ضرور واضح ہوتا ہے۔

قرآن نے کھولا آیہ مَا يَنْطِقُ سے راز اللہ کا کلام ہے ارشاد آنحضور
کفار کے دلوں میں اترتی چلی گئی حکمت سے پر تھی دعوت و ارشاد آنحضور

(راجہ رشید محمود: ۹۸)

اے بادِ صبا: مدینہ طیبہ کی گلیوں کی صفائی کرنے پر تجھے چن آرا (باغ کو زیب و زینت دینے والی) ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے تو بڑا مبارک ہے لیکن ہمارے سامنے فخر کرنے کی اس لیے ضرورت نہیں ہے کہ جن گلیوں کی تو نے خاک روپی کی ہے کچھ دن ہم بھی ان مبارک گلیوں کی خاک چھانتے رہے ہیں۔

اے دُرِّ یتیم، پیارے آقا! جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو والدہ ماجدہ کے بطن اقدس سے تنہا پیدا فرما کر (آپ کا کوئی بہن بھائی نہ تھا۔ جس سیپ میں ایک ہی موتی بنے اس موتی کو دُرِّ یتیم کہتے ہیں)۔ اللہ نے آپ کو بے مثال بنایا ہے اسی طرح نہ کوئی آپ سے مخلوق میں سے پہلے تھا (اول ما خلق اللہ نوری۔ کنت نبیا و ادم بین الماء والطين) اور نہ کوئی آپ کے برابر آپ کا مثل (و ثانی) پیدا ہوا ہے نہ ہوگا اسی لیے تو آپ کی ذات حق نما (حق کی راہ دکھانے والی) ہے۔

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

(حفیظ تائب)

(روضہ انور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بھی جان ہے) اور اس جنت کی جان کا شانہ نبوت میں سونے کی نقاشی کا سن جمال نہیں جس کو دیکھ کر جنت کے پرندے حیرت زدہ ہیں اور ان کے رنگ اڑے ہوئے اس کی نشانی ہے کہ سونے کی نقاشی اگر دیتی تو کیا حیرانگی تھی؟ جیسا کہ اس سے پہلے ایک شعر میں فرمایا گیا کہ سورج نے چپے چپے میں جبین سائی کی ہے۔

(وہ دور آچکا ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ ایسے لوگوں سے بچو جو آخر زمانے میں ظاہر ہوں گے سخت دھوکے باز) (جال) ایسی باتیں کریں گے جو تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوں گی ایسا ہم لا یضلوکم ولا یفتنونکم۔ ان سے بچو کہ ہمیں تمہیں گمراہی کے فتنے میں نہ ڈال دیں) (مشکوہ ص ۲۸)

یہ وہی لوگ ہیں کہ جو انسانی لباس میں بھیڑیوں کا کردار ادا کر رہے ہیں ان کی زبان پہ کلمہ تو ہے جو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں مگر دل کی گستاخی نہیں ظاہر کرتے (نبی مر کے مٹی ہو گیا۔ دیوار پیچھے نہیں جانتا۔ بڑے بھائی کی سی نبی کی تعظیم کرو بلکہ اس

سے بھی کم کہ کہیں شرک نہ ہو جائے وغیرہ وغیرہ (نعوذ باللہ) ایسے بے دینوں کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا بھی زبانی کلامی ہے ان کو دور سے آتا دیکھو تو ان کے منافقانہ اسلام کو سات سلام کرو اور دروہاگ جاؤ (واذا مخاطبہم الجاہلون قالوا اسلاما)
(۱۱) نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر وقت کنگھی اور مسواک اپنے پاس رکھنا بتاتا ہے کہ آپ ﷺ کو زخمی دل امتیوں سے کچھ زیادہ ہی پیار تھا۔ کنگھی کے دندانوں اور مسواک کے ریشوں سے (دل ریش) زخمی دل امتیوں پہ زیادہ مہربانی ہونے کا استدلال کتنا جاں فزا اور روح پرور ہے۔

(۱۲) ہمارے آقا کا دربار ہی وہ دربار معلیٰ ہے کہ جس سے دین و دنیا کی ہر نعمت ملتی ہے، مانگنے والوں کے لیے آپ کی بارگاہِ دنیا و آخرت کی تمناؤں اور آرزوں کے حصول کا نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے، جنت کے متلاشیوں کو جنت ملے، ایمان و ہدایت کے طالبوں کو ایمان و ہدایت ملے اسی بارگاہ سے قرآن، ایمان رمضان اور رب رحمان ملتا ہے۔ ہر صاحب مراد کی جھولی بھردی جاتی ہے اور کسی کو انکار نہیں کیا جاتا بلکہ ہر کوئی اپنی ہی تنگ دامانی پر شکوہ کناں نظر آتا ہے کہ

۔ جھولی ہماری ہی تنگ ہے تیرے یہاں کی نہیں

(۱۳) ہمارے آقا علیہ السلام (طیبہ کے چاند) کے ارد گرد امتیوں کے درود و سلام نے اس طرح حلقہ بنایا ہوا ہے جیسے چاند کے گرد ہالہ (حلقہ) ہوتا ہے، جو اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ رحمت کی بارش کا نزول ہونے والا ہے، اور ماہ طیبہ کے گرد درودوں کا حلقہ بتا رہا ہے کہ ابھی آپ پر محبت کے ساتھ درود و سلام بھیجنے والوں پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رحمت چھم چھم برسنے ہی والی ہے۔

۔ فردوس میں وہ جانہ سکے گا کسی بھی طور ان پر درود پڑھنے میں جو بھی بخیل ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی کو انگش میں اس طرح ڈھالا گیا ہے۔

God and angels shower blessings
On the Prophet. Send ye blessings
On him; and greet him with respect,
O believer; Never forget.

(عبدالرؤف لوہر)

(۱۴) اے میرے آقا! آپ کے دربار کے منکوں کی شان استغناء کا یہ عالم ہے کہ وہ بڑے بڑے شان و شوکت اور رعب و دبدبہ والے بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے کیونکہ آپ کی عظمت و شان کے سامنے کسی کا جاہ و جلال کیا حیثیت رکھتا ہے (اگر صاحب قرآنی (بضم القاف) کی بجائے صاحب قرآنی (بکسر القاف) پڑھا جائے تو صاحب قرآن امیر تیمور کا لقب ہے اور صاحب قرآن یعنی وہ جو اپنی ماں کے بطن میں زہرہ اور مشتری ستارے کے ایک برج پہ جمع ہونے کے وقت قرار پکڑے (اس کا نطقہ ٹھہرے) اس کو صاحب قرآن کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ بڑی شان و شوکت والا ہوتا ہے ہم نے دونوں مطلب ایک ہی مفہوم

میں بیان کر دیے ہیں)

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو
(مولانا ظفر علی خاں)

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
(علامہ اقبال)

(۱۵) حضور اکرم علیہ السلام کی پیشانی انور پر پسینے کے قطرے یہ بتا رہے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) امت کی شفاعت کے لیے سرگرم عمل ہیں گویا رحمت کی گھائی (چکی) میں صندل کی زمین پر کرم (بخشش) کا عطر نکال رہے ہیں۔ تاکہ امت کے غبار آلود، خشک بالوں کو رحمت و کرم کے عطر سے بجلی و مصفا فرمادیں (جو بخشش کے لیے دوڑ دوڑ کر گرد آلود دھو کر بکھر گئے ہیں تاکہ ان کی پریشان حالی ختم ہو، بالوں کی پراگندگی دل کی پریشانی پر دلالت کرتی ہے اور ان کی درستی دلی اطمینان کی غماز ہے۔ ایک جگہ اعلیٰ حضرت یوں فرماتے ہیں۔

عبرز میں ، غیر ہوا، مشک تر غبار ادنیٰ سی یہ شناخت تیری راہ گذر کی ہے
(گدائے درخیر الوریٰ اور عبد مصطفیٰ) احمد رضا نے یہ پکارا وہ کر لیا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمائیں اور اے کاش ایسا ہو ہی جائے کہ اب جب دربار رسالت ماب علیہ السلام کی جاضری ہو تو اپنا سر عالم بے خودی میں حضور علیہ السلام کی چوکھٹ پہ رکھ دوں اور اعتراض کرنے والوں سے یوں کہوں۔

یہ سر ، سر زاہد نہیں سو دلی کا سر ہے تا عمر کیے جاؤں گا اسی در ہی پہ سجدے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۶۸)

- (۱) سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
 (۲) مچلا ہے کہ رحمت نے امید بند ہائی ہے
 (۳) سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو
 (۴) یوں تو سب انہیں کا ہے پردل کی اگر پوچھو
 (۵) زائر بھی گئے کب کے دن ڈھلنے پہ ہے پیارے
 (۶) بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
 (۷) گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولا
 (۸) اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اٹھ
 (۹) مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
 (۱۰) اب آپ ہی سنبھالیں تو کام سنبھل جائیں
 (۱۱) اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
 (۱۲) حرص و ہوس بد سے دل تو بھی ستم کر لے
 (۱۳) ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے
 (۱۴) طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
 (۱۵) مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ۔

صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* رسائی - پہنچ، گذر، واقفیت * لو - برائے امید، ہاں * بن آئی - کام ہو گیا * مچلا ہے - ضد کر بیٹھا ہے * امید بندھانا - کام ہو جانے کی تسلی دینا * کیا بات؟ - واہ واہ * للکار دیا - جھڑک دیا * بے کس - مجبور و عاجز * آقا - والی، مددگار

* ٹوٹے ہوئے دل۔ زخمی و مجروح (اللہ و رسول کے عشق میں چور چور) دل * کمائی۔ آمدنی * زائر۔ زیارت کرنیوالا * دن ڈھلنے پہ۔ سورج غروب ہونے کے قریب * سودا۔ سامان، حساب کتاب، قیمت * عیبی۔ روگی، گناہ گار * سمائی۔ وسعت، گنجائش * مژدہ۔ خوشخبری * تمہید۔ مہد سے ہے بمعنی گود * آغاز۔ مضمون کو شروع کرنا * سلگنا۔ اندر ہی اندر جلتے رہنا * جلنا۔ ایک دم آگ لگ جانا * دھونی روائی ہے۔ دھونی لی ہوئی ہے * احباب۔ دوست، پیارے * ڈھک دو۔ بند کر دو * کام۔ مقصد، غرض * کمائی۔ پونجی، محنت، آمدنی * گنوائی۔ ضائع کی * صدقے۔ قربان * چھٹے۔ آزاد ہوئے، رہا ہوئے، چھٹکارا پایا * حرص و ہوس۔ طمع و لالچ * بد۔ برا * ستم۔ ظلم * بیگانہ۔ پرانیہ، غیر، اجنبی (جو اپنا نہ ہو) * ہٹ۔ ضد، دور ہو * پر کالے۔ چنگاری، ٹکڑا یا سیاہ پر * پھونک دوں۔ بجھا دوں * اُف۔ پھونک کی آواز * طیبہ۔ مدینہ * افضل۔ فضیلت میں زیادہ و برتر * زاہد۔ اے عبادت گزار * بات بڑھانا۔ بحث و تکرار کرنا، بات لمبی کرنا * مطلع۔ (جائے طلوع) غزل یا نعت کا پہلا شعر * واللہ۔ اللہ کی قسم۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) (ارے گناہ گارو! کچھ سنا!) پتہ چلا ہے کہ محشر کے صرف حضور علیہ السلام ہی کی اللہ کی بارگاہ تک پہنچ ہے (باقی تمام انبیاء تو اذہبوالی غیری فرمائیں گے کہ کسی اور کے پاس جاؤ! صرف حضور ہی انا لہا فرمائیں گے کہ میں ہوں اس کا رِ شفاعت کے لیے) اچھا ابھی گناہ گارو! اگر صرف حضور ہی کی رسائی ہے تو کام بالکل آسان ہو گیا ہے حضور تو پھر اپنے ہی ہیں۔ ان پر تو ہماری تکلیف گراں گذرتی ہے عزیز علیہ ما عنتم۔

دل شکستہ ہے میرا تو کیا غم اس میں رہتے ہیں شاہِ دو عالم
مجھ خطا کار پر کس قدر ہیں مہرباں تاجدارِ مدینہ
مجھ کو طوفان کی موجوں کا کیا ڈر یہ گذر جائیں گی رخ بدل کر
نا خدا ہیں میرے جب محمد کیسے ڈوبے گا میرا سفینہ
ہر خطا پر میری چشم پوشی ہر طلب پر عطاؤں کی بارش

(۲) اے مجرم! تو اس لیے ضد کر بیٹھا ہے ناں کہ ان کی رحمت کسی کو مایوس نہیں کرتی! تیرے مقدر پہ قربان اے گناہ گار! تو نے بھی خوب تاویلیں کر کے عذر اور بہانے بنا کے بات ایسی بنائی ہے کہ تیرے گناہ نیکیاں ہو گئے اور تو ہماری بازی جیت گیا۔ فلاولشک یبدل اللہ سیاتہم حسنات۔

(۳) تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام علیہم السلام نے تو میدانِ محشر کی صف سے ہمیں جھڑک کر کے نکال دیا کہ جاؤ! ہم تمہاری شفاعت نہیں کر سکتے (تم اتنے بڑے مجرم ہو کہ ہماری شفاعت سے تمہارا کام نہ ہو سکے گا) اے محتاجوں کے آقا و مولیٰ اب آپ ہی کی بارگاہ میں فریاد ہے۔

جس کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہ ہو والی اس کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں

(۴) ویسے تو ہماری ہر شے سرکارِ مدینہ علیہ السلام ہی کے لیے ہے کیونکہ انہی کے صدقے سے ہر نعمت ملی ہے مگر ہمارا ٹوٹا ہوا اور

زخمی دل خاص انہی کی محبت کے لیے ہے، اس میں کوئی اور نہیں سما سکتا یا مطلب یہ ہے کہ اس کی ان کی بارگاہ میں بہت اہمیت ہے۔
بعض صوفیاء کرام نے ایک حدیث قدسی کتب تصوف میں نقل فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا عند المنكسرة قلوبہم۔
میں (اپنی محبت میں) ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں۔

۔ یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

(۵) مدینہ شریف کی زیارت کرنے والے تو کب کے جاچکے ہیں اور (اے احمد رضا) تو ابھی آرام سے بیٹھا ہوا ہے (زندگی کا) سورج غروب ہونے کے قریب ہے، اٹھ دیر نہ لگا اور اگر کوئی ساتھ نہیں بھی ہے تو اکیلا ہی سوئے مدینہ روانہ ہو جا۔
فکر آخرت:

اس شعر میں بھی شوق زیارت مدینہ کے ساتھ ساتھ فکر آخرت کا سبق دیا گیا ہے، جو کہ اہل اللہ کا ہر دور میں سب سے بڑا غم رہا ہے بلکہ امام المعصومین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی تعلیم امت کے لیے اس سلسلہ میں فکر مند رہتے ہیں اور اہتمام فرماتے۔
(۶) اے پیارے آقا و مولیٰ! عمل کے لحاظ سے تو ہم بالکل نکلے ہیں، کوئی نیکی ہے نہ کوئی تیاری، اے آقا! کرم فرمائیے اگر آپ ہم جیسے عیبیوں کو نہ سنبھالیں گے تو کون سنبھالے گا آپ کے دامن کرم میں تو مجھ جیسے کروڑوں سما سکتے ہیں اور ایسے چھپیں گے کہ پھر ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

(۷) اے جہنم میں گرنے کے قابل گناہ گارو! یا گناہوں کی پھسلن سے گرنے والے مجرمو! مبارک ہو! دیکھو تو! آقا نے سجدے میں سر انور رکھ کر باب شفاعت کھول دیا ہے اور دیکھو! رو رو کر زلفیں بکھیر کر اللہ کی حمد و ثنا ایسے پیارے انداز میں شروع کی ہے (کمانی الحدیث) کہ اللہ کو ترس آ گیا ہے اور اس نے اعلان فرمادیا ہے کہ ۔

۔ اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو آپ کی ساری امت بری ہے
(۸) اے دل! تیری یہ عادت مجھے ہرگز پسند نہیں ہے جو تو اندر ہی اندر سلگتا (کڑھتا) رہتا ہے اگر تجھے جلنا ہے تو جل کر راکھ ہو جاتا کہ قصہ ہی ختم ہو، یہ کیا آہستہ آہستہ دھواں نکالتا رہتا ہے جس سے دم گھٹنے لگتا ہے اور بجائے سرور و انبساط ملنے کے بد مزگی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔

۔ دل درد سے لہلہ کی طرح لوٹ رہا ہو سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ پڑا ہو جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو
(۹) اے دوستو! مرنے کے بعد بار بار میرا چہرہ کھول کر کیا دیکھتے ہو؟ میں مجرم و سیاہ کار ہوں مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہو، کفن سے میرا چہرہ ڈھانپ دو یہ مجرم اس قابل نہیں ہے کہ بار بار اس کا منہ نکا کر کے اس کو رسوا کیا جائے، اس کی بھلائی اسی میں ہے کہ اس کو پردے میں ہی رہنے دیا جائے۔

۔ ڈرتھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یار روز جزا دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تقویٰ و طہارت کا کوہ گراں، صبر و استقامت کا پہاڑ اور نیکی و پرہیزگاری کا پیکر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کس انداز میں پیش کر رہے ہیں اس سے موجود دور کے

نکے و بالائق مگر اونچے اونچے دعوے کرنے والے نام نہاد مشائخ کو ضرور سبق لینا چاہیے کہ بلندی عاجزی میں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے فلا تزکو أنفسکم ہوا علم بمن اتقى۔ اپنے آپ کو پاکیزہ مت ظاہر کرو اللہ جانتا ہے کون زیادہ پرہیزگار ہے۔

۔ شرق سے لے غرب تک جن کی سلطنت کا شور تھا

دم بخود دو گز زمین میں ان کو دیکھا ایک دن

ہر کمالے را زوالے سچ ہے غافل ہو شیار

بڑے بڑے اس خاک میں دیکھیں گے خود کو ایک دن

بولی خلوت میں اجل دولہا دلہن سے وقت عیش

ہے تمہیں بھی قبر کے گوشے میں سونا ایک دن

(۱۰) اے پیارے آقا مولیٰ! اب آپ ہی کرم فرمائیں گے تو ہم گنہ گاروں کی بات بنے گی ورنہ ہم تو اپنا مسئلہ خراب کر بیٹھے ہیں اور جو بھی پوچھی تھی وہ کھیل تماشے میں لٹا چکے ہیں۔

(۱۱) اے عشق مصطفیٰ اور غم رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں تجھ پہ قربان جاؤں تو نے ہمارے دل کو جو فراق و غم رسول علیہ السلام کی آگ لگائی اس کا یہ فائدہ تو ہوا کہ جہنم سے چھٹکارا پا گئے کیونکہ تیری آگ نے تو جہنم کی آگ کو بھی بجھا دیا ہے العشق نار بحرق ما سوی اللہ۔ عشق ایک ایسی آگ ہے جو ماسوی اللہ کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مومن جب پلصراط سے گزرے گا تو دوزخ پکار اٹھے گی کہ جلدی گذر تیرے نور ایمان کی ٹھنڈک سے میری آگ سرد ہو رہی ہے۔

۔ غم مصطفیٰ تیرا شکریہ میں کہاں کہاں سے گذر گیا

(۱۲) اے دل ابرے لالچ اور طمع کے ساتھ جتنا ظلم کر سکتا ہے کر لے کیونکہ بیگانہ اور اجنبی تو سارا زمانہ ہے صرف تو ہی تو نہیں ہے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب میں ساری دنیا کا ظلم سہرا ہوں تو ایک تیرا بھی سہ لوں گا تو بھی اپنا شوق پورا کر لے۔

(۱۳) اے مخالف! ہم دل جلے عاشق تو ہیں لیکن تو جانتا بھی ہے کہ کس کے (اپنے محبوب علیہ السلام کے) تو پیچھے ہٹ جا اے فتنوں کی چنگاری! میں تجھے ایک پھونک سے جلد کرراکھ کر دوں گا یہ تو نے کیا بد عقیدگی کی آگ لگا رکھی ہے۔

(۱۴) اے خشکی کے مارے عبادت گزار اور نیم ملاں خطرہ جان! ہم سے جھگڑا نہ کر! کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ چلو! تیری ہی مان لیتا ہوں مکہ ہی افضل سہی! مدینہ نہ سہی (مگر یہ تو بتا مکہ کو افضل بنایا کس نے ہے کس کی وجہ سے خدا مکہ کی گلیوں کی قسمیں یاد فرما رہا ہے؟ وانت حل بهذا البلد۔ اس لیے کہ ان گلیوں میں محبوب کے قدم لگے ہوئے ہیں) اچھا اچھا! چل، جا! بحث نہ کر ہم عشق والوں سے تکرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو صرف مکے کی بات کرتا میں کہتا ہوں مکے کو بنانے والے حضرت خلیل علیہ السلام ہیں اور اگر مدینہ والا نہ ہوتا تو۔

۔ ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منی لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے (اعلیٰ حضرت)

اور ہاں ہاں ارے زاہد!

۔ غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے میرے پیارے کاروضہ دیکھو

(۱۵) کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں احمد رضا اپنی نعت کے پہلے شعر جو یہ کہہ آیا ہوں کہ ”میدان محشر میں صرف حضور ہی کی بارگاہ الہی میں رسائی ہے“ شاید میں نے کوئی غلط بات کی ہے یا اب پچھتا رہا ہوں کہ کیوں کہہ دیا ہے، اگر کسی کو اس عقیدے میں شک ہو تو وہ اپنا شک نکال دے۔ خدا کی قسم! ہاں ہاں اللہ کی قسم! قرآن و حدیث کا نچوڑ ہے یہ عقیدہ کہ

۔ صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

واہ واہ اے گدائے درخیر! اورئی احمد رضا! تیری قبر پہ اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے تو نے ہمیں کتنا ٹھوس عقیدہ نجات

عطا کیا ہے یقیناً تو درِ مصطفیٰ کا وہ عظیم الشان منگتا ہے کہ جن کے بارے کہا گیا ہے۔

۔ زمانے کے سکندر ہیں نخی دربار کے منگتے نرالی شان رکھتے ہیں نبی مختار کے منگتے

گدائے مصطفیٰ کی عظمتیں اللہ سے پوچھ شہنشاہوں سے اچھے ہیں میری سرکار کے منگتے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۶۹)

- | | |
|--------------------------------------|-----------------------------|
| (۱) حرز جاں ذکر شفاعت کیجئے | نار سے بچنے کی صورت کیجئے |
| (۲) ان کے نقش پا یہ غیرت کیجئے | آنکھ سے چھپ کر زیارت کیجئے |
| (۳) ان کے حسن با ملاحت پر ثار | شیرہ جاں کی حلاوت کیجئے |
| (۴) ان کے در پہ جیسے ہومٹ جائیے | ناتوا نو گچھ تو ہمت کیجئے |
| (۵) پھیر دیجئے پنچہ دیو لعین | مصطفیٰ کے بل پہ طاقت کیجئے |
| (۶) ڈوب کر یاد لب شاداب میں | آب کوثر کی سباحت کیجئے |
| (۷) یاد قامت کرتے اٹھیے قبر سے | جانِ محشر پر قیامت کیجئے |
| (۸) ان کے در پر بیٹھیے بن کر فقیر | بے نواؤ فکر ثروت کیجئے |
| (۹) جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا | ایسے پیارے سے محبت کیجئے |
| (۱۰) حتیٰ باقی جس کی کرتا ہے ثنا | مرتے دم تک اس کی مدحت کیجئے |
| (۱۱) نیم واطیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ | بلبلو پاس نزاکت کیجئے |
| (۱۲) سر سے گرتا ہے ابھی بارِ گناہ | خم ذرا فرق ارادت کیجئے |
| (۱۳) عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں | صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے |
| (۱۴) آنکھ تو اٹھتی نہیں دیں کیا جواب | ہم پہ بے پرسش ہی رحمت کیجئے |
| (۱۵) عذر بدتر از گناہ کا ذکر کیا | بے سبب ہم پر عنایت کیجئے |
| (۱۶) نعرہ کجھ یارسول اللہ کا | مقلو سامان دولت کیجئے |

مشکل الفاظ کے معانی :

- * حرز جاں - جان کی حفاظت، پناہ گاہ، تعویذ * نار - آگ * صورت - تدبیر، شکل * نقش پا - پاؤں کا نشان
 * غیرت - شرم و حیا * چھپ کر - پوشیدہ ہو کر * با ملاحت - تمکینی والا، سلونا * ثار - قربان * شیرہ - شربت * حلاوت -

مٹھاس * مٹ جائیے۔ فنا ہو جائیے * ناتوانو۔ اے کمزورو * ہمت۔ جرأت، طاقت * دیوین۔ لعنتی شیطان * بل۔ طاقت، بھروسہ * طاقت۔ قوت، زور * یاد۔ ذکر * لب شاداب۔ تروتازہ ہونٹ * آب کوثر۔ حوض کوثر کا پانی * سباحۃ۔ تیرنا * قامت۔ قد * جان محشر۔ قیامت کی جان * قیامت۔ آفت * در۔ دروازہ، چوکھٹ * بے نواؤ۔ اے فقیرو * فکر ثروت۔ مالدار کی فکر * بھاگیا۔ پسند آگیا * ایسے پیارے۔ اس طرح کے محبوب * حتی۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا * باقی۔ باقی رہنے والا (ہمیشہ قائم رہنے والی ذات یعنی اللہ تعالیٰ) * ثنا۔ تعریف * مدحت۔ تعریف * کمانیں۔ کمان کی جمع بمعنی چلہ، کمانیں چڑھ گئیں (ڈنکان بج گیا) * صدقے۔ قربان * نیم۔ آدھا * وا۔ کھلنا * نزاکت۔ خوبی، نازک مزاجی * بارگناہ۔ گناہوں کا بوجھ * خم۔ جھکنا * فرق۔ سر * ارادت۔ عقیدت * بے پرش۔ بغیر پوچھے، سوال کیے بغیر، بغیر حساب و کتاب کے * عذر۔ معذرت، بہانہ * بدتر۔ بہت برا * بے سبب۔ بلاوجہ * عنایت۔ مہربانی * نعرہ۔ زور سے آواز نکالنا (عربی) * مفلسو۔ اے غریبو، بے نواؤ، منکو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اپنی جان کو محفوظ کرنے کے لیے شفاعت کا ذکر اپنے گلے کا تعویذ بنا لو کہ جیسے تعویذ ہر وقت گلے میں رہتا ہے اسی طرح ذکر شفاعت سے ہر وقت اپنی زبان کو تر رکھو اس طرح اے گناہ گارو! دوزخ کی آگ سے بچنے کی تمہارے لیے کوئی صورت نکل سکتی ہے، اعمال یہ بھروسہ نہیں کیا جاسکتا ہے حضور کی شفاعت سے ہی کام بنے گا۔

کرم کی بات کرو! یا ان کی عطا کی بات کرو زباں کو پاک کرو، مصطفیٰ کی بات کرو

(خضر حسین خضر)

اعمال کا معاملہ تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک جیسی شخصیت کو مرنے کے بعد اللہ نے صرف اتنی بات پر کہ تو نے ایک بدعتی کو محبت سے دیکھا تھا تیس سال اپنے سامنے کھڑا کر کے ڈانٹ ڈپٹ فرمائی (روح البیان) اور ایک شخص اپنے سگے بیٹے کو بروز قیامت لپٹ کر روے گا کہ مجھے صرف ایک نیکی دے دے تاکہ میری بخشش ہو جائے مگر وہ جھٹک دے گا کہ جس طرح آج تو ضرورت مند ہے میں بھی ہوں اسی طرح بیوی، باپ، ماں، بہن بھائیوں کا حال ہوگا۔ اس لیے

کرو نہ بات زمانے کے مہ جبینوں کی میرے نبی کے رخ والضحیٰ کی بات کرو

(۲) اگر شرم و حیاء کا مادہ ہے تو خاندان، برادری اور جھوٹی عزت و ناموس پر غیرت کرنے کی بجائے حضور علیہ السلام کے نشان قدم پہ مرمٹو اور غیرت کرو اور پھر ظاہری آنکھوں سے چھپ کر دل کی آنکھ سے مصطفیٰ کا دیدار کرو جیسے حضرت ابو بکر صدیق نے غار ثور میں کیا۔

(۳) اپنی جان کا میٹھا شربت یعنی اپنی جان، حضور علیہ السلام کے نمکین اور سلونے حسن کی لذت پہ نثار کر دیجئے۔ کیونکہ

حسن ہے بے مثل صورت لا جواب میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

(۴) اے نادارو، گناہ گارو! اتنے پست ہمت بھی نہ ہو جاؤ، جیسے بھی ہو سکے (اصحاب صفہ علیہم الرضوان) کی طرح حضور علیہ السلام کے در اقدس پہ بیٹھے بیٹھے فنا ہو جاؤ! ذرا ہمت کرو، زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر طاقت ہو تو مدینہ میں آکر مرو! یہاں آکر مرنا تمہارا کام ہے، شفاعت کر کے تمہیں بخشوا لینا میرا کام ہے۔ اس سے پہلے یہ حدیث عربی عبارت بمعہ ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے چند مرتبہ اسی شرح میں گزر چکی ہے۔

۔ صدا کرنا تھی میرے بس میں، میں نے تو صدا کر دی وہ کیا دیں گے میں کیا لوں گا سخی جانے گدا جانے (ناصر چشتی)

(۵) اٹھو! اے غلامانِ مصطفیٰ! اور حضور کی طاقت و قوت کے بل بوتے پر شیطان لعین کا بیچہ مروڑ دو، ہمت کرو! غوثِ پاک کے در کا کتا بھی شیر کو چیر پھاڑ دیتا ہے، غوثِ اعظم کے آقا کا دامن ہاتھ میں لو! شیطان تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھتے نہیں ہو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑ لیا تھا تو اس نے آیۃ الکرسی کا وظیفہ بتا کر جان چھڑائی۔

(۶) اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام کے گلاب کی پنکھڑیوں سے بھی زیادہ نرم و نازک اور تروتازہ مبارک ہونٹوں کی یاد میں مست ہو کر حوضِ کوثر میں غوطہ زنی کے نظارے لیجئے۔

(۷) اور جب اے غلامانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم بروز قیامت اپنی قبروں سے اپنے آقا علیہ السلام کے قد انور کا جھوم جھوم کے ذکر کرتے ہوئے اٹھو گے تو قیامت اگرچہ جتنی بڑی قیامت (آفت) سہی مگر اس آفت پر بھی تم آفت گراؤ گے اور اس کو تمہاری فکر چھوڑ کر اپنی فکر کرنی پڑے گی کہ کہیں میری وجہ سے غلامانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تکلیف نہ ہو اور اس وجہ سے محبوب خدا مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں آخر حضور اس کے بھی تو رسول ہیں اور آخر وہ بھی تو حضور کی نیاز مند ہے۔

(۸) آقائے دو جہاں علیہ السلام کے درِ اقدس پر فقیر بن کر بیٹھ جاؤ اور دنیا کی دولت سے نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کے در کی گدائی حاصل کرنے کی فکر کرو یہی اصل مالداری اور ثروت ہے۔

۔ ان کے جو غلام ہو گئے وہ خلق کے امام ہو گئے

(۹) جس پیارے آقا علیہ السلام کا حسن و جمال خدا کو بھی پسند آیا ہے اے گناہ گارو! دنیا کے بربادی والے حسن کے پیچھے پڑنے کی بجائے اس محبوب کے رخ و انشیا اور زلف و ایل سے پیار کرو جس کی وجہ سے پوری کائنات میں بہار آگئی۔

(۱۰) وہ خدا جوتی و باقی (ہمیشہ زندہ و باقی رہنے والی ذات) ہے جب وہ اپنے پیارے کی تعریف فرماتا ہے تو اس کے بندوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ یہی چاہتا ہے کہ میرے محبوب کی ہر کوئی ہر وقت تعریف کرے تاکہ میرے محبوب کا محبوب بن کے میرا بھی محبوب بن جائے کیونکہ دوست کا دوست بھی دوست ہوا کرتا ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ۔

(۱۱) وہ آقا و مولیٰ جس کی عظمت کے چرچے عرش پہ ہیں اور جس کے بازو کی قوت سے چائے بکڑے ہو اور ڈوبا ہوا سورج واپس پلٹ آیا اس پیارے آقا (کے دین) کے لیے اے امتِ مصطفیٰ اپنی ساری طاقت و قوت کو بروئے کار لاؤ اور دین کے دشمنوں کو مار بھگاؤ۔

(۱۲) اے عاشقانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) چنستانِ رسالت کی بلبلو! محبوب کے کوچے میں جاؤ تو ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو، پھولوں پر نگاہ ڈالو! تو پوری آنکھ نہ کھلو کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے بلکہ نظر جھکا کے ان کی بھی عزت و تعظیم کو ملحوظ خاطر رکھو۔

۔ حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے تو جانے والے

(۱۳) اگر تمہیں گناہوں کا بوجھ سر پہ بہت بھاری لگ رہا ہے تو ذرا عقیدت و ارادت سے سر کو ان کی بارگاہ میں جھکا کر تو دیکھو! گناہوں کا بوجھ ان کی ایک نگاہ کرم کی برکت سے ایسے گرے گا کہ تمہیں احساس تک نہ ہوگا۔ جیسے ان کی بے ادبی سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور پتہ بھی نہیں چلتا ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون۔ ایسے ہی ان کا ادب کرنے سے گناہوں کا حشر بھی ہوتا ہے۔

(۱۴) اے پیارے آقا! ہم تو آپ کی نافرمانیاں کر کر کے اتنے شرمسار ہیں کہ آپ کے سامنے نگاہ بھی نہیں اٹھا سکتے، ہم سے حساب و کتاب لینا ہمیں مزید شرمندہ کرنے کے مترادف ہے بغیر سوال و جواب کے ہی ہم پہ اپنی رحمت کی بارش کر دیجئے۔

(۱۵) یا رسول اللہ! ہم اپنے گناہوں کا کیا عذر آپ کے سامنے پیش کریں کہ ہمارے عذر بھی تو ایسے ہیں جو گناہوں سے زیادہ برے ہیں، ہمارے بہانے بھی ہمارے خلاف ہی جائیں گے، کرم فرمائیے اور ہماری بخشش بلا وجہ اور بلا سبب ہی ہو جائے۔

(۱۶) اے غلامانِ (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اعمال کے لحاظ سے تم کنگال اور مفلس ہو تو ایک کام تو کرو کہ سب وجد میں آکر نعرہ رسالت لگاؤ پھر دیکھنا تمہاری محتاجی کیسے ختم ہوتی ہے اور ساری دنیا تمہارے قدموں میں آ جاتی ہے۔

یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے

(۱۷) ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے

(۱۸) مَنْ رَانِي قَدْ رَأَى الْحَقَّ جَو كَبے کیا بیاں اس کی حقیقت کیجئے

(۱۹) عالم علم دو عالم ہیں حضور آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے

(۲۰) یاد ہم کو وقت نعمت کیجئے یاد ہم کو وقت نعمت کیجئے

(۲۱) تجھ سے کیا کیا اے مرے طیبہ کے چاند ظلمت غم کی شکایت کیجئے

(۲۲) در بدر کب تک پھریں خستہ خراب طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے

(۲۳) ہر برس وہ قافلوں کی دھوم دھام آہ سنیے اور غفلت کیجئے

(۲۴) پھر پلٹ کر منہ نہ اس جانب کیا سچ ہے اور دعوائے اُلفت کیجئے

(۲۵) اقر با حب وطن بے ہمتی آہ کس کس کی شکایت کیجئے

(۲۶) اب تو آقا منہ دکھانے کا نہیں کس طرح رفع ندامت کیجئے

(۲۷) اپنے ہاتھوں خود لٹا بیٹھے ہیں گھر کس پہ دعوائے بضاعت کیجئے

(۲۸) کس سے کہیے کیا کیا ہو گیا خود ہی اپنے پر ملامت کیجئے

(۲۹) عرض کا بھی اب تو منہ پڑتا نہیں کیا علاج دروِ فرقت کیجئے

(۳۰) اپنی اک میٹھی نظر کے شہد سے چارہ زہر مصیبت کیجئے

- (۳۱) دے خدا ہمت کہ یہ جان حزیں آپ پرواریں وہ صورت کیجئے
- (۳۲) آپ ہم سے بڑھ کر ہم پر مہربان ہم کریں جرم آپ رحمت کیجئے
- (۳۳) جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے

مشکل الفاظ کے معانی :

* صدقہ - وسیلہ، طفیل، واسطہ * شہزادے - امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما * من رانی فقد رای الحق - جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا (حدیث شریف) * عالم - جاننے والا * دو عالم - دونوں جہان * عرض حاجت - ضرورت پیش کرنا * سلطان جہاں - دنیا کا بادشاہ * بے نوا - غریب، بے چارہ * طیبہ کے چاند - مدینہ کے ماہتاب عالمتاب * ظلمت غم - ظلم کا اندھیرا * دربدر - ہر دروازے پر * خستہ خراب - حیران و پریشان * مدفن - قبر * ہر برس - ہر سال * دھوم دھام - زور شور * غفلت - سستی * پلٹ کر - لوٹ کر * جانب - طرف * دعوائے الفت - محبت کی بات * اقربا - قریبی، رشتہ دار * حب وطن - وطن کی محبت * بے ہمتی - کمزوری * آہ - ہائے افسوس * رفع - اٹھانا، دور کرنا * ندامت - شرمساری * لٹا بیٹھے ہیں - اُجڑے بیٹھے ہیں * بضاعت - سرمایہ، دولت، پونجی * کیا کیا کیا - پہلا اور تیسرا سوالیہ ہے اور دوسرا کرنا سے ماضی * ملامت - لعن طعن * عرض - گزارش، درخواست * درو فرقت - جدائی کی بیماری * شہد سے - مٹھاس مراد ہے (شیریں سانی) * چارہ - علاج، تدبیر * جان حزیں - غمگین جان * واریں - قربان کریں * بڑھ کے - زیادہ * جرم - گناہ، خطا، نافرمانی * یاد - ذکر * عادت - معمول (جو کام ہر وقت کیا جائے)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۷) اے پیارے آقا! جب ہم آپ ہی کے ہیں اگرچہ جیسے بھی ہیں تو پھر ہم مصیبت کے مارے آپ کا در چھوڑ کر کس کے پاس جائیں اور آپ نے اگر ہمیں اپنے در سے دھتکار دیا تو ہمیں کون پوچھے گا لہذا اپنے پیارے شہزادوں (امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما) کا صدقہ ہم پر اپنی رحمت کی چھاؤں کیجئے۔

(۱۸) جو ذات اپنے بارے میں فرمائے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا، بھلا اس کی حقیقت پھر کون بیان کر سکتا ہے۔ آپ نے خود ارشاد فرمایا یا ابابکر تم یعرفنی حقیقۃ سوی ربی - اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۱۹) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جب دونوں جہانوں کی خبر رکھتے ہیں (فعلمت مافی السموات والارض) پھر آپ کی بارگاہ میں حاجت پیش کرنے کی بھی ضرورت کیا ہے کیونکہ آپ تو ہماری جلوتوں، خلوتوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایک دن ضرور خود ہی نظر کرم فرمائیں گے اور حالات بدل جائیں گے۔

(۲۰) اے پیارے آقا! ہماری بھلا آپ سے کیا نسبت ہو سکتی ہے یہ تو آپ کا کرم ہے کہ ہم جیسوں کو نبھا رہے ہیں ورنہ کہاں ہم نکلے مسکین اور کہاں آپ سلطان الانبیاء بس اسی طرح ہمیں نبھاتے رہیں اور جس طرح ہر موقع پہ (ولادت، معراج، وصال)

اپنی گناہ گارامت کو یاد فرماتے رہے ہیں اسی طرح جب آپ پر اللہ تعالیٰ اپنے انعام و اکرام کا مینہ برسائے اور بالخصوص جب اذن شفاعت کی آپ کو نعمت ملے تو اس وقت بھی ہمیں نہ بولیے گا۔

(۲۱) اے پیارے آقا! ہمیں کس کس طرح کے غموں اور دکھوں نے گھیر رکھا ہے اور گناہوں کے اندھیروں نے ہمیں کسی کام کا نہیں چھوڑا، آپ سے کیا کیا عرض کریں آپ تو سب جانتے ہیں، اے عرب کے چاند اپنی عالمتاب روشنی سے ہمیں ان اندھیروں سے نجات عطا کیجئے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
(۲۲) اے پیارے آقا! ہم کب تک دردِ دل کے دھکے کھاتے رہیں گے مہربانی فرمائیے ہمیں زندگی میں بھی اپنے دروازے سے نہ اٹھائیے اور مرنے کے بعد شہرِ مدینہ میں قبر کی جگہ عنایت کیجئے۔

(۲۳) ہر سال زائرینِ طیبہ کے قافلے سوئے مدینہ بڑی شان و شوکت سے رواں دواں ہوتے ہیں ان کی جذب و شوق میں آہ وزاری سنو (اے لوگو) اور ان کو جو کرتے ہیں کرنے دو تا کہ ان کے دل کی بھڑاس نکلے اور ان کو معذور سمجھ کر چشم پوشی کرتے رہو کیونکہ عشق کے مارے اور فراق و ہجر کے مریض ایسے ہی کیا کرتے ہیں یا اے آقا! آپ ان کی آہ وزاری سنتے ہیں میرا حال ان سے کچھ مختلف نہیں میری طرف کب آپ کی نگاہ کرم ہوگی اور مجھے بھی قافلے والوں کے ساتھ کب اپنے در پہ بلائیں گے؟

(۲۴) (اپنے آپ کو خطاب کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اے نام کے عاشق!) تو ایک بار مدینہ طیبہ حاضر ہوا پھر لوٹ کر دوبارہ نہ گیا، اگر یہ بات سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو پھر تو ہی بتا کیا محبت ایسی ہوا کرتی ہے۔ اور تو دعوائے محبت میں کہاں تک سچا ہے؟
(۲۵) (اپنی مجبوریاں بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں) عزیز رشتہ دار، وطن کی محبت اور میری اپنی کم ہمتی و نالائقی مجھے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے مانع ہے اور اس کے علاوہ بھی جو میری کمزوریاں ہیں میں آپ کی بارگاہ میں کیا عرض کروں حضور! آپ تو میرے سارے حالات سے آگاہ ہیں۔

(۲۶) اے میرے آقا! میں اس قدر شرمندہ ہوں کہ آپ کو منہ دکھانے کا نہیں رہا اور ہر وقت اس سوچ میں ڈوبا رہتا ہوں کہ اس ندامت و شرمندگی کو کس طرح ختم کروں کہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کا سامنا کر سکوں، اے اللہ تو ہی میری مشکل آسان فرما اور اپنے حبیب کے سامنے مجھے شرمندگی سے بچا۔

علامہ اقبال نے بھی اسی طرح کی دعا کی، چنانچہ ان کی مشہور زمانہ مگر غیر مطبوعہ رباعی ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر روز محشر عذر ہائے من پذیر

گر تو ی بنی حسابم ناگزیر از نگاہ مصطفیٰ پنہاں گیر

(۲۷) ہم وہ بدنصیب ہیں کہ جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے خود ہی اپنا گھر برباد کر لیا ہے، اب کس کے خلاف دعویٰ کریں کیونکہ ”خود کردہ راعلاج نیست“ اپنی ہی پیدا کی ہوئی بیماری کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

(۲۸) کس سے کہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے تھا اور ہم کیا کر بیٹھے (ہم نے اللہ و رسول کی اطاعت کرنے کی بجائے ان کی نافرمانی کی اور ان کو ناراض کر لیا) اب کسی اور کو لعن طعن کرنے کی بجائے اپنے آپ کو ہی ملامت کر کے اپنا غصہ نکال رہے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(۲۹) آپ کو ناراض کر کے اب تو ہم اس قابل بھی نہیں رہے کہ کچھ عرض کر سکیں کہ حضور! ہمیں اپنے پاس بلا لیں ہائے اس جدائی کے صدمے کا اب کیا علاج ہو سکے گا۔

(۳۰) اے میرے پیارے آقا! اب آپ کے علاوہ ہمارا ہے بھی کون؟ پھر مجبوراً آپ ہی کی خدمت میں عرض کرنا پڑتا ہے، اپنی پیاری پیاری آنکھوں کی ایک میٹھی میٹھی نظر سے ہماری مصیبت کے زہر کا علاج فرما دیجئے۔

(۳۱) ہماری اپنے اللہ سے بھی یہی دعا ہے کہ اے اللہ! جو ہو گیا وہ معاف فرما دے اور اب ہمیں ہمت و طاقت عطا کر دے کہ اپنی یہ ناکارہ اور دکھی جان تیرے محبوب کے مبارک قدموں پہ قربان کر دیں۔ تاکہ مافات کی تلافی ہو جائے اور پھر سے تیرے حبیب کے ولیس کی ٹھنڈی ہوائیں ہمارے مشام جان کو معطر کرنا شروع کر دیں۔

(۳۲) حضور! آپ تو ایسے رحیم و کریم آقا ہیں کہ ہمیں خود اپنی اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی کہ آپ کو ہماری فکر ہوتی ہے آپ ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہیں، ہمارا کام جرم کرنا ہے آپ کا کام کرم کرنا ہے ہم خطائیں کرتے ہیں، آپ عطا کیں فرماتے ہیں، ہم گناہ کرتے ہیں آپ دعا کیں فرماتے ہیں۔

(۳۳) اے احمد رضا! جو پیارا آقا ہمیں نہ فرش پہ بھولا نہ عرش پہ جا کر بھولا، زندگی کے ہر موڑ پر ہمیں یاد رکھا اس پیارے آقا کو ہمیشہ یاد رکھو اور ان کے ذکر کو اپنی عادت اور اپنا معمول بنا لو۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۷۰)

- | | | |
|------|---------------------------------|----------------------------|
| (۱) | دشمن احمد پہ شدت کیجئے | محدوں کی کیا مروّت کیجئے |
| (۲) | ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں | چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے |
| (۳) | مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں | ذکر آیات ولادت کیجئے |
| (۴) | غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل | یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے |
| (۵) | کیجئے چہ چاہیں کا صبح و شام | جانِ کافر پر قیامت کیجئے |
| (۶) | آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہ | ہاں شفاعت بالو جاہت کیجئے |
| (۷) | حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب | اب شفاعت بالحببت کیجئے |
| (۸) | اذن کب کا مل چکا اب تو حضور | ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے |
| (۹) | محدوں کا شک نکل جائے حضور | جانب منہ پھر اشارت کیجئے |
| (۱۰) | شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب | اُس برے مذہب پہ لعنت کیجئے |
| (۱۱) | ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی | عشق کے بدلے عداوت کیجئے |
| (۱۲) | والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر | مومنو اتمام حجت کیجئے |
| (۱۳) | بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے | التجا و استعانت کیجئے |
| (۱۴) | یا رسول اللہ! دہائی آپ کی | گوشمال اہل بدعت کیجئے |
| (۱۵) | غوث اعظم آپ سے فریاد ہے | زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے |
| (۱۶) | یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہی | اولیاء کو حکم نصرت کیجئے |

(۱۷) میرے آقا حضرت اچھے میاں

ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

مشکل الفاظ کے معانی :

* شدت - سختی * محدود - بے دینوں، گمراہوں * مروّت - رعایت، نرمی، لحاظ * چھیڑیے - کرتے رہے۔

* چھیڑنا۔ چڑانا، بھڑکانا، غصہ چڑھانا * عادت۔ معمول * فارس۔ ایران * ذکر آیات ولادت۔ میلاد شریف کی آیات کا تذکرہ کرنا * غیظ۔ غصہ، غضب * جل جائیں۔ سڑ جائیں * کثرت۔ زیادتی * چرچا۔ شہرہ، مشہوری * جانِ کافر۔ منکر کی جان * قیامت۔ آفت * درگاہ۔ بارگاہ * وجیہہ۔ باعث * بالوجاہت۔ رعب و دبدبہ کے ساتھ * حبیب۔ پیارا * با محبت۔ پیار و محبت کے ساتھ * اذن۔ اجازت، رخصت * مل چکا۔ حاصل ہو چکا * جانب ماہ۔ چاند کی طرف * اشارت۔ اشارہ، توجہ * شرک۔ اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا * تعظیم۔ عزت و بزرگی، توقیر کرنا * حق۔ استحقاق، حصہ * عشق۔ محبت * عدوات۔ دشمنی، کینہ، عناد * والضحیٰ، حجرات، الم نشرح۔ قرآن پاک کی سورتیں * اتمام حجت۔ دلیل مکمل کرنا * التجاء۔ آرزو و تمنا کرنا، منت و سماجت کرنا * استعانت۔ مدد طلب کرنا * دھائی۔ فریاد، پناہ * گوشمال اہل بدعت۔ بدعتوں کو سزا دینا * فریاد۔ دھائی، عرض و معروض * ملت۔ مذہب و دین، امت * منتہی۔ انجام کار، انتہا * نصرت۔ مدد، تعاون * اچھے میاں۔ اعلیٰ حضرت کے روحانی بزرگ * صورت۔ شکل، تدبیر، حالت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) (یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین و اغلظ علیہم کے حکم خداوندی کے مطابق) حضور علیہ السلام کے دشمن پہ خوب سختی کرو اور بے دین لوگوں کے ساتھ ذرا رعایت نہ کرو۔ وہ تمام لوگ جو حضور علیہ السلام کے ساتھ معاندانہ معاملہ رکھتے ہیں مثلاً یوں کہیں کہ حضور بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں، (تقویۃ الایمان) عمل میں امتی نبی سے بڑھ بھی سکتا ہے۔ (تحذیر الناس) یا آپ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے ساتھ بغض رکھیں اور ہندوؤں کی ہولی دیوالی کا مردار کھانا جائز اور امام حسین کے نام کی سبیل کا شربت و پانی پینا حرام و ناجائز بتائیں (فتاویٰ رشیدیہ) یہ سب اغلظ علیہم کے حکم میں شامل ہیں۔
- (۲) اے غلامانِ مصطفیٰ! آقائے دو عالم علیہ السلام کا ذکر کرنے سے اگر کسی کو آگ لگتی ہے تو حضور کا ذکر ہر بات میں چھیڑا کرو اور یوں سمجھو کہ ہم حضور علیہ السلام کا ذکر خیر کر کے شیطان کو غصہ چڑھا رہے ہیں شیطان ناراض ہوگا تو اللہ خود بخود ہی راضی ہو جائے گا، اس طرح شیطان کو تنگ کرنا اپنی عادت اور معمول بنا لو قل مو تو ابغیظکم اور شیطان کے چیلوں سے کہو مرتے رہو اپنے غصے میں ہم تو۔

دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

- (۳) جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ایران میں دھماکے کے ساتھ کسریٰ ایران کے محل کے پر فچے اُڑ گئے۔ اے غلامانِ مصطفیٰ! میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی آیات کو زیادہ سے زیادہ پڑھو اور نجدیوں بدعتیہوں پہ بھی دھماکے کرو اور ان کے جھوٹے مذہب کے محل میں بھی زلزلہ پھا کر دو۔

- (۴) اور اگر کوئی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نعرے سے چیں بہ چیں ہوتا ہے اور اس کے دل میں عناد کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ تو یہ نعرہ رسالت کثرت سے لگاؤ اور ان کے دلوں کو انہی کے غیظ و غضب کی آگ میں جلا کر رکھ کر دو۔

ہے جب تک اہل سنت کا کوئی اک فرد بھی باقی فضاؤں میں سدا گونجے کا نعرہ یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) (انشاء اللہ العزیز)

- (۵) جو ہمارے آقا علیہ السلام کے ذکر خیر سے بغض رکھے اور اس کو اچھا نہ سمجھے بلکہ بند کرنے کی سعی ناکام کرے اے غلامانِ

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) صبح و شام حضور کا کثرت سے ذکر کر کے ایسے منکر کی جان پہ آفتوں پہ آفتیں ڈھاتے رہو اور اپنے آقا کو یاد کر کر کے کہتے رہو۔

۵۔ تہاؤ ناں ای ایذا اے رسلہ یا رسول اللہ کہ مجمع ہوندا جاندا اے تھیلہ یا رسول اللہ
تیرا رتبہ اے دو جگ توں جلیلہ یا رسول اللہ خدا تک پہنچنے دا اک وسیلہ یا رسول اللہ
اوہ تیرے خلق دے پاروں محبت دانشاں نبیاں جہڑا دشمن سی جاناں دا قبیلہ یا رسول اللہ
کدوں تک غم دیاں سٹاں رہوے گا شاداں یہ سہندا لیہدا ہن ہو گیا جُتھ اے نیلہ یا رسول اللہ

(۶) اے پیارے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ مردود جو یہ کہے کہ ہر کوئی اللہ کے سامنے چمارے بھی زیادہ ذلیل ہے اور آپ کی شفاعت بالوجاہت کا انکار کرتے ہوئے کہے کہ جیسے بادشاہ کسی مجرم کو معاف کرنا چاہیے تو چاہتا ہے کہ کوئی سفارش کرے۔ تاکہ میں اس کو چھوڑ دوں تو خانہ پوری کے لیے سفارش مان کر اس مجرم کو چھوڑ دیا جائے (ملخصاً) ایسے مردود کی بات مانیں یا آپ کے خدا کے احکامات دیکھیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا وکان عند اللہ وجیہا۔ وہ اللہ کے ہاں وجاہت والے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا گیا وجیہا فی الدنیا والاخرۃ وہ دنیا و آخرت میں عزت والے تھے۔ اور یہ پیارے تو آپ کا امتی ہونے کی دعائیں کرتے رہے اور شب معراج آپ کے مقتدی بنے رہے پھر آپ کی وجاہت کا عالم کیا ہوگا۔ آپ یقیناً بارگاہ الہی میں عزت و شان والے ہیں، مرتبے اور مقام والے ہیں اپنے گنہ گار امتیوں کی عزت و شان کے ساتھ شفاعت فرمائیے۔

۷۔ ہم نے تکریم پیمبر کو نہیں چھوڑا کبھی وقت نے فرمان گو ایسے کیے جاری

(حدیث شوق)

اے دیوانو! اور شمع رسالت کے پروانو! جمال نبوت کے مستانو! حضور کی ذات تو ذات آپ کا نام آئے، ذکر خیر ہو تو وجد میں جھوم کر قربان ہو جایا کرو اور بد عقیدہ لوگوں کو یہ مسئلہ بتادو کہ

۸۔ جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے جب ان کا نام آئے مرحبا صل علی کہے

(صلی اللہ علیہ وسلم) (ماہر القادری)

(۷) اے پیارے آقا! جب اللہ تعالیٰ آپ سے محبت فرماتا ہے اور آپ نے خود فرمایا الا وانا حبیب اللہ۔ ہاں سنو! میں اللہ کا محبوب ہوں تو پھر اپنے گنہ گار امتیوں کی شفاعت محبت کے ساتھ فرمائیے کیونکہ آپ تو دشمنوں کے ساتھ بھی محبت سے ہی پیش آتے ہیں ہم تو پھر آپ کے غلام ہیں اگرچہ جیسے ہی ہیں۔

(۸) اللہ نے آپ کو شفاعت کا اذن عطا فرمایا ہے (واستغفر لہم الرسول۔ واستغفر لہم) تو اب ہم غربت کے ماروں کی شفاعت فرمانے میں دیر نہ فرمائیے تاکہ

۹۔ فقط اشارے سے سب کی نجات ہو کے رہے

(۹) یہ بد عقیدہ، بے ایمان آپ کے اختیارات اور آپ کی طاقت و قدرت کے منکر، جو کہتے ہیں جس کا نام محمد علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہو سکتا۔ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ ان بے دنیوں کا شک دور کرنے کے لیے اے میرے

پیارے آقا! اس چمکتے ہوئے چاند کو ایک بار پھر سے اشارہ فرمائیں تاکہ چاندان کو بتائے کہ آپ کی انگلی کے اشارے میں کیسی طاقت و قدرت ہے۔

(۱۰) اور جو بے ایمان یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو بلکہ اس سے بھی کم کہ کہیں شرک نہ ہو جائے ایسے بد عقیدہ کو ہم یوں کہیں گے کہ جب تیرے عقیدے کے مطابق! اللہ کے محبوب کی تعظیم شرک ہے تو ہم تیرے مذہب پہ ہی ہزار لعنت بھیجتے ہیں۔

(۱۱) ارے اوہ اللہ کے محبوب کی عظمت و شان میں ایسی گندی باتیں لکھنے والے ظالمو! مجھے ذرا یہ تو بتاؤ کہ کس دشمنی کے بدلے لے رہے ہو کیا محبوب خدا کا تم پر یہی حق تھا کہ بجائے اس کے کہ آپ (ﷺ) کے ساتھ محبت و عقیدت رکھی جائے تم نے اُلٹا ان سے عداوت و بغض کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔

ڈھیٹ اور بے شرم تو دنیا میں دیکھے ہیں بہت سب سے سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی
(۱۲) اے غلامانِ مصطفیٰ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب یہ بد عقیدہ لوگ تمہارے آقا کی عظمت کو گھٹانے کے لیے ایسی ایسی باتیں کریں تو تم ان کا منہ بند کرنے کے لیے (نہ کہ منوانے کے لیے کیونکہ ماننے والی ان کی فطرت ہی نہیں) سورۃ الضحیٰ سناؤ (جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے رُخ و الضحیٰ اور زلف و الیل کی قسم یاد فرمائی) سورۃ حجرات سناؤ (جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ کا ادب و احترام سکھایا اور فرمایا کہ اگر تم نے اپنی آواز بھی میرے محبوب کی آواز سے اونچی کی تو تمہارے اعمال ضائع کر دیے جائیں گے) اور سورۃ الم نشرح سناؤ (جس میں اللہ نے فرمایا اور فعنا لك ذكرك اے محبوب ہم نے تیرے ذکر کو تیری خاطر بلند کر دیا ہے) اور اے اہل ایمان اتمام حجت کے لیے ان ظالموں کو کہو کہ

وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے

(۱۳) اے غلامانِ مصطفیٰ! (صلی اللہ علیہ وسلم) بیٹھو تب بھی اپنے نبی سے مدد چاہو، اٹھو تو تب بھی حضور (ﷺ) سے مشکلات کے حل کی التجا کرو ہر حال میں حضور سے مدد چاہنا اپنا وظیفہ بنالو۔ کیوں؟ اس کیوں کا جواب حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی زبان سے عاشقانہ انداز میں پڑھیے۔

◆ انت الذی لولاک ما خلق امرأ کلا ولا خلق السوری لولا کا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ذات وہ ذات ہے اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق ہی پیدا نہ ہوتی۔

◆ انت الذی من نورک البدر اکتسی والشمس مشرقہ بنوربہا کا
آپ وہ شخصیت ہیں کہ آپ ہی کے نور سے چودھویں کے چاند نے روشنی کا لباس پہنا اور سورج بھی آپ ہی کے نور سے منور ہے۔

◆ انت الذی لما نزل آدم من زلہ بک فازوہوا باکا
آپ کی ہستی وہ ہستی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کا وسیلہ اختیار کیا اپنی لغزش کے حوالے سے تو وہ

کامیاب ہو گئے حالانکہ وہ آپ کے جد کریم ہیں۔

◆ والماء فاض براحتيك و سبحت صم الحصى بالفضل في يمنا کا
آپ کی ہتھیلیوں سے پانی جاری ہوا اور سخت کنکریوں نے آپ کے دست مبارک میں تسبیح کہی۔

◆ ماذا يقول المادحون وما عسى ان يجمع الكتاب من معنا کا
آپ کے شاخوان آپ کی مدح میں کیا کہہ سکتے ہیں؟ اور لکھنے والے آپ کے اوصاف کریمہ کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

(۱۴) اے پیارے آقا! ہمارے دور کے بدعقیدہ بدعتی آپ کے گستاخ ایسے ڈھیٹ اور بے شرم ہیں کہ ہزار دلائل دو پھر بھی ماننے کی طرف نہیں آتے آپ ہی کی بارگاہ میں فریاد ہے کہ ان پتھر دلوں کی گوشمال فرمائیں، ان کو سخت سزا دیں تاکہ دنیا ان کے گستاخانہ عقائد سے بچ جائے۔

(۱۵) اے قطب الاقطاب، غوث الاغواث، نائب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیارے غوث اعظم! آپ کا لقب محی الدین (دین کو زندہ کرنے والا) ہے آپ کی بارگاہ میں بھی درخواست ہے کہ اپنی کرامت دکھائیے اور اس ملت کے تن مردہ میں جان ڈال کر اس طرح زندہ فرما دیجئے جیسے آپ نے عیسائی کے مطالبے پر کئی سو سال پرانے مردے کو زندہ فرما دیا تھا اور ایک مائی کے اطمینان قلب کی خاطر مرغی کی ہڈیوں کو قم باذن اللہ الذی یحی العظام وہی رمیم کہہ کر زندہ کر دیا تھا۔ (جمال الاولیاء)

(۱۶) اے میرے خدا تیری بارگاہ میں دعا ہے آخر ہر کام کرتا تو تو ہی ہے مگر کبھی فرشتوں کے ذریعے کبھی بارش کے ذریعے کبھی ہوا کے ذریعے کبھی اپنے بندوں کے ذریعے، تیری ہی بارگاہ میں آخر کار ہمیں عرض کرنا ہے کہ اپنے پیارے بندوں اولیاء کرام کو حکم فرماتا کہ تیری مدد و نصرت ہم تک پہنچائیں آخر ان کی مدد تیری ہی تو مدد ہے اور وہ تیرے حکم کے ماتحت ہیں تو اگر نہ چاہے تو ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔

(۱۷) اے میرے آقائے نعمت حضرت اچھے میاں آپ تو اسم باسٹھی ہیں اور اچھوں کے ساتھ ملنے والا بھی ایک دن اچھا ہو ہی جاتا ہے، زندگی کا پتہ نہیں کوئی ایسی صورت نکالے کہ آپ کا (مرید) احمد رضا بھی جلد ہی اچھا ہو جائے۔ مانگنے کے واسطے انداز ہونا چاہیے۔ اس نعمت میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے نعرہ رسالت اور کثرت سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ سے استمداد اور استعانت کی تعلیم عطا کی ہے۔ اس بابرکت نعرے کی چند برکات ملاحظہ ہوں۔

نعرہ رسالت کی برکات:

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء نے لکھا کہ پاکستانی افواج نے یار رسول اللہ، یا علی کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو بڑی طرح شکست دی ہے۔ اس معرکہ میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ مجاہدین کے سروں پر موجود تھے، ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد۔ سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بزرگ کو اپنی جھولی میں ہم لیتے دیکھا گیا۔ لاہور، ظفر وال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی۔ اور بعض مقامات پر یار رسول اللہ اور یا علی کے نعرے سنے گئے۔ مختلف محاذوں سے ان محیر العقول اور ایمان افروز کرشموں کی اطلاعات ملتی رہی ہیں۔ ان کرشموں اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین، شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص قید ہو گیا اور اسے نہایت تنگ جگہ میں کاٹھ میں ٹھوک دیا گیا۔
وَيَسْتَعِثُّ وَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ پکار پکار کر فریاد کرتا تھا اس کے بڑے دشمن کا فر نے طنزاً کہا۔ قُلْ يَنْقُذُكَ۔
اس سے کہو کہ تمہیں چھڑا لے جائے جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے ہلایا اور کہا کہ اذان دو۔ وہ بولا کہ تم نہیں دیکھتے کہ میں کس
حال میں ہوں پھر اس نے اذان کہی۔ جس وقت اس نے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہ پڑھا تو اس کی بیڑیاں خود بخود کھل
گئیں۔ جس سے وہ جزیرہ شقر میں جا پہنچا اور اس کا قصہ اس کے شہر میں مشہور ہو گیا۔ (شواہد الحق وحجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۰۹)

ایک دوسرے مسلمان قیدی نے کہا کہ کافر بادشاہ کا جہاز دریا میں پھنس گیا۔ ہزار آدمیوں نے زور لگایا مگر جہاز نہ نکل سکا
بالآخر مسلمان قیدیوں سے کہا کہ تم جہاز نکالو۔ فَقُلْنَا بَا جَمَعْنَا يَا رَسُولَ اللّٰہ ہم مسلمان قیدیوں نے مل کر یا رسول اللہ کا نعرہ
لگا کر زور لگایا تو جہاز باہر آ گیا۔ حالانکہ صرف چار سو پچاس تھے۔ (حجۃ اللہ ص ۴۱۰ ج ۲)

حضرت ابو یونس رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ دو سو علماء کو امیر بلدہ نے گرفتار کر لیا ہے۔ ابو یونس نے ان کی رہائی کے لیے حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بدیں الفاظ فریاد کی۔

يَا اَحْمَدُ يَا مُحَمَّدُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّنَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ يَا مَنْ جَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ۔ تو خواب
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ عَذَّائِلُ الْقَوْمِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

ترجمہ: کل بفضلہ تعالیٰ رہا ہو جائیں گے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی سب رہا کر دیئے گئے۔ (حجۃ اللہ ص ۴۱۰ ج ۲)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۷۱)

اس نعت کا نام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضور جان نور رکھا ہے۔ ۱۳۲۲ھ
وصلِ اوّل ”رنگِ علمی“ (عالمانہ انداز) (دیکھئے ملفوظ ص ۳۳، ج ۲)

- | | |
|---|--|
| (۱) شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے | جس پر ثار جان فلاح و ظفر کی ہے |
| (۲) گرمی ہے تپ ہے درو ہے کلفت سفر کی ہے | ناشکریہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے |
| (۳) کس خاکِ پاک کی تو بنی خاکِ پاشفا | تجھ کو قسم جناب مسیحا کے سر کی ہے |
| (۴) آبِ حیات روح ہے زرِ قاقا کی بوند بوند | اکسیرِ اعظم مسِ دل خاک در کی ہے |
| (۵) ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے | حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے |
| (۶) لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں یونہی سنا کیے | ہر بار دی وہ امن کی غیرت حضر کی ہے |
| (۷) وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی | پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے |
| (۸) ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے | یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے |
| (۹) مَنْ زَارَ تُرَيْتِي وَجَبْتُ لَهُ شَفَاعَتِي | ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے |
| (۱۰) اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے | اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے |
| (۱۱) کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا | پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے |

مشکل الفاظ کے معانی :

- * گھڑی۔ لمحہ، ساعت، وقت * ثار۔ قربان * فلاح و ظفر۔ کامیابی و کامرانی * تپ۔ بخار (جسم کا بخار سے تپنا)
* کلفت۔ تکلیف * عزیمت۔ نیت و ارادہ * خاک پا۔ پاؤں کی مٹی * شفا۔ بیماری دور ہونا * مسیحا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
* آبِ حیات۔ زندہ رکھنے والا پانی * زرِ قاقا۔ مدینہ شریف کی نہر کا نام * بوند بوند۔ قطرہ قطرہ * اکسیرِ اعظم۔ دوا کیمیا اثر، ہر
بیماری سے شفا دینے والی بہت مفید دوا * مسِ دل۔ دل کا تانبا * سایہ۔ چھاؤں * آرام۔ چین، سہولت * راہ۔ راستہ * ڈر۔
خوف * لٹتے ہیں۔ لوٹ لیے جاتے ہیں * ہر بار۔ ہر مرتبہ * امن۔ بے خونی * غیرت۔ حیاء، شرم (یہاں رشک مراد ہے)
* حضر۔ سفر کا مقابل (حالتِ اقامت) * جگمگاتی۔ روشنی دیتی * شب۔ رات * قمر۔ چاند * پہروں۔ جمع پہر کی بمعنی تین

گھنٹے کا وقت * بست و چہارم صفر۔ ماہ صفر المظفر کی چوبیس تاریخ * تجلی۔ جلوہ * ڈھلتی چاندنی۔ ختم ہو جانے والی روشنی * شعر نمبر ۹ کا پہلا مصرعہ حدیث شریف ہے ”جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی * نویداں۔ جمع نوید کی بمعنی بشارت، خوشخبری * طفیل۔ صدقے میں، وسیلے سے * اصل مراد۔ تمنا کی بنیاد اور جان * طیبہ۔ مدینہ شریف کا نام * نہضت۔ نیت، ارادہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے اللہ! تیرا بڑا شکر ہے کہ تو نے آج اس بابرکت سفر کا موقع عطا کیا ہے (مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ) کہ جس مقدس سفر پر صرف کامیابی ہی نہیں بلکہ کامیابیوں اور کامرانیوں کی جان بھی قربان کر دی جائے تو کم ہے۔ اعلیٰ حضرت کے حج اور آپ کی والدہ ماجدہ کا ذکر خیر:

چونکہ اعلیٰ حضرت نے یہ نعت حج بیت اللہ شریف کی حاضری اور مدینہ شریف کی زیارت کے موقع پر لکھی اس لیے اس کو اگر آپ کا سفر نامہ حرین شریفین سمجھ لیا جائے تو بھی درست ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کے سفر حج کی روایت اور آپ کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے مفصل طور پر تحریر کیا ہے، جس کا نام انہوں نے ”روایت حج امام احمد رضا“ رکھا ہے۔ بڑی ہی عاشقانہ اور عالمانہ روایت ہے۔

اعلیٰ حضرت نے پہلا حج ۱۲۹۳ھ میں اپنے والدین کریمین کی معیت میں کیا جس وقت آپ کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔ اسی پہلے حج کا واقعہ ہے کہ حج سے واپسی پر بحری جہاز سمندر میں تین دن شدید طوفان کے اندر مبتلا رہا، زائرین بالکل مایوس ہو گئے اور سب نے کفن پہن لیے، اعلیٰ حضرت نے اپنے والدین کو بھی دوسرے زائرین کی طرح پریشان دیکھا اور عرض کیا! پریشان نہ ہوں انشاء اللہ یہ جہاز نہیں ڈوبے گا اور خدا کی قسم کھا کر کہا کہ نہیں ڈوبے گا، فرماتے ہیں میں نے اللہ کی بارگاہ کی طرف رجوع کیا اور حضور علیہ السلام سے مدد چاہی تو تین دن مسلسل چلنے والا طوفان شدید دو گھنٹیوں میں موقوف ہو گیا اور جہاز نے نجات پائی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جو قسم اٹھا کر کہا! کہ خدا کی قسم جہاز نہیں ڈوبے گا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق کشتی پر سوار ہونے کی دعا، جہاز پر سوار ہوتے ہوئے پڑھ لی تھی اور مجھے حدیث میں بیان کیے ہوئے حضور علیہ السلام کے وعدہ صادقہ پر پورا اطمینان تھا۔

واپس آئے تو گھر میں قدم رکھتے ہی امی جان نے فرمایا کہ احمد رضا اللہ نے فرضی حج ادا کرنے کی سعادت تمہیں عطا فرمادی اور وہ بھی والدین کی معیت میں بس اب میری زندگی میں دوبارہ حج کے سفر کا ارادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے فرماتے ہیں کہ چونکہ والدین کی ممانعت پر نفلی حج جائز نہیں ہے اس لیے مجبوری تھی۔ لیکن والدہ ماجدہ کی زندگی میں ہی آپ کے صاحبزادے حضرت حامد رضا خاں اور چھوٹے بھائی ننھے میاں جب اپنے متعلقین کے ساتھ حج کو روانہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت لکھنؤ تک ان کے ساتھ گئے اور واپس آگئے مگر یاد مدینہ نے خوب ستایا آخر کار والدہ ماجدہ کے قدموں پہ سر رکھ کر ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے بخوشی اجازت دے دی۔ ماں کی مامتا کے قربان، آپ فرماتے ہیں حج سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی آپ اسٹیشن پہ بھی نہ پہنچے تھے کہ والدہ صاحبہ نے فرمایا! اس کو بلوالو میں اجازت واپس لیتی ہوں (وہی سمندری طوفان خیال دامن گیر ہو گیا) مگر میں تو جا چکا تھا فرماتے ہیں چلتے وقت میں نے جس لگن (غلب) میں وضو کیا تھا میری ماں نے وہ پانی بھی سنبھال کر رکھا ہوا تھا کہ میرے بیٹے کے

وضو کا پانی ہے۔ سبحان اللہ

ماں کی شان:

ماں کی شان میں جناب قائد شریقی مرحوم کی ایک خوبصورت منقبت ملاحظہ فرمائیں۔ (یہ منقبت اس لیے بھی لکھ رہا ہوں کہ میری ماں بھی پچاس سال تک اللہ کے پاک کلام قرآن مجید کی بے لوث تعلیم دینے کے بعد چند ماہ پہلے داغ مفارقت دے گئیں بیماری کے بارہ سال میں بھی پڑھانے کی حالت کے باوجود ان کا ”پردہ“ ضرب المثل بن رہا کہ ہم ان کو اٹھا کر ڈاکٹر کے پاس لے جا رہے ہوتے اور وہ اپنا پردہ سنبھال رہی ہوتیں اور شدید بیماری کو بھول کر یہ فکر دامن گیر ہو جاتی کہ اب ڈاکٹر خدا جانے کیسے دیکھے گا غیر محرم ہے یا اللہ! معاف کر دینا، اللہ خیر کرے۔

قرآن مجید کے ساتھ اس قدر محبت کہ جب سے ریڈیو پر قرآن مجید کی تلاوت شروع ہوئی روزانہ سخت تکلیف میں ہونے کے باوجود پورا وقت، چار پانچ گھنٹے تلاوت سنتی رہتیں ایک اسٹیشن پہ تلاوت ختم ہوتی تو فرماتیں جلدی دوسری جگہ لگا دو اور ایسے لگتا کہ جیسے تلاوت سننے سے ان کی تکلیف میں آفاقہ ہو جاتا ہے۔ ہم (دونوں بھائیوں قاری اصغر نورانی اور میں بھگت اللہ دونوں حافظ قرآن) نے کئی مرتبہ آزمانے کے لیے کوئی آیت پڑھی تو فوراً بتا دیا کہ فلاں پارہ اور فلاں سورت ہے خود فرماتی ہیں کہ میری مثال قرآن مجید کے حوالے سے اس اندھے کی طرح ہو گئی ہے کہ جس کو راستے پہ لگا دو تو چلتا جاتا ہے، ذرا ادھر ادھر ہو تو راستہ بھول گیا۔ اللہ تعالیٰ میرے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کو اعلیٰ حضرت کی والدہ ماجدہ کا صدقہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور ان کی قبروں کو اپنے نور سے روشن و منور فرمائے لیجئے اب ماں کی شان میں قائد شریقی کی منقبت پڑھنے کی سعادت حاصل کریں۔ جو دراصل انہوں نے اپنی والدہ کے انتقال پہ لکھی لیکن یہ ہر اس دل کی صدا ہے کہ جس دل والے کی ماں اللہ کو پیار ہو گئی ہے۔

پھول برسائیں تمہاری قبر پر حوریں مدام
ماں کی عظمت کے بیاں کو لفظ ملتے ہی نہیں
اے میری ماں ہے دعا میری یہی بس رات دن
قبر میں ہر لحظہ لحظہ تیرے شامل حال ہو
تجھ سے شرمندہ ہوں میں تیری نہ خدمت کر سکا
تھا تمہارے دم سے میری زندگانی میں جو نور
تیرے مرقد پر ہے تیرا لا ڏلا نوحہ کناں
(۲) (اپنے نفس اور طبیعت و مزاج کو ڈانٹتے ہوئے فرماتے ہیں) مانا کہ گرمی بھی ہے، تجھے بخار بھی ہے اور سفر کی تکلیف بھی
پیش نظر ہے مگر ناشکرے کہیں کے یہ تو دیکھ کہ نیت کدھر کی ہے۔ جہاں پہ رحمتوں کا ہر وقت نزول ہوتا ہے تیری گرمی ختم ہو جائے گی،
طیبہ نگر کی مٹی خاک شفا ہے تیرا بخار اتر جائے گا اور روضہ انور کے نظارے سے تیری تمام تکالیف ہوا ہو جائیں گی۔ ارے پگلے یہ
سعادت نہ ہر کسی کو نصیب ہوتی ہے نہ ہر وقت نصیب رہتی ہے موقع سے فائدہ اٹھا اور سوئے طیبہ خوش ہو کر جا، ہر تکلیف گوارا کر لے
اور کہتا جا۔

تیرے روضے کی نوری جالیوں کو لبوں سے چومتا ہے کوئی کوئی کھلے ہیں پھول گلشن میں ہزاروں نگاہوں میں چچا ہے کوئی کوئی (۳) اے خاکِ مدینہ ایک بات تو بتا! کہ تو کب کی خاکِ شفا بنی ہوئی ہے؟ بولتی کیوں نہیں؟ اور یوں کیوں نہیں کہتی کہ جب سے میرے اوپر مصطفیٰ علیہ السلام کے قدم لگے ہیں مٹی سے خاکِ شفا بن گئی ہوں۔ تجھے عیسیٰ علیہ السلام کے سر کی یا مسیحائی کی قسم ہے جواب دہ کیا میں سچ کہہ رہا ہوں ناں؟

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا غبارِ المدینۃ فیہ شفاء۔ مدینے کی مٹی بھی سراسر شفاء ہے۔

(۴) اس میں شک نہیں ہے کہ شہرِ مدینہ کی نہرِ زرقا کے پانی کا ایک ایک قطرہ روح کے لیے آبِ حیات ہے جس کو پینے سے روحانی زندگی نصیب ہوتی ہے لیکن میرے آقا کے دروازے کی خاکِ دل کی دنیا کو آباد کرنے کے لیے اکسیرِ اعظم کا درجہ رکھتی ہے یعنی ہر بیماری کا علاج بھی ہے، آنکھوں کا نور بھی ہے اور دل کا سرور بھی ہے۔ یاد رہے! اس نعت کے کئی اشعار کی تشریح اعلیٰ حضرت نے خود فرمائی ہے جس کو اس شرح میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۵) (اس دور میں سفر حج بہت پر خطر تھا، ان خطرات کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں) ہمارے آقا علیہ السلام نے گھر سے لیکر مدینہ شریف پہنچنے تک ہماری پشت پناہی فرمائی اور اپنی رحمت کے سائے میں بڑی سہولت کے ساتھ ہمیں مدینہ شریف پہنچایا لیکن جو حیلے بہانے بنائے والے ہیں اور ابنِ تیمیہ و ابنِ قیم کی طرح روضہء پاک کی زیارت کی نیت کرنے والوں کو گناہ گار کہتے ہیں دنیا اور آخرت کی ساری راہیں انہی لوگوں کے لیے پر خطر ہوں گی۔

مدینے کی ہر شئی نفاست بھری ہے مدینے سے کعبے کو عزت ملی ہے
وہیں کی تو پھولوں میں خوشبو بسی ہے صبا و جد میں جھوم کر کہہ رہی ہے
عجب دل کشا ہیں مدینے کی گلیاں معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی گلیاں

(صوفی جمیل الرحمن رضوی)

(۶) بہت سنا تھا کہ مدینہ شریف جاتے ہوئے قافلوں کو لوٹ لیا جاتا ہے، قافلے والوں کو مارا جاتا ہے، قتل کر دیا جاتا ہے یہ ہو جاتا ہے وہ ہو جاتا ہے، کچھ بھی تو نہیں ہوا، ہمارے قافلے کو ہر بار (پہلی بار بھی اور اب کی مرتبہ بھی) آقا علیہ السلام نے ایسا امن بخشا ہے کہ (حالانکہ کہا جاتا ہے السفر مقرر ولو کان میلا۔ سفر اگر چہ میل بھر ہو عذاب ہوتا ہے) گھر میں رہنا یعنی ہماری حالت اقامت ہمارے اس سفر پر رشک کر رہی ہے کہ اتنا سکون تو گھر میں بھی نہیں ملتا جتنا تمہیں سفر میں مل رہا ہے۔ کیوں نہ ملے؟ مدینے کا سفر ہے۔

مدینے سے ہوتی ہے تقسیمِ نعت وہیں سے بٹا کرتی ہے ساری دولت
فدا اس پہ ہوتی ہے ہر وقت جنت برستی ہے دن رات واں حق کی رحمت
عجب دل کشا ہیں مدینے کی گلیاں معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی گلیاں

(جمیل الرحمن رضوی)

(۷) اے مدینہ کے زائر! ذرا دیکھو تو یہی نور والے آقا کا دربار کیسے چمک رہا ہے حالانکہ رات ہے اور رات بھی چوٹیں صفر کی جس میں چاند کا نام و نشان بھی (اس وقت تک) نہیں ہوتا، یقیناً یہ نور والے آقا کے دربار پر فرشتوں کے جلوس آئے ہوئے ہیں جو آقا کے غلاموں کے لیے روشنی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

وہ گلیاں کہ عشاق کے دل میں سمائیں
کسی کو ہنمائیں کسی کو رُلائیں
وہ گلیاں کہ عشاق کے دل کی راحت
وہ گلیاں کہ پھولوں میں ہے جن کی نکلت
ملوں منہ پہ آنکھوں میں اپنی لگاؤں
غزالان چیں کو یہ مژدہ سناؤں
معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں
کہ سارا زمانہ وہاں مہماں ہے
جہاں اس کی تعریف میں تر زباں ہے
سلاطین یہاں ہاتھ پھیلا رہے ہیں
جھکا کر سر عجز فرما رہے ہیں
معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں
ہیں انوار وہ ہی یہاں پر درخشاں
کہیں عشق میں آکے یارب تیری شاں
معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں

(سبحان اللہ) (جمیل قادری)

اس کے باوجود کہ اس قدر روشنی اور نور برس رہا ہے پھر بھی ایک عاشق کا دل اس لیے نہیں ٹھہر رہا کہ اس کا نظریہ ہی یہ ہے کہ روشنیاں، فرشتے نور، جلوے اپنی جگہ لیکن میں کیا کروں کہ

اب میری نگاہوں میں چتا نہیں کوئی (کیونکہ)

جیسے میری سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

(۸) چنانچہ عرض کرتے ہیں (مجھے تو ماہ مدینہ (مدینے کا چاند، محبوب خدا) ہی اپنی ایک تجلی عنایت فرما دے تو میرا دامن بھرے، اس روشنی کا کیا ہے؟ یہ تو ڈھلتی چاندنی ہے ابھی ہے ابھی ختم، سراج منیر کی روشنی ہے جو نہ ختم ہونے والی ہے۔

یارب میرے دل میں عشق اپنا دے دے حب نبی کا سر میں سودا دے دے

ہے بے سرو سامان جمیل رضوی رہنے کا مدینے میں ٹھکانہ دے دے
(۹) حضور علیہ السلام کا اپنا ارشاد گرامی ہے من زار تربتی وجبت له شفاعتی۔ جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی۔ قربان اس ذات پہ! جو عالم بشریت کو بشارتوں پہ بشارتیں سنائے جا رہے ہیں۔
ایک شبہ کا ازالہ:

اگر کوئی کہے کہ قبر انور تو نظر نہیں آتی صرف روضہ پاک جالیاں اور دیواریں (دکھائی دیتی ہیں تو پھر شفاعت کا واجب ہونا تو زیارت قبر کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عرف عام میں حاوی اور محوی کا حکم ایک ہی ہوتا ہے جیسے ننگا شخص بھی انسان ہے اور اگر کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اس کو بھی انسان ہی کہا جائے گا کوئی کسی کو ننگا دیکھے یا کپڑوں میں ملبوس دیکھے یہی کہے گا کہ میں نے انسان کو دیکھا، یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کپڑوں والے انسان کو دیکھا۔ یا اگر کوئی کسی کپڑے پہنے ہوئے کو دیکھے تو تم کہو! نہیں انسان تو تب دیکھے جب تو نے ننگے انسان کو دیکھا ہو۔ میز پر کپڑا بچھا ہوا ہو تو یوں ہی کہا جائے گا میز پڑا ہوا ہے اگرچہ کپڑے نے میز کو ہر طرف سے ڈھانپ کر چھپایا ہوا ہو۔

(۱۰) مجھ (احمد رضا) سے اگر کوئی پوچھے کہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ پاک میں سے کون اصل ہے اور کون طفیلی یا فرع ہے تو میں تو یہی کہوں گا کہ حج فرض تو فرض ہوا جو میں نے بحمد اللہ تعالیٰ ۱۲۹۳ھ میں اپنے والدین کی معیت میں کر لیا اور یہ حج نفلی ہے یہ ہو یا وہ ہو سب صدقہ اور طفیل ہے محبوب خدا علیہ السلام کا، اصل میں حاضری در رسول کی مقصود ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اس در کی حاضری کی وجہ سے اللہ نے حج کی سعادت بھی عطا فرمادی ہے۔

سرکار کا فیض زیر و بالا دیکھا ہر چیز میں نور شہ والا دیکھا
ہے عرش سے فرش تک اسی کا جلوہ جب غور کیا تو مدینے والا دیکھا
(جمیل قادری)

(۱۱) چنانچہ دوران سفر (حج) مجھ سے جب بھی کسی نے پوچھا کہ کدھر جانے کا ارادہ ہے؟ (کہاں جا رہے ہو؟) تو میں نے کعبہ کا نام تو لیا ہی نہیں بس یہی کہا! کہ مدینے جا رہا ہوں۔

اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ خدا تو ہر جگہ پہ موجود ہے اگر کوئی یہ کہے کہ خدا کعبے میں رہتا ہے تو یہ غلط ہے اللہ کسی مکان میں آنے سے پاک ہے، صرف نسبت کی وجہ سے کعبہ کو عظمت مل گئی ہے کہ بیت اللہ ہے یعنی اللہ کا گھر حالانکہ اس معنی میں نہ سہی لیکن ہمارے گھر بھی تو اللہ ہی کے ہیں سارا جہاں اللہ کا، مکان و لامکان اللہ کا زمین و آسمان اللہ کا مگر بیت اللہ شریف کو نسبت تشریفی اللہ کے نام کی مل گئی اور روضہ پاک میں تو حضور رہتے ہیں، اور حضور وہ ہیں کہ۔

ہیں کعبہ کونین رسول الثقلین ہیں قبلہ دارین بنی الحرمین
کیوں دونوں جہاں نہ ان کے در پر جائیں ہیں قاسم کل شی جد الحسین

(۱۲) کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظن روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

- (۱۳) ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
 (۱۴) مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
 (۱۵) صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
 (۱۶) ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
 (۱۷) ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
 (۱۸) شر خیر شور سور شرر دود نار نور
 (۱۹) مجرم بلائے آئے ہیں جساء وک ہئے گواہ
 (۲۰) بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم
 (۲۱) تف نجدیت نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف
 (۲۲) حاکم حکیم دادو دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
 (۲۳) شکل بشر میں نور الہی اگر نہ ہو
 (۲۴) نور الہ کیا ہے محبت حبیب کی
 (۲۵) ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
 (۲۶) بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
 (۲۷) مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے
- لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
 اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
 اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
 پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
 اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
 بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے
 پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
 نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے
 کافر ادھر کی ہے نہ ادھر کی ادھر کی ہے
 مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے
 کیا قدر اس خمیرہ ماؤ مدر کی ہے
 جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے
 واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے
 حاشا غلط غلط یہ ہوں بے بصر کی ہے
 تخم کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* تجلی۔ روشنی * ظل۔ پرتو، عکس، سایہ * پتلی حجر کی۔ حجر اسود سیاہ رنگ کا پتھر جو دیوار کعبہ میں نصب ہے اس کی شکل آنکھ کی پتلی سے ملتی جلتی ہے * خلیل۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب * بنا۔ بنیاد * منیٰ۔ کعبہ سے تین میل دور ایک میدان جہاں حج کے دنوں میں شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں اور قربانی کی جاتی ہے * لولاک۔ حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک کی طرف اشارہ ہے کہ اے محبوب اگر تجھے نہ پیدا کرنا ہوتا تو آسمان (زمینوں، دنیا) کو پیدا نہ فرماتا * صاحبی۔ میرے صاحب، میرے آقا * مولیٰ۔ آقا، سردار، محبوب وغیرہ * اعلیٰ خطر۔ زیادہ ڈر والی، زیادہ اہم، بڑے شرف والی، بہت بڑا فریضہ * حفظ جاں۔ جان کی حفاظت * فروض غرر۔ تمام فرضوں سے بڑا فرض * پھیر دی۔ لوٹا دی (ڈوبا ہوا سورج پلٹا کر حضرت علی کی نماز ادا کروائی) * بشر۔ انسان * جملہ۔ فرائض، تمام فرض فریضے * فروع۔ فرع کی جمع بمعنی شاخ * اصل الاصول۔ سب سے بڑا فرض، سب سے بڑا قانون، عبادتوں کی جان * بندگی۔ نوکری، غلامی * تاجور۔ بادشاہ * بشریٰ۔ خوشخبری، بشارت * خیر البشر۔ تمام انسانوں میں سب سے بہتر، سید البشر * جاء وک۔ آیہ قرانیہ کی طرف اشارہ ہے تشریح میں دیکھیں * کریموں۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشریح :

(۱۳) اس شعر میں اس سے پہلے شعر میں مذکور دعویٰ کی دلیل دی جا رہی ہے کہ ہر کسی کا وجود حضور علیہ السلام کے نور کے فیض سے ہے اگر حضور علیہ السلام نہ ہوتے تو نہ کعبہ تعمیر کرنے والے خلیل اللہ علیہ السلام ہوتے نہ کعبہ کی بنیاد رکھی جاتی اور نہ ہی منیٰ کی رونقیں ہوتی کیونکہ اے میرے پیارے آقا! اللہ نے حدیث قدسی میں خود فرمایا ہے **لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفلاك - لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدنیا۔ لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبوبیہ۔** اگر اے محبوب تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو نہ آسمان پیدا کرتا، نہ دنیا پیدا کرتا ورنہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا۔

۱۴) ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گروہ نہ ہوں عالم نہ ہو
پہ خیر سے واپسی پہ منزل صہبا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سراقس
رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی نے نماز نہ پڑھی تھی۔ آنکھ سے دیکھتے رہے کہ وقت جاتا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو سیر کاؤں تو شاید حضور
زبور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند مبارک میں خلل آئے۔ جنبش نہ کی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

اس طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نیند پر عصر جیسی اہم نماز قربان کر دی جس کی اللہ تعالیٰ نے ان مقظوں میں اہمیت بیان فرمائی 'حفظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی' (البقرہ) تمام نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص نماز وسطیٰ کی یعنی عصر کی۔

شعبہ نمبر ۴ اور نمبر ۱۵ کی تشریح ابوالنور مولانا محمد بشیر آف کوٹلی لوہاراں نے اس طرح فرمائی ہے۔
مولانا علی نے واری تری نیندیر نماز:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالصَّهْبَاءِ ثُمَّ أُرْسِلَ عَلَيْهِ
فِي حَاجَةٍ - فَرَجَعَ وَقَدْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَوَضَعَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ وَنَامَ فَلَمْ يُحَرِّكْهُ حَتَّى غَابَتْ

الشَّمْسُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ عَبْدَكَ عَلِيًّا اَحْبَسَ بِنَفْسِهِ عَلٰى نَبِيِّكَ
فَرَدَّ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَطَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ حَتَّى وَقَعَتْ عَلٰى الْجِبَالِ وَعَلٰى
الْاَرْضِ وَقَامَ عَلِيٌّ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ غَابَتْ وَذَلِكَ بِالصُّهْبَاءِ -

(رواہ طبرانی فی معجمہ الکبیر حجۃ اللہ للنبی ص ۳۹۸)

”ایک دن مقام صہبا میں حضور ﷺ نے نماز ظہر پڑھ کر حضرت علی کو کسی کام کے لئے کہیں بھیج دیا۔ حضرت علی جب واپس ہوئے تو حضور ﷺ نماز عصر پڑھ چکے تھے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنا سرانور حضرت علی کی گود میں رکھا۔ اور سو گئے۔ حضرت علی نے نماز عصر پڑھنی تھی۔ وقت جارہا تھا۔ مگر حضور کی استراحت کا خیال کر کے حضور کو نہ جگایا۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور اٹھے۔ تو فرمایا۔ اے اللہ! تیرا بندہ علی تیرے نبی کی خاطر بیٹھا رہا۔ تو سورج کو اس کے لئے لوٹا دے حضور نے اتنا کہا ہی تھا کہ سورج پھر نکل آیا۔ حتیٰ کہ اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی۔

حضرت علی اٹھے۔ وضو کیا اور نماز عصر پڑھی۔ پھر سورج غروب ہو گیا اور یہ مقام صہبا کا واقعہ ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے حضور کی نیند پر نماز قربان کر دی۔ اور نماز بھی وہ جس کے لیے اللہ نے خاص تاکید فرمائی۔ غور فرمائیے۔ حضور آغوش علی میں استراحت فرما ہیں۔ مولا علی نے نماز پڑھنی ہے۔ وقت جارہا ہے۔ مگر حضرت علی حضور کو نہ بلاتے ہیں نہ جگاتے ہیں۔ گویا سوچتے ہیں۔

نمازیں پھر ادا ہوں گر قضا ہوں نگاہوں کی قضا کیں کب ادا ہوں

اس سوچ میں اپنی نماز حضور کی نیند پر قربان کر ڈالی۔ نماز، نماز عصر تھی۔ نماز ویسے بھی اہم فریضہ ہے۔ ایک نمازیں ہماری ہیں جو اہم ہیں۔ ایک نماز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بھی ہے نماز کربلا! اس کی اہمیت کون بیان کرے؟ اور پھر حسین کے بھی پدر بزرگوار مولا علی رضی اللہ عنہ کی نماز؟ خود ہی سوچ لیجئے کس قدر اہم ہوگی۔ مقام صہبا میں حضور کی نیند پر یہ اتنی بڑی عظمت والی نماز قربان کی جارہی ہے۔ اور پھر یہ نماز حیدر کرار کس کی نیند پر قربان کی جارہی ہے۔ اللہ اکبر! جس کی نیند کی عظمت کا یہ عالم ہے۔ اس سونے والے کی عظمت کو تو پھر اللہ ہی جانے۔

صدق بلکہ غار میں جاں اس پودے چکے:

سَارَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَبَا إِلَيْهِ قَالَ وَاللَّهِ
لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى ادْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَكَسَمَهُ
وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثَقْبًا فَشَقَّ إِزَارَهُ وَسَدَّهَا بِهِ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَأَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ
ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهُ فِي حُجْرِهِ وَنَامَ فَلَدَغَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِجْلَيْهِ مِنَ الْحُجْرَةِ وَلَمْ

يَتَحَرَّكَ مَخَافَةً أَنْ يَنْتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِكُ يَا أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِدُعْتُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي فَتَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهُ - (مشکوٰۃ شریف ص

(۵۲۸)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (شب ہجرت) جب حضور علیہ السلام کے ساتھ غار تک پہنچے۔ تو حضور سے عرض کیا۔ کہ حضور! غار میں پہلے آپ تشریف نہ لے جائیں۔ پہلے میں جاتا ہوں۔ تاکہ اس میں کوئی چیز (موذی جانور وغیرہ) ہو۔ تو اس کی تکلیف مجھے پہنچے۔ آپ کو نہ پہنچے۔ چنانچہ صدیق غار میں داخل ہوئے۔ تو غار میں کئی سوراخ نظر آئے۔ آپ نے اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر ان بلوں کو بند کر دیا۔ دو بل باقی رہ گئے تو ان دونوں میں اپنے پیر ڈال دیئے۔ پھر حضور سے عرض کیا کہ تشریف لے آئیے۔ حضور تشریف لائے۔ تو اپنا سر انور صدیق کی گود میں رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ اتنے میں صدیق کے پاؤں پر بل میں سے سانپ نے ڈس لیا۔ صدیق اکبر کو تکلیف ہوئی مگر ملتے نہ تھے تاکہ حضور کی نیند میں خلل نہ آئے۔ حتیٰ کہ صدیق اکبر کے آنسو حضور کے چہرہ انور پر گرے۔ تو حضور نے وجہ دریافت کی۔ تو عرض کیا۔ حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ حضور نے مقام ڈنک پر اپنا لعاب دہن تشریف لگایا۔ تو صدیق اکبر کی ساری تکلیف دور ہو گئی۔

مقام صہبا میں حضور ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کی مبارک گود میں اپنا سر انور رکھا اور سو گئے اور غار میں حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر انور رکھا اور سو گئے۔ مقام صہبا میں آغوش علی میں حضور کے سونے کا منظر شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

زمین پر عرش بالا کے نشاں معلوم ہوتے تھے علی کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے
اور غار میں حضور کے آغوش صدیق میں سونے کا منظر میں نے یوں لکھا ہے۔

غار کا دیکھو تو وہ منظر کون ہے بیٹھا گود میں لے کر
سرور عالم کا سر انور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقے کرنے والا
منزل عشق و صدق کا رہبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور ایک دوسرے شاعر نے اس منظر کو یوں بیان کیا ہے۔ حضور کا سر انور ہے اور آغوش ہے صدیق اکبر کی گویا۔

یہ حسن ساتھ عشق کے کیا لا جواب ہے رکھی ہوئی رحل پہ خدا کی کتاب ہے
قرآن مجید قرآن صامت ہے۔ اور حضور ﷺ قرآن ناطق۔ قرآن مجید کو کسی ناپاک جگہ رکھنا انتہائی بے ادبی اور گمراہی

ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کو بھی کسی ناپاک آغوش میں تسلیم کرنا انتہائی بے ادبی اور گمراہی ہے۔ معلوم ہوا مقام صہبا میں بھی حضور پاک و مبارک آغوش میں تھے۔ اور غار ثور میں بھی حضور پاک و مبارک آغوش میں تھے۔ جو گستاخ حضرت صدیق اکبر ﷺ کے ایمان پر طعن کرتے ہیں معاذ اللہ وہ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

غار میں صدیق اکبر کو سانپ نے ڈس لیا۔ تو صدیق بے تک نہیں تاکہ حضور کی نیند میں خلل نہ پڑے۔ ہاں تکلیف سے آپ کے آنسو نکل آئے۔ اور حضور نے جاگ کر پوچھا مَا لَكَ تجھے کیا ہوا۔ تم روئے کیوں؟ رو میں تمہارے دشمن (چنانچہ آج تک رو رہے ہیں اور روتے رہیں گے) صدیق کے پیر میں زہر تھا۔ اور آغوش میں شفا۔ چنانچہ حضور نے اپنا تھوک مبارک مقام زہر پر لگایا۔ تو تکلیف دور ہو گئی۔ یہ ہے حضور کا تھوک مبارک رحمت و شفا اور ایک ہمارا بھی تھوک ہے بیماری و بلا۔ اسی لیے لکھا جاتا ہے ”تھو کیے مت اس سے بیماری پھیلتی ہے“ ہمارے تھوک سے بیماریوں کا زہر پھیلے۔ اور حضور کے تھوک مبارک سے سانپ کے زہر کا اثر دور ہو جائے۔ خوب فرمایا اعلیٰ حضرت ہی نے

جس سے کھاری کنوئیں شیرہ جاں بنیں اُس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے انہی دو واقعات کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا ہے کہ حضرت علی نے حضور کی نیند پر نماز قربان کر دی۔ اور صدیق اکبر نے اپنی جان! جس کا بچنا سب فرائض سے اہم ہے۔ جان ہوگی۔ تو دوسرے فرائض بھی پورے کیے جاسکیں گے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ! اس میں شک نہیں کہ ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹا کر آپ نے حضرت علی کی نماز پھیر دی۔ اور مقام ڈنک پر اپنا تھوک مبارک لگا کر صدیق اکبر کو ان کی جان واپس دے دی۔ مگر صدیق و علی رضی اللہ عنہما تو اپنی طرف سے اپنی اپنی قربانی دے چکے تھے۔ علی نے راحت مصطفیٰ کے مقابلہ میں نماز کی پروا نہیں کی اور صدیق نے اپنی جان کی۔ حالانکہ یہ دونوں چیزیں بھی اعلیٰ فرائض میں داخل تھیں۔ تو گویا ان دونوں حضرات نے حضور کی مقدس نیند پر ان فرائض کو قربان کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہر فرض فرع اور شاخ ہے اور۔ اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے۔

(۱۵) ”اس کا اشارہ نیند کی طرف ہے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند پر اپنی جان قربان کر دی کہ غار ثور کے سوراخ اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیے۔ ایک سوراخ باقی رہا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ حضور نے ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت اقدس رہتا تھا۔ اپنا سر صدیق کے پاؤں پر ملا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ جان جائے محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخر اس نے پاؤں پہ کاٹ لیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا آخر اسی سے شہادت پائی۔“

لہذا حضور علیہ السلام کی عظمت صدیق اکبر سے پوچھو کہ جنہوں نے حضور کی خاطر موت کو سینے سے لگایا اور جان کی حفاظت تو تمام بڑے فرائض سے بھی بڑا فرض ہے۔

(۱۶) ”چشم اقدس کھلی۔ مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا فوراً ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا۔ عصر کا وقت

ہو گیا۔ مولیٰ علی نے نماز ادا کی۔ آفتاب ڈوب گیا۔ اور جب صدیق اکبر کے آنسو چہرہ اقدس پر گرے چشم مبارک کھلی۔ صدیق اکبر

نے حال عرض کیا۔ حضور ﷺ نے لعاب دہن اقدس لگا دیا فوراً آرام ہو گیا۔ بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی۔“

تو دیکھو حضور کی عظمت کہ علی کی نماز کے لیے ڈوبا ہوا سورج لوٹا دیا اور ابو بکر کی ایڑی پہ لعاب دہن لگا کر ان کی جان کی

(۲۲) ”حکام مستغیث کو داد (انصاف) دیتے ہیں۔ حکیم مریض کو دوا دیتے ہیں۔ وہابی بھی ان باتوں کو مانتے ہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور کچھ نہیں دیتے۔ اگر غیر خدا سے کچھ مانگنا شرک ہے تو حاکم و حکیم سے دوا یا داد کا مانگنا کیوں نہ شرک ہو اور اگر واسطہ عطاۓ خدا جان کر ان سے مانگنا شرک نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا کیوں شرک ہو۔ یہ ناپاک فرق کون سی آیت و حدیث میں ہے۔“ (تشریح در حاشیہ حدائق بخشش)

(۲۳) نور خدا ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام کو بشری لباس میں اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ عالم بشریت کو معراج اور بلندی نصیب ہو ورنہ تو انسان کیا چیز ہے؟ پانی اور مٹی کے گارے سے تیار ہونے والا ہی تو ہے، اگر حضور علیہ السلام انسانی شکل میں نہ آتے تو لقد کر منا بنی آدم اور لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کا رتبہ انسان کو کیسے میسر آ سکتا تھا۔

(۲۴) اور سنو سنو! دھوکہ نہ دو نور خدا کیا ہے؟ حضور علیہ السلام کی محبت کا نام نور خدا ہے اور مسلمان ہو کر بھی جس کے دل میں محبت رسول علیہ السلام نہ ہو وہ دل اس قابل ہے کہ بھیڑیوں اور گدھوں کی آماجگاہ بن جائے۔

۔ جس دل میں محمد کی محبت نہیں ہوتی اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی

میرا یہ عقیدہ ہے کہ گر ذکر خدا میں یہ نام نہ شامل ہو تو عبادت نہیں ہوتی

(۲۵) او اہل نجد! گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم! حضور علیہ السلام کی تعظیم کو شرک کہنے والو! اگر تم یہ چاہو کہ حضور علیہ السلام کے ذکر کو خدا کے ذکر سے جدا کر دیا جائے تو خدا کی قسم ایسا ذکر خدا کا ذکر نہ کہلا سکے گا بلکہ جہنم کی چابی ثابت ہوگا اور تمہیں دوزخ میں گرا کر چھوڑے گا، کیا تم جانتے نہیں ہو کہ ”ہنود کے جوگی اور یہود و نصاریٰ کے راہب بھی اپنے زعم میں یا خدا کرتے ہیں۔ مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر۔ لہذا جہنمی ہوئے۔“

(۲۶) تمہارا یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور وسیلے کو نہیں مانتا اور بغیر واسطے کے ہی عطا فرماتا ہے یہ سو فیصد غلط ہے اور اندھوں والا عقیدہ ہے۔ نبیوں کا بھیجنا تو خود بتا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ مخلوق کو ایمان و ہدایت بھی انہی کے وسیلے سے دیتا ہے۔

آئمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ دنیا میں اور آخرت میں ظاہر میں اور باطن میں، جسم میں اور روح میں جو نعمت جو برکت و خوبی روز ازل سے ابد الابد تک جسے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی۔ اس میں واسطہ و قاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور قیام کے ہاتھ سے ملیں اور ملتی ہیں اور ملتی رہیں گی۔

(۲۷) اور اے نام نہاد اسلام کے ٹھیکدارو! کچھ جانتے بھی ہو؟ کہ آدم و نوح و خلیل علیہم السلام اور اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو پیدا کرنا اور ان کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد یہی تھا کہ اللہ کے محبوب علیہ السلام کے اس کائنات میں جلوہ گر ہونے کا انتظام کیا جائے۔ اسی لیے تو ہر نبی علیہ السلام اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امت کے سامنے حضور علیہ السلام کی قصیدہ خوانی کرتا رہا، اور یہ بات تو ایک جاہل کسان اور کسی باغ کا باغبان بھی جانتا ہے کہ درخت سے مقصود پھل ہی ہوتا ہے اور درخت کی حفاظت پھل ہی کے لیے کی جاتی ہے۔ الحمد للہ! ہم غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں عیبوں کے باوجود اس حقیقت کو سمجھتے ہیں اور ہمارا بچہ بچہ کھلے بندوں، بانگ دھل، ڈنکے کی چوٹ پہ، علی الاعلان اس حقیقت کا برملا اظہار کرتا ہوا نظر آئے گا کہ

۔ محمد مصطفیٰ کو جانتا ہوں محمد مصطفیٰ کو مانتا ہوں

و لیے سے محمد مصطفیٰ کے خدا کو جانتا ہوں مانتا ہوں

- (۲۸) اُن کی نبوت ان کی لُوت ہے سب کو عام
(۲۹) ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
(۳۰) پہلے ہو ان کو یاد کہ پائے جلا نماز
(۳۱) دنیا، مزار، حشر جہاں ہیں غفور ہیں
(۳۲) ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
(۳۳) ان پر درود جن کو کس بیکساں کہیں
(۳۴) جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام
(۳۵) شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام
(۳۶) سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام
(۳۷) سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام
(۳۸) عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام
(۳۹) شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
(۴۰) خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام
(۴۱) سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام
(۴۲) سب کتر و فر سلام کو حاضر ہیں السلام
(۴۳) اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام

مشکل الفاظ کے معانی :

* لُوت - باپ ہونا * ام البشر - حضرت حوا، تمام انسانوں کی ماں، آدم علیہ السلام کی بیوی * عروس - دلہن * نخل - درخت * صدا - آواز، پکار، اعلان * ابوالبشر - آدم علیہ السلام * جلا - صفائی، چمک * پچھلا پھر - پچھلا حصہ * غفور - حضور علیہ السلام کا نام (تورات میں) * غفر - چاند کی ایک منزل کا نام * حجر - پتھر * تحیت - سلام، تحفہ * شجر - درخت * کس بیکساں - بے چاروں کا مددگار * بے خبر - غافل * بارگاہ - دربار، آستانہ عالیہ * مالک - آقا، ملکیت والا * شمس و قمر - سورج چاند * جوت - روشنی، نور * بحر و بر - خشکی و تری، سمندر اور جنگل * تملیک - مالک ہونا، مالک بنانا * سنگ - پتھر * عرض - التجا، گزارش، دعا * لجا - پناہ گاہ، ٹھکانہ * اثر - نشان، تاثیر * شوریدہ سر - دیوانہ، سوداگی * راحت - سکون و آرام * خستہ - زخمی

* مرہم۔ دوائی (چکنی اور لیس دار جو درو والی جگہ پہ ملتے ہیں) * جلوہ گاہ۔ جلوہ دیکھنے کی جگہ * کروفر۔ شان و شوکت، رعب و دبدبہ * اہل نظر۔ نظر والے، صاحبان بصیرت، اللہ کے مقبول بندے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۲۸) علماء فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کے پدر معنوی ہیں کہ سب کچھ انہیں کے نور سے پیدا ہوا۔ اسی لیے حضور ﷺ کا نام پاک ابوالا رواح ہے۔ تو آدم علیہ السلام اگرچہ صورت (ظاہر) میں حضور کے باپ ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ بھی حضور کے بیٹے ہیں تو اُم البشر یعنی حضرت حوا حضور ہی کے پسر آدم علیہ السلام کی عروس ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ (حاشیہ حدائق بخشش)

(۲۹) یہی وجہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام جب کبھی محبت میں آکر حضور علیہ السلام کو یاد کرتے تو یوں کہتے یا اپنی صورت و ابی معنی۔ اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ اسی کا خلاصہ اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام جو کہ ابوالبشر (نسل انسانیت کے باپ ہیں) جب اس پھول (ہمارے رسول علیہ السلام) کو یاد کرتے تو یوں صدا لگاتے اے محمد کریم علیہ السلام جو ظاہری طور پر تو میرے پھول ہو لیکن حقیقت میں میری اصل اور جڑ ہو۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ ابھی آدم علیہ السلام کا گار اور خیر بھی تیار نہ ہوا تھا۔ (۳۰) ”دونوں حرم شریف میں تہجد کے وقت سے موزن مناروں پر جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام باوازا بلند عرض کرتے رہتے ہیں تو نماز صبح سے پہلے حضور کی یاد ہوتی ہے جس سے نماز جلا پاتی ہے۔ جیسے فرض سے پہلے سنتیں۔“ (حاشیہ حدائق بخشش)

اعلیٰ حضرت اپنے دور کی بات کرتے ہیں یہ سلسلہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے دور میں شروع ہوا جس کو بڑے بڑے آئمہ دین نے سراہا چنانچہ استاذ الحرمین علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے خوش ہو کر فرمایا نعم ما فعل ، جزاہ اللہ خیر الجزا (فتاویٰ کبریٰ ص ۱۲۱، ج ۱) یہ اس نے بہت اچھا کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابن عبد الوہاب نجدی نے یہ سلسلہ بند کروادیا بلکہ صلوٰۃ و سلام پڑھنے والے کو شہید کروادیا (دیکھئے الدر السعید ص ۴۵) یہ صرف اس لیے کہ ان لوگوں کو دشمنی ہے درود و سلام سے ورنہ اگر نئی چیز (بدعت) سمجھ کر مٹاتے تو مسجد کی محراب، قرآن پاک کے اعراب، مسجد کے مینار اور مساجد میں آج جتنی چیزیں ہیں لاؤڈ سپیکر، قالین وغیرہ ان میں سے کچھ بھی حضور علیہ السلام کے دور میں نہیں تھا۔ مگر چڑ تو صرف درود و سلام سے ہے۔ مگر یاد رکھو تم زندوں کو نہیں پڑھنے دیتے ہوں جبکہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو مرنے کے بعد بھی درود و سلام پڑھنے کی تیاری کیے بیٹھے ہیں مولانا جمیل الرحمن رضوی کا ایک شعر ہے۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ و السلام اس کی دلیل یہ ہے کہ جب حضور کا نام آئے تو درود شریف پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے تو جب حضور قبر میں خود جلوہ گر ہوں گے تو پھر صلوٰۃ و سلام پڑھنا کتنا ضروری ہوگا؟

مومنو! ہے رحمت حق کا درود با ادب تم کیوں نہیں پڑھتے درود

ہے ملائک کا یہاں پر اژدحام دست بستہ کیوں نہیں پڑھتے سلام
(۳۱) ”غفور بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک ہے جس طرف تورات میں اشارہ ہے۔ چاند کی ۲۸ منزلوں میں سے پندرہویں منزل کا نام غفر ہے۔“

فرماتے ہیں چاہے دنیا ہو یا قبر و حشر ہو حضور علیہ السلام ہر جگہ معاف فرمانے والے ہیں۔ ہمارا چاند (ماہ طیبہ) وہ ہے کہ جس کی ہر منزل ہی غفر (معاف کرنا) ہے۔ اعلیٰ حضرت کا یہ شعر علم نجوم سے تعلق رکھتا ہے۔ یاد رہے! کہ اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے پچاس علوم سے زیادہ پر مہارت تامہ عطا فرمائی ہوئی تھی۔ اور ہر علم پہ آپ نے کتابیں لکھیں (جیسے الکلمۃ المہمہ اور فوز مبین در حرکت زمین میں سائنسی تحقیقات ہیں) اسی طرح آپ ہر علوم سے متعلق اشعار بھی کہہ لیتے جیسے زیر بحث شعر علم نجوم سے متعلق ہے اسی طرح کئی اشعار مابعد الطبیعات سے متعلق ہیں اور بہت سارے اشعار کا تعلق منطق کے ساتھ بھی ہے جس میں سے ایک یہ ہے۔

ذریعہ مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے حد واسطہ نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

اس کی ایمان افروز تشریح اسی شعر کی شرح میں ہی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(۳۲) اس آقائے دو جہان علیہ السلام کی ذات بابرکات پر کروڑوں درود ہوں جن کو پتھر بھی پکار کر کہیں السلام علیک یا رسول اللہ (حدیث) اور اس تاجدار مدینہ پر کروڑوں سلام ہوں جن کو درخت بھی سلام عرض کرتے ہیں۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یمر علی شجر ولا علی حجر الا یسلم علیہ او کما قال۔ حضور علیہ السلام جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ پر سلام بھیجتا۔

سنو! تم بھی بہت تعظیم سے	جھولیاں پھیلا کے ہو جاؤ کھڑے
اور کہو اے شاہ شاہاں السلام	میرے آقا جانِ جاناں السلام
اے شفیع روز محشر السلام	ساقی تسنیم و کوثر السلام
احمد و محمود نامی السلام	رفعت دیں تاج والے السلام
عرش کی آنکھوں کے تارے السلام	دونوں عالم کے سہارے السلام
امتی فرمانے والے السلام	پیش رب بخشانے والے السلام
پیارے پیارے ہاتھوں والے السلام	پیاری پیاری زلفوں والے السلام
سرور عالم محمد ذی وقار	ہوں درودیں تم پہ نازل بے شمار

(جمیل الرحمن قادری)

(۳۳) اس آقا پر کروڑوں درود جو ہر بے سہارے کا سہارا ہیں اور ان پر لاکھوں سلام جو ہر بے خبر کی خبر رکھتے ہیں۔

(۳۴) جن ہوں یا انسان ہر کوئی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام کے لیے حاضر ہے کیونکہ یہ بارگاہ اس ذات کی ہے جو مالک جن و بشر ہے

(۳۵) سورج اور چاند بھی صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ ہی کے نور سے سورج و چاند کو روشنی ملی ہے۔

(۳۶) خشکی و تری، جنگل و سمندر بھی آپ کی بارگاہ میں سلام کو حاضر ہی دے رہے ہیں کیونکہ خشکی تری اور بحر و بر سب آپ ہی کی ملکیت میں ہیں۔ انا اعطینک البکوثر۔

(۳۷) پتھر اور درخت بھی صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کو حاضر ہیں آپ ہی کی ذات بابرکات پہ درود و سلام کے کلمات سے ان کی زبانیں تر ہیں۔

(۳۸) خود حاجات و گذارشات، مال و منال و علامات بلکہ دعا اور اس کا اثر دربار اقدس میں سلام پیش کر رہے ہیں کیونکہ یہی بارگاہ دعا کی بھی پناہ گاہ ہے۔ اور اس دعا کے اثر کی بھی۔

(۳۹) ہم جیسے پاگل و دیوانے بھی سلام کے لیے دھڑا دھڑ جا رہے ہیں۔ کیونکہ آپ ہی کے قدموں میں ان دیوانوں اور بد حالوں کے دل کا سکون اور راحت جان و سرمایہ ایمان ہے۔

(۴۰) پریشان حال اور بد حال، زخمی جگر والے دُکھی بھی سلام کے لیے حاضر خدمت ہیں کیونکہ ان کے دل کی خستہ حالی کا مرہم بھی یہیں کی خاک شفاء ہے۔

(۴۱) الغرض ہر خشک و تر بھی میرے آقا کی بارگاہ میں سلام کے لیے حاضر ہے کیونکہ آپ کی بارگاہ ہی وہ عظیم بارگاہ ہے جو ہر خشک و تر کے مالک کے انوار و تجلیات کی جلوہ گاہ اور مرکز ہے۔

(۴۲) سراپا رعب و دبدبہ، شان و شوکت (والے) بھی آپ کی بارگاہ میں منگتے بن کر سلام محبت پیش کر رہے ہیں، آپ ہی کے آستانہ اقدس کی خاک پہ ان کے سروں کے تاج پڑے ہوئے ہیں بلکہ آپ کے در پاک کی خاک ہی تو ان کے سروں کا تاج ہے، اور ہر شان و شوکت آپ کی خاک پا سے نصیب ہوتی ہے۔

۔ نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے اٹھالے جائے تھوڑی خاک تیرے آستانے سے
(۴۳) اہل نظر و اہل محبت بھی سلام کو حاضر ہو رہے ہیں کیونکہ آپ کے راستے کی گرد ہی تو اہل نظر کی آنکھوں کا سرمہ ہے۔

ازالہ وہم:

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ ساری چیزیں سلام کو حاضر ہیں اس کا کیا مطلب ”ہوا“ کیونکہ جو مطلب یسبح للہ ما فی السموات و ما فی الارض کا ہوا وہی مطلب اس کا ”ہوا“ اللہ تعالیٰ چونکہ خالق و مالک ہر شے کا ہے اس لیے ہر شے اللہ کی تسبیح پڑھ رہی ہے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، اور حضور علیہ السلام چونکہ ہر شے کے نبی و رسول ہیں تو آپ پر ہر شے درود و سلام کا نذرانہ پیش کر رہی ہے۔ کچھ مسئلہ حل ”ہوا“ کہ نہ ”ہوا“ جب حدیث شریف کے مطابق معلم خیر پر ہر شے درود و دعا کرتی ہے حتیٰ الحوت فی بحرہ و حتی النملہ فی جحرہ، مچھلی پانی میں اور چیونٹی سوراخ میں۔ تو معلم کائنات (بعثت معلما) معلم انسانیت کی عظم و شان تو ہر مخلوق سے وراء الوداء ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

(۴۴) آنسو بہا کے بہہ گئے کالے گنہ کے ڈھیر ہاتھی ڈوباؤ جھیل یہاں چشم تر کی ہے

(۴۵) تیری قضا خلیفہ احکام ذی الجلال تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے

(۴۶) یہ پیاری پیاری کیاری تیرے خانہ باغ کی سرد اس کی آب و تاب سے آتش سقر کی ہے

- (۴۷) جنت میں آ کے نار میں جاتا نہیں کوئی
 (۴۸) مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو
 (۴۹) دامن کا واسطہ مجھے اس دھوپ سے بچا
 (۵۰) ماں، دونوں بھائی، بیٹے بھتیجے عزیز دوست
 (۵۱) جن جن مرادوں کے لیے احباب نے کہا
 (۵۲) فضل خدا سے غیب شہادت ہوا نہیں
 (۵۳) کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع
 (۵۴) ان پر کتاب اتری نبیاً نالکھل شئی
 (۵۵) آگے رہی عطا وہ بقدر طلب تو کیا
 (۵۶) بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں
 (۵۷) احباب اس سے بڑھ کے تو شاید نہ پائیں عرض
 (۵۸) دنداں کا نعت خواں ہوں نہ پایاب ہوگی آب
 (۵۹) دشت حرم میں رہنے دے صیاد اگر تجھے
 (۶۰) یارب رضانہ احمد پارینہ ہو کے جائے
 (۶۱) توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد
 (۶۲) آپکچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا

مشتاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

- * ڈھیر۔ بہت زیادہ * جھیل۔ ندی (پانی کا گڑھا) * چشم تر۔ گیلی آنکھ * قضا۔ فیصلہ * ذی الجلال۔ بزرگی والا
 (اللہ) * حلیف۔ ساتھی جنہوں نے آپس میں دوستی کا عہد کیا ہوا ہو * قضا و قدر۔ تقدیر * کیاری۔ کھیتی * خانہ باغ۔ گھر کا
 باغیچہ * آب و تاب۔ چمک دمک * سقر۔ جہنم * نار۔ آگ * نوید۔ بشارت * نجات۔ چھٹکارا * ظفر۔ کامیابی * رؤف
 ۔ مہربان * رحیم۔ بہت رحمت والا * لانہر (لاتھر) نہ جھڑک * شاق۔ سخت مشکل، ناقابل برداشت * جاڑا۔ سردی * عزیز
 ۔ پیارا * سوئے۔ سپرد کیے * ملک۔ ملکیت، جاگیر * مرادوں۔ مقاصد * احباب۔ دوستوں * پیش خیر۔ جاننے والے کے
 سامنے * خبر۔ بتانا * غیب۔ پوشیدہ * شہادت۔ ظاہر * وحی۔ پیغام خدا (مراد وحی غیر مقلو) * اثر۔ صحابہ کے اقوال * قول۔

بات * قائل - کہنے والا * تبیان لکل شئی - ہر شے کا واضح بیان * مَا غَبَر - جو ہو چکا * مَا غَبَر - جو ہوگا * عطا - سخاوت، بخشش * بقدر طلب - ضرورت کے مطابق * بیشتر - زیادہ * غرق - ڈوبے ہوئے * فہم - سمجھ * اس قدر - اتنا ہی، اتنی * عرض - گزارش * ناکردہ - نہ کیا ہوا کام * طرزِ دگر - دوسرا طریقہ، اندازِ دگر * دندان - دانت * پایاب - کم پانی والا گھاٹ * آب گہر - موتی کا پانی * صیاد - شکاری * عزیز - پیارا * بے بال و پر - لاچار و مجبور پرندہ * پارینہ - پرانا * ابر - بادل یا ابر بمعنی سب سے زیادہ احسان کرنے والا * خوئے بد - بری عادت * خصلت * پیشتر - پہلے سے * بولوں - کہوں * مشتاق - طالب، شوقین * طبع - مزاج، طبیعت * سوزِ جگر - جگر کی گرمی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۳۴) ہم اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے کیا آنسو بہائیں گے ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام نے ہمارے گناہوں کی معافی کے لیے اس قدر آنسو بہائے ہیں کہ آپ کے آنسوؤں کے پانی سے ایسی جھیلی بن گئی کہ جس میں ہاتھی بھی بہہ جائے پھر بھلا ہمارے گناہوں کے انبار سرکار کے آنسوؤں کے دریا میں کیوں نہ خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں۔

(۳۵) یا رسول ہاشمی! آپ کے فرموداتِ عالیہ، رب العالمین کے احکامات کے نائب اور خلیفہ ہیں اور ان میں دوستی کا ایسا پکا عہد ہو گیا ہے کہ آپ کی رضا و خوشنودی اللہ کی تقدیر کی ساتھی بن گئی ہے، اللہ تعالیٰ وہی کر دیتا ہے جو آپ کی رضا ہوتی ہے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی۔

ۛ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (۳۶) یا سرکار! علیک الصلوٰۃ والسلام۔ آپ کے روضہ اقدس اور منبر شریف کے درمیان ریاض الجنہ کا حصہ جس کو آپ نے خود ہی جنت کی کیاری قرار دیا ہے آپ کے گھر کا ایسا باغیچہ ہے کہ جس کی شان و شوکت کے سامنے دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ کیونکہ کوئی جتنا بھی گناہ گار ہو وہاں جا کر بیٹھ جائے تو یقیناً جنت میں بیٹھا ہوا ہے۔

ۛ جب سے دیکھا ہے نیازی وہ ریاض الجنہ ہم تو گھر بیٹھے ہی جنت کی ہوا لیتے ہیں (۳۷) ”اللہ و رسول کے کرم پر بھروسہ کر کے ایک مدلل تمنا ہے۔ یعنی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ یہ مقام جنت کی کیاری ہے اور اللہ رسول نے محض اپنے کرم سے محتاجوں کو یہاں جگہ دی۔ یہاں نمازیں پڑھنی نصیب کیں تو بحمد اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہوئے اور جنت میں جا کر پھر کوئی نار میں نہیں جاتا۔ تو امید ہے کہ اب ہم نار کا منہ نہ دکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔“ (حاشیہ حدائق بخشش) (۳۸) الحمد للہ! میں جتنا بھی گناہ گار ہوں مگر اہل ایمان میں سے ہوں اور بحکم قرآن ہمارے نبی علیہ السلام و ہا المؤمنین رؤف رحیم۔ اہل ایمان پر مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں اور پھر آپ کے در کا سوالی بھی ہوں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے محبوب علیہ السلام کو فرمایا ہے واما السائل فلا تنهر۔ اے حبیب سوال کرنے والوں کو نہ جھڑکیں، نہ جھڑکنے کا مطلب یہی ہے کہ میرے خزانے بھرے ہوئے ہیں آپ ان سے لے لے کر سوالیوں کی جھولیاں بھرتے جائیں۔

(۳۹) اے آقا! آپ کی رحمت کی وسعتیں دیکھ دیکھ کر ایسا نازک مزاج سا ہو گیا ہوں کہ سردی کے موسم میں بھی دو پہر کی دھوپ برداشت نہیں ہوتی اپنے دامنِ رحمت کا صدقہ محشر کی گرمی میں اپنا سایہ رحمت عطا فرماتا۔ جب سورج سوائیزے پہ ہوگا اور دماغ

ھاٹی کی طرح ابل رہا ہوں گے۔

(۵۰) اے میرے آقا! گھر سے چلا ہوں تو اپنی بوڑھی والدہ اپنے دونوں بھائی، اپنے بیٹے بھتیجے اور پیارے دوست سب آپ کی سپردگی میں دے کر چلا ہوں کیونکہ ہم تو آپ کے خاندانی اور نسل در نسل غلام ابن غلام ہیں، ہمارا آپ کے سوا اور ہے کون؟

۔ میرے دشمنوں نہ چھیڑو! میرے ہے کوئی جہاں میں میں ابھی پکار لوں گا نہیں دور کچھ مدینہ (۵۱) یاسرکار! میرے کئی دوستوں نے اپنی اپنی مرادیں آپ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی مجھے تاکید کی ہے میں پیش کرنے کی جرأت کرنے کا ارادہ کرتا ہوں پھر خیال آتا ہے کہ شاید آپ کی بارگاہ کے شایان شان الفاظ میں پیش کر سکوں یا نہ کر سکوں اور اس لیے بھی نہیں کر رہا کہ آپ کو تو ساری خبر ہے کہ کس نے کوئی تمنا اور آرزو کی ہے پھر مجھے بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۔ بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے بندہ مٹ جائے نہ آقا یہ وہ بندہ کیا ہے (۵۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اللہ تعالیٰ کا کتابہ افضل ہے (و علمک مالک تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیمًا) جو کچھ غائب تھا وہ بھی آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا (ان اللہ تعالیٰ قدرفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماہو کائن فیہا الی یوم القیمہ کا نما انظر الی کفی ہذہ) کیا قرآن مجید کی آیات، احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ اس عقیدے پر گواہی کے لیے کافی نہیں ہیں؟

(۵۳) اے میرے علم و فضل والے پیارے نبی! آپ کو تو اس وقت سے اطلاع ہے کہ کون کیا کہے گا (کئی حدیث میں ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں ہمیں حضور نے ابتدائے آفرینش سے لیکر تا قیامت سب کچھ بتا دیا کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں حفظہا من حفظہا و نسیہا من نسیہا (او کما قال) جس نے یاد رکھا اس کو یاد رہا جس نے بھلا دیا اس کو بھول گیا۔ پھر ہم کیوں کچھ کہیں جب ہمارے آقا کو ہر قول اور ہر قائل کی بھی خبر ہے اور ہر خشک اور ہر تر کی بھی خبر ہے۔

(۴۵) پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اللہ تعالیٰ نے وہ علوم کا خزانہ کتاب عطا فرمائی ہے کہ

تجمع العلم فی القرآن لکن تفاصر عنه افہام الرجال

تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن ہر بندے کے فہم کی ان تک رسائی نہیں حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنا شروع کر دوں تو ستر اونٹ اس تفسیر سے لد جاؤں مگر سورۃ فاتحہ کے علوم و معارف بیان نہ ہو سکیں۔ اس کتاب (قرآن پاک) میں ہر شے کا واضح بیان ہے (بیان بیان مع الدلائل کو کہا جاتا ہے) اور اس میں جو ہو چکا اس کی بھی تفصیل ہے اور جو قیامت تک اور قیامت کے بعد ہونے والا ہے اس کی بھی تفصیل ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے فیہ نبا من قبلکم و خبر من بعدکم) اس کے باوجود جو خود بے خبر، وہ آپ کو بھی بے خبر جانتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لو ضاع لی عقال بعیر لو جدتہ فی القرآن (اتقان۔ صاوی) اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں قرآن سے رہنمائی لیکر اس کو تلاش کر لیتا ہوں۔ پھر حضور کے علوم کا حال کیا ہوگا۔

باب مدینۃ العلم اور ایک یہودی:

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا، باب مدینۃ العلم، فاتح خیبر نے ایک مرتبہ اعلان فرمایا کہ مجھے سے جو سوال کرو میں قرآن سے جواب دوں گا، (حضرت علی المرتضیٰ کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی جبکہ ایک یہودی کی داڑھی کے چند بال تھے) یہودی نے سوال کیا

کہ قرآن میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ آپ کی داڑھی گھنی ہوگی اور میری پتلی؟ آپ نے فوراً قرآن پاک کی آیت پڑھی۔

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ۔ پاک زمین سے پھر پورے سبزہ نکلتا ہے والذی خبت لا یخرج الا نکدا۔
بنجر اور خراب زمیں سے کوئی کوئی تنکا نکلتا ہے۔ فرمایا میرے جسم کی زمین ایمان کی وجہ سے پاک ہے اس لیے داڑھی گھنی ہے اور
تیرے جسم کی زمین ایمان نہ ہونے کی وجہ سے بنجر اور پلید و خراب ہے اس لیے کوئی کوئی بال نکلا۔

انا مدینۃ العلم و علی بابہا انا دار الحکمة و علی بابہا
میں علم و حکمت کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہے

(فرمان رسول)

(۵۵) اگر عطا کی بات کرتے ہو تو وہ تو بقدر طلب ہے جس کی طلب جتنی زیادہ سچی ہوگی اس کو اس کی نیت و خلوص کے مطابق اتنا
مل جائے گا۔ لیکن حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تو یہ ہے کہ آپ طلب سے بھی سوا دیتے ہیں کہ سائل کو کہنا پڑتا ہے۔

۔ جھولی ہی میری تنگ ہے آقا تیرے یہاں کمی نہیں
اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا کہ

۔ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دیا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں
چاہیں تو ایک ایک اعرابی کو پوری پوری وادی بکریوں سے بھری ہوئی عطا فرمادیں (جیسا کہ حدیث میں ہے) کیونکہ آپ
کا ہاتھ خدا کے نہ ختم ہونے والے خزانہ میں ہے، بظاہر خالی بھی ہو مگر

۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(۵۶) جب میرے کریم آقا بن مانگے اتنا دے دیتے ہیں کہ دنیا و آخرت کی حاجات پوری ہو جاتی ہیں آپ فرماتے رہے اے
ربیعہ! او غیر ذلک۔ کچھ اور بھی مانگ لے! اور ربیعہ عرض کرتے ہیں ہو ذاک یا رسول اللہ۔

۔ سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کے اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد
جب بن مانگے اتنا کچھ مل جاتا ہے تو مانگنے پر جو ملے گا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

۔ میں ان کے در کا گدا ہوں مجھے کمی کیا ہے جہاں فقیر بھی سلطان بنائے جاتے ہیں

(۵۷) دوستو! تمہیں اس بارگاہ سے بڑھ کر اپنی تمناؤں کے پورا ہونے کا موقع کہاں ملے گا؟ کہ جہاں عرض نہ کرنا، عرض کرنے
کا ہی ایک انداز اور طریقہ ہے یعنی عرض نہ بھی کرو تو حضور پھر بھی جھولیاں بھر دیتے ہیں کیونکہ ان کی غطا کسی کی درخواست کی انتظار
نہیں کرتی۔ سبحان اللہ! مانگنے کا بھی کوئی انداز ہونا چاہیے۔

(۵۸) اور اے عظمت مصطفیٰ کے منکرو! میں (احمد رضا) کسی عام موتی کی تعریف نہیں کرتا بلکہ اپنے آقا کے دندان مبارک کی
شاخوانی کرنے والا ہوں اور میرے آقا مجھے اتنا نوازیں گے کہ اپنے انعامات کے سمندر کے کنارے پر نہ رکھیں گے بلکہ اپنے
کرم کی ندی کے درمیان کھڑا کریں گے جہاں ان کے سچے موتیوں کا پانی میرے گلے تک آئے گا یعنی بڑے انعامات سے
نوازا جائے گا۔

ان کے دربار سے گر ہے لینا تمہیں تو پھر انداز احمد رضا چاہیے
اعلیٰ حضرت کی آج کی کرامت:

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت کی کرامت دیکھئے کہ میں کوئی شاعر نہیں ہوں مگر اسی شعر نمبر ۵۸ کی شرح لکھتے لکھتے حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے مانگنے کا انداز اتنا پیارا لگا کہ صرف آدھے منٹ میں شعر کی شرح مکمل ہوئی اور اس سے پہلے ہی یہ شعر میرے ذہن میں مذکورہ حالت میں ترتیب پا گیا۔ (اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت! زندہ باد)

نبی کے نور کا صدقہ ہے جاری و ساری کہ اب بھی دونوں جہاں جکمائے جاتے ہیں
(۵۹) اے شکاری اس بلبل بے بال و پر، عاجز و مجبور پہ اگر تجھے کچھ ترس آرہا ہے تو میری ایک خواہش ہے جو اگر تو پوری کر دے تو تیری مہربانی ہوگی اور وہ یہ کہ مجھے مدینہ پاک کے کسی جنگل میں ہی مر جانے دے کیونکہ یہیں پہ مر کے خاک ہو جانا مجھے ہزار زندگی سے زیادہ عزیز ہے اور دشت طیبہ میں سسکتے رہنا مجھے دنیا کے کروڑ گلتانوں سے زیادہ پیارا ہے۔

مٹی نہ ہو برباد پس مرگ الہی جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو
بلبل کی اس خواہش کو کسی نے کیا ہی اچھے اشعار میں بیان کیا ہے وجد میں آکر پڑھیے۔
پھنسی جو جال میں بلبل تو یوں لگی کہنے کرے گا قتل کیا تو نے جو اسیر مجھے
چراغ شمع کے شعلے پہ کیجئے صیاد کہ شکل گل نظر آئے دمِ اخیر مجھے
کیونکہ شمع کے شعلے کی شکل پھول جیسی ہوتی ہے اور بلبل پھول کی عاشق ہوتی ہے اس لیے شکاری کو کہہ رہی ہے کہ تو نے مجھے اسی لیے پکڑا ہے کہ ذبح کر کے میرے کباب کھائے گا۔ بے شک کھالینا مگر چراغ شمع کے شعلے پہ بھوننا تا کہ آخری باریار کی شکل تو دیکھ لوں، پھر ہزار جانیں بھی ہوں تو قربان کر دوں۔

بلبل ریاض مدینہ، برادر اصغر اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا۔
دل درد سے بسکل کی طرح بوٹ رہا ہو سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ پڑا ہو جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو
(۲۰) اے میرے اللہ! احمد رضا کسی معمولی چوکھٹ پہ تو نہیں آیا بلکہ تیرے محبوب کے در والا پہ آیا ہے کیا یہ اسی طرح جیسے خالی آیا ہے۔ خالی ہی واپس چلا جائے گا؟ مولیٰ دیکھ تو سہی! کب سے کہہ رہا ہے۔

سدا د سدا رہوے تیرا دارا یا رسول اللہ جتنے ہوندا غریباں دا گذارا یا رسول اللہ
یہ تیرے محبوب، کرم کے بادل کا آستانہ ہے اگر یہاں سے بھی اس منگتے کو نہ نوازا گیا تو پھر کون اس کو خیر ڈالے گا۔ حدائق بخشش کے حاشیے پہ پارینہ کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ”پارینہ یعنی جیسا سال گذشتہ ارشاد بمصرہ
من همان احمد پارینہ کہ بودم ہستم

اور ابر کے بارے میں ہے کہ ابر بفتح تین و رائے مشدودہ یعنی سب سے زیادہ احسان کرنے والا۔ جبکہ میں نے ابر بمعنی بادل کے مطابق تشریح کی ہے کیونکہ برسنے والا بادل بھی احسان کرتا ہے۔

(۶۱) اے اللہ! مجھے توفیق عطا فرما کہ آج کے بعد میرے اندر کوئی اور بری عادت پیدا نہ ہو اور جو پہلے سے موجود ہیں ان کو بھی اچھائی میں بدل دے۔ کیونکہ تیرے ہی کرم و توفیق سے برائی اچھائی میں بدل سکتی ہے، بندے میں یہ طاقت کہاں۔

فاو لئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات (الفرقان)

(۶۲) اے (گدائے درخیر الوریٰ، شاخوان مصطفیٰ، پیارے) احمد رضا ذرا (اگلی نعت میں عاشقانہ رنگ کے اندر) حضور کے غلاموں کو عشق کے اشعار بھی سنا دے کیونکہ میری اپنی طبیعت بھی درد و سوز جگر کا تقاضا کر رہی ہے۔

تو اے عاشقان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) قارئین کرام! ذرا دل کی کھڑکیاں کھول لو اور تصور طیبہ میں گم ہو جاؤ اور اپنے آقائے نعمت، محسن و مربی، کشتہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سے اگلی نعت میں عاشقانہ انداز کے اندر دربار رسالت کی حاضری کا لطف اٹھاؤ اور مزے لے لے کر پڑھو اور بارگاہ اعلیٰ حضرت میں نیاز مندی کے ساتھ کہو!

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

-----***-----

نعت شریف نمبر (۷۲)

”عاشقانہ انداز میں“

عنوان! ”حاضری درگاہ ابدی پناہ“ وصل دوم رنگ عشقی ۱۳۲۳ھ

- | | | |
|------|---|---|
| (۱) | بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے | گلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے |
| (۲) | کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے | چھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے |
| (۳) | ڈالیں ہری بھری ہیں تو بالیں بھری بھری | کشت امل پری ہے یہ بارش کدھر کی ہے |
| (۴) | ہم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کہے | سوچا خدا کو تجھ کو یہ عظمت سفر کی ہے |
| (۵) | ہم گرد کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ | ہم پر ثار ہے یہ ارادت کدھر کی ہے |
| (۶) | کالک جبیں کی سجدہ در سے چھڑاؤ گے | مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنا حجر کی ہے |
| (۷) | ڈوبا ہوا ہے شوق میں زمزم اور آنکھ سے | جھالے برس رہے ہیں یہ حسرت کدھر کی ہے |
| (۸) | برسا کے جانے والوں پہ گوہر کروں ثار | ابر کرم سے عرض یہ میزاب زر کی ہے |
| (۹) | آغوش شوق کھولے ہے جن کے لیے حطیم | وہ پھر کے دیکھتے نہیں یہ دھن کدھر کی ہے |
| (۱۰) | ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ | او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے |
| (۱۱) | واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جان نو | یہ راہ جانفزا مرے مولیٰ کے در کی ہے |
| (۱۲) | گھڑیاں گنی ہیں برسوں کی یہ سبکدوشی پھری | مرمر کے پھر یہ سل مرے سینے سے سر کی ہے |
| (۱۳) | اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک | حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے |
| (۱۴) | معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائر و | کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے |
| (۱۵) | عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے | اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے |
| (۱۶) | یہ گھر یہ در ہے اس کا جو گھر در سے پاک ہے | مژدہ ہو بے گھر و کہ صلا اچھے گھر کی ہے |
| (۱۷) | محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں | پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے |

(۱۸) چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے دُرود بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش درود کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* بھینی۔ ہلکی ہلکی عمدہ خوشبو * سہانی۔ خوشگوار اور من بھاتی * کلیاں۔ غنچے (بند پھول) * کھپتی۔ چھپنا، نظر کو چھپنا (کھب جانا عموماً پنجابی میں بھی بولا جاتا ہے اسی سے کھوبا ہے بمعنی کچھڑ) * گجر۔ آلازم، گھڑیال کی آواز * ڈالیں۔ ڈالیاں، شاخیں * بالیں۔ خوشے، سٹے * کشت اُٹل۔ امید کی کھیتی * پری۔ خوبصورت جنتی عورت * حرم۔ حرم مکہ مردا ہے * سونپا۔ سپرد کیا (اللہ کے حوالے، خدا حافظ، فی امان اللہ یعنی الوداعی کلمات) * ثار۔ قربان * ارادت۔ عقیدت یا ارادہ و نیت * کالک جبین کی۔ پیشانی کی سیاہی * حجر۔ حجر اسود * زمزم۔ وہ پانی جو اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کی ٹھوکر سے جاری ہوا * جھالے۔ تیز بارش * حسرت۔ آرزو * گوہر۔ موتی * میزاب زر۔ سونے کا پرنا لہ یعنی میزاب رحمت * آغوش۔ گود * حطیم۔ کعبہ کا وہ حصہ جس میں میزاب رحمت گرتا ہے (شمالی دیوار کے ساتھ) * دھن۔ شوق اور لگن * رو۔ راستہ * او۔ ابرے (برائے ندا) * جا۔ جگہ * چشم۔ آنکھ * داروں۔ قربان کروں * جان نو۔ نئی جان * جانفرا۔ زندگی بڑھانے والی * گھڑی۔ ایک پہر (تین گھنٹے کا وقت) * سبگھڑی۔ مبارک ساعت * سل۔ پھپھڑوں کا ایک مہلک مرض ہے اور سل بکسر السین چٹان کو کہتے ہیں * سرکی۔ سرکنا سے بمعنی اترنا، پھسلنا * حسرت۔ تمنا * ملائکہ۔ فرشتے * وضع سر۔ سر رکھنا * سماں۔ منظر، ماحول * زارو۔ اے زیارت کرنے والو * کرسی۔ آٹھویں آسمان پر عرش الہی کی جگہ * کرسی۔ دہلیز روضہ انور کی اونچائی یعنی بنیاد کے اوپر جہاں سے فرش شروع ہوتا ہے * سوئے حرم۔ کعبہ کی طرف * نیت۔ ارادہ، مقصد * در۔ دروازہ * مژدہ۔ خوشخبری * صلا۔ پکار، دعوت * سبزقبہ۔ ہرے رنگ کا گنبد، گنبد خضریٰ * پہلو۔ بغل، پڑوس * جلوہ گاہ۔ جلوہ دکھانے کی جگہ * عتیق۔ حضرت ابوبکر صدیق کا لقب (دوزخ سے آزاد) * چھائے۔ گھیرے * لگاتار۔ مسلسل * دُرود۔ رحمت * پہرے۔ نگہبانی و حفاظت کی ڈیوٹی اور باری * بدلی میں۔ بادل کا ٹکڑا، تبادلہ، ڈیوٹی بدلنے میں * دُر۔ موتی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) یا خدا! یہ پر کیف بھینی بھینی، خوشبودار اور عمدہ ہوا کس جنت سے آرہی ہے جس سے جگر کو ٹھنڈک اور روح کو تازگی نصیب ہو رہی ہے دلوں کی بند کلیاں کھل رہی ہیں اور سینہ مدینہ بنا جا رہا ہے یقیناً محبوب مدینہ کے سبز گنبد کو چھو کے آرہی ہے۔

بات کیا ہے باد صبا اتنی کیوں معطر ہے سبز سبز گنبد کو چوم کر چلی ہو گی

(۲) بارالہا! یہ کیسی صبح صادق طلوع ہو رہی ہے کہ جس کی ادائے دنواز دل کی دنیا کو آباد کر رہی ہے، اور یہ کس گھڑیال کی صدا ہے جو سیدھی آکر ہمارے دلوں میں چھ رہی ہے یقیناً یہ سحر، سحر طیبہ ہے اور یہ صدا صدائے گنبد خضریٰ ہے۔ سحر سے سحری کا وقت اور کھبنا کی مناسبت سے جادو اثر جبکہ صدا بمعنی خالی آواز جیسے گھڑیال کی اور گونج بھی مراد ہو سکتی ہے جو عاشقانِ مصطفیٰ کی یا رسول اللہ کی صداؤں سے گنبد خضریٰ سے لکڑا کر پیدا ہوتی ہے الغرض شعر میں حقیقت و مجاز یعنی عموم مجاز کا بڑا ہی حسین امتزاج ہے۔ جو اعلیٰ حضرت کا ہی کمال لا جواب و بے مثال مع حسن و جمال ہے۔

عاشقان اور خوبیاں خوب تر

(۳) یا اللہ! یہ کس موسم کی بارش ہوئی ہے کہ جس سے ہر درخت کی ہر شاخ جنت کے باغوں کا نمونہ پیش کر رہی ہے اور ہر طرف سبزہ ہی سبزہ اور ہریالی ہی ہریالی دکھائی دے رہی ہے اور درختوں کی ٹہنیاں اور غلے کی فصل کے خوشے پھلوں اور دانوں سے لدے ہوئے ہیں اور زمین کی طرف جھک کر کسی (تاجدارِ مدینہ) کو صبح کا سلام پیش کر رہے ہیں اور ہماری آرزوؤں کی کھیتی (بغیر ہمارے آنسوؤں کے پانی دینے کے) جنت کی حور دکھائی دے رہی ہے یعنی بن مانگے تمنائیں پوری ہو رہی ہیں۔ یقیناً اے اللہ! یہ تیرے رحمۃ للعالمین کی رحمت کی بارش ہی ہو سکتی ہے۔

شاہا تیری رحمت کا اشارہ ہو جائے روشن میرے بخت کا ستارہ ہو جائے
اس صانع مطلق کو جو آئی ہے پسند وہ شکل میری آنکھ کا تارا ہو جائے

(۴) ہم نے جب مکہ شریف سے مدینہ شریف جانے کا ارادہ کیا تو حرمِ مکہ نے ہمارے قدموں سے لپٹ کر ہمیں مبارک دی اور ان الفاظ میں الوداع کیا! اے مجھے آباد کرنے والے کے خوش نصیب امتیو! جاؤ خدا تمہاری خیر کرے بہت مبارک سفر کا تم نے ارادہ کر رکھا ہے اور خدا اگر توفیق دے تو۔ میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو۔

نہ کیونکر مدینے پہ مکہ ہو قرباں کہ ہیں جلوہ گر اس میں محبوب یزداں
برستے ہیں ہر وقت انوارِ سبحاں ہے ہر اک گوشہ وہاں کا گلستاں
عجب دل کشا ہیں مدینے کی گلیاں معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں

امت محمدیہ کا خیر خواہ:

روایات میں آتا ہے کہ کعبہ معظمہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام کی زیارت کی درخواست کرے گا (ہل جزاء الاحسان الا احسان کہ دنیا میں حضور نے میری زیارت کی آج میں ان کی کرتا ہوں) چنانچہ کعبہ کو دلہن کی طرح سجایا جائے گا اور میدانِ محشر میں لایا جائے گا تو حضور کی بارگاہ میں کعبہ عرض کرے گا السلام علیک یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور فرماتے ہیں میں جواب دوں گا۔ وعلیک السلام یا بیت اللہ۔ پھر کعبہ کہے گا آپ اپنی امت کی فکر نہ کیجئے جنہوں نے میرا طواف کیا اور جو گھر سے میری زیارت کو تو نکلا مگر پہنچ نہ سکا اور جس نے میری زیارت کی تمنا بھی کی میں ان سب کی شفاعت کروں گا۔ ملخصاً (کتاب شرف المصطفیٰ: علامہ عبدالرحمن صفوری، تفسیر عزیزی سورۃ البقرہ ص ۶۳ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

کیوں حشر میں بگڑی ہوئی حالت ہوگی کب ان کے غلاموں پہ قیامت ہوگی
کیا خوف کریں نارِ جہنم سے جمیل ہم پر تو وہاں نبی کی رحمت ہوگی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۵) اے اللہ! یہ کیا انقلاب آگیا ہے کہ کل تک تو ہم کعبہ کے گرد پھیرے لگاتے رہے اور آج جو نبی مدینہ جانے کا ارادہ کیا ہے تو کعبہ ہم پہ مہربان ہو کر قربان ہو رہا ہے، یقیناً جس بارگاہ کا ہم نے ارادہ کر رکھا ہے وہ کوئی کعبہ سے بھی افضل ہی بارگاہ ہو سکتی ہے۔

دماغِ عرش پر کیوں نہ ہو اس زمیں کا کہ روضہ ہے اس میں شہنشاہ دیں کا
ادھر ہی جھکا سر ہے عرشِ بریں کا یہ کہتا ہے ہر ایک ذرہ یہیں کا

عجب دلکشا ہیں بدینے کی گلیاں معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں
یاد رہے یہ عنوان پہلے بھی گزرا ہے مگر یہاں اضافے کے ساتھ ہے، ایک ایمان والے کی عظمت کا کعبہ سے زیادہ ہونا
حدیث میں ہے اور حضور علیہ السلام نے اس کو خود بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن
حضور علیہ السلام نے کعبہ کو دیکھ کر فرمایا ما اعظمک و ما اعظم حرمتک و المومن اعظم حرمة عند اللہ منه۔ (ترمذی ص
۲۴، ج ۲)

اسی طرح ابن ماجہ شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے فرمایا ما اطیبک و اطيب
ربحک و اعظم حرمتک و الذی نفس محمد بیدہ لحرمة المومن اعظم عند اللہ حرمة منک (ص ۲۹۰)
اے کعبہ تیری کیا ہی شان ہے اور تیری ہوا کتنی پاکیزہ ہے لیکن اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میری
امت کے ایک مومن کی حرمت و عزت اللہ کے ہاں تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ (مفہوماً) اور حضرت رابعہ بصریہ (امت مصطفیٰ کی
ولیہ) کے استقبال کے لیے کعبہ کا جانا کئی کتابوں سے ثابت ہے (تذکرہ الاولیاء ص ۵۴، انیس الارواح ص ۱۱۱ ہفت روزہ چٹان
ص ۱۳، ۲۶، ماہنامہ صوتی لاہور، جولائی ۱۹۱۳ء)

اور اس کا ممکن ہونا کہ کعبہ کسی کے استقبال کو جاسکتا ہے فتاویٰ دیوبند میں مذکور ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم ادھم علیہ
الرحمۃ حکومت چھوڑ کر فقیری میں آئے تو کعبہ جانے کے لیے اس قدر اہتمام کیا کہ ہر قدم پہ دو رکعت نفل پڑھنے شروع کر دیے۔
جب کئی سالوں کے بعد مکہ پہنچے تو وہاں کعبہ کو ہی نہ پایا، خیال آیا کہ شاید میری نگاہ میں خلل ہو! فوراً الہام ہوا کہ آپ کی نگاہ میں کوئی
خلل نہیں دراصل کعبہ آج میری ایک نیک بندی (رابعہ بصریہ) کے استقبال کو گیا ہوا ہے۔ آپ بہت حیران ہوئے اور اب کعبہ کی
بجائے رابعہ کی زیارت کو روانہ ہو گئے دیکھا تو ایک ضعیفہ عجز و نیاز کی پیکر بن کر آرہی ہے اور اس کے ساتھ کعبہ کی بھی زیارت ہو گئی۔
حضرت ابراہیم نے فرمایا ارے یہ تو نے کیا ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے کیا دکھاتی ہے کہ کعبہ بھی میرے استقبال کو آتا ہے؟ رابعہ بصریہ نے
جواب دیا کہ یہ تو نے کیا شور مچا رکھا ہے اور قدم قدم پہ نفل پڑھ کر کعبہ کو آیا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ تم نے اپنی منزل کو عبادت کے
زور پہ طے کیا ہے اور میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں نیاز مندی کا نذرانہ پیش کیا ہے (خلاصہ)

(۶) حجر اسود ہمیں کہہ رہا تھا کہ اے زائرین مدینہ مجھے بھی مدینے ساتھ لے چلو! تاکہ ان کے در پہ تمہاری طرح سجدہ کر کے
اپنی پیشانی کی سیاہی دور کر لوں اور ایک بار پھر سے پہلے کی طرح روشن و منور ہو جاؤں۔

حدیث میں جو آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس پتھر کو آج بھی پہچانتا ہوں کان یسلم علی قبل ان
ابعث (او کا قال۔ مسلم شریف) جو میرے اعلان نبوت سے پہلے مجھ پر سلام پڑھتا تھا۔ نسیم الریاض میں ہے وہ حجر اسود ہی تھا۔
(ص ۶۷، ج ۳)

اور تفسیر مظہری میں زیرایت اللہ نور السموت والارض۔ لکھا ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ حضور علیہ السلام کو لیکر
شکرانے کا طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے حضور علیہ السلام کو گود میں لیکر قریب ہوئیں تو حجر اسود نے اپنی
جگہ سے نکل کر حضور علیہ السلام کو چومنا شروع کر دیا (ص ۲۸، ج ۶)

صدقے اس اکرام کے قربان اس انعام کے ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

(۷) آب زمزم شریف پکار رہا ہے کہ اے زائرین مدینہ! جس پیارے اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے میں جاری ہوا، آج تم ایسی ہستی کے دربار کو جا رہے ہو کہ جس کے نور نے اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری نہ چلنے دی کاش میں بھی تمہارے ساتھ جاتا اور اسی حسرت میں زمزم گویا تیز بارش کی طرح آنسو بہا رہا ہے اور قیامت تک بہا تا رہے گا۔ چشمہ زمزم کے اجراء کو آنسو بہانا قرار دیا اور وہ بھی بھادوں کے مہینے کی تیز بارش کی طرح۔ کیسا استعارہ ہے؟

خورشید رسالت کی شعاعوں کا اثر ہے احرام کی مانند میرا دامن تر ہے
نظارہ فردوس کی یارب نہیں فرصت اس وقت مدینے کا سفر پیش نظر ہے

(کوثر نیازی)

(۸) میزاب رحمت بارگاہ خالق رحمت میں التجاء کر رہا ہے کہ اے مالک و مولیٰ! ذرا بارش برسا! تاکہ رحمتہ للعالمین کی بارگاہ میں حاضری کی نیت سے جانے والوں پر تیری رحمت کے موتی (پانی کے قطرات موتیوں کی صورت میں) قربان کروں۔ کیونکہ جس شہر مدینہ کو یہ جا رہے ہیں۔

اس شہر کے ذرے ہیں مہ و مہر سے بڑھ کر جس شہر میں اللہ کے محبوب کا گھر ہے
(۹) (حطیم کعبہ جو کعبہ ہی کا حصہ ہے اس کی گولائی کو گود سے تشبیہ دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) حطیم نے اپنی آغوش رحمت کھول رکھی ہے اور لوگوں کو بلارہی ہے کہ آجاؤ میری آغوش میں۔ لیکن یا اللہ ان زائرین مدینہ پر کدھر جانے کی دھن سوار ہے اور کونسا شوق چڑھا ہوا ہے کہ وہ حطیم کی اس پیشکش کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو رہے اور مدینہ مدینہ کہہ جا رہے ہیں۔

کس کا ہے یہ دیوانہ کس کا ہے یہ مستانہ محشر میں بھی کہتا ہے جانا ہے مدینے میں
(۱۰) (اس شعر میں سابقہ شعر کا جواب ہے کہ) یہ کسی معمولی جگہ پہ نہیں جا رہے مدینہ کے سفر پہ نکل رہے ہیں اور اے جانے والو! غفلت چھوڑو اور عشق رسول سے سرشار ہو کر جاگ کے چلو یہ وہ مدینہ پاؤں سے چلنے کا راستہ نہیں خدا تو فیق دے تو آنکھوں کے بل چلو! سر کے بل چلو! کیونکہ

اس راہ کے کنکر ہیں یہ بکھرے ہوئے تارے یہ کہکشاں ہے کہ تیری گرد سفر ہے
میں گنبد خضریٰ کی طرف دیکھ رہا ہوں کوثر میرے نزدیک یہ معراج نظر ہے
(۱۱) میں راہ مدینہ کے اوپر رواں دواں ہوں اور یہ تمنا و آرزو دل میں چل رہی ہے کہ ایک ایک قدم پہ اگر اللہ مجھے نئی جان عطا فرماتا رہے تو ہر قدم پہ ایک جان قربان کرتا جاؤں (جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور حضور ان کے گھر تشریف لائے تو انہوں نے اپنے آقا علیہ السلام کے ایک ایک قدم پہ ایک ایک غلام کو آزاد کیا) کیونکہ یہ وہ جان بخش راستہ ہے جو سیدہ امیرے آقا کے دلیس طیبہ نگر کو جاتا ہے۔

دم توڑنے والے تھے مدینے کے مسافر جان آگئی جب گنبد خضریٰ نظر آیا
بے ساختہ نظروں میں کھینچی عرش کی تصویر جب سرور کونین کا روضہ نظر آیا

(نظیر اکبر آبادی)

(۱۲) دیار محبوب کی حاضری کے لیے کئی سال انتظار کرنا پڑا اور ایک ایک لمحہ گن گن کے گزارا تب جا کر یہ سعادت کی گھڑی نصیب ہوئی ہے کہ سوئے طیبہ جا رہا ہوں، ہجر و فراق کی بھاری چٹان (یا سبل کی جان لیوا بیماری) مرمر کے اور خدا خدا کر کے اب میرے سینے سے سرک رہی ہے تبھی تو دیکھتے نہیں ہو مدینے کے گلیوں میں پہنچے والا ہوں۔

مدینے کی جانب چلوں پا بجولاں نکلتے ہی گھر سے بنوں ان کا مہمان
پہنچ کر وہاں پر کروں یہ دل و جاں سنہرے گلے سبز گنبد پہ قرباں
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی گلیاں
(۱۳) اے میرے مولیٰ! میں خود شرم سے زمین میں گڑھا جا رہا ہوں کہ تیرے نبی کے شہر کی پاک مٹی اور میرے یہ ناپاک قدم۔
چہ نسبت خاک رابعا لم پاک

یہ تو اس شہر مقدس کی گلیاں ہیں کہ جہاں فرشتے سر رکھنے کو ترستے ہیں۔
مدینے کی ہر شئی نفاست بھری ہے مدینے سے کعبے کو عزت ملی ہے
وہیں کی تو پھولوں میں خوشبو بسی ہے صبا وجد میں جھوم کر کہہ رہی ہے
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی گلیاں
(۱۴) اے زائرین شہر طیبہ! ذرا غور تو کرو اور دل کی آنکھوں کو کھول کر دیکھو اور ایمان سے بتاؤ کیا مدینہ شریف میں تمہیں معراج کا منظر نہیں نظر آ رہا، مدینہ شریف میں میرا آقا کا گھر (روضہ انور) کی کرسی (حجرہ مقدس کی دہلیز تک کی اونچائی جس سے اوپر پھر فرش باندھتے ہیں) کیا تمہیں آسمان والی کرسی سے اونچی نظر نہیں آ رہی؟

کیونکر نہ ہو مکے سے سوا شانِ مدینہ وہ جبکہ ہوا مسکن سلطانِ مدینہ
مکے کو شرف ہے تو مدینے کے سبب سے اس واسطے مکہ بھی ہے قربانِ مدینہ
ہوتا ہے فلک کا سر تسلیم یہاں خم اللہ رے بلندی تیری ایوانِ مدینہ
(۱۵) ”اس شعر کے دو معنی ہیں۔ ایک ظاہری یعنی عاشقانِ روضہ کا اپنا جی تو چاہتا تھا کہ روضہ اطہر کی طرف سجدہ کا حکم ہو۔ مگر شرعِ مطہر نے اس سے منع فرمایا اور کعبہ معظمہ قبلہ قرار پایا۔ تو عاشقانِ رسول بہ تعمیل حکم کعبہ مکرمہ ہی کی طرف سجدہ میں جھکے۔ مگر دل کی خواہش کی خدا کو خبر ہے تو اس وقت گویا دل کی وہ حالت ہے جو نے امین بیت المقدس کی طرف حکمِ سجود ہونے میں مستلانیوں کی حالت تھی کہ بہ تعمیل حکم بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے اور دل میں خواہش یہی تھی کہ کعبہ معظمہ قبلہ کر دیا جائے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی فَلَنُؤْتِيَنَّكَ قَبْلَةً تَرْضَاهَا اس تقدیر پر نیت بمعنی رغبت و خواہش ہے۔

دوسرے معنی، کہ عاشقانِ روضہ کا سجدہ اگرچہ صورتِ سوئے حرم ہے مگر نیت کا حال خدا جانتا ہے کہ وہ کئی وقت اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہو۔ کہ کعبہ بھی انہی کی تجلی کا ایک ظل ہے کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا ہے۔ انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا۔ تو حقیقت کعبہ وہ جلوہ محمدیہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے۔ وہی روح قبلہ اور اسی کی طرف حقیقتہً سجدہ ہے اتنا یاد رہے کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے اور اگلی شریعتوں میں سجدہ کی محظوظی کی مسجود لہا تھی۔ ملائکہ و یعقوب و ابنائے یعقوب علیہم

الصلاة والسلام نے اسی کو سجدہ کیا۔ آدم و یوسف علیہما الصلاة والسلام قبلہ تھے۔“ (تشریح از حاشیہ حدائق بخشش مطبوعہ کراچی و مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے جو حدائق بخشش کے حاشیے پر اس شعر کی جب مذکورہ تشریح فرمائی تو اس پر کسی نے اعتراض کیا جس کا آپ نے فتاویٰ رضویہ میں (ج ۹ ص ۱۹۶، ۱۹۷) پر جواب ارشاد فرمایا سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

اس پر سائل کا سوال ہے کہ ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوہ محمد یہ ہی کو حقیقتہً کعبہ کہا گیا ہے جب حقیقت کعبہ جلوہ محمد یہ بنائی گئی اور اس کی طرف حقیقت سجدہ کیا گیا اور حقیقت محمد یہ کو مسجد الیہا کہا تو حقیقت کعبہ کا حقیقت محمد یہ لازم آتا ہے۔

اس کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے لکھا۔

الجواب:- بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اگر آپ آفتاب اور دھوپ کو دیکھیں تو فرق حقیقت و تجلی کی ایک ناقص مثال پیش نظر ہو۔ آفتاب گویا حقیقت شمس ہے اور دھوپ اس کا جلوہ حقیقت صفات کثیرہ رکھتی ہے اور اپنے مجال میں متفرق صفات سے تجلی کرتی ہے ان صفات کے لحاظ سے جو آثار ان مجال کے ہیں وہ حقیقتہً حقیقت کے اور معاملات ان مجال سے بحیثیت مجال ہیں وہ حقیقتہً حقیقت سے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت فرمایا۔ فمن احبهم فبحی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم حقیقت کعبہ مثل حقائق جملہ اکوان حقیقت محمد یہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ کی ایک تجلی ہے۔ کعبہ کی حقیقت وہ جلوہ ہے مگر وہ جلوہ عین حقیقت محمد یہ نہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) بلکہ اس کے غیر متناہی اظلال سے ایک ظل جیسا کہ اس قصیدہ میں ہے۔

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے حقیقت کریمہ نے اپنی مسجدیت الیہا سے اس ظل میں تجلی فرمائی ہے لہذا کعبہ جس کی حقیقت یہی ظل و تجلی ہے۔ مسجد الیہا ہو اور حقیقت وہ حقیقت علیہ مسجد الیہا ہے کہ اس کی صفت کے ساتھ اس پر تجلی نے اسے مسجد الیہا کیا۔ والسلام

ماحصل اور خلاصہ یہ ہوا کہ

ان سروں کے یہ سجدے تو کعبے کو ہیں اور دلوں کی عبادت مدینے میں ہے اس شعر نمبر ۱۵ کی تشریح جبل نور مصنفہ ابوالنور میں اس طرح ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے سجدہ کیا پھر ان کے سردار حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سجدہ کیوں نہ کریں؟ یہ ایک سوال ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ہونا تو یونہی چاہیے۔ مگر چونکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت مطہرانے خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے سے روک دیا ہے اس لیے باوجود اس تمنا کے کہ ہم بھی حضور کو سجدہ کریں ہم ہرگز حضور کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور سجدہ عبادت کو شرک اور سجدہ تعظیم کو حرام سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت ہی فرماتے ہیں۔

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو مگر سب ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

احادیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں جانور آتے تو حضور کو سجدہ کرتے۔ یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور جب جانور بھی حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ ہمیں اجازت دیں تا کہ ہم بھی حضور کو سجدہ کریں تو سرکار نے فرمایا۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خواہش تو صحابہ کی بھی تھی کہ حضور کو سجدہ کریں۔ مگر شریعت نے اجازت نہ دی اس لیے رک گئے والد ماجد حضرت فقیہ اعظم رحمہ اللہ اپنے وعظ میں فرمایا کرتے تھے۔ آج بھی سچا مسلمان وہ ہے۔ جس کا دل تو چاہے کہ میں حضور کو سجدہ کروں مگر کرے نہیں اس لیے کہ شریعت نے روک دیا ہے۔

پھر کریں کیا اور اپنا شوق دل کیسے پورا کریں؟ ہزار ہا رحمتیں نازل ہوں اعلیٰ حضرت کی روح پر فتوح پر کہ اس مشکل کو اس پیارے انداز میں حل فرمایا کہ مرد مومن پر وجد طاری ہو جائے۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

اے شوق دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں اچھا وہ سجدہ کچھ کہ سر کو خبر نہ ہو
سمجھے کچھ آپ کیا فرما گئے؟ ”اچھا وہ سجدہ کچھ کہ سر کو خبر نہ ہو۔“ کسی غیر خدا کے آگے سجدہ تو سر ہی کا ممنوع ہے۔ تو چلو ہم اس تکمیل شوق کے لیے سر سے کام ہی نہیں لیتے۔ یہ شوق دل کا ہے دل ہی یہ سجدہ بھی کرے۔ گویا ع
سر خدا کے واسطے دل مصطفیٰ کے واسطے

کے مطابق اعلیٰ حضرت نے یہ بھی فیصلہ فرمادیا ہے کہ نماز وہی نماز ہے جس میں اس نماز کی تعلیم دینے والے محبوب کا بھی خیال رہے آپ اعلیٰ حضرت کا مذکورہ بالا شعر پڑھیے اور اس شعر کے عالمانہ و عاشقانہ انداز سے کیف و سرور حاصل کیجئے۔ گنبد اخضر کے عاشق بحکم شریعت کعبہ ہی کی طرف جھکتے ہیں۔ مگر دل؟ بس اسے اللہ ہی جانتا ہے کہ ان عشاق کا دل کسی وقت بھی خیال محبوب سے خالی نہیں رہا۔ اور یہ عشاق روضہ خوب سمجھتے ہیں کہ۔ ع

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنادیا۔ تو درحقیقت کعبہ وہ جلوہ محمد یہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے۔ حضرت بیدم فرماتے ہیں۔

ہم سب کا رخ سوئے کعبہ سوئے محمد روئے کعبہ
عشاق روضہ کا سر تو سوئے کعبہ رہتا ہے۔ اور نیت بس ادھر ہی کی ہوتی ہے جو کعبہ کا بھی کعبہ ہے یہی بات فرمائی ہے اعلیٰ حضرت نے کہ

عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے
وضاحتی نوٹ:

جہاں کہیں بھی حدائق بخشش پر حاشیہ میں تشریحی نوٹس ہیں ان کو اس شرح میں شامل کر لیا گیا ہے جیسا کہ اسی نعت میں پچھلے چند اشعار کی تشریح آپ نے ملاحظہ فرمائی کیونکہ گمان غالب ہے کہ یہ حاشیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ہی لگائے ہوں گے اسی لیے ہر جگہ ”منہ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا ہے لہذا جب شاعر خود اپنے شعر کی توضیح و تشریح کرے گا تو اس کو بہر حال ترجیح ہوگی۔

(۱۶) (غالباً مکہ سے چلتے وقت یہ شعر کہا ہے) یہ کعبہ معظمہ اس رب العالمین کا گھر (بیت اللہ) کہلاتا ہے اور یہ دروازہ (در رحمت) اس ذات باری تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں جو گھر سے بھی پاک ہے اور دروازے کی بھی اس کو ضرورت نہیں ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ کی طرف سے بے گھروں (مسافروں، زائرین حرمین) کو یہ خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ اس اچھے گھر والے مولیٰ نے تمہارے لیے اچھے اجر کا اعلان فرمادیا ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مصرعہ میں تو کعبہ کی بات ہو اور دوسرے میں گنبد خضریٰ کی۔ کیونکہ یہ خوشخبری حضور علیہ السلام نے ہی سنائی ہے کہ جو حج کرے اور اس میں خرابی سے بچے تو وہ ایسے ہو جاتا ہے کیوم ولدتہ امہ۔ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

عطا تو اللہ ہی فرماتا ہے جبکہ ہر نعمت کو تقسیم حضور کرتے ہیں اور تمام بشارتوں اور خوشخبریوں کے اعلان بھی آپ ہی نے فرمائے ہیں۔

اس صاحب معراج کے در کا ہوں بھکاری قرآن میں جس کے لیے مازاغ البصر ہے (کوثر نیازی)

(۱۷) یہ جو سبز گنبد دکھائی دے رہا ہے اے زائرین طیبہ! کچھ جانتے بھی ہو کہ اس میں کتنی بڑی بڑی ہستیاں آرام فرما ہیں۔ عرش معلیٰ کے رب کے محبوب اس میں آرام فرما ہے، جن کے لیے کل کائنات سجائی گئی۔

حضور علیہ السلام کے پہلو میں خلیفہ اول بلا فصل بالتحقیق، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو بالاتفاق افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ ابو بکر صدیق کے ساتھ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کی جلوہ گاہ ہے کہ جن کی زبان سے حق بولتا ہے اور شیطان جن کے سائے سے بھی بھاگتا ہے۔ تبھی تو یہ حالت ہے کہ

آتے ہیں سرعجز سے جھکائے ہوئے لاکھوں شاہان جہاں پیش گدایاں مدینہ
بلبل کبھی بھولے سے نہ لے نام چمن کا دیکھا ہی نہیں اس نے گلستان مدینہ

(۱۸) ”مزار پر انور پر ستر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر رہ کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ ستر ہزار صبح آتے ہیں عصر تک رہتے ہیں عصر کے وقت یہ بدل دیے جاتے ہیں اور ستر ہزار دوسرے آتے ہیں۔ وہ صبح تک رہتے ہیں۔ یوں ہی قیامت تک یہ بدلی ہوگی اور جو ایک بار آئے وہ دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور سب ملائکہ کو یہاں کی حاضری سے مشرف فرمانا ہے۔ اگر یہ تبدیل نہ ہوتے تو کروڑوں محروم رہ جاتے۔ بدل یہاں بمعنی تبدیل ہے اور اس سے بطور ابہام معنی ابرو و سحاب کی طرف اشارہ کیا۔ اور بدلی میں دُرُور یعنی موتیوں کی بارش بتائی، جس سے مراد لگا تار درود شریف ہے۔“ (تشریح از حاشیہ حدائق بخشش)

ستر ہزار فرشتوں کا دن کو اور ستر ہزار فرشتوں کا رات کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور اپنے پروں کو حضور علیہ السلام کے روضہ اقدس پہ ملنا۔ اور ہر بدلی و تبادلے میں نئے فرشتوں کی فوج آتی ہے اور جو ایک بار آتا ہے دوبارہ قیامت تک نہیں آتا۔

اک بار فرشتے روضے تے جو آون فیر نہ اوندے نیں

سرکار دے امتی نیں جہڑے مڑ مڑ کے بلائے جاندے نیں

(تفصیل دیکھئے مشکوٰۃ شریف اور جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ص ۲۱۲ میں)

مدینے کو جس وقت گھر سے چلوں گا
کہے لاکھ کوئی نہ ہرگز سنوں گا
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں
رہو اے جمیل اب مدینے میں جا کر
کہ ہے اس میں باغ احد کا گل تر
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں

تو پھر کس کے روکے سے میں رُک سکوں گا
جو احباب پوچھیں گے فوراً کہوں گا
معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی نکلیاں
برستی ہے دن رات رحمت وہاں پر
ہے ہر ایک کوچہ وہاں کا معطر
معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی نکلیاں

(مرید اعلیٰ حضرت مولانا صوفی جمیل الرحمن خان رضوی قادری علیہ الرحمۃ)

- (۱۹) سعدین کا قرآن ہے پہلوئے ماہ میں
(۲۰) ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
(۲۱) جو ایک بار آئے دوبار نہ آئیں گے
(۲۲) تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
(۲۳) اے وائے بیکسی تمنا کہ اب اُمید
(۲۴) یہ بدلایاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے
(۲۵) معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
(۲۶) زندہ رہیں تو حاضری بارگاہ نصیب
(۲۷) مفلس اور ایسے در سے پھرے بے غنی ہوئے
(۲۸) جاناں پہ تکیہ خاک نہالی ہے دل نہال
(۲۹) ہیں چتر و تخت سایہ دیوار و خاک در
(۳۰) اس پاک گو میں خاک بسر سر بخاک ہیں
(۳۱) کیوں تاجدار و خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
- جہرمٹ کیے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے
یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے
دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے
اور بارگاہ مرحمت عالم تر کی ہے
عاصی پڑے رہیں تو تو صلا عمر بھر کی ہے
مرجائیں تو حیات ابد عیش گھر کی ہے
چاندی ہر اک طرح تو یہاں گدیہ گر کی ہے
ہاں بینواؤ خوب یہ صورت گذر کی ہے
شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کر و فر کی ہے
سمجھے ہیں کچھ یہی جو حقیقت بسر کی ہے
جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* سعدین - دو سیارے جن کو بابرکت سمجھا جاتا ہے یعنی زہرہ اور مشتری * قرآن - ان دو سیاروں کا ایک برج میں جمع ہونا * پہلوئے ماہ - چاند کے پہلو (پڑوس) میں * جہرمٹ - ہجوم، بھیڑ * تجلی قمر - چاند کی روشنی * بندگی، زلف و رخ - زلفوں اور چہرے کی تعریف کی ڈیوٹی * رخصت - چھٹی * بارگاہ - دربار الہی * بس - فقط * اس قدر - اتنی ہی دیر، مقدار * نصیب -

قسمت، حصہ * مجال۔ طاقت * پرکی۔ پر مارنے کی، اڑنے کی * اے وائے بیکسی تمنا۔ ہائے افسوس کہ خواہش کی ناکامی
 * شب۔ رات * سحر۔ سحری کا وقت * بدلیاں۔ تبدیلیاں * آس۔ امید * رحمت۔ رحمت * عام تر۔ ہر ایک کے لیے وافر
 * معصوم۔ گناہوں سے پاک * بار۔ مرتبہ، باری (بار کا معنی بوجھ بھی ہے) * عاصی۔ گناہ گار * صلا۔ اعلان، دعوت عام
 * حیات ابد۔ ہمیشہ کی زندگی * عیش۔ آرام و سکون * مفلس۔ کنگال * بے غنی۔ بغیر مالدار ہونے کے * چاندی۔ مشہور
 دھات، یہاں کامیابی مراد ہے (کہتے ہیں فلاں کی تو چاندی ہو گئی ہے) * گدیہ گر۔ گداگر، منگتا، فقیر * جاناں۔ اے محبوب
 * تکیہ۔ سرہانہ، جو آرام کرنے کے لیے سر کے نیچے رکھا جائے * نہالی۔ رضائی، گدا * نہال۔ بامراد، کامیاب، نیا لگایا ہوا پودا
 * بے نواؤ۔ اے بے سرو سامان، فقیر و * خوب۔ اچھا * گذر۔ بسر اوقات، گزارا، زندگی گزارنا * چتر۔ بڑی اور شاہی چھتری
 * شاہوں۔ بادشاہوں * نصیب۔ قسمت * دھج۔ شان و شوکت اور شکل و صورت * کر دفر۔ رعب و دبدبہ * کو۔ گلی،
 راستہ * خاک بسر۔ عاجز و خاکسار * سر بخاک۔ سروٹٹی میں یعنی فقیر و بے سہارا جوٹٹی میں گزارا کر رہے ہیں * بسر۔ گذر بسر،
 زندگی گزارنے کا طریقہ * تاجدارو۔ اے بادشاہو * خواب۔ نیند * شی۔ چیز * گدایان در۔ دروازے کے فقیر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۹) ”سعدین و سیارہ سعیدز ہرہ و مشتری اور قرآن بکسر قاف ان کا ایک درجہ دقیقہ فلک میں جمع ہے یہاں سعدین سے مراد
 صدیق و فاروق ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور ماہ و قمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تارے وہی ستر ہزار ملائکہ کہ مزار پر انوار پر
 چھائے ہوئے رہتے ہیں۔“

یعنی صدیق و فاروق کتنے خوش نصیب ہیں کہ حضور علیہ السلام کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں، حضور چاند بن کر چمک
 رہے ہیں اور فرشتوں نے ستارے بن کر اس ماہ طیبہ کے گرد حوالہ بنایا ہوا ہے۔ اور اللہ کی رحمت چھم چھم برس رہی ہے۔
 (۲۰) صبح و شام مسلسل ستر ستر ہزار فرشتے روضہ انور پہ حاضر ہو کر آپ کے رُخ و النسخی اور زلف و الیل کی مدح سرائی کا چوبیس
 گھنٹے فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

لاکھوں نے لگائے ہیں تیرے کوچہ میں بستر تھوڑی سی جگہ ہم کو بھی اے جان مدینہ

پہنچا دے تو محبوب کے در پہ مجھے یارب لیجاؤں نہ دنیا سے میں ارمان مدینہ

(جمیل قادری)

(۲۱) جو فرشتہ ایک مرتبہ حاضر ہو چکا دوبارہ قیامت تک اس کو حاضر ہونا نصیب نہ ہوگا کیوں کہ اللہ کی بارگاہ سے بس اتنی ہی
 اجازت ہے۔

(۲۲) چاہے بوقت تبدیلی فراق محبوب علیہ السلام کے تصور میں کتنا ہی تڑپتے رہیں اور پھر فرشتے تو گناہوں سے معصوم ہیں بھلا
 بغیر حکم الہی مجال ہے کہ یہ (پرندے پر بھی ہلا سکیں اور) فرشتے خلاف وزی کر سکیں۔ لا یعصون اللہ ما امرہم و يفعلون ما
 یومرون۔ وہ (فرشتے) اللہ کے نافرمانی نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے۔

(۲۳) ہائے کس قدر بے بسی ہے کہ تمام امیدوں پہ پانی پھر گیا کہ شام کو حاضر ہونے والے دن بھر حاضری کی امید رکھے ہوئے

تھے اور دن کو حاضر ہونے والے رات کی بھی تمنا کیے بیٹھے تھے، جو حاضری دے چکے ان کی تمام امیدیں ختم گئیں۔ اس کی تشریح حاشیہ حدائق بخشش میں یوں ہے۔

”جو شام کو حاضر ہونے والے تھے ان کو دن بھر شام کی امید لگی تھی کہ شام ہو اور ہم حاضر ہوں اور صبح کو حاضر ہونے والے تھے انہیں شب بھر صبح کی آس بندھی ہوئی تھی کہ صبح ہو اور ہم حاضر ہوں جو ایک بار حاضر ہو چکے ہیں انہیں نہ دن کو ویسی شام کی امید ہے۔ نہ شب کو ویسی صبح کی کہ دوبار آنا نہ ہوگا۔“

سمجھوں گا ہوئی عید مبارک مجھے جس دم ہو جائے یہ سر مرا قربان مدینہ

اتر آئی ہے کیوں باد صبا تو مرے آگے دیکھیں گے کبھی ہم بھی گلستان مدینہ

(۲۴) اگر فرشتوں کی یہ ڈیوٹیاں تبدیل نہ ہوں تو کروڑوں فرشتے حاضری سے محروم رہ جائیں (کیونکہ مایعلم جنو در بک الا ہو فرشتے اتنے زیادہ ہیں کہ جن کی تعداد رب ہی جانتا ہے) اور رحمتہ للعالمین کی رحمت اتنی عام ہے کہ کسی کو محروم رکھا ہی نہیں جاتا۔

(۲۵) ان گناہوں سے معصوم فرشتوں کو تو ساری عمر (حالانکہ ان کی عمر بھی بہت لمبی ہوتی ہے) میں صرف ایک بار مدینہ شریف روضہ انور پہ حاضر ہونے کی اجازت ہے اور ایک ہم گناہ گار ہیں کہ (عمر مختصر ہونے کے باوجود) ساری زندگی بھی پڑے رہیں تو کوئی پرواہ نہیں، نہ ہی کوئی روکنے والا ہے بلکہ اجازت عام ہے۔

(۲۶) اگر وہاں (مدینے میں) زندہ رہیں تو روزانہ بار بار زیارت نصیب اور اگر وہی پہ موت آجائے تو حدیث شریف کے مطابق شفاعت نصیب ہوگی جس کے نتیجے میں جنت کے گھر کی دائمی عیش و آرام نصیب ہوگا۔ من استطاع منکم ان یموت بالمدينہ فلیمت بہا الی اخر الحدیث۔ جس میں مدینہ میں آکر مرنے کی استطاعت ہو وہ یہیں آکے مرے میں اس کی شفاعت کروں گا۔

سر دے کے غلامانِ نبی راہِ خدا میں آرام سے سوتے تھے دامنِ مدینہ

شاہانِ جہاں کانپتے ہیں نام سے تیرے اللہ یہ صولت تیری سلطانِ مدینہ

(۲۷) دربار رسالت ہو اور پھر بھلا کوئی منگتا بغیر مالدار ہوئے خالی لونٹ آئے اور اس کی مراد پوری نہ ہو جبکہ اللہ کا اپنے محبوب کو حکم بھی ہو واما السائل فلا تنہر۔ پھر ہر گدا کی ہر طرح سے ہر تمنا پوری کیسے نہ ہوگی۔

یہ دربار محمد ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

(۲۸) اے کریم آقا! آپ کے درِ اقدس کی خاک کا تکیہ کتنا آرام دہ ہے اور آپ کے دربار کی مٹی کی نرم و نازک رضائی کتنی سکون بخش ہے کہ دل ہر غم سے آزاد ہو جاتا ہے اور جان کو سکون نصیب ہو جاتا ہے۔ دنیا کے نرم و نازک بستروں میں وہ لذت و سکون کہاں جو آپ کے دربار میں زمین پر سونے کے اندر ہے۔ اے بے سرو سامانو! گذر اوقات کی یہ کتنی اچھی صورت و طریقہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ کے باسی جتنے بھی نادار و مفلس ہوں اخلاق کے پیکر اور سکون کے بادشاہ نظر آتے ہیں۔

کیا وصف کروں خوبی اخلاق کا ان کے بے مثل ہے دنیا میں ہر انسان مدینہ

سرسبز کسی کی بھی نہ ہو کشت تمنا برے نہ اگر خلق پہ تیسرا مدینہ
(۲۹) بڑے بڑے شاہی ایوانوں کی بڑی بڑی چھتریاں (چتر) اور تخت شاہی کی لذتیں مدینہ کی ایک دیوار کے سائے کا مقابلہ نہیں کر سکتیں، بھلا بادشاہوں کے درباروں کو رعب و دبدبے کی یہ سج دھج کہاں نصیب ہے جو دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منگوں کو حاصل ہے۔ کیونکہ ان جیسا آقا کسی کو نصیب نہیں ہے ناں۔

مخلوق خداوند ہے سب زیر حکومت ہے حاکم کونین سلیمان مدینہ
آرام سے ٹھہراتا ہے زوار نبی کو گویا کہ یہ چھوٹا سا ہے احسان مدینہ
پیش آتے ہیں رحمت کے فرشتے بتواضع اللہ کے مہمان ہیں مہمان مدینہ
(۳۰) اے میرے پیارے آقا! آپ کے دربار کے خاک سارو خاک نشین فقیر زندگی کی کامیابی کا راز پا چکے ہیں تبھی تو آپ کے در اقدس کی خاک پہ سر رکھ کر دنیا کو بتا رہے ہیں کہ حقیقی زندگی کی حقیقی کامیابی کا راز یہی ہے اس لیے ہم۔ در نبی پہ پڑے رہیں گے پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا۔

(۳۱) اے دنیا کے بادشاہو! ذرا ایمان سے بتاؤ کہ تم نے کبھی خواب میں بھی وہ آرام و سکون دیکھا ہے جو مدینہ کے گداؤں بلکہ سگان کوئے مدینہ کو نصیب ہے؟ بولو بولو! چپ کیوں ہو گئے ہو کیا میرے اس سوال کا جواب یہی نہیں؟ کہ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، واللہ نہیں، واللہ نہیں۔

ہو جائے جو سرکار کی رحمت کا اشارہ سگ اپنا بنا لیں مجھے دربان مدینہ
مرنے پہ بھی چھوڑیں گے نہ محبوب کا کوچہ عشاق کی جنت ہے بیابان مدینہ
گھبرائیں گے سب مہر قیامت کی پیش سے بے خوف مگر ہوں گے گدایاں مدینہ

(۳۲) جارو کشوں میں چہرے لکھے ہیں بلوک کے وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے
(۳۳) طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے
(۳۴) عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے
(۳۵) شانِ جمال طیبہ جاناں ہے نفع محض وسعتِ جلال مکہ میں سود و ضرر کی ہے
(۳۶) کعبہ ہے بیشک ابجمن آرا دلہن مگر ساری بہار دلہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے
(۳۷) کعبہ دلہن ہے ثربت اطہر نئی دلہن یہ رشکِ آفتاب وہ غیرتِ قمر کی ہے
(۳۸) دونوں بنیں سجلی انیلی بنی مگر جو پی کے پاس ہے سہاگن کنور کی ہے
(۳۹) سرسبز و صل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ جگہ دوپٹوں سے ہے جو حالتِ جگر کی ہے
(۴۰) اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

(۲۲) جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر
(۲۳) رومی غلام دن ، حبشی باندیاں شبیں
زرنا خریدہ ایک کنیر ان کے گھر کی ہے
گنتی کنیر زادوں میں شام و سحر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* جاروش - جاروب کش کا مخفف ہے بمعنی جھاڑ دینے والا، صفائی کرنے والا * ملوک - جمع ملک کی بادشاہ * فقط - صرف * ٹھنڈے - مطمئن * شفاعت نگر - شفاعت کی جگہ * عاصی - گناہ گار * چہیتے - پیارے * زاہدو - اے عبادت گزارو * جانچ - پڑتال، تفتیش * خیر و شر - نیکی اور برائی * شان جمال طیبہ جاناں - محبوب کے مدینہ کے جمال کی شان یا حال * نفع محض - فائدہ ہی فائدہ * وسعت - گنجائش * جلال - رُعب * سود و ضرر - نفع اور نقصان * انجمن آراء - محفل کو حسن بخشے والا * تربت اطہر - قبر منور، روضہ مقدسہ * رشک آفتاب - جس پر سورج بھی قربان ہو * غیرت قمر - جس سے چاند شرمائے اور منہ چھپائے * بھیلی - خوبصورت ، بنی سنوری عورت ، میک آپ شدہ * انیلی - زالی و عجیب (انیلا کی مونٹ) * پی - خاوند، پتی * سہاگن - جس کا خاوند زندہ ہو * کنور - شہزادہ * وصل - ملاقات * سیہ پوش - کالا ماتمی لباس * ہجر - جدائی * چمکی - واضح * مادشا - ہم اور تم * غلیل جلیل - اللہ کے شان والے خلیل علیہ السلام * تمنا نظر - نگاہ کرم کی آروز * شرف - فضیلت و بزرگی * اثر - قبولیت ، نشان * خیر - بھلائی * زرنا خریدہ - مفت کی * کنیر - نوکرانی * رومی - سفید رنگ کا * حبشی - سیاہ رنگ والا * باندیاں - نوکرانیاں * شبیں - راتیں * کنیر زادے - نوکرانیوں کی اولاد * شام و سحر - دن رات۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۲۲) دنیا کے بادشاہوں کا نام اگر مدینے کی گلیوں میں صفائی کرنے والوں کی فہرست میں بھی لکھ دیا جائے تو وہ اس کو اپنی خوش نصیبی سمجھیں اور ڈیوٹی کو سرانجام دیتے ہوئے خوشی محسوس کریں لیکن جن کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے یہ کام تو وہی خوش نصیب کرتے ہیں بادشاہ تو صرف صفائی کرنے والوں میں نام لکھا کر ہی فخر محسوس کر رہے کہ - یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

لیکن یہ بادشاہ جو اپنے اپنے ملک میں حکومت کر رہے ہیں یہ ان کی تنخواہ ہے سرکار مدینہ کی طرف سے جو صرف نام لکھوانے پر مل رہی ہے تو ان گلیوں کی صفائی کر کے ڈیوٹی سرانجام دینے والوں کی تنخواہ کس قدر ہوگی اس کا تم خود اندازہ کر لو اور ساتھ مدینے کی گلیوں کی شان بھی سمجھ جاؤ۔

مدینے سے ہوتی ہے تقسیم نعمت
وہیں سے بٹا کرتی ہے ساری دولت
فدا اس پہ ہوتی ہے ہر وقت جنت
برستی ہے دن رات واں حق کی رحمت
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں
معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں

(۲۳) اے زائرین مدینہ! یہیں مدینہ میں بیٹھے رہو اور اسی چوکھٹ پہ بیٹھے بیٹھے مرجاؤ اور مطمئن ہو کر، آنکھیں بند کر کے اور حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق سیدھے جنت میں چلے جاؤ (فاد خلی فی عبادی و داخل جنتی) کیونکہ یہی وہ سیدھی سڑک ہے جو حضور علیہ السلام کی شفاعت کے شہر میں جاتی ہے۔

”حدیث میں فرمایا: مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا۔ تم میں سے جس سے ہو سکے کہ مدینے میں مر سکے تو مدینہ ہی میں مرے کیونکہ جو اس میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔“ (حاشیہ حدائق بخشش)

(۳۴) اے عبادت گزار! ہٹ پیچھے گناہ گاروں کے گناہوں کے حساب و کتاب کے چکر میں پڑھنے کی ضرورت نہیں یہ مکہ نہیں جہاں ہر نیکی و گناہ کا درجہ ایک لاکھ ہو جائے بلکہ مدینہ ہے یہاں ایک گناہ پہ ایک ہی ہوگا اور ہو سکتا ہے وہ بھی نہ ہو کیوں کہ حضور کو اپنے گناہ گار بھی بہت پیارے ہیں۔

۔ ہے عرض جمیل رضوی کا یہ خلاصہ لاشہ ہو مرا اور بیابان مدینہ (۳۵) مدینہ منورہ کی شان یہ ہے کہ وہاں محبوب علیہ السلام کی شان جمالی برس رہی ہے اور زائرین کیلئے ازاول تا آخر نفع ہی نفع ہے نقصان کا امکان تک نہیں ہے کیونکہ وہاں صرف گناہوں کی معافی کے لیے ہی حاضری ہوتی ہے اسی لیے ایک غلطی کا ایک ہی گناہ ہوتا ہے وہ بھی بمطابق حکم قرآنی و لبوا انہم اذ ظلموا انفسہم..... الی آخرہ۔ حضور کے کرم سے معاف ہو جاتا ہے جبکہ مکہ مکرمہ میں جلال الہی کا دور دورہ ہے نفع کے ساتھ نقصان کا بھی خدشہ ہے اس لیے ایک گناہ ایک لاکھ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام مدینہ طیبہ میں رہنا پسند فرماتے تھے۔

(۳۶) مکہ معظمہ بیشک ایسی دلہن کی طرح سے جو رونق محفل کا درجہ رکھتی ہے لیکن شب اسری کے دولہا، حضور علیہ السلام ایسے دولہا ہیں کہ تمام دلہنوں کی ساری بہاریں اسی دولہا کے گھر کی برکت سے ہیں، اور دلہن کی زیب و زینت چونکہ دولہا ہی کے لیے ہوتی ہے اور اسی کے گھر جا کر وہ دلہن بنتی ہے۔ اس لیے اگر کعبہ رونق محفل ہے تو مدینہ محفل کائنات کی جان ہے کیونکہ مدینے کا چاند جان کائنات ہے جس کا مسکن گنبد خضریٰ میں ہے۔

۔ میں اس اعزاز کے لائق تو نہیں لیکن مجھ کو ہمسائیگی گنبد خضریٰ دے دے
تیری رحمت کا یہ اعجاز نہیں تو کیا ہے قدم اٹھیں تو زمانہ مجھے رستہ دے دے

(احمد ندیم قاسمی)

(۳۷) اگر کعبہ صرف دلہن ہے تو آقائے دو جہان کی قبر انور نئی دلہن ہے اس لیے صبح و شام ستر ستر ہزار نئے فرشتے وہاں پہ حاضر ہو کر اپنے پروں کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر کعبہ پہ سورج رشک کناں ہے تو ماہ طیبہ کے روضہ انور پہ آسمان کا چاند قربان ہو ہو جاتا ہے۔ اور روضہ پاک کے حسن و جمال کے سامنے سرمندہ ہو رہا ہے۔

۔ اے قافلے والو! کہیں وہ گنبد خضریٰ پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں
کرتے ہیں عزیزانِ مدینہ کی جو خدمت حسرت انہیں دیتے ہیں وہ سب مل کے دعائیں

(حسرت موہانی)

(۳۸) دونوں بارگاہیں (مکہ و مدینہ) حسن و جمال والی اور فضل و کمال والی دلہنوں کی طرح جی بنی ہیں اور زالی شان رکھتی ہیں لیکن جس دلہن کا خاوند اس کے پاس ہے وہی شہزادے کی راجکماری اور جس کو شہزادہ اپنی پتی (بیوی) بنا کر اپنے پاس رکھے گا سہاگن

کہلانے کی تو وہی حق دار ہے اور مدینہ کی دلہن وہ ہے کہ جس کا آقا ہر وقت اس کے پاس جسمانی طور پر جلوہ گر ہے۔ اور آقا بھی وہ کہ

اودھے جیسا ہو نہ کوئی ڈھونڈا جنگل بیلا روہی
ڈھونڈاں تاں سارا جہاں میں تیرے قربان ویڑے آؤ میرے

(بابا بلھے شاہ قصوری)

(۳۹) گنبد خضریٰ سبز لباس میں ملبوس دلہن کی طرح ہے اور سبز لباس علامت وصل ہے اور بیت اللہ شریف نے سیاہ لباس پہنا ہوا ہے جو ہجر و فراق کی حالت ظاہر کرتا ہے۔ تو دونوں دلہنوں کے دوپٹوں نے ان کے دل کی کیفیت کو ظاہر کر دیا ہے کہ روضہ انور محبوب کو پا کر خوشیاں منارہا ہے اور بیت اللہ، حبیب اللہ کی جدائی میں عالم سوگ کی کیفیت سے دوچار ہو کر پریشان ہے۔

مجھ کو در نبی کی زیارت نصیب ہو جالی کو چومنے کی سعادت نصیب ہو
اس کے سوا نہیں ہے کوئی میری آرزو سردار انبیاء کی محبت نصیب ہو

شعر نمبر ۳۷ تا نمبر ۳۹ کی تشریح سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر کے قلم سے پڑھیے۔

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ اس بزرگ نے اپنا بٹوہ نکالا۔ اور کہا اس کی قیمت پانچ روپیہ ہے۔ اس میں اگر میں لاکھ روپیہ کا ہیرا جوڑ دوں تو پھر اس کی قیمت بڑھ جائے گی اور بجائے پانچ روپے کے ایک لاکھ ہو جائے گی۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سب سے زیادہ قیمتی وجود حضور سرور عالم ﷺ کا ہے۔ حضور اگر زمین پر ہوں۔ تو زمین آسمان سے افضل اور اگر حضور آسمان پر ہوں۔ تو آسمان زمین سے افضل۔ اسی اصول کی بنا پر حضور اگر مکہ میں ہوں۔ تو مدینہ سے مکہ افضل۔ اور اگر حضور مدینہ میں ہوں۔ تو مدینہ مکہ سے افضل۔ فضیلت کا موجب حضور ﷺ کا وجود باوجود ہے۔ حضور مکہ میں تھے۔ تو خدائے تعالیٰ نے مکہ معظمہ کی قسم یاد فرمائی اور فرمایا لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ۔ مجھے قسم ہے اس شہر (مکہ) کی۔ کیوں؟ کیا اس لیے کہ اس میں اس کا گھر (کعبہ) ہے؟ نہیں۔ کیا اس لیے کہ اس میں صفا و مردہ کی پہاڑیاں ہیں؟ نہیں! کیا اس لیے کہ اس میں چاہ زمزم ہے؟ نہیں تو پھر خدا نے اس شہر کی قسم کیوں یاد فرمائی؟ فرمایا وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ۔ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ شرف مکہ کو کہ خدا تعالیٰ نے اس کی قسم یاد فرمائی۔ حضور کے وہاں تشریف فرما ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا۔ اس اصول کو پیش نظر رکھ کر محدثین کرام علیہم الرحمۃ کا ایمان افروز فیصلہ ملاحظہ فرمائیے۔ ایسا فیصلہ جس پر سب کا اتفاق ہے کوئی اس کے خلاف نہیں۔

وَلَا خِلَافَ إِنَّ مَوْضِعَ قَبْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ بَقَاعِ الْأَرْضِ
كُلِّهَا بَلْ هُوَ أَفْضَلُ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْعَرْشِ وَالْكَعْبَةِ

(الخفاجی فی شرح الشفاء، جواہر البحار ص ۵۸۵ ج ۱)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کی قبر شریف کی جگہ ساری روئے زمین سے افضل ہے بلکہ وہ آسمانوں سے عرش سے اور کعبہ سے بھی افضل ہے۔

یہ ہے بزرگان دین کا فیصلہ جس پر تمام محدثین نے اتفاق فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے اس حقیقت کو ایک انوکھے اچھوتے اور بڑے ہی پیارے انداز میں بیان

فرمایا ہے۔

فرماتے ہیں۔ فرض کر لیجئے کہ کعبہ ایک دلہن ہے۔ اور قبر انور ایک دوسری نئی دلہن۔ یہ دونوں دلہنیں حسن و جمال میں یکتا ہیں۔ پہلی اگر رشک آفتاب ہے تو دوسری غیرتِ قمر۔ یعنی نہ وہ اس سے کم اور نہ یہ اس سے کم۔ دونوں ہی کمال حسن و جمال کی مالک ہیں۔ اور دونوں ہی اپنی سچ دھج میں ایک دوسری سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ مگر؟ ان دونوں میں سے رتبہ زیادہ کس کا ہے؟ قسمت بہتر کس کی ہے؟ اس کے جواب میں مسلک اہلسنت کے مطابق فیصلہ کے لیے جو زالی طرزِ اعلیٰ حضرت نے اختیار فرمائی ہے اور جو جدت آپ نے پیدا فرمائی ہے وہ قابلِ صد تحسین ہے۔ فرماتے ہیں۔

جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

یعنی یہ دیکھئے کہ ان دونوں میں سے دولہا کس کے ہاں تشریف فرما ہے۔ اور اپنے ”پی“ کے پاس کون سی ہے؟ دونوں میں سے جو اپنے پی کے پاس ہے وہی خوش بخت اور دوسری سے رتبہ میں بڑھ کر ہے۔ دیکھ لیجئے یہ فخرِ تربتِ اطہر ہی کو حاصل ہے کہ فخرِ انبیاء حضور سرورِ عالم ﷺ کی معیت اس کے حصہ میں آئی۔ لہذا ماننا پڑے گا۔ کہ یہی افضل و اعلیٰ اور یہی رتبے میں بالا ہے۔ پھر اس کے بعد اپنے نظریے کی تائید میں سیاہ رنگ کے غلافِ کعبہ اور گنبدِ خضرا کے سبز رنگ کے غلاف کو عجیب رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

سر سبز وصل یہ ہے سیاہ پوشِ ہجر وہ چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالتِ جگر کی ہے

چونکہ سیاہ رنگ کا بالعموم ہجر و فراق سے تعلق ہے۔ اور سبز رنگ کا وصل وصال سے اس لیے فرمایا۔ کہ پہلی دلہن (کعبہ شریف) اپنے پی سے دور ہے اور ہجر و فراق میں ہے۔ اس لیے اس کا یہ سیاہ غلاف گویا ایک سیہ دوپٹہ ہے۔ جو اس نے اپنے محبوب کے فراق میں اوڑھ رکھا ہے۔ اور دوسری دلہن (روضہ شریف) چونکہ اپنے محبوب کے پاس ہے۔ اور شرفِ وصال سے مشرف ہے اس لیے اس کا سبز رنگ گویا ایک سبز ڈوپٹہ ہے جو اس نے اپنے اس وصالِ محبوب کی خوشی میں اوڑھ رکھا ہے۔ ان دونوں کی کیفیت و حالت ان دونوں کے دوپٹوں کے مختلف رنگوں ہی سے ظاہر ہے کہ پہلی ہجر و فراق میں سیاہ پوش ہے اور دوسری وصل وصال سے سرسبز و شاداب۔

پس ثابت ہوا کہ کعبہ شریف سے تربتِ اطہر ہی افضل و اعلیٰ ہے کہ ع

جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

(۴۰) ہم اور تم کس گنتی و شمار میں ہیں (کس کھیت کی مولیٰ ہیں) لیکن ہم بھی دیکھیں گے اور تم بھی دیکھو گے بلکہ سارا جہان دیکھے گا کہ کل بروز قیامت حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام بھی حضور علیہ السلام کی نگاہِ کرم کی متمنی ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف کے حوالے سے اس سے پہلے گذر چکا کہ ہر کوئی قیامت کے دن میرے ہی پاس آئے گا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔

کوئی مثلِ مصطفیٰ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا

کسی وہم نے صدا دی کوئی آپ کا مماثل؟ تو یقین پکار اٹھا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا (صبحِ رحمانی)

(۴۱) ہمیں تو دعا کرنے کا حکم ہے اور دعا کرنے میں ہی ہماری عزت ہے اور کیے جا رہے ہیں اور وہ بھی حضور کے قدموں میں کھڑے ہو کر گنبد خضریٰ کی سنہری جالیوں کے سامنے اس کا حکم اللہ نے ہمیں دیا ہے ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك الخ اب قبول کرنا خدا کی مرضی ہے اور خدا کی مرضی یہ ہے واستغفرلہم الرسول۔

محبوب دی مرضی اے گل لائے یا ٹھکرائے

تو مطلب یہ ہوا کہ اصل مرضی حضور ہی کی چلتی ہے کہ آپ کے ہونٹ سفارش کے لیے ہل جائیں گے تو لو جلدو اللہ تو ابارحیما۔ اللہ بھی قبول فرمائے گا ورنہ۔ ٹھو کریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑو۔ گویا قبولیت کی مہر اور چابی حضور ہی کے ہاتھ میں ہے۔

(۴۲) باقی رہا یہ مسئلہ کہ کیا مانگیں، کیا نہ مانگیں، کیا دے سکتے ہیں کیا نہیں دے سکتے؟ یہ فضول بحث ہے کیونکہ دونوں جہانوں کی تمام نعمتیں ہر وقت موجود ہیں۔ (ان کے خالی ہاتھ میں۔) اور تمام نعمتیں آپ (ﷺ) کے دربار کی مفت کی لونڈیاں ہیں جس کو جو چاہیں دے دیں ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی وہ مجبور ہیں کہ دینے میں کوئی عذر ہو اور اللہ کی طرف سے بھی منکوں کو نوازنے کا حکم ہے واما السائل فلا تنهر (الضحیٰ)

(۴۳) (دن اور رات کی بات بھی سن لو) ہر دن حضور علیہ السلام کی بارگاہ کا رومی غلام (سفید رنگ کا غلام) ہے اور ہر رات میرے آقا کی سیاہ رنگ کی لونڈی (حبشی باندی) ہے تو اس طرح دن رات کا شمار تو حضور کے غلام ابن غلام ابن غلام میں ہوتا ہے۔ لہذا گردش دوراں کا خوف رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ زمانہ کی طنائیں آپ ہی کے ہاتھ میں ہیں اس لیے تو کبھی رات کا چاند توڑ رہے ہیں اور کبھی دن کا ڈوبا ہوا سورج موڑ رہے ہیں۔

دونوں جہاں پر میرے آقا کا ہے سایہ بابر کون ہے جس نے بھلا آپ کا سایہ دیکھا

(۴۴) اتنا عجب بلندی جنت پہ کس لیے
(۴۵) عرش بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
(۴۶) وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی برات
(۴۷) عنبر زمین عبیر ہوا مشک ترغبار
(۴۸) سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں
(۴۹) مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
(۵۰) اُف بے حیا نیاں کہ یہ منہ اور ترے حضور
(۵۱) تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
(۵۲) جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تنکوں
ماب عطا تو یہ ہے جو بہکا ادھر ادھر

دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اُونچے گھر کی ہے
اتری ہوئی شبیہ ترے بام و در کی ہے
ادنیٰ نچھاور اس مرے دُولہا کے سر کی ہے
ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
ہاں تو کریم ہے تری خو در گزر کی ہے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے
کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے
کیسی خرابی اس نگھرے در بدر کی ہے

- (۵۴) آباد ایک در ہے ترا اور ترے سوا
(۴۴) لب واپیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
(۵۶) گھیرا اندھیریوں نے دھائی ہے چاند کی
(۵۷) قسمت میں لاکھ پتچ ہوں سو بل ہزار کج
(۵۸) ایسے بندھے نصیب کھلے مشکلیں کھلیں
(۵۹) جنت نہ دیں، نہ دیں تری رویت ہو خیر سے
(۶۰) شربت نہ دیں نہ دیں تو کرے بات لطف سے
(۶۱) میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
(۶۲) منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
(۶۳) سنی وہ دیکھ باد شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبرو رضا ترے دامان تر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

- * عجب۔ بضم العین گھمنڈ، غرور (بفتح العین تعجب، حیرانگی) * بھیک۔ خیرات * بریں۔ بلند * فردوس۔ سب سے اعلیٰ جنت * شبیہ۔ تصویر * بام و در۔ چھت اور دروازہ * غلد۔ جنت * ابرار۔ نیک لوگ * نچھاور۔ اُترن، صدقہ * غبر۔ سیاہ رنگ کی ایک عمدہ خوشبو * غیر۔ صندل اور مشک گلاب ملا کر ایک خاص خوشبو تیار کی جاتی ہے * مشک تر۔ کستوری سے بھی اوپر (یا تازہ، کستوری) * شناخت۔ پہچان * راہ گذر۔ راستہ * گنوار۔ دیہاتی، ادب سے نا آشنا * طرز ادب۔ ادب کا طریقہ * تمیز۔ پہچان * بھر۔ مقدار * لا۔ نہیں، انکار کرنا * حاجت۔ ضرورت * اگر۔ برائے شرط (مثلاً اگر ہوا تو دیں گے کا جملہ کہنا) * اُف۔ برائے تائیف (افسوس ہے) * کریم۔ نخی * خو۔ عادت * در گذر۔ معافی * توقع۔ اُمید * نظر۔ نگاہ، (رحم و کرم مراد ہے) * تلوں۔ دیکھوں * پرش۔ پوچھنا * جا۔ جگہ * سگ بے ہنر۔ نالائق کتا * باب عطا۔ سخاوت کا دروازہ * بہکا۔ بھٹکا * نگہرا۔ نکما * در بدر۔ ہر دروازے پہ جانے والا * آباد۔ بستا ہوا گھر * در۔ دروازہ * سوا۔ علاوہ * غیرت۔ حیا * کھنڈر۔ بے آباد، ویران * لب۔ ہونٹ * وا۔ کھلے ہوئے * مزے کی۔ مزیدار * بھیک۔ خیرات * دھائی۔ فریاد، پکار * تنہا۔ اکیلا * خطر۔ خطرہ، ڈر، آفت، مصیبت * پتچ۔ پھیر * بل۔ چکر * کج۔ ٹیڑھا پن * گتھی۔ الجھن، گرہ * نصیب۔ بخت، قسمت * دھوم۔ چرچا، شہرت * کمر۔ پشت * رویت۔ دیدار، دیکھنا * گل۔ پھول * ہوس۔ لالچ، حرص * برگ و بر۔ پتے اور پھل * لطف۔ مہربانی، نرمی * پروا۔ نیاز مندی، تمنا * شکر۔ مٹھاس، شیرینی * خانہ زاد۔ گھر میں پیدا ہونے والا (غلام) * کہنہ۔ پرانا * بندوں۔ غلاموں * لونڈیوں۔ باندیوں * داتا۔ دینے والا، آقا،

سخی * قبول و عرض۔ سوال جواب * ہاتھ بھر۔ صرف ایک ہاتھ کی مقدار * سکی۔ جنونی، خبطی، سوداگی * باد۔ ہوا * آبرو۔ عزت * دامان تر۔ بہت زیادہ گناہ مراد ہیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۳۴) حاشیہ حدائق بخشش میں اس شعر کی تشریح اس طرح لکھی ہوئی ہے کہ

”جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے جس کی چھت عرش معلیٰ ہے۔ بعض گدایان بارگاہ، اگر تعجب کریں کہ ہم جیسے پست و بے مقدار اور اتنی بلند عطا، تو جواب بتایا ہے کہ یہ تمہارے استحقاق و لیاقت کی بناء پر نہیں بلکہ دینے والے کی رحمت و عطا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ بھیک کیسے اونچے گھر کی ہے تو اس کی اتنی بلندی کیا عجب ہے۔“

(۳۵) عرش معلیٰ کا دماغ جنت الفردوس پہ کیوں نہ فخر و ناز کرے کہ اس کو بھی ہمارے آقا سے ایک طرح کی نسبت نے اتنا اونچا دماغ عطا کر دیا ہے اور وہ یہ کہ (ایک تو معراج کی رات اس نے حضور کے قدموں کے بو سے لیے ہیں اور دوسرا یہ کہ ہمارے آقا کے آستانہ عالیہ گنبد خضریٰ کی چھت اور دروازے کی تصویر اتار کر اس نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہوگی اور جنہوں نے گنبد خضریٰ کا نظارہ کر لیا ہے وہ کتنے پھرتے ہیں۔

سمائے کیسے مرے دل میں عرش کی رفعت جمال گنبد خضریٰ نظر میں رہتا ہے

غم فراق دیار حبیب کے باعث ہجوم اشک روان چشم تر میں رہتا ہے

(۳۶) وہ جنت کہ جس میں اللہ کے نیک بندوں کی بارات بروز قیامت روانہ ہوگی اور وہ اس میں رہیں گے، کچھ معلوم بھی ہے وہ جنت کیا ہے؟ وہ جنت معمولی سا صدقہ اور نچھاور ہے شب اسریٰ کے دولہا (ہمارے آقا علیہ السلام) کے سر کی۔ حدائق بخشش کے حاشیہ میں اس کا مفہوم اس طرح ہے۔

”ابرار کا مرتبہ مقربین سے بہت کم ہے یہاں تک کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَبَّاتُ الْمُقَرَّبِينَ پھر مقربین میں بھی درجات بے شمار ہیں اور انہیں بھی اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ جو درجے ملیں گے وہ بھی سب حضور کا تصدق ہے اس لیے اسے ادنیٰ نچھاور کہا ورنہ جنت میں کچھ ادنیٰ نہیں۔“

(۳۷) مدینہ منورہ کی پاکیزہ اور خوشبودار زمین کی معمولی سی علامت یہ ہے کہ زمیں عنبر جیسی ہے، ہوا مشک گلاب اور صندل کے مجموعہ خوشبو کی طرح ہے اور آپ کے گلی کو چوں کا گرد و غبار کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔ یہ میرے آقا علیہ السلام کے راستے کی ادنیٰ سی شناخت اور پہچان ہے۔

حاشیہ حدائق میں ہے ”یعنی جس راہ سے حضور (علیہ السلام) گذر فرمائیں وہاں کی زمیں عنبر ہو جاتی ہے ہوا عنبر بن جاتی ہے، غبار مشک تر ہو جاتا ہے۔“

جب صرف گزرنے سے حال یہ ہو جاتا ہے تو جس گنبد خضریٰ میں حضور علیہ السلام صدیوں سے آرام فرما ہیں اس کا رتبہ کیوں نہ عرش سے بڑھ جائے۔

دل کی آنکھوں سے محمد کا مدینہ دیکھو گھوم کے چاروں طرف آپ کا جلوہ دیکھو

حج کیا ہے تو مدینے کی زیارت بھی کرو حاجیو! آؤ ذرا گنبد خضریٰ دیکھو

(ریاض مدینہ)

(۲۸) اے ہمارے پیارے نبی! کہاں آپ کی بارگاہ کا ادب و احترام (جو اللہ سکھاتا ہے) اور کہاں ہم دیہاتی، بے وقوف، ادب و آداب سے ناواقف۔ ہمیں تو کسی نے بتایا ہے کہ آپ کے دربار سے سب کو سب کچھ ملتا ہے تو ہم منگتے بن کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، اگرچہ بھیک مانگنے والوں کو آداب بھی آنے چاہیے مگر ہم تو ایسے گدا ہیں کہ ساتھ ساتھ آداب سے نا آشنا بھی ہیں آپ ہماری بے ادبیوں کو معاف فرمائیں اور ہمارے حال کے مطابق نہیں بلکہ اپنی شان کے مطابق خیرات عطا فرمائیں۔

نظر جھکا کے چل اے زائرِ دیارِ نبی یہاں فرشتہ صد احترام کرتا ہے

(۲۹) اے عطاءِ مصطفیٰ کے منکرو! غور سے سن لو! ہم اپنے کریم آقا سے مانگ رہے ہیں، مانگتے رہیں گے اور سرکار اللہ کی عطا سے ہمیں منہ مانگی مراد عطا فرماتے رہیں گے کیونکہ (اس کی دلیل یہ ہے کہ) سرکار نے کبھی لا (کلمہ شہادت کے علاوہ) فرمایا ہی نہیں کہ میرے پاس نہیں ہے یا میں نہیں دے سکتا، اور نہ کبھی اگر مگر کی شرط لگائی ہے کہ اگر ہوگا تو دے دوں گا، بظاہر ہاتھ خالی بھی ہوں تو

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

”سائل کو نہ ملنے کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ جس سے مانگا وہ سرے سے انکار کر دے یہ تو ”لا“ ہوا یعنی نہیں۔ دوسرے یہ کہ شرط پر ٹالے کہ اگر ہمارے پاس ہوا تو دیں گے یا اگر تو نے فلاں کام کیا تو دیں گے۔ ان کی سرکار میں یہ دونوں باتیں نہیں تو ضرور ہمیں امید ہے کہ جو ہم مانگیں گے پائیں گے۔“
مولانا حسن رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

جان گلزارِ مصطفائی تم ہو مختار ہو مالکِ خدائی تم ہو

جلوے سے تمہارے ہیں عیاں شانِ مصطفیٰ آئینہ ذاتِ کبریائی تم ہو

(۵۰) اے میرے آقا! ہمیں اپنے کرتوتوں پہ بہت افسوس ہے ہم جانتے ہیں کہ اتنی بے حیائیاں اور بدکرداریاں کرنے کے بعد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونا بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے، لیکن پھر یہ سوچ کر آگئے ہیں کہ آپ تو کریم ہیں اور کریم بھی ایسے ہیں کہ معاف کرنا آپ کی عادت ہے ہمارا کام جرم کرنا ہے آپ کا کام کرم فرمانا ہے۔ ہمارا کام خطا کرنا ہے آپ کا کام عطا فرمانا ہے، ہمارا کام گناہ کرنا ہے تو آپ کا کام دعا فرمانا ہے۔

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں دشمن آجائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں

(۵۱) اے میرے آقا و مولیٰ! اگر آپ سے بھی منہ چھپاتا پھروں گا تو پھر کس کے سامنے اپنی حاجات لیکر جاؤں گا، کیا آپ کے علاوہ کوئی ذات ایسی ہے جس سے یہ امید کی جاسکے کہ آپ کو چھوڑ کر اس سے ہماری خالی جھولی بھرا جائے گی؟ نہیں کوئی نہیں۔

وہ کہ اس در کا ہوا خلقِ خدا اس کی ہوئی وہ جو اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا (اعلیٰ حضرت)

۵۲۔ اے میرے پیارے نبی! میں آپ کا درِ اقدس چھوڑ کر کس در پہ جاؤں، بھلا آپ کے سوا کون مجھے منہ لگائے گا اور آپ کو

یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کہہ کر نہ پکاروں تو اور کس کو پکاروں اور آپ کا رخ والضحیٰ نہ دیکھوں تو اور کس کو دیکھوں۔ اب میری نگاہوں میں چٹا نہیں کوئی۔

میں آپ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ اگر جاؤں گا تو مجھ جیسے سب بے ہنر کا کوئی حال نہ پوچھے گا۔ میری التجا قبول فرما لیجئے اور کرم کی بھیک عطا کیجئے۔ یعنی

۔ جب تک میں جاں و ہن میں زباں رہے لب پر ثنائے خواجہ کون و مکان رہے

جاری رہے حضور کی مدحت کا سلسلہ جب تک جیوں یہ نور کا چشمہ رواں رہے

(۵۳) اے میرے آقا! بخشش و عطا کا دروازہ تو آپ ہی کا ہے۔ جو بد نصیب آپ کا در اقدس چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکتا رہا وہ بد بخت نکمادر بدر کی ٹھوکریں کھا کر ضرور اپنی آخرت برباد کر بیٹھے گا۔

(۵۴) اے میرے آقا! میں نے اپنی آنکھوں سے دنیا داروں کے بڑے بڑے دربار دیکھے ہیں اور سب کے سب اُجڑے ہوئے

دیکھے ہیں، ویران و بے آباد کھنڈر بھی ان کو دیکھ شرماتے ہیں کہ یہ تو ہم سے بھی زیادہ ویران ہے، اگر کائنات میں کوئی بارگاہ اور آستانہ

آباد ہے وہ صرف آپ ہی کا آستانہ عالیہ مدینہ منورہ ہے اور آپ سے التجا بھی یہی ہے کہ جب میری واپسی ہو تو جہاں کہیں بھی جاؤں۔

۔ گنبد خضریٰ کے مینار تصور میں رہیں آرزو ہر گھڑی منظر وہ سہانے مانگے

دل ہے کیا سادہ و ناداں کہ بس اپنی دھن میں پھر وہی بزم رسالت کے زمانے مانگے (ضیائیز)

شعر نمبر ۵۴ کی شرح حاشیہ حدائق پہ اس طرح فرمائی گئی ہے۔

”اولیائے کرام کی بارگاہیں، حضور ہی کی بارگاہیں ہیں کیونکہ حضور ہی کی کنش برداری سے وہ اولیاء ہوئے اور واسطہ وسیلہ

بنے۔ حتیٰ کہ انبیاء بھی حضور کے ہی طفیلی اور عطاءئے فیض میں حضور ہی کے نائب ہیں۔“

(۵۵) سبحان اللہ! اے میرے کریم آقا! میں نے آپ کے دربار میں جو مناظر دیکھے ہیں ان میں سے منظر یہ بھی دیکھا ہے کہ

آپ کی بارگاہ سے مانگنے والوں کے ہونٹ کھلے ہوئے ہیں، آنکھیں بند کر کے جھولیاں پھیلا کر کھڑے ہوئے ہیں۔ یا رسول اللہ!

آپ کے در اقدس کی بھیک کتنی مزیدار ہے کہ آپ دینے سے نہیں تھکنے اور منگتے مانگنے سے نہیں ہتے۔

(۵۶) مجھے ہر طرف سے اندھیروں نے گھیر رکھا ہے، ایک تو اکیلا ہوں، دوسرا رات کالی سیاہ ہے اور منزل خطروں اور آفتوں و

مصیبتوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، اے ماہ طیبہ، محبوب خدا! آپ ہی کی بارگاہ میں فریاد ہے ایک ہی جلوے سے تمام اندھیروں کو دور

کر دیجئے۔

۔ یوں دور ہوں نائب میں حریم نبوی سے صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخ بریدہ

(۵۷) اے میرے آقا! ہماری قسمت میں سو قسم کے پھیر، لاکھوں چکر اور ہزاروں ٹیڑھ پن سہی لیکر آپ کی نگاہ کرم کے سامنے تو

یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں آپ کی سیدھی نگاہ کرم سے ہماری قسمت کے تمام ٹیڑھ ختم ہو جائیں گے۔

۔ کرم کی اک نظر ہم پر خدا را یا رسول اللہ تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا یا رسول اللہ

(۵۸) حضور! ہمیں معلوم ہے کہ آپ کی بارگاہ میں اگر کوئی بد نصیب آیا ہے تو خوش نصیب ہو کر لوٹا ہے۔ کوئی جتنی بھی مشکلات

میں پھنسا ہوا آیا ہے اس کی مشکلیں حل ہو گئی ہیں۔ اے میرے آقا! بے سہاروں کی پشت پناہی مصیبت کے ماروں کی مدد، بے کسوں اور بے چاروں کی کمر بستگی آپ پر ختم ہے، جس کی دھوم دونوں جہانوں میں مچی ہوئی ہے۔

اے رحمت عالم تیری یادوں کی بدولت کس درجہ سکون میں ہے میرا قلب تپیدہ

خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر آیا ہوں بڑی دور سے با دامان دریدہ

(۵۹) اس شعر کی تشریح حاشیہ حدائق بخشش میں یوں فرمائی گئی ہے۔

”بظاہر ایک بکر انسانی کی صنعت ہے جنت سے گویا بے رغبتی ظاہر کی مگر اس شرط پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت خیر سے ہو اور یقیناً معلوم ہے کہ جسے حضور کی رویت خیر سے ہوگی جنت اس کے قدموں سے لگی ہوئی ہے۔ پھر محال ہے کہ اسے جنت نہ دیں۔ علاوہ بریں عشاق ہرگز اپنے محبوب کے سوا گل و بلبل شہد و شیر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔“

(۶۰) اے میرے آقا! چلو مجھے پیاس بجھانے کو شربت ملے یا نہ ملے مگر اپنے میٹھے بولوں سے اور پیاری اور میٹھی میٹھی باتوں کی

لذت سے تو محروم نہ فرمائیں، اگر آپ کی باتوں کی لذت نصیب ہوتی رہے تو پھر بھلا شہد کے ہوتے ہوئے شکر کی کون پرواہ کرے گا۔

میتھے میتھے سوہنے تیرے بول کملی والیا کج لیندے عاصیاں دے پل کملی والیا

عرش سجا کے تے بلاوا رب گھلیا راتو رات آجا میرے کول کملی والیا

(۶۱) حضور! میں تو آپ کا خانہ زاد اور پرانا غلام ہوں بلکہ حضور! میرے ماں باپ کا نام بھی آپ کے غلاموں اور باندیوں میں

لکھا ہوا ہے تو میں آپ کی باندی اور آپ کے غلام کا بیٹا ہو کر آپ کا خانہ زاد غلام ٹھہرا تو پھر میں آپ کی دھائی نہ دوں تو کس کے آگے

فریاد کروں۔

(۶۲) اور اے غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے آقا کا دروازہ تو وہ ہے کہ جہاں منگتا ہاتھ بھی اٹھاتا بھی ہے تو اس کی جھولی

بھردی جاتی ہے بس مانگنے اور دینے میں یہی ایک ہاتھ بھر (ہاتھ اٹھنے) کی دیر لگتی ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سوالی آیا تو اس نے کچھ مانگا آپ نے اس کو مانگنے سے زیادہ دیا اور معافی

بھی مانگی کہ اگر مجھے پتہ چل جاتا تو میں تجھے مانگنے سے پہلے دے دیتا اور تجھے مانگنے کی ذلت و زحمت نہ کرنا پڑتی۔ یہی حال حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ کا بھی تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

سبطین کی جب حشر میں آئے گی سواری غل ہو گا کہ وہ آتے ہیں خوبانِ مدینہ (جہیل قادری)

(۶۳) اے خطبی، دیوانے اور سودا کی (گدائے درخیر الوری، امام اہل سنت پیارے) احمد رضا! (تیرا نالہ و فغاں سن کر وہ دیکھ

شفاعت کی ہوا چل پڑی ہے اور واستغفر لہم الرسول کی کارروائی شروع ہو گئی ہے اور یہ سب کچھ اے رضا! تیرے گناہوں کی

کثرت کا علاج کرنے کے لیے ہو رہا ہے۔ حاشیہ حدائق میں ہے۔

”کسی کے دامن کو خشک کرنے کے لیے ہوا دیتے ہیں اور تر دامنی استعارہ ہے گناہ سے یعنی تیرے دامن تر کو ہوا دینے

کے لیے وہ دیکھ شفاعت کی نسیم چلی۔“

نعت شریف نمبر (۷۳)

قصیدہ معراجیہ: جشن معراج النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

- (۱) وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نئے زالے طرب کے سماں عرب کے مہمان کے لیے تھے
- (۲) بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے
- (۳) وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھیں دھویں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے
- (۴) یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگ مگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے
- (۵) نئی دُہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے
- (۶) نظر میں دُولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذاتِ بخت کے تھے
- (۷) خوشی کے بادل اُٹھ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمہ نعت کا سماں تھا حرم کو خود و جد آرہے تھے
- (۸) یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھو ہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* سرور - سردار، بادشاہ * کشور - ملک * زالے - عجیب و عمدہ * طرب - خوشی و انبساط * شادیاں - خوشیاں

* ملک - فرشتہ * فلک - آسمان * لے - لہجہ، سر * گھر - گانا گانے کا ایک انوکھا طریقہ * عنادل جمع عندلیب (بخندہ آخر) بلب * رچی - سائی (رچنا سے بمعنی سانا) * مچی - ظاہر ہوئی (مچنا سے) * دھوم - چرچا، شہرہ * انوار - نور کی جمع بمعنی روشنی * نجات - خوشبوئیں * چھوٹ - آزادی، فرصت، بعض جگہ جوت ہے بمعنی، تجلی * رخ - چہرہ * چھٹکی - بکھری * نصب - گاڑے ہوئے، کھڑا کیے ہوئے * پھین - سجاوٹ و حسن * سنورا - آراستہ ہوا * نکھرا - صاف و اُجلا ہوا * حجر - حجر اسود * تل - جسم پہ کالا نقطہ جیسے آنکھ کی پتلی ہوتی ہے * بناؤ - سجاوٹ، خوبصورتی، شنگھار * آنچل - پلو، کپڑے کا کنارہ * سخت - خالص، صرف * امنڈ - امنڈنا سے بمعنی جمع ہو کر تیزی سے آنا * طاؤس - مور (رنگارنگ پرندہ) * سماں - منظر * جھوما - لہرایا * محراب زر - سونے کا پرنا لہ (میزاب رحمت) * جھومر - ماتھے کا زیور * ڈھلک کر - اوپر سے نیچے کو آنا * پھوہار - ہلکی بارش * جھڑ کر - گر کر * حطیم - خانہ کعبہ کی وہ جگہ جس میں میزاب رحمت گرتا ہے اور دائرہ کی شکل میں دیوار بنی ہوئی ہے (حطیم کعبہ)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) رسالت و نبوت کے ملک کے سربراہ و بادشاہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) شب معراج جب عرش معلیٰ پہ جلوہ گر ہوئے تو عرب کے اس مہمان ذیشان کی خوشی کے لیے فرحت کے تمام اسباب کو جمع کر دیا گیا جن کے نزالے پن اور عمدگی کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

فلک پھر کیوں سجایا جا رہا ہے کوئی مہماں بلایا جا رہا ہے
شب معراج محبوب خدا کو ہوا دے کر جگایا جا رہا ہے
ہوئے ہیں حضرت جبریل حاضر پیام حق سنایا جا رہا ہے
سواری کو براق برق پا بھی خدا کے ہاں سے لایا جا رہا ہے
زمین سے تاسر عرش معلیٰ نبی کا نور چھایا جا رہا ہے

قصیدہ معراجیہ کا محرک:

شاہ تراب الحق قادری لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے اس قصیدے کا محرک ایک شاعر کا قصیدہ تھا جو معراج شریف سے ہی متعلقہ تھا، جس کو وہ لیکر اعلیٰ حضرت کے پاس آئے اور سننے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ اب میرے پاس وقت نہیں عصر کے بعد تشریف لائیے۔ جب عصر کے بعد وہ آئے تو آپ نے اس وقت تک اپنا یہ قصیدہ معراجیہ مکمل ۶۷ اشعار کا لکھ دیا اور فرمایا پہلے مجھ سے کچھ سن لیں جو میں نے آپ کے جانے کے بعد لکھا ہے۔ آپ نے جو اس کے سامنے پڑھا تو اس پہ سکتہ طاری ہو گیا۔ اشعار کی معنویت لفظوں کا اتار چڑھاؤ، جملوں کی نشت و برخاست اور سفر معراج کو اس انداز سے اشعار میں پرونا، چنانچہ شاعر اپنا قصیدہ سنائے بغیر واپس چلا گیا۔ یعنی اپنا قصیدہ سنانے سے معذرت کر لی۔ قصیدہ معراج صرف سفر معراج، معجزات و واقعات کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ اس میں حضور علیہ السلام کی تعریف و توصیف میں ایک پروقار طریقے سے ایسی منظر کشی کی گئی ہے کہ شعراء کی عینیں دنگ اور حیران ہیں، یقین جانیے کہ گزشتہ صدی کے شعراء کے کلام کے سامنے اگر اعلیٰ حضرت کا صرف قصیدہ معراجیہ ہی رکھ دیا جائے تو تمام شعراء کے تمام کلام پہ یہ قصیدہ، اکیلا ہی حاوی اور بھاری ہو جائے۔ چنانچہ اس پر دو ایمان افروز واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین کرام! یہ وہی قصیدہ معراجیہ ہے کہ اردو کے ایک مشہور نعت گو شاعر حضرت محسن کا کوروی نے ایک بار اپنا قصیدہ سنانے کے لیے حضرت امام احمد رضا کی بارگاہ میں بریلی حاضری دی ان کا قصیدہ بھی معراجیہ ہی تھا جس کا مطلع ہے۔

سمت کاشی سے چلا جانب ستھرا بادل برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

ظہر کی نماز کے بعد حضرت محسن کا کوروی نے اس کے اشعار سنانے شروع کئے۔ ابھی دو ہی اشعار پڑھ سکے تھے کہ حضرت امام احمد رضا نے فرمایا کہ اب بس کیجئے عصر کی نماز کے بعد بقیہ اشعار سنے جائیں گے۔ اسی ظہر و عصر کے درمیان آپ نے اپنا یہ قصیدہ معراجیہ کہا اور جب مجلس بیٹھی تو پہلے حضرت امام احمد رضا نے اپنا قصیدہ سنایا۔ اس کو سن کر حضرت محسن نے کہا، مولانا! اب بس کیجئے اس کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔“

محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ لکھنؤ کے ادیبوں کی ایک شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنایا تو سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کی متعلق سنا چاہتا ہوں۔ تو سب نے کہا۔“ اس کی زبان تو کوثر و تسنیم کی دھلی ہوئی ہے۔

اس طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی دہلی میں پیش آیا تو سرآمد شعر ادبلی نے جواب دیا کہ ”ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہیے۔ ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

معراج نامہ:

اس قصیدہ معراجیہ کے بارے میں جناب مرزا نظام الدین بیگ لکھتے ہیں کہ پیش نظر معراج نامہ قصیدے کے انداز میں ہے جس میں ۶۷ اشعار ہیں اس کی تکنیک ماقبل کے سارے معراج ناموں سے بالکل مختلف جن کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں معراج کی روایات کا بیان نہیں ہے بلکہ یہ شب کا تہنیت نامہ ہے جس میں بہجت آگین افکار کی نغمگی کا بہاؤ پورے قصیدے کو اپنے لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔

(۲) تمام فرشتے اور تمام افلاک اپنی اپنی سر اور لہجے میں بلبلوں کے انداز میں نغمہ سرا تھے اور ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ آج کیسی بہار ہے؟ آج کی رات کتنی خوشیوں والی رات ہے؟ آج باغوں میں کتنی رونق ہے؟ آج جنت کو کیسے عجیب انداز سے سجایا گیا ہے؟ آج دوزخ کو کیسے بھجھا دیا گیا ہے؟ یہ خوشیاں مبارک ہوں اور یہ باغوں کی آبادیاں اور بہاریں مبارک ہوں۔

مہ و انجم تصدق ہو رہے ہیں	انہیں دولہا بنایا جا رہا ہے
کھڑے ہیں صف بصف حور و ملائک	کوئی نغمہ سا گایا جا رہا ہے
مہ و انجم بھی مدھم پڑ رہے ہیں	نقاب رخ اٹھایا جا رہا ہے
کلیم طور حیراں ہیں سر عرش	کے جلوہ دکھایا جا رہا ہے
کہاں کل تک جواب لن ترانی	سر سینا سنایا جا رہا ہے
کہاں خود ہی نبی کے دیکھنے کو	تقاضوں سے بلایا جا رہا ہے

معراج کیوں کرائی گئی؟

حضور علیہ السلام کو معراج کرائی ہی اسی لیے گئی کہ قریش مکہ کا حضور علیہ السلام کے ساتھ معاندانہ رویہ، طائف میں حضور علیہ السلام پر ہونے والا کافروں کی طرف سے ستم اور پھر جناب ابوطالب کی وفات کے بعد کافروں کی بے حد ایذا رسانی، چنانچہ ایک دن حضور علیہ السلام نے ان احساسات کا اظہار فرمایا کہ کاش کوئی میرا دوست ہوتا تو دین کے لیے میرے کام آتا، کوئی میرا رفیق کار ہوتا تو میری غمخواری کرتا، کوئی میرا یار ہوتا جو دلداری کرتا، اب تو کافروں نے مجھے بالکل اکیلا سمجھ کر زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا ہے یہ فرمایا اور حضرت ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے اور عبادت الہی میں مصروف ہو گئے۔ بس اسی رات کو جبریل امین نے حاضر ہو کر قدم چوم کر عرض کیا ان اللہ قد اشتاق الی لقائک یا رسول اللہ کہ اے پیارے آقا! اللہ آپ کو عرش پر بلا کر آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ تاکہ آپ کو بتائے اور دکھائے کہ اگر یہ لوگ آپ کی عزت و تعظیم سے اندھے ہیں تو آکر دیکھ لیں آسمان کے فرشتے اور جنت کی حوریں کس طرح تیری تعظیم کرتی ہیں، اگر تو نے طائف کے سفر میں پتھر کھائے ہیں تو آسمان پہ آکر دیکھ فرشتے تیرا کیسے استقبال کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ میں آکر دیکھ کہ اللہ کے سارے نبی کس طرح تیری انتظار میں کھڑے ہیں اور تجھے اپنا امام مان رہے ہیں اور تیری شان کے خطبے پڑھ رہے ہیں۔

آپ کے رُخ انور کی روشنی اس طرح جلوہ دکھا رہی تھی کہ اس کی لہریں عرش پہ محسوس ہو رہی تھیں اور نور کے فرشتے بھی حیران تھے کہ آج ہماری نورانیت کیوں ماند پڑ گئی ہے ایسا لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سفر معراج کے سارے راستوں پر ہر طرف نور کے بجلی و مصفیٰ آئینے گاڑ رکھے ہیں جس کے ذریعے حضور علیہ السلام کا نور عرش و فرش پہ چھایا ہوا ہے اور کوئی۔

نیا منظر دکھایا جا رہا ہے جہاں مسرور پایا جا رہا ہے
زمین پر عرش چھایا جا رہا ہے دو عالم کو سجایا جا رہا ہے
کوئی دولہا بنایا جا رہا ہے

(۳) اُدھر آسمان پہ اور ادھر زمین پر خوشیوں کا سماں تھا اور دھوم مچی ہوئی تھی، آسمانوں سے نور والے آقا کی معراج کی خوشی میں نور کی بارش ہو رہی تھی (جیسے دولہا کی آمد پہ پھول برسائے جاتے ہیں) اور ادھر زمین سے خوشبوئیں مہک رہی تھیں اور خوب چہل پہل تھی جس طرح شادی والے گھر میں ہوتی ہے کیونکہ حضور زمین والوں ہی کی بگڑی کو بنوانے کے لیے ”آسمان والوں“ کے پاس جا رہے ہیں۔

یہی ہے رفعت و اعزاز و اکرام بڑھائی جائے گی اسلام کی شان
فلک سے لائے ہیں جبریل احکام ہے سبحن الذی اسریٰ کا پیغام
جو دنیا کو سنایا جا رہا ہے

(۴) ہمارے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور سے روشنیاں پھوٹ پھوٹ کر عرش معلیٰ تک جا رہی تھیں جس طرح چودھویں رات کے چاند کی وجہ سے رات جگمگ جاتی ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کے رُخ و الصحنہ کی شعاؤں سے سارا ماحول روشن تھا گویا قدم قدم پہ آئینے لگا دیے گئے تھے تاکہ روشنی میں کئی گنا اضافہ ہو جائے۔ ایسے لگتا تھا جیسے

نیا منظر دکھایا جا رہا ہے جہاں سرور پایا جا رہا ہے
زمین پر عرش چھایا جا رہا ہے دو عالم کو سجایا جا رہا ہے
کوئی دولہا بنایا جا رہا ہے

(۵) معراج چونکہ مکہ مکرمہ سے ہوئی (من المسجد الحرام الى المسجد الاقصیٰ) اس لیے اس رات کعبہ دیکھنے والا تھا ایسے لگتا جیسے دلہن نے خوب بناؤ شگھار کیا ہوا ہے یعنی نکھر کے سنورا، سنور کے نکھرا

(وہ الفاظ نہیں مل رہے کہ جن سے ترجمہ کیا جائے یعنی روشن ہو کر خوب آراستہ ہوا، حسن و جمال کی انتہا ہو گئی کہ حجر اسود جو کعبہ شریف کی کمر میں تل کی طرح ہے اس میں بھی لاکھوں خوبصورتیوں کے رنگ بھرے ہوئے تھے۔ جس سے کعبہ میں اور بھی نکھار و جمال پیدا ہو گیا۔

حرم سے تا فراز عرش اعظم ہے بزم کن فکاں نور مجسم
ہیں ضو افشائیاں تاروں کی پیہم شب اسرئی سے جلوں کا یہ عالم
جہاں پر نور چھایا جا رہا ہے

کعبہ کو دلہن اور حضور علیہ السلام کو دولہا کہنا:

کعبہ کو دلہن کہنا، زمین و آسمان کا خوشیاں منانا ایسے ہی محاورہ استعمال فرمایا ہے جس طرح احادیث مبارکہ میں فرمایا گیا۔
ماست الجنة میسا کما تمیس العروس۔ کہ جب حضرت امام حسن و حسین جنت میں داخل ہوں گے تو جنت نئی دلہن کی طرح خوشی سے جھومنے لگے گی (روی الطبرانی فی المعجم الاوسط عن عقبہ والنس رضی اللہ عنہما۔ وازدی عن ابن عباس) اور حضور علیہ السلام نے مقام عسقلان کو احدی العروسین قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہاں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے (مسند احمد عن انس رضی اللہ عنہ) کعبہ کو خود حدیث۔

میں دلہن فرمایا گیا ہے۔ دیکھئے قوت القلوب اور احیاء العلوم۔ اس میں کیا شک ہے کہ ہمارے آقا علیہ السلام سلطنت الہیہ کے دولہا ہیں۔

چنانچہ مواہب لدنیہ میں ہے ہو صلی اللہ علیہ وسلم رای صورة ذاته المبارکة فی ملکوت فاذا هو عروس المملکة۔ آپ علیہ السلام نے معراج میں اپنے آپ کو ملا خطہ فرمایا تو سلطنت الہی کا دولہا پایا۔ اسی طرح دلائل الخیرات۔ مطالع السمرات۔ اور ان کے علاوہ بھی بہت ساری کتابوں میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے عروس (دولہا) کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور کوئی ضروری بھی نہیں کہ صرف اس کو دولہا دلہن کہا جائے جن کی شادی ہو رہی ہو کیونکہ سورہ الرحمن کو قرآن کی دلہن قرار دیا

گیا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں سے لکل شی عروس و عروس القرآن الرحمن۔ (بیہقی شعب الایمان عن علی رضی اللہ عنہ)

حدیث میں جمعہ شریف کو بروز قیامت نئی دلہن فرمایا جانا مذکور ہے (مستدرک للحاکم)

ایسے ہی نہایہ لابن الاثیر، الدر الثمینہ لابن النجار، میں اس طرح کے حوالے موجود ہیں العاقل تکفیه الاشارہ۔ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے۔

(۶) شب اسری کے دولہا (حضور علیہ السلام) کے چہرہ واضحی پہ کچھ اس طرح کے جلوے برس رہے تھے کہ محراب نے بھی حیا کی وجہ سے اپنا سر جھکا دیا جو آج تک جھکا ہوا ہے اور اس کے سیاہ پردے کے منہ پر اللہ تعالیٰ کے خالص جلووں میں سے ایک جلوے کا نورانی آنچل (پلو) ڈال دیا گیا۔ اس طرح سفر معراج کے آغاز سے پہلے ہی یہ اہتمام کرنے سے مقصود کیا تھا؟ یہی تھا کہ

دکھانی شان ہے روح الامین کو ہے کرنا مفتخر عرش بریں کو
امین کعبہ ختم المرسلین کو حرم سے اپنے محبوب حسین کو

(مولانا ضیاء القادری)

قریب اپنے بلایا جارہا ہے

(۷) رحمت و نور کے سارے بادل خوش ہو کر جمع ہو گئے اور نور و رحمت برسانے لگے اور دلوں کے رنگین پرندے اپنا رنگ دکھا کر جھومنے لگے۔ سرکار علیہ السلام کی ہر طرف سے نعتیں پڑھی جا رہی تھیں اور کعبہ حضور علیہ السلام کی شان سن کر اور دیکھ کر وجد کر رہا تھا۔ جیسے کہ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت کعبہ معظمہ تین دن اور تین راتیں وجد کرتا رہا۔ تزلزلت الکعبة لیلۃ و لا دتہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم تسکن ثلاثة ایام ولیا لہن۔ (سیرت حلبیہ)

(۸) میزاب رحمت کے ماتھے کا نورانی جھومر (زیور) ایسا جھوما کہ ڈھلک کر کان کے قریب آ گیا، رحمت و نور کی ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی جس کے قطرے موتیوں کی طرح عظیم کعبہ میں جھڑتے رہے جس سے اس کی گود (کی طرح بنی ہوئی دیوار کی اندروالی جگہ) بھر گئی۔

قدسیوں میں شب اسری یہ غل تھا کہ کبھی ایسا آنا نہ ہوا ہوا ایسا بلانا نہ ہوا

(آزاد بیکانیری)

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

(۹) دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے

غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

(۱۰) پہاڑیوں کا وہ حسن تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکین

صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

(۱۱) نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا!

کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے

(۱۲) پُرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا

ہجوم تارنگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باولے تھے

(۱۳) غبار بن کے ثار جائیں کہاں اب اس رہگزر کو پائیں

ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بجھے تھے

(۱۴)

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم

جب اُن کو جہرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

(۱۵) اتار کر ان کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا

کہ چاند سورج چل چل کر جبین کی خیرات مانگتے تھے

(۱۶)

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جو بن ٹپک رہا ہے

نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* نسیم گستاخ - بے ادب صبح کی ہوا - آنچل - دامن، پلو * مشکلیں - سیاہ رنگ کا یا مشک خوشبو میں بسا ہوا * غزال - ہرن * نانے - ہرن کی تھیلی جس میں کستوری جمع ہوتی ہے * بسا - بسانا سے ہے بمعنی آباد کرنا، خوشبودار کرنا * ترنیں - آرائش و زیبائش * ناز و تمکین - ناز و انداز، شان و شوکت * صبا - موسم بہار کی مشرق سے چلنے والی ہوا * دھانی - ہلکا سبز رنگ، (دھان یعنی چاول بونے کے قابل زمین) * چنے ہوئے - سمیٹے ہوئے، چھانٹے ہوئے، طریقے وسیلے سے رکھے ہوئے * آب رواں - جاری پانی * چھڑیاں - کپڑے کو گوگرد گوڑہ لٹکا کر خوبصورت بنانا (چھڑی کی جمع بھی ہے ہاتھ کی لکڑی یا بید) * دھار لچکا - پتلا گوڑہ * حباب - بلبہ، جھاگ * تاباں - چمکدار * تھل ٹکے تھے - جگہ جگہ پھول بکھرے ہوئے تھے (باقاعدہ سلیقے سے رکھے ہوئے تھے) * داغ - دھبہ، نشان * ملگجا - نہ میلانہ صاف (درمیانہ) * کوسوں - میلوں * بادلے - زریں کا کپڑا جو ریشم اور چاندی کی تاروں سے بنا جاتا ہے * غبار - گرد * ثار - قربان، صدقے * رہگزر - راستہ * حوریوں - جنت کی عورتیں (حوریں) * پرغم - غموں اور دکھوں سے بھرپور * عالم - منظر * جہرمٹ - ہجوم * قدسی - فرشتے * جناں - جمع جنت کی * رُخ - چہرہ * بٹ رہا تھا - تقسیم ہو رہا تھا * باڑا - صدقہ، خیرات * چل چل کر - ضد کر کے، اصرار و تکرار سے * جبین - پیشانی * خیرات - بھیک * چھلک - چھلکنا سے * اُچھلنا - لبریز ہو کر ٹپکنا * جو بن - حسن و جمالی کی انتہا * کٹورے - کھلے منہ والا پتیل کا پیالہ نما برتن کٹورا کہلاتا ہے اسی کی جمع کٹورے ہے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۹) دلہن (کعبہ معظمہ) کے خوشبودار غلاف (مست کپڑوں) سے بادِ نسیم (صبح کی ہوا، بادِ صبا) بڑی چالاکی کے ساتھ کھیل کود کر کے (خوشبو پڑا رہی تھی) خوشبو میں بسا ہوا غلاف کعبہ وجد میں آکر جھوم رہا تھا اور ہرن اپنی تھیلیاں کستوری سے بھر بھر کر لے جا رہے تھے۔

آخر شام کی آتی ہے فلک سے آواز سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات

رہ یک گام ہے ہمت کے لیے عرش بریں کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات (علامہ اقبال)

(۱۰) سبحان اللہ! پہاڑوں کی سن لیجئے! ان کی خوبصورتی اور بلند چوٹیوں کا رعب و دبدبہ، واہ واہ کیا کہنے! بادِ صبا نے ان کے سبزے میں ایسی لہریں پیدا کیں کہ منظر ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے انہوں نے زردی مائل سبز رنگ (دھانی) کے دوپٹے اوڑھ رکھے ہیں۔ یہ سارے انتظام معراج کے لیے ہو رہے ہیں۔

۔ طور ہے کعبہ ہے یا عرش معلیٰ کیا ہے۔ راز کھلتا نہیں یہ گنبد خضریٰ کیا ہے
شب معراج میں جبریل بھی حیراں تھے ضیا کون ہے قصر دنا میں پس پردہ کیا ہے (ضیانیر)
(۱۱) اور نہروں کا حال کیا پوچھتے ہو! انہوں نے بھی خوب نہادھو کر جاری پانی کا چمکتا ہوا لباس پہن رکھا تھا اس کی موجیں گھو گھرو گھو اور ان کی دھاریں باریک گوٹہ تھا اور ان کے اوپر پانی کے خوبصورت رنگارنگ بلبلے، چمکدار اور رنگین پھولوں کی طرح جگہ جگہ نکلے ہوئے تھے، جن سے نہروں کے حسن و جمال کو چار چاند لگ گئے، یہ سارا انتظام کر کے۔

۔ معبود نے محبوب کے رتبے کو بڑھایا عالم کے لیے تاج شفاعت کا پہنایا
معراج کی شب عرش معلیٰ پہ بلایا ثانی تو کجا ان کا بنایا نہیں سایا
(سکندر لکھنوی)

(۱۲) (جیسے کسی بڑے مہمان کی آمد پر پرانے غالیچے اور قالین اٹھالیے جاتے ہیں اور نئے بچھا دیے جاتے ہیں۔ معراج کی رات کچھ اسی طرح کا انتظام کیا گیا کہ) پرانا، داغوں والا اور میلا کچھلا فرش اٹھا دیا گیا (یعنی ستائیسویں شب کو معراج ہوئی جب چاند نہیں نظر آ رہا تھا کیونکہ اس کی روشنی پرانی ہو گئی تھی اس کی جگہ) نوری مخلوق (فرشتے، حوریں، رضوان جنت) نے اپنی آنکھیں فرش راہ کی ہوئی تھیں۔ گویا چاند کی چاندنی کا پرانا فرش اٹھا دیا اور نوری مخلوق کی آنکھوں کا زری و زربفت کا فرش بچھا دیا گیا۔ کیونکہ جو خود سرا جانیہ ہو وہ کسی چاند کی چاندنی کا حاجت مند نہیں ہو سکتا۔ چاند ہو سورج ہو یا ستارے۔

۔ چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمکادے چمکانے والے
نبی ہوں، رسول ہوں، ولی ہوں، غوث ہوں، قطب ہوں، ابدال و اوتاد ہوں فرشتے ہوں، حوریں ہوں۔
۔ چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمک دے چمکانے والے
(۱۳) ہم اپنے آقا کی راہگز رہے قربان ہو جائیں۔ لیکن اب وہ راستہ ہمارے ہاتھ کیسے لگے کہ شب معراج جس راستہ سے حضور علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے اور اس راہ پہ ہمارے دل بچھے ہوئے تھے نہ صرف ہمارے دل بلکہ حوران جنت نے اپنی آنکھیں فرش راہ کی ہوئی تھیں اور نوری فرشتوں نے اس راہ پہ اپنے نوری پروں کو بچھایا ہوا تھا۔

۔ زمیں اونچی زمیں سے آسماں کا ہے نظام اونچا یونہی پھر آسماں سے عرش اعلیٰ کا ہے بام اونچا
یونہی پھر عرش حق سے لامکاں ہے لامقام اونچا یونہی پھر لامکاں سے ہے محمد کا مقام اونچا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۴) اے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تڑپ تڑپ کر ٹڈال اور ہجر و فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غموں سے بھری ہوئی میری دکھوں کی ماری جان! اللہ تجھے صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے میں تجھے وہ منظر کیسے دکھا سکتا ہوں (تو تو پہلے ہی کمزور

ہے کہیں تیری جان ہی نہ نکل جائے) جب شب معراج جان کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرشتوں کی مقدس جماعت میرے آتا اور شب معراج کے دولہا پر ہجوم کیے ہوئے تھی اور آپ کو سناری جنتوں کا دولہا بنا رہی تھی۔ تیرے اندر دیکھنے کی تو کیا سننے کی بھی طاقت نہیں ہے۔

اس زمیں پہ صنعت حق کا کمال دیکھا ہے فلک پہ جذبہ الفت کا حال دیکھا ہے
ستارو آؤ تمہیں رکھ لوں اپنی آنکھوں میں کہ تم نے میرے نبی کا جمال دیکھا ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۵) (اور ایسے لگ رہا تھا کہ اللہ نے سارے جہان کے نوروں کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر آج تم نے برسنا ہی ہے تو اس نور الانوار اور احمد مختار کے رخ والضحیٰ پہ برسو) اس نور کے منبع و مرکز کے چہرہ اقدس کی نچھاور سے تمام نورانیوں میں نور کی خیرات بانٹی جا رہی تھی چاند اور سورج کا حال یہ تھا کہ باوجود اس قدر تابناک ہونے کے چل چل کر اور ٹھک ٹھک کر سرکارِ مدینہ علیہ السلام کی پیشانی اقدس کی خیرات مانگ رہے تھے۔

دنیا کی محبت سے کنارہ کر لے جیسے بھی گذارا ہو گذارا کر لے
اللہ کے جلووں کی اگر خواہش ہے سرکار کے جلووں کا نظارا کر لے
(۱۶) معراج کی رات جب میرے آقا نے غسل فرمایا کچھ جانتے ہو کہ اس غسل کا پانی کہاں گیا؟ اگر نہیں جانتے ہو تو سنو! یہ آسمان پہ ستارے تمہیں دکھائی دے رہے ہیں ناں؟ ان میں جو روشنی تھرکتی اور کانپتی ہوئی نظر آرہی ہے اس کو ذرا غور سے تو دیکھو یہ اسی غسل مبارک کا پانی ہے جس کو ستاروں نے اپنی آنکھوں کے کٹوروں میں محفوظ کر لیا تھا اور اب وہ پانی نور بن کر روشنی پکڑ رہا ہے۔ اور اگر کسی کو اس میں مبالغہ نظر آئے تو وہ اپنی نظر کا علاج کرا کے اس سے ہی استدلال کر کے مان جائے کہ

نور نے تلوؤں کو سہلا کر جگایا خواب سے یوں ہوئی سرکار کی معراج جسمانی شروع
پہلے تو وہ ہمرکاب سرور کو نین تھا ہو گئی جبریل کی سدرہ سے حیرانی شروع

(۱۷) بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

(۱۸) خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

(۱۹) تجلّی حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

(۲۰) جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن

مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

(۲۱) ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک

صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

(۲۲) عجب نہ تھا رخس کا چمکنا غزال دم خوردہ سا بھڑکنا

شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

(۲۳) ہجوم اُمید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ

ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غل غلے تھے

(۲۴) اُٹھی جو گردِ رہِ منور وہ نوبہ برسا کہ راستے بھر

گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

(۲۵) ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزری

اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے پہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

(۲۶) براق کے نقشِ سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے

مہکتے گلبن، مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* تلوؤں - پاؤں کے نیچے والا حصہ * دھوون - وضو یا غسل میں استعمال شدہ پانی * اترن - اتارے ہوئے کپڑے
 * تحویل - حوالے کرنا، پھرنا * مہر - سورج * رُت - موسم * سہانی - اچھی، پیاری * پوشاک - لباس * زیب تن کرنا - پہننا
 (پہن کر جسم کو زینت دینا) * جوڑا - سوٹ، پورا لباس * بڑھا چکنا - خیرات کر دینا، کسی کو صدقہ کے طور پر دے دینا * تجلی حق -
 اللہ کا جلوہ * سہرا - دولہا کو پھولوں یا تلے کی تاروں سے بنا ہوا جوڑیوں کا گچھا باندھتے ہیں * صلوٰۃ و تسلیم - درود و سلام * پنچھاور -
 دولہا پر جو پیسے پھینکے جاتے ہیں * دوروہ - دونوں طرف * قدسی - فرشتے * پرے جما کر - لائن لگا کر * واں - وہاں * خاک
 گلشن - باغ کی مٹی * اترن - استعمال شدہ چیز * نامرادی - ناکامی * پشتِ زیں - سواری کی زین، کاٹھی * مغفرت - بخشش
 * شلک - توپوں کی سلامی (کی آواز) * صدا - آواز * مستانہ جھومتے - مستی میں آکر وجد کرتے (حالت جذب) * عجب -
 تعجب، حیرانگی * رخس - آپ کا چہرہ * غزال - ہرن * دم خوردہ - جس نے گڑ کی قطرہ دار شراب پی رکھی ہو * سا - حرف تشبیہ،
 کی طرح، مانند * شعاعیں - تیز روشنی کی کرنیں * بکے - اکٹھا ہو کر ٹکنا (تیز روشنی اکٹھی ہو کر کثرت سے نکلے تو ساتھ دھواں سا
 محسوس ہوتا ہے اس کو ہندی میں بکا بضم الباء کہتے ہیں) * صاعقے - بجلی کا کوندنا اور چمکنا، جلانے والی بجلی * ہجوم اُمید - امیدوں کا
 جھگھٹایا کثرت * گھٹاؤ - کم کرو * باگیں - لگائیں * ملائکہ - فرشتے * غلغلے - چرچے، شہرے، ڈنکے بج رہے تھے * گرد -

غبار * رہ منور - روشن راستہ * جل تھل - ہر طرف پانی ہی پانی * ستم - ظلم * مت کئی - مت ماری گئی، عقل جاتی رہی * رہ گذر - راستہ * نقش سم - کھر کا نشان * گل کھانا - کوئی بڑا عجیب کام کرنا * مہکنا - خوشبودنیا * گلبن - سرخ گلاب * گلشن - باغ * ہرے بھرے - سرسبز و شاداب * لہا لہا - لہرانا، جھومنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کا دھون (وضو یا غسل کرتے ہوئے جو پانی گرا) اس سے جنت کو رنگ روغن کر کے اس کے حسن کو بڑھایا گیا اور جنت کے نورانی پھول اور باغ جنت کے شگوفے اپنا جمال بڑھانے کے لیے حضور علیہ السلام کے جسم اقدس سے اترنے والا لباس حاصل کرنے میں پیش پیش تھے۔

میرے لیے ہر گلشن رنگیں سے بھلی ہے کانٹے کی وہ اک نوک جو طیبہ میں پٹی ہے
جو تیری گلی ہے دراصل وہ ہے جنت دراصل جو جنت ہے وہ تیری گلی ہے

(۱۸) آفتاب نبوت کا شب معراج زمین سے آسمان کی طرف اور مکان سے لامکان کی طرف جانا (تحویل مہر) گویا اپنا ایک برج چھوڑ کر دوسرے برج کی طرف چلنا اس بات کی دلیل ہے کہ موسم بدلنے والا ہے اور امت کے لیے سہانی اور پسندیدہ گھڑی آنے والی ہے کہ جب لامکان پر امت کی بخشش کے فیصلے ہوں گے اس لیے تو وہاں کا نورانی لباس پہنا اور یہاں کے کپڑے امت کے گناہوں کے بدلے صدقہ کر دیے تاکہ امت سے اس صدقہ کے طفیل گناہوں کی آفت ٹل جائے کیونکہ الصدقہ ترد البلاء۔ صدقہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے (الحديث)

اک ایسی گھڑی دی، اونی اے کج غنی کج منوانی اے
بوہے جتناں والے کھلنے نے دوزخ نوں بچھایا جانا اے

(۱۹) سرکار مدینہ علیہ السلام کے سرانور و اقدس پہ جلوہ حق کا نورانی سہرا باندھا گیا اور حوران بہشتی نے درود و سلام کے پھول نچھارو کیے اور جس جس راستے سے حضور علیہ السلام کی سواری گذری دونوں طرف فرشتوں نے کھڑے ہو کر شب معراج کے دولہا کو سلامی پیش کی۔ الدنیا مزرع الاخرة دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا کے بادشاہ کی سواری گذرنی ہو تو ایسے ہی کرتے ہیں کوئی پھول نچھاور کرتا ہے تو کچھ راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہیں کوئی ہٹو بچو کی صدا کہیں لگاتے ہیں اور معراج کے دولہا آتے ہیں جبریل منادی کرتا ہے

(۲۰) اے کاش! کہ ہم بھی اگر وہاں ہوتے تو جس گلشن سے سرکار گزرے اس کی زمین کی مٹی بن کر حضور علیہ السلام کے قدموں سے لپٹ جاتے اور عرض کرتے کہ اگر اپنا دھون جنت کو عطا کیا ہے تو اپنا اترن (اتر ہوا لباس) ہمیں عطا فرمائیں۔ ہمارے آقا ضرور ہماری بات مان جاتے اور اترن نہ بھی اگر ملتا تو نعلین پاک مل جاتی جس کو ہم اپنے سر کا تاج بنا لیتے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
لیکن ہمارے اتنے نصیب کہاں کہ ہم جیسے نکلے وہ نظارہ کرتے، ہمارے نصیب میں تو یہی ناکامی میں خاک چھاننے کے دن لکھے ہوئے ہیں۔ کہاں وہ پاک ذات اور کہاں ہم نکلے۔

ہیں مظہر ذات حق رسول اکرم مختار و خلیفہ خدائے عالم
صرف ان کے سبب سے سب اولوالعزم ہوئے عیسیٰ، موسیٰ، خلیل و نوح و آدم
صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین (جمیل رضوی)

(۲۱) بس پھر کیا تھا؟ اللہ کے محبوب سواری (براق) پر سوار ہونے ہی والے تھے کہ توپوں کی آواز آنے لگی جو اس بات کی علامت تھی کہ آپ کی امت کی بخشش ہو گئی اور شفاعت نے خود آگے بڑھ کر حضور علیہ السلام کو مبارک دی کہ جس امت کے لیے آپ رور و کردعائیں کرتے رہے مبارک ہو اس کا کام بن گیا۔ ادھر امت کے گناہ گاروں کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے وجد میں آ کر مستوں کی طرح جھومنا شروع کر دیا اور گناہوں نے بھی خوشی منائی کہ اگر گناہ گاروں کی بخشش نہ ہوتی تو ہماری وجہ سے یہ گناہ گار عذاب میں مبتلا ہو جاتے جس سے اللہ کا محبوب پریشان ہوتا تو شکر ہے ہم حضور کی پریشانی کا باعث بننے سے بچ گئے۔
شب معراج یا دامت:

کسی پنجابی شاعر نے اس روایت کا ترجمہ کیا جس میں ہے کہ آپ نے سواری (براق) پر سوار ہونے سے پہلے توقف فرمایا اور جبریل امین سے فرمایا۔

میں آج کراں سواری اس تے نال کمال دلیری
پنجاہ (۵۰) ہزار ورے دا مولا دن محشر فرمایا
جبریل طے ہووے گی او کیونکر منزل بھاری
میری امت نوں یا مولا کی دیسیں سواری
کہ آج میں تو براق پہ سوار ہو کر اللہ کے ہاں چلا جاؤں گا لیکن کل میری امت محشر کا دن پچاس ہزار سال کا اور پلصراط میں ہزار سال کا کس طرح طے کرے گی؟ پہلے اس کا انتظام کرو۔ چنانچہ جبریل امین کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب سے عرض کر دے۔
جیوں کر آج براق تسانوں ہوئی عنایت میری
کیوں دل گیر ہوویں توں پیارے سوچیں وچ قیاساں
امت تیری نوں میں گھوڑے قبریں وچ پچاساں
اے محبوب! پریشان نہ ہو تیری امت قبروں سے بعد میں نکلے گی سواریاں پہلے وہاں کھڑی ہوں گی۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں زیر آیت یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا (طہ) لکھا ہے کہ حضور کی امت قبروں سے نکل کر سواریوں پہ سوار ہوگی اور جنت میں جائے گی۔

وفدا جمع ہے وفاد کی بمعنی راکب ای یخرجون من القبور را کبین حتی یقرعون باب الجنة (حاشیہ جلالین)
اسی لیے حکم ہے کہ قربانی کا جانور عیب دار نہ ہو کیونکہ وہ قیامت کو تمہاری سواری بنے گا۔ اس کی نگاہ خراب نہ ہو ورنہ قربانی نہ ہوگی جب نگاہ خراب والا جانور قربانی پہ نہیں لگ سکتا تو کانا دجال مرزا قاریانی نبی کیسے ہو سکتا ہے جو ایسے کو نبی مانتے ہیں یقیناً ان مرتدوں کا ایمان خراب ہی تو ہے اور پھر اگر جانور ایک آنکھ والا ہوگا تو وہ اپنے سوار کو تلاش کیسے کرے گا کہ یہ میرا سوار ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس کی خراب آنکھ کی سائیڈ پہ آ جائیں اور وہ آپ کے پاس سے گذر جائے نہ آپ کو پتہ چلے کہ یہ میری سواری ہے نہ اس کو پتہ چلے کہ یہ میرا سوار ہے۔ بہر حال پنجابی شاعر کے اگلے اشعار یوں ہیں۔

آجلدی ہن دیر نہ لاؤ دیکھ مہمانی میری
چابیاں جنت ہتھ وچ تیرے جو مرضی کر تیری

جو منگیں سو منگ جیسا صدقے عالم سارا آہن عرش معلیٰ اُتے سانوں دے نظارا
کہ اے محبوب اب دیر نہ لگاؤ میری مہمانی دیکھنے کے لیے عرش پہ آؤ، جنت کی چابیاں آپ کے ہاتھ دے دوں گا جو
چاہے سو کرو۔ سارا جہاں آپ پہ قربان، جو مانگو آپ کو عطا ہوگا۔ (روایت روض الازہار ص ۲۰۹ پہ دیکھی جاسکتی ہے۔)
ایک روایت کتب معراج میں یوں بھی ہے کہ جب حضور علیہ السلام براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے تھوڑی شوخی
دکھائی، جبریل امین نے ڈانٹا تو براق پسینہ پسینہ ہو کر عرض کرتا ہے میں شوخی نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی قسمت پہ ناز کر رہا تھا کیونکہ جس
کا یہ راکب ہو اس کو ناز کرنا چاہیے۔ (معارج النبوة ص ۷۵، ج ۲، روض الازہار ص ۲۰۷)
حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کتھے مہر علی کتے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں
اے مسلمانو! غور کرو! ہمارے آقا ہمارے لیے کیا کیا کرتے رہے نہ صرف براق پہ سواری کے وقت بلکہ عرش پہ جا کر بھی
ہمیں نہ بھولے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم میں فرمایا ما ضل صاحب نہ بھٹکا نہ بھولا۔ یا اللہ! یوں کیوں نہ
فرمایا کہ میرا نبی، میرا رسول نہ بہکا۔ صرف اس لیے کہ بلایا تو خدا نے اپنے لیے ہی تھا لیکن وہاں جا کر بھی گنہ گار امت کو ہی یاد کرتا رہا
ایک پنجابی شاعر نے اس موقع پر یوں کہا۔

مسلمانا! توں دیکھ لے نبی تیرا، تیرے واسطے غاراں وچہ روند ا رہیا

رورہ کے اپنے آنسو اں تھیں دفتر تیرے گناہواں دے دھوندا رہیا

کدی اکیا ناں، کدی تھکیاناں، راتاں وچہ قیامت کھلونا رہیا

آج اوے تائیں توں بھل بیٹھوں؟ ساری عمر جہڑا تینوں بھلیا ناں

اے مسلمان! غور کر تیرا نبی پیدا ہوا تو سر سجدے میں رکھ کر رب ہب لی امتی کہتا رہا اے اللہ! میری امت کو بخش دے۔
جوان ہوا تو غاروں میں جا جا کر رورہ کر تیرے گناہوں کو بخشواتا رہا اور ایسا درد کے ساتھ روتے کہ چرواہوں کی بکریاں گھاس کھانا
چھوڑ دیتیں اور پریشان ہو جاتیں جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے۔ پھر اللہ نے معراج کی رات عرش پہ بلایا تو وہاں کیا ہوا؟ جب
براق بھی نیچے رہ گیا، جبریل بھی سدرہ پروزک گیا، رفر ف بھی جواب دے گیا تو۔

بکھر کر کے زلفوں نے یہ رنگ لایا

کہ پیارے تیرے گیسو کیا مانگتے ہیں

کہتی میرے گیسوؤں کی سیاہی

الہی یہ گیسو دعا مانگتے ہیں

میرے سامنے عرش پر آ محمد

کہ پیارے تیری ہم رضا مانگتے ہیں

(صلی اللہ علیہ وسلم)

تہہ عرش سجدے میں سر کو جھکایا

یہ کہہ کر خدا نے نبی کو اٹھایا

یہ سن کر کہا مصطفیٰ نے الہی

سیاہ بخت امت کی کر دے رہائی

خدا نے کہا تو نہ گھبرا محمد

تو چاہے جیسے بخشوایا محمد

لہذا امتی ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ حضور نے اگر ایک بار ہی ہمیں یاد فرمایا ہوتا تو ہم اپنے آقا کو روزانہ اس ایک بار کی یاد گیری کے شکرانے میں ہزار بار بھی یاد کر کے درود و سلام پڑھتے رہیں تو کم ہے۔

جن کے لب پر رہا امتی امتی یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہو حاضر تیری چاکری کے لیے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نعرہ رسالت اس لیے لگاتے ہیں کہ حضور نے ہمیں پیدا ہوتے ہی یاد فرمایا۔ اگر ہم پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک حضور علیہ السلام کے اس ایک بار ”امتی“ فرمانے کے جواب میں ساری عمر یا رسول اللہ کہتے رہیں تو آپ کے ایک بار یا امتی کہنے کا شکریہ نہیں ادا کر سکتے۔

اس سے ایک بات بے نماز نام نہاد غلامی رسول کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے بھی اخذ ہوتی ہے کہ ہمارے آقا تو وہ ہیں جو پیدا ہوتے ہی سجدہ کرتے ہیں اور ہم پچاس پچاس سال کے ہو کر بھی سجدہ نہیں کرتے تو ایسے امتی کو ایسے آقا سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ یایوں سمجھو کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ کرنے سے انکار کیا تو قیامت تک کے لیے لعنتی ہو گیا اور ہم اگر روزانہ پانچ نمازوں کے تمام سجدے ضائع کر دیں تو کیا ہم پھر بھی محبوب ہی رہیں گے۔ یایوں بھی عرض کیا جاسکتا ہے کہ صرف نعرے کی حد تک تو ہم کہتے ہیں غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے لیکن موت تو بہت بڑی آفت ہے اس کی بات تو ایک طرف رہنے دیں۔ کیا غلامی رسول میں نماز بھی قبول ہے کہ نہیں؟ جب غلامی رسول میں داڑھی کے چند بال ہم اپنے چہرے پہ نہیں سجاسکتے اور ان نورانی بالوں کا ”بوجھ“ ہم سے نہیں اٹھایا جاسکتا تو موت کی بات کرنا اور اونچے اونچے دعوے کرنے میں آپ خود اندازہ لگالیں کہ ہم کہاں تک سچے ہیں۔

اے اپنی آخرت کو بھول جانے والے حضور کے نام نہاد عاشق امتیو! اگر یہ چند باتیں پڑھ کر تمہارے دل میں کچھ احساس پیدا ہوا ہے اور حضور علیہ السلام کی امت پہ اس قدر مہربانی و خیر خواہی کے بدلے میں کچھ عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا ہے تو چند باتیں معراج شریف کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، خدا را! سچے عاشق پیسے اور عمل کرنے کی کوشش کر کے دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں ورنہ اس منظر کو نہ بھولیں گے۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے یہ وہ واقعات ہیں جو ہوں گے تو قیامت کے بعد لیکن ہمارے فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے بعد والے واقعات حضور علیہ السلام کو معراج شریف کی رات میں ہی دکھا دیے تاکہ جب حضور علیہ السلام زمین پر جا کر فرمائیں گے کہ میں خود اپنی آنکھوں سے اس طرح کے کام کرنے والے لوگوں کو ایسے ایسے عذاب میں دیکھ کر آیا ہوں تو پھر کوئی کافر ہی ہوگا جو محبوب خدا کی ایسی پکی اور دیکھی ہوئی بات کو نہ مانے گا۔

معراج کی رات، عبرت کے چند واقعات:

رجب المرجب کی ستائیسویں شب بسلسلہ معراج النبی ﷺ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک و عبد خاص کو اپنے دیدار پاک اور عظیم قدرتوں کے مشاہدہ کے علاوہ مجرموں کے عذاب کا معائنہ کرایا۔ تاکہ آپ کی امت ان جرائم سے محفوظ رہ کر ان گناہوں کے ہولناک عذاب سے بچے۔ خوب غور سے پڑھئے اور ”اپنی جانوں اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔“

بے نماز:

شب معراج حضور ﷺ کا گزرا ایک ایسی قوم پر ہوا کہ جس کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور سر پھوڑے جانے کے بعد پھر اپنی اصلی حالت پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا۔ حضور نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو نماز سے غفلت کرتے ہیں۔

تارکِ زکوٰۃ:

ایک قوم پر آپ کا گزر ہوا جس کی شرمگاہ پر آگے پیچھے پتھر لپٹے ہوئے تھے۔ اور وہ حیوانوں کی طرح کانٹے دار زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال کی زکوٰۃ نہیں نکالتے ہیں۔

زانی:

ایک قوم پر آپ کا گزر ہوا جس کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور وہ سڑا ہوا خبیث گوشت کھاتے ہیں مگر پکا ہوا نفیس گوشت نہیں کھاتے۔ آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا! یہ وہ مرد ہیں جن کے پاس حلال بیوی ہو اور وہ بدکار عورت کے پاس رات گزاریں اور وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال شوہر کو چھوڑ کر بدکار مرد کے پاس رات گزاریں۔

سودخور:

ایک قوم پر حضور ﷺ کا گزر ہوا جو خون کی نہر میں تیرتی اور پتھر کھاتی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ سودخور ہیں۔

نیز حضور ﷺ نے سودخواروں کو اس حال میں بھی دیکھا کہ ان کے پیٹ کو ٹھڑیوں جیسے ہیں جن میں سانپ دکھائی دیتے ہیں اور جب ان میں سے کوئی اٹھتا ہے۔ تو فوراً گر پڑتا ہے۔

بے عمل لوگ:

ایک قوم پر حضور ﷺ کا گزر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا۔ یہ وہ فتنہ پرور لوگ ہیں جو لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔

چغل خور:

ایک قوم پر حضور ﷺ کا گزر ہوا جس کے تانبے کے ناخن تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ چغل خور ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزت کے درپے ہوتے ہیں۔

چغل خوروں کو حضور ﷺ نے اس حال میں بھی دیکھا کہ ان کے پہلوؤں کا گوشت کاٹا جاتا ہے اور وہ اس کو کھاتے ہیں۔ اور ان کو کہا جاتا ہے کھاؤ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ لوگوں کی غیبت کرنے والے چغل خور ہیں۔

امانت میں خیانت کرنے والا:

ایک شخص پر آپ کا گزر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھا جمع کر رکھا ہے جسے وہ اٹھا نہیں سکتا۔ لیکن اس کے باوجود اس میں اور لالا بکر رکھتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ جبریل نے عرض کیا آپ کی اُمت میں سے وہ شخص ہے جس کے پاس لوگوں کی اتنی امانتیں ہیں کہ جن کو ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے باوجود اور اکٹھی کرتا جاتا ہے۔

زبان دراز:

ایک پتھر پر حضور (ﷺ) کا گزر ہوا۔ جس سے ایک بیل نکلتا ہے اور پھر اس پتھر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ لیکن داخل نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا یہ اس شخص کا حال ہے جو منہ سے ایسی بات نکالتا ہے جس پر اسے ندامت ہوتی ہے لیکن پھر وہ اسے واپس نہیں لوٹا سکتا۔

یتیم کا مال کھانے والے:

ایک قوم کو حضور ﷺ نے دیکھا جن کے چہرے اونٹ کی طرح ہیں اور وہ لوگ آگ کے انگارے منہ میں ڈالتے ہیں جو ان کے پیچھے سے نکلتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ ریاکار کو کنوئیں سے خالی ڈول نکالتے دیکھا۔

حرام خور:

حضور ﷺ نے دیکھا کہ ایک دسترخوان پر پاکیزہ گوشت ہے اور ایک دسترخوان پر بدبودار گوشت ہے اور کئی لوگ پاکیزہ گوشت چھوڑ کر بدبودار گوشت کھا رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کیا وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑتے اور حرام کھاتے ہیں۔

بدکار عورتیں:

عورتوں کے ایک گروہ کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ وہ چھاتیوں سے لٹکی ہوئی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں۔ جبریل نے عرض کیا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں کے نکاح میں ہوتے ہوئے بدکاری کرتی ہیں اور حرامی بچوں کو ان کی اولاد میں داخل کرتی ہیں۔

بے پردہ عورتیں:

عورتوں کے ایک اور گروہ کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی ہیں اور ان کے نیچے آگ سلگ رہی ہے جو ان کا بدن کھائے جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ وہ عورتیں ہیں جو پردہ نہیں کرتیں اور اپنے خاوند کے سوا غیر مردوں کے لئے بناؤ سنگار کرتی ہیں اور بے پردہ ہو کر ان کو اپنی زینت و آرائش دکھاتی ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے جو عورت سرمہ لگا کر غیر محرم کو دکھاتی ہے خدا اس کا منہ کالا کرے گا۔ اور اس کی قبر کو دوزخ کا گڑھا بنا دے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بین کرنے والیاں:

عورتوں کے ایک گروہ کو آپ نے دیکھا کہ ان کا قطر ان (تارکول، لنگ) کا لباس ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ وہ عورتیں ہیں جو مردوں پر بین اور واویلا کرتی ہیں۔

جھوٹی قسم کھانے والے کی زبانیں گدی سے کھینچی جا رہی تھیں استغفر اللہ والعیا ذی اللہ۔ (تفسیر روح البیان ہزمتہ المجالس) آپ نے معراج کی رات یہ بھی دیکھا کہ کچھ لوگوں کی زبانیں لوہے کی قینچیوں کے ساتھ کاٹی جا رہی ہیں۔ آپ کے دریافت فرمانے پر جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ لوگوں کو گمراہی میں ڈالنے والے بد عمل واعظ ہیں۔

کچھ لوگ دوزخ کی آگ میں اپنے لوہے کے ناخنوں کے ساتھ اپنے جسم کو نوچ کر گوشت اتار رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے جبریل امین سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا یہ وہ ہیں جو دنیا میں دوسروں کی آبروریزی کرتے تھے۔ اگر ہم اپنے اندر توبہ کا کوئی ایک فیصد جذبہ رکھتے ہیں تو ضرور ان کاموں سے بچنے کی کوشش کریں گے جس کے کرنے کی وجہ سے یہ لوگ مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا ہوئے کیوں کہ مرے بغیر تو کوئی چارہ نہیں۔

آمد بر سر مطلب! بات جہاں سے شروع کی وہاں پر ہی ختم کرتے ہیں قربانی کے جانور قیامت کے دن امت مصطفیٰ کی سواری بنیں گے مگر جو بے چارہ ساری عمر قربانی کر ہی نہ سکا اس کی سواری کہاں سے آئے گی؟ تو اس کو مبارک ہو اگر واقعی اس کے پاس قربانی دینے کی استطاعت اور گنجائش نہیں ہوتی تو اس کی طرف سے حضور علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھوں سے قربانی کر کے اس کی سواری کا انتظام فرما دیا ہے۔ جو خود کرتے ہیں خدا جانے ان کی قبول ہو یا نہ ہو لیکن جن کی طرف سے حضور آپ کر کے گئے ہیں ان کی بھلا کیوں قبول نہ ہو۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام ہر سال دو قربانیاں فرمایا کرتے ایک من منہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسرا عمن لمن یضح من امتی۔ جو امتی طاقت نہیں رکھتا تا قیامت اس کی طرف سے۔ یہ نکتہ بھی پیش نظر رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے سوائے دیدار کے اپنی امت کے بارے میں کوئی مطالبہ بھی نہ کیا مگر ان کو فرمایا لن ترانی اے موسیٰ۔

۔ نہ تو دیکھے نہ چشم انبیاء دیکھے مجھے دیکھے محمد کی نگاہ دیکھے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ادھر مطالبے بھی مانے جا رہے ہیں اور دیدار بھی کرایا جا رہا ہے، موسیٰ علیہ السلام جاگ جاگ کر انتظار فرماتے ہیں اور محبوب سوئے ہوئے ہیں تو ان کو اٹھا کر دیدار کے لئے بلایا جا رہا ہے۔

۔ جاگنے والے کو محروم تمنا رکھا سونے والے سے کہا ساری خدائی تیری قصہ مختصر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے تو ہم اپنے ہاں دیکھتے ہیں کہ جب کوئی دولہا بن کر گھوڑی پہ سوار ہوتا ہے تو ماں آتی ہے سبحان اللہ باپ آتا ہے ماشاء اللہ۔ چچا آتا ہے سبحان اللہ۔ حضور علیہ السلام جب براق پہ سوار ہونے لگے تو آپ کے نہ والدین حیات، چچا زندہ نہ دادا پاس۔ اے اللہ! سبحان اللہ کس نے کہا۔ فرمایا میرا محبوب سوار ہونے لگا تو میں نے خود فرمایا سبحن الذی اسری بعبدہ لیلہ۔ سبحان اللہ اے اللہ تو کیوں سبحان اللہ فرما رہا ہے فرمایا اس لیے کہ نبی تو ہزاروں بنائے ہیں مگر اس جیسا کوئی نہیں ہے۔ اس رات جیسی رات کوئی نہیں اس ذات جیسی ذات کوئی نہیں اور جو آج بات ہوگی اس بات جیسی ات کوئی نہیں۔

۱۔ باغ عالم میں باد بہاری چلی سرور انبیاء کی سواری چلی

یہ سواری سوئے ذاتِ باری چلی ابر رحمت اٹھا آج کی رات ہے

(۲۲) معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سواری (براق) کے چہرے کی چمک دمک پر تعجب اس لیے نہیں ہے کہ وہ سماں ہی ایسا تھا کہ نشہ شراب عشق رسول علیہ السلام سے مست ہو کر براق چھلانگیں لگا رہا تھا اور اس کا چھلانگیں لگانا اس لیے تھا کہ ہر طرف سے تیز روشنیوں کی شعاعوں کے فوارے (بکے) پھوٹ رہے تھے اور آنکھوں میں بجلیاں کوند (رقص کر) رہی تھیں۔ جانور کی آنکھوں میں تیز روشنی پڑے تو وہ خوب اچھلتا کودتا ہے اور یہاں تو بجلیوں کو (براق جمع برق کی بمعنی بجلیاں) بھی لگائیں جڑھا دینے والا سرا جامنیرا خود بجلیوں کے اوپر سوار ہو گیا، تو براق کو زیبا تھا کہ فخر و ناز سے نئے نئے انداز دکھاتا ہوا چلے۔

۲۔ نکبت و رنگ و نور کا عالم ذرے ذرے میں طور کا عالم

کیا بتاؤں بیاں سے باہر ہے شب اسری حضور کا عالم

(صلی اللہ علیہ وسلم)

قارئین کرام! میری کوشش تھی کہ اس شرح میں اپنی ڈائری (جو میں نے آج سے پچیس سال پہلے لکھنا شروع کی تھی) سے کچھ نہ شامل کیا جائے تاکہ شرح طویل نہ ہو جائے لیکن اسی نعت کے شعر نمبر ۲۱ یعنی پچھلے شعر سے میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور میں نے کم از کم معراج شریف کا موضوع جو میری ڈائری میں چند اوراق پر لکھا ہوا ہے اس موقع کو غنیمت جانا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس بابرکت قصیدے کی آڑ میں (جو کہ بارگاہ رسالت میں قبول ہی قبول ہے) میرے یہ چند الفاظ بھی شرف قبولیت پا جائیں۔ چنانچہ میں نے کچھ نہ کچھ مضمون شامل کرنا شروع کر دیا ہے جو درحقیقت جید علماء کرام کی تقاریر کے اقتباسات ہیں اور کچھ کتب سے میں نے خود اخذ کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرماتے جائیں۔

آیات معراج یعنی معراج کی نشانیاں:

قرآن مجید میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے فرمایا گیا النبیہ من ایا قنا۔ ہم نے اپنے بندہ خاص کورات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر اس لیے کرائی تاکہ ہم اس عبد خاص کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی نشانیاں تھیں جن کے دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس قدر اہتمام فرمایا تو معراج شریف کے واقعہ کی تفصیلات پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ صرف جنت و دوزخ دکھانے کے لیے ہی معراج نہ کرائی گئی کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ اے بلال! تو کیا نیکی کرتا ہے کہ میں جب بھی جنت میں گیا تیرے قدموں کی آہٹ کو اپنے آگے پایا اس (کلمہ دخلت الجنة) ”جب بھی“ کا لفظ بتاتا ہے کہ آپ صرف ایک بار ہی جنت میں نہیں گئے کئی بار تشریف لے گئے ہیں بلکہ صلوٰۃ کسوف پڑھاتے ہوئے آپ نے جنت کو اپنے سامنے پایا اور فرمایا کہ میرا دل چاہا کہ جنت کے پھل کا خوشہ توڑ لوں تاکہ تم ساری عمر کھاتے رہو مگر پھر میں نے معاملہ غیب کا غیب میں ہی رکھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے کتے کی جان بچانے والی عورت کو جنت میں دیکھا اور بلی کو باندھ کر مارنے والی کو دوزخ میں دیکھا کتابوں میں موجود ہے بلکہ کتے اور بلی والی احادیث تو صحیح

بخاری میں ایک ہی مقام پر آگے پیچھے آتی ہیں۔ (ان سب کا خلاصہ لکھ دیا ہے)

معزز قارئین! یہ مواد چونکہ میری ڈائری میں محفوظ تھا اس لیے اس کو پڑھتے ہوئے اگر کسی بات یا نکتے کا حوالہ نہ لکھا جائے یا حدیث شریف کا من و عن ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ خلاصہ یا مفہوم بیان کیا جائے تو حرج اس لیے نہیں ہے کہ اس امر کا نہ دعویٰ کیا گیا ہے اور نہ ہی اہتمام کیا گیا ہے لہذا ان نکات کو تقریری نکات ہی سمجھا جائے جو قرآن و حدیث اور دیگر کتابوں سے اخذ شدہ ہیں اور پھر معراج شریف جیسے معجزہ کے بارے کہ جس کی وسعتوں کو معراج کرنے والا جانے یا کرانے والا جانے جان والا یا لے جان والا۔ ہم مکان والے ہیں، بات لامکاں کی ہے۔ ہم زوال والے، بات لازوال کی ہے، ہم حدوث والے، بات قدم کی ہے، ہم امکان والے بات وجوب کی ہے، ہم مقید ہیں بات اطلاق کی ہے، ہم یہاں کے بات وہاں کی، ہم چھوٹے ہیں بات بڑی بھی ہے بڑوں کی بھی ہے۔ قطرے میں سمندر نہیں سما سکتا، ذرے میں آفتاب نہیں آسکتا، پاؤں میں سیر کیسے آئے اور محدود عقل میں غیر محدود واقعہ معراج کیسے سمائے۔ میں اگر زمین پہ بیٹھا ہوں تو بات آسمان کی بلکہ عرش کی کر سکتا ہوں ثابت ہوا کہ قدم فرش پہ ہوں تو علم عرش پہ جاسکتا ہے، تو جس نبی کے قدم ہی عرش کے اوپر ہوں ان کا علم کہاں ہوگا، اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اور پھر اس کا علم ہمارے معمولی سے دماغ میں کیسے آسکتا ہے، ماشرتی تو لے والے معمولی ترازو سے منوں کا وزن نہیں تولایا جاسکتا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور کے پاس سے گذرا تو میں نے دیکھا کہ وہ قبر میں کھڑے بھی ہیں اور صلوٰۃ بھی پڑھ رہے ہیں اب یہ علیحدہ بحث ہے کہ صلوٰۃ سے مراد نماز ہے یا درود شریف۔ کیونکہ یہ عجیب بات ہوگی کہ آپ کے گھر میں مہمان آرہے ہوں تو آپ ان کے آنے سے پہلے نفل نماز میں مصروف ہو جائیں مہمان کے لیے تو نفل روزہ بھی توڑا جاسکتا ہے اور پھر مہمان سیاح لامکان ہو اور موسیٰ علیہ السلام کو پتہ بھی ہو کہ حضور براستہ قبر موسیٰ بیت المقدس تشریف لے جا رہے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام (جن پر نماز فرض بھی نہیں ہے) حضور علیہ السلام کے آنے سے پہلے نماز میں مصروف ہو جائیں اسی لیے اہل محبت نے فرمایا کہ جب صلوٰۃ کا معنی درود شریف بھی ہے تو یوں بھی تو حدیث کا معنی ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے چونکہ وہاں سے گذرنا تھا اس لیے موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر یا نبی سلام علیک پڑھ رہے تھے۔ اس لیے کہ نماز کا تو پتہ تھا کہ اسی آقا کے پیچھے بیت المقدس میں ادا کرنی ہے۔

یہاں یہ گزارش بھی کرنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے بیت المقدس کی طرف جانے کے لیے قبر موسیٰ علیہ السلام والا راستہ ہی کیوں منتخب فرمایا یا کوئی اگر کہے کہ حضور نے تھوڑا ہی منتخب کیا تھا، یہ تو اللہ نے کیا تھا تو پھر سوال اور بھی وزنی ہو جاتا ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة۔ اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ ہمارے ہاں تو لوگ کہتے ہیں قبروں پہ جانا بدعت ہے اور یہ ہے اور وہ ہے یہاں اسریٰ بعدہ اللہ اپنے محبوب کو خود لے کر جا رہا ہے اور وہ بھی حضرت موسیٰ کی قبر پر، ثابت ہوا کہ قبر پہ جانا حضور کی سنت ہے اور قبر پہ لے جانا اللہ کی سنت ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا۔ اللہ کی سنت بدلا نہیں کرتی۔

اب اگر ہمت ہے تو ایک ایک فتویٰ جو بیچارے سنی پہ لگتا ہے، اللہ رسول کی طرف بھی اس فتوے کا رخ کرو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے بھی تھے اور صلوٰۃ بھی پڑھ رہے تھے۔ یہ حدیث کسی عام سی کتاب میں نہیں صحیح مسلم میں ہے۔ اب بتاؤ کہ جو مرجائے، مٹی ہو جائے جو مرنے کے بعد ہاتھ نہ ہلا سکے خود غسل نہ کر سکے، کفن نہ پہن سکے (جیسا کہ جیسے منکرین دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں) وہ بھلا ہزاروں سال بعد قبر میں کھڑا کیسے

ہو گیا اور صلوٰۃ کیسے پڑھ رہا ہے ثابت ہوا کہ ہر مرنے والا مٹی نہیں ہو جاتا۔ سوچو تو کسی جو کھڑا ہو کر نماز پڑھے وہ مردہ ہوتا ہے؟ ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تو قبر کے باہر سے گزر رہے تھے آپ نے کیسے دیکھ لیا کہ موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے ہیں اور کچھ پڑھ بھی رہے ہیں اور پڑھ بھی صلوٰۃ ہی رہے ہیں بالخصوص جبکہ رات بھی اندھیری ہو سواری بھی اتنی تیز ہو کہ حدنگاہ تک اس کا قدم پہنچے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ اور کم از کم نبیوں کے بارے میں بذعقیدگی سے اپنے آپ کو بچالے کمالات نبوت تیری محدود عقل میں نہیں سما سکتے۔ یہ کہنا کہ دیوار پیچھے کا نبی کو علم نہیں ہے، اچھا! تو قبر کے اندر کا کیسے علم ہو گیا؟ مٹی ہماری نظر کو تو روک سکتی ہے لیکن اللہ کے نبی کی نگاہ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اوپر نگاہ کرے تو عرش معلیٰ سے پار جائے اور نیچے نگاہ کرے تو تحت الثریٰ تک پہنچ جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حضور علیہ السلام قبر کے باہر ہو کر قبر کے اندر سب کچھ دیکھ رہے ہیں تو قبر کے اندر ہو کر آج قبر کے باہر بھی سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ الغرض یہ حدیث عقائد اہل سنت کا گنجینہ ہے۔ پھر سارے نبی مسجد اقصیٰ میں جمع ہیں وہ قبروں سے نکل کر کیسے آگئے پھر کئی انبیاء کرام کے ساتھ آسمانوں پہ ملاقات ہوئی۔ پھر قبروں سے ادھر مسجد اقصیٰ میں پہنچ گئے اور ادھر آسمانوں پہ، کہیں یہ حیات النبی کے ساتھ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ تو ثابت نہیں ہو رہا؟

اگر نعوذ باللہ نبی مردہ ہوتے تو مردہ تو نماز (جنازہ) پڑھاتے ہوئے آگے رکھا جاتا ہے یہ سارے تو پیچھے کھڑے ہیں ثابت ہوا کہ سارے ہی زندہ ہیں، سارے ہی باخبر ہیں۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ معراج کی رات نظیر عن یمنہ رای ربہ ونظر عن شمالہ رای ربہ ونظر امامہ رای ربہ ونظر خلفہ رای ربہ ونظر فوق راسہ رای ربہ۔ حضور علیہ السلام نے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر دیکھا تو ہر طرف اللہ کے نور کو جلوہ گر پایا اور عرض کیا۔

تجلی تیری ذات کی سو بسو ہے جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے الحجاب فی حق المخلوق لا فی حق الخالق۔ پردہ مخلوق کے حق میں ہے خالق کے حق میں نہیں۔ ان الیہود یقولون اللہ تعالیٰ علی العرش او علی الكرسی۔ یہودیوں نے کہا اللہ عرش پہ ہے یا کرسی پہ اللہ نے محبوب کو فرمایا ضع قد مک الیمنی علی العرش والیسری علی الكرسی۔ کہ اے حبیب اپنا دایاں قدم عرش پہ رکھ اور بائیں کرسی پہ اور ساتھ یہ بھی فرمادے سبحن الذی اسری بعبدہ میں پھر بھی بندہ ہی ہوں۔ ثابت ہوا کہ خدا عبد کہہ کے تو حید کو بپا رہا ہے اور ملاں فتوے لگا رہا ہے۔

☆ ہمارے آقا علیہ السلام اگرچہ معراج کی رات اللہ کی نشانیاں دیکھنے گئے تھے لیکن اوپر والی مخلوق کو اپنا آپ دکھانے بھی گئے تھے۔

☆ لوگ کہتے ہیں اتنے اوپر نبی کیسے چلے گئے؟ میں عرض کروں گا تم اوپر جانے پہ حیران ہو میں نیچے آنے پہ حیران ہوں کیونکہ بلندی تو ان کا اصل مقام ہے کل شیء یرجع الی اصلہ۔ ہرشی اپنی اصل ہی کی طرف لوٹتی ہے، پانی میں مٹی

ڈالو تو نیچے ہی جائے گی۔ گیند میں ہوا بھر کر پانی میں ڈبو دو تو اوپر ہی آئے گا، حیرانگی تو اس بات پہ ہے کہ۔

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا ان کا اوپر جانا بھی بے مثال اور نیچے آنا بھی بے مثال والنجم اذا هوىٰ میں اوپر جانے کی قسم بھی یا ذرمائی گئی اور نیچے آنے کی بھی۔ نیچے رحمت بن کے آتے ہیں اوپر امت کے لیے بخشش کا سامان کرنے جاتے ہیں، اوپر جائیں تو معراج بنے، نیچے آئیں تو میلاد بنے۔

☆ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ معراج کی رات میں یوسف علیہ السلام والے کنوئیں کے پاس سے بھی گزرا، آج تک بھی اس سے یوسف کی خوشبو آرہی تھی۔

آپ نے فرمایا! ایک پتھر سے خوشبو آرہی تھی۔ مجھے جبریل نے بتایا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے میں نے وہاں نماز پڑھی۔

آپ نے فرمایا! ایک جگہ سے خوشبو آئی میں نے پوچھا کیا جنت قریب آگئی ہے تو جبریل نے عرض کیا نہیں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی قبر سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔

حضرت موسیٰ سے سر طور کلام اپنی جگہ ہے سرکار مدینہ کا مقام اپنی جگہ ہے ہے سارے رسولوں سے سوا شان محمد تسبیح کے دانوں میں امام اپنی جگہ ہے (۲۳) محبوب علیہ السلام براق پہ سوار ہونے لگے تو جب سائلوں کا ہجوم ہو گیا تو حکم ہوا کہ امیدیں کم کرو (یعنی مانگنے والوں کو ان کی طلب کے مطابق دے کر فارغ کرو) اور فرشتے پکار رہے تھے کہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے سواری کو چلنے دو۔

فرشتوں کو حکم تھا کہ جاؤ یہ بھیڑ چھانٹو پرے جماؤ مگر کسی کا نہ جی دکھاؤ مراد مندوں کو یہ سناؤ جو منہ سے مانگو ابھی وہ پاؤ تم اب سر راہ گذر نہ آؤ (۲۴) سید الانبیاء علیہ السلام کی سواری سوئے ذات باری چلی تو ایسی نورانی گرد اڑی کہ ہر طرف نور ہی نور چھا گیا گویا بادلوں نے راستہ گھیر رکھا ہے اور رنگ و نور کی ایسی بارش برسی کہ ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا بلکہ جنگل سے بھی پانی (نور) کے فوارے اُبلنے لگے۔ معارج النبوة میں ہے کہ آپ کے دائیں بائیں اسی اسی ہزار فرشتے تھے ہر ایک کے پاس نور کی شمع تھی جب حضور نے اپنے رخ انور کو ظاہر فرمایا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حسن سب نوروں پہ غالب آ گیا حالانکہ صرف ایک حجاب ستر ہزار حجابوں میں سے اٹھایا تھا۔

مقام مصطفیٰ ادراک میں آئے تو کیا آئے علم خود وجد میں ہے پھر بیاں کیسے کیا جائے نہ دیکھا ہے زمانے نے نہ دیکھے گا حسین ایسا لب جبریل ہے گویا کوئی مثلِ پیا آئے (۲۵) ارے چاند! تیری تھل کو کیا ہو گیا؟ کتنا سنہری موقع تو نے ضائع کر دیا تجھے کسی نے بتایا بھی نہیں کہ شب اسری کے دولہا جس راہ سے گذرے ہیں اس راستہ کی خاک اٹھالیتا اور اس خاک کو اپنے چہرے پہ ملتا رہتا پھر دیکھتا تیرے داغ ملتے ہیں یا نہیں؟

دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیکھو یا میری (احمد رضا کی) عقل کو کیا ہو گیا؟ بھلا چاند جس آقا کے راستے کی گرد کا ایک ذرہ ہے اسی راستہ کی تھوڑی خاک اٹھا لیتا تا کہ میرے نامہ اعمال میں جو گناہوں کے سیاہ دھبے پڑے ہوئے ہیں وہ تو مٹ جاتے۔ اس مفہوم کے مطابق اسی شعر پہ مولانا محمد حسن اثر بدایونی صاحب کی تفسیر اس طرح ہے۔

چمکتی قسمت نصیب ہوتی نہ رہتی تقدیر کی سیاہی
مگر یہ گردش کے دن تھے باقی کہ چال سوچھی نہ بات سمجھی
اگر نہ کرتا طلب میں بستی عجیب اکسیر ہاتھ آئی
ستم کیا کیسی مٹ کئی تھی قمر وہ خاک ان کے راہ گز کی
اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

(۲۶) سرکار علیہ السلام کی سواری (براق) کے کھروں کے نشانات پہ قربان جاؤں اس نے ایسے ایسے پھول کھلائے کہ تمام راستے میں سرخ گلاب کے پھول مہک رہے تھے، باغات سرسبز تھے اور ہر طرف ہریالی ہی ہریالی کا دور دورہ تھا کہ ایسی بہار نہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں آئی (سوائے شب ولادت) اور بعد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

خدا نے جن کا بنایا نہ ثانی وسایا زمیں سے عرش معلیٰ پہ جن کو بلایا
شا نہیں کی سکندر ہے میرا سرمایہ قرآن نے جن کو سراج منیر فرمایا
واقعہ معراج پر ایک نظر (بانداز عاشقانہ):

بڑے سے بڑا سیاح بھی اگر سیر و سفر کرے گا تو اپنا سفر نامہ خود ہی لکھے گا۔ ابن بطوطہ نے پوری دنیا کی سیاحت کی شیخ سعدی نے بھی آدھی دنیا کا سفر کیا لیکن اپنے حالات خود بیان کیے اگر نہ کرتے تو کسی کو کیا معلوم ہوتا کہ کیا کھویا کیا پایا۔ مگر سیاح لا مکاں، امام الانبیاء علیہ السلام سفر معراج پہ تشریف لے جاتے ہیں تو سفر نامہ خدا لکھتا ہے اور کتنے حسین انداز سے سبحن الذی اسریٰ بعبدہ۔ والنجم اذا ہوی۔ وجہ یہ ہے کہ دوسرے سیاح صرف زمین کی سیاحت کرتے ہیں مگر سیاح لا مکاں کا کون مقابلہ کرے کہ

اٹھے بیت الحرام سے اور خدا کے نور تک پہنچے

اسی لیے سیر کی نسبت اپنی طرف فرمائی کیونکہ کوئی انسان خود اتنی بڑی سیر کا دعویٰ کرے یہ ہو ہی نہیں سکتا یہ کام اللہ ہی کروا سکتا ہے اور فرمایا کہ اگر میرا محبوب کہتا کہ میں نے سیر کی تو تم مانتے یا نہ مانتے بات سمجھ میں آتی تھی۔ جب انہوں نے دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ میں فرما رہا ہوں سبحن الذی اسریٰ بعبدہ تو اب جانے والے کو نہ دیکھو بلکہ لے جانے والے کو دیکھو کہ وہ علی کل شیء قدیر ہے وہ کیا نہیں کر سکتا؟

قرآن پاک کا ایک ہی پارہ لفظ سبحان سے شروع ہوتا ہے اگر حضور کی معراج نہ ہوتی تو نہ یہ پارہ ہوتا نہ کوئی تمہارا ہوتا تو کچھ ہمارا ہوتا قرآن بھی حضور کی معراج کے صدقے ملا، رمضان بھی شب اسریٰ کے وسیلے سے ملا بلکہ خود رب رحمان بھی حضور کے توسط سے ملا۔ ورنہ ہم کیا سمجھتے خدا کون ہے۔

کسی پنجابی شاعر نے خدا تعالیٰ کا جبریل امین علیہ السلام کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بھیجنا اس طرح بیان کیا۔

جا جبریل یار لیا میرا دید کرن نوں جی کردا

ہن یار محبوب دے سوں گئے نیں تو سدرہ تے بیٹھا کی کردا

جبریل نے عرض کیا! باری تعالیٰ کہاں جاؤں؟ فرمایا شہر مکہ میں اتر جا، وہاں ایک محلہ ہے جس میں میرے نبی کا محل ہے۔

اس محل میں میرا محبوب مدثر ابجما لہ۔ اپنے حسن کو چھپا کے لیٹا ہوا ہے۔ لیکن حسن کب چھپ سکتا ہے، جبریل امین جنت میں گئے اور اہل جنت کے سامنے اعلان کیا۔

محبوب دا میلاد اے محفل نوں سجائے رکھنا اوہدے اون دا ویلا اے

استقبال کی تیاریاں شروع کر دو۔ ہمارے جلسوں کے اعلان ہماری طرح کے لوگ کرتے ہیں مگر معراج النبی صلی اللہ علیہ

وسلم کا اعلان سید الملائکہ کر رہا ہے۔

کونین کے دولہا آتے ہیں جبریل منادی کرتا ہے آفاق میں شہرہ ہوتا ہے افلاک پہ ڈنکا بجتا ہے

جنت کے براق خوش ہو رہے ہیں ہر کوئی اس امید پہ ہے کہ میں حضور کی سواری بنوں گا۔ روض الاظہار ص ۲۰۷ پہ ہے کہ

ایک براق بڑا پریشان ہو کر سر نیچے کیے ہوئے تھا۔ جبریل نے پریشانی کا سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا جو مقصد خوشیاں منانے والوں کا ہے وہی میرا ہے طریقہ کار میں فرق ہے کوئی ہنس کر یار منار ہا ہے کوئی رو کر اور میں نے سنا ہے ”بھڑا رووے اوہدا کم ہووے“

رونے والے کا کام ہو کر رہتا ہے کیونکہ عاجزی اللہ کو پسند ہے، جس کے پاس جو نعمت نہ ہو اس سے پوچھو اس نعمت کی اس کے نزدیک

کیا اہمیت ہے۔ بے اولاد کو پوچھو اولاد کتنی بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے مگر اس کی بارگاہ میں عاجزی اس لیے پسند ہے کہ

عاجزی اس کے لیے عیب ہے اور بندوں کے لیے کمال ہے لہذا اللہ کے پاس عاجزی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء

کرام کو فرماتا ہے انا عندا لمنکسرة قلوبہم۔ میں عاجز دلوں کے پاس ملتا ہوں حضور علیہ السلام نے عاجزی فرمائی عرش معلیٰ

کے اوپر جلوہ گر ہو گئے ہجرت کے موقع پر حضرت ابو ایوب انصاری نے عاجزی کی تو خود حضور ان کے گھر تشریف لے آئے۔ من

تواضع لله فقد رفعه الله۔ جو اللہ کے لیے جھک جائے اللہ اس کو سر بلند فرما دیتا ہے۔ عاجزی سے بندہ اللہ کی تقدیر کو جیت لیتا

ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دعا تقضا کو بدل دیتی ہے۔

جبریل علیہ السلام نے دوسرے براقوں سے پوچھا کہ تم تو جانتے ہو کہ تم میں سے ایک ہی حضور کی سواری بنے گا پھر سب

خوشیاں کیوں منارہے ہو؟ انہوں نے کہا یہ بات ہمیں بھی معلوم ہے مگر سارے اس لیے خوش ہو رہے ہیں کہ آنے والا رسول تو ہم

سب کا رسول ہے ناں؟

اللہ کی نعمت کا چرچا کرنا اور تحدیث نعمت کے طور پر خوشیاں منانا بھی اگرچہ حکم خدا ہے لیکن بات وہی ہے کہ ”بھڑا رووے

اوہدا کم ہووے“ جبریل نے رونے والے براق کو حضور علیہ السلام کی سواری بننے کی خوشخبری سنائی۔

جبریل امین براق کو لیکر لاکھوں فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اترے تو عجیب منظر دیکھا کہ ساری رات جاگنے والا

محبوب آج شاموں شام ہی سو گیا ہے شاید اس لیے کہ محبوب بے نیاز ہوا کرتے ہیں یا اس لیے کہ دیکھوں جبریل مجھے جگاتا کیسے ہے

اسی لیے دروازہ بھی بند کر لیا، جبریل نے آواز نہ دی دووازہ نہ کھٹکھٹایا، اللہ کے حکم سے سوراخ کیا، اب چھ سو پروں کا مالک جبریل،

ایک پراتا بڑا کہ پھیلا دے تو مشرق و مغرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے، لیکن سوراخ سے کیسے گزرے گا، حکم ہوا کہ اپنی ہستی کو فنا

کر کے میرے محبوب کے قدم چوم لے۔ کیونکہ محبوبوں کے پاس جانا ہو تو تکالیف بھی سہنا پڑتی ہیں۔ یا اللہ! محبوب تیرا ہو تو تیرے حکم سے سوئی کے ناکے سے بھی گزر جاؤں مگر جگاؤں کیسے؟ فرمایا قبل قدمیہ۔ میرے حبیب کے دونوں پاؤں چوم لے اور ایک بار نہیں قبل باب تفہیل ہے جس میں تکرار ہے یعنی بار بار چوم ہزار بار بھی چومے تو کم ہے اس لیے کہ

نہ یہ چومنے کی چیز ہے اسے بار بار چوم

یا اللہ! میرے ہونٹ کا نور کے ہیں فرمایا میرے نبی کے قدم نور کے ہیں تیرے کا نوری ہونٹ انہی نوری قدموں کو چومنے کے لیے ہیں چنانچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا صحابی، کتب ساویہ کا حافظ بیت المعمور کا خطیب اعظم جھک کر حضور کے قدموں کو بوسے دے رہا ہے اور ساتھ کہہ رہا ہے۔

نہ جنت نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا مژہ جو محمد کی تلیوں میں دیکھا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

ہم انگوٹھے چوم لیں تو لوگ فتویٰ لگا دیتے ہیں سید الملائکہ قدم چوم رہا ہے۔ وہ بڑا ہو کر حضور کے قدموں میں آ کر چھوٹا بن رہا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے بڑے بننے کی فکر میں ہیں (بلکہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات اعمال میں امتی نبی سے بڑھ بھی جاتا ہے۔ نعوذ باللہ) ثابت ہوا جو نبی کے قدموں میں جھک جائے اسے جبریل کہتے ہیں اور جو نبی کے مقابلہ میں اکڑ جائے اُسے ابلیس کہتے ہیں۔ تو جبریل نے جب بار بار قدم چومے تو سرکار نے پوچھا ہوگا کیا کر رہے ہو تو جبریل نے اس کے علاوہ اور کیا جواب دیا ہوگا کہ

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا
جبریل کو تو کہا گیا تھا مدثر ابجمالہ (وہ اپنے حسن کو چھپائے بیٹھا ہوگا) لیکن جب دیکھا تو کچھ اور بھی نظر آیا جو سعدی نے بیان فرمایا۔

بلغ العلنی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حسن جمع خصالہ صلوا علیہ والہ

مطلب یہ کہ کوئی کہتا ہے جبریل لے گیا کوئی کہتا ہے براق لے گیا، کوئی کہتا ہے رفر لے گیا، سعدی فرماتے ہیں بلغ اعلیٰ بکمالہ۔ لے جانا کس نے ہے؟ یہ سارے تو راستے میں ہی رہ گئے حضور تو اپنے کمال سے ہی (معراج کی) بلندی تک پہنچ گئے۔ تبھی تو جبریل عرض کرتے ہیں۔

تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا میری قسمت جگانا تیرا کام ہے

تو نے ذروں کو دیکھا تو زر کر دیا تو نے قطروں کو دیکھا گہر کر دیا

تو نے حبشی کو رشک قمر کر دیا الٹا سورج پھرانا تیرا کام ہے

اے جبریل کس کے حکم سے آئے ہو اور کیا حکم لائے ہو عرض کیا۔

کہیا آپ خدا جبریل تو جا میرے نبی نون لیا عرش سجدا ای نہیں

اور پیغام یہ ہے کہ ان اللہ قد اشتاق الی لقائک یا رسول اللہ آپ سے ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ لوگ کہتے ہیں سائنس دان چاند تک پہنچے اور یہ بہت بڑا کمال سمجھتے ہیں اگرچہ خاک سے چلے اور بقول ان کے چاند سے خاک ہی لے کر آئے تو کیا خاک کمال ہے۔ جبکہ جبریل امین جو چاند سے کہیں اوپر چھٹے آسمان پہ رہتے ہیں (چاند تو پہلے آسمان سے بھی نیچے ہے) وہ وہاں سے چل کر حضور علیہ السلام کے قدموں میں آکر بتا رہے کہ چاند پر جانا کمال نہیں بلکہ ان چاند جیسے قدموں میں سر جھکانا کمال ہے اور چاند پہ جانا کمال نہیں انگلی کے اشارے سے چاند کو قدموں میں لانا کمال ہے۔ اگر چاند پہ جانا کمال ہوتا تو میں چاند پہ ہی رہتا مجھے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی مگر میں مدینے کی گلیوں میں اس لیے بار بار آتا ہوں کہ یہاں مدینے کا چاند رہتا ہے اور میں جنت میں رہ کر تمہیں اپنا تجربہ بتا رہا ہوں اگر تم میری بات کو مان لو اور وہ یہ کہ

نہ جنت نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا
(میری اس تقریر کو محققانہ انداز میں دیکھنے کی بجائے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اس نعت کے تناظر میں عاشقانہ انداز سے پڑھیں گے تو انشاء اللہ کوئی سوال ذہن میں نہ ابھرے گا۔ جو لوگ اعلیٰ حضرت کی نعتوں کا عاشقانہ انداز سمجھتے ہیں وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوں گے)

(۲۷) نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آ کے کر گئے تھے
(۲۸) یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اُجالے تھے کھنگالتے تھے

(۲۹) نقاب اُلٹے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے
(۳۰) یہ جوش نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا
صفائے راہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

(۳۱) بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ ڈھل گیا نام ریگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے
(۳۲) وہ ظل رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ گھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

(۳۳) چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این واں سے گزر چکے تھے

(۳۴) جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

(۳۵) تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو

رکاب چھوٹی اُمید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

(۳۶) روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* اقصیٰ - مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) * سر - راز * عیاں - ظاہر * دست بستہ - ہاتھ باندھ کر * آمد - آیا
* دبذبہ - رعب * نکھار - صفائی، اُجلا پن * نجوم - ستارے * افلاک - آسمان * جام - پیالا * مینا - صراحی * اُجالنا - اُجلا
وصاف کرنا * کھنگالنا - پانی سے برتن کو صاف کرنا * نقاب - پردہ * مہر - سورج * جلال رخسار - گالوں کا رعب * ہیبت -
دبذبہ * تپ - بخار * تپکتے - گرم ہونا * آبلے - چھالے * جوشش - تیزی، جوبن * آب گوہر - موتیوں کا پانی
* صفائے - صفائی، چمک * لہرائے - حرکت کرنا، جھومنا * خروجِ وحدت - توحید کا سمندر * ریگ - ریت * ظل - سایہ
* زریفت، اودی، اطس - عمدہ ریشمی کپڑے * تھان - کپڑے کا گٹھا * چماں - چمن سے، باغ * خراماں - ناز و انداز سے
چلنا * سدردہ - پیری (سدرۃ المنتہی) * داماں - دامن * این و آں - یہ اور وہ (اشارۃ قریب و بعید) * قدسی - فرشتے * برات -
شادی کا جلوس (جج) * روح الامین - جبریل علیہ السلام * رکاب - سواری پر سوار ہونے کی خاطر پاؤں رکھنے کے لیے لوہے کے
حلقے * حسرت - تمنا جو پوری نہ ہوئی ہو * ولولے - جوش، جذبہ * روش - رفتار * بھوکا - شعلہ * خرد - عقل * دہر دہر - ہر
جگہ، ہر وقت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۷) شب معراج مسجد اقصیٰ میں جو حضور علیہ السلام نے تمام انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام کو نماز پڑھائی، اس میں یہی راز
تھا کہ پہلے اور آخری کا فرق واضح ہو جائے (کہ آخر میں آنے کا مطلب یہ نہیں کہ آخری کی شان و عظمت بھی کم ہے) جو انبیاء کرام
علیہم السلام حضور علیہ السلام سے پہلے اپنی نبوتوں کے ڈٹے بجائے تھے وہ سارے کے سارے ہاتھ باندھ کر خاتم الانبیاء علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ تو پھر بتاؤ بھلا شان کس کی زیادہ ہوتی؟

ہفت سما کو تیرے واسطے سجایا گیا بہشت میں بھی جشن خوشی منایا گیا
بجھائی گئی ہے جہنم کی آگ اس خاطر حبیب آپ کو ہے عرش پہ بلایا گیا

مسجد اقصیٰ کا منظر:

مقتدی سارے کے سارے (انبیاء کرام) مسجد اقصیٰ میں پہنچ چکے ہیں حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضور علیہ السلام

قبر میں صلوٰۃ پڑھتے ہوئے دیکھ آئے ہیں مگر یہاں انبیاء کرام کی صفوں میں وہ بھی ایڑیاں اٹھا اٹھا کر حضور علیہ السلام کی راہ تک رہے ہیں وہ اتنا جلدی کیسے پہنچ گئے پھر آسمان پہ بھی حضور علیہ السلام کے پہنچنے سے پہلے پہنچ گئے یا تو حاضر ناظر ماننا ہوگا اور ساتھ ساتھ یہ بھی مانے بغیر چار نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام براق پہ سوار ہو کر گئے اور نبی اپنی نبوت کی پرواز و رفتار سے گئے اور براق کبھی نبوت کی رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر سارے نبی ڈیوٹیوں پر تھے جبکہ حضور سیر پہ تھے ڈیوٹی والا جلدی جاتا ہے اور سیر والا ٹہل ٹہل کے خراماں خراماں جاتا ہے، جس کو استقبال دیا جا رہا ہو دیکھتے نہیں ہو کہ وہ آخر میں آتا ہے اور استقبال کرنے والے دو گھنٹے پہلے پہنچے ہوتے ہیں۔ ہر نبی اپنی امت کا امام ہوتا ہے ہر نبی نے سوچا ہوگا کہ دیکھو! کس کو مصلیٰ امامت ملتا ہے کیونکہ وہاں صغی اللہ بھی ہیں؟ نجی اللہ بھی ہیں، روح اللہ بھی ہیں، خلیل اللہ، کلیم اللہ، ذبیح اللہ سارے ہی ہیں (لیکن نبی ہیں مرزا قادیانی کا نادجال لعین وہاں نہیں تھا) اچانک حضور علیہ السلام کی سواری پہنچی تو سارے نبیوں نے رُخ واضحی دیکھ کر نعرہ بلند کیا۔

فجاء محمداً سراجاً منيراً فصلوا عليه كثيرا كثيرا

جس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا ہے

ہن ہو گیا کم سُخالا جے . اوہ! آ گیا کملی والا جے

بیت المقدس میں نبی کہہ رہے ہیں، آسمان پہ فرشتے پڑھ رہے ہیں۔

شکر الحمد کوئی آیا ہے مہمان اپنا خون دل لخت جگر خوب ہے ساماں اپنا

اور سبحان اللہ!

ندا آئی درتچے کھول دو ایوان قدرت کے نظارے خود کرے گی آج قدرت شانِ قدرت کے

چنانچہ جبریل امین نے حضور علیہ السلام کو مصلیٰ امامت پہ تشریف لانے کی دعوت دی اور عرض کیا! جہاں آپ ہوں وہاں اور کوئی امام نہیں ہو سکتا، کسی نبی نے مصطفیٰ علیہ السلام کی امامت پہ اعتراض نہ کیا۔ اگر جبریل علیہ السلام حضور علیہ السلام کو نبیوں کا امام بنادیں تو کسی نبی کو اعتراض نہ ہو اور اگر یہی امام الانبیاء علیہ السلام فرمادیں مورا ابا بکر فلیصل بالناس۔ تو صدیق کی امامت پہ کون اعتراض کر سکتا ہے۔

فرشتوں نے یہ منظر دیکھا تو بعض بولے۔ کیا خوب امامت ہوتی ہے اور بعض نے کہا کیا خوب جماعت ہوتی ہے۔ کچھ نے کہا ایسے امام کے لیے ایسے ہی مقتدی ہونے چاہیں کہ سارے ہی نبی اور کچھ دوسروں نے کہا ایسے مقتدیوں کے لیے ایسا ہی امام ہونا چاہیے کہ سب کا ہی نبی۔ نہ ساری دنیا میں کوئی ایسا امام ہو سکتا ہے اور نہ ہی سارے جہاں میں ایسے مقتدی ہو سکتے ہیں۔ مقتدی اگر لا جواب و با کمال ہیں تو امام بھی بے مثال و صاحب کمال بھی ہے صاحب حسن و جمال بھی ہے۔

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر سرور انبیاء تیری کیا بات ہے

رحمت دو جہاں اک تیری ذات ہے اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے

انبیاء کرام علیہم السلام کے خطبات:

نماز کے بعد جشن معراج مصطفیٰ علیہ السلام کی محفل ہوئی جس میں مختلف نبیوں نے خطاب فرمائے۔ چنانچہ سب سے پہلے

آدم علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور سب سے آخر میں خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر آدم علیہ السلام ابو الانبیاء (یا ابراہیم) علیہم السلام نے جو فیصلہ فرمایا پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذى خلقنى بيده واسجدلى ملائكته وجعل الانبياء من ذريتى۔
تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا، (و خلقت بىدى) اور فرشتوں سے مجھے سجدہ کروایا، اور نبیوں کو میری اولاد بنایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذى اجاب دعوتى فتجانى من الغرق بالسفينة وفضلنى بالنبوة۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے میری دعا کو قبول فرمایا اور مجھے طوفان میں غرق ہونے سے کشتی کے ذریعے بچایا، اور مجھے نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذى اتعذنى خليلا واعطانى ملكا عظيما واصطفانى برسالته و
اخرجنى من النار وجعلها على برداوسلما۔

تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا، مجھے بہت بڑا ملک عطا فرمایا، مجھے رسالت سے سرفراز فرمایا مجھے آگ سے بچایا اور آگ کو میرے اوپر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذى كلمنى تكليما واصطفانى برسالته وانزل على التوراة۔
تمام تعریفیں اس اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے میرے ساتھ خوب کلام فرمایا اور مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا اور میرے اوپر تورات کو نازل فرمایا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذى انزل على الزبور ولين لى الحديد۔
تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میرے اوپر زبور کو نازل فرمایا اور لوہے کو میرے لیے نرم (موم) فرمایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذى سخر لى الرياح والجن والانس وعلمنى منطق الطيرو

اعطانی ملکا لا ینبغی لا حد من بعدی۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہواؤں، جنوں، انسانوں کو میرے تابع بنادیا۔ مجھے پرندوں کا بول چال سکھایا اور مجھے ایسا ملک عطا فرمایا کہ میرے بعد اس طرح کی حکومت و ملک کسی کے لائق نہیں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذي علمني التوراة و الانجيل وجعلني ابرئ الاكمة و الا
برص و احى الموتى باده

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے توراة و انجیل کا علم عطا فرمایا اور مجھے مادرزاد اندھے اور کوڑھ کے مریض کو درست کر دینے والا بنایا اور اپنے حکم سے مجھے مردوں کو زندہ کر دینے والا بنایا۔

اسی طرح تمام انبیاء کرام نے پیارے پیارے خطبے ارشاد فرمائے اور اپنی اپنی خصوصیات بیان کیں اور سب سے آخر میں ہمارے آقا و مولیٰ حضور خاتم النبیین علیہ السلام نے بڑا ہی جامع، ایمان افروز اور علم و حکمت اور عظمت و فضیلت والا خطبہ دیا جھوم جھوم کر اپنے نبی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پڑھیے اور ہر لفظ پہ دور و دو سلام کا نذرانہ پیش کرتے جائیے۔
امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خطبہ:

الحمد لله الذي ارسلني رحمة للعلمين و كافة للناس بشيرا و نذيرا و انزل
علي الفرقان فيه تبيان لكل شيء و جعل امتي اخراجت للناس و جعل امتي
وسطا و جعل امتي هم الاولون و الاخرون و شرح لي صدري و وضع عني
وزري و جعلني فاتحا و سمانی رؤفا و رحیما۔

تمام تعریفیں (تمام زمانوں میں، تمام کرنے والوں کی) اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور جس نے مجھے نسل انسانیت کو بشارتیں دیئے والا اور ڈرسانے والا بنا کر بھیجا اور جس نے میرے اوپر حق اور باطل میں واضح فرق کرنے والی کتاب (قرآن مجید، فرقان حمید، برہان رشید) کو نازل فرمایا جس میں ہر شے کا (مع دلائل) بیان ہے اور جس نے میری امت کو لوگوں (کی بھلائی) کے لیے بنایا اور جس نے میری امت کو درمیانی (افضل) امت بنایا اور جس نے میری امت کو (جنت میں جانے کے اعتبار سے) پہلی اور (دنیا میں بھجنے کے اعتبار سے) آخری بنایا (تاکہ قبروں میں تھوڑی دیر رہنا پڑے اور جیسے پہلوں کے گناہ اس امت کے سامنے بیان کیے، اس امت کے گناہ کسی کے سامنے بیان نہ ہوں) اور اللہ نے میرے سینے کو کھول دیا اور میرے بوجھ کو اٹھا دیا اور میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فاتح (عالم) بنایا اور مجھے اپنے نام (رؤف، رحیم) مہربان اور رحم کرنے والا، عطا فرمائے۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لپے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

تمام نبیوں نے حضور علیہ السلام کا عظیم الشان خطبہ سماعت فرمایا اب جب فیصلہ کی باری آئی تو سب کی نگاہیں ابوالبشر، ابوالانبیاء سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اٹھیں چنانچہ سیدنا آدم علیہ السلام نے جو دو لفظی فیصلہ فرمایا اس سے اپنی آنکھوں کو نور و رول کو سرور دیجیے۔

بجملہ:

تمام خطبات سننے کے بعد ابوالانبیاء (آدم علیہ السلام) یا (جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام) نے یہ فیصلہ دیا کہ:

بہذا فضلکم محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے گروہ انبیاء علیہم السلام (تم میں سے ہر ایک ایک نے بمع میرے اپنی اپنی فضیلت کا نمونہ پیش کیا اور پھر حضور علیہ السلام کے فضائل بھی سماعت کیے میں نے ساری کارروائی کا بغور جائزہ لیا ہے تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم) سب سے نمبر لے گئے ہیں۔ غالباً اس عہد و میثاق کا آج نتیجہ نکل رہا ہے جو اللہ نے عالم ارواح میں نبیوں سے لیا تھا کہ تم جہاں رسول و رسول تاکہ شب معراج کی انتظار میں رہیں۔

جبریل امیں کو ان کا دربان کیا ہر چیز کا اختیار ان کو دے کر کونین کو حق نے ان کا مہمان کیا

(۲۸) شہنشاہ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد تھی اس لیے آپ کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے ہر شئی کو اُجلا کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ستارے اور آسمان کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ ساغر و مینا (گلاس اور صراحی) کو اچھی طرح اجلا و مصفیٰ کرو اس لیے وہ ان برتنوں کو پ کوثر میں کھنگال کھنگال کر ان کی میل کچیل کو دور کر رہے ہیں تاکہ عشق مصطفیٰ کی شراب طہور سے آسمان والوں کو نوازا جائے، کیونکہ بادشاہ جس علاقے کے دورے پہ جاتے ہیں اس علاقے کی بھلائی کے لیے کچھ نہ کچھ کر کے آتے ہیں (ہمارے دنیا دار حکام صرف اعلان ہی کرتے ہیں) جبکہ ہمارے آقا کام بھی کرتے ہیں۔

رسول اللہ اکرم کی اک نظر ہوا اپنے آصف پر تیرے دربار اقدس پر جو چند آنسو بہا آیا (۲۹) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم (جو آسمان نبوت و رسالت کے آفتاب عالم تاب ہیں) نے جب رخ انور سے ایک وہ ستر ہزار پردوں میں سے اٹھایا تو آپ کے چہرہ اقدس کے جلال کی گرمی سے آسمان کو بخار چڑھ گیا اور ستاروں بے چاروں کے منوں پہ چھالے پڑ گئے جن سے پانی (روشنی و نور) رسنے لگا۔

(۳۰) آپ کی نورانیت میں جب جوش پیدا ہوا تو موتی پکھلنے لگے اور ان کی پشت تک پانی چڑھ گیا اور راستوں کو اس قدر مجلی و منیٰ کیا گیا کہ ستارے پھسل پھسل کر حضور علیہ السلام کے قدموں پہ گرنے لگے اور پاؤں کو بو سے دینے لگے۔

وہ عالم نور سر بسر تھا یہاں وہاں نہ ادھر ادھر تھا نہ منزلوں تک وہاں قمر تھا نہ تابش مہر کا گذر تھا فقط وہی چاند جلوہ گر تھا وہی نیم نور جوش پر تھا

(۳۱) وحدت کا سمندر پورے جوش کے ساتھ آگے بڑھا (ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی) ریت (عالم امکان) کے تمام ذرے فنا ہو گئے، یہ آسمان کے ٹیلوں کی کیا بات کرتے ہو اس وقت تو عرش اور کرسی بھی دو بلبلے دکھائی دے رہے تھے۔

(۳۲) ادھر رحمت الہی کا سایہ ادھر رخ والضحیٰ کی تجلیاں ایسا منظر بنا کہ ستارے بھی منہ چھپانے لگے عمدہ قسم کے ریشمی کپڑوں کے تھانوں کے تھان بطور فرش بچھا دے گئے (نیل رحمت اور رخ کے جلووں سے) دھوپ اور چھاؤں کی کیفیت سی بن گئی کہ کہیں چمک دمک تیز کہیں ہلکی اور کہیں بالکل مدہم۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے قرب کا ایک خصوصی نظارہ فرمایا۔

(۳۳) وہ سیدھے قد والا (باغ وحدت کا صنوبر و سرو قد محبوب) کچھ ایسے انداز سے خراماں خراماں چلا کہ سدرۃ المنتہی (جہاں بے شمار فرشتے صرف دیدار کے لیے جمع تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا (اذیغشی السدرۃ ما یغشی) بھی آپ کا دامن اقدس تھام کر نہ روک سکے اور ابھی فرشتے پلک ہی جھپک رہے تھے کہ حضور علیہ السلام مکمل سے لامکاں تک جا پہنچے۔

ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے خورشید و ماہتاب مقابل سے نکل گئے
(۳۴) ہاں (جو فرشتے سدرہ پہ دیدار کے لیے جمع ہوئے تھے انہوں نے صرف) ایک جھلک کا نظارہ کیا پھر اس کے بعد کس کو ہوش کب تھی کہ دامن کہاں ہے دامن والا کہاں ہے دولہا کی سواری بہت دور نکل چکی تھی اور سب سے بڑا باراتی عرض کر رہا تھا۔

اگر یک سرموئے برتر پریم فروغ تجلی بسو زو پریم

(۳۵) سیدنا حضرت جبریل امین علیہ السلام تھک گئے۔ اور سرکارِ مدینہ علیہ السلام کا دامن اقدس ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا (یعنی رفاقت نہ کر سکے) ظاہر ہے قرب الہی کی جو امید لگائے بیٹھے تھے (کہ حضور علیہ السلام کی وجہ سے میرا کام بھی مفت میں ہو جائے گا) وہ امید بھی ٹوٹ گئی۔ دل کے ارمان اور حسرتیں دل ہی میں رہ گئیں۔ کہاں ان کی شان و شوکت کہ سید الملائکہ اور کہاں اب یہ حسرت کہ وہ سہارا ہی گیا جو مزید قرب الہی کا وسیلہ بنایا ہوا تھا۔

(۳۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا حال بھی سن لو! کہ جس نے اس رفتار کا اندازہ لگانے کے لیے صرف غور ہی کیا اس کا دماغ بھی ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور اس دھماکے سے ایسا شعلہ پیدا ہوا کہ عقل کے جنگل میں ایک نورانی پھول پیدا ہوا جس نے پھول ہو کر جنگل کے ہر درخت کو جلا دیا۔ یعنی رفتارِ مصطفیٰ کی بلندیوں کا ہماری چھوٹی سی عقل اگر اندازہ لگانے بیٹھے گی تو اس کا کچھ نہیں بچے گا۔ اس لیے کہتے ہیں کہ

عقل والا تیری دنیا سے پریشان گیا عشق والا تجھے ہر رنگ میں پہچان گیا

اور معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو تمام معاملات ہی عشق کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، بھلا دیکھو تو رات کے تھوڑے سے حصے میں اتنے کام ہو رہے ہیں کہ جو ہزاروں سالوں میں بھی نہیں ہو سکتے۔ مکہ سے چلنا، وایا قبر موسیٰ بیت المقدس آنا، نماز پڑھانا، خطبے دینا پھر زمین کی بے شمار نشانیوں کا نظارہ کرنے کے بعد سوئے آسمان رواں گئی، ایک آسمان سے دوسرا آسمان پانچ سو سال کی مسافت پھر زمین سے آسمان بھی اتنا ہی فاصلہ پھر ہر آسمان کی موٹائی بھی اتنی تو سات آسمان اور سات خلا سات ہزار سال تو یہ ہی بن گئے پھر جنت دوزخ اور دیگر تمام معاملات، پہ غور کرو تو عقل کا جنازہ کیوں نہ نکلے گا۔ اسی طرح کا ایک معجزہ شق صدر بھی ہے جس کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

شق صدر:

غزوہ اُحد میں حضور علیہ السلام زخمی ہوئے خون نکلا تو کئی لوگ بڑے انداز سے بیان کر کے نعوذ باللہ اپنے آپ کو شب

اسری کے دولہا کی مثل قرار دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ان کو غزوہ احد میں دانت مبارک کی شہادت سے خون نکلتا تو نظر آگیا اور جب معراج کی رات اور علاوہ ازیں بھی دوبارہ کل تین بار سرکارِ مدینہ علیہ السلام کا سینہ اقدس کھول کر دل باہر نکالا گیا، حیات بھی برقرار رہی اور ایک قطرہ بھی خون کا نہ نکلا کیوں بھول جاتے ہیں۔ انما انا بشر مثلکم پڑھنے والے قد جاء کم من اللہ نور کیوں بھلا دیتے ہیں۔ ان کو اللہ کا نبی طائف میں پتھر کھاتا تو نظر آتا ہے مگر نعلین سمیت عرش پہ خرام ناز کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔

حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب آلو مبارک شریف کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ فلاں مولوی نے توحید بیان کرتے ہوئے کہا ہے ”بھینس کو بچہ کون دیتا ہے؟ بولو! اللہ۔ مرغی کو انڈا کون دیتا ہے؟ بولو! اللہ۔ (یہ ان کی توحید ہوتی ہے) آپ نے برخستہ فرمایا اس کو کہو! یوں بھی کہے کہ میرے نبی کو نعلین سمیت عرش پہ کون لے جاتا ہے؟ بولو! اللہ (علامہ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے

سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں، جب میرا شق صدر ہو رہا تھا میں دیکھ رہا تھا میرے دل کی حالت یہ تھی قلب سدید فیہ عینان تبصران واذنان تسمعان۔ دل سیدھا اور عمدہ تھا اس میں دیکھنے والی دوا نکھیں تھیں اور سننے والے دوکان تھے بھی تو آپ فرماتے ہیں انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے خشوع (دل کی کیفیت) کو بھی دیکھتا ہوں، میں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں (یہ بخاری شریف کی احادیث ہیں) اور فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں تھا تو لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز سنتا تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں جب جنت میں گیا میں نے (مدینہ میں چلتے) بلال کے قدموں کی آواز کو سنا۔ یہ راز دل کے مادر زاد (جماندرو) اندھے تو نہیں بتا سکتے کوئی غوث اعظم کا دیوانہ ہی بتائے گا جس کے آقا غوث اعظم کو بھی یہ فیض نصیب ہوا اور آپ نے فرمایا کہ میرا مرید مشرق میں ہوا اور میں مغرب میں ہوں اگر مرید کا ستر کھل جائے تو میں پہنچ جاتا ہوں اور اس کی پردہ پوشی فرماتا ہوں۔ اور فرمایا۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعا کخردلۃ علی حکم اتصال

میں اللہ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پہ رائی کا دانہ۔

سوال یہ ہے کہ آج اتنی ترقی کے باوجود بھی دل کا اپریشن کرنا ہو تو مصنوعی دل لگائے بغیر نہیں ہو سکتا ورنہ موت واقع ہو جائے گی بلکہ لگا کر بھی عموماً ہو ہی جاتی ہے۔ لیکن حضور ہیں کہ نہ بے ہوش ہوئے نہ مصنوعی دل لگا فرمایا! میں دیکھ رہا تھا اور دل سینے سے باہر رکھا ہوا ہے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا دل کے محتاج نہیں، جو بغیر دل کے زندہ رہ سکتا ہے وہ بغیر روح کے کیوں نہیں رہ سکتا۔ ہاں تو بات یہاں سے چلی تھی کہ احد میں دانت مبارک کی شہادت پہ خون نکلا اور یہاں سینہ چاک ہو کر دل نکال کر بھی قطرہ خون نہ نکلا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں بشریت کا ظہور تھا اور یہاں نورانیت کا ظہور تھا۔ حضور کی دونوں شانوں کو ماننا ضروری ہے ورنہ ایمان کا جنازہ ہی نکل جائے گا۔

قلب اطہر کو زمزم شریف سے دھونا اس لیے نہ تھا کہ نعوذ باللہ کوئی کمی یا میل کچیل تھی بلکہ زمزم شریف کی عظمت بڑھانے کے لیے ایسا کیا گیا تبھی تو با وضو ہو کر، قبلہ رو ہو کر۔ کھڑے ہو کر زیادہ سے زیادہ احترام کے ساتھ پیا جاتا ہے کہ اس بابرکت پانی کو دو نبیوں کی نسبت نصیب ہے تو یہ ایسے ہی ہوا کہ جیسے وضو پر وضو کیا جاتا ہے تاکہ نور علی نور والا معاملہ ہو جائے۔ اور جبریل جیسا فرشتہ قدموں کو بوسہ دے کر فخر محسوس کرے کہ ساری کائنات کو انہی قدموں کا صدقہ لیا رہا ہے اور ملتا رہے گا اور جب فرشتے کہیں کہ

جبریل ہمارا امام ہے تو جبریل فرمائیں مجھے اس سے اتنی خوشی نہیں ہوتی کہ میں تمہارا امام ہوں جتنی کہ اس سے ہوتی ہے کہ میں بھی مصطفیٰ کا غلام ہوں۔

- (۳۷) جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آگئے تھے
- (۳۸) قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے
- (۳۹) سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہا مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے، جو پہلے تاج شرف ترے تھے
- (۴۰) یہ سن کے بیخود پکار اٹھا غار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے
- (۴۱) جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گردِ قربان ہو رہے تھے
- (۴۲) ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغِ منہ اپنا دیکھتے تھے
- (۴۳) یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے
- (۴۴) بڑھ اے محمد قریں ہو احمد، قریب آسورِ مُجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے
- (۴۵) تبارک اللہ شانِ تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لَنُ ترائی کہیں تقاضے وصال کے تھے
- (۴۶) خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* جلو۔ ہمراہی * عجب۔ انوکھا، عجیب * تیور۔ چکر (تیورانا۔ چکرا جانا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانا)
 * مرغانِ وہم۔ سوچ کے پرندے * دم بھر۔ ایک لمحہ * اٹھائی۔ لگی، پڑی * تاج شرف۔ عزت و بزرگی کا تاج * بے
 خود۔ مست و بے ہوش * خار جاؤں۔ قربان ہو جاؤں * تلو۔ پاؤں * مجرا۔ آداب، سلامتی * بزم بالا۔ ملاءِ اعلیٰ کے مقدس
 فرشتوں کی جماعت * گرد۔ ارد گرد * ضائیں۔ روشنیاں * قدیل۔ فانوس، چمنی والی بتی * جھلملانا۔ دھندلا جانا، مدھم روشنی
 دینا * حضور خورشید۔ سورج کے سامنے * سماں۔ منظر * پیک رحمت۔ رحمت کا قاصد * کشادہ۔ کھلے * کلیم۔ موسیٰ علیہ
 السلام * قرین۔ قریب * سرورِ مجید۔ بزرگی والے سردار * ندا۔ آواز * تبارک اللہ۔ اللہ برکت والا * زیبا۔ لائق، مناسب
 * لَنْ تَرَانِي۔ (اے موسیٰ) تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا * تقاضے۔ طلب، خواہش * وصال۔ ملاقات * خرد۔ عقل * جہت۔
 سمت * لالے پڑنا۔ امید ٹوٹتی نظر آنا، مایوس ہونا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۳۷) شب معراج حضور علیہ السلام کے ساتھ جو (مرغانِ عقل) فرشتوں کی مقدس جماعت جا رہی تھی ان کی حالت بھی دیکھنے
 والی تھی، کثرتِ ہجوم، تیزی رفتاری اور تھکاوٹ کی وجہ سے ایک دوسرے کے اوپر گر رہے تھے جیسے قربان ہو رہے ہوں باقیوں کو
 تو ایک طرف رہنے دو! خود ان کے سردار (حضرت جبریل امین علیہ السلام) بھی تھک کر سدرۃ المنتهی پہنچ گئے اور بلندی و
 قرب مصطفیٰ دیکھ کر ان کا سر چکرا گیا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا حالانکہ یہی وہ بزرگ ہیں کہ جو اللہ کے حکم سے
 سرکار کو لینے آئے تھے۔

کہیا آپ خدا جبریلؑ تو جا
 دل نبی دے نظارے کولوں رجدا ای نہیں
 میرے نبی نوں لیا عرش سجدہ ای نہیں
 سوھنا ایو جیا جگ وچوں لبھدا ای نہیں
 سوھنے نبی دی زبان ساڈے واسطے قرآن
 کسے ہوو دا بیان چنگا لگدا ای نہیں

معراج جسمانی اور آیات قرآنی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلًا۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ خاص (محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم) کو لے گئی رات کے تھوڑے سے حصے میں (الی اخرہ)

لفظ سبحن تعجب کے موقع پہ بولا جاتا ہے اگر معراج روحانی (خواب میں) ہوتا تو تعجب کی کوئی بات ہی نہ تھی، خواب
 میں تو ہر کسی کے ساتھ ایسا ہونا ممکن ہے۔

☆ جب حضور علیہ السلام کے معراج مقدس کی تصدیق کرنے سے کافروں نے انکار کر دیا اور آپ پر اعتراض کرنے شروع
 کیے کہ اگر آپ بیت المقدس گئے ہیں تو بتائیں اس کے دروازے کتنے ہیں کھڑکیاں کتنی ہیں وغیرہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو فرمایا
 کہ میرا نبی تو سیر کو آیا تھا کوئی دروازہ کھڑکیاں گننے تو نہیں آیا تھا جلدی جا اور بیت المقدس میرے حبیب کے سامنے کر دے گن
 گن کر بتاتا جائے۔ اور کافروں کا منہ بند ہو جائے۔

پھر انہوں نے کہا! اچھا اگر آپ واقعی بیت المقدس گئے ہیں تو ہمارا ایک قافلہ بھی ادھر گیا ہوا ہے، بتائیے وہ کب آئے گا (نہ ماننے کا یہ بھی ایک بہانہ تھا ورنہ قافلے کے آنے کا وقت نہ پوچھتے صرف یہ پوچھ لیتے کہ آپ نے اس قافلے کو کہاں دیکھا ہے کیونکہ دیکھنے کے باوجود آنے میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا اس سوال سے وہ حضور علیہ السلام کا علم غیب اور اختیار دیکھنا چاہتے تھے) چنانچہ آپ نے ان کا ہر حربہ ناکام بناتے ہوئے فرمایا کہ فلاں دن مثلاً بدھ کو سورج نکلنے ہی قافلہ آجائے گا۔ ممکن تھا کفار مکہ شرارتنا قافلے کو روک دیتے تاکہ نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کی بات پوری نہ ہو لیکن وہ نہ جانتے تھے۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

اللہ نے اپنے حبیب کو فرمایا! کہ اس معاملے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے جب تک قافلہ نہ آئے گا سورج ہی طلوع نہیں ہوگا۔ چنانچہ بدھ کی صبح سورج نکلنے سے پہلے عاشقانِ مصطفیٰ ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو گئے اور کفار مکہ دوسرے پہاڑ پہ کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے ادھر کافروں نے کہا وہ سورج نکل آیا ادھر غلامانِ مصطفیٰ نے نعرہ لگایا وہ قافلہ بھی آ گیا۔

اگر یہ معراج روحانی ہوتا اور جسمانی نہ ہوتا تو اس قدر معرکہ پانہ ہوتا۔ بلکہ آپ فرمادیتے بھی اس میں تعجب کی کوئی بات ہے اس طرح کا خواب تو تمہیں بھی آ سکتا ہے۔ اور پھر اس سے پہلے حضور علیہ السلام کو میں سے زیادہ (۳۳) روحانی معراج ہوئے تھے، کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا، اعتراضات کا ہونا بھی ثابت کرتا ہے کہ معراج جسمانی تھا۔

ایک سوال کا جواب:

کوئی اگر کہے کہ احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی معراج جسمانی کا انکار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جسم اقدس غائب نہیں پایا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ (حضرت عائشہ) کسی اور معراج روحانی کی بات کر رہی ہیں کیونکہ جب حضور علیہ السلام کو یہ معراج ہوئی ہے تو حضرت عائشہ ابھی حضور علیہ السلام کے گھر آئی ہی نہیں ہیں۔ یہ معراج تو مکے میں ہوا جبکہ حضرت عائشہ کی رخصتی مدینے جا کر ہوئی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام تو جان کائنات ہیں جب آپ تشریف لے گئے تو نبض ہستی رُک گئی اور جو جہاں تھا وہیں ساکت و صامت و جامد ہو گیا جب نظام کائنات ہی رُک گیا اور صرف ایک لمحہ میں سارا کام ہو گیا تو کسی کو کیا معلوم کوئی غائب ہوا ہے کہ نہیں ہوا واپس تشریف لائے تو وہیں سے پھر رُکا ہوا نظام چلنے لگا۔ اسی لیے کنڈی بل رہی تھی بستر گرم تھا پانی چل رہا تھا جیسے کپڑے کی تل بجلی کے ذریعے چل رہی ہو، اچانک بجلی چلی جائے تو جو دھاگہ جہاں ہو گا وہیں پہ رُک جائے گا پھر جب بجلی آئے گی اگر چہ سو سال کے بعد آئے تو اسی جگہ سے دوبارہ کام شروع ہو جائے گا۔

☆ روایات میں آتا ہے کہ بہت سارے ضعیف الاعتقاد لوگ معجزہ معراج کو عقل کے تراویز پر تو لے والے، اس معجزے کا انکار کر کے مرتد ہو گئے۔ اس سے بھی معراج جسمانی کا واضح اشارہ ملتا ہے۔

☆ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بعدہ فرمایا ہے بروحہ نہیں فرمایا اور عبد روح مع الجسد کو کہا جاتا ہے روح نہ ہو تو عبد نہیں کہہ سکتے بلکہ اس کو کہتے ہیں کہ جنازہ جارہا ہے۔ اور اگر یہاں روح مراد لوگے تو ہر جگہ پھر روح ہی مراد ہوگی مما نزلنا علی عبدنا۔ کیا اللہ نے حضور علیہ السلام کی روح پہ قرآن اتارا ہے یا روح مع الجسم پہ۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا گیا ان اسر بعبادی۔ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ۔ کیا اس کا مطلب بھی یہ ہوگا کہ جسموں کو رہنے دو اور روحوں کو لے کر نکل جاؤ۔ اسی طرح اراہبست

الذی ینہی عبدا اذا صلی اور لما قال عبد اللہ کا دوا یکونون علیہ لہذا۔ جیسی آیات قرآنہ کو سمجھنے میں شدید دقت و اضطراب پیدا ہوگا۔

معراج شریف کے تین مراحل:

اسی آیہ کریمہ سے معراج شریف کے تین مراحل اور حضور علیہ السلام کی تین حالتوں کا استدلال کیا گیا ہے چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فوائد الفوائد شریف ص ۳۰۸ پر فرماتے ہیں۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ”اسراء“ ہے۔ وہاں سے آسمانوں تک معراج ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (ثم عروج بی) اور اس سے اوپر قاب قوسین او ادنیٰ تک اعراف ہے۔ پہلے مرحلہ کا تعلق آپ کی بشریت سے ہے۔ دوسرے کا تعلق آپ کی نورانیت، روحانیت اور ملکیت سے ہے اور تیسرے کا تعلق آپ کی حقیقت و محمدیت سے ہے۔ مگر تمام مراحل روح مع الجسد سے ہی طے ہوئے۔ پہلے مرحلے کا ذکر من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ میں ہے دوسرے کا ارشادہ لنریہ من اياتنا میں ہے اور تیسرے کا اجمال انه هو السميع البصیر کی تفصیل میں ہے پہلے کا منکر کافر، دوسرے کا منکر گمراہ اور تیسرے کا منکر بد نصیب و محروم القسمت ہے۔

ملے خدا سے تو ایسے ملے کہ مل ہی گئے تمہارے قرب کا عالیجناب کیا کہنا
تیرے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا ثواب ہو گئے سارے عذاب کیا کہنا

الذی:

سے مراد اللہ کی ذات ہے یہ اسم موصول ہے جس کا معنی ہے وہ ذات اور ظاہر ہے ہر شے کی ایک اپنی ذات ہوتی ہے ذات کس کو کہتے ہیں ما بہ الشی شئی۔ اس طرح جس چیز کا کوئی نہ کوئی نام ہے یا نام بھی نہیں ہے وہ ضرور ایک ذات ہے تو الذی سے پھر کوئی ذات مراد ہوگی؟ اگر کوئی کہے کہ پیچھے سب حن کا لفظ آچکا ہے تو اس کا معنی ہوا پاک ذات۔ تو پھر اگر چہ کچھ تخصیص تو پیدا ہوئی کہ (پلید اشیاء ساری کی ساری نکل گئیں) لیکن پاک اشیاء اور ذاتیں بھی تو بے شمار ہیں، کون سی پاک ذات مراد ہے۔ ایک اور نکتہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ اسریٰ کا لفظ بھی آیا ہے کہ رات کو جس بندے کو اللہ نے سیر کرائی وہ عبد مراد ہے تو گزارش یہ ہے کہ رات کو بے شمار لوگ سیر کرتے ہیں اور سب کو اللہ ہی کراتا ہے۔ پھر اس ذات، عبد اور سیر سے کوئی ذات کون سا عبد اور کوئی سیر مراد ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ باقی ہر ذات ذات ہونے میں جس ذات کی محتاج ہے اس سے وہ اللہ کی کامل ذات مراد ہے کہ جو حقیقتاً ذات کہلانے کی مستحق ہے۔ ممکن کی کیا ذات ہوئی کہ کبھی نہیں تھی پھر ہوئی پھر نہ ہوگی۔ (ممکن الوجود جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو جیسے مخلوق۔ ممتنع الوجود، جس کا نہ ہونا ضروری ہو، ہونا محال ہو۔ جیسے اللہ کا شریک۔ واجب الوجود، جس کا ہونا ضروری ہو نہ ہونا محال ہو جیسے ذات باری تعالیٰ) اور سیر تو بے شمار لوگ کراتے ہیں اور سب کو اللہ ہی کراتا ہے مگر کوئی ایک ملک سے دوسرے ملک تک اور کوئی ایک شہر سے دوسرے شہر تک لیکن۔ اک کالیاں زلفاں والا اے جہڑا سدرہ توں لنگ پار گیا

اور اس کو سیر فرمایا ہے سفر نہ فرمایا کیونکہ عرب لوگ کہا کرتے السفر سفر کہ سفر تو عذاب ہوتا ہے ولو کان میلا اگرچہ ایک میل کا ہو فرمایا یہاں تو دیدار ہی دیدار ہے پھر عذاب کیسا؟ لیلا بمعنی رات لیل کا معنی زلف تو معنی یہ بنا کہ اے سیاہ رات کی طرح سیاہ زلفوں والے محبوب رات رات آجا، امت کو بخشوا جا، زیارت کروا جا اور۔ جو لینا ای لے جا چپ کر کے جو چاھویں

مناجایپ کر کے

بعبدہ:

اسی طرح بعبدہ میں بھی اللہ نے واضح طور پر نہ فرمایا کہ کس کو سیر کرائی تاکہ فوراً پتہ چل جاتا کہ کس کو معراج کرائی کیونکہ جیسے الذی ہر شئی پر بولا جاسکتا ہے ایسے ہی ہر مخلوق اللہ کی عبد بھی ہے ان کل من فی السموت والارض الا اتی الرحمن عبداً (طہ) تو اے اللہ! ہم سب عبد ہیں تو کس عبد کی بات کر رہا ہے فرمایا! جس طرح ذاتیں بے شمار ہیں مگر میری ذات جیسی کوئی ذات نہیں اسی طرح عبد بھی بے شمار ہیں مگر میرے محبوب جیسا کوئی عبد نہیں ہے تم خود اپنے آپ کو میرا عبد کہتے ہو تمہیں کیا معلوم تمہارا عبد ہونا مجھے قبول بھی ہے کہ نہیں مگر میں اپنے محبوب کو خود فرماتا ہوں انت عبدی ورسولی (بخاری) اے محبوب تو میرا بندہ ورسول ہے۔ پھر تم صرف عبد ہو اور محبوب عبدی ہیں۔ عبدہ ہیں عبدنا ہیں اور عبدہ ہیں۔ اور عبد اور عبدہ میں فرق پوچھنا ہو تو ان سے پوچھو جو ہو ہو کر تے سلطان باہو بن گئے اور فنا فی ذات ہو ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ایسے عبد کامل، مکمل اور اکمل ہیں۔

کہ نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو

یا پھر قلندر لاہوری سے پوچھ لو کہ عبد اور عبدہ میں کیا فرق ہے وہ بہت سارے فرق بتاتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر ایں سرا پا انتظار او منتظر

صرف عبد اور ہے عبدہ اور ہے صرف عبد ہر وقت اللہ کی رحمت کی انتظار میں رہتا ہے اور عبدہ وہ ہے جس کا رحمت حق انتظار فرماتی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا عبد ہے (حضور کے علاوہ) جس کو اللہ فرمائے قم الیل الا قلیلاً ہم سو سال بھی کھڑے رہیں تو یہ حکم نہ آئے۔

عبدیت کی بحث:

دنیا کی کسی کتاب میں عبد بمعنی بشر نہیں اور عبدیت بمعنی بشریت نہیں بلکہ عبد بمعنی عابد ہے یعنی بندگی و عبادت کرنے والا اور مجازاً غلام، خدمتگار اور خادم کو بھی عبد کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم۔ (النور) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی طرف نسبت ہوگی تو ضرور معنی مجازی ہی ہوگا یعنی غلام اور خادم جیسا کہ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اس میں آپ نے کہا کنست انسا عبده و خادمه۔ میں تو حضور کا نوکر چا کر ہوں۔ (کنز العمال کتاب الخلافۃ مع الہ مارۃ ۱۵: ۶۸۱) اگر یہ ساری بات نہ مانی جائے تو فرشتوں کو بھی بشر ماننا پڑے گا کیونکہ قرآن پاک میں ان کو بل عباد مکرمون فرمایا گیا ہے (عزت والے عبد) بلکہ ہر شے کو بشر ماننا پڑے گا کیونکہ پیچھے آپ قرآن پاک کی آیت پڑھ چکے ہیں کہ ہر شے اللہ کی عبد ہے۔ ثابت ہوا کہ عبد نور کی ضد نہیں ہے یہ صرف نور کے منکروں کی ”ضد“ ہے۔ اسی طرح بشر بھی عبد کی نقیض اور ضد نہیں لہذا بشر بھی نور ہو سکتا ہے اور عبد بھی، اس میں کوئی تناقص نہیں نور کی ضد بشر نہیں بلکہ ظلمت ہے اور جس طرح ارتقاغ نقیضین ناجائز ہے اس طرح اجتماع نقیضین بھی جائز نہیں یعنی دو ضد میں جمع بھی نہیں ہو سکتیں اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک بھی نہ ہو (بشرط وحدات ثنائیہ) تو جو ظالم حضور کو نور نہیں مانتا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کو (نعموذا اللہ، خاکم بدھن) ظلمت مانتا ہے حالانکہ آپ کی تو شان یہ ہے لتخرج الناس من الظلمت الی النور۔ آپ ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جانے والے ہیں۔

یہاں آیہ اسری میں حضور علیہ السلام کو عیدہ فرمایا بنور ہ، برسولہ بمحمدہ اس لیے نہیں فرمایا کہ یہ القابات آپ کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف بھیجتے ہوئے دیے قد جاء کم من اللہ نور۔ انا ارسلک بالحق بشرا و نذیرا اور اپنی طرف بلایا تو عید کہہ کر کیونکہ عید کا معنی ہے عبادت کرنے والا اور عبادت کا مطلب ہے ”تہایت التذلل“ انتہائی عاجزی تاکہ لوگ جان لیں کہ حضور کو معراج عبادت اور عبدیت کی وجہ سے حاصل ہوئی اور اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ عبادت ہی ہے اور وہ بھی غلامی رسول میں رہ کر عبادت کرنے سے ورنہ۔ ہزاروں سال سرحدے میں گر مارا تو کیا مارا۔ اور دنیا جان لے کہ جس نبی کی شان عبدیت یہ ہے کہ معراج ہو رہی ہے اس کی شان نورانیت شان رسالت و محمدیت کتنی بلند و بالا ہوگی۔

عید اور عیدہ میں چند طرح سے فرق:

☆ عید وہ ہے جو اللہ کی رضا چاہے اور عیدہ وہ ہے جس کی رضا خدا چاہے ولسوف یعطیک ربک فترضی۔ اور حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے قرآن پاک میں ہے فلتولینک قبلۃ ترضھا۔

دیکھو محبوباں دی مرضی تے قبلے بدلائے جاندے نیں

☆ عید وہ ہے جس کو اللہ نے دست قدرت سے بنایا (و خلقت بیدی) اور وہ عید اس دست قدرت سے بننے پہ ناز کرے یا پھر اپنی عبدیت پہ ہی خوش ہوتا رہے، اور عیدہ وہ ہے کہ جس پر خود شان قدرت ناز فرمائے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک۔

☆ عید وہ ہے کہ جس کی شان خدا سے ظاہر ہو اور عیدہ وہ ہے کہ خدا کی شان اس سے ظاہر ہو۔ هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

یہ تو آپ کے غلاموں کی شان ہے کہ اذا راوا ذکر اللہ۔ جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے پھر سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

☆ عید وہ ہے جو رب سے ملنا چاہے عیدہ وہ ہے جس سے رب ملنا چاہے ان اللہ قد اشتاق الی لقاءک یا رسول اللہ۔

☆ عید رب کی رحمت کا طالب اور رب کی رحمت عیدہ کی متلاشی۔

۔ ایں سراپا انتظار او منتظر

☆ عید وہ جو عیدہ کے نور سے بنے اور عیدہ وہ جو خدا کے نور کے جلوے سے بنے انامن نور اللہ والخلق کلہ من نوری۔

☆ عید اپنے کام کا خود ذمہ دار اور عیدہ کے کام کا خدا ذمہ دار فلما قضی زید منها و طراز و جنکھا۔ حضور علیہ السلام

نے حضرت زینب سے نکاح فرمایا کافروں نے اعتراض کیا تو اللہ نے فرمایا ہم نے خود اپنے محبوب کا نکاح کیا ہے، چلو!

آؤ ہمت ہے تو میرے سامنے آؤ اور آکر بات کر سکتے ہو تو کرو۔

☆ عید وہ ہے جو کسی کے لیے بنے اور عیدہ وہ ہے کہ جس کے لیے سب کچھ بنے اور وہ صرف اپنے مولیٰ کے لیے بنے حدیث

قدسی ہے لو لاک لما خلقت الافلاک۔ لو لاک لما خلقت الدنیا۔ لو لاک لما اظهرت الربوبیہ۔

عبد کی اقسام:

قرآن مجید میں عبد کا ذکر کئی مقامات پر مختلف مفہوم کے ساتھ ہوا ہے عبد مملو کا لا یقدر علی شیء۔ کچھ عبد وہ ہیں کہ جو کسی شے پر قادر نہیں۔ ومن رزقہ منار زقا حسنا فهو ینفق منه سرا وجہرا۔ کچھ ایسے عبد ہیں کہ ہم نے ان کو اچھا رزق دیا ہے جس سے وہ خوب خرچ کرتے ہیں (خفیہ اور اعلانیہ) پھر فرمایا ہل یستون۔ کیا یہ دونوں قسم کے عبد برابر ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح فقہی اصطلاح میں عبد مدبر، عبد مکاتب کے علاوہ ایک اعتبار سے عبد کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں عبد ابقی، عبد رقیق، عبد ماذون۔

عبد ابقی:

وہ ہے جو اپنے مالک کی اطاعت سے بھاگا ہوا ہو یعنی نافرمان اس لحاظ سے کافر بھی عبد ٹھہرے (یعنی مالک مجازی کے قبضے سے باہر کو عبد ابقی کہتے ہیں)

عبد رقیق:

مالک کا تابع فرمان۔ یعنی پوری طرح اپنے مالک کے قبضہ و ملک میں رہنے والا عبد۔

عبد ماذون:

جس کا مالک اس پر اتنا خوش ہو جائے کہ اس کو اپنی ملکیت میں تصرف کا پورا پورا اختیار دے دے۔

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عبد ہیں مگر عبد ماذون ہیں کہ جن کو اللہ نے چاند توڑنے کا ڈوبا ہوا سورج واپس موڑنے کا تصرف دے دیا۔ ہم تو ایسے عبد ہیں کہ انگلی کے اشارے سے چڑیا کو بھی نہیں بلا سکتے اور حضور ایسے عبد ہیں کہ چاند کو ٹکڑے کر کے زمین پہ بلارہے ہیں۔

معراج رات کو کیوں ہوئی؟

قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ اللہ نے اپنے بندہ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو معراج اس لیے کرائی کہ لنریہ من ایاتنا۔ تاکہ ہم نشانیاں دکھائیں اور ظاہر ہے کہ دیکھنے دکھانے کا تعلق تو روشنی اور اجالے کے ساتھ ہے، اندھیرے میں کیا دیکھا جاسکتا ہے۔ لہذا معراج کا رات میں ہونا کیسے مناسب ہو سکتا ہے اور رات بھی ستائیس کی کہ جس میں چاند کی بھی روشنی نہیں ہوتی۔ تو اس میں علماء نے کئی حکمتیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

☆ دیکھنے کے لیے روشنی کے محتاج تو ہم ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور علیہ السلام تو اندھیرے میں مسکرا دیں تو اتنی روشنی ہو جائے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو گم شدہ سوئی مل جائے (خصائص کبریٰ) اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے رات کے اندھیرے میں واپس گھر جانے والے صحابہ کی لالٹیاں روشنی دینے لگیں (ملخصاً)

☆ اگر دن کو معراج ہوتا تو ایمان بالغیب نہ رہتا اور ابو جہل و ابوبکر، صدیق و زندیق کا فرق واضح نہ ہوتا، آنکھوں سے دیکھ کر ہر کوئی مان لیتا۔ معراج کا معجزہ رات کو عطا کیا جس کو ابو جہل نے حضور علیہ السلام کی زبان سے سن کر انکار کر دیا اور صدیق

اکبر نے ابو جہل سے سن کر مان لیا اور فرمایا کہ اگر میرے رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے تو حق و درست ہے۔ وہ (ابو جہل) انکار کر کے والیل اذا بغشی کا مصداق بن گیا اور یہ (ابو بکر) تصدیق کر کے والنہار اذا تجلی کا مصداق ٹھہرا۔ معراج دن کو ہوتا تو سارے دیکھ لیتے وہ براق آ رہا ہے وہ جبریل آ رہا ہے وہ حضور جارہے ہیں۔ کافر و مسلم کا فرق نہ ہو سکتا۔

☆ آفتاب نبوت (حضور علیہ السلام) کا نور حقیقی ہے اور آفتاب فلک (سورج) کا نور مجازی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کا فیض ہے۔ لوگ تو مجازی نور کی تپش برداشت نہیں کر سکتے اگر حقیقی نور سے بھی پردے ہٹ جاتے تو کس کی مجال تھی کہ دونوں نوروں کو بیک وقت دیکھ سکے کیونکہ ستر ہزار پردوں کو اٹھا کے جانا تھا۔

وہ اگر جلوہ کریں کون تماشا شانی ہو

اور پھر سورج کا نور نور نبوت و رسالت کے سامنے شرمندہ ہو جاتا۔

☆ قانون محبت ہے کہ محبت اور محبوب ملنے کے لیے رات کو ہی منتخب کرتے ہیں تاکہ غیر نہ دیکھیں۔ کیونکہ محبوب محبت ہی کے لیے ہوتا ہے۔ اللہ نے بھی اپنے محبوب سے ملاقات کے لیے رات کو پسند فرمایا کیونکہ

یو جہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

☆ رات دن سے افضل ہوتی ہے دیکھو لیلۃ القدر، لیلۃ البرات، راتیں ہیں تو افضل نبی کے لیے افضل وقت منتخب کیا گیا اس لیے میلاد بھی رات میں ہوا اور معراج بھی رات میں اور آپ روضہ انور میں بھی رات کو ہی دفن ہوئے۔ رات کے بارے میں ہی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پہ جلوہ گر ہو کر فرماتا ہے۔ ہے کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا، رزق مانگنے والا، شفا مانگنے والا (مشکوۃ) اور نلامہ اقبال نے اس حدیث کے تحت رات کے بارے میں ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم میں کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسے راہ رو منزل ہی نہیں

☆ دن کو سب کے سامنے تشریف لے جاتے تو صحابہ پر حضور علیہ السلام کی جدائی (چاہے تھوڑی دیر ہی کے لیے ہوتی) بڑی شاق گذرتی اس لیے رات کو ہی حکم ہوا۔

جا جبریل! یار لیا میرا دید کرن نوں جی کردا

ہن یار محبوب دے سوں گئے نی تو سدرہ کے بیٹھا کی کردا

او غار بدر داسا تھی اے او قبر حشر داسا تھی اے

او جنت کوثر داسا تھی اے اک پل وی دسا او نیں کردا

جبریل نے حکم بجا یا اے جھٹ در اقدس تے آیا اے

چم پیر جگایا سوہنے نوں بے ادبی کولوں سی ڈردا

اب آگے حدائق بخشش کے اشعار کی تشریح پڑھیے۔

(۳۸) وہم و خیال بھی عسفی علیہ السلام کی رفتار تک نہیں پہنچ سکتے اگر چہ وہم و گمان کے پر بڑے طاقتور سہی (کیونکہ ہر بلندی کا

تصور و خیال تو کیا جاسکتا ہے) مگر تھوڑی دیر کے لیے تصورات نے پرواز کی پھر ایسی ٹھوکر کھائی کہ خون کی تے آنے لگی یعنی تھک ہار کر بیٹھ گیا۔

(۳۹) اسی اثنا میں عرش معلیٰ نے یہ بات سن لی اور خوش ہو کر پھل گیا کہ لو بھی ہماری بھی بات بن گئی ہے کہ تاج رسالت و نبوت والے میرے اوپر بمع نعلین تشریف لا رہے ہیں۔ میں تو خوب بو سے لوں گا، اللہ کرے خیر و عافیت سے میرے پاس پہنچ جائیں (کہیں جبریل امین کی طرح میری خواہش بھی دل میں نہ رہے۔ انہوں نے بھی خواہش کی تھی کہ حضور علیہ السلام کی معیت میں مجھے قرب خدا کا وہ درجہ حاصل ہو جائے گا مگر سدرہ سے آگے نہ جاسکے) آپ کے قدم مبارک تو پہلے ہی میرے لیے شرافت و عظمت کا تاج ہیں، اب تو ان کی عظمت میری نگاہوں میں اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

توں کی جانے رتبہ محمد دا جھلے کہ ہے عرش آقا دے پیراں دے تھلے
(۴۰) عرش اعظم وجد میں آکر پکارا اٹھا! اے میرے آقا! میں آپ کے قدموں پہ قربان ہو جاؤں آپ کہاں ہیں، کب میرے سینے پہ اپنی نعلین رکھ رہے ہیں، جلدی تشریف لائیے تاکہ میں آپ کے پاؤں کو چومنے کی سعادت حاصل کروں اور اپنے نصیبوں کو جگاؤں۔ مواہب لدنیہ ص ۲۲، ج ۲ ہے لما انتھی الی العرش تمسک العرش باذیالہ۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عرش معلیٰ پہ پہنچے تو عرش معلیٰ آپ کے دامن رحمت سے چمٹ گیا۔

ہم حضور کے نام پہ ہاتھ چومیں تو لوگوں کو دورے پڑتے ہیں ذرا عرش سے پوچھو آج اس کو کیا ہو گیا ہے۔
امام یوسف نبہائی کی مشہور رباعی ہے۔

عَلَى رُؤُوسِ هَذَا الْكَوْنِ نَعْلُ مُحَمَّدٍ
عَلَى الْعَرْشِ لَمْ يُؤْذَنْ بِخَلْعِ نَعَالِهِ
حضرت رسول کریم ﷺ کی نعلین مبارک کی شان یہ ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک سب کائنات کے اوپر تھیں۔ اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سایہ کے نیچے تھیں۔ اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے اور حضرت احمد مصطفیٰ ﷺ کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ملا۔

حضرت موسیٰ طور تے جاون پیروں جوڑا لاہ کے جاون
اور کسی نے اسی منظر کو اردو اشعار میں یوں بیان کیا۔

جب قریب عرش پہنچے شافع روز جزاء
پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا
عرض کیا محبوب نے اے خالق جن و بشر
حکم موسیٰ کو ہوا نعلین پا نہ طور پر
پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو
تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو

دل میں خیال آیا ہو نعلین پاؤں سے جدا
کیوں جھمکتے ہو بمع نعلین آؤ مصطفیٰ
کیا سبب تھا طور پہ جب تو ہوا تھا جلوہ گر
حکم مجھ کو یہ ہوا نعلین پا آؤ ادھر
تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو
بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغ نور ہو

(۴۱) عرش معلیٰ جھک کر سلامی دے رہا تھا اور ملا اعلیٰ کے فرشتے سجدہ شکر بجالا رہے تھے (کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں گھر بیٹھے ہی اپنے محبوب کا دیدار کرا دیا ہے) اور جو نبی حضور علیہ السلام عرش معلیٰ پہ جلوہ گر ہوئے تو عرش آپ کے مبارک تلوؤں کو آنکھوں سے ملنے لگا اور ملا اعلیٰ کے فرشتے آپ کے ارد گرد ثار ہونے لگے اور زبان حال سے کہنے لگے۔

انہی کی محفل سجا رہے ہیں چراغ ہمارا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہے ہیں زباں ہماری ہے بات ان کی

(۴۲) عرش معلیٰ سے کچھ ایسی رنگ برنگی نورانی شعاعیں نمودار ہوئیں کہ تمام فانوسوں کی روشنی دھیمی پڑ گئی اور سراج منیر، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت کے نور کے سامنے اپنا سامنہ لے کے رہ گئے بھلا سورج کے سامنے چراغ کی کیا مجال کہ وہ چمکنے کا نام بھی لے مثل مشہور ہے ”سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے“ یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی بڑے کے بڑے کام کے سامنے معمولی شخص معمولی کام کرے یا عاجزی کے طور پر بولتے ہیں۔ اور آقا کا دربار تو وہ ہے کہ

وہ رسول پہ قدسی سلام کرتے ہیں یہ کام وہ ہے جو وہ صبح و شام کرتے ہیں
ثنائے خواجہ سے اختر تجھے ملا یہ مقام کہ اہل عشق تیرا احترام کرتے ہیں

(۴۳) انہی مبارک لمحات میں رحمت کا فرشتہ پیغام لے کر آیا کہ حضور! تشریف لے چلیے! (دیدار کے) جو راستے موسیٰ علیہ السلام کے لیے بند تھے وہ سارے کے سارے آپ کے لیے کھول دیے گئے ہیں۔ ان کو طور پہ بلایا تو نعلین اتارنے کا حکم دیا آپ عرش معلیٰ پہ بمع نعلین تشریف لائیں اور دیدار خداوندی کی لذت پائیں۔

نعلین سمیت عرش پہ جانے کا ذکر قصص الانبیاء۔ جواہر البحار۔ روح البیان اور سیرت رسول عربی میں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے نعلین سمیت جانے والی روایت کو اگرچہ پسند قرار دیا ہے مگر اصل واقعہ کا انکار آپ سے کہیں بھی ثابت نہیں سعدی فرماتے ہیں۔
عرش است کمیں پایہ زیوان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴۴) (جیسا کہ مواہب لدنیہ ص ۲۹ پہ روایت ہے کہ جب جبریل، براق اور رفر ف نیچے رہ گئے اور حضور اکیلے رہ گئے تو اس عالم نور میں) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز میں ندا آئی اُدن یا خیر البریۃ اُدن یا محمد، اُدن یا احمد لیدنوا السحب۔ اسی کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں فرمایا) اے میرے پیارے! آگے بڑھیے! اے احمد مختار! اور قریب آئیے، اے ساری مخلوق کے سردار! اور آگے آئیے (اور اب رک جائیے فدنی الجبار رب العزۃ (بخاری شریف) ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی (القرآن) اے عاشقانِ مصطفیٰ! اب آپ بھی سمجھ جائیے) میں قربان جاؤں وہ کیا آواز تھی، وہ کیا سماں تھا اور اس میں کیسا مزہ اور لطف ہوگا۔

ابن یعقوب کو اللہ نے صورت بخشی ابن مریم کو مسیحائی کی نعمت بخشی
حضرت موسیٰ کو ید بیضا کی دولت بخشی میرے آقا کو بے پردہ زیارت بخشی

(۴۵) اے اللہ! تو بڑا ہی برکت والا ہے اور تیری کیا ہی شان ہے؟ واقعی بے نیازی اور صمدیت صرف تیری ہی شان کے لائق ہے۔ اور تیرے کام بھی کیسے نرالے اور وجد آفرین ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیدار طلب کرنے کے باوجود فرما رہا ہے ”اے موسیٰ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا؟ اور حبیب نے کوئی ایسا مطالبہ بھی نہیں کیا مگر اس کا ہر مطالبہ (امت کی بخشش، قیامت کے دن ساریوں کا

انتظام وغیرہ) بھی پورا ہو رہا ہے اور ملاقات کے تقاضے بھی ان اللہ قد اشتاق الی لقائك یا رسول اللہ۔ بلکہ حبیب بستر پہ آرام فرما رہا ہے تو سید الملائکہ سے پاؤں کو بوسے دلوا کر اٹھایا جا رہا ہے، براق پہ سوار فرمایا جا رہا ہے، مسجد اقصیٰ میں نبیوں کا امام بنایا جا رہا ہے۔ عرش پہ بلایا جا رہا ہے اور دیدار کرایا جا رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امام غزالی کا دلچسپ مکالمہ:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ شائم امدادیہ میں فرماتے ہیں منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ عُلَمَاءُ اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل جو آپ نے فرمایا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے حضرت حجتہ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ برکاتہ و مغفرتہ وغیرہ عرض کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو۔ آپ (امام غزالی) نے عرض کیا آپ نے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا وَمَا تِلْكَ بِیْمْنِكَ یَا مُوسٰی۔ تو آپ نے کیوں اتنا لمبا جواب دیا کہ هٰی عَصَا اَتَوَكَّلُ عَلَیْهَا وَ اَهْشُ بِهَا عَلٰی غَنَمٰی وَلَیْ فِیْهَا مَارِبٌ اُخْرٰی۔ الّا یہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ادب یا غزالی۔ ادب کرو اے غزالی۔ (شائم امدادیہ ص ۱۳۲ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ) صاحب نبراس شارح عقائد نسفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب نبراس شرح عقائد نسفیہ میں فرماتے ہیں۔

امام قطب زمان ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فخر فرما رہے ہیں کہ کیا آپ کی امتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے بعض لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا انکار کرتے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں ان کو کوڑے لگائے جب وہ بیدار ہوئے تو کوڑوں کے نشان ان کے جسم پر تھے۔ (نبراس ص ۳۸۸)

امام غزالی کے متعلق اسی واقعہ کو امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے محاضرات میں سیدنا امام شاذلی صاحب حزب البحر رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح نقل فرمایا کہ۔

میں ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ میں سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ مسجد اقصیٰ کے باہر وسط حرم میں ایک تخت بچھایا گیا اور فوج در فوج مخلوق کا اثر دہام ہونا شروع ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیسا اجتماع ہے؟ معلوم ہوا کہ تمام رسل و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور سید عالم حضرت محمد رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں منصور حلاج کی سوادہ کی بارے میں شفاعت کے لیے حاضر ہو رہے ہیں میں نے جو تخت دیکھا تو اس پر صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تہنارونق افروز ہیں اور تمام انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام بیٹھے ہوئے ہیں میں وہاں ٹھہر گیا اور ان مقدس حضرات نے حضرت محمد ﷺ سے عرض کیا۔ حضور آپ نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں تو آپ ان میں سے کوئی عالم دکھائیں۔ حضور ﷺ نے امام غزالی کو بلا کر ان سے ایک سوال کیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دس جواب دیئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جواب، سوال کے مطابق ہو چاہیے ایک سوال کا ایک جواب دینا تھا۔ آپ نے دس جواب کیوں دیئے امام غزالی نے عرض کیا حضور (معاف فرمائیں) اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی ایک ہی سوال کیا تھا۔ وَمَا تِلْكَ بِیْمْنِكَ یَا مُوسٰی۔ اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ آپ نے اس کے کئی جواب دیئے کہ یہ میری لکڑی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور اس سے

علاوہ میرے اور کام بھی اس سے سرانجام ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوال کا ایک جواب کافی تھا۔ کہ یہ میری لکڑی ہے امام شاذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ منظر دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اور تمام رسل و انبیاء بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، نوح نجی اللہ علیہ السلام۔ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام جیسے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کتنی بڑی عظمت اور جلالت محمدی کا مظاہرہ ہے میں سوچ و بچار میں لگا ہوا تھا اور اپنے دل میں (بحالت خواب) حضور علیہ السلام کی قدر و منزلت پر متعجب تھا کہ ناگہاں کسی نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری جس کی ضرب سے میں بیدار ہو گیا۔ میں نے جو اسے دیکھا تو وہ مسجد اقصیٰ کا منتظم تھا اور اس وقت مسجد اقصیٰ کی قندیلین روشن کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کیا تعجب کرتا ہے؟ یہ سب حضور ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں یہ سن کر مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوئی تو اس وقت مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے اس منتظم مسجد اقصیٰ کو تلاش کیا مگر آج تک اسے نہ پایا۔ (روح البیان جلد ۵ ص ۷۵)

سوال: اس کا مطلب یہ ہوا کہ امام غزالی نے موسیٰ علیہ السلام کو (معاذ اللہ) لا جواب کر دیا۔

جواب: یہ امتحان کی بات ہو رہی ہے اور امتحان میں ممتحن کے سوالات کے جوابات سے ممتحن کا لا جواب ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ طالب علم کی لیاقت کی دلیل ہوتی ہے۔ اور جواب کا زیادہ ہونا یا کلام کو طویل کرنا کئی وجوہات سے ہوتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ تاکہ شرف تکلم زیادہ دیر تک رہے اور کلام کی لذت سے سکون ملتا رہے جیسا کہ خود موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے عصا کے بارے میں کلام کو لمبا کیا، مفسرین نے اس کی بھی یہی غرض بیان فرمائی ہے۔

(۴۶) عقل سے کہہ دو کہ کن خیالوں میں ڈوبی ہوئی ہے یہ نظارہ تیری سمجھ میں نہیں آسکتا، سر تسلیم خم کر لے! گزرنے والے گزر چکے ہیں اور تیری ہوا کو بھی پتہ نہیں چل سکا اور تجھے کیا پتہ چلے، یہاں تو شش جہات کو جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں (مایوسی اور پریشانی کے عالم میں ہے) وہ کس کو بتائے کہ حضور کس طرف گئے ہیں کیونکہ وہ تو ادھر گئے ہیں جدھر نہ جہت ہے نہ سمت، نہ مکان نہ مکانیت نہ جسم نہ جسمانیت۔

(۴۷) سراغِ این و متی کہاں تھا نشان کیف والی کہاں تھا

نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سب منزل نہ مرحلے تھے

(۴۸) ادھر سے پیم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا

جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

(۴۹) بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے!

جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

(۵۰) پران کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتہً فعل تھا ادھر کا

تنزلوں میں ترقی افزا دنی تدلی کے سلسلے تھے

(۵۱) ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں ابھرا

- دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیے تھے
- (۵۲) کسے ملے گھاٹ کا کنارہ کدھر سے گزرا کہاں اُتارا
بھرا جو مثل نظر طرار وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے
- (۵۳) اُٹھے جو قصر دنا کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے
- (۵۴) وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکے لگے ہوئے تھے
- (۵۵) محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاضل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے
- (۵۶) حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پچھڑے گلے ملے تھے
- (۵۷) زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں!
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

- * سراغ - کھوج، نشان * آئین - کہاں * متی - کب * کیف - کیسے * الی - تک * سنگ - پتھر * مرحلہ - درجہ * پیہم - مسلسل، لگاتار * تقاضے - طلب مع تاکید * ابھارنا - اُکسانا، آمادہ کرنا * جھجکنا - شرمانا * قرب - نزدیکی * روش - رفتار * حقیقتاً - دراصل * تنزل - اترنا، نیچے آنا * افزاء - زیادہ ہونا * دنا تدلی - قریب ہوا، بہت قریب ہوا (قرآنی آیت ثُمَّ دَنَى فَتَدَلَّى کی طرف اشارہ ہے) * بجز - خوبصورت کشتی * تموج - دریا میں لہریں اٹھنا، تلاطم * سُو - ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر غائب مراد ہے ذات باری تعالیٰ * دنا - قرب * فنا - ذات باری کے سوا کچھ باقی نہ رہنا * لنگر اٹھانا - کشتی کا رسہ کھول کر اس کو دریا میں چلا دینا * گھاٹ - دریا کا وہ حصہ جہاں سے جانوروں کو پانی پلایا جاتا ہے یا وہاں سے دریا کو پیا کر کیا جاتا ہے * طرار - چھلانگ لگانا * قصر دنا - قرب کا محل * دوئی - دو ذاتیں ایک جگہ ہونا، دو سمجھنا * ارے - برائے ندائے مع العجب * غنچہ - کلی، پھول کھلنے سے پہلے * گرہ - بندش، گانٹھ * تکے - گریبان کا حلقہ، گھنڈی * محیط - گھیرا، دائرہ * مرکز - درمیانی نقطہ، سنٹر * فاصل - جدا کرنے والا * خطوط - لکیریں جن میں طول تو ہوتا ہے عرض و عمق یعنی چوڑائی اور گہرائی نہیں ہوتی * واصل - شامل، ملنے والا * حجاب - پردہ * عجب - عجیب * گھڑی - لمحہ * وصل - ملاپ * فرقت - جدائی * جنم - پیدا ہونا * پچھڑنا - جدا ہونا * گلے ملنا - معانقہ کرنا * موجیں - پانی کی لہریں * بھنور - گرداب، پانی کا چکر * ضعف

تفنگی۔ پیاس کی کمزوری * حلقے۔ دائرے (پیاس کی شدت سے آنکھیں دب جانا)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۴۷) کوئی کیا بتائے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں گئے؟ کب گئے؟ کیسے گئے؟ کہاں تک گئے؟ ان تمام سوالات کا جواب کسی کے پاس نہیں کیونکہ نہ وہاں کب اور کہاں کا تصور، نہ کیسے اور کہاں تک کا نشان نہ کوئی (آپ کے سوا) اس راہ کا مسافر تھا نہ ہی کوئی آپ کے ساتھ تھا، نہ کوئی منزل کا نشان تھا اور نہ پڑاؤ کرنے کی جگہ (مرحلہ) یہ ساری باتیں عالم ناسوت سے تعلق رکھتی ہیں وہ تو عالم ہی کوئی اور تھا۔

(۴۸) ادھر (بارگاہ رب العالمین) سے ملاقات کے بار بار تقاضے ہو رہے تھے اور ادھر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے) اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات اور ہیبت و شوکت، رعب و دبدبے کی وجہ سے (ادب و احترام کے تقاضوں کے پیش نظر قدم اٹھانا مشکل ہو رہا تھا مگر جمال و رحمت خداوندی نے حوصلہ بڑھایا اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

اس سعادت بزور باز و نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اوپر کے واقعات بانداز محبوبانہ:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسجد اقصیٰ سے فارغ ہوئے ثم عرج بسی فرمایا پھر مجھے اوپر لے جایا گیا۔ پہلا آسمان آیا دروازہ بند تھا (بادشاہوں کی آمد پہ آج بھی سرکیں بند کر دی جاتی ہیں اگرچہ یہ راستے بند کرنا گناہ ہے اور لوگوں کو تکلیف پہنچانا ہے مگر آسمان کے دروازوں کی بندش کسی کی دل آزادی کے لیے نہ تھی صرف محبوب کی دلداری کے لیے تھی۔ جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا گیا کون؟ فرمایا جبریل، مگر دروازہ نہ کھلا، پھر سوال ہوا من معک؟ اے جبریل! تیرے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا گیا کہ آج انہی کے لیے ہی دروازے کھولے جائیں گے۔

جبریل امین ہزاروں مرتبہ از آدم تا ایں دم انہی دروازوں سے آتے جاتے رہے مگر کہیں ثابت نہیں کہ اس سے پہلے بھی دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پڑی ہو یا بتا بھی دیا گیا ہو کہ میں جبریل ہوں، اور پھر بھی دروازہ نہ کھلے مگر آج خالی جبریل کہنے سے دروازہ نہیں کھل رہا۔ معلوم ہوتا ہے آرڈر بہت سخت ہے کہ اے فرشتو! اگر آج جبریل اکیلا آئے تو پھر بھی دروازہ نہیں کھولنا محبوب کو ساتھ لائے گا تو آج جبریل کے لیے بھی محبوب ہی کی وجہ سے دروازہ کھلے گا (وزنہ نیچے ہی رہنے دو کوئی ضرورت نہیں اللہ تو ویسے بھی ضرورت و حاجت سے پاک ہے۔ مگر جبریل سید الملائکہ ہے جب عام فرشتے لا یعصون اللہ ما امرهم و یفعلون ما یومرون اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، جو حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ جبریل تو پھر فرشتوں کا سردار ہے لہذا آئے گا اور محبوب کو لے کر آئے گا)

دروازہ کھلا تو ہر طرف سے اہلا سہلا مرحبا، ویکم، جی آیاں نوں، خوش آمدید کی صدائیں بلند ہوئیں۔

☆ انور احمد یہ۔ مواہب لدنیہ اور نزہۃ المجالس وغیرہ میں ہے کہ ہر آسمان پہ کوئی نہ کوئی قرآنی آیت نمایاں کر کے لکھی گئی (گویا بینر تیار کیے گئے) چنانچہ ملاحظہ فرمائیں کہ کس آسمان پہ کون سی آیت لکھی گئی۔

۱۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ (التوبہ۔ الصف)

۲۔ و ما ارسلک الا رحمة للملین۔ (الانبیاء)

۳۔ لقد من الله على المؤمنين اذا بعث فيهم رسولا من آل عمران

۴۔ قد جاءكم من الله نور وكتب مبين (المائدة)

۵۔ يريدون ليطفئوا نور الله باقواهم الخ (التوبة۔ الصف)

۶۔ ان الله وملائكته يصلون على النبي الخ (الاحزاب)

۷۔ سبحن الذي اسرى بعده ليلا الخ (الاسراء)

دونوں عالم ہیں نور علی نور کیوں؟ کیسی رونق فزا آج کی رات ہے

یہ مسرت ہے کس کی ملاقات کی، عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے

طور چوٹی کو اپنے جھکانے لگا، چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا

عرش سے فرش تک جگمگانے لگا، رشک صبح و صفا آج کی رات ہے

وہی انبیاء کرام جن کو حضور علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھا کر گئے تھے ان میں سے کوئی پہلے آسمان پہ استقبال کے لیے

کھڑا ہے تو کوئی دوسرے پہ اسی طرح ہر آسمان پہ کسی نہ کسی نبی سے ملاقات ہوئی (ڈیوٹی والے پہلے پہنچ گئے اور سیر والے خرام ناز

کرتے ہوئے گئے) آخر سدرہ کا مقام آیا تو جبریل نے یہ کہہ کر معذرت کر لی۔

لو دنوت انملة لا حترقت بالی

اگر یک سر موئے برتر پریم فروغ تجلی بسوزد پریم

اگر میں بال برابر (یا انگلی کے پورے برابر) بھی آگے جاؤں گا تو تجلیات ربانی سے میرے پر جل جائیں گے (آگے

وہی جائے جو اسی کے نور سے ہے)

اڑنے کی رہی طاقت نہ جبریل کے پر میں ایسے بھی مقام آئے تیری راہ گذر میں

آگے وہی جاسکتا ہے کہ جو اللہ کی ذات کی تجلیوں کو بھی برداشت کر لے اور اس کی صفات کی تجلیات کو بھی جذب کر سکے

اور پھر اہل من مزید کا نعرہ لگائے اور آنکھ بھی نہ جھپکے (ماذا غ البصرو ما طغی)

مولانا روم فرماتے ہیں یہ تو جبریل تھے جنہوں نے جل جانے کے خوف سے معذرت کر لی۔ اگر یار غار ابو بکر صدیق

ہوتے تو جل کر راکھ ہو جاتے مگر پیچھے نہ ہٹتے چنانچہ آپ نے فرمایا!

جبریللا گو شریفی گو عزیز تو نہ ای پروانہ آں شمع نیز

اے جبریل جا! تو اس شمع (محمدی) کا پروانہ نہیں ہے اس پر جلنے والے کوئی اور ہیں۔ مخدوم علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کا

کلام اس موقع پر بڑا مناسب ہے خاص طور پر اس کا دوسرا شعر فرماتے ہیں۔

امروز شاہ شاہاں مہماں شدہ است مارا جبریل با ملائک دریاں شدہ است مارا

در محفل گدایاں مرسل کجا بکنجد بے برگ و بے نوای ساماں شدہ است مارا

در جلوہ گاہ وحدت کثرت کجا بگنجد - ہزار عالم یکساں شدہ است مارا
 ماخانہ جہاں را بسیار سیر کر دیم - اے شیخ بت پرستی ایماں شدہ است مارا
 احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است - ہر دم رضائے جاناں رضواں شدہ است مارا
 اسی موقع پہ آپ ﷺ نے فرمایا! اے جبریل تو نے میرے دادا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو تارنمرو میں جاتے ہوئے کہا
 تھا کہ کوئی حاجت ہو تو بتائیں میں اللہ کی بارگاہ میں وہاں جاسکتا ہوں جہاں ”کوئی“ بھی نہیں جاسکتا۔ تو انہوں نے بڑی بے نیازی
 سے تجھے جواب دیا تھا۔

ہو علم بحالی من سوالی الیہ

جانتا ہے وہ میرا رب جلیل - آگ میں پڑتا ہے اب اس کا خلیل
 اے جبریل! بتا اگر تیری کوئی حاجت ہے تو؟ کیوں کہ آج میں وہاں جا رہا ہوں جہاں ”تو“ بھی نہیں جاسکتا۔ اس وقت
 جبریل علیہ السلام نے عرض کیا! حضور میری ایک حاجت ہے اور وہ یہ کہ مجھے یہ خدمت نصیب ہو جائے کہ جب قیامت کے دن آپ
 کی امت پل صراط سے گزرے تو میں ان کے پاؤں کے نیچے اپنے پر پچھاسکوں، اعلیٰ حضرت نے ٹرپ کر کہا!
 جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

سید الملائکہ نیچے رہ گیا اور میرے آقا کے جسم کے ساتھ لگنے والے کپڑے اور نعلین اقدس اوپر جا رہے ہیں واقعی
 محمد کی نسبت بڑی چیز ہے - خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے
 مشکوٰۃ ص ۱۷۱ ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا یا محمد انی دنوت
 من اللہ دنوا ما دنوت منه قط - یا رسول اللہ! آج میں نے اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا قرب
 نصیب نہ ہوا (حاشیہ میں ہے کہ اتنا قرب بھی اس لیے حاصل ہوا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت جبریل کو بھیجا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے
 پوچھ کے آی البقاع خیرا کوئی جگہ تمام جگہوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے فرمایا! مسجد تمام جگہوں سے اچھی جگہ ہے) سرکار نے پوچھا!
 اے جبریل ذرا بتا آج تو اللہ تعالیٰ کے کتنا قریب ہوا ہے؟ عرض کیا بینی و بینہ سبعون الف حجاب من نور - میرے اور اللہ
 کے درمیان صرف ستر ہزار نور کے پردے باقی رہ گئے۔

اور حضور کا قرب بھی دیکھیے کہ ایک پردہ بھی درمیان میں حائل نہیں پھر بھی صدا آرہی ہے ادن منی، ادن منی - اور
 قریب ہو جا اور قریب ہو جا۔

جبریل کے براق تھکے رفر بھی آگے جانہ سکے - رب ادن منی حبیبی کہے تیرے قرب خدا کا کیا کہنا
 بعض علماء فرماتے ہیں کہ جبریل امین سے اس لیے پوچھا جاتا تھا کہ یہ دروازہ صرف حضور علیہ السلام کے لیے ہی کھولا جاتا
 تھا۔ کراما کاتین یا دوسرے فرشتے جو روزانہ زمین پہ آتے جاتے ہیں ان کے لیے دوسرے راستے ہیں، آج کی رات اس دروازے
 سے پہلے شب اسرئی کے دولہا ہی گزریں گے باقی سارے باراتی آپ کے طفیل جائیں گے۔

☆ سدرہ ایک پیری ہے جس کے بارے روایات میں آتا ہے کہ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح اور پھل منکوں

کی طرح ہیں اس کے اوپر بے شمار فرشتوں کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی جو حضور علیہ السلام کے دیدار کے لیے جمع تھے (تفسیر نیشاپوری، درمنثور) ایسا لگ رہا تھا کہ نور کے رنگ برنگے ققمے لگے ہوئے ہیں ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا تھا۔ اس بیری کی جڑھ چھٹے آسمان پہ ہے اور شاخیں ہر آسمان پہ پھیلی ہوئی ہوئی ہیں یہ سارے انتظام کیوں ہوئے اس لیے کہ ۔ محبوب نے آنا ہے راہوں کو سجانے دو

قرآن پاک میں اس منظر کو یوں بیان فرمایا گیا اذ یغشی السدرۃ ما یغشی جب سدرہ کو ڈھانپا ہوا تھا جس نے بھی ڈھانپا ہوا تھا چونکہ منظر دیکھنے کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اس لیے اس طرح کا ارشاد ہوا۔ لیکن ”شنیدہ کے بود مانند دیدہ“ سدرہ کے نیچے والی مخلوق اوپر نہیں جاسکتی اوپر والی نیچے نہیں آسکتی یہ تو ہمارے آقا ہیں جو اوپر بھی جارہے ہیں نیچے بھی آرہے ہیں۔

۔ اوتھوں تیک نہ کوئی ہو رہا گیا اوتھوں تیک نہ کوئی ہو رہا گیا
اک کالیاں زلفاں والا اے جہڑا سدرہ دی حد توڑ گیا

☆ اگر آپ لاہور کی سیر کرنا چاہیں تو ہو سکتا ہے پورا مہینہ ہی لگ جائے مگر جہاز پہ سوار ہوں تو ایک لمحے میں سارا لاہور دیکھا جاسکتا ہے، اتنا بڑا شہر سارا کا سارا آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ جب جہاز کے سوار کا عالم یہ ہے تو عرش پہ جانے والے محبوب کی نگاہ کا عالم یہ کیوں نہ ہو کہ ساری کائنات کو ایسے دیکھیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی۔

ان کی رفعت کا اندازہ کیا ہو عرش ہے جن کے قدموں کے نیچے
عرش و کرسی بھی نعلین پاؤ تاج اپنا بنائے ہوئے ہیں

☆ سائنسدان چاند پہ گئے تو ہر طرح کی سہولتیں ساتھ لیکر گئے اور اتنا خرچہ آیا کہ اس وقت اگر دنیا کے ہر فرد کو پندرہ پندرہ ہزار روپیہ دیا جاتا تو پورا ہو جاتا پھر بھی وہاں سے خاک لائے خاک سے چلے تو خاک ہی لائے حالانکہ چاند پہلے آسمان سے بھی نیچے ہے۔ اور ہمارے آقا اسی کابل، اور پرانی نعلین شریفین کے ساتھ ساتوں آسمانوں کے اوپر تشریف لے گئے اور ڈنکے کی چوٹ پہ، ہانگ ڈھل، برسر عرش علی الاعلان دنیا کو بتا دیا کہ تم لا کھتر قیاں کر لو میرے جوتوں تک بھی نہ پہنچ سکو گے کیوں کہ یہاں تو نبیوں کا حال یہ ہے کہ

۔ کوئی طور تے کوئی چوتھے فلک تے میرا کملی والا اے سدرہ دا راہی

مسلم شریف کی حدیث میں ص ۹۳، ج ۱۰ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذر افسکی موسیٰ علیہ السلام تو پیارے موسیٰ مجھے جاتا ہوا دیکھ کر رونے لگے، (رونے سے پہلے باقاعدہ سلام کیا مرحبا کہا) اللہ کے نبی حسد تو کیا گناہ صغیرہ سے بھی معصوم ہوتے ہیں اگرچہ آپ نے رونے کی وجہ خود بیان فرمائی کہ یہ نوجوان (حضور علیہ السلام) امت کی کثرت بخشش کے سلسلہ میں مجھ سے نمبر لے گیا ہے لیکن کیا موسیٰ علیہ السلام کو اپنا وقت یا دن نہیں آیا ہوگا کہ میں نے بھی اللہ سے دیدار کی عرض کی تھی جس کا جواب لُنْ تَرَانِی (تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا) ملا اب موسیٰ علیہ السلام ہمارے آقا کو دیکھ کر (من رانی فقد رای الحق کی روشنی میں) پرانی یادیں تازہ فرما رہے ہیں۔ میاں محمد صاحب فرماتے ہیں۔

۔ جہاں اکھیاں دلبر ڈٹھا اداکھیاں تک لیاں توں ملیوں تے ساجن ملیاھن آساں لگ پیاں

اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں کس کو دیکھا؟ یہ ذرا موسیٰ علیہ السلام سے ہی پوچھو!

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام کیا کیا باتیں ہوئیں کرنے والا جانے یا سننے والا جانیں ہمیں تو فرمایا گیا فاحشی الی عبدہ ما اوحی۔ جو بھی ہوئیں سو ہوئیں تمہیں کیا لگے۔

☆ سرکار فرماتے ہیں ایک جگہ سے میں گذر رہا تو کسی کو کھڑا ہوا پایا اور مجھے آواز آئی یا محمد هذا مالک صاحب النار فسلم علیہ (مسلم شریف) اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جو کھڑا ہوا ہے یہ جہنم پہ متعین فرشتہ مالک نامی ہے۔ اس کو سلام کریں۔ (یہی قانون و سرکار کا حکم بھی ہے کہ گذرنے والا ٹھہرے ہوئے کو سلام کہے) فرمایا فالتفت الیہ فبدانی بالسلام۔ میں اس کی طرف متوجہ ہو کر سلام کرنے ہی لگا تو اس نے مجھے پہلے ہی سلام کر دیا۔ سبحان اللہ! فرشتے نے سوچا ہوگا کہ ایسی نورانی شکل والے کو سلام کیا جاتا ہے نہ کہ کروایا جاتا ہے جو سارے نبیوں، فرشتوں کو بلکہ ساری خدائی کو چھوڑ کر خدا کے پاس جا رہا ہے اور اپنی امت کی بگڑی بنا رہا ہے اور اللہ کے بندوں کو میری اس جہنم کی آگ سے بچار رہا ہے۔

اب اگلے اشعار کی تشریح پڑھیے۔

(۴۹) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمارے آقا و موسیٰ علیہ السلام شرم و حیا کا پیکر بن کر خوفِ خدا کا لبادہ اوڑھ کر، بڑے ہی ادب و احترام سے آگے بڑھتے ہی چلے گئے اگر فاصلہ معمول کی رفتار کے مطابق ہی کم ہوتا تو کبھی ختم نہ ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے تمام فاصلوں کو سمیٹ کر محبوب کو قاب قوسین او ادنیٰ کا قرب عطا فرمادیا۔

ملے خدا سے تو ایسے ملے کہ مل ہی گئے تمہارے قرب کا عالی جناب کیا کہنا
(۵۰) پھر رسالت مآب علیہ السلام کا آگے بڑھنا تو برائے نام اور صرف لفظ ہی تھا اور نہ درحقیقت تو یہ فعل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھا (ثم دلی الجبار رب العزة۔ بخاری۔ پھر اللہ رب العزت جو جبار ہے قریب ہوا) کہ اُس ذات نے اپنی شان کے مطابق آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف نزول فرمایا جو نزول ہو کر حضور علیہ السلام کے لیے ہزاروں ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا (اسی کا قرآن میں آپ سے وعدہ کیا گیا وللاخرة خیر لک من الاولى۔ آپ کی ہر اگلی گھڑی پچھلی سے بہتر ہوگی) یہاں تک کہ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کے سلسلہ تک بات جا پہنچی۔ حضور کی معراج قرب خداوندی ٹھہری اور امتی کی معراج قرب مصطفیٰ میں ہے۔

میں غلام مصطفیٰ ہوں میرا مرتبہ نہ پوچھو وہی بندہ خدا ہے جو گدائے مصطفیٰ ہے
معراج ہے منزل در پر نبی کے جھکنا وہی سر فخر کے قابل جو نبی کے در جھکا ہے (منزل سنری)
۵۱۔ پھر ٹھو کی قیامت خیز لہروں (انوار و تجلیات ذات باری تعالیٰ کی بجلیوں) سے ایک نہایت ہی عمدہ کشتی (توفیق خداوندی کی) ظاہر ہوئی۔ جس نے ہمارے آقا کو قرب کی گود میں بٹھایا اور فنا کے تمام رے کھول دیے (لنگر اٹھا دیے) اور فنایت کے نہایت ہی اعلیٰ و ارفع مقام کی جانب لے گئی۔

(۵۲) وحدت کے سمندر کا گھاٹ اور کنارہ ہی نہیں ہے کوئی کیا بتائے کہ نور کی کشتی (توفیق الہی) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کس

کس راستے سے کس مقام پہ لے گئی اور کہاں اُتارا اور اترنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح چھلانگ لگائی اور نہ صرف دوسروں کی نظر سے بلکہ اپنی نظر سے بھی چھپ گئے یعنی فنایت نامہ حاصل ہو گئی۔ (چھلانگ لگانے کا مفہوم اس طرح ہے کہ جس طرح نگاہ ایک ہی لمحہ میں آسمان کو دیکھ کر اسی لمحہ واپس آ جاتی ہے ہماری نگاہ کی تیزی و پھرتی بعینہ یا اس سے بھی زیادہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے وجود کو عطا فرمادے تو کیا بعید ہے کیونکہ وہ ذات علی کل شیء قدیر ہے)

سب راہوں میں بچھائے دیدہ و دل مشاق جمال مصطفوی سب ناسوتی سب لاہوتی سب جن و ملک عرشی فرشی
غلمان جھکائے آنکھوں کو حوروں کی صفوں میں بے تابی ہر شی ہے سرور و کیف اثر اللہ غنی، اللہ غنی
(سکندر سہراب میو)

(۵۳) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ میرے اور خدا کے درمیان ایک ایسا وقت بھی آیا کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ حائل ہو سکے اور نہ ہی کوئی نبی رسول۔ دوئی کے ختم ہونے سے یہی مراد ہے کہ ملاقات کے وقت صرف میں ہی تھا اور دوسرا کوئی نہیں تھا یا خدا کی ہستی تھی یا مصطفیٰ کی ہستی تھی) قرب کے محل کے تمام پردوں کو اُٹھا دیا گیا اب آگے کون بتائے کہ کیا ہوا، دوئی کی تو وہاں گنجائش ہی نہیں تھی مگر یہ نہ سمجھنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی وہاں نہ تھے (دوئی نہ ہونے کا یہ معنی نہیں) ارے خدا کے بندے! آپ تو وہاں ہی تھے۔ آپ ہی کے لیے تو سب کچھ کیا گیا تھا۔

سب نبی ہر ایک تھا تو نے تو دیدار خدا پایا ذبح اللہ، خلیل اللہ کسی کو لقب فرمایا
تو چوٹی پر جو دی کی کسی کو خود ہی پہنچایا محمد کو سر عرش بریں خالق نے بلوایا

(رحمت علی جالندھری)

(۵۴) اس گلشن وحدت میں کچھ ایسا منظر دکھائی دیا کہ کلی و غنچہ بھی چمک کر پھول دکھائی دینے لگے (صوفیاء کی اصطلاح میں یہ توجہ اتحادی کہلاتی ہے جس کی مثال خواجہ باقی باللہ اور نان بائی کا واقعہ بن سکتی ہے اس کا مطلب دو کا ایک ہو جانا نہیں ہوتا بلکہ ایک جیسا ظاہر دکھائی دینا ہوتا ہے۔ جیسے بندے اور اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر اللفظی اعتبار سے ایک جیسی ہیں مثلاً سمیع، بصیر، مومن، غنی۔ بندہ بھی ہے اور اللہ بھی، اس کے باوجود مگر قدیم و حادث، مستقل، غیر مستقل، ذاتی، عطائی کا فرق اپنی جگہ برقرار رہے گا) کلیوں کے دامن میں بھی پھول کھل اُٹھے اور گلشن مہکنے لگے اور ان کے گریبان کے بٹنوں کی جگہ بھی پھول ہی سجے ہوئے تھے۔

(۵۵) دائرہ و مرکز (دائرے کا سنٹر جہاں پر کاررکھی جاتی ہے) میں (ہم جیسوں کے لیے فرق کرنا مشکل ہو گیا) جدائی و ملاپ والی تمام لکیریں آپس میں مل گئیں کمانیں حیران ہو کر سر جھکائے بیٹھیں اور دائرہ عجیب چکر میں تھا۔ دائرہ سے کائنات مراد ہے اور اس شعر میں علم جیومیٹری کی اصطلاح لیمیننگ پوزیشن کے ذریعے بات سمجھانے کی کوشش فرمائی گئی ہے۔

۵۶۔ ایک ایک پردے کے اُٹھنے پر لاکھوں نور کے پردے ظاہر ہو جاتے اور ہر پردہ سے لاکھوں جلوے نمایاں ہوتے۔ کیسی عجیب گھڑی تھی ایسے لگ رہا تھا کہ جدائی و ملاپ جس دن پیدا ہوئے ہیں اس دن سے لیکر آج تک آپس میں نہیں ملے اور اب ملاقات ہوئی ہے تو خوب معاف کر رہے ہیں۔ (کتنا واضح شعر ہے کہ اعلیٰ حضرت تو فرما رہے ہیں کہ ”وصل و فرقت جنم کے پچھڑے

گلے ملے ہیں، مگر برا ہوا تعصب اور تنگ نظری کا دشمنان اعلیٰ حضرت آپ (رحمۃ اللہ علیہ) پر الزام لگاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اللہ اور رسول علیہ السلام کی ”چیٹھی“ ڈالوا دی ہے اور اللہ کا جہنم ثابت کر دیا ہے (نعوذ باللہ، استغفر اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم، لعنة اللہ علی الکذبین) مگر ان کے اپنے بزرگ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) خدا کی گود میں بھی بیٹھ جائیں تو کوئی حرج نہیں (دیکھئے سوانح قاسمی ص ۱۳۲، ج ۱)

(۵۷) دریائے وحدت کی موجیں بھی خشک زبانی کی شکایت کر رہی تھیں اور وصل کے پانی کا مطالبہ کر رہی تھیں اور بھنور خود اتنا پیاسا نظر آرہا تھا کہ پیاس کی شدت سے آنکھوں پہ حلقے پڑ گئے تھے اور آنکھیں دھنسی جا رہی تھیں۔ (مصنف دھما کہ شاید اس شعر پہ تبصرہ کرنا بھول گیا ہے یہاں تو اس کا مقصد بد اور بھی زیادہ آسانی سے پورا ہو سکتا تھا کہ کہہ دیتا ”دیکھو! احمد رضا نے اللہ کی زبان بھی ثابت کر دی، زبان کا سوکھنا بھی ثابت کر دیا۔ پانی کی شکایت کرنا بھی ثابت کر دیا اور غضب ہو گیا کہ اللہ کو بھنور کہہ دیا اور پھر بھنور کی آنکھیں ثابت کر کے پیاس کی شدت سے ان کا دھنسا اور حلقے پڑ جانا بھی ثابت کر دیا، اس طرح پوری ایک درجن کفر ثابت ہو جاتے۔ (استغفر اللہ - تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا) دشمنان دین کے اس متعصبانہ رویہ کی زہر کی اثر ختم کرنے کے لیے اپنے بیٹھے محبوب کے شہد سے زیادہ بیٹھے نام کا ورد کریں تاکہ زہر کا اثر ختم ہو جائے اور محبت کی فراوانی میں اگلے اشعار کی شرح شروع کی جائے۔

شہد سے بیٹھا محمد نام

یتیم سے ہیں محبوب وہ رب کے
دوسری میم سے مالک سب کے

جود ہے اُن کا عام

شہد سے بیٹھا محمد نام

یتیم نے توحید پلائے
دوسری میم مراد دلائے

فردوس کا دے پیغام

شہد سے بیٹھا محمد نام

یتیم سے ہیں ہر دُکھ کا مداوا
دوسری میم یتیم کا ملجا اور یہ دال محمد یارو

دور کرے آلام

شہد سے بیٹھا محمد نام

یتیم محبت کی لے لایا
دوسری میم نے مست بنایا

ح نے حق کا جام پلایا
دال سے دل میں بشیر کے اُن کی

یاد ہے صبح و شام
شہد سے بیٹھا محمد نام
(صلی اللہ علیہ وسلم)
(ابوالنور مولانا محمد بشر صاحب کوٹلی لوہاراں)

- (۵۸) وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اسی سے اُس کی طرف گئے تھے
- (۵۹) کمانِ امکان کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے
- (۶۰) ادھر سے تھیں نذرشہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پُر نور میں پڑے تھے
- (۶۱) زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سنی تھی سن چکے تھے
- (۶۲) وہ بُرجِ بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے
- (۶۳) سرورِ مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے
- (۶۴) طرب کی نازش کہ ہاں لچکے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سیکے
یہ جوشِ ضدین تھا کہ پودے کشاکشِ اڑہ کے تلے تھے
- (۶۵) خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی تہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے
- (۶۶) نبی رحمت شفیع امتِ رضا پہ لُحْد ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* اول - پہلا * آخر - پچھلا * ظاہر - واضح، کھلا ہوا * باطن - پوشیدہ، چھپا ہوا * جلوے - تجلیات * کمان - تیر
چلانے کے لیے لکڑی کا آلہ * امکان - ممکن ہونا * نقطہ - صفر، خط کی انتہا * پھیر - چکر * محیط - دائرہ * نذرشہ - بادشاہ کا

نہیں بلکہ اوپر کی نضا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اب آسمانوں پہ تشریف فرما ہیں آپ آخر کار زمین پہ ہی تشریف لائیں گے اور شادی کرائیں گے اور ادا ہوگی اور وفات کے بعد حضور علیہ السلام کے روضے میں دفن ہوں گے کہ اصل یہی تھی۔ جبریل امین سدرہ سے آگے کیوں نہیں جاسکتے کہ ان کی اصل سدرہ ہے تو محبوب خدا علیہ السلام سدرہ کے اوپر، عرش سے اوپر اور مکان سے اوپر لامکاں میں تشریف لے گئے کیوں کہ آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر بھی نہیں بنا تھا کہ میں اللہ کا نبی تھا، تو ثابت ہوا کہ ہماری اصل خاک ہے اور مصطفیٰ کی اصل نور ہے اور کل شیء یرجع الی اصلہ۔

☆ معراج و میلاد حضور علیہ السلام کی مبارک زندگی کے دو بڑے ہی درخشندہ پہلو ہیں اور پر جانا معراج۔ نیچے آنا میلاد۔ یوں کہہ لو کہ جب آپ اپنی گنہ گار امت کی بخشش کے لیے بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے تو اس کو معراج النبی کہا گیا اور جب بارگاہ رب العزت سے گمراہیوں اور ظلمتوں میں ڈوبی ہوئی خلق خدا کی بگڑی بنانے کے لیے سرزمین عرب میں تشریف لائے تو اس کو میلاد النبی کہتے ہیں، محفل میلاد بھی بابرکت ہے اور جشن معراج النبی منانا اور اس میں حاضر ہو کر ادب و احترام سے بیٹھنے والا کبھی بھی بد نصیب اور محروم القسمۃ نہیں ہوگا ان محافل میں ایمان کو جلا اور سینوں کو عشق مصطفیٰ ملتا ہے۔ ان میں سے ہر محفل اور ہر پروگرام حضور ہی کی محفل و پروگرام ہے اس لیے کسی نے کہا۔

رسول اکرم کی ہے محفل ادب سے دامن بچھا کے بیٹھو
ہے جن کی محفل وہ آ رہے ہیں دلوں کے رستے سجا کے بیٹھو
سجالو سارے سوال لب پر درود پڑھ کے شہ عرب پر
یہی حضوری کا ہے تصور دلوں کو دامن بنا کے بیٹھو

☆ حضور نیچے تشریف لاتے ہیں تو قد جاء کم من اللہ نور۔ کی خوشخبری سنائی جاتی ہے اور پر جاتے ہیں تو سبحن الذی اسریٰ بعبدہ کی آواز آتی ہے کیونکہ ہر آنے جانے والا وہاں تک ہی آ جاسکتا ہے جہاں تک آنا جانا ممکن ہو اور جہاں کوئی بھی آجانہ سکے ہمارے آقا وہاں جاتے بھی ہیں اور پھر وہاں سے آتے بھی ہیں۔

قصر دنی تک ان کی رسائی آتے یہ ہیں جاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکواثر ساری کثرت پاتے یہ ہیں

☆ سارے لوگ صرف زمین پر ہے آ جا رہے ہیں مگر حضور کبھی زمین پر ہیں تو کبھی آسمان پہ کبھی فرش پہ ہیں تو کبھی عرش پہ کبھی مکان کی سیر کرتے ہیں (من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی) تو کبھی لامکاں کی اور کس شان سے کہ دوزخ کو بچھایا جاتا ہے۔ جنت کو سجایا جاتا ہے۔ نبیوں کو بلایا جاتا ہے، حضور کو سارے نبیوں کا امام بنایا جاتا ہے عرش پہ بلایا جاتا ہے اور دیدار کرایا جاتا ہے۔

نظر والو! ذرا دیکھو محمد کی بلندی کو اٹھے بیت الحرم سے اور خدا کے نور تک پہنچے

کوئی بھی آتا ہے تو اعلان انسان ہی کرتے ہیں مگر حضور تشریف لاتے ہیں تو خالق فرماتا ہے قد جاء کم من اللہ نور اور تشریف لے جاتے ہیں تو جبریل اعلان کرتے ہے۔

کوئین کے دولہا آتے ہیں جبریل منادی کرتا ہے آفاق پہ ڈنکا بجتا ہے افلاک میں شہرہ ہوتا ہے کوئی امریکہ کی سیر کر آئے تو پھولا نہیں سماتا اور پاؤں زمین پر نہیں لگاتا، قربان اس آقا (علیہ السلام) پہ جو عرش کی سیر کر کے آتا ہے اور اس کی عاجزی اور بڑھ جاتی ہے۔

☆ علماء کرام فرماتے ہیں والنجم اذا هوى میں نجم سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور معنی اس کا بلندی پر دلالت کرتا ہے اسی لیے ذکر معراج کو والنجم سے شروع فرمایا کہ اس میں آپ بلندی کی طرف تشریف لے گئے اور ہوا ی نیچے آنے کا اشارہ دے رہا ہے۔ اوپر جانا معراج ہے اور نیچے آنا میلاد ہے تو گویا کالی رات میں ستارہ بن کر چمکنے والے محبوب کے معراج کی بھی قسم اٹھائی جا رہی ہے اور میلاد کی بھی۔ تو ان کا آنا بھی بے مثال جانا بھی بے مثال۔

تخلیق کائنات کا شاہکار ان کی ذات کون و مکاں کا نقطہ پرکار ان کی ذات رحمت ہیں آپ سارے جہانوں کے واسطے دیکھوں کی غمزدور کی ہے غمخوار ان کی ذات (اکرم علی اختر)

سوال: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شرافت و اعلیٰ اقدار کے پیکر اتم تھے اور اعلیٰ اقدار اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ اپنا گھر چھوڑ کر بغیر مجبوری کے کسی کے گھر میں سویا جائے، پھر کیا وجہ ہے کہ معراج کی رات حضور علیہ السلام (ایک روایت کے مطابق) اپنا گھر چھوڑ کر اپنی پھوپھی زاد ام ہانی کے گھر کیوں سوئے؟

جواب: اپنے گھر کی شان یہ تھی کہ

بے اجازت ان کے گھر میں جبریل آتے نہیں اور اجازت لینے کے لیے آپ کی نیند خراب کرنا بہتر نہ سمجھا گیا اور جبریل نے سرکار کے اپنے گھر کی چھت کو سوراخ کرنا بھی مناسب نہ جانا۔ لہذا معراج کا پورا پروگرام خلط ملط ہو جاتا یہ وجہ تھی کہ ام ہانی کے گھر میں سلایا گیا تا کہ رکاوٹ نہ رہے ورنہ سرکار تو کبھی اپنی پیاری بیٹی فاطمہ الزہرا کے گھر بھی رات نہ گزراتے اس لیے سرکار کے سونے اور سنانے میں بھی حکمتیں ہیں اور جاگنے اور جگانے میں بھی، اگر سونے کا انداز محبوبانہ ہے تو جاگنے کا انداز بھی بے نیازانہ ہے اور وہ کیا ہے؟

ہے یہ معراج کی شب اے مرے سرور جاگو شمع کا نور لیے در پہ ہیں حاضر ملکوت منتظر دید کا ہے آج خداوند جہاں حورین جنت کی ہیں مشتاق لقائے احسن خواب راحت سے جگاتا ہے تمہیں یہ خادم چل کے بخشش کروامت کی بلاتا ہے کریم لایا جنت سے ہوں راہوار سواری کے لیے آیا جبریل ہے لینے کو پیسیر جاگو خلق کے راہنما ہادی و رہبر جاگو چل کے دکھلا دو ذرا روی منور جاگو اے شہ حسن اٹھو ساقی کوثر جاگو زرگسین چشم کرو و اگل خوشتر جاگو یہ شب قدر ہے اے شافع محشر جاگو برج خوبی اے درخندہ اختر جاگو

☆ مہمان اگر کوئی عام سا ہو تو صرف پیغام بھیجا جاتا ہے کہ فلاں دن ہمارے ہاں آ جانا، کوئی خاص مہمان ہو تو ساتھ تاکید کی جاتی ہے کہ وہ کہہ رہے تھے ضرور آنا، اس سے بھی خاص ہو تو کارڈ وغیرہ چھپوا کر دعوت نامہ بھیجتے ہیں، مزید خاص ہو تو کسی معزز نمائندے کو بھی بھیجا جاتا ہے اور اخص الخواص ہو تو ساتھ سواری بھی بھیجتے ہیں اور خود چل کر اس کا استقبال بھی کرتے ہیں مگر دنیا میں ایک مہمان ایسا بھی ہوا ہے کہ جس کے لیے یہ سارے ہی طریقے اکٹھے اپنائے گئے معزز نمائندے سید الملائکہ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ان اللہ قد اشتاق الی لقائک یا رسول اللہ۔ سواری بھی بھیجی پہلے براق پھر رُف بھیجا پھر ایک مقام آیا کہ فرمایا گیا قف یا محمد ان ربک یصلی (الیواقیت والجواہر للشعرانی) اور صحیح بخاری میں ہے ثم دنی العبار رب العزۃ۔ اے پیارے اب تو ٹھہر جا تیرا رب (تیرے اوپر درود بھیجتا ہوا) قریب ہو رہا ہے۔ (اپنی شان کے مطابق)

جو جلوہ نما ہوئے شاہِ دو عالم بسجدہ جھکے سب ملائک بھی یک دم
خود عزت کو قریب ہوا خدائے دو عالم اور حوروں کے لب پہ ترانہ تھا اک دم
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

(میاں خاں خادم)

☆ راتیں بھی دو ہیں ذاتیں بھی دو ہیں اور باتیں بھی دو ہیں ایک رات معراج والی ایک رات ہجرت والی۔ ایک بات فرش سے عرش پہ جانے کی اور ایک بات مکہ سے مدینہ میں جانے کی۔ ایک ہجرت کا ساتھی (صدیق) ہے اور ایک معراج کا ساتھی (جبریل) ہے ہجرت کا ساتھ خاکی ہے اور معراج کا ساتھی افلاکی ہے۔ ایک سدرہ سے چلا ایک مکہ سے چلا۔ وہ فرشتوں (نوریوں) کا سردار یہ صحابہ (خاکیوں) کا سردار۔ نوریوں کا سردار معراج کی رات چل کر آیا نبی کے در پر اور ہجرت کی رات خود نبی چل کر گیا صدیق کے دروازے پر۔ وہ سواری لے کر آیا یہ سوار بن کے گیا۔ وہ سدرہ تک گیا یہ روضہ تک گیا۔ وہ موڑ تک گیا یہ توڑ تک گیا۔ گویا سدرہ جبریل کے لیے سدرہ بن گیا اور نبی کا حجرہ صدیق کے لیے چشم براہ بن گیا۔

☆ معراج شریف سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام کو قبروں میں پتہ ہوتا ہے کہ باہر کیا ہو رہا ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام کو پتہ چل گیا کہ آج حضور علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں تشریف لارہے ہیں، اس وقت آپ پہنچیں گے۔ اس وقت نماز ہوگی۔ اس طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں صرف غلامی مصطفیٰ اور شریعت اسلام میں ہی نجات ہے کیونکہ تمام نبیوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت کے مطابق ہی نماز ادا فرمائی ورنہ لتو منن بہ ولنصرونہ پہ عمل کیسے ہوتا۔

چرچا ہے جن کے نام کا دونوں جہاں میں الفت ہے مرے دل میں اسی نامدار کی
رہتا ہے ان کے نام کا تصور جو ہر گھڑی رحمت ہے مجھ پہ خاص یہ پروردگار کی
(شفیع مجبور)

☆ باپ اپنے بیٹے کو کہتا ہے، پیارا اپنے پیارے کو کہتا ہے میں تجھے مری کی سیر کراؤں گا، گلگت کی سیر کراؤں گا فلاں مقام کی سیر کراؤں گا۔ رب نے فرمایا میں اپنے محبوب کو فرش کی بھی سیر کراؤں گا عرش کی بھی۔ زمین کی بھی آسمان کی بھی، مکان کی بھی لامکان بھی سدرہ بھی دکھاؤں گا، جنت بھی، غلمان و رضوان بھی دکھاؤں گا اور حوریں بھی سبحن اللہی اسریٰ بعبدہ۔
باپ کہتا ہے میں اپنے بیٹے کو اچھے سکول میں داخل کراؤں گا۔ خدانے فرمایا میرے نبی کے ماں باپ تو فوت ہو گئے ہیں مگر

میں تو ہوں حتی لا یموت میں اپنے محبوب کو خود پڑھاؤں گا الرحمن علم القرآن اور ایسا کہ و علمک ما لم تکن تعلم۔
ماں کہتی ہے میرا بیٹا بولتا ہے (چاہے کیسا ہی بولے) تو ایسے لگتا ہے جیسے پھول جھڑ رہے ہیں۔ خدا فرماتا ہے میں اپنے محبوب کے بولوں کی قسمیں اٹھاتا ہوں۔

وقیلہ یارب ان ہولاء قوم لا یومنون۔ (القران)

بیٹا اگر کبھی نماز لمبی کر دے تو ماں تڑپ جائے، میرا چاند تھک گیا ہوگا۔ سو جا! خدا کا محبوب نماز لمبی کرے تو آیتیں نازل ہوں جن میں خدا فرمائے یا ایہا المزمّل قم الیل الا قلیلاً۔ اے محبوب قیام تو کر مگر اتنا نہیں کہ تو تھک جائے بلکہ آرام بھی کیا کر۔
ماں سوئے ہوئے بچے کو اٹھائے تو پیارے سے کہے! اٹھ میرے لعل۔ رب اپنے محبوب کو اٹھائے تو فرمائے یا ایہا المدثر قم فانذر۔ اٹھ اے میرے چادر والے محبوب لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلا۔

ماں بچے کو کہتی ہے میں تیرا چہرہ دیکھتی ہوں تو خوش ہو جاتی ہوں، رب اپنے محبوب کو فرمایا قد نری تقلب وجہک تر ضہا۔ اے پیارے میں خوش ہو کر تیرا چہرہ دیکھتا ہوں۔ ماں اپنے بیٹے کے کبھی رخسار کو پھول سے تشبیہ دے کبھی آنکھوں کی تعریف کرے کبھی بالوں کی۔ رب اپنے محبوب کی آنکھوں کو مازاع البصر فرمائے۔ چہرے کو واضحی کہے۔ زلفوں کو والیل کہے سینے کو الم نشرح لك صدرک فرمائے۔

ماں کہے میرا بس چلے تو میں تجھے ساری دنیا کی حکومت و دولت دے دوں خدا فرمائے میرا بس چلتا ہے اور انا اعطینک الکوثر میں نے اپنے حبیب کو ساری بھلائیاں عطا فرمادی ہیں۔

ماں کہے میرا بیٹھا کیسی پیاری گفتگو کرتا ہے رب فرمائے وما ینطق عن الہویٰ میرا محبوب وہی بولتا ہے جو میں چاہتا ہوں۔
ماں کہے جس راہ سے میرا چاند گذرے میں اس راہ پہ قربان ہو جاؤں خدا فرمائے لا اقسام بهذا الجدا۔ جن راہوں سے میرا محبوب گذرے میں ان راہوں کی قسمیں کیوں نہ یاد فرماؤں۔

جو نور ازل طور ابد ہیں وہ محمد ﷺ بندوں میں جو رحمت کی سند ہیں وہ محمد ﷺ

جو منزل تنزیل حمد ہیں وہ محمد ﷺ جو عالم تخلیق کی حد ہیں وہ محمد ﷺ

مانند خدا اپنا مماثل نہیں رکھتے حد یہ ہے کہ یہ ظل خدا، ظل نہیں رکھتے

☆ حضرت میاں شیر محمد شرقیوری علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

خاتون جنت نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ معراج شریف کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کی چند شکایات کی ہیں:-

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: رزق میں دیتا ہوں اور یہ کہتے ہیں کہ اپنی محنت سے کمایا ہے۔

(۲) جنت ان کے لیے بنائی گئی ہے مگر یہ ادھر توجہ ہی نہیں کرتے۔

(۳) دوزخ ہم نے آپ کے دشمنوں کے لیے بنائی مگر آپ کے امتی دوزخ میں جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(خطبات شیر ربانی ص ۱۱۸)

اس لیے تو امت کی فکر میں سرکار روتے رہتے اللہ تعالیٰ کبھی لیغفر لک اللہ فرما کر خوش فرماتا کبھی طہ ما انزلنا

الیک القرآن لشتقیٰ۔ فرما کر پیار فرماتا (یاد رہے کہ طہ کے چودہ عدد ہیں اس سے اشارہ ملتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو چودہ طبق عطا فرمادیے) اس پر محبوب نے اپنے رب کا شکر ادا کرتے کرتے رو رو کر قیام کر کے اپنے قدم سو جھالے جب عرض کیا گیا کہ آپ اس قدر کیوں مشقت اٹھاتے ہیں تو فرمایا افلا اکون عبدا شکورا۔ میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ کیوں نہ بنوں۔ پھر مرتبہ اور بڑھا تو معراج پہ بلا کر ویدار کرادیا کہ اے امت کی فکر میں اپنی آنکھوں کو رو رو کر بے آرام کرنے والے محبوب آجھے ایسا نظارہ دکھاؤں کہ تیری آنکھوں کو سکون و آرام مل جائے گا۔

ادھر مصطفیٰ کی ثنا ہو رہی ہے نماز عاشقوں کی ادا ہو رہی ہے

فلک پر فرشتے ہیں سرخ زمیں پہ خدا کی خدائی فدا ہو رہی ہے

☆ شیخ نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ سے بعض منکروں نے سوال کیا کہ آسمان کے تو دروازے نہیں (حالانکہ دروازوں کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے ابواب السماء) پھر تمہارے رسول عرش پہ کسے چلے گئے؟ فرمایا! مجھے کمرے میں بند کر کے تالے لگا دو انہوں نے ایسا ہی کیا آپ بغیر دروازہ کھولے کمرے سے باہر تشریف لے آئے اور فرما۔ میرے نبی بھی ایسے ہی اوپر چلے گئے۔ فرمایا یہ طور کی بات نہیں دور کی بات ہے، موسیٰ کی بات نہیں حضور کی بات ہے۔ یہاں اعتراض کی گنجائش نہیں کیوں کہ یہ خدا کے نور کی بات ہے۔

در مصطفیٰ سنگ موسیٰ نہیں ہے یہاں لن ترانی کا جھگڑا نہیں ہے

رُکے شاہ تو پردے سے آواز آئی تو اور آگے آتجھ سے پردہ نہیں ہے

کہا پھر تو آغوش رحمت میں لیکر جو تیرا نہیں ہے وہ میرا نہیں ہے

سکھوں کے پیشوا بابا گرو نانک نے اس سوال کا یوں جواب دیا۔

مخالف کہتے ہیں کیونکر نبی افلاک پر پہنچے فلک کا در نہیں کیسے وہ عرش پاک پر پہنچے

انہیں کہہ دو کہ حائل نور کو نہیں دیوار ہوتی ہے نظر شیشے پہ پڑتی ہے تو فوراً پار ہوتی ہے

☆ سیر و سفر میں فرق ہوتا ہے سفر میں مشقت ہوتی ہے ولو کان میلا اگرچہ میل بھر کا ہو، سیر میں راحت ہوتی ہے اگرچہ میل کا سفر ہو۔ سفر سوتے میں بھی ہو سکتا ہے، سیر ہمیشہ جاگتے ہی ہوتی ہے اور روح مع الجسد کو ہوتی ہے اسی لیے براق لایا گیا خالی روح کے لیے براق کی ضرورت نہ تھی۔ اگر رو میں بھی سفر کرتی ہوتیں جیسے جسم کرتے ہیں تو تو پی۔ آئی۔ اے۔ والے مہینے بعد آپ کے پاس آجایا کریں کہ تمہاری روح نے ہمارے جہاز پہ لندن کا سفر کیا ہے۔ لہذا کراہیہ نکالو۔

ہاں مگر سفر کیسا تھا (تھی تو سیر مگر کبھی سیر کو سفر کہہ لیا جاتا ہے کہ ظاہری شکل ملتی جلتی ہے) اپالو الیون (جنہوں نے تسخیر ماہتاب کا معرکہ سر کیا) کا بیان ہے کہ ہم نے چاند کے قریب جا کر چوبیس گھنٹوں میں سولہ مرتبہ چاند کو طلوع وغروب ہوتے دیکھا۔ حالانکہ چاند تو پہلے آسمان سے بھی نیچے ہیں تو ان منکروں کے لیے ایک دن کے سولہ دن بن گئے۔ تو خدا کے محبوب جو عرش معلیٰ بھی اوپر تشریف لے گئے ان کے لیے اگر رات کا تھوڑا سا حصہ اٹھارہ سال بن جائے تو کیا بعید ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام

امتی آنکھ جھپکنے کی دیر میں مہینوں میں ہونے والا کام کر سکتا ہے جیسا کہ قرآن پاک سورہ النمل میں تحت لانے کا واقعہ ہے تو محبوب خدا ایک لمحے میں کروڑوں میل کا سفر بھی کر سکتے ہیں۔

حضرت عزیز علیہ السلام کے لیے سو سال ایک دن یا آدھا دن بنا دیا جیسا کہ سورہ بقرہ میں ہے (او کالذی مر علی قریۃ) اصحاب کہف کے لیے تین سو نو سال یوما او بعض یوم ہو گئے۔ یعنی ایک دن یا آدھا دن۔ تو محبوب کے لیے کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ رات محبوب کو خوش کرنے کی رات ہے۔

جس رات محبوب و محبت ہم کلام ہوئے۔ محبوب نے یوں عرض کیا۔

شہ نے کی عرض امت گناہ گار ہے بخش دے میرے مولیٰ تو غفار ہے
ہے آتا تجھے مجھے پہ گر پیار ہے تو پھر روز جزا آج کی رات ہے
خدا نے یوں جواب ارشاد فرمایا:

وقت ہو گا کہ دیکھیں گے سارے نبی ہو گی تیری شفاعت پہ رحمت میری
بخش دوں گا قیامت کو امت تیری تجھ سے وعدہ میرا آج کی رات ہے

☆ جیسا دلیس ویسا بھیس، جس عالم میں حضور علیہ السلام تشریف لے گئے وہی رنگ آپ پہ چھا گیا زمین (عالم بشریت) پہ رہے تو بشریت غالب نورانیت مغلوب، عالم نورانیت میں تشریف لے گئے تو بشریت مغلوب ہو گئی اور نورانیت ایسی غالب ہوئی کہ جبریل بھی ساتھ پرواز کرنے سے معذرت کر بیٹھا (اہل محبت فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کو بھی حضور کے اصل مقام کا پتہ سدرہ پہ جا کر ہی چلا اور اس وقت کہ جب جبریل کے ہاتھوں دامن مصطفیٰ جاتا رہا اور نہ عرض کر دیتے کہ آقا اگر میں نہیں جاسکتا تو آپ تو لے جاسکتے ہیں اگر آپ کے جسم اقدس کے ساتھ لگ کر کپڑے جاسکتے ہیں، آپ کے قدموں میں آکر نعلین جاسکتی ہے تو آپ کا دامن تھام کر جبریل کیوں نہیں جاسکتا) چنانچہ سرکار کے فرمان رایت ربی فی احسن صورۃ کا ایک تو یہ معنی ہے کہ میں نے اپنے رب کو بہت اچھی صورت میں دیکھا جبکہ دوسرا معنی اس کا یہ کیا گیا ہے کہ اللہ تو صورت و شکل سے پاک ہے اس سے مراد حضور علیہ السلام کی صورت ہے اب مطلب یہ ہو گا کہ میں نے اپنے رب کو جب دیکھا تو اس کے انوار و تجلیات مجھ پہ اس قدر برس رہے تھے کہ میری صورت اس وقت بہت ہی خوبصورت تھی۔ اللہ اکبر پہلے کیا کم خوبصورت ہیں کہ ہر کوئی بن دیکھے فدا ہو رہا ہے۔ سرکٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اہلک ما احنک ما اکملک

☆ کتھے مہر علی کتھے تری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں
بعض اہل عشق نے معراج کی رات چھت کو سوراخ کرنے کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ محبوب کی آنکھ کھلے تو سیدھی آسمان پہ

جائے اور خدا کی رحمت چھم چھم برے تو مصطفیٰ کے رُخ والی پہ برے
 وہ مجھے دیکھ لے میں اسے دیکھ لوں دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے
 اور

☆ اصل نماز ہے یہی روح نماز ہے یہی میری نظر میں تو رہے تیری نظر میں میں رہوں
 حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کی معراج ہوئی تو سلسلہ کلام کا آغاز خدا نے یہ کہہ کر فرمایا وَمَا تَلَكْ
 بِمِثْنِكَ يَا مُوسَىٰ - اے پیارے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ جس کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ہی عصای
 جبکہ حبیب اللہ علیہ السلام کو اللہ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تو سلسلہ کلام کا آغاز حضور نے خود کیا اور عرض کیا -
 التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ شاید اس کی
 وجہ یہ تھی کہ قرآن پاک میں موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی معیت کا ذکر فرمایا تو اپنا نام پہلے لیا ان معی ربی سیہدین -
 اور رب کا بعد میں۔ جبکہ اللہ کے حبیب علیہ السلام نے غار ثور میں جب معیت الہی کا ذکر فرمایا تو پہلے اللہ کا نام لیا اور پھر اپنا ان اللہ
 معنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

سبحان اللہ! پھر شان بھی تو اسی حساب سے ہی ملے گی ناں کہ رب نے بیت المقدس میں نبیوں سے حضور کی عظمت کے
 خطبے پڑھائے سدرۃ المنتہی پہ فرشتوں سے سلام کروایا اور لامکاں پہ خود فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ -
 اور یاد رکھو! کہ ہماری نماز بھی تبھی معراج المومنین بنے گی کہ جب آقا علیہ السلام پر سلام عرض کیا جائے گا اور حاضر و ناظر
 سمجھ کر پڑھا جائے گا۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

جبکہ کئی نام نہاد مسلمان کہتے ہیں کہ حضور کا خیال آجائے تو نماز ہی نہیں ہوتی حالانکہ ہماری آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر
 سلام پڑھے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، ہمارے اور ان کے عقیدے میں فرق یہ ہوا کہ وہ نبی کو اپنی عبادت سے نکال کر سمجھتے ہیں ہم
 عبادت گزار ہیں جبکہ ہم حضور کے دامن کو تھام کے عبادت کرتے ہیں۔ یہ امتی ہو کر صلوٰۃ و سلام کے بارے میں شک کرتے ہیں
 بلکہ انکار کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ میں سارے نبی حاضر ہو کر ہمارے نبی پہ سلام پڑھ رہے ہیں۔

☆ حبیب آپ پر ہزاروں درود و سلام سب رسولوں کے سرور انبیاء کے امام
 شب معراج کا مقصد حقیقتاً ہے یہ عرش والے بھی دیکھیں حبیب رب کا مقام
 (عظمت غوری)

☆ اللہ نے مازاغ البصر فرما کر محبوب علیہ السلام کو سر کی آنکھوں سے اپنا دیدار کرانا ثابت فرمادیا۔ ما کذب الفواد
 ہمارای کہہ دل کی تصدیق کا تذکرہ کر دیا اور نزلة اخروی فرما کر بار بار دیکھنے کا ذکر فرمادیا ثم دنیٰ کہہ قرب صفات کو بیان کر دیا
 اور قدلی فرما کر قرب ذات کی بات کی ہے اپنے محبوب کے ہر ہر لطیفہ کو معراج کی شان سے نوازا۔ لیکن چونکہ اتنے قربوں کے بعد
 سلسلہ قرب کا منقطع ہونا محبوب کو بھی برداشت نہ تھا اور حکم خداوندی بھی تھا وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْآوَلَىٰ - تو فرمایا محبوب معراج
 کے بعد جب کبھی اس قرب کی لذت لینا چاہو تو زمین پہ نمازوں کا تحفہ لے جاؤ تا کہ امتی پوچھیں کہ یا رسول اللہ خود تو معراج کر آئے

ہو ہم نے اگر معراج کی لذت چکھنی ہو تو کیا کریں تو ان کو فرما دو الصلوٰۃ معراج المومنین اور خود تجھے اے محبوب! اس قرب خاص کی یاد ستائے تو ار حنا با بلال فرما کر نماز شروع کر دیا کر۔ یہ مزے نماز میں ہی عطا کر دوں گا۔ اسی لیے تو ہم کسی شے کو دیکھ کر سبحان اللہ کہتے ہیں کیونکہ ہم انجام سے ناواقف ہیں اور اللہ سفر معراج شروع کرنے کے ساتھ ہی فرما رہا ہے سبحن الذی اسریٰ بعبدہ کیونکہ وہ تو پہلے ہی جانتا ہے کہ اس سیر کے نتیجے میں میری مخلوق کو خیر ہی خیر ملے گی۔

یارب ہماری موت کا جب دن قریب ہو آنکھوں کے عین سامنے کوئے حبیب ہو
یارب تیری جناب میں مسلم کی ہے دعا تربت میری حضور کے در کے قریب ہو

(مسلم ایسی)

☆ زمانہ کیا ہے الزمان مقدار الحركة یعنی فلک الافلاک یا عرش کی حرکت زمانہ ہے اور ہمارے آقا تو عرش سے بھی اوپر تشریف لے گئے حرکت بھی نیچے رہ گئی اور متحرک بھی اور۔ ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے۔
مکان کیا ہے جسم حاوی کی سطح باطن جسم محوی کی سطح ظاہر سے مس کرے اور یہاں عالم یہ ہے کہ حاوی بھی نیچے محوی بھی پاؤں کے نیچے اور

ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے

اور نبی علیہ السلام کا مکان بھی اپنا ہے اور مقام بھی اپنا ہے اسی لیے نبی کا ایک معنی ہے النبی! المكان الواضح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مکہ مدینہ کی گلیوں میں پھرایا، حضرت عبداللہ دماوی آمنہ رضی اللہ عنہما کا بیٹا بنایا۔ حلیمہ سعدیہ کا دودھ پلویا تا کہ نبی علیہ السلام کو خدا نہ کہا جائے اور لامکاں پہ بلایا عرش پہ بٹھایا، السلام علیک ایہا النبی فرمایا اور بے پردہ اپنا دیدار کرایا تا کہ محبوب کو خدا سے جدا بھی نہ سمجھیں اور اپنی طرح بھی نہ سمجھیں۔

نبی کی شان ہے یا شان کبریائی ہے زمیں پہ روضہ ہے عرش تک رسائی ہے

چمک بلال نے روئے نبی سے پائی ہے انہیں کے نور سے تاروں میں روشنائی ہے (نذیر ایسی)

سرکار مدینہ علیہ السلام کی خوبیاں و کمالات اتنے زیادہ ہیں کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پر صلوٰۃ کیسے بھیجتا ہے؟ صلوٰۃ اللہ ثناءہ علیہ عند الملائکۃ (ابوالعالیہ) کہ فرشتوں کے سامنے اپنے محبوب کی خوبیاں بیان فرماتا ہے اور اس کے لیے یصلون کا صیغہ بھی مضارع کا ارشاد فرمایا مطلب یہ ہے کہ وہ بیان فرماتا ہی رہتا ہے۔

☆ ہم اپنی اطراف سے کوئی کام کریں تو بدعت بنے نبی کرے تو سنت بنے، ہم مسجد میں بھی جوتا اتار کے جائیں نبی عرش پہ بھی جوتا پہن کے جائیں، ہم سو جائیں وضو جاتا رہے نبی سو جائیں وضو قائم رہے، ہماری نیند میں خواب ہو نبی کی نیند میں اللہ سے سوال و جواب ہو۔ ہم تھوکیں و با پھیلے نبی تھو کے شفا پھیلے ہم کسی سے ملیں تو ملاقات بنے نبی خدا سے ملیں تو معراج کی رات بنے۔

آدم نہ تھے تو آدمی نہ تھا، حضور نہ تھے تو کچھ بھی نہ تھا، کائنات کی ابتدا حضور سے ہوئی (اول ما خلق اللہ نوری) خدا تھا مگر خالق و معبود تب ہو جب محبوب کو بنایا، حضور کی ذات خدا کی پہچان کا سبب بنی (هو الذی ارسل رسولہ) جب محبوب خدا کے بغیر خدا کو کوئی جانتا پہچانتا نہ تھا تو ہمیں کون جانے گا اگر ہم نے دامن مصطفیٰ چھوڑ دیا۔ ہم سب کی عزت حضور علیہ السلام کے دم

قدم سے ہے۔

آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

☆ بعض لوگ انبیاء کرام کا مسجد اقصیٰ میں تشریف لے جانا عقیدہ حیات النبی اور عقیدہ حاضرناضر کے ڈر سے تو انکار کر دیتے ہیں یا کوئی نہ کوئی تاویل کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات ماننے میں ان کو کوئی جھجک نہیں کہ اشرف علی تھا نوی صاحب کے پردادا محمد فرید ایک بار رات کے ساتھ جا رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور محمد فرید مارے گئے ساتھیوں نے وہیں دفن کر دیا، رات ہوئی تو محمد فرید مٹھائی کا ڈبہ لیکر اپنے گھر آ گئے اور بیوی (جو بیوی سے بیوہ ہو چکی تھی) کو فرمایا کہ اگر کسی کو نہیں بتاؤ گی تو روزانہ آیا کروں گا اور مٹھائی بھی لایا کروں گا۔ بیوی کی قسمت خراب کہ اس سوچ میں پڑ گئی کہ لوگوں کو پتہ چل گیا کہ روزانہ مٹھائی آتی ہے تو کیا کہیں گے چنانچہ بتا دیا اور فیضان بند ہو گیا (اشرف السوانح)

تو اگر آپ کے پردادا بیوی کو ملنے کے لیے مرنے کے بعد آ سکتے ہیں تو انبیاء کرام محبوب خدا کو ملنے کے لیے مسجد اقصیٰ میں کیوں نہیں آ سکتے اور آسمانوں پہ کیوں نہیں جاسکتے۔

☆ جبریل امین سرکار کی بارگاہ میں رہنمائی کے لیے نہیں گدائی کے لیے حاضر ہوا کیونکہ رہنما کے پاس تو چل کے خود جانا پڑتا ہے نہ یہ کہ وہ چل کے آئے اور قدم چوم کے جگائے اور پھر راستے میں چھوڑ کر واپس چلا آئے اور جب آسمان کا دروازہ کھٹکھٹائے تو آگے سے پوچھنے والا سوال فرمائے، کہ تو کون ہے تو جواب میں جبریل انا جبریل نہ فرمائے حالانکہ تعارف عموماً ایسے ہی کروایا جاتا ہے۔ اے جبریل تو نے انا جبریل کی بجائے صرف جبریل کیوں کہا؟ فرمایا انا کا معنی ہے ”میں“ ایک نے پہلے اللہ کے سامنے کہا تھا ”انا خیر منہ“ میں تو اس کا انجام نہیں بھولا اب بارگاہ مصطفیٰ میں میں بھی انا کہوں (اتھے میں آکھ کے مرنا اے؟) (یہ در مصطفیٰ ہے اس دروازے سے پہلے صرف حضور نے ہی گذرنا تھا)

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدار کی تمنا کرنے پر فرمایا لن ترانی کہ اے موسیٰ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا پھر ساتھ فرمایا لیکن پہاڑ کی طرف دیکھا اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا فسوف ترانی۔ تو تو عنقریب مجھے دیکھ لے گا اس کا مطلب یہ تھا کہ اے موسیٰ براہ راست تو تو میرا جلوہ نہیں دیکھ سکتا، پہاڑ کے ذریعے تھوڑا سا پردہ ہٹاتا ہوں تو تجھے تیرا سامان مل جائے گا ورنہ جو تو نے مانگا ہے وہ تو تیرے بس سے باہر ہے لیکن میں پھر بھی بالکل محروم نہیں رکھوں گا۔

معراج کی رات کا مکالمہ:

اللہ ایا محمد انت الیلة ضیفنا فما ذا ترید؟ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج کی رات تو ہمارا مہمان ہے

مانگ کیا مانگتا ہے؟

محمد اکل ماجرت بہ علی الانبیاء قبلی۔ اے اللہ جو مجھ سے پہلے نبیوں کو دیا ہے مجھے بھی دے دے،

ما عرفناک حق معرفتک اے اللہ ہم تیری پہچان کا حق نہیں ادا کر سکے۔

اللہ اا تدری ابن انت اے محمد! کیا تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے؟

محمد انت اعلم! یا اللہ تو ہی بہتر جانتا ہے۔

اللہ اما وراء مقامک لمخلوق ونقلتک من عالم الی عالم۔ میں تجھے سب مخلوق سے اوپر لے آیا ہوں اس

سے اوپر کوئی مخلوق نہیں۔

یا محمد انا وانت و ماسویٰ ذلک خلقتہ لا جلتک۔ میں ہوں اور تو ہے باقی جو کچھ ہے وہ سب کچھ میں نے تیرے لیے ہی بنایا ہے۔

محمد انا وانا و ماسویٰ ذلک ترکت لا جلتک۔ اے اللہ! تو ہے اور میں ہوں۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے میں نے تیری خاطر چھوڑا۔

اللہ! تیری امت کی اطاعت میری رضا سے ہے، تھوڑی بھی کرے گی تو قبول کر لوں گا اور اس کے گناہ میری تقدیر سے ہوں گے۔ اگرچہ بسیار باشند عفو کنم کہ رحیمم معاف کر دوں گا کیونکہ میں رحیم ہوں۔ السلام علیک ایہا النبی ورحمة وبرکاتہ۔

محمد! اے اللہ تو نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ حوا کو ان کی بیوی بنایا پھر ان کو عزت سے جنت میں ٹھہرایا۔ اللہ: یا محمد! لو لا انہ اشرق نور سرتک ما قلنا للمکئکة اسجدوا لادم۔ اے محمد! اگر تیرا نور اس کی پیشانی میں نہ چمکتا ہوتا تو میں فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم کبھی نہ دیتا۔ مانگ کیا مانگتا ہے (سل ماترید)

محمد! ما الذی اسالك وقد جعلت ادريس نبيا و رفعناہ مکان علیا۔ اے اللہ میں تجھے سے کیا مانگوں؟ تو نے حضرت ادریس علیہ السلام کو نبی بنایا اور ان کو بلند مقام پہ بٹھایا۔

اللہ! انما رفع ادریس الی السماء لينظر الیک و یسر بین یدیک۔ اے محمد! میں نے ادریس کو بلند مقام پہ اس لیے بٹھایا تاکہ وہ تجھے (معراج کی رات) دیکھ سکے اور تیرے آگے آگے چلے۔

محمد! اے اللہ تو نے نوح علیہ السلام کو کشتی کے ذریعے طوفان سے نجات بخشی۔ اللہ! لو لا اقسام علینا بجمالک ما نجی۔ اے پیارے! اگر وہ تیرے حسن و جمال کی قسم مجھے نہ دیتا تو نجات نہ پاتا۔ محمد! اے اللہ! تو نے ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو گلزار فرمایا۔

اللہ! لو لا انہ اشرق نور وجهک الکریم ما نجا من نار النمرود۔ اے پیارے! اگر تیرے بابرکت چہرے کا نور اس پہ نہ چمکتا تو ابراہیم نمرود کی آگ سے نہ بچ سکتا۔

محمد! کلمت موسیٰ علی جبل طور۔ اے اللہ! تو نے موسیٰ علیہ السلام سے طور پہ کلام فرمایا۔ اللہ! کلمتک علی بساط النور۔ اے پیارے! اگر میں نے موسیٰ سے طور پہ کلام فرمایا ہے تو تجھ سے بساط نور (عرش معلیٰ) پہ کلام کر رہا ہوں اس سے پردے میں کلام کیا خوبت بالمشاهدة۔ تجھ سے پردے اٹھا کے کلام کیا۔ اس کو لن ترانی کہا تجھے آجانی کہا۔

محمد! اعطیت ادم الجنة۔ اے اللہ! تو نے آدم علیہ السلام کو جنت عطا فرمائی۔ اللہ! اعطیتہ ثم عزلته عنها و اعطینک ولا اعز لکم عنها۔ اس کو جنت دی پھر لے لی، تجھے دوں گا تو واپس نہ لوں گا۔

محمد! انجیت یونس من ثلث ظلمات۔ تو نے یونس علیہ السلام کو تین اندھیروں (رات، مچھلی کا پیٹ، سمندر کی

گہرائی) سے نجات دی۔

اللہ - انجی امتک من ظلمة القبر و ظلمة القيامة و الصراط اے پیارے! تیری امت کو بھی تین ظلمتوں سے نجات دوں گا۔ قبر کے اندھیرے قیامت و پل صراط کی ظلمت سے۔

محمد! ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل قلت عبادک فقال انی لن اخزیک فی امتک - حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے اللہ نے میرے ساتھ میری امت کے بارے میں مشورہ کیا! تو میں نے عرض کیا! یا اللہ! میرے امتی تیرے ہی بندے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے پیارے! میں تجھے تیری امت کے بارے میں رسوا نہیں کروں گا۔ (جل جلالہ - صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک روایت میں ہے اللہ نے فرمایا ستر ہزار کو بغیر حساب بخش دوں گا میں نے عرض کیا! تھوڑے ہیں، فرمایا! اچھا ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار (احیاء العلوم)

ستر ہزار کا عدد عربی میں کثرت کے لیے بولا جاتا ہے یعنی اس میں ستر کروڑ ستر ارب اور ستر کھرب بھی ہو سکتے ہیں۔

انجم کے معانی:

☆ انجم کے معنی ”اصل“ بنیاد۔ چنانچہ جس حدیث کی کوئی بنیاد نہ ہو اس کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں هذا الحدیث لا نجم له۔ یعنی لا اصل له۔

امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کی تفسیر میں نجم سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام اصل کائنات حالانکہ جہاں اول ما خلق اللہ نوری حدیث ہے وہاں اول ما خلق اللہ القلم، اول ما خلق العقل، اول ما خلق اللہ اللوح اور اول ما خلق العرش کی بھی احادیث ہیں (دیکھئے شیخ محقق کی مدارج اور سرالاسرار فیما یحتاج الیہ الا برار غوث پاک کی کتاب) تو پھر اصل تو ایک ہی ہوتی ہے جو سب سے اول ہوگی اور یہاں اولیت اتنی اشیاء کے لیے ثابت ہو رہی ہے۔ یا پھر مطابقت پیدا کی جائے۔ تو اس کی ایک توجیہ تو وہ ہے جو علماء نے بیان فرمائی یعنی دوسری حدیث میں ہے کہ قلم کو پیدا فرما کر فرمایا اکتب۔ لکھ! قلم نے عرض کیا کیا لکھوں؟ فرمایا ما کان وما یکون جو ہو چکا اور جو ہوگا اس کا مطلب ہے کچھ ہو بھی چکا تھا جو لوح و قلم سے پہلے ہو چکا تھا اور وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اس طرح یہ بھی فرمایا گیا کہ حضور علیہ السلام کی اولیت حقیقی ہے اور باقی تمام چیزوں کی اضافی ہے۔ اور جو چیز حقیقتاً پہلے ہوگی وہی آخر میں بھی ہوگی دیکھو درخت کی اصل گٹھلی ہے اسی سے جڑ بنی پھر تنا پھر شاخیں پھر پھل لگا تو جب پھل کھایا گیا تو باقی وہی گٹھلی بچی جو درخت کی اصل تھی۔ حضور علیہ السلام بھی چونکہ اصل کائنات ہیں اس لیے آپ ہی کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجا کر آپ کو تمام نبیوں کے آخر میں بھیجا کہ جو اول ہو وہی آخر ہوتا ہے۔ اقبال نے کہا!

مرد مومن را محمد ابتداء است - مرد مومن را محمد انتہاء است -

گو یاد ارزہ کائنات کا مرکز حضور علیہ السلام کی ذات ہے اور دائرہ کی نسبت تمام اطراف سے مرکز کے ساتھ برابر ہوتی ہے پھر یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ قریب سے سن لیتے ہیں اور دور سے نہیں سن سکتے کا کیا مطلب ہے؟ سارا دائرہ مرکز کا محتاج ہے اور کل کائنات حضور کی محتاج ہے اور قاعدہ ہے کہ محتاج بعد میں ہوتا ہے اور محتاج الیہ (جس کی طرف محتاجی ہو وہ) پہلے ہوتا ہے۔ جیسے ہم زمین ہوا پانی وغیرہ کے محتاج ہیں تو یہ چیزیں ہمارے دنیا میں آنے سے پہلے یہاں موجود تھیں اس لحاظ سے بھی حضور علیہ السلام کا اصل

کائنات ہونا ثابت ہوا۔

نہ ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گروہ نہ ہوں عالم نہ ہو

لوح بھی تو قلم بھی تو

مذکورہ پانچ احادیث اور اس کے ساتھ اول ما خلق اللہ الروح کل چھ احادیث میں ایک ایمان افروز تطبیق ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ وہ نہیں کہ بعض کو مان لیں اور بعض کا انکار کر دیں یہ منافقت ہے (افتوا منون ببعض الكتب وتكفرون ببعض) نور کی آیت چھوڑ دی اور ساری عمر بشر بشر یہ ہی ضائع کر دی ہم سار قرآن مانتے ہیں، تمام احادیث مانتے ہیں جس نبی کی یہ حدیث ہے اول ما خلق اللہ نوری۔ اسی کی باقی احادیث بھی ہیں۔ اور تطبیق یہ ہے کہ یہاں تعارض ہے ہی نہیں، تعارض کے لیے آٹھ وحدتوں کا ہونا ضرور ہے جو یہاں مفقود ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جہت بدل جائے تو تناقض ختم۔ مثلاً اگر زید کو اس کے بیٹے کی بہ نسبت باپ کہیں اور بیٹے ہی کی نسبت سے بیٹا بھی کہیں کہ زید مثلاً عمرو کا باپ بھی ہے اور عمرو ہی کا بیٹا بھی ہے تو یہ غلط ہوگا اور اگر جہت بدل جائے مثلاً زید عمرو کا باپ ہے اور بکر کا بیٹا ہے تو یوں کہا جائے گا کہ زید باپ بھی ہے (عمرو کا) اور بیٹا بھی ہے (بکر کا) اسی طرح وہ شاگرد ہے اپنے استاذ کا اور استاذ ہے اپنے شاگرد کا۔ پیر ہے اپنے مرید کا اور مرید ہے اپنے پیر کا۔ اسی طرح مذکورہ احادیث میں بھی معنوں ایک ہے باقی سب اسی معنوں کے عنوانات ہیں۔ موصوف ایک ہے باقی تمام اسی کی صفات ہیں (ایک اعتبار سے ورنہ لوح، قلم، عرش، عقل اور روح کے وجود کا انکار نہیں کیا جاسکتا) مبر ایک ہے تعبیریں مختلف ہیں۔ یعنی ان تمام چیزوں سے ذات مصطفیٰ ہی مراد ہے۔ کیسے؟

حضور علیہ السلام قلم اس طرح ہوئے کہ قلم کا کام ہے ایک طرف (دوات) سے فیض لینا اور دوسری طرف (حختی، لوح) کو فیض دینا۔ حضور علیہ السلام بھی اللہ سے فیض لیتے ہیں اور مخلوق کو فیض دیتے ہیں ادھر لوح بن کے جاتے ہیں ادھر قلم بن کے آتے ہیں۔ اقبال کہتے ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب گنبد آنگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عرش کا معنی ہے بلند عرش کو عرش اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ ساری مخلوق سے اوپر ہے زمین سے اوپر آسمانوں سے اوپر جنت دوزخ سے اوپر اسی لیے دل چونکہ تمام جسم سے افضل عضو ہے تو کہا جاتا ہے قلب المؤمن عرش اللہ کہ مومن کا دل اللہ کا عرش ہے۔ اس کی بلندی قائم رہے گی تو لغوی معنی کے لحاظ سے عرش کہلانے کا حق دار ہوگا۔ تو جب معراج کی رات ہمارے آقا کے قدم مبارک عرش سے بھی اوپر چلے گئے تو اب عرش کون ہوا؟ تو عرش سے مراد بھی حضور ہو سکتے ہیں۔

عقل۔ باتفاق متکلمین عقل کل جبریل علیہ السلام ہیں جس کو سدرہ پہ حضور نے یہ کہہ کر حیران کر دیا کہ تیری یہاں انتہا ہو رہی ہے تو میری یہاں سے ابتداء ہو رہی ہے اور یہ عقل کل معراج کی رات حضور علیہ السلام کے قدم چوم چوم کر ہمارے آقا کو عقل کل قرار دے رہا ہے۔

روح۔ روح کائنات تو حضور ہیں ہی، جس طرح روح نکل جائے تو جسم کی موت واقع ہو جاتی ہے، حضور کی محبت نکل جائے تو ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے (یہ تمام احادیث ابن عساکر، دلائل النبوة اور مدارج و سرا میں ہیں)

ثابت ہوا کہ جس طرح اول آخر، ظاہر باطن حضور علیہ السلام کی صفات ہو سکتی ہیں جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہوا اسی طرح عقل، عرش، قلم، لوح، روح کا اطلاق بھی حضور علیہ السلام کی ذات پر ہو سکتا ہے۔

نہ گاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآن وہی فرقاں وہی لیس وہی طہ (اقبال)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے مدارج النبوت کے اندر یہی بیان فرمایا ہے۔

تو نجم کے معنی اول کی بات ہو رہی تھی گویا فرمایا گیا انجم۔ اے پیارے چمکتے ستارے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے تیری قسم ہے کہ تو اصل کائنات ہے۔ تجھ سے ہی میں نے کائنات کا آغاز فرمایا اور تیرے وجود پر ہی نبیوں کا سلسلہ ختم کر کے کائنات کا اختتام فرماؤں گا۔ تو نقطہ آغاز بھی ہے اور حرف آخر بھی۔ کائنات کا سفر تیری ذات سے ہی شروع فرمایا اور تیرے وجود پہ ہی اس سفر کی انتہا ہوگی، کیونکہ دائرہ بناؤ تو جہاں سے ابتداء کرو گے وہیں آ کر اختتام بھی ہوگا۔ تو قسم ہے ذات مصطفیٰ کی کہ جو کائنات کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی ہے اور کائنات ساری کی ساری اسی ذات پاک ہی کے لیے سجائی گئی ہے۔

سجی ہے محفل کونین مصطفیٰ کے لیے بنے ہیں دونوں جہاں شاہ انبیاء کے لیے

نمبر ۲ نجم کا معنی ہے طلوع ہونا۔ اور طلوع کے تین درجے ہیں۔ طلوع فجر، زردنکیہ اور اشراق، معراج کے بھی تین درجے ہیں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک وہاں سے سدرہ تک اور سدرہ سے لامکان تک پھر ذات محمدی میں بھی تین درجہ رکھے گئے بشریت اس کی معراج مسجد اقصیٰ میں ہوئی جہاں عالم بشریت کے آقاؤں (انبیاء کرام) کی امامت فرمائی۔ بیت المعمور میں فرشتوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جانا یہ نورانیت مصطفیٰ کی معراج ہے اور قاب قوسین اودانی کی منزلیں طے کر جانا یہ حقیقت محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کی معراج ہے۔

نمبر ۳ نجم کا معنی حضور علیہ السلام کا قلب اطہر بھی ہے (اور اذاہ سوی کا معنی ہے جب وہ خواہش کرے اور ماسوی اللہ کو چھوڑ دے) اذا احب واشتہی وانقطع ما سوی۔

نمبر ۴ نجم کا ایک معنی ہے جو چیز کھاتے ہوئے خلق سے نیچے اور سینے کے اوپر جا کر رک جائے۔ اس معنی کے لحاظ سے حضور علیہ السلام کو نجم اس لیے فرمایا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا سے نیچے ہیں اور خدائی سے اوپر ہیں۔ بعد از خدا بزرگ تو کی قصہ مختصر۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شاغل کمال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

تو حضور علیہ السلام کو نجم بمعنی ستارہ فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ جس طرح ستارہ اپنے محور میں گھومتا رہتا ہے ادھر ادھر نہیں ہوتا ہزار سال پہلے جو ستارہ جہاں سے گذرا وہ آج بھی اور قیامت تک وہیں سے گزرتا رہے گا ایک انج بھی ادھر ادھر نہ ہوگا اور سرکار علیہ السلام بھی احکام خداوندی سے ایک بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہوتے جب آپ کا بولنا بھی خدا کی مرضی سے ہے (وما یسطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی) تو اور کیا حرکت مرضی مولیٰ کے خلاف ہوگی۔ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ (حضرت سلطان باہو)

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا خدا نے کہا ان کے آنے سے پہلے

یا اس لیے ستارہ فرمایا کہ محبوب کوئی تیری تعظیم کرے گا تو کوئی گالیاں بھی دے گا، پتھر بھی مارے گا (ماں اپنے بچے پہ زیادہ مہربان ہوتی ہے) میرے چاند تارے فرمایا تیرے ماں باپ تو فوت ہو چکے (میں تجھے کہتا ہوں و انجم۔ او میرے پیارے

ستارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

نبی کے نور سے گھر گھر ہوا اجالا ہے
نبی بھی کہتے ہیں محبوب کملی والا ہے
انہی کی شان کا قرآن میں حوالا ہے
یتیم ہو کے یتیموں کو جس نے پالا ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ معراج کا ذکر قرآن مجید میں دو جگہ فرمایا اور دونوں جگہ قسمیہ انداز سے کیونکہ والنجم میں تو واؤ قسمیہ ہے اور سبحن الذی بھی ایک لحاظ سے قسم ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر سے آغاز فرما رہا ہے اور دونوں جگہ نہ اپنا نام لیا نہ حضور کا نام کیونکہ جہاں بات محبت کی ہو رہی ہو وہاں نام لینے کی ضرورت نہیں رہتی صرف تعریف و توصیف میں ہی بات کی جاتی ہے۔

یہ احتیاط تمنا یہ احترام جنوں
کہ تیرا ذکر کروں اور تیرا نام نہ لوں
☆ رفتار جتنی تیز ہو مشاہدہ اتنا ہی کمزور ہوتا ہے ریل یا جہاز میں اس کا اندازہ آسانی سے ہو سکتا ہے مگر معراج میں حضور علیہ السلام کی سواری کی رفتار دیکھئے اور پھر مشاہدہ کا عالم دیکھئے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اندھیری رات میں قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھتے دیکھا لیا۔
دے دے ولولہ شوق جسے لذت پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج
تو معنی والنجم نہ سمجھا تو کیا عجب
ہے تیرا مدد جزر ابھی چاند کا محتاج

☆ حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حضور ہی تھے جنہوں نے اتنی بلندی پہنچ کر واپس آنا پسند فرمایا اگر میں ہوتا تو کبھی واپس نہ آتا مگر یہ بات صرف وہی کرے جس کو صرف اپنی فکر ہو اور یہ کامل حال نہیں ہے کامل حال یہ ہے کہ پوری کائنات کی فکر ہو۔ عروج کے بعد نزول بھی کامل ہو اور ادائی کے مقام والا مدینہ پاک کے بچوں سے بھی مصافحہ کر رہا ہو اور رُک رُک کر سلام لے رہا ہو اور جب تک سب بچوں سے مصافحہ نہ ہو جائے کھڑے رہیں اور جس کو کوئی منہ نہ لگائے اس پاگل عورت کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں پھرتا رہے، ادھر رب سے ملے ادھر سب سے ملے۔ لوگوں کی تکلیف کو لوگوں سے زیادہ خود محسوس کرے۔ بے سہاروں کی گٹھریاں اٹھائے۔ کافر مہمان کی خود خدمت کرے۔ اس کی غلاظت صاف کرے خود دودھ دھو کر پلائے۔ کبھی خدا سے کلام کرے اور کبھی بچوں کا دل بہلانے کے لیے فرمائے یا ابا عمیر ما فعل النعیر (شائل ترمذی ص ۱۵) اے ابو عمیر! تیری چڑیا کو کیا ہوا۔ اور کامل حال یہ ہے کہ قیصر و کسریٰ کو تو خاطر میں نہ لائے اور معمولی سے آدمی (و جلا ذمیما) کے ساتھ پیار فرمانے اور اس کو خوش کرنے کے لیے فرمائے انت عند اللہ غال (شائل ص ۱۶) ”کیا ہوا جو لوگ تجھے معمولی سمجھتے ہیں تو اللہ کے ہاں بڑا قیمتی ہے“

سرکار کی سیرت سے جلا زیت نے پائی
سرکار کی یادوں سے منور ہوئے سینے
اخلاق پیغمبر نے یہ توفیق عطا کی
طے کرتے گئے لوگ مدارات کے زینے
(توفیق بٹ بحوالہ بہار نعت: ۶۳)

☆ موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھنا۔ اگر صلوٰۃ سے نماز مراد ہو تو بات بڑی عجیب ہے کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی زندگی کے آخری دنوں میں چند دن دیدار نہ کیا اور ایک دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ اٹھایا تو ان

سچے عاشقانِ رسول علیہ السلام کو نمازیں بھول گئیں اور سب کے سب دیدارِ رسول میں مشغول ہو گئے اور فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ ایسے دیکھا جیسے کھلا قرآن ہوتا ہے اور امام کا حال بھی سن لیں اور امام بھی افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق ہیں وہ بھی مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے تو حضور علیہ السلام نے پردہ گرا دیا اور نماز پوری کرنے کا حکم دیا (یہ واقعہ بخاری شریف میں ہے جس کو خلاصہ لکھا گیا ہے) یہ تو وہ تھے جو ہر وقت سرکارِ کو دیکھتے تھے پھر یہ حالت ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے تو ابھی دیکھا نہیں صرف شہرت ہی سنی ہے ان کو تو زیادہ اشتیاق ہونا چاہیے پھر حضور کی آمد پہ نماز وہ بھی فرضی نہیں صرف لذت روحانی کے لیے (کیا یہ لذت دیدارِ مصطفیٰ میں نہ تھے) اور پھر یہی موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ جو پختالیس نمازوں کو معاف کروانے کا وسیلہ بنے۔ اچھا اگر صلوٰۃ کا معنی نماز ہی ہے تو چلو موسیٰ تو نماز خدا کی پڑھ رہے ہیں تو جب اللہ نے فرمایا قف یا محمد انک ربک یصلی۔ خدا کس کی نماز پڑھ رہا تھا (استغفر اللہ) مان جاؤ ادھر موسیٰ درود بھیج رہے تھے ادھر خدا رحمت بھیج رہا تھا اور بیت المعمور اور سدرہ پر فرشتے درود و سلام کا نذرانہ پیش کر رہے تھے کیونکہ

آج معراج النبی ہے دھوم عالم میں مچی ہے
بت کدوں میں کھلبلی ہے ساری دنیا پڑھ رہی ہے
یا نبی سلام علیک

عبدالفرشتے بھی ہیں اور حضور بھی مگر حضور ایسے عبدِ کامل ہیں کہ معراج کی رات فرشتوں کے قبلے بیت المعمور نے بھی محبوب خدا کا جلوہ دیکھ کر کہا ہوگا کہ خدا معبود ہونے میں کامل یہ عبد ہونے میں کامل، وہ سیر کرانے میں کامل یہ سیر کرنے میں کامل وہ جلوہ دکھانے میں کامل یہ جلوہ دیکھنے میں کامل وہ خدا ہونے میں بے مثال یہ مصطفیٰ ہونے میں بے مثال۔

☆ بعض لوگ بضد ہیں اس بات پر کہ حضور نے معراج کی رات اللہ کو نہیں جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔ سبحان اللہ! معراج تو معجزہ ہے اور معجزے سے نبی کی شان کو بڑھانا مقصود ہوتا ہے تو جبریل کو دیکھ کر حضور کی کیا شان بڑھے گی وہ تو خود چوبیس ہزار مرتبہ در مصطفیٰ پہ خود آیا ہے اس سے تو جبریل کی شان بڑھی کیونکہ غلام کے پاس آقا جائے گا تو غلام کی شان بڑھے گی حالانکہ مقصود تو حضور کی شان بڑھانا ہے رايتہ نوراً اور نورانی ارادہ احادیث کا مفہوم بھی لوگ عجیب انداز سے بیان کرتے ہیں جب کہ ان دونوں جملوں کا بالترتیب مطلب یہ ہے کہ میں نے جس طرف دیکھا مجھے اللہ کا نور ہی نظر آیا۔ وہ نور ہے میں نے اس کو دیکھا۔ شرک کے سوداگروں کا وہم دور ہو جانا چاہیے کیونکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
قدرت نے ازل میں یہ لکھا ان کی جبین پر
اللہ کو معلوم ہے کیا جائیے کیا ہو
جو ان کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

(مولانا حسن رضا)

دیدارِ خداوندی:

خدا کا دیدار اس دنیا میں ہر کسی کے لیے محال سہی (بفرض محال ورنہ موسیٰ علیہ السلام محال شی کا مطالبہ نہ فرماتے) مگر حضور علیہ السلام کے لیے نہیں۔ جس طرح دنیا میں جنت دوزخ نہیں دیکھی جاسکتی مگر حضور علیہ السلام نے دورانِ نماز دیکھ لی (جیسا کہ

احادیث میں ہے جو نعمتیں اہل ایمان کو قیامت کو ملیں گی کیا اللہ اس بات پہ قادر نہیں کہ اپنے محبوب کو اس دنیا میں دے دے۔ اور تم ایک مرتبہ دیدار نہیں مانتے جبکہ حضور علیہ السلام نے اسی معراج کی رات نو مرتبہ دیدار خداوندی کیا جیسا کہ نمازون میں تخفیف والی حدیث سے ثابت ہے۔

اسی طرح حدیث معراج میں فاستیظ کا مطلب یہ نہیں کہ معراج خواب میں ہوا بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز ادا کر کے مسجد الحرام میں سویا پھر بیدار ہوا تو معراج پہ گیا (کما قال قرطبی وقسطلانی) ہم زمین سے کئی گنا بڑے سورج کو ایک معمولی سے شیشے میں دیکھ لیتے ہیں تو اللہ اپنے محبوب کو اگر عرش پہ بلا کر دیدار کرادے تو خدا کی شان کم نہیں ہوتی اور مصطفیٰ کی شان بڑھ جاتی ہے۔

اسی طرح ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الی آخرہ میں بھی بے حجاب کلام کرنے کی نفی ہے نہ کہ بے حجاب دیدار کی اور اگر مشاہدہ کی نفی بھی مان لو تو بشر کی طاقت سے باہر ہونے کی بات ہو رہی ہے نہ یہ کہ اللہ کرواہی نہ سکے ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اور معراج شریف کا حضور نے خود کب دعویٰ فرمایا ہے از اول تا آخر خدا نے ہی بیان کیا اور وہ بھی لفظ سبحان کے ساتھ۔ انسان کی طاقت میں تو یہ بھی نہیں کہ ایک لمحہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پہنچ جائے، انسان کی طاقت میں کیا چاند توڑنا، ڈوبا ہوا سورج موڑنا ہے؟ مگر اللہ چاہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور وہ بھی ہو سکتا ہے۔

☆ امام شعرانی البواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں کہ معراج کی رات حضور علیہ السلام اللہ کے اسماء صفاتیہ کے ماحول سے گزرتے گئے اور ہر صفت کے ساتھ متصف ہوتے گئے صفت رحیم کے ماحول سے گزرے تو رحمت سے متصف ہو گئے کریم سے گزرے تو کریم ہو گئے الی آخرہ واپس تشریف لائے تو درجہ کمال کو پہنچ چکے تھے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

إذا علا حضرات الاسماء لا لہیة صار متخلقا بصفاتہا فاذا مر علی الرحیم
کان رحیما او علی الکریم کان کریما او علی الحلیم کان حلیم او علی
الغفور کان غفورا او علی الجواد کان جوادا فما یرجع من هذا الا وهو فی
غایة الکمال۔

اور عرائس البیان باب المعراج میں ہے ثم استغرق فی بحر الذات ولم یبق من سمعہ شیء ولا من بصرہ شیء ولا من علمہ شیء ولا من ادراکہ شیء فرای الحق بنور الحق وسمع الحق بسمع الحق۔ ایسی فنائیت حاصل ہوئی کہ اپنی صفات ختم ہو گئیں اور حق کو نور حق سے دیکھا اور حق کے کلام کو سماعت حق سے سنا لایخلو منه زمان ولا مکان ولا سماء ولا لوح ولا قلم ولا جنة ولا عرش ولا ارض ولا ظہر ولا قعر ولا قبر ولا بوراخ۔

بہر سو جلوہ دیدار دیدم بہر چیزے جمال یار دیدم
چوں خود بگرم دیدم ہموں را بجمال خود جمال یار دیدم

(۵۹) اے عالم امکان کی کمان کے جھوٹے نقطہ! تم تو ابھی تک اول و آخر کے چکر میں پھنسے ہوئے ہو ذرا دائرے کی چال سے معلوم کرو کہ قباب قوسین او ادنیٰ کے قرب والا محبوب فنا و بقا کی منزلیں طے کرنے کے لیے کدھر سے آیا اور کدھر کو گیا۔ جب دائرہ بن جاتا ہے تو کسی کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس کا آغاز کہاں سے ہوا ہے اور اختتام کہاں پہ ہوا ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دائرہ

دائیں طرف سے کھینچا گیا ہے یا بائیں سمت سے (کلاک دائرہ یا اینٹی کلاک دائرہ) خط دائرہ پیرایولا اور ہارپربولا سب کے سب نقطہ ہی کے راستے ہیں جو مختلف زاویوں سے راستہ طے کر کے کئی طرح کی شکلیں بناتا ہے اور اس کی اس چال کو خط سفر کہتے ہیں ماہرین جیومیٹری ان باتوں کو خوب جانتے ہیں اعلیٰ حضرت نے اس ایک شعر میں پورا علم جیومیٹری سمودیا ہے۔

(۶۰) سرکار مدینہ علیہ السلام کی طرف سے نمازوں، عبادتوں اور عاجزیوں کے نذرانے پیش کیے جا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے آقا علیہ السلام کو شاہی انعامات سے نواز جا رہا تھا، درود و سلام کے ہار رحمت کی لڑیوں میں پرو کر سرکار علیہ السلام کے نورانی گلے میں ڈالے جا رہے تھے۔ حضور عرض کر رہے تھے التحیات لله والصلوات والطیبات اللہ تعالیٰ فرما رہا تھا السلام عليك ايها النبي ورحمة وبركاته۔

تحائف معراج:

جب پیارے اپنے پیاروں کو ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے اور تحفہ وہی زیادہ پسند کیا جاتا ہے جو پہلے سے پاس موجود نہ ہو اگر آپ کے دوست کی چینی کی پوری مل ہو اور آپ بھی اس کو ملنے جائیں تو دس کلو چینی اٹھالے جائیں کہ یہ آپ کے لیے تحفہ لایا ہوں تو ایک مذاق ہی بن جائے گا۔ اس لیے حضور علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں وہ تحفہ لے کر گئے جو خدا ہونے کے باوجود بھی اس کے پاس نہ تھا اور وہ تحفہ عاجزی و انکساری کا تھا۔ اور جواب میں اللہ نے اپنے محبوب کو کیا تحائف دیے؟

مشکوٰۃ ص ۴۹ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما كانت الصلوة خمسين والغسل من الجنابة سبع مرات و غسل البول من الثوب سبع مرات فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يسأل حتى جعلت الصلوة خمسا و غسل الجنابة مرة و غسل الثوب مرة (رواه، ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نمازیں پچاس تھیں، جنابت کا غسل سات مرتبہ، کپڑے کو پیشاب لگ جائے تو دھونے کا سات مرتبہ دھونے کا حکم تھا۔ حضور علیہ السلام عاجزی اور انکساری کے تحائف اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کے سوال کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ ہو گئیں۔ غسل جنابت ایک مرتبہ اور ناپاک کپڑے کو دھونا ایک مرتبہ کافی قرار دے دیا گیا۔ حضور علیہ السلام کو امت سے اتنا پیار ہے کہ اللہ کے عطا کیے ہوئے تحفے حضور علیہ السلام نے اپنی امت کو عطا فرما دیے حالانکہ کوئی بھی کسی کو کسی پیارے کا دیا ہوا تحفہ نہیں دیتا۔ اگر امت ان تحائف کو قبول نہ کرے گی تو سرکار ناراض ہو جائیں گے اور ساتھ خدا بھی ناراض ہو جائے گا۔ کیونکہ عام آدمی کا بھی تحفہ قبول نہ کیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے مگر ہائے افسوس اس امت کی اکثریت نے حضور علیہ السلام کو اللہ کا دیا ہوا تحفہ (نماز) قبول نہ کیا اور آج پچانوے فیصد مسلمان نماز چھوڑ چکے ہیں۔ ابھی تو موسیٰ علیہ السلام نے مہربانی فرمائی اور نمازیں پچاس کی بجائے پانچ رہ گئیں پھر بھی مسجدوں میں بندہ نظر نہیں آتا۔ اگر پچاس ہی رہتیں تو شاید امام بھی نظر نہ آتا۔ حالانکہ اللہ نے وعدہ بھی فرما دیا کہ میرے حکم تبدیل نہیں ہوتے لا تبدیل لکلمت اللہ آپ کی امت پانچ پڑھے گی تو ثواب پچاس کا ہی پائے گی تاکہ نہ میرا حکم بدلے نہ تیری امت مشقت میں پڑے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ اس سے حضور علیہ السلام کی شان بھی معلوم ہوئی کہ بہاری دنیا ساری عمر بھی چکر لگاتی رہے تو ایک نماز کا ایک سجدہ بھی معاف

نہیں کرا سکتی اور حضور ایک چکر لگائیں تو دن یا پانچ نمازیں معاف ہو جائیں۔

اور یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد بھی وسیلہ کام آتا ہے جو لوگ وفات کے بعد وسیلے کے قائل نہیں ہیں ان کو پچاس نمازیں ہی پڑھنی چاہیں کیونکہ پچالیس نمازیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلے سے معاف ہوئی ہیں اور اس سے بڑھ کر قبروں والوں کی مدد کا کیا ثبوت چاہیے۔

بعض لوگ مذاق میں کہہ جاتے ہیں کہ ایک چکر اور لگ جاتا تو یہ پانچ بھی معاف ہو جاتیں۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے عرض کرنے کے باوجود حضور نے فرمایا نہیں اب مجھے حیا آتی ہے مجھے امید ہے میری امت پانچ تو پڑھ ہی لے گی اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو بندے اور خدا کا تعلق ہی ختم ہو جاتا۔ اور الصلوٰۃ معراج المومنین کے مزے کہاں سے آتے۔

سوال یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اتنی مہربانی ہم پہ کیوں فرمائی نہ انہوں نے پڑھنی تھیں نہ ان کی امت نے چاہے بجائے پچاس کے پچاس ہزار ہو جاتیں اور پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ جب اللہ کو پتہ تھا کہ آخر کار پانچ رہ جائیں گی تو پہلے ہی پچاس نہ دیتا۔ (بعض لوگ یہ سوال حضور علیہ السلام کی ذات پہ کرتے ہیں کہ اگر حضور کو پتہ ہوتا کہ آخر کار پانچ رہ جائیں گی تو پہلے پھیرے ہی پچالیس معاف کرا لیتے اور پگلے جانتے نہیں کہ درحقیقت یہ سوال اللہ تعالیٰ پہ پڑتا ہے)

تو سنیے! ان چکروں میں کیا کیا مل رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حسرت دید پوری ہو رہی ہے۔

جہاں اکھاں دلبر ڈٹھا وہ اکھاں اساں تک لیاں توں ملیوں تے سا جن ملیا ہُن آساں لگ پیاں
اور حضور علیہ السلام کا مرتبہ و مقام واضح ہو رہا تھا کہ کوئی اگر اپنے گھر بھی بار بار آئے تو گھر والے تنگ آ جاتے ہیں لیکن رب کی بارگاہ میں محبوب نوبار گئے اللہ نے ہر بار پانچ نمازوں کو معاف کر کے اپنے محبوب کی عزت افزائی فرمائی۔

حضور علیہ السلام نے پانچ ہی کروائیں تین یا دو نہیں کروائیں اس کہ وجہ یہ تھی کہ ایک نیکی کا ثواب دس کے برابر ہے تین پڑھنے سے ثواب تیس کا ملتا اور چار سے چالیس کا فرمایا اتنا ہی کم کروا تا ہوں کہ نقصان بھی نہ ہو چنانچہ پانچ کروائیں تاکہ ثواب پچاس کا ملتا رہے۔

جو آکھ دیویں او موڑ نہیں اساں دل محبوب دا توڑنا نہیں
جو لیناں ای لے جا چپ کر کے جو چاہویں منا جا چپ کر کے
حضور اگر یہ چاہتے کہ یا اللہ! مکے کے لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ میرے بیٹے فوت ہو گئے ہیں لہذا ان کا منہ بند کرنے کے لیے واپس جانے تک میرے بیٹے زندہ فرمادے تیری شان ہے یحییٰ ویمیت تو اللہ قبول فرمالیتا کوئی بعید نہ تھا مگر سرکار نے یہ نہ مانگا کافروں کے طعنے سن لیے اور مانگا تو اپنی امت کی بخشش کو مانگا۔

جن کے لب پر رہا امتی امتی یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لیے
(۶۱) زبان کچھ کہنے کی منتظر تھی تو کان سننے کی انتظار میں تھے مگر زبان اور کانوں کو حسرت ہی رہی، جو کہنا تھا کہہ لیا گیا اور جو سننا تھا سن لیا گیا اور یہ تو پھر زبان اور کان ہیں، یہاں تو حال یہ تھا۔

ۛ میان طالب و مطلوب رمزیت کراماً کاتبین راہم خبر نیست
(۶۲) بطحا (وادی مکہ) کے برج کا ماہتاب عالمتاب جب معراج کی رات جنت کی سیر کرنے گیا تو جنت کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا کہ اس میں ماہتاب رسالت کے قدوم میں منت لزوم لگ رہے ہیں اور جنت آپ کے قدموں کو چوم کر وجد کرتی ہوئی کہہ رہی ہے۔

ۛ یہ کہاں نصیب میرے کہ وہ آپ چل کے آئیں کوئی جذبہء محبت میرے کام آ گیا ہے
(۶۳) رسالت مآب علیہ السلام کی آمد آمد تھی کہ روشنیوں کا سیلاب آیا ہوا تھا اور یہ ساری روشنیاں عرب کے چاند کے چہرے سے پھوٹ رہی تھیں۔ جنتی گلاب کے سرخ پھول تو دنیا کے جھاڑ جھنگلوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے اور دوسرے پھول نیلوں کی طرح سجے ہوئے تھے۔

(۶۴) خوشی و مسرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ خوب اُچھل کود کی جائے جبکہ ادب و احترام کا تقاضا یہ تھا کہ ذرا بھی حرکت نہ کی جائے (جس طرح صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے سامنے ایسے بیٹھتے کہ جس طرح سروں پر پرندے بیٹھے ہوتے ہیں یعنی ذرا حرکت نہ کرتے) اسی اجتماع ضدین (متضاد دو کیفیتوں) کی وجہ سے پودے پیارے پریشانی کے آرے کے نیچے بے بس دکھائی دے رہے تھے۔

(۶۵) خدا کی شان دیکھئے کہ اللہ کا چاند مصطفیٰ کریم علیہ السلام کر دڑوں منزلوں پہ اپنا جلوہ دکھا کر واپس آیا تو ابھی اسی طرح ستارے چمک رہے تھے ان کے سائے بھی نہ بدلے اور نور کا ایسا سمندر بہہ رہا تھا کہ گویا صبح صادق ہو گئی ہے (حالانکہ ابھی صبح دور تھی کیونکہ ایک لمحہ ہی تو ہوا تھا گئے اور اتنا کچھ کر کے واپس بھی آ گئے اور ابھی کنڈی ہل رہی تھی، بستر گرم تھا، پانی جس سے وضو یا غسل فرما کے گئے تھے چل رہا تھا)

ۛ زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا نرم اک پل میں سر عرش گئے آئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۶۶) اے میرے رحمت و کرم فرمانے والے آقا! اور اے امت کی شفاعت فرمانے والے نبی رحمت! اپنے در کے گدا (امام اہل سنت مجدد دین و ملت) احمد رضا پر بھی خدارا! مہربانی ہو جائے اور معراج کی رات بارگاہِ خداوندی سے جو آپ کو خصوصی انعامات عطا ہوئے ان میں سے ایک ذرہ اس کو بھی عطا ہو جائے

(۶۷) اے میرے پیارے نبی! آپ کی تعریف و توصیف میرا وظیفہء ایمان ہے اور اس کا آپ کی بارگاہ میں قبول ہو جانا زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے ورنہ مجھے شاعری کا نہ شوق ہے اور نہ ہی کوئی لالچ کہ مغز ماری کرتا پھروں کہ ردیف و قافیہ کیسا ہے؟ بس آپ کی محبت کا اظہار مقصود تھا جو آپ کی نظر کرم سے خوب ہوا۔

ایک جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ۛ ہے بلبل رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

نعت خوانوں کے لیے:

نعت خوانی کے مقدس عمل کو بطور پیشہ اپنانے والے بے عمل نعت خوانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں کہ یہ کوئی کاروبار نہیں ہے کہ اس کو پیسے بٹورنے کا ذریعہ بنایا جائے اگر نعت پڑھنے والا جس کی نعت پڑھ رہا ہے اس کے راستے پہ نہیں چل رہا (جس طرح آج کل تازہ تازہ داڑھی منڈا کر موسیقی کے انداز میں گانوں کی طرز پہ نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور بعض نعت خوانوں کے کروڑوں روپے بتکوں کی زینت بنے ہوئے ہیں ان میں سے کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ کوئی مسجد، مدرسہ یا رفاہ عامہ کا کوئی ادارہ بنا کر امت محمدیہ کو فائدہ پہنچائیں اور اپنی آخرت کو سنوارنے کی فکر کریں بلکہ دوسری طرف دیکھو تو اداکار اور گویے ہسپتالوں پہ ہسپتال بنائے جا رہے ہیں مسجدیں اور رفاہی ادارے بنا رہے ہیں۔ جبکہ ان پیسے کے پجاریوں نے عمرہ بھی کرنا ہو تو اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ کسی محفل سے ہی عمرے کا ٹکٹ مل جائے اور اپنی جیب سے کچھ نہ نکالنا پڑے)

افسوس کہ ہمارے عوام بھی اپنا پیسہ آج کل صرف وہاں ہی نکالتے ہیں جہاں ان کی فلم بنے یا اخبار میں تصویر آئے یا مجمع عام میں نوٹ بچھاور کر کے عاشق رسول کا لقب و خطاب حاصل کرنے کے چکر میں ہیں۔ کوئی مستحق اگر مر بھی رہا ہے اور حاجی صاحب کے پاس چلا گیا ہے تو اس کو ایک پائی دینا بھی گوارا نہیں کیونکہ نہ اخبار میں آئے نہ فلم بنے تو ایسے دینے کا کیا فائدہ؟ حالانکہ حدیث شریف میں دائیں ہاتھ سے دو باتیں کو خبر نہ ہو کو اعلیٰ ترین نیکی قرار دیا گیا ہے۔

زمانے کے اطوار بدلے گئے ہیں یہ در اور دیوار بدلے گئے ہیں
اومٹو! طریقے گدائی کے بدلو کہ شاہوں کے دربار بدلے گئے ہیں

بد عقیدہ لوگ اپنا سارا سرمایہ بد عقیدگی کا گندہ لٹریچر پھیلانے میں لگا رہے ہیں جبکہ ہمارا پیسہ قوانین، عرسوں، مزارات پہ چادریں چڑھانے کی نذر ہو رہا ہے مدرسے ویران ہو رہے ہیں اور گیارہویں شریف پہ لنگر اور پیٹ پرستی کو سب سے بڑی دین کی خدمت سمجھا جا رہا ہے۔

غافلوا! گر خواب میں یوں سوتے ہی رہو گے جب نیند سے جاگو گے تو پھر روتے ہی رہو گے
جنت کی سیر اور حوروں کا ترانہ:

معراج کی رات نبی اکرم علیہ السلام نے جنت کی سیر فرمائی، جنت کا دروازہ سونے کا تھا جس کی لمبائی اور چوڑائی پانچ سو سال کی راہ تھی۔ یا قوت، زمرہ اور موتیوں سے مرصع چار سو میخیں اس دروازے میں تھیں۔ چالیس ہزار کنگرے، ہر کنگرے پہ ایک فرشتہ متعین تھا جس کے ایک ہاتھ میں جنتی لباس کا طبق اور دوسرے میں نور سے بھرا ہوا طبق تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے آٹھ ہزار پہلے اس فرشتے کو پیدا فرمایا گیا جو اس انتظار میں کھڑا ہے کہ جب حضور کی امت اس دروازے سے گذر کر جنت میں جائے گی تو میں ان کو یہ لباس اور نور سے بھرا ہوا طبق دوں گا۔ رضوان جنت نے حضور علیہ السلام کو مبارک دی کہ مبارک ہو جنت کا اکثر حصہ آپ کی امت سے ہی بھرا جائے گا۔ رضوان جنت کے آٹھ خلیفے ہیں جو جنت کے آٹھ دروازوں پہ متعین ہیں ہر ایک کے ساتھ سات سات لاکھ فرشتے تھے۔

آپ نے جنت کے مکان دیکھے کہ ان کی دیواریں سونے چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں جبکہ سیمنٹ اور گارے کی

جگہ مشک اور زعفران تھا، جنت کی سڑکیں زمرد، یاقوت اور بلور سے بنی ہوئی تھیں شیشے کی طرح شفاف کہ اندر باہر سے برابر نظر آتا۔ سڑکیں ستر ہزار برس کی راہ چوڑی اور اتنی ہی بلند تھیں جن پر کنگرے (جنگلے) سورج کی طرح چمکتے اور چاند کی طرح دھکتے موتیوں کے تھے۔

آپ نے نور کا ایک شہر دیکھا جو دنیا سے ہزار گنا بڑا تھا۔ شہر کے ایک لاکھ دروازے تھے ہر دروازے کے سامنے ایک باغ، ہر باغ میں ایک بالا خانہ اور ہر بالا خانہ میں نور کا ایک گھر بنا ہوا ہے جس میں ستر ستر مکان ہر مکان میں نور کا ایک کمرہ ہر کمرے میں نور کی عمارت ہر عمارت میں چار سو دروازے ہر دروازے کے دو کواڑ ایک سونے کا دوسرا چاندی کا، ہر دروازہ کے سامنے نور کا ایک تخت ہے جس پر نور کا فرش بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک حور بیٹھی ہے اس قدر حسین کہ اس کی انگلی کا ایک پورا اگر ظاہر ہو جائے تو چاند سورج کی روشنی ماند پڑ جائے۔ سرکار علیہ السلام کو بتایا گیا کہ یہ حور اُس کے لیے ہے جو دن رات کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے اور اللہ کے ہاں اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے۔

آپ نے فرمایا (جنت کے) ہر مکان کے ستر ہزار حجرے تھے ہر حجرے میں سونے، یاقوت اور موتیوں کے تخت بچھے ہیں، عمدہ ریشمی کپڑے کے سائبان تنے ہیں ایک ایک تخت پہ ستر ستر ہزار ریشمی فرش بچھے ہیں جن پر ایک نہایت خوبصورت حور جنتی جوڑا پہنے، خوشبو لگائے، جواہرات سے جڑا ہوا تاج سر پہ سجائے نہایت سرور ہو کر بیٹھی ہے۔ ہر حور کی چالیس ہزار خوشبودار زلفیں ہیں، ستر ہزار زیورات سے آراستہ ہو کر زیوروں کی چھن چھن سے ستر ہزار خوبصورت آوازیں سنائی دیتی ہیں اور خیموں میں بیٹھی حوریں یہ ترانہ گارہی تھیں۔

نحن الناعمات فلا نبوس ابدا	نحن الشاهدات فلا نمل ابدا
نحن الكاسيات فلا نعري ابدا	نحن الشائبات فلا تهرم ابدا
نحن الراضيات فلا نسخط ابدا	نحن الخالدات فلا نموت ابدا
هم نعمتوں میں ہیں کبھی مفلس نہ ہوگی	هم فرحت میں ہیں کبھی غمگین نہ ہوں گی
هم لباس میں ہیں کبھی تنگی نہ ہوں گی	هم جوان ہیں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی
هم خوش ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی	هم ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں کبھی نہ مریں گی

طوبى لمن كان لنا وكناله

مبارک ہو اس شخص کو جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔ قرآن مجید میں حوران بہشتی کی مختلف مقامات پہ تعریف فرمائی گئی۔ سورۃ الرحمن میں فرمایا حور مقصورات فی الخيام۔ حوریں خیموں میں مقیم ہوں گی۔ لم یطمئنهن انس قبلہم ولا جان۔ ان کو کسی مرد نے اس سے پہلے نہ چھوا ہوگا فیہن قصرت الطرف۔ نیچی نگاہوں والی۔ کانهن الیاقوت والمرجان۔ گویا کہ یاقوت و مرجان ہیں۔ سورۃ صافات میں ہے عین کانهن بیض مکنون۔ موٹی آنکھوں والی گویا محفوظ اندھے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبہ بھی ملاحظہ فرمایا جو سفید موتی کی طرح چمک رہا تھا جس کا دروازہ اور تالا سونے کا تھا اور

وہ اتنا بڑا قہ تھا کہ اگر تمام جن اور انسان بھی اس پر جمع ہو جائیں تو پہاڑ کی چوٹی پر ایک پرندے کی طرح دکھائی دیں۔ آپ اس کو دیکھ کر واپس جانے لگے تو کسی نے کہا! اس کے اندر کیوں نہیں جاتے آپ نے فرمایا اس کو تالا لگا ہوا ہے چابی کہاں ہے عرض کیا گیا بسم اللہ شریف اس کی چابی ہے آپ نے بسم اللہ پڑھی تالا کھل گیا فیہا نہر من ماء غیر اسن اس میں ایک نہر صاف ستھری پانی کی لفظ اللہ کی ہا سے نکل رہی تھی و نہر من خمر لذة للشاربین۔ دوسری نہر شراب طہور کی جو پینے والوں کو لذت بخشے الرحمن کی میم سے جاری تھی۔ و نہر من عسل مصفی خالص شہد کی ایک نہر الرحیم کی میم سے نکل رہی تھی حکم ہوا کہ جو آپ کا امتی ان ناموں سے مجھیا کرے گا میں اس کو ان نہروں سے پلاؤں گا۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے باغات دیکھے کہ جن کے ایک ایک درخت کا سایہ ستر سال تیز رفتار سواری کی راہ تھا۔ درختوں کی جڑیں سونے کی ٹہنیاں یا قوت لولواور زبرد کی، پتے سندس، حریر اور دیباچ کے ہر درخت پہ ستر ہزار قسموں کے میوے، جنتی خواہش کرے گا تو درخت اپنی ٹہنی اس کے سامنے جھکا دے گا، کھانے کی خواہش ہوگی تو پھول ٹوٹ کر طبق میں سجا کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ جنتی طلب ہے کھالے گا باقی اڑ کر دوبار درخت پہ جا لگے گا۔

ان درختوں پہ خوبصورت پرندے ہزاروں قسم کی خوبصورت آوازوں سے چہچہا رہے تھے۔ جنتی سوال کرے گا اے پرندے تیری آواز زیادہ پیاری ہے یا شکل؟ تو پرندہ کہے گا میرا گوشت ان دونوں سے لذیذ ہے۔ اتنے میں اسی پرندے کا گوشت بھن کر سامنے آجائے گا، جنتی طلب ہوگی کھالے گا باقی جونچ گیا وہ پھر صحیح سلامت پرندہ بن کر اڑ کر درخت پہ بیٹھ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے! اب خوش ہو یہ ساری نعمتیں میں نے تیرے غلاموں کے لیے حلال اور تیرے دشمنوں پر حرام کر رکھی ہیں۔

مشاہدہ جہنم اور اس کا عذاب:

آپ نے فرمایا دوزخ کا دروازہ باب الامان میری انگلی کے اشارے سے کھل گیا، جو کہ کافور کا بنا ہوا تھا اور اس کی چوڑائی غرش سے فرش تک کی مسافت تھی (اس کا نام باب الامان اس لیے ہے کہ زمین و آسمان کی ساری مخلوق نے اللہ کی بارگاہ میں دوزخ سے پناہ مانگی تو ان کو امان دینے کے لیے یہ دروازہ بنایا گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دروازے پر ایک ہیبت ناک اور بارعب فرشتہ دیکھا جس کے ماتحت سخت مزاج انیس فرشتے تھے (علیہا تسعة عشر) جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے اور نتھنوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے آپ نے اس کو سلام کہا اس نے آپ کی تعظیم کی، جواب دیا اور ساتھ یہ خوشخبری سنائی کہ جو کوئی آپ کی اتباع کرے گا اس پر دوزخ حرام ہے اور آپ کے نافرمانوں کے لیے دوزخ بھڑک رہی ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ جب دوزخ بنائی گئی تھی تو اس کا رنگ سرخ تھا پھر ہزار سال اس کو جلایا گیا تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کے سات طبقوں میں مختلف قسم کا عذاب دیکھا مثلاً طبقہ ہاویہ میں آپ نے بد صورت اور سخت دل فرشتوں کو دیکھا جو اتنے زیادہ تھے کہ ان کی گنتی خدا ہی جانے (وما یعلم جنود ربك الا هو۔ المدثر) ہر ایک کے ہاتھ میں لوے کی قینچی۔ دو کنویں دیکھے ایک کا نام جب الحزن (غم کا کنواں) دوسرے کا نام طینۃ النبال (زہریلے کچھڑ کا کنواں) ان میں لوگوں کو ڈالا جا رہا ہے، لوگ آہ و بکا کرتے ہیں مگر کوئی سنتا ہی نہیں۔ آپ نے کچھ صندوق دیکھے جن کو تالے لگے ہوئے تھے اور ان میں سانپ اور بچھو تھے اور ساتھ ان لوگوں کو اس میں بند کیا گیا تھا جو دنیا میں تکبر اور سرکشی کرتے تھے۔ آپ نے وہاں

آگ کے جنگل بھی دیکھے جن میں آگ ہی کے درخت تھے جو آگ برسا رہے تھے، آگ کی چکیاں ملا خطہ فرمائیں جن میں دوزخیوں کو پیسا جا رہا تھا۔

آپ کے پوچھنے پر آپ کو بتایا گیا کہ یہ طبقہ جو دوزخ کا سب سے نچلا طبقہ ہے (اسی کو قرآن میں اسفل سافلین فرمایا گیا) فرعون، ہامان، نمرود، اصحاب ماندہ اور منافقین کے لیے ہے۔ چھٹے طبقے میں مشرک، پانچویں میں یہودی ایک میں عیسائی اور سب سے اوپر والا طبقہ جس میں سب سے کم عذاب ہے اس میں بھی عذاب کے ستر ہزار دریا جاری تھے، اس کا معمولی سا شور ساری دنیا کو تباہ کر دے اور ہر ذی روح مر جائے۔ زمین و آسمان کے برابر بھی اگر کوئی شے اس میں ڈال دی جائے تو ہزار سال تلاش کرنے کے باوجود بھی نہ مل سکے (اتنی گہرائی و وسعت) اتنی بات بتا کر مالک (دوزخ پر متعین فرشتوں کے سردار) نے شرم سے سر جھکا لیا۔ اور چپ ہو گیا، جبریل نے عرض کیا حضور! آگے بولنے سے آپ کی حیا اس کو مانع ہو گئی ہے، آپ نے فرمایا! اے مالک میں اجازت دیتا ہوں بتاؤ یہ کس کے لیے ہے (تاکہ آج ہی کوئی بندوبست کر لیا جائے) اس نے رد کر عرض کیا آپ کی امت کے گناہ گاروں کے لیے ہے۔ آپ آج ہی ان کو ایسے خطرناک طبقے سے بچنے کی تلقین فرمائیں۔ ورنہ پھر قیامت کے دن کوئی رعایت نہ ہوگی۔ میں اس دن رحم نہ کروں گا نہ بوڑھوں کے سفید بالوں پر نہ جوانوں کے حالوں پر۔

اس وقت آپ نے اللہ کی بارگاہ میں التجا کی یا اللہ میری امت یہ عذاب برداشت نہ کر سکے گی، اے اللہ! میری لاج رکھ۔ اور میری امت کو بچالے تب اللہ نے فرمایا! آپ کو شفاعت کا اذن ملے گا جس سے سارے گنہگار دوزخ سے نکال لیے جائیں گے۔ آپ خوش ہو گئے (یہ مضمون روح البیان پ ۱۵، معارج النبوت، درۃ الناصحین، ترمذی ج ۲، مسند دارمی ص ۳۸۱، مصباح الظلام ج ۳، ریاض الازہار ص ۲۳۱ اور احیاء العلوم ج ۴ سے جمع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو عذاب قبر از نار جہنم سے بچائے۔

معراج سے واپسی:

عموماً سننے میں آیا ہے اور لوگ اس کو ایک بہت بھاری سوال بنا کر پیش کرتے ہیں بلکہ بعض تو کہتے ہیں کہ کوئی اس سوال جواب دے ہی نہیں سکتا کہ حضور علیہ السلام معراج پہ گئے تو براق پہ سوار ہو کر مگر واپس کیسے آئے حالانکہ جس آیت میں معراج جانے کا ذکر ہے اسی میں واپس آنے کا اشارہ بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ اسریٰ یسریٰ اسراء باب افعال ہے جو بذات متعدی ہے کہ کسی کو سیر کرانا پھر بعدہ پر با مصاحبت کی لگائی جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی لے گیا اور اللہ تعالیٰ ہی واپس لے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر معنی یہ ہوگا کہ لے جانے والا بھی ساتھ ہی تھا، لے جاتے ہوئے بھی اور واپس آتے ہوئے بھی۔ چنانچہ روح المعانی میں ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں النجم هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم و هو یة نزولہ السماء لیلة المعراج وجوز علی هذا ان یراد بهو یة صعودہ وعروجہ علیہ الصلوۃ والسلام الی منقطع الا (پ ۲۷ ص ۳۸)

نجم سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات ہے اور اذا هوٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج سے واپس آنا۔ فرمایا گیا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ هوٰ سے بھی آپ کا معراج پر جانا ہی مراد ہو یعنی اوپر جانا اور لا مکان تک پہنچنا۔ بعض علماء (میری) نے یہ بھی لکھا کہ واپسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغیر براق کے ہوئی کیونکہ آپ براق کے محتاج نہ تھے اور بغیر براق کے آپ کی عظمت و شان کے زیادہ مناسب ہے اور ممکن ہے کہ جس طرح بعض چیزوں کا ذکر نہیں ہوتا مگر میرا لہذا ضروری ہے مثلاً

وجعل لكم سراويل تقيكم الحر في لباس كا گرمی سے بچانا بیان ہوا جبکہ لباس سردی سے بھی بچاتا ہے اور اسی طرح اگر چہ جاتے ہوئے براق کا ذکر ہے واپسی میں ذکر نہیں مگر معنی میں ضرور ملحوظ ہوگا (حیوة الحیوان ج ۲، ص ۳۰۶)

معراج کی حکمتیں:

۱۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے ایک مرتبہ آپ کی امت کے اعمال پیش کیے گئے جن کو دیکھ کر آپ گھبرا گئے کہ میری امت میں ایسے ایسے گناہ گار ہیں یہ کہاں جائیں گے؟ اللہ نے معراج پہ بلا کر اپنی رحمتیں اور بخششیں دکھائیں کہ تیری امت کے گناہوں کی میری رحمت کے سامنے کیا حیثیت ہے؟ آپ پریشان نہ ہوں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضور علیہ السلام کو شفیع امم بنایا ہے اور قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا (یوم یفر المرء من اخیه..... الی اخرہ) اللہ نے اپنے محبوب کو پہلے ہی بلا کر سارا نظام دکھا دیا کیونکہ کوئی منظر کتنا ہی ڈروانا کیوں نہ ہو جب ایک بار پہلے دیکھ لیا جائے تو دوبارہ دیکھنا قدرے آسان سا ہو جاتا ہے اسی لیے ہر کوئی نفسی نفسی کہے گا اور حضور علیہ السلام امتی امتی فرمائیں گے۔

۳۔ بادشاہ جب کسی کو اپنی نیابت دیتا ہے تو پہلے اپنی سلطنت دکھاتا ہے پھر کنٹرول دیتا ہے، حضور علیہ السلام چونکہ اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں اور اللہ کی حکومت زمین و آسمان پہ ہے اس لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہلے ساری زمین دکھا کر ساری زمین کا کنٹرول دیا گیا (فاریت مشارقہا و مغاربہا۔ اوتیت مفاتیح خزائن الارض) پھر آسمان کی سیر کرائی اور آسمان کا کنٹرول (اذن شفاعت عطا فرمادیا)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی جان و مال کا جنت کے بدلے سودا فرمایا (ان اللہ اشترى من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنة) حضور علیہ السلام چونکہ اس سودے کے وکیل اعظم ہیں لہذا جو قیمت لگی اس کا دیکھنا ضروری تھا لہذا آپ کو معراج پہ بلا کر جنت دکھا دی کہ جو ہم نے آپ کے غلاموں کے جان و مال کی قیمت لگائی ہے آپ دیکھ لیں کیا آپ کو یہ سودا منظور ہے الدلال معزز من جانبین۔ سودا کرانے والا فریقین کے نزدیک معزز و محترم ہوتا ہے۔

۵۔ جب اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا! کیا ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا، خون بہائے گا۔ فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، مطلب یہ کہ تم فساد یوں کو دیکھ رہے ہو اور میرے سامنے وہ ہستی ہے کہ جس کے لیے میں نے سب کچھ بنایا ہے اور بنانا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرشتے اسی دن سے حضور علیہ السلام کو دیکھنے کے مشتاق ہو گئے اور دعائیں کرنے لگے کہ اس محبوب کی زیارت ہو جائے اللہ نے معراج کرایا تاکہ فرشتے اپنا اشتیاق پورا کر لیں۔

۶۔ حضور علیہ السلام چونکہ رحمتہ للعالمین ہیں اور عالمین میں آسمانی مخلوق بھی شامل ہے (العالم ماسوی اللہ) زمین والوں کو تو آپ کی رحمت سے حاصل کیا آسمان والوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے پاس بھی تشریف لائیں تاکہ ہم بھی آپ سے آپ کی رحمت کا حصہ وصول کریں۔

۷۔ زمین و آسمان کا آپس میں مناظرہ ہوا اور دونوں ایک دوسرے پر اپنی برتری جتانے لگے زمین نے کہا میرے اوپر نہریں، باغات، انسان ہیں آسمان نے کہا تیرے اوپر پانی کی نہریں تو میرے اوپر دودھ، شہد اور شرابا طہور کی نہریں، بات چلتی چلتی یہاں

پہنچی کہ زمیں نے کہا میرے اوپر اللہ کا محبوب جلوہ گر ہے تو آسمان لا جواب ہو گیا اور دعا کرنے لگا کہ حضور ایک بار میرے اوپر بھی تشریف لائیں تاکہ زمین کو کہہ سکوں کہ میں نے بھی ان کے قدموں کو بوسے دیے ہیں۔

۸۔ سارے نبیوں نے اللہ کے ایک ہونے کا اعلان جبریل سے سن کر کیا یعنی توحید کی شہادت سمعی دی کہ قوم نے جب کبھی کسی نبی سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ خدا ایک ہے تو ہر نبی نے یہی فرمایا کہ ہم نے جبریل سے سنا ہے اور جب حضور علیہ السلام نے اعلان فرمایا اللہ اکبر واحد۔ اللہ ایک ہے پوچھا گیا آپ نے کس سے سنا ہے تو فرمایا رایت ربی فی احسن صودۃ میں سنی سنائی بات نہیں کر رہا خود دیکھ کر آیا ہوں اور بڑی اچھی صورت میں۔ اور صرف دل کی آنکھوں سے نہیں بلکہ اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ اسی لیے آپ خاتم النبیین ہیں کہ اتنی پکی گواہی کے بعد اب کسی گواہی کی کیا ضرورت ہے۔ تو سرکار کی ذات وہ ہے کہ ایک طرف خدائی پر نظر رکھتی ہے تو دوسری طرف خدا پر بھی نظر ہے۔ لہذا معراج کی یہ بھی حکمت ٹھہری۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء کرام کا نام لیکر قرآن مجید میں ان پر سلام بھیجا سلام علی نوح فی العالمین۔ سلام علی ابراہیم۔ سلام علی موسیٰ و ہرون سلام علی الیاسین۔ حضور علیہ السلام کے بارے میں یہ تو فرمایا ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی۔ مگر اس انداز سے کیوں نہ سلام بھیجا؟ اس لیے کہ ان نبیوں پہ سلام بھیجا تو ان کے قدم فرش پہ تھے اور اپنے محبوب کو عرش پہ بلاؤں گا، پردے ہٹاؤں گا، دیدار بھی کراؤں گا اور السلام علیک ایہا النبی بھی فرماؤں گا۔

۱۰۔ ساری کائنات کو حضور علیہ السلام کا محتاج اور حضور علیہ السلام کو سب کے لیے محتاج الیہ بنایا گیا۔

۔ جملہ عالم است محتاج الیہ زیر سبب فرمود رب صلوا علیہ

کوئی اعتراض کر سکتا تھا کہ حضور علیہ السلام بھی ہماری طرح زمین پہ چلتے تھے لہذا آپ بھی زمین کے محتاج ہوئے۔ تو اللہ آپ کو آسمان پہ لے گیا کہ میرا نبی زمین کا محتاج نہیں۔ پھر کوئی کہہ سکتا تھا کہ حضور آسمانوں کے محتاج ٹھہرے تو اللہ آپ کو لامکاں پر لے گیا۔

پھر سوال پیدا ہوا کہ تم تو کہتے تھے ہم حضور علیہ السلام کے محتاج ہیں۔ اگر محتاج ہیں تو جب آپ آسمان پر گئے تو ہم آپ کے بغیر زندہ رہے لہذا ہم آپ کے محتاج نہ ہوئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ نے جب پورا نظام ہی روک دیا تو تمہارا مدعا ثابت نہ ہوا اور اگر اس بات کو نہ مانو تو حضور تو سرا جانیہ ہیں اور سورج جہاں بھی ہوا پنا فیض پہنچاتا رہتا ہے۔

۔ ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گروہ نہ ہوں عالم نہ ہو

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک چرواہے نے ماہیا کہا۔ جلدی آڈھولا! کیوں دیراں لایا نی۔

آپ کو وجد آ گیا مریدین نے پوچھا! حضرت! خدا جانے وہ کس ڈھولے کی بات کر رہا تھا۔ فرمایا! مجھے تو اپنا محبوب یاد آ گیا کہ جب آپ معراج پہ گئے تو سارا جہان پکار رہا تھا جلدی آڈھولا کیوں دیراں لایا نی۔

۱۱۔ ہر نبی علیہ السلام کو ان کے دور کے مطابق بھی کوئی نہ کوئی معجزہ ایسا عطا کیا گیا کہ اس دور میں جس کو لوگ کمال سمجھتے تھے اس معجزے کی ظاہری شکل اس سے ملتی ہوتی اگرچہ لوگوں کا وہ کمال کبھی عیب بھی ہوتا۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام کے دور میں جادو کا زور تھا اور اللہ نے لوگ اس کو کمال سمجھتے تھے تو اللہ نے دیگر معجزات کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو عصا عطا کیا جس نے جادو

گروں کے جادو کو خاک میں ملا دیا اور سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا میں اڑا دیا جس کے سامنے جادو گر عاجز تھے۔
 صالح علیہ السلام کی قوم پہاڑ کھود کر محل بناتی و تنحتون من الجبال بیوتا فرحین۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پتھر سے پیدا شدہ اونٹنی کا معجزہ دے دیا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں طب و حکمت عروج پر تھی تو اللہ نے انہیں دیگر معجزات کے علاوہ مادر زاد اندھے کو بینا کرنا اور کوڑھی کو تندرست کرنے کا معجزہ بھی دیا۔ حضور علیہ السلام کے دور میں چونکہ سائنس کو کمال سمجھا جاتا تھا اور لوگوں نے چاند پہ جانے کے دعوے کرنے تھے تو اللہ نے عرش پہ بلالیا کہ تم لاکھ تر قیاں کرتے رہو میرے نبی کی گرد راہ کو بھی نہیں پاسکو گے۔

۱۲۔ بعض روایات میں ہے کہ جب ایۃ الکرمی نازل ہوئی تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی کرسی دیکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج کرایا اور آپ نے کرسی بھی دیکھی اور کرسی والا بھی دیکھ لیا۔
 چنانچہ آپ نے کرسی ملاحظہ فرمائی جو سونے کی یا موتیوں کی بنی ہوئی تھی اس کے پائے مردارید کے تھے، زمین آسمان اگر اس پر رکھ دے جائیں تو ایک حلقہ یا چھلے کی طرح معلوم ہوں، اس پر نور کے خط سے لیتے الکرسی لکھی تھی اور اس کے آس پاس چالیس ہزار کرسیاں اور رکھی ہوئی تھیں اور ہر ایک کرسی کے پاس ایک فرشتہ کھڑا ہو کر ایت الکرسی کی تلاوت کر رہا تھا اور حضور علیہ السلام کی امت کے وہ لوگ جو ایت الکرسی کا وظیفہ کرتے ہیں ان کو ثواب بخش رہا تھا۔

اور حاصل کلام یہ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے دو وزیر آسمانوں پہ ہیں (جبریل و میکائیل) اور دو وزیر زمین پہ ہیں (ابوبکر و عمر) اور وزیر بادشاہوں کے ہی ہوتے ہیں اور وہیں پہ ہوتے ہیں جہاں بادشاہی ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ حکومت پاکستان میں ہو اور وزیر بھارت میں ہوں، دوسرے ملکوں میں سفیر تو ہوتے ہیں وزیر نہیں ہوتے تو ثابت ہوا کہ حضور کی حکومت صرف زمین پہ ہی نہیں آسمانوں پہ بھی ہے (تبھی تو اشارہ کر کے چاند کو ٹکڑے فرما دیا) تو اس میں تعجب کی کوئی بات ہے بادشاہ اپنے ملکوں کے دورے کرتے ہی رہتے ہیں۔

الحمد للہ

حدائق بخشش حصہ اول کی تمام نعتوں کی شرح یہاں پہ مکمل ہوئی اب حدائق بخشش حصہ دوم کی نعتوں کی شرح کا آغاز کیا جاتا ہے جس میں سب سے پہلے قصیدہ نور کی شرح لکھنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے یہاں بھی حروف تہجی کے حساب سے نعتوں کو شروع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ نعتوں کے آخر میں دونوں حصوں کی رباعیات کی شرح لکھی جائے گی اور آخر میں شرح درود اعلیٰ حضرت اور پھر شرح سلام رضا لکھی جائے گی۔ جبکہ آخر میں ”یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو“ دعا ہونے کی مناسبت سے آئے گی۔

-----* * *-----

شرح حدائق بخشش

حصہ دوم

نعت شریف نمبر (۷۴)

”قصیدہ نور“

- (۱) صبح طیبہ میں ہوئی بٹا ہے باڑا نور کا
- (۲) باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
- (۳) بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
- (۴) ان کے قصر قدر سے خلد ایک کمرہ نور کا
- (۵) عرش بھی فردوس بھی اس شاہ والا نور کا
- (۶) آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا
- (۷) تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
- (۸) میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا
- (۹) تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
- (۱۰) پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
- (۱۱) تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
- (۱۲) بیٹی پُر نور پر رخشاں ہے بگمہ نور کا
- (۱۳) مصحف عارض پہ ہے خط شفیعہ نور کا
- (۱۴) آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
- (۱۵) بیچ کرتا ہے فدا ہونے کو نعمہ نور کا
- (۱۶) بیت عارض سے تھراتا ہے شعلہ نور کا
- (۱۷) شمع دل مشکوۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
- (۱۸) میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
- صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
- مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
- بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارا نور کا
- سدرہ پائیں باغ میں ننھا سا پودا نور کا
- یہ مٹمن برج وہ مشکوئے اعلیٰ نور کا
- ماہ سنت مہر طلعت لے لے بدلا نور کا
- بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
- نور دن دونا ترادے ڈال صدقہ نور کا
- رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا
- دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا
- سر جھکاتے ہیں الہی بول بالا نور کا
- ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا
- لو سیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا
- مصحف اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا
- گرد سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا
- کفش پا پر گر کے بن جاتا ہے گھچا نور کا
- تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا
- ہے گلے میں آج تک کوراہی کرتا نور کا

مشکل الفاظ کے معانی :

* طیبہ - مدینہ * بٹا ہے - تقسیم ہوتا ہے * باڑا - خیرات، بھیک * صدقہ - خیرات * تارا - ستارا * سہانا - عمدہ
 و انوکھا، پیارا * پھولا - کھلا * مست - مخمور و سرشار * بو - خوشبو * کلمہ نور کا - نورانی ترانہ * بارہویں - (۱۲) بارہ تاریخ
 * مجرا - سلام و آداب بجالانا * برج - سیارگان فلکی کا مقام * قصر - محل * قدر - عزت * خلد - جنت * سدرہ - پیری کا
 درخت * ننھا سا - چھوٹا سا * عرش - اللہ کا تخت * فردوس - سب سے افضل جنت * والا - بلند مرتبہ * مٹمن - ہشت پہلو
 آٹھ کونوں والا * مشکوئے اعلیٰ - شاہی محل کا بالا خانہ (چُبارا) * بدعت - نئی بات (دین میں خرابی پیدا کرنی والا نیا کام)
 * ظلمت - اندھیرا، تاریکی * بدلا - تبدیل ہوا * ماہ - چاند * مہر - سورج * طلعت - طلوع سے ہو تو معنی ہے نکلنا اور دوسرا
 معنی اس کا ہے، چہرہ * بدلا - انتقام * ماتھا - پیشانی * رہا - ٹھہرا، سجا * بخت - نصیب * جاگا - جاگنا سے ہے بمعنی بیدار ہونا
 * گدا - بھکاری * دن دوتا - ہر روز دُگنا، ڈبل * دے ڈال - عطا فرما * جانب - سمت، طرف * رخ - چہرہ * قبلہ - مرکز
 توجہ * ابرو - بھواں * پشت - کمر * ڈھلکا - اوپر سے نیچے کو جھکا ہوا * شملہ - طرہ، پلو * اترا - نازل ہوا * صحیفہ - آسمانی
 کتاب * تاج والے - بادشاہ * عمامہ - پگڑی، دستار * بول - بات، قول * بالا - بلند * بنی - ناک * پرنور - نورانی، نور
 سے بھرپور * رخشاں - چمک والا * بکہ - شعلہ * لواء الحمد - تعریف کا جھنڈا (جو قیامت کے دن حضور علیہ السلام ہی کے ہاتھ
 میں ہوگا) * اُڑتا - لہراتا * پھیرا - جھنڈے کا کپڑا * مصحف - قرآن * عارض - رخسار * خط - لکیر (داڑھی مبارک کا
 خط) * شفیعہ - سفارشی * سیہ کارو - اے گناہ گارو * قبالہ - تحریر، بیع نامہ * آب - پانی * زر - سونا * اعجاز - معجزہ، کرشمہ
 * بیچ - حلقہ، گرہ، لپیٹ * فدا - قربان * لمعہ - روشنی، اجالا * گرد سر - سر کے ارد گرد، چاروں طرف * ہیبت - رعب، دبدبہ
 * تھڑاتا - کانپنا * کفش - جوتا * پاؤں * گپھایا گچھا - گلدستہ * شمع - موم بتی * مشکوٰۃ - چراغ رکھنے کی جگہ، فانوس
 * تن - جسم * زجاہ - شیشے کی چینی * صورت - شکل، تصویر * سورہ نور - (قرآنی سورۃ جو اٹھارہویں پارے میں ہے)
 * میل - جسم کی میل کچیل * ستھرا - صاف * پتلا - پیکر، مجسمہ * کورا - نیا، سادہ * گرتا - قیص۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر مدینہ میں جب بھی صبح ہوتی ہے تو نور کی خیرات تقسیم ہونے لگتی ہے اور
 صرف زمین والے خاکی ہی خیرات لینے کے لیے دامن نہیں پھیلاتے بلکہ نورانی ستارہ بھی نور کی بھیک لینے کے لیے درِ مصطفیٰ علیہ
 السلام پر حاضر ہوتا ہے۔

سیرت ہے تیری جوہر آئینہ تہذیب روشن تیرے جلووں سے جہانِ دل و دیدہ
 کچھ قصیدہ نور کے بارے میں:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ مشہور ”قصیدہ
 نور“ جس کا پہلا شعر ہے۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹا ہے باڑا نور کا صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

اور آخری شعر ہے۔

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا
سب سے پہلے یہ قصیدہ عرس قادری بدایون میں ۵۔ جمادی الآخری ۱۳۱۷ھ کو پڑھا گیا جس میں ہندوستان کے نامور
علماء اور مشائخ مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا وصی احمد محدث، مولانا ہادی علی خاں ستیاپوری، مولانا ہدایت رسول، شاہ محمد فاخر الہ
آبادی، مولانا عبدالصمد سہوانی، شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی، شاہ تاجل حسین شاہجہانپوری وغیرہ موجود تھے۔ حضرت شاہ
ابوالحسین نوری میاں صدر مشائخ تھے۔ حضرت فاضل بریلوی بھی تشریف فرما تھے۔ بدایون کے مشہور نعت خواں حبیب قادری مرحوم
نے اپنے مخصوص انداز میں قصیدہ نور پڑھا۔ لوگ بیان کرتے تھے کہ محفل سراپا نور بن گئی ایک ایک شعر چار چار پانچ پانچ مرتبہ پڑھا
گیا۔ کیف و سرور کی ایک کیفیت برپا تھی۔ تحسین و آفرین کے نعرے تھے دس بجے یہ قصیدہ شروع ہوا اور قبل ظہر ختم ہوا۔

حضرت شاہ احمد نوری قدس سرہ نے جو گردن جھکائے مراقب نظر آرہے تھے۔ گردن اٹھائی اور دست بدعا ہوئے حضرت
فاضل بریلوی والہانہ انداز کے ساتھ اٹھے اور بے ساختہ ایک چیخ نکلی اور حضرت میاں صاحب قبلہ کے زانوئے مبارک پر سر رکھ دیا
..... سبحان اللہ و بحمدہ

مولانا علی احمد خاں اسیر نے بھی اسی زمین میں ایک قصیدہ نور لکھا تھا جو اسی روز رات کو بعد اختتام وعظ پڑھا گیا۔ اس
قصیدہ کا مطلع ہے۔

مرحبا آیا عجب موسم سہانا نور کا بلبلیں گاتی ہیں گلشن میں ترانہ نور کا
قصیدہ کا اختتام اس طرح ہوا ہے۔

ہوں مقلد میں رضا کا اس زمین نور میں میں نے بھی جاگیر میں پایا علاقہ نور کا
دو جہاں میں رات دن یارب رضا کے ساتھ ساتھ بہر ذوالنورین رکھنا ہم پہ سایہ نور کا
نور کی بارش جھما جھم ہوتی آتی ہے اسیر نور رضا کے ساتھ بڑھ کر تم بھی حصہ نور کا
اس قصیدہ کی بھی خوب دھوم رہی۔

شاید یہاں یہ ذکر بھی بے محل نہ ہوگا کہ مولانا ضیاء الدین بدایونی مرحوم (ف ۱۹۷۰ء) نے بھی اسی زمین میں ایک قصیدہ
۱۳۷۶ھ میں باسم تاریخی ”نور خورشید“ لکھا جس کا مطلع ہے۔

اوج عرش پاک سے چمکا ستارا نور کا صبح میلاد نبی عالم ہے سارا نور کا
آخر کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

ہے منور نور سے قبر رضا قبر اسیر ان کے صدقے یہ قصیدہ بھی ہو سارا نور کا
اے عرب کے چاند چمکا دے مری لوح جبیں ہو ضیا کو پھر مدینہ میں نظارا نور کا

(معارف رضا ۱۴۰۳ھ ماہ صفر المظفر مضمون نگار ڈاکٹر محمد ایوب قادری)

(۲) طیبہ کے گلشن میں ایک ایسا پیارا اور نورانی پھول کھلا کہ جس کی قلب و روح کو معطر کر دینے والی خوشبو سے مست و سرشار ہو

کر بلبلوں نے نور کا ترانہ گانا شروع کر دیا اور اس دن سے لیکر آج تک گارہی ہیں اور قیامت تک گاتی رہیں گے۔ جن میں سے ایک بلبل جہستان رسالت اعلیٰ حضرت کی ذات ہے اور نور کا ترانہ قصیدہ نور ہے جو پوری دنیا میں پوری عقیدت و محبت کے ساتھ جھوم جھوم کر پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

(۳) جب بھی چاند کی بارہ (۱۲) تاریخ آتی ہے تو آسمان کا چاند بارہ ربیع الاول حضور علیہ السلام کی ولادت با سعادت کی خوشی اور نسبت سے جھک جھک کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آداب و سلامی بجالاتا ہے اور نہ صرف چاند بلکہ دائرۃ فلک کے بارہ برجوں کا ہر ہر ستارہ بھی جھک کر حضور کی بارگاہ میں سلام نیاز بجالاتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے کہ

تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
تیرا در ہو میرا سر ہو، مرادل ہو، تیرا گھر ہو تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طویلانی

(حفیظ جالندھری)

(۴) یہ جنت کیا ہے؟ میرے آقا (علیہ السلام) کی عزت و عظمت کے محل کا ایک نورانی کمرہ ہے۔ اور یہ سدرہ المنتہی (پیری کا درخت جہاں جبریل امین علیہ السلام رہتے ہیں) سرکار مدینہ علیہ السلام کی عظمت کے باغ کا ایک چھوٹا سا تنہا پودا ہے۔ جس آقا کا مکان اتنا بڑا ہے اس مکان کے مکین کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

کل کے مطلوب کا محبوب ہے مطلوب ہے تو اللہ اللہ! تیری شان مدینے والے

(بیدم وارثی بتصرف)

(۵) عرش معلیٰ ہو یا جنت الفردوس (سب سے اعلیٰ جنت) ہو، سب کچھ حضور ہی کے لیے ہے (عرش معراج کی رات اور قیامت کے دن آپ کے بیٹھنے کے لیے اور جنت حضور علیہ السلام کے غلاموں کے لیے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (مريم) ہم اس جنت کا اپنے نیک بندوں کو وارث بنادیں گے۔ جب اللہ کے بندے جنت کے وارث ہیں تو ”اللہ نبی وارث کہنا“ شرک کیوں ہے؟

اور جب اولیاء اللہ جنت کے وارث ہیں تو لاہور داتا کی نگری، پاکپتن بابا کی نگری، اجمیر شریف خواجہ کی نگری کہنا ناجائز کیوں ہے۔

یہ آٹھ کونوں والا عرش آپ کا ہشت پہلو محل ہے اور جنت الفردوس آپ کے نورانی محل کا بالا خانہ ہے۔

تیرے صانع سے کوئی پوچھے تیرا حسن و جمال خود بنایا اور بنا کر خود ہی پیارا ہو گیا

کیوں نہ ہو تم مالک ملک خدا سب تمہارا ہے خدا ہی جب تمہارا ہو گیا (ذوق نعت)

(۶) اے میرے نور والے آقا! کفر و بدعت اور بد عقیدگی کا اندھیرا بڑھتا ہی جا رہا ہے اور آپ کے دین کی نورانیت کا رنگ

بدلا جا رہا ہے (امت مسلمہ زبوں حالی کا شکار ہے مسلمان حکمران کافروں کے چچے اور ایجنٹ بن گئے ہیں، اسلامی شعائر کا مذاق اڑا

کران کی اہمیت ختم کی جا رہی ہے بالخصوص جہاد کو دہشت گردی کا نام دیا جا رہا ہے۔

فریاد ہے اے کشتی ملت کے نگہبان بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے سنت و طریقہ ابراہیم علیہ السلام کے چمکتے چاند! اور روشن چہرے والے سراج منیر آقا! ان اندھیروں کو مٹا کر دین

اسلام کی حمایت کرتے ہوئے کفر و بے دینی سے انتقام لے لیجئے۔

آپ کی چشم کرم سے مندل ہو جائیں گے
ان کا دامن پیار کے پھولوں سے پھر بھر دیجئے
میرا آقا دیکھئے امت کا اب کیا حال ہے
دَبِّ هَبْ لِيْ اُمِّيْ کا ہے سہارا ورنہ یاں
جسم ملت پر اگرچہ زخم ہیں کاری بہت
آپ کو امت ہمیشہ سے رہی پیاری بہت
سرد ہے جذبہ عمل کا، گرم گفتاری بہت
ہو گئی اپنے گناہوں کی گراں باری بہت

(حدیث شوق)

(۷) اے جان کائنات، نبی شش جہات صلی اللہ علیہ وسلم! فتح و نصرت کے نور کا سہرا آپ ہی کے سر ہے (آپ کی ظاہری حیات کے بعد بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہر میدان میں کامیابی کے جھنڈے آپ کے موئے مبارک کی برکت سے گاڑے اور آپ کے دنیا میں آنے سے پہلے بھی کامیابیاں اور فتوحات آپ ہی کے وسیلے سے ہوتی تھیں و کائنات امن قبل یسفتحون علی الدین کفروا۔ وہ لوگ (یہود و نصاریٰ) آپ کے وسیلے سے کافروں پہ فتح و نصرت طلب کرتے۔

ہر دور میں چلتا ہے پیمانہ محمد کا آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

نور کا بخت بھی آپ کی برکت سے بیدار ہوا تو نورانی ستارا بھی آپ ہی کے صدقے آج تک چمک رہا ہے جو جس رنگ میں بھی روشنی دے رہا ہے یہ سارا آپ ہی کا فیض ہے۔

سب صدقہ محبوب سوہنے دا کوہ طور تے دیوے بلاے
(۸) اے میرے غریب نواز آقا! میرے جیسا گدائے بے نوا کوئی نہیں اور آپ جیسا صاحب جود و عطا، بادشاہ کوئی نہیں۔ کاسے گدائی (پیالہ) لیکر کر حاضر ہوا ہوں اس (دامن دل کے برتن) کو نور کی خیرات سے بھر دیجئے۔ اللہ آپ کے نورانی فیض میں دن و گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے۔ اپنے اس بھکاری کو نور کی خیرات عطا کر دیجئے۔

قیصر و کسریٰ و خاقان، رسول عربی تیرے دربانوں کے دربان رسول عربی
رات سجدے میں گذاری ہے تو دن غزوے میں اللہ اللہ تیری شان، رسول عربی
(کوثر نیازی)

(۹) ساری دنیا تو کعبے کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتی ہے مگر اے میرے نور والے آقا! نور کا سجدہ پانچوں وقت آپ ہی کی طرف ہے کیونکہ آپ کا چہرہ انور اگر نور کا قبلہ (مرکز توجہ) ہے تو آپ کے ابروئے مبارک نور کا کعبہ ہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا۔

دشت میں، دامن کوہ سار میں، میدان میں ہے
چین کے شہر، مراکش کے بیابان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
رفعت شان رفعتك ذكرك دیکھے

(بانگ درا)

(۱۰) اے میرے پیارے نبی! آپ کے سر انور سے عمامہ شریف نورانی شملہ جو پشت مبارک پہ لٹک رہا ہے اگر موسیٰ علیہ السلام دیکھ لیں تو ضرور کہیں کہ ایسے لگتا ہے جیسے آسمان سے نور کا صحیفہ نازل ہو رہا ہے (کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے تو طور پہ نور کے جلوے دیکھے ہوئے ہیں اس لیے وہ تو پہلی نظر سے ہی پہچان لیں گے) شیخ سعدی اپنے آقا کی عظمت کو یوں سلام محبت پیش کرتے ہیں۔

عرش است کمیں پایہ زایوان محمد جبریل امین خادمِ دربان محمد
آں ذاتِ خداوند کہ مخفی ست بعالم پیدا و عیاں است بچشمان محمد
یک جاں چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جان سازیم فدائے سب دربان محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۱) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا عالم یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے تخت و تاج والے (شاہان وقت) جب حضور علیہ السلام کے سر انور و اقدس پہ نورانی دستار شریف دیکھتے ہیں تو حیران و ششدر ہو کر بے اختیار ان کے سر جھک جاتے ہیں اور لبوں پہ یہ دعا جاری ہو جاتی ہے۔

یا اللہ! نورانیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور برکت فرما اور نور والے آقا کی عظمت کا مزید بول بالا فرما۔
آں خسر و عرش آستان آں داور گیتی ستاں آں قبلہ گاہ انس و جاں ، آں خاتمِ پیغمبراں
آں تاجدار ملک و دیں ، داری اقلیم یقیں دانائے علم اولیں ، فرماں برش روح الامیں
(شبلی نعمانی)

(۱۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پر نور بنی (ناک مبارک) پہ ہر وقت نور اس طرح نور چمکتا رہتا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے لواء الحمد (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی حمد کا جھنڈا جو حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوگا) کا پھریرا لہرا رہا ہے۔

ظاہر میں قدم خاک پہ دھرتا تھا بباطن افلاک تو کیا عرش بھی زیر کفِ پا تھا
حاضر ہوئے جبریل امین بھی تو ادب سے نازل ہوا قراں بھی تو بے صوت و صدا تھا
(۱۳) چہرہ انور کے رخسار مبارک پہ داڑھی مبارک کا خط انور گناہ گاروں کو شفاعت کی خوشخبری سنارہا ہے کہ اے گنہ گارو! تمہیں شفاعت کا اجازت نامہ مبارک ہو۔ داڑھی مبارک کے خط کو تحریر کے خط کے ساتھ کیسے پیارے انداز میں ملایا گیا ہے۔
روایت میں آتا ہے کہ ایک یہودی نے حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک کا ایک بال لیکر اس کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں حسن و جمال کے لیے دعا کی تو اس کی بالکل سفید داڑھی اسی وقت کالی سیاہ ہو گئی۔ (کنز العمال)

سورج نے ضیاء اس چشم سے لی ، اس نطق سے غنچے پھول بنے
اٹھا تو ستارے فرش پہ تھے بیٹھا تو زمیں کو عرش کیا
(۱۴) رخسار مبارک پہ پسینہ کے خوشبودار قطرے ایسے چمکتے ہیں جیسے سونے کا پانی چمکتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس معجز نمار رخسار پہ خالص سونا چڑھا دیا گیا ہے۔

گلستانوں کو بھی جو میسر نہیں ایسی خوشبوئیں ان کے پسینے میں ہیں
جلوہ مصطفیٰ ہو اگر سامنے لذتیں کس قدر اشک پینے میں ہے (مظفر وراثی)
اور کسی نے کیا خوب کہا۔

عرصہ ہوا طیبہ کی گلیوں سے وہ گزرے تھے اس وقت بھی گلیوں میں خوشبو ہے پسینے کی
کستوی و گلاب میں یہ نکہتیں کہاں آقا! یہ ساری تیرے پسینے کی بات ہے
(۱۵) نور کا شعلہ قربان ہونے کے لیے سرانور کے ارد گرد اس طرح گھوم رہا ہے جیسے دستار کو سر کے ارد گرد گھما کر باندھا جاتا ہے۔
(۱۶) چہرہ مبارک کے نورانی و چمکدار رخسار مبارک کی ہیبت و رعب سے نور کا شعلہ تھرکتا تھراتا ہوا نعلین پاک پر گر کر بوسہ لیتا
ہے تو نورانی پھولوں کا گلدستہ بن جاتا ہے۔

سرمایہ جاں ہیں شہ ابرا کی باتیں کس درجہ سکوں دیتی ہیں سرکار کی باتیں
جی چاہے کہ ہر آن سنوں ذکر پیہر ہوتی رہیں کونین کے سردار کی باتیں
(بشیر ہنذر)

(۱۷) (سورہ نور کی آیت مبارک اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح ط المصباح فی
وجہ الی آخرہ کی ایمان افروز تشریح و تفسیر جو بیسیوں تفاسیر کا خلاصہ ہے جو اعلیٰ حضرت نے اس ایک شعر میں سمودیا ہے، ملاحظہ
فرمائیے!

شمع یعنی مذکورہ آیت میں لفظ نور سے مراد حضور علیہ السلام کا دل ہے (اللہ تعالیٰ کو نور بمعنی منور کہا جاتا ہے) اور مشکوۃ سے
مراد سرکار کا جسم معطر ہے اور سینہ اقدس زجلجہ (شیشے کی نورانی چینی) ہے ایسا لگتا ہے کہ سرکار کا سراپا بیان کرنے کے لیے ہی اللہ تعالیٰ
نے سورہ نور نازل فرمائی ہے سبحان اللہ! یہ ہے اعلیٰ حضرت کی شاعری، ایسا شاعر بجا طور پر اس انعام کا حقدار ہے کہ اس کے بارے
میں کہا جاتا ہے۔

محمد پہ دل کو فدا کر رہا ہوں میں یوں در دل کی دعا کر رہا ہوں
ملک بوسے لیتے ہیں میری زبان کے کہ میں مدحت مصطفیٰ کر رہا ہوں
محمد کا طوق غلامی دکھا کر میں دور اپنی ہر اک بلا کر رہا ہوں
(شہید ملت لیاقت علی خاں)

(۱۸) (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن ملک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دسترخوان تھا جس کے ساتھ ایک
مرتبہ کھانا کھانے کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ مبارک پونچھے تھے اس کے بعد جب وہ دسترخواں میلا ہو جاتا تو حضرت
انس رضی اللہ عنہ اس کو دھونے کی بجائے جلتی آگ میں ڈال دیتے تھے اور ساتھ فرماتے کہ اس کپڑے سے میرے آقا نے اپنے
ہاتھ مبارک اور منہ پونچھا ہے اس کو آگ نہیں جلا سکتی چنانچہ وہ دسترخوان میل سے صاف ہو کر آگ سے نکلتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جسم اقدس کے ساتھ لگنے والا کپڑا میل سے اس طرح صاف رہتا تھا تو خود جسم اطہر کی صفائی کا عالم کیا ہوگا۔

الہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی کہ جس پہ ایسا تیری ذاتِ خاص کا ہو پیار
تو فخر کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار

(قاسم نانوتوی)

اعلیٰ حضرت کے شعر کا مفہوم یہ ہے کہ اے میرے پیارے آقا! آپ کا جسم مقدس میل کچیل سے کتنا صاف و شفاف ہے حالانکہ گلے بدن ہمیشہ سادہ سی قمیص ہی آپ نے استعمال فرمائی ہے۔

”آج تک“ سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بمطابق حدیث شریف الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ (مسند ابی یعلیٰ ص ۱۴۷، ج ۶)

اور ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حتی یرزق۔ عقیدۂ حیات النبی کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی مٹی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لباس کو بھی نہیں چھو سکی آپ کا لباس مبارک (کفن مبارک) آج بھی اس طرح نیا اور میل سے صاف ہے جس طرح بوقت دفن صاف و شفاف تھا۔

مدحت شاہ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح تنگ میرے تصورات پست میرے تخیلات

(نواب بہادر یار جنگ)

- (۱۹) تیرے آگے خاک پر ٹھکتا ہے ماتھا نور کا
- (۲۰) تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
- (۲۱) کیا بنا نام خدا اسرئی کا دُولہا نور کا
- (۲۲) بزم وحدت میں مزا ہوگا دو بالا نور کا
- (۲۳) وصف رُخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا
- (۲۴) یہ کتاب کن میں آیا طرفہ آیہ نور کا
- (۲۵) دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
- (۲۶) صبح کر دی کفر کی سچا تھا مژدہ نور کا
- (۲۷) پڑتی ہے نوری بھرن اٹھا ہے دریا نور کا
- (۲۸) ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
- (۲۹) نسخ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نور کا
- (۳۰) جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
- (۳۱) بھیک لے سرکار سے لا جلد کا سہ نور کا
- نور نے پایا ترے سجدے سے سیماء نور کا
- سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
- سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا
- ملنے سمیع طور سے جاتا ہے اگہ نور کا
- قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا
- غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنی نور کا
- مَنْ رَأَى کِیسا؟ یہ آئینہ دکھایا نور کا
- شام ہی سے تھا شب تیرہ کو دھڑکا نور کا
- سر جھکا اے کشت کفر آتا ہے اہلا نور کا
- تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجا نور کا
- تاجور نے کر لیا کچا علاقہ نور کا
- نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا
- ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

- (۳۲) دیکھ ان کے ہوتے نازیا ہے دعویٰ نور کا
 (۳۳) یاں بھی داغ سجدہ طیبہ ہے تمغا نور کا
 (۳۴) شمع ساں ایک ایک پروانہ ہے اس بانور کا
 (۳۵) انجمن والے ہیں انجم بزم حلقہ نور کا
 (۳۶) تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
 (۳۷) نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
 (۳۸) کس کے پردے نے کیا آئینہ اندھا نور کا
 (۳۹) اب کہاں وہ تابشیں کیسا وہ تڑکا نور کا
- مہر لکھ دے یاں کے ڈڑوں کو چمکے نور کا
 اے قمر کیا تیرے ہی ماتھے ہے ٹیکا نور کا
 نور حق سے لو لگائے دل میں رشتہ نور کا
 چاند پر تاروں کے جھرمٹ سے ہے ہالہ نور کا
 تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نا نور کا
 ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا
 مانگتا پھرتا ہے آنکھیں ہر نگینہ نور کا
 مہر نے چھپ کر کیا خاصہ دھند لکا نور کا

مشکل الفاظ کے معانی :

* خاک - زمین کی مٹی * ماتھا - پیشانی * سیما - چاندی، چمک، علامت قرآن پاک میں ہے سیما ہم فی وجوہ ہم
 من الرالسجود (الفتح) * سایہ - چھاؤں، عکس * عضو - بدن کا ایک ایک جزو اور حصہ، اعضاء جسم * اسراء - معراج
 شریف * بر - پہلو، مراد پورا جسم * شہانہ - شاہی لباس (عبا) * بزم وحدت - تنہائی کی محفل یا ملاقات * دو بالہ - دو گنا، ڈبل
 * اکہ - چراغ، لیمپ * وصف رخ - چہرے کی تعریف * بنوں - جمع بین کی (سپیدوں کا باجا جو منہ سے بجاتے ہیں) * لہرا -
 نغمہ، لے اور سر * کن - عربی ہے کان یکون سے امر کا صیغہ بمعنی "ہو جا" * طرفہ - انوکھا * غیر قائل - کہنے والے کے سوا یعنی
 اللہ تعالیٰ یا منکر * دیکھانہ بھالا - جانچ پڑتال نہ کی * من رای - جس نے مجھے دیکھا (حدیث شریف کا حصہ ہے) * مژدہ -
 خوشخبری * شب تیرہ - اندھیری رات * دھڑکا - ڈر، خطرہ * بھرن - تیز بارش * اٹھا - جوش مارتا ہوا، موجزن * کشت - کھیتی
 * اہلا - متعلق، ریلہ، سیلاب * ناری - نوری کا مقابل، آگ والا، دوزخی * دور - وقت، زمانہ * کلیجا - جگر یا دل و سینہ * نسخ
 - ادیان - تمام دنیوں کا منسوخ ہونا * تاجور - بادشاہ * کچا علاقہ - نئے سرے سے کسی کے نام رقبہ کرنا * گدا - منگتا، بھکاری
 * توڑا - تھیلہ (بوری بھر کر) * سرکار - دربار * توڑا نمبر ۲ - کمی، قلت * بھیک - گدائی، خیرات * لا - لے کر آ * جلد -
 جلدی * کاسہ - کسکول، کاسہ گدائی * ماہ نو - نیا چاند * بٹا ہے - تقسیم ہوتا ہے * دیکھ - خبردار * نازیا - نامناسب *
 دعویٰ - استحقاق، اپنی بات کرنا * مہر - سورج * چمکے - اقرار نامہ * یاں - یہاں * داغ - نشان * تمغا - عزت کا نشان جو
 بطور انعام ملتا ہے جیسے نشان حیدر * قمر - چاند * ٹیکا - پیشانی کا زیور (ٹکا) * ساں - کی طرح یا شاں ہے بمعنی ان کا * بانور -
 نور والا * کو - تعلق * رشتہ - قربت * انجمن - محفل * انجم - ستارے * بزم - مجلس * حلقہ - احاطہ * جھرمٹ - ہجوم
 * ہالہ - موسم برسات میں چاند کے گرد بننے والا رنگا رنگ دائرہ * نسل - اولاد * عین - ذات، مکمل، سراپا * گھرانہ -
 خاندان * پایا - حاصل کیا * دو شالہ - دو چادریں مراد ہے دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ و کلثوم رضی اللہ عنہما * ذوالنورین - دو
 نوروں والا (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) * جوڑا - ایک جیسی دو چیزیں * آئینہ - شیشہ * اندھا - دھندلا، میلا * نگینہ - قیمتی پتھریا

موتی * تابشیں - روشنیاں، اجالے * تڑکا - صبح صادق جب پوہ بکھٹتی ہے * خاصہ - کافی، خوب * دھندکا - غروب آفتاب کے بعد کی سیاہی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۹) اے میرے نور والے آقا! نور کی پیشانی بھی سجدے کے لیے آپ کے آگے جھک رہی ہے اور نور کو یہ روشنی اور چمک بھی آپ کو سجدہ کرنے کی بدولت نصیب ہوئی ہے یا آپ کے سجدوں کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ یعنی سجدہ آپ فرماتے ہیں تو نعمتیں کائنات کو ملتی ہیں۔

(۲۰) اے میرے آقا! آپ تو نور خدا کا عکس، سایہ اور فیض ہیں تو آپ کے نورانی جسم کا ایک ایک عضو نور کا ٹکڑا ہے اسی لیے آپ کا سایہ نہ تھا کیوں کہ نور کا سایہ کہاں ہوتا ہے؟

بتلائے کوئی، نبی کا دیکھا سایہ سائے کا بھی ہوتا ہے کسی جا سایہ
جب سایہ نور ازلی وہ ٹھہرا پڑتا کیونکر زمیں پر اس کا سایہ
(جمیل قادری رضوی)

(۲۱) سبحان اللہ! (رہے رب کا نام) معراج کی رات اللہ کا پیارا محبوب اور شب اسری کے دلہا کی شان و شوکت، رعب و بدبہ اور حسن و جمال دیکھنے والا تھا، ہر انور پہ نور کا سہرا سجا ہوا تھا اور شاہانہ لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ اور جس کو زیارت نصیب ہوئی اس نے جھوم کر کہا

اپنے ہونٹوں پہ ترا ذکر سجا رکھا ہے تم نے گلشن میرے صحرا کو بنا رکھا ہے
وجد کرتا ہی رہوں میں نام محمد لے کر عشق سرکار نے دیوانہ بنا رکھا ہے
(۲۲) یکتائی کی مجلس وحدۃ لا شریک لہ سے ملاقات کے وقت (بزم وحدت) میں تو یہ لطف اور بھی دگنا ہو گیا جب کوہ طور پہ جلوہ فرمائی کرنے والی (شمع طور) سے سراپائے نور (اکہ نور) ملنے کے لیے حاضر ہوا۔

(۲۳) سرکار (علیہ السلام) کے چہرہ انور کی تعریف میں جنت کی حوریں نور کا ترانہ گارہی ہیں اور قدرتی بینوں (نور کے سروں سے) کیا خوب نورانی نغموں کی لہریں اٹھ رہی تھیں جن سے حضور ﷺ کے ذکر کی کچھ اس طرح کی آوازیں آرہی تھیں۔

نہ ذکر تو سرمایہ ذوق و سرور قوم را دارد بہ فقر اندر غیور
اے مقام و منزل ہر ہر جذب تو اندر دل ہر ہر (اقبال)

(۲۴) کن کی کتاب (قرآن مجید) میں اللہ تعالیٰ نے نور کی آیہ کریمہ کچھ ایسے انوکھے انداز سے نازل فرمائی کہ اس میں بیان کیے ہوئے نور والے محبوب کی اصل حقیقت کو اللہ کے سوا (غیر قائل یا وہ جو نور مصطفیٰ کا قائل نہیں ہے اپنے انکار کی وجہ سے) کا حلقہ سمجھنے کا کوئی بھی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ابا بکر لم یعرفنی حقیقہ غیر دبی۔ اے ابو بکر میری حقیقت کو سوا میرے پروردگار کے کوئی نہیں پہچانتا۔ آیہ نور سے سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۱۵ کا مندرجہ ذیل جملہ مراد ہے قد جاءکم

من اللہ نور و کتب مبین۔

ان کے دامن کی بات کی جائے کوئی شکل نجات کی جائے
منہ میں جب تک زبان باقی ہے آپ ہی کی صفات کی جائے (امجد اسلام امجد)
(۲۵) دیکھنے والوں (عوام الناس) کو تو حضور علیہ السلام ایک انسان ہی نظر آئے کیونکہ آپ بشری لباس میں جو جلوہ گر ہوئے
تھے اس لیے انہوں نے کوئی جانچ پڑتال نہ کی، لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے من رانی فقد رای الحق، جس نے مجھے دیکھا
اس نے حق دیکھا۔ کاشیشہ دکھا کر اپنے نور کا سکہ فرش و عرش پہ بٹھا دیا۔

شاہ کونین جلوہ نما ہو گیا رنگ عالم کا بالکل نیا ہو گیا
منتخب آپ کی ذات والا ہوئی نام پاک آپ کا مصطفیٰ ہو گیا
مل گیا تجھ سے اللہ کا راستہ حق سے ملنے کا تو واسطہ ہو گیا
آپ وہ نور حق ہیں کہ قرآن میں وصف رخ آپ کا واضح ہو گیا
ایسا اعزاز کس کو خدا نے دیا جیسا بالا ترا مرتبہ ہو گیا
لا مکاں میں بلایا خدا نے تجھے عرش و کرسی سے بھی تو دورا ہو گیا (جیل رضوی)
(۲۶) نور خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری (الا سلام یعلو ولا یعلیٰ علیہ - لیظہرہ علی الدین کلہ - واللہ
متم نورہ ولو کرہ المشرکون) سچی ثابت ہوئی اور کفر کی تاریکی صبح کی روشنی میں تبدیل ہو گئی، شام ہوتے ہی کفر کی اندھیری
رات کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ نور کا غلبہ ہونے والا ہے۔ کیونکہ

اندھیرا مٹتا جاتا ہے اجالا ہوتا جاتا ہے محمد مصطفیٰ کا بول بالا ہوتا جاتا ہے
(حفیظ جالندھری)
(۲۷) رحمۃ للعالمین کی رحمت کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور آپ کے نور کا دریا بہہ رہا ہے اے کفر کی ناپاک کانٹے دار
جھاڑیوں والی کھیتی، سر جھکا دے میرے آقا کے نور کا ریلہ آ رہا ہے جو تجھے خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔
مجھے خوف کیا ہے جہاں کا وہ ہزار ظلم و جفا کرے تیری یاد ہے میری زندگی تیری یاد رب نہ جدا کرے

(صائم چشتی)
(۲۸) نور حق اور دین اسلام (اعلان نبوت کے آغاز میں) کفر اور کافروں کا غلبہ دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا آپ (صلی اللہ علیہ
وسلم) نے اپنے نور کی کرنیں بکھیریں تو کفر کا زور ٹوٹ گیا اور نور کا جگر ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اب قیامت تک نور کا غلبہ رہے گا۔ انشاء اللہ
نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
(۲۹) تمام دنیوں کو منسوخ کر دیا گیا اور نور (دین حق) کا قبضہ پوری دنیا پہ جما دیا گیا اور آقائے دو جہاں شہنشاہ کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسلام کی نورانی حکومت کو پکا اور مضبوط فرما دیا۔

(۳۰) جو منگتا نور والے آقا کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا وہ نور کی خیرات سے تھوڑا سا نہیں بلکہ توڑا اور بوری بھر کر یعنی پرچون نہیں بلکہ
تھوک کے حساب سے لے گیا (اور اگر کوئی حیران ہو کہ اتنا نور کہاں سے آ گیا ہے تو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ) یہ نور والے آقا کی

نورانی بارگاہ ہے یہاں نور کی کوئی کمی نہیں ہے۔

سدا صحرا نشیں کی بات ہوگی فلک پر بھی زمیں کی بات ہوگی
نہیں گر دل نشیں ذکر پیہر تو پھر کس دل نشیں کی بات ہوگی (اختر شیخ)

(۳۱) اے نئے چاند! کاسہ گدا ئی بڑھا! اور جلدی سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نور کی خیرات لے لے کیونکہ مدینہ شریف میں نور کے مہینے کی تقسیم ہو رہی ہے (کہ ہر ماہ کی اتنی راتیں زیادہ نور والی ہوں گی اور ان راتوں کو اتنا نور دیا جائے گا)

(۳۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی موجودگی میں خبردار! کوئی نور ہونے کا دعویٰ کرے، اور اے سورج! تو بھی اپنی ڈیوٹی پوری کر اور خاکہ طیبہ کے ذروں کو نور کا اقرار نامہ لکھ دے۔

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است اے خنک شہرے کہ آن جا دلبر است
(۳۳) اے چاند! تیری پیشانی پہ جو داغ ہے اس کی کیا حیثیت اس داغ کے سامنے جو سجدہ کرتے ہوئے مدینہ کے زائرین کی پیشانی پہ نورانی محراب بنتا ہے۔ مہیا ہم فی وجوہ ہم من اثر السجود۔ یہ نورانی انعام اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے غلاموں کو عطا فرمایا ہے۔

(۳۴) تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ادیان کی نورانی شمعیں حضور علیہ السلام کے دین اسلام کی شمع کی پروانہ ثابت ہوئیں (جس طرح پروانہ شمع پہ قربان ہو جاتا ہے اسی طرح دین اسلام پر تمام ادیان قربان ہو کر منسوخ ہو گئے) اور حضور علیہ السلام کا نور، نور خدا سے لوگائے ہوئے ہے۔ اور دلی تعلق پیدا کیے ہوئے ہے۔

(۳۵) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محفل کا رنگ کیسا نرالا ہوتا تھا کہ

یوں نظر آتے تھے اپنے دوستوں میں مصطفیٰ جس طرح ہے آسماں پہ چاند تاروں میں گھبرا
آپ کے صحابہ کرام آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گرد ایسے حلقہ بنا کر بیٹھتے کہ جس طرح چاند کے گرد نور کا رنگ برنگا حالہ (دائرہ) چاند کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرام کو ہدایت کے ستارے قرار دیا ہے اصحابی کالنجوم لبایہم اقتدیتم اہتدیتم۔
جس وقت تھے محفل میں ان کی بوبکر و عمر عثمان و علی اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا
(نجم نعمانی)

(۳۶) یا رسول اللہ! یا نور اللہ! آپ کی اور آپ کے خاندان کی کون عظمت بیان کر سکتا ہے؟ آپ خود نور علی نور ہیں۔ آپ کی نسل پاک کا بچہ بچہ نور ہے بلکہ آپ کا سارا گھرانہ ہی نور ہے۔ ایک دیوبندی شاعر کا شعر ہے۔

وہ ہیں بے شک بشر لیکن، تشہد میں آذانوں میں جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے
(امین گیلانی)

(۳۷) اے دو نوروں والے پیارے عثمان غنی! آپ کو بہت بہت مبارک ہو! کہ آپ نے نور والے آقا علیہ السلام کی بارگاہ سے نور کی دو چادریں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں اپنے نکاح میں) لینے کا شرف حاصل کیا ہے۔

حضرت رقیہ وام کلثوم رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ حضرت عثمان غنی کو مبارک دی نسلت من صہرہ مالک ینا بلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عثمان غنی کو وہ رتبہ ملا جو دیگر داماد حاصل نہ کر سکے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضور علیہ السلام تک کسی نبی کی دو بیٹیاں آپ کے سوا کسی کے نکاح میں نہ آئیں۔ اور آپ کے نکاح میں صرف نبی کی نہیں بلکہ امام الانبیاء کی دو صاحبزادیاں آئی ہیں۔ نور کے منکر بھی عثمان غنی کو ذوالنورین (دونوروں والا) کہہ کر یاد کرتے ہیں۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

نائب قدرت کے نور عین عثمان غنی جامع القرآن ذوالنورین عثمان غنی
تیرا تقویٰ آسمان صبر کو چھوتا ہوا تیری فیاضی بہت بے چین عثمان غنی
قربت پیغمبر عالی تھی سرمایہ تیرا تاج ہیں میرا تیرے نعلین عثمان غنی

(مظفر وارثی)

(۳۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرما جانے نے نور کا چمکدار شیشہ دھندلا دیا ایک بار زمانے پہ قیامت ٹوٹ پڑی، ہر گنیمت نور کی تلاش میں مارا مارا پھرنے لگا۔

حضرت فاطمہ الزہراء جیسی صابروں کے سردار کی ماں اور جنت کی تمام عورتوں کی سردار پکا اٹھیں۔

صبت علی مصائب لوانہا صبت علی الایام صرن لیا لیا

مجھ پر ایسی مصیبتیں ٹوٹ پڑیں کہ اگر دنوں پر نازل ہوتیں تو دن رات ہو جاتے۔

(۳۹) وہ روشنیاں اور نور کی صبحوں کا اُجالا جو آفتاب آسمان نبوت کے پردہ فرمانے کے ساتھ ہی روضہ انور میں چلا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری جلوؤں سے کائنات محروم ہو گئی اور ایک دم اندھیرا سا چھا گیا۔ اگرچہ باطنی فیوضات ہمیشہ باقی رہیں گے۔

محمد اسم و حبیب اللہ و خواجہ کل نوید رحمت و پیمان عفو یزدانی

صلوٰۃ بر تو خدا و فرشتگان خوانند کجا شنائے تو آید زانی و جانی

(سلیمان منصور پوری)

(۴۰) تم مقابل تھے تو پہروں چاند بڑھتا نور کا تم سے چھپ کر منہ نکل آیا ذرا سا نور کا

(۴۱) قبر انور کہیے یا قصر معلیٰ نور کا چرخ اطلس یا کوئی سادہ سابقہ نور کا

(۴۲) آنکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرا نور کا تاب ہے بے حکم پر مارے پرندہ نور کا

(۴۳) نزع میں لوٹے گا خاکِ در پہ شیدا نور کا مر کے اوڑھے گی عروس جاں دوپٹہ نور کا

(۴۴) تاب مہر حشر سے چونکے نہ گشتہ نور کا بوندیاں رحمت کی دینے آئیں چھینٹا نور کا

(۴۵) وضع واضح میں تری صورت ہے معنی نور کا یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

- (۴۶) انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
 (۴۷) یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
 (۴۸) سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکلیں غزال
 (۴۹) تاب حسن گرم سے کھل جائیں گے دل کے کنول
 (۵۰) ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
 (۵۱) سبزہ گردوں جھکا تھا بہر پابوس براق
 (۵۲) تاب سم سے چوندھیا کر چاند نہیں قدموں پھرا
 (۵۳) دید نقش سم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ
 (۵۴) عکس سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
 (۵۵) چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
 (۵۶) ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
 (۵۷) صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
 (۵۸) ک گیسوہ دہن کی ابرو آنکھیں غ ص
 (۵۹) اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے

ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

مشکل الفاظ کے معانی :

- * مقابل - سامنے * پہروں - گھٹنوں (تین گھٹنوں کا ایک پہر ہوتا ہے) * چھپ کر - پوشیدہ ہو کر * قصر معلیٰ - بلند و بالا محل * چرخ اطلس - چمکدار آسمان * قبہ - گنبد * تاب - طاقت، مجال * بے حکم - بغیر اجازت * پر مارنا - اڑنے کی کوشش کرنا * پرندہ - اڑنے والا، مراد ہے فرشتہ * نزع - موت کا وقت، جاں کنی کا عالم * لوٹنا - لوٹ پوٹ ہونا * شیدا - عاشق * عروس - دلہن * مہر حشر - قیامت کا سورج * چونکنا - جاگنا، یکدم بیدار ہونا * کشتہ - مقتول * بوندیاں - بوند کی جمع، قطرے * چھینٹا - ہلکی بارش * وضع واضح - بنانے والے کی بناوٹ * معنی - مراد لیا گیا، مطلب، مقصد * یوں - ایسے * مجازاً - مراد لینا، فرض کر لینا * اجزاء - جمع جز کی، حصہ * بالکل - مکمل * جملہ - تمام * علاقہ - تعلق * سچا - ٹھیک ٹھیک * مہر و ماہ - سورج اور چاند * اطلاق آتا - بولا جاتا * استعارہ - مانگاہ ہوا، حقیقی و مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا تعلق * سرگیں - سرے والی * حریم حق - اللہ نے جس کو عزت دی ہوئی ہو * مشکلیں غزال - کستوری والا ہرن * فضالاً مکاں - شش جہات سے ماوراء اور اوپر کا جہاں * زمنا - گھومنا * تاب - چمک * حسن گرم - خوبصورتی کی انتہا * کنول - دریائی پھول، نیلوفر * نو بہار - موسم بہار کا

آغاز * جھلکا۔ جھلک سے، نظارہ * ذرے۔ بایک باریک اجزاء، معمولی چیز * مہر قدس۔ مہر قدس، اللہ کی دوستی * توسط۔ واسطہ، وسیلہ * حد۔ کنارہ، آخری سرا * اوسط۔ درمیانہ * صغریٰ۔ سب سے چھوٹی شے * کبریٰ۔ سب سے بڑی شے (اصطلاحات منطق) * سبزہ گردوں۔ آسمان کا سبزہ یعنی سبزی مائل آسمان * پابوس۔ قدم چومنا (یا قدم چومنے والا)، خوشامد کے لیے پاؤں چھونا * براق۔ معراج کی سواری * کوڑا۔ تازیانہ، چابک * سم۔ کھر * چونڈھیا کر۔ آنکھوں کا روشنی نہ برداشت کر سکتا (خیرہ ہونا) * انہی قدموں پھرنا۔ اٹے پاؤں واپسی * چھلاوا۔ شوخ و طرار، ناز و ادا والا محبوب، جھونکا * دید نقش سم۔ کھر کا نشان دیکھنے * پتلی۔ آنکھ کا تل * تماشا۔ کھیل، نظارہ * عکس۔ پرتو، سایہ * چار چاند لگانا۔ مرتبہ و مقام بڑھانا * سیم وزر۔ چاندی اور سونا * گردوں۔ آسمان * سکھ۔ ٹھپا، شاہی مہر * مہد۔ گود، گہوارہ، پنگھوڑا * کیا ہی۔ کیسا عمدہ، خوب؟ کس انوکھے انداز سے؟ * مشابہ۔ مماثل، مانند، ملتا جلتا * سبطین۔ نواسے (دو) * جامہ۔ لباس * نیا۔ ایمانداری، پارسائی * صاف۔ واضح * عیاں۔ ظاہر * خط توام۔ ایک ہی طرح کے دو خط (دونے جو جڑواں پیدا ہوں ان کو توام کہتے ہیں) * دو ورقہ۔ دو کاغذ * گیسو۔ زلفیں * دھن۔ منہ * ابرو۔ بھوئیں * کھببص۔ حروف مقطعات سورہ مریم کے شروع میں * احمد نوری۔ اعلیٰ حضرت کے پیر زادے * فیض۔ عطا، فائدہ * غزل۔ نظم جس میں حسن و جمال، فراق و وصال کے علاوہ نصیحت کے اشعار بھی ہوں کم از کم پانچ اشعار، زیادہ سے زیادہ اکیس ورنہ طاق ہوں جیسے اس قصیدے کے انسٹھ اشعار ہیں * قصیدہ۔ تعریف یا مذمت کے اشعار کا مجموعہ جس کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور باقی اشعار کا دوسرا مصرعہ ہم قافیہ و ردیف ہو اور کم از کم پندرہ اشعار ہوں، زیادہ چاہے جتنے ہو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۴۰) اے میرے سراج منیر نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ کا رخ انور سامنے ہوتا تھا تو چاند کی روشنی بھی اپنے عروج پر ہوتی بلکہ دن بدن بڑھتی رہتی آپ سے جدا ہوتے ہی اس نور کا ذرا سامنے نکل آیا اور وہ پہلے والی چمک دمک اب دکھائی نہیں دیتی کیونکہ چاند میں چمک دمک اور سورج میں روشنی تو آپ کے رخ و اضیٰ کا فیض ہے آپ کی نسبت سے یہ بھی بے مثال ہے وہ بھی باکمال ہے بلکہ ہر کوئی لا جواب ہے۔ یہ سب آپ کے ذکر اور نام کی برکتیں ہیں۔

ذکر نبی میں جو دن گزرے وہ دن سب سے بہتر ہے

ذکر نبی میں رات جو گزرے اس سے بہتر رات نہیں (کوثر القادری)

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد کے کرم کا اس بزم میں محروم تمنا نہیں کوئی

(خالد محمود)

(۴۱) مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ کی نورانی قبر پاک (جس کے بارے میں آپ نے خود فرمایا من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ جس نے میری قبر انور کی زیارت کر لی اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی) کو نور والی قبر کہیں، شاہی محل کہیں، چمکدار آسمان کہیں یا پھر نکھرا ہوا صاف ستھرا سادہ سا گنبد خضریٰ کہیں۔

فردوس بریں مانا! فردوس بریں ہے جو بات مدینے میں ہے جنت میں نہیں ہے

اے قدسیو! محبوب کا کوچہ ہے سنبھل کر
 ہے چرخ چہارم پہ کوئی سدرہ پہ پہنچا
 یہ عرش نہیں ہے یہ مدینے کی زمیں ہے
 اللہ کا محبوب تو سدرہ کا مکین ہے
 لاکھوں نبی آئے مگر ایمان ہے اپنا
 کوئی میرے سرکار کا ہم پایا نہیں ہے
 دربار محمد میں جو بٹتا ہے خزانہ
 گنجینہ کونین میں دولت وہ نہیں ہے

(امیر صابری)

(۴۲) روضہ اقدس کے نورانی دروازے پہ نور کا پہرہ لگا ہوا ہے، آنکھ ملانا بھی ممکن نہیں، کیا مجال کہ نوری فرشتہ (پرنده نور کا) بھی بغیر اجازت کے نور کے پروں کو حرکت دے سکے۔

بے اجازت ان کے گھر میں عزرائیل آتے نہیں
 (۴۳) جاں کنی کے وقت انشاء اللہ آپ کا عاشق آپ ہی کے در کی خاک پہ لوٹ پوٹ ہو کر جان دے گا اور اس عاشق زار کی جان کی دہن (روح) مرنے کے بعد نور کا دوپٹہ اوڑھے گی۔

یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی
 وادخلی جنتی۔ (سورۃ الفجر)

اے اطمینان والی روح! لوٹ اپنے پالنے والے کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ پہ راضی، میرے بندوں میں داخل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جا۔

مولانا حسن رضا بریلوی اس شعر کے مفہوم کو تمنا کے انداز میں یوں ادا فرماتے ہیں۔

دل درد سے لہلہ کی طرح لوٹ رہا ہو
 سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
 گروقت اجل سر تری چوکھٹ پہ پڑا ہو
 جنتی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو
 (۴۴) نور کے قدموں پہ جان دینے والے (عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو محشر کی دھوپ بھی نہ جگا سکے گی، جس رحمت والے آقا کے عشق میں جان دی ہے اسی رحمتہ للعالمین کی رحمت کے چھینٹے سے یہ مردہ زندہ ہوگا۔ کیونکہ یہ بظاہر مرا ہوا نظر آتا ہے مگر دراصل نشہ عشق رسول کی وجہ سے مست ہے (ولا تقرلوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون۔)
 دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
 پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
 اس کی قسمت پہ فدا تحت شہی کی دولت
 خاک طیبہ پہ خستے چین کی نیند آئی ہو

(ذوق نعت)

(۴۵) اے میرے نور والے آقا! آپ کے بنانے والے نے آپ کی شکل و صورت کو نور کا بھی خلاصہ بنایا ہے (کیونکہ آپ سراج منیر ہیں سراج صرف خود ہی نور نہیں ہوتا دوسروں کو نور دیتا بھی ہے۔ مجازاً تو ہر شئی پہ نور کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر آپ کی تو حقیقت کو اللہ نے خود اپنے نور کے جلوے سے بنایا ہے اول ما خلق اللہ نوری۔ قد جاء کم من اللہ نور۔ اس لیے حقیقی شفا اور حقیقی نجات و کامیابی آپ ہی کے دامن کے ساتھ وابستگی سے ملے گی۔ اور ذکر اور سوا لا، اذا ذکرتم ذکرتم معی کی

روشنی میں دل کو اطمینان بھی آپ ہی کے ذکر سے ملتا ہے کیونکہ آپ سراپا ذکر خدا ہیں۔

۔ ادب اور التجاء ذکر نبی ہے وظیفہ اب میرا ذکر نبی ہے
مریضان محبت نسخہ لکھ لیں حقیقت میں شفا ذکر نبی ہے

(ریاض مدینہ)

(۴۶) (اول ما خلق اللہ نوری، انا من نور اللہ و الخلق کلہم من نوری کی روشنی میں) تمام انبیاء کرام و رسل عظام آپ (ﷺ) کے نور کا فیضان ہونے کی وجہ سے آپ کے اجزاء کی حیثیت رکھتے ہیں (تمام نبیوں کے معجزات، حسن و جمال، فضل و کمال حضور علیہ السلام کی ذات میں بدرجہ اتم موجود ہیں) ان کو اگر نور کا حصہ ملا ہے تو آپ سراپا نور بنائے گئے ہیں اس لحاظ سے ان پر بھی نور کا لفظ بولا جانا حق اور سچ ہے۔ اسی لیے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں اسی لولاک والے آقا کا ذکر پہلے کرتے تھے اور اپنا بعد میں اور اہل کتاب جن کو ایمان نصیب ہوا وہ کہا کرتے تھے ہم حضور علیہ السلام کو اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر جانتے پہنچاتے تھے کیونکہ جان پہچان ان کو ان کی کتابوں اور ان کے نبیوں سے ہی ملی تھی، وہ حضور علیہ السلام کے ذکر خیر سے رطب اللسان رہتے تھے۔

۔ رہے ثنائے نبی سے کبھی نہ لب فارغ ہوا ہوں ذکر حبیب خدا سے کب فارغ
میں اُن کے ذکر میں شام و سحر رہوں مشغول یہ صبح اس سے ہو فارغ مری نہ شب فارغ
خدا کے لطف و کرم سے سدا رہا محروم رہا نبی کی ثناء سے جو بے ادب فارغ (حدیث شوق)
(۴۷) یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہی کے فرمان کے مطابق و الخلق کلہم من نوری۔ ہم نے نتیجہ نکالا کہ چاند اور سورج کا نور تو نور مصطفیٰ علیہ السلام کے فیضان کی خیرات ہے۔ لہذا ان کے لیے نور کا لفظ بولنا آپ کے نام کا صدقہ ہے اور آپ سے مانگ کر لیا گیا ہے۔

۔ تو اصل وجود آمدی از نخست دگر ہرچہ موجود است فرع تست
(۴۸) رات کو بھی دن کی طرح دیکھنے والی اور آگے پیچھے یکساں دیکھنے والی، کستوری سے بھرپور ہرن کی آنکھوں کی طرح قدرتی سرمہ لگی ہوئی میرے آقا علیہ السلام کی حسین و جمیل آنکھیں جو نیچے جھکیں تو نگاہ تحت الثریٰ تک جائے اور اوپر اٹھیں تو نظر عرش معلیٰ سے بھی پار ہو جائے اور ..

۔ جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
ان بابرکت اور نورانی آنکھوں کا اپنے حلقوں میں گھومنا پھرنا بھی نور ہی نور ہے کیونکہ انہی کے اشاروں سے ہم گنہ گاروں کی نجات ہوگی۔

۔ آپ ہیں آقا نور خدا ہے سینہ بھی خوشبو بھرا
جب اشارہ ہوا آپ کا چاند کا سینہ بھی چیر گیا (سید حمید صابر بٹالوی)
(۴۹) اے باغ ہستی کی بہار، پیارے آقا احمد مختار! آپ کے حسن و جمال کی گرمی و پیش سے ہمارے دل کی بند کلیاں کھل کر نیلوفر

(کا پھول) بن جائیں گی اور اسی گرمی کے جھلکے (جھونکے، ہلکی تپش) سے ہمارے دل کی کائنات میں ایک نئی بہار آئے گی۔ اگر آپ کی ذات بابرکات پر محبت و عشق میں جھوم جھوم کر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے رہیں گے تو ہر غلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ یہ موسم بہار ضرور آئے گا۔

یہی دین و ایمان یہی ہے عبادت درودوں کی محفل ہمیشہ سجائیں
میں نعتیں پڑھوں جھوم کر اس طرح سے فرشتے سبھی عرش پر جھوم جائیں
(ریاض مدینہ از ریاض بابر: ۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود پاک پڑھنے والے کو پل صراط پر نور عطا ہوگا وہ اہل نار سے نہ ہوگا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ

وَعَلٰی اِلٰکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

سجاتا ہوں بابر درودوں کی محفل میں دن رات اپنا بھلا چاہتا ہوں
کسی اور شے کی ضرورت نہیں ہے میں دیدار بس آپ کا چاہتا ہوں
(ریاض مدینہ از ریاض بابر: ۷۵)

(۵۰) معمولی انسان جو ناپیز ذروں کی حیثیت رکھتے تھے ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ (مہر قدس) تک رسائی یا رسول اللہ! آپ ہی کے واسطے سے ہوئی آپ گویا حد وسط ہیں جو صغریٰ کو کبریٰ سے ملا دیتی ہے (چھوٹی ذات کو بڑی ذات تک پہنچا دینے والے! ذروں کو آفتاب، قطروں کو سمندر بنا دینے والے! بے ذر کو بو ذرا اور بلال حبشی کو رشک قبر کر دینے والے! گداؤں کو بادشاہوں سے اونچا بنا دینے والے! آپ گویا حرف مشدہ کا کام کرتے ہیں جس کا تعلق پہلے حرف سے بھی ہوتا ہے اور دوسرے حرف سے بھی آپ بھی ادھر (اللہ) سے فیض لیتے ہیں اور ادھر (مخلوق) کو عطا فرماتے ہیں۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے صرف مشدہ کا
اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس شعر نمبر ۵۰ میں علم منطق کی مشہور و معروف اصطلاحات بیان فرمائی ہیں اور کس خوبصورتی سے اپنا مدعا بھی کما حقہ بیان فرما دیا ہے ان اصطلاحات سے جو شکل بنے گی وہ اس طرح ہو سکتی ہے۔

المومن واصل بالرسول والرسول واصل باللہ

کہ مومن حضور علیہ السلام سے ملنے والا ہے اور حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ملنے والے ہیں تو حد وسط

(واصل بالرسول والرسول) کو حذف کریں گے تو

نتیجہ المومن واصل باللہ نکلتے گا۔ کہ مومن اللہ تک (حضور علیہ السلام کے واسطے سے) پہنچنے والا ہے۔ واللہ اعلم

تیرا کرم جو شہِ ذی وقار ہو جائے گدائے خاک نشیں تاجدار ہو جائے

کرشمے ان کی کریمی کے دیکھنے ہوں اگر گنہ گار ذرا شرمسار ہو جائے
میری حیات کی کشتی بھنور میں ہے دم نزع لگا دو ہاتھ تو بیڑا یہ پار ہو جائے
یہ مشت خاک بھی مشتاق پائمالی ہے ادھر بھی ایک نظر اے شہسوار ہو جائے
حضور حشر میں رونق فروز ہوں تو امیر کرم ہے عام چلو! یہ پکار ہو جائے

(۵۱) شب معراج آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سواری (براق) کے پاؤں چومنے کے لیے جب آسمان آگے بڑھا اور جھک کر پابوسی کرنے لگا تو نور کا ایسا کوڑا برساکہ آج تک جھکا ہوا ہے اور کمر سیدھی نہیں ہو پارہی۔

(۵۲) اور براق کے کھروں کی چمک سے چاند کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور آگے بڑھنے کی بجائے انہی قدموں پہ واپس پٹ آیا، بجلی یہ منظر دیکھ رہی تھی، چاند کوئٹس کے کہنے لگی! تو بھی اپنے آپ کو نور کہلاتا ہے، دیکھ لی ناں ناز و ادا والے محبوب کے نور کی چمک دمک نور ایسے ہوتے ہیں؟ محبوب کا دیدار تو کسی کسی کو ملتا ہے جبکہ خواہش ہر ایک کی ہوتی ہے کہ

محبوب خدا کا نظارہ کروں میں دل و جان ان پہ شارا کروں میں
(مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری)

(۵۳) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سواری کے پاؤں کا نشان دیکھنے کے لیے نظرسات پردوں سے باہر آ گئی تو آنکھ کی پتلیوں نے نظر کو دیکھے بغیر واپس آتے ہوئے دیکھ کر مزاحاً کہا! اب واپس چلو! کیسا مزہ آیا؟ کیا نور کا پوری طرح نظارہ کر لیا؟ تجھے کہا نہیں تھا۔ ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا۔

تیرے اندر کہاں وہ طاقت کہ تو نور خدا کا نظارہ کر سکے تو براق کے کھر کو دیکھنے پر ہی گزارا کر لے۔

(۵۴) ہاں یہ ہوا کہ آپ کی سواری کے قدم کے نشان نے سورج اور چاند کو چار چاند لگا دیے یعنی ان کی روشنی میں اضافہ ہو گیا اور آسمان کے سونے چاندی (چاند اور سورج) پہ مدینے کے چاند کی غلامی کا ٹھپہ لگ گیا۔

جو فحہ کا نام لیتے ہیں وقت کی باگ تھام لیتے ہیں
درِ خیبر اکھاڑ پھینکنے کو زور ایماں سے کام لیتے ہیں
(قیوم نظر)

(۵۵) روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام جب پنگھوڑے میں تھے تو رات کے وقت حضرت عباس کو ایک عجیب منظر دکھائی دیا جو انہوں نے کافی عرصہ بعد حضور علیہ السلام کے سامنے یوں بیان کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے دیکھا تھا کہ آپ پنگھوڑے میں لیٹے لیٹے اپنی انگلی کو حرکت دیتے تھے تو چاند آپ کی انگلی کے اشاروں پہ حرکت کرتا (وجد کرتا اور ناچتا ہوا) میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ نے فرمایا چچا اس سے زیادہ عجیب بات میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب میں اپنی والدہ ماجدہ کے لطن اطہر میں تھا تو لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز میں اپنے کانوں سے سنا کرتا تھا۔ اور چاند تو میرا دل بہلانے کے لیے ایسا کرتا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت بتا رہے ہیں کہ ہم چونکہ مٹی کے بنے ہوئے ہیں تو ہمارے والدین ہمیں بچپن میں منی کے کھلونے لا کر دیا کرتے تھے اور حضور علیہ السلام نور ہیں تو اللہ نے آپ کو کھلونا بھی نور کا عطا فرما دیا۔

کھلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے خود سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا
حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما:

(۵۴) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے لیکر سینے تک حضور علیہ السلام کے ساتھ مماثلتِ صوری رکھتے تھے (تاکہ بوقت شہادت زہر ہلاہل پی کر بھی صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہیں، کلیجہ کٹ کر باہر بھی آجائے تو زہر پلانے والے کا نام تک نہ بتائیں اور اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے اصرار پر بھی فرمائیں کہ میں نے انتقام کا معاملہ عزیز ذواتِ انتقام کے سپرد کر دیا ہے اور بے صبری کا کلمہ بھی زبان پہ نہ لائیں) اور حضرت امام حسین سینہ سے لیکر پاؤں تک اپنے نانا جان کے مشابہ تھے (تاکہ میدانِ کربلا میں اتنے ظلم سہنے ہونے کے باوجود بھی قدموں میں لرزہ پیدا نہ ہو اور اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو کر اپنی زندگی کی آخری نماز بھی ادا کریں۔

کیونکہ پاؤں سینے کے نیچے اور منہ سینے سے اوپر ہوتا ہے اس لیے کئی حکمتوں میں سے ایک یہ حکمت بھی مشابہتِ مذکورہ کی تھی جو ہم نے لکھ دی ہے صحابہ کرام کو جب حضور علیہ السلام کی جدائی زیادہ ستاتی تو ان دونوں شہزادوں کو اکٹھا کھڑا کر کے دیکھتے تو دیدارِ مصطفیٰ نصیب ہو جاتا۔ لیکن یہ نعمت ماننے والوں کے لیے تھے جو نعوذ باللہ ان کو باغی قرار دیتے ہیں اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کے گستاخ کو تو امام کہتے ہیں جبکہ سید اشباب اہل الجندِ جنت کے جوانوں کے سرداروں کو امام کہتے ہوئے ان پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے وہ اس نعمت کے مستحق کیسے ہو سکتے ہیں، یہ بد نصیب دوسرے کھاتے میں ہیں جو مندرجہ ذیل رباعی کے آخری میں مصرعہ میں کھولا گیا ہے۔

اندازِ حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے امی لقمی ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے
ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے
شعر نمبر ۵۶ کے دوسرے مصرعے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ نور کے ان دونوں نواسوں کے حسن اور مشابہتِ مصطفیٰ علیہ السلام والے جسموں پہ پاکبازی اور پرہیزگاری کا نوری لباس سجا ہوا تھا۔

(۵۷) ان دونوں شہزادوں کے اکٹھا ہونے سے ان کے نانا جان علیہ السلام کا سراپا سامنے آ جاتا تو یوں لگتا کہ نورانی اوراق پہ ایک ہی جیسے خط کے ساتھ حضور علیہ السلام کی پر نور تصویر بنا دی گئی ہے۔

(۵۸) (کھلی عَص جو سورۃ مریم کے آغاز میں حروفِ مقطعات ہیں ان کی ایک عاشقانہ تعبیر فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، جو آپ ہی کا حصہ ہے کیونکہ ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا۔)

ک، سے مراد حضور علیہ السلام کی کنڈل والی زلفیں ہیں کاف میں بیچ ہے تو زلف میں بھی کنڈل ہے۔ ہ، جو منہ کی طرح گول ہوتی ہے اس سے میرے آقا کا دھن پاک (منہ مبارک) مراد ہے۔ ی، کی شکل ابرو جیسی ہوتی ہے تو اس سے حضور علیہ السلام کے بھوئیں دکھائی دیتے ہیں اور ع، ص، جن کی شکل آنکھ سے ملتی ہے یہ حضور علیہ السلام کی مازاغ البصر کی آنکھوں کی طرف اشارہ ہے جن آنکھوں نے خدا کو بھی دیکھا اور ساری خدائی کو بھی دیکھا۔ تو گویا کھب بعض سے حضور علیہ السلام کا رخ و انضام بیان کیا گیا ہے۔ غالباً اسی لیے جب جبریل امین علیہ السلام یہ حروف لے کر نازل ہوئے تو وہ بولتے جاتے کاف! آپ فرماتے علمت۔ میں جان گیا۔ وہ کہتے ہا۔ آن فرماتے فہمت۔ میں سمجھ گیا الی آخر۔ اس کے باوجود

مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں

(۵۹) اس قصیدہ نور میں اعلیٰ حضرت کا تبحر علمی آپ نے ملاحظہ فرمایا اب اس آخری شعر (مقطع) میں آپ کی عاجزی بھی ملاحظہ فرمائیں اور پھر فیصلہ کر لیں کہ تکبر والا علم عالم کو شیطان بنا دیتا ہے اور جس علم کے ساتھ عاجزی ہو ایسا علم عالم کو اعلیٰ حضرت ام اہل سنت اور مجدد دین و ملت بنا دیتا ہے کہ قصیدہ خود لکھا ہے اور نسبت اپنے پیرزادے کی طرف کر دی ہے کہ اس میں میرا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ سارا کا سارا انہی کا فیض ہے چنانچہ فرمایا اے احمد رضایہ سارا فیض تو حضرت قبلہ نوری میاں کا ہے کہ میری غزل عظمت و شان کی منزلیں طے کرتی کرتی نور والے آقا کا نور والا قصیدہ ہو گئی ہے۔

مرشد برحق شہ احمد رضا	عالم دیں وارث پیغمبراں
عکس جمال شہ ال رسول	آئینہ حضرت اچھے میاں
غوث کے انوار و فیوض و علوم	سینہ پر نور میں جن کے نہاں
واقف اسرار خفی و جلی	عاشق و محبوب شہ مرسلان
منبع سنت خیر الوری	سیرت و اخلاق نبی کا نشاں
ماحی بدعات و ضلالت و کفر	بیخکن شجرہ بد مذہباں
مانیں اہل غرب بھی امام	نیر دیں تاج سر مفتیاں
جمعہ کو پچیس صفر وقت ظہر	واصل حق ہو گئے باعز و شاں
مصرع تاریخ یہ لکھ اے جمیل	داخل جنت ہوا قطب زماں

-----***-----

نعت شریف نمبر (۷۵)

- (۱) سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
(۲) بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے
(۳) یا غرض سے چھٹ کے محض ذکر کو
(۴) بے خودی میں سجدہ در ، یا طواف
(۵) ان کو تملیک ملکہ الملک سے
(۶) ان کے نام پاک پر دن جان بال
(۷) یعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
(۸) دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب
(۹) لَا یَعُودُونَ آگے ہو گا بھی نہیں
(۱۰) دشت گردو پیش طیبہ کا ادب
(۱۱) نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
(۱۲) دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں
(۱۳) دیو کے بندوں سے ہم کو کیا عرض
(۱۴) تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

مشکل الفاظ کے معانی :

- * سوئے - سمت، طرف * ساجد - سجدہ کرنے والا * نجدیا - اے گستاخ نجدی، وہابی * بیٹھتے اُٹھتے - ہر وقت مراد ہے * یارسول اللہ - نعرہ رسالت لگانا * غرض - مقصد، ضرورت * چھٹ کے - علاوہ * محض - صرف، خالص * جپا - ورد کیا * بے خودی - مدہوشی و بے ہوشی * در - دروازہ * طواف - گھومنا، چکر لگانا * تملیک - مالک بنانا * ملکہ - مالک * ملک -

جہاں * عالم - جہاں * سب تجدیا (تج دیا) - سب کچھ قربان کر دیا، شاکر کر دیا * یعبادی - اے میرے بندو (غلامو) آیہ قرآنی کی طرف تلمیح * شاہ - آقائے دو جہاں، شہنشاہ کائنات علیہ السلام * دیو - جن، شیطان، بھوت * خطاب - حکم، کلام، کسی کو مخاطب کر کے بات کرنا * لا یعودون - وہ واپس نہیں آئیں گے (دین کی طرف) حدیث شریف * دائماً - ہمیشہ * دشت - جنگل * گرد و بیش - چاروں طرف، ارد گرد، ماحول * سا - کی طرح * سوا - زیادہ * دیو - شیطان، جن، بھوت * خوش - راضی * غرض - کام، ضرورت * عبد مصطفیٰ - حضور علیہ السلام کے غلام و نوکر چاکر * چھینا - لوٹا، لیا * خلد - جنت، بہشت -

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے نجدی گستاخ! اگر ہمارا سروضہ انور کے پاس جا کر پاس ادب سے جھک ہی گیا ہے تو تو کیوں لٹھ لے کر ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ ہم نے ارادہ تو نہیں جھکایا خود ہی غیر ارادی طور پر جھک گیا ہے حالانکہ ارادہ بھی خالی سر جھکانا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے، شرک تو سجدہ کرنا ہے اور وہ بھی تعبدی نہ کہ تعظیمی، تعظیمی تو صرف حرام و گناہ ہے نہ کہ شرک، مگر تجھے تو ہر بات میں شرک ہی شرک نظر آتا ہے جبکہ دل کا سجدہ نہ گناہ ہے نہ شرک جو ہم کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے، تو کیوں چیں بہ جیں ہوتا ہے۔ یہی مطلب ہے اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کے اس مصرعے کا

اللہ ہی جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

(۲) اے گستاخ نجدی! تو امریکہ و برطانیہ سے مدد مانگتا ہے اور وہ تیری مدد کر رہے ہیں تو تجھے اس میں کوئی شرک نظر نہیں آتا اور ہم محبوب خدا کو مدد کے لیے پکاریں تو تیری شرک کی مشین تیز ہو جاتی ہے ہم نے اپنے آقا کو ہر وقت یا رسول اللہ کہہ کر مدد کے لیے پکارتے رہنا ہے چاہے تجھے موت آئے یا سانپ سونگھ جائے، تو کیوں درمیان میں آتا ہے یہ ایک امتی اور اس کے نبی کا معاملہ ہے تو ہٹ پیچھے یا رسول اللہ کہنا تیری قسمت میں کہاں؟ تو یا امریکہ کہہ یا برطانیہ کہہ! یا غاندی رسول الامن کہہ، سلام علی نجد و من حل بال نجد کہہ (الهدیۃ السنیہ) تجھے یہ مبارک اور ہمیں یا رسول اللہ کہنا مبارک

تم جفا کرتے رہو اور ہم وفا کرتے رہیں اپنا اپنا فرض ہے دونوں ادا کرتے رہیں

(۳) یا اگر ہم مدد کے لیے اپنے آقا کو نہ بھی پکاریں اور صرف برکت کے لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کا وظیفہ پڑھتے رہیں پھر بھی تجھے موت پڑتی ہے اور تو اس کو بھی شرک کہتا ہے حالانکہ تمہارے نزدیک تو صرف مدد کے لیے پکارنا شرک ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہیں حضور علیہ السلام کے نام سے ہی خدا اور چڑ ہے تو پھر لگاؤ اللہ پر بھی فتویٰ جو کبھی یا ایہا المزمحل فرماتا ہے کبھی یا ایہا المدثر فرماتا ہے کہیں یا ایہا الرسول اور کہیں یا ایہا النبی کہتا ہے۔ تجھے اندازہ ہی نہیں کہ میرے آقا علیہ السلام کے نام پاک میں کیا برکتیں رکھی گئی ہیں۔

اسم احمد کی تعظیم کے منکرو! ان کی عظمت کو قرآن میں دیکھ لو

بے لقب ان کا نام مبارک کہیں ان کے معبود نے بھی پکارا نہیں (سکندر لکھنوی)

(۴) کوئی دیوانہ اگر مست و بے خود ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چوکھٹ پہ سجدہ کر لیتا ہے یا روضہ اقدس کا طواف کر لیتا ہے تو مرفوع القلم ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہے، تجھے کیوں آگ لگ جاتی ہے اور تیرے دل میں کیوں درد اٹھتا ہے، جو کر رہا ہے اپنے حال کے مطابق اچھا ہی تو کر رہا ہے تو کیوں کڑھتا ہے۔

۔ اوج پہ پھر ہی مقدر کا ستار ہو گا ارض طیبہ میں ٹھکانہ جو ہمارا ہو گا
نام لیوا ہو ترا اور جہنم میں جلے تیری رحمت کو بھلا کیسے گوارا ہو گا

(حاجی نور الحسن چشتی)

(۵) (اے نجدیو! کیا تم نے خدا کو اپنی طرح کا سمجھ رکھا ہے کہ وہ کسی کو کچھ نہ دیتا ہو گا اور خاص طور پر تمہارا یہ گندہ عقیدہ کہ جس کا نام محمد علی ہو وہ کسی شے کا مالک و مختار نہیں ہو سکتا، یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے؟) اللہ جو مالک الملک ہے اس نے خود اپنے محبوب کو سارے جہان کا مالک بنایا ہے (تؤتی الملک من تشاء) اس لیے اگر ہم نے اپنے آقا کو مالک ہر دوسرا کہہ دیا ہے تو تیرے اوپر کیوں قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔

۔ خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اعطیت مفاتیح خزائن الارض مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے دو وزیر آسمانوں پہ ہیں اور دو وزیر زمین پہ۔ جہاؤ بھلا وزیر کس کے ہوتے ہیں؟ اور کہاں ہوتے ہیں؟

۔ ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

(۶) ہم نے اپنے آقا علیہ السلام کے نام پاک پر اپنا دل، اپنی جان اور اپنا مال اور اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا، اپنا ہی سب کچھ کیا ہے اور اپنے ہی آقا کے نام پہ کیا ہے پھر تیرے پیٹ میں کیوں مردوڑ اٹھ رہے ہیں اور تیرے دل میں کس سے بخار ہے۔

۔ دل و جاں کی آسودگی نام تیرا سخی نام تیرا غنی نام تیرا

اس سے فروزاں خیالوں کے رشتے خبر، آگہی، زندگی نام تیرا

(ضمیر جعفری)

فضائل اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم):

فضائل اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ آنا میں حدیث ”انا محمد وانا احمد“ (ص ۱۵۲ تا ص ۱۶۹) کے تحت پوری تفصیل سے ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

یہاں پہ اتنا یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے دونوں ذاتی نام (آسمانوں پہ احمد اور زمین پر محمد) ایسے با معنی اور بابرکت بنائے ہیں کہ کوئی آپ کی تعریف کرے یا نہ کرے محمد و احمد بولے گا تو آپ کی تعریف خود ہی ہو جائے گی۔ کیونکہ
لِأَمَّا اسْمُهُ أَحْمَدٌ فَأَفْعَلُ مَبَالِغَةٍ مِنْ صِفَةِ الْحَمْدِ وَ مُحَمَّدٌ مَّفْعَلٌ مَبَالِغَةٍ مِنْ أَكْثَرِ الْحَمْدِ فَهُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلُّ مِنْ حَمِيدٍ وَ الْفَضْلُ مِنْ حَمِيدٍ وَ أَكْثَرُ النَّاسِ حَمْدًا فَهُوَ أَحَدُ الْمُحْمَوْدِينَ وَ أَحَدُ الْحَامِدِينَ (الشفاعہ تعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض علیہ الرحمۃ ص ۲۳۹) احمد کا معنی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا اور محمد کا معنی جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو مطلب یہ ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مخلوق میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمانے والے

ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب سے زیادہ تعریف فرمانے والا ہے۔ تو پھر کیوں ناں

کروں میں ان کا تصور تو روشنی دیکھوں . سنوں جو اسم محمد پڑھوں ہزار درود (صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرۃ) گویا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو کسی کی تعریف کا محتاج اور مرہون منت بنایا ہی نہیں جبکہ دیگر انبیاء کرام کے ناموں میں (من حیث الاسماء نہ کہ مسمی) یہ بات نہیں ہے مثلاً دیکھیں ادم کا معنی گندم گوں (گندمی رنگ والا) عیسیٰ کا معنی شریقی رنگ والا۔ موسیٰ کا معنی پانی سے نکالا ہوا (عربی میں استرے کو بھی موسیٰ کہتے ہیں) یعقوب کا معنی بعد میں آنے والا (عقب سے ہے) ایڑی کو کہتے ہیں ومن وراء اسحق یعقوب (جبکہ محمد کا معنی آپ پڑھ ہی چکے ہیں الذی یحمد حمد بعد حمد کرة بعد کرة و مرة بعد مرة بلا فصل و بلا انفصال۔ بغیر کسی وقفے کے جس کی ہر وقت تعریف کی جائے۔

حوادث منہ چھپاتے ہیں مصائب رخ بدلتے ہیں نبی کا نام جب لیتا ہوں میں طوفان ملتے ہیں (حدیث شوق)

اور تو اور بڑے بڑے منہ پھٹ قسم کے لوگ جو حضور علیہ السلام کے سچے غلاموں (علماء اہل سنت) کی عزت و عظمت کی یاد کو ساری عمر تار تار کرنے کی کوشش کرتے رہے ان کے سر خیل بھی کہہ گئے۔

مسلمان لاکھ برے ہوں مگر نام محمد پر وہ تیار ہیں ہر وقت اپنا سر کٹانے کو اور سبحان اللہ! حضور علیہ السلام چونکہ بندوں کو خدا سے ملانے آئے ہیں اللہ نے آپ کا نام بھی ایسا بنا دیا کہ ایک بار محمد کہو تو دوبار ہونٹ آپس میں مل جاتے ہیں۔

مجھ گناہ گار پہ ہے کتنی عنایت اُن کی پھول جھڑتے ہیں جو کہتا ہوں محمد لب سے رحمتیں روز لٹاتے ہیں برابر مولا روز دیتے ہیں مجھے پیار زیادہ سب سے

(سلیم کا شر) اور رب العالمین کی بارگاہ میں دعا ہے کہ امت مسلمہ حالات کی نزاکت کو سمجھے اور نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایک رنیک ہو جائے تاکہ اس پر دنیا بھر میں جو ظلم کے پہاڑ گرائے جارہے ہیں رحمۃ للعالمین کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس رحم و کرم فرمادے۔

جس طرح ملتے ہیں لب، نام محمد کے سبب کاش ہم مل جائیں سب، نام محمد کے سبب تھا کہاں پہلے ہمیں حفظ مراتب کا خیال ہم نے سیکھا ہے ادب، نام محمد کے سبب

(یعقوب پرواز) مولوی، نعت خواں، پیر تو حضور علیہ السلام کا صدقہ ہی کھاتے ہیں جو سب کو نظر آ رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ ہر کوئی چاہے اپنا یا پرایا سب آپ ہی کے نام کا صدقہ کھا رہا ہے مگر فرق یہ ہے کہ کچھ کھا کر ان کے گیت گارہے ہیں اور کچھ کھاتے بھی ہیں اور

غراتے بھی ہیں۔

۷۔ نہ مال اولاد و صدقہ نہ کاروبار و صدقہ اسیں تے کھاندے ہاں یار و خدادے یار و صدقہ
(۷) (قرآن مجید میں بحکم الہی قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ آپ فرمادیں
اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پہ ظلم کیے ہیں، اللہ کی رحمت سے محروم نہ ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ (تمہارے) تمام گناہ
معاف فرمادے گا) ہمارے آقا و مولا علیہ السلام نے ”اے میرے بندو! فرما کر ہمیں اپنا بندہ (غلام و نوکر) کر لیا ہے، تو اے نجدی تو
کیوں حسد سے مراجار ہا ہے تیرا اس میں کیا کام نہ تو ان کا غلام نہ تو وہ تیرے آقا نہ تو ان کو اپنا آقا ماننے پہ تیار ورنہ یہ کیوں کہتا کہ
نعوذ باللہ من ذلک نقل کفر کفر نہ باشد) میرا ڈنڈا ان سے زیادہ فائدہ پہنچا سکتا ہے (استغفر اللہ) جیسا کہ نجدی نے لکھا ہے۔ اور
روضہ اقدس کو شہید کرنے کا تو تمام نجدیوں نے فتویٰ جاری کر دیا ہے جبکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

۸۔ سرکار کا فیض نرالا دیکھا ہر چیز میں نور شہ والا دیکھا
ہے عرش سے فرش تک اسی کا جلوہ جب غور کیا مدینے والا دیکھا
(۸) یعبادی (اے میرے بندو) کا خطاب بندگان خدا کو ہے نہ کہ دیو کے بندوں (دیو بندیوں) کو، جنہوں نے نہ کبھی پہلے
اپنے آپ کو عبد مصطفیٰ تسلیم کیا نہ اب کر رہے ہیں نہ آئندہ کرنے کی امید ہے۔

جو اس قدر ضدی اور متعصب ہوں کہ مدینہ پاک اور بغداد پاک سے چڑھ کر ماسوی اللہ تعالیٰ کو پاک کہنا بھی شرک کہہ
دیں حالانکہ کھانا، کپڑے، زمین اور ہزاروں اشیاء کو ہزار ہا بار اپنے منہ سے پاک کہتے ہیں۔ مگر مدینہ بغداد کو پاک کہنے کی بات
آئے تو کہتے ہیں کہ ہمارے مولانا پاک کا اطلاق غیر اللہ پر شرک کہتے ہیں۔ ایسوں کا خدا اور خدا کے رسول سے کیا تعلق ایسے تو
دیو کے بندے ہو سکتے ہیں۔ بھلا یہ کب گوارا کریں گے کہ کوئی محبت میں اللہ کے محبوب کو یوں کہے۔

۹۔ شاہا تیری رحمت کا اشارہ ہو جائے روشن میرے بخت کا ستارہ ہو جائے
اس صانع مطلق کو جو آئی ہے پسند وہ شکل میری آنکھ کا تارا ہو جائے (جہیل قادری)
(۹) اے نجدی بد بخت! تیرے بارے میں تو میرے آقا نے کتنی صدیاں پہلے ہی فرمایا دیا ہے لا یعودون فیہ حتی یعود
السہم الی فوقہ (کنز العمال ص ۳۴ ج ۴)

کہ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے اور واپس نہیں آسکیں گے جیسے تیرکمان سے نکل جانے کے بعد واپس نہیں آتا۔
لہذا آئندہ بھی کوئی امید نہیں ہے کہ تو غلامی مصطفیٰ میں واپس آسکے گویا تو ازل سے ابد تک جدا ہے۔ یہ تیری بد نصیبی نہیں تو
کیا ہے۔

۱۰۔ ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ
اور اے گستاخ نجدی! جب تو مکہ والے اور مدینہ والے (مکی مدنی) آقا کی عظمت کا ہی منکر ہے تو پھر تجھے کیا حق ہے کہ
ان بحثوں میں پڑے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ اور مدینہ کے دشت و صحرا افضل ہیں، یہ زیادہ شان والا ہو، یا وہ! تجھے اس سے کیا کام؟ یہ
موضوع تو عشق و محبت والوں کا ہے اور ادب و احترام والوں کا ہے جس سے تیرا دامن کلیتہاً خالی ہے۔ تجھ سے بڑا بد نصیب کون ہوگا۔

(۱۱) یہ نجدی ظالم! باقی سب کچھ برداشت کر سکتا ہے بلکہ شراب، زنا جیسی لعنتوں پہ بھی اس کو اتنا غصہ نہیں آتا جتنا کہ محفل میلاد (جو سر اسر تعظیم مصطفیٰ کے لیے ہوتی ہے)۔ یہ اس کو غصہ آتا ہے کہ غصے سے پاگل ہو جاتا ہے اور جل کر کباب ہو جاتا ہے۔ ارے ظالم! تو جہنم میں (قل موتوا بغيظكم)۔ ان کو کہہ دو کہ مرجاؤ اپنے غصے میں) یہ تو ہمارا دین اور عقیدہ ہے تو کیوں مرا جاتا ہے اور تجھے کیوں سانپ سونگھ گیا ہے۔

ایک عجیب حکایت:

مولانا محمد شبیر صاحب سنی علماء کی حکایات میں لکھتے ہیں کہ:

۱۹۵۴ء میں جب میں حج کے لیے گیا۔ اور سرور عالم ﷺ کے حضور حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ نجدی سپاہی روضہ شریف کی جالی کو چومنا تو شرک سمجھتے ہی ہیں۔ وہ مسجد نبوی کی دیوار کو بھی چومنے سے روکتے ہیں۔ اور تعجب اس بات پر ہوا۔ کہ دیوار مسجد کو چومنے سے تو روکتے ہیں۔ مگر نجدی امام مسجد کے ہاتھ لوگ چومتے تھے اس میں انہیں شرک نظر نہیں آتا۔

ایک روز بعد نماز عصر میں انہوہ کثیر میں محراب مسجد کے متصل کھڑا ہو کر پارگاؤ رسالت میں سلام عرض کر رہا تھا۔ میرے ایک ساتھی نے دیوار مسجد کو چوم لیا۔ نجدی امام مسجد محراب میں بیٹھا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک نجدی سپاہی بھی تھا۔ اس سپاہی نے فوراً میرے ساتھی کو ڈانٹا۔ اور کہا

حاجی! هذا حرام۔ اے حاجی یہ کام حرام ہے۔

میں نے اسی وقت اسی سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا

النَّاسُ يَقْبَلُونَ يَدَ الْإِمَامِ لَمْ لَا تَمْنَعُهُمْ۔

لوگ جب امام مسجد کا ہاتھ چومتے ہیں۔ تو اس وقت تم انہیں کیوں نہیں روکتے؟

نجدی سپاہی نے مجھے دیکھا۔ کہ یہ کوئی عربی بولنے والا پاکستانی ہے۔ تو کہنے لگا هُوَ يَدُ الْعَالِمِ۔ وہ تو عالم کا ہاتھ ہے۔ میں نے کہا

وَهَذَا جِدَارُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ اور یہ مسجد نبوی کی دیوار ہے۔

وہ بولا

هَذَا حَجَرٌ وَمَذْرُؤٌ یہ پتھر اور مٹھی ہے۔

میں نے جواب دیا

وَهُوَ لَحْمٌ وَعَظْمٌ اور وہ گوشت اور ہڈی ہے۔

اس پر وہ اور تو کچھ نہ کہہ سکا، ہاں یہ کہا رُخ رُخ یعنی چل چل میں نے بھی کہا اَنْتَ رُخ۔ تو بھی چل۔

(۱۲) شیطان اگر اپنے چیلوں (نجدیوں) سے خوش ہے تو ہوتا پھرے ہمیں گیا، اور ہمارا خدا اپنے محبوب کے صدقے ہم پہ خوش ہے تو تمہیں کیا۔ تجھے وہ مبارک ہمیں یہ مبارک۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہونا تمہارے مقدر میں آیا اور صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہونا ہمارا نصیب ہے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
نجدی حکومت کی سالگرہ العید الوطنی دھوم دھام سے منانا تمہارا مقدر اور اپنے آقا کے میلاد پاک کے دن جشن منا کر
فلیفر حوا اور اما بنعمة ربك فحدث یہ عمل کرنا ہمارا نصیب

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
ایک حیرت انگیز واقعہ:

علامہ اقبال ٹاؤن نشتر بلاک میں قاری محمد حسین رفاعی کی رہائش پر سابق وزیر آف کویت اور سلسلہ رفاعیہ کے روح رواں حضرت سید ہاشم الرفاعی نے مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مفتی محمد خان قادری اور دیگر کئی علماء کی موجودگی میں (یہ عاجز غلام حسن قادری بھی وہاں حاضر تھا) حاجی محمد اسحاق مرحوم (داروغہ والے) کے صاحبزادے عبدالرزاق صاحب کی زبان سے ایک واقعہ سنوایا (چونکہ شیخ کی زبان عربی ہے، انہوں نے چاہا کہ تمام احباب سمجھ جائیں اور پھر یہ واقعہ خود عبدالرزاق صاحب سے پیش آیا اس لیے انہی کی زبان سے سنوایا)

چنانچہ حاجی عبدالرزاق صاحب نے بیان کیا کہ میں جب پہلی بار سعودیہ گیا تو میرے ایک جاننے والے نے مجھے کچھ سامان دیا کہ میرے فلاں دوست کو پہنچا دینا، میں نے چیک نہ کیا کہ اس میں کیا کیا ہے؟ جدہ سے مکہ اور مکہ سے مدینہ گیا تو مجھے چند شرطے تھانے لے گئے (بلاوجہ) میرا سامان کھولا تو اس سامان سے جو میں نے کسی کا اٹھایا ہوا تھا ایک عورت کی عریاں تصویر نکلی، تصویر کیا نکلی کہ میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ دل میں سوچا کہ اب بچ نہ سکوں گا سعودیہ میں تو اس معاملہ میں سنا ہے بڑی سختی کرتے ہیں (اگرچہ گھروں میں سب کچھ کرتے ہیں) چنانچہ میں بار بار افسر کا چہرہ تکتا کہ ابھی مجھے سزا کا حکم سنائے گا۔ افسر سمجھ گیا کہ میں اس قدر کیوں ڈر گیا ہوں اس نے تصویر میری جیب میں ڈال دی اور کہا! اس کو چھوڑ! مجھے یہ بتا! کہ محفل میلاد جائز ہے یا ناجائز؟ میری حیرت کی انتہا ہو گئی اور میں پہلی بات بھول کر اس سوچ میں پڑ گیا کہ یا اللہ! یہ لوگ کتنے ظالم ہیں کہ اتنا بڑا گناہ ان کے ہاں بات ہی کوئی نہیں اور دنیا میں کوئی اگر گناہ ہے تو ان کے ہاں محفل میلاد ہی سب سے بڑا گناہ ہے۔

(۱۳) ارے اودیو کے بندو! (دیو بندیو) ہمیں تم سے نہ کوئی کام ہے اور نہ ہی تم ہمارے کام کے ہو بلکہ تم گستاخی رسول علیہ السلام کی وجہ سے کسی کام کے نہیں رہے ہو (سیاسی طور پر طاقت آجانا کوئی ایسی بات نہیں آخر فرعون، نمرود، یزید بھی تو اسی دنیا میں حکومت کر گئے ہیں۔ قریش مکہ نے مکہ پہ حکومت نہیں کی؟ دولت آجانا کوئی کمال نہیں آخر ان قارون، کان من قوم موسیٰ قرآن میں نہیں پڑھا) تم جس کے چاہو بنو! ہمیں تم سے کیا اور ہم تو اپنے پیارے مصطفیٰ کے بندے و غلام ہیں پھر تمہیں ہم سے کیا۔
(۱۴) اگر مجھے (گدائے درخیرالوری، عبد مصطفیٰ، امام احمد رضا کو) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی مدح سرائی کی بدولت جنت عطا فرمادی ہے تو تو سرپیٹ کر کیوں رہ گیا ہے؟ میں کوئی تیرے گھر (دوزخ) میں جا کر تیرا کچھ لوٹ لایا ہوں۔ خدا تجھے ہمیشہ وہاں رکھے اور اپنے محبوب کا صدقہ مجھے ہمیشہ یہاں رکھے یہ خدائی فیصلے ہیں اور

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

نعت شریف نمبر (۷۶)

- (۱) وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا
- (۲) تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا! تمہیں دافع بلایا، تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا
- (۳) وہ کواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا
- (۴) یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے کبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا
تھالے
- تجھے یک نے یک بنایا
- (۵) فَإِذَا فَرَعْتَ فَأَنْصَبْ یہ ملا ہے تجھ کو مَنْصَبُ جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمت عطایا
- (۶) وَالْإِلَٰهَ الْفَارُّ غَبُّ کر و عرض سب کے مطلب کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کروان پر اپنا سایہ
بنو شافع خطایا
- (۷) اے ارے خدا کے بند کوئی میرے دل کو ڈھونڈو میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

مشکل الفاظ کے معانی :

* ہمہ تن - سارا جسم، مکمل طور پر * کرم - بخشش، سخاوت * آستاں - چوکھٹ، دروازہ * حمد - تعریف * برایا - مخلوق، جہان (بر یہ سے ہے خیر البریہ، شر البریہ قرآن میں ہے) * قاسم - تقسیم کرنے والا * عطایا - انعامات * دافع - ٹالنے والا، دور کرنے والا * بلایا - مصائب و تکالیف (بلیہ کی جمع) * شافع - شفاعت کرنے والا * خطایا - غلطیاں، گناہ (خطیہ کی

(جمع) * تم سا۔ تمہارے جیسا * کواری۔ غیر شادی شدہ، جس کو کسی مرد نے نہ چھوا ہو * مریم۔ عیسیٰ علیہ السلام والدہ ماجدہ * تخت فیہ۔ میں نے اس میں پھونکا * دم۔ سانس، پھونک * عجب۔ حیران کن، تعجب * اعظم۔ سب سے بڑا، بہت خوب * جایا۔ جنا ہوا، بیٹا * سدرہ۔ بیری (سدرۃ المنتہی، جبریل علیہ السلام کا مقام) * تھالے۔ پرت، دائرے * چھان ڈالے۔ دیکھ لیے، تلاش کر لیے * پایہ۔ رتبہ * یک۔ ایک، بے مثل * فاذا فرغت فانصب۔ جب تو فارغ ہو تو کھڑا ہو جا (اللہ کی بارگاہ میں۔ آیت) * منصب۔ مرتبہ و مقام * گدا۔ بھکاری * قسمت عطا یا۔ نعمتوں کی تقسیم، انعامات دینا * والسی الالہ فارغب۔ اللہ کی طرف راغب و متوجہ ہو * عرض کرنا۔ پیش کرنا * مطلب۔ مقاصد و حاجات * ارے۔ برائے خطاب، حرف ندا بزبان ہندی * خدا یا۔ اے خدا، یا اللہ۔

مشہور اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے پیارے آقا و مولیٰ! ہمارا پروردگار تو بس وہی اکیلا رب العالمین ہے جس نے آپ کو سراپا کرم اور ہمہ تن بخشش و عطا بنایا ہے اور اس وحدہ لا شریک نے ہمیں (کرم کی خیرات، گناہوں کی، بخشش اور شفاعت کی) بھیک مانگنے کے لیے آپ کی بارگاہ کا راستہ دکھایا ہے۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاء وک، اگر وہ جانوں پہ ظلم کر بیٹھیں تو (بخشش کے لیے) اے محبوب آپ کی بارگاہ میں آجائیں۔ واما السائل فلا تنہر۔ اور بھکاری کو نہ جھڑک یعنی اس کو اللہ کے دیے ہوئے خزانوں میں سے عطا کیجئے۔ اے اللہ! حمد کے لائق تو صرف تیری ہی ذات ہے۔

شنا گو پتہ پتہ ہے خدا یا دم بدم تیرا زمین و آسماں تیرے ہے موجود و عدم تیرا
جو دنیا میں تیرا کھا کر تیرے شکوے کریں یارب تعجب ہے کہ ان پر بھی رہے لطف و کرم تیرا
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی اس نعت کے اس پہلے شعر میں حمد خدا اور نعت مصطفیٰ کو جس حسین انداز میں توحید و رسالت کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے جمع کیا گیا ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے اور اہل سنت کے مخالفین کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ ہے جو دن رات یہ کہتے نہیں تھکتے کہ یہ سنی لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد تو پڑھتے نہیں نعتوں پہ زور دیتے رہتے ہیں۔ زور اس لیے دیتے ہیں کہ تم نعت کے منکر جو ہو گئے۔ اور ہم وہ ہیں کہ حمد خدا اگر ہمارا ایمان ہے تو نعت مصطفیٰ ہمارے ایمان کی جان ہے۔ ہم خالی توحید (بغیر ربط رسالت) کے قائل نہیں ہیں بلکہ توحید کا دم بھی بھرتے ہیں اور شاہکار رسالت کا نام بھی چتے ہیں۔

لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن
توحید کی مالا ہاتھوں میں یوں کہتا تھا ناداروں میں
سب مایا ہے اس خالق کی جو خالق ہے ہر کا یا کا
تم اس کے ہوتے اپنا سر کیوں دھرتے ہوئے چاروں میں

میں سیس نواؤں چرن لاگوں نام محمد جس کا ہے
شور، ویش کیے سب داخل جس نے ہر کے پیاروں میں
(سند رلال حمید تلہری کا خیال بزبان ہندی)
ہمارے بزرگوں نے توحید و رسالت اور حمد خدا و نعت مصطفیٰ کو ایسے خوبصورت پیرائے میں بیان فرمایا کہ نظم و نثر میں اس

کی کوئی کیا مثال پیش کرے گا ملاحظہ فرمائیں تفسیر نعیمی کا بالکل پہلا پارہ اور اس کا پہلا ہی پہرہ حضرت مفتی احمد یا خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب حمد و نعت کا اثر میں حسین گلدستہ جمع فرمایا ہے۔

حمد و درود:

حمد ہے اس اللہ جل شانہ کو جس نے حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا۔ درود ہو حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام پر جنہوں نے اللہ کو ظاہر فرمایا۔ حمد اس اللہ تعالیٰ کو جس نے ہمیں انسان کیا، درود ہو اس مصطفیٰ علیہ السلام پر جنہوں نے ہمیں مسلمان کیا۔ حمد ہے اس رب کریم کی جس نے ہمیں بولنا سکھایا، درود ہو اس نبی رؤف درحیم پر جس نے ہمیں کلمہ پڑھایا۔ حمد ہے اس رب بے نیاز کو جس نے ہمیں ایمان دیا، درود ہو اس صاحب تحت و تاج پر جس نے ہمیں قرآن دیا۔ حمد ہے اس مالک یوم الدین کے لیے جس نے زمین پر انسان بکھیرے، درود ہو اس شاہ عرش نشیں پر جس نے یہ بکھرے ہوئے جمع فرمائے۔ حمد ہے اس رب کو جس نے رنگ برنگے انسان بنائے۔ درود ہو اس نبی علیہ السلام پر جس نے ان کو مسلمان بنا کر یک رنگ کر دیا۔

صبغة اللہ ہست رنگ خم او ہستہا یک رنگ گردد اندر او

حمد ہے اس رب کو جس نے ہمیں عقل و ہوش دیا۔ درود ہو اس نبی پر جس نے ہمیں جام عرفان سے متوالا و مد ہوش کیا۔ حمد ہے اس رب کی جس نے آسمان نبوت پر مختلف تارے کھلائے، درود اس آفتاب رسالت پر جس نے اپنے دامن نور میں سارے تارے چھپائے۔ حمد اس جبار و قہار کو جس نے جہنم بھڑکایا۔ درود اس شفیع روز شمار پر جس نے اس بھڑکتے ہوئے جہنم کو بجھایا۔ حمد ہے اس ستار و غفار کے لیے جس نے دار الخلد بنایا۔ درود ہو اس مدنی سرکار پر جس نے دار الخلد بسایا۔ حمد ہے اس خالق کو جس سے سب کی ابتداء ہے۔ درود ہو اس خاتم پر جس پر سب کی انتہا ہے۔ درود ہو اس نبی پر جس نے فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، حمد اس اللہ کو جس نے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ، جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ بارک و سلم۔

بانداز دیگر:

اسی انداز حمد و نعت کو برنگ نظم ملاحظہ فرمائیں حالانکہ درحقیقت یہ نظم نہیں مگر نظم کی لذت اور چاشنی اس میں آپ کو ضرور

ملے گی۔

حمد و ثنا اس کے لیے جو خالق مصطفیٰ ہے	صلوٰۃ و سلام اُس پر جو صیب کبریا ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو رب العالمین ہے	صلوٰۃ و سلام اُس پر جو رَحْمَةُ للعالمین ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو مالک یوم الدین ہے	صلوٰۃ و سلام اُس پر جو شفیع المذنبین ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو احسن الخالقین ہے	صلوٰۃ و سلام اُس پر جو خاتم القیین ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو احکم الحاکمین ہے	صلوٰۃ و سلام اُس پر جو رؤف و رحیم ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو غفور و رحیم ہے	صلوٰۃ و سلام اُس پر جو علی خلق عظیم ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو علّٰی و عظیم ہے	صلوٰۃ و سلام اُس پر جو کائنۃ للناس ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو علیم قدر ہے	صلوٰۃ و سلام اُس پر جو سراج منیر ہے

حمد و ثنا اس کے لیے جو سمیع بصیر ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو غفور شکور ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو صاحب فضل عظیم ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو رحیم وودود ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو رحیم و رحمان ہے
 حمد و ثنا اس کے لیے جو کہ والصّحی واللّیل اذاسجی
 حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے وَجْهَكَ فِی السَّمَاءِ
 حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
 حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی
 حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے ثُمَّ نَافَتْ لِی
 حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی
 حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے فَاَوْحٰی اِلَیَّ
 حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ
 حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے فَلَا وَرَيْكَ
 حمد و ثنا اس کے لیے جس کے آگے جھکے مصطفیٰ
 حمد و ثنا اس کے لیے جس کے نام سے ابتدا

صلوٰۃ و سلام اُس پر جو بشیر و نذیر ہے
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جو جاء کم من اللہ نور ہے
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جو مہبط فضل عظیم ہے
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جو صاحب مقام محمود ہے
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جو صاحب قرآن ہے
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس کے لے یُعْطِیْكَ رَبُّكَ تَرْضٰی ہے
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس کے لیے قَبْلَةً تَرْضٰهَا
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس کے لے اِلَا وَحٰی یُّوْحٰی
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس کے لیے لِنُرِیْہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس کے لیے قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْدٰنِیْ
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس کے لیے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس کے لیے عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس کے لیے وَدَقَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ
 صلوٰۃ و سلام اُس ذات پر جس کے لیے لَعَمْرُكَ
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس پر صلوٰۃ بھیجے خود خدا
 صلوٰۃ و سلام اُس پر جس کے نام پہ ہے انتہا

حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ

صلوٰۃ و سلام اُس پر جو فرمائے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

لیکن حمد کا موضوع اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ اس حمد والے رب العالمین کے پیارے حبیب رحمۃ للعالمین

کی بابرکت خصلتوں کا ذکر نہ ہو اور لوگوں کو یہ نہ بتایا جائے کہ

❖ مَا وَقَعَ ظِلُّہٗ عَلٰی الْاَرْضِ قَطُّ	(مُلَیِّنِیْلَمْ)	کبھی آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑا۔
❖ مَا ظَہَرَ بَوْلُہٗ عَلٰی الْاَرْضِ قَطُّ	(مُلَیِّنِیْلَمْ)	کبھی آپ کا بول مبارک زمین پر ظاہر نہیں ہوا۔
❖ لَمْ یَقَعْ عَلَیْہِ الدُّبَابُ قَطُّ	(مُلَیِّنِیْلَمْ)	کبھی آپ پر مکھی نہیں بیٹھی۔
❖ لَمْ یَحْتَلِمْ..... قَطُّ	(مُلَیِّنِیْلَمْ)	کبھی آپ کو احتلام نہیں ہوا۔
❖ لَمْ یَتَنَآوَبْ قَطُّ	(مُلَیِّنِیْلَمْ)	کبھی آپ کو جمائی نہیں آئی۔
❖ لَمْ تَہْرَبْ مِنْہٗ دَابَّةٌ قَطُّ	(مُلَیِّنِیْلَمْ)	کبھی آپ سے جانور نہیں بھاگا۔

❖ وَلَدَ مَخْتُونًا (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔
❖ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی آنکھیں سوتی ہیں دل کبھی نہیں سویا۔

❖ كَانَ يَنْظُرُ مَنْ وَرَائِهِ كَمَا يَنْظُرُ مَنْ أَمَامَهُ
آپ جیسا آگے دیکھتے تھے ویسا ہی پیچھے دیکھتے تھے
❖ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ قَوْمٍ كَانَتْ كِتْفَاهُ أَعْلَى مِنْهُ
جب آپ کسی مجلس میں بیٹھتے آپ سب سے اعلیٰ نظر آتے
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم) (جواہر البحار ص ۹۶۷)

تیری صورت تیری سیرت زمانے سے زالی ہے تیری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے
حضور علیہ السلام کی دیگر ہزاروں خصوصیتوں کو اگر نہ بھی دیکھو تو صرف مذکورہ دس خصوصیات (تلك عشرة كاملة) ہی یہ
فیصلہ کرنے کے لیے کافی ہیں کہ

بڑے بے ادب اور گستاخ ہیں جو تجھے اپنے جیسا بشر دیکھتے ہیں
ہمارا طالب علم تو مدرسہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کو پہلا سبق ہی حمد باری تعالیٰ کا یہ دیا جاتا ہے
کریم! بہ بخشائے بر حال ما کہ ہستم اسیر کند ہوا
نداریم غیر از تو فریاد رس توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار مارا زراہ خطا خطا در گزار و صوابم نما
لیکن ہم اسی پر اکتفاء کرنا کافی نہیں سمجھتے کیونکہ اتنا تو ہر کوئی کہہ لیتا ہے دوسروں کی اور ہماری راہیں اس وقت جدا ہو جاتی
ہیں جب الیس اللہ بکاف عبدہ کے پردے میں وہ صرف اتنا ہی کافی سمجھتے ہیں اور ہم ساتھ یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ
زباں تابودور دھاں جائے گیر ثنائے محمد بود دل پذیر
سوار جہانگیر کیراں براق کہ بگذشت از قصر نیلی رواق
حبیب خدا اشرف انبیاء کہ عرش مجیدش بود مؤکا

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے محبوب کو اپنے ساتھ رکھا ہے (نماز، آذان، خطبہ، اقامت میں) اور یہ
فرمایا ہے ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں
میں جدائی ڈالنا اور ان کو ایک دوسرے کا غیر جان کر نبیوں کو خدا کے مقابلے میں کھڑا کرنا (جیسے) ہمارے دور کے نام نہاد (مؤحد
کرتے ہیں) یہ کار کفار ہے اور الضحیٰ والیل اذا سجی۔ والتین والزیتون۔ لا اقبسم بهذا البلد۔ یا ایہا المزمحل
جیسی سینکڑوں آیات قرآنیہ کا تقاضا یہ ہے کہ

منشا یہی ہے سلسلہ قیل وقال کی ہوتی رہے تعریف تیرے حسن و جمال کی

ہمارے منہ میں زبان صرف خدا کی حمد کر کے گونگی ہو جانے کے لیے نہیں ہے بلکہ حمد کے بعد
دی زبان حق نے ثنائے مصطفیٰ کے واسطے دل دیا حب حبیب کبریا کے واسطے
جانور پیدا کیے تیری وفا کے واسطے کھیتیاں سرسبز کیوں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے سب کچھ ہے تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے
قرآن مجید میں ہے کہ ہر شئی اللہ تعالیٰ کی حمد، صفت و ثناء اور تسبیح و تعریف کرتی ہے۔

ہر شئی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے:

وان من شیء الا یسبح بحمده یسبح لله ما فی السموات و ما فی الارض
حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک طوطے کو پکڑا تو اس نے زور زور سے چیخا چلانا شروع کر دیا آپ کو
ترس آگیا تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو طوطا بول کر کہنے لگا آج میں نے اپنے اللہ کی حمد و تسبیح نہیں کی اور آج ہی پکڑا گیا ہوں۔
عبد کو معبود کے اس کے ملا دیتی ہے حمد عشق کا ساغر بہر عالم پلا دیتی ہے حمد
بعد مُردن کام اس کا منفرد ہوتا ہے یوں قصر فردوس بریں رب سے دلا دیتی ہے حمد
سوال: اگر کوئی کہے کہ جب ہر شئی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کرتی ہے تو بے جان چیزوں کی حمد و تسبیح کرنے کی ہمیں آواز کیوں نہیں آتی؟
جواب: یہ ہے کہ یہ ہمارے اپنے ایمان کی کمزوری اور ہماری اپنی نالائقی ہی ہو سکتی ہے ورنہ حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام
فرماتے ہیں ”ہم جس پیالے میں کھانا کھاتے تھے“ اس سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی آواز بھی سنتے تھے (کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا
جو کوئی کھانے کھا کر برتن صاف کرے گا تستغفر لہ القصعہ پیالا اس کے لیے استغفار کرے گا۔ اس استغفار کی آواز صحابہ کرام
سنتے تھے) یا اس لیے ہم نہیں سن سکتے تاکہ غائب پر ایمان کا ثواب ملتا رہے۔

اور یا اس لیے کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خیال کیا کہ جب ہر شئی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو ہم سن کیوں
نہیں سکتے چنانچہ استنجاء کرنے کے لیے جوڑھیلا پکڑتے اس سے اللہ تعالیٰ کی آواز آنے لگتی اور دل میں القاء ہوا کہ اب سمجھ گئے ہو کیوں
آواز نہیں آتی؟ تاکہ تمہارا نظام ٹھیک ٹھیک چلتا رہے۔

حمد کے ہیں ہزار ہا عنوان حافظ بے ہنر سے کیا ہو بیان
ثابت ہوا ہر شئی میں جلوے اسی ذات کے ہیں یہ الگ بات ہے کہ وہ جلووں والا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ وہ ذات نہ نظر میں
آتی ہے نہ سمجھ میں بس یہی اس کی پہچان ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے
جب جھکڑ (گردباد) چلتا ہے تو گھاس پتے اڑے ہوئے تو نظر آتے ہیں مگر ان کو اڑانے والی ہوا نظر نہیں آتی۔ اگر ہوا
نظر آجائے تو گھاس پھوس کو کون دیکھے اور اگر کارخانہ حیات چلانے والی ذات نظر آجائے تو اس دنیا بیچاری کی طرف کون توجہ کرے
لیکن اللہ نے چونکہ ایک مدت تک دنیا کو چلانا ہے اسی لیے اپنی ذات کو پردہ اخفاء میں رکھا اور بن دیکھے ہی اپنی حمد کرنے کا حکم دے
دیا۔ اور اس سے کسی کو انکار بھی نہیں ہوگا۔

چاندنی کی رات ہو یا ہوا جالوں کی سحر ہر رُخ فطرت کو نور مشترک دیتا ہے کون
 رنج و غم ہیں کس کی جانب سے، خوشی دیتا ہے کون موت کس کے ہاتھ میں ہے زندگی دیتا ہے کون
 اگر وحدت الوجود کا یہ مطلب ہو تو اس میں کوئی قباحیت نہیں کہ دنیا تو گھاس تنکوں کی طرح ہے اس کو کیا دیکھنا؟ اللہ کو دیکھنے
 کی تیاری کرو کیونکہ وہی ایک ذات ہے جو واجب الوجود ہے اور ممکن الوجود کا کیا ہے؟ کبھی نہ تھا اب ہے پھر نہیں ہوگا، جس کا ہونا نہ
 ہونا یکساں ہو وہ لاشی کے حکم میں ہی سمجھو! اس کی ایک خوبصورت مثال دی جاتی ہے کہ شعلہ جوالہ (یعنی جلتے ہوئے شعلے یا انگارے
 کو زور سے گھمائیں تو) یوں لگتا ہے جیسے دائرہ بنا ہوا ہے حالانکہ وہ دائرہ نہیں بلکہ صرف ایک کونکہ ہے باقی سب اسی کے جلوے ہیں۔
 ناحق پھر پھر کے سر پھرایا میں نے اپنی کوشش سے کچھ نہ پایا میں نے
 طوفان میں ہے کشتی امید مری لے تو ہی سنبھال، ہاتھ اٹھایا میں نے
 نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی روشنی میں ہم اللہ تعالیٰ کی نہ عبادت کا حق ادا کر سکتے ہیں اور نہ اس کی حمد کا نہ معرفت کا
 ما عبدناك حق عبادتك و ما عرفناك حق معرفتك۔ اور جس طرح وہ ذات خود اپنی حمد و ثنا کر سکتی ہے کون کر سکتا ہے۔
 عاجز ہوں تری حمد کا ادراک نہیں ہے تو ہی مرے بے ربط سے لفظوں کو اثر دے
 کیونکہ

حمد لکھنے کو قلم، جبریل کا پر چاہیے روشنائی کے لیے بھی آبِ کوثر چاہیے

زندہ ازل سے تا آبد تیں اگر رہوں یارب میں تیری حمد تو پھر بھی نہ کر سکوں

حمد کا حق ہو نہیں سکتا ادا حمد کو لازم ہے بن جائے دعا

مگر پھر بھی اس کی حمد کرتا ہوں یا لکھتا ہوں تو صرف اس لیے کہ

حمد رب کا ورد کرتا ہوں فکر کو موتیوں سے بھرتا ہوں

(۲) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو تمام جہانوں کا حاکم بنایا ہے (تو ہی المملک من تشاء۔ فلا

وربك لا يومنون حتى بحكمون) آپ ہی اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کو تقسیم فرماتے ہیں (اللہ يعطی وانا قاسم) اللہ تعالیٰ
 کے حکم و اذن سے آپ کی ذات بلکہ آپ کا نام بھی مشکلوں کو نال دیتا ہے۔

آپ خطاؤں سے درگزر فرمانے والے ہیں اور امت کے گناہوں کو اپنی شفاعت کے نور سے نہ صرف مٹانے والے ہیں

بلکہ نیکیوں میں تبدیل کروانے والے ہیں فاؤ لنبك يدل الله سياتهم حسنت۔ حدیث میں ہے بدلت سیانکم

حسنات۔ یہ ساری نعمتیں حضور علیہ السلام ہی کی بدولت امت کو ملی ہیں۔ اے میرے آقا و مولیٰ آپ تو بے مثل و بے مثال اور

لا جواب و با کمال ہیں بھلا آپ جیسا کون ہو سکتا ہے۔ خدا نے تو آپ کا سایہ بھی نہیں بنایا کیونکہ سایہ میں قدرے مماثلت ہوتی ہے۔

پھر آپ جیسا ہونے کا دعویٰ سوائے شیطان کے کون کر سکتا ہے اور آپ نے تو یہ فرمایا کہ شیطان کا راستہ بھی روک دیا ہے فان الشیطن

لا یتمثل بی۔ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا لہذا کوئی شیطان سے بھی بڑا ہی ہوگا جو اپنے آپ کو آپ جیسا کہے گا۔

بتلائے کوئی نبی کا دیکھا سایہ سائے کا بھی ہوتا ہے کسی جا سایہ

جب سایہ نور ازلی وہ ٹھہرا پڑتا کیونکہ زمیں پر اس کا سایہ

(۳) بے شک حضرت بی بی مریم (کنواری، پاک) سلام اللہ علیہا کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے صرف پھونک کے ذریعے (جو جبریل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ان کے دامن پہ لگائی) پیدا ہونا بڑا حیرت انگیز کمال ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ٹھہری لیکن سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر بڑے بڑے حیرت انگیز واقعات (قیصر و کسریٰ کے محلات کے کناروں کا ٹوٹ جانا صدیوں چلنے والی آگ کا بجھ جانا، کعبے کا حرکت کرنا، ستاروں کا جھک جانا، جنوں کا سلام پڑھنا، جنوں کا تھر تھرا کر گر جانا، نورانی جھنڈوں کا لگا دیا جانا) یہ حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام قدرت کا صرف نشان تھے تو ہمارے آقا قدرت کا نشان اعظم ہیں۔

ہیں کعبہ کونین رسول الثقلین ہیں قبلہ دارین نبی الحرمین
کیوں دونوں جہاں نہ ان کے در پر مانگیں ہیں قاسم کل شی جد الحسین

(۴) سدرۃ المنتہی کے تمام فرشتے بعد اپنے سردار حضرت جبریل امین علیہ السلام کے بیک زبان ہو کر پکار اٹھے کہ ہم نے پورے جہاں کو چھان ڈالا ہے لیکن حضور علیہ السلام جیسا مرتبہ و مقام کسی کا نہیں ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اس وحدہ لا شریک نے اپنے محبوب علیہ السلام کو بے مثل و بے مثال بنایا ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک مرتبہ اپنا فیصلہ یوں سنایا قلبت الارض مشارقہا و مغاربہا فلم ار مثلك قط (او کا قال علیہ السلام)

آفا تھا گردیدہ ام مہربتاں و رزیدہ ام بسیارخوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

میں نے سارا جہان پھرا ہے، بڑے بڑے حسین دیکھے ہیں لیکن آپ جیسا کبھی کوئی نہیں دیکھا۔ مگر کیا کیا جائے کہ

ناداں انہیں اپنے سا کہتے ہیں نیازی (حالانکہ) ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر

(۵) قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ”فاذا فرغت فانصب“ پس جب آپ فارغ ہو جائیں

تو اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہو جائیں“ کا عظیم منصب عطا فرمایا ہے۔ تو اے پیارے آقا! جن کو آپ نے اپنا گدا بنا لیا ہے

(عبادی فرما کر۔ واما السائل فرما کر۔ ولو انهم اذ ظلموا فرما کر) یہ گدا آپ کی چوکھٹ پہ سوالی بن کر کھڑے ہیں، خدا را

اٹھیے (فانصب) اور ان کو اللہ کی عطائیں تقسیم فرمائیے۔

کیوں حشر میں ڈر جائیں گدا یان نبی کیوں قبر میں گھبرائیں گدا یان نبی

دنیا میں جو ہیں حبیب حق کے ”بندے“ تاحشر ہے سر پہ ان کے دامان نبی

(جیل قادری)

(۶) اعلیٰ حضرت، والی ربك فارغب کی آیت سے اپنے مطلب کی بات کرتے ہیں کہ جب اللہ نے آپ کو حکم دے دیا

ہے کہ آپ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں تو پھر اے پیارے آقا! اپنے رب کی طرف رجوع فرمائیں ناں، اور ہم سب کی حاجات

اللہ کی بارگاہ میں پیش فرمائیں ناں، آپ کے تمام گدا تو صرف آپ ہی کا منہ تک رہے ہیں کہ ابھی ہمارے آقا اپنی رحمت کا سایہ ہم

پہ فرمائیں گے، شفاعت کے لب ہلائیں گے، اور ہم سب بخشے جائیں گے۔

کیوں حشر میں بگڑی ہوئی حالت ہوگی کب ان کے غلاموں پہ قیامت ہوگی

کیا خوف کریں نارا جہنم سے جمیل ہم پر تو وہاں حضور کی رحمت ہوگی

(۷) اعلیٰ حضرت اپنے محبوب نے باتیں کرتے کرتے اس طرح فتانی الرسول ہو گئے کہ اپنے دل کی بھی خبر نہ رہی اور اس

عالم میں گھبرا کر فرماتے ہیں (ارے خدا کے بندو! یا رذر امیرے دل کی خبر لو کہاں چلا گیا ہے ابھی تو یہیں پہ تھا اور کوئی آیا گیا بھی نہیں

ہے۔ اے خدایا میرا دل! (دل کہاں سے ملا؟ مقطع میں دیکھئے جو بعض نسخوں میں تو آٹھواں شعر ہے مگر میں نے اس میں اعلیٰ حضرت

کا نام ہونے کی وجہ سے آخر میں رکھا ہے تاکہ تمام نعتوں سے مطابقت پیدا ہو جائے) کیونکہ اللہ کے محبوب کی باتیں ہی اتنی پیاری

اور میٹھی ہیں کہ

لب صادق سے جو سخن تقریر ہو جائے کبھی قرآن بن جائے کبھی تفسیر ہو جائے

میں جب دیکھوں جہاں دیکھوں تجھے دیکھوں تو میری آنکھ کی پتلی میں یوں تحریر ہو جائے

تسنا ہے کسی شب خواب میں ان کی زیارت ہو تمنا ہے کسی شب خواب ہی تعبیر ہو جائے

مدینے سے ہمارا قافلہ چلنے کا وقت آیا الہی قافلہ چلنے میں کچھ تاخیر ہو جائے

(۸) کبھی خندہ زیر لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا

یہ اسی نے کچھ بتایا

(۹) کبھی خاک پر پڑا ہے سر چرخ زیر پا ہے کبھی پیش در کھڑا ہے سر بندگی جھکایا

تو قدم میں عرش پایا

(۱۰) کبھی وہ تپک کہ آتش کبھی وہ ٹپک کہ بارش کبھی وہ ہجوم نالش کوئی جانے ابر چھایا

بڑی جوششوں سے آیا

(۱۱) کبھی وہ چپک کہ بلبل، کبھی وہ مہک کہ خود گل کبھی وہ لہک کہ بالکل چمن جناں کھلایا

گل قدس لہلہایا

(۱۲) کبھی زندگی کے ارماں کبھی مرگ نو کا خواہاں وہ حیا کہ مرگ قرباں وہ موا کہ زیست لایا

کہے روح ہاں جلایا

(۱۳) کبھی گم کبھی عیاں ہے کبھی سرد گہ تپاں ہے کبھی زیر لب فغاں ہے کبھی چپ کہ دم نہ تھایا

رخ کام جان دکھایا

(۱۴) یہ تصورات باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل تری قدرتیں ہیں کامل انہیں راست کر دیا

میں انہیں شفیع لایا

(۱۵) ہمیں اے رضا ترے دل کا پتہ چلا بمشکل درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا

یہ نہ پوچھ کیا پایا

مشکل الفاظ کے معانی :

* خندہ زیر لب - نظر چرا کر زیر لب مسکراتا * گریہ - رونا * طرب - خوشی * سبب - وجہ * سرچرخ - آسمان کے اوپر * زیر پا - پاؤں کے نیچے * پیش در - دروازے کے سامنے * تپک - درد کی گرمی * آتش - آگ * ٹپک - ٹپکنا سے * نالش - رونا، دھائی دینا * ابر - بادل * جوششوں - زور و شور، ولولہ * چہک - بلبل کی آواز * مہک - خوشبو * گل - پھول * لہک - سبزہ * جناں - جنتیں * گل قدس - مبارک پھول * لہلہایا - جو بن پہ آکر لہرایا * ارماں - آرزویں، تمنائیں * مرگ نو - نئی موت * خواہاں - طالب، متلاشی * حیا - شرم * موا - مرا (مردہ) * زیست - زندگی * جلایا - زندہ کیا * عیاں - ظاہر * سرد - ٹھنڈا * گہ - کبھی * تپاں - گرم * فغاں - رونا، چیخنا * دم - سانس * نہ تھایا - نہ تھا (یا غالباً یاں کا مخفف ہے جو کہ یہاں کا مخفف ہے وزنِ شعری کی وجہ سے یا ہوا یعنی "نہ تھایاں") * تصورات باطل - غلط خیالات * قدرتیں - طاقتیں * کامل - پورا * راست - سچا * درِ روضہ - روضہ پاک کا دروازہ * مقابل - سامنے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۸) (در مصطفیٰ پہ گم ہونے والے اپنے دل کی کیفیات بیان فرماتے ہیں) عجیب دیوانہ دل ہے کبھی زیر لب مسکراتا ہے اور کبھی دیدار کی حسرت میں ساری ساری رات روتا رہتا ہے، کبھی غم سے نڈھال ہے تو کبھی خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ ان کیفیات کی وجہ نہ مجھے خود سمجھ آئی اور نہ ہی اس نے کبھی مجھے کچھ بتایا۔

یارب میرے دل میں عشق اپنا دے دے حب نبی کا سر میں سودا دے دے

ہے بے سروسامان جمیل رضوی رہنے کا مدینے میں ٹھکانا دے دے

(۹) کبھی میرا دل دیوانہ خاک پہ لوٹ پوٹ ہوتا ہے تو کبھی آسمان کے اوپر پرواز کرنا شروع کر دیتا ہے اور آسمان اس کے زیر پا ہو جاتا ہے۔ کبھی روضہ پاک کے دروازے پہ ادب سے حق غلامی ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے پھر ایک لمحے میں عرش سے اوپر پہنچ جاتا ہے اور معراج النبی کے تصورات میں گم ہو جاتا ہے۔

(۱۰) کبھی درد کی وجہ سے اس قدر رڑھ پتا ہے کہ آگ ہو جاتا ہے اور کبھی اس آگ کو اپنے آنسوؤں کی بارش سے بجھاتا ہے۔ کبھی

اس پہ غموں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا ہے کہ گویا کالے بادل چھا گئے ہیں یہ حالت اس پہ بڑے ہیجان اور زور و شور کی ہوتی ہے۔

(۱۱) کبھی یاد محبوب آتی ہے تو میرا دل ایسے نغمہ سنج ہوتا ہے کہ بلبل دکھائی دیتا ہے اور کبھی اس میں محبت رسول کی ایسی خوشبو پیدا

ہو جاتی ہے کہ سرِ پا پھول نظر آنے لگتا ہے اور پھر جب اس کو دیدار محبوب کی لذت مل جاتی ہے تو کھل کر جنت کا باغ بن جاتا ہے اور یہ

بابرکت باغ پھر لہلہانے لگتا ہے۔

دل دریا سمندروں ڈونگے کون دلاں دیاں جانے ہو وچے بیڑے وچے جہیزے وچے ونج مہانے ہو
چوداں طبق دے دے اندر تینو دانگن تانے ہو جہڑا محرم دل دابا ہو سو یوای رب پچھانے ہو
(حضرت سلطان باہو قدس سرہ)

(۱۲) کبھی زندہ رہنے کی خواہش کرتا ہے تو کبھی ہر لمحہ نئی موت کا طلبگار ہوتا ہے مگر اس کی زندگی ایسی ہے کہ موت اس پر قربان ہو جاتی ہے اور اس کی موت بھی معمولی نہیں بلکہ ایسی ہے کہ ہزاروں زندگیاں اس پہ نثار جاتی ہیں اور مر کر بھی زندہ ہی رہتا ہے کیونکہ محبت رسول میں شہید ہوا ہے اور شہید زندہ ہی ہوتے ہیں بلکہ لاکھوں کو زندہ رہنے کا سلیقہ سکھا جاتے ہیں۔ اس کی زندگی کو دیکھ کر خود روح پکار اٹھتی ہے کہ اصل زندگی تو یہ ہے۔

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے
(۱۳) کبھی میرا دل دیوانہ (جلوہ محبوب میں) غائب ہو جاتا ہے اور کبھی ظاہر و باہر ہو جاتا ہے، کبھی بالکل نچ اور برف ہو جاتا ہے پھر کبھی ایسا گرم ہوتا ہے کہ تن بدن کو آگ لگا دیتا ہے، کبھی زیر لب رونا شروع کر دیتا ہے اور کبھی ایسا چپ ہو جاتا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے اس میں دم خم ہی نہیں، روح نے اپنے کام کا چہرہ دکھایا ہے۔ (یعنی اپنا کام دکھا دیا ہے)
اعلیٰ حضرت کی ان رازدارانہ دل کی باتوں کو عوام بالخصوص اعلیٰ حضرت کے دشمن تو پاگل پن کہیں گے مگر صاحبانِ دل سے پوچھیے کہ ان کو کس قدر لذت نصیب ہوتی ہے۔

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی
(۱۴) اے میرے اللہ تیری قدرت کاملہ کے آگے کیا بعید اور مشکل ہے کہ تو میرے ان خیالات فاسدہ (جو ابھی تک پورے نہیں ہو سکے اس لیے باطل فرمایا) کو حقیقت میں تبدیل فرما دے اور میرے دل کو یہی کیفیات اور بلندیاں عطا فرما دے۔ میں تیری بارگاہ میں تیرے محبوب علیہ السلام کی سفارش لایا ہوں کہ میرے ان دعوؤں کو حقیقت بنا دے۔

عزت و عیش و علوم و فضل دے حشر تک یہ سلسلہ جاری رہے
ہو جمیل قادری کی ہر دعا یا خدا مقبول بہر مصطفیٰ
(جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۵) شعر نمبر ۹ جس میں اعلیٰ حضرت نے اپنے دل کے گم ہو جانے کا اعلان شروع کیا اور پھر اس کی علامات بتاتے بتاتے یہاں تک پہنچے جیسے گم شدہ بچے کا اعلان کرتے ہیں عمر اتنے سال، اس رنگ کے کپڑے وغیرہ وغیرہ جب لوگوں نے اعلیٰ حضرت کی دھائی سنی تو انہوں نے گمشدہ کو تلاش کرنا شروع کر دیا اور من جد و جد جس نے کوشش کی وہ کامیاب ہو گیا آخر انہوں نے دل دیوانہ کے بارے میں اطلاع دے ہی دی اور اعلیٰ حضرت کو بلا کر عرض کرتے ہیں)

اے رضا! ادھر آ! ارے جلدی آ! تیرے دل کے بارے تجھے کچھ بتائیں! سنو سنو! ہم نے بڑی کوشش کی اس کو ڈھونڈتے رہے جنگل بیاباں چھان مارے، گلی کوچوں میں پھر پھر کر ہمارے تصورات کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے لیکن ہم نے تیرے دل کا

کھوج آخر لگا ہی لیا ہے۔ (اعلیٰ حضرت خوش ہو کر ان سے پوچھتے ہیں ارے اب بتاؤ گے بھی یا تمہید ہی باندھتے رہو گے؟ انہوں نے وجد میں آ کر کہا!) اے گدائے درِ مصطفیٰ، پیارے احمد رضا! تیرے دل کو جہاں جانا چاہیے تھا وہاں ہی گیا ہے اور ایک عاشقِ مصطفیٰ کے دل کو جو کرنا چاہیے تھا تیرا دل وہی کچھ کر رہا تھا۔ (اعلیٰ حضرت پھر بے تاب ہو کر پوچھتے ہیں، جلدی بتاؤ کہاں تھا اور کیا کر رہا تھا؟ تو وہ مسرور ہو کر جواب دیتے ہیں!) ارے امام اہل سنت! گھبراتے کیوں ہو، کہاں دیکھنا تھا؟ مدینے میں اور کہاں؟ اور کیا کر رہا تھا؟ روضہ رسول کا طواف کر رہا تھا اور جھوم جھوم کر پڑھ رہا تھا۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
(یہ اعلیٰ حضرت کا مستزاد کلام تھا یعنی ہر شعر پہ ایسے جملے کے اضافے والا کلام جو ہر مصرعہ کے رکن اول اور آخر کے برابر ہو)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۷۷)

- (۱) جبکہ پیدا شدہ انس و جاں ہو گیا
(۲) دل مکانِ شدہ عرشیاں ہو گیا
(۳) سرفدائے رہ جانِ جاں ہو گیا
(۴) ان کے جلوے کا جم دل بیاں ہو گیا
(۵) تھا براق نبی یا کہ نورِ نظر
(۶) حق شفاعت سے تیری گنہگاروں پر
(۷) گلشنِ طیبہ میں طائرِ سدرہ کا
(۸) یا نبی لو خبر، آتشِ غم سے میں
(۹) گزرے جس کوچے سے شاہِ گردوں جناب
(۱۰) کس کے روئے منور کی یاد آ گئی
(۱۱) طوطیِ سدرہ وصفِ رُخِ پاک میں
(۱۲) طوطیِ اصفہاں، سن کلامِ رضا
- دور کعبہ سے لوٹ بٹاں ہو گیا
لامکاں، لامکاں، لامکاں ہو گیا
امتحاں، امتحاں، امتحاں ہو گیا
گلستانِ مجمعِ بلبلاں ہو گیا
یہ گیا، وہ گیا، وہ نہاں ہو گیا
مہرباں ہو گیا، مہرباں ہو گیا
آشیاں آشیاں آشیاں ہو گیا
تفتہ جاں، تفتہ جاں، تفتہ جاں ہو گیا
آسماں، آسماں، آسماں ہو گیا
دل تپاں، دل تپاں، دل تپاں ہو گیا
گلفشاں، گلفشاں، گلفشاں ہو گیا
بے زباں، بے زباں، بے زباں ہو گیا

مشکل الفاظ کے معانی :

* شدہ - شاہ کا مخفف بمعنی بادشاہ * انس و جاں - انسان اور جن * لوٹ بٹاں - بتوں کی آلودگی * عرشیاں - عرش والے * لامکاں - جہتوں سے ماوراء * فدائے - قربان * رہ - راستہ * جانِ جاں - روح کی جان * امتحان - آزمائش * جم - سیپ، صدف جس میں موتی بنتا ہے، یا جمِ دل کی بجائے جسدِ ہے * بیاں - ظاہر * مجمعِ بلبلاں - بلبلوں کی مجلس * براق - معراج کی سواری * نورِ نظر - نگاہ کی روشنی * نہاں - پوشیدہ * حق - اللہ تعالیٰ * شفاعت - سفارش * مہرباں - نرمی و محبت کرنے والا * گلشن - باغ * طائر - پرندہ * سدرہ - مقامِ جبریل بر آسمان ہنتم، پیری کا درخت * آشیاں - گھونسل، رہنے کی جگہ * آتش - آگ * غم - پریشانی * تفتہ جاں - جانِ جلا ہوا، دلِ جلا، جلا بھنا * کوچہ - راستہ، گلی * گردوں - آسماں * جناب - بارگاہ * آسماں - بلند و بالا * روئے - چہرہ * منور - نورانی * دل تپاں - تڑپتا ہوا دل * طوطیِ سدرہ -

حضرت جبریل امین علیہ السلام، سدرہ المنتہی پہ اللہ کی تسبیح کرنے والا فصیح و خوش گفتار * وصف - تعریف * رخ - چہرہ * کلفشاں - پھول بکھیرنے والا، اچھی گفتگو کرنے والا * اصفہاں - ایران کا مشہور شہر جو کبھی ایران کا دارالحکومت تھا * بے زباں - گونگا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) انسانوں اور جنوں کے آقا! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو کعبہ ہر قسم کے بتوں کی پلیدی سے پاک ہو گیا۔ سارے بت تھر تھرا کر گر گئے اور کعبہ جو بت کدہ بن چکا تھا بیت اللہ شریف بن گیا۔

جب محمد مصطفیٰ نے رکھا کعبے میں قدم سر کے بل گر کر بتوں نے لالہ کہہ دیا۔
(۲) عرش والوں (فرشتوں) کے بادشا (حضور علیہ السلام) کی یاد میں جب دل میں بس گئی تو بے شک دل لامکاں کا منظر پیش کرنے لگا۔ لہذا دل میں یاد مصطفیٰ بسا لو تا کہ ہر غم سے نجات پا جاؤ۔

محمد ﷺ ہی سرورِ سرمدی ہے محمد ﷺ کے لیے ہر برتری ہے
محمد ﷺ ہی محمد ﷺ وِردِ نقوی بری نسبت محمد ﷺ سے قوی ہے
۳ جانِ جاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردِ راہ پہ جو قربان ہو گیا وہ ہر امتحاں میں کامیاب و کامران ہو گیا اور وہی سران پہ فدا ہو گا جس میں ان کی اطاعت و محبت کا جذبہ کار فرما ہو گا۔ جو ان کی سیرت و اطاعت سے منہ موڑے اور پھر محبت کا دعویٰ کرے وہ اس سعادت سے محروم ہے اور اپنے دعویٰ غلامی رسول میں جھوٹا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ۔

سیرت سے اُن کی دین کی پھلی ہے روشنی مینارِ روشنی کا ہے، سیرت حضور کی
بابر اسی کو خلد ملے گی یقین ہے اپنائی جس نے دوستو! سنت حضور کی
(۴) جس طرح سیپ میں قطرہ موتی بن جاتا ہے اسی طرح جس دل میں ان کی محبت کے دریا سے قطرہ آگیا اور آپ کی اطاعت کرتے کرتے موتی بن کر دل جلوہ گاہِ مصطفیٰ بن گیا تو وہ دل بلبلوں کے اجتماع کے لیے باغ بن گیا۔ ورنہ خالی دل جو ایک لوتھڑا ہے وہ تو ہر کسی میں موجود ہے اصل بات تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار اپنانے کی ہے۔
ہوتے سیرت سے ہیں مردانِ دلاور ممتاز ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

(۵) شبِ معراج نورِ دالے آقا کی نورانی سواری (براق) اتنی رفتار سے گیا کہ جس طرح نگاہ ایک لمحہ میں زمین سے آسمان تک کا فاصلہ طے کر لیتی ہے نورِ دالے فرشتے بھی دیکھتے ہی رہ گئے کہ براق یہ گیا وہ گیا اور وہ دیکھو نظروں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اور جدھر جدھر سے سواری گزرتی گئی کارکنانِ قضا و قدر یہ اعلان کرتے گئے۔

ارے مستو سنبھل بیٹھو ذرا ہوشیار ہو جاؤ بغل میں بجلیاں لیکر میرا سالار آیا ہے
(۶) اے اپنی گناہ گار امت کی شفاعت کرنے والے آقا! آپ کی شفاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کے گناہ گار امتیوں پر مہربان ہوا ہے کہ جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔
جے میں دیکھاں عملاں ولے کچھ نہیں میرے پلے جے میں دیکھاں رحمتِ اُسدی جِلے جِلے جِلے

(۷) اے میرے آقا! آپ کی بارگاہ کے پاک نظارے جبریل امین کو اس قدر پسند آئے کہ اس نے بھی آپ کی بارگاہ کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیا کہ باقی نبیوں کے پاس دو دو چار چار مرتبہ آیا اور آپ کے پاس جو بیس ہزار مرتبہ۔

بے لقاے یار ان کو چین آجاتا اگر بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

(مولانا حسن رضا خان)

(۸) اے میرے رحمت آقا! میری طرف بھی رحمت کی نظر کیجئے میں تو آپ کے ہجر و فراق کی آگ میں اپنی جان بھی جلا چکا ہوں

جدوں سوں جاندی اے ساری خدائی یا رسول اللہ میں اودوں کرناں ہاں دل دی صفائی یا رسول اللہ

جہاں نوں دید ہو جاندی تہاڑے سوھنے مکھڑے دی اوہناں نے عید خوشیاں دی منائی یا رسول اللہ

زمانہ چھڈ کے جد میں آپ دے لڑ لگ چکا آقا کوں آکھاں میں کیتی نہیں کمائی یا رسول اللہ

جہالت دے مرے گردے ہیرے ای ہیرے سن تہاڑے نور کیتی روشنائی یا رسول اللہ

کہیا لوکاں غلاماں وچ اضافہ شاد نے کیتا جدوں میں نعت محفل وچہ سنائی یا رسول اللہ

(۹) جس راستے سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم گذرتے گئے۔ اوہ راہوں بن گیاں جنت او تھواواں مسکراپیاں۔ اور

اگر وہ زمین تھی تو آسمان اس کے مقدر پہ رشک کرنے لگا اور اگر وہ آسمان تھا تو اور بھی زیادہ بلند شان والا ہو گیا۔

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک وہاں وہاں سحر ہوتی جہاں جہاں گزر گئے

نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گئے

(۱۰) یہ کس سراج منیر کے رخ و انضام کی یاد نے آستیا ہے کہ دل سینے سے باہر نکل کر استقبال کرنے کو بے تاب، بے چینی و بے

قرار ہو رہا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

شکر الحمد کوئی آیا ہے مہماں اپنا خون دل لخت جگر خوب ہے ساماں اپنا

(۱۱) صرف انسان ہی نہیں بلکہ طوطی گلستان سدرۃ المنتہی حضرت جبریل امین علیہ السلام بھی اپنی نور والی میٹھی زبان سے بڑی

وضاحت و فصاحت و بلاغت کے ساتھ ہمارے نور والے آقا کے اوصاف بیان کر کے پھول بکھیر رہا ہے اور جن کا وہ سردار ہے وہ ان

پھولوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر عرض کر رہے ہیں۔

کہو یا محمد ﷺ پڑھو یا محمد ﷺ وہ ہیں ہر مرض کی دوا اللہ اللہ

امیں شاہ کے دل کو عشق محمد ﷺ ہوئی ہے امانت عطا اللہ اللہ

(۱۲) ایران کے شہر اصفہان کا طوطی (بڑے سے بڑا شاعر) کلام رضاں کر دم بخود ہو گیا اور ایسا کہ

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ دوسرے شاعر اپنے بادشاہوں کی تعریف کرتے ہیں اور گدائے درخیر الوری، عبد مصطفیٰ، امام اہل

سنت امام احمد رضا اس کی تعریف کرتا ہے جس کی خدا بھی تعریف فرماتا ہے اور خدائی بھی۔

ہے جبے آپ دی کیتی غلامی یا رسول اللہ فرشتے اوس نوں دیندے سلامی یا رسول اللہ

ایہہ ٹٹے شعر میرے میں ایہو سوغات ہے میری نہ سعدی میں نہ رومی آں نہ جامی یا رسول اللہ
 کدے نہ آپ دے کلمے توں غافل میں ذرا ہواں خیاتی گزر جاوے آنج تمامی یا رسول اللہ
 کوں نہ دور ہوں مشکلاں اے والیء بطحا جدوں لیتے ترا اسم گرامی یا رسول اللہ
 مذکورہ نعت کے چند اشعار حدائق بخشش کے بعض نسخوں میں اس طرح ہیں۔

- (۱) ہر ستارہ شب مولدِ مصطفیٰ شمعداں شمعداں شمعداں ہو گیا
 (۲) چرخ گردوں تیرے روضہ پاک کا سائبان ، سائبان ، سائبان ہو گیا
 (۳) جس کو اس کے مکاں کا پتہ مل گیا بے نشاں بے نشاں بے نشاں ہو گیا
 (۴) عشق ابرو میں میں رمزِ قوسین کا نکتہ داں ، نکتہ داں ، نکتہ داں ہو گیا

مشکل الفاظ کے معانی :

* مولد۔ حضور علیہ السلام کی پیدائش کا وقت * شمعداں۔ جس پر موم جتی رکھتے ہیں * چرخ گردوں۔ گھومنے والا
 آسمان مراد ہیں افلاک * سائبان۔ دھوپ سے بچاؤ کا سامان، چھپر، ٹینٹ * مکاں۔ رہائش، ٹھکانہ * بے نشاں۔ بے علامت
 * ابرو۔ بھوئیں * رمز۔ راز، بھید * قوسین۔ دو کمانیں (معراج کی رات حضور علیہ السلام کو جو قرب خدا نصیب ہوا اس کی طرف
 اشارہ ہے) * نکتہ داں۔ بھید جاننے والا، باریک بات بھی سمجھ جانے والا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی بابرکت رات آپ کی ولادت ہی کی بدولت ہر ستارہ نور کا شمعداں بن کر
 روشنی بکھیرنے لگا اور نور والے آقا کی آمد پہ آپ کی نورانی بارگاہ سے نور کی خیرات مانگنے لگا۔

چار سو عبرت انگیز تھا اک سماں ظلمتوں سے تھا معمور سارا جہاں
 آفتاب نبوت ہوا ضوفشاں نور حق ہر طرف جگمگانے لگا
 نقش بے رنگ دنیا پہ رنگ آگیا چار سو ایک دلکش سماں چھا گیا
 ایک امی لقب ، بن کے محبوب رب نعمتوں کے خزانے لٹانے لگا
 آج پھر تیری امت ہے خوار و زیوں درد مندوں کی آنکھوں سے جاری ہے خوں
 میرے آقا! سفینہ ہے منجدھار میں میرے آقا سفینہ ٹھکانے لگا

ولادت باسعادت کے واقعات و معجزات مندرجہ ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

مدارج النبوة	خیر الموالس	تاریخ الخلیف	مدارج النبوت	سیرت حلبیہ	خصائص
ص ۱۴، ج ۲	ص ۱۶۱، ج ۲	ص ۲۰۲، ج ۱	ص ۵۲، ج ۲	ص ۶۶، ج ۱	ص ۲۸، ج ۱

(۲) یہ گھومنے والا آسمان تو سائبان ہے سرکارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ علیہ السلام کے روضہ پاک کا، جو کہ گنبدِ خضریٰ کو دھوپ سے

بچاؤ کا سامان کرتا ہے۔

ہر بزم میں اب ذکر رسول عربی ہے ہر جام میں لبریز مئے حب نبی ہے
ہر سمت محمد ہی کی اب دھوم مچی ہے ہر قوم در شاہِ دو عالم پہ جھکی ہے
دنیا میرے سرکار کے قدموں پہ جھکی ہے

(۳) جس خوش نصیب کو محبوب خدا علیہ السلام کے ٹھکانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت نصیب ہوگئی وہ دنیا کی نگاہوں سے گم ہو کر ایسا بے نشان ہوا کہ خدا کا ہی ہو کر رہ گیا۔

کا نرا کہ خبر شد خبر باز نیا مد

جس کو خبر ہوگئی اس کی اپنی خبر نہ مل سکی۔ دیکھئے حضرت اولیس قرنی کے حالات۔ (بعض نے تو ان کے وجود کا ہی سرے سے انکار کر دیا ہے)

(۴) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بھوؤں کی محبت کا اسیر ہو کر مجھے وہ روشنی نصیب ہوئی کہ دل کے دریچے کھل گئے اور قاب قوسین اور ادنیٰ کے سارے راز میرے اوپر عیاں ہو گئے۔

گردشِ دوہراں ہے ان کی جنبشِ ابرو کا نام ان کے جلوؤں سے منور ہے جہانِ رنگ و بو

-----***-----

نعت شریف نمبر (۷۸)

- | | | |
|------|-------------------------|------------------------|
| (۱) | مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو | سرور ہر دوسرا ہو |
| (۲) | اپنے اچھوں کا تصدق | ہم بدوں کو بھی نبا ہو |
| (۳) | کس کے پھر ہو کر رہیں ہم | گر تمہیں ہم کو نہ چاہو |
| (۴) | بد ہنسیں تم ان کی خاطر | رات بھر رو رو کرا ہو |
| (۵) | بد کریں ہر دم برائی | تم کہو ان کا بھلا ہو |
| (۶) | ہم وہی ناشتہ رو ہیں | تم وہی بحر عطا ہو |
| (۷) | ہم وہی شایاں رو ہیں | تم وہی شان سخا ہو |
| (۸) | ہم وہی بے شرم بد ہیں | تم وہی کان حیا ہو |
| (۹) | ہم وہی ننگ جفا ہیں | تم وہی جان وفا ہو |
| (۱۰) | ہم وہی قابل سزا کے | تم وہی رحم خدا ہو |
| (۱۱) | چرخ بدلے دھر بدلے | تم بدلنے سے ورا ہو |
| (۱۲) | اب ہمیں ہوں سہو حاشا | ایسی بھولوں سے جدا ہو |

مشکل الفاظ کے معانی :

* مصطفیٰ - برگزیدہ، چنے ہوئے * خیر الوریٰ - سب سے بہتر * سرور - سردار * دوسرا - دونوں جہان * اچھے - بہتر، نیک * تصدق - صدقہ، بدولت * بدوں - بروں * نباہو - قبول کرو * تمہیں - تم ہی، آپ ہی * ہم کو - ہمیں * پناہو - پسند کرو * بد - برا * خاطر - واسطے * کراہو - درد کارونا * برائی - بدی * بھلا - اچھا، اسی سے بھلائی ہے * ناشتہ - گندا، میلہ کچیلہ، نہ دھلا ہوا * رو - چہرہ * بحر عطا - بخشش و کرم کا سمندر * بے شرم - بے حیا * کان حیا - شرم و حیا کا خزانہ * ننگ - شرم * جفا - ظلم * جان وفا - وفاداری کی جان و روح * قابل - لائق، مناسب * رحم خدا - خدا کا کرم و رحمت * چرخ - آسمان، گھومنے والا * ورا - اوپر، افضل و اعلیٰ * سہو - بھول * حاشا - ہرگز نہیں (حرف تردید) * بھولوں سے - بھولنے سے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے خدا کے پسندیدہ اور چنے ہوئے پیغمبر (پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تمام جہانوں میں سب سے بہترین افضل و اعلیٰ ہیں اور دونوں جہانوں کے سردار ہیں۔

محمد نہیں ہیں خدا اور بیشک
خدا کی خدائی کے سر و عیاں میں
نہ سمجھا حقیقت کو کوئی بھی اُن کی
مہکتی ہے ہستی کی بستی انہی سے

(۲) اے پیارے آقا و مولیٰ! اپنے پیارے غلاموں (صحابہ کرام و اولیاء کرام) کے طفیل ہم بروں کو بھی اپنی غلامی میں قبول فرما لیجئے۔ اگرچہ ان جیسے ہمارے اعمال تو نہیں ہیں مگر ان سے محبت تو رکھتے ہیں اسی نسبت کی وجہ سے ہمیں بھی اپنا پیار عطا فرما دیجئے۔
عمل سے زندگی بنتی ہے:

ہماری بد عملیاں دن بدن حد سے بڑھتی جا رہی ہیں جبکہ غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند بانگ اور عمل سے خالی دعوے بھی اپنے عروج پر ہیں ”غلامی رسول میں ہمیں موت بھی قبول ہے“ مگر غلام رسول میں نہ حضور علیہ السلام کی شکل و صورت اپنانے کی طرف آتے ہیں نہ آپ کا کردار و سیرت قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بد قسمتی سے ہم جو اپنے آپ کو اہل سنت عاشقان مصطفیٰ اور اولیاء کرام، صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار کا غلام کہلاتے ہیں ہمارے اندر ہی ان نفوس قدسیہ کی تعلیمات سے انحراف قدرے زیادہ پایا جاتا ہے۔ بچانوں کے فیصد لوگ تو صرف جمعہ کی نماز پر اکتفا کر لیتے ہیں جبکہ بہت سارے نام نہاد مسلمان اور اہل سنت کے نام پر بد مذہب ایسے بھی ہیں کہ جو سرے سے نماز اور شریعت ہی کا مذاق اڑاتے ہیں، کیونکہ ایسوں کو رہنما اور نام نہاد پیر ایسے مل گئے ہیں جو اپنی جیب بھر لینے کو بھی پیری مریدی سمجھ بیٹھے ہیں۔ مرید جتنا بڑا اللہ رسول کا باغی و نافرمان کیوں نہ ہو پیر صاحب کو ہر ہفتے ہزار کا نوٹ تمھارے تو اس سے بڑا عاشق رسول کون ہو سکتا ہے۔ پھر محفلوں میں صدارتیں بھی اسی کی ہیں اور اشتہاروں میں نمایاں نام بھی اسی ”عاشق رسول“ کا ہے۔ گویا عشق رسول بھی ہمارے دور میں پیسوں سے مل جاتا ہے۔ ریا کاری اور دکھاوا اتنے عروج پر ہے کہ اس سے پہلے شاید کبھی نہ ہوا ہوگا۔ خوفِ خدا، فکرِ آخرت اور وہ عذاب جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

ذلک یخوف اللہ بہ عبادہ۔ بھلا ہم کب اس سے ڈرنے والے ہیں ہم تو ”عاشقانِ مصطفیٰ“ ہیں حالانکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے واقعات اگر غور سے پڑھے اور سنے جائیں تو جگر پھٹ جاتے ہیں۔ مگر ہماری حالت یہ ہے کہ زمیں جبد نہ جبد گل محمد۔ ہمارے لیے بڑے سے بڑا واقعہ چاہے وہ قرآن کا ہو یا حدیث کا ایک ڈرامے اور زیادہ سے زیادہ قصہ کہانی سے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ مردوں کو دفنانے جاتے ہیں، جنازے پڑھتے ہیں (اگرچہ اکثر کو نماز جنازہ تک نہیں آتی بلکہ ہر بار جنازہ کی نیت بتانی پڑتی ہے) ہر بار عید کی نیت سکھانی پڑتی ہے۔ ہمارا پڑھا کھانا جو ان نکاح کے موقع پر ایسا چپ ہو جاتا ہے کہ

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
پھر یہاں یوں بناتے ہیں کہ مولوی صاحب! نکاح میں کوئی کلمے اور ایمان کی صفتیں پڑھانا ضروری ہیں اس کے بغیر بھی تو
نکاح ہو سکتا ہے۔ ارے ظالم! چلو اسی یہاں زندگی میں ایک بار تو تین کلمے اور ایمان کی صفتیں پڑھ لے۔ پھر جس طرح پہلے تیرا خدا
حافظ تھا اب بھی ساری زندگی خدا ہی حافظ۔

کئی ایسے ”شرم و حیا کے پیکر“ ہوتے ہیں کہ شراب پیتے، بڑھکیں مارتے، مرد ہو کر سونے کی انگوٹھیاں، چین اور لاکٹ
وغیرہ عورتوں کی طرح پہن کر ج دھج کا گندا شوق تو پورا کر لیتے ہیں مگر نکاح کرتے ہوئے پیارے پہلے کلمے میں ہی پھنس جاتے
ہیں۔ ساتھ والے جوالا ماشاء اللہ دین کے معاملے میں اتنے ہی پانی میں ہوتے ہیں جتنے میں دولہا صاحب ہیں، جب ان سے معمولی
پانی میں ڈوبتا ہوا دیکھتے ہیں کہ صاحب بہادر کو تو پسینے چھوٹ گئے ہیں تو مولوی صاحب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں ذرا
زری فرمائیں (کلمے کی لٹھ لے کر کیوں بچے کے پیچھے پڑ گئے ہیں) بے چارہ شرمارہا ہے، خود ہی پڑھ دیں ہمیں آپ پر پورا اعتبار
ہے۔ غرض نہ موت کا منظر ہمارے کام آسکا اور نہ ہی خوشی کے لمحات ہمیں سدھار سکے۔ ان موقعوں پہ طرح طرح کی ناجائز
رسوموں پہ اگر عمل نہ کریں تو ویسے ہی ہماری ناک کٹ جاتی ہے شرعی اصول پامال ہوتے ہیں تو ہو جائیں غلامی رسول پہ زد پڑتی
ہے تو پڑتی رہے مگر ہماری عزت میں فرق نہ آئے اور ہماری ناک سلامت رہے جس سے اس طرح کے فضلات نکلتے رہیں اور
ہم ان کو چاٹتے رہیں۔

الغرض! کیا کیا روٹا روٹا جائے اس ساری تباہی کی اور بھی بہت ساری وجوہات ہیں جبکہ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ
دین اور دینداروں کے تو ہم قریب نہیں پھٹکتے۔ دس دیکیں ”لنگر شریف“ کی پکوالو تو خوشی ہے حاجی صاحب، چوہدری صاحب مان
جائیں گے لیکن دینی لٹریچر کے لیے اگر کہو کہ یہ چھوٹا سا رسالہ چھپانا ہے تو مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں اوجی! پہلے کم کتابیں چھپی
ہوئی ہیں بازاروں کے بازار بھرے ہوئے ہیں۔ اس رسالے پہ کیوں ہمارا پیسہ ضائع کراتے ہو۔ سبحان اللہ! کیا علم دوستی ہے۔ ان
کے نزدیک تو لکھنے والے اور پڑھنے والے بھی پاگل خانے جانے کے لائق ہیں حالانکہ اچھی کتاب کی افادیت اور اہمیت ہر سمجھدار
اور پڑھے لکھے کے نزدیک ہر دور میں مسلم رہی ہے۔

ہمارے بزرگوں نے بہت کچھ لکھا ہے اگر تصوف کی کتابیں دیکھو تو ان کے انبار لگے ہوئے ہیں اور اب تو اہل علم نے ہر
زبان میں تراجم بھی فرمادیے ہیں (فجز اہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء) عقاید پر پڑھنا چاہو تو کتابوں کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔
لیکن پڑھے کون یہ عالم لو ہمارے مایے سننے والے اور بے حیا کنجریوں کے گانے سننے والے!

ایں خیال است و محال است و جنون

اچھی کتاب کی اہمیت و افادیت:

- ◆ وہ گمراہی کے بدتر ہے جس میں اچھی کتابیں نہ ہوں۔
- ◆ مطالعہ غم اور اداسی کا بہترین علاج ہے (شیخ سعدی رحمہ اللہ)
- ◆ جس شخص کو اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں وہ انسانیت کے درجے سے گرا ہوا ہے۔
- ◆ دل زندہ اور بیدار رکھنے کے لیے اچھی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ (امام غزالی)

◆ انیس کنج تنہائی کتاب است فروغ صبح دانائی کتاب است
مطالعہ ایک مسرت بے مضرت ہے۔

◆ گندے مضامین کی کتابیں لکھنے سے باز آؤ۔ قوم کے بچوں پر رحم کرو۔ انہیں گڑبگڑ میں نہ ہر ملا کر مت دو۔ کیونکہ بچے ہر ایک رنگ کو قبول کر لیتے ہیں۔ لوح سادہ برائے ہر نقش آمادہ۔
◆ بُری تصنیف کے برابر کوئی گناہ نہیں۔ برا معلم صرف ایک مدرسہ کو بگاڑ سکتا ہے۔ مگر بُری کتاب ایک پورے عالم کو تباہ کر دیتی ہے۔

◆ بُرا مضمون عمدہ عبارت میں ایسا ہے جیسا درخت بے ثمر، گنجان اور خوشنما پتوں میں۔ برخلاف اس کے مفید مضمون خواہ معمولی الفاظ و سادہ عبارت میں ادا کیا جائے۔ وہ اخلاقی اصلاح کے لیے ایک مستند دستور العمل کا کام دیتا ہے۔
◆ جو شخص فحش کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اس سے تو وہ اچھا ہے جس کو مطالعہ کا شوق ہی نہیں۔
◆ جو شخص تفریح طبع کے لیے کتابیں پڑھتا ہے وہ تعلیم یافتہ دماغی عیاش ہے جو اپنی دولت علمی اور گراں بہا وقت کے موتی دل خوش کن مزے میں لٹا رہا ہے۔

◆ طرح طرح کی عام کتابیں پڑھ لینے سے معلومات تو بے شک بڑھ جاتی ہیں مگر مذاق بگڑ جاتا ہے۔ خیالات پر اگندہ ہو جاتے ہیں، حق بات پر دل نہیں جمتا۔ علم کی طاقت گھٹ جاتی ہے۔ ایسی ہی بے سرو پا واقفیت کی نسبت کہا گیا ہے۔ علم حجاب اکبر ہے۔

◆ کوئی کتاب جب پڑھو تو آخر میں چند نتیجے اخذ کر لو ورنہ سرسری طور سے پڑھ جانا ایسا ہے جیسا کہ غذا کو بغیر چبائے ہوئے نگل جانا۔ لہذا پڑھو تو سمجھ کر پڑھو۔

◆ کئی لوگ مرتے دم تک ان خراب خیالات کے لیے نوحہ گر رہتے ہیں، جو فحش کتابوں سے ان کے دلوں پر جم گئے۔
◆ بعض کتابیں صرف چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں۔ بعض نگل جانے کے لائق اور بہت تھوڑی ایسی ہوتی ہیں، جن کو چبانے اور ہضم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خون صالح پیدا ہو سکے۔ یعنی اُن سے اچھے نتائج حاصل ہوں۔
◆ دس اچھی کتابیں پڑھ کر تب کہیں آپ ایک میٹرھی اوپر چڑھیں گے۔

اس کے برعکس صرف ایک گندی کتاب پڑھ کر آپ دس میٹرھیاں نیچے گر جائیں گے۔
◆ یاد رکھو جو کتاب کئی بار پڑھنے کے لائق نہیں، وہ ایک دفعہ بھی پڑھنے کے لائق نہیں۔

◆ چند اوراق کا مجموعہ جسے کتاب کہا جاتا ہے، کیا چیز ہے؟ شبانہ روز کی محبت و شاقہ، دیدہ ریزی اور جگر کاوی سے اگرچہ کتاب چند اوراق ہی ہوتے ہیں مگر ان کے مصنفین نے کس قدر خون جگر پیا ہوگا؟ کتنی میٹھی نیندیں حرام کی ہوں گی؟ دماغ اور آنکھوں کا کس قدر تیل نکالا ہوگا؟ محض اس واسطے کہ تم پڑھو اور مستفیض ہو۔ ان کی اس قدر محنتوں اور مشقتوں کو رائیگاں کرنا اور علم کے اُس خزانے کو جو ان کتابوں میں بند ہے۔ لا پرواہی کے ساتھ نظر کر دینا اگر اُن نیک رُوحوں اور عالی دماغ شخصیتوں پر جنہوں نے ان کتابوں کو لکھنے کی تکلیف تمہارے واسطے گوارا کی، ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ حقیقتاً اپنی جان پر بھی ظلم کرنا ہے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ پتھروں اور دھاتوں کو تو ہم بڑی احتیاط سے صندوقوں اور الماریوں میں

بندر کھیں اور ان سچے موتیوں اور جواہر کو بے تکلف جہاں چاہیں پھینک دیں، جہاں وہ کچھ عرصہ میں دیمک کی خوراک بن جائیں جن کے اوراق بعد میں روی کی طرح ذلیل کاموں میں صرف کیے جائیں۔ کیا ہمارے دل سے اُن بڑے بڑے بزرگوں، فاضلوں اور محققوں کی عزت کا خیال بالکل جاتا رہا ہے کہ ہم اُن کے دماغی اور روحانی ورثے کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ کتنے نامور اور بقیہ عالم گذر چکے ہیں، جن کی تصانیف تک ہم کو خوش قسمتی سے دسترس حاصل ہے۔ مگر پوری بدطالعی و بے پرواہی کی وجہ سے ہم کبھی ان کتابوں کو کھولنے اور اس لازوال دولت سے مستفید ہونے کی کوشش نہیں کرتے اور ان کے تمام عمر کے ذخیرہ علم کو ادنیٰ سی قیمت پر خرید نہیں سکتے جو وہ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں۔

کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ایک معمولی امیر آدمی یا حاکم جو ہم سے ملنا بھی نہیں چاہتا ایک منٹ کے لیے ملاقات کرنا تو ہم اپنا فخر سمجھیں اور اس ذہانت و علم کے شہنشاہوں سے جو بڑے شوق سے خود اپنے پاس بلا تے ہیں اور گھنٹوں تک ہم سے مفید گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں ہم ان کی بات بھی نہ پوچھیں۔ معمولی درباروں میں جہاں اکثر جاہل اور مغرور آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے گری نشین ہونا بڑی عزت خیال کرتے ہیں۔ لیکن کتب جو ایک ایسا دربار ہے جہاں تمام دنیا کے علماء و فضلاء نیک سے نیک، بندگان خدا بڑے بڑے بادشاہ، بڑے بڑے شاعر، نامور ہیر و اور مشاہیر زمانہ سب کے سب جمع ہیں۔ کسی میں غرور اور خود غرضی نام کو نہیں، ان کا دربار عام ہے، ٹکٹ کی ضرورت نہیں، جس وقت چاہو جاؤ، جس وقت چاہو باتیں کرو، جب گھبراؤ اٹھ کر چلے آؤ۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں۔ کیا افسوس کی بات نہیں ہے کہ ہم ایسے درباروں کے لیے کچھ وقت نہ نکال سکیں؟ یہ ایسے دوست ہیں جو کبھی تم کو رنجیدہ نہیں کرتے۔ کبھی تم سے کچھ طلب نہیں کرتے، کوئی عذر پیش نہیں کرتے۔ ان دوستوں کی رائے ہمیشہ صائب، نیک اور سراسر بے غرضی پر مبنی ہوتی ہے۔ ان دوستوں کی قدر کرو، اور اُن سے فائدہ اٹھاؤ، ان کے آفتاب علم سے روشنی کا اکتساب کرو۔

کتب خانے:

کتب خانہ وہ گلستان شاداب ہے، جہاں دنیا کے کالمین و عارفین کی رُو حیں بقائے دوام و حیات جاوید حاصل کرنے کے بعد مجتمع ہیں۔

کتب خانہ وہ مرکز ہے جہاں آفتاب عالم کی پُر نور شعاعیں اور خوبصورت کرنیں ہمیشہ کے لیے انسانی دماغوں کو روشن کرنے کے لیے مجتمع ہیں۔ اس روشنی سے اپنا دل و دماغ معطر و منور کرو۔ کتابیں چراغ حیات ہیں ان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی تاریکی میں رہے تو وہ خود ذمہ دار ہے۔

کتابیں ایسے بزرگوں کے مدفن ہیں جو مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے۔

سکندر نے اپنے کتب خانہ کا نام معالج روحانی رکھا تھا۔

انسان کے لیے کوئی یادگار، کتاب سے زیادہ دیرپا نہیں ہو سکتی۔ (خطبات شیر رہانی سے)

(۳) اے پیارے آقا و مولیٰ! آپ خود ہی بتائیں کہ اگر آپ نے ہم گناہ گاروں کو ہمارے بد عملیوں کی وجہ سے اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا تو ہم آپ کا در چھوڑ کر کس در جائیں گے اور کون ہماری سنے گا۔ کیونکہ ہم تو صرف آپ کی غلامی کے خالی دعوے کرنے والے میاں مٹھو ہیں۔ عمل نام کی تو ہمارے پاس کوئی چیز ہی نہیں بس عقیدہ ہی عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو سلامت رکھے۔

بات تو جب ہے کہ ارشادات پر بھی عمل ہو گرچہ اُلفت کا بہت کچھ اِذعا کرتے ہیں لوگ۔
 کیونکہ قرآن مجید میں ہر جگہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ ان الذین امنوا و علموا الصلحت سيجعل لهم الرحمن
 الصلحت كانت لهم جنت الفردوس نزلا۔ (الکھف) ان الذین امنوا و علموا الصلحت سيجعل لهم الرحمن
 ودا۔ (مریم)

یوں ہے کہ جیسے جسم کوئی روح کے بغیر قائل جو ذکر کا ہے، اطاعت سے منحرف
 اور جنت کی خوشخبری بھی انہی خوش نصیبوں کو سنائی گئی ہے جو ایمان و عقیدہ کے ساتھ نیک اعمال بھی کرتے ہیں۔
 وبشر الذین امنوا و علموا الصلحت ان لهم جنت تجری من تحتها الانهر۔ البقرہ
 علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں
 اللہ تعالیٰ ہمارے جیسے نام نہاد عاشقانِ رسول کو اپنے محبوب علیہ السلام کے طریقے اپنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

من بندۂ عاصم رضائے تو کجا است تاریک دلم نور ضیائے تو کجا است
 مارا تو بہشت گر بطاعت بد ہی آں بیج بود لطف و عطائے تو کجا است
 ترجمہ: میں گناہگار ہوں تیری رضا کہاں ہے میرا دل سیاہ ہے تیری روشنی کا نور کہاں ہے
 ہم کو اگر بہشت طاعت کے بدلے تو دیوے تو یہ بیج ہے تیری مہربانی اور بخشش کہاں ہے
 (۴) ہماری (بدوں کی) حالت یہ ہے کہ ہم اپنی قیمتی زندگی ہنس کھیل کر (لہو و لعب) میں گزار رہے ہیں اور ہمارے آقا علیہ
 السلام کا کرم دیکھتے کہ وہ ہم جیسے لکموں کی خاطر راتیں رو رو کر گزارتے ہیں اور ہماری بخشش کے لیے آپ ﷺ کے دل میں اتنا درد
 ہے کہ آپ سینہ بے کینہ سے ہنڈیا کے ابلنے کی سی آواز آتی ہے (شائل ترمذی)
 ایک مرتبہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورہ نساء کی تلاوت سنی جب وہ اس
 ایت پہ پہنچے۔

فکیف اذا جئنا من کل امة بشہیدا و جئنا بک علی ہولاء شہیدا

جس میں ہے کہ بروز قیامت ہر نبی اپنی امت کی گواہی دے گا اور حضور علیہ السلام سارے نبیوں کے اور ساری امتوں
 کے گواہ ہوں گے۔

تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) زار و قطار رونے لگے۔ ظاہر ہے یہ رونا امت ہی کے لیے تھا۔ ورنہ تو اس میں حضور علیہ
 السلام کی شان بیان ہو رہی ہے مگر آپ کو تو ہر وقت اپنی امت کی فکر ہے کاش امت کو بھی کچھ فکر و احساس پیدا ہو جائے کہ ہم جتنے
 بڑے رسول کے امتی ہیں ہمیں اتنے ہی اچھے کام کرنے چاہیں۔ امتی کا حال تو یہ ہو کہ سجدہ کرنے کا طریقہ بھی نہ آئے اور نبی کی شان
 یہ ہو کہ

محبوب و محبت دونوں میں کیا فاصلہ ہوتا تو سب میں حب ان کی ملاقات ہوئی تھی
 عرفان نبی اصل میں عرفان خدا ہے انسان کو یوں معرفت ذات ہوئی تھی
 پھر ایسے امتی کو ایسے نبی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے امتی ہونے کا حق تو یہ ہے ناں کہ اپنے نبی کے احسانات یاد کر کے وجد
 میں آ کر نعرہ مستانہ بلند کرے اور صرف زبان سے نہیں دل سے اور عمل کرنے کے پکے ارادے سے۔

اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تو پسند
 قل کہہ کر اپنی بات بھی لب سے ترے سنی اللہ کو ہے اتنی تیری گفتگو پسند

(مولانا حسن رضا خاں بریلوی)

(۵) ہم (بدکردار و بے عمل) ہر وقت برائی میں ڈوبے رہیں اور آپ اپنے رب سے ہمارے لیے خیر و بھلائی اور بخشش و
 مغفرت کی دعا فرماتے رہیں۔ حریص علیکم بالمو منین رؤف رحیم۔ ذرا طائف کا منظر آنکھوں کے سامنے لائیں۔
 فرشتہ عرض کر رہا ہے کہ میں ملک الجبال (پہاڑوں کا فرشتہ) ہوں حکم فرمائیں ابھی آپ کو پتھر مار مار کر لہو لہان کر دینے والوں پر پہاڑ
 گرا دیتا ہوں اور آپ جواب میں فرماتے ہیں بعثت رحمة لا لعنا۔ میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں نہ کہ زحمت اور ان پتھر
 مارنے والوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔

اللهم اهد قومی فانہم لا یعلمون۔

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قابو دیں

سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں

سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں (حفیظ جالندھری)

(۶) اے ہمارے پیارے آقا! آپ تو ہم رو سیاہوں کو جانتے ہی ہیں وہی پرانے گناہوں والے اعمال لے کر پھر آپ کی
 بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں صرف اس امید پر کہ ہمارا کام جرم کرنا سہی مگر آپ کا کام تو کرم فرمانا ہے کیونکہ آپ جو دو کرم کے بحر ہے
 کنار ہیں۔ اور ہوگا تو وہی جو آپ چاہیں گے کیوں کہ آپ وہ ہیں کہ خدا بھی آپ کو چاہتا ہے کہ آپ محبوب خدا ہیں لہذا ہمارے گناہ
 ہمیں دیکھتے ہی رہ جائیں گے اور ہمیں مزائد دلوائیں گے اس لیے کہ محبوب خدا کا دامن ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔

نہ پہنچیں گے جب تک گناہ گار ان کے نہ جائے گی جنت میں امت کسی کی

فترضیٰ نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۷) یا رسول اللہ! ہم تو دھتکارے جانے کے قابل ہیں مگر آپ تو وہ ہیں کہ سخاوت کو بھی آپ سے ہی عظمت و شان ملی ہے، ہم
 جیسوں کو رد کر دینا ہمارے حال کے تو مطابق ہے مگر آپ کی شان سخاوت کے خلاف ہے۔

فترضیٰ کا سہرا ہے اُن کی جبیں پر وہ ہیں شافع ہر گدا اللہ اللہ

وہ ہیں رائی رُوئے خلاق اُن کو کہاں غیب ہر ماسوا اللہ اللہ
وہ صبح ازل سے ہیں شام ابد تک زمانے کے مولیٰ الوریٰ اللہ اللہ
وہ بدرالدجی ہیں ، وہ شمس الضحیٰ ہیں وہی تو ہیں صدر العلیٰ اللہ اللہ
(۸) اے ہمارے بخشش والے آقا! ہم تو بے شرم و بے حیا ہیں کہ آپ کی نافرمانیاں کرتے کرتے تھکتے بھی نہیں مگر آپ تو ایسے شرم و حیا والے ہیں کہ

بے اجازت ان کے گھر میں عزرائیل آتے ہیں قدر والے جانتے ہیں عز و شان اہل بیت
(۹) یا رسول اللہ۔ ہم تو وہی ظلم و ستم اور جو رجوع کے دل دادہ ہیں دن رات آپ کے احکامات سے روگردانی اور غداری کرنا ہمارا کام ہے مگر آپ تو وہ ہیں کہ دشمن سے بھی پیار فرما کر اس کو اپنا بنا لیتے ہیں۔

دوستاں را کجا کئی محروم تو کہ باد شمتاں نظر داری
جو دشمن کو محروم نہیں فرماتا وہ دوست کو کب محروم کرے گا۔ اور جس پر آپ مہربان ہو جائیں وہ خدا کی بھی نظر میں آجاتا ہے کیونکہ

پوشیدہ ہے رضائے نبی میں رضائے حق راہ خدا ہے راہ رسالت مآب میں
آپ کا عشق ہے عشق رب العلیٰ آپ کا ذکر ہے خاص ذکر خدا
خود خدا کا یہ قراں میں اعلان ہے جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں
(۱۰) اے پیارے آقا! ہم تو سزا ہی کے قابل ہیں کیونکہ پکے مجرم و نافرمان ہیں صرف آپ کی وجہ سے سزا سے بچے ہوئے ہیں کیونکہ آپ سرِ پا رحمت خدا تعالیٰ ہیں۔ اس شعر کا مفہوم قرآن سے ثابت ہے اس لیے کسی مولوی سے پوچھنے کی بجائے قرآن ہی سے پوچھ لو۔

پوچھو نہ فرشتوں سے نہ انسان سے پوچھو عظمت شہ ابرار کی قرآن سے پوچھو
کس شاں کا ہوا احمد مرسل کا قصیدہ اعجاز یہ اللہ کے دیوان سے پوچھو
(اعجاز رحمانی)

ارشاد رب العالمین ہے و ما کان اللہ لیعد بہم وانت فیہم۔ (انفال) اللہ تعالیٰ زمین والوں کو صرف آپ کے ان میں موجود ہونے کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا۔

محمد ﷺ مصطفیٰ مشکل کشا ہیں زمانے کے لیے حاجت روا ہیں
نہیں ہے سایہ جسم محمد ﷺ مگر وہ سایہ ہر دوسرا ہیں

(۱۱) اے دنیا والو! سن لو! ہم نے کسی ایسے ویسے کے دامن کو نہیں پکڑا جو دوسرے ہی دن اپنا دامن جھٹک لے اور معمولی باتوں سے دل برداشتہ ہو کر اپنے چاہنے والوں کو دھتکار دے۔ بلکہ ہم نے تو اس محبوب خدا کا دامن تھا ما ہے کہ زمین (زمانہ) بدلے تو بدل جائے آسمان بدلتا ہے تو سوا بار بدلے (یوم تبدل الارض غیر السموات) مگر ہمارے آقا بدل جائیں اور خدا اپنا

محبوب بدل لے؟۔ ایں خیال است و محال است و جنوں

(۱۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو پیدا ہوتے ہی ”رب ہب لی امتی“ کہیں غاروں میں جا کر روتے رہیں بلکہ عرش پہ جا کر اپنی گناہ گارامت کو نہ بھولیں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے روز قیامت آپ ہمیں بھول جائیں جس دن کے لیے یہ سارے رونے روئے ہیں۔

۔ ایں خیال است و محال است و جنوں

(۱۳) عمر بھر تو یاد رکھا وقت پر کیا بھولنا ہو

(۱۴) وقت پیدائش نہ بھولے کَیْفَ یَنْسِیْ کیوں قضا ہو

(۱۵) یہ بھی مولیٰ عرض کر دوں بھول اگر جاؤ تو کیا ہو

(۱۶) وہ ہو جو تم پر گراں ہے وہ ہو جو ہرگز نہ چاہو

(۱۷) وہ ہو جس کا نام لیتے دشمنوں کا دل برا ہو

(۱۸) وہ ہو جس کے رد کی خاطر رات دن وقف دُعا ہو

(۱۹) مرثیوں برباد بندے خانہ آباد آگ کا ہو

(۲۰) شاد ہو ابلیس ملعون غم کسے اس قہر کا ہو

(۲۱) تم کو ہو واللہ تم کو جان و دل تم پر فدا ہو

(۲۲) تم کو غم سے حق بجائے غم عدو کو چاگلزا ہو

(۲۳) تم سے غم کو کیا تعلق بے کسوں کے غم زدا ہو

(۲۴) حق و دیں تم پہ بھیجے تم مدام اس کو سرا ہو

(۲۵) وہ عطا دے تم عطا لو وہ اوہی چاہے جو چاہو

(۲۶) بر تو او پاشد تو برما تا ابد یہ سلسلہ ہو

(۲۷) کیوں رضا مشکل سے ڈریے جب نبی مشکل کشا ہو

مشکل الفاظ کے معانی :

* عمر بھر۔ ساری زندگی * وقت پر۔ عین موقع پر * وقت پیدائش۔ پیدا ہونے کے وقت * کَیْفَ یَنْسِیْ۔ کیسے بھول سکے گا * قضا۔ اللہ کا فیصلہ، یا وقت گزر جائے اور کام نہ ہو * مولیٰ۔ آقا، محبوب * عرض۔ گزارش، درخواست * گراں۔ بھاری، مشکل * ہرگز نہ۔ کبھی نہیں (نفی تاکید) * نام لیتے۔ ذکر کرتے، بات کرتے * رُو۔ واپس کرنا، دور کرنا * خاطر۔

واسطے * وقف دعا۔ مصروف دعا * برباد۔ ویران * خانہ آباد۔ گھر بے ، رونق ہو * شاد۔ خوش * ابلیس۔ شیطان * ملعون۔ لعنتی * قہر۔ زیادتی * واللہ۔ خدا کی قسم * فدا۔ قربان * غم۔ پریشانی، دکھ * عدو۔ دشمن * جانگزا۔ جان لیوا * تعلق۔ نسبت، کام * بے کسوں۔ بے سہاروں، غم کے ماروں * غم زدا۔ غم کو دور کرنے والا * حق۔ اللہ تعالیٰ * درودیں۔ رحمتیں * مدام۔ ہمیشہ * سرا ہو۔ تعریف کرو * عطا۔ جو دو کرم * چاہے۔ پسند کرے * پاشد۔ از پاشیدن بمعنی چھڑکنا * تابد۔ ہمیشہ تک * سلسلہ۔ طریقہ، دستور * مشکل کشا۔ مشکل کو دور کرنے والا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۳) جس محبوب نے ساری زندگی ہمیں یاد رکھا بھلا عین موقع پر (قیامت کے دن) وہ ہم گناہ گاروں کو بھول سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کو قبر انور میں برائے فن رکھا گیا تو اس وقت بھی یاد امت اور بخشش امت میں آپ کے لبہائے مبارکہ بل رہے تھے۔

اس نور خدا کا جس دل میں اک بار بسرا ہو جائے
ہو نور ایماں سے وہ روشن ، سب دور اندھیرا ہو جائے
ہو آتش دوزخ حرام اس پر اور جنت اس کے قدم چومے
اے شاہ دو عالم حبیب خدا اک بار جو تیرا ہو جائے
جو رضائے نبی ہے وہ حکم خدا اس طرف کو کعبہ پھرتا ہے
اک بار مدینے والے کا جس طرف کو چہرہ ہو جائے

(۱۴) بھلا جو ہمارے آقا ہمیں اپنی پیدائش کے وقت نہ بھولے اور سجدے میں گر کر رب ہب لی امتی کہتے رہے۔ جب ہماری قسمت کا فیصلہ ہوگا (بروز قیامت) اس دن کیسے بھول جائیں گے؟

ان کی بخشش کا ٹھکانہ ہی نہیں ہے کوئی ہر گناہ گار پہ نظر رکھتے ہیں
کون کس حال میں ہے کس نے پکارا ان کو میرے سرکار دو عالم کی خبر رکھتے ہیں
اے میرے پیارے آقا! یہ بھی عرض کر دوں کہ اگر آپ ہم گناہ گاروں کو بھلا دیں گے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔

ہم تو مرجائیں گے اگر ساتھ نہ ہو گا تیرا

(۱۶) پھر اے میرے آقا! اگر آپ نے ہم کو بھلا دیا تو وہ ہوگا جو آپ نہیں چاہتے یعنی جس امت کی خاطر رو کر دعا فرماتے رہے اور جس امت کا مشقت میں پڑنا آپ پر گراں ہے (عزیز علیہ ما عنتہ) نتیجہ چند شعر آگے ملاحظہ ہو۔

(۱۷) اے میرے آقا! اگر آپ نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہمارا حال اتنا برا ہوگا کہ دشمن بھی سن کر ہمارے اوپر ترس کھانے لگے۔

(۱۸) ہاں ہاں یا رسول اللہ! پھر وہ ہو جائے گا کہ جس کو روکنے کے لیے آپ رات دن دعائیں کرتے رہے (یا اللہ میری امت کو بخشش دے اور میری امت کو عذاب سے بچا)۔

(۱۹) (نتیجہ یہاں سے شروع ہو رہا ہے) یہ ہوگا کہ (ہم گناہ گار) بندے برباد ہو جائیں گے، اور دوزخ میں ہمیں ڈال کر اس کو

آباد کر دیا جائے گا۔ بھلا یہ آپ کو کب گوارا ہے۔

(۲۰) یہ ہوگا کہ شیطان لعین خوش ہو جائے گا بھلا شیطان کے خوش ہونے کا غم آپ سے بڑھ کر اور کس کو ہوگا اور یہ آپ کو کب گوارا ہوگا۔

(۲۱) اے مظہر معبود برحق آقا! خد کی قسم! ہماری بربادی کا غم، جہنم کی آباد کا غم، لعنتی شیطان کے خوش ہونے کا غم یہ سارے غم آپ کو ہی ہوں گے۔ ہائے میری جان اور میرا دل آپ پر قربان ہو جائے (آگے چلیے)

(۲۲) خدا آپ کو ہر غم سے محفوظ رکھے سارے غم آپ کے دشمن کی جان پہ پڑیں، آپ کو گرم ہوا بھی نہ لگے؟ کاٹنا بھی نہ چبھے۔

اس کی لوری کے لیے لفظ کہاں سے لاؤں سارے عالم کے مقدر کو جگایا جس نے

جس کے جھولے پہ ملائک نے ترانے چھیڑے قصر کسریٰ کے منڈیروں کو ہلایا کس نے

(۲۳) اے میرے آقا! بھلا غم کو آپ سے کیا کام، آپ تو غمزدوں اور بے کسوں کے غم دور فرمانے والے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام میں متعدد مرتبہ غمزدہ، کا لفظ آیا ہے یہ لفظ غمزدہ (زا کے ضمہ کے ساتھ) ہے یا (فتح کے ساتھ) غم زدہ ہے یا غمزوا (بجائے دال کے واؤ ہے) اس پر ایک تحقیقی مضمون فرمائیں۔

”غَمَزُوا“ یا ”غَمَزُوا“

رسالہ ”امجدیہ“ سہ ماہی (جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۰۴ء) طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی منو میں شرعی مسائل کے ذیل میں ایک سائل کا سوال مذکور تھا، کہ.....

رب سلم کہنے والے غمزوا کا ساتھ ہو

اس مصرع میں، غمزہ کے ”ز“ کو زبر کے ساتھ پڑھا جائے یا پیش کے ساتھ پڑھا جائے تو دونوں کا الگ الگ کیا معنی ہوگا؟ معترض کا کہنا ہے کہ سید احسن العلماء پیش کے ساتھ پڑھتے تھے، جب کہ پیش کے ساتھ پڑھنے میں ”غمزدہ“ کا لفظ کسی طرح بھی صحیح ہو، سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ”اس مصرع میں نہ غمزہ ہے، نہ غم زدہ، سننے والے سے خطا ہوئی۔ ”غمز وا“ واؤ سے نہ کہ دال سے، بمعنی غمگسار و غم سے نجات دینے والا۔“

اس جواب کے پڑھنے کے بعد اہل علم میں سخت اضطراب پیدا ہوا، علماء شعراء، ادباء کے مابین اس لفظ کی صحت و عدم صحت کی بحث چھڑ گئی۔ لفظ ”غم زدوا“ بضم ز او فتح واؤ کی صحت کا علامہ موصوف کے قول کے علاوہ کوئی ثبوت صحت نہ تھا۔ مگر چونکہ یہ قول علامہ صاحب قبلہ کا تھا اس لیے ہر ایک کو یقین کامل تھا کہ ہم کم مائیگی علم کے باعث اس کی صحت کا ثبوت نہیں پیش کر پارہے ہیں۔ لیکن حضرت علامہ موصوف زبردست محقق اور مستند و ذمہ دار عالم ہیں ان کا قول ”مستند ہے میرا فرمایا ہوا“ کا درجہ رکھتا ہے۔ انہوں نے بغیر تحقیق غمزوا بضم ز او فتح دال کی تغلیط نہیں فرمائی ہوگی۔

لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ علامہ سے اختلاف رائے کی جرأت کون کرے؟ ان سے ان کے دعوے کا ثبوت کون

طلب کرے؟ بالآخر.....

قرعہ قال بنام من دیوانہ زدند

میں نے ایک مبسوط اور مدلل سوالنامہ علامہ صاحب کے پاس بھیجا۔ الحمد للہ! حضرت علامہ نے انتہائی اعلیٰ ظرفی و فراخ دلی کے ساتھ اپنی فروگزاشت تسلیم کرتے ہوئے اپنے قول سے رجوع فرمایا، بلاشبہ یہ ان کی علمی دیانت و عظمت کی بین دلیل ہے۔ خدا نخواستہ علامہ نے سکوت فرمایا ہوتا اور اس کا جواب رسالہ امجدیہ (اکتوبر نومبر، دسمبر ۲۰۰۴ء) میں ”تصحیح“ کے عنوان سے نہ شائع فرمایا ہوتا، تو ہمیشہ کے لیے یہ مسئلہ نزاعی بن جاتا، ہم علامہ موصوف کے تہ دل سے ممنون و مشکور ہیں کہ انہوں نے بے جھجک اپنے تسامح کا اعتراف کرتے ہوئے لفظ ”غمزہ“، بضم ز او فتح دال پر اپنی مہر تصدیق ثبت فرما کر ہمیشہ کے لئے نزاعی مسئلہ کو ختم فرمادیا۔ پیش ہے ذیل میں سوالنامہ اور جواب سوالنامہ کی تفصیل۔

محترم مدیر رسالہ امجدیہ سہ ماہی..... سلام مسنون!

رسالہ امجدیہ سہ ماہی (جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۰۴ء) طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی منو (یوپی) میں شرعی مسائل کے ذیل میں چند استفتائے مذکور ہیں، جن کے جوابات حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی نے دیئے ہیں۔ ان میں ایک استفتاء یہ بھی ہے کہ

رب سلم کہنے والے غمزہ کا ساتھ ہو

اس مصرع میں غمزہ کے ”ز“ کو زبر کے ساتھ پڑھا جائے یا پیش کے ساتھ پڑھا جائے؟ اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے یا پیش کے ساتھ پڑھا جائے تو دونوں کا الگ الگ کیا معنی ہوگا؟ معترض کا کہنا ہے کہ سید احسن العلماء پیش کے ساتھ پڑھتے تھے جب کہ پیش کے ساتھ پڑھنے میں غمزہ کا لفظ کسی طرح بھی صحیح ہو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔

علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اس مصرع میں نہ غمزہ ہے نہ غم زدہ، سننے والے سے خطا ہوئی، غمزہ وہ واؤ سے ہے نہ کہ دال سے بمعنی غمگسار و غم سے نجات دینے والا۔“

لفظ غمزہ اور غمزہ دا کے تعلق سے میرا ایک مضمون بہت پہلے ماہنامہ اشرفیہ (مبارکپور) تجلیات رضا (بریلی شریف) سنی آواز (ناگپور) میں شائع ہو چکا ہے، جس میں میں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اشعار

یا الہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے رب سلم کہنے والے غمزہ دا کا ساتھ ہو

تم کو غم سے کیا تعلق بیکسوں کے غم زدہ ہو

میں لفظ ”غم زدہ“ کے بارے میں اپنی معلومات یوں پیش کی تھیں۔

”جب میں نے اعلیٰ حضرت کے رنگ سخن کو پہچاننے کی کوشش کی اور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی بارگاہ عالی وقار میں ان کے ادب و احترام کا انداز دیکھا تو مجھے مندرجہ بالا اشعار میں حضور ﷺ کے لیے لفظ غمزہ بمعنی ”غم کا مارا ہوا“ کچھ اچھا نہیں لگا اور غمزہ کی غم زدہ کا استعمال معنی مذکور میں اعلیٰ حضرت کے مزاج سے میل کھاتا ہوا نظر نہیں آتا۔“

یاد رہے کہ غمزہ ہائے ہوز سے زدن کا اسم مفعول ہے اور ہمیشہ ”ہ“ کے ساتھ ہی لکھا جاتا ہے، مگر اشعار میں مرحبا، جاں نزا، دربا وغیرہ کے قوافی میں الف سے لکھا جاتا ہے، اور اصولی اعتبار سے قافیہ لایا جاتا ہے، اس لیے غمزہ کو قافے میں غمزدا لکھنے اور

پڑھنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں ہوتا۔ میں نے اس مسئلہ پر غور کیا اور فارسی لغات کی ورق گردانی کی تو اس لفظ کا ایک ایسا معنی دستیاب ہو گیا جو کمال ادب و احترام کا آئینہ دار اور اعلیٰ حضرت کے مزاج کے موافق نظر آیا۔

یا الہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
اس شعر میں تو غمزدہ غمگین اور غم رسیدہ کے معنی میں کچھ زیادہ بے محل نظر نہیں آتا، مگر اس شعر میں
تم کو غم سے کیا تعلق بیکسوں کے غمزدہ ہو
زودن سے اسم مفعول غمزدہ کسی طرح بھی سمجھ میں نہیں آتا، یہ محل تو غم دور کرنے والے، غم سے نجات دلانے والے کا ہے،
نہ کہ غم زدہ اور غم رسیدہ کا۔

اب آئیے لغات اور قواعد کی روشنی میں اس لفظ کی حقیقت پر غور کیجئے اور اس کے صحیح محل استعمال اور اعلیٰ حضرت کے پاکیزہ
ذوق سخن کا جلوہ ملاحظہ فرمائیے۔

فارسی کا ایک مصدر ہے ”زودون“ صاف کرنا، صیقل کرنا، رنگ چھڑانا، اس سے اسم فاعل سماعی بنا ”غم زدا“ یعنی غم دور
کرنے والا، غم کو ختم کرنے والا۔

غیاث اللغات میں ہے ”زودون بضم تین رنگ از چیز دور کردن و صاف و روشن کردن آئینہ تیغ از مدار موند و کشف
دور برہان و جہانگیری بکسر اول و ضم ثانی و در سراج اللغات بکسر اول و ضم اول ہر دو صحیح گفتہ۔“
صفوۃ المصادر میں باب زائے مجملہ کے تحت ”زودون“ صیقل کرنا اور اسم فاعل کے خانہ میں غمزدہ اور اسم مفعول ”زودودہ“
تحریر ہے۔

تیسیر المبتدی میں مولوی اشرف علی تھانوی کے حکم سے مولوی عبداللہ گنگوہی نے ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳۸۶ھ میں کتب خانہ
رحیمہ دیوبند سہارنپور سے شائع کی ہے ”زودون“ اور زدا سیدن“ دونوں مصادر بمعنی ”کھر چنا اور صاف کرنا“ لکھا ہوا ہے۔
لغات کشوری میں ”زدا“ کے معنی لکھے ہیں، صاف کرنے والا، پاک کرنے والا اور صاف کرنے کا معنی فرہنگ آصفیہ میں
مجملہ دیگر معانی دھونا، اڑنا، بالکل غارت کرنا، تاخت و تاراج کرنا درج ہے۔

اب ان معانی کی روشنی میں دونوں شعروں کا مطلب ادب و احترام میں ڈوبا ہوا، حقیقت پر مبنی یہ ہو گا کہ
یا الہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یعنی جب پل صراط سے گزرنا پڑے، جو بال سے زیادہ باریک اور شمشیر سے زیادہ تیز ہے، ایسے مشکل اور نازک وقت
میں جو ذات پاک اپنے مالک حقیقی سے امت کی سلامتی سے گزرنے کی دعا مانگ رہی ہو اور رب سلم کہہ کرامت کے غم و اندوہ اور
رنج و الم کو کافور کر رہی ہو، یا اللہ العظیم اس کی رفاقت و معیت نصیب فرما۔

تم کو غم سے کیا تعلق بیکسوں کے غمزدہ ہو
اس شعر میں تو غم دور کرنے والے کا مفہوم اتنا واضح اور جلی ہے کہ بیان کی کوئی ضرورت ہی نہیں، ”عیاں را چہ بیاں۔“
خود اعلیٰ حضرت نے اپنی ایک فارسی نعت اور شجرہ طیہ میں ”زدا“ کا لفظ واضح طور پر دور کرنے والے کے معنی میں

استعمال فرمایا ہے۔

اے مقتدی، شمع ہدی، نور خدا، ظلمت زدا مہرت فدا، ماہت گدا، نورت جدا از ایں قراں

ثروت بے ثروتاں، اے قوت بے قوتاں اے پناہ بیکساں، اے غمزداد امداد کن
حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بھی ”سامان بخشش“ میں غمزداد کا استعمال غم دور کرنے والے کے مفہوم میں کیا ہے۔
باپ، ماں، بھائی، بہن، فرزند و زن ہر اک جدا غم زدہ ہر ایک ہے اور غمزداد ملتا نہیں

ملول اے غمزدو، تم کس لئے ہو وہ پیارا مصطفیٰ جب غمزداد ہے
علامہ اقبال نے بھی اپنی نظم ”ابر کو ہسار“ میں غم زداد کا استعمال غم دور کرنے والے کے مفہوم میں کیا ہے۔

مجھ کو قدرت نے سکھایا ہے در افشاں ہونا ناقہ شاید رحمت کا حدی خواں ہونا
غم زدائے دل افسردہ و دہقاں ہونا رونق بزم جوانان گلستاں ہونا

اپنے اس مضمون کے بعد محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری مدظلہ العالی کا جواب پڑھ کر کہ اس مصرع
میں نہ غمزدہ ہے نہ غمزدو، سننے والے سے خطا ہوئی، غمزدو وہ واؤ سے ہے نہ کہ دال سے، بمعنی ”غمگسار و غم سے نجات دینے والا۔“ جب
الجھن سی محسوس ہوئی اور چند سوالات ذہن میں آئے۔

(۱) ”غمزدو“ واؤ کے ساتھ بمعنی غمگسار و غم سے نجات دینے والا کس لغت میں ہے؟

(۲) یہ لفظ فارسی ہے، یا کسی دوسری زبان کا؟ اگر فارسی ہے تو اس کا مصدر کیا ہے؟

(۳) اگر یہ فارسی کا مصدر ہے تو پھر اس مصدر سے اسم فاعل قیاسی اور اسم فاعل سماعی بنانے کا طریقہ کیا ہے؟

غیاث اللغات میں ”زدودن“ فصل زائے معجمہ مع دال مہملہ کے ذیل میں ہے ”زدودن“ اور ”زدن“ لیکن معجمہ کے بعد
دال کتابت کی خرابی کے باعث و (واؤ) کی شکل میں لکھا ہوا ہے۔ یونہی ”زدن“ کی ”د“ بھی ”و“ کی شکل میں ہے، یہی
صورت لغات کشوری میں بھی ہے۔

(۴) اگر یہ کسی مصدر سے مشتق نہیں اور مستقلاً ایک لفظ ہے تو ”زودہ“ واؤ کی صراحت کے ساتھ کہاں مرقوم ہے؟

علاوہ ازیں ڈاکٹر شری مصباحی صاحب کے تصحیح کردہ ”حدائق بخشش“ کے ایڈیشن میں ”رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ
ہو“ میں ”ز“ پر پیش یعنی ز لکھا ہوا ہے اور ”تم کو غم سے کیا تعلق بیکسو کے غمزداد ہو“ میں ”ز“ پر کسرہ ہے اور یہ دونوں ہی تلفظ لغات
کے مندرجات کے لحاظ سے درست ہیں اور ان دونوں مقامات پر ”ز“ کے بعد ”د“ ہی ہے، نہ کہ و (واؤ)

یوں ہی کریم اللغات میں بھی ”زدا“ (ف) صاف کرنے والا، پاک کرنے والا، پاک گر، اور ”زدودن“ صیقل کرنے
کے معنی درج ہے۔

جامع اللغات میں بھی ”زدا“ (ف) پاک اور صاف کرنے والے درج ہے اور ان میں ہر جگہ ”ز“ کے بعد ”د“ (دال)
ہی ہے، نہ کہ واؤ۔

امید کہ حضرت محدث کبیر صاحب قبلہ زید مجدہ اس سوالات کے جوابات دلائل اور حوالہ جات کے ساتھ تحریر فرما کر ہماری معلومات میں گرانقدر اضافہ فرمائیں گے۔

والسلام

مستفتی..... (ڈاکٹر) شکیل احمد اعظمی

کریم الدین پور، گھوسی ضلع سوا (یو پی) ۱۲۰/۱ اگست ۲۰۰۴ء

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے ایک مصرع ”رب سلم کہنے والے غمزہ کا ساتھ ہو“ کے بارے میں مجھ سے سوال ہوا کہ لفظ ”غمزہ“ اس مصرعہ میں بفتح زاء ہے یا بضم زاء، اس سلسلہ میں میری ذاتی تحقیق کچھ نہ تھی البتہ میں نے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے بضم زاء بفتح واو (غمزوا) کئی بار پڑھتے سنا۔ میں نے اسی پر اعتماد کرتے ہوئے جواب تحریر کیا کہ یہ لفظ نہ ”غم زدہ“ ہے اور نہ ”غم زدہ“ اور حضور احسن العلماء سے غم زدہ مسموع ہونے کو خطائے سامع پر محمول کیا۔

رسالہ شائع ہونے کے چند دنوں کے بعد حضرت مفتی عزیز احسن صاحب کا رقعہ ملا جس میں انہوں نے اس لفظ کا ”زدودن“ مصدر سے اسم فاعل سماعی ہونا لکھا پھر انہوں نے بریلی شریف میں ہوئے ایک مباحثہ کی یاد دہانی بھی کرائی جو میری یادداشت سے محو ہو چکا تھا، میرے پاس فارسی کی ایک ہی لغت ”غیاث“ موجود تھی، فوراً نکلائی تو مفتی عزیز احسن صاحب کی بات صحیح اور قابل قبول سمجھ میں آئی۔

اس رقعہ کے ایک ہفتہ کے بعد محترم ڈاکٹر شکیل احمد صاحب اعظمی کا ایک مبسوط گرامی نامہ تشریف لایا جس میں آپ نے غمزوا، بضم زاء بفتح دال ہونے پر اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم قدس سرہ ہما کے کئی اشعار کو اور ڈاکٹر اقبال کے شعر کو بطور استشہاد پیش کیا، جس سے مزید تقویت ہوئی۔ اس لئے میں بے جھجک رجوع کرتا ہوں اور مزید یہ کہتا ہوں کہ زدودن بروزن نمودن کا صیغہ امر ”زدا“ ہوا جیسے نمودن سے نما اور اسم فاعل سماعی نمودا صیغہ امر کے پہلے اسم بڑھا کر بنتا ہے جیسے نمودن سے رہ نما، تو اس طرح زدودن سے اسم فاعل سماعی ”غم زدا“ ہوا۔ میری غلط پسندی تھی جو میں نے اسے غیر صحیح کہا۔

میں حضرت مفتی عزیز احسن صاحب اور گرامی قدر ڈاکٹر شکیل اعظمی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے ایک عمدہ کلام کو بے معنی کرنے سے مجھے بچایا اور وہ بھی ایسا کلام جو امام الکلام کا ہے اور بارگاہ رسالت سے متعلق ہے۔ رب قدیر ان دونوں حضرات کو جزائے خیر سے نوازے اور مجھ سے درگزر فرمائے۔

(ماہنامہ جام نور انڈیا، دسمبر ۲۰۰۴ء)

(۲۴) اے میرے پیارے آقا! خدا آپ پر ہمیشہ رحمتیں نازل فرماتا رہے اور آپ ہمیشہ اپنے رب کی تعریف فرماتے رہیں (یعنی دونوں ایک دوسرے پر راضی و خوش رہو)

(۲۵) اللہ تعالیٰ آپ پہ عطاؤں پہ عطا ئیں فرماتا رہے اور آپ اپنے عطا والے رب سے اس کی نعمتیں لے لے کر اس کی مخلوق کو تقسیم فرماتے رہیں۔ جو آپ کی چاہت ہے یا ہو وہی خدا کی چاہت ہے یا ہو (اگر ”ہے“ پڑھو تو جملہ خبریہ ہوگا کہ اللہ وہی چاہتا ہے جو حضور چاہتے ہیں اور ”ہو“ پڑھو تو جملہ انشائیہ دعائیہ ہوگا کہ ایسا ہی ہو کہ جو آپ چاہیں وہی خدا چاہتا رہے کیونکہ آپ تو ہمارا بھلا ہی چاہیں گے۔ یہی زیادہ مناسب ہے)

(۲۶) اے رحمت والے آقا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرماتا رہے اور آپ ہم گناہ گاروں پہ رحمت برساتے رہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی جاری و ساری رہے۔

(۲۷) اے احمد رضا (گدائے درخیر الوری، عبد مصطفیٰ) اگرچہ مصائب اور مشکلات قیامت تو ہوش رہا ہیں کہ پہاڑ بھی کانپ اٹھیں ان کا ذکر سن کر لیکن تجھے کیا پرواہ؟ تو کیوں گھبرار رہا ہے اور ڈرتا پھرتا ہے تیرے مشکل کشا تو تیرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سر پہ ہیں۔

ہے تو بس نام محمد ہی سہارا اپنا ان کے صدقے سے ہی چلتا ہے گزارا اپنا
ہم کو طوفان کی موجوں کا کوئی خوف نہیں ہم اسی نام سے پالیں گے کنارہ اپنا (خالد)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۷۹)

- | | | |
|------|-------------------------|----------------------|
| (۱) | ملک خاص کبریا ہو | مالک ہر ماسوا ہو |
| (۲) | کوئی کیا جانے کہ کیا ہو | عقل عالم سے ورا ہو |
| (۳) | کنز مکتوم ازل میں | دُر مکنون خدا ہو |
| (۴) | سب سے اوّل سب سے آخر | ابتداء ہو انتہا ہو |
| (۵) | تھے ویلے سب نبی تم | اصل مقصود ہدیٰ ہو |
| (۶) | پاک کرنے کو وضو تھے | تم نماز جاں فزا ہو |
| (۷) | سب بشارت کی ازاں تھے | تم ازاں کا مدعا ہو |
| (۸) | سب تمہاری ہی خبر تھے | تم موخر مبتدا ہو |
| (۹) | قرب حق کی منزلیں تھے | تم سفر کا منتہی ہوا |
| (۱۰) | قبل ذکر اضمار کیا جب | رتبہ سابق آپ کا ہوا |
| (۱۱) | طورِ موسیٰ چریغ عیسیٰ | کیا مساوی دنیٰ ہوا |
| (۱۲) | سب جہت کے دائرے میں | شش جہت سے تم ورا ہو |
| (۱۳) | سب مکاں تم لامکاں میں | تن ہیں تم جان صفا ہو |
| (۱۴) | سب تمہارے در کے رستے | ایک تم راہ خدا ہو |
| (۱۵) | سب تمہارے آگے شافع | تم حضور کبریا ہو |
| (۱۶) | سب کی ہے تم تک رسائی | بارگہ تک تم رسا ہو |
| (۱۷) | وہ کلس روضے کا چمکا | سر جھکاؤ کجکلا ہوا |
| (۱۸) | وہ در دولت پہ آئے | جھولیاں پھیلاؤ شا ہو |

مشکل الفاظ کے معانی :

* ملک - ملکیت، جاگیر، قبضہ * کبریا - بزرگی (اللہ کے نام کے ساتھ بولا جاتا ہے ولہ الکبرياء) * ماسوا - اللہ کے علاوہ ہر شے * عالم - جہان (ماسوی اللہ) * وراء - اونچا، بلند و بالا * کنز مکتوم - چھپا ہوا خزانہ * ازل - جس کی ابتداء نہ ہو * دُر مکنون - چھپا ہوا قیمتی موتی * اول - ساری مخلوق سے پہلے * آخر - (سب نبیوں کے) بعد میں آنے والا * وسیلے - ذریعے، واسطے * اصل - بنیاد * مقصود ہدئی - ہدایت، راہنمائی کا مقصد و منزل * جاں فزا - جان کو بڑھانے والا * بشارت - خوشخبری * اذال - اعلان * مدعا - مقصد، مراد * خبر - اطلاع دینا * مؤخر - بعد والا * مبتدا - پہلا، جس سے ابتداء کی جائے (مبتداء مؤخر نحوی اصطلاح ہے) * قرب حق - اللہ کی نزدیکی * منزل - جائے قیام * ملتہی - آخری حد * طور - پہاڑ کا نام * چرخ - آسمان * مساوی - برابر * دنی - قریب ہوا (ثم دنی فتدلی) * جہت - سمت، طرف * دائرے - چکر، گھیرا * شش جہت - مشرق و مغرب، شمال و جنوب، (تحت و فوق) نیچے اوپر * قبل - پہلے * ذکر - یاد کرنا * اضمار - ضمیر لانا (بجائے اسم کا ذکر کرنے کے ضمیر استعمال کرنا نحو کی اصطلاح ہے اضمار قبل الذکر) * سابق - پہلا * مکاں - جگہ، جس کی چھ اطراف و سمتیں ہوں * لامکاں - جو ان سمتوں سے پاک ہو * تن - جسم * جان صفا - ستھری جان، پاکیزہ روح * در - دروازہ * رستے - راہیں * راہ خدا - اللہ کی طرف جانے والا راستہ * شافع - درخواست گزار، عرض کرنے والا * حضور کبریا - اللہ کی بارگاہ * رسائی - پہنچ * بارگہ - دربار خداوند، شاہی دربار * رسا - پہنچنے والا * کلس - گنبد کی کلفتی * کج کلا ہو - سردارو، غرور سے سروں پہ ٹیڑھی ٹوپی رکھنے والا * در دولت - نصیب کا دروازہ * جھولیاں - بھیک لینے کے لیے دامن پھیلاتا * شاہو - بادشاہو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اس شعر میں توحید و رسالت کا صحیح تصور اجاگر فرمایا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کی خاص ملکیت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ حضور علیہ السلام کی ملکیت ہے۔ تو جو حضور کا ہے وہ سب کچھ اللہ ہی کا تو ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بین انا نائم اذ جنی بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (بخاری شریف) مجھے سوتے میں ہی زمیں کے سارے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں (اُٹھنے کی انتظار بھی گوارا نہ فرمائی یاد رہے! نبی کا خواب بھی وحی کا درجہ رکھتا ہے)

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا دلائل النبوت میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ساری دنیا کی چابیاں ابلق گھوڑے پہ رکھ کر مجھے دے دی گئیں، جو سید الملائکہ حضرت جبریل امین لے کر آئے جبکہ اس گھوڑے پر نرم و نازک ریشم کا زین تھا۔ اس کے باوجود کہ

مالک دین و دنیا ہو کر دونوں جہاں کے داتا ہو کر فاتح سے ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) لوگ اگر آپ کو (اے میرے شان والے آقا) صرف ایک انسان یا بشر کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں تو وہ بھی کیا کریں آپ

کی حقیقت کو کوئی جانے تو آپ کی پوری شان سمجھے آپ کی حقیقت تو سارے جہان کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔

آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا ابا بکر لم يعرفنی حقیقۃ سوا ربی۔

محمد سر وحدت ہیں کوئی رمران کی کیا جانے شریعت میں تو بندے ہیں حقیقت میں خدا جانے

بس جو اللہ نے قرآن میں، حضور علیہ السلام نے احادیث میں اور اہل علم و معرفت نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کر دیا ہے ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں مگر یہ نہیں کہ اس کے علاوہ آپ کی کوئی شان نہیں آپ کا فضل و کمال اور حسن و جمال تو بحر ناپیدا کنار ہے جس کی حدود خدا ہی جانتا ہے۔

(۳) یا رسول اللہ! روز ازل کے پوشیدہ خزانے میں آپ کی حیثیت اس قیمتی اور بے مثال موتی کی ہے جس کو رب العالمین نے بڑی حفاظت میں رکھا ہوا ہے۔ یہ شعر کتب تصوف میں پائی جانے والی اس حدیث قدسی کا خلاصہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
كنت كنزا مخفيا فاحببت ان اعرف فخلقتم محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم)
میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میرا تعارف ہو پس میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا تاکہ پہچانا جاؤں۔

ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا! السلام علیک یا اول۔ السلام علیک یا اخر۔ السلام علیک یا ظاہر۔ السلام علیک یا باطن (رواہ تلمسانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) اور سورہ الحدید کی آیہ کریمہ هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شیء علیم۔ کی ایک تفسیر شیخ محقق عبدالحق دہلوی نے بھی مدرج میں یہی فرمائی ہے۔

(۴) آپ کا نور ساری مخلوق سے پہلے پیدا کیا گیا اس لیے آپ اول ہوئے (اول ما خلق اللہ نوری) آپ سارے نبیوں کے بعد خاتم النبیین بنا کر بھیجے گئے، اس لیے آپ آخر بھی ہوئے (انا خاتم النبیین۔ انا اخر الانبیاء) لہذا آپ اصل کائنات ہیں اس لیے کہ کائنات کی ابتداء بھی آپ سے ہوئی (والخلق کلہم من نوری) اور آپ پر نبوت کی انتہا کر دی گئی لہذا آپ کائنات کی انتہاء بھی ٹھہرے۔

(۵) تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ تک (اے میرے آقا) لوگوں کو پہچاننے کے وسیلے اور واسطے تھے اسی لیے انبیاء کرام علیہم السلام جب اپنی قوم سے خطاب فرماتے تو اپنا ذکر کم کرتے اور آپ کا زیادہ کرتے اس کا مطلب ہے کہ ان کی راہنمائی اور پہلے آنے کا اصل مقصد بھی آپ کی ذات بابرکات تھی۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ آپ کو جانیں اور (فاحببت اعرف کا ارادہ پایہ تکمیل تک پہنچے)

(۶) یا رسول اللہ! تمامی انبیاء کرام علیہم السلام اگر وضو کی مانند ہیں کہ جس کے ذریعے بندہ نماز پڑھنے کے قابل ہوتا ہے تو میں آپ کو نماز کہوں گا اور نماز بھی ایسی جو ایمان کو زندگی عطا کرنے والی ہو۔

(۷) تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں حضور علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری اپنی امت کو سنا کر گویا آذان دیتے رہے یعنی آپ کی عظمت کے ڈنکے بجاتے رہے اور آپ کی شان کا اعلان فرماتے رہے اور آپ وہ ہیں کہ جو ان تمام خوشخبریوں، اعلانوں اور آذانوں کا مدعا، منزل مقصود اور مقصد و مراد ہیں۔

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نکتہ:

جس طرح بدن انسانی (عالم صغیر) میں دل اعضائے رئیسہ میں سے ہے بلکہ رئیس الاعضاء ہے اس لیے پورے جسم میں جہاں تکلیف ہو دل کو خبر بھی ہو جاتی ہے اور اس تکلیف کو دور کرنے کی فکر بھی لگ جاتی ہے اس طرح عالم کبیر یعنی سارے جہاں کا ایک روحانی دل ہے اور وہ محبوب خدا کی ذات ہے کہ جہاں بھی کسی کے ساتھ کوئی بات ہو جائے تو حضور علیہ السلام کو اطلاع ہو جاتی ہے (عزیز علیہ ما عنتہ) اور اس تکلیف کے حل کے لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بے چین ہو کر اللہ کی بارگاہ میں دعا گو ہو جاتے ہیں۔

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے اسی طرح بدن انسانی میں سے جس شے کو دل سے تعلق نہیں جیسے ناخن یا بال وہ اگر کہیں کہ دل کو ہماری خبر نہیں تو ٹھیک ہی تو کہتے ہیں کہ انہوں نے دل کے ساتھ تعلق قائم ہی نہیں کیا اور جو لوگ اس عالم کبیر میں یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو یہ پتہ نہیں وہ پتہ نہیں وہ بھی اپنے حال کے مطابق درست ہی کہتے ہیں کہ انہوں نے اس قلب کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تعلق قائم ہی نہیں کیا یا اگر کبھی کیا ہے تو اب توڑ دیا ہے۔ تو جس طرح انگلی کاٹ کر پھینک دی جائے تو اس کو کیڑے مکوڑے کھائیں یا کوئی کتابلا کھا جائے دل پر اثر نہ ہوگا کیونکہ تعلق ہی نہ رہا۔ اس سے حاضر و ناظر اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

(۸) (مبتداء در اصل پہلے (مقدم) ہوتا ہے اور خبر بعد میں (مؤخر) یہ علم نحو کا قاعدہ اور اصطلاح ہے اور اگر کبھی اس کا الٹ ہو جائے تو التقديم ما حقہ التأخیر یفید الحصر۔ جس کا حق پیچھے ہو اس کو پہلے کر دینے سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لان المبتداء ذات والخبر حال من احوالها والذات مقدم علی احوالها (شرح جامی) اور کافیہ میں ہے واصل المبتداء التقديم۔ کہ مبتداء میں اصل یہ ہے کہ پہلے ہو۔ کیونکہ وہ ذات ہے اور خبر اس کی حالت کو بیان کرتی ہے اور ذات ہوگی تو حالت ہوگی)

اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی ذات دراصل تو ساری کائنات سے پہلے کی ہے (اول ما خلق اللہ نوری) لیکن آپ کو مبتداء مؤخر (خاتم النبیین) اس لیے بنایا گیا تا کہ حصر کا فائدہ حاصل ہو وہ یہ کہ سارے نبی حضور علیہ السلام ہی کی آمد کا اعلان کرتے رہیں۔ خدا بھی آپ ہی کی شانیں بیان فرمائے اور خدا کے سارے نبی بھی اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امت کے سامنے اور ایک بار سارے مل کر معراج کی رات حضور علیہ السلام کے روبرو بھی آپ کی عظمت کے خطبے پڑھیں اور سارے اعلان کر دیں۔ کہ

محمد کی ہے روشنی ہر زمن میں محمد ہیں نبیوں کی ہر انجمن میں (۹) تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزلیں تھے یا اللہ تعالیٰ کے صفاتی قرب کے جلوے تھے اور اے میرے آقا آپ قرب الہی کی آخری منزل (عظمت کا آخری سٹاپ) ہیں کہ آپ کے بعد بارگاہ الہی کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے جو فنا فی الرسول ہو گیا وہ فنا فی اللہ ہو گیا۔ یا آپ اللہ تعالیٰ کے ذات قرب کا جلوہ ہیں۔

(۱۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پہ بلایا، اور ہمارے آقا علیہ السلام کو عرش پہ بلا کر

ثم دنی فتدلی کا قرب عطا فرمایا۔ یا رذر انصاف تو کرو بھلا برابری ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں تو جب آپ کا نبیوں میں کوئی برابر نہیں تو کوئی منحوس اگر حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنی برابری کی بات کرے تو اس کا منہ جل کیوں نہیں جاتا۔ بلکہ جلا ہوا تو پہلے ہی ہے اس کے منہ پہ جوتا کیوں نہیں مارا جاتا؟ اچھا رہنے دو کہیں جوتا نہ خراب کر لینا۔

۔ جو نور اور حیات کے منکر ہیں دیکھ لو آنکھیں بھیجی بھیجی ہیں چہرے مڑے مڑے

(۱۱) سارے انبیاء کرام ایک نہ ایک جہت کے دائرے میں ہیں یعنی ان کو خاص خاص شانیں کمالات اور معجزات عطا فرمائے گئے مگر اے میرے آقا! آپ کی عظمت کی تو کوئی حد ہی نہیں آپ تمام جہتوں اور قیدوں سے وراء الوردی ہیں و رفع بعضہم درجت۔ بعض کو اتنے درجے دیے کہ۔ کوئی حد ہے ان کے عروج کی؟

(۱۲) (شعر نمبر ۸ کی تشریح دو بار پڑھ کر اس شعر کو سمجھیے) جب مبتداء کا رتبہ اور مقام پہلے ہوتا ہے تو اضممار قبل الذکر کیسا؟ کہ کوئی کہتا پھرے ماقبل ذکر کرنے سے پہلے ضمیر لوٹائی جا رہی ہے کیونکہ مبتداء مؤخر صرف لفظ ہی تو مؤخر ہے حقیقتاً تو مقدم ہی ہے۔ اگرچہ ظاہراً بہت ساری مخلوق حضور علیہ السلام سے پہلے آئی لیکن اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی نبی کے نور ہی کو پیدا فرمایا۔ حضور علیہ السلام کا مبتداء ہونا کیسے ہے اس کا ایمان افروز بیان اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی زبان سے سنیے، پڑھیے اور وجد کی کیفیت اپنے اوپر طاری کر کے کہیے!

۔ ان کی بخشش کا ٹھکانہ نہیں ہے کوئی ہر گناہ گار پہ رحمت کی نظر رکھتے ہیں

کون کس حال میں ہے کس نے پکارا ان کو میرے سرکار دو عالم کی خبر رکھتے ہیں

(۱۳) اے پیارے آقا! تمام انبیاء کرام علیہم السلام مکان میں ہیں اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ لامکان کی سیر بھی کر آئے ہیں، سارے نبی اگر جسم ہیں تو آپ پاکیزہ جان اور پاک روح کی طرح ہیں۔

۔ محمد رسولوں کا سردار ہے محمد اصولوں کا کردار ہے

(۱۴) تمام نبیوں نے لوگوں کی راہنمائی آپ کے در اقدس کی طرف فرمائی ہے (و مبشر اب رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ ربنا و ابعث فیہم رسولا۔ حضرت عیسیٰ و ابراہیم علیہما السلام کی پکار) اور آپ کی ذات وہ ہے جو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ کاملہ ہے۔ خدا نے خود اپنے گناہ گاروں کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جانے کا حکم دیا ہے۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءواک۔

(۱۵) اے میرے تاج شفاعت والے آقا! تمام انبیاء کرام علیہم السلام حتی کہ جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام بھی، ابوالانبیاء حضرت آدم علیہم السلام بھی قیامت کے دن آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور آپ کی بارگاہ میں شفاعت کے لیے عرض کریں گے اور آپ رب العالمین کی بارگاہ بے کس پناہ میں شفاعت کریں گے جو قبول ہوگی۔

۔ محمد ہے وکیل روز محشر محمد ہی شفیع مذنبین ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۶) روز محشر تمام انبیاء کرام، مرسلین عظام علیہم السلام اور ان کی امتوں کی پہنچ آپ ہی کی بارگاہ تک ہوگی (جب وہ فرمائیں)

گے اذہبوا الیٰ غیری تو آپ فرمائیں گے انا لہا) اور آپ کی رسائی تو خدا کی بارگاہ تک ہوگی۔

(۱۷) (مدینے شریف کی طرف جانے والوں کو مخاطب کر کے اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں) ارے ارے! وہ دیکھو! میرے آقا کے گنبد خضریٰ کا کلس چمک رہا ہے اور تمہیں تمہارے مقدر چمک جانے کی بشارت سن رہا ہے تم میں اگر کوئی بادشاہ بھی ہے تو اپنا سر جھکا لے اس لیے کہ یہ اس بادشاہ کی بارگاہ ہے کہ یہاں آکر۔ مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

(۱۸) ارے زائرین مدینہ! ذرا دل کی آنکھیں تو کھول کر دیکھو! میرے آقا اپنے دولت کدہ پہ خرام ناز کرتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ اے گداؤ! تم نے تو پہلے ہی جھولیاں پھیلا رکھی ہیں۔ او بادشاہو! تم بھی دامن طلب دراز کرو۔ تمہیں وہ کچھ ملے گا جو تمہیں بادشاہی بھی نہ دے سکی۔ تمہاری حکومتیں تو یہیں پہ رہ جائیں گی سرکار کی بارگاہ سے حسن عمل کی بھیک مانگ لو، اللہ سے ان کی محبت مانگ لو۔

ساتھ انسان کے جائیں گے نہ مال و دولت
ان کی یادوں کو نیازی جو بسا لو دل میں
جائیں گے ساتھ تو بس حسن عمل جائیں گے
جتنے خطرات ہیں محشر کے وہ ٹل جائیں گے

محبت کا ایک انداز:

صحابہ کرام خوش نصیب حضرات تھے۔ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف اور وضو کے پانی کو اپنے مونہوں پر ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ ہم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بہت پیچھے ہیں۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کوئی بھی چیز مل جائے۔ تو ہم کیوں نہ اسے اپنے سر آنکھوں پر رکھیں اور چومیں۔

محبت اگر ہو تو محبوب کی ہر چیز پیاری لگتی ہے۔ ایک عربی شاعر نے بزبان مجنوں یوں کہا ہے۔

أَرْوَحُ إِلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَبْلَى وَأَقْبَلُ ذَا الْجِدَارِ وَذَا الْجِدَارِ
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفَنَ قَلْبِي وَلَكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارِ

یعنی میں لیلیٰ کے شہر جاتا ہوں۔ تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں۔ کبھی اُس دیوار کو۔ اور مجھے اس بات پر شہر کی محبت آمادہ نہیں کرتی۔ بلکہ جو اس شہر میں رہتا ہے اس کی محبت مجبور کرتی ہے۔ کہ میں اس کے شہر کی دیوار کو چوموں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ مدینہ منورہ کے بازار میں چلتے۔ تو بازار کی دیواروں کو چومتے اور فرماتے ممکن ہے کبھی اس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگ گیا ہو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ہر اُس چیز سے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوتی محبت رکھتے اور اسے اپناتے حتیٰ کہ حضور کے لعاب دہن شریف کو ہاتھوں پر لے کر اسے اپنے مونہوں اور بدنوں پر مل لیتے۔ (دیکھئے بخاری شریف ج ۱ ص ۳۷۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ وضو فرمایا۔ تو وضو کا پانی حضرت بلال نے لے لیا۔ دوسرے صحابہ نے جب دیکھا کہ حضور کے وضو کا پانی بلال نے لے لیا ہے۔ تو وہ بلال کی طرف دوڑے۔ تاکہ وہ بھی حضور کے اس غسل شریف سے برکت حاصل کر سکیں۔ جس کو اس غسل شریف کی تری بھی مل گئی، اس نے اپنے منہ پر مل لی۔ اور جسے نہ مل سکی اس نے کسی دوسرے کے ہاتھ سے تری لے کر منہ پر ہاتھ پھیر لیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۶۵)

تر آستان جوٹل نہ سکا تری رہگد زپہ جبیں سہی ہمیں سجدہ کرنے سے کام ہے، جو وہاں نہیں تو یہیں سہی
 مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں والے سنی علماء کی حکایات میں لکھتے ہیں کہ میں
 حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش پناہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کر رہا تھا۔ کہ ایک مصری نے موقعہ پا کر جالی
 شریف کو چوم لیا۔ نجدی سپاہی نے دیکھا تو اسے پیچھے ہٹا کر کہا۔
 آیش تبغی من الحدید۔ لوہے سے کیا چاہتے ہو؟
 مصری نے آنکھیں پھاڑ کر غصہ میں اسے جواب دیا:
 آیش تبغی من الحَجَرِ فی الکعبۃ۔ تم کعبہ میں حجر اسود سے کیا چاہتے ہو؟ نجدی یہ سن کر لا جواب ہو گیا۔ اس کے
 بعد ابوالنور لکھتے ہیں کہ

”راہوالی کا بنا ہوا گنا جب قرآن پاک کی جلد میں لگ جائے تو قرآن کی معیت و سنگت کی بدولت اسے بھی یہ شرف
 حاصل ہو جاتا ہے کہ کوئی اسے بے وضو نہیں چھو سکتا اور جہاں لوگ قرآن کو چومتے ہیں وہاں ساتھ اس گتے کو بھی چومتے ہیں تو جس
 جالی مبارک اور روضہ اقدس کو صاحب قرآن علیہ السلام کی قربت و معیت حاصل ہو وہ کیوں نہ اہل ایمان کی عقیدتوں کا مرکز بن
 جائے۔ مگر کیا کیا جائے اس تقسیم کا جواز ل سے ہو چکی ہے۔“

تجھ کو خشکی ملی مجھے الفت نجدیا یہ اپنی اپنی قسمت ہے
 اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اس نعت کا مقطع نہیں ہے یعنی ہوگا ضرور مگر دستیاب نہ ہو سکا اس لیے یہ نعت مقطع کے بغیر یہاں
 پر مکمل ہو گئی۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۸۰)

- | | | |
|---------|---------------|-----------------------------------|
| مستفائی | قرآن ہے حال | (۱) ایمان ہے قال مستفائی |
| مستفائی | نقش تماش | (۲) اللہ کی سلطنت کا دولہا |
| مستفائی | اجلا و جلال | (۳) کل سے بالا رسل سے اعلیٰ |
| مستفائی | پیارے اقبال | (۴) ادبار سے تو مجھے بچا لے |
| مستفائی | مشتاق وصال | (۵) مرسل مشتاق حق ہیں اور حق |
| مستفائی | جو یانِ جمال | (۶) خواہانِ وصال کبریا ہے |
| مستفائی | کونین ہیں مال | (۷) محبوب و محبت کی ملک ہے اک |
| مستفائی | دامانِ خیال | (۸) اللہ نہ چھوٹے دستِ دل سے |
| مستفائی | اے جو و نوال | (۹) ہیں تیرے سپرد سب اُمیدیں |
| مستفائی | اے شمع جمال | (۱۰) روشن کر قبر بے کسوں کی |
| مستفائی | اے شمع جمال | (۱۱) اندھیر ہے بے ترے مرا گھر |
| مستفائی | اے شمع جمال | (۱۲) مجھ کو شبِ غم ڈرا رہی ہے |
| مستفائی | اے شمع جمال | (۱۳) آنکھوں میں چمک کے دل میں آجا |
| مستفائی | اے شمع جمال | (۱۴) میری شبِ تار دن بنا دے |
| مستفائی | اے شمع جمال | (۱۵) چمکا دے نصیبِ بد نصیبیاں |
| مستفائی | اے شمع جمال | (۱۶) قزاق ہیں سر پہ راہِ گم ہے |
| مستفائی | اے شمع جمال | (۱۷) چھایا آنکھوں تلے اندھیرا |
| مستفائی | اے شمع جمال | (۱۸) دل سرد ہے اپنی لو لگا دے |

مشکل الفاظ کے معانی :

* قال - بات چیت، گفتگو (جو آپ نے فرمایا) * حال - حالت و کیفیت * مصطفائی - مصطفیٰ والا * سلطنت - حکومت، بادشاہت، ریاست * نقش - نشان * تمثال - تصویر، شکل * کل - تمام * بالا - بلند * رُسُل - رسول کی جمع * اعلیٰ - اونچا * اجلال و جلال - بزرگی، مرتبہ * ادبار - بدبختی، نحوست * اقبال - نیک بختی * رُسُل - رسول * مشتاق - شوق رکھنے والا * حق - اللہ تعالیٰ * وصال - ملاقات * خواہاں - چاہنے والا * کبریا - اللہ تعالیٰ * جویاں - متلاشی * جمال - حسن، خوبصورتی * محبوب - پیارا * محبت - چاہنے والا * ملک - ملکیت * کونین - دو جہاں * مال - سامان * اللہ - یا اللہ * دست - ہاتھ * دامان - دامن، قمیص و عبا کا لٹکنے والا حصہ * سپرد - حوالے * جود و نوال - سخاوت و بخشش * بے کس - بے یار و مددگار * شمع - مشعل * جمال - خوبصورتی، حسن * اندھیر - تاریک، روشنی کی ضد * بے تیرے - آپ کے بغیر * شب غم - دکھوں بھری رات * چمک کے - روشن ہو کر * شب تار - اندھیری رات * دن بنا جا - روشن کر دے * نصیب - قسمت، مقدر * بد نصیباں - بد نصیب کی جمع بمعنی بد بخت * فزاق - راہ زن، ڈاکو * راہ - راستہ * چھایا - غالب آ گیا * تکلے - نیچے * سرود - ٹھنڈا * لو - دلی لگاؤ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ احمد بختی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری باتوں کا نام ایمان ہے اور آپ کے حالات و کیفیات کا نام قرآن ہے۔

قرآن مجید میں ہے وانه لذكركم ولقومك - یہ قرآن آپ کا اور آپ کی قوم کا ذکر ہے۔
قرآن پاک نے حضور علیہ السلام کی حالتوں کو کس پیارے انداز میں بیان فرمایا والضحیٰ سے چمکتا چہرہ۔ والیل سے کنڈل والی کالی زلف، یا ایہا المزمّل سے کملی اوڑنا، یا ایہا البدثر سے چادر لپیٹ کر لیٹنا بیان فرمایا وانت حل بهذا البلد سے مکہ کی گلیوں میں خرام ناز کرنا بیان فرمایا۔

وہ جان جہاں، حبیب رب العلی والشمس بصورت وہ قامت بالا
فخر حسن و حسین و زہراء و علی مکی مدنی رسول کملی والا (پیر نصیر الدین نصیر)
یہی تو وجہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا قاری بنے، جہاد کرنے والا غازی بنے فیصلے کرنے والا قاضی بنے اور رُخ مصطفیٰ با ایمان دیکھنے والا صحابی بنے جو ساری امت سے افضل و اعلیٰ ہے۔ آپ کے اختیارات کو ماننا کہ جو چیز جس کے لیے چاہیں حلال فرما دیں۔ جس کے لیے چاہیں حرام فرما دیں حضرت علی کو دوسرا نکاح کرنے سے منع فرما دیا یہ بھی ایمان ہے اور حضرت سراقہ کے لیے سونے کے کنگن پہننا جائز فرما دیا یہ ماننا بھی ایمان ہے۔

آپ کا عشق ہے عشق رب العلی آپ کا ذکر ہے خاص ذکر خدا
خود خدا کا یہ قرآن میں اعلان ہے جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں
اسم احمد کی تعظیم کے منکرو! ان کی عظمت کو قرآن میں دیکھ لو
بے لقب ان کا نام مبارک کہیں ان کے معبود نے بھی پکارا نہیں

(۲) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی پوری حکومت و ریاست کا بادشاہ دیکھنا، تو وہ میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نورانی کا جلوہ و نشان دیکھ لے۔ آپ دولہا ہیں اور یہ سارا جہاں ان کی بارات ہے۔

(۳) پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام کل کائنات سے افضل و اعلیٰ ہے اور آپ سارے رسولوں کے امام و پیشوا ہیں اور سارے جہانوں کی سرداری آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

محمد دھر کی روح رواں ہیں محمد ہی امام مرسلان ہیں
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) اے میرے پیارے مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی اقبال مندی! خدا را اپنی پیاری نسبت (مصطفائی) کا واسطہ مجھے بھی بدبختی و نحوست سے بچالے۔

(۵) تمام انبیاء کرام و مرسلین عظام اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے خواہش مند ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیارے مصطفیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ جیسا کہ واقعہ معراج میں گزر چکا ان اللہ قد اشتاق الی لقائك یا رسول اللہ۔

(۶) اللہ تعالیٰ کے دیدار کی تڑپ رکھنے والے (پیارے موسیٰ علیہ السلام شب معراج) جمال مصطفیٰ کا بار بار نظارہ کر کے اپنی ”رب ارنی“ والی پیاس بجھا رہے ہیں۔ من رانی فقد رای الحق

(۷) دونوں جہاں اور خدا کی ساری خدائی پیارے مصطفیٰ کریم علیہ السلام کا سامان، دولت اور ملکیت ہے کیونکہ محبت اور محبوب کی ملکیت ایک ہی ہوتی ہے اور اس لحاظ سے۔

محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا
(۸) اے میرے اللہ! تیرے پیارے محبوب مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی یاد میرے دل میں یوں سمائی رہے کہ کبھی دل سے جدا نہ ہو، یہاں تک کہ

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے کھلے آنکھ صلی علی کہتے کہتے
مولانا جامی نے مصطفیٰ علیہ السلام کے خیال کو ”کتنا اچھا“ خیال قرار دیا ہے فرماتے ہیں۔

بود در جہاں ہر کسے را خیالے مرا از ہمہ خوش خیال محمد ﷺ
(۹) اے میرے آقا کریم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دو کرم! میں نے تو اپنی ساری تمنائیں اور آرزوئیں تیرے سپرد کردی ہیں اب بھلا مجھے کسی شے کی کمی ہو سکتی ہے؟ اور وہ کون سی تمنا اور خواہش ہوگی جو پوری نہ ہو سکے گی۔ اگر کسی نے حضور کی بارگاہ سے مانگنے کا انداز سیکھنا ہے تو اعلیٰ حضرت سے سیکھے۔ جو سارے زمانے کو یہ عقیدہ عطا فرما رہے ہیں۔

محمد ہی وکیل زندگی ہے محمد ہی دلیل بندگی ہے (سید امین شاہ)
(۱۰) اے پوری کائنات کو روش اور منور فرمانے والی شمع جمال مصطفائی! ہم بے چاروں کے ماروں کی اندھیری قبر میں بھی آکر اجالا کر دے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم چوتھی جلد میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت

وصیت فرمائی کہ جب مجھے دفن کرو تو تبرکات مصطفیٰ علیہ السلام (ناخن مبارک اور بال مبارک وغیرہ) میری قبر میں رکھنا نہ بھولو۔
(ملخصاً)

۱۔ ہے صبح ازل سے میری روح تو رسول دو عالم کے در پر کھڑی
رہوں اور مَروں اور اٹھوں اس طرح محمد کی صورت ہو دل میں جڑی
(۱۱) اے شمع جمال مصطفائی! میرے دل کی دنیا اور قبر کی منزل تو تیرے بغیر اندھیرنگری ہے، جو تیرے آنے سے ہی نور اور
روشنی سے بھر پور ہوگی۔ تو اس لحاظ سے

۲۔ محمد ﷺ ہی محمد ﷺ ہیں جہاں میں محمد ﷺ کے ہیں جلوے ہر زماں میں
(۱۲) اے جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی شمع! تو جلدی آ اور آ کر اپنی روشنی عطا فرما، کیونکہ غم کی رات سے مجھے بہت ڈر
لگ رہا ہے جن کے جمال کی تو شمع ہے انہوں نے تو دشمنوں کو بھی سینے سے لگایا ہے۔ میں تو پھر ان کا نام لیوا اور کلمہ گو ہوں۔
۳۔ جو بھی دشمن آیا حضور کا اسے بڑھ کے سینے سے لگالیا کہاں ایسا کوئی ہے جو جفا کے بدلے وفا کرے
(صائم چشتی)

(۱۳) اے میرے مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے حسن و جمال کی روشن شمع! میری آنکھوں کے ذریعے میرے دل میں اتر جاتا کہ سر
کی آنکھوں سے دیدار مصطفیٰ ہو جائے اور دل میں آقا کا بسیرا ہو جائے پھر نہ شب غم رہے اور نہ اندھیرا رہے۔ آنکھوں میں نور آ جائے
دل میں سرور آ جائے۔
(۱۴) اے شمع جمال مصطفائی! میری درخواست قبول کر لے تاکہ میری قسمت کی اندھیری رات خوش نصیبی کے روشن دن میں
تبدیل ہو جائے۔

۵۔ جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی بھٹکے ہوؤں کی راہنمائی ہو کس طرح
(حدیث شوق)
(۱۵) اے شمع جمال مصطفائی! اپنی نورانیت کی ایک چمک سے ہم بد نصیبوں کی بد نصیبی دور کر کے ہمارے تاریک سینے روشن
کردے کیونکہ

۶۔ چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمکادے چمکانے والے
(۱۶) دین و ایمان کے ڈاکو، انسانی لباس میں بھیڑیے ایمان کی دولت لوٹنے کے لیے (جگہ جگہ اداروں اور مدرسوں کے نام
پر) سر پہ کھڑے ہیں، ہمارے سامنے راستہ (چارہ کار) بھی نہیں ہے، اے شمع جمال مصطفائی! ہماری راہ نمائی فرما دے تاکہ ہم
ایمان کی دولت کو بچا سکیں۔
دین و ایمان کی حفاظت:

دین و ایمان اتنی قیمتی دولت ہے کہ ایک مسلمان کو سب سے زیادہ اس کی حفاظت کی فکر ہونی چاہیے۔ جبکہ لوگ اپنی چھوٹی
دنوی عزت کا تو بڑا خیال کرتے ہیں ذرا سی بات کوئی ہماری شان کے مطابق نہ ہو تو لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور ایمان و

دین برباد ہوتا رہے تو بس سے مس نہیں ہوتے، اس نعمت کو پانے کے لیے کہ ہمیں دین و ایمان کی حفاظت کا احساس ہونا چاہیے تلاوت قرآن، موت کی یاد، فکر آخرت اور سلف صالحین کے حالات کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔

(۱۷) اے شمع جمال مصطفوی! میری آنکھوں کے نیچے (سامنے) بد اعمالیوں کا اندھیرا ہی اندھیرا ہے جس کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا اور صراطِ مستقیم سے ہٹا جا رہا ہوں۔ خدا را اپنے نور سے میری مدد فرمائیے تاکہ جادہ حق پہ قائم رہوں۔

(۱۸) اے جمال مصطفیٰ کی نورانی شمع! مجھے روشنی بھی عطا فرما اور میرے عشقِ مصطفیٰ سے بیگانہ اور ٹھنڈے دل کو عشقِ رسالت مآب علیہ السلام کی گرمی بھی عطا فرما۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ دوست بحر و بر در گوشہ دامانِ دوست

(۱۹) گھنگھور گھٹائیں غم کی چھائیں اے شمع جمال مصطفائی

(۲۰) بھٹکا ہوں تو راستہ بتا جا اے شمع جمال مصطفائی

(۲۱) فریادِ دباتی ہے سیاہی اے شمع جمال مصطفائی

(۲۲) میرے دل مردہ کو جلا دے اے شمع جمال مصطفائی

(۲۳) آنکھیں تیری راہ تک رہی ہیں اے شمع جمال مصطفائی

(۲۴) دکھ میں ہیں اندھیری رات والے اے شمع جمال مصطفائی

(۲۵) تاریک ہے رات غم زدوں کی اے شمع جمال مصطفائی

(۲۶) ہو دونوں جہاں میں مونہہ اجالا اے شمع جمال مصطفائی

(۲۷) تاریکی گور سے بچانا! اے شمع جمال مصطفائی

(۲۸) پر نور ہے تجھ سے بزمِ عالم اے شمع جمال مصطفائی

(۲۹) ہم تیرہ دلوں پہ بھی کرم کر اے شمع جمال مصطفائی

(۳۰) للہ ادھر بھی کوئی پھیرا اے شمع جمال مصطفائی

(۳۱) تقدیر چمک اٹھے رضا کی

اے شمع جمال مصطفائی

مشکل الفاظ کے معانی :

* گھنگھور - ڈراؤنی * گھٹائیں - کالے سیاہ بادل * غم - پریشانی * بھٹکنا - سیدھی راہ سے ہٹ جانا، راستہ بھول

جانا * فریاد - دُھائی، پکار * دباتی - دبانا سے ہے یعنی دبوچنا، بولنے نہ دینا * سیاہی - گناہوں کی تاریکی * جلا دے - جلانا

سے (بکسر الجیم) زندہ کر دے * تک رہی ہیں۔ تکتا سے (فتح التاء ہندی) دیکھ رہی ہیں * دکھ - مصیبت، پریشانی * تاریک - اندھیری، سیاہ * غمزدوں کی - غم کے ماروں کی، گنہ گاروں کی * مونہیہ - چہرہ، منہ * اجالا - روشنی * گور - قبر (گورستان - قبرستان) * پر نور - نور سے بھرپور * بزم عالم - جہان کی محفل * شیرہ دل - گناہوں کی وجہ سے دل سیاہ کر لینے والا * کرم - بخشش * اللہ - اللہ کے واسطے * پھیرا - چکر، گذر * تقدیر - قسمت، نصیب * چمک اٹھے - روشن ہو جائے، اچھا ہو جائے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۹) اے جمال مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روشن شمع! بڑے ڈراؤنے اور وحشت ناک کالے سیاہ غم کے بادل چھا گئے ہیں۔ قبر کی ہولناکیوں اور میدان محشر کی تباہ کاریوں نے نڈھال کر رکھا ہے، ایک جلوہ میری اندھیری قبر میں بھی ہو جائے تو میری قبر نور کا بقعہ بن جائے اور میدان محشر میں تیرا اجالا چاہیے تاکہ وہ منزلیں بھی آسانی سے طے ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت اپنے عقیدت مندوں کو عشق رسول کی دولت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ عقیدے کی پختگی کا سامنا بھی دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ فکر آخرت اور خوف خدا کی طرف بھی متوجہ فرما رہے ہیں جن کو یہ نعمتیں مل جاتی ہیں ان کو کیا کیا انعامات ملتے ہیں اور جو ان نعمتوں سے محروم رہتے ہیں ان کا کیا حال ہوتا ہے یہ جاننے کے لیے فکر آخرت اور حالات بعد الموت کے موضوع پہ لکھی گئیں علماء اہل سنت کی کتب کا مطالعہ ہر مسلمان بالخصوص (بے عمل نام نہاد سنی عشق مصطفیٰ کے دعوے دار) عوام الناس ضرور کریں..... تاکہ خوف خدا دلوں میں پیدا ہو اور بد عملی کا خاتمہ ہو۔

(۲۰) اے جمال مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شمع فروزاں! میں راستہ بھول گیا ہوں، جلد آ! اور میری راہنمائی فرما کر مجھے راہ راست پر لگاتا کہ میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ کیونکہ بھٹکے ہوؤں کو تو راہ نہیں دکھائے گی تو کون دکھائے گا۔

(۲۱) اے شمع جمال مصطفیٰ! میرے گناہوں کی سیاہی میری آہ و زاری اور نالہ و فریاد پہ غالب آ جاتی ہے جس کی وجہ سے میری آواز نہیں نکل پا رہی، تجھے تو سب کچھ معلوم ہے خود ہی آ جا اور میری فریاد سن کر میری مشکل کو آسان کر جا۔

(۲۲) اے پیارے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جمال جہاں آرا کی روشن شمع! میرا دل مردہ ہو چکا ہے اس کو نئی زندگی عطا کر دے۔

(۲۳) میری آنکھیں ترس گئی ہیں تیری دید و زیارت کے لیے، اے محبوب خدا پیارے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جمال کی شمع منور! کب وہ دن آئے گا کہ میری آنکھوں کی پیاس بجھے گی۔

(۲۴) دنیا کا جنگل سونا ہے، رات اندھیری اور چھائی بدلی کالی ہے ہم اس سیاہ رات کے اندھیرے میں بڑے دکھ درد کے ساتھ زندگی کے کٹھن لمحات گزار رہے ہیں۔ اے شمع جمال مصطفیٰ! اللہ ہمیں گمراہی کے اس اندھیرے سے نکال لے۔

وہ جو آسودگی چاہیں انہیں آسودہ کر
بے قراروں کی لطافت مجھے تنہا دے دے
غم تو اس دور کی تقدیر میں لکھے ہیں مگر
مجھ کو غم سے نمٹ لینے کا یارا دے دے

(احمد ندیم قاسمی)

(۲۵) ہم غم کے ماروں، بے سہاروں کی رات بہت تاریک ہوگئی ہے اور یہ تاریکی جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع نور سے ہی ختم ہو سکتی ہے، کوئی ہے جو میرا حال سن کر میرے آقا کی رحمت کو میری طرف متوجہ کر دے میں اس کو جان نذرانہ کر دوں گا۔

جے کوئی خبر متردی لیا ولے ہتھ ڈے دیواں چھلے راتیں درد، دیہاں درماندی، گھاڈ میتر اں دے اٹھے
راہنجن یار طبیب سیندا میں تن در آولے کہے حسین فقیر نماں ساکین سنہڑے گھلے
(حضرت شاہ حسین)

(۲۶) دنیا میں آپ کے عشق و محبت سے اور آخرت میں آپ کی شفاعت سے چہرہ روشن رہے، حضور کے جمال نور سے دونوں جہاں میں سرخروئی نصیب ہو۔

(۲۷) ہم سے تو دنیا کی تاریکی برداشت نہیں ہو رہی ابھی تو قبر کی تاریکی کا مرحلہ باقی ہے۔ اے شمع جمال مصطفائی! ہمیں قبر کی تاریکی سے بچانا اور دیدار محبوب کا نور عطا فرماتا۔ تاکہ میری موت، حیات جاودانی بن جائے۔

عجب طرح کسی صحرائشیں کی یاد آئی کہ چشم خشک مری چاہے آب جو ہونا
مری جڑیں اسی میں ہیں مگر چاہوں خیال طیب سے ہی روح کو نمو ہونا
(۲۸) محفل کائنات تیرے ہی نور سے جگمگا رہی ہے اے جمال مصطفیٰ کی روشن شمع!

(۲۹) اے شمع جمال مصطفوی! ہم جیسے سیاہ دلوں پر بھی کرم کی نظر ہو جائے تاکہ ہمارے دلوں کی سیاہی دور ہو جائے اور دل روشن ہو کر سینہ نور کا گنجینہ بن جائے اور پھر میں وجد میں آ کر یوں کہوں۔

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

(۳۰) اے شمع جمال محمدی! خدا کے لیے ہم غریبوں کی طرف بھی رحمت کا ایک پھیرا (نور کا جلوہ) ہو جائے تو ہماری بگڑی قسمت بن جائے سویا نصیب جاگ جائے اور وارے نیارے ہو جائیں۔

(۳۱) اے شمع جمال مصطفائی! تو نے بڑوں کے نصیب چکائے ہیں ان کے صدقے، میرنی بھی قسمت چمک جائے اور نیک بخت ہو جاؤں۔

نوٹ: بعض نسخوں میں اس نعت کے اندر مندرجہ ذیل شعر کا اضافہ بھی ہے۔

صحاب نجوم رہنما ہیں کشتی کے ال مصطفائی

یعنی صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں اور ال رسول صلی اللہ علیہ وسلم نجات کی کشتی ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں ان دونوں گروہوں کو یہی فرمایا گیا ہے۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۸۱)

- (۱) زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چنان تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے
- (۲) وہن میں زبان تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے
- (۳) فرشتے خدم رسول چشم تمام امم غلام کرم
وجود و عدم، حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے
- (۴) کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ثنا کی زباں تمہارے لیے
- (۵) اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لیے
- (۶) تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک سماک و سمک میں سکھ نشاں تمہارے لیے
- (۷) وہ کنز نہاں یہ نور فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزم فکاں!
یہ ہر تن و جاں یہ باغ جناں یہ سارا سماں تمہارے لیے
- (۸) ظہور نہاں قیام جہاں رکوع مہاں سجود شہاں
نبازیں یہاں نمازیں وہاں یہ کس کے لیے تمہارے لیے
- (۹) یہ شمس و قمر یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لیے
- (۱۰) یہ فیض دیئے وہ جو دیکے کہ نام لیے زمانہ جیے
جہاں نے لیے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لیے

مشکل الفاظ کے معانی:

* زماں - زمانہ * مکین - مکان وجگہ میں رہنے والا * چنین وچناں - ایسا ویسا یعنی ہر شے * دہن - منہ * بدن - جسم * یہاں - اس دنیا میں * وہاں - میدان محشر میں * خدم - جمع خادم کی خدمتگار * حشم - نوکر (غیرت مند نوکر جو اپنے مالک کی خاطر ہر قسم کی قربانی دے) * اُمم - امت کی جمع کسی بھی نبی کے ماننے والے * وجود و عدم - ہونا نہ ہونا * حدوث و قدم - نیا پرانا * عیاں - ظاہر * کلیم - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب (کلام کرنے والا) * نجی - حضرت نوح علیہ السلام کا لقب (نجات پانے والا) * مسیح - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب (ہاتھ لگا کر مردوں کو زندہ کرنے والا) * صفی - آدم علیہ السلام (صفائی والے) * خلیل - ابراہیم علیہ السلام (پیارا) * رضی - اسماعیل علیہ السلام (پسندیدہ) * عتیق - ابوبکر صدیق (برگزیدہ، آزاد) * وصی - عمر فاروق (جس کو وصیت کی گئی ہو) * غنی - عثمان غنی (مالدار) * ثنا - تعریف * اصالت - بنیاد، اصلیت * کل - سب کی * امامت - امام ہونا * سیادت - سرداری * امارت - حکومت، امیری * ولایت - سلطنت * چمک - روشنی * دمک - نورانیت * جھلک - جلوہ، نظارہ * مہک - خوشبو * فلک - آسمان * سماک - بکسر السین بلند، ستارہ، چاند کی چودھویں منزل * سمک - مچھلی (فتح السین والمیم) * سکہ - ٹھپہ، کرنسی پر حکومتی مہر * نشان - علامت * کنز نہاں - غیبی خزانہ * فشاں - ظاہر، نور بکھیرنے والا (نور فشاں) * کن - ہو جا (ارادہ الہی متعلق بحوادث) * بزم - محفل * فکاں - مخلوق (پس وہ ہو گیا) * جناں - جنتیں * سماں - منظر، حالات، زمانہ * ظہور نہاں - پوشیدہ چیز کا ظاہر ہو جانا * قیام - کھڑا ہونا * مہاں - سردار * سجود - جمع سجدہ کی * شہاں - شہ کی جمع یعنی بادشاہ * نیازیں - عاجزیاں * شمس و قمر - سورج اور چاند * شام و سحر - دن اور رات * برگ و ثمر - پتے اور درخت * ثمر - پھل * تیغ - تلوار * سپر - ڈھال * کمر - پشت * رواں - جاری * فیض - فائدہ * جود - سخاوت * اکرمیاں - عطاءیں، بزرگیاں، بندہ نوازیاں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) جیسی، سیدی یا رسول اللہ! یہ ساری زمین آپ کی خاطر بنائی گئی ہے اور سارا زمانہ بھی آپ ہی کا ہے، یہ مکان (آبادیاں) بھی آپ کے لیے ہیں اور ان میں رہنے والی مخلوق بھی آپ ہی کے لیے ہے، یہ دنیا کی ساری رنگینیاں آپ کے دم قدم سے ہیں بلکہ دونوں جہاں ہی آپ کے لیے ہیں کیونکہ آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ جب خدا آپ کا ہے تو ساری خدائی بھی آپ کی ہے۔

ان کی خاطر ہی بنائی ہے خدا نے دنیا ان کے دم سے ہے زمانے میں اجالا دیکھو
دشمنوں کے لیے چادر بھی بچھا دیتے ہیں ان کا ہر کام زمانے سے نرالا دیکھو

وجہ تخلیق کائنات:

احادیث مبارکہ اس شعر کے مفہوم کی تائید میں بکثرت ہیں مثلاً **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**۔ **وَلَوْلَا كَلِمَاتُ**

خَلَقْتَ الدُّنْيَا وَالْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔

مولانا انور اللہ حیدر آبادی خلیفہ مجاز حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ نے ان احادیث کی توثیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

آج کل لوگوں نے شور مچا رکھا ہے کہ یہ احادیث ضعیف ہیں اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ الفاظ احادیث یا اسناد احادیث میں سقم ہے تو

اہل جرح کو پھر بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس مفہوم والی کئی احادیث کو کئی ائمہ نے کئی کتب میں لکھا ہے مثلاً حاکم، دیلمی، سبکی، بلقیسی نے روایت کیا ہے اس حدیث کو کہ جنت و دوزخ کو حضور علیہ السلام کی وجہ سے وجود ملا ہے۔ ابن سیع اور غرنی نے زمین اور دریا کا پیدا ہونا حضور علیہ السلام کے طفیل والی حدیث بیان کی۔ دنیا حضور کے صدقے بنی اس کو ابن عساکر نے روایت کیا آدم علیہ السلام کی تخلیق کا باعث بھی نور مصطفیٰ تھا والی حدیث کو طبرانی، حاکم، بیہقی ابن عساکر نے درج کیا، خصائص میں سیوطی نے نقل کیا۔ (ملخصاً)

أخرج الحاكم والبيهقي والطبراني في الصغير وأبو نعيم وابن عساكر عن
عمر رضي الله عنه بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لما اقترف آدم الخطيئة قال يا رب اسئلك بحق محمد صلى الله عليه
وسلم لما غفرت لي قال كيف عرفت محمد صلى الله عليه وسلم قال لا
نك لما خلقتني بيدك ونفخت في من روحك رفعت راسي فرايت على
قوائم العرش مكتوب لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم
تصنف الي اسمك الا احب الخلق اليك قال صدقت يا ادم ولو لا محمد
صلى الله عليه وسلم ما خلقتك۔

اس حدیث میں آدم علیہ السلام کی توبہ کے قبول ہونے کا واقعہ بیان ہو رہا ہے جس کو حاکم بیہقی، طبرانی نے صغیر میں اور ابو نعیم و ابن عساکر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے حضور علیہ السلام کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ نے پوچھا! اے آدم تو نے میرے حبیب کو کیسے پہچانا؟ حضرت آدم نے عرض کیا! اے اللہ جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی تو میں نے جو سراٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر تیرے نام کے ساتھ نام محمد لکھا ہوا پایا جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی اللہ کا بڑا ہی پیارا ہوگا کہ جس کے نام کو اللہ نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم تو نے سچ کہا اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ فرماتا۔

۔ تو نے دیا مفہوم نمو کو . تو نے حیات کو معنی بخشے
تیرا وجود اثبات خدا کا تو جو نہ ہوتا کچھ بھی نہ ہوتا

(احمد ندیم قاسمی)

بانی دیوبند کی ایک رباعی ملاحظہ کیجئے۔

۔ جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زہار
جہاں کے سارے کمال ایک تجھ میں ہیں تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

(قاسم نانوتوی)

(۲) اے میرے آقا! منہ میں زبان بھی آپ (کی تعریف) کے لیے ہے اور جسم میں جان بھی آپ ہی کے لیے ہے۔ ہم اس جہاں میں آئے بھی آپ (کی اطاعت و محبت) کے لیے ہیں اور خدا کرے کہ قبروں سے اُنھیں توبہ اُٹھنا بھی آپ ہی کے لیے ہو۔

دی زباں حق نے ثنائے مصطفیٰ کے واسطے دل دیا حب حبیب کبریا کے واسطے

(۳) اے میرے پیارے نبی! فرشتے آپ کے خدمت گار ہیں (میدان بدر اور دیگر مقامات پہ حضور علیہ السلام کی خدمت کے لیے فرشتے اترے) انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام آپ کے خیر خواہ ہیں (جیسا کہ آیہ ۱۰۱ مِثَاق سے ظاہر ہے) لَسُوْا مِنْ بَہْ وَلَتَنْصُوْنَه تم ضرور ضرور میرے نبی پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا) تمام امتیں آپ کے کرم کی بھکاری اور نوکر ہیں، وجود ہوا یا عدم (ہونا ہو یا نہ ہونا) عالم حدوث ہو یا قدم (زندگی و موت، نیا و پرانا، رات دن) ان سب کی جلوہ سامانیاں آپ کی ذات بابرکات کے طفیل ہیں۔

گرارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں (ظفر علی خاں)

(۴) موسیٰ کلیم اللہ ہوں یا نوح نجی اللہ ہوں، آدم صغی اللہ ہوں یا ابراہیم خلیل اللہ ہوں، حضرت اسماعیل ہوں یا کوئی بھی نبی و رسول علیہ السلام ہو اور ہاں ہاں صدیق اکبر ہو یا فاروق اعظم ہوں عثمان غنی ہوں یا علی المرتضیٰ شیر خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہوں ہر کوئی آپ ہی کی تعریف میں رطب اللسان نظر آ رہا ہے۔ ہر نبی اپنی امت کے سامنے آپ کی شان کا خطبہ پڑھتا نظر آ رہا ہے، آپ کی آمد سے اپنی امت کو آگاہ فرما رہا ہے اور آپ پر ایمان لانے کا وعدہ لے رہا ہے۔

(و مبشر ابر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ الصف)

آمد تیری اے ابر کرم رونق عالم تیرے ہی لیے گلشن ہستی یہ بنا ہے فردوس و جہنم تیری تخلیق سے قائم یہ فرق بدو نیک تیرے دم سے ہوا ہے (سلمان ندوی)

اوحی اللہ تعالیٰ الی بنی اسرائیل انه من لم یقن با حمدا دخلتہ النار۔

اللہ نے بنی اسرائیل کو صاف صاف الفاظ میں فرمایا دیا (دیکھو اگرچہ فضلتکم علی العلمین کی شان تمہیں میں نے ہی عطا کی ہے لیکن اگر تم میرے محبوب پر ایمان نہیں لاؤ گے تو سیدھے دوزخ میں جاؤ گے) (امام ابو نعیم عن انس رضی اللہ عنہ)

یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نامنظور ہے دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

(۵) آپ اصل کل، (وجہ تخلیق کائنات) امام کل (ساری کائنات کے امام و پیشوا۔ انا قائد ہم اذا وفدوا۔ تحت لوائی ادم و من سواہ) سید کل (سب کے سردار۔ انا سید و لد ادم) ہیں دونوں جہان کی سرداری، حکومت، ریاست و ولایت خدا تعالیٰ نے آپ کو ہی عطا فرمائی ہے (اعطیت مفاتیح خزائن الارض انا سید الناس یوم القیمہ)

کوئی نہ تھا زمان و مکاں جب، تو آپ تھے یوں ماورائے قید زمان و مکاں ہیں آپ دنیا کی فکر کیا؟ غم عقبی کا ذکر کیا؟ رحمت کتناں یہاں ہیں تو شافع وہاں ہیں آپ

(۶) اے میرے نور والے آقا! آپ کی نورانیت (جس سے درود یوار جگمگا اٹھیں) آپ کی روشنی (کہ سورج و چاند بھی اس کا

مقابلہ نہ کر سکیں) آپ کی ایک جھلک (جس کے دیکھنے کی تاب نہیں ہے عالم کو، اور آپ کے جسم منور سے پھوٹنے والی جنت کی خوشبو (کان رسول اللہ اذا مر فی طریق من طرق المدینة وجدوا منه رائحة الطیب وقالوا مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من هذا الطريق، زرقانی ص ۲۲۲ ج ۴، دلائل البعۃ ص ۳۸۰، خصائص الکبریٰ ص ۶۷ ج ۱)

زمین ہو یا آسمان، بلندی ہو یا پستی، جگ ہو یا بستی، ہر طرف آپ ہی کا سکھ چل رہا ہے اور آپ ہی کی عظمت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

۔ کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

(۷) پوشیدہ خزانے ہوں یا نور ظاہر کی جلوہ سامانیاں ہوں، عالم کن فکان (عالم وجود میں آنے والی تمام اشیاء) ہوں یا کسی کے جسم میں جاں، جنت کے باغات ہوں یا عالم سموات، یہ سب مناظر آپ ہی کے لیے ہیں۔

۔ وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یہاں ان کے ہونے سے سب کا ہے نام و نشان

یہ زمیں آسمان یہ مکاں لا مکاں سارے ان کے مکاں وہ کہاں ہم کہاں

(۸) عالم ظہور میں آنے والی تمام اشیاء، جہاں کا قائم ہونا اور قائم رہنا، سرداروں کے رکوع اور بادشاہوں کے سجدے (جوان کی بارگاہوں میں ہوتے ہیں یا مراد ہے عاجزی و انکساری) یہاں کی نیاز مندیاں ہوں یا وہاں کی نمازیں، مجھے بتاؤ اے عظمت رسالت ماب علیہ السلام کے منکر و! یہ سب کس کا صدقہ ہے اور اللہ نے یہ سلسلے کس کی شان و عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے بنائے ہیں؟ یہ سب کچھ میرے آقا علیہ السلام کے لیے ہے۔

۔ سب صدقہ محبوب سونے دا کوہ طور تے دیوے بلدے

(۹) ہاں ہاں اور سنو! یہ چاند کا چمکنا، سورج کا دمکنا، یہ رات کی سیاہی اور دن کی روشنی۔ درختوں کے پتے اور خود درخت، باغات اور ان کے پھل، یہ تلواریں اور ڈھالیں، یہ تخت و تاج اور پشت عالم پر خدمت کی بیٹی کا بندھا ہونا الغرض سارے جہان میں حکم کا جاری ہونا یہ کس کے لیے ہے؟ کہو! یا رسول اللہ! آپ ہی کے لیے ہے۔ کیونکہ باغث تخلیق کل آپ ہیں۔

۔ مٹی بھی نہ آدم کی ابھی گوندھی گئی تھی اس وقت بھی نور ان کا دو عالم کی ضیا تھا

(۱۰) ادھر زمیں والوں کو اپنے نور کا فیض عطا فرما رہے ہیں اور ادھر (معراج کی شب) آسمان والوں کے سامنے اپنی رحمت کے خزانے لٹا رہے ہیں۔ اُن کا نام لے کر زمانہ جی رہا ہے۔ جس کو جو ملا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صدقہ ہی ملا ہے (انما انا قاسم اللہ یعطی) یہ سارے عطائیں کس کی ہیں! اللہ کے محبوب کی ہیں اور کس کی ہیں؟ اے کاش:

۔ مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم ان کے بچپن میں قدم بوسی کا حیلہ ہوتا

پاؤں رکھ رکھ کے گھروندے وہ بنایا کرتے میں خنک ریت کا بے نام سا ٹیلہ ہوتا

(ریاض حسین چوہدری)

اس پر چوہدری صاحب کی خدمت میں یہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ

۔ اس سادگی پہ کیوں نہ مر جاؤں اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں (تبصرہ)

- (۱۱) سحاب کرم روانہ کیے کہ آپ نغم زمانہ پئے!
جور کھتے تھے ہم وہ چاک سیئے یہ ستر بداں تمہارے لیے
- (۱۲) ثنا کا نشان وہ نور فشاں کہ مہروشیاں باں ہمہ شاں
بسیا یہ کشاں مواکب شاں یہ نام و نشاں تمہارے لیے
- (۱۳) عطاءے ارب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمت رب ہے کس کے سبب بر ب جہاں تمہارے لیے
- (۱۴) ذنوب فنا عیوب ہبا قلوب صفا خطوب روا
یہ خوب عطا کروں ڈدا پئے دل و جاں تمہارے لیے
- (۱۵) نہ جن و بشر کہ آٹھ پہر ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہ و سر کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کناں تمہارے لیے
- (۱۶) نہ رُوح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے
- (۱۷) جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دولہن
سزائے محن یہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لیے
- (۱۸) کمالِ مہاں جلالِ شہاں جمالِ حساں میں تم ہو عیاں
کہ سارے جہاں بروزِ فکاں ظلِ آئینہ ساں تمہارے لیے
- (۱۹) یہ طور کجا سپر تو کیا کہ عرش علا بھی دور رہا!
جہت سے ورا وصال ملا یہ رفعت شاں تمہارے لیے
- (۲۰) خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی؟
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

مشکل الفاظ کے معانی:

* سحاب - بادل * آب - پانی * نغم - نعتیں (جمع نعت کی) * چاک - پھن، شکاف * ستر - پردہ * بداں -
برے * ثنا - تعریف * نور فشاں - نور کی بارش * مہروشیاں - ان کی محبت (یاوشاں و ش کی جمع ہے بمعنی مانند، مثل) * با آہمہ

شاں۔ ان ساری شانوں کے باوجود * بسایہ کشاں۔ گرمی و دھوپ سے بچاؤ کے لیے سایہ کرنا * مواکب شاں۔ ان کے لشکر، سوار و پیادہ (جمع مواکب کی) * ارب۔ سو کروڑ * جلائے کرب۔ دکھ دور کرے * فیوض۔ جمع فیض کی بمعنی فائدہ * عجب۔ عجیب، حیران کن * بغیر طلب۔ بن مانگے * برب جہاں۔ جہاں کے پروردگار کی قسم * ذنوب۔ ذنب کی جمع بمعنی گناہ * فنا۔ ختم، خاتمہ * عیوب۔ عیب کی جمع برائی، خرابی * خطوب۔ (بضم الخاء والطاء) اور خطب ^{بفتح} الخاء والطاء بمعنی بڑا اہم کام * روا۔ جائز یعنی حاجت پوری ہونا یا زدا ہے یعنی دکھ دور کرنے والا، مرکب فاعلی (یہ لفظ زوا نہیں ہے جیسے کہ غمزد اور غمزا کی بحث میں گذر چکا) * پئے۔ واسطے * آٹھ پہر۔ ہر وقت، چوبیس گھنٹے * ملائکہ۔ فرشتے * در۔ دروازہ * بستہ کمر۔ کمر باندھے خدمت کے لیے ہر وقت تیار * جبہ (جھبہ)۔ پیشانی * سجدہ کناں۔ سجدہ کرنے والا * روح امیں۔ جبریل امین علیہ السلام * عرش بریں۔ بلند تخت * لوح مبیں۔ روشن تختی (لوح محفوظ) * رمزیں۔ پوشیدہ باتیں * نہاں۔ چھپی ہوئی * جناں۔ جنتیں * چمن۔ باغ * سمن۔ چنبیلی کا پھول * پھبن۔ زیبائش و آرائش * سزائے۔ تکلیف * ججن۔ محنت کی جمع بمعنی مشقت (بکسر المیم وفتح الخاء) * منن۔ (بذلک الاعراب) منت کی جمع بمعنی احسان * امن و اماں۔ آرام و سکون * کمال۔ خوبی * مہاں۔ سردار * جلال۔ رعب و دبدبہ * شہاں۔ بادشاہ * جمال۔ حسن، خوبصورتی * حساں۔ حسن والے * عیاں۔ ظاہر * بروز نکاں۔ یوم تخلیق (نکاں۔ پس ہو گیا) * ظل۔ سایہ * آئینہ ساں۔ ایسا شیشہ (ساں۔ مانند، مثل) * طور۔ پہاڑ کا نام * کجا۔ کہاں (برائے سوال) * سپہر۔ ڈھال (مراد ہے آسمان) * عرش علا۔ بلند عرش * جہت۔ سمت * ورا۔ اوپر * وصال۔ ملاقات * رفعت شاں۔ عظمت و شان کی بلندی * خلیل، نجی، مسیح، صفی۔ برطابق لف و نشر مرتب (ابراہیم، نوح، عیسیٰ، آدم علیہم السلام) * کہی۔ بات کی * بنی؟۔ (بات بنی؟ کام ہوا؟ سوالیہ انداز) * خلق۔ مخلوق۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) ہمارے آقا علیہ السلام نے اپنے فضل و کرم کے ایسے بادل روانہ فرمائے کہ آج تک اور قیامت تک زمانہ حضور علیہ السلام کے صدقے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے پانی سے فیضاب ہوتا رہے گا۔ آپ نے ہمارے زخمی دلوں پہ اپنی محبت کی مرہم رکھ کر ہمارے چاک سی دیے اور ہم گناہ گاروں کے عیبوں کو اپنی رحمت کے دامن سے ڈھانپ دیا، بھلا بتاؤ یہ شان کس کے لیے ہے؟ صرف ہمارے آقا کے لیے ہے۔

(۱۲) تعریف و توصیف کی علامتیں ہوں یا زمانے کو نور کی خبرات بانٹنے والا چاند اور سورج ہو! حضور علیہ السلام کی محبت و ہمدردی اپنی تمام شانوں کے ساتھ ہر وقت سایہ فلکن ہے۔ ساری فوجیں (سوار و پیادہ، انسان، جن، فرشتے) آپ کے زیر فرمان ہیں، اور بلکہ جہان کی یہ ساری نام و نمود آپ ہی کے لیے ہے، نہ صرف اس جہان کی بلکہ اُس جہان کی بھی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(۱۳) ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام کی کروڑوں اربوں عطائیں اور نوازشیں لوگوں کے آج بھی دکھ درد دور کر رہی ہیں اور قیامت کو بھی یہی حال ہوگا۔ اور پھر مزرے کی بات یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہ بے مثال اور حیران کن فیوضات بغیر مانگے ہمیں مل رہے ہیں۔

ذرا بتاؤ تو! رب العالمین کی یہ رحمتیں ہمیں کس کی وجہ سے مل رہی ہیں؟ سنو سنو! خدا کی قسم ہے حضور کی وجہ سے مل رہی ہیں

(صلی اللہ علیہ وسلم)

دل کے جرائیں، اپنے خدا سے، تیرے سوا، کچھ بھی تو نہ مانگا

تو برا اول، تو برا آخر، تو برا بچا، تو برا ماویٰ

کتنے صحیفے میں نے گھننگالے، نصف اندھیرے نصف اُجالے

تو ہی حقیقت، تو ہی صداقت، باقی سب کچھ صرف ہیولی (احمد ندیم قاسمی)

(۱۴) محبوب خدا کی طرف سے ملنے والے عطیات پہ تو ذرا غور کرو! گناہ جل کر راکھ ہو رہے ہیں بلکہ (بِذَلِ اللّٰهِ سَيَاتِهِمْ

حسنات نیکوں میں تبدیل ہو رہے ہیں) ہماری بدیاں خاک بن کر ہوا میں اُڑ رہی ہیں (التائب من الذنب کمن لا ذنب له

۔ حدیث) اہل ایمان کے دل شیشے کی طرح صاف و شفاف ہو رہے ہیں (افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور

من ربہ) بڑے بڑے عقدے، لایخیل مسائل اور مصیبتوں کے پہاڑ جل کر بھسم ہو رہے ہیں، یہ عطا کیں جو ہمارے درد و آلام کو ختم

کر رہی ہیں، جن سے ہمارا دل اور ہماری جان کو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے، بتاتے کیوں نہیں یہ ہمیں کس کے قدموں کی طفیل

ملی ہیں؟ اے میرے آقا! میں ہی آپ کی امت کو بتا دوں کہ یہ سب کچھ ہمیں صرف آپ کی وجہ سے ملا ہے۔

لہذا اے امت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پیارے نبی کی بابرکت قدموں کے ساتھ نسبت غلامی کو مضبوط کر لو۔

۔ دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

(۱۵) اے غلامانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! ذرا اپنے آقا و مولیٰ کے روضہ انور کے در پاک کی شان تو دیکھو! نہ صرف جن اور

انسان بلکہ چوبیس گھنٹے فرشتے (ستر ہزار کی تعداد میں کم از کم) آپ کے در اقدس پہ خدمت کے لیے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور

پیشانی و سر سے نہیں بلکہ دل و جاں سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے جھک رہے ہیں۔ اپنے پروں کو قبر انور سے مل رہے ہیں اور

ساتھ زباں حال سے کہہ رہے ہیں۔

۔ سرکار کا در ہے، در شاہاں تو نہیں ہے جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ

اور یہ ڈیوٹی صبح و شام بدل جاتی ہے کیونکہ ایک ہی حاضری میں اُن کے دامن کو ان کے کرم سے بھر دیا جاتا ہے اس لیے؟

جو ایک بار آئے دوبار نہ آئے گا

اور یہ صرف۔ سرکار دے امتی نہیں جہڑے مڑ کے بلائے جاندے ہیں

۔ جنت کی آرزو بھی کریں، عاشقِ رسول جنت تو آگئی ہے محمد کے شہر میں

(بقصر ف)

(۱۶) شب معراج جو راز کی باتیں اے میرے آقا آپ کو بتائی گئیں ان کی جبریل امین کو کیا خبر (وہ تو سدرہ پہ رہ گیا) عرش

بریں کو کیا پتہ (وہ تو پاؤں کے نیچے آ گیا) لوح محفوظ کو کیا معلوم (وہ تو راز کی باتیں تھی اور لوح محفوظ کے بارے میں فرمایا گیا شہدہ

المقربون۔ اللہ کے مقرب بندے اس کا مشاہدہ و مطالعہ کرتے رہتے ہیں) الغرض خدا جانے یا اس کا پیارا مصطفیٰ جانے اس کے

علاوہ ازل کی پوشیدہ رمزوں کا کھلنا کسی کو معلوم نہیں (کیونکہ یہ صرف آپ کے لیے ہی کھولی گئی تھیں) اور جس پر بھی یہ راز کھلے آپ

کے کھولنے سے ہی کھلے

ہوا حضور سے واضح تصور وحدت
بغیر ان کے تو سط کے جو ملے مجھ کو
ہمارے دین کی اس کے سوا اساس نہیں
قسم خدا کی مجھے وہ خوشی بھی راس نہیں

(حدیث شوق)

(۱۷) جنتوں کے باغ باغوں میں چنبیلی کے پھول، پھولوں میں جنت کی خوشبو اور رنگ (کی عمدگی و سجاوٹ) اور ان میں دلہن (جنت کی حوروں) کا نظارہ یہ سب کچھ آپ کے طفیل ان گناہ گاروں کے لیے ہو گیا تھے تو یہ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب کے قابل لیکن آپ کی پاکیزہ شفاعت ان کا سہارا بن کے جنت میں لے گئی اور یہ ساری نعمتیں ان کے لیے ہو گئیں (ولکم فیہا ما تشاہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون)

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی
(۱۸) بڑے بڑے سرداروں کا جاہ و جلال اور فضل و کمال، بڑے بڑے بادشاہوں کا رعب اور دبدبہ اور حسنان عالم کا حسن و جمال آپ ہی کی ذات سے ظاہر ہوا ہے کیونکہ تمام جہانوں کو جو دکا سایہ آپ کی ذات کے آئینہ عکس جمال سے ہی ملا ہے۔ اور سارے جہان میں ہر طرف آپ ہی کے نور کی جلوہ آرائی ہے (والخلق کلہم من نوری)

پھل پھول اس میں ان کی محبت کے ہیں فقط
شاداب جن کے دم سے ہوئی سرزمین دل
اُجڑا سا اک مکان تھا اب لا مکان ہے
جب سے حضور! آپ ہوئے ہیں مکین دل
(۱۹) کہاں موسیٰ علیہ السلام کا طور بے چارہ اور کہاں آسمان! یہاں تو عرش معلیٰ کی بھی ”دال نہ گلے“ ہمارے آقا علیہ السلام تو اتنا اوپر تشریف لے گئے کہ عرش بریں وہاں سے بہت نیچے رہ گیا، وہاں گئے جہاں نہ جہت تھی نہ سمت نہ آگے نہ پیچھے، نہ نیچے نہ اوپر نہ دایاں نہ بایاں (لا مکان وہ ہے جو ان شش جہات سے دراء النوراء ہے) کیونکہ خالق نور سے ملاقات تھی جو جسم و جسمانیات سے پاک ہے (لہذا وہاں کا ماحول بھی سمت سے پاک ہے) یہ بلندی شان اور رفعت مقام بھی صرف ہمارے آقا (علیہ السلام) کے لیے ہے۔

(۲۰) میدان محشر کا نقشہ سامنے لا کر حدیث شفاعت کے مطابق ہر نبی کی بارگاہ سے شفاعت کی بھیک مانگنے کے لیے تمام اہل محشر کا حاضر ہونا، آخر کار حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے بات کا بننا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس شعر نمبر ۲۰ میں کتنے اچھوتے اور دل کو موہ لینے والے اندازہ میں بیان فرمایا ہے ایک بار شعر پڑھ کر یہ تشریح پڑھیں اور بعد میں پھر یہی شعر پڑھیں۔ انشاء اللہ ساری عمر یہی پڑھتے رہیں گے اور طبیعت سیر نہ ہوگی بلکہ ہر بار نئی لذت نصیب ہوگی)

اے اہل محشر! اب آگئے ہو میرے آقا کی بارگاہ میں؟ پہلے بتاؤ! کہاں کہاں گئے تھے؟ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں گئے تھے ناں؟ ہاں گئے تھے۔ حضرت نوح نجی علیہ السلام کے پاس؟ گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاں؟ گئے تھے۔ تمام نبیوں کے باپ پیارے آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں؟ گئے تھے۔ اچھا بتاؤ! کچھ کام ہوا، کوئی بات بنی؟ نہیں کوئی بات نہیں بنی۔ اچھا گھبراؤ نہیں اب اس کی بارگاہ بے کس پناہ میں آگئے ہو کہ جہاں سب کی بگڑی بھی سنور جاتی ہے بات بھی بن جاتی ہے۔ مقدر بھی سنور جاتا ہے، قسمت بھی بدل جاتی ہے

تو بھی اسی در جا جس در پر سب کی بگڑی بنتی ہے اک تیری بگڑی کو بنانا ان کے لیے کوئی بات نہیں ہے
اتنی بات ہو جانے کے بعد اور حضور کی زبان سے انا لہا کا مژدہ جانفراسن لینے کے بعد سارا محشر نعرہ رسالت بلند کریگا
اور بیک زباں ہو کر مصرعہ ثانیہ کا درو کرے گا۔

یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

(۲۱) بفور صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا
صفوفِ سماں نے سجدہ کیا ہوئی جو ازاں تمہارے لیے
(۲۲) یہ مرحمتیں کہ کچی متیں نچھوڑیں لتیں نہ اپنی گتیں
قصور کریں اور ان سے بھریں قصورِ جناں تمہارے لیے

(۲۳) فنا بدرت بقا پرت زہر دو جہت بگردِ سرت
ہے مرکزیت تمہاری صفت کہ دونوں کماں تمہارے لیے

(۲۴) اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

(۲۵) صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ٹا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

مشکل الفاظ کے معانی:

* بفور۔ بہت جلد، اچانک، اسی وقت * صدا۔ آواز * سماں۔ منظر، کیفیت * صفوف۔ صف کی جمع (فرشتوں کی لائیں، قطاریں) * سما۔ آسماں * مرحمتیں۔ نوازشیں، عنایتیں * متیں۔ مت کی جمع ہے بمعنی ہوش و حواس یعنی کمزور عقل والے (کچی مت والے، جن کی مت ماری ہوئی ہے) * لتیں۔ لت کی جمع بری عادت جیسے کہتے ہیں فلاں کو تو گناہوں کی لت ہی پڑ گئی ہے شاید یہ علت کا مخفف ہو۔ * گتیں۔ گت کی جمع، چال ڈھال، حالت (فلاں کی خوب گت بنی یعنی بڑی ذلت اٹھانی پڑی) * قصور۔ گناہ * قصور۔ قصر کی جمع بمعنی محل (انہا قومی بشریہ کا لقصور دوزخ محلات کی طرح انگارے پھینکے گا، المرسلات) * بدرت (بہ درت)۔ آپ کے دروازے پر * بقا۔ زندگی (فنا کی ضد) * بہرت (بہ برت)۔ آپ کے دامن میں (اگر پرت ہو تو معنی ہے طفیل و صدقہ) * زہر دو جہت۔ دونوں طرف سے (فارسی) * بگردِ سرت۔ آپ کے سرانور کے ارد گرد * مرکزیت۔ مرکز ہونا، دائرہ کے درمیان والا نقطہ * دونوں کماں۔ (دنیا اور آخرت کی) دونوں کمانیں * چیر دیا۔ دو ٹکڑے کر دیا * خور۔ سورج * تاب و تواں۔ قوت و طاقت * صبا۔ پروا ہوا (جو مشرق سے چلتی ہے) * پھلے۔ پھل آجائے * کھلے۔ غنچہ چنک کر پھول بن جائے * لواء۔ جھنڈا (لواء الحمد قیامت کے دن حضور علیہ السلام کے ہاتھوں میں ہوگا جس کے نیچے ساری اولاد

آدم ہوگی اور جھنڈے کے سایہ رحمت میں آکر قیامت کی قیامت خیز دھوپ و گرمی سے بچ جائے گی اور اس احسان کے بدلے حضور خدا کی تعریف کریں گے اور ساری خدائی اور خود خدا حضور کی تعریف کرے گا) * بتلے۔ نیچے * ثنا۔ تعریف۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۱) شب معراج جب اوپر کی دنیا میں ہمارے آقا علیہ السلام کی تشریف آوری کا اعلان ہوا تو سدرہ المنتہی خوشی کے مارے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرش معلیٰ بھی حضور علیہ السلام کے استقبال کے لیے جھک گیا اور ہر طرف سے درود و سلام کی آوازیں جب آئیں تو عجیب ساں تھا کہ تمام فرشتے حضور علیہ السلام کی آمد پہ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گرے ہوئے تھے اور آذانیں ہو رہی تھیں اشہدان محمد رسول اللہ (اب بوقت تحریر اس الفاظ بھی مغرب کی آذانیں ہو رہی ہیں اور سبحان اللہ! موذن یہی کلمہ پڑھ رہا ہے، باقی انشاء اللہ نماز مغرب کے بعد لکھا جائے گا)

(۲۲) ہم کم عقل ہیں کہ اپنی بری عادتیں نہیں چھوڑ پارہے اور گناہ پر گناہ کیے جا رہے ہیں، اس کے باوجود بھی آپ کی نوازشات ہم پہ قائم و دائم ہیں نہ صرف دنیا میں بلکہ عالم آخرت میں بھی جنت کے محلات انہی گناہ گاروں کے ساتھ بھر دیں گے۔ اب میرے آقا یہ رتبہ بھی صرف آپ ہی کو ملا ہے۔

دُنیا پہ حکومت ہے تو عقیقی پہ بھی شاہی ثانی میرے آقا کا نہ یہاں ہے نہ وہاں ہے
ہر کوئی ہے محتاج سرِ حشر تمہارا ہر شخص پکارے ہے کہ محبوب کہاں ہے (محمد اسماعیل)
(۲۳) فنا و موت ہو یا بقا و زندگی، سب آپ کے در اقدس کی لونڈیاں ہیں اور دو کمانون کی طرف آپ کے سرانور کے ارد گرد دونوں طرف موجود و حاضر ہیں مگر مرکزیت آپ ہی کی ذات اقدس کو حاصل ہے۔ جس طرح دونوں کمائیں کماندار کے قبضے و اختیار میں ہوتی ہیں موت و حیات کا بھی آپ کو اختیار حاصل ہے، کہیں پتھروں اور لکڑیوں کو بلایا جا رہا ہے تو کہیں چلنے پھرنے بولنے سننے والوں کو صم بکم عمیٰ فرمایا جا رہا ہے اور شہید کو مردہ کہنے سے منع فرمایا جا رہا ہے کیونکہ ایمان و زندگی تو غلامی رسول کا نام ہے اور کفر و موت رسول سے بغض اور دوری کا نام ہے۔

دور تھے اولیں مگر ہو گئے قریب بوجہل تھا قریب مگر دور ہو گیا
(۲۴) آپ کا اشارہ ہو تو چاند کا سینہ چر جائے اور آپ دعا فرمائیں تو ڈوبا ہوا سورج انہیں قدموں پہ واپس پھر آئے اور دن جو ختم ہو چکا تھا وہ عصر کے وقت پہ آجائے تاکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز ادا ہو قضا نہ ہو یہ طاقت اے پیارے آقا! آپ کے سوا کہیں اور نظر نہیں آتی۔

(۲۵) ایسی باد صبا چلے کہ جو باغات میں پھل اور پھول کھلا دے اور نہ صرف پھول کھلیں بلکہ ہمارے نصیب بھی کھلیں اور قیامت کے دن لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) ہاتھ میں لیکر جب محبوب خدا نکلیں تو اس وقت (گدائے درخیر الوریٰ، عبدالمصطفیٰ امام اہل سنت) احمد رضا کو زبان سے کچھ کہنے کی اجازت ہو جائے تو میری زبان اے میرے آقا وہاں بھی آپ کی تعریف کا قصیدہ ہی پڑھے گی۔
غلامانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہچان ہی عظمتِ مصطفیٰ کا اظہار و بیان کرنا ہے ان کو حمد خدا بھی کرنی ہو تو نعتِ مصطفیٰ کا حوالہ دیے بغیر کر ہی نہیں سکتے اور وہ اس لیے کہ خدا اور مصطفیٰ کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ جیسے دو کمانون کو ملائے بغیر دائرہ نہیں

بن سکتا اسی طرح خدا و مصطفیٰ کو ماننے بغیر بندہ ایماندار نہیں ہو سکتا دونوں کو ماننے تب مومن اور صرف ایک کا بھی انکار کر دے تو کافر۔
 دوسری بات یہ ہے کہ خدا اور محبوب خدا میں چپقلش یا ضد اور مقابلہ بازی نہیں ہے کہ خدا کی تعریف کریں تو رسالت خطرے میں پڑ جائے اور رسول کی تعریف کریں تو وحید کو خطرہ لاحق ہو جائے اور خدا ناراض ہو جائے (نعوذ باللہ) بلکہ ان کا آپس میں اتنا پیار ہے کہ ایک کی تعریف کرنے سے دوسرا خوش ہوتا ہے اس لیے اہل اللہ مکہ میں جا کر درود و سلام اتنا زیادہ پڑھتے ہیں کہ طواف و سعی کی جگہ بھی درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اور مدینہ شریف جا کر ذکر الہی کی کثرت کرتے ہیں تاکہ اللہ کے گھر حضور کا ذکر زیادہ کریں گے تو خدا خوش ہو جائے گا اور حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ذکر الہی زیادہ کریں، تاکہ مصطفیٰ کو ہم پہ پیارا آجائے کہ میرے امتی میرے پیارے اللہ کو یاد کر رہے ہیں۔

تیرا ذکر اس وقت بھی ہو زباں پر لبوں پر ہو جس وقت دم یا الہی
 سکندر ثنا خواں ہے تیرے نبی کا سر حشر رکھنا بھرم یا الہی

-----***-----

نعت شریف نمبر (۸۲)

- (۱) نظر اک چمن سے دو چار ہے نہ چمن چمن بھی ثار ہے
عجب اس کے گل کی بہار ہے کہ بہار بلبل زار ہے
- (۲) نہ دل بشر ہی فگار ہے کہ ملک بھی اس کا شکار ہے
یہ جہاں کہ ہژدہ ہزار ہے جسے دیکھو اس کا ہزار ہے
- (۳) نہیں سر کہ سجدہ کناں نہ ہونہ زباں کہ زمزمہ خواں نہ ہو
نہ وہ دل کہ اس پہ تپاں نہ ہونہ وہ سینہ جس کو قرار ہے
- (۴) وہ ہے بھینی بھینی وہاں مہک کہ بسا ہے عرش سے فرش تک
وہ ہے پیاری پیاری وہاں چمک کہ وہاں کی شب بھی نہار ہے
- (۵) کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوش حسن سے
نہ بہار اور پہ رخ کرے کہ جھپک پلک کی تو خار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* دو چار - آمنے سامنے * ثار - قربان * عجب - عجیب، حیران کن * زار - کمزور * فگار - زخمی * ملک - فرشتہ
* ہژدہ ہزار - اٹھارہ ہزار * سجدہ کناں - سجدہ کرنے والا * زمزمہ خواں - گانے والی (زبان) * تپاں - گرم، مراد ہے قربان
و بے تاب ہونا * بھینی بھینی - ہلکی ہلکی خوشبو * مہک - خوشبو * بسا - خوشبودار ہوا * شب - رات * نہار - دن * جوش
حسن - حسن و جمال کی انتہا اور تیزی * رخ - چہرہ * جھپک - پلکوں کا بند ہونا، آنکھ بند کرنا اور کھولنا (جھپکنا سے) * پلک - آنکھ کا
اوپر والا پردہ * خار - کاٹا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) میری نگاہ کے سامنے ایسا باغ (رسالت) کھلا ہوا ہے کہ اس کے سامنے کسی دنیا کے باغ کی حیثیت ہی کیا ہے بلکہ سارا
باغ عالم اس (باغ رسالت) پہ قربان ہونے کو تیار ہے اور اس باغ رسالت کے پھول کی کیسی عجیب بہار ہے کہ بلبل کی بہار بھی اس
سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگی۔ یعنی حسینان عالم سرکار مدینہ علیہ السلام کے حسن و جمال کے

جلوؤں کی تاب نہ لا کر پروانوں کی طرح آپ پہ نثار ہو رہے ہیں۔

۱۔ جس کے انوار کی اک جھلک ہیں عالم سارے کل جہاں جسم ہیں اور جاں ہیں رسول عربی
کون سا غیب رہا غائب، رہا غیب نہ جب غیب ان سے شاید مخفی خزانہ و عیاں ہیں رسول عربی
(۲) صرف انسان ہی محبوب خدا کے عشق میں چاک گریبان و دل فگار نہیں ہیں بلکہ فرشتوں کی حالت بھی کچھ عاشقانِ مصطفیٰ
(انسانوں) سے مختلف نہیں بلکہ اٹھارہ ہزار جہانوں میں سے جس کو دیکھو وہ یہی کہتا ہوا نظر آئے گا۔

۲۔ ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے جو تیرے کوچے میں ہے وہی کفن بردوش ہے
جب ان کے پیدا کرنے والے نے خود ان کو اپنا محبوب بنا لیا ہے تو اور کس کی مجال ہے کہ ان کے عشق سے مستغنی ہو کر رہ
سکے۔ اٹھارہ ہزار جہانوں میں سے ایک ایک جہان کے حصے میں ان کے ہزار ہزار جلوے دکھائی دیتے ہیں۔

۳۔ کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر کونین کی خاطر تجھے سرکار بنایا
(۳) کوئی سراپا نہیں بلکہ وہ سرسری نہیں جس میں محبوب خدا کی بارگاہ کے ادب کا جذبہ نہ ہو، نہ وہ زبان زبان کہلانے کی حق
دار ہے جو ان کی مدح و ثنا کے لیے بے چین و بے قرار نہ ہو، وہ دل پتھر سے کم نہیں جو ان کے عشق کی حرارت میں گرم نہیں ہوتا (بے
عزت عاشق رسول نہیں ہو سکتا) اور وہی سینہ مدینہ بنے گا جس کا چین و قرار مدینے والے کی محبت و عشق ہوگا۔

۴۔ جان لو ایمان کی ہے جان حبِ مصطفیٰ اور بن ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا
(جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) مدینے کی کیا بات پوچھتے ہو؟ پورا ماحول ہی پر نور اور خوشبودار بنا ہوا ہے ایسی ہلکی ہلکی بوئے جنت عرش سے فرش تک پھیلی
ہوئی ہے کہ ہر ذرہ مہک رہا ہے، اور ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے جس سے رات، دن کا منظر پیش کر رہی ہے۔

۵۔ جب مدینے کی بات ہوتی ہے وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

(۵) باغِ عالم میں سرکارِ مدینہ ﷺ کے علاوہ کہاں اور کب ایسا پھول کھلا ہے؟ (اسی لیے آپ کے دو راقدس میں کسی دوسرے
نبی کو نہ بھیجا گیا حالانکہ پہلے ایک ایک وقت میں سینکڑوں انبیاء کرام کی گنجائش ہو سکتی تھی، بنی اسرائیل نے ایک دن میں ایک روایت
کے مطابق ستر اور دوسری روایت کے مطابق تین سو بیویوں کو قتل کیا) اور آپ کے بعد تو بابِ نبوت کو بالکل ہی سیل کر دیا گیا۔ اب بہار
بھی پوری طرح اسی پھول کی طرح متوجہ رہتی ہے اور پلک تک نہیں جھپکتی کیونکہ پلک جھپکنے کے برابر بھی پھول کا نہ دیکھنا اس کی
آنکھوں میں کاٹنا بن کر چبھتا ہے۔

۶۔ محمد سے جنگل ہوئے پر سکوں محمد سے ہر بحر کی لہر ہے
محمد ہے کونین کی زندگی محمد محیطِ زمن بحر ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

- (۶) یہ سمن یہ سون و یاسمن یہ بنفشہ سنبل و نسترن
گل و سرو دلالہ بھرا چمن وہ ہی ایک جلوہ ہزار ہے
- (۷) یہ صبا سنک وہ کلی چنگ یہ زباں چمک لب جو جھلک
یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اسی کے دم کی بہار ہے
- (۸) وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصل عالم و دھر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے
- (۹) وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے
- (۱۰) یہ ادب کہ بلبل بے نوا کبھی کھل کے کر نہ سکے نوا
نہ صبا کو تیز روش روانہ چھلکتی نہروں کی دھار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* سمن - چنبیلی * سون - پانچ پتھریوں والا آسمانی رنگ کا پھول * یاسمن - سفید چنبیلی * بنفشہ - وہ مشہور بوٹی جس سے شربت بنفشہ تیار کیا جاتا ہے * سنبل - خوشبودار گھاس * نسترن - سفید گلاب * گل - سرخ گلاب * سرو شمشاد، صنوبر (بالکل سیدھا درخت) * لالہ - خشکاش کا سرخ پھول * سنک - تیز ہوا، جبط، سوداء * کلی - غنچہ، بن کھلا پھول * چنگ - کلی کا (ٹھک کی آواز کے ساتھ) پھول بننا * چمک - زبان کی خوش الحانی، چھپھانا * لب جو - دریا (نہر) کا کنارہ * جھلک - رونق * مہک - خوشبو * چمک دمک - روشنی * جلوہ - نور * اصل - جڑ، بنیاد * عالم - جہاں * دھر - زمانہ * بحر - سمندر * لہر - موج دریا * پاٹ - دریا کی چوڑائی * دھار - پانی کا بہاؤ * فنا - خاتمہ، ہلاکت * بقا - زندگی، باقی رہنا * بن - جڑ * بار - پھل * ادب - لحاظ، احترام * بے نوا - محتاج و بے سروسامان * نوا - آواز * صبا - پروا ہوا * تیز روش - تیز چلنا * چھلکنا - اچھلنا * دھار - بہاؤ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو باغ سے تشبیہ دیکر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یہ جیسے باغ ایک ہوتا ہے لیکن اس میں کئی قسم کے پھول ہوتے ہیں کوئی چنبیلی و سون کا پھول ہے تو کوئی یاسمین و بنفشہ ہے کہیں خوشبودار گھاس ہے تو کہیں سفید گلاب ہے، کسی جگہ گل سرخ کھلا ہوا ہے تو کہیں سرو، صنوبر کھڑا ہوا ہے چمن تو ایک ہی ہے مگر جلوے ہزار ہیں۔ ہمارے آقا کی ذات بھی ایک ہی ہے مگر ایک ہو کر۔ ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

والخلق کلہم من نوری۔ تمام مخلوق میرے نور سے بنائی گئی۔ (زرقانی ص ۴۶ ج ۱، مواہب لدنیہ ص ۹ ج ۱ سیرت حلبیہ ص ۳۰) نور سے پیدا فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نور کی شعاعوں کے جلوؤں کے فیض سے مخلوق بنائی گئی ورنہ نور

تو تقسیم نہیں ہوتا۔

(۷) باد صبا کا صبح کے وقت تیزی اور نحرے سے چلنا، کلیوں کا ٹھک کر کے پھول بن جانا، زبان سے بیٹھے بول بولنا، دریاؤں کی لہروں کا پر رونق منظر، پھولوں کی مہک اور چاند سورج ستاروں کی چمک دمک یہ سب جلوے ہیں نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ ساری بہاریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے دم قدم سے ہیں۔

(۸) ہر گنگر ہر گلی گلی، ہر شہر شہر ہے نبی نبی، حضور کے جلووں سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے کیونکہ آپ ہی جہان کی اصل اور زمانے کی بنیاد ہیں، سمندر میں آپ کا جلوہ، اس کی لہروں میں آپ کا جلوہ، اس کی چوڑان میں آپ کے نور کا جلال ہے تو اس کی دھار میں آپ کی محبت کا جمال اور آپ کے کرم کا کمال اور تیزی بھی ہے کیونکہ آپ کائنات کی روح رواں ہیں اور جان ہے تو جہاں ہے۔

فرش، عرش دونوں جہاں نور سے تیرے روشن نور مصطفیٰ تیرا، چار سو اجالا ہے
(۹) جب تک حضور علیہ السلام کے نور کو پیدا نہ کیا گیا تھا اس وقت تک سوائے اللہ کے کچھ نہ تھا اگر اب بھی حضور علیہ السلام کا نور کائنات میں جلوہ گر نہ ہو تو جہان سارے کا سارا فنا ہو جائے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی جان کائنات ہیں، جان سے ہی زندگی ہے اور آپ اصل کائنات ہیں اور جڑ ہوگی تو درخت سرسبز و شاداب رہ کر پھل دے گا۔

نگاہ لطف ہو ہم سب پہ آقا ترے دربار کے دریوزہ گر ہیں
(۱۰) بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام کا ادب و احترام یہ ہے کہ بلبل کبھی گھل کر چپھا نہیں سکتی، نہ ہوا کو آپ کی بارگاہ میں تیزی دکھانے کی اجازت تھی اور نہ ہی دریا کی لہروں کو طغیانی کی مجال۔ کیونکہ حضور علیہ السلام ہر شے کے رسول ہیں اور ہر شے پر آپ کا احترام لازم ہے۔

استاذ کی بارگاہ کا ادب شاگرد بتائے۔ پیر کی بارگاہ کا ادب مرید سمجھائے اور مصطفیٰ کی بارگاہ کا ادب خدا بیان فرمائے اور ارشاد فرمائے۔

یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الی اخر الایۃ)

خبردار! اے ایمان والو! میرے نبی سے اپنی آوازوں کو اونچا مت کرو۔ اور ان کو ایسے نہ بلاؤ جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ جو ایسا کرے گا اس کے اعمال ضائع کر دیے جائیں گے۔ اور اس کو خبر بھی نہ ہوگی۔

حضور علیہ السلام کے گھر ایک تقریب کے موقع پر فارغ ہونے کے بعد بھی کچھ لوگوں کا بیٹھے رہنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا اور فرمایا ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحی منکم۔ یہ بات میرے حبیب کے لیے تکلیف کا باعث ہے اور وہ حیاء کی وجہ سے تمہیں کچھ کہتے نہیں ہیں لہذا خود ہی سوچ لیا کرو واللہ لا یستحی من الحق۔ اللہ کو حق بات کہتے ہوئے کوئی جھجھک نہیں۔

یہ کون طائر سدرہ سے ہم کلام آیا جہان خاک کو پھر عرش کا سلام آیا
جبیں بھی سجدہ طلب ہے یہ کیا مقام آیا ”زباں پہ بارِ خدایا“ یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بو سے مری زباں کے لیے“

- (۱۱) بہ ادب جھکا لو سرِ ولا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گل تر محمد مصطفیٰ چمن ان کا پاک دیار ہے
- (۱۲) وہی آنکھ ان کا جو منہ تکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جو ان کے لیے جھکے وہی دل جو ان پہ نثار ہے
- (۱۳) یہ کسی کا حسن ہے جلوہ گر کہ تپاں ہیں خوبوں کے دل و جگر
نہیں چاک جیب گل و سحر کہ قمر بھی سینہ فگار ہے
- (۱۴) وہی نظر شہ میں زیرِ نگو جو ہو ان کے عشق میں زرد زو
گل خلد اس سے ہو رنگ جو یہ خزاں وہ تازہ بہار ہے
- (۱۵) جسے تیری صفتِ نعال سے ملے دو نوالے نوال سے
وہ بنا کہ اس کے اگال سے بھری سلطنت کا ادھار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* ولا - دوستی، محبت * تر - تازہ، تری والا * دیار - گھر * تکے - دیکھے * لب - ہونٹ * محو - گم، مصروف
* نثار - قربان * جلوہ گر - روشن، ظاہر * تپاں - گرم، تڑپتے * جیب - گریبان * سحر - صبح کا وقت * قمر - چاند * سینہ
فگار - زخمی سینہ و دل * زیرِ نگو - خالص سونا * زرد زو - پیلے چہرے والا * گل خلد - جنت کا پھول * رنگ جو - رنگ کا متلاشی
* خزاں - پت جھڑکا موسم * تازہ بہار - پھول کھلنے کا موسم شروع ہونا * نعال - نعلین شریف (جو تاج مبارک) * نوالے - لقمے
* نوال - جو دو کرم * اگال - اگلی ہوئی، منہ سے باہر پھینکی ہوئی چیز، تھوک * بھری - بھرپور۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) - اے عاشقانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنے سروں کو ادب سے جھکا لو کیونکہ میں ایک پھول اور ایک چمن کا ذکر کرنے
والا ہوں۔ تو سنو! پھول کون ہے؟ اللہ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ باغِ قدس کے تر و تازہ پھول ہیں اور وہ باغ اللہ کے محبوب
اور ساری کائنات کے مطلوب و مقصود کا شہرِ پاک مدینہ شریف ہے۔

نہ پھولوں میں میرے پھول کا جواب ہے اور نہ ہی باغوں میں باغِ مدینہ کا کوئی ثانی ہے۔ پھول کی شان تو یہ ہے کہ
محمد دین و دنیا کے ہیں رہبر محمد آخرت کے تاجور ہیں
وہی بے عیب ہیں حق کے گہر ہیں محمد نام پہ نقطہ نہیں ہے
اور باغِ مدینہ کی عظمت اب میری نظر میں یہ ہے کہ
حسرت ہے دل میں اور تمنا نظر میں ہے
اب خواب میں بھی گنبد خضریٰ نظر میں ہے

دیکھو جدھر حضور کے جلوے دکھائی دیں اک ایسے زاویے سے مدینہ نظر میں ہے
(۱۲) آنکھ در حقیقت وہی ہے جو محبوب خدا کے چہرے کو محبت کے ساتھ دیکھتی رہے، اور ہونٹ دراصل وہی ہونٹ ہیں جو حضور علیہ السلام کی ثنا خوانی میں مصروف رہیں۔ سرو ہی سر ہے جو ان کے سامنے ادب سے جھکا رہے اور دل کہلانے کا وہی حقدار ہے جو محبوب خدا پہ قربان ہوتا رہے ورنہ یہ سب اعضاء ہونے کے باوجود صم بکم عمی فہم لا یرجعون۔ الہم ارجل یمشون بہا ام لہم اید ینطشون بہا (الی آخر الایۃ)

(۱۳) اللہ اللہ! ذرا غور سے دیکھو! یہ کس کے حسن دل آراء نے جلوی گری فرمائی ہے کہ تمام حسن والے بے قراری کی آگ میں بدل و جان قربان ہو رہے ہیں اور صرف پھول اور صبح صادق نے ہی اپنا گریبان چاک نہیں کیا چاند بھی محبوب خدا کے حسن کی تاب نہ لا کر زخموں سے چور چور ہے اور اس کا سینہ داغ داغ ہے۔

بے او جاوے میر کرن نوں دھرتی لف لف جاوے
بے رکھے ہتھ وچ پھلاں دے ہتھ پھلاں وچ رل جاوے
بجلی ڈر دی چمک نہ مارے بے متھے تیوری پاوے
توبہ ایذا حسن نبی دا جہدی جھال نہ جھلتی جاوے

(۱۴) محبوب خدا کی بارگاہ میں اگر نذرانہ پیش کیا جاسکتا ہے تو وہ عاشق جن کے چہرے خالص سونے کی طرح فراق محبوب میں پیلے ہو چکے ہیں، جن سے جنت کا پھول بھی رنگینی کا متلاشی ہے، اے لوگو! تم تو پیلا رنگ خزاں کی علامت سمجھتے ہو لیکن عشق و محبت کے جہان میں پیلا رنگ بہار کا شمار ہوتا ہے۔

رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر

پیلا رنگ، ٹھنڈی سانس اور تر آنکھ علامات عشق و محبت ہیں

(۱۵) اے میرے آقا! جس خوش نصیب کو آپ کی نعلین پاک کا صدقہ آپ کے جو دو کرم کے دو لقمے مل گئے، اس کو یہ مرتبہ مل گیا کہ یہ دنیا کے سارے تخت و تاج بھی اس کی اگلی ہوئی چیز (تھوک) کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے بلکہ اس تھوک کی قیمت پوری دنیا دیکر بھی قرضہ سر پہ قائم رہے گا۔

جو جمال روئے حیات تھا، جو دلیل راہِ نجات تھا اسی راہبر کے نقوش پا کو مسافروں نے مٹا دیا۔
ترے حسن خلق کی ایک رمت، مری زندگی میں نہ مل سکی میں اسی میں خوش ہوں کہ شہر کے درو بام کو تو سجا دیا
(پروفیسر عنایت علی خاں)

(۱۶) وہ انھیں چمک کے تجلیاں کہ مٹا دیں سب کی تعلیاں

دل و جاں کو بخشیں تسلیاں ترا نور بارد و حار ہے

(۱۷) رسل و ملک یہ درود ہو وہی جانے ان کے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیع روزِ شمار ہے

(۱۸) نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر

جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

(۱۹) وہ تری تجلی دل نشیں کو جھلک رہے ہیں فلک زمیں

ترے صدقے میرے مہمیں مری رات کیوں ابھی تار ہے

(۲۰) مری ظلمتیں ہیں تراستم مگر ترامہ نہ مہر کہ مہر گر

اگر ایک چھینٹ پڑے ادھر شب داج ابھی تو نہاں ہے

(۲۱) گنہ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا

مگر اے عفو تیرے عفو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* تجلیاں - نور کے جلوے (تجلی کی جمع) * تعلیاں - (تعلی کی جمع) شیخیاں، ڈنگیں مارنا * تسلی - اطمینان، سکون
* بارد - ٹھنڈا * حار - گرم * رسل - جمع رسول کی * ملک - فرشتہ * درود - اللہ کی رحمت * شفیع - شفاعت کرنے والا * روز
شمار - گنتی کا دن، روز قیامت * حجاب - پردہ * چرخ - آسمان * مسیح - عیسیٰ علیہ السلام * کلیم - حضرت موسیٰ علیہ السلام
* نہاں - پوشیدہ * ناقہ - اونٹنی * تجلی - روشنی * دل نشیں - دل میں اترنے والی * جھلک - چمک * فلک - آسمان * مہمیں -
روشن چاند * تار - تاریک، اندھیری * ظلمتیں - اندھیرے * ستم - ظلم * مہ - چاند * مہر - سورج * مہر گر - سورج بنانے
والا، اللہ تعالیٰ * چھینٹ - بوند، قطرہ * شب داج - اندھیری رات * نہار - دن * سوا - زیادہ * عفو - بہت زیادہ معاف کرنے
والا * عفو - معافی * شمار - گنتی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۶) اے میرے آقا! دنیا کی اس اندھیرنگری میں آپ کے انور و تجلیات کی وہ بجلیاں چمکیں کہ بڑے بڑوں کا غرور خاک میں
مل گیا اور دوسرے طرف دلوں کو انہی تجلیوں نے سکون بھی عطا کیا۔ ادھر جلا رہی ہیں ادھر ٹھنڈک پہنچا رہی ہے کیونکہ آپ کا نور دو کام
کرتا ہے اہل ایمان کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے اور اہل نفاق پر جلا دینے والی بجلی بن کر گرتا ہے۔

اب تو بات سمجھنی کوئی مشکل نہیں ہماری بجلی بھی بیٹر میں آئے تو گرم ہوتی ہے فریزر میں آئے تو ٹھنڈک پیدا کرتی ہے۔
نظر کی جولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

(۱۷) اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں اور فرشتوں پہ اللہ کی رحمت ہو جن کی صحیح تعداد خدا ہی بہتر جانتا ہے (وَمَا يَعْلَمُ جَنَّاتُ دَرْجَاتِ
الْأُولَئِیْنَ إِلَّا فِي سَمْعِهِ) لیکن میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایک بھی ان میں ایسا ہے جو اس طرح کی شفاعت کر سکے جس طرح کی شفاعت ہمارے
آقا فرمائیں گے۔ (اور ایسا کیوں نہ ہو کہ تمام مخلوق کے تمام کمالات کا خلاصہ بھی تو حضور کی ذات ہے ناں)

اعمال اصفیاء کا خلاصہ حضور ہیں اوصاف اولیاء کا خلاصہ حضور ہیں

افضل انبیاء کا خلاصہ حضور ہیں تخلیق کبریا کا خلاصہ حضور ہیں
اب اور وصف گوہر مقصود کیوں کروں اس حسن لا محدود کو محدود کیوں کروں

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پہ تشریف فرما ہیں مگر کیا پھر بھی پردہ نہیں ہے؟ حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام طور پر دیدار سے پردے میں رہے۔ مگر عرب کے شہ سوآر محمد غربی علیہ السلام ہی تو ہیں جو عرش معلیٰ سے بھی آگے تشریف لے گئے اور سارے پردے صرف انہی کے لیے اٹھائے گئے۔

(۱۹) اے میرے آقا! آپ کی دلوں میں اترنے والی تجلی سے آسمان بھی روشن ہے اور زمین بھی جگمگا رہی ہے میرے مقدر کی رات ابھی تک کیوں تاریک ہے۔ ایک جلوہ اس تاریک قسمت پہ بھی ڈال دیجئے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
(۲۰) اگرچہ میری تاریکیاں میرے گناہوں کے سبب سے ہیں مگر آپ کا چاند صرف سورج ہی نہیں سورج بنانے والا ہے اگر ایک چھینٹا رحمت کا عطا ہو جائے تو میری اندھیری رات دن ہو جائے۔

(۲۱) میں نے مانا! میرے گناہوں کا کوئی حساب و شمار نہیں ہے مگر اے معاف فرمانے والے! تیری معافی بھی تو اعداد و شمار ہے باہر ہے پھر ایسے کریم کے لیے کیا ایسا ہی گناہ گار نہیں ہونا چاہیے؟

(۲۲) تیرے دین پاک کی وہ ضیاء کہ چمک اٹھی رہِ اصطفیٰ

جو نہ مانے آپ ستر گیا کہیں نور ہے کہیں نار ہے

(۲۳) کوئی جان بسکے مہک رہی کسی دل میں اس سے کھٹک رہی

نہیں اس کے جلوے میں یک رہی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

(۲۴) وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبح کا

وہ شہید لیلیٰ نجد تھا و ذبح تیغ خیار ہے

(۲۵) یہ ہے دیں کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شر

جوشقی کے دل میں ہے گاؤخر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

(۲۶) وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر

ارے تجھ کو کھائے تپ ستر ترے دل میں کس سے بخار ہے

(۲۷) وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* ضیاء - روشنی * روہ اصطفیٰ - چنا ہوا اور منتخب راستہ * ستر - جہنم * نار - آگ * بس کے - بسنا سے بمعنی خوشبودار ہونا * مہک - خوشبو * کھٹک - چیبن * یک رہی - یکسانیت * خار - کاٹا * وہابیہ - وہابی، محمد بن عبدالوہاب نجدی کا گستاخانہ عقیدہ رکھنے والے * لقب - وصفی نام * شہید - راہ حق میں قتل ہونے والا * ذبح - ذبح کیا ہوا * لیلیٰ نجد - نجد کی لیلیٰ (محبوبہ) * تیغ خیار - اچھے مسلمانوں کی تلوار * تقویت - قوت دینا * مستقیم - سیدھا * صراط شر - بدی کا راستہ * شقی - بد بخت * گاؤخر - گائے اور گدھا * چوڑھا - غلاظت صاف کرنے والا، بھنگی، جمعدار * جود - سخاوت * سر بسر - مکمل، ہمیشہ، تمام * تپ ستر - دوزخ کی تپش * بخار - غصہ، گرمی، کدورت، رنج * عدو - دشمن * غار - گہرا گڑھا * چارہ جوئی - علاج معالجہ * وار - موقعہ، نوبت * وار نمبر ۲ - حملہ، چوٹ * پار - آر پار، ادھر سے ادھر تک۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۲) اے میرے نور والے آقا! آپ کے دین حق کی ضیاء پاشیوں سے صراط مستقیم کا برگزیدہ اور عمدہ راستہ چمک اٹھا اب یہ لوگوں کی مرضی ہے کہ مان کر سیدھے جنت میں چلے جائیں یا انکار کر کے دوزخ کا ایندھن بن جائیں۔ دین اسلام پر چلنے والوں کے لیے نور ہے اور دین اسلام کے منکروں کے لیے نار ہے۔

نہی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے
جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پر سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے

(۲۳) کوئی وہ خوش نصیب ہے کہ جس نے امام الانبیاء علیہ السلام کے عشق و محبت کو اپنی جان میں بسایا ہوا ہے اور ہمیں جو ایمان، دین اسلام اور صراط مستقیم ملا ہے وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظیم قربانیوں کا صدقہ ملا ہے اس دین کی خاطر آپ نے کس قدر ظلم و ستم برداشت فرمائے اور طائف کے بازاروں میں لہو لہان ہوئے، اس وجہ سے ہماری گردن آپ کے احسانات کے سامنے جھکی رہی چاہیے۔ اگر نہ مشعل وحدت جہاں میں جلوہ گر ہوتی تو پھر صدیوں سے آوارہ یہ پردانے کہاں جاتے

حضور کی یاد دینداروں اور آپ کے وفاداروں کے دلوں میں جان بن کر مہک رہی ہے اور ایک وہ بد بخت ہیں کہ جن کے لیے آقا علیہ السلام کی یاد سوہان روح بنی ہوئی ہے اور وہ ذکر مصطفیٰ کو دن رات ختم کرنے کی فکر میں ہیں، تو ثابت ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جلوے ایک کام نہیں کرتے بلکہ دو کام کرتے ہیں جو ماننے والے ہیں اور حضور علیہ السلام کی اس کائنات میں جلوہ گری کو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان سمجھتے ہوئے یہ عقیدہ رکھیں کہ

مثلیث و آزاری کو مٹانے کے واسطے دنیا میں اک خدا کا پرستار آگیا

جو وفادار بن کر دامن کرم میں آگیا وہ پھول بن کر جنت میں پہنچ گیا اور جو غدار بن کر گستاخ ہو گیا وہ کاٹا بن کر دوزخ کا ایندھن ہو گیا۔

(۲۴) اس شعر میں اعلیٰ حضرت ایک بہت بڑے راز سے پردہ اٹھا رہے ہیں اور ایک بہت بڑے دھوکے کا پردہ چاک کر کے حقیقت کو واضح فرما رہے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی جس نے تقویہ الایمان کتاب لکھ کر امت میں انتشار پیدا کیا اور مسلمانوں کے

خلاف جہاد کر کے شہید بن بیٹھا) وہابیوں نے جس کو شہید و ذبح کا لقب دے رکھا ہے ہاں وہ شہید ہے مگر فی سبیل اللہ شہید نہیں بلکہ کسی لیلائے نجد کے عشق کا مارا ہوا ہے اور وہ ذبح بھی ہے مگر کافروں کی تلوار سے نہیں بلکہ پکے سچے سنی مسلمانوں کی تلوار سے۔ انگریزوں سے مل کر مسلمانوں کے ساتھ لڑنے والا ”مجاہد ملت وہابیہ“ غیرت مند پٹھانوں کی تلوار سے قتل ہو گیا۔

اگر یقیناً نہ آئے تو جن سے جہاد ہوا ہے ان کے نام پڑھ لو اور پھر فیصلہ کرو کہ کیا کسی بھی دور میں سکھوں کے ایسے نام ہوئے ہیں، ملا عظیم اخوندزادہ۔ میاں نصیر احمد المعروف قصہ خوانی ملا، حافظ دراز پشاور، شارح بخاری۔ شیخ عبدالغفور اخوند سواتی درانی سرداروں کے پیرو مرشد۔ یہ اور ان جیسے دیگر سینکڑوں خیارات تھے کہ جنہوں نے اپنی غیرت کو زندہ رکھا مگر اسماعیل دہلوی کو بمعہ مرشد احمد بریلوی واصل جہنم کیا۔ اب کوئی جو چاہے کہتا پھرے زبان اپنی ہے اور اپنے ہی منہ میں ہے قلم اپنے ہی ہاتھ میں ہے روکنے والا کوئی نہیں مگر تاریخ کو مسخ کرنے کی لعنت کا طوق تو ایسے لوگوں کا ضرور منتظر ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھئے۔ موج کوثر، تذکرہ اکابر اہل سنت، مشاہدات کا مل و یاغستان، مقالات سرسید علی گڑھی نمبر ۹)

(۲۵) اس شعر میں اسماعیل دہلوی کے گندے عقیدے کی ایک جھلک پیش کی جا رہی ہے کہ بفرض محال اگر وہ سکھوں کے ہاتھوں بھی مارا گیا ہو تب بھی ایسے عقیدے والا شہید ہو سکتا ہے؟ کہ جو یہ کہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ کی شان کے آگے..... چوڑے چمار سے بھی ذلیل تر ہے۔ (تقویۃ الایمان) اور نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال اپنے گدھے نیل اور مجامعت (جماع کرنے) کے خیال سے بھی برا ہے۔ (صراط مستقیم) یہ تقویۃ الایمان۔ ہے تو ایمان کی موت کس کو کہیں؟ اور اگر یہ صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہے تو صراط شر (برائی کا راستہ) کس بلا کا نام ہے۔ ان کے ہاں یہ دین کی قوت ہے اور یہ سیدھا راستہ ہے جو سیدھا ان کے گھر (دوزخ) کی طرف جاتا ہے۔ ان بد بختوں کے دلوں میں گائے اور گدھے ہیں اور زبان پہ نبیوں کے بارے میں چوڑے چمار کے الفاظ ہیں، نعوذ باللہ من ذلك۔ اللہ اس گندے عقیدے سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

عاشقانِ مصطفیٰ جب اپنے آقا کا نام لیتے ہیں تو ایمان وجد کرتا ہے مگر مولوی اسماعیل حضور علیہ السلام کا نام اتنی بے رخی سے لیتا ہے کہ جیسے نعوذ باللہ کسی عام سے انسان کا نام لے رہا ہے مثلاً ”جس کا نام محمد اور علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں“ تقویۃ الایمان۔ آپ نے دیکھا نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ علی کرم اللہ وجہہ۔ پھر کیا ان دونوں سے دشمنی ہے کسی اور کا نام لیکر کیوں نہیں کہا کہ وہ کسی شی کے مالک و مختار نہیں۔ کیا صرف یہی دو ہستیاں ہی رہ گئی تھیں۔

(۲۶) ارے بد بخت گستاخ! تو میرے آقا سے کون سے بدلے لے رہا ہے کہ تیری گندی زبان و قلم سے ایسے گندے عقیدے وجود میں آ رہے ہیں۔ بتا تو سہی اللہ کے محبوب کے بارے میں تیرے دل میں اتنی نفرت و کدورت کیوں ہے ہمارا آقا نے تو ہماری دنیا و آخرت کو سنوارا ہی سنوارا ہے کبھی کسی کا کچھ بگاڑا تو نہیں ہے وہ تو ساری زندگی اپنے جو دو کرم کے خزانے لٹاتے رہے لوگوں کو جہنم سے بچاتے رہے، خدا سے ملاتے رہے، قطرے کو سمندر اور ذرے کو آفتاب بناتے رہے، بے زر کو یوزر اور بلال حبشی کو رشک قمر بناتے رہے، معجزات دکھاتے رہے، کمالات دکھاتے رہے۔ ارے بد بخت! تجھے دوزخ کی آگ بھسم کرے، تو ہمارے آقا سے کس دشمنی کا انتقام لے رہا ہے کہ ان کی عظمت کو گھٹانے پہ لگا ہوا ہے جن کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنایا اور صاحب خلق عظیم بنایا۔

کسی انساں کی عظمت اس سے بڑھ کر کیا ہوائے بزمی خدا نے آپ کے اخلاق پر خود ناز فرمایا

(خالد بزمی، بحوالہ بہارِ نعت: ۸۷)

اچھا اگر تو ان گندے عقیدوں کو نہ چھوڑے گا تو عبد مصطفیٰ گدائے درخیر الوری، احمد رضا کے خنجر خونخوار اور اس کے نیزے کی مار سہنی پڑے گی پہلے غلامانِ مصطفیٰ سے بچ کر اچھر آگے جانا ہم تیرا خود ہی کچھ مر نکال دیں گے تاکہ دربار رسالت کی طرف تو میلی آنکھ سے بھی نہ دیکھ سکے، یہ احمد رضا کا نیزہ ہے جو ایسا زخم کرتا ہے کہ سینے میں گہرا گڑھا بنا دیتا ہے، جس کا پھر علاج بھی نہیں ہو سکے گا۔ اس کے حملے کا وار آ رہا ہے (ادھر سے ادھر تک) نکل جاتا ہے۔

-----* * *-----

نعت شریف نمبر (۸۳)

- (۱) ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے
(۲) ہم سے چوروں پہ جو فرمائیں کرم
(۳) میرے آقا کا وہ در ہے جس پر
(۴) میرے عیسیٰ تیرے صدقے جاؤں
(۵) مجرمو! چشم تبسم رکھو
(۶) تیرے ابرو کے تصدق پیارے
(۷) جان و دل تیرے قدم پر وارے
(۸) صدق و عدل کرم و ہمت میں
(۹) بہر تسلیم علی میداں میں
(۱۰) کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا

بول بالے مری سرکاروں کے

مشکل الفاظ کے معانی :

- * ذرے - گرد (سب سے چھوٹی چیز، جز لایتجزی) * پیزاروں - نعلین مقدس، جوتا مبارک * سیاروں - گردش کرنے والے ستارے * خلعت - انعام کا جوڑا * زر - سونا * پشتاروں - ڈھیروں کے ڈھیر * طور - چال چلن، طرز، روش * بے طور - بری حالت (مندے حال بونکے دیہاڑے) * ماتھے - پیشانیاں * گھس جانا - رگڑتے رہنا * چشم - آنکھ، امید * تبسم - مسکراہٹ * انگارے - آگ کے شعلے * ابرو - بھویں * تصدق - قربان * کڑے - سخت، تنگ * وارے - قربان کرے * نصیبے - بخت * یاروں - دوستوں، صحابہ کرام * صدق - سچائی * عدل - انصاف * کرم - سخاوت * ہمت - شجاعت و بہادری * چار سو - چاروں طرف * شہرے - چرچے * بہر تسلیم - سلامی کے لیے، حکم ماننے کے لیے * آقاؤں - سرداروں * بندہ - نوکر، غلام * بول بالے - عزت و عظمت، شان و شوکت میں بلند ہونا (بول بات بالے بلند)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) سیارگان فلکی (سورج، چاند، مشتری، مریخ، زحل، عطارد، زہرہ) کے سروں پہ میرے آقا و مولا علیہ السلام کی نعلین پاک سے جھڑک کر گرنے والے مٹی کے ذرے تاج بن کر چمکتے ہیں۔

میرے نقاد کو شاید ابھی معلوم نہیں
تیرا کردار ہے احکام خدا کی تائید
میرا ایماں ہے مکمل، میرا ایماں تو ہے
چلتا پھرتا، نظر آتا ہوا قرآن تو ہے

(احمد ندیم قاسمی)

(۲) نیکوں کو تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کیا انعام عطا فرماتے ہوں گے ہم جیسے پاپیوں اور نیکوں کو بھی اتنا نواز دیتے ہیں کہ خلعتوں (سنہری اور سچے کام کے جوڑے جو کپڑوں پر سونے کی تاروں سے کڑھائی کر کے لوگ شادی کے موقع پہ تیار کرتے ہیں یعنی خلعت فاخرہ) کا ڈھیر لگا دیتے ہیں جو اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی شان کے مطابق عطا فرماتے ہیں۔ یہ کیا کم کرم ہے کہ آپ نے ہمیں اپنی سیرت کا نور عطا فرما کر اسلامی زندگی عطا کی جس سے ہماری آخرت سنور گئی۔

میری زباں پاک نہیں میں بھی کچھ نہیں
سیرت سے ان کی دین کی پھیلی ہے روشنی
کیسے بیان کر سکوں سیرت حضور کی
مینار روشنی کا ہے سیرت حضور کی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) (چند کتابیاں پڑھ کر بے ادب بن جانے والا کیا جانے کہ میرے پیارے آقا کے دربار کی عظمت کیا ہے) میرے (نبی علیہ السلام) کا ذرا قدس تو وہ ہے کہ جہاں بڑے بڑے بادشاہ اپنی پیشانیاں رگڑتے نہیں تھکتے اور اس کو اپنے لیے سعادت گرداتے ہیں۔ پھر بتاؤ تو! وہ بھلا ہم جیسے کیسے ہو سکتے ہیں، جن کے در کی شان یہ ہے ان کے گھر کی شان کیا ہوگی اور پھر صاحب خانہ کی عظمت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ کہ جن کا حال یہ ہے۔

اترتے ہیں تم پر سلام اللہ اللہ
وہیں تیرے دیوانوں کی عید ہو گی
ہے دیوانوں میں دیکھا دیوانہ قرتی
جو زودی و سعدی و جامی کو بخشا
جو اہل نظر ہیں وہی جانتے ہیں
نماز محبت ادا ہوئی اس کی
امیر حزیں کو نہیں فکر محشر
خدا نے کیا احترام اللہ اللہ
جہاں ہو گا دیدار عام اللہ اللہ
غلاموں میں حبشی غلام اللہ اللہ
پلا دو مجھے بھی وہ جام اللہ اللہ
جو شان آپ کا جو مقام اللہ اللہ
ہوا عشق جس کا امام اللہ اللہ
ہے محشر میں ان کا نظام اللہ اللہ

(۴) اے ہمارے عیسیٰ (یعنی محمد مصطفیٰ، پیارے آقا، صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے بیماروں (ہم گنہ گاروں کے بڑے بڑے ڈھنگے لکھن ہیں کہ ہر وقت آپ کی نافرمانی میں لگے رہتے ہیں نہ مرنا یاد نہ کرنا اٹھنا یاد، نافرمانیوں میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔ مگر آپ پر قربان جائیں کہ آپ ہم جیسوں کو پھر بھی نبھا رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت تو تقویٰ و طہارت کا پیکر تھے اس طرح کے اشعار میں وہ ہم جیسے نکموں کو عمل کی دعوت دیتے ہیں کیونکہ بد عملی اور نافرمانی اپنے عروج پر ہے، زمیں گناہوں سے بھر چکی ہے، بے حیائی کا دور دورہ ہے خوف خدا فکر آخرت اور موت کو یاد کرنے سے ہی ان مسائل پہ قابو پایا جاسکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود تلاوت قرآن اور ہازم اللذات (موت) کو یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے کچھ اس حوالے سے بھی پڑھ لیں۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی گناہ و کفر ہے مگر اس میں بھی ذرہ برابر شک نہیں کہ اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی، قہر و غضب سے بڑا اور بے خوف ہو جانا بھی کفر ہے الايمان بين الخوف الرجاء۔ ایمان نام ہے خوف خدا اور امید رحمت کی درمیانی حالت کا۔

حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک قوم کشتی پر سمندر میں سوار ہوئی۔ اور جب کشتی بیچ سمندر میں پہنچی تو کشتی ٹوٹ گئی۔ اور ہر آدمی ایک تختہ سے چمٹا ہوا بہنے لگا۔ تو بتاؤ کہ اس قوم کا کیا حال ہوگا۔ تو اس نے کہا کہ یہ لوگ بے حد خوف ناک حال میں انتہائی مبہوت و حیران ہوں گے تو حضرت نے فرمایا کہ میرا حال اس قوم سے بھی زیادہ خوف ناک و حیران کن ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۲)

اللہ اکبر۔ یہ ہے علم و عمل کے پہاڑوں اور آسمان ولایت کے چمکتے تاروں کا حال کہ یہ مقدس بندگان خدا اپنے علم و عمل کی عظمت کے باوجود کس حال میں رہتے تھے۔ اور خوف خداوندی کے جذبات سے مغلوب ہو کر کیا کیا؟ اور کیسے کیسے دل ہلا دینے والے کلمات بولا کرتے تھے؟ ہم بے علم و بے عمل غافل انسانوں کے لیے ان مقدس بزرگوں کا حال بہت ہی عبرت انگیز و نصیحت آموز ہے۔ واللہ تعالیٰ ہو الموفق

یا الہی میرے عیبوں کو چھپا
خوف سے دل میرا کر دے تو رہا
سب سے اچھے ہوں میرے پچھلے عمل
سب سے اچھا وقت ہو وقت اجل
جب تک جیتا رہوں میں اے خدا
مجھ کو گمراہی کے فتنے سے بچا
حشر کے دن کریو نہ مجھ پر عذاب
حشر کے دکھ سے بچا روز حساب
جینا مرنا اور میرا سب کا روبرو
ہیں تیرے ہی واسطے اے کردگار

(۵) لیکن اے مجرمو، سیاہ کارو، گناہ گارو! آخر گنہ گار ہی ہونا ہو تو وفادار؟ غدار تو نہیں ہونا؟ امید رکھو! کہ قیامت کے دن تمہیں میرے آقا مسکرا کر دیکھیں گے اور جب ان کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل جائے گی تو انگارے بھی پھول بن جائیں گے۔ اور یہ مسکراہٹ حضور کی وفاداری اور محبت سے ملتی ہے۔

نبی کی محبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے
از محبت مردہ زندہ می شود
از محبت شاہ بندہ می شود
نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق
دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق

(۶) اے میرے پیارے آقا! ہم گرفتار بلا ہیں اور بندشیں بھی بڑی مضبوطی سے بندھی ہوئی ہیں اپنے ابرو مبارک کا اشارہ

فرمائیں تاکہ یہ مصیبتوں اور دکھوں کی ساری ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ٹوٹ جائیں اور آپ کے گنہگار غلام ہر قسم کے غموں سے آزاد ہو جائیں اور نفس و شیطان کے پھیلانے ہوئے جالوں سے بچ کر آپ کی سیرت کی چھاؤں میں آجائیں کیونکہ دنیا و آخرت کی تمام کامیابیاں تو آپ ہی کی پیروی میں ہیں۔

وہ جو صدیوں سے جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے تھے

انہیں سرکار نے تہذیب میں ممتاز فرمایا

(۷) اے میرے آقا! آپ کے یاروں (صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین) کے کیا اچھے نصیب تھے کہ جو آپ پر جان و دل قربان کرتے رہے۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے وہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

(۸) صداقت صدیق اکبر کے، عدالت فاروق اعظم کے سخاوت عثمان غنی کے اور شجاعت علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (جمین) کے ڈنگے ہر طرف رہے ہیں۔

اتنی گنجائش نہیں کہ خلفائے اربعہ کے فضائل بیان کیے جائیں مظفر وارثی کا منظوم ہدیہ عقیدت خلفائے راشدین کی بارگاہ میں بالترتیب پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ (ان نفوس قدسیہ کے تفصیلی فضائل کے لیے دیکھئے ہماری کتب کو اکب سبہ، یاران مصطفیٰ بمع وارثان خلافت راشدہ)

ایک اک لفظ محمد کا نصاب صدیق

اس نے بوکر کو بخشا خطاب صدیق

نہ جواب شہ بطحا، نہ جواب صدیق

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

لگائی حق کی صدا کفر کے احاطہ میں

ہمیشہ تیغ کے دستے پہ تیرا ہاتھ رہا

بقول ختم رسل تو ہی اے عمر! ہوتا

(رضی اللہ عنہ)

جامع القرآن ذوالنورین عثمان غنی

تیری فیاضی بہت بے چین عثمان غنی

تاج ہیں میرا ترے تعلین عثمان غنی

(رضی اللہ عنہ)

تیری ہستی خامہ قدرت کا شاہکار جلی

بطن مادر میں ہی تو توحید کا شیدا ہوا

مرکز علم ہوں کیونکر نہ جناب صدیق

جس کے لہجے میں سنی ہم نے خدا کی آواز

بے زباں ہو گئی تاریخ قیامت تک کی

پڑھی نماز دلیری سے تو نے کعبہ میں

ہر ایک جنگ میں تو مصطفیٰ کے ساتھ رہا

نبی کے بعد بھی کوئی نبی اگر ہوتا

نائب قدرت کے نور عین عثمان غنی

تیرا تقویٰ آسماں صبر کو چھوتا ہوا

قربت پیغمبر عالی تھی سرمایہ تیرا

ماں کے حیدر باپ کے زید اور محمد کے علی

میں بتاؤں خانہ کعبہ میں کیوں پیدا ہوا

تیری چوکھٹ پر زمانے بھر کے آن داتا گریں تو ہے وہ گہرا سمندر جس میں سب دریا گریں
(کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

(باب حرم از مظفر وارثی فخر اہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

(۹) (پھر خصوصیت کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا تذکرہ فرمایا) وہ علی المرتضیٰ شیر خدا جو میدان میں اترتے تو دشمن کی تلواریں سرنگوں ہو کر علی المرتضیٰ کو سلام پیش کرتیں اور دشمنان خدا و مصطفیٰ و شیر خدا کو آپ (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دیتیں۔

آپ میدان میں جاتے تو دوسرے ہاتھ میں ڈھال لینے کی بجائے دونوں ہاتھوں میں تلواریں لیکر جاتے اور فرماتے موت کا وقت تو متعین ہے پھر کیوں نہ زیادہ سے زیادہ کافروں کو جہنم رسید کروں۔ اقبال کہتے ہیں۔

تیری خاک میں ہے اگر شر تو گمان فقر و غنا نہ کر

کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

(۱۰) اے (گدائے در خیر الوریٰ پیارے) احمد رضا! تو (اور تیرے غلام) کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیسے شان والے آقا عطا کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب و مدارج میں مزید بلندیاں اور ترقیاں عطا فرما۔ آمین بحرمۃ طہ و یسین، سید الانبیاء والمرسلین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین، یا ارحم الراحمین۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۸۴)

- (۱) لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے
 (۲) ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا
 (۳) جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
 (۴) گئے زیارتِ در کی صد آہ واپس آئے
 (۵) مدینہ جانِ جنان و جہاں ہے وہ سن لیں
 (۶) ترے سحابِ سخن سے نہ نم کہ نم سے بھی کم
 (۷) حضورِ طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے
 (۸) تمہارے وصفِ جمال و کمال میں جبریل
 (۹) گلہ نہیں ہے مریدِ رشید شیطان سے
 (۱۰) ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
- اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
 وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
 جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے
 نظر کے اشک پچھے دل کا داغ لے کے چلے
 جنہیں جنونِ جاناں سوئے زاغ لے کے چلے
 بلخ بہرِ بلاغت بلاغ لے کے چلے
 کہ جھوٹے حیلہ و مکر و فراغ لے کے چلے
 محال ہے کہ مجال و مساعی لے کے چلے
 کہ اس کے وسعتِ علمی کا لاغ لے کے چلے
 ہر ایک مغچہ مغ کا آیاغ لے کے چلے

مشکل الفاظ کے معانی :

* لحد - قبر * رُخ - چہرہ * داغ - نشان * نقش - نشان * بہکنا - بھٹکنا، گمراہ ہونا * سراغ - کھوج، تلاش
 * جاناں - جنت * محبان - محبت کرنے والے * چار یار - خلفائے راشدین * در - دروازہ * صد آہ - صد افسوس (صد، سو مرتبہ)
 * اشک - آنسو * جانِ جاناں - جنت کی جان * جنوں - دیوانگی * سوئے زاغ - کترے کی طرف * سحاب - بادل
 * سخن - بات * نم - تری، گیلا پن * کم - تھوڑا * بلخ - اچھا اور عمدہ کلام کرنے والا، اسی سے بلاغت بھی ہے * بہر - کے لیے، واسطے * بلاغ - پہنچنا * حضورِ طیبہ - مدینہ کی حاضری * حیلہ - بہانہ * مکر - فریب، دھوکہ * فراغ، مہلت، فراغت
 * وصف - تعریف * جمال - حسن * کمال - خوبی * محال - ناممکن * مجال - طاقت * مساعی - بلا تکلف روانی کے ساتھ چلنا یا چلنے کی جگہ * گلہ - شکوہ، شکایت * مریدِ رشید - رشید گنگوہی مراد ہے * وسعتِ علمی - علم کا زیادہ ہونا (مشہور گندے عقیدے)
 کہ حضور علیہ السلام سے شیطان کا علم زیادہ ہے "کی طرف اشارہ ہے" * لاغ - خوش طبعی * مغچہ مغ - آتش پرست کا بیٹا
 * آیاغ - شراب پینے کا پیالہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

- (۱) ہم تو اپنی قبر میں روشنی کا انتظام کر کے جا رہے ہیں کیونکہ سنا ہے قبر میں سخت اندھیرا ہوگا تو مبارک ہو اے عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کے محبوب علیہ السلام کے رُخ والضحیٰ کے عشق کا نشان ہی اندھیری قبر کے لیے نور کا چراغ ہے۔
- (۲) اے پیارے آقا! آپ کے وفادار اور اطاعت شعار غلام (صحابہ کرام، اولیاء کرام) جس رات پہ چلتے ہیں ان کے قدموں کے نشانات ہی خدا کا راستہ (صراطِ مستقیم) ہے جس کے پاس ان کی غلامی و اتباع کا سراغ ہو وہ کیسے بھٹک سکے گا۔
- (۳) انہی خوش نصیبوں کی قبر جنت کا باغ بنے گی جن کے سینے میں خلفاءِ اربعہ (حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم) کی محبت ہوگی۔

- حدیث شریف میں ہے القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفرة النار (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۲۵۸، ج ۳) قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی (مومن کی) یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہوگی۔ (کافر کی)
- (۴) صد افسوس کہ ہم مدینہ شریف کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے مگر جلد ہی واپس آگئے اور زیادہ دیر نہ رہ سکے۔ آہستہ آہستہ آنکھوں کے آنسو تو ختم ہو گئے مگر دل پر جدائی کے صدمے کا داغ اب قبر میں ساتھ ہی جائے گا اور یہی داغ قبر کا چراغ بنے گا۔
- (۵) کواکھانے کے شوقین غور سے سن لیں کہ مدینہ جانِ جناں (تمام جنتیوں کی جان) بھی ہے اور جانِ جہان بھی ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں کواکھانا نہ صرف جائز بلکہ ثواب لکھا گیا ہے۔ (ص ۱۳۰، ج ۲)

- (۶) دنیا بھر کے فصیح و بلیغ، خوش گفتار و شیریں کلام والے، اے میرے پیارے نبی! آپ ہی کے کلام کے بادل سے معمولی سی تری لے کر اپنی بلاغت کا سکہ جمائے ہوئے ہیں۔

یا مطلب یہ ہے کہ اے مخالف! تیرے کلام کے بادل میں تو تری اور مٹھاس بالکل ہی نہیں یہاں تو بڑے بڑے فصیح و بلیغ اپنے تمام کمالات کے ساتھ دفن ہو گئے مگر قرآن پاک کی ایک سورت بھی بنا کر نہ لاسکے۔ نہ قرآن کا کوئی جواب ہے نہ صاحب قرآن کی کوئی مثال ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ

- ۔ مدح کوئے مصطفیٰ محمود ہے خود کبریا نعت کا مجموعہ اول ہوئی ام الکتاب (راجد رشید محمود)
- ۔ تیرا سراپا یا نبی! تفسیر ہے قرآن کی دالیل مو، طہ جبین، والشمس ہے چہرہ تیرا

(عبدالستار نیازی)

- (۷) منکرینِ عظمت رسالت کی حماقت کا اندازہ اس سے لگا لو! کہ بھلا مدینہ کی حاضری سے بڑھ کر بھی کوئی عظیم کام ہو سکتا ہے؟ مگر یہ لوگ حیلے بہانے کر کے وہاں جانے کی بجائے آرام کرنا پسند کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی یہ کہہ کر حاضری طیبہ سے روکتے ہیں کہ حدیث میں ہے تین مسجدوں کے علاوہ کسی جگہ سفر کرنے کے لیے کجاوے نہ باندھے جائیں۔ اور یہ کہ روضہ پاک کی نیت کر کے نہ جاؤ مسجد نبوی کی نیت کر کے جاؤ وغیرہ وغیرہ (جبکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مدینہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا کیونکہ مدینے میں ہمارا آقا ہے جس کی شان یہ ہے)

- ۔ تفسیر ہے قرآن کی عنوان محمد کا ارشادِ خداوندی فرمان محمد کا
- ۔ نہ جسم احد کا ہے نہ سایہ احمد کا نجدی بھلا کیا سمجھے عنوان محمد کا

مستوں کو ہوا حاصل مستوں نے ہی سمجھا ہے فیضان محمد کا عرفان محمد کا
جس کو ہے نظر آیا بے ساختہ بول اٹھا دیکھو رُخ زیبا ہے قرآن محمد کا
اس دل کی حقیقت کو بس اہل نظر جانے جس دل میں لگا آکر پیکان محمد کا

(۸) یا رسول اللہ! آپ کے اوصاف و کمالات تو نہ ختم ہونے والے ہیں جبریل علیہ السلام بھی اگر اپنی نوری زبان سے بیان کرنا چاہے تو کما حقہ نہ بیان کر سکے گا بلکہ بے تکلف ہو کر روانی سے آپ کی تعریف میں بولنے کی مجال بھی نہ ہو۔

(۹) ہمیں کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے اگر شیطان کا مرید خاص اور شاگرد رشید حضور علیہ السلام کے علم مبارک کو کم اور شیطان کے علم کو زیادہ قرار دیکر ایک فضول اور بے ہودہ بات کرتا ہے۔

براہین قاطعہ جو دراصل رشید احمد گنگوہی کے خیالات فاسدہ ہیں اس نے اپنے شاگرد خاص خلیل انیسٹھوی کے نام سے شائع کروائے جس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ شیطان کی وسعت علمی تو نص سے ثابت ہے جبکہ حضور علیہ السلام کے علم کی وسعت کے لیے کوئی نص نہیں لہذا آپ کے علم کی وسعت ماننا شرک ثابت کرتا ہے (براہین قاطعہ ص ۵۱ ملخصاً)

و علمک ما لم تکن تعلم - علم الغیب فلا یشہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول - و ما هو علی الغیب بضنی۔

یہ کیا ہیں؟ نصوص قرآنیہ نہیں ہیں؟ خدا جانے ان کو یہ نصیں نظر نہیں آتیں یا گستاخی رسول کی وجہ سے ان کی اپنی "نصیں" بند ہو چکی ہیں حالانکہ

۱۔ ہذا ال مدال زیرایں زبراں شان اودہی وچ آئیاں عامان لوکاں خبر نہ کائی خاصاں رمزاں پایاں
(۱۰) آخر ایسا کیوں نہ ہو ہر کوئی اپنے بڑے کی تعریف کرتا ہے جو آتش پرست کا بیٹا ہو گا وہ اپنے باپ کے نقش قدم پہ ہی چلے گا اور شراب پینے کا پیالہ لیکر اپنے باپ کی طرح شراب خانے میں ہی جائے گا۔ تو اگر ان گستاخوں نے شیطان کی وسعت علمی محبوب خدا سے زیادہ ثابت کر دی ہے۔ تو اس میں کوئی حیرانگی نہیں ہے ان سے یہی توقع تھی۔

۲۔ ایں کا راز تو آید و مرداں چخیں کنند

۳۔ جس کا کھائیے ، اس کا گائیے

اعلیٰ حضرت کے ان اشعار کو اگر کوئی شدت پر محمول کرتا ہے تو اگر وہ متعصب نہیں ہے تو اس کو ایک مرتبہ ان لوگوں کے وہ عقائد جن کی وجہ سے اعلیٰ حضرت نے ان پر گرفت فرمائی ہے ضرور پڑھ لینے چاہیں۔ پھر اگر ایمان کا ایک ادنیٰ درجہ بھی پلے ہو گا تو یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ جب ان ظالموں نے اللہ کے محبوب کو معاف نہیں کیا تو اعلیٰ حضرت جیسے عاشق رسول ان گستاخوں کو کیسے معاف کر دیتے۔ اور ابو جہل سے بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جس کو گستاخیوں کے باوجود بھی ان گستاخوں کا لحاظ تو ہے مگر محبوب خدا کی عظمت و ناموس کا کوئی لحاظ نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ جنہوں نے انصاف سے غور کیا وہ اس طبقے میں شامل ہونے کے باوجود بھی یہ لکھنے پر اور کہنے پر مجبور ہو گئے کہ۔ "میں نے درس بخاری مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے لیا ہے مولانا فرمایا کرتے۔ مولانا احمد رضا کی بخشش تو انہی (علماء دیوبند کے خلاف) فتوؤں کے سبب ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا خاں! تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے عالموں کو بھی تو نے معاف نہیں کیا۔ تم نے سمجھا کہ انہوں نے تو ہیں رسول کی ہے تو ان پر

بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا جاوے ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی، کم و بیش اسی انداز کا ایک اور واقعہ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا۔ فرمایا کہ جب حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع کی مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لیے دعا مغفرت کر رہے ہیں فرمایا۔ (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لیے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے تو بین رسول کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔

حقیقت میں جسے لوگ امام احمد رضا کا تشدد قرار دیتے ہیں وہ بارگاہ رسالت میں ان کے ادب و احتیاط کی روش کا نتیجہ ہے

؟ (ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۸۰۷۔ کوثر نیازی)

- (۱۱) مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا
(۱۲) وقوع کذب کے معنی درست اور قدوس
(۱۳) جہاں میں کوئی بھی کافر سا کافر ایسا ہے
(۱۴) پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شور بے ہی سے کھائے
(۱۵) خبیث بہر خبیثہ، خبیث بہر خبیث
(۱۶) جو دین کووں کو دے بیٹھے ان کو یکساں ہے
(۱۷) رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

شکل الفاظ کے معانی :

* دھبہ - داغ * دروغ - جھوٹ * تھوپا - لگایا، ڈالے ڈالا * لعین - لعنتی * وقوع کذب - جھوٹ کا واقع ہونا
* قدوس - بڑا پاک (اللہ تعالیٰ کا نام) * ہیئے - دل کا اندھا، بے وقوف * عجب - عجیب و غریب * سا - جیسا، مانند، مثل
* سفاہت - کم عقلی، بے وقوفی * بیڑ - ایک چھوٹا سا پرندہ جس کا گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہے (بیڑہ) * زاغ - کوا * خبیث -
پاک مرد * خبیثہ - ناپاک عورت * جنس - قومیت، ایک ہی طرح کے * کلاغ - جنگلی کوا (زاغ دشتی) * یکساں - برابر
* الاغ - (بضم الضمر) گدھا * سگ طیبہ - مدینے کا کتا * آہ - افسوس * اتنا - اس قدر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۱) کیسے لوگ ہیں اور کس کے اشارے پہ ناچ رہے ہیں اور کس قدر جرأت ہے کہ اپنے خدا پر بھی جھوٹ کا داغ لگا دیا اور
مومن بھی ایسے بن بیٹھے کہ ان کے سوا سب کافر اور یہ خدا کو (نعوذ باللہ) جھوٹا کہنے والے پکے مومن۔ یہ کس لعنتی کی غلامی نے ان
کو دھوکہ دے رکھا ہے اور اس کی غلامی کا داغ لے کر چل رہے ہیں کہ مڑ کر پیچھے دیکھنے اور اپنے کیے پر نظر ثانی کرنے کے لیے تیار بھی
نہیں ہیں۔ ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى و مصله

جہنم و ساءت مصیروا۔ جو ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول علیہ السلام کی مخالفت کرے اور ایمان والوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ پہ چلے ہم اس کو ادھر ہی جانے دیتے ہیں جدھر وہ جارہا ہو اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ جو بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰، ۱۹ ج ۱، یوادر النواذر: اشرف علی تھانوی ص ۳۱۰ ج ۱، از عاشق الہی میرٹھی۔ جبکہ مفسرین و فقہاء و صوفیاء نے اس عقیدے کی تردید فرمائی (دیکھئے تنویر الابصار، فتاویٰ عالمگیری ص ۲۵۸ ج ۲، شرح فقہ اکبر مکتوبات شریف امام ربانی مجدد الف ثانی ص ۳۱۴ مکتوب ص ۲۶۶ ج ۱، تفسیر کبیر ص ۷۹ ج ۵ ص ۱۳۸ ج ۲، تفسیر بیضاوی ص ۱۵۰، تفسیر خازن ص ۲۲۱، تفسیر سراج منیر ص ۷۳ ج ۱)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، یہ لوگ خدا کو بھی جھوٹا کہنے والے کو اپنا بزرگ و پیشوا بنا رہے ہیں۔

۔ جو اللہ کو جھوٹا مانے صالح اس کو گناتے یہ ہیں

(۱۲) چونکہ ممکن کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے اس لیے امکان کذب کا معنی وقوع کذب ٹھہرا لیکن یہ کہتے ہوئے اللہ کی شان قدرو مشیت کی طرف کوئی خیال نہ کیا کہ اس سے کیا کیا خرابی لازم آئے گی، ان عقل کے اندھوں کی ظاہری آنکھ بھی پھوٹ گئی یہ کس قسم کا سبز باغ لے کے جارہے ہیں اور لوگوں کو گستاخ بنا رہے ہیں۔

چونکہ ان لوگوں نے اللہ کی ذات کے لیے جھوٹ کا وقوع بھی مانا ہے (قلبی فتویٰ از گنگوہی۔ کی فوٹو کاپی دیوبندی مذہب نامی کتاب: از مولانا غلام مہر علی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم حزب الاحناف میں ملاحظہ ہو) اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

۔ بالفعل ان کا خدا عیبی ہے پھر امکان تو گاتے یہ ہیں

(۱۳) اس جہاں میں بڑے بڑے کافر ہو گزرے ہیں مگر کسی نے کوئی ایسا کافر دیکھا نہ سنا کہ جس نے اپنے رب پر ہی سفاہت (کم عقلی) کا دھبہ لگا دیا ہو۔ یا تو پھر ان کا خدا کوئی اور ہوگا اور یا خدا کی عظمت و شان کو جان نہیں سکے۔

اعلیٰ حضرت نے الاستمداد میں اس پر مزید اشعار ارشاد فرمائے۔

۔ کذب الہی منکر کہہ کر دین و یقین سب ڈھاتے یہ ہیں

کذب کا کیا غم ہاں کوئی کاذب سمجھے اسے ڈراتے یہ ہیں

ان کو بھلا بھلا کے ہو جھوٹا اس کا پاس دلاتے یہ ہیں

اس کی شرح میں سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ نے لکھا کہ اسماعیل دہلوی کی یکروزی ص ۱۴۵ ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو۔ براہین قاطعہ گنگوہی طبع دوم ص ۲۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہ نکالا قدما میں اختلاف ہے مسلمانو! جب

اللہ ہی کا جھوٹا ہونا ممکن ہوا پھر اس کی کون سی بات کا اعتبار رہا دین ایمان سب ہاتھ سے گیا۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے فرمایا کہ امام الوہابیہ یکروزی ص ۱۴۵ میں معاذ اللہ مولیٰ عزوجل کے امکان کذب پر دو

دلیلیں دیں ایک معترزی گمراہوں سے سیکھ کر یہ کہ جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں۔ اس سے اس کی مدح کرتے ہیں۔

اور صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لیے چھوڑے سلب عیب کذب

انصاف بہ کمال صدق سے ایسی ہے شخص کی مدح کریں گے نہ اس کی جس میں وہ عیب آسکتا ہے نہ ہو۔

اقول :- اس خباثت کا مفصل رد بحجج السبوح تنزیہ سوم میں ہے۔ یہاں ان نمبروں میں اس دلیل ذلیل پر تیس (۲۳) نقص ہیں کہ دیکھو قرآن عظیم نے ان ان باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو تیری تقریر سے تیرے نزدیک یہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے معاذ اللہ ممکن ہوئیں۔ دیکھ ان میں کیا کیا خباثتیں ہیں۔ مرنا تک ہے تو تو نے خدائی بھی کھوئی کہ جس کی موت ممکن ہو خدا نہیں ہو سکتا۔ ہر امر کے مقابلے اس کی آیت۔

فائدہ :- امام الوہابیہ کی دوسری دلیل یہ تھی کہ اکثر لوگ جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے یہ اٹھارہ نقص اس ملعون مغالطہ پر ہیں ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان ان افعال پر قادر ہے تو اس کا معبود یہ سب باتیں کر سکے گا۔ ورنہ قدرت انسانی بلکہ حیوانی سے گھٹ رہے گا۔

(۱۳) اس اندھے نجدی (گنگوہی جو اندھا ہو گیا تھا) کو شور بے سے کھانے کی لت پڑ گئی ہے اسی لیے تو جب بیٹر کا شور بہ نہ مل سکا تو کوئے کے حلال ہونے کا فتویٰ دے دیا تا کہ اس کا منڈا شور با چلتا رہے۔ (جب دانت بھی گر گئے تو مریدین میں سے کسی نے کہا کہ دانت نئے لگوا لیتے ہیں تو فرمایا! چھوڑو کیا ہوگا دانت لگا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے اور نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے۔ افاصات یومیہ ص ۲۳ ج ۲) کو ان کی کتنی مرغوب غذا ہے اس بارے میں تفصیل دیکھنی ہو تو روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷ اگست ۶۷ء دیکھئے اور روزنامہ مشرق ۷۶-۸-۲۵ دیکھئے۔ کہ انہوں نے کس کس طرح ملک پاکستان کے مختلف علاقوں میں کو اخوری کے جشن منائے۔

اذا كان الغراب دليل قوم سيهديهم طريق الهالكين

(۱۵) قرآن پاک میں یہ فیصلہ موجود ہے الخبیث للخبیث والخبیثون للخبیث۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے، کیونکہ الجنس یمیل الی الجنس۔ جنس اپنی جنس کی طرف ہی مائل ہوتی ہے اس لیے انہوں نے جنگلی کوا اور زاع معروفہ اور غیر معروفہ کا بہانہ بنالیا۔ اور اس طرح حرام کھا کھا کر ایسے حرامی ہوئے کہ اب ان کو حلال اشیاء بھی حرام نظر آتی ہیں اور جو حرام ہیں وہ اسی حرام غذا کو حلال کرنے والے فتوایٰ غدا سیہ کے سبب حلال کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ غذا کا مزاج پہ ضرور اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کی سبیل کا پانی حرام ہو گیا اور ہندوؤں کی ہولی دیوالی کی پوریاں کھانا حلال ہو گئیں۔

(۱۶) جو لوگ اپنا دین و ایمان کوؤں کے سپرد کر چکے ہیں ان کے لیے برابر ہے وہ کوالے کر چلیں یا گدھوں کے ساتھی بن جائیں اذا فلتك الحياء فافعل ماشئت۔ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔ بے حیا ہو جا اور جو چاہے کر لے۔

(۱۷) اے (گدائے درخیر الوری، عاشق مصطفیٰ) احمد رضا! تو باتیں تو عشق مصطفیٰ کی بہت کرتا ہے ذرا یہ تو بتا دینے کے کسی کتے کے پاؤں بھی چومے ہیں یا نہیں افسوس ہے کہ تیرا اتنا دماغ ہو گیا ہے کہ یہ کام بھی تجھ سے نہ ہو سکا۔

مجنوں جب لیلیٰ کی گلی میں پھرنے والے کتے کے قدم چوم سکتا ہے تو تو مدینے کی گلی کے کتے کے پاؤں کیوں نہیں چوم سکتا۔

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود گفت ایں سگ گاہے گاہے کوئے لیلیٰ رفتہ بود

مجنوں کو کتے کے پاؤں چومتے ہوئے کسی نے دیکھ کر پوچھا! یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا! یہ کتا کبھی لیلیٰ کی گلی میں گھومتا ہے۔

(حدائق بخشش حصہ سوئم کی چند اردو نعتیں)

نعت شریف نمبر (۸۵)

- (۱) مہر ہے مشعلہ افروز شبستاں کس کا
(۲) سنبل آشفہ ہے کس گل کے غم گیسو میں
(۳) تو نیاز سبق شمس ہے شمس منیر
(۴) کیوں نہ گلشن مری خوشبوئے دہن سے مہکے
(۵) آنکھ خورشید قیامت کی جھپکنے جو لگی
(۶) زندہ مردہ ہوئے سگان عدم چونک پڑے
(۷) ہر سحر عرش سے ہے مرقد شہ کا یہ خطاب
(۸) آئینہ دار ہے آئینہ میری حیرت کا
(۹) ہمہ تن چشم کی صورت ہے بدن سے پیدا
(۱۰) آفت جان عنا دل ہے ترا حسن اے گل

مشکل الفاظ کے معانی:

* مہر - سورج * مشعلہ - بڑی موم بتی * افروز - روشن * شبستاں - رات کو آرام کرنے کی جگہ * ماہ - چاند * پرتوہ - روشنی (پرتو - سایہ، عکس) * شمنہ - گنبد کے کلس پہ لگایا جانے والا سنہری چاند * ایواں - محل * سنبل - خوشبودار گھاس * آشفہ - پریشان و حیران * نرگس - آنکھ کی شکل کا پھول * نیاز - آرزو، تمنا، عاجزی * سبق - سبقت سے بمعنی آگے بڑھنا * شمس - سورج والا * شمس منیر - روشن کرنے والا سورج * آموز - آموختن سے بمعنی سیکھنا سکھانا * دبستاں - مدرسہ، مکتب * دہن - منہ * عالم - جہاں * شاخواں - تعریف کرنے والا * خورشید - سورج * جھپکنا - آنکھ کو کھولنا اور بند کرنا * افکن - افگندن سے بھرنا، ڈالنا * تاباں - روشن، چمکدار * سگان - رہنے والے * عدم - معدوم، نیستی * چونکنا - بدکنا، گھبر کر اٹھنا اور متوجہ ہونا * دوش بردوش - کاندھے پہ کاندھا * جہراں - جدائی * سحر - صبح صادق * مرقد - آرام گاہ (مجازاً قبر) * شہ - بادشاہ * شبستاں - رات کو سونے اور آرام کرنے کی جگہ * آئینہ دار - شیشہ دکھانے والا * حیرت - حیرانگی * گردوں - آسمان * عکس - پرتو، سایہ * رخ تاباں - روشن چہرہ * ہمہ تن - سارا جسم * چشم - آنکھ، امید * منتظر - انتظار کرنے والا * آفت - مصیبت * عنادل - عندلیب کی جمع بمعنی بلبل * رنگ اڑنا - چہرے کا رنگ گھبراہٹ سے زرد ہو جانا * جان - محبوب * گلستان - باغ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) یہ کس کی آرام گاہ میں سورج شمع روشن کر رہا ہے اور یہ کس کے محل کے کلس پر چاند سنہری روشنی کا سایہ ڈال رہا ہے عشق میں ہر شئی محبوب کی ہی غلامی کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور پھر محبوب خدا کا عشق

۔ شراب عشق احمد میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے

کہ جاں دے کر بھی اک دو گھونٹ مل جائے تو سستی ہے

(۲) یہ خوشبودار گھاس (سنبل) کس پھول (محبوب) کے لیے بال کھولے اور زلفیں بکھیرے بیٹھی ہے اور یہ بیمار نرگس کس کی یاد میں آنسو بہا رہی ہے۔ (محبوب خدا کی یاد میں اور کس کی یاد میں؟)

(۳) اے سورج تو اب منیر (روشنی بانٹنے والے) سے کوئی اونچا درجہ چاہتا ہے۔ بار اٹھا! اس نے نورانیت کی ابتدائی تعلیم کس کے مدرسہ سے لی ہے؟ یقیناً تیرے محبوب سے۔

۔ چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمکادے چمکانے والے

(۴) سارا باغ میرے منہ کی خوشبو سے کیوں نہ مہک اٹھے! آخر بلبل ریاض رسول (شاخاں مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

۔ مقدر میں شاہوں سے اونچا بہت ہے جسے تیرے در کا گدا دیکھتا ہوں

۔ ہیں آنکھیں جو روشن تو دل بھی منور یہ نعت نبی کا صلہ دیکھتا ہوں

(۵) یہ کس نے چہرے پہ پردہ ڈال دیا ہے کہ قیامت کا سورج بھی آنکھیں کبھی بند کرتا ہے کبھی کھولتا ہے۔ یعنی اس کی تپش میں کئی آ رہی ہے۔

۔ تمہاری ایک نگاہ کرم میں ہے سب کچھ پڑے ہوئے تو سر رہ گزار ہم بھی ہیں

۔ یہ کس شہنشاہ والا کا صدقہ بٹتا ہے کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

۔ حسن ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں انہی کے تم بھی ہواک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

(مولانا حسن رضا خاں)

(۶) جب تمام لوگ مر چکے تو عالم نیست والے گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور افسوس کرنے لگے کہ ہم نے کونسا جرم کر لیا ہے کہ ابھی تک ہجر و فراق کی چکی میں پس رہے ہیں اور محبوب خدا کا دیدار نہیں ہو رہا۔

۔ ڈھانپا ہے تیری دید کی امید کو جس نے وہ میرے مقدر کے اندھیرے کی روا ہے

نظارے کی خواہش ہے تو پھر آنکھ اٹھاؤ ہر ذرہ ہی طیبہ میں ارم جلوہ نما ہے (حدیث شوق)

(۷) آپ کی آرام گاہ (مزار پر انوار) ہر صبح صادق کے وقت صادق و امین نبی علیہ السلام کے دامن کو تھام کر عرش کو کہتی ہے! تو جانتا نہیں میں کس کی رہائش گاہ ہوں؟

۔ دل کو کیف و سرور ملتا ہے قرب رب غفور ملتا ہے

تجربہ ہے نبی کی چوکھٹ سے جو بھی مانگو ضرور ملتا ہے

(۸) میری حیرانگی کا شیشہ خود اس بات کا آئینہ دار ہے کہ یہ کس کے روشن چہرے کا جلوہ ہے جو عرش سے بھی پار جا رہا ہے۔

انت لما ولدت اشرق
الارض وضاءت بنورك الافق

فنحن في ذلك الضياء وفي النور
وسبيل الرشاد نخترق

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے زمین و آسمان روشن ہو گئے اور آپ کے نور کی روشنی میں ہم نے ہدایت کی راہ پالی۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۵۸، ج ۲)

(۹) اے میرے اللہ! میرا یہ حیران و پریشان دل کس کی انتظار میں ہے کہ اس کی وجہ سے میرا سارا جسم آنکھ کی طرح منتظر بنا بیٹھا ہے۔

ہمارے واسطے ہے ذکر ان کا باعث رحمت
جنہوں نے آپ کو آنکھوں سے دیکھا یا رسول اللہ

سحاب رحمت یزداں کہاں بر سے گا اس گھر پر
کہ آنگن جس کا ہے الفت سے سونا یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۰) اے پھول! تیرا حسن بلبلوں کی جان کے لیے آفت سے کم نہیں (عاشقانِ مصطفیٰ آپ کے حسن کی جھلک دیکھنے کے لیے بے چین و بے قرار ہیں) اے باغِ قدس کے مبارک پھول! تیرے عشق میں دیکھ تو سہی کس کس کا رنگ اڑا ہوا ہے۔

میں ہوا، تم ہوئے، میر ہوئے
ان کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

(۱۱) شب اعمال سیہ، صبح کرم سے بدلی
نور افشاں ہوا یہ چہرہ تاباں کس کا

(۱۲) آمدِ شہ کی خبر سن کے یہ بولے عاصی
وہ ہیں آمادہ شفاعت کو تو عصیاں کس کا

(۱۳) اک جانب ہے قمر ایک طرف داغ جگر
دیکھئے جھکتا ہے اب پلّہ میزاں کس کا

(۱۴) لالہ زار دل پر داغ ہوا سنبل زار
عکسِ افکن ہوا یہ گیسوئے پیچاں کس کا

(۱۵) غش ہے بلبل تو حسان چمن ہیں بیہوش
نظر آیا انہیں یا رب چمنستاں کس کا

(۱۶) خرمن دل پہ جو گرتی ہے تڑپ کر بجلی
متحیر ہوں کہ چمکا دُرِ دنداں کس کا

(۱۷) خار خار حرمِ طیبہ ہیں طوبیٰ مجھ کو
کیسا گلزار ارمِ روضہ رضواں کس کا

(۱۸) بلبلو مالکِ فردوس تمہارا گل ہے
باغباں کس کا ہے گل کس کا گلستاں کس کا

(۱۹) صاف شانِ اشکوں سے ہے شیشہءِ مے کی پیدا
ہوا مے نوشِ تعشق دل مستاں کس کا

(۲۰) یا نبی کس کی اماں چاہے رضائے خستہ
تیرے دامن کے سوا اور ہے دامن کس کا

مشکل الفاظ کے معانی :

* شب - رات * سیہ - کالی، سیاہ * کرم - بخشش * نور افشاں - نور بکھیرنے والا * تاباں - روشن * آمد - آنا

* شہ - بادشاہ * عاصی - گناہ گار * آمادہ - تیار * عصیاں - گناہ * جانب - طرف * قمر - چاند * داغ - نشان * جھکتا - بھاری * پلہ - ترازو کا پلڑا * میزاں - ترازو، وزن کرنے کا آلہ * لالہ زار - خشخاش کے سرخ پھولوں کا کھیت * پُر - بھرپور * عکس انگن - سایہ ڈالنے والا * گیسوئے پیچاں - کنڈل والی زلف * غش - بیہوشی * حسان - حُسن کی جمع خوبصورتیاں * چمنستان - باغ * خرمن - کھلیان، غلہ کا ذخیرہ * متحیر - حیراں * درودناں - دانتوں کا موتی (دنداں دانت کی جمع ہے) * خار خار - کانٹے ہی کانٹے * طوبی - جنتی درخت کا نام * گلزار - باغ * ارم - باغ (شہزاد کا فرمانے باغ تیار کیا جس کو وہ جنت کہتا تھا قرآن پاک میں ہے ارم ذات العماد) * روضہ - باغ * رضواں - داروغہ جنت * فردوس - اعلیٰ جنت * باغبان - مالی، باغ کا محافظ * اشکوں - آنسوؤں * مے نوش - شرابی * تعشق - اظہار محبت کرنا * مستان - دیوانہ، مست * اماں - پناہ، بچاؤ * خستہ - پریشان، غریب * دامن - آچل * سوا - علاوہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۱) میرے اعمال کی کالی سیاہ رات آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کرم سے روشن و منور ہو گئی۔ یہ کس نور والے محبوب کا رخ دانشی چمک رہا ہے کہ جس کے سامنے چاند و سورج بھی منہ چھپا رہا ہے۔

جلوہ مجھے نبی نے دکھایا ہے خواب میں پورا میرے نبی نے یہ ارمان کر دیا
بابر یہ تجھ پہ کتنا کرم ہے تو فخر کر اپنا تجھے نبی نے ثنا خوان کر دیا (ریاض مدینہ)
(۱۲) میدان محشر میں جب ہمارے آقا تشریف لائے تو روتے ہوئے گناہ گاروں نے کہا! کہ جب حضور شفاعت پہ تیار ہو گئے ہیں تو پھر گناہ کیسا اور سزا کیسی؟

(۱۳) ترازو کے ایک پلڑے میں چاند ہے اور دوسرے پلڑے میں میرے جگر کا (فراق رسول میں رورو کر بن جانے والا) داغ ہے (جس کی شکل بھی بظاہر چاند جیسی ہے) اب دیکھو کہ پلڑا کس طرف جھکتا ہے۔ وہی جھکتا ہے جو پلہ گراں ہے

اور یقیناً عشق کے داغ کا پلہ بھاری ہوگا کیونکہ العشق نار بحرق ماسوی اللہ۔ عشق ایسی آگ ہے جو ماسوی اللہ کو جلا دیتی ہے۔ کسی کا کیسا عجیب شعر ہے۔

رخ روشن کے آگے شمع رکھ کے وہ یہ کہتے ہیں ادھر آتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ جاتا ہے
(۱۴) اس گل قدس کے سامنے سرخ پھولوں کا کھیت داغدار ہے (شرمندگی سے منہ چھپا رہا ہے) اور سنبل جس کو اپنے بالوں (گھاس) پہ بڑا ناز تھا، جب محبوب خدا علیہ السلام نے گیسو سنوارے تو ان پر فریفتہ و قربان ہونے لگا اور محبوبیت چھوڑ کر محبت گیسوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا۔

کاش وہ چہرہ مری آنکھ نے دیکھا ہوتا مجھ کو تقدیر نے اس دور میں لکھا ہوتا
باتیں سنتا میں کبھی پوچھتا معنی ان کے آپ کے سامنے اصحاب میں بیٹھا ہوتا (زاہد فخری)
(۱۵) بلبل کو ایسا پھول نظر آیا کہ غش کھا کر گر پڑی اور باغ (عالم) کے سارے حسنین اس کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ اے خدایا! ان کو یہ کیسا باغ نظر آ گیا ہے۔ شاید انہوں نے محبوب خدا کے قدم کا تلوادیکھ لیا ہو۔

جو ذرے آتے ہیں پائے حضور کے نیچے چمک کے مہر کو وہ شرمسار کرتے ہیں

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۱۶) یہ کس کے موتیوں جیسے چمکدار دانتوں کی روشنی ہے جو دل پہ بجلی کی سی چمک اور نورانیت گرا رہی ہے اس کے نور کے سامنے آنکھیں خیر اور دل حیران ہیں۔

(۱۷) میرے لیے مدینے کا ہر کائنات طوبی (جنت کا درخت) ہے اس کے سامنے ارم کا باغ کیا ہے اور رضوان جنت کا سرسبز شاداب چمنستان کیا حیثیت رکھتا ہے۔

مبارک رہے عندلیبو! تمہیں گل ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

(مولانا حسن رضا خاں)

(۱۸) اے بلبلو! (غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جنت کا مالک تمہارا پھول (محبوب) ہے پھر بھلا بتاؤ تو؟ یہ باغبان کس کا ہوا، جنت کے پھول کس کے ٹھہرے اور خود باغ جنت کا مالک کون ہوا؟ تمہارے آقا ہوئے اور کون ہوا؟ تو پھر وجد میں آخر کیوں نہیں کہتے ہو کہ

مل گئے اگر حضور تو سمجھو خدا ملا

(۱۹) شرابِ عشقِ مصطفیٰ کے جام سے میرے آنسوؤں کی صفائی صاف صاف بتا رہی ہے کہ یہ مے نوش کس کی محبت میں دیوانہ اور مست ہے۔

عشق جانِ طور آمد عاشقا! طور مست و خر موسیٰ طعقا (مولانا روم)

(۲۰) اے میرے پیارے دستگیر آقا! میں آپ کے دامن کو چھوڑ کر کس کی پناہ لوں؟ نہ تو آپ کا دامن کرم چھوڑوں گا تو کوئی مجھے پناہ دینے پر تیار ہوگا۔ اور نہ ہی مجھ جیسے گنہگار و سیاہ کار کو پناہ دینے کی کوئی حامی بھرے گا کیونکہ احمد رضا کا تیرے دامن کے علاوہ کوئی سہارا نہیں اور اس کو پناہ دینا ہر کسی کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔

ڈگمگا سکا ہے کبھی اور نہ ڈگمگائے گا

بھیجتا ہوں روزانہ کو پھول میں درودوں کے
محاسنِ راحت ہے تجھ پہ رحمتوں والا
میں کسی بھی تمنے کا بھوکا ہوں نہ مانگتا ہوں
ذات ہے تو اعلیٰ ہے شان ہے تو بالا ہے
کیوں نہ میں نیازی پڑھوں نعتِ مصطفیٰ ہر دم
آمنہ کے پالے نے دو جہاں کو پالا ہے

جس کو تیری رحمت نے یا نبی سنبھالا ہے
اپنی حاضری کا یہ راستہ نکالا ہے
شہرِ مصطفیٰ تو تو بڑے بخت والا ہے
ہاتھ میرے انکے عشق کی موتیوں کی مالا ہے
دوستو! کرم ہی کرم کالی کملی والا ہے
نعتِ مصطفیٰ کی قسم مجھے نعت ہی نے پالا ہے
تیری میری مشکلوں کو مصطفیٰ نے ٹالا ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

نعت شریف نمبر (۸۶)

- (۱) گلے سے باہر آسکتا نہیں شور و فغاں دل کا
(۲) شب اسری قمر حیرت زدہ پھرتا رہا شب بھر
(۳) بڑھا اس درجہ رعب حسن والا لیلۃ الاسری
(۴) حجاب نور تک پہنچا کے آنکھیں ہو گئیں خیرہ
(۵) کسے کہتے ہیں خور! یہ تابشیں یہ گرمیاں کیسی
(۶) سنا جب نام گل خار مدینہ چبھ گیا دل میں
(۷) یہ کس کے رعب آمد نے کیا عالم تہ و بالا
(۸) یہاں صحرا میں موج آئی وہاں دریا میں گرداٹھی
(۹) یہ کیا نالہ ہے دشت طیبہ میں اے وائے محرومی
(۱۰) کسی وحشی کی خاک اڑ کر چمن میں آگئی شاید
- الہی چاک ہو جائے گریباں ان کے بسمل کا
بھلایا ڈھنگ ان کی چال نے سیر منازل کا
سمٹ کر بن گیا چرخ ایک پایہ ان کے محمل کا
فغاں کرتا ہوا لوٹ آیا قاصد نالہ دل کا
جھلکتا ہے شرارہ آسماں پر سوزش دل کا
کہ ہر مطلق ہے جلوہ گاہ حسن فرد کامل کا
کہ شیرازہ پریشان ہو گیا ہر نظم باطل کا
ادھر آتش کا ماتم ہے ادھر غوغا زلازل کا
مگر حسرت ہے پھر اس بن میں لوٹا قافلہ دل کا
بگولوں سے ہے اٹھتا شور مستانہ سلاسل کا

مشکل الفاظ کے معانی :

* شور و فغاں - آہ و زاری، نالہ و فریاد * بسمل - زخمی، عاشق * شب اسری - معراج کی رات * حیرت زدہ - حیران و پریشان * شب بھر - ساری رات * ڈھنگ - طور طریقہ * سیر - چلنا * منازل - جمع منزل کی پڑاؤ * لیلۃ الاسری - معراج کی رات * چرخ - آسماں * محمل - کجاوہ * حجاب - پردہ * خیرہ ہونا - چند یا جانا * قاصد - ایلچی، ڈاکیا * خور - سورج * تابشیں - روشنیاں * جھلکنا - چمکنا * شرارہ - شعلہ و چنگاری * چبھ گیا - پیوست ہو گیا * مطلق - آزاد، بے قید * جلوہ گاہ - جلوے کی جگہ * فرد کامل - مکمل ذات (اکیلا، پورا) * رعب - دبدبہ * آمد - آنا * تہ و بالا - نیچے اوپر * شیرازہ - بندھن * نظم باطل - باطل کا نظام * صحرا - جنگل * موج - لہر، جوش * آتش - آگ * ماتم - سوگ * غوغا - شور و غل * زلازل - زلزلے * نالہ - رونا * وائے محرومی - ہائے افسوس * حسرت - افسوس * وحشی - جنگلی * بگولوں - شدید آندھی * مستانہ - متوالا * سلاسل - بیڑیاں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) دل کا درد سوز اور نالہ و فریاد منہ کے ذریعے تو باہر آنے سے رہا، یا اللہ! سینہ کیوں نہیں شق ہو جاتا تا کہ اسی راستے تیرے محبوب کا بسمل (زخمی) اپنی حالت زار ان کو دکھاسکے۔

۔ دل میں ہیں درد و غم کے فسانے بھرے ہوئے برسوں سناؤں گر کوئی درد آشنا ملے
(۲) معراج کی رات جب محبوب الہ بارگاہ خدا کی طرف محبوبانہ چال چل کر جا رہے تھے تو چاند حیرت زدہ ہو کر اپنی منازل بھی بھول گیا اور ساری رات سرگرداں پھرتا رہا۔
مولانا جامی فرماتے ہیں۔

وصلی اللہ علی نور کز وشد نور ہا پیدا زمیں از حب اوساکن فلک در عشق اوشیدا
(۳) شب اسرئی کے دولہا، محبوب خدا کا حسن معراج کی شب اتنا عروج پر پہنچا کہ پورا آسمان سمٹ کر آپ کی سواری کے کجاوے کا ایک پایہ بن گیا، تا کہ اس پہ قدم رکھ کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سواری پہ سوار ہو جائیں۔

(۴) نورانی پردے تک تو آنکھوں نے پیچھا کیا اور آنکھوں کے اختیار میں اتنا تو تھا ہی مگر اس سے آگے محبوب خدا کو جاتا ہوا دیکھنا آنکھوں کو اندھا کر رہا تھا اس لیے درد دل کا قاصد شوق روتا ہوا واپس لوٹ آیا۔ کہ یہاں میری دال نہیں گلتی۔

(۵) لوگوں کے خیال میں تو یہ گرمیاں اور پیش سورج کی وجہ سے ہے لیکن جس کو عشق کی آگ لگی ہوئی ہے اس سے پوچھو تو وہ کہے گا میرے دل کا سوز و جلن ہے کہ جس نے زمین و آسمان میں ہلچل مچا رکھی ہے۔ العشق نار یحرق ماسوی اللہ۔ عشق ایسی آگ ہے جو ماسوی اللہ کو جلا کر رکھ کر دیتی ہے۔

(۶) جب کسی زبان پہ پھول کا نام آتا ہے تو میرے دل میں مدینہ کا کائنات چھ جاتا ہے (یعنی مدینے کی یاد ستانے لگتی ہے) کیونکہ

۔ ہر گل میں ہر شجر میں محمد کو نور ہے

اور جس میں بھی مطلقاً کچھ نہ کچھ حسن موجود ہے وہ اسی فرد کامل (محمد رسول اللہ) کے حسن کے جلوے کی جگہ ہے) المطلق ينطلق الى الفرد الكامل۔ مطلق اپنے فرد کامل کی طرف لوٹتا ہے۔ المطلق یجری علی اطلاقہ۔ مطلق اپنے اطلاق پر چلتا ہے۔ یہ دونوں قاعدے اصول فقہ کے ہیں)

(۷) یہ کون آیا ہے کہ جس کی آمد کے دبدبے سے جہاں کا نقشہ ہی بدل گیا ہے راہزن رہبر بن رہے ہیں۔ چور ڈاکو تو بہ کر کے دوسروں کے لیے مینارہ نور بن رہے ہیں غلاظت کے پلندے مجسمہ طہارت بن رہے ہیں گناہوں کے خوگر پیکر شرافت دکھائی دے رہے ہیں اس طرح باطل کا شیرازہ بکھر رہا ہے اور حق کا بول بالا ہو رہا ہے۔

۔ ولادت جہاں میں تیری جب ہوئی تھی اندھیرا سبھی چھٹ گیا کملی والے
جو پیدا ہوا سب سے پہلے جہاں میں وہی ہے تو نور خدا کملی والے
(۸) سرکار کی آمد پہ جنگلوں میں بھی نور کے دریا موجزن ہو گئے اور دریا جو کبھی نہ خشک ہوئے تھے وہاں پہ گرداڑنے لگی (بحیرہ)

ساوی کی طرف اشارہ ہے جس کی اسی وجہ سے پوجا ہوتی تھی کہ خشک نہیں ہوتا) آتش کدہ ایران جو صدیوں سے جل رہا تھا یکدم بجھ گیا اور قیصر و کسریٰ کے محلات میں زلزلے آئے جن سے ان محلات کے کنگرے گر گئے۔ اور ایک شور بپا ہو گیا۔ سیرت حلبیہ میں ہے ورد العین المستہام معینہ ص ۸۷، ج ۱۔ واقعتاً خشک زمین جہاں کبھی پانی نہ آیا تھا وہاں دریا بہنے لگا جس سے کسریٰ ایران پہ خوف طاری ہو گیا۔

جبریل امیں نے مژدہ دیا کونین کے سرور آتے ہیں
ہاں صل علیٰ کا شور کرو اللہ کے پیبر آتے ہیں
میلا د کی محفل کیا کہنے انوار برستے ہیں ہر سو
میلا د نبی کی محفل میں خود آپ بھی اکثر آتے ہیں
(نگار میر صی)

(۹) یہ جنگل میں کیا آہ وزاری، نالہ و فریاد اور ہائے محرومی، ہائے حسرت کی آوازیں آرہی ہیں شاید دیدار کی حسرت نے پھر کوئی دل کا قافلہ لوٹ لیا ہے۔
(۱۰) یوں لگتا ہے کہ کسی وحشی کے پاؤں کی گرداؤں کر باغ میں آگئی ہے جس کی وجہ سے تیز ہواؤں سے ایسا شور اٹھ رہا ہے جیسے بیڑیوں کی مستانہ جھنکار ہوتی ہے۔

(۱۱) نہیں کچھ خاص شہرستان امکاں بہرہ یاب ان سے کہ ساریہ دشت بطلاں میں ہے تاج سرمہ اہل کا
(۱۲) رضائے خستہ کیا کہنا عجب جادو بیانی ہے نمک ہر نغمہ شیریں میں ہے شور عنادل کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خاص۔ مخصوص * شہرستان۔ شہر کی جگہ، شہر پناہ * امکاں۔ بس میں، طاقت میں * بہرہ یاب۔ خوش نصیب، حصہ پانے والا * بطلاں۔ جھوٹ، باطل، بناوٹی بات * مماثل۔ ہم شکل، مثل * خستہ۔ پریشان * جادو بیانی۔ عمدہ گفتگو * شیریں۔ مٹھاس * عنادل۔ بلبلیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) شہر پناہ کی طاقت خاص ان کے لیے فائدہ مند نہیں کیونکہ سروں کے تاج تباہ کرنے والے جنگل کی زد میں ہیں۔ یا عالم امکاں کا ذرہ ذرہ ہی نہیں بلکہ ہم مثل ہونے کا دعویٰ کرنے والے باطل کے جنگل کے منحوس سائے (بد عقیدہ لوگ) بھی حضور ہی کے فیض سے پل رہے ہیں۔

(۱۲) ارے یار رضا (گدائے در مصطفیٰ) تجھے عمدہ گفتگو کرنے کا کیسا طریقہ آتا ہے یوں لگتا ہے کہ تیرا کلام بلبلوں کے پیٹھے نغموں میں نمکینی کا کام دے رہا ہے جس سے کلام کا حسن دو بالا ہو جاتا ہے اسی لیے کہتے ہیں (النحو فی الکلام کا لملح فی الطعام) علم نحو کلام میں وہی لذت پیدا کرتا ہے جو نمک طعام میں کرتا ہے۔

نعت شریف نمبر (۸۷)

(مخمس یعنی پانچ مصرعوں والے اشعار کی نعت)

(۱) شعلہ عشق نبی سینہ سے باہر نکلا
 عمر بھر منہ سے میرے وصفِ پیمبر نکلا
 ساز گار ایسا بھلا کس کا مقدر نکلا
 دم مرا صاحب لولاک کے در پر نکلا
 اب تو ارمان اے دل مضطر نکلا

حل لغات:

* شعلہ۔ لپیٹ، انگارہ، چنگاری * وصف۔ تعریف * سازگار۔ موافق * مقدر۔ نصیب * دم۔ سانس (آخری)
 * صاحب لولاک۔ لولاک لما خلقت الافلاک کی شان والے (حضور علیہ السلام) * در۔ دروازہ * ارمان۔ آرزو،
 حسرت * مضطر۔ پریشان، مجبور، بیچارہ۔

مفہوم شعر نمبر ۱:

عشقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چنگاری دل میں تھی جو سینے سے باہر آئی تو اس کی برکت سے ساری زندگی شاخوانی
 رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں گزر گئی۔

ایسا اچھا مقدر بھلا کس کا ہو سکتا ہے کہ میری زندگی کا آخری سانس لولاک لما خلقت الافلاک والے آقا کی بارگاہ
 عالی کی چوکھٹ پہ نکل رہا ہے۔ اے میرے ساری زندگی پریشان رہنے والے دل اب تو خوش ہے ناں؟

دل درد سے بھل کی طرح لوٹ رہا ہو سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
 گردقت اجل سرتری چوکھٹ پہ پڑا ہو جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

(مولانا حسن رضا خان)

☆☆☆

(۲) ہے مرے زیر نگین ملک سخن تا ابد میرے قبضے میں ہیں اس خطہ کے چاروں سرحد

اپنے ہی ملک سے تعبیر ہے ملک سرمد ہے تصرف میں میرے کشور نعت احمد
میں بھی کیا اپنے نصیب کا سکندر نکلا

حل لغات:

* زیر نگین۔ ماتحت، قبضے میں * ملک سخن۔ کلام کرنے کی حکومت و قدرت * تابد۔ ہمیشہ تک * خطہ۔ زمین کا ٹکڑا
* سرحد۔ آخری کنارہ * تعبیر۔ تاویل، مراد لینا، نتیجہ نکالنا * سرمد۔ ہمیشہ * تصرف۔ اختیار، کنٹرول * کشور۔ ملک
* نصیبہ۔ بخت * سکندر۔ روم کا مشہور بادشاہ۔

مفہوم شعر نمبر ۲:

(تحدیث نعت کے طور پر فرماتے ہیں) بات کرنے کی حکومت اب ہمیشہ میرے ہاتھ میں ہے (سوسال تو ہونے والا ہے
ابھی تک احمد رضا کے جوڑ کا نظر نہیں آیا انشاء اللہ آپ کا یہ فرمانا تعالیٰ یا خود ستائی نہ ہوگا بلکہ حقیقت واقعہ ثابت ہوگا کہ دن بدن
احمد رضا کے نام کو عروج ہوگا اور ہر آنے والا دور اسی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ہوگا۔ بڑے بڑے نامور لوگوں نے اس
حقیقت کو تسلیم کیا ہے) اس علاقے کی ساری سرحدیں میرے کنٹرول میں ہیں۔

(سخر لکم مافی السموات و مافی الارض) ہمیشگی کی حکومت بھی سرکار مدینہ کے غلاموں کی ہے۔ نعت مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم جس رنگ میں چاہوں کہہ سکتا ہوں (چار زبانوں میں نعت اور جس نعت میں ہونٹ جدارہتے ہیں اس مصرعہ کے سچ
ہونے کی زندہ مثالیں ہیں) اللہ کا شکر ہے کہ نصیب کے لحاظ سے سکندر سے کم نہیں ہوں۔ (اس شعر کی صداقتوں کو مزید دیکھنا ہو تو
”معارف رضا“ کراچی ۱۹۹۲ء کا مطالعہ فرمائیں)

یہ عظمت چونکہ غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہے اس لیے اب نسبت کو ہی دیکھا جائے گا۔ کاغذ اور کپڑے کو
قرآن سے نسبت ہو جائے تو اس کو بھی قرآن کے ساتھ چوما جاتا ہے تو غلامی مصطفیٰ میں آنے والا کیوں نہ مقدر کا سکندر ہوگا۔
نعت کہنے میں رضا وہ بھی مقام آتا ہے مجھ پہ ہر آن فرشتوں کا سلام آتا ہے
(محمد اکرم رضا)

☆☆☆

(۳) روز و شب لخت جگر آنکھوں سے جاری ہی رہا رفتہ رفتہ ہوا ہر گوشہ چشم اک دریا
اب تو وہ قہر کا ہے جوش کہ عالم ڈوبا دیدہ تر نے کیا نوح کا طوفاں برپا
قطرہ اشک جو نکلا وہ سمندر نکلا

حل لغات:

* روز و شب۔ دن رات * لخت جگر۔ جگر کا ٹکڑا، بہت پیارا * رفتہ رفتہ۔ آہستہ آہستہ، ہوتے ہوتے، دھیرے
دھیرے * گوشہ چشم۔ آنکھ کا کونہ (کارنر) * قہر۔ زبردست * جوش۔ ابھار، بلندی * دیدہ تر۔ روتی آنکھ * اشک۔ آنسو۔

مفہوم شعر نمبر ۳:

دن رات عشق مصطفیٰ کی گرمی اور فراق و ہجر رسول کے درد سے آنکھیں بہتی رہیں اور دل خون کے آنسو روتا رہا اور ہوتے ہوتے آنکھ کا ہر گوشہ دریا کا منظر پیش کرنے لگا۔ اب تو خطرہ ہے کہ اس قدر سیلاب آئے گا کہ پورا جہاں میرا ہم نوا ہو کر اپنے آنسوؤں میں ہی ڈوب جائے گا، اس رونے والی آنکھ نے کیا طوفانِ نوح پیا کر دیا ہے کہ جس کا ایک ایک قطرہ سمندر نظر آتا ہے۔

نازاں ہوں سعادت کے گہر رول رہا ہوں میزانِ عقیدت پہ انہیں تول رہا ہوں
چھوٹا ہوں مگر بول بڑے بول رہا ہوں تعریفِ محمدؐ میں زباں کھول رہا ہوں
(صلی اللہ علیہ وسلم)

☆☆☆

(۴) بن گئی میری زباں ماہی، آب کوثر
نور کے بکے دھن سے مرے نکلے باہر
سایہ رحمت باری نظر آیا سر پر
مغفرت صدقہ ہوئی میری زباں پر آکر
جس گھڑی لب سے مرے وصف پیمر نکلا

حل لغات:

* ماہی۔ مچھلی * آب کوثر۔ جنت کی نہر کا پانی * بکے۔ نور کا انبار * دھن۔ منہ * باری۔ پیدا کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام (الباری) * مغفرت۔ بخشش * صدقہ۔ قربان * وصف پیمر۔ اللہ کے نبی کی تعریف۔

مفہوم شعر نمبر ۴:

اب میری زبان حوض کوثر کی مچھلی بن گئی ہے، میرے منہ سے نور برستا ہے، میرے سر پہ اللہ کی رحمت کا سایہ ہے، بخشش میرے اوپر نثار ہو رہی ہے کیونکہ محبوب خدا کی نعت میرے لبوں سے نکل رہی ہے۔

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آئی ہے سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آئی ہے
بنی اسرائیل کا بدکار یہودی نام مصطفیٰ کی تعظیم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ اس کو گندگی کے ڈھیرے سے اٹھا کر غسل دیں اور خود اس کا جنازہ پڑھائیں کیونکہ اگرچہ برا تھا مگر جب تورات کھولتا تو نظر علی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ و وضعہ علی عینہ و صلی علیہ (خصائص کبریٰ ص ۱۶، ج ۱) میرے محبوب کے نام کو دیکھتا تو چومتا، آنکھوں سے لگاتا اور درود پڑھتا۔

تو حضور کا غلام اگر ساری عمر نام محمدؐ کی تعریف کرے اور محبت سے چوم چوم کر درود و سلام پڑھتا رہے تو اس کو اس نام کی برکت سے عظمتیں کیوں نہ ملیں گی؟

ہونٹ کو ہونٹ لگا چومنے بہر تعظیم میرے ہونٹوں پہ محمد کا جو نام آتا ہے
میرا منہ چوم لیتے ہیں فرشتے کس محبت سے زباں پر میری جس دم نام آیا محمد کا

☆☆☆

(۵) جلوہ اس مہر رسالت کا ہو سیاروں میں
انبیاء ساتھ ہوں جبریل جلو داروں میں
آقا اس شان سے آئیں گے گرفتاروں میں
حشر کے روز یہ غل ہو گیا گنہ گاروں میں
وہ شفاعت کے لیے شافع محشر نکلا

حل لغات:

* مہر رسالت - رسالت کا سورج (حضور علیہ السلام) * سیارے - چلنے والے ستارے * جلو دار - ساتھی، نوکر
* غل - شور * شافع محشر - قیامت کے دن شفاعت کرنے والا۔

مفہوم شعر نمبر ۵:

ستاروں میں بھی اسی رسالت کے آفتاب محمد رسول اللہ کا جلوہ ہے۔ ہمارے آقا جب میدان محشر میں ہم گناہ گاروں کی
شفاعت کے لیے آئیں گے تو اس شان سے آئیں گے کہ آپ کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام ہوں گے، جبریل امین آپ کے
غلاموں میں ہوگا۔ اور ایک نعرہ بلند ہوگا کہ وہ دیکھو شافع محشر محمد رسول اللہ شفاعت کے لیے نکل پڑے ہیں۔
غلامان محمد محشر میں یوں پہنچانے جائیں گے کہ محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

☆☆☆

(۶) حسن محبوب کو بخشا ہے عجب وصف و قماش شاہد اس نقشہ کی بے مثلی پہ ہے خود نقاش
چاند سورج میں رہی برسوں انہی کی کنکاش مدتوں چرخ نے کی بزم دو عالم میں تلاش
مثل محبوب خدا کو کی نہ سرور نکلا

حل لغات:

* عجب - عجیب و غریب * وصف - تعریف * قماش - کمال، ہنر * شاہد - گواہ * نقاش - نقش کرنے والا (ہو الذی
بصورکم فی الارحام) یعنی اللہ تعالیٰ * کنکاش - صلاح مشورہ * بزم - محفل * دو عالم - دو جہان * سرور - سردار، آقا۔

مفہوم شعر نمبر ۶:

خدا نے اپنے محبوب کے حسن و جمال کو ایسا کمال عطا فرمایا ہے کہ جس پر وہ خود ہی گواہ ہے۔ کئی سال چاند و سورج آپس میں یہ بات کرتے رہے ہیں اور آسمان مدتوں تلاش کرتا رہا لیکن خدا کے محبوب جیسا دونوں جہاں میں کوئی آقا اور سردار نہیں ہے۔
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے

☆☆☆

(۷) جب ہوا چرخ مرے ماہ رسالت کا مسیر چاند حیرت سے بنا ابرو نقش تصویر
ان کے آگے نہ چلی ایک بھی لاف تنویر کیا ضیاء ہے رخ انور کی کہ مہتاب منیر
چرخ اخضر سے جو نکلا تو مکدر نکلا

حل لغات:

* چرخ - آسمان * مسیر - سیرگاہ * ابرو - بھویں * لاف - شخی، گپ * تنویر - روشن کرنا * ضیاء - روشنی
* مہتاب منیر - چاند جیسا روشن چہرہ * اخضر - سبز * مکدر - میلا، گدلا۔

مفہوم شعر نمبر ۷:

ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب شب معراج آسمان پر تشریف لے گئے تو چاند حیرت زدہ ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ابرو مبارک کی تصویر کا نقش بن کر جھک گیا اور آج تک جھکا ہوا ہے۔ پھر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چاند کی نورانیت کی شخی نہ چل سکی، آپ کے رخ و انضام کی روشنی کا کیا کہنا کہ سورج بھی نکلتا ہے تو اس رخ و انضام کے آگے میلا سا لگتا ہے۔
اللہ کی ہم جلوہ گری دیکھ رہے ہیں یا حسن جمال مدنی دیکھ رہے ہیں
صدقے میں ترے گنبد خضریٰ کے تصور ہم تجھ میں گلستان نبی دیکھ رہے ہیں
جس وقت پڑھو صل علی ال محمد سمجھو کہ رسول عربی دیکھ رہے ہیں

☆☆☆

(۸) ہم گئے قبر اولیں قرنی پر کہ سنیں
عشق میں پھنستی ہیں کس دام بلا میں جانیں
قبر عاشق سے صدا آئی کہ کیا حال کہیں
کبھی زندہ کبھی مردہ ہوئے ہم الفت میں
شوق نظارہ مگر دل سے نہ باہر نکلا

حل لغات:

* اولیس قرنی۔ خیر التالبعین، سید التالبعین * بلا۔ مصیبت * صدا۔ آواز * الفت۔ محبت * نظارہ۔ تماشا، جلوہ دکھانا

مفہوم شعر نمبر ۸:

ہم اپنا غم ہلکا کرنے کے لیے ایک مرتبہ سید التالبعین حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پہ حاضر ہوئے تاکہ ان سے پوچھیں کہ۔ حب نبی میں زندگی کیسے گزر گئی۔

جو اس جال میں پھنس جاتا ہے پھر اس پہ کیا گزرتی ہے تو آپ کی قبر انور سے ہمیں یہ جواب ملا کہ اس وادی کا مسافر نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے مگر اس کے دل سے شوق دیدار کبھی ختم نہیں ہوتا۔

دیدار نبی کا دل میں ارمان لیے ہوئے بیٹھا ہوں ہر نظر میں گلستان لیے ہوئے
ظلمت بڑھی تو مہر رسالت ہوا طلوع انسان کی نجات کا سماں لیے ہوئے



(۹) کیوں نہ آنکھوں کو مری کان جواہر کہیے اشک خونیں ہیں عقیق یمنی کے ٹکڑے
پایہ ہیں عین گہر ریز کے دو فوارے یاد دندان محمد میں مری آنکھوں سے
اشک بھی نکلا تو وہ صورت گوہر نکلا

حل لغات:

* کان۔ ذخیرہ، معدن * جواہر۔ قیمتی پتھر * اشک خونیں۔ خون کے آنسو * عقیق یمنی۔ ملک یمن کی طرف منسوب سرخ رنگ کا خوبصورت پتھر * گہر۔ قیمتی موتی * ریز۔ ریختن سے ہے بہانا * فوارہ۔ چشمہ، پانی کا زور سے نکلنا۔

مفہوم شعر نمبر ۹:

میری آنکھوں کو موتیوں کی کان (معدن و ذخیرہ) کہنا زیادہ مناسب ہے۔ ان سے فراق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جو خون کے آنسو گرتے ہیں یمن کے سرخ پتھر کے ٹکڑے ہیں یا پھر یہ آنکھیں موتی بکھیرنے والے دو فوارے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے دندان مبارک کی یاد کا اثر ہے کہ میرے آنسو بھی اب میری آنکھوں سے موتی بن بن کر نکلتے ہیں۔

تو شاہ خواہاں تو جانِ جاناں ہے چہرہ ام الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گی مثال تیری جواب تیرا
تو سب سے اول تو سب سے آخر ملا ہے حسن دوام تجھ کو
ہے عمر لاکھوں برس کی تیری مگر ہے تازہ شباب تیرا
نظر میں اس کی ہے ہر حقیقت ہو مشک و عنبر یا بوئے جنت
ملا ہے جس کو ملا ہے جس نے پسینہ حسن گلاب تیرا

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے
جہاں میں بن جاتے طور لاکھوں جو اک بھی اٹھتا حجاب تیرا

☆☆☆

(۱۰) جاگنے میں تو وہ دیدار میسر ہے کسے
نیند آتی نہیں جو خواب میں دولت یہ ملے
تنگ آیا ہوں میں اس بخت کی ناسازی سے
ہائے محروم رکھا شہ کی زیارت سے مجھے
دشمن جاں مرا نیرنگ مقدر نکلا

حل لغات:

* میسر - حاصل * بخت - نصیب * ناسازی - ناموافقت * شہ - شاہ کا مخفف، بادشاہ (حضور علیہ السلام)
* نیرنگ - مکروفریب (نیرنگ مقدر - تاریک و سیاہ بخت)

مفہوم شعر نمبر ۱۰:

حالت بیداری میں تو سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ علیہ السلام کا دیدار کسی کسی خوش نصیب کو حاصل ہوتا ہے۔ مجھے تو نیند بھی
نہیں آتی کہ خواب میں ہی زیارت ہو جائے۔
اپنے نصیب کی ناسازگاری سے میں تو تنگ آ گیا ہوں جس نے مجھے آقا کی زیارت سے محروم رکھا ہوا ہے، ہائے میرا
تاریک مقدر ہی میری جان کا دشمن نکل آیا۔

کس کس کو میں باندھوں جو کروں قصد زیارت ہمت کی بھی ٹوٹی ہے کمر، میری کمر بھی
اب جاؤں مدینے کو میں کس طرح خدایا رفتار کی طاقت بھی نہیں، زور بھی زر بھی

☆☆☆

(۱۱) خواب میں دولت دیدار کے کچھ ساماں تھے
دل بیتاب یہ تڑپا نہ رہا بن جاگے
کیا کہوں طالع برگشتہ سے اللہ سمجھے
ہائے محروم رکھا شہ کی زیارت سے مجھے
دشمن جاں مرا نیرنگ مقدر نکلا

حل لغات:

* ساماں - امکانات، امیدیں (مرادیں) * بیتاب - بے چین و بے قرار * بن - بغیر، بجز * طالع - بخت * برگشتہ - پھرا ہوا، سرکش۔

مفہوم شعر نمبر ۱۱:

خواب میں پھر بھی کوئی امید تھی کہ زیارت سے مشرف ہو جاؤں گا، مگر اس بے چین دل کو کہاں لے جاؤں جو تڑپتا رہتا ہے اور بغیر جاگے اس کا گزارا نہیں ہے، دراصل میرے نصیب نے ہی مجھ سے منہ پھر لیا ہے۔ اس کو خدا ہی سمجھے جس نے مجھے آقا کی زیارت سے محروم رکھا ہوا ہے، اے میرے جان کے دشمن، سیاہ نصیبی کیا میرا ہی مقدر تھی؟ ورنہ حضور کی طرف سے کوئی کمی نہیں ان کا حال تو یہ ہے۔

آپ جامِ مے مقصود پلا دیتے ہیں تشنگی تشنہ دھانوں کی بجھا دیتے ہیں
منہج جو دو سخا ہیں مرے سرکار انور مانگنے والوں کو حاجت سے سوا دیتے ہیں

☆☆☆

(۱۲) مال دنیا تو کوئی چیز نہیں ہے سرد
آنکھ اٹھا کر نہ کبھی دیکھوں سونے ملک ابد

سب یہ الفت کی بدولت ہے غنائے بے حد
جہذا آفریں اے دولت عشق احمد

میں گدائی کے بھی پردہ میں سکندر نکلا

حل لغات:

* سرد - ہمیشہ رہنے والا * ملک ابد - ہمیشہ رہنے والا ملک و حکومت * الفت - محبت * غنائے - مال داری * بے حد - بے حساب * جہذا - فعل مدح (حب فعل مدح ہے ذال اسم اشارہ اس کا فاعل ہے) تعریف کے لیے آتا ہے * آفریں - شاباش، بہت خوب۔

مفہوم شعر نمبر ۱۲:

دنیا کے مال و متاع کی میرے نزدیک کبھی کوئی حیثیت نہیں رہی، کوئی اگر ہمیشہ رہنے والی حکومت بھی مجھے دے تو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھوں، یہ سارا استغنا اور مال داری محبت رسول کی بدولت ہے۔ آفریں ہے اے دولت عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! واہ واہ سبحان اللہ! حضور کا گدا اپنے دور کا سکندر ہے۔

ہاتھ فریادی اٹھاتے ہیں دعا کے واسطے کھول دے باب اجابت مصطفیٰ کے واسطے

رزق و روزی، علم و عرفاں، دین و ایماں کر عطا ہر گدائے مصطفیٰ، ہر بے نوا کے واسطے

☆☆☆

(۱۳) تشنہ ہوں شربت دیدار پلا دیجے مجھے آئینہ طلعت انور کا بنا دیجے مجھے
مردہ ہوں آپ مسیحا ہیں جلا دیجے مجھے وہ جمال رخ پر نور دکھا دیجے مجھے
دونوں عالم میں نہ جس کا کوئی ہمسر نکلا

حل لغات:

* تشنہ - پیاسا * طلعت - چہرہ * مسیحا - عیسیٰ علیہ السلام کا لقب مردہ زندہ کرنے کی وجہ سے (یہاں حضور علیہ السلام مراد ہیں وجہ وہی ہے) * جلا - زندہ کر * جمال - حسن * رخ پر نور - نور والا چہرہ * ہمسر - برابر، مد مقابل۔

مفہوم شعر نمبر ۱۳:

اے میرے حسن و جمال والے آقا! میں آپ کے دیدار کا بہت خواہش مند و طالب ہوں، مجھے پیاسے کو اپنے دیدار کا شربت عطا ہو۔ مجھے اپنے چہرہ انور کا آئینہ بنادیں (آپ کی اطاعت و محبت کا رنگ میرے اوپر چڑھ جائے اور میری ہر ہر ادا آپ کی سنت کے مطابق ہو جائے) میرا دل مردہ ہو چکا ہے آپ نے تو پتھروں میں جان ڈال کر عیسیٰ علیہ السلام سے بڑا کام کر دکھایا ہے میرے مردہ دل کو بھی اپنی نگاہ ناز سے زندہ فرمادیں اور اس کی زندگی آپ کے پر نور چہرے کا دیدار ہے۔ جس چہرے کی دونوں جہان میں کوئی مثل و مثال نہیں۔

محبوب خدا سید و سرور کے برابر لاؤ تو کوئی میرے پیمر کے برابر
لاکھوں ہیں زمانے میں سکندر کے برابر کوئی نہیں آقا تیرے نوکر کے برابر
ناداں انہیں اپنے سا کہتے ہیں نیازی ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر

☆☆☆

(۱۴) صدقے اس غالیہ موپہ ہوں ہر حور کے بال کیا یہ خوشبو ہے کہ نافہ کو ہوا مشک و بال
عطر بیزی میں ہے یہ زلف معنبر کو کمال وصف کیسوئے نبی کا جو بندھا دل میں خیال
شعر جو نکلا دھن سے وہ معطر نکلا

حل لغات:

* غالیہ - خوشبو (قیمتی شے کو بھی کہتے ہیں) * مو - بال مبارک * نافہ - مشک کی تھیلی ہرن کے پیٹ پر * مشک - کستوری * عطر بیزی - عطر چھڑکنا * زلف معنبر - خوشبو (عنبریں) سے مہکتی زلفیں * وصف - تعریف * دھن - منہ * معطر - خوشبودار۔

مفہوم شعر نمبر ۱۴:

آپ کی خوشبودار زلفیں اور بیش بہا قیمت بال مبارک پہ جنت کی حوریں اپنی زلفوں کو نچھاور کرنے پہ تیار ہیں، اللہ اللہ! والیل کی زلفوں میں کیسی خوشبو بسی ہے کہ ہرن کے کستوری والے ٹانے کے لیے اس کی اپنی کستوری مصیبت بن گئی (اور وہ حسد کرنے لگا کہ کاش بجائے کستوری کے یہ خوشبو میرے پاس ہوتی) خوشبو بکھیرنے میں یہ حضور ہی کی زلفوں کا کمال ہے اور آپ کی زلفوں کی تعریف کا جو میرے دل میں خیال آیا اور میں نے تعریف کرنی شروع کی تو میرے منہ سے ہر شعر جنت کی خوشبو لے کر نکلا۔ اے غلامانِ مصطفیٰ! (علماء کرام و مشائخ عظام) تم جنتی بھی عظمت و شان کے مالک ہو اعلیٰ حضرت جیسے نہیں ہو سکتے ہو اور دیکھو وہ اپنے آپ کو سرکار کے قدموں پہ کس طرح نچھاور کر رہے ہیں حضور کی بات آئے تو سب کچھ بھول جاؤ اور

جذبِ ایمان پیکرِ حسن و وفا بن جائیے تاجِ شاہی کے لیے دستِ گدا بن جائیے
بعد میں بن لیجئے گا آپ شیخِ محترم آئیے پہلے غلامِ مصطفیٰ بن جائیے

☆☆☆

(۱۵) رنگ آمیزئی الفت کا یہ احسان ہوا

عمر بھر سینہ مرا گلشنِ فردوس رہا

واہ رے جوشِ اثر بعد فنا بھی نہ گیا

رُخ رنگینِ محمد کا جو شیدائی تھا

میری تربت پہ بھی نخلِ گلِ احمر نکلا

حل لغات:

* رنگ آمیزئی الفت - حضور کی محبت کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لینا * فیضان - فائدہ * گلشنِ فردوس - جنت کا باغ
* واہ رے - کلمہ تحسین، کیا بات ہے، سبحان اللہ * فنا - خاتمہ * رُخ رنگیں - خوبصورت چہرہ * شیدائی - دیوانہ * تربت - قبر
* نخل - درخت * گلِ احمر - سرخ پھول۔

مفہوم شعر نمبر ۱۵:

اپنے آپ کو محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگنے کا یہ فائدہ تو ہوا کہ ساری زندگی میرا سینہ جنت کا باغ بنا رہا، سبحان اللہ! اس محبت کا اثر مرنے کے بعد بھی قائم رکھا کہ حضور علیہ السلام کے خوبصورت چہرے کا شیدائی و عاشق جب مرا تو اس کی قبر پہ سرخ رنگ کے پھول کا درخت اُگ آیا۔ (اسی لیے اہل ایمان قبروں پہ پھول چڑھاتے ہیں تاکہ فرق ظاہر ہو جائے)

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

(۱۶) ہے رضا گرچہ سیہ کار سراپا قاسم نعت احمد ہے مگر اس کا وظیفہ قاسم
ایک مصرعہ بھی اگر آقا کو خوش آیا قاسم حشر کے روز اٹھے شور عجب کیا قاسم
قبر سے دیکھو وہ مداح پیمبر نکلا

حل لغات:

* سیہ کار - گناہ گار * سراپا - سر سے لیکر پاؤں تک * قاسم - تقسیم کرنے والا (حضور علیہ السلام جو اللہ کی نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے ہیں) * وظیفہ - ہر وقت کیا جانے والا کام * مصرعہ - شعر کا آدھا حصہ * خوش - پسند * عجب - عجیب و غریب * مداح - بہت زیادہ تعریف کرنے والا۔

مفہوم شعر نمبر ۱۶:

اے میرے پیارے نبی! اگرچہ آپ کے در کا گدا، احمد رضا، از سر تا پا، گناہوں میں ہے ڈوبا، مگر آقا آپ تو جانتے ہیں کہ آپ کی نعت خوانی ہے اس کا وظیفہ، اگر اس بے چارے کی ساری نعمتوں میں سے صرف ایک مصرعہ بھی آپ نے پسند فرمالیا، تو میدان محشر میں ایک عجیب سا شور ہوگا بپا، کہ وہ دیکھو قبر سے اپنے نبی کی تعریف کرنے والا نکل آیا۔

ہم تیرے اور تو ہمارا ہے مدینے والے دونوں عالم سے تو پیارا ہے مدینے والے
عرش والے بھی تو محتاج ہیں واللہ تیرے انبیاء کا تو سہارا ہے مدینے والے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۸۸)

- (۱) دو عالم سے اعلیٰ و امجد محمد ﷺ محمد محمد ﷺ ، محمد محمد ﷺ
 (۲) وظیفہ ہے میرا محمد ﷺ مظفر محمد ﷺ مکیہ محمد ﷺ
 (۳) مستحی بہ نام احمد محمد ﷺ کہ الحق احمد محمد ﷺ محمد ﷺ
 (۴) جلالت کا عشق مکیہ محمد ﷺ رسالت کا رکن مشید محمد ﷺ
 (۵) شفاعت کا قول مکیہ محمد ﷺ محمد محمد ﷺ محمد محمد ﷺ محمد محمد ﷺ

حل لغات:

* دو عالم - دو جہاں * اعلیٰ - بلند و افضل * امجد - سب سے زیادہ بزرگی والا * محمد - تجید سے اسم مفعول شرف و کمال دیا گیا * معزز، مکرم، عزت دیا گیا * محمد - بہت زیادہ تعریف کیا ہوا * وظیفہ - روزانہ پڑھے جانے والے کلمات خیر * مظفر - فاتح، کامیاب * مکیہ - جس کی اللہ کی طرف سے مدد کی گئی ہو، تائید کیا ہوا * مستحی - نام رکھا گیا * احمد - بہت زیادہ (اپنے رب کی) تعریف کرنے والا * الحق - بجا، درست * جلالت - بزرگی * عیش - آرام و سکون (کی زندگی)
 * رسالت - اللہ کا رسول ہونا * رکن مشید - مضبوط اور اونچا کیا ہوا حصہ (مینارہ نور و ہدایت) * شفاعت - سفارش * قول - بات * مکیہ - تاکید۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) دونوں جہانوں میں سب سے زیادہ بلند و بالا، معزز و مکرم، عزت و عظمت والی ذات وہ ہے جس کا نام نامی اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

محمد سر پہاں میں نہاں ہے محمد عین اعیان عیاں ہے
 محمد فخر ہے پیغمبروں کا محمد مقتدائے مرسلان ہے
 محمد ہے چراغ افروز ہستی محمد قالب عالم کی جاں ہے
 محمد ہے دوائے درد منداں محمد چارہ بے چار گان ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا انا سید ولد آدم - میں ہی تمام انسانوں کا سردار ہوں دنیا میں بھی اور آخرت

میں بھی۔

(۲) میرا وظیفہ ہر وقت کا یہی ہے کہ میں اپنے اس آقا کا نام لیتا رہتا ہوں جس کی اللہ کی بارگاہ سے مدد فرمائی گئی اور ان کو فاتح عالم قرار دیا گیا یعنی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد سے ہوئی تکوین کو نین محمد مدد عائد کن فکاں ہے
محمد ہے بہار باغ ایجاد محمد مقصد ہر این و آن ہے
محمد ہر جراحت کا ہے مرہم محمد مونس دل نحتگاں ہے
محمد ہے محمد ہے محمد فرشتوں کا یہی وردِ زباں ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) ہر ایک کا ایک ذاتی نام ہوتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک ہی ذاتی نام ہے یعنی اللہ (جل جلالہ و عہ نوالہ و اعظم شانہ و اتم برہانہ و لا الہ غیرہ) لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو صفاتی نام بھی اپنے جتنے ننانوے عطا فرمائے اور ذاتی نام بجائے ایک کے دو عطا کیے آسمانوں پہ احمد اور زمین پہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے چونکہ زیادہ عرصہ آسمان پہ گزارنا تھا اس لیے اپنی قوم کے سامنے حضور علیہ السلام کے آسمان والے ذاتی نام سے تعارف کرایا۔ و مبشر اب رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ القف۔ میں تمہیں اس بابرکت رسول کی خوشخبری سنانے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ محمد اور احمد دونوں کا مادہ حمد ہے۔

نام احمد معتبر سوغات ہے آپ کی ہر بات کی کیا بات ہے

جس کا ثانی دو جہاں میں نہ ملا وہ محمد مصطفیٰ کی ذات ہے

(۴) جلالت و بزرگی کا تائید کیا ہوا اور رسالت کا اہم اور مضبوط رکن اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارے آقا کا وجود باجود ہے۔

قرآن پاک ان پہ اتار گیا ندیم میں نے اپنے دل میں اتارا ہے نام ان کا

(۵) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزرگ قیامت ہم گنہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے یہ بڑی پکی بات ہے اور ایسی پکی بات کا اختیار صرف انہی کو دیا گیا ہے جن کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۸۹)

- (۱) جس نے اس گل کی نیائی روئے روشن کی بہار
(۲) مینہ کی جھڑیاں مور کو کیس صبا کا مست حال
(۳) آب و تاب گل سے اس کو اور مرچیں لگ گئیں
(۴) کیوں رضا وہ ننھے ننھے گورے گورے ہاتھ پاؤں
- کب دکھائے دیکھئے اس ستھرے گلشن کی بہار
چھیڑتی ہے اشک و آہ و نالہ ساون کی بہار
بوند بن کر سینہ پُر نور پر چھنکی بہار
داغ محمودی ہے دل پر تیرے بچپن کی بہار

حل لغات:

* گل - پھول (حضور علیہ السلام کی ذات مراد ہے) * نیائی - نہ حاصل کی * روئے - چہرہ * بہار - پھولوں کا موسم
* مینہ - بارش * جھڑیاں - متواتر و مسلسل بارش ہوتے رہنا * مور - ایک خوبصورت پروں والا مشہور پرندہ * کوکیں - اسی
پرندہ کی تیز آواز * صبا - صبح کی پاکیزہ ہوا * اشک - آنسو * آہ و نالہ - رونا دھونا * آب و تاب - چمک دمک، رونق * مرچیں
لگنا - ناگوار گزرتا، بُرا منانا * بوند - قطرہ * پرسوز - جلن سے بھرپور * چھنکی - بچنا (چھٹکنا - پنجابی کا مشہور لفظ اسی سے ہے)
* ننھے ننھے - پیارے پیارے * گورے - سفید * داغ - نشان۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) جس نے باغ قدس کے مبارک پھول محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے منور و روشن کی بہار کو نہ حاصل کیا (وہ کیا جانے وہ کیسے تھے۔

ارے! یہ تو ان کے غلاموں کی شان ہے اذرا و اذکر اللہ کہ جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آ جاتا ہے) تو پھر آقا کی شان بھلا کیوں نہ ہو من رانی فقد رای الحق۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا اے اللہ! تو ہمیں اس پاکیزہ گلشن کی بہار کب دکھائے گا۔

۱۔ آپ کا عہد گر ملا ہوتا میں بھی ہم عصر کعب کا ہوتا
زخم جو آپ کو احد میں لگا میرے ماتھے پہ وہ کھلا ہوتا
میں اتر جاتا کفر کے دل میں آپ کا تیر بن گیا ہوتا

(۲) دیدار مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تڑپ میں آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بندھ گئی ہیں۔ موروں کی سریلی آواز اور ادصا کی مستی مزید چھیڑ رہی ہیں اور میرے آنسوؤں، آہوں اور نالوں میں اضافہ کر کے ساون کا موسم بہار بنا رہی ہیں۔

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محبوبِ خدا کی زیارت کے لیے کس طرح بے چین و بے قرار رہتے ہیں اس پر ہزار واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں مثلاً مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

روح نہ کیوں ہو مضطرب موت کے انتظار میں سنا ہے مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں
مولانا آسی لکھنوی نے یوں کہا۔

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی قبر کی رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات
اسی طرح اوپر چلتے جائیں تو حضرت ابوبکر صدیق تک یہی حال ہے۔ لیکن میں یہاں صرف سرائیکی زبان کی ایک منظر اور وجد آفرین تمنا جو حضرت خواجہ غلام فرید کے دل سے اٹھی لکھنے پر اکتفا کروں گا اور پھر ایک ضروری بات لکھنے کے بعد اگلے شعر شرح لکھی جائے گی۔

ہک داری نگہ آ توں ساڈی جاتے
داریاں کریاں میں سکاں لہاتے
پھل ، پان ، مصری ، الانچیاں منگیساں
عطر گلاباں تھیں مل مل دھویاں
کنگھی کریاں مہندی لویاں
کول بھیساں دولہا بناتے

خدمتاں کریاں چساں ادھاراں
کڈائیں بھکھ نہ دیاں ، دیاں ہزاراں
ایویں کوڑیاں جباں کیوں پیا ماراں
خود دیکھ گھنوں تاں آپے آتے
شملے دیاں سوٹیاں تے جے پوزدے چیرے
لکھ لعل ، نیلم تے پکھراج ہیرے
انج تے غریب آں پر دل تاں امیر اے
جو چیز دیاں ، دیاں رجا تے

زوری جے ویو ، ونجن نہ دیوں
گل پا کے پلڑا منتاں کریوں
آپے چلیو کدے نہ اٹھیوں
رج کے ویوں سکاں لہاتے

ایہو سوال فرید دامن گھن
جند جان کڈھ گھن ، لٹ مال ودھ گھن
مویاں دیاں خبراں آپے ای چل گھن
دل ٹھار لیساں مٹھاپیں ادا تے

ایک ضروری بات:

ضروری بات یہ ہے کہ اس طرح کی خواہش کرنے کے لیے بھی کچھ تیاری ضروری ہے۔ کیونکہ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی۔

حضرت سیدی ابوالبرکات سید احمد قادری مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے والد گرامی سندالمحمد شین ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری علیہ الرحمۃ جب قبر میں سرکار کی آمد والی حدیث دورۂ حدیث کے طلباء کو پڑھاتے تو ہم نے خود ان طلباء (جو ہم نے بزرگی کی حالت میں دیکھے) سے سنا اور وہ طلباء بھی یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے زار و قطار رونے لگتے۔ کہ جب ابا جی (محدث الوری) اس حدیث پہ پہنچتے تو کھڑے ہو جاتے اور مدینے شریف کی طرف منہ کر کے گلے میں پٹکا ڈال کر رونا شروع کر دیتے اور دعا کرتے یا اللہ! ویسے تو موت کی دعا نہیں مانگنی چاہیے لیکن دیدار علی، دیدار رسول کے لیے تجھ سے دعا کرتا ہے کہ اگر زندگی میں نہیں تو ابھی موت آجائے تاکہ تیرے محبوب کا دیدار تو نصیب ہو جائے۔ محدث الوری کے شاگرد رشید مولانا محمد بشیر احمد ابوالنور، سلطان الواعظین (جن کے القابات ہیں ابھی تک ماشاء اللہ بقید حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی والی عمر خضر عطا فرمائے) کی اسی موقع کے لیے ایک رباعی ہے۔

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پہ گروں اور فرشتے گر اٹھائیں تو میں ان سے یہ کہوں

کہ میں پائے ناز سے اب اے فرشتو کیوں اٹھوں مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دربار کے واسطے

(۳) ہمارے آقا علیہ السلام کی شان و شوکت بد عقیدہ اور گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آنکھ نہیں بھاتی بلکہ حضور کی شان دیکھ کر ان کو مرجیں لگ جاتی ہیں لیکن عاشقانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے محبوب کی عظمت و شان سن کر اور بیان کر کے بہار جانفرا کی سی لذت پاتے ہیں۔ اور قربان ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے تاکید سے کہا ہے۔

ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے

(۴) اے احمد رضا تیرے آقا کے پیارے پیارے گورے گورے نورانی ہاتھ اور پاؤں کیسی شان رکھتے تھے؟ آپ کے بچپن کی بہار ہمارے دل پر عمدہ نشان بن کر نقش ہو چکی ہے۔

نعت شریف نمبر (۹۰)

- (۱) کہتا رہا کہ جانب عصیاں نہ آئے دل
(۲) چمکا کے برق جلوہ جلا دیجے طور شاں
(۳) جوش ہوائے نفس ہے عصیاں کا دور ہے
(۴) فریاد مہر حشر سے اے صاحب لوا
(۵) آہستہ پاؤں رکھنا مدینے کی رہ رضا
ان رہزموں نے لوٹ لی آخر سرائے دل
ارنی اگر کہا تو یہی ہے سزائے دل
دل کی خبر لے جلد مرے غم زدائے دل
لگتا ہے دن کو قافلہ بینوائے دل
دل فرش راہ ہیں نہ کوئی ٹوٹ جائے دل

حل لغات:

* جانب - طرف * عصیاں - گناہ * رہزموں - لیٹروں * سرائے - مسافر خانہ * برق - بجلی * جلوہ - نظارہ * جلانا - (فتح الجیم) بھسم کر دینا * شاں - ان کا (فارسی ضمیر جمع غائب) * آرنی - مجھے اپنا آپ دکھا * سزائے دل - دل کی سزا * جوش - جذبہ، غصہ * ہوائے نفس، نفسانی خواہشات * دور - وقت، زمانہ * غم زدائے - غم ختم کرنے والے * فریاد - دھائی، پکار * مہر - سورج * حشر - قیامت * صاحب لوا - جھنڈے والے محبوب (صاحب لواء الحمد) * بینوائے - بے ساز و سامان، فقیر بے نوا * رہ - راستہ * فرش راہ - راستے پہ بچھائی جانے والی چادر، بوریا، بستر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) میں تو دھائی دیتا رہا کہ میرا دل گناہوں کی طرف مائل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچا رہوں مگر کیا کروں یہ ڈاکو اور لیٹرے (نفس و شیطان) طاقتور ہی اتنے ہیں کہ انہوں نے میرے دل کا مسافر خانہ لوٹ ہی لیا۔
یعنی لوگوں کے دل سے دین کی محبت نکال کر خود بیٹھ جاتے ہیں انہ لکم عدو مبین۔
یا الہی رحم کن برماہم عفو کن جملہ گناہ ماہم
(۲) جو بھی دل تیرے دیدار کی تمنا کرے اس کی یہی سزا ہے کہ جلوے کی بجلی گرا کر اس کو طور کی طرح جلا کر رکھ کر دیا جائے۔
(۳) نفسانی خواہشات، بے راہ روی اور گناہوں کا دور دورہ ہے اے میرے غم کو مٹانے والے مدینے کے تاجدار! خدا را جلدی خبر لیجئے تاکہ میرا دل نفس و شیطان کے حملوں سے بچا رہے اور میری زندگی اور موت صرف اور صرف اللہ و رسول کے لیے وقف ہو جائے۔ تاکہ آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچ سکوں کیوں کہ اگر میرے اندر لگرا آخرت نہ پیدا ہو سکی تو پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔
آرزو دنیا و دین کی دل ہی میں لے جائے گا بات کرنے کی بھی فرصت پھر نہیں تو پائے گا

آنکھ سے تو دیکھ پڑھ لے ہو سکے جتنا قرآن
 کان سے سن لے تو، جتنا ہو سکے قرآن کتاب
 کر زباں سے روز و شب تو ذکر مولا اے میاں
 چل سکے پاؤں سے جتنا، جا خدا کی راہ میں
 جو کہ دنیا ہے کسی کو دے لے اپنے ہاتھ سے
 کر جوانی میں عبادت حق تعالیٰ کی مدام
 حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا کہ ”لوگ چار باتوں کو مانتے بھی ہیں لیکن پھر عمل اس کے خلاف کرتے ہیں۔

☆ کہتے ہیں نحن عبید اللہ۔ ہم اللہ کے بندے ہیں پھر آرزوئیں دوسری چیزوں کی کرتے ہیں۔
 ☆ کہتے ہیں ہمارے رزق کا ذمہ دار اللہ ہی ہے، مگر دنیا کی چیزوں کے سوا ان کو تسلی نہیں ہوتی۔
 ☆ کہتے ہیں دنیا سے آخرت بہتر ہے مگر دنیا کے لیے دولت اور آخرت کے لیے گناہ اکٹھے کرتے ہیں۔
 ☆ موت کو مانتے ہیں مگر اس کی تیاری نہیں کرتے بلکہ یوں غافل ہیں کہ جیسے مرنا ہی نہیں
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کو یاد کرتے تو ان کے بدن سے خون کے قطرے ٹپکتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام جب موت کا ذکر کرتے تو آپ کے جسم کا جوڑ جوڑ شکستہ ہو جاتا اور پھر اللہ کی رحمت کا ذکر فرماتے تو جسم میں جان آ جاتی ہے۔
 حضرت ثابت بنانی ایک قبرستان سے گزرے تو پیچھے سے آواز آئی! یہ نہ سمجھنا کہ باہر خاموشی ہے اندر بھی اسی طرح سکون ہی ہوگا اور دھوکہ نہ کھا جانا کیوں کہ اندر والے بڑے پریشان ہیں۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔

۔ درکار ہے نہ قصر نہ جاگیر چاہیے عبرت سرائے گور کی تعمیر چاہیے
 انسان کو اپنے اچھے دوست بنانے چاہیں کیونکہ موت کے وقت دوستوں کی شکلیں سامنے کی جاتی ہیں نیک دوست ہوں گے تو انجام بخیر ہونے کی زیادہ امید ہے۔

اے غافل مسلمان! اپنے مولیٰ کے ان ارشادات پہ غور کر این ما تکنونوا یدر حکم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ (النساء) تم مضبوط قلعوں میں بھی ہو گے تو موت تمہیں نہیں چھوڑے گی۔

قل ینفعکم الفرار ان فرد تم من الموت او القتل (الاحزاب)
 فرمادیجئے! اگر موت کے ڈر سے بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تمہیں کچھ نفع نہ دے گا۔

قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملقیکم ثم تردون الی علم الغیب
 والشہادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون۔ الجمعہ

جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں ضرور پکڑے گی پھر تم عالم الغیب والشہادۃ کے سامنے پیش کیے جاؤ گے جو تمہیں بتائے گا کہ تم دنیا میں کیا کرتے رہے۔

بندگی حق کی کرو دن رات نفع زندگی
 آج کچھ کر لو عبادت ورنہ کل روز قیام
 پر نشی اعمال خالق جس گھڑی فرمائے گا
 باپ بھائی، ماں بہن، فرزند و زن اور یار غار
 بندگی ہے بندگی ہے بندگی ہے بندگی
 سامنے حق کے تمہیں ہوگی خجالت لا کلام
 ملک و دولت، جاہ و حشمت کچھ نہیں کام آئے گا
 عاشق و معشوق و نوکر، بندہ و خدمت گزار
 اے غافل انسان۔ زندگی کا کیا بھروسہ ہے ابھی ایک شخص اچھا بھلا ہے ابھی اس کی موت کا اعلان ہو رہا ہے گویا پتے کی نوک پہ رکا
 ہوا پانی کا ایک قطرہ ہے، جس کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے نہ مقام حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
 عمر بندے دی انج وہانی جیویں پانی وچہ پتا سا ہو

یا پھر بقول گے

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا آدمی بلبلہ ہے پانی کا

اگر کسی کے پاس مال و دولت، زمین جائیداد نہیں ہے تو وہ زیادہ اللہ کا شکر کرے کہ قیامت کے دن ان چیزوں کا حساب
 اس سے نہیں ہوگا کیونکہ وہاں تو ذرہ ذرہ کا حساب ہوتا ہے۔ فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا
 يره۔ (الزلزال)

کسی کے ساتھ جانا نہیں ہے مال و زر
 آخر کو ایک دن یہ سب مرجائیں گے
 مال و اولاد کے پیار کو چھوڑ جائیں گے
 اکیلے کو قبر میں دبا کر سب آجائیں گے
 اب تو گھبرا کر یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
 اور کام آتے نہیں ہیں پرو پدر
 مر کر اس دنیا میں پھر نہ آئیں گے
 رشتہ داروں کی الفت کو توڑ جائیں گے
 خویش و قبیلہ مل کے ہاتھ سب رہ جائیں گے
 مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

ارشاد باری تعالیٰ ہے یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتى اللہ بقلب سلیم۔ (شعراء) جس دن نہ مال کام
 آئے گا نہ اولاد مگر وہ (سکون پائے گا) جو سلامتی والا دل لے کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا۔

کھیت مکان تے باغ بہاراں چھڈ جائیں گا سندر ساراں
 خالص عملاں باہجوں کوئی یار نہ مدد گاری دا

موت کسی کا لحاظ نہیں کرتی بوڑھا جوان بچہ، امیر غریب، شاہ و گدا اس کے لیے سب برابر ہیں۔ مخلوق کو ٹھیوں میں رہ کر
 رب کی نافرمانی کر کے لمبی تان کے سونے والا قبر میں خون جگر پئے گا اور گدا اگر اطاعت والی زندگی گزارے گا تو قبر اس کے لیے
 جنت کا باغ بن جائے گی۔

رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر دو چار دن کی خاطر، یاں گھر ہوا تو کیا ہوا

بنی اسرائیل کے کچھ عبادت گزار قبرستان سے گزرے تو انہوں نے دعا کی اے اللہ! اس قبرستان سے کسی کو زندہ فرماتا کہ
 وہ ہمیں قبر کے حالات بتائے، اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا، ایک قبر کھلی اس سے ایک شخص نکلا جس کی پیشانی پہ سجدے کا نشان تھا،

اس نے عبادت گزاروں کو کہا! میں پچاس سال سے وفات پا چکا ہوں مگر موت کی تکلیف آج تک محسوس کر رہا ہوں۔
 امام حسن فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے موت کی سختی بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ موت کی تکلیف اس قدر شدید ہوتی ہے جتنی کہ جسم کے مختلف حصوں پر تین سو تلواریں چلنے کی تکلیف ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہزار جگہ تلوار چلنے کا ذکر ہے۔
 امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ جب مردے قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت بھی ان کو موت کی تکلیف کا اثر محسوس ہو رہا ہوگا۔ حضرت شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ موت کی تکلیف جسم کو آرے سے چیر دینے سے، قینچیوں سے کتر دینے سے، دیگ میں زندہ پکا دینے سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور اگر کوئی مردہ قبر سے اٹھ کر موت کی تکلیف بتا دے تو کوئی شخص آرام و سکون سے زندگی نہ گزار سکے اور بیٹھی نیند نہ سو سکے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موت کی تکلیف کا ذکر فرمایا کہ جس طرح چڑیا کو زندہ بھون دیا جائے یا زندہ بکری کی کھال اتار دی جائے۔ حضرت عمر کے پوچھنے پر حضرت کعب نے موت کی شدت کو یوں بیان فرمایا۔
 کہ جس طرح ایک کانٹے دار ٹہنی کو آدمی کے پورے جسم میں پیوست کر کے کھینچ لیا جائے۔

عزیز و احباب دم کے ہیں سب چھوٹ جاتے ہیں جہاں یہ تار ٹوٹا، سب رشتے ٹوٹے جاتے ہیں
 کلام کیا کہ زبان تک منہ میں نہ مل سکی پلک جھپکنے کی مہلت بھی ان کو نہ مل سکی
 طبرانی میں ابن ابی الانیا سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی نے ہم میں سے سوال کیا۔ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ سمجھدار اور محتاط کون ہے آپ نے فرمایا! موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا۔ اسی کو قیامت کے دن بڑا مرتبہ ملے گا اور دنیا میں عزت ملے گی۔

یاد رکھنا موت کا اکسیر ہے غم سے بچنے کی یہی تدبیر ہے
 موت انسان کو اگر دنیا میں یاد رہے تو ہر رنج و غم سے ہر وقت آزاد رہے
 انہی خوش نصیبوں کو قبر میں کہا جائے گا کہم كنومة العروس الذی لا یوقظ الا احب اہله الیہ ولہن کی طرح سو جا جس کو اس کا پیار ہی آکر جگاتا ہے۔

ملا سونے والوں کو آرام وہ کہ اٹھنے کا لیتے نہیں نام وہ
 حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمۃ جو اکابر صوفیاء میں سے ہوئے ہیں انتقال کے وقت بہت گھبرائے ہوئے تھے کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا! سفر بہت طویل ہے خرچ پاس نہیں، راستہ معلوم نہیں، جس بارگاہ میں جانا ہے اسے پہلے دیکھا نہیں، مٹی کے نیچے اکیلے قیامت تک رہنا پڑے گا کوئی مونس و غمخوار پاس نہ ہوگا، جو خوفناک مناظر درپیش ہیں ان کی شدت کا اندازہ نہیں جب اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہے تو ڈر ہے کہ وہ سوال کر لے کہ ساٹھ برس کی عمر میں ایک تسبیح بھی ایسی پڑھی کہ جس میں شیطان کا دخل نہ ہو (حالانکہ ساٹھ برس میں ان کا ایک لمحہ بھی دنیا سے لگاؤ نہ رہا)

درپیش سب کے واسطے یہ منزل عجیب ہے امیدیں بڑی بڑی اجل عنقریب ہے
 اعلیٰ حضرت کے مذکور شعر پہ غور کرو اور پھر اپنے حالات کا جائزہ لو کہ ہم کس مقام پہ کھڑے ہوئے ہیں، اللہ و رسول کے

ساتھ دوستی لگانا کو گڈی گڈے کا کھیل نہیں اس میں بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ صرف زبانی کلامی باتیں نہیں بلکہ عمل بھی کرنا ہوگا۔
حضرت خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں۔

راہ عشق تے ٹرنا بڑا اوکھا اے
لاہ کے تحت اوتوں تاجاں والیاں نوں
دانشوراں توں حل نہ ہون جیہڑے
جالی روضے دی چمن نہ دین لوکی
عشق اونچ تے نیچ نوں ویکھدا نہیں
ناں کوئی پیر نہ کوئی مرید ویکھے
آ جاوے بے اپنی آئی اُتے

پر جے کوئی ٹرے تے یار ملا دیندا اے
خاکروباں دے نال ملا دیندا اے
نقطے ایسے وی عشق سمجھا دیندا اے
عشق کتیاں دے پیر چما دیندا اے
مذہباں ذاتاں دے فرق مٹا دیندا اے
گنگھر و سیداں دے پیریں پواہ دیندا اے
زوراں وراں دی تون پواہ دیندا اے

(۴) اے میدان محشر کے نیرتا باں اور حمد کا جھنڈا اٹھانے والے آقا! آپ کی بارگاہ میں فریاد ہے ہمیں قیامت کی دھوپ سے
بچانا کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بے نواؤں کا قافلہ سر حشر سب کے سامنے دن دیہاڑے لٹ جائے۔
۵۔ اے رضا! مدینے کی گلیوں میں عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل بچھائے (فرش راہ کیے) ہوئے ہیں لہذا
قدم آہستہ رکھنا، کہیں کسی عاشق کا دل ٹوٹ نہ جائے۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۹۱)

(اس پوری نعت میں کہیں بھی ہونٹ آپس میں نہیں ملتے)

- | | |
|---|----------------------------------|
| (۱) سید کونین سلطان جہاں | ظل یزداں شاہ دیں عرش آستاں |
| (۲) کل سے اعلیٰ کل سے اولیٰ کل کی جاں | کل کے آقا کل کے ہادی کل کی شاں |
| (۳) دلکشا دلکش دل آراء ولستاں | کان جان و جان جان و شان شاں |
| (۴) ہر حکایت ، ہر کنایت ، ہر ادا | ہر اشارت دلنشین و دل نشاں |
| (۵) دل دے دل کو جان جاں کو نور دے | اے جہان جان وائے جان جہاں |
| (۶) آنکھ دے اور آنکھ کو دیدار نور | روح دے اور روح کو راہ جہاں |
| (۷) اللہ اللہ یاس اور ایسی آس سے | اور یہ حضرت ، یہ در ، یہ آستاں |
| (۸) تو ثنا کو ہے ثنا تیرے لیے | ہے ثنا تیری ہی دیگر داستاں |
| (۹) تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا ، گر تو نہ ہو | کچھ نہ ہو ، تو ہی تو ہے جان جہاں |
| (۱۰) تو ہو داتا اور اوروں سے رجاء | تو ہو آقا اور یاد دیگران |
| (۱۱) التجا اس شرک و شر سے دُور رکھ | ہو رضا تیرا ہی ، غیر از این و آں |
| (۱۲) جس طرح ہونٹ اس غزل سے دور ہیں | دل سے یونہی دور ہو ہر ظن و ظاں |

حلی لغات:

* سید - سردار * کونین - دو جہاں * سلطان - بادشاہ * ظل یزداں - سایہ خدا مراد ہے اللہ کی رحمت * آستاں - درگاہ * کل - تمام * اعلیٰ - بلند * اولیٰ - بہتر * ہادی - ہدایت دینے والا * دلکشا - دل خوش کرنے والا * دلکش - دل کو اپنے طرف کھینچنے والا * دل آراء - محبوب * کان - ذخیرہ ، معدن * حکایت - کہانی * کنایت - اشارہ * ادا - انداز * اشارت - رمز * دل نشین - دل میں گھر کرنے والا * دل نشاں - دل کو تسکین دینے والا * جہان جاں - جان کا جہان ، جس سے جان آباد ہے * جاں جہاں - جہان کی جان * روح - جان (امیر ربی) * راہ جہاں - جنت کا راستہ * اللہ اللہ - سبحان اللہ ، واہ واہ * یاس

- ناامیدی * آس - امید * حضرت - بارگاہ، سرکار * در - دروازہ * آستان - درگاہ * ثنا - تعریف * دیگر * دوسرا * داستان - قصہ * گر - اگر (کلمہ شرط) * جان جہاں - جہان کی جان * داتا - نخی، دینے والا * اوروں - غیروں، دوسروں * رجا - امید * آقا - سردار * دیگران - دوسرے، غیر * ہونٹ - لب * غزل - ایک خاص قسم کا منظوم کلام * ظن - شک و شبہ * طاں - اسی سے قائل ہے یعنی شک میں ڈالنے والا (اصل میں طاں یعنی نون مشدّد ہے وزن شعری کی وجہ سے شد کو ختم کر دیا گیا ہے)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے آقا وہ ہیں جو دونوں جہان کے سردار ہیں اور دنیا و آخرت کے بادشاہ ہیں۔ خدا کی رحمت کا سایہ ہیں۔ دین کے سردار اور بلند و بالا بارگاہ والے ہیں۔

محمد سید الکونین والثقلین والفریقین من عرب ومن عجم
(امام بصری)

(۲) ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں سب سے بہتر اور سب کی جان ہیں۔ سب کے سردار، سب کو ہدایت دینے والے اور سب کی شان آپ ہی کے دم قدم سے ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ماز نام مصطفیٰ است
(۳) دل کو خوش کرنے والے، دل میں گھر کرنے والے اور سب کے محبوب ہیں، جان عطا کرنے والے، جان کی جان اور عظمت و شان کی بھی شان ہیں۔

کتنی تسکین وابستہ ہے تیرے نام کے ساتھ نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

(۴) آپ کی ہر بات، ہر اشارہ اور ہر ادا، دلوں میں اتر جانے والی اور پریشان دل کو چین و قرار بخشنے والی ہے۔

ان کا جو قول ہے اعجاز ہے سبحان اللہ ان کی یادوں سے مجھے یاد خدا آتی ہے

اے تیری آواز آواز خدا اور خاموشی تیری راہ خدا

(۵) اے پیارے آقا! ہمارے دل کو واقعی دل بنا دیجئے تاکہ اس میں اور کسی کی محبت نہ آئے اور ہماری جان کو اپنے دین پر

قربان ہونے کا شعور مل جائے تاکہ ہمیشہ کی زندگی نصیب ہو جائے۔ آپ جان کی بہار و رونق ہیں تو آپ جہان کی جان بھی ہیں۔

میں نعت رسول خدا لکھ رہا تھا کہ تفسیر ارض و سما لکھ رہا تھا

قلم سے میرے روشنی پھیلتی تھی میں قرطاس پر مصطفیٰ لکھ رہا تھا

(۶) اے اللہ! ہمیں دل کی آنکھ عطا ہو جائے اور آنکھ کو نور کا دیدار نصیب ہو جائے، ہمیں روح بھی مل جائے اور ہماری روحوں

کو جنت کا راستہ بھی مل جائے۔

آئیے تسکین جان زار کی باتیں کریں ہجر کی شب سید ابرار کی باتیں کریں

بلبلیں کرتی رہیں گل کی چمن کی گفتگو ہم محمد کے لب و رخسار کی باتیں کریں

(۷) سبحان اللہ! کیا شان ہے حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ اور امید گاہ بے کساں کی، بھلا ایسی بارگاہ سے مایوسی کا کیا تعلق، جس بارگاہ میں رحمۃ للعالمین جیسا آقا جلوہ گر ہو۔ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك جن کا ڈر ہو اور ستر ہزار صبح، ستر ہزار شام کو روزانہ اترنے والے فرشتوں کا آستانہ عالیہ جس کا گھر ہو۔

مقدر آج کتنے اوج پر ہے جہیں میری، نبی کا سنگ در ہے
نظر جلوں میں ڈوبی جا رہی ہے مدینہ رات دن پیش نظر ہے
(۸) اے میرے آقا! تعریف و توصیف ساری آپ ہی کی ذات کے لیے وقف ہے کیونکہ خدا بھی آپ کی تعریف فرماتا ہے اور خدائی بھی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معنی ہی یہ ہے کہ جس کی ہر وقت تعریف ہوتی رہے۔ اور تعریف آپ کو ہی سجتی ہے باقی تو سب داستانیں اور قصے کہانیاں ہیں۔

ہے علم و آگہی کا سمندر نبی کا نام لیتے ہیں غوث و قطب و قلندر نبی کا نام
فرط ادب سے میرے فرشتے بھی جھک گئے میں نے لیا جو قبر کے اندر نبی کا نام
جب بھی میرے سامنے مشکل مقام آتا ہے تو لب پہ میرے محمد کا نام آتا ہے
وہ نام جب ہونٹوں پہ آئے تو قرار آجائے وہ نام جو مشعل بزم وفا ہے
(۹) اے وجہ تخلیق کائنات آقا! جب تک آپ کا نور پیدا نہ ہوا تھا اس وقت تک عدم ہی عدم تھا آپ پیدا ہوئے تو کائنات میں بہار آگئی اور اگر آپ نہ ہوں تو پھر کچھ بھی نہ رہے کیونکہ آپ ہی تو سارے جہان کی روح اور جان ہیں۔

آپ کے در سے ملی دونوں جہاں کی دولت آپ کے در سے مرا بام تمنا چکا
آپ کے حسن تکلم سے بہاریں جھو میں آپ کے حسن تبسم سے سویرا چکا
(۱۰) اے میرے دنگیر بے کساں آقا! آپ جیسا جس کا حامی و مددگار ہو وہ دوسروں سے امید کیوں رکھے اور آپ جیسا جس غلام کا آقا ہو وہ پھر غیروں کے آگے دامن طلب پھیلا کر ان کی تعریف کیوں کرتا پھرے۔ کیونکہ رب کی ساری نعمتیں تو آپ ہی تقسیم فرماتے ہیں۔

تشنگی جب تیری رحمت کو صدا دیتی ہے میرے ہونٹوں سے لپٹ جاتا ہے دریا تیرا
میں نے چاہا تجھے یہ بھی ہے نوازش تیری ورنہ ہر ایک کو ملتا نہیں صدقہ تیرا
عرش اعظم کی تصویر بنا سکتا ہوں روضہ دیکھا ہے مظفر نے بھی آقا تیرا

(مظفر وارثی)

(۱۱) اے پیارے نبی! اپنے در کے غلام احمد رضا پہ رحمت کی نظر رکھنا تاکہ ہر قسم کے شرک، برائی اور گناہ سے بچا رہوں، جب میں آپ کا امتی اور غلام ہوں تو اور کس سے التجا کروں، اور یہی دعا ہے کہ آپ کا ہو کر جیوں اور آپ کا ہو کر ہی اس دنیا سے جاؤں کسی غیر سے کوئی کام ہی نہ رہے۔ کیونکہ

آپ کے لمس کف پا سے جو ذرہ چکا بن کے آئینہ وادی سینا چکا

ان کی پلکوں نے کف پائے پیمبر چوئے
 آپ نے کانٹوں کو پھولوں کی قبائیں بخشش
 جس طرف آپ نے دیکھا گل لالہ مہکے
 دعویٰ عشق میں صادق ہے فقط راز وہی
 کہلشاں ، چاند ، ستاروں کا نصیب چمکا
 آپ کے جلوؤں سے راتوں کا لبادہ چمکا
 آپ جس سمت سے گذرے وہ رستا چمکا
 جس کے دل میں شبہ ابرار کا اسوہ چمکا

(راز کا شمیری)

(۱۲) جس طرح اس پوری نعت میں ہونٹ آپس میں نہیں ملے اور ایک دوسرے سے دور رہے اللہ کرے کہ ہمارے دل ہر بد عقیدہ اور دین کے بارے میں شک ڈالنے والے کے دھوکے سے محفوظ رہیں۔ (فلا تکنن من الممتزین اور شک میں ڈالنے والوں میں سے نہ ہو جا)۔ القرآن

میری دعاؤں کو وہ درجہ قبول ملے
 غم رسول سے بڑھ کر خوشی نہیں کوئی
 تمام عمر کے سجدے تمام ہو جائیں
 چمک دمک میں یہ ماہ کمال ہو جائے
 کہ میں جو مانگوں مجھے صدقہ بتول ملے
 وہ خوش نصیب ہے جس کو غم رسول ملے
 میری جبیں کو جو سنگ در رسول ملے
 ہلال کو جو تیرے آستان کی دھول ملے

نعت شریف نمبر (۹۲)

- (۱) سچی بات سکھاتے یہ ہیں سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں
 (۲) ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں ہلتی نیوں جھاتے یہ ہیں
 (۳) ٹوٹی آس بندھاتے یہ ہیں چھوٹی نبض چلاتے یہ ہیں
 (۴) جلتی جان بجھاتے یہ ہیں روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں
 (۵) قصر دنی تک کسی رسائی جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

حل لغات:

* سکھانا - تعلیم دینا * سیدھی راہ - صراط مستقیم * ناؤ - کشتی * تراتے - ڈوبنے سے بچاتے * نیوں - بنیاد
 * آس - امید * بندھانا - کام کر دینا * چھوٹی نبض - مرنے کے قریب پہنچ جانا * جلتی جان - مصیبت میں پھنسی ہوئی جان
 * قصر دنی - قرب کا محل (ثم دنی فتدلی کی طرف اشارہ) * رسائی - پہنچ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ صادق و امین نبی و رسول ہیں کہ جو سچی بات ہی بتاتے ہیں آپ ایسے سچے ہیں کہ آپ کی جان کے دشمن بھی آپ کو صادق و امین کہتے اور آپ کے صادق و امین ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے کیونکہ کہ آپ کے غلام ضد لیا اکبر ہوئے ہیں۔

اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ سیدھی راہ صراط مستقیم پہ چلانے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ہے و انک لتھدی الی صراط مستقیم - الشوری۔ اے محبوب البتہ تو ضرور سیدھی راہ کی راہنمائی فرمانے والا ہے۔
 تو نے دیا مفہوم نمو کو تو نے حیات کو معنی بخشے تیرا وجود اثبات خدا کا تو جو نہ ہوتا کچھ بھی نہ ہوتا

(احمد ندیم قاسمی)

یہ نعت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے رسالہ ”الاستمداد“ کی تمہید ہے جو کہ حدائق بخشش حصہ سوم کے ص ۴۲ پہ مندرج ہے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس نعت کا نام

نعت انور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔ اس نعت کی تفصیلی شرح حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بھی لکھی ہے۔

(۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ڈوبنے والی کشتی ترادیتے ہیں بلکہ اس کو پار کنارے پہ لگا دیتے ہیں اور کمزور بنیادوں کو مضبوط فرما دیتے ہیں۔

۔ اس خدا سے مجھے کیسے ہو مجال انکار جس کے شہ پارہ تخلیق کا عنوان تو ہے
تیرے دم سے ہمیں عرفانِ خداوند ملا نوع انسان پہ خداوند کا احساں تو ہے
اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میں اپنے آخر الزماں نبی کے ذریعے گمراہی کو ہدایت سے جہالت کو
علم سے، گمناہی کو رفعت سے نا شناسائی کو بنا موری سے، قلت کو کثرت سے اور محتاجی کو دولت سے بدل دوں گا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام
کی تشریف آوری سے پہلے جو حالات تھے ان کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سو فیصد واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ کہ کس طرح جہالت
کا دور تھا اور ظلم و ستم کا بازار گرم تھا۔ اور پھر کس طرح دنیا میں نور ہی نور چھا گیا اور کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا

۔ نور نبوی مقتبس از نور خدا ہے بندہ کو شرف نسبت مولا سے ملا ہے
احمد سے پتہ ذات احد کا جو ملا ہے مصنوع سے صالح کا پتہ سب کو چلا ہے (سلمان ندوی)
(۳) جن کی امیدیں ٹوٹ چکی ہوں ہمارے آقا علیہ السلام ان کی امید پوری کر کے ان کا سہارا بن جاتے ہیں اور جس بیمار کے
بچنے کی کوئی امید نہ ہو ہمارے آقا علیہ السلام کے لعاب دھن سے اس کو نئی زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ جس پر بے شمار واقعات صحیح
احادیث سے پیش کیے جاسکتے ہیں۔

۔ نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے اٹھالے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) مصائب و آلام کی آگ میں جلنے والی جانوں کو رحمت والے آقا اپنی رحمۃ للعالمین سے آگ کو بجھا کر ٹھنڈا فرما دیتے ہیں
اور رونے والی آنکھ کو شفاعت کی خوشخبری سنا کر خوش کر کے ہنسا دیتے ہیں۔

۔ تعجب کی جا ہے کہ فردوسِ اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ
تماشا تو دیکھو کہ نارِ جہنم لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ
(علامہ اقبال: اوراقِ گم گشتہ ص ۱۴۳)

(۵) قرآن مجید میں ثمِ دنیٰ فسد لی۔ کی شان بھی ہمارے آقا ہی کی بیان فرمائی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے قرب کے محل تک
صرف آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی رسائی ہے آپ بار بار جا بھی رہے ہیں اور آ بھی رہے ہیں۔

۔ آئینہ ہیں وہ تیر حق نمائی کا زندہ پر تو ہیں ذاتِ کبریائی کا
مصطفیٰ انتہائے وسعتِ توحید کچھ ٹھکانہ ہے شانِ مصطفائی کا
(انور فیروز پوری)

(۶) اس کے نائب ان کے صاحب حق سے خلق ملاتے یہ ہیں

(۷) شافع شافع رافع رافع دافع دافع کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

- (۸) شافع امت نافع خلقت رافع رتبے پاتے یہ ہیں
 (۹) دافع یعنی حافظ و حامی دفع بلا فرماتے یہ ہیں
 (۱۰) فیض جلیل خلیل سے پوچھو آگ میں باغ کھلاتے یہ ہیں

حل لغات:

* نائب - خلیفہ، قائم مقام * صاحب - ساتھی * خلق - مخلوق * شافع - شفاعت کرنے والا * نافع - نفع دینے والا * رافع - بلندی والا * دافع - دور کرنے والا * شافع امت - امت کی سفارش کرنے والا * نافع خلقت - مخلوق کو نفع پہنچانے والا * حافظ - حفاظت کرنے والا * حامی - خیر خواہ * دفع بلا - مصیبت دور کرنا * فیض - فائدہ، فیضان * جلیل - بزرگی والا (اللہ تعالیٰ) * خلیل - پیارا (ابراہیم علیہ السلام)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ اعظم ہیں اور اللہ کے دوست (محبوب) ہیں جو مخلوق کو خالق سے ملاتے ہیں۔

(۷) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے مخلوق خدا کو نفع پہنچانے والے، بلندیوں والے اور مصائب و آلام سے خلق خدا کو بچانے والے ہیں۔ ذرا دیکھو تو! ہمارے آقا کیسی رحمتیں لے کر ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔

(۸) امت کو بخشوانے والے، مخلوق کو اللہ کا فیض پہنچانے والے رتبوں کو بڑھانے والے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

(۹) حضور علیہ السلام دافع اس معنی میں ہیں کہ آپ اپنی امت کے محافظ اور غمخوار ہیں جو اس سے بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کرتے ہیں۔

(۱۰) اگر آپ کی فیض رسانی کے بارے میں پوچھنا ہے تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے پوچھو کہ اللہ کے فیض سے اور حضور علیہ السلام کی برکت سے ان پر نار نمود و گلزار بن گئی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پہ چھری کا نہ چلنا آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا۔ نوح علیہ السلام کا طوفان سے بچنا سب نور مصطفیٰ کی برکت سے تھا۔

ٹھوکروں کے سوا اور پائے گا کیا جس کی منزل کا کوئی نہ ہو راہنما

اپنی منزل پہ ہرگز نہ پہنچے گا وہ ہاتھ میں جس کے دامن تمہارا نہیں

(۱۱) ان کے نام کے صدقے جس سے جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں

(۱۲) اُس کی بخشش ان کا صدقہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

(۱۳) ان کا حکم جہاں میں نافذ قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں

(۱۴) قادر کل کے نائب اکبر کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

(۱۵) ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے مالک کل کہلاتے یہ ہیں

حل لغات:

* صدقہ - قربان * جیتے - زندہ رہتے * جلاتے - زندہ رکھتے * بخشش - مغفرت، معافی * صدقہ - طفیل، واسطہ * دلاتے - لیکر دیتے * حکم - فیصلہ، آؤر * نافذ - جاری * قبضہ - کنٹرول * کل - ہر شی * قادر - قدرت والا * اکبر - سب سے بڑا * کن - ہو جا (حکم الہی) * کنجی - چابی * مالک کل - ہر شی کے مالک۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) یہ سب ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام نامی اسم گرامی کا صدقہ ہے کہ ہم زندہ و سلامت ہیں اور سرکارِ مدینہ ﷺ ہمردوں کو زندہ فرما رہے ہیں۔۔۔

لبوں پہ جس کے محمد کا نام رہتا ہے وہ راہِ خلد پہ محو خرام رہتا ہے
جو سر جھکائے محمد کے آستانے پر زمانہ اس کا ہمیشہ غلام رہتا ہے
(۱۲) بخشش خدا کی ہے مگر صدقہ مصطفیٰ کا ہے۔ اللہ دیتا ہے اور حضور ﷺ تقسیم فرماتے ہیں واللہ يعطی وانا قاسم۔
بغیر ان کے توسط کے جو ملے مجھ کو قسم خدا کی مجھے وہ خوشی بھی راس نہیں
ہوا حضور سے واضح تصور وحدت ہمارے دین کی اس کے سوا اساس نہیں
(حدیث شوق)

(۱۳) ہمارے آقا علیہ السلام کا حکم پورے جہاں میں نافذ و جاری ہے (فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم) اور ہر شی آپ ہی کے قبضے میں ہے۔ اعطيت مفاتيح خزائن الارض۔ مجھے ساری زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔
(۱۴) قادر مطلق (ان الله على كل شئ قدير) کے خلیفہ اعظم ہمارے آقا علیہ السلام ہی ہیں اور کن (حکم الہی، ہو جا) کا جلوہ آپ ہی کی ذات سے نظر آتا ہے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کے خزانوں کی چابیاں اپنے محبوب علیہ السلام کے ہاتھوں میں دے دی ہیں اس لیے آپ ہر شی کے مالک و مختار ہیں۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(۱۶) اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں

(۱۷) رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(۱۸) ماتم گھر میں ایک نظر میں شادی شادی رچاتے یہ ہیں

(۱۹) اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں کون بنائے بناتے یہ ہیں

(۲۰) لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن کون بچائے بچاتے یہ ہیں

حل لغات:

* انا اعطینک الکوثر۔ بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا * معطی۔ دینے والا * قاسم۔ تقسیم کرنے والا * رزق۔ روزی * ماتم۔ غمی * شادی۔ خوشی * رچانا۔ منانا * بنی۔ بنانا یا کام، کامیابی * بگاڑیں۔ خراب کریں * بلائیں۔ مصیبتیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۶) اے محبوب بے شک ہم نے آپ کو کوثر (بے حد و حساب کمالات، معجزات، خوبیاں) عطا فرمائیں ہر بھلائی اور نعمت کی کثرت اللہ نے اپنے محبوب کو عطا فرمادی ہے۔ الکوثر ہو الخیر الكثير

۱۷۔ بیاں کیا شان ہو شان محمد کلام اللہ عنوان محمد
(۱۷) رب عطا فرمانے والا ہے اور اس کے محبوب تقسیم فرمانے والے ہیں۔ رزق روزی اللہ ہی کی ہے مگر دیتا اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے ہے۔

۱۸۔ لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی (اعلیٰ حضرت)
(۱۸) پریشانیوں اور غموں بھرے (ماتم کدے) گھر میں حضور علیہ السلام کے قدم منور لگ جائیں تو وہ گھر خوشیوں کا مرکز بن جائے۔ ساری خوشیاں حضور کے دم قدم سے ہیں اور ہر گھر کی رفیق آپ ہی کے جلوؤں کی خیرات ہیں۔

۱۹۔ جدھر دیکھو ادھر ہی جلوہ گر ہے وہ چمکا روئے تابان محمد ﷺ
(۱۹) ہم لوگ اپنی قسمت خود ہی بگاڑتے ہیں اور ہمارے آقا ہماری بگڑی ہوئی قسمت کو سنوارتے ہیں۔
۲۰۔ بگڑے ہوؤں کو کس نے سنوارا تیرے بغیر

(۲۰) ہمارے سامنے دنیا اور آخرت کی لاکھوں مصیبتیں اور کروڑوں دشمن ہیں، جن سے ہمیں حضور علیہ السلام کے علاوہ کون بچا سکتا ہے؟

امام بوسری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یا اکرم الخلق مآلی من الودبہ

نسواک عند حلول الحوادث العمم

۲۱۔ گناہ گارو! نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ وہ نورلم یزل بن کر شفیع مجرماں آیا

(۲۱) بندے کرتے ہیں کام غضب کے مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

(۲۲) نزع روح میں آسانی دیں کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں

(۲۳) مرقد میں بندوں کو تھپک کر میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں

(۲۴) ماں جب اکلوتے کو چھوڑے آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں

(۲۵) باپ جہاں بیٹے سے بھاگے لطف وہاں فرماتے یہ ہیں

حل لغات:

* غضب - ناراضگی * مژدہ - خوشخبری * رضا - خوشی * نزع روح - جان کنی، موت کے وقت * مرقد - قبر، آرام گاہ * تھپک کر - تھپکی دے کر * میٹھی نیند - گہری اور مزے کی نیند * اگوتا - ماں کا اکیلا اور ایک ہی بیٹا * آ آ - آجا ادھر آجا کی محبت بھری آوازیں دینا * لطف - مہربانی اور شفقت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۱)

ہم وہ بندے ہیں جو دن رات گناہ کرتے ہیں یہ وہ آقا ہیں جو سب بخش دیا کرتے ہیں
ہم خدا کو ناراض کرنے والے کام کرتے ہیں اور ہمارے آقا ہمیں خوشخبریوں پہ خوشخبریاں سناتے جارہے ہیں۔
خدا کی رحمتوں اور برکتوں میں لٹا جاتا ہے فیضانِ محمد ﷺ
(۲۲) زندگی کی آخری منزل پہ جبکہ کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا ہر کوئی بے بس ہوتا ہے ہمارے آقا تشریف لا کر آسانیاں پیدا فرماتے ہیں اور ہمیں کلمہ شریف پڑھنے کا اشارہ فرماتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلاموں کے بارے میں فرمایا۔ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

تیری یاد سے یہ منور ہے سینہ تیرا نام لے لے کے بگڑی بنالی
دو عالم کے سلطان دو عالم کے والی سلامت رہے تیرا دربار عالی
امیر ان کی شانِ قیمی پہ قرباں خدا نے کیا جن کو دو جگ کا والی
(۲۳) قبر میں جب کوئی بھی کام نہ آ سکے گا ہمارے آقا علیہ السلام کی جلوہ گری ہوگی اور اپنے غلام کو رحمت کی تھپکیاں دے کر میٹھی نیند سلائیں گے۔ اور یہ خوبصورت عقیدہ حضور کے عاشقوں اور متوالوں کا ہی ہو سکتا ہے نہ کہ زائد خشک کا۔

جو سمجھا کچھ تو دیوانوں نے سمجھا کوئی کیا جانے عرفانِ محمد ﷺ
(۲۴) میدانِ محشر میں جب ماں اپنے اکلوتے بیٹے کو چھوڑ کر بھاگے گی (یوم یفر المرء من اخیه وامہ وایہ وصاحبہ وبنیہ۔ جس دن بندہ اپنے بھائی سے، ماں باپ سے بیوی بیٹوں سے بھاگے گا) صرف حضور علیہ السلام ہی رحمت بھری آواز لگا رہے ہوں گے انا لہا انا لہا۔ آجاؤ آجاؤ میں ہوں تمہاری شفاعت کے لیے۔

تمنا ہے سرِ محشر جب آؤ ہو میرے سر پہ دامانِ محمد ﷺ
امیر صابری کیا لکھ سکے گا خدا خود ہے شاخِ خوانِ محمد ﷺ
(۲۵) باپ بھی جہاں اپنی اولاد کو بھول جائے گا وہاں صرف محبوبِ خدا ہی مہربانی کا مظاہرہ فرمائیں گے۔

میرا آقا دشمن کو ایسا نوازے ہے مشہور عالم تیری خوش خصالی

رسولوں میں حاصل ہوا نہ کسی کو
 ہے تیرے کرم میں چھپا وہ خزینہ
 دکھاتی ہے بے پردہ جلوہ خدا کا
 (۲۶) سنکھوں بیکس رونے والے
 (۲۷) خود سجدے میں گر کر اپنی
 (۲۸) ننگوں بے ننگوں کا پردہ
 (۲۹) اپنے بھرم سے ہم ہلکوں کو
 (۳۰) ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا

تیرا ایسا رتبہ تیری شان عالی
 شہنشاہ بنے تیرے در کے سوالی
 سنہری تیرے سبز گنبد کی جالی
 کون چپائے چپاتے یہ ہیں
 گرتی امت اٹھاتے یہ ہیں
 دامن ڈھک کے چھپاتے یہ ہیں
 پلہ بھاری بناتے یہ ہیں
 پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

حل لغات:

* سنکھوں - سنکھ کی جمع سوالا کھ * بیکس - بے آسرا * چپائے - چپ کرائے * خود - آپ * گر کر - (سجدے میں)
 جا کر * ننگا بے ننگا - بے پردہ، بے شرم * ڈھکنا - چھپانا * بھرم - بھروسہ * ہلکوں - ہلکا کی جمع کم وزن، بے حیثیت * پلہ -
 ترازو کا پلڑا * ٹھنڈا میٹھا - نہایت ہی مزیدار، شیریں و خوشگوار۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۶) ہم جیسے لاکھوں کروڑوں اپنی شامت اعمال کی وجہ سے میدان محشر میں اپنے نصیبوں پہ رو رہے ہوں گے اور ہمارے آقا
 ہمیں شفاعت کی خوشخبریاں سنا کر چپ کر رہے ہوں گے۔

رسول خدا کی غلامی میں کیا ہے ذرا تم غلامی میں آکر تو دیکھو

غلامی یہ ہے بادشاہی سے بہتر ادھر آؤ قسمت جگا کر تو دیکھو

(۲۷) سبحان اللہ! ہمارے رحمۃ للعالمین آقا سر محشر جب اپنی امت کا حال زار دیکھیں گے تو سجدے میں سر رکھ دیں گے اور اپنی
 امت کو دوزخ کی آگ سے بچالیں گے۔

وہ سماں کیسا ذیشان ہو گا جب خدا مصطفیٰ سے کہے گا

اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو آپ کی ساری امت بُری ہے

(۲۸) ہم جیسے ننگے اور بے شرم و بے حیا بار بار توبہ توڑ کر اپنا پردہ چاک کر لیتے ہیں اور ہمارے پیارے نبی اپنے رب سے دعا
 کر کے ہماری عزت بچا لیتے ہیں۔ (وہ بالمتو منین رؤف رحیم)

(۲۹) ہمارے اعمال کا پلڑا ہلکا دیکھ کر ہمارے آقا اپنے بھرم اور بھروسے کے وزن سے بھاری فرمادیں گے جس سے ہماری
 نجات یقینی ہوگی۔

(۳۰) حوض کوثر کے چھلکتے جام ٹھنڈے میٹھے پانی کے ہم پیتے جائیں گے اور ہمارے آقا اپنے نورانی اور گورے گورے مبارک ہاتھوں سے ہمیں پلاتے جائیں۔

ۛ امیر آج ان کا کرم ہو رہا ہے کچھا جا رہا دل ہے سوئے محمد ﷺ

(۳۱) سَلِّمْ سَلِّمْ کی ڈھارس سے پل کر ہم چلاتے یہ ہیں۔

(۳۲) جس کو کوئی نہ کھلوا سکا وہ زنجیر ہلاتے یہ ہیں

(۳۳) جن کے چھپرے تک نہ ان کے موتی محل سجواتے یہ ہیں

(۳۴) ٹوپی جن کے نہ جوتی ان کو تاج و براق دلاتے یہ ہیں

(۳۵) کہدو رضا سے خوش ہو خوش رہ مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

حل لغات:

* سَلِّمْ سَلِّمْ - سلامتی سے، سلامت رکھ (امت کے پلصراط سے گزرتے وقت حضور علیہ السلام کی دعا) * ڈھارس - پاری، تسلی * زنجیر ہلاتے - کندھی کھٹکھٹاتے * چھپرے - تنکوں کی چھت * موتیوں کا بنگلہ * سجواتے - سجانا سے * تاج - بادشاہوں کے سر کی عزت (تاج شاہی) * براق - جنت کی سواری * مژدہ - خوشخبری * رضا - خوشی (احمد رضا)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۳۱) پلصراط سے گزرتے وقت حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری سلامتی کی دعا فرما رہے ہوں گے کہ اے اللہ! میری امت کو سلامتی کے ساتھ گزار۔ آپ کی یہ دعا ہماری تسلی کے لیے کافی ہے جس سے ہماری ڈھارس بندھ جائے گی اور حوصلے بلند ہو جائیں گے۔

ۛ گناہ گارو ہمارا ہے تعلق دو کریموں سے نہ رکھو خوف محشر کا اشارے ہیں محمد کے (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳۲) جس جنت کو کوئی بھی نہ کھلوا سکے گا ہمارے آقا اس کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! انسا اول من یحرق حلق الجنة میں ہی سب سے پہلے جنت کا زنجیر ہلاؤں (دروازہ کھلواؤں) گا۔

ۛ ندا ہو گی یہ محشر میں گناہ گارو نہ گھبراؤ وہ دیکھو ابر رحمت جھوم کے اٹھا محمد کا خدا کے سامنے پیشی ہوئی جس دم تو کہہ دوں گا بُرا ہوں یا بھلا لیکن ہوں میں بندہ محمد کا هُوَ الْمُعْطٰی وَاَنْتٰی قَاسِمٌ سے صاف ظاہر ہے بٹے گا حشر تک کونین میں باڑا محمد کا (جیل قادری)

(۳۳) جن لوگوں کو دنیا میں تنکوں کی چھت بھی نصیب نہیں ہے قیامت کے دن ہمارے آقا ان کو موتیوں کے سجے سجائے محل لے کر دیں گے۔

حبیب خدا کے غلاموں کے آگے سر تاجداراں بھی خم ہو رہے ہیں
کسی تاجور کی حقیقت ہی کیا ہے تم ان کی غلامی میں آکر تو دیکھو

(۳۴) جن کو دنیا میں سر پہ پہننے کو ٹوپی اور پاؤں میں پہننے کو جوتا میسر نہیں ہے ہمارے آقا قیامت کے دن ان کے سروں پہ تاج
شاہی سجادیں گے اور جنت کی سواریاں لے کر دیں گے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے والاخرة سبحة للكافر و جنة
للمؤمن۔ اور آخرت اہل ایمان کے لیے جنت ہے اور کافر کے لیے قید خانہ۔ یہی وجہ سے کہ دنیا میں اہل اللہ نے زیادہ تر غربت
کی زندگی گزاری ہے۔ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ کو کسی نے وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ بھاگے جا رہے ہیں اس نے پوچھا!
کہاں بھاگے جا رہے ہیں؟ فرمایا! تو نہیں جانتا قید خانے سے جنت کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ دنیا کے قید خانے سے بمشکل جان
چھڑائی ہے بھاگ رہا ہوں کہ کہیں دوبارہ نہ دنیا میں ڈال دیا جاؤں۔

امام حسن بصری کروفر سے عمدہ لباس میں ملبوس بہترین گھوڑا اور نوکروں کے ساتھ جا رہے تھے ایک کافر جو انتہائی گنکال
تھا اس نے سوال کیا کہ آپ کے نبی نے تو فرمایا ہے کہ دنیا کافر کے لیے جنت ہے اور مومن کے لیے قید خانہ ہے مگر آپ کا اور میرا
حال اس سے مطابقت نہیں رکھتا۔ فرمایا! میری یہ شان و شوکت تجھے جنت نظر آتی ہے جبکہ میرے لیے جنت کے مقابلے میں یہ قید ہی
ہے اور اگر تجھے دوزخ دکھادی جائے تو تو اسی مسکینی کو جنت سمجھے اور تمنا کرے کہ مجھے اسی ذلت و رسوائی میں ہی رہنے دیا جائے۔

۳۵۔ اے میرے آقا! اپنے اس غلام (احمد رضا) کو بھی اپنی پیاری اور میٹھی زبان سے یہ مژدہ جانفزا سنا دو کہ خوش ہو جا، غم نہ کر
تو ہمارا ہی ہے۔

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

-----***-----

نعت شریف نمبر (۹۳)

- (۱) یہ جام تلخ وہی خوشگوار کرتے ہیں جو ان کی یاد دم احتضار کرتے ہیں
 (۲) ہماری ناؤ کنارے لگائیں گے اک روز وہی جو بے کسوں کے بیڑے پار کرتے ہیں
 (۳) حرم کے کانٹوں کو ہم گل بھی کہہ نہیں سکتے کلیجے ان کے ہیں جو خار خار کرتے ہیں
 (۴) حساب دیں گے فرشتو! مگر ذرا آلیں وہی کہ جن کا ہم انتظار کرتے ہیں
 (۵) یہ نفس ایک ہے دردِ رضا کا بھولا سا وہ چال چلتا ہے آپ اعتبار کرتے ہیں

حل لغات:

* جام - پیالا * تلخ - کڑوا * خوشگوار - مزیدار * دم - وقت * احتضار - حاضر ہونا (موت کے وقت) * ناؤ - کشتی * بیکس - بے سہارا * بیڑا - بہت بڑی کشتی * حرم - مدینہ شریف * گل - پھول * کلیجہ - جگر * حوصلہ - جسارت * خار - کاٹا * حساب - قبر میں سوالات کے جوابات * ذرا - تھوڑی دیر * درد - اے درد (الف برائے خطاب ہے جیسے کریم، اے کرم کرنے والے) * چال چلنا - دھوکہ دنیا * اعتبار - یقین۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) سکرات الموت (موت کی سختیوں) کے کڑوے گھونٹ وہی خوش نصیب میٹھے اور مزیدار بناتے ہیں جو بوقت موت اپنے پیارے آقا کو یاد کرتے ہیں۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ کے گھر والے رو رہے تھے اور آپ خوش ہو کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری اور صحابہ کرام (مرحومین) کی نلاقا توں کو یاد کر کے شعر پڑھ رہے تھے۔

واطر باہ غدا نلقى محمد اواحباءہ

واہ واہ خوش نصیبی! میں کل محبوب خدا اور آپ کے دوستوں سے ملنے والا ہوں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک تو ہر قبر میں حضور علیہ السلام کی جلوہ گری ہوتی ہے اور دوسرا قبر میں اور کسی نبی کے بارے میں سوال نہیں ہوتا صرف آپ کے امتی سے آپ ہی کے بارے میں سوال ہوگا پہلی امتوں سے ان کے نبیوں کے بارے میں بھی قبر میں سوال نہیں ہوتا تھا۔

اور پھر حضور علیہ السلام کے امتی کی کامیابی بھی حضور علیہ السلام کے بارے میں سوال کے جواب پر ہوگی۔ پھر جو سوالات ہوں گے وہ بھی بتا دیے گئے اور ان کے جوابات بھی۔ پھر اتنی رعایتوں کے ہوتے ہوئے عاشقانِ مصطفیٰ بوقت موت کیوں نہ وجد کرتے ہوئے بارگاہِ مصطفیٰ میں جائیں؟

۔ بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے تیرے عاشق پر کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مسکرانے سے

(مولانا حسن رضا خان)

(۲) ہماری کشتی بھی وہی آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کنارے لگائیں گے جنہوں نے بڑے بڑے پاپوں کے بیڑوں کے بیڑے ڈوبنے سے بچا کر کنارے پہ لگا دیے ہیں۔ جب ان کے غلامِ کرامت کے طور پر بارہ سال کا ڈوبنا بیڑا ترا سکتے ہیں تو آقا علیہ السلام معجزہ کے طور پر اپنی امت کا ڈوبنا ہوا بیڑا کیوں نہ ترا لیں گے۔

۔ ناداں ہے اب بھی آپ کا انکار جو کرے پتھر بھی دے چکے ہیں شہادت حضور کی

(ماہر القادری)

۔ محمد کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا۔ اسی کو ابتداء کہیے اسی کو انتہا کہیے (افضل علوی)

(۳) مدینہ طیبہ کے کانٹوں کو ہم تو پھول کہتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں گستاخی نہ ہو (گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں) مگر بڑی جسارت اور حوصلہ ہے ان نالائقوں کا جو مدینے کے خار کو کانٹا کہتے نہیں تھکتے۔

۔ مدینہ کی بہاروں سے سکون قلب ملتا ہے اسی کے لالہ زاروں سے سکون قلب ملتا ہے

۔ وہ مکہ ہو، مدینہ ہو کہ شہرِ قدس کی کلیاں عقیدت کے دیاروں سے سکون قلب ملتا ہے

(منیر قصوری)

حضور علیہ السلام کی سواری (گدھے) کے متعلق ایک انصاری صحابی نے رئیس المنافقین کو فرمایا (جب اس نے کہا الیک فواللہ لقد اذانی نتن حمارك۔ اے محمد! ذرا اپنا گدھا مجلس سے دور کر کے باندھیں اس کی بدبو سے ہمیں تکلیف ہو رہی ہے تو بھری مجلس میں اس کو یوں جواب ملا) واللہ لحمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیب ریحاً منك۔ اوعین! قسم بخدا ہمارے آقا کی سواری سے بدبو نہیں بلکہ ایسی خوشبو آتی ہے کہ تیری خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (یعنی ص ۲۰۹ ج ۱)

مواہب لدنیہ میں ہے کہ مجنوں ایک کتے کو پیار کر رہا تھا صرف اس لیے کہ فان عینی راتہ مرة فی حی لیلیٰ کہ میری آنکھ نے ایک بار اس کو لیلیٰ کے محلے میں دیکھا تھا۔

پھر عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مدینے کی گلیوں کا یہ مقام کیوں نہ ہو۔

جنت کے باغ سے ہے سوا کوئے مصطفیٰ اس میں ہیں پھول اس میں ہے خوشبوئے مصطفیٰ

غل ہو گا چار سو یہی میدان حشر میں چاہو اگر اماں تو چلو سوئے مصطفیٰ

(صلی اللہ علیہ وسلم) (کیف ٹونگی)

(۴) اے فرشتو! ذرا ٹھہرو! تمہیں تمہارے سوالوں کا جواب دیتے ہیں۔ پہلے میری قبر میں میرے آقا کو تو آ لینے دو۔ جن کی

ملاقات کے لیے ساری زندگی موت کی انتظار کرتے رہے۔

اگر ام القریٰ میں خالق کونین نے شورش بہ عہد مرسل مجھے پیدا کیا ہوتا

جرا کی خاک میں تحلیل میرے جسم و جاں ہوتے مرنی لوح جبیں پر آپ ہی کا نقش پا ہوتا

(آغا شورش کاشمیری)

(۵) اے درد عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا نفس بڑا دھوکے باز اور چالاک و ہوشیار ہے جو بظاہر بھولا بھالا نظر آتا ہے

کہیں اس کے دھوکوں کی وجہ سے مجھے چھوڑ نہ دینا اس پر مجھے اعتبار نہیں لہذا تو بھی اس پر اعتبار نہ کرنا۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۹۴)

- (۱) اوفس تباہ کار توبہ توبہ توبہ ہزار بار توبہ
 (۲) مولیٰ ہو مرا دِثار تقویٰ یارب مرا شعار توبہ
 (۳) کیا بھول گئے شفیع اپنا کیوں جمع ہے انتشار توبہ
 (۴) عصیاں عصیاں سے میرے دل تنگ توبہ کی ہے ننگ و عار توبہ
 (۵) خار دشت حرم کے آگے ذکر چمن و بہار توبہ
 (۶) مجھ سے توبہ شکن کا نام سن کر توبہ کرے بار بار توبہ

حل لغات:

* تباہ کار - کام خراب کرنے والا * ہزار بار - بار بار * دِثار - لباس * تقویٰ - پرہیزگاری * شعار - نشان، علامت * شفیع - شفاعت کرنے والا * انتشار - گھبراہٹ * عصیاں - گناہ * دل تنگ - پریشان * ننگ و عار - شرم * خار - کانٹا * دشت حرم - مدینے کا جنگل * چمن - باغ * توبہ شکن - توبہ توڑنے والا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) ارے اوفس کام خراب کرنے والے! میری توبہ ہے، ہزار مرتبہ توبہ ہے۔ تیرا کام بندے کی آخرت برباد کرنا ہے اور بندے کا کام ہر وقت توبہ کرتے رہنا ہے۔
 (۲) خدا کرے میرا اوڑھنا بچھونا تقویٰ ہو جائے اور اے میرے پالنے والے توبہ کو میرا نشان و علامت بنا دے۔ (حضور علیہ السلام ایک ایک مجلس میں کبھی ستر مرتبہ اور کبھی سو مرتبہ توبہ کرتے)
 (۳) اے لوگو! کیا تم اپنے شفاعت فرمانے والے آقا کریم علیہ السلام کو بھول گئے ہو، گناہ کر کے مایوس کیوں ہو؟ یہ پریشانی اور گھبراہٹ کہیں تمہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کر دے۔
 (۴) گناہوں کی آلودگیوں سے میرا دل بہت پریشان ہے ہائے میری توبہ، لوگ تو توبہ توڑ کر شرم محسوس کرتے ہیں اور میں اتنا شرمندہ ہوں کہ اب شرم بھی مجھ سے شرم کرتی ہے۔
 (۵) مدینہ شریف کے کانٹوں کے سامنے باغ اور بہار کا ذکر ہی کیا ہے کہاں خار و دشت طیبہ اور کہاں بیچاری بہار اس مقابلے سے بھی میری توبہ۔

- اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں آئے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا رکھتے ہیں اہل درد مسیحا سے کام کیا (بانگ دار)
 (۶) میرے جیسے نالائق توبہ توڑنے والے کا نام سن کر تو خود توبہ بھی توبہ توبہ کرتی ہے۔

نعت شریف نمبر (۹۵)

- (۱) برق عشق شاہ والا یہ گری وہ تڑپی شور سینوں میں ہے برپا یہ گری وہ تڑپی
(۲) نور انگشت کی بجلی ہے چمک پرانے چرخ شیشہ ماہ بچانا یہ گری وہ تڑپی
(۳) زخمی تیغ تبسم ہے کہ دکھلاتا ہے برق رقص بسمل کا تماشا یہ گری وہ تڑپی
(۴) گرمی جلوہ رخ دیکھ کے عاشق کی نظر نیم جاں بسمل شیدا پہ یہ گری وہ تڑپی

حل لغات:

* برق - بجلی * والا - بلند * شور - نالہ و فریاد * انگشت - انگلی * چرخ - آسمان * ماہ - چاند * تیغ تبسم - مسکراہٹ کی تلوار * رقص - ناچ، وجد * تماشا - نظارہ، کھیل * رخ - چہرہ * نیم جاں بسمل - آدھی جان والا زخمی، قریب المرگ * شیدا - عاشق، دیوانہ، سوداگی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) محبوب خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عشق کی بجلی جس پہ گری وہ ساری زندگی ان کے عشق میں تڑپتا رہا اور ان کے سینوں میں عشق کا شور اس پر گواہی کے طور پر کافی ہے۔

پوچھے کوئی بلال و خبیب و اولیس سے حُب نبی میں زندگی کیسے گزر گئی
امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ کے پاس کچھ لوگ آئے اور عرض کیا! ہم آپ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے ان کو پتھر مارے تو وہ بھاگ اٹھے فرمایا یہ کیسی محبت ہے اگر واقعی محبت ہوتی تو اپنی جان کی بھی پروا نہ کرتے۔ فرمایا جنہوں نے (اللہ، رسول) کی محبت کا جام پی لیا ہے یہ وسیع زمین بھی ان کے نزدیک تنگ ہو گئی ہے (لیکن وہ اپنے محبوب کی طرف سے آنے والی ہر سختی کو ہنس کر قبول کرتے ہیں) پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ذکر المحبة یا مولائی اسکر نی وہل دایت محبا غیر سکران
اے مولا! تیری محبت نے مجھے مدھوش کر دیا ہے کیا کبھی غیر مدھوش محبت کسی نے دیکھا بھی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)
(۲) ہمارے آقا علیہ السلام کی انگلی مبارک کی چمک، اے آسمان! معمولی نہ سمجھ! اگر تو نے اپنے چاند کا شیشہ بچانا ہے تو بچ کر رہ ان کے ایک اشارے سے تیرا شیشہ ٹوٹ سکتا ہے، جیسا کہ پہلے ہو چکا ہے۔ انشق القمر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلکہ ایک روایت میں مرتین کا لفظ ہے یعنی دو مرتبہ اور روایت بھی صحاح کی ہے۔

(۳) یہ وہ عاشق ہے جو محبوب کی مسکراہٹ (جو بچی کی طرح چمک رکھتی ہے) کی تلوار کا زخمی ہے اور اس کا تڑپنا زخمی کا تڑپنا ہے جس کا نظارہ کرنا بھی ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

(۴) رُخ انور کا جلوہ جب عاشق کی نگاہ نے دیکھا تو قریب المرگ زخمی عاشق ایک نئے جذبے سے تڑپنے لگا کہ جان جاتی ہے تو جائے مگر دیدار کی حسرت نہ رہے اور یہ موقع ہاتھ سے نہ جائے۔

عہد نبوی میں گر ہوا ہوتا ان سے تو رابطہ ہوتا
خم ہی ہوتا میں تیری زلفوں کا تیرے عارض سے کھیلتا ہوتا
کوئی ہوتا مینار طیبہ کا تیرے روضے سے جڑا ہوتا (اکرام شاہ جیلانی)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۹۶)

- (۱) جب وہ طلعت ہی جلوہ گر نہ ہوئی ہم تو جانیں کبھی سحر نہ ہوئی
 (۲) ہم تو رخصت سے پہلے مر چکتے کیا کریں موت راہبر نہ ہوئی
 (۳) ان کے تردامنوں پہ آنچ آئے تب فرقت ہوئی سقر نہ ہوئی
 (۴) چین اور وہ بھی ان کے سائے کا ہائے ظالم تیری بسر نہ ہوئی
 (۵) لے رضا قافلہ چلا حج کا پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

حل لغات:

* طلعت - چہرہ انور * جلوہ گر - دیدار کرانے والا * سحر - صبح * رخصت - موت * مرچکتے - مر گئے ہوتے
 * راہبر - راستے پہ چلانے والا * تردامن - گناہ گار، نافرمان * آنچ - دکھ، چوٹ * تب - بخار * فرقت - جدائی * سقر - دوزخ * چین - آرام * سائے - چھاؤں * ہائے - کلمہ افسوس * بسر - گزران * لے - لینا سے (برائے مفاجات)
 * قافلہ - گروپ، کئی افراد۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) اگر ہمیں ہمارے آقا کا رخ دائمی نظر نہ آئے تو ہمارے لیے تو رات ہی رات ہے۔ ہماری صبح تو تب ہوگی جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں اپنا جلوہ دکھائیں گے۔
 دیکھا نہ بشیران کو نہ پایا وہ زمانہ افسوس! یہی اپنے مقدر میں لکھا تھا (بہار نعت)
 (۲) دیدار مصطفیٰ نہ ہونے کے صدے کی وجہ سے ہم کب کے مرچکے ہوتے لیکن کیا کریں موت نے بھی ہمارا ساتھ نہ دیا۔
 پیدا ہمیں بھی کرتا خدا ان کے عہد میں اے کاش! ہم بھی کرتے زیارت حضور کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
 (۳) ہمارے آقا کے گناہ گار امتیوں کو آخرت میں عذاب کی سزا ہو؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر ایسا محسوس ہو تو اس کو دوزخ کا عذاب نہ سمجھنا بلکہ حضور ہی کی جدائی کے صدے کی تپش جاننا۔
 عہد سرکار میں اے کاش میں پیدا ہوتا سامنے میرے پیہر کا زمانہ ہوتا
 ان کی مسجد کی صفوں کا کوئی ہوتا تنکا ان کے اصحاب بنے تلووں سے لتاڑا ہوتا

خوش نصیبی تھی جو ہوتا کوئی طائر نازش اور مدینے کی کھجوروں میں بسیرا ہوتا
(حنیف نازش)

(۴) اے مدینہ شریف سے واپس آ جانے والے! تجھے رحمۃ للعالمین کی رحمت کے سائے میں کتنا چین و سکون ملا ہوا تھا لیکن
ارے ظالم! تیری وہاں بھی "گت" نہ لگ سکی اور واپس گھر کو دوڑ آیا۔

تیرے در پہ حاضری کی آرزو تو ہے بہت بس نہیں چلتا کہ دنیا درمیان ہے یا نبی
(طفیل ہوشیار پوری)

(۵) لے بھئی! احمد رضا! ہمیں جو بار بار کونستہ ہے کہ مدینہ چھوڑ کے کیوں آئے اب حج کا قافلہ جارہا ہے ہم تمہیں بتا رہے ہیں
پھر نہ کہنا مجھے پتہ نہ چلا تھا، اس میں شامل ہو جا اور زندگی مدینہ طیبہ میں گزارنے کی حسرت پوری کر لے۔

نصیب آزمانے کے دن آرہے ہیں قریب اُن کے جانے کے دن آرہے ہیں
جو دل سے کہا ہے، جو دل سے سنا ہے سب ان کو سنانے کے دن آرہے ہیں
ابھی سے دل و جاں سر راہ رکھ دو کہ لٹنے لٹانے کے دن آرہے ہیں
(فیض احمد فیض)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۹۷)

- (۱) جانِ مسیح اپنے مسیح کی ذات ہے مردے جلانا ان کے حضور ایک بات ہے
(۲) یکتا ریاض دھر میں اس گل کی ذات ہے بلبل ہزار بات ہے یہ ایک بات ہے
(۳) یہ وہ ہیں جن کا نام شفیع العصاة ہے ہاں یہ وہی ہیں جن کا لب آب حیات ہے
(۴) کیوں طائرانِ قدس نہ ہوں ان کی بلبلیں یہ پھول حاصلِ چمنِ کائنات ہے
(۵) کیا غم رضا ہوں عبدِ خدا امتِ نبی آلِ رسول پر طریقِ نجات ہے

حل لغات:

* جانِ مسیح - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان * یکتا - بے مثال * ریاض دھر - زمانے کا باغ * گل - پھول * شفیع العصاة - گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والا * لب - ہونٹ * آب حیات - زندگی دینے والا پانی * طائرانِ قدس - فرشتے (باغِ قدس کے پرندے) * حاصل - نتیجہ، خلاصہ * چمن - باغ * عبد - عبادت کرنے والا * طریق - راستہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مردوں کو زندہ کرنے والے) کی جان اگر دیکھنی ہے تو ہمارے مسیح (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لو (حضور علیہ السلام کا فرمان ہے انا دعوة ابراہیم وبشارة عیسی وروية امی میں ابراہیم کی دعا عیسیٰ کی خوشخبری اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ علیہم السلام) اور باقی رہی مردے زندہ کرنے کی خوبی تو یہ ہمارے آقا کے لیے معمولی بات ہے۔ مردے میں تو پھر ایک عرصہ حیات رہی ہے ہمارے حضور نے پتھروں کو کلمہ پڑھا دیا ہے اور لکڑیوں کو بولنا سکھا دیا ہے۔

استن حنائہ از حجر رسول نالہ می زد ہچو ارباب عقول

(۲) اس گلشنِ ہستی میں ہمارے نبی بے مثل و بے مثال اور لا جواب و باکمال ہیں دوسروں (بلبلیوں) کے بارے میں ہزار اختلاف کی باتیں ہو سکتی ہیں مگر محبوبِ خدا کے یکتا و بے مثل ہونے میں کوئی اختلاف کی بات نہیں ہو سکتی۔

انسان اپنی عقل سے بے سود ہو گیا فرعون کوئی اور کوئی نمود ہو گیا

نورِ نبی کا ہی نہ کیا جس نے احترام دیکھا گیا ازل سے وہ مردود ہو گیا

(۳) ہمارے آقا وہ ہیں کہ جن کا نام ہی شفیعِ عاصیاں (گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والا) ہے اور سبحان اللہ! سرکار علیہ السلام کے لبھائے مبارکہ کی تری تو ہم سیہ کاروں کے لیے آبِ حیات (زندگی عطا کرنے والا پانی) ہے۔

(۴) بھلا ملائکہ مقربین (طائرانِ قدس) محبوب خدا کی تعریف میں نغمہ سرائی کیوں نہ کریں؟ کہ ان کو بھی وجود ہمارے نبی کا صدقہ ملا ہے کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حاصل کائنات اور خلاصہ تخلیق کائنات ہیں۔

(۵) اے (گدائے درخیر الوری، امام اہل سنت پیارے احمد) رضا! جو خدا کی بندگی کرنے والے پیارے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امتی ہوگا اس کو کیا غم ہوگا اس کے ہاتھوں میں نبی علیہ السلام کی ال پاک کا دامن ہوگا جن کو حضور علیہ السلام نے نجات کی کشتی قرار دیا ہے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وبارک وسلم)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۹۸) (تحفہ)

(۱) اے کاش شانِ رحمت میرے کفن سے نکلے جاں بوئے گل کی صورت باغِ بدن سے نکلے
ارماں طفیل نام شاہِ زمن سے نکلے حسرت ہے یا الہی جب جان تن سے نکلے
نکلے تو نام اقدس لیکر دھن سے نکلے

حل لغات:

* کاش - برائے تمنا، خدا کرے ایسا ہی ہو * بوئے گل - پھول کی خوشبو * ارماں - آرزو، شوق * طفیل - صدقہ،
واسطہ * شاہِ زمن - زمانے کا بادشاہ * حسرت - آرزو * نام اقدس - پاک اور پیارا نام۔

مفہوم شعر نمبر ۱:

اے اللہ! کاش ایسا ہو جائے کہ میرے کفن سے شانِ رحمت کی جلوہ گری ہو، میری جان میرے جسم سے ایسے نکلے جیسے
پھول سے خوشبو نکلتی ہے، حضور علیہ السلام کے نام کے صدقے میرے تمام شوق پورے ہو جائیں اور سب سے بڑا شوق یہ ہے کہ
جب میرے جسم سے جان نکلے تو میرے منہ سے تیرا نبی کا نام نکلے۔

شرح الصدور میں ہے کہ ایک فرشتہ حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کو فرمایا کہ تو ملک
الموت کو جانتا ہے اس نے کہا! ہاں وہ میرے بھائی (فرشتے) ہیں فرمایا مجھے ان کے پاس لے چلو مجھے ان سے کام ہے، فرشتے نے
عرض کیا اگر تو یہ کام ہے کہ موت آگے پیچھے ہو جائے تو یہ نہیں ہو سکتا ہاں اگر یہ چاہیں کہ موت کے وقت آپ پر زمی ہو تو یہ ہو سکتا ہے
فرمایا اچھا تم ملاقات تو کراؤ۔ چنانچہ فرشتے نے اپنے پروں پر بٹھایا اور پرواز شروع کر دی، آسمان پہ پہنچ گئے، فرشتے نے ملک الموت
سے کہا! اللہ کے نبی آپ سے ملنا چاہتے ہیں عزرائیل نے کہا! ان کا مقصد تو مجھے معلوم ہے لیکن ملاقات کے لیے ان کے پاس مہلت
ہی نہیں ہے کیونکہ ان کی زندگی میں سے صرف ایک لمحہ باقی رہ گیا ہے چنانچہ فرشتے کے پروں پر ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

اب اجل ہے نزدیک تر کرتی نگاہ تیرے اوپر

رہنا ترا ہے کس قدر بے انتہا جاتے رہے

جب آپ کا پیغام ہے پھر کیا تجھے آرام ہے

پھر زندگی کس کام ہے جب مصطفیٰ جاتے رہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت داؤد علیہ السلام بڑے غیرت مند نبی تھے گھر سے باہر جاتے تو تمام دروازوں کو تالے لگا کے جاتے ایک دفعہ گھر

تشریف لائے تو ایک شخص گھر میں کھڑا دیکھا پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا! میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا، آپ سمجھ گئے فرمایا! قسم بخدا تو ملک الموت ہے اور میری جان لینے آیا ہے، کبیل اوڑھ کر لیٹ گئے اور روح قبض ہو گئی۔ مسند احمد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

کچھ دن تمہارا ہے حکم عاجز ہو مر جاؤ گے تم
لاکھوں کے ہو گئے نام گم جو کر جفا جاتے رہے
جب ہو ضعیفی تجھ اوپر تجھ کو ہٹا دے دور کر
جلدی نہ آ پوچھیں خبر عاجز بنا جاتے رہے

نو اور الاصول اور شرح الصدور میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر موت کے وقت پیشانی پہ پسینہ آجائے، آنکھوں میں آنسو آجائیں اور نتھے پھیل جائیں تو یہ اچھی علامات ہیں اور اللہ کی رحمت ہے اور اگر جوان اونٹ کی طرح بڑبڑائے، گلا گھونٹ جائے، رنگ پھیکا پڑ جائے اور منہ سے جھاگ نکلے تو یہ علامات عذاب کی ہیں۔

کیونکہ پسینہ شدت کی وجہ سے آتا ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے گناہوں کی وجہ سے موت کے وقت ہی اس پر شدت اور سختی کر لی گئی، یا دنیوی محنت مشقت کر کے رزق حلال کمانے والا تھا اور عبادات کے سلسلہ میں اپنے نفس پر شدت کرتا تھا، آنکھوں کے آنسو خوف خدا میں رونے پر دلالت کرتے ہیں (واللہ اعلم)

سب نین سوئے گل گئے لب دانت مٹی رل گئے
سب روبرو ہی چل گئے دیکھو کجا جاتے رہے
سن بات کر حاضر عقل اب وقت ہے کر لے عمل
سر پر کھڑی حاضر اجل سب اولیاء جاتے رہے

☆☆☆

(۲) دریائے ہول محشر پر جوش ہے قیامت ہر موج ہے بلازا لطمہ اجل کی زحمت
کون اپنا ہے معاون جز صاحب شفاعت گر ہو نہ یادری پر وہ ناخدائے امت
کشتی نہ پھر سلامت بحرِ حُجْن سے نکل

حل لغات:

* ہول - خطرہ، گھبراہٹ * موج - لہر * بلازا - مصیبت اٹھانے والی (زا - زائیدن سے ہے بمعنی جتنا) * لطمہ - طمانچہ، تھپڑ * اجل - موت کا وقت * زحمت - تکلیف * معاون - مددگار * جز - سوا * صاحب شفاعت - شفاعت والے (آقا علیہ السلام) * یادری - مدد و نصرت * ناخدا - کام بنانے والا (پیارا محبوب علیہ السلام) * بحرِ حُجْن - مشکلوں کا سمندر (محنت کی جمع حُجْن)

مفہوم شعر نمبر ۲:

میدانِ محشر کے ہولناک مناظر کا دریا اور قیامت کی قیامت خیزیاں، ہر لمحہ نئی مصیبت لانے والا ہوگا اور مزید براں جان کنی کا زنائے دار تھپڑ، اے رحمت و شفاعت والے آقا ہمارا آپ کے سوا اور کون ہے؟ اگر آپ ہماری مشکل کشائی نہ فرمائیں گے تو ان مصیبتوں کے گہرے سمندر سے امت کی کشتی نجات نہ پاسکے گی۔

ہاں اگر امت اپنی پیارے نبی کی ہدایات پر عمل کرے تو یقیناً نجات پکی ہے ورنہ تباہی ہی تباہی ہے۔



(۳) کس درجہ روز افزوں عشق حبیب رب ہے مراتِ دل میں تاباں عکسِ ماہِ غرب ہے
ہر عضو شوق یاد جاناں میں مثل لب ہے رگِ رگ میں عشق احمد گر ہے تو کیا عجب ہے
آواز یا جیبی ہر موئے تن سے نکلے

حل لغات:

* روز افزوں - دن بدن اضافہ * مرات - شیشہ * تاباں - روشن * عکس - سایہ * ماہِ عرب - عرب کا چاند
* عضو - جز * جاناں - محبوب * لب - ہونٹ * عجب - تعجب و حیرانگی * یا حَبِیبُی - اے میرے محبوب * موئے تن - جسم کا بال بال۔

مفہوم شعر نمبر ۳:

دن بدن محبوب خدا کا عشق کس طرح اپنا زور دکھا رہا ہے کہ اب تو دل کے شیشے پر بھی ماہِ عرب (مدینے کے چاند علیہ السلام) کا سایہ چمک رہا ہے۔ جسم کا ایک ایک انگ (عضو) محبوب کی سراپا یاد بن کر ہونٹ کی طرح ہو گیا ہے۔ ہاں! اس میں تعجب اور حیرانگی کی کیا بات ہے کہ اگر میرے رگ و پے میں عشقِ مصطفیٰ سما گیا ہے اور میں فنا فی عشقِ الرسول ہو گیا ہوں جس کی وجہ سے ہر وقت نہ صرف میری زبان سے بلکہ میرے جسم کے ایک ایک بال سے یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ کی صدائے دلنواز بلند ہو رہی ہے۔ لہذا

بے بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا



(۴) ہے غلغلہ ہماری الفت کا اب تو ہر سو کیا خوب ہے کہ مشتاق اپنا ہے یا دل جو
پیدا ہے اس کی باتوں سے انتظار کی بو گرمشتِ خاک میری لے جائے اے صبا تو
اک شورِ مرجبا کا طیبہ کے بن سے نکلے

حل لغات:

* غلغلہ - شور * الفت - محبت * ہر سو - ہر طرف * مشتاق - شوق رکھنے والا * دل جو - دل کا متلاشی * بو - خوشبو
* مشت خاک - مٹی کی مٹھی * صبا - صبح کی ہوا * مرحبا - اہلاً و سہلاً، خوش آمدید، آپ کا آنا مبارک ہو، ویلکم، جی آیائیں
* بن - جنگل۔

مفہوم شعر نمبر ۴:

تحدیثِ نعمت کے طور پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اب تو ہمارے عشق رسالت مآب علیہ السلام کے ڈنکے ہر جگہ پہنچ رہے ہیں، اور روئے زمین پر مشہور ہو گیا ہے کہ بریلی میں بھی ایک عاشق (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) رہتا ہے، (خدا کرے قبول ہو ہمارا عشق مصطفیٰ) اور ہمارا محبوب بھی ایسا ہے کہ جو ہمارا بھی محبوب ہے اور خدا کا بھی محبوب ہے اور اتنا بڑا محبوب ہو کر ہم سے اعراض نہیں فرماتا بلکہ محبت فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے اسمع صلاة اهل محبتی۔ میں محبت والوں کا درو و خود سنتا ہوں وہ جہاں سے بھی پڑھیں اور ان کو پہنچاتا بھی ہوں اس محبوب کی ایسی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہم اس کو چاہتے ہیں بلکہ وہ بھی ہم پہ بڑا مہربان ہے حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ اے باد صبا! اگر تو میری خاک سے ایک مٹھی میرے محبوب کے قدموں میں مدینے شریف لے جائے تو دیکھ لینا مدینہ شریف کے درو دیوار سے خوش آمدید کی آوازیں آئیں گی۔

خود بڑے بڑے علماء دیوبند کو اعلیٰ حضرت کا کشتہ عشق رسول ہونا تسلیم ہے۔ تفصیل درکار ہو تو دیکھئے۔

”امام احمد رضا خان بریلوی علماء دیوبند کی نظر میں“

از: علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری۔

ماہنامہ چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء ”علماء کرام کی تذلیل کسی صورت میں جائز نہیں“ قاری محمد طیب۔

ہفت روزہ ”ہجوم“ نئی دہلی ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء

رسالہ ”النور“ تھانہ بھون ص ۴۰۔ شوال المکرم ۱۳۳۲ھ

رسالہ ہادی دیوبند ص ۲۰۔ ذوالحجہ ۱۳۳۹ھ

رسالہ ”دیوبند“ ص ۲۱۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

یہ سب عشق مصطفیٰ کی برکت ہے کہ ایون باطل تک اعلیٰ حضرت کی دھمک پہنچ رہی ہے۔

بندہ بننا ہے خدا کا تو گدا بن ان کا جو فقیروں کو شہنشاہ بنا دیتے ہیں

☆☆☆

(۵) مشعل فروز خاور مداح کی زباں ہو صبح بہار شام پر ظلمت خزاں ہو
گیسوئے شب میں رنگ رخسار مہوشاں ہو تا آسماں زمیں سے اک نور کا سماں ہو
جب مدحت پیہر میرے دہن سے نکلے

حل لغات:

* مشعل فروز - شمع روشن کرنے والا * خاور - سورج * مداح - تعریف کرنے والا * ظلمت - اندھیرا * خزاں - پت جھڑ * گیسوئے شب - رات کی زلفیں * رخسار - گال * مہوشاں - چاند جیسا چہرہ * سماں - منظر * مدحت - تعریف، نعت۔

مفہوم شعر نمبر ۵:

زمانے کو روشن اور منور کرنے والا سورج (جس کا چمکنا بھی نعت مصطفیٰ کی نشان دہی ہے کہ اگر نور مصطفیٰ نہ ہوتا تو نہ چاند میں چمک ہوتی نہ سورج کا وجود) جیسے مداح رسول جیسی زبان مجھے مل جائے، جس کو حرکت دوں تو اس کی صبح کی بہار ظلمت شب کی خزاں کو مٹا دے، رات کے گیسوؤں میں آقا علیہ السلام کے روشن رخساروں کا رنگ بھرا ہو اور زمین سے آسمان تک نور ہی نور پھیلا ہو تو اس حالت میں حضور علیہ السلام کی نعت میری زبان سے نکلے (پھر بھی ہو سکتا ہے ان کی شایان شاں ہو کہ نہ ہو۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر)

کرتے ہیں جہاں والے میری عزت و تکریم اعزاز یہ مجھ کو در احمد سے ملا ہے
دیکھے ہے مجھے پیار کی نظروں سے زمانہ یہ فیض ہے نعتوں کا یہ نعتوں کا صلہ ہے
(ریاض مدینہ)



(۶) فکر کی بو میں آہو کو ہو نہ وحشت مل جائے اگر نافوں سے بوئے عطر جنت
ہو عنبر قدس سے مشک ختن کو نسبت عالم ہو سب معطر پہنچے جو۔ بوئے حضرت
خوشبوئے مشک ایسی ملک ختن سے نکلے

حل لغات:

* فکر کی بو - خوشبو میں کمی کی پریشانی * آہو - ہرن * وحشت - گھبراہٹ * نافوں - نافہ کی جمع مشک کی تھیلی جو ہرن کے پیٹ سے نکلتی ہے * عنبر - اعلیٰ قسم کی خوشبو * قدس - پاک * مشک ختن - خالص کستوری * معطر - خوشبودار۔

مفہوم شعر نمبر ۶:

ہرن کو اپنے نافے اور تھیلی میں نہ تو خوشبو کی کمی کی فکر ہو (یعنی اس کی تھیلی کستوری سے بھری ہوئی ہو) اور اس کے ساتھ پھر جنت کی خوشبو بھی شامل کر دی جائے اور اس کستوری میں پھر عنبر خالص بھی ملا دیا جائے پھر ایسی خوشبو کو پہلے سے ہی خوشبو والی محفل میں نعت مصطفیٰ کی صورت میں پھیلا دیا جائے تو کیوں نہ سارا جہان ہی معطر ہو جائے گا اور ہمارے پیارے نبی کے (ملک ختن) ذکر سے ایسی ہی خوشبو مہکتی ہے۔

نعت سنتا رہوں، نعت کہتا رہوں، آنکھ پر غم رہے، دل مچلتا رہے

نجم نام محمد زباں پر رہے، ذکر ہوتا رہے سانس چلتا رہے

☆☆☆

(۷) یہ اب شوق کم نہ ہو گا مرقد میں تابہ محشر یہ شعلہ وہ نہیں جس کو بجھا دے ضرر
کرتی ہے کار روشن ہاں بادمِ مرگ اس پر جو عشقِ مصطفیٰ میں مرجائے گا نہ کیونکر
شورِ صلوٰۃ اس کی قبر کہن سے نکلے

حل لغات:

* مرقد - قبر، آرام گاہ * ضرر - تیز اور گرم ہوا * کار - کام * بادمِ مرگ - موت کی ہوا * صلوٰۃ - درود و سلام۔

مفہوم شعر نمبر ۷:

عشقِ مصطفیٰ اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق اب قیامت تک قبر میں بھی بڑھتا ہی رہے گا، یہ وہ چنگاری نہیں ہے جو
تیز آندھیوں سے بجھ جائے، ہمارے وجود پر اگر موت کی ہوا بھی چل گئی تو عشقِ مصطفیٰ میں مرنے والے کو ایک نئی زندگی ملے گی۔ اور
ایسے عاشق کی قبر سے بھی درود و سلام کی آواز آتی رہے گی۔

۔ میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام
کیونکہ مومن کی قبر کی زندگی کو حیاتِ طیبہ فرمایا گیا ہے اور وہ کیسی حیاتِ طیبہ ہے کہ جس کے کلمہ کی برکت سے ملی ہے اس پر
درود و سلام ہی نہ ہو۔

۔ لامکاں تک تو تصور بھی پہنچ سکتا نہیں جا کے طیبہ میں ہی خالق کا پتہ کرتے ہیں لوگ
اپنی ہر مشکل میں سرکارِ دو عالم کے سوا کونسا در ہے جہاں جا کر صدا کرتے ہیں لوگ
جب نہ سرکارِ جہاں کا واسطہ ہو درمیاں کیا عبادت، کیسی طاعت ہے، ریا کرتے ہیں لوگ
(حدیث شوق)

☆☆☆

(۸) باغِ جہاں سے گزرا جب واصفِ پیمر نجاتِ جانفرا سے عالم ہوا معطر
بہرِ دوامِ خوشبو یہ زمزمہ تھا لب پر کفنانا اے عزیزو! مجھ کو درود پڑھ کر
تابوئے عطرِ رحمت میرے کفن سے نکلے

حل لغات:

* واصف - تعریف کرنے والا * نجات - تیز خوشبوؤں کے جھونکے * جانفرا - جان کو روشن کرنے والا * عالم - جہاں

* معطر - خوشبودار * بہر دوام - ہمیشہ کے لیے * زمزمہ - ترانہ، گیت، نغمہ * کفنانا - کفن دینا * عطر رحمت - رحمت کی خوشبو۔

مفہوم شعر نمبر ۸:

دنیا کے باغ سے جب حضور علیہ السلام کا ثنا خوان روانہ ہوا تو جان کو روشن کرنے والے خوشبو کے جھونکوں سے سارا جہان معطر ہو گیا اور اس خوشبو کو ہمیشگی بخشے کے لیے ثنا خوان رسول نے کہا کہ مجھے جب کفن دو تو درود و سلام کے مبارک ترانوں میں یہ کام کرو تا کہ رحمت والے آقا کی رحمت کی خوشبو میرے کفن سے ہمیشہ نکلتی رہے۔

عاشقانِ مصطفیٰ کی زندگی بھی قابل رشک ہوتی ہے اور ان کی موت کے مناظر بھی قابل دید ہوتے ہیں ہمارے علماء کرام بالخصوص سیدی ابوالبرکات، محدث اعظم پاکستان، شیخ القرآن علامہ ہزاروی، مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی، مولانا عنایت اللہ سانگوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے جنازے جنہوں نے دیکھے ہیں ساری عمر ان مناظر کو نہ بھولیں گے۔ کوئی مسکرا رہا ہے چوں مرگ آید تبسم برب لب اوست۔ کسی کے جنازے پہ رحمت کی پھوار جاری ہو گئی اور کسی کے وصال پر ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں جبکہ دوسری طرف دیکھئے تو عبرت کے مناظر نظر آتے ہیں اور لوگوں کو بڑے بڑے شیخ القرآنوں کے منہ دیکھنے سے منع کر دیا جاتا ہے (لیکن ہاں طبی وجوہات کی بنا پر)

لوگ جب نزدیک آئے غیب سے آئی ندا یہ ہے میت بے ادب کی اس کا منہ مت دیکھے



(۹) جب ہو گا رنگ افشاں نورِ شبیبہ امجد کھل جائیں گے ہزاروں گلشنِ میانِ مرقد
مہکے گی تابہ محشر خوشبوئے باغِ سرمد نکلے گی مرقدوں سے یوں امت محمد
باد صبا مہک کر جیسے چمن سے نکلے

حل لغات:

* رنگ افشاں - رنگ پھیلانے والا * شبیبہ امجد - عزت والی شکل (عاشقِ مصطفیٰ کی) * میانِ مرقد - قبر کے درمیان * باغِ سرمد - ہمیشہ بہار باغ * مرقدوں - قبروں۔

مفہوم شعر نمبر ۹:

جب حضور کا غلام اپنی قبر میں عشقِ مصطفیٰ کا رنگ پھیلاتا ہوا پہنچے گا تو اس کی قبر میں جنت کے ہزاروں باغ کھل جائیں گے جن کی خوشبو سے قبر ہمیشہ خوشبو سے معطر رہے گی اور سرکار کی امت کے افراد جب قبروں سے نکلیں گے تو یوں نکلیں گے کہ جیسے مہکتے ہوئے باغ سے باد صبا خوشبوؤں کے خزانے لے کر نکلتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے لا یحزنہم الفزع الا کبر و تعلقہم الملائکہ۔ ان کو بہت بڑی گھبراہٹ بھی پریشان نہ کر سکے گی اور فرشتے استقبال کرنے کے لیے ان کو لینے آئیں گے (جیسے بارات آئے تو ان کو آگے بڑھ کر ملتے ہیں جن کو پنجابی میں ”ملتی“ کہتے ہیں) اور غلامانِ مصطفیٰ کی قبروں پر جنت کی سواریاں منتظر کھڑی ہوں گی۔ یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا۔ جلالین میں ہے کہ قبروں سے نکل کر جنت کی سواریوں پہ سوار ہو کر جنت

میں داخل ہوں گے۔

سرکار کا دیوانہ جس سمت نکل جائے اجڑی ہوئی راہوں کا نقشہ ہی بدل جائے
آقا کے غلاموں نے یہ بزم سجائی ہے آقا کا جو منکر ہو محفل سے نکل جائے

☆☆☆

(۱۰) جلوہ گر ضیائے قدسی ہے اپنی منزل دو ذرے ہیں یہاں کے خورشید و ماہ کامل
یادِ مہِ عرب ہے وجہ فروغِ کامل نامِ نبی لیا جب پُر نور ہو گیا دل
شعلے تجلیوں کے باہر دہن سے نکلے

حل لغات:

* جلوہ گر - دیدار و نظارے کی جگہ، جلوہ دکھانے والا * ضیائے قدسی - پاکیزہ روشنی * خورشید - سورج * ماہ کامل - چودھویں رات کا چاند * مہِ عرب - مدینہ کا چاند (حضور علیہ السلام) * فراغِ کامل - مکمل نورانیت * پُر نور - نور سے بھرپور * شعلے - نور کے جلوے * تجلیاں - نورانیت کی لہریں * دہن - منہ۔

مفہوم شعر نمبر ۱۰:

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام نور کی جلوہ گاہ کے دامنِ کرم میں ہوگا، جس کے دو ذرے چمکتا چاند اور دمکتا سورج ہیں، جس ماہِ عرب کی یادوں سے عالم ہستی میں پوری طرح بہار آگئی اور جن کا نام لینے سے دل نور سے بھر جاتا ہے اور انوارِ تجلیات کے شعلے گویا منہ سے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔

جہاں چاند خود جلوہ نما ہو بیکل، وہاں چاندنی کی ضرورت نہیں ہے
ہو جس کی نظر میں رخِ ماہِ طیبہ، اسے روشنی کی ضرورت نہیں ہے
کہیں گردشِ وقت پھر چھیڑنا، دیوانوں کے آگے نہ بننا سنورنا
یہاں تذکرے حسنِ محبوب کے ہیں، یہاں اب کسی کی ضرورت نہیں ہے

☆☆☆

(۱۱) مرجھا گئے ہیں یارب گلِ میرے زخمِ دل کے ہر عندلیبِ نالاں، نالاں ہے اس چمن سے
ہے کیا عجب الہی فضل و کرم سے تیرے آ کر صبا ئے طیبہ پھولوں کو رنگ بخشے
ہو کر شگفتہ خاطر بلبلِ چمن سے نکلے

حل لغات:

* مرجھا جانا - کملا جانا * گل - پھول * عندلیب - بلبل * نالاں - پریشان، روتی ہوئی * عجب - تعجب * شگفتہ

۔ کھلا ہوا پھول، خوش و خرم * خاطر۔ دل۔

مفہوم شعر نمبر ۱۱:

اے اللہ! عشقِ مصطفیٰ میں زخمی دل کے پھول (زخم) اب مرجھانے (مندل ہونے) لگے ہیں، میری طرح کئی بلبلیں (حضور کے شاخوان) اس غم سے نڈھال ہیں (کہ کہیں دلوں سے آپ کی یادِ مدہم نہ پڑ جائے) تیرے فضل و کرم سے کیا بعید ہے کہ مدینہ کی ہوا چلا کر ان پھولوں (زخموں) کو پھر سے تازہ فرما دے تاکہ تیرے محبوب کے دیوانے (بلبل) دنیا کے چمن سے شگفتہ خاطر ہو کر قبر میں تیرے حبیب کا دیدار کریں اور وہ اپنے ید اللہ کے گورے گورے نورانی ہاتھوں سے ان دلوں پہ اپنی محبت و شفاعت کا مرہم رکھیں۔

تھمتا نہیں ہے دل جو ہاتھ پہ رکھ لوں ہاتھ آئے تو دل پر کوئی پتھر رکھ لوں
اللہ رے ہر ہر اہل وہ گنبد پیارا جی میں آتا ہے اسے دل میں اٹھا کر رکھ لوں

(حافظ پبلی بھیتی)

☆☆☆

(۱۲) کالی گھٹا ہے غم کی چاروں طرف اندھیرا گم کردہ راہ اس میں یارب یہ دل ہے میرا
اشراق مہر میں اب کیا دیر ہے خدایا روئے حبیب حق سے اٹھ جائے کاش پردا
پر نور ہو زمانہ سورج گہن سے نکلے

حل لغات:

* کالی گھٹا۔ سخت سیاہ بادل * گم کردہ راہ۔ راستہ بھول جانے والا * اشراق مہر۔ سورج کا چمکنا * روئے۔ چہرہ۔

مفہوم شعر نمبر ۱۲:

اے اللہ! ہر طرف غم کے کالے سیاہ بادل چھا گئے ہیں اور میرا دل راستہ بھول چکا ہے، یا خدایا! ابھی سورج چمکنے میں کتنی دیر ہے؟ اب تو اپنے محبوب کے چہرے سے پردہ ہٹا کر دیدار کر دے تاکہ جہاں نور سے بھر جائے اور سورج گہن سے نکل کر اپنی پوری تجلیاں بکھیرنا شروع کر دے۔

اب تو مائل بہ کرم چشم کرم ہو جائے دور دل سے مرے عقبتی کا الم ہو جائے
میں بھی ہوں آپ سے اب رحم و کرم کا طالب مجھ پہ بھی ایک نظر شاہ ام ہو جائے

☆☆☆

(۱۳) میں عندلیب شیدا اُس گل عذار کا ہوں مہکا ہے جس کی بوئے الفت سے قلب محزوں
کیا ہے اگر نکلتی فرقت میں ہے یوئے خون خاک مدینہ پر میں جس وقت جا کے لوٹوں
خوشبوئے مشک و عنبر میرے بدن سے نکلے

حل لغات:

* عندلیب شیدا۔ بلبل دیوانہ (عاشق زار) * گل عذار۔ پھول جیسے رخساروں والا * قلب محزوں۔ غمگین دل
* فرقت۔ جدائی * بوئے خوں۔ خون کی بو * لوٹوں۔ تڑپوں۔

مفہوم شعر نمبر ۱۳:

میں اُس پھول جیسے رخساروں والے (والضحیٰ کے چہرے والے) محبوب کا عاشق زار ہوں، جس کی خوشبو (مہک اور یاد) سے پریشان دل خوشی سے مہک اٹھتا ہے، اگر جدائی کے صدمے سے میرے جسم سے خون کی بو آتی ہے تو کیا ہوا؟ جس وقت خاک مدینہ پہ جا کر تڑپوں گا تو یہ جلے ہوئے خون کی بو ختم ہو جائے گی اور میرے جسم سے کستوری و عنبر کی خوشبو آنے لگے گی۔ (کیونکہ یہ بو تو صرف محبوب کے قدموں سے دوری کی وجہ سے آرہی ہے، ساری مصیبتیں ان کے قدموں سے دوری ہی کی وجہ سے ہیں)
پھنس گئے دام میں جس وقت سے گلشن چھوڑا نگہت گل نہ ملی جب سے نشیمن چھوڑا
ہم کہیں کے نہ رہے ذلت و خواری میں پڑے جب سے اللہ کے محبوب کا دامن چھوڑا



(۱۴) گھبرائے شہر سے جی صحرائے ہو محبت خندہ ہوں گاہ گریاں ہر چیز سے ہونفرت
تنکے چنا کروں میں بس کہربا کی صورت تاحشریوں ہی ٹپکے صورت سے رنگ وحشت
حضرت کا جوش الفت مستانہ پن سے لکل

حل لغات:

* صحرائے۔ جنگل * خندہ۔ ہنسی * گاہ۔ کبھی * گریاں۔ رونا * کہربا۔ مقناطیس * مستانہ پن۔ دیوانگی و مستی۔

مفہوم شعر نمبر ۱۴:

اب تو آبادی سے وحشت ہوتی ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی جنگل ہو اور اس میں رہوں، کبھی ہنسوں کبھی روؤں اور دنیا کی ہر شئی سے (جو محبوب سے دور کرتی ہے) نفرت ہو جائے، مقناطیس جیسے لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے میں بھی تنکے اکٹھے کرتا رہوں اور حشر تک میری صورت سے لوگوں کو گھبراہٹ ہوتا کہ کوئی قریب نہ آئے اور سارا وقت ذکر مصطفیٰ کے لیے وقف کر دوں۔
میری اس کیفیت کو لوگ دیوانگی کہیں یا مستی مگر حقیقت میں تو یہ حضور کی محبت کی فراوانی ہے۔ حضور علیہ السلام کے غلاموں میں سے حضرت ابوذر غفاری اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہما کا یہی حال تھا۔

پوچھے کوئی خیب و بلال و اویس سے حب نبی میں زندگی کیسے گزر گئی



(۱۵) لاکھوں پسند بُریاں مثل رضا و کافی انجام کار سب نے اپنی مراد پائی
دشت طلب میں ہو کر آوارہ کھو گئے جی وہ دن بھی ہو الہی جو صورت شہیدی
حضرت کی جستجو میں قاسم وطن سے نکلے

حل لغات:

* بُریاں۔ بھنہ ہوا (جلا ہوا، اسی سے مشہور شاہی کھانا بُریانی ہے) * کافی۔ مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی شہید
جنگ آزادی ۱۸۸۷ء * انجام کار۔ آخر کار * مراد۔ مقصد * آوارہ۔ فضول پھرنے والا * شہیدی۔ ایک شاعر (عاشق مصطفیٰ
جو مدینہ شریف بڑے عشق کے ساتھ جا رہے تھے ابھی مدینہ ایک منزل پہ تھا کہ جان جاں آفریں کے سپرد کر بیٹھے) * قاسم۔ یہ بھی
شاعر ہیں اس سے پہلے بھی ایک نعت میں اعلیٰ حضرت نے ان کا نام لیا ہے۔

مفہوم شعر نمبر ۱۵:

(گدائے درخیر الوری، کشتہ عشق مصطفیٰ، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا اور حضرت مولانا سید
کفایت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما المعروف) کافی (جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا ایک شعریوں ہے۔
صدر نعت گویاں ہیں حضرت کافی انشاء اللہ میں وزیر اعظم ہوں)
جیسے ایک دو نہیں لاکھوں سینے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جلے ہوئے ہیں لیکن جس محبوب کے لیے ساری عمر تڑپتے
رہے آخر کار اس رحمت والے آقا نے ان سب کو اپنی رحمت سے نوازتے ہوئے اپنا دیدار عطا فرما ہی دیا اور یہ تمام کے تمام کامیاب و
کامران ہو کر دنیا ہے رخصت ہوئے۔ اور کئی ایسے بھی ہوئے جو طلب و تلاش میں جنگلوں اور صحراؤں میں گم نام ہو گئے، اے اللہ!
ہمیں بھی وہ دن نصیب ہو کہ حضرت شہیدی علیہ الرحمۃ کی طرح راہ مدینہ میں موت نصیب ہو اور جس آقائے دو عالم علیہ السلام کی
طلب و تلاش میں حضرت قاسم علیہ الرحمۃ جیسے اپنے وطن سے نکلے۔ اسی محبوب کی تلاش میں ہمیں بھی نکلنا نصیب ہو۔
تو آپ خالق، آپ ہی چاہے، خطا معاف آخر بشر بشر ہی تو ہے، کیوں نہ آئے دل
جو چاہتا ہو یہ کہ خدا سے لگائے لو وہ پیشتر حبیب خدا سے لگائے دل

موت کی حقیقت:

موت کے بارے میں اس شرح میں اس سے پہلے متعدد مقامات پہ قرآن و حدیث، حکایات و واقعات اور اشعار کی
صورت میں کچھ نہ کچھ لکھا گیا صرف اس لیے کہ یہ کتاب چونکہ عوام الناس کے لئے لکھی جا رہی ہے اور ہمارے عوام فکر آخرت کی
طرف توجہ بہت کم کرتے ہیں، مقررین حضرات صرف فضائل و کرامات بیان کرنے پر زور دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے لوگوں (عوام اہل سنت)
میں عقیدہ کی پختگی تو ہے الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ اس میں مزید برکت و استقامت عطا فرماتے تاہم عبادات و معاملات
میں ہم بہت پیچھے ہیں اور اس کی بے شمار وجوہات میں سے میرے خیال کے مطابق ایک بہت بڑی وجہ ہماری ہذا اعمالیاں اور فکر آخرت
کا نہ ہونا اور موت کو یاد کرنے میں کوتاہی کرنا ہے جبکہ حضور علیہ السلام نے تلاوت قرآن کے ساتھ ہا زم اللذات یعنی موت کو کثرت
سے یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس موضوع پہ بھی میری ڈائری میں کافی مواد موجود ہے اس کا خلاصہ اپنے غافل مسلمان بھائیوں کی

خدمت میں پیش کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عبرت ناک واقعات سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہماری حالت یہ ہو چکی ہے کہ حال ہی میں یعنی دسمبر ۲۰۰۴ء کے اواخر میں جبکہ کرمس اور پپی نیو ایر کی تیاریاں عروج پر تھیں شراب و شباب زوروں پر تھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانی دکھائی اور انڈونیشیا، سری لنکا، تھائی لینڈ اور انڈیا میں اتنا شدید سمندری زلزلہ (غالباً اس سے پہلے سمندری زلزلے کا کسی نے نام تک بھی نہ سنا تھا) آیا اور اب تک کی رپورٹ کے مطابق دو لاکھ انسان لقمہ اجل بن چکے ہیں جن کی گنتی ہو چکی ہے اور جو جانور کھا گئے یا سمندر کی تہہ میں چلے گئے یا ابھی تک دبے ہوئے ہیں ان کی تعداد خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ اتنا بڑا واقعہ جو ہوا ہے تو اس کا کوئی سبب بھی تو ہوگا فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة۔ حکیم کا کو کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا تو جو ذات عزیز اور حکیم ہے وہ بغیر سبب کے ہی اتنا بڑا کام کر رہی ہے؟ (جو ہمارے لیے بہت بڑا ہے جبکہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور اس کے لیے کوئی کام بھی بڑا نہیں ہے)

تو جو کچھ اخبارات میں آیا وہ یہ ہے کہ جس علاقے میں یہ تباہی ہوئی ہے وہاں کی معیشت جسم فردی اور شراب تھی یہی وجہ ہے کہ کرمس کے بعد نیو ایر ٹائٹ کے موقع پر کافر ہونے کے باوجود بھی انہوں نے سادگی سے نیا سال منایا اور ان دونوں چیزوں پہ پابندی عائد کر دی اس سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ ان کا ضمیر بھی ان چیزوں کو قبیح تسلیم کرنے پر مجبور ہے اور ہمارے دین فطرت کی حقانیت دلوں میں اترتی جا رہی ہے۔ وہاں یہ بھی یاد رہے کہ اتنی تباہی والے واقعہ (کہ نو سوائٹم بم چلنے سے زیادہ تباہی ہوئی، کئی میٹر اونچائی کا ریلو آبادیوں کی آبادیاں بہا کر لے گیا، سمندر میں چودہ کلومیٹر گہرا شکاف پڑ گیا، جزیرہ کا ایک پورا حصہ مکمل طور پر نیست و نابود ہو گیا نہ کوئی انسان بچا نہ کوئی مکان مگر اللہ کی شان دیکھو کہ اخبارات اور ٹی وی پہ باقاعدہ تصویر آئی کہ ایک مسجد تنہا کھڑی ہے اور ذرہ برابر بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا۔ اب سائنسدان جائزہ لے رہے ہیں کہ ایسا کیسے ہو گیا؟ کیا مسجد والی جگہ میں کوئی ایسی خصوصیت ہے کہ اتنے بڑے حادثے میں اس کی صف کا تنکا بھی ضائع نہیں ہوا۔ انشاء اللہ اسی بات پہ غور کرتے کرتے اپنا کفر چھوڑ کر اسلام کے دامن رحمت کے سائے میں آجائیں گے کیونکہ اللہ نے یہ صرف نشانی دکھائی ہے کوئی پیشگی کیا اطلاع کرے گا اللہ کے عذاب کی) مگر ہم نے اس حادثہ اور سانحہ سے کیا عبرت حاصل کی، کہ ان کافروں نے تو شراب کے بغیر سادگی سے نیو ایر ٹائٹ منالی جبکہ صرف لاہور میں سخت سردی اور ساری رات بارش ہونے کے باوجود دروازے روپے کی شراب پی گئی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ استغفر اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کیوں فکر عمل سے غافل ہے، کیا روز جزا کو بھول گیا
کیا یاد نہیں پیمان ازل، فرمان ازل، برہان ازل
مذہب سے سراسر بیزاری، ملت سے برابر غداری
مغرب کی فضا نے کچھ ایسا، رُجبان دماغ و دل بدلا
اس خواری و ذلت پر ناداں بیکار ہے روز شب نالاں
بر باد فریب نفس ہے کیوں، کیا خوف خدا کو بھول گیا
کچھ اپنے کہے کا پاس بھی ہے، کیوں قالو ابلی کو بھول گیا
افسوس کہ مسلم ہو کر تو، آئین وفا کو بھول گیا
شہباز فلک پرواز بھی آب، سدرہ کی ہوا کو بھول گیا
کیوں مرد مجاہد ہو کر تو شمشیر و لوا کو بھول گیا
(سید حبیب احمد حبیب)

یہ شرح لکھنے کے دوران وہ واقعہ (سمندری طوفان) کا پیش آیا اور اب جب اس شرح کی پروف ریڈنگ کر رہا ہوں تو کشمیر، بالا کوٹ اور صوبہ سرحد کے دیگر شہروں پہ زلزلے کی قیامت گزر چکی ہے جس میں واقعاً لاکھوں (بقول بعض تیرہ لاکھ) افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں مگر اس واقعہ سے بھی ہم نے کوئی عبرت حاصل نہیں کی۔ مختصر حضرات نے متاثرین سے تعاون تو بہت کیا ہے مگر اصلاح احوال کے لیے کچھ نہیں کیا، نہ توبہ کی طرف متوجہ ہوئے، نہ مسجدوں کی رونق بڑھی، نہ فحاشی و عریانی میں کمی آئی اور نہ ہی ملک سے ظلم و ستم کا خاتمہ ہوا یعنی نہ حکمرانوں کے کان میں جوں تک رینگلی اور نہ عوام الناس نے اپنی مذہبی، دینی، اخلاقی، دنیوی اور اخروی ذمہ داریوں کو نبھایا۔

اللہ تعالیٰ تو بڑا مہربان ہے اور اس کی مہربانی کے بغیر ایک لمحہ بھی دنیا قائم نہیں رہ سکتی لیکن ہمارا کردار کیا ہے؟ بس اسی کردار پر نظر ثانی کے لیے اس موضوع کو اس شرح کی زینت بنایا جا رہا ہے کہ جب ہم اللہ کی رحمت کا شکوہ کریں تو اس سے پہلے اپنے حالات کا بھی بغور جائزہ لے لیا کریں۔ کہ ہم کس مقام پہ کھڑے ہوئے ہیں اور کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ! تو ہم پر رحم و کرم کیوں نہیں فرما رہا ہم کیوں تیرے کلمہ گو ہو کر پوری دنیا میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں؟ حالانکہ ہمیں خود معلوم ہے کہ ہم کیوں ذلیل ہو رہے ہیں کہ کلمہ گوئی صرف زبانی کلامی ہے اور اس کلمہ کے تقاضے پوری نہیں کر رہے۔

اقبال کہتے ہیں۔

چویم گویم مسلمانم بلرزم کہ دامن مشکلات لالہ را
زباں سے کہہ بھی دیا لالہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں
اور اس موقع پر کسی نے کیا ہی اچھا اور ہمارے حال کے عین مطابق شعر کہا ہے بس اسی کو لکھ کر اصل موضوع کو شروع کرتے ہیں۔

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامہ اعمال دیکھ!

حالات بعد الموت:

دنیا کا ہر سفر چاہے پیدل ہو ریل کا ہو، بائی روڈ ہو یا بائی ایئر، کینسل ہو سکتا ہے سیٹ ریزرو کی ریزروہ سکتی ہے ٹکٹ اوکے ہونے کے باوجود سفر ملتوی ہو سکتا ہے مگر موت کا سفر ایسا پاکا ہے کہ ایک کافر بھی ماننا ہے کہ جب موت کی گاڑی آکر ہمارے پاس رُک جائے گی تو ہمیں اس میں سوار ہونا ہی ہونا ہے، چاہے ہم نے اس کے لئے تیاری کی ہے یا نہیں کی۔ اس سفر کی مشقت سے بچنے کے لئے نہ کوئی رشوت چل سکتی ہے اور نہ ہی کوئی سفارش، غریب ہو یا امیر گھر میں مرے یا ہسپتال میں علاج معمولی کرائے یا بیرون ممالک جا کر لاکھوں روپیہ لگائے۔

موت آکر ہی رہے گی یاد رکھ جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ
گر جہاں میں سو برس تو جی بھی لے قبر میں تنہا قیامت تک رہے
جب فرشتہ موت کا آجائے گا پھر بچا کوئی نہ تجھ کو پائے گا
موت آئی پہلوں بھی چلے دیے خوبصورت نوجواں بھی چلے دیے

قرآن مجید میں فرمایا گیا اذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون۔ کہ جب موت کا وقت آجائے گا تو ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہ ہو سکے گا۔ اور خدا کے کارندے تمہاری کسی بھی بڑی سے بڑی پیش کش کو ٹھکرا دیں گے اس لیے حکم ہے کہ جو کرنا ہے اسی دنیا میں کر لو چند آیات مبارکہ یہ غور فرمائیں۔

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ (ال عمران)
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرنا مگر مسلمان ہو کر۔

كل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجور کم يوم القيمة فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنيا الا متاع الغرور۔ ہر جاندار نے موت کو چکھنا ہے اور تمہیں تمہارے اعمال کا قیامت کے دن پورا پورا اجر دیا جائے گا پس جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔ ال عمران
يا ايها الذين امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغدوا اتقوا الله۔ الحشر۔
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور دیکھو تم نے کل (قیامت) کے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔

يا ايها الذين امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن يفعل ذلك فاولئک هم الخسرون ۝ وانفقوا مما رزقکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فيقول رب لولا اخرتني الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین ۝ ولن يؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها والله خبیر لما تعملون۔ المنفقون

اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے، جو ایسا کرے گا وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اور ہمارے دیے ہوئے میں سے موت آنے سے پہلے خرچ کر لو کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے تو تم میں سے کوئی کہے کہ تھوڑی مہلت مل جائے تو میں صدقہ و خیرات کر کے نیکو کاروں میں سے ہو جاؤں نہیں ہرگز نہیں ایک لمحہ بھی موت مؤخر نہیں ہو سکتی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

دبدبہ دنیا میں ہی رہ جائے گا حسن تیرا خاک میں مل جائے گا
قبر روزانہ یہ کرتی ہے پکار مجھ میں ہیں کیڑے مکوڑے بے شمار
یاد رکھ میں ہوں اندھیری کوٹھری تجھ کو ہوگی مجھ میں سن! وحشت بڑی
میزے اندر تو اکیلا آئے گا ہاں مگر اعمال لیتا آئے گا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک غلام صرف اس لیے رکھا ہوا تھا کہ روزانہ صبح اُٹھتے ہی کہے کہ اے عمر بھول نہ جانا تو موت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے شیشہ دیکھا تو داڑھی میں سفید بال نظر آیا تو اس غلام کو آزاد کر دیا اور فرمایا! کہ اب مجھے موت سے ڈرانے کے لیے یہ سفید بال ہی کافی ہے اور موت کے ڈر سے اتنا روتے کہ رو کر آنسوؤں کی وجہ سے

رخساروں پہ کھائیاں بن گئیں۔ حضرت عثمان غنی کا واقعہ ایک سے زیادہ مرتبہ پیچھے آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ قبر کو دیکھ کر بہت روتے اور فرماتے یہ دنیا کی منزلوں میں سے آخری اور آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جو یہاں کامیاب ہو گیا وہ وہاں بھی کامیاب ہے اور جو یہاں ناکام ہوا وہ ہر جگہ ناکام ہوگا۔ ایک صحابی غالباً حضرت ابو بکر یا حضرت عمر آخرت کے ڈر سے اس قدر روتے اور فرماتے کاش میں ایک تنکا ہوتا جو توڑ دیا جاتا، درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا یا کسی کے سینے کا بال ہوتا جو اتار کر پھینک دیا جاتا۔

وہ تھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

زندگی تین دن کی:

اللہ سے ڈرنے والے لوگ کہتے ہیں کہ زندگی صرف تین دن جانو! ایک وہ دن جو گزر گیا ہے ایک وہ جو گزر رہا ہے اور ایک جو آنے والا ہے، جو گزر گیا وہ تو گزر گیا، آنے والے کا تجھے کیا پتہ آئے یا نہ آئے بس جو گزر رہا ہے ہو اس کو ہی غنیمت جانو اور کچھ کر لو۔

گور نیکاں باغ ہو گی خلد کا مجرموں کی قبر دوزخ کا گڑھا

کھکھلا کے ہنس رہا ہے بے خبر قبر میں روئے کا چنچیں مار کر

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی قبر میں درنہ سزا ہو گی کڑی

خوش نصیب ہے وہ بندہ جس کو حالت سجدہ میں موت آئے ذکر و عبادت کرتا ہو امرے ایسا بندہ مرتا ہے تو جس زمین پہ سجدہ کرتا تھا وہ زمین روتی ہے کہ مجھے اپنے سجدوں سے نوازنے والا نہ رہا اور آسمان کے جس دروازے سے اس کا رزق آتا تھا وہ دروازہ روتا ہے کہ اب اس کی روزی مجھے سے نہ گزرے گی اور برابر بندہ مرتا ہے تو فمما بکت علیہم السماء والارض نہ زمین کو پرواہ نہ آسمان کو غم لوگ بھی خوش ہوتے ہیں کہ اس کے شر سے بچ گئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا یہ غور کریں آپ فرماتے ہیں۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کہ وہ فاجر گیا

اے اللہ جو بھی حضور کا غلام سنی مسلمان فوت ہو تو تیرے گواہ زمین پہ انسان (انتم شهداء اللہ تعالیٰ فی الارض) اور آسمان پہ فرشتے اس کے جنازے کو دیکھ کر یہ نہ کہیں کہ وہ فاسق و فاجر کا جنازہ جا رہا ہے بلکہ یوں ہو کہ

عرش پہ دھو میں مچیں وہ مومن صالح ملا فرش پہ ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعودی شکر رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا پیارا شعر ہے۔

اٹھ فریدا ستیا تو میلا دیکھن جا مت کوئی بخشیا مل پوی، تووی بخشیا جا

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جب جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو قبر میں جانے تک ہی بدکار کو زلیل و شرمسار کرنے کے لیے اس سے چالیس سوال کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ بتا اپنے لیے دن میں کتنی بار منہ دھوتا تھا کبھی اپنے رب کے لئے بھی دھویا یعنی وضو کر کے نماز پڑھتا تھا یا نہیں (خطبات شیر ربانی)

سونے والے رب کو سجدہ کر کے سو کیا خبر اٹھے نہ اٹھے صبح کو

نعمتیں دنیا کی ہیں ان میں مزے تو نہیں کھاتا یہ کھاتی ہیں تجھے

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
دنیا سے ہے سب نے جانا ایک دن قبر میں ہو گا ٹھکانا ایک دن
اب نہ غفلت میں گنونا ایک دن منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن

حدیث شریف میں ہے من اتاہ ملک الموت وهو علی وضوء اعطی الشهادة (شرح الصدور ص ۵۶) جو وضو کی حالت میں مرادہ شہید ہے۔ جب مرنا ہی ہے تو ذلیل ہو کر نہ مرو بلکہ شہید ہو کر مرو اور مسلمان ہو کر مرو، موت تو بستر مرگ پہ بھی آجائے گی اور میدان جہاد میں بھی، گدا کو بھی آئے گی اور بادشاہ کو بھی دیوچ لے گی سعدی فرماتے ہیں۔

چوں آہنگ رفتن کند جان پاک چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک
جب پاک روح لکھے گی تو جسم خاک پہ پڑا رہے یا تخت پہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

مگر خوش نصیب ہے وہ بندہ جو اپنی زندگی غلامی مصطفیٰ میں گزار گیا اور اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر گیا۔

موت کا سفر دنیا کے تمام سفروں سے مختلف ہے کیونکہ دنیا کا ہزاروں میلوں کا سفر بھی ہو تو ایک دن ملاقات ہو جاتی ہے اور جدائی ختم ہو جاتی ہے مگر یہ سفر صرف ایک میٹر ریز زمین جانے کا مختصر سا سفر ہے مگر اس کے نتیجے میں ملنے والی جدائی نہ ختم ہونے والی ہے۔ ہر سفر کی تیاری کئی دن پہلے شروع ہو جاتی ہے اور پھر دو دن کا سفر ہو تو چار دن کا انتظام کھانے پینے کا ساتھ ہوتا ہے مگر افسوس کہ اتنا لمبا سفر آخرت کا اور تیاری نہ ہونے کے برابر

یا الہی رحم کن برماہم عفو کن جملہ گناہ ماہم

کبھی سوچو تو کہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے کیا کیا کرتے ہو بلکہ کیا کیا نہیں کرتے ہو، نہ جائز ناجائز کی تمیز نہ حلال و حرام کی پہچان نہ خدا اور رسول کی ناراضگی کی پرواہ نہ آخرت کی بربادی کی فکر، بس پیسا ہو چاہے کیسا ہو۔ حالانکہ کتنی زندگی ہو گئی ہے مزید کتنا جی لوگے یہی پچاس سال یا ساٹھ سال اور زیادہ سے زیادہ سو سال پھر اس میں بھی بیماری، پریشانی کا وقت نکال لو تو باقی کیا بچے گا اور کبھی غور کیا کہ آخرت کی زندگی کا صرف ایک پہلا دن ہے خمسين الف سنة (القرآن) پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اب لگاؤ حساب کہ دنیا کی ساری زندگی آخرت کے ایک دن کے مقابلے میں کتنی جنتی ہے مگر کیا کرتے ہیں ہم اس ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لئے؟

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

قرآن پاک میں ہے کہ قیامت کی ہولناکیاں اور دوزخ کا عذاب دیکھ کر نافرمانوں کو دنیا کی ساری زندگی ایک دن یا آدھا دن نظر آئے گی قال کم لبثتم فی الارض عدد سنین۔ قالوا لبثنا یوماً او بعض یوم۔ (المومنون)

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا میں مکمل طور پر عیش و آرام کی زندگی گزارنے والا اللہ رسول کا نافرمان، جس کو ساری زندگی کبھی کوئی تکلیف نہ آئی ہوگی حتیٰ الشوكة یہاں تک کہ کاٹا بھی نہ چبھا ہوگا تو زندگی کا ایک ایک لمحہ عیش و عشرت میں گزارنے والے کو جب دوزخ کے عذاب میں ایک غوطہ دیا جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا کہ کبھی دنیا میں کوئی راحت دیکھی تھی تو اس کو دنیا کی تمام راحتیں ایک ہی غوطے سے بھول جائیں گی اور کہے گا کہ میں نے تو کبھی کوئی آرام و سکون دیکھا ہی نہیں اور دنیا میں ساری

زندگی مصائب و تکالیف میں گزارنے والا اللہ رسول کا فرماں بردار جس نے کبھی ایک لمحہ بھی ساری زندگی دنیا میں سکون نہ پایا ہوگا کبھی بیماری، کبھی تنگ دستی کبھی کوئی فکر کبھی کوئی غم مگر اپنے رب کو نہ بھولا۔ بروز قیامت اس کو جنت کا ایک ہی نظارہ کرایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ دنیا میں کبھی کوئی تکلیف یا پریشانی دیکھی تو وہ کہے گا تکلیف؟ پریشانی؟ وہ کیا ہوتی ہے میں نے تو سوائے آرام و سکون کے کچھ دیکھا ہی نہیں کیونکہ جنت مقام ہی ایسا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان فی الجنة لعمدا من یاقوت علیہ غرف من زبرجد لہا ابواب مفتحة تضئ کما یضئ الکوکب الدرئ فقالوا یا رسول اللہ من یسکنہا؟ قال المتحابون فی اللہ والمتجالسون فی اللہ والمتلاقون فی اللہ (مشکوٰۃ ص ۴۲۷) ”جنت میں یاقوت کے کچھ ستون ہیں جن پر زبرجد کے بالا خانے ہیں ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ایسے چمکتے ہیں جیسے روشن تارہ چمکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان میں کون رہے گا؟ فرمایا اللہ رب العزت کی راہ میں محبت کرنے والے، اللہ جل شانہ کی راہ میں مل بیٹھنے والے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں ملاقاتیں کرنے والے۔“ اس لیے اے غافل مسلمان! ہوش کر اور ڈر جا اس دن سے کہ جس دن۔

روح رگ رگ سے نکالی جائے گی خاک اک دن تجھ پہ ڈالی جائے گی
آخرت اک دن سر بالیں تیرے سورۃ یسین پڑھالی جائے گی
موت ٹھہری آنے والی آئے گی جان ٹھہری جانے والی ، جائے گی

بڑا بے وقوف کون؟

ایک بادشاہ نے بھر در بار میں کسی درویش کو رومال دیا اور کہا کہ یہ رومال اس دربار میں جو سب سے بڑا بے وقوف ہے اس کو دے دو درویش نے رومال پکڑا اور بادشاہ کو ہی واپس لوٹا دیا (یعنی تجھ سے بڑا بے وقوف اس پورے دربار میں کوئی نہیں ہے) بادشاہ کو غصہ تو بہت آیا مگر پی گیا اور درویش سے اس کی وجہ پوچھی تو درویش نے جواب دیا کہ بتا اگر تو نے مہینے کے سفر پہ جانا ہو تو کتنی تیاری کرتا ہے؟ بادشاہ نے کہا! مہینہ پہلے تیاری شروع کرتا ہوں اور دو مہینے کا راشن ساتھ لے جاتا ہوں، تو درویش نے کہا آخرت کا سفر اتنا لمبا ہے اور تو نے کچھ بھی تیاری نہیں کی، پھر تجھ سے بڑا بے وقوف کون ہو سکتا ہے؟ چند دن کی جدائی والے سفر سے کبھی قاصد آرہا ہے کبھی خط آرہا ہے کبھی فون آرہا ہے لیکن یہاں حال بالکل مختلف ہے حضرت سلطان العارفین سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جیوندے کی جان سار مویاں دی سو جانے جو مردا ہو قبراں دیوچہ آن نہ پانی، خرچ لوڑنیدا گھر دا ہو
اک وچھوڑا ماں پیو بھائیوں دو جا عذاب قبر دا ہو میں قربان تنہاں تھیں باہو جہڑا وچہ حیاتی مردا ہو
اور ”وچہ حیاتی“ کون مرتا ہے ”جہڑا ذکر اللہ دا کردا ہو“
”جہڑا بندگی اللہ دی کردا ہو“ جہڑا حلال حرام، جائز ناجائز دی تمیز کردا ہو“

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں الناس نیام اذا ماتوا انتبهوا۔ لوگ سوئے ہوئے ہیں جو مرتا

ہے اس کی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ بیدار ہوتا ہے۔

۱۔ اونچے محل ماڑی بنا لیتے تھے عنبر کی ہوا
اب کچھ نہیں حسرت سوا سب کچھ کھڑا جاتے رہے
تن میں وہ طاقت نہ رہی بالاں سیاہی نہ رہی
دل کی سیاہی بھی گئی عیش و مزہ جاتے رہے
بولے قبر شام و سحر کچھ ہوش کر کچھ ہوش کر
تجھ سے بھلے میرے اندر ہو خاک پا جاتے رہے

زندگی رونے رولانے کا نام ہے:

انسان جب دنیا میں آتا ہے تو خود روتا ہے دوسرے ہنستے ہیں خوشیاں مناتے ہیں کہ بیٹا ہوا ہے اور مرتا ہے تو سب روتے ہیں مگر یہ آرام سے سوتا ہے گویا زندگی یہی ہے کبھی خود رونا کبھی دوسروں کو رولانا جبکہ ہم غافل لوگوں نے اس زندگی کا مفہوم بالکل بدل دیا ہے ہم کہتے ہیں زندگی ہنسنے اور ہنسانے کا نام ہے ”ایہ جہان بیٹھا اگلا کنھے ڈٹھا“ ہنسو ہنساؤ مزے اڑاؤ عیش کرو کہ مولوی تو صرف لوگوں کو ڈراتے رہتے ہیں، انہوں نے کوئی دیکھا ہے کہ پل صراط تلوار سے تیز ہوگا بال سے باریک ہوگا، قبر میں یہ ہوگا اور دوزخ میں وہ ہوگا۔ ارے عقل کے اندھے! اگر مولوی نے نہیں دیکھا تو جس نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اس کی بات ہی مان لے کہ وہ اپنے صحابہ کرام کو فرما رہے ہیں کہ ”جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اگر تم دیکھ لو تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔“ (حدیث)

اور جس نے یہ سب کچھ بنایا ہے اس کے فرمان پر ہی اعتبار کر لو وہ رب العالمین فرماتا ہے فلیضحکو اقلیلا ولیبکوا کثیرا۔ انہیں رونا زیادہ چاہیے اور ہنسا کم چاہیے اور مگر تم تو کہتے ہو نہیں ہنسا ہی ہنسا چاہیے رونا نہیں چاہیے رحمۃ للعالمین آقا علیہ السلام کا فرمان ہے کثرة الضحك تمیت القلب۔ زیادہ ہنسا بھی دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

۲۔ وہ کہ دنیا میں بشر کو نہیں زیبا موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے
جبکہ خوف خدا میں رونا اللہ کے محبوب بندوں کے مطابق اللہ کے محبوبوں کا کام ہے چنانچہ حضرت میاں محمد بخش فرماتے ہیں۔
۳۔ جہاں دلاں وچہ عشق سمایا رونا کم اُنہائیں اٹھدے روون ہندے روون، روون چلدیاں راہیں
انسان کی ناشکری:

دنیا میں انسان ہر سواری پہ سفر کرتا ہے اور سواریاں ہوتی ہی سوار ہونے کے لیے ہیں چنانچہ زندگی میں تو تمام سواریوں پہ سواری کا شوق پورا ہو گیا اب ایک ہی سواری رہ گئی تھی اللہ نے قبر کی طرف جاتے ہوئے اس پہ بھی سوار کر دیا اور وہ یہ ہے کہ انسان انسانوں کے کندھوں پر سوار ہوا اللہ نے چاہا کہ اب یہ اس کی بارگاہ میں آ رہا ہے کہ جس نے اس کے سر پہ کسرت منا بنی ادم کا تاج سجایا اور اس کو احسن تقویم میں ڈھالا لہذا احسن الخالقین کی بارگاہ میں یہ اشرف المخلوقات انسان اشرف المخلوقات انسانوں کے کندھوں پہ سوار ہو کر آئے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے قتل الانسان ما اكفره کسی کو شرمسار اور ڈھیٹ کرنے کے لیے عربی زبان میں اس انداز سے بات کی جاتی ہے تاکہ وہ شرم کے مارے پانی پانی ہو جائے فرمایا انسان قتل ہو یہ کتنا ناشکرا ہے بھلا یہ دیکھتا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے اس پر کس قدر احسانات ہیں اگر اس میں شرم و حیا کا ذرا سا بھی مادہ ہو تو اس کا سر اللہ کی بارگاہ میں جھکا رہے من ای شنی خلقه۔ دیکھتا نہیں کہ اللہ نے اس کو کس شئی سے پیدا فرمایا ہے من نطفة پانی کی صرف ایک غلیظ بوند سے، خلقه فقدره ثم السبیل یسره۔ اس کو پیدا کیا پھر اس کے تمام اعضا و قوئی کو ایک خاص انداز سے بنایا پھر اس کے لئے راہ ہدایت کو آسان کر دیا ثم اماته پھر اس کو موت دی فاقبره پھر اس کو قبر میں دفن کرایا تاکہ جس طرح شکم مادر میں دنیا کے لیے تیار ہوا تھا آغوش قبر میں آخرت کے لیے تیار ہو۔ مرنے کے بعد اس کو جانوروں کی طرح پھینک نہیں دیا جاتا تاکہ چیلیں اور کوئے کھاتے رہیں اور اس کی تذلیل ہوتی رہے بلکہ غسل دلایا، کفن نیا پہنایا اور بڑی عزت کے ساتھ انسانوں کے کندھوں پہ سوار کرایا اور لوگوں کو آگے آگے نہیں بلکہ پیچھے پیچھے چلنے کا شعور عطا فرمایا۔ عجیب منظر ہوتا ہے کہ اس کے آخری سفر کو معزز بنانے کے لیے چلنے والے رُک جاتے ہیں بیٹھے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں پھر آگے رکھوا کر نماز پڑھوائی مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کی اتنی عزت کرواتا ہے پھر یہ ناشکرا نہیں تو کیا ہے کہ زندگی میں اسی خدا کی نافرمانی کرتا ہے کہ مرنے کے بعد جس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

ایک جگہ فرمایا فلینظر الانسان مم خلق اس کو غور کرنا چاہیے کہ اللہ نے اسے کس معمولی شئی سے کیا بنا دیا ہے خلق من ماء دافق۔ اُچھلتے پانی کی ایک (نا پاک) بوند (منی) سے تو بنایا گیا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو اس کو سونے چاندی یا اور کسی قیمتی مادے سے بنا دیتا اس نے بنایا ہے تو ایسی چیز سے کہ اگر اس میں کبھی تکبر و دعوت آئے تو اپنی اصل پر غور کرنے سے اس کی ساری پھونک نکل جائے کہ میں ہوں کیا شئی۔

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو جائز ہے جہازوں میں اڑو عرش پہ جھولو
اک بات بندہ عاجز کی رہے یاد اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو
ایک مقام پہ فرمایا (یہ سب تیسویں پارے کی آیات ہیں اس سے انداز لگایا جاسکتا ہے کہ پورے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کس کس طرح اس انسان کو سمجھایا ہوگا۔ مگر یہ ہے کہ سمجھنے کا نام ہی نہیں لیتا اور جان بوجھ کر جہنم میں کود رہا ہے)
یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم اے غافل انسان تجھے تیرے اس رب کے بارے میں کس ظالم نے دھوکے میں رکھا ہوا ہے جو تیرا پالنے والا بھی ہے اللہی خلقتک فسو ک فعدلک جس نے تجھے پیدا فرمایا پھر تیرے اعضاء کو درست فرمایا پھر بڑے تناسب کے ساتھ تیرے اعضاء کو سنوارا۔ فی ای صورة ماشاء ربک جو صورة چاہی عطا فرمادی۔ اتنی نعمتوں کے بعد انسان اگر اپنے خدا کا نافرمان ہو جائے تو اس سے بڑا کون ناشکرا ہوگا۔

مٹی کولوں پانی بیوں مُڑ جوک تے جوکوں بوٹی
وقت معین شکم مائی وچہ تیری صورت بنی جلوٹی
بچہ بن کے جگ تے آیوں مُڑ جتھی پھریں لنگوٹی
مُڑ شیر جواناں بڈھا ہو یوں نہ ٹر سکیں بن سوٹی
مُڑ جو سکھیا سب بھل گیا تینوں تیری گردن سک گئی موٹی

دنیا تے ضائع کرنی آ عارف رب عقی کرے نہ کھوٹی

موت موت میں فرق ہے:

یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے ناشکرے روزانہ ہزاروں مرتے ہیں خود اپنے ہی چند سالوں کے بعد بھول جاتے ہیں مگر جو اس کے ہو کر جیتے اور اس کے ہو کر مرتے ہیں وہ ہزاروں سالوں کے بعد بھی لوگوں کی عقیدتوں کا مرکز بنے رہتے ہیں اور دور دور سے کشاکشاں لوگ ان کی بارگاہوں میں حاضری کے لیے دوڑے آرہے ہیں۔ کیونکہ ہم اپنے لیے جیتے ہیں اس لیے ہمیں بھلا دیا جاتا ہے اور یہ لوگ اپنے مولا کے لیے جیتے ہیں اس لیے ان کو یاد رکھا جاتا ہے فا ذکر و نسی اذکر کم۔ تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

تین واقعات:

ایک آدمی دریائے فرات میں نہا رہا تھا اس نے سنا کہ کوئی شخص یہ آیت پڑھ رہا ہے۔ وَامْتَا زُوا الْيَوْمَ اَيْهَا الْمُجْرِمُونَ۔ (یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی وہ تڑپنے لگا اور ڈوب کر مر گیا۔ محمد بن عبد اللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے بصرہ میں ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو دیکھا جو لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ جو عاشقوں کی موت مرنا چاہے اسے اس طرح مرنا چاہیے کیونکہ عشق میں موت کے بغیر کوئی لطف نہیں ہے۔ اتنا کہا اور وہاں سے خود کو گرا دیا لوگوں نے جب اسے اٹھایا تو وہ دم توڑ چکا تھا۔

رہنے کو سدا دھر میں رہتا نہیں کوئی تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تصوف اپنی پسند کو ترک کر دینے کا نام ہے۔

واقعہ نمبر 2:

زہر البریاض میں ہے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دن میں خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا میں نے وہاں ستون کے قریب ایک برہنہ نوجوان مریض کو پڑے دیکھا جس کے دل سے رونے کی آوازیں نکل رہی تھیں میں نے اس کے قریب جا کر اسے سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو اس نے کہاں میں ایک غریب الوطن عاشق ہوں میں اس کی بات سمجھ گیا اس نے کہا میں بھی تیری طرح ہوں وہ رو پڑا اس کا رونا دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا اس نے مجھے دیکھ کر کہا تم کیوں رو رہے ہیں میں نے کہاں اس لیے کہ تیرا اور میرا مرض ایک ہے اس نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی میں نے اس پر اپنا کپڑا ڈالا اور کفن لینے چلا آیا جب میں کفن لے کر واپس پہنچا تو وہ جوان وہاں نہیں تھا میرے منہ سے بے ساختہ سبحان نکلتا تھا میں نے غیبی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے ذوالنون! اس کی زندگی میں شیطان اسے ڈھونڈتا تھا مگر نہ پاسکا مالک دوزخ نے اسے ڈھونڈا مگر نہ پاسکا رضوان جنت اسے تلاش کے باوجود نہ پاسکا میں نے پوچھا وہ پھر کہاں گیا؟ جواب آیا۔

اپنے عشق، کثرت عبادت

هُوَ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ

اور تجلیلِ توبہ کی وجہ وہ اپنے قادر، رب العزت کے حضور پہنچ گیا ہے۔

عِنْدَ مَلِيكَ مُقْتَدِرٍ

عاشق کون اور کیسا ہوتا ہے اس کے متعلق ایک واقعہ ملا خطہ ہو۔

واقعہ نمبر 3:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جوان کے قریب سے گزرے جو باغ کو پانی دے رہا تھا اس نے آپ سے کہا اللہ سے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ایک ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے آپ نے فرمایا ایک ذرہ بہت بڑی چیز ہے تم اس کے تحمل کی استطاعت نہیں رکھتے، کہنے لگا اچھا آدھے ذرہ کا سوال کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے سوال کیا اے اللہ! اسے آدھا ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے اس کے حق میں یہ دعا کر کے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ کافی مدت کے بعد آپ پھر اسی راستہ سے گزرے اور اس نو جوان کے متعلق سوال کیا لوگوں نے کہا وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور کہیں پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب سے دعا کی اے اللہ! میری اس جوان سے ملاقات کرادے پس آپ نے دیکھا کہ وہ ایک چٹان پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا آپ نے اسے سلام کہا مگر وہ خاموش رہا آپ نے کہا مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰ ہوں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا؟ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے محسوس نہ ہوگا۔

حکمت کے موتی:

جو شخص تین باتوں کا دعویٰ کرتا ہے اور خود ان کو تین چیزوں سے پاک نہیں رکھتا تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔

(۱) جو شخص ذکر خدا کی حلاوت کو پانے کا دعویٰ کرتا ہے مگر دنیا سے بھی محبت رکھتا ہے۔

(۲) جو اپنے اعمال میں اخلاص کا دعویٰ کرتا ہے مگر لوگوں سے اپنی عزت افزائی کا خواہشمند ہے۔

(۳) جو اپنے خالق کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اپنے نفس کو ذلیل نہیں کرتا۔

فرمان نبوی ہے کہ میری امت پر عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جب وہ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔

(۱) دنیا سے محبت رکھیں گے، آخرت کو بھول جائیں گے۔

(۲) مال سے محبت رکھیں گے اور یوم حساب کو بھول جائیں گے۔

(۳) مخلوق سے محبت کریں گے مگر خالق کو بھلا دیں گے۔

(۴) گناہوں سے پیار کریں گے تو بہ کو بھول جائیں گے۔

(۵) مکانوں سے محبت رکھیں گے اور قبر کو بھلا دیں گے۔

اسی طرح حضرت منصور بن عمار علیہ الرحمۃ نے ایک نو جوان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھے تیری جوانی دھوکے میں نہ ڈال دے کیونکہ کتنے ہی نو جوانوں نے اپنی خواہشات کو طویل کر دیا اور توبہ کو مؤخر کرتے گئے کہ کل کر لیں گے پرسوں کر لیں گے یہاں تک کہ۔ موت آ پہنچی کہ حضرت جان واپس کیجئے۔ اور اندھیری قبر میں جا سوئے نہ غلام ان کے کسی کام آئے اور نہ مال۔ لا ینفع مال ولا بنون الا من اتى اللہ بقلب سلیم۔ الشعراء

مومن کی شان یہ ہے کہ ہر گھڑی اپنے اللہ کو یاد رکھتا ہے اور گناہ نہ بھی ہوں تو توبہ کرتا رہتا ہے۔ حضور علیہ السلام سید المعصومین ہو کر ایک ایک مجلس میں ستر ستر بار اور سو سو بار توبہ کرتے۔

خدا کے حکم کے آگے کسی کی چل نہیں سکتی گھڑی وعدے کی جس دم آن پہنچی ٹل نہیں سکتی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت خوف خدا میں یہ تھی کہ فرماتے ہیں اگر مجھے معلوم ہو کہ قیامت کے دن صرف ایک ہی بندہ دوزخ میں جائے گا تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ بندہ کہیں میں ہی نہ ہو جاؤں اور اللہ کی رحمت کی امید اتنی قوی تھی کہ فرماتے ہیں اگر مجھے پتہ چلے کہ صرف ایک ہی بندہ جنت میں جائے گا تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ الا یسمان بین الخوف والرجاء۔

اس لیے ایک سچے مسلمان کو ہر وقت موت کے لیے تیار رہنا چاہیے ہو سکتا ہے بازار جا رہا ہے موت آجائے، دوکان پہ بیٹھا ہے موت آجائے، اسی لیے مسلمان کو شراب خانے، سینے اور برائی کی جگہ نہیں جانا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو وہاں ہی دھریا جائے تو قیامت کو کونسا منہ لیکر اللہ رسول کی بارگاہ میں جائے گا۔ غلامانِ مصطفیٰ ہر وقت اسی لیے با وضو رہتے ہیں کہ اے موت تو جب چاہے آجا ہم تجھے اچھی حالت میں ہی ملیں گے۔ حضرت عمر اتنی شان کے مالک ہو کر وفات کے وقت خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ بار بار کہتے تھے کہ معاملہ برابر ہو جائے یعنی چاہے میری نیکیوں کی مجھے جزا نہ دی جائے مگر مجھے باز پرس سے بچا لیا جائے۔

ٹھکانہ گور ہے تیرا تیاری کچھ تو کر غافل کہاوت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جانا نہیں اچھا شیخ چلی کا خیالی پلاؤ:

لوگ شیخ چلی کو بے وقوف کہتے ہیں مگر ہم میں سے ہر کوئی آج شیخ چلی بنا ہوا ہے کیونکہ اس نے خیالی پلاؤ یوں پکایا کہ سر پہ انڈوں سے بھری ہوئی ٹوکڑی لے کر جا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ ان کو بیچ کر مرغی لوں گا پھر وہ انڈے دے گی تو چوزے نکلواؤں گا پھر وہ بڑے ہو کر مرغی مرغیاں بنیں گے تو ان کو بیچ کر بکری لوں گا وہ بچے جنے گی تو ان کو بیچ کر گائے لوں گا پھر اسی طرح مکان بناؤں گا پھر شادی کروں گا میری بیوی مجھے کھانا پکا کر دے گی تو میں ناراض ہو کر پاؤں کی ٹھوک سے یوں کر کے سالن گرا دوں گا بس یوں کیا تو انڈوں سے بھری ٹوکڑی گر گئی اور سب کچھ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ ہمارا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں ہے کہ اتنی آمدنی نہیں ہوتی جتنی کمیٹی ڈال لی جاتی ہے پھر ادھر ادھر سے جائز ناجائز ملا کر پوری تو کرنی ہوتی ہے اور پہلی کمیٹی کے ساتھ ہی خیالی پلاؤ پکنا شروع ہو جاتا ہے کہ جب کمیٹی لکے گی تو یہ کروں گا وہ کروں گا ابھی کمیٹی مکمل نہیں ہوتی کہ زندگی مکمل ہو جاتی ہے۔

تھا جو مشغول ہوں تعمیل فرماں چھوڑ کر چل دیا وہ آج سب ہش کے ساماں چھوڑ کر

ہم کیا شئی ہیں یہاں تو حالت یہ ہے کہ سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ آج حسن ہے کل چہرے پہ جھریاں، آج پہلوان ہے تو کل کمزور و ناتواں، آج تخت شاہی پہ ہے تو کل تختہ مدار پر، اس دنیا کی کوئی چیز ہے جس کو فنا نہیں ہے اور جو ہر حال میں تیرے ساتھ رہے گی۔

جائے گا جب یہاں سے کوئی نہ ساتھ ہوگا دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہو گا

کہتے ہیں کوئی شخص خواب دیکھ رہا تھا کہ وہ خواب میں گھوڑا بیچ رہا ہے اور گا ہک دس ہزار روپے دیتا تھا جبکہ وہ خواب ہی میں بارہ ہزار مانگ رہا تھا اتنے میں آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ یہ تو خواب ہی تھا فوراً آنکھیں بند کر کے کہتا ہے اچھا چلو دس ہی دے دے لیکن

اب پچھتاوا کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت
یہ دنیا بھی ایک خواب ہی سمجھ لیجئے جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول پیچھے گزر چکا ہے اور
غافلوا! گر خواب میں یوں سوتے ہی رہو گے جب نیند سے جاگو گے تو پھر روتے ہی رہو گے
نافرمان کی دوزخ میں چیخ و پکار:

قرآن پاک میں ہے۔ وہم یصطر خون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل۔ کہ نافرمان
لوگ دوزخ کی آگ میں چیخیں گے اور چلائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے پالنے والے! ہمیں اس مصیبت سے نکال لے اب ہم
تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔ ارشاد ہوگا۔

اولم نعمر کم مایئذ کرفیہ من تذکرو جاء کم النذیر۔ کیا ہم نے تمہیں اتنی زندگی نہ دی تھی کہ جس میں اگر تم
نصیحت حاصل کرنا چاہتے تو آسانی سے کر سکتے تھے اور پھر تمہارے پاس ڈرانے والا (رسول) بھی آیا۔ فذوقوا فما للظالمین
من نصیر۔ اب چکھو عذاب! ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (فاطر: ۳۷)

لعنت کرے آسمان و زمین جو دل خدا دوست نہیں
جنت نہ پاوے وہ کہیں دوزخ تپا جاتے رہے
جس کو نہیں پیارا نبی بے شک ہے وہ دشمن دہشتی
دولت جو پیاری عمر تھی ضائع لٹا جاتے رہے

ایک مقام پر فرمایا کہ اہل دوزخ آہ وزاری کر رہے ہوں گے تو حکم الہی ہوگا۔ الم تکن ایسی تتلیٰ علیکم فکتتم بها
تکذوبون۔ کیا تمہارے سامنے میری آیات کی تلاوت نہ کی جاتی تھی اور تم جھٹلا دیتے تھے۔

وہ کہیں گے۔ ربنا غلبت علینا شقوتنا و کنا قوما ضالین ہاں مگر اے ہمارے رب ہم پر بدبختی غالب آگئی اور ہم
گمراہ ہو گئے۔ ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظلمون۔ اے رب ایک بار ہمیں دوزخ سے نکال لے اب اگر ایسا کیا
تو بے شک ہم ظالم اور قصور دار ہیں۔ قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون (ایک ہزار سال بعد جواب ملے گا اور یہ ان کی اللہ سے
آخری گفتگو ہوگی) یہیں پہ ذلیل ہوتے رہو اور خبردار اب مجھے سے کلام بھی نہ کرنا۔

کوئی نہ ساتھ ہوگا:

یہ رشتہ دار، احباب اور دنیا میں تیرے اوپر جان چھڑکنے والے جو تیرے پسینے پہ اپنا خون بہانے کی اور تیرے اشارہ
ابرو پہ مرٹنے کی باتیں کرتے ہیں سب تیرا ساتھ چھوڑ جائیں بلکہ جب ماں کی مامتا گھر سے ہی الوداع کہہ دے گی تو اور کون ہے جو
تیرے ساتھ قبر میں جائے گا۔ اور یہی محبت کرنے والے مرتے ساتھ ہی تیرے ہاتھ پہ انگوٹھی تک نہ رہنے دیں گے، کروڑوں روپے
خون پسینے کی کمائی کا بنگلہ جو تو نے خود بڑے شوق سے بنوایا اس میں مرنے کے بعد ایک رات بھی رہنے کی تجھے اجازت نہیں، تیری
چارپائی باہر گلی میں ہی رکھ دی جائے گی، جو جتنا زیادہ قریبی ہے وہ سب سے پہلے تیرے اوپر مٹی ڈالے گا۔

اگر کوئی کہے کہ شریعت اجازت نہیں دیتی ورنہ قبر میں ہم اپنے پیارے کے ساتھ چلے جائیں؟ تو گستاخی معاف! شریعت

جن آسان کاموں کی صرف اجازت نہیں بلکہ حکم دیتی ہے (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ و خیرات، گناہ چھوڑنا، نیکی کرنا) وہ تو آپ کرتے نہیں اتنا مشکل کام صرف اجازت پر ہی کر لیں گے۔

۔ ایں خیال است محال است و جنون

اور اگر تم بھی ساتھ اتر گئے تو اس بڑھے نے جو ساری عمر حلال حرام کما کر انبار لگایا ہوا ہے وہ کون کھائے گا۔
ہاں ہاں مر گیا ہے تو فوراً فناؤ کیونکہ قیمتی چیز جان نکل گئی ہے اب اس کو زیادہ دیر رکھنا بیکار ہے فضا متعفن ہوگی بیماری پھیلے گی جان نکل جائے تو فوراً نکالو ورنہ جسمانی بیماری پھیلے گی اور اگر اپنا ہی بھائی بیٹا ایمان خراب کر بیٹھا ہے بد عقیدہ ہو گیا ہے تو اس کو بھی گھر میں نہ رہنے دو ورنہ روحانی بیماریاں پھیل جائیں گی اور اگر گھر کے سارے افراد خدا نخواستہ مرزائی ہو گئے ہیں تو خود گھر سے نکل جاؤ اور اپنا ایمان بچاؤ اور کل قیامت کو رب کے دربار میں جاؤ تو رب فرمائے۔

۔ یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

دوزخ سے بچو اور بچاؤ:

فوا انفسکم و اہلیکم ناراً۔ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان اپنے آپ کو بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے اگر بچانا چاہیں تو بچا سکتے ہیں۔ اگر نہ بچا سکتے ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم تکلیف ما لا یطاق کے زمرے میں آئے گا اور لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا تو پھر یہ عقیدہ کتنا گندہ ہے کہ جس میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی نہیں بچا سکتا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہاں ہاں ضرور بچائیں گے جب مردہ اسی شش پنج میں ہوتا ہے کہ مجھے اکیلے چھوڑ کر سارے ہی چلے گئے ہیں تو پھر اے قبر والے تجھے اس وحشت سے بچانے کے لیے مدینے سے تیرے نبی کی سواری آئے گی اور وہ فرمائیں گے کہ اگر تجھے سب نے چھوڑ دیا ہے تو میں تو تجھے چھوڑنے والا نہیں ہوں ناں؟ پھر قبر والا جھوم کر اور اپنے نبی کے قدم چوم کر کہے گا۔

۔ یہ کہاں نصیب میرے کہ وہ آپ چل کے آتے کوئی جذبہ محبت میرے کام آ گیا ہے

عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے قوا انفسکم و اہلیکم ناراً۔ کہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ اور ہم دعا میں کہتے ہیں وقنا عذاب النار اے اللہ تو ہمیں دوزخ سے بچا۔ تو ہمارا اپنے آپ کو اور گھر والوں کو بچانا یہی ہے کہ ہم اللہ سے ہی التجاء کرتے رہیں اور اپنے لیے اور گھر والوں کے لیے دوزخ سے بچنے کی دعا کرتے رہیں معلوم ہوا کہ ہماری دعاؤں سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے تو یہ عقیدہ بھی غلط ہوا کہ کوئی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ہم ایک دوسرے کے لیے دعا کر کے ایصال ثواب کر کے فائدہ پہنچاتے ہیں تو ہمارے آقا ہمارے قبر کی اندھیری کوٹھری میں خود شریف لا کر قبر کو نور علی نور بھی فرماتے ہیں دیدار بھی کراتے ہیں، سوالات کے جواب بھی سکھاتے ہیں اور اس طرح ہمیں اللہ سے بخشواتے بھی ہیں، شفا لیتے فرماتے بھی ہیں، اپنے ساتھ جنت میں لے جاتے بھی ہیں اور فائدہ پہنچاتے بھی ہیں۔

۔ زہدا! نیک لگدا ڈر ذرا بن مینوں موت توں ہونی اے مر کے مینوں زیارت حضور دی

قبر میں دیدارِ نبی (علیہ السلام) اور اس کی دلیل:

غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کی پہلی رات معراج کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ ان کو شب معراج کے دولہا کی زیارت نصیب ہوتی ہے اور ساری زندگی جس مقصد کے لیے درود و سلام پڑھتے رہے آج ان کا مقصد پورا ہونے والا ہے، آج وہ یہ نہیں کہیں گے کہ

وچھوڑے دے میں صدے روز جھلاں یا رسول اللہ ﷺ

بلکہ حضور علیہ السلام کا دیدار کرتے جائیں گے اور کہتے جائیں گے۔

ملاقات حبیب ساڈی عید ہو گئی ساڈا حج اکبری تیری دید ہو گئی

حضرت غازی عبدالرشید علیہ الرحمۃ کو جب پھانسی دی جانے لگی تو انہوں نے پھانسی کے پھندے کو چوم کر کہا! مجھے یار سے ملانے والے تو اتنی دیر کہاں رہا؟ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو ہم کیا جانیں جو دن رات گناہوں میں مصروف رہتے ہیں، اس کی عظمت ان سے پوچھو! جو ساری زندگی کی راتیں جاگ جاگ کر اور زیارت کے لیے درود و سلام پڑھ پڑھ کر گزارتے رہے۔ اسی لیے ہم جیسے عکموں کو تو موت سے ڈر لگتا ہے مگر بلال حبشی موت کے وقت جھوم جھوم کر اشعار پڑھ رہے ہیں کہ آج مجھے حضور علیہ السلام کی بارگاہ کی حاضری نصیب ہو رہی ہے۔

آنکھ کہتی ہے کہ اک بار انہیں دیکھا ہے دل یہ کہتا ہے کہ برسوں کی شناسائی ہے

اور امام اہل سنت نے تو حد ہی کر دی کہ موت کے وقت وصیت فرما رہے ہیں کہ میری قبر قد آدم کے برابر کھودنا تاکہ میرے آقا جب میری قبر میں تشریف لائیں تو میں کھڑے ہو کر عرض کروں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

قبر میں سانپ بچھوں تو ہوں گے مگر کس کی قبر میں؟ اس کی وضاحت بھی کرنی چاہیے اور ساتھ یہ بھی بتانا چاہیے کہ جس کی قبر میں حضور کی جلوہ گری ہو گئی اور وہ حضور کا سچا غلام ہو تو وہاں سانپ بچھو کا کیا کام وہ قبر تو ”روضۃ من ریاض الجنۃ“۔ جنت کا باغ ہوگی۔ ہم حضور علیہ السلام کے پورے دین پر عمل کرتے ہیں خوف بھی دلاتے ہیں (گنہ گاروں کو) اور امید بھی دلاتے ہیں (نیکوکاروں کو) الا یمان بین الخوف والرجاء اور آپ نے فرمایا بشروا ولا تنفروا یسروا ولا تعسروا اور حضور علیہ السلام بھی مبشر ہیں اہل طاعت کے لیے اور نذیر ہیں نافرمانوں کے لیے اس لیے یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ

اوتھے کملی والا آوے گا تینوں کملی ھیٹھ چھپاوے گا

ہر دکھوں آن بچاوے گا پڑھ لا الہ الا اللہ

اور ایک دیوانے نے تو یہ بھی کہہ دیا۔

اندھیری قبر میں مجھ کو تیرا دیدار جب ہوگا تڑپ کر زندہ ہو جاؤں دوبار یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اگر قبر میں اندھیرے کی بات کرتے ہو تو اس اندھیرے کو سویرے میں بدلنے والے آقا کی قبر میں جلوہ گری کی بھی بات کیا کرو۔

اگر قبر میں حضور علیہ السلام کا دیدار نہ ہونا ہوتا تو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن حضور علیہ السلام سے یہ سوال کبھی نہ کرتیں کہ حضور ہم میں سے سب سے پہلے آپ سے کون ملے گی جس کے جواب میں آپ نے فرمایا! جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہوں گے (یعنی جو زیادہ سخاوت کرنے والی ہوگی) معلوم ہوا کہ امہات المؤمنین کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ السلام کی مرنے کے بعد زیارت ہوگی اور یہ کہ حضور علیہ السلام کو یہ بھی پتہ ہے کہ کس کی کتنی زندگی ہے اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ کس کو کب موت آئے گی۔

مگر بے خبر! بے خبر جانتے ہیں

اس طرح آپ نے اپنی لاڈلی بیٹی خاتون جنت کو جب اپنے وصال کی خبر سنائی تو وہ رونے لگیں اور پھر آپ نے جب یہ فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو میرے پاس آئے گی تو آپ خوش ہو گئیں آگے سے یہ نہ عرض کیا کہ آپ کو تو اپنا پتہ نہیں آپ میرے بارے میں کیسے بتا سکتے ہیں (نعوذ باللہ) کیونکہ اس وقت تک یہ منافقانہ عقیدہ ابھی ایجاد نہیں ہوا تھا۔ یہ گندہ عقیدہ میڈان نجد و دیوبند ہے اور امہات المؤمنین کا عقیدہ میڈان مدینہ تھا۔

رکھ تا نگ مدینے والے دی اس امت دے رکھوالے دی
نہ من کے منہ کالے دی حق لا الہ الا اللہ

(هذا من عندی فی هذا الوقت ای بداهۃ)

اسی لیے تو اہل اللہ موت کی دعا بھی کر لیتے ہیں اور بھولے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کچھ کر سکتا ہوتا تو اپنے آپ کو موت سے بچا لیتا ارے ناداں! جو نعمت انہوں نے دعاؤں سے لی ہے صرف اس لیے کہ دنیا کے قید خانے سے نکل کر حضور کا دیدار کریں گے بھلا اب اس سے بچنے کی دعا کرنے لگ جائیں۔

اس سادگی پہ کیوں نہ مر جاؤں اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

بھلا کون ہے جو قید خانے میں رہنا چاہتا ہے اور آزادی نہیں چاہتا دنیا سبحن المومن - دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ پہلوان کپڑوں سے باہر نکل کر کشتی لڑتا ہے اور اللہ کا پیارا بدن کا لباس اتار کر دنیا کو الوداع کہتا ہوا اللہ کے پیارے (محبوب علیہ السلام) کا دیدار کرتا ہے اور پھر فرشتوں سے کہتا ہے ارجع الی اہلی فاخبرہم (اے فرشتو! اگر اجازت ہو تو میں واپس اپنے گھر جا کر ان کو بتاؤں، کہ میں نے اپنے آقا کا دیدار کر لیا ہے۔ جو زیارت کی باتیں کرتا اور سنتا اور پڑھتا اور پھرتا اور وجد کرتا ہوا جھوم جھوم کر تمہیں بتاتا تھا اور تم میں کوئی مجھے دیوانہ کہتا کوئی کچھ کہتا تھا، من لو کہ میں نے حضور کا دیدار پا لیا ہے) فرشتے کہیں گے نم کنوۃ العروس (ابھی تو تھکے ہوئے آئے ہو آرام کرو اور دلہن کی طرح سو جاؤ یہ عالم غیب کا معاملہ غائب ہی رہنے دو، تیرے جذبات بہت مبارک ہیں اللہ قبول فرمائے) ادھر لو احقین سوگ منار ہے ہیں ادھر شادی کی بات ہو رہی ہے اور ادھر ہجر و فراق ادھر وصال یا رہے ادھر غمی ہے ادھر خوشی ہے۔

اپنا اپنا فرض ہے دونوں ادا کرتے رہیں

حضور علیہ السلام کامل جانا ہزاروں شادیوں اور خوشیوں سے کیا کم ہے؟ اسی لیے ولی اللہ کی قبر پہ پھول چڑھائے جاتے ہیں کیونکہ اس کو دلہن کہا گیا ہے اور دلہن کے کمرے کو پھولوں سے سجایا جاتا ہے اصل دلہن تو یہی خوش نصیب ہے جس کو شب اسریٰ کا دولہا مل گیا ہے۔ تو کوئی قیامت آجائے گی اگر اس کی قبر انور پہ پھول چڑھا دیے جائیں۔

کیا قبر میں حضور علیہ السلام کی فوٹو دکھائی جاتی ہے؟

دنیا میں جو جس سے محبت کرتا ہے کسی نہ کسی کی وجہ سے کوئی حسن و جمال کی وجہ سے کوئی فضل و کمال اور مال و منال کی وجہ سے، وجہ گئی تو محبت بھی گئی۔ مگر والدین کی اولاد سے محبت بے لوث ہوتی ہے کہ اولاد میں کوئی خوبی بھی نہ ہو تو والدین پھر بھی اولاد کو پیار کرتے ہیں بلکہ خوبیوں والی اولاد سے زیادہ، کہ یہ بے چارہ اپنی نالائقی کی وجہ سے ہماری محبت کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ اس سے تو والدین کے علاوہ کوئی بھی پیار کرنے والا نہیں، اس لیے سب کے حصے کا پیار پھر اس کے حصے میں ہی آ جاتا ہے جبکہ اولاد کے بارے میں تو کئی بار سن چکے ہیں بلکہ اخبارات میں پڑھ چکے ہیں کہ بیٹے نے باپ کو مار دیا، ماں کو مار دیا۔

پھر والدین میں سے والدہ کی محبت مثالی ہوتی ہے، بیٹا گالیاں بھی دیتا ہے تو ماں کی مامتا خوش ہوتی رہتی ہے، جبکہ بیوی کی محبت بھی عارضی ہوتی ہے اس لیے کبھی معاملہ طلاق تک بھی جا پہنچتا ہے۔ مگر نبی علیہ السلام کی محبت تمام محبتوں کی جان ہے بلکہ ایمان کی بھی جان ہے۔ اسی لیے یہ رشتہ قبر میں بھی نہیں ٹوٹتا اور ہمارے لُج پال آقا اپنی محبت کی سچائی دکھانے کے لیے قبر میں جلوہ گری فرماتے ہیں عین اس وقت کہ جب امتحان تیار ہو کسی خیر خواہ کا مدد کے لیے آ جانا کس قدر خوشیوں کو دو بالا کرتا ہے پھر حضور علیہ السلام نے قبر کے امتحان کا نہ صرف پیپر آؤٹ فرما دیا بلکہ سوالات بمع جوابات ہی بتا دیے اور پھر اپنے اللہ سے یہ بھی اجازت لے لی کہ اے اللہ میری امت کا پہلا امتحان چونکہ قبر میں ہوگا اور قبر میں اس کا آنا پھر اعزہ سے جدائی، فرشتوں کو پہلی بار دیکھنا یہ تمام باتیں کہیں اس کو میرے بتائے ہوئے جوابات بھلا نہ دیں لہذا تو مجھے اجازت دے دے کہ میں اپنے ہر امتی کی مدد کے لیے اس کی قبر میں پہنچ جاؤں، اللہ نے نہ صرف قبر میں جانے کی اجازت دی بلکہ آخری سوال (جس پر کامیابی کا دار و مدار ہے) ہی حضور علیہ السلام کی ذات کے بارے میں پیپر کے اندر شامل فرما دیا۔ امتی کے لیے آسانی ہوگئی کہ جب فرشتے سوال کریں ما کنت تقول فی هذا الرجل۔ تو امتی فوراً کہہ دے گا بھلا میری قبر میں میرے آقا کے سوا کون آ سکتا ہے۔ دوسرا امتحان حشر کا ہے وہاں بھی حضور انا لہا لہا کہہ کر امت کو اپنی طرف بلا رہے ہوں گے اور تیسرا امتحان پلصراطیہ ہوگا وہاں بھی رب سلّم رب سلّم کی دعائیں امت کو کامیابی سے ہمکنار کر دیں گی۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات ہر جا بنی ہوئی ہے

بعض لوگوں کو حضور علیہ السلام کا ہر کمال کھٹکتا ہے وہ یہاں بھی کہتے ہیں کہ قبر میں (جیسے ہم نہیں جاسکتے) حضور علیہ السلام کیسے آسکتے ہیں کیونکہ ان کی مجبوری یہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ نبی ہماری ہی طرح ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

لہذا وہ کہتے ہیں قبر میں حضور علیہ السلام کی تصویر دکھائی جاتی ہے، حالانکہ ساری عمر لوگوں کو مسئلہ بتاتے نہیں تھکتے کہ تصویر حرام ہے جاندار کی فوٹو منع ہے تو یہ منع کس نے کی ہے؟ ظاہر ہے قرآن میں تو اس کی ممانعت واضح طور پر نہیں تو حدیث میں ہی ہوگی تو کیا حدیث والے تصویر کو حرام فرما کر خود قبر میں تصویریں بھجوا رہے ہیں۔ (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) پھر سوال فوٹو کے بارے میں نہیں ہو رہا کہ یہ کس کی فوٹو ہے بلکہ نبی علیہ السلام کے بارے میں ہے اور جواب میں بھی یہی کہا جائے گا کہ یہ اللہ کے نبی و رسول ہیں۔ جبکہ تصویر کو نبی و رسول کہنا چاہے وہ (معاذ اللہ) کسی نبی کی ہی ہو کفر ہے۔ کیونکہ غیر نبی کو نبی کہنا کفر ہے اور تصویر اگر ہوگی تو نبی کا عین نہیں بلکہ غیر ہی ہوگی۔

ایک مثال:

مثلاً ہائی کورٹ نے کسی ملزم کی پھانسی کا حکم جاری کر دیا پھانسی ہو گئی چند دنوں کے بعد آپ ہائی کورٹ پہنچ جائیں کہ ملزم بالکل صحیح سلامت ہے اور تصویر دکھادیں تو ہائی کورٹ ایک اور حکم جاری کرے گا کہ ”اس کو پاگل خانے پہنچا دیا جائے“ کیونکہ فوٹو از ناٹ پرسنٹی۔ فوٹو ذات نہیں ہے۔ یا ملزم پکڑا نہ جا رہا ہو تو آپ اس کی تصویر لے کر تھانے پہنچ جائیں کہ مبارک ہو ملزم پکڑا گیا ہے۔ پھر اگر تصویر کو نبی مانا جائے تو تصویر نبی کی مثل ماننی پڑے گی تو کیا کاغذ کا ٹکڑا تمہارے نزدیک بھی نبی کی طرح ہو سکتا ہے؟ جب رسولوں میں میرے نبی جیسا کوئی نہیں تو کاغذ کیاشی ہے ساری دنیا حسن پہ ناز کرتی ہے اور ساری کائنات کے حسین حسن مصطفیٰ پہ ناز کرتے ہیں۔

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسول ہے یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے پھر لفظ رجل ہے جو تصویر پر نہیں بولا جاسکتا۔ ہذا ہے برائے محسوس مبصر فی الخارج۔ پہلے دونوں سوالوں سے تیسرے سوال کا انداز بھی مختلف ہے وہاں من ربك۔ مادینك جو غائب حاضر دونوں کے لیے بولے جاسکتے ہیں اور یہاں من بیک نہیں بلکہ ما كنت تقول فی هذا الرجل۔ ہذا سامنے (حاضر) اور رجل روح مع الجسد۔ اور كنت تقول ماضی استمراری، کیا کہا کرتا تھا، تقریروں میں، بیانوں میں، جلو توں میں، خلوتوں میں؟ اپنی طرح بشر کہتا تھا کہ نور؟ اور حاضر و ناظر مانتا تھا کہ دور۔

اگر جواب میں ہو محمد رسول اللہ سے کوئی لظ مغالطہ دے کہ ہو تو ضمیر غائب ہے تو جواب یہ ہے کہ قبر میں متکلم تو فرشتے ہوئے اور مخاطب میت ہے حضور نہ متکلم نہ مخاطب پھر جو نہ متکلم ہو نہ مخاطب ہو وہ پاس بھی بیٹھا ہو تو اس کے لیے ضمیر غائب ہی استعمال ہوتی ہے۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو۔ اللہ لا الہ الا ہو۔ قل هو اللہ احد کے زور سے اس کو منوالیا جائے پھر کسی بھی حدیث میں فی هذه الصورة کا لفظ نہیں اور الرجل پہ الف لام بھی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قبر بھی ہمارے آقا کے جلووں سے خالی نہیں ہے۔ جب قبر خالی نہیں تو کائنات حضور کے جلووں سے کیسے خالی ہوگی اور مومن کا دل حضور کے انوار سے کیسے خالی ہوگا۔ اس لیے علامہ اقبال نے فرمایا۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ماز نام مصطفیٰ است (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ضد کیوں؟

لوگ اتنی ضد اس لیے کرتے ہیں تاکہ حضور علیہ السلام کو حاضر ناظر نہ ماننا پڑے تصویر کو ہر قبر میں حاضر مان لیں تو عقیدہ بگڑتا نہیں اور نبی کو مان لیں تو عقیدہ رہتا نہیں۔

اگر کوئی کہے زمین سکڑ جاتی ہے اور میت مدینے شریف میں حضور علیہ السلام کو دیکھ لیتی ہے تو چلو! اگر مردہ قبر میں ہو کر مدینے والے کو دیکھ سکتا ہے تو مدینے والا مدینے میں رہ کر اپنے غلاموں کو کیوں نہیں دیکھ لیتا۔ ہر حال میں عظمت مصطفیٰ کو ماننا ہی پڑے گا۔ کیونکہ ہمارے آقا ہی کی ذات ایسی ذات ہے جو اس کائنات ہست و بود کے ایجاد کا باعث بھی ہیں اور اس کائنات کے قیام کا سبب بھی ہیں۔ ان کے بغیر نہ یہاں گزارا ہے نہ وہاں آپ کے بغیر کوئی آسرا اور سہارا ہے۔ اگر کوئی ہے تو بتاؤ آپ

کے سوا ہو کون ہے۔

باعثِ ایجادِ عالم کون ہے؟

وہ کہ جس کا نور ہے نورِ خدا کون وہ؟ یعنی محمد مصطفیٰ
خلق کو دے کر سبقِ اخلاق کا جس نے اک عالم کو زندہ کر دیا
باعثِ ایجادِ عالم ہے وہی!
افتخارِ نسلِ آدم کون ہے؟

کفر کا گھر جس نے ویراں کر دیا جس نے دنیا کو مسماں کر دیا
قوم کی مشکل کو آساں کر دیا آدمی کو جس نے انساں کر دیا
افتخارِ نسلِ آدم ہے وہی!
رہبرِ اقوامِ عالم کون ہے؟

وہ کہ ہر انسان کا غمخوار تھا جس کو صرف انسانیت سے پیار تھا
رنگ و نسل و خون سے بیزار تھا جو محبت کا علم بزدار تھا
رہبرِ اقوامِ عالم ہے وہی!

کیا کھڑکی کھل جاتی ہے:

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ پردے اٹھا دیے جاتے ہیں اور قبر میں میت کو حضور علیہ السلام کا دیدار کرا دیا جاتا ہے یعنی کھڑکی
کھل جاتی ہے۔ چلو اب تو کھڑکی کھل جاتی ہے اور قبر والا امتی روئے الی نبی کا دیدار کر لیتا ہے، خود حضور علیہ السلام کے ظاہری
حیات کے دور میں جن صحابہ کرام کا آپ نے خود جنازہ پڑھایا اور اپنے ہاتھوں سے دفن کر کے واپس گھریا مسجد نبوی میں تشریف لے
گئے ادھر صحابہ مسجد نبوی میں حضور کا دیدار کر رہے ہیں ادھر قبر والا صحابی حضور کا دیدار کر رہا ہے اور اس سے پوچھا جا رہا ہے ماسکنت
تقول فی ہذا الرجل۔ یہاں کوئی کھڑکی کھلو گے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے آقا نور خدا ہیں آپ سراپا نور ہیں مکمل بشر ہیں آپ کے
کمالات کو عقل کی کسوٹی پہ نہیں پرکھا جاسکتا، حضور علیہ السلام کے بارے میں تو کافروں کو بھی قبر میں سوال ہوگا۔ مگر انہوں نے جیسے
زندگی میں حضور علیہ السلام سے فائدہ نہ اٹھایا اسی طرح قبر میں بھی محروم ہی رہیں گے جیسے قرآن ہدایت تو سب کے لیے ہے مگر فائدہ
صرف متقین ہی اٹھاتے ہیں اس لیے فرمایا گیا ہدی للمتقین جب ہمارے آقا ہر قبر میں جلوہ گری فرما سکتے ہیں تو محفل میلاد میں
بھی آسکتے ہیں۔ بد بخت لوگ ہیں وہ جو یہ کمال کئی دوسری چیزوں میں تو مانیں مگر محبوبِ خدا میں نہ مانیں حالانکہ ہر شئی حضور علیہ
السلام کے صدقے وجود میں آتی۔ سورج چاند ایک ہو کر پوری زمین کو روشن کر رہا ہے۔ عزرائیل اکیلے ہو کر ہر جگہ جا رہے ہیں اور تو
اور شیطان کے لیے یہ بات ماننے میں آپ کو قباحیت نظر نہیں آتی۔ اگر وہ بہکانے کے لیے ہر قبر میں جاسکتا ہے تو ہمارے آقا اپنے
امتی کو اس کے حملے سے بچانے کے لیے کیوں نہیں تشریف لاسکتے۔ شیطان اگر بیماری ہے تو ہمارے نبی اس بیماری کا علاج ہیں اور جو

آپ کے غلام ہیں شیطان تو ان کے سائے سے بھاگتا ہے اسی لیے اس نے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہو کہا! کہ میں سب کو گمراہ کروں گا الا عبادك منهم المخلصین۔ جو تیرے مخلص ہیں ان کے سامنے میں بے بس ہوں۔ اگر تمہاری آنکھ کا نور ایک لمحے میں زمین سے آسمان تک جاسکتا ہے تو نور خدا محمد مصطفیٰ علیہ الوفاء التحیۃ والثناء بھی ایک لمحے میں جہاں چاہیں جا بھی سکتے ہیں اور اسی لمحے پھر واپس آ بھی سکتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ قبر میں سب کو نظر آتے ہیں اور محفل میلاد میں کسی کسی کو نظر آتے ہیں کیونکہ قبر میں بصارت سے دیکھا جاتا ہے اور محفل میلاد میں بصیرت سے دیکھا جاتا ہے، ہے وہ بھی امتحان ہے یہ بھی امتحان۔ قبر میں سب کو نظر آتے ہیں کہ دیکھوں پہچانتے ہیں کہ نہیں؟ اور محفل میلاد میں کسی کسی کو اس لیے نظر آتے ہیں کہ دیکھوں مانتے ہیں کہ نہیں اور جو یہاں مانے گا وہی وہاں پہنچانے گا۔ تو اے میرے پیارے مسلمان بھائیو! ذرا دیکھو تو ہمارے نبی ہم پہ کتنے مہربان ہیں کہ قبر میں بھی ہمیں نہ بھولے لیکن ہم ایسے بے عمل ہیں کہ دنیا میں ہی انہیں بھلا دیا اور ان کی تعلیمات سے انحراف کر بیٹھے چاہیے تو یہ کہ ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ بھی آپ کے لیے ہو اور ہمارے جسم کا ایک ایک ریزہ بھی آپ ہی کے لیے ہو۔ جن کے بارے میں سوال کے جواب پر اللہ نے اخروی نجات کو منحصر فرمایا ہے ان کے بغیر ہمارا نہ یہاں کام چل سکتا ہے نہ وہاں۔

ب۔ دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لو! جن کا محمد نام ہے آخرت پر ایمان:

قرآن مجید نے ایمان بالآخرۃ پہ بڑا زور دیا گیا ہے ابتداء ہی میں پرہیزگاروں کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا وبالاخرة ہم یوقنون۔ کہ وہ آخرت پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کافر موت کو ماننے کے باوجود حیات بعد الموت کا بڑی شدت کے ساتھ انکار کرتے تھے کبھی کہتے اذامتنا وکنا ترابا وعظاما ناللمبعوثون۔ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے پھر ہمیں اٹھایا جائے گا۔ کبھی کہتے متی هذا الوعدان کنتم صدقین۔ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (حیات بعد الموت کا) کب پورا ہوگا۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا ہم نے کتنے بڑے بڑے ظلم کیے ہوئے ہیں کہیں حساب دنیا پڑ گیا تو برباد ہو جائیں گے۔ آج بھی مسلمانوں میں اس عقیدے پر یقین کی کیفیت کمزور ہونے کی وجہ سے بد عملی زیادہ پائی جاتی ہے اگر یقین کامل ہو کہ مرنے کے بعد ایک ایک پائی کا حساب دنیا پڑے گا تو اس قدر گناہوں کی بھرمار نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام کو مردہ زندہ کرنے کے معجزات اسی لیے عطا فرمائے کہ اگر اللہ کا نبی مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارے تو اس میں جان آسکتی ہے تو اللہ جو ان کو یہ کمال دیئے والا ہے اور علی کلی شئی قدیق ہے اس لیے یہ کام کتنا آسان ہوگا۔

کسان پورا زور لگاتا ہے اور زمین کا سینہ پھاڑ کر اس میں دانہ بوتا ہے چند دنوں کے بعد وہی بے جان دانہ بڑی آسانی کے ساتھ پودے کی شکل میں زمین سے باہر آ جاتا ہے اور اس قدر ملائم اور نرم و نازک ہوتا ہے کہ معمولی بوجھ بھی نہیں اٹھا سکتا مگر جس زمین کو کسان نے لوہے کے اوزاروں سے پھاڑا تھا یہ پودہ بڑے آرام سے باہر نکل آیا اور گویا یہ اعلان کرتا ہوا نکلتا ہے کہ کسان نے مجھے اتنی مشکل سے زمین کے اندر دبایا مگر میرے اللہ نے مجھے بسہولت زمین سے باہر نکال دیا اسی طرح میرا رب مردوں کو بھی قبروں سے اٹھائے گا۔

غنیمت جانے مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

جیسے ہر کسی کی زندگی ایک طرح کی نہیں کوئی خوشحال ہے کوئی تنگ دست کوئی بیمار ہے کوئی تندرست اسی طرح کافر کی موت

ایسے ہے جیسے دنیا میں مجرم کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو جائیں تو وہ چھپتا پھرتا ہے کہ اگر پکڑا گیا تو سزا ضرور ملے گی کیونکہ ان بطش ربك لشديد۔ عام مومن کی موت وفات ہے فرمایا قل يتوفكم ملك الموت الذي وکل بكم جبکہ اللہ کے محبوب بندوں کی موت کو وصال اس لیے کہتے ہیں کہ ان کو بڑے پیار سے اللہ کی بارگاہ کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے یا ابتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة۔ گویا غافل کی موت صرف جدائی ہی جدائی ہے جبکہ مومن کی موت اپنے پیاروں سے ملاقات کے مقدس لمحات ہیں۔ ریل ایک ہی ہوتی ہے ایک ہی جگہ سے سوار ہوتے ہیں ایک ہی منزل پہ جانا ہے مگر قیدی کو پکڑ کے زنجیروں میں جکڑ کے لیجا یا جارہا ہے، مزدور کمائی کرنے کے بعد مزدوری لیکر اپنے بچوں کے پاس خوش خوش جارہا ہے اور اسی ریل میں دولہا بھی ہے جس کے ساتھ اسی کی وجہ سے سینکڑوں باراتی بھی جارہے ہیں۔ جو اس کی شان ہے وہ کسی کی نہیں ہے۔ تو ریل ایک ہے کسی کے لیے باعث تکلیف و زحمت ہے اور کسی کے لیے باعث سکون و رحمت ہے۔

عام مومن کی موت سے اوپر شہید ہے کہ جس کے بارے موت کا لفظ بولنے بلکہ سوچنے کی بھی اجازت نہیں اس سے اوپر اللہ کے نبی اور پھر سب نبیوں سے آگے امام انبیاء کا مقام ہے کیونکہ شہید کی بیوہ کو آگے نکاح کی اجازت ہے اس کی وراثت بٹ جاتی ہے جبکہ نبی کی بیوی نکاح نہیں کر سکتی، نبی کی وراثت نہیں بٹی، شہید سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے نبی کی نیند سے وضو نہ ٹوٹے اور شہید کو یہ رتبہ نبی کا کلمہ پڑھنے سے ہی تو ملا ہے۔ تو جب شہید نبی کا کلمہ پڑھ کر اپنی جان راہ خدا میں قربان کر دے تو اس کو مردہ کہنے کی اجازت نہیں تو جس نبی کا کلمہ پڑھ کے وہ شہید ہوا ہے اس نبی کو مردہ کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے شہید کی صرف جان اللہ کے لیے اور نبی کا سب کچھ ہی اللہ کے لیے ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔ شہید شہادت کے بعد جنت کا میوہ کھاتا ہے نبی نے وصال سے پہلے ہی اعلان فرمایا ہے ایت عند ربی يطعمنی و یسقینی۔ میں اپنے رب کے ہاں رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔ ثابت ہوا کہ موت موت میں فرق ہے۔ کافر کے جسم کو روح چھوڑ جاتی ہے اور مومن کے جسم سے صرف نکلتی ہے۔ بادشاہ ملک چھوڑ دے تو مطلب ہوگا بادشاہی ختم اور نکلتا تو سیر کے لیے بھی ہوتا ہے۔ جب چاہے واپس آجائے۔ اسی لیے عام لوگوں کے جسم گل سر جاتے ہیں اور سینکڑوں واقعات ہیں کہ سینکڑوں سال کے بعد بھی شہداء و اولیاء اور صلحاء کے جسم صحیح سلامت رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ جنت کے باغات میں ہوتے ہیں۔ کافر مرتا ہے تو قید خانے جاتا ہے اور مومن مرتا ہے تو قید سے نکل کر باغ میں جاتا ہے الدنیا سبھن المومن و جنة الکافر تو گویا مہندی پس کر رنگ نکالتی ہے اور مومن مر کر نکھرتا ہے، گولی سینے میں جاتی ہے روح مدینے میں جاتی ہے اسی لیے اُس کو یاد بھی کوئی نہیں کرتا اور اس کی قبر پہ میلا لگا رہتا ہے۔

۔ نام فقیر تنہاں دابا ہو قبر جہاں دی جیوے ہو

قبر کی زندگی:

حیات اور زندگی کا یہ معنی کہیں نہیں لکھا ہوا کہ روح جسم کے ساتھ رہے تو زندگی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ الحی القيوم ہے مگر نہ روح اس خاص معنی میں اس کے اندر ہے اور نہ جسم۔ ہماری روح تو سوتے وقت پھر بھی سیر کو چلی جاتی ہے مگر اللہ کی شان یہ ہے لا تاخذہ سنة ولا نوم۔ قبر کے اندر فرشتوں کا آنا اور سوالات و جوابات سے بڑھ کر زندگی کا ثبوت کیا چاہیے۔ اسی طرح عذاب و ثواب بھی زندگی پہ دلالت کر رہے ہیں۔ فرشتوں کی شکلیں دیکھتا ہے آوازیں سنتا ہے جواب دیتا ہے

لہذا سماعت و بصارت و نطق ہر شئی قائم ہے بلکہ پہلے سے زیادہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم میت کو دفن کر کے آتے ہو تو یسمع قرع نعالہم وہ تمہارے قدموں کی آہٹ کو (جس کو تم خود نہیں سن پاتے) مردہ سنتا ہے۔ اس لیے حیات کا معنی یہی فرمایا گیا الحیاء صفة مصححة للعلم والقدرة والارادة۔ مگر امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ اللہ اس بات پہ قادر ہے کہ بغیر روح کے حیات پیدا فرمادے معجزۃ یا کرامۃ حضور علیہ السلام کے بیسوں معجزات ایسے ہیں احد پہاڑ کا محبت کرنا، استن حنانہ کا رونا اور ابو جہل کی مٹھی میں کنکروں کا کلمہ پڑھنا۔ ثابت ہوا کہ زندگی تو کافر کو بھی ملتی ہے مگر عذاب سہنے کے لیے جبکہ مومن کی زندگی ثواب و جزا کے لیے ہوتی ہے اور پاکیزہ ہوتی ہے۔ کافر جو جوتے کھانے کے لیے قبر میں زندہ ہے اور ولی اللہ انعام پانے کے لیے۔ زندہ قیدی بھی ہوتا ہے اور بادشاہ بھی مگر دونوں کے زندہ ہونے میں فرق ہے۔ کافر جب فرشتوں کو جواب دیتا ہے تو اس کو گر زمارے جاتے ہیں اور مومن جب جواب دیتا ہے تو حکم ہوتا ہے فافرو شوہ من الجنة اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو و البسوہ من الجنة اس کو جنتی جوڑا پہنا دو و افتحو الی الجنة۔ اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دو۔ اسی لیے بزرگوں کا عرس کیا جاتا ہے لیکن جن کے بزرگوں کو توہین رسالت کے ارتکاب کی وجہ سے آگے جوتے پڑ رہے ہوں وہ بھلا عرس کیوں کریں، ان کی حالت تو اس طرح ہوگی جو ان کے نام لیواؤں نے خود بیان کی۔

ہر بد عمل بد شکل کر اسوار ہو ظالم اوپر
دوزخ لے جاویں خوار کر خواری اٹھا جاتے رہے

پاکیزہ زندگی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے من عمل صالحا من ذکر او انشی و هو مومن فلنحیہ حیوة طیبہ۔ جو نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان دار ہو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری رحلت بھی۔ ثابت ہوا کہ کچھ موتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو قابل رشک ہوتی ہیں۔ صحابہ کرام کی زندگی کا کسی نے یوں نقشہ کھینچا کہ ان کے دن گھوڑوں کی پیٹھ پہ اور راتیں مصلوں پہ گزرتی تھیں۔ حضرت عمر فاروق کے دور میں جب دن رات ملکوں کے ملک فتح ہو رہے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص جو فوج کے سپہ سالار تھے آپ نے کسریٰ ایران کی طرف اپنی بیوی اور رقعہ پہ یہ لکھا ان معی قوم یحبون الموت کما تحبون الحیاء میرے ساتھ ایسی لوگ ہیں کہ جو موت سے اس طرح پیار کرتے ہیں جیسے تم زندگی سے پیار کرتے ہو (مشکوۃ) کیونکہ ان کی موت اس طرح کی نہیں ہوتی جس طرح غافل لوگوں نے سمجھ رکھا ہے جس کو علامہ اقبال نے یوں بیان فرمایا۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
برتر از اندیشہ سو دو زیاں ہے زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی
ہے کبھی جاں، اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی
سزا آدم ہے ضمیر کن فکاں ہے زندگی
اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے

اسی لیے فرمایا کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر ذی روح نے موت کو چکھنا ہے نہ کہ کھانا ہے چکھنے اور کھانے میں فرق ہے عورت روزے کی حالت میں بچے کو کھانا چبا کر کھلائے تو چکھتی ہے اس لیے روزہ نہیں ٹوٹا اگر کھالے تو ٹوٹ جائے۔

کاویزا آجائے تو خوشی کی انتہا نہیں رہتی حالانکہ مدینے کے تو صرف درو دیوار ہی نظر آتے ہیں جبکہ قبر میں تو جلوہ یار ہے خود مدینے والی سرکار ہے۔ مدینے میں صرف مکان دکھائی دیتا ہے قبر میں خود گنبد خضریٰ کا مکیں آتا ہے موت سے وہ ڈرے جو نبی کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہو وہ کیوں ڈرے جس کو نبی سینے لگانے کے لیے تیار کھڑے ہوں۔ مومن کی موت قاصدے مٹانے والی ہے قرب بڑھانے والی ہے یار کو یار سے ملانے والی ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۶۸ پہ لکھتے ہیں کہ اکابر اولیاء کرام قبر میں جاتے ہیں تو یوں کہتے ہیں مرحبا بحبيب جاء على فافا۔ اس محبوب کا آنا مبارک ہو جو بڑی دیر سے آیا ہے۔ کیونکہ ان کی موت بڑے دوست (دنیا) سے فراق اور اچھے دوست کا ملاپ ہے۔

ترک عالم اختیار کوئے دوست

اہل عرب کہتے ہیں الموت جسری وصل الحبيب الى الحبيب موت ایک پل ہے جو یار کو یار سے ملا دیتا ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ کا آخری وقت آیا تو عزرائیل کو دیکھ کر جھومنے لگے اور فرمایا۔

پیشتر آ پیشتر آ جان من پے کہ داب حضرت سلطان من

اے میری جان جلدی آ اور جلدی آ مجھے میرے آقا کی بارگاہ میں لے جا کیا مژہ ہوگا اہل اللہ کی موت میں کہ لوگ دل کے درد سے پناہ مانگتے ہیں اور عشاق کہتے ہیں۔

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

ایک مرتبہ سرکار علیہ السلام نے عزرائیل علیہ السلام کو فرمایا جو میرا تابعدار ہو اس پر نرمی کیا کر! عرض کیا جو آپ کا تابعدار ہوگا میں اس کا رفیق ہوں گا۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے

حضرت عمر اور نکیرین:

شرح الصدور میں ہے ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر سے پوچھا! اے عمر جب تیری قبر میں نکیرین آئیں گے تو کیف بك تیرا کیا حال ہوگا۔ عرض کیا حضور! کیا اس وقت میں صاحب ایمان ہوں گا؟ فرمایا! ہاں عرض کیا فسا کفیکھما پھر میں ان سے نہٹ لوں گا۔ جب وہ مجھ سے سوال کریں گے من دبك۔ تو میں کہوں گا ربی اللہ فمن ربکما۔ میرا رب تو اللہ ہے تاؤ تمہارا رب کون ہے۔ اسی طرح دوسرے سوال پر پھر ایسا ہی کہوں گا (ہو سکتا ہے تیسرے کی نوبت ہی نہ آئے۔ خلاصہ) چنانچہ روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق کی وفات ہوئی تو حضرت علی المرتضیٰ (جو کہ کشف قبور کے بڑے ماہر تھے) حضرت عمر کی قبر پہ بیٹھ گئے کہ دیکھوں آج عمر فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہے چنانچہ فرشتوں نے آکر سوال شروع کر دیے تو آپ نے فرمایا تمہارے نبی کون ہیں انہوں نے کہا جو تیرے ہیں وہی ہمارے ہیں۔ فرمایا میرے نبی کا تو فرمان ہے من تکلم قبل السلام فلا تجیبوہ۔ جو سلام سے پہلے کلام شروع کر دے اس کو جواب نہ دو۔ لہذا واپس جاؤ اور آکر سلام کرو پھر سوال کرو۔ اور سنو! جتنی ڈراؤنی شکل بنا سکتے ہو میرے سامنے بنا کے آ جاؤ میرے نبی کے ہر غلام کے سامنے اچھی شکل میں جانا۔ حضرت علی نے جو قبر پہ بیٹھے ہوئے تھے یہ

سن کر حضرت عمر کو عادی اور کہا! اے عمر! اللہ تجھے جزا دے تو دنیا میں بھی حضور کی امت کی بہتری کے لیے کام کرتا رہے اور قبر میں جا کر بھی حضور کے غلاموں کی خیر خواہی کر رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عزرائیل علیہ السلام جان لینے آئے آپ نے چار انگل کا تھپڑ مارا اور عزرائیل کی آنکھ نکال دی، اگر پورے ہاتھ کا تھپڑ مارتے تو کیا حال ہوتا۔ معلوم ہوا کہ نبوت کی طاقت کا کوئی اندزہ نہیں۔ ہم تو جن کا نام سن لیں تو بخار چڑھ جائے اور عزرائیل تو وہ ہیں جو جنوں کی بھی جان نکالتے ہیں، تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طاقت یہ ہے تو امام الانبیاء کی طاقت کیا ہوگی۔ (کیونکہ فضیلت میں فرق تو ہے فضلنا بعضهم علی بعض۔ موسیٰ علیہ السلام کلام کرنے پر خود جارہے ہیں اور ہمارے آقا کو ہزار عزتوں کے ساتھ عرش پہ بلایا جارہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کو ملنے جاتے ہیں اور ہمارے آقا خدا کو ملنے جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہ جائیں تو ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر جاتے ہیں امت پھر بھی شرک میں مبتلا ہو جاتی ہے بات خدا کم العجل۔ اور حضور فرماتے ہیں اللہ خلیفتی علی امتی۔ میرے بعد میری امت کا محافظ (میرا خلیفہ) میرا اللہ ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا اب مجھے تم سے شرک کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ (بخاری)

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو بیٹوں کے حوالے کیا تو یوسف کو گم کر بیٹھے اور نبیائین کی باری فرمایا فاللہ خیر حافظا و هو ارحم الراحمین۔ تو یوسف علیہ السلام بھی مل گئے)

اہل محبت فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ اس لیے مارا کہ آپ نے بتایا کہ میرے بعد نبیوں کے سردار آنے والے ہیں کہیں ان کے پاس بھی اسی طرح بلا تکلف نہ چلے جانا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے پاس آئے تو تین دن اجازت ہی مانگتے رہے۔ بلکہ جبریل و عزرائیل دونوں حضور کے گھر اجازت لیکر آئے (شرح الصدور ص ۶۷)

بے اجازت جن کے گھر میں عزرائیل آتے نہیں قدر والے جانتے ہیں عزو شان اہل بیت

عزرائیل علیہ السلام کی ڈیوٹی ہے کہ لوگوں کو موت دے یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم۔ اور اس نے آج تک کسی سے اجازت نہیں لی لیکن بارگاہ نبوت سے اجازت مانگ رہے ہیں۔

یہ فیض اللہ تعالیٰ نے اولیاء امت کو بھی عطا فرمایا۔ اسی حدیث میں ہے کہ عزرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر آپ نہیں مرنا چاہتے تو بیل کی کمر پہ ہاتھ رکھیں جتنے بال ہاتھ کے نیچے آگئے اتنے سال آپ کی زندگی بڑھ جائے گی۔ سبحان اللہ عزرائیل ہو کر زندگی کی بات کر رہا ہے کیونکہ یہ بارگاہ نبوت ہے جہاں سے پتھروں کو بھی حیات ملتی ہے۔ بی بی مریم کا ہاتھ لگے تو کجھور کا خشک تناہرا بھرا ہو جائے دلی کی نگاہ اٹھے تو مردہ دل زندہ ہو جائے۔

بخاری شریف میں من عادی لی ولما فقد اذنتہ بالحرب والی حدیث قدسی کا اگلا حصہ اس طرح ہے ما تردت عن شئی انا فاعله ترددی فی نفس المؤمن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ۔ مجھے کبھی کسی کام کے کرنے میں تردد نہیں ہوا مگر مومن کی جان کے بارے میں (جبکہ وہ مرنا نہ چاہے اور میں اس کی جدائی نہ چاہوں)

یہاں تردد کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ فرشتے بھیجتا ہوں پھر اگر وہ مرنا نہ چاہے تو فرشتوں کو واپس بلا لیتا ہوں اگر کوئی کہے کہ

اس معنی کے لحاظ سے تو تقدیر کا ملنا ثابت ہوگا؟ تو کوئی حرج نہیں جس نے تقدیر لکھی وہ بدل بھی سکتا ہے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے ولیوں سے تین سو نو سال تک تقدیر ٹلی رہے تو حرج نہیں تو حضور کی امت کے ولی کے لیے یہ اہتمام کیوں نہیں ہو سکتا۔ وہ بھی خدا کے لیے نکلے تھے اور اپنے شہر کے قریب ہی غار میں تھے یہ تو کوئی افغانستان سے لاہور آیا کوئی عرب سے اجمیر آیا۔

دوسرا معنی شک ہے لیکن اللہ تو شک سے پاک ہے عزت و شرافت کے لیے ولی اللہ کے شک کو اپنی طرف منسوب کر لیا ہے جیسے اللہ گھر سے پاک ہے مگر خانہ کعبہ کو عزت دینے کے لیے بیت اللہ قرار دے دیا۔ کیونکہ اسی حدیث میں ہے کہ میں اس بندہ مومن کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ چھوٹا، چلتا، دیکھتا ہے اور اسی حدیث میں بیان کیا جاتا ہے کہ تین اعضاء کا تو نام آگیا ورنہ تمام اعضاء ہی مراد ہیں کہ میں اس کا دل بھی بن جاتا ہوں پھر جو میرا ارادہ ہوتا ہے وہ اس کا بھی ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ کا دیدار خدا کی ملاقات کا شوق اور جنت کی نعمتوں کا تذکرہ جب اللہ کے فرشتے بندہ مومن کے سامنے کرتے ہیں تو وہ مرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کی باتوں پر اللہ کی ملاقاتوں کو ترجیح دے دیتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ:

آپ کا وصال ہوا تو قبر میں نکیرین نے سوال کیا من ربک۔ فرمایا میں تو ساری عمر کہتا رہا اللہ میرا رب ہے آج اس سے پوچھو کہ وہ مجھے اپنا بندہ مانتا بھی ہے کہ نہیں۔

لو کی آکھن میرا میں پیا آکھاں تیرا لکھ آکھاں میں تیرا تیرا کدی تو وہ کہہ چھڈ میرا نکتہ قرآنی:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بندہ خاص خضر علیہ السلام کی نشانی یہ بتائی کہ وہ وہاں ملے گا جہاں بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہو جائے گی۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام مردے کو زندہ کیا جانادیکھنے نہیں گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ خضر علیہ السلام جہاں قدم رکھتے ہیں سبزہ اُگ آتا ہے (حضور علیہ السلام کے بارے میں بھی ایسے ہی ہے اذواق بقدمہ علی الوادی یخضر لوقتہ) ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ اتینہ رحمۃ من عندنا و علمناہ من لدنا علما۔ ہم نے اس (حضرت خضر علیہ السلام) کو اپنی رحمت اور علم دیا۔ حالانکہ سب کو علم اور رحمت اللہ ہی عطا فرماتا ہے۔ مگر یہ کوئی خصوصی رحمت اور علم ہی تھا جس کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔ اپنے علم سے کئی سال بعد رونما ہونے والے حالات بتا رہے ہیں کہ اس بچے نے بڑے ہو کر خود بھی گمراہ ہونا تھا اور خطرہ تھا کہ والدین کو بھی گمراہ کر دے اور دیوار کے نیچے خزانے کا ہونا (لوگ دیوار کے پیچھے امام الانبیاء کا علم نہیں مانتے اور خضر علیہ السلام دیوار کے نیچے کی بات بتا رہے ہیں) بچے نے تو ابھی بڑے ہونا تھا پھر گمراہ کرتا تو دیکھا جاتا اس کو پہلے ہے مار دنیا اللہ تعالیٰ نے اسی کو اپنی تقدیر بنا دیا۔

پھر دیکھئے کشتی کو توڑنا بظاہر عیب ہی عیب تھا تو حضرت خضر نے نسبت اپنی طرف کی اللہ کا نام اپنے ساتھ شامل نہ کیا فاردت ان اعیبھا۔ بچہ مارنا ظاہر اگرچہ عیب تھا مگر نتیجہ کے لحاظ سے خیر و کمال تھا کہ اس کے بدلے اس بچے کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی دی جس سے کئی نبی پیدا ہوئے۔ تو خضر علیہ السلام نے اپنے ساتھ اللہ کا ذکر بھی کر دیا تا کہ ظاہر اعیب کے پہلو کی نسبت میری طرف ہو جائے اور مایول کے اعتبار سے خیر ہونے کی نسبت اللہ کی طرف ہو جائے۔ فحشینا ان یرہقہما۔

نسبت میری طرف ہو جائے اور مایوئل کے اعتبار سے خیر ہونے کی نسبت اللہ کی طرف ہو جائے۔ فخشینا ان یرہقہما۔
اور دیوار سیدھی کرنا چونکہ خیر ہی خیر تھی وہاں اپنا نام ہی نہ لیا فارادربك ان یبلغا اشد ہما۔

الغرض اللہ تعالیٰ جب اپنا خصوصی علم اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے تو ان پر اللہ اپنے راز کھولتا ہے۔ یہی وہ خوش نصیب ہیں کہ جن کے لیے زندگی ایک دیوار ہوتی ہے یہ دیوار گرتی ہے تو آگے لقاے یار ہوتی ہے۔ زندگی میں اگر چہ بندہ خدا اکیلا رہتا ہے مگر مرنے کے بعد اس کی قبر پہ لگا میلارہتا ہے کبھی سالانہ کبھی روزانہ۔ زندگی دیوار تک لے گئی اور موت یار تک لے گئی۔ جسم تو مر گیا مگر روح کو بقال گئی۔ پہلے روح جسم کے پنجرے میں بند تھی اب آزاد ہو گئی۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ولی زندہ ہو تو سمجھو تلوار میان میں ہے اور فوت ہو جائے تو تلوار نیام سے باہر آ جاتی ہے۔

دنیا کا سٹیج:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کا سٹیج سجایا کچھ عرصہ کے لیے ہمیں بھیجا کہ لوگوں کو میری معرفت کا پیغام پہنچا کر پھر واپس میرے ہی پاس آ جاؤ۔ لوگ آتے جاتے رہیں گے۔

ہم آج ہیں کل یہاں نہ ہوں گے مگر یہ محفل بھی رہے گی

بھیجنے والا دیکھ رہا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے لیلو کم ایکم احسن عملا۔ جو اچھے کام کر جاتا ہے دنیا اس کو یاد رکھتی ہے۔ یہاں کسی نے ہمیشہ تورہنا نہیں۔

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے محفل کا ہے رنگ وہی

ساقی کی نوازش جاری ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں

شیخ ابوالحسن خرمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ موت سے نہیں ڈرتا کیونکہ مردے موت سے نہیں ڈرا کرتے۔ فرمایا اللہ کی ہر وعید میرے غم کے نیچے ہے اور اس کا ہر وعدہ میری امیدوں کے مقابل کچھ نہیں فرمایا دنیا کی ہزار تمنا کو قربان کرنے سے آخرت کی ایک تمنا پوری ہوگی۔ اور دنیا میں ہزار تلخ گھونٹ پینے سے آخرت کا ایک میٹھا گھونٹ نصیب ہوگا (تذکرۃ الاولیاء)

جن نکلی تے مردہ ہو یوں ہر کوئی تیتھوں ڈردا اک پل تینوں رہن نہ دیندے مان کریں جس گھر دا
عزرائیل علیہ السلام کا رب سے شکوہ:

ان ملک الموت کان یقبض الارواح بغير وجع فسه الناس ولعنوه

فشکا الی ربہ فوضع اللہ الا و جاع ونسی ملک الموت یقال مات فلان

بوجع کذا و کذا۔ (شرح الصدور ص ۶۵)

پہلے ملک الموت بغیر کسی بیماری اور تکلیف کے لوگوں کی جان نکال لیتا تھا لوگوں نے ملک الموت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اس نے اللہ کے آگے شکایت کی تو اللہ نے بیماریاں اور تکالیف اتاریں اب لوگ عزرائیل کا نام نہیں لیتے یہ کہتے ہیں کہ فلاں بخار سے مر گیا فلاں ہارٹ ایک سے مر گیا اور فلاں فلاں بیماری سے۔

عزرائیل ہر بندے سے روزانہ صبح و شام مصافحہ کرتا ہے۔ ایضاً ص ۵۹ قال حکیم الترمذی سوال القبر خاص

شہدائے اُحد کی زیارت:

كان النبي صلى الله عليه وسلم يزور الشهداء باحد في كل حول و اذا بلغ
الشعب رفع صوته فيقول سلام عليكم بما صبرتم كل حول يفعل مثل
ذلك ثم ابوبكر ثم عمر ثم عثمان و كانت فاطمة بنت رسول الله صلى الله
عليه وسلم تاتيهم و تدعو۔

حضور علیہ السلام ہر سال شہدائے اُحد کی قبروں پہ تشریف لے جاتے اور جب گھاٹی پہ پہنچتے تو بلند آواز سے کہتے، تم پر سلام
ہو اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ساری زندگی ایسا کرتے رہے آپ کے بعد خلفائے ثلاثہ بھی ایسا کرتے
رہے اور آپ کی بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی وہاں جاتیں اور شہداء اُحد کے لیے دعا کرتیں حضرت فاطمہ خراعیہ فرماتی ہیں کہ
ایک بار مجھے دیر ہو گئی اور شہدائے اُحد کے مزارات پہ ہی سورج غروب ہو گیا، میری بہن میرے ساتھ تھیں میں نے کہا آؤ حضرت حمزہ
(عم المصطفیٰ) رضی اللہ عنہ سید الشہداء کو سلام کر کے آئیں چنانچہ ہم حاضر ہوئیں فقلنا السلام عليك يا عم رسول الله صلى الله
عليه وسلم۔ اے اللہ کے رسول کے چچا آپ پہ سلام ہو فسمعنا كلاما رد علينا وعليكم السلام وما قرينا احد من
الناس (شرح الصدور ص ۲۸۱) فرماتی ہیں ہمیں جواب ملا تم پر بھی اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو، حالانکہ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔

-----* * *-----

نعت شریف نمبر (۹۹)

- (۱) ہمارے دردِ جگر کی کوئی دوا نہ کرے
(۲) رُخِ نبی سے ہے پر لافِ بندگی گل کو
(۳) اشارہ کر دیں اگر وہ کمانِ ابرو کا
(۴) قد نبی کے سوا کچھ ہمیں نہیں بھاتا
(۵) ہمارے دیکھے ہوئے ہیں مدینے کے ذرے
- کمی ہو عشقِ نبی میں کبھی خدا نہ کرے
خدا کسی کو بس اتنا بھی ناسزا نہ کرے
ہمارا تیر دعا پھر کبھی خطا نہ کرے
ہمارے آگے کوئی ذکرِ سرو کا نہ کرے
سنا دو مہر کو اب دعویٰ ضیاء نہ کرے

حل لغات:

* دردِ جگر - کلیجے کا درد (دردِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) * رُخ - چہرہ * لاف - لافیدن سے ہے، بیہودہ بات کرنا، دعویٰ * گل - پھول * ناسزا - نالائق، گستاخ نامناسب، ناروا * کمانِ ابرو - بھوؤں کی شکل (کمان جیسی) * خطا - غلطی، نشانے پہ نہ لگنا * بھاتا - اچھا لگتا * سرو - صنوبر کا درخت (بالکل سیدھا) * ذرے - گرد و غبار، سب سے چھوٹا خاک کا ریزہ * مہر - سورج * ضیاء - روشنی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے دل و جگر بلکہ جسم کے ایک ایک روع میں جو اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام کے عشق کا درد سما یا ہوا ہے اس کو دل کی بیماری سمجھ کر کوئی نام نہاد طبیب (متطبیب) اس کا علاج کرنا نہ شروع کر دے اور کوئی اس درد کی کمی کی بھی دعا نہ کرے بلکہ یہ دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس دردِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دن دو گنی رات چو گنی ترقی فرمائے۔

ان کا درد کہاں تک پہنچا قلب، جگر اور جاں تک پہنچا

ساری دنیا کعبے پہنچی، میں کعبے کی جاں تک پہنچا

(۲) ہمارے آقا علیہ السلام کے رُخِ وانحی کے سامنے اگر پھول کو غلامی و بندگی کا دعویٰ ہے تو یہ بھی اس کی گستاخی و بے ادبی ہو سکتی ہے۔ ایسی جرأت کرنے کی خدا کسی کو توفیق نہ دے کہ اتنی بڑی بات کر جائے کہاں پھول اور کہاں چہرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

توبہ ایذا حسن نبی دا جہدی جہال نہ جہلی جاوے

(۳) حضور کے اشارہ ابرو کے ساتھ ہی اللہ کی رحمت کا رُخ پھرتا جاتا ہے اگر ہماری دعاؤں کی قبولیت کے لیے بارگاہِ الہی

میں عرض کر دیں تو ہم مستجاب الدعوات ہو جائیں اور ہماری کوئی بھی دعا رد نہ ہو۔ کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہنچ ہی اتنی ہے کہ
 ۱۔ ویدار خدا ملا خدائی پائی جو بات کسی نے بھی نہ پائی ، پائی
 پہنچے ہوئے پہنچے نہ جہاں تک مولا تھا کہ وہاں تم نے رسائی ، پائی
 (خلیل الدین حسن حافظ پبلی بھیتی)

(۴) ہمارے سامنے کوئی کسی سروء و رو کا ذکر نہ کرے، ہمیں بالکل اچھا نہیں لگتا کیونکہ ہمارے دل و جان میں محبوب خدا کا قد انور ایسا رچ بس گیا ہے کہ

۱۔ اب میری نگاہوں میں چتا نہیں کوئی جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی
 (۵) اور ہاں سورج کو بھی صاف صاف کہہ دو کہ آج کے بعد روشنی کا دعویٰ کرنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اب ہم مدینہ پاک کے ذروں کی روشنی دیکھ آئے ہیں اور اتنے پاگل نہیں کہ فیصلہ نہ کر سکیں کہ روشنی میں سورج کا دعویٰ صحیح ہے یا مدینہ کے ذروں کا۔
 محبوب کے قدموں سے چھونے والے ذرات کے ادب کا یہی حق تھا جو اعلیٰ حضرت نے ادا کر دیا فجزاہ اللہ خیر الجزاء الیٰ یوم الجزاء۔ محبوب کی طرف منسوب ہر چیز ہی محبوب ہو تو یہ عشق کا تقاضا ہے۔

۱۔ نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا مژہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا
 (۶) یہ زخم دل روش گل ہنسائیں گے اک روز
 (۷) نہیں میں روتا ہوں کچھ یاد باغ و گلشن میں
 (۸) کھلے گا غنچہء دل گل کی باد دامن سے
 (۹) یہ دل کو بھایا گل زخم عشق کا لکھا
 (۱۰) رضائے نامہ سیہ کا کہاں ٹھکانا ہے
 خدا کے واسطے ان کو کوئی سیا نہ کرے
 ہمارے رونے پہ اے گل کوئی ہنسا نہ کرے
 ہزار بار عرق ریزیاں صبا نہ کرے
 ہزار پھولے چمن قصد انتہا نہ کرے
 شفاعت اس کی جو محشر میں مصطفیٰ نہ کرے

حل لغات:

* گل۔ (حضور علیہ السلام کی ذات مراد ہے) * سیا۔ سینا سے ہے * گلشن۔ باغ * گل۔ پھول * غنچہ۔ کلی (پھول بننے سے پہلے کی شکل) * باد۔ ہوا * عرق ریزیاں۔ چھڑکاؤ * صبا۔ باد صبا (پروا ہوا) * بھایا۔ اچھا لگا * قصد۔ ارادہ * نامہ۔ اعمال نامہ * سیہ۔ گناہوں سے سیاہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) ایک دن ضرور آئے گا کہ ہمارے گل (محبوب خدا) کے کرم سے ہمارے دل کے زخم مہکنے لگیں گے اور وہ اپنا دیدار کرا کے ہمیں خوش فرمادیں گے۔ اس وقت تک خدا کے لیے کوئی ہمارے زخم سینے کی کوشش نہ کرے۔

۱۔ جبکہ یار دے نام دی ملے سولی چوٹا لے لیے پشاں ھٹے ناں
 (۷) اے پھول! خبردار ہم روتے ہیں تو یہ نہ سمجھنا کہ کسی باغ کی یاد میں روتے ہیں۔ ہمیں دنیا کے کسی باغ کی ضرورت نہیں ہم جس

کے لیے روتے ہیں اس کے لیے ہی روتے ہیں اپنے کام سے کام رکھو اور آئندہ ہمارے آنسو بہانے پہ کوئی بھی ہنسنے کی کوشش نہ کرے۔
صحابہ کرام اور صحابیات حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتے تھے اور ہجر و فراق محبوب میں عربی اشعار پڑھتے تھے۔ (دیکھئے شفا شریف)۔

جہاں دلاں وچہ عشق سہا رونا کم اوٹھائیں اٹھدے روون بہندے روون، روون چلدیاں راہیں
(۸) ہمارے دل کی کلی تو اپنے پھول (پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کے دامن کی باد صبا سے کھل جائے گی لہذا اے پرواہو! تو اتنا تکلف نہ کر کہ ہزار ہزار بار چھڑکاؤ کرتی ہے تاکہ ہم تیرے احسان کا بوجھ اپنے سر لیں (ہم دل کا غنچہ تجھ سے نہیں دامن محبوب کی ہوا سے کھلائیں گے)

پروا بنے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس
(۹) ہمارے دل کو وہی ایک پھول (گلشن وحدت کا مہکتا ہوا پھول حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا راج دلا را اور اللہ کا پیارا) پسند آیا ہوا ہے اور اسی کے درد عشق کا زخم دل پہ لگایا ہوا ہے۔ اے باغ تو ہزار بار پھولتا رہ مگر اتنا بھی نہ پھول کیونکہ ہم تیرے ساتھ عشق کرنے والے نہیں ہم تو محبوب خدا کو چاہنے والے ہیں۔

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں
(۱۰) اے احمد رضا! اگر تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میدان محشر میں شفاعت کی حامی نہ بھری تو جن گناہ گاروں کے اعمال نامے گناہوں کی میل سے سیاہ ہو چکے ہیں ان کو کہاں ٹھکانہ مل سکتا ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے نامہ ہائے سیاہ کو تیرے عفو بندہ نواز میں

-----*-----

نعت شریف نمبر (۱۰۰)

- (۱) تعظیم سے منکر ہیں دمبار نہیں چھپتے دل جان سے حاضر ہیں دمساز نہیں چھپتے
(۲) افعیٰ سے کٹاتے ہیں جاں اپنی گماتے ہیں جاناں کو سلاتے ہیں جانبار نہیں چھپتے
(۳) نزدیک بلا تے ہیں دیدار دکھاتے ہیں مولا میرے آقا کے اعزاز نہیں چھپتے
(۴) مردوں کو جلانے کی روتوں کو ہنسائے گی ان میٹھی نگاہوں کے انداز نہیں چھپتے

حل لغات:

* تعظیم - عزت کرنا * دمبار - دھوکہ باز * دمساز - دوست * افعیٰ - کالاناگ * گمنا - گم کرنا * جاناں - محبوب * جانبار - جان پر کھیل جانے والا * اعزاز - انعامات، رتبے * جلانا - زندہ کرنا * انداز - طریقے، ایکشن۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) اللہ کے محبوبوں کی تعظیم و عزت کا منکر ہو یا دل و جان سے ان پر جان چھڑکنے والا ان کا راز دار ہو دونوں قسم کے لوگوں کو اللہ نے واضح کر دیا ہے اب قیامت تک نہ چھپ سکیں گے۔ ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس حالت میں نہیں چھوڑے گا جس پہ تم ہو یہاں تک کہ پہچان کرادے (جدا کر دے) پلپد کو پاک سے۔ ایسے جدا جدا اور واضح ہوئے کہ ہزاروں کوششوں اور لبادوں کے باوجود قیامت تک نہ چھپ سکیں گے۔ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عشق و محبت رسول علیہ السلام کا اعلان ڈنگے کی چوٹ پہ کرتے رہیں گے اور دشمنان رسول گستاخیوں سے باز نہیں آئیں گے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

- (۲) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے محبوب علیہ السلام کے یار غار، دمساز (راز دار) ہوئے ہیں کہ جنہوں نے حضور علیہ السلام کی نیند کی خاطر اپنے پاؤں پہ کالا سانپ لڑا اور محبوب کے آرام کی خاطر اپنی جان لڑا دی۔

مگر صدیق نے پاؤں کو جنبش تک نہ ہونے دی کہیں آنکھیں نہ کھل جائیں مرنے پیارے پیہر کی

- (۳) حضرت بلال جیسے عاشقوں کو میرے آقا خواب میں ملک شام سے بلا کر اپنا دیدار کراتے ہیں۔ اسی طرح امام بوسری کو بھی خود شریف لا کر چادر مبارک عطا فرماتے ہیں اور بیماری بھی دور فرماتے ہیں، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کو بیداری میں بہتر بار زیارت سے نوازتے ہیں (چاہنے والوں کو قریب بلانا اور پھر ان کو اپنے دیدار سے نوازنا یہ ہمارے آقا علیہ السلام کے

اعزازات ہیں جو اندھوں سے بھی نہیں چھپ سکتے ہاں اگر دل کے اندھے نہ مانیں تو ان کی قسمت۔
 کہتے ہیں ایک دفعہ ابوہب نے ابو جہل سے کہا تو روزانہ کسی نہ کسی معجزے کا مطالبہ کر دیتا ہے کبھی چاند توڑنے کا کبھی کنکروں کو کلمہ پڑھانے کا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) معجزہ دکھا دیتے ہیں لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں اور تو نہ ایمان لاتا ہے نہ معجزہ طلب کرنے سے باز آتا ہے تو ابو جہل نے کہا! وہ جو چاہیں کر کے دکھاتے رہیں جب میں نے ماننا ہی نہیں تو بات ختم۔ ابو جہل طبیعت کے لوگوں کو حضور علیہ السلام کی شانیں سورج کی طرح نظر آتی ہیں مگر وہ نہ مانیں گے۔ اور جو ظاہر آتھوڑا بہت مانیں گے وہ بھی اس طرح کہ
 تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

(۴) میدان قیامت میں میزے آقا کی نگاہ کرم جس طرف اٹھ جائے گی مردوں کو زندہ کرتی جائے گی اور روتے ہوئے گناہ گاروں کو ہنساتی جائے گی۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
 بھلا حضور علیہ السلام کی میٹھی اور پیاری نظروں کے انداز کیسے چھپ سکتے ہیں۔ ان کی نظر کرم تو ہے ہی ہماری بگڑی بنانے کے لیے۔ (اس نعت کا مقطع نہیں ہے)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۱۰۱)

- (۱) مژدہ رحمت حق ہم کو سنانے والے
(۲) جتنے اللہ نے بھیجے ہیں نبی دنیا میں
(۳) مجھ سے ناشاد کو پہنچا دے در احمد تک
(۴) دل ویرانہ عاشق کو بھی کیجئے آباد
(۵) کوئی پہنچا نہ نبی رتبہ عالی کو تیرے
(۶) بعد مُردن مجھے دکھلائیں گے جلوہ اپنا
(۷) قبر میں آپ کو دیکھا تو رضائے یہ کہا
(۸) مہربا آتش دوزخ سے بچانے والے
تیری آمد کی خبر سب ہیں سنانے والے
میرے خالق مرے پھڑوں کے ملانے والے
میرے محبوب مدینے کے بسانے والے
مہربا خلد کی زنجیر ہلانے والے
قبر تیرہ میں مرے شمع جلانے والے
دیکھئے آئے وہ مُردوں کو جلانے والے

حل لغات:

* مژدہ۔ خوش خبری * مہربا۔ خوش آمدید * آتش۔ آگ * آمد۔ تشریف آوری * ناشاد۔ پریشان * در۔ دروازہ * خالق۔ پیدا کرنے والا * ویرانہ۔ بے آباد، خراب * بسانے والے۔ آباد کرنے والے * رتبہ عالی۔ بلند مرتبہ و مقام * خلد۔ جنت * مُردن۔ مرنا * جلوہ۔ دیدار، چمک، نظارہ * تیرہ۔ اندھیری، سیاہ * جلانے والے۔ زندہ کرنے والے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) اللہ کی رحمت کی خوشخبری سنانے والے اے میرے شفاعت والے آقا! میرے لیے تو بس آپ ہی ہیں، میدان محشر میں آپ کا آنا اے میرے دوزخ سے بچانے والے پیارے نبی! مبارک ہو۔
- (۲) یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنے بھی نبی و رسول بھیجے ہیں سارے کے سارے اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امت کے سامنے آپ کی اس کائنات میں تشریف آوری کی خبریں سناتے رہے۔ کیونکہ ان کا اللہ سے وعدہ تھا التوٰمنن بہ ولتنصرونہ کہ تم ضرور ضرور میرے محبوب پہ ایمان لاؤ گے اور ضرور ضرور ان کی مدد کرو گے۔ اس لیے اپنی امتوں کے سامنے اتنا اپنا ذکر نہ کرتے جتنا ہمارے آقا علیہ السلام کا کرتے اور اپنے ذکر سے پہلے آپ کا ذکر کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی امت کے سامنے حضور علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری سنانا تو قرآن پاک میں ہے و مبشر اب رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (القف)
- (۳) اے پھڑے ہوؤں کو ملانے والے میرے خالق و مالک اللہ! مجھ جیسے غم کے مارے ہوئے کو اپنے محبوب کے دروازے پہ پہنچا دے کیونکہ تیری شان ہے ان اللہ علی کل شئی قَدِیر۔ مجبور ہیں تو ہم ہیں تو تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

(۴) اے یثرب کو مدینہ بنا کر اپنی رحمت سے آباد کرنے والے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے اس عاشق زار کے دل پر نگاہ کرم فرما کر اس کو بھی آباد کر دیجئے۔

پے و دودھ دے چارے پاسے میں ھنیرے یا رسول اللہ
اوہ کیڈی شان والے میں اوہ کیڈے بخت والے میں
کدوں دیدار دیو گے میں عاجز نوں نماں نوں
خدا نے آپ وڈیا یا اے سوہنے پاک قرآن وچہ
تیرے تاثیر نے قدرت توں تکیا نہیں خوشی دامنہ
کدوں لیکھان چہ ھوون گے سویرے یا رسول اللہ
جہاں طیبہ چہ کیتے میں بسیرے یا رسول اللہ
خدا جانے کدوں دن پھرے میرے یا رسول اللہ
تھاڈے عرشاں توں رتے اچیرے یا رسول اللہ
ہے غم ای غم نے بس اس دے چویرے یا رسول اللہ
(صدیق تاثیر)

(۵) بڑی بڑی عظمت و شان والے نبی اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے مگر آپ کے بلند رتبے کو کوئی نہ پہنچ سکا اے جنت کی زنجیر ہلا کر جنت کا دروازہ کھلوانے والے میرے آقا! پس مرگ آپ ہماری قبر میں تشریف لائے۔ مرحبا، خوش آمدید، جی آیائیں نوں۔ آپ کا آنا مبارک ہو۔

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

وعلى الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ و السلام
(۶) انشاء اللہ العزیز! میرے لچال آقا مجھے مرنے کے بعد ضرور اپنا دیدار کرائیں گے جلوہ دکھائیں گے اور میری اندھیری قبر کو شمع بزم ہدایت (اپنے رُخ والضحیٰ) سے ضرور روشن و منور فرمائیں گے۔
(۷) اور جب میرے پیارے آقا! اپنے گناہ گار امتی کی بگڑی کو بنانے کے لیے (گدائے درخیر الوری، عبد مصطفیٰ) احمد رضا کی قبر میں تشریف فرما ہوں گے تو میں تڑپ کر فرشتوں کو کہوں گا۔

اوہ میرا بخشاؤن والا آ گیا

ہاں ہاں اے عالم برزخ والو! وہ دیکھ لو! مردوں کو زندہ فرمانے والے محبوب خدا میری قبر میں جلوہ فرما ہو گئے۔

-----***-----

نعت شریف نمبر (۱۰۲)

- (۱) انبیاء کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
 (۲) پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی
 (۳) رُوح تو سب کی ہے زندہ اُن کا جسم پُر نور بھی روحانی ہے
 (۴) اوروں کی رُوح ہو کشتی ہی لطیف ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
 (۵) پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی رُوح ہے پاک ہے نورانی ہے
 (۶) اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
 (۷) یہ ہیں جی ابدی ان کو رضا صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

حَلّ لغات:

* اجل - موت * آتی - آنا سے ہے * فقط - صرف (بمعنی انتہ) * آتی ۲ - آن سے یعنی آن کی آن (لحہ بھر کے لیے) * آن ۳ - وقت * حیات - زندگی * مثل - سابق * پہلے کی طرح - جسمانی جسم والی (نہ کہ صرف روحانی) * پر نور - نور سے بھرپور * لطیف - پاکیزہ، نرم * اجسام - جسم کی جمع * ثانی - مثل، دوسرا * خاک - مٹی * نورانی - نور والا، روشنی والا، چمکدار * ازواج - زوج کی جمع بمعنی جوڑا مراد ہے بیوی * ترکہ - میراث، مرے ہوئے کی جائیداد * بٹے - تقسیم ہو * فانی - ختم ہونے والا * جی - زندہ * ابدی - ہمیشہ والا * صدق - سچائی * قضا - اللہ کا حکم * مانی - مانا، تسلیم کرنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اس میں شک نہیں کہ کل نفس ذائقة الموت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی موت آ کر رہے گی (لیکن یہ نفوس قدسیہ مٹ کر فنا نہیں ہوتے اور مٹی میں مٹی نہیں ہو جاتے جیسا کہ گستاخ لوگوں کا عقیدہ ہے اور انہی کے اس باطل عقیدے کی تردید کے لیے اعلیٰ حضرت کو یہ غزل قطع بند لکھ کر ان کے منہ بند کرنے پڑے) لیکن انہیں موت ایسی آئے گی کہ آن کی آن اور لحہ بھر کے لیے تاکہ حکم الہی پورا ہو۔

آپس میں متصل اشعار کہ سب کو ملائیں تو مفہوم واضح ہو غزل قطع بند کہلاتی ہے۔

(۲) پھر اسی لحہ (وعدہ الہی پورا ہونے کے فوراً بعد) انبیاء کرام کی زندگی پہلے کی طرح جسم والی ہو جاتی ہے۔ شہداء کرام کی

زندگی بھی ایک لحاظ سے اخروی و معنوی ہے مگر انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور علیہ السلام کی زندگی حقیقی، حسی اور جسمانی ہے (مدارج النبوة ص ۲۶۳، ج ۲) مواہب لدنیہ میں ہے ومن خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم انه حتی فی قبرہ - حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

موت آئی مگر قائم نہ رہی (جواہر البحار)

یہی وجہ ہے کہ وہ آج بھی محمد رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول ہیں) حدیث شریف میں ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الا نبياء فنبی اللہ حتی یرزق (ابن ماجہ ص ۱۱۹) اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسموں کو کھانا، زمین پر حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی (قبر میں) زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے الا نبياء احياء فی قبورہم یصلون - انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ و سلامت ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں (بیہقی، ابویعلیٰ)

جبکہ مطلقاً اور اک (سننا، جاننا) تمام مردوں کے لیے ثابت ہے (نیل الاوطار ص ۲۸۲، ج ۳)

حضور علیہ السلام کا (بوقت تدفین) امت کی بخشش کے لیے دعا کرنا اور باقاعدہ آپ کے ہونٹ مبارک کا حرکت کرنا اور صحابی کا پچشم سر مشاہدہ کرنا بھی ثابت ہے (مدارج ص ۴۴۲، ج ۲) آپ کی قبر انور سے ہر نماز کے وقت (آذان کی) آواز آنا حدیث سے ثابت ہے (مشکوٰۃ، دلائل النبوة ص ۲۰۶، اقتضاء الصراط لابن تیمیہ ص ۳۷۱)

(۳) باقی رہی روح کی بات، وہ تو سب کی زندہ و سلامت ہے (قل الروح من امر ربی - فرمادے کہ روح میرے رب کا امر ہے) جبکہ حضور علیہ السلام کا جسم اقدس بھی باقی مخلوق کی روحوں سے لطیف تر ہے (اسی لیے تو آپ کے جسم اقدس کا سایہ نہیں ہے۔ کیونکہ سایہ اصل سے لطیف تر ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام کی ذات سے لطیف تر ذات کائنات میں پیدا ہی نہیں کی گئی)

اول و آخر اعلیٰ و افضل ہر خوبی میں کامل و اکمل

بعد خدا ہیں سب سے برتر رحمت عالم نور مجسم (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) دوسروں (غیر انبیاء) کی ارواح کتنی ہی لطیف سہی لیکن ان کی ارواح بھی نبیوں کے اجسام کا مقابلہ (لطافت میں) کب کر سکتی ہیں؟ نبیوں کے اجسام امتیوں کی ارواح سے پاکیزہ تر ہوتے ہیں۔

جبکہ غیر انبیاء (اولیاء) کی حالت یہ ہے کہ حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ان کے ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ بن جاتا ہوں (بخاری شریف) پھر نبیوں کی روحانی لطافتوں کا حال کیا ہوگا، پھر امام الانبیاء؟ سبحان اللہ

ہوئے ہیں حضرت یوسف حسین زمانے میں انہیں بھی آپ کے ہی حسن کی خیرات ملی

ہیں آئے یوں تو بہت سے پیغمبران خدا مگر حضور کے آنے سے لاکھ بات ملی

فقیر قادری برحق ہے یہ حقیقت بھی خدا ملا اسے جس کو نبی کی ذات ملی

(۵) انبیاء کرام علیہم السلام کا حال تو یہ ہے کہ جس زمین پہ قدم رکھتے ہیں اس زمین کی خاک خاک شفا ہو جائے، روح سے پاکیزہ تر ہو جائے۔ نہ صرف پاک بلکہ ”نور علی نور“ ہو جائے۔

جتنے ماہی پب رکھا اوتھے اگدا سرو دا بوٹا

ہمارے آقا علیہ السلام کے رضاعی بہن بھائی بیان کرتے ہیں اذا وقف بقدمیة علی الوادی یخضر لوقتہ کہ جب حضور علیہ السلام (بچپن میں) کسی وادی کی سخت پتھریلی زمیں پر بھی قدم رکھ دیتے تو وہاں سے سبزہ اُگ آتا۔

جب آپ کے قدموں سے پتھریلی زمین کو حیات مل رہی ہے تو پھر حیات النبی کا انکار کون کر سکتا ہے۔ (قرآن میں زمین پہ سبزہ اُگنے کو ہی زمین کی حیات قرار دیا گیا ہے بحی الارض بعد موتہا)

جبریل امین کی سواری کے قدموں کی مٹی سامری سنارے نے زیورات سے ڈھالے ہوئے پچھڑے میں ڈال دی تو وہ بولنے لگا۔ تو جبریل علیہ السلام کے آقا محمد رسول اللہ کے قدم مبارک کی تاثیر کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

تیرے ذکر میں ہیں یہ برکتیں میرے بگڑے کام سنور گئے

جہاں تیری یاد ہے دلنشین وہیں رحمتوں کا نزول ہے

(۶) حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیل قائم کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں مرنے کے بعد غیر نبی کی بیوی بیوہ ہو کر عدت گزار کر آگے نکاح کرنے کی شرعاً مجاز ہے چاہے وہ شہید کی بیوہ ہو مگر انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے یہ اجازت نہیں، دو وجہ سے ایک تو ازواجہ امہتہم نبی علیہ السلام کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔ اور دوسرا حیات النبی علیہ السلام کی وجہ سے کہ جو زندہ و سلامت ہو اس کی بیوی آگے نکاح نہیں کر سکتی تا وقتیکہ وہ چھوڑ نہ دے اور میرات بھی اس کی تقسیم ہوتی ہے جو فنا ہو جاتا ہے، مرجائے، جبکہ ہمارے آقا کی شان یہ ہے کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

(۷) تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص امام الانبیاء علیہ السلام کو حیات ابدی عطا فرما رکھی ہے۔ بس موت کا وعدہ پورا ہوا جو ہم مانتے ہیں پھر اس طرح نمازیں بھی پڑھی جا رہی ہیں، امامتیں بھی ہو رہی ہیں۔ آذان و اقامت کی آوازیں بھی آرہی ہیں، مسجد اقصیٰ میں خطبے بھی ہو رہے ہیں، آسمانوں کی سیریں بھی ہو رہی ہیں۔

عقیدہ حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

حیات شہداء کے لیے نص قطعی موجود ہے تو ان شہداء سے اونچے درجے والوں کے لیے ایسی واضح نص کا نہ ہونا اسی قبیل سے ہے کہ آیہ میراث میں ماں کا حصہ بیان ہوا اور باپ کا نہ ہوا کیونکہ ادنیٰ کا حکم بیان کر دینے کے بعد اعلیٰ کا حکم خود ہی سمجھ میں آ جاتا ہے اہل عرب اس کو صراحت سے بیان کرنا ضروری نہ سمجھتے تھے جیسے والدین کو "اف" کہنے سے تو منع کیا گیا مگر "مار پیٹ" کا ذکر نہ کیا کہ جب اف نہیں کہہ سکتے تو مار کیسے سکتے ہیں۔

اس کو دلالة النص کہہ لویا الکناية ابلغ من التصريح کے زمرے میں شمار کر لو (کنایہ اور اشارے سے بات کرنا صراحت سے بات کرنے پر فوقیت رکھتا ہے اور ایسی زیادہ اثر انگیز ہوتی ہے)

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے

اس لیے یہ کہنا کہ حیات النبی علیہ السلام کا تعلق عقائد سے ہے جس کے ثبوت کے لیے نص قطعی درکار ہے۔ غیر مناسب ہوگا۔ بلکہ شہداء کے لیے یرزقون (وہ رزق دیے جاتے ہیں) کا لفظ بتا رہا ہے کہ ان کی حیات بھی محض معنوی و روحانی نہیں اور

نہ ہی اس رزق سے روحانی رزق مراد ہے کیونکہ وہ تو ہر مومن کی روح کو حسب حال ملتا ہے بلکہ یہی دنیوی رزق مراد ہے۔ چنانچہ قاضی شوکانی یمنی لکھتے ہیں المراد بالرزق المعروف فی العادات علی ما ذهب الیہ الجمهور السلف۔

یہ رزق جو شہداء کو دیا جاتا ہے وہی ہے جو عرفی رزق ہے نہ کی روحانی و معنوی، یہ جمہور کا مذہب ہے۔

ان کی حیات ایسی ہے کہ جس میں وہ جنت و عرش کی سیر بھی کرتے ہیں اور کھاتے پیتے بھی ہیں۔

جب زندگی ثابت ہے حسین ابن علی کی ہم موت نہ مانیں گے زمانے کے نبی کی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

---***---

نعت شریف نمبر (۱۰۳)

(اس نعت میں اعلیٰ حضرت نے خود تسمین لکھی ہے اسی وجہ سے اس کو سب سے آخر میں لکھا گیا)

(۱) بستگی میں تھا مرے غنچہ دل کو یہ کمال
نسیمیں چلیں کھلنا تھا مگر اس کا محال
دفعۂ کیا ہوا اس حال نے پایا جو زوال
صرصر دشت مدینہ کا مگر آیا خیال
کھل اٹھی دل کی کلی عنبر سارا ہو کر

(تکمیل از جانب غلام حسن)

حل لغات:

* بستگی - بندش * غنچہ دل - دل کی کلی * نسیم - صبح کی ہوا * محال - ناممکن * دفعۂ - یکدم * حال - حالت
* زوال - ختم ہونا * صرصر - سخت اور تیز آندھی * دشت - جنگل۔

مفہوم شعر نمبر ۱:

میرے دل کی کلی مدینہ طیبہ کی یاد میں اس قدر پختہ ہو چکی تھی کہ سو قسم کی ہوائیں بھی اس کا رخ مدینہ سے نہ پھیر سکیں، یکدم جو یہ حالت (سو قسم کی ہواؤں کے چلنے کی) ختم ہوئی تو فوراً دشت مدینہ کی تیز آندھی نے میرے دل کو پھر سے مدینہ شریف کی محبت کی رسی سے باندھ دیا۔

دل بکجوب حجازی بستہ ایم زیں جہت بایکد گر پیوستہ ایم
(پہلے شعر کا آخری مصرعہ میری طرف سے بارگاہ اعلیٰ حضرت میں نذرانہ محبت ہے۔ جو اس طرح بھی ہو سکتا ہے
دل میرا ٹھوم اٹھا نور کا دھارا ہو کر)

☆☆☆

(۲) جب جہاں سوز ہو خورشید قیامت یارب بے قراری رہے کام آئے نکالے مطلب
دل کی سیماب وشی رنگ دکھائے یہ عجب پائے شہ پر گرے یارب تپش مہر سے جب
دل بے تاب اڑے حشر میں پارا ہو کر

حل لغات:

* جہاں سوز - جہان کو جلانے والا * خورشید - سورج * بے قراری - بے چینی * مطلب - مقصد، مراد * سیماب -

اصل میں سیم آب ہے یعنی چاندنی کا پانی، مراد ہے پارہ جس کا رنگ چاندی کی طرح ہوتا ہے * وشی - مانند، مثل * عجب - حیران کن * پائے شہ - حضور علیہ السلام کے قدم * تپش مہر - سورج کی گرمی * بیتاب - بے قرار * پارا - ٹکڑا۔

مفہوم شعر نمبر ۲:

اے اللہ! جس دن قیامت کا سورج اہل محشر کو اپنی حرارت سے جلا رہا ہو، ہماری بے قراری و بے چینی بڑھ رہی ہو مگر سورج اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہو اور اپنا مطلب و مقصد پورا کر رہا ہو (یعنی اس کو اہل محشر پہ کچھ ترس نہ آ رہا ہو) ہمارے دل پارے کی طرح متحرک اور ڈر کے مارے عجیب و غریب قسم کے رنگ بدل رہے ہوں اور پھر یکا یک گرمی محشر کی وجہ سے ہمارا دل سینے سے نکل کر تیرے محبوب کے قدموں پہ گر جائے یا جب تیرے محبوب کے قدموں پہ سورج کی گرمی پڑ رہی ہو تو دعا ہے کہ ہمارا دل ٹکڑے ہو کر حضور علیہ السلام کے قدموں پہ گر جائے اور ان قدموں کو گرمی محشر سے بچانے کی خدمت سرانجام دے۔

حضرت حسان بن ثابت نے یوں عرض کیا تھا۔

فان ابی و الدتی و عرضی لعرض محمد منکم و قاء

اے کافرو! بے شک میرے ماں باپ اور عزت و آبرو تمہارے حملوں سے بچاؤ کے لیے میں نے اپنے آقا کے لیے ڈھال بنا دیے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی حمایت کا اثر:

حضور علیہ السلام نے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو نزع کے عالم میں دیکھا جبکہ عزرائیل علیہ السلام سرہانے کی طرف کھڑے تھے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عزرائیل علیہ السلام کو فرمایا ارفق بصاحبی فانہ مومن - میرے اس صحابی پہ نرمی کرنا بے شک یہ مومن ہے۔ عزرائیل نے عرض کیا طب نفسا و قرعینا فانی لکل مومن رفیق - اے میرے آقا! آپ فکر نہ کریں، خوش ہو جائیں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھیں میں تو اہل ایمان کا دوست ہوں۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

اس روایت کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے باپ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت فرمایا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد نمبر ۳ ص ۶۳۲ بحوالہ تفاسیر)

ورنہ موت کی سختی تو اس قدر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معجزہ کے طور پر ایک مردے کو زندہ فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ آپ نے معجزہ دکھالیا اب مہربانی کر کے مجھے پہلے کی طرح مردہ ہی کر دیں۔ آپ نے فرمایا! کیا تو زندہ نہیں رہنا چاہتا؟ اس نے عرض کیا! میں دوبارہ موت کی سختیاں برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

موت کے خطرہ سے غافل کس قدر انسان ہے کیسا عاقل کیسا دانا اور کیا نادان ہے

کون پوچھے اس سے کہ ہشیار تجھ کو کیا ہوا آنے والی موت سے لا غرض تو کیوں ہو گیا

سبحان اللہ! ادھر یہ حالت ہے اور ادھر شہید اللہ کی بارگاہ میں بار بار سرکٹانے کی التجا کرتا ہے معلوم ہوا کہ شہادت ہزار زندگیوں سے بہتر ہے۔

(۳) کچھ تو جلوہ نظر آیا میرے اشکوں پر تارے ٹوٹے ہیں گر رنگ شفق سے مل کر
لعل میں آب گہر، شیشہء ے میں اختر پانی میں آتش ترشعلہ میں آب کوثر
دل سوزاں نے کیا خون کا دریا ہو کر

حل لغات:

* اشکوں۔ آنسوؤں * شفق۔ سورج غروب ہونے کے بعد کی سرخی * لعل۔ موتی * آب گہر۔ موتی بننے والا پانی
کا قطرہ * ے۔ شراب * اختر۔ ستارہ * آتش تر۔ تری والی آگ * آب کوثر۔ حوض کوثر کا پانی * دل سوزاں۔ جلنے والا دل۔

مفہوم شعر نمبر ۳:

فرقت و ہجر مصطفیٰ میں رونے نے اتنا فائدہ تو اس بے وفادنیا میں ہی دے دیا کہ میرے آنسو جو خون ہو کر بہہ رہے ہیں
اتنے پیارے لگ رہے ہیں کہ گویا آسمان سے ستارے گر رہے ہیں یا موتی میں پانی چھلک رہا ہے یا شراب کی صراحی میں ستاروں کی
ایک انجمن بھی ہوئی ہے یا پانی میں تری والی آگ لگی ہوئی ہے یا پھر حوض کوثر میں عشق مصطفیٰ کی آگ کے شعلے سمجھ لو۔ الغرض! میرے
جلے ہوئے دل نے ہر طرف خون کا دریا بہا دیا ہیں اور میرے آقا نے بھی اس کے بدلے

دریا بہا دیے ہیں دُربے بہا دیے ہیں
یہ دنیا میں فائدہ ہوا اور اصل فائدہ تو آگے ہوگا اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

☆☆☆

(۴) بیچ و تاب اتنا نہ کر کچھ تو سلجھ اے سنبل پڑ گئی بیچ میں کیوں تیری سمجھ اے سنبل
کیوں پریشان ہے اتنا تو سمجھ اے سنبل عاشق زلف نبی ہوں نہ الجھ اے سنبل
کب میں آتا ہوں تیرے دام میں دانا ہو کر

حل لغات:

* بیچ و تاب۔ بل پھیر * سلجھ۔ سلجھنا سے ہے ترتیب پانا، سنورنا * سنبل۔ خوشبودار گھاس جس سے زلف محبوب کو
تشبیہ دی جاتی ہے * الجھ۔ الجھنا سے ہے بے ترتیب ہونا سلجھنا کی ضد * دام۔ جال * دانا۔ عقل مند، ہوشیار۔

مفہوم شعر نمبر ۴:

اے خوشبودار گھاس (سنبل) اتنے بیچ و تاب کیوں کھاتی ہے (نخرے دکھاتی ہے) ٹھیک ٹھیک ہو کر رہ، کیوں تیری سمجھ
میں پھیر آ گیا ہے اور تو غلط فہمی میں مبتلا ہو گئی ہے میں تیرا عاشق نہیں ہوں میں تو اپنے نبی کی والیل کی زلفوں کا عاشق ہوں، تو میرے
ساتھ کیوں الجھتی ہے نہ ہی میں تیرے جال میں پھنسنے والا ہوں کیونکہ اتنی سمجھ بوجھ تو رکھتا ہوں کہ

جہڑے قیدی نے زلف محمد دے اور غیراں دے جال ایچ بھسدے نہیں

قطعات

(۱) عالم ہمہ صورت اگر جاں ہے تو تو ہے سب ذرے ہیں گر مہر درخشاں ہے تو تو ہے
 پروانہ کوئی شمع کا ، بلبل کوئی گل کا اللہ ہے شاہد مرا جاناں ہے ، تو تو ہے
 طالب میں ترا ، غیر سے ہرگز نہیں کچھ کام
 گردیں ہے تو تو ہے جو ایماں ہے تو تو ہے

حل لغات:

* عالم - جہان * ہمہ صورت - ہر طرح، ہر صورت، بہر حال * مہر درخشاں - چمکتا سورج * گل - پھول * شاہد -
 گواہ * جاناں - محبوب، پیارا * طالب - عاشق * گر - اگر۔

مفہوم قطعہ نمبر ۱:

اے سراج منیر (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہر لحاظ سے سارا جہان اگر جسم مانا جائے تو آپ اس میں جان کی طرح ہیں، ساری
 مخلوق ذروں کی طرح اگر سمجھی جائے تو آپ کو چمکتا ہوا سورج کہنا پڑے گا۔ کیونکہ آپ کی حقیقت ہر ذرے سے لیکر آفتاب تک اور ہر
 قطرے سے لیکر سمندر تک میں جلوہ گر ہے اور جس طرح جان کے بغیر جسم بے کار ہے اسی طرح آپ کے نور نبوت کے بغیر ہر شئی کا
 وجود ناممکن و محال ہے۔

ہر شئی میں ہے نور رخ تابان محمد ﷺ ہر پھول میں خوشبوئے گلستان محمد ﷺ
 کوئی کسی شمع پہ پروانہ دار ہو کر جان دے رہا ہے تو کوئی کسی پھول پر بلبل بن کے فدا ہو رہا ہے مگر خدا گواہ ہے کہ میرے
 محبوب تو اے میرے آقا صرف آپ ہی ہیں میں صرف آپ کا طالب ہوں مجھے غیروں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میرا دین اگر کوئی
 ہے تو وہ بھی آپ ہیں اور ایمان ہے تو وہ بھی آپ ہی کی ذات ہے۔

مینڈا دین دی توں تے ایمان دی توں مینڈا مصحف تے قرآن دی توں

☆☆☆

(۲) خدا تیرا ہے تو خدا کا پاک بندہ ہے خدا تو تو نہیں نور خدا ظل خدا تو ہے
 تیرے تعریف میں جتنا بڑھیں سب تجھ کو شایاں ہے فقط اک ناروا یہ ہے کہ یوں کہیے خدا تو ہے

حل لغات:

* ظل - سایہ * بنایاں - مناسب، لائق * فقط - صرف * ناروا - ناجائز۔

مفہوم قطعہ نمبر ۲:

اے پیارے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ آپ کا معبود ہے اور آپ اللہ کے عبد کامل ہیں۔ آپ خدا تو نہیں مگر خدا کا نور ہیں اور اس کے نور کا عکس و پرتو (فیضان) ہیں۔ آپ کی جتنی بھی تعریف کی جائے آپ اس کے سزاوار ہیں (بلکہ آپ کی تعریف کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا) ہاں آپ کو خدا کہنا جائز ہے جس کا کہ کوئی مسلمان بھی الحمد للہ قائل نہیں ہے اور جو ایسا کہتا ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

تیرے تو وصف عیب تنہا ہی سے ہیں بڑی حیراں ہوں میرے شاہ، میں کیا کیا کہوں تجھے

☆☆☆

(۳) رہا نہ شوق کبھی مجھ کو سیر دیواں سے ہمیشہ صحبت ارباب شعر سے ہوں نفور
نہ اپنے کاموں سے تہیج وقت کی فرصت نہ اپنی وضع کے قابل کہ اس میں ہوں مشہور
رہی وہاں سے اس کے مجھے سبکدوشی کہ ویسے ہی ہے گراں سر پہ بار جرم قصور
جبین طبع ہے ناسودہ داغ شاگردی غبار منت اصلاح سے ہے دامن دور
مگر جو ہاتھ غیبی مجھے بتاتا ہے زبان تک اسے لاتا ہوں میں بدمع حضور

حل لغات:

* دیواں - شاعروں کی غزلوں کی کتابیں * ارباب - دوست، احباب مراد شعراء ہیں * نفور - متنفر، بھاگنے والا
* تہیج وقت - وقت کو ضائع کرنا * فرصت - مہلت * وضع - شکل و صورت، وضع قطع، قاعدہ، قانون، حالت * وہاں - عذاب، مصیبت * سبکدوشی - بری الذمہ ہونا * گراں - بھاری * بار جرم قصور - گناہ کا بوجھ * جبین - پیشانی * طبع - طبیعت * ناسودہ - بے ناکدہ * داغ - نشان دھبہ * ہاتھ غیبی - عالم غیب سے آواز دینے والا * بدمع حضور - حضور علیہ السلام کی شان میں۔

مفہوم قطعہ نمبر ۳:

مجھے نہ تو شعراء کے دیوان پڑھنے کا شوق کبھی دامن گیر ہوا بلکہ میں تو ہمیشہ ان سے بھاگتا ہی رہا (تا کہ دوسرے ضروری کاموں کی طرف پوری توجہ دے سکوں)

نہ ہی مجھے اپنے کاموں سے اتنی فرصت ملتی ہے کہ شعر و شاعری میں مغز ماری کر کے اپنا وقت ضائع کرتا رہوں، اور نہ ہی میں اپنی وضع قطع کے اعتبار سے مناسب سمجھتا ہوں (کہ لوگ مجھے مفتی اسلام کہیں اور میں شعر و شاعری کی دھن میں لگا رہوں)

کیونکہ میرا نام علماء میں ہے نہ کہ شعراء میں۔

خدا کا شکر یہ ہے کہ میں اس (شعرو شاعری کی) مصیبت سے بچا رہا کیونکہ پہلے ہی سر پہ گناہوں کا بوجھ کیا کم ہے کہ اس ذمہ داری کا بوجھ بھی اٹھالوں۔ (نعتیہ شاعری کے سوا شاعری مصیبت ہی ہے) میری طبیعت کا چہرہ شاگردی کے دھبے سے آرام میں ہے (میں نے اس میدان میں شاگردی کرنا بے فائدہ سمجھا) اور شعراء سے اپنے شعروں کی اصلاح کرانے کے احسانات کا گرد و غبار میرے دامن سے دور ہی رہا (مگر پھر نعتیں کیسے لکھ دیں اور اتنا اعلیٰ نعتیہ کلام حدائق بخشش کس طرح معرض وجود میں آگیا؟ تو اس کا جواب آخری شعر میں یوں دیتے ہیں) مجھے جو غیب کی آواز آتی گئی وہ میرے دل میں اتر کر قلم کے ذریعے صفحہ قرطاس پہ تحریر ہوتی گئی اور میں اپنے پیارے نبی کی پیاری پیاری نعتیں لکھتا گیا۔ (اور اس طرح یہ الہامی کلام ”حدائق بخشش“ تیار ہوتا گیا جس کی نعتوں کے بارے میں بجا طور پر کہا جاسکتا ہے)

نعت کیا ہے، حکمِ ربی کی فقط تعمیل ہے	نعت کیا ہے، قصرِ حُسن و عشق کی تکمیل ہے
ہم غلامانِ پیمبر کی یہی پہچان ہے	نعت ابوابِ محبت کا جلی عنوان ہے
نقشِ باطل کے جبینوں سے مٹا دیتی ہے نعت	دل کے بنجر کھیت میں کرنیں اُگا دیتی ہے نعت
نعت کیا ہے سب حسینوں سے حسیں کا تذکرہ	نعت کیا ہے نکہتوں کی سرزمین کا تذکرہ
غرقِ الفت دیدہ نمناک ہونا چاہئے	نعت کہنے کے لئے دل پاک ہونا چاہئے

(ریاض حسین چودھری)

-----***-----

(رباعیات)

رباعی نمبر (۱)

آتے رہے انبیاء گما قبل لہم والخاتم حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

حل لغات:

* انبیاء۔ نبی کی جمع، غیب کی خبر دینے والا * گما قبل لہم۔ جیسا کہ ان کے بارے میں فرمایا گیا * والخاتم حَقُّکُمْ۔ آخری نبی ہونا آپ کا حق ٹھہرا اور آپ خاتم النبیین ہوئے * دفتر تنزیل۔ آسمانی کتابوں کا رجسٹر * اکملت لکم۔ تمہارے لیے میں نے مکمل کر دیا (تمہارا دین)

مفہوم رباعی نمبر ۱:

انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوا جیسا کہ قرآن و حدیث میں بیان کیا گیا۔ اور سب نبیوں کے آخر میں آنے کا اعزاز ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آیا اور اللہ نے ختم نبوت کا تاج آپ کے سر پر سجایا۔ مطلب یہ ہے کہ جب آسمانی کتابوں کا سلسلہ قرآن مجید پہ آکر مکمل ہوا تو آخر میں مہر لگادی گئی کہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ کہ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اس میں اس آیت کے سب سے آخر میں نازل ہونے کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

خاتم الانبیاء ہے تو شفیع المذنبین ہے تو تیری ضیائے عشق ہے اہل نظر کی آبرو
تیرے تصورات سے شجر حیات میں نمو ذکر جمیل سے تیرے اہل نیاز کا وضو

(عبدالستار جالندھری)

رباعی نمبر (۲)

شب لحيہ و شارب ہے رُخ روشن دن گیسو و شب قدر و برات مومن
مڑگاں کی صفیں چار ہیں دو آبرو ہیں والفجر کے پہلو میں لیالِ عشر

حل لغات:

* شب۔ رات * لحيہ۔ داڑھی مبارک * شارب۔ مونچھیں * رُخ۔ چہرہ * گیسو۔ زلف * شب قدر۔ لیلۃ

القدر * برات - شب برات (شعبان کی پندرہویں رات) * مڑگاں - پلکیں * ابرو - بھویں * والفجر - صبح صادق کی قسم
* لیال عشر - دس راتیں۔

مفہوم رباعی نمبر ۲:

سرکارِ مدینہ علیہ السلام کی داڑھی مبارک کالی رات کی طرح سیاہ ہے اور اسی طرح مونچھیں مبارک بھی (دو) اور چہرہ انور روشن دن ہے (تین ہو گئے) دو گیسوئے مبارک ایک لیلۃ القدر ہے اور دوسری لیلۃ البرات ہے اہل ایمان کے لیے (پانچ ہو گئے) چار پلکیں اور اسی صف میں دو بھویں مبارک ہیں (گیارہ ہو گئے) اور یہ گویا تفسیر ہوئی ”والفجر و لیال عشر“ کی۔ صبح صادق کی قسم اور دس راتوں کی قسم۔ صبح صادق چہرہ واضحی ہوا اور دس راتیں مذکورہ دس اشیاء ہوئیں یہ ہے نعتِ مصطفیٰ کا حق ادا کرنا۔ جس کے بارے کہا گیا۔

یہی دین و ایمان یہی ہے عبادت درودوں کی محفل ہمیشہ سجاوئیں
میں نعتیں پڑھوں جھوم کر اس طرح سے فرشتے سبھی عرش پر جھوم جائیں
(ریاض مدینہ)

رباعی نمبر (۳)

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ ان سائیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن۔ تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

حل لغات:

* سر تا بقدم - سر سے لیکر پاؤں تک * ان سا - آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا۔

مفہوم رباعی نمبر ۳:

ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) سر انور کے بالوں سے لیکر پاؤں مبارک کے ناخنوں تک سراپا شان و معجزہ ہیں۔ آپ ایسے انسان ہیں کہ دنیا میں کوئی آپ جیسا انسان ہے ہی نہیں۔
قرآن تو ہمیں یہ بتاتا ہے کہ حضور علیہ السلام ایمان ہیں مگر جب ایمان سے پوچھا کہ تو بتا ہمارے آقا کیا ہیں تو ایمان نے وجد میں آکر کہا! وہ تو میری بھی جان ہیں۔

خلق میں انسان تھا اور خلق میں قرآن تھا وہ کہ سر تا پا جمالی سورۃ رحمن تھا
مدح دانائے سُبُل، مولائے کل کیا کیجئے خلق پر جن کے شہادت آزما قرآن تھا
سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے جیسے منہ سے بولتا قرآن کی تفسیر ہے
محو حیرت ہے یہ دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے

رباعی نمبر (۴)

بوسہ گہ اصحاب وہ مہر سامی وہ شانہ چپ میں اس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبہ جان و دل میں سنگِ اسود نصیب رکنِ شامی

حل لغات :

* بوسہ کہ۔ چونے کی جگہ * اصحاب۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان * مہر سامی۔ ابھری ہوئی مہر نبوت جو آپ کے دو کندھوں کے درمیان تھی یا بائیں کندھے پہ جیسا کہ اعلیٰ حضرت نے خود فرمایا * شانہ چپ۔ بایاں کندھا * عنبر فامی۔ عنبر کی خوشبو سے مہکتی اور عنبر خالص کی شکل جیسی * طرفہ۔ عجیب بات * سنگ اسود۔ حجر اسود (کالا سیاہ پتھر جو کعبہ کی دیوار میں نصب ہے) * رکن شامی۔ کعبہ کے ایک کونے کا نام۔

مفہوم رباعی نمبر ۴:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پر بائیں کندھے کے قریب ابھری ہوئی مہر نبوت جو عنبر خالص کی طرح خوشبو اور رنگ میں تھی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کو بڑی محبت سے بوسے دیتے تھے۔ عجیب بات کہہ دوں! ہمارے دل اور ہماری جان کا کعبہ محمد رسول اللہ کی ذات والا صفات ہے اور اس کعبہ کے رکن شامی (بائیں کندھے) کے پاس حجر اسود (مہر نبوت کی شکل میں) نصب ہے۔

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں پر نہیں، طاقت پرواز مگر رکھتے ہیں

رباعی نمبر (۵)

کعبہ سے اگر تربتِ شہ فاضل ہے کیوں بائیں طرف اس کے لیے منزل ہے
ان فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقدِ دل ہے

حل لغات :

* تربت شاہ۔ حضور علیہ السلام کا مزارِ پرانور * فاضل۔ فضیلت والا * منزل۔ قیام گاہ، رہنے کی جگہ * دھیان۔ توجہ * مرقد۔ آرام گاہ، قبر انور۔

مفہوم رباعی نمبر ۵:

میں اکثر اس بات پہ غور و فکر کرتا رہتا تھا کہ جب اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کعبہ معظمہ سے افضل ہے تو پھر قبر انور کو کعبہ سے دائیں جانب ہونا چاہیے تھا کیونکہ دایاں بائیں سے افضل ہوتا ہے اسی سوچ و بچار میں رحمتہ للعالمین کی رحمت کا جھونکا آیا اور میری توجہ دل کی طرف گئی تو یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ دل جو تمام اعضاء جسمانی سے افضل ترین ہے اور (جس کو عرش اللہ کہا گیا ہے) وہ بھی تو بائیں طرف ہوتا ہے، ہاں ہاں اسی لیے حضور علیہ السلام کا روضہ مبارک بائیں طرف ہے کہ کعبہ جسم کی طرح ہے اور حضور

علیہ السلام کا مزار انور دل کی مانند ہے۔

۔ درد جامی ملے نعت خالد لکھوں اور انداز احمد رضا چاہیے

رباعی نمبر (۶)

تم جو چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے کیونکر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
لہ اٹھا رُخ روشن سے نقاب مولیٰ مری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

حل لغات :

* مصیبت - دکھ، پریشانی * ٹل جائے - رفع دفع ہو جائے * ساعت - مقررہ وقت * لہ - اللہ کے واسطے
* نقاب - پردہ * شامت - نحوست، بدبختی۔

مفہوم رباعی نمبر ۶:

اے میرے آقا! میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ قیامت کی مصیبت ٹل جائے اور قیامت قائم ہی نہ ہو لیکن یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ اگر چاہیں تو میری بدبختی کی مصیبت تو ٹل سکتی ہے خدا کے لیے اپنے چہرہ انور سے پردہ اٹھاؤ تا کہ اے میرے آقا و مولیٰ! میرے اوپر آئی ہوئی نحوست تو ٹل جائے۔

۔ کدوں تک غم دیاں سناں رہوے گا شادایہ سہندا ایہداھن ہو گیا جتھ اے نیلا یار رسول اللہ

رباعی نمبر (۷)

یاں شبہ شبیہ کا گزرتا کیسا؟ بے مثل کی تمثال سنورنا کیسا؟
ان کا متعلق ہے ترقی پہ مدام تصویر کا پھر کہیے اترنا کیسا؟

حل لغات :

* یاں - یہاں کا مخفف * شبہ - شک * شبیہ - صورت، تصویر، شکل * بے مثال - جس کی کوئی مثال نہ ہو * تمثال - صورت * متعلق - جس سے تعلق ہو یا متعلق (اسم فاعل) تعلق رکھے والا * ترقی - عروج، اضافہ * مدام - ہمیشہ۔

مفہوم رباعی نمبر ۷:

حضور علیہ السلام کی مثل ہونے کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا (یا خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہو تو شک نہ کرو کیونکہ آپ نے فرمایا! جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا) جو ہو ہی بے مثل و بے مثال تو پھر اس کا ”سنورنا“ اس کا کیا مطلب ہوا کیونکہ آپ کا حسن و جمال تو انتہا کو پہنچا ہوا ہے پھر سنورنے کا کیا معنی؟ سنورنا تو وہ ہے جس میں کوئی کمی رہ گئی ہو جس کو وہ بن سنور کر دور کرتا ہے اور ہمارے آقا علیہ السلام کا حال تو یہ ہے کہ

۔ نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسول ہے یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے

کیونکہ جس عضو کا بھی آپ سے تعلق ہے وہ دن بدن ترقی و عروج پر ہے (وللاخرة خیر لك من الاولیٰ) اسی لیے آپ کی تصویر کا اترنا ممکن ہی نہیں کیونکہ تصویر تو منجمد اور ایک ہی جگہ پہ رُکی رہتی ہے جبکہ آپ کا حسن و جمال ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ

روقت را روز روز افزوں کنم
نام تو بر نقره و بر زر زینم

رباعی نمبر (۸)

یہ شہ کی تواضع کا تقاضا ہی نہیں
معنی ہیں یہ مانی کہ کرم کیا مانے
تصویر کھینچے ان کو گوارا ہی نہیں
کھینچنے تو یہاں کسی سے ٹھہرا ہی نہیں

حل لغات:

* شہ - بادشاہ * تواضع - عاجزی * تقاضا - طلب * گوارا - پسند * معنی - مطلب، مقصد۔

مفہوم رباعی نمبر ۸:

تصویر نہ بن سکنے کی دوسری وجہ بیان ہو رہی ہے اور وہ یہ کہ ہمارے آقا کی عاجزی و انکساری بے مثل و بے مثال ہے بھلا وہ کب یہ چاہیں گے کہ میری تصویر بنے (اور اس کی پوجا پاٹ شروع ہو جائے) یا پھر حضور علیہ السلام کے کرم نے یہ پسند ہی نہ کیا کہ تصویر کھینچے، دراصل بات یہ ہے کہ ”کھینچنا“ کا لفظ ہی اس بارگاہ میں نہیں ہے کیونکہ کھینچنا میں تو ”لینے“ کا مفہوم پایا جاتا ہے جب کہ آپ تو ہر کسی کو دینے والے ہیں۔

رسول خدا کی ثنا ہم کریں گے
پڑھیں گے درود اور دعا ہم کریں گے
رہیں گے رہ مصطفیٰ ہی کے راہی
یہ جیسے بھی ممکن ہوا ہم کریں گے

رباعی نمبر (۹)

ہوں اپنے کلام سے نہایت محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
بیجا سے ہے اُکْمِنَةُ لِلّٰہِ محفوظ
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

حل لغات:

* نہایت - بہت زیادہ * محفوظ - لذت حاصل کرنے والا * بے جا - بلا وجہ * اُکْمِنَةُ لِلّٰہِ - اللہ کے احسان و کرم سے (کلمہ شکر) * محفوظ - بچا ہوا * نعت - گوئی - نعت کہنا * احکام - حکم کی جمع * ملحوظ - خیال رکھا گیا۔

مفہوم رباعی نمبر ۹:

میں اپنے کلام (نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت لطف اندوز ہوتا ہوں اور لذت حاصل کرتا ہوں کیونکہ میں نے

نعت رسول علیہ السلام لکھنے والی قلم سے کسی اور کی تعریف کبھی لکھی ہی نہیں اور اللہ کا احسان ہے کہ حضور علیہ السلام کی تعریف بھی وہی لکھی ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شایان شان ہے مبالغہ آرائی اور بے جا تعریف سے مکمل محفوظ رہا ہوں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ میں نے قرآن مجید سے نعت کہنا سیکھا ہے میرا مطلب ہے شرعی احکام کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔

رباعی نمبر (۱۰)

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو ہاں شرع کا البتہ ہے جنبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثناء میں حکم مولیٰ کا خلاف لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو

حل لغات:

* پیشہ - کام، روزی کا ذریعہ * شاعری - شعر کہنا، لکھنا * شرع - شریعت، دین * جنبہ - طرفداری، حمایت، لحاظ
* مولیٰ - اللہ * مولیٰ ۲ - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم * لوزینہ - بادام کا حلوہ * سیر - کھجور کی گٹھلی * بھایا - پسند آیا، اچھا لگا۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۰:

نہ تو میں پیشہ ور شاعر ہوں اور نہ ہی مجھے شاعر ہونے کا دعویٰ اور خواہش ہے لیکن ایک بات ضرور ہے کہ شریعت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حمایت اور طرفداری کا پورا پورا خیال ہے۔

پھر بھلا حضور علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے اللہ و رسول ہی کی مخالفت کرنا کیسے گوارا کر لوں یہ تو ایسے ہی ہوا کہ بادام کے حلوے میں کھجور کی گٹھلیاں ڈال دی جائیں۔ جس کو کوئی بھی پسند نہ کرے گا پھر میں کیسے پسند کر لوں؟

۔ ایں خیال است و محال است و جنون

رباعی نمبر (۱۱)

محصور جہاں دانی و عالی میں ہے کیا شبہ رضا کی بے مثالی میں ہے
ہر شخص کو اک وصف میں ہوتا ہے کمال بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

حل لغات:

* محصور - گھرا ہوا * جہاں دانی - دنیا کی معرفت و پہچان * عالی - بلند * شبہ - شک * بے مثال - لا جواب دے
مثل * وصف - تعریف، خوبی * بے کمال - خوبی کا نہ ہونا۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۱:

دنیا جہاں کی معرفت و پہچان اور بلند و بالا (پیچیدہ مسائل) میں رہنے والے احمد رضا کی بے مثال مصروفیات میں کس کو شک ہو سکتا ہے (احمد رضا نے قلم پکڑا تو صرف فتاویٰ اکیلا ہی تمیں جلدوں میں لکھتا گیا اور دشمنان دین کے ساتھ جو کبھی لڑائی لڑتا ہوا سینکڑوں کتابیں ان کے رد میں لکھ گیا ایسے محسن کے لیے اگر بے مثال کا لفظ بھی لکھ دیا جائے تو کیا اعتراض؟ اور خود اگر اعلیٰ حضرت

نے اپنے لیے ان معنوں میں لکھ دیا ہے تو تحدیثِ نعمت کے طور پر جائز ہے)۔
 ہر بندے کو کسی نہ کسی خوبی میں کمال حاصل ہوتا ہے مگر میرے جیسے بندے کا کمال یہ ہے کہ مجھ میں کوئی کمال نہیں ہے۔
 رباعی میں عاجزی و انکساری اور تحدیثِ نعمت کا کتنا حسین امتزاج ہے؟ جس کو صاحبانِ ذوق ہی جانتے ہیں۔

رباعی نمبر (۱۲)

کس منہ سے کہوں رشک عنادل ہوں میں شاعر ہوں فصیح بے مماثل ہوں میں
 حقا کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو ہاں یہ کہ نقصان میں کامل ہوں میں

حل لغات:

* رشک عنادل۔ بلبلیں جس پر حسد (غبط) کریں * فصیح۔ عمدہ کلام کرنے والا * بے مماثل۔ لاثانی، بے مثل
 * حقا۔ یہی سچ ہے * صنعت۔ ہنر و کمال * کامل۔ جس میں کوئی کمی نہ ہو۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۲:

میں اپنے بارے میں یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں ایسا صاحبِ کمال ہوں کہ بلبلیں مجھ پہ رشک کرتی ہیں، نہ مجھے شاعری
 اور فصاحت و بلاغت میں بے مثال ہونے کا دعویٰ ہے صحیح بات یہی ہے کہ میرے اندر کوئی کمال نہیں ہے، سوائے اس کے، کہ میرے
 اندر دنیا جہاں کے نقص ہیں بس یہ وہ کمال کہہ لیجئے کہ اس میں میرا کوئی ثانی وہمسر نہیں ہے۔

من تواضع لله فقد رفعة الله

جو اللہ کے لیے جھک جاتا ہے (عاجزی کرتا ہے) اللہ پھر اس کو سر بلند بھی فرما دیا ہے۔ اسی لیے تو پوری دنیا میں آج اعلیٰ
 حضرت اعلیٰ حضرت ہو رہی ہے۔

رباعی نمبر (۱۳)

توشہ میں غم و اشک کا ساماں بس ہے افغانِ دل زار حدی خواں بس ہے
 رہبر کی رہ نعت میں گر حاجت ہو نقشِ قدم حضرت حسان بس ہے

حل لغات:

* توشہ۔ زادِ راہ، سفر خرچ * اشک۔ آنسو * بس۔ صرف * افغان۔ آہ و زاری (فغاں) * دل زار۔ رونے والا
 دل * حدی خواں۔ اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے اشعار پڑھنے والا * راہبر۔ پیشوا، راہنما * رہ۔ راستہ * حاجت۔ ضرورت
 * نقشِ قدم۔ پاؤں کا نشان۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۳:

میرے لیے سفر خرچ اور زادِ راہ غمِ عشقِ مصطفیٰ علیہ السلام میں آنسو بہانا ہی کافی ہے، میرے دل پریشان کی آہ و زاری کو

سکون دینے کے لیے حدی خوانوں کے اشعار پڑھ کر روتے رہنا ہی کافی ہے اور اگر مجھے نعت گوئی میں کسی راہبر کی ضرورت پڑ گئی تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (شناخوان) مصطفیٰ علیہ السلام کا نقش قدم ہی کافی ہے۔ (اس سے کم درجے کا شخص اعلیٰ حضرت کی راہنمائی نعت کے میدان میں کر بھی کون سکتا ہے؟)

۔ ورد جائی ملے نعت خالد لکھوں اور انداز احمد رضا چاہیے

رباعی نمبر (۱۴)

ہر جا ہے بلندیِ فلک کا مذکور
انسان کو انصاف کا بھی پاس رہے
شاید ابھی دیکھے نہیں طیبہ کے قصور
گو دور کے ڈھول ہیں سہانے مشہور

حل لغات :

* جا۔ جگہ * فلک۔ آسمان * مذکور۔ جس کا ذکر کیا جائے * طیبہ۔ مدینہ * قصور۔ قصر کی جمع محل * انصاف۔ عدل * پاس۔ لحاظ * سہانے۔ دل پسند، پیارے۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۴ :

ہر جگہ لوگوں کو یہی کہتے سنا گیا ہے کہ آسمان بلند و بالا ہے، شاید ان لوگوں نے مدینہ شریف میں میرے آقا علیہ السلام کے (نہ کہ نجدیوں کے) محلات نہیں دیکھے (کہ جہاں سید الملائکہ سدرۃ المنتہی سے آتا ہے اور ستر ہزار صبح، ستر ہزار شام کو فرشتے حاضری دیتے ہیں اور دنیا بھر سے دل مدینے کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں) انسان بات کرے تو کچھ تو انصاف کا بھی خیال کرے اگرچہ دور کے ڈھول سہانے (من پسند اور دل کو اچھے) لگتے ہیں، مگر اتنا بھی ظلم ہمیں برداشت نہیں کہ ہر وقت آسمان اونچا ہے آسمان اونچا ہے کی تسبیح پڑھی جائے اور مدینے کا نام بھی نہ لیا جائے۔

۔ ہے لب پہ نعت دل میں مدینے کی جستجو
گزرے در حبیب پہ اے کاش زندگی
آقا تیری تلاش میں پھرتا ہوں گو بہ گو
نور احسن کے دل میں ہے اتنی ہی آرزو

رباعی نمبر (۱۵)

کس درجہ ہے روشن تن محبوب الہ
کپڑے یہ نہیں میلے ہیں اس گل کے رضا
جامہ سے عیاں رنگ بدن ہے واللہ
فریاد کو آئی ہے سیاہی گناہ

حل لغات :

* تن محبوب۔ اللہ کے حبیب کا جسم اقدس * جامہ۔ لباس * عیاں۔ ظاہر * واللہ۔ اللہ کی قسم * گل۔ پھول (مراد ہیں اللہ کے رسول ﷺ) * فریاد۔ التجا۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۵:

اللہ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جسم منور کس قدر روشن ہے کہ قسم بخدا! لباس مبارک سے بدن اقدس کا رنگ چھن چھن کر باہر آرہا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لباس مبارک پر جو دھندلاہٹ سی نظر آرہی ہے یہ میل کچیل نہیں ہے، ذرا غور سے دیکھو اور آنکھیں کھولو! یہ تو ہم گناہ گاروں کے گناہوں کی یاہی ہے جو آپ کا دامن پکڑ کر بخشش کی التجا کر رہی ہے۔

جو حضرت کی الفت میں قربان ہو گا
وہ محشر کے دن کیوں پریشان ہو گا
اے ہمدم اگرچہ گناہ گار ہیں ہم
مگر پھر بھی ان کے طلب گار ہیں ہم
اسی کے لیے ہر اک سامان ہو گا
خدا کا وہ جنت میں مہمان ہو گا
خطا وار ہیں ہم سیا کار ہیں ہم
نہ غمگین ہو فضل رحمان ہو گا

رباعی نمبر (۱۶)

ہے جلوہ گہ نورِ الہی وہ رُو
آنکھیں یہ نہیں سبزۂ مرثاں کے قریب
توسین کی مانند ہیں دونوں اُبرو
چرتے ہیں فضائے لامکاں میں آہو

حل لغات:

* جلوہ گہ۔ جلوے کی جگہ * رو۔ چہرہ * توسین۔ دو کمانیں * ابرو۔ بھویں * مرثاں۔ پلکیں * فضائے۔ وسعت * آہو۔ ہرن۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۶:

آقائے دو جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ انور و اقدس اللہ کے نور کی جلوہ گاہ ہے، دونوں بھویں دو کمانوں کی طرح ہیں۔ اللہ اکبر! یہ آنکھیں ہیں؟ یا آنکھوں کی پلکوں کے سبزے میں لامکاں کی وسعتیں ہیں جس کی گھاس پہ ہرن چر رہے ہیں۔

وہ دو جہاں کی رحمت اوصاف سب حمیدہ
اے آرزو وہ فرقاں، یسین اور طہ
بعد از خدا وہ ہادی، ہادی بھی برگزیدہ
مجھ میں کہاں سکت ہے ان کا لکھوں قصیدہ

رباعی نمبر (۱۷)

معدوم نہ تھا سایہ شاہِ ثقلین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسین
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

حل لغات:

* معدوم۔ عدم سے ہے یعنی نہ ہونا * ثقلین۔ دو جہاں (انسان و جن) * حسین۔ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما * تمثیل۔ مشابہت، ہم مثل ہونا۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۷:

اگر چہ سرکار مدینہ علیہ السلام کے جسم کا سایہ سورج کی دھوپ اور چاند کی روشنی میں زمین پہ نہ پڑتا تھا مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ سایہ دار نہ تھے بلکہ آپ ایسے سایہ دار تھے کہ جب آپ ﷺ کے فیض کا سایہ حسنین کریمین پہ پڑا تو کمر سے سرتک امام حسن حضور علیہ السلام سے مشابہ ہو گئے اور نچلا حصہ امام حسین کا حضور علیہ السلام سے مشابہہ ہو گیا اور جب دونوں شہزادوں کو اکٹھا کھڑا کیا جاتا تو حضور علیہ السلام کی پوری تصویر بن جاتی۔

الہی بخت بنی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ

اگر دعوتی رد کنی در قبول من دست و دامن آل رسول

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ و بناتہ و ازواجہ و عترتہ اجمعین)

رباعی نمبر (۱۸)

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولے عقیلی میں نہ کچھ رنج دکھانا مولے
بیٹھوں جو در پاک پیمبر کے حضور ایمان پر اس وقت اٹھانا مولے

حل لغات:

* آفت - مصیبت * مولیٰ - (اے اللہ) * عقیلی - آخرت * رنج - دکھ * در - دروازہ۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۸:

اے میرے اللہ! اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کی پیاری پیاری زلفوں کا صدقہ مجھے دنیا میں ہر مصیبت سے بچالے اور آخرت میں ہر غم سے محفوظ فرمالے۔

اور تیری باگاہ میں ایک آرزو دعا اور ہے اور وہ یہ کہ جب تو مجھے اپنے پیارے نبی کے روضہ اقدس کی حاضری سے نوازے تو میں حضور علیہ السلام کی چوکھٹ پہ بیٹھ کر درود و سلام پڑھ رہا ہوں تو میرے روح قبض ہو جائے۔

گر وقت اجل سرتری چوکھٹ پہ پڑا ہو جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

رباعی نمبر (۱۹)

خالق کے کمال ہیں تجدد سے بڑی مخلوق نے محدود طبیعت پائی
بالجملہ وجود میں ہے اک ذات رسول جس کی ہے ہمیشہ روز افزوں خوبی

حل لغات:

* خالق - پیدا کرنے والا * کمال - خوبی * تجدد - تبدیلی و نیا پن * بڑی - پاک * محدود - حد کے اندر * بالجملة - الغرض، آخر کار، قصہ مختصر * وجود - ہستی * روز افزوں - ہر دن زیادہ۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۹:

اللہ تعالیٰ کے کمالات اور خوبیاں بدلتی نہیں بلکہ جوں کی توں ہیں کیونکہ بدلنا حادث اور قانی کی شان ہے کل متغیر حادث۔ اور مخلوق کی صفات ساری کی ساری محدود ہیں، اللہ غیر محدود، بندہ محدود۔ قصہ مختصر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک ہمارے آقا کی ذات ہی ایسی ہے کہ جن کی شان میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ وللاخرہ خیر لك من الاولى

رباعی نمبر (۲۰)

ہوں! کر دو تو گردوں کی بنا گر جائے ابرو کچے تیغ قضا گر جائے
اے صاحبِ قوسین بس اب رونہ کرے سہمے ہوؤں سے تیر بلا پھر جائے

حل لغات:

* ہوں۔ جھڑک * گردوں۔ آسمان * بنا۔ بنیاد * ابرو۔ بھوئیں * تیغ قضا۔ فیصلے کی تلوار * صاحبِ قوسین۔ قابِ قوسین اودائی کے قرب والے آقا علیہ السلام * رڈ۔ قبول نہ ہونا * سہمے ہوؤں۔ ڈرے ہوؤں * بلا۔ مصیبت۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۰:

اے میرے جاہ و جلال والے پیارے آقا! یہ تو آپ کی عاجزی و انکساری ہے کہ ہم جیسوں سے بھی محبت فرماتے ہیں ورنہ واللہ! آپ کے رعب و دبدبے کا عالم یہ ہے کہ اگر آپ آسمان کو ایک معمولی سے ڈانٹ پلا دیں تو اس کی بنیادیں ہل جائیں اور گر کر تباہ ہو جائے، اور اگر آپ کے ابرو مبارک پہ غصے سے ہل پڑ جائے تو قضا و قدر کی تلوار گر جائے۔ اے قابِ قوسین کے قرب والے محبوب! ہم گناہ گار جو پہلے ہی سہمے ہوئے ہیں ہم سے مصیبت کا منہ پھر جائے اور بلاؤں کا تیر زخ دوسری طرف کر لے۔

رباعی نمبر (۲۱)

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا غفران میں کچھ خرچ نہ ہو گا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کر دے معاف جس میں ترا کچھ خرچ نہیں دے مولا

حل لغات:

* عصیاں۔ گناہ * غفران۔ معافی بخشش۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۱:

اے میرے پیارے آقا و مولیٰ رب العالمین (پروردگار عالم)! میرے گناہوں سے تجھے کوئی نقصان نہ ہو گا اور مجھے بخش دینے پہ تیرا کچھ خرچ بھی نہ ہو گا۔ تو جس کا تجھے نقصان نہیں (میرے گناہ) ان کو معاف کر دے اور جس پر تیرا کچھ خرچ نہیں آتا (بخشش) مجھے عطا فرما دے۔

اے الہی نہمہ مغنوم سن لے فغانِ بندہ مغنوم سن لے

تیرے احسان ہیں اک اک قدم پر
حبیب پاک کے صدقے میں یارب
لگے منجدھار کی کشتی کنارے
مسلمانوں کو راحت دے خوشی دے
کر ایسی ان کے اوپر مہربانی
وہی آجائے کرداروں میں نیکی
دل نامی کی ہیں پر دزد آہیں

رباعی نمبر (۲۲)

عابد و تائب و عاصی سب ہیں
کون ہے وہ جو نہ چاہے تم کو
آگے اے جان جسے تم چاہو
قسمت اس کی ہے جسے تم چاہو

حل لغات :

* عابد - عبادت کرنے والا * تائب - توبہ کرنے والا * عاصی - گناہ گار * قسمت - مقدر، نصیب۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۲:

اے میرے پیارے آقا! آپ کی امت میں عبادت گزار، شب زندہ دار، توبہ کرنے والے اور ہم جیسے گناہ گار سب ہی شامل ہیں اب آگے آپ کی مرضی جس کو بھی آپ پسند فرمائیں۔

پیارے جس کو چاہے سہاگن وہی ہے
بھلا کون بد نصیب ہے جو آپ کو نہ چاہتا ہوں لیکن واہ نصیب اس کے جس کو آپ چاہیں۔
وہ خوش نصیب ہے جو قبر میں فرشتوں کو تیسرے سوال کے جواب میں کہے کہ یہ واللہ! کے نورانی چہرے والے میرے آقا
ہیں لیکن اس کے مقدر کے کیا کہنے کہ واللہ! کے مبارک چہرے والا خود فرمائے کہ اس فرشتہ! اس سے کیا پوچھتے ہو میں کون ہوں اس
کے بارے میں مجھ سے پوچھو کہ یہ کون ہے انہی خوش نصیبوں کے بارے میں حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

واہ! نصیب تنہا دے باہو قبر جہاں دی جیوے ہوں

رباعی نمبر (۲۳)

کس ہاتھ کا خم تائب و تواں ٹوٹ گیا
کانپا، ید بیضا کہ عصا چھوٹ گیا
جنبش ہوئی کس مہر کی انگلی کو رضا

بجلی سی گری شیشہء مہ ٹوٹ گیا

حل لغات:

* خم - بل، حرکت * تاب - طاقت * تواں - زور * ید بیضا - چمکدار اور سفید ہاتھ * عصا - لاٹھی * جنبش -

حرکت * مہر - سورج * مہ - چاند۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۳:

یہ کس کا ہاتھ چمکا اور حرکت میں آیا ہے کہ طاقت اور برداشت کے تمام بندھن ٹوٹ گئے ہیں اور پیارے موسیٰ علیہ السلام کے چمکدار اور نورانی ہاتھ پہ کپکپی طاری ہوئی جس کی وجہ سے اُن کی لاٹھی مبارک ہاتھ سے چھوٹی اور زمین پہ گر گئی۔ اے رضا! بتاتے کیوں نہیں یہ کس سراج منیر کی انگلی کو حرکت ہوئی ہے کہ ایک بجلی سی گرتی ہوئی دیکھی گئی ہے اور آسمان کا چاند ٹوٹ کر زمین پہ آگرا ہے۔ (یہ ہمارے آقا علیہ السلام کا ید اللہ والا، گوار گوار، چمکدار اور نورانی ہاتھ ہے، جب ہاتھ کی جلوہ سامانیاں یہ ہیں تو ذات کا عالم کیا ہوگا۔)

خود خدائے دو جہاں ہے مدح خوان مصطفیٰ

سارے نبیوں سے افضل ہے شان مصطفیٰ

خلد میں لے جاؤ جو ہے نعت خوان مصطفیٰ

یوں کہے گا حشر میں جبریل سے اللہ میرا

(نور الحسن چشتی)

رباعی نمبر (۲۴)

نور رُخ سرور کا عجب جلوہ ہے

آٹھوں پہر اس کوچے میں دن رہتا ہے

یہ شام مدینہ نہ سمجھنا ابے دل

آہ دل عاشق کا دھواں چھایا رہتا ہے

حل لغات:

* رُخ سرور - (نبیوں کے) سردار کا چہرہ * عجب - حیران کن * جلوہ - دیدار، نظارہ، روشنی * آٹھوں پہر - چوبیس

گھنٹے، دن رات، ہر وقت * کوچہ - گلی، چھوٹا راستہ * آہ - (دل عاشق کی) حسرت اور ارمانوں سے بھرپور سانس۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۴:

آقاؐ کے دو جہاں، سرورِ سروراں دستگیرِ بے کساں، شاہِ مرسلان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رُخ انور کا دیدار بھی کتنا حیران

کن ہے کہ مدینہ کے گلی کوچوں میں آپ کے چہرے کے نور سے ہر وقت دن کا سماں رہتا ہے۔ اور اے میرے نا سمجھ دل! اگر تجھے

کبھی دھندلا ہٹ اور اندھیرا سا محسوس ہو تو یہ نہ سمجھنا کہ رات چھا گئی ہے یہ تو عاشقانِ مصطفیٰ کے دل کی آہوں کا دھواں ہے۔

جب مدینے کی بات ہوتی ہے
وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلتہ القدر کو جو شرما دے
وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

رباعی نمبر (۲۵)

پرواز میں جب مدحت شاہ میں آؤں
تا عرش پر فکر رسا سے جاؤں
مضمون کی بندش تو میسر ہے رضا
کافی کا درد دل کہاں سے لاؤں

حل لغات:

* پرواز - اُڑان * مدحت - تعریف و توصیف * تا - تک * پر - پرندے کا بازو (جس کے ذریعے وہ پرواز کرتا ہے) * فکر رسا - انجام تک پہنچنے والی فکر اور سوچ * مضمون - عنوان، سرنامہ، بیاں * بندش - حسن ترتیب، پابندی * میسر - حاصل * کافی - سید کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ شہید جنگ آزادی۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۵:

جب میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کو بیان کرنا شروع کرتا ہوں تو اپنی فکر رسا (نتیجہ تک پہنچنے والی سوچ) کے ذریعے عرش تک پرواز کرتا جاتا ہوں۔ اپنے نبی کی شان میں لفظوں کو تو خوب اچھے طریقے سے جوڑ لیتا ہوں مگر حضرت کافی علیہ الرحمۃ کا درد دل کہاں سے لاؤں۔

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کس قدر وسیع الظرف تھے کہ اتنے بڑے صاحب دل ہو کر آپ کی عاجزی ملا خطہ فرمائیں اور دوسروں کی حوصلہ افزائی فرمانے کے سچے جذبے پر غور کریں۔ بڑے لوگوں کی یہی نشانی ہوتی ہے، ایک جگہ آپ نے حضرت کافی علیہ الرحمۃ کو یوں خراج تحسین پیش فرمایا ہے۔

کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا انشاء اللہ میں ہوں وزیر اعظم (رحمۃ اللہ علیہما)

رباعی نمبر (۲۶)

آب در ونداں سے عدن ڈوب گیا
رشک لب لعلیں سے یمن ڈوب گیا
خجالت یہ ہوئی دیکھ کے روئے شہ کو

شبنم کے پسینہ میں چمن ڈوب گیا

حل لغات:

* آب دُر - موتیوں کا پانی (چمک دمک) * دندان - دانت * عدن - ایک شہر (بحر قلزم کے کنارے پر) * رشک - حسد، غبطہ * لب لعلیں - سرخ ہونٹ * یمن - ملک یمن * نخلت - شرمندگی * روئے شہ - بادشاہ (آقا علیہ السلام) کا چہرہ * شبنم - اوس * چمن - باغ۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۶:

ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موتیوں سے زیادہ خوبصورت اور چمکدار و مبارک دانتوں کی آب و تاب جب عدن کے موتیوں نے دیکھی تو مارے شرمندگی کے پسینے میں ڈوب گئے، اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سرخ ہونٹ جب یمن (کے عقیق سرخ) نے دیکھے تو وہ حسد اور رشک کرتا ہوا شرمندگی کے پسینے میں غرق ہو گیا۔
اور آپ کے چہرہ انور کا حسن و جمال دیکھ کر ان کی حالت یہ ہو گئی کہ گویا اوس و شبنم کو پسینہ آ گیا ہے اور اس میں سارا چمن ڈوب رہا ہے۔

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسنِ رسول ہے یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے

رباعی نمبر (۲۷)

مہکا ہے میری بوئے دھن سے عالم
ہاں نغمہ شیریں نہیں تلخی سے بہم
کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
انشاء اللہ میں ہوں وزیرِ اعظم

حل لغات:

* مہکا - خوشبودار ہوا * بوئے دھن - منہ کی خوشبو (غمدہ کلام مراد ہے) * عالم - زمانہ، جہاں * شیریں - میٹھا * تلخی - کڑواہٹ * بہم - آپس میں ملا ہوا * سلطان - بادشاہ * نعت گویاں - نعت کہنے والے * انشاء اللہ - اگر اللہ نے چاہا۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۷:

سارا جہان میرے منہ کی خوشبو (میری نعتوں) سے معطر ہو گیا کیونکہ میری نعتوں میں ایسی مٹھاس ہے کہ جس میں کڑواہٹ کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی نعت خوانوں کے بادشاہ حضرت سید کفایت علی کافی ہیں اور اللہ نے اگر چاہا تو میں ان کا وزیرِ اعظم ہوں گا۔

واصفوں میں حضرت حسان سب کے پیشوا
اجمل بہت گزرے ہیں سعدی جامی جیسے مقتداء

سلطان اردو میں کافی اور جناب احمد رضا بلبل رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے تیرا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں (مولانا جمل شاہ علیہ الرحمۃ)

رباعی نمبر (۲۸)

اسرئی میں جناں جلوۂ رُخ سے تاباں
خدمت میں دواں آئینہ رویان جناں
اے شوق! نظر ٹھہرے تو کیونکر ٹھرے
آئینہ میں آفتاب اور وہ بھی جہاں

حل لغات:

* اسرئی - شب معراج * جہاں - جنت - جلوۂ رُخ - چہرے کی ضیاء * تاباں - روشن، چمک * دواں - دوڑتے
* آئینہ رویاں جہاں - حسینان جنت * آفتاب - سورج * جہاں - حرکت کناں -

مفہوم رباعی نمبر ۲۸:

شب معراج آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جلوؤں سے ساری جنتیں چمک اٹھیں اور جنتوں میں رہنے والے (حورو
غلمان و رضوان) آپ کی خدمت کے لیے دوڑ پڑے، اے شوق دیدار! بھلا کسی کی نظر ان کے چہرے پہ ٹھہر سکتی ہے یہ تو ایسے ہے
کہ شیشے میں سورج ہو اور وہ بھی حرکت کر رہا ہو۔ سورج تو ویسے نہیں دیکھا جاسکتا پھر شیشے کے اندر ہو تو اس کے عکس میں اور زیادہ
تیزی آجاتی ہے۔

کوئی مثل نہ ڈھولن دی چپ کر مہر علی
اتھے جا نیں بولن دی

رباعی نمبر (۲۹)

ہے دوش.. نبی کان صفا صل علی
خاتم ہے لطافت پہ گواہ صل علی

تھا بارِ نبوت جو اٹھایا شہ نے
یہ نیل نزاکت سے پڑا صل علی

حل لغات:

* دوش - کندھا * کان - معدن، ذخیرہ * صفا - صفاتی و پاکیزگی * صل علی - (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) پہ رحمت ہو

* خاتم۔ مہر نبوت * لطافت۔ نرمی و پاکیزگی * بار۔ بوجھ * شہ۔ بادشاہ * نیل۔ نشان (جسم پہ داغ پڑ جانا)
* نزاکت۔ لطافت و نرمی۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۹:

ہمارے آقا علیہ السلام کے کندھے ہیں یا طہارت و صفائی و ستھرائی کی کان و معدن ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں آپ کی پشت انور پہ مہر نبوت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جسم اقدس کی لطافتوں پہ گواہ کے طور پر کافی ہے جو اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہے کہ جب آقا علیہ السلام نے نبوت و رسالت کی بھاری ذمہ داری اٹھائی تو جسم نازنین کے اوپر نشان پڑ گیا ہے۔

حق کا پیغام سنانے والے تجھ کو بھولے ہیں زمانے والے
روح سے اس کی ہوئے بیگانہ سر پہ قرآن اٹھانے والے (قیوم نظر)

رباعی نمبر (۳۰)

رحمت کہ دن نے داغ حرمان دیکھا
شب کو بھی نہ روز یہ پیش آیا
وہ وقت جسے دونوں طرف نسبت تھی
مولیٰ کی ولادت سے شرف یاب ہوا

حل لغات:

* حرمان۔ محرومی * داغ۔ دھبہ، نشان * سیہ۔ تاریک و سیاہ * مولیٰ۔ آقا علیہ السلام * شرف یاب۔ عظمت پانے والا۔

مفہوم رباعی نمبر ۳۰:

رحمتہ للعالمین کی رحمت سے نہ دن محروم رہا اور نہ ہی رات نے تاریکی دیکھی، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت باسعادت کی نسبت دونوں کو نصیب ہوئی کیونکہ جب آپ اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو ”دن جا رہا تھا اور رات آرہی تھی“ تاکہ نہ دن محروم رہے اور نہ رات کا آپ کی ولادت باسعادت کی مبارک کھڑیوں سے دامن خالی رہے۔ اور دونوں کہہ سکیں کہ
اپنا معیار زمانے سے جدا رکھتے ہیں ہم تو محبوب بھی محبوب خدا رکھتے
کسی سائل کو صدا دینے کی زحمت کیوں ہو اپنا دروازہ وہ ہر وقت کھلا رکھتے ہیں

رباعی نمبر (۳۱)

عشق احمد میں جسے چاک گریباں دیکھا
گل ہوا صبح ہمیشہ اسے خنداں دیکھا

تھا ملاقاتِ رضا کا ہمیں عمر سے شوق
بارے آج اس کو مدینہ میں غزل خواں دیکھا

حل لغات:

* چاک گریباں - پھٹا ہوا گریبان * گل - پھول * خنداں - مسکراتا، کھلا ہوا * بارے - ایک مرتبہ (پہلی مرتبہ)
* غزل خواں - غزل پڑھنے والا۔

مفہوم رباعی نمبر ۳۱:

جس دیوانے نے عشقِ مصطفیٰ سے اپنا گریبان چاک کر لیا (حضور علیہ السلام کا سچا غلام بن گیا) وہ ہمیشہ پھول کی طرح
مسکراتا اور کھلا ہوا دیکھا گیا۔

اس شعبے میں ہم نے احمد رضا (گدائے درخیر الوری، امام اہل سنت) کا نام سنا ہوا تھا، خواہش تھی کہ اس سے ملاقات بھی
ہو جائے اللہ نے مہربانی فرمائی اور جن کے در کا گدا تھا اسی سرکار کے مدینے کی گلی میں ملاقات ہو گئی، اور اس حالت میں کہ اپنے
محبوب کی یاد میں مست ہو کر مدینہ کی گلیوں میں جھوم جھوم کر پڑ رہا تھا۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

-----***-----

شرح درودِ اعلیٰ حضرت (یعنی کروڑوں درود)

(قافیہ اول بترتیب حروف تہجی)

”الف“

- | | |
|---|--|
| (۱) کعبے کے بدرالدجی تم پہ کروڑوں درود | (۱) طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود |
| (۲) شافع روزِ جزا تم پر کروڑوں درود | (۲) دفعِ جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود |
| (۳) جان و دلِ اصفیاء تم پر کروڑوں درود | (۳) آب و گلِ انبیاء تم پہ کروڑوں درود |
| (۴) لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا | (۴) کوشکِ عرش و دنیٰ تم پہ کروڑوں درود |
| (۵) اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا | (۵) جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود |
| (۶) طور پہ جو شمع تھا چاند تھا ساعیر کا | (۶) نیرِ فاراں ہوا تم پہ کروڑوں درود |
| (۷) دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا | (۷) سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود |

حل لغات:

* بدرالدجی - اندھیروں کو ختم کرنے والا مادہ تمام، بدر کامل، چودھویں رات کا چاند * طیبہ - مدینہ * شمس الضحیٰ - روشنیاں بکھیرنے والا چاشت کا سورج، نیرتاباں * شافع - شفاعت فرمانے والے * آب و گل - پانی اور مٹی * دوسرا - گنتی میں دوسرے نمبر کا * دوسرا - دونوں جہاں یعنی ہر دوسرا * کوشک - محل * عرش و دنیٰ - عرشِ معلیٰ اور مقامِ اودنی * غیب - پوشیدہ * نہاں - چھپا ہوا * طور - وہ پہاڑ جس پہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے * ساعیر - تنور * نیر - سورج * فاراں - مکہ شریف کا ایک پہاڑ * کف - تلوا * پاؤں * چاند سا - چاند جیسا * ذرا - تھوڑی دیر کے لیے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) کعبہ معظمہ میں طلوع ہو کر کفر و شرک، جہالت و ظلم کے تمام اندھیروں کو ملیا میٹ کر دینے والے چودھویں کے چاند پیارے آقا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ اور اے یثرب کو مدینہ طیبہ اور مدینہ منورہ بنا دینے والے نیرتاباں آپ پر خدا کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔

ہے سب دعاؤں سے بڑھ کر دعا درود و سلام کہ دفع کرتی ہے ہر اک بلا درود و سلام

بصد خلوص و ادب! احترام سے پڑھنا کہ خود بھی سنتے ہیں نور خدا درود و سلام

فضائل درود و سلام:

کچھ نہ تھا تو خدا تھا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود و سلام تھا اور کچھ نہ ہوگا تو خدا ہوگا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود و سلام ہوگا کیونکہ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی (کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا) اسی لیے بعض محققین علماء کی زبان سے بارہا میں نے خود سنا (مثلاً علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ) کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ خدا کا نام لینے والا کوئی نہ رہے (جب کل من علیہا فان اور کل شئی ہالک الا وجہہ کا وعدہ پورا ہوگا) مگر خود اللہ اس وقت بھی یصلون علی النبی کی شان کے ساتھ ہوگا۔ (لہذا ذکر سرکار پھر بھی جاری رہے گا)

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ کا جواز:

اللہ تعالیٰ پڑھنے پڑھانے سے تو پاک ہے تاہم بعض دفعہ جب لوگ ضد پہ اتر آتے ہیں تو ان کو پھر اس انداز سے بھی سمجھانا پڑتا ہے (کیونکہ ان کی سوئی درود ابراہیمی پہ ہی رکی ہوئی ہے کہ حضور علیہ السلام نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم دیا ہے تو اگر ہر جگہ درود ابراہیمی ہی پڑھنا ضروری ہے تو جب حضور علیہ السلام کا اسم گرامی آتا ہے پھر صرف صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اکتفا نہ کیا کرو بلکہ درود ابراہیمی ہی پڑھا کرو جبکہ ہر حدیث میں یہی درود شریف لکھا ہوا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور تمام فرقوں کے علماء تقریر کرتے ہیں تو انہی الفاظ سے درود و سلام پڑھتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم آذان میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی آتا ہے تو یہی الفاظ دہرائے جاتے ہیں)

اور وہ انداز (سمجھانے کا) یہ ہے کہ اچھا اس بات کا جائزہ بھی لے لو کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی پر درود بھیجتا ہے تو کیا الفاظ ہوتے ہوں گے ظاہر ہے اللہ تعالیٰ یہ فرمانے سے تو رہا کہ اللہم صل علی محمد۔۔۔۔۔ یقیناً اگر اللہ کے بارے میں بھی الفاظ کی صورت میں درود بھیجنے کی بات ہوگی تو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پر ہی فیصلہ ہوگا۔ بے شک ہم نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے کو ہی ضروری کہتے ہیں کیونکہ وہاں درود ابراہیمی سے پہلے سلام ہو چکا ہے السلام علیک ایہا النبی کے الفاظ کے ساتھ اور درود ابراہیمی صرف درود ہے تو حکم الہی پہ عمل ہو گیا کہ

یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ کہ درود بھی پڑھو اور سلام ضرور پڑھو۔ سلموا کی تاکید تسلیما کے ساتھ لائی گئی ہے اللہ کو معلوم تھا کہ سلام پڑھنے پر ہی ہیرا پھیری کی جائے گی اور ڈنڈی ماری جائے گی اسی کے زیادہ منکر ہوں گے لہذا اس کی تاکید فرمادی۔

لہذا نماز کے علاوہ اگر قرآن مجید کی آیت (ان اللہ و ملائکتہ۔۔۔) پہ عمل کرنا ہو تو درود ابراہیمی سے کام نہیں چلے گا کیونکہ یہ صرف درود ہے اس میں سلام نہیں ہے اس لیے نماز کے علاوہ ہر جگہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے ہی بات بنے گی۔

الصلوة و السلام اے نور بزم اولیں

الصلوة و السلام اے سبز گنبد کے مکین

الصلوة و السلام اے زینت عرش بریں

الصلوة و السلام اے رحمۃ للعالمین

یہی بات تبلیغی نصاب (پرانے چھاپے) میں فضائل درود کے اندر لکھی ہوئی ہے کہ میرے نزدیک روضہ پاک کے قریب ہو یا دور ہر جگہ یہی درود و سلام پڑھنا افضل ہے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ کیونکہ اس میں درود بھی ہے اور سلام بھی۔

کیا یہ بناوٹی درود ہے (معاذ اللہ)؟

اہل نجد و دیوبند کہتے ہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا بدعت ہے۔ یہ انڈین یا فیصل آبادی درود ہے۔ اس کا ثبوت کوئی نہیں۔ آئیے! اس درود پاک کا ثبوت تلاش کرتے ہیں اور وہ بھی دیوبندیوں تبلیغیوں کے گھر سے۔ تبلیغیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی اپنی کتاب شہاب ثاقب مطبوعہ کراچی صفحہ ۶۵ پر لکھتے ہیں کہ ہمارے مقدس بزرگان دین الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا مستحب جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا حکم دیتے ہیں۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی اپنی کتاب امداد المشتاق مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۹ پر لکھتے ہیں کہ ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔“ مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے مولوی خلیل احمد دیوبندی کے حالات زندگی پر ایک کتاب لکھی ہے تذکرہ خلیل جو مکتبہ الشیخ بہار آباد کراچی سے شائع ہوئی ہے، اس کے صفحہ نمبر ۲۲۳ پر لکھا ہے کہ ”مولوی خلیل احمد دیوبندی کو صاحب التاج والمعراج رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی مولوی صاحب الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے لگے۔“

علماء دیوبند کے متفقہ پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی جن کو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب افاضات الیومیہ جلد اول صفحہ نمبر ۱۶۱ پر حجة اللہ فی الارض ورحمة للعالمین اور صفحہ نمبر ۳۷۳ پر لکھا ہے کہ ”جوشان تحقیق حاجی امداد اللہ میں دیکھی وہ کسی میں نہ دیکھی۔“ تبلیغیو آؤ! تھانوی صاحب کے پیر و مرشد کی تحقیق دیکھو کیا ہے؟ حاجی امداد اللہ مہاجر کی اپنی مشہور کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۳۲ پر لکھتے ہیں کہ ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے میں کوئی قباحہ نہیں۔“ بانیان دیوبند کے یہی پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی اپنی کتاب ضیاء القلوب مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۵ پر ذکر کا طریقہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ”تین بار الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھے“ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۶۱ پر صاحب التاج والمعراج رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا طریقہ کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ”عشاء کی نماز کے بعد نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ پاک کی جانب منہ کر کے بیٹھے اور خدائے لم یزل کی بارگاہ بے نیاز میں صاحب التاج والمعراج رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات قاسدہ سے پاک کر کے صاحب التاج والمعراج رحمۃ اللہ علیہ کی صورت سفید و شفاف ملبوسات اور سبز عمامہ شریف اور منور چہرہ انور کا تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داکیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی باتیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور پڑھ کر اپنی ہتھیلی پر دم کرے اور ہتھیلی سر کے نیچے رکھ کر سو جائے انشاء اللہ زیارت نبی الانبیاء سے مشرف ہوگا۔“ ناظرین کرام! یہ میرا یا میرے اکابرین کا فتویٰ نہیں، دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے بہت بڑے سردار کی تحقیق ہے لیکن اب دیکھیں حق بات کو تبلیغیوں کے معدے قبول کرتے ہیں کہ نہیں۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے بانی مولوی خیر محمد جالندھری خیر الفتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ لاہور پر لکھتے ہیں کہ ”روضہ اطہر پر حاضر ہو کر بھینچہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سلام پیش کرنا جائز ہے۔“

تبلیغی جماعت کے ہیڈ کوارٹر کی خانہ تلاشی لیتے ہیں۔ مولوی زکریا سہارن پوری اپنے سلیبس کی مخصوص کتاب فضائل اعمال مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۶۳۶ پر لکھتے ہیں کہ ”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله پڑھا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔“ تبلیغی جماعت والوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے، جو کہتے ہیں کہ یہ درود شریف بدعت ہے۔ اگر واقعی یہ بدعت ہے تو سب سے بڑے بدعتی تو آپ کی جماعت کے بانی ہوئے۔ مولوی ظفر احمد دیوبندی۔ اپنی کتاب ”عشق رسول ﷺ اور اکابر علماء دیوبند“ مطبوعہ لاہور صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں کہ ایک دن مولوی اشرف علی تھانوی فرمانے لگے ”یوں جی چاہتا ہے کہ آج کثرت سے درود شریف پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے الصلوٰۃ والسلام عليك يا رسول الله۔“ لو جناب! آپ کو اجازت ہے کہ پورے شرح صدر سے تھانوی صاحب کے اس عمل کو شرک قرار دے کر تھانوی صاحب کو جہنم پہنچا دیجئے۔ یہ کیسا ظلم ہے کہ جو بات آپ کے بزرگوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ وہ سب ایمان و عرفان ہے اور وہی بات اگر ہمارے اسلاف بیان کریں تو کفر و شرک ہو جائے۔

عبد المجید ایڈووکیٹ: دیوبندی نے سات جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے۔ سیرت النبی بعد از وصال نبی، اس کتاب کی جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۰۶ پر لکھا ہے کہ ”حضرت حافظ محمد صابر علی ابن شاہ امام کو ایک مرتبہ صاحب التاج والمعراج نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ”میرا نام ابوالقاسم (کنیت) بھی لیا کرو۔“ یعنی الصلوٰۃ والسلام عليك يا ابا القاسم کہا کرو اور اسی جلد کے صفحہ ۲۱۲ پر لکھا ہے کہ ”حضرت مولانا حقی نازلی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار مرتبہ پڑھا الصلوٰۃ والسلام عليك يا رسول الله خذ بيدی قلت جلتی ادر کنی مجھے حضور صاحب التاج والمعراج کی زیارت سے نوازا گیا۔“ اسی کتاب کی جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے ”جب سلطان اولیاء حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو حضور صاحب التاج والمعراج کی جلوہ گری ہوئی۔ حضرت میاں میر علیہ رحمۃ القدر اپنے آقا علیہ السلام کے استقبال کے لیے چار پائی سے اتر آئے اور سلام عشق پیش کرتے ہوئے عرض کی الصلوٰۃ والسلام عليك يا رسول الله۔“ حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے لے کر مولوی زکریا سلطان پوری تک تمام رہنما یان دیوبند پر نظر ڈالئے سب ہی الصلوٰۃ والسلام عليك يا رسول الله کا ورد کرتے نظر آئیں گے اور انہیں الفاظ کو جب اہلسنت پڑھتے ہیں تو یہ لوگ بدعت بلکہ کفر و شرک سے ہلکا فتویٰ بالکل نہیں لگاتے بقول شاعران کا یہ حال ہے کہ:

دوہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے

آیا کوئی ادھر تو ادھر سے نکل گیا

(بشکریہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ دسمبر ۲۰۰۴ء)

ایک وجہ اس کی یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اور ہم عرض کرتے ہیں اللھم صل علی محمد۔۔۔ اے اللہ! اپنے نبی کی عظمت و شان کو تو ہی بہتر جانتا ہے لہذا تو خود ہی ان کے شایان شان ان پر درود و سلام بھیج پھر یقیناً اللہ تعالیٰ اللھم صل تو نہیں فرماتا یونہی فرماتا ہوگا الصلوٰۃ والسلام عليك يا رسول الله۔

پڑھتے ہیں آسمان پر فرشتے بھی جب درود ان پر سلام کیسے نہ اہل زمین کہیں

(الصلوة والسلام عليك يا رسول الله)

اللہ تعالیٰ نے ہر عبادت کے ساتھ وقت، جگہ کی پابندی لگائی ہے نماز پڑھنی ہے تو ظہر کے وقت میں عصر کی نہیں پڑھ سکتے ہو حج کرنا ہے تو خاص وقت پہ ہوگا اور مخصوص جگہ پہ لیکن درود و سلام ایسی عبادت ہے کہ نہ جگہ کی پابندی نہ وقت کی نہ الفاظ کی اور نہ

حالت کی۔ اذان سے پہلے پڑھو یا بعد میں، بیٹھ کر پڑھو (جیسے التحيات میں پڑھتے ہو) یا کھڑے ہو کر (جیسے ہم تو جمعہ کے بعد بھی پڑھتے ہیں مگر منکرین بھی نماز جنازہ میں پڑھ ہی لیتے ہیں) آہستہ آواز میں پڑھو یا بلند آواز سے، درود ابراہیمی پڑھو یا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا امام بوسری کی زبان میں پڑھو۔۔۔ مولای صل وسلم دائما ابدا

یا اعلیٰ حضرت کی زبان میں پڑھو مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام جب اللہ نے کوئی پابندی زبان، حالت، جگہ، الفاظ کی نہیں لگائی تو اور کون ہوتا ہے پابندی لگانے والا (المطلق یجری علی اطلاقہ) مطلق اپنے اطلاق پر ہی جاری رہے گا اور

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی میرا سن کے دل شاد ہوتا رہے گا

خدا اہل سنت کو آباد رکھے محمد کا میلاد ہوتا رہے گا

پڑھنے کا حکم ہے اعتراض کرنے کا نہیں ہے پڑھو ضرور چاہے کوئی پڑھو۔ اور پھر جو پڑھتے ہیں خوش نصیب ہیں کہ حکم ہی انہی کو ہے یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اعتراض کرنے والے ہرگز نہ پڑھیں گے کہ ان کو حکم ہی نہیں۔ ایمان والا ہے تو روزہ رکھے گا کیونکہ اسی کو حکم ہے کتب علیکم الصیام کا، ایمان والا ہے تو جمعہ پڑھے گا اسی کو حکم ہے اذا نودی للصلوة کا اور ایمان والا ہے تو صلوٰۃ و سلام پڑھے گا کیونکہ اسی کو حکم ہے صلوا علیہ وسلموا کا۔

تم تم پچ لاکھوں سلام تم پچ لاکھوں سلام

سب سے اعلیٰ عزت والے غلبہ و قہر و طاقت والے

حرمت والے کرامت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام

(مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ)

ابوالنور سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں والے ایک حکایت بیان کرنے کے بعد یوں رقمطراز ہیں۔ ”یہ منکرین بھی عجیب لوگ ہیں۔ جس بات کو روضہ شریف سے دور شرک اور حرام بتاتے ہیں۔ اسی بات کو روضہ شریف کے سامنے جائز بتاتے ہیں۔ حالانکہ شرک و حرام جو ہے وہ ہر جگہ شرک و حرام ہی ہے۔ ہم نے دیکھا۔ کہ حضور ﷺ کے مواجہہ شریف میں کوئی دست بستہ سلام عرض کرتا ہے تو نجدی ہاتھ کھلوا دیتے ہیں کہ یہ تو صورت نماز کی ہے۔ حالانکہ صورت نماز کی قیام بھی ہے۔ اور اگر کوئی بیٹھ کر دوڑا نو ہو کر سلام پڑھے گا۔ تو یہ بھی صورت نماز کی ہو جائے گی۔ نمازی التحيات میں اسی طرح بیٹھتا ہے۔ ہاتھ چھوڑ کر سلام پڑھا جائے۔ تو یہ بھی صورت نماز کی ہے۔ نمازی رکوع سے اٹھتا ہے۔ تو ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہوتا ہے۔ ان منکرین سے کوئی پوچھے کہ تم چاہتے کیا ہو؟ سچ پوچھئے۔ تو اگر ان کا بس چلے۔ تو حضور ﷺ کے مواجہہ شریف کی حاضری ہی کو یہ شرک قرار دیدیں۔ مگر انشاء اللہ ایسا کبھی نہ ہو سکے گا۔ درود و سلام کے نعمات ہر دور میں گونجتے رہے گونج رہے ہیں اور گونجتے رہیں گے۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حضور علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس (درود و سلام پڑھنے والے) کو بخش دے اور اگر کوئی حضور علیہ السلام کا نام سن کر درود و سلام

نہ پڑھے تو کچھ فرشتے کہتے ہیں! اللہ تجھے نہ بخشے اس پر باقی فرشتے آمین کہتے ہیں۔
ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جبریل امین علیہ السلام نے دعا کی کہ ہلاک ہو وہ شخص کہ آپ کا نام سنے اور درود شریف نہ پڑھے تو حضور علیہ السلام نے اس کے جواب میں آمین کہا۔

وہ جن کا ذکر جمیل راحت، وہ جن کی چاہت بھی ہے عبادت
وہی تو جان بہار آئے، درود پڑھیے سلام پڑھیے
بشیر ہو کر، نذیر ہو کر، رؤف ہو کر رحیم ہو کر
شفیع روز شمار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے
خدائی آنکھیں بچھا رہی ہے، صدایہ سدرہ سے آرہی ہے
دنی کے وہ تاجدار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے
حضور آئے بہار آئی صبا یہ پیغام ساتھ لائی
یہ لمحے کیا خوشگوار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے
رسول عالی وقار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے
حبیب پروردگار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے
(صلی اللہ علیہ وسلم)
(صلی اللہ علیہ وسلم)
(صلی اللہ علیہ وسلم)
(صلی اللہ علیہ وسلم)
(صلی اللہ علیہ وسلم)
(صابر براری)

درود شریف پڑھنے والا پل صراط سے نہ صرف خود خیریت سے گزر جائے گا بلکہ پل صراط سے گرنے والوں کو بھی سلامتی سے گزار دے گا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) اے قیامت کے دن ہم گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آقا! آپ پہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ اور اے تمام مصائب و آلام کو ہم سے دور فرمانے والے پیارے نبی! آپ پہ کروڑوں درود و سلام ہوں۔
(۳) اے پیارے نبی! اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندوں (اصفیاء) کے دل اور جان آپ کے قدموں پہ فدا ہوں، آپ پر کروڑوں درود و سلام ہوں۔ اور اے تمام انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام کی اصل و بنیاد! آپ پہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ ساری کائنات کی تخلیق کا باعث آپ ہی ہیں اسی لیے اللہ کی ساری مخلوق آپ پہ درود و سلام پڑھتی ہے جس کی تعداد کروڑوں سے بھی اوپر جاتی ہے۔

پھیلے گا دن اس شہِ عالی مقام کا سکھ چلے گا آج محمد کے نام کا
اے کیف خاص دن ہے یہ دربار عام کا کہہ دو کہ آج خوب ہے موقع سلام کا
دربار عام گرم ہو اشتہار دو جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو
(۴) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ، ہے کوئی دوسرا جس کی دونوں جہانوں پہ حکومت ہو۔ جن کے قدم عرش معلیٰ کی زینت بنیں اور جو اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب ہوئے کہ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، اس آقا پہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

آج اہل عرش فرش بچھانے کو آئے ہیں کیا سترے سترے لا کے بچھونے بچھائے ہیں

کیا نرم نرم تکیے لگانے کو آئے ہیں خوانوں میں سننے والوں کے حصے لگائے ہیں

آؤ کہ انجمن ہے رسالت مآب کی دوڑو کہ مفت بٹتی ہے دولت ثواب کی

(۵) وہ اللہ رب العالمین جو صرف غیب ہی نہیں بلکہ غیب الغیب والشہادۃ ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معراج کی رات جب اس ذات کو دیکھ لیا ہے تو اور کوئی غیب کی بات آپ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اے میرے پیارے آقا آپ پہ کروڑوں درود و سلام ہوں۔

مریض ہجر نبی کے سکون دل کے لیے جہاں میں ہے فقط اک دوا درود و سلام

ہے امتی وہ پیارا حضور انور کو جو ورد کرتا ہے بے انتہاء درود و سلام

(۶) طور پہاڑ پہ موسیٰ علیہ السلام کو جو جلوہ نظر آیا تھا اور آپ بے ہوش ہو کر گرے اور اس کو سنبھال نہ سکے وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے مرکز نور کی ایک تجلی تھی جو بعد میں نیر تاباں ہو کر فاران کی چوٹی پہ چمکی اور سارا جہان روشن کر دیا۔ اے میرے نور والے آقا! آپ پہ اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

خدا کی رحمت بے حد نے اس کو گھیر لیا جہاں کسی نے زباں سے پڑھا درود و سلام

نہ جن و انس و ملک پر ہے منحصر بس اک نبی پہ بھیج رہا ہے خدا درود و سلام

(۷) اے روتوں کو ہسانے والے، دوزخ کی آگ بجھانے والے اور بجھے ہوئے ہدایت کے چراغ جلانے والے آقا! اپنا چاند جیسا قدم مبارک میرے سینے پہ رکھ کر میرے دل کو ٹھنڈا فرما دیجئے! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

سنارہی ہے چمن میں گلوں کو پڑھ پڑھ کر ہر ایک بلبل شیریں نوا درود و سلام

بہد خلوص، ادب، احترام سے پڑھنا کہ خود بھی سنتے ہیں نور خدا درود و سلام

یا شفیع الوریٰ سلام علیک یا نبی الہدیٰ سلام علیک

خاتم الانبیاء سلام علیک سید الاصفیاء سلام علیک

اعظم الخلق اشرف الشرفاء افضل الازکیاء سلام علیک

احمد لیس مثلك احد مرحبا مرحبا سلام علیک

کشفتم منک ظلمة الظلماء انت بذل الدجیٰ سلام علیک

انک مقصدی و ملجائی انک مددعای سلام علیک

صلوات اللہ علی المصطفیٰ افضل الانبیاء سلام علیک

صل و سلم علی محمد

صلی اللہ علیہ وسلم

ردیف ”ب“

- (۸) ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لا جواب نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود
(۹) غایت و علت سبب بہر جہاں تم ہو سب تم سے بنا تم بنا پہ کروڑوں درود

حل لغات:

* انتخاب - پسندیدہ * وصف - خوبی و خصلت * لا جواب - بے مثال * مصطفیٰ - چنا ہوا * غایت - انجام * علت - وجہ، سبب * بنا - بفتح الباء، بنانا سے ہے بمعنی تعمیر کرنا سے * بنا - بکسر الباء بمعنی بنیاد۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۸) ساری خدائی میں سے خدا تعالیٰ نے محبوبیت کے لیے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کو منتخب فرمایا اور آپ کی ہر خود خصلت بے مثال، لا جواب اور با کمال ہے، جب آپ کا نام ہی مصطفیٰ (چنا ہوا، برگزیدہ) ہے تو آپ کی ذات کتنی ارفع و اعلیٰ ہوگی۔ اے میرے آقا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

بہت ہی خوب ہے صل علی درود و سلام
میرے جنازے کے ہمراہ پڑھتے جائیں سب
و طیفہ سب کا ہے صبح و مسا درود و سلام
ہیں جتنے بھی مرے اہل عزاء درود و سلام
ہمیشہ ورد زباں رات دن حبیب رہے
خدا کرے نہ کبھی ہو قضاء درود و سلام

(۹) ساری کائنات کی تخلیق کا سبب، وجہ کائنات اور اصل و بنیاد آپ ہی کی ذات ہے (لولاک لما خلقت الافلاک) اور ساری مخلوق آپ ہی کے نور سے بنی جبکہ آپ اللہ کے نور سے (انا من نور اللہ و الخلق کلہم من نوری) اے میرے پیارے نبی آپ پہ اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

درود و سلام اور قرآن:

اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء کرام علیہم السلام کا نام لیکر قرآن پاک کی سورہ صفت میں ان پہ سلام بھیجا۔ سلم علی نوح فی العالمین - سلم علی ابراہیم سلم علی الیاسین - سلم علی موسیٰ و ہرون - جبکہ یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وسلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام پہ سلام جس دن وہ پیدا ہوئے جس دن ان کا وصال ہوگا اور جس دن ان کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ ان تمام دنوں پر سلام۔ (مریم)

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا و السلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا۔ (مریم)
مجھ پر سلام اور جس دن میں پیدا ہوا اس دن پر سلام اور جس دن میرا وصال ہوگا اس دن پر سلام اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا اس دن پر سلام۔ باقی نبیوں کا اکٹھا ذکر فرمادیا وسلم علی المرسلین۔ تمام رسولوں پہ سلام۔

اہل ایمان کو قیامت کے دن فرشتے (خازن جنت) سلام کہیں گے سلم علیکم طہم فادخلوہا خلدین

(الزمر) تم پر سلامتی ہو خوش رہو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ، یقیناً یہ وہ خوش نصیب ہیں جو دنیا میں اپنے آقا علیہ السلام پر محبت سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوں گے۔ اور ہزاروں فتوؤں کے باوجود پڑھتے ہوں گے۔

تیرے دشمن جلتے رہیں گے جَل جَل کے مرتے رہیں گے

ہم یہی پڑھتے رہیں گے صلوات اللہ علیک

لہذا منکر خود ہی کہیں گے یا اللہ ہم تو اس جنت میں نہ جائیں گے جس میں اہل ایمان پر سلام بھیجا جا رہا ہے کیونکہ ہم تو نبی علیہ السلام پہ سلام پڑھنے کو بدعت و گمراہی کہتے تھے۔ اللہ فرمائے گا تمہیں جنت میں بھیج کون رہا ہے یہ تمہارے لیے نہیں بلکہ میرے محبوب کے غلاموں کے لیے ہے۔ تم سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

نماز اعلان نبوت کے کئی سال بعد فرض ہوئی جبکہ درود و سلام ایسی عبادت ہے جو آدم علیہ السلام کے دور سے شروع ہوئی۔ اور مختلف الفاظ میں یہ سلسلہ جاری رہا اور نہ صحابہ کرام اور خود حضور علیہ السلام نے کبھی پنجابی یا اردو میں دعا بھی نہیں کی تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں دعا بھی نہیں کرنی چاہیے۔ پورے قرآن میں کوئی ایک آیت یا پورے ذخیرہ حدیث میں ایک حدیث ہی ہوتی کہ فلاں زبان میں درود و سلام پڑھو فلاں میں نہ پڑھو، کھڑے ہو کر پڑھو بیٹھ کر نہ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو کوثر عطا فرمایا جس کا معنی خیر کوثر بھی ہے یہ درود و سلام ایسی خیر ہے جو قیامت تک جاری رہے گی اور اس میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔

الغرض بات یہاں سے چلی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر نبیوں پہ سلام بھیجا تو ان کے قدم فرش پر تھے اور جب ہمارے آقا علیہ السلام پہ سلام بھیجا اور السلام علیک ایہا النبی فرمایا تو حضور علیہ السلام کے قدم عرش پر تھے۔

السلام اے صدر بزم انبیاء السلام اے خاص خاصان خدا
السلام اے مجتبیٰ و مصطفیٰ السلام اے طہ، یس و الضحیٰ

ردیف "ت"

(۱۰) تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات اصل سے ظن بندھا تم پہ کروڑوں درود

(۱۱) مغز ہو تم اور پوست اور ہیں باہر کے دوست تم ہو درونِ سرا تم پہ کروڑوں درود

حل لغات:

* حیات - زندگی * ثبات - قائم رہنا * اصل - جڑ، بنیاد * ظن - سایہ * مغز - گودا * پوست - چھلکا * درون -

اندر * سرا - مکان، گھر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۰) اے میرے آقا! آپ ہی کے دم قدم سے دنیا کا یہ سلسلہ چل رہا ہے اور آپ ہی سے دنیا کا وجود قائم ہے، آپ اصل

کائنات ہیں اور سارا جہاں آپ ہی کا سایہ ہے اور سایہ اصل سے ہی قائم رہتا ہے اصل گیا تو سایہ بھی گیا۔ یا رسول اللہ! آپ پہ

کروروں درود و سلام ہوں۔

۱۱) السلام اے سید و ختم الرسل السلام اے وجہ خلق جزو گل
اے میرے پیارے آقا! آپ ہی اصل اور مغز ہیں اور باقی سارا جہاں چھلکے کی مانند ہے، باقی سب باہر والے ہیں اور
آپ اندر کے راز دار ہیں اور اپنے خالق و مالک کے پیارے محبوب ہیں آپ پر درود و سلام کی بارش ہو۔
۱۲) السلام اے محرم راز خدا السلام اے زینت عرش علی

ردیف

(۱۲) کیا ہیں جو بید ہیں لوٹ تم تو ہو غیث اور غوث
(۱۳) تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
(۱۴) وہ شب معراج راج وہ صف محشر کا تاج
(۱۵) لُحْتُ فَلَاحُ الْفَلَاحِ رُحْتُ فَرَاحُ الْمَرَاحِ
(۱۶) جان و جہان مسیح داد کہ دل ہے جرت
(۱۷) اُف وہ رہ سنگلاخ آہ یہ پاشاخ شاخ
(۱۸) تم سے کھلا باب جو دم سے ہے سب کا وجود
(۱۹) خستہ ہوں اور تم معاذ بستہ ہوں اور تم ملاذ
چھینٹے میں ہو گا بھلا تم پہ کروروں درود "ث"
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود
کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروروں درود "ج"
عُدْ لِيْعُوْدَ الْهِنَا تم پہ کروروں درود "ح"
نبضیں چھٹیں دم چلا تم پہ کروروں درود
اے مرے مشکل کشا تم پہ کروروں درود "خ"
تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروروں درود "ذ"
آگے جوشہ کی رضا تم پہ کروروں درود "ز"

حل لغات:

* بے حد - بے شمار، ان گنت * لوٹ - لگاؤ رکھنے والے، لالچ، ضروریات * غیث - بارش * غوث - مددگار
* چھینٹے - چند قطرے * بھلا - اچھا * حفیظ - حفاظت کرنے والا * مغیث - مددگار * خبیث - ناپاک، کمینہ * شب - رات
* راج - حکومت * صف - لائن، سطر، قطار * لُحْتُ - خالص، مکمل لینا * فلاح الفلاح - مکمل کامیابی * رحت - آپ کی
آمد * فراح المراح - خوشیاں * عُدْ - شمار کر * ليعود الهنا - وہ یہاں تشریف لائیں * داد - انصاف (یا دادن سے ہے بمعنی
دینا) * جرت - زخمی * دم چلا - سانس آیا * اُف - افسوس، ہائے * رہ - راستہ * سنگلاخ - پتھریلی زمین * آہ - ہائے * پاؤں
* شاخ شاخ - زخمی، پارہ پارہ * مشکل کشا - مصیبت دور کرنے والا * باب - دروازہ * جود - سخاوت * وجود - ہستی
* بقا - باقی رہنا * خستہ - زخمی، تھکا ماندہ * معاذ - جائے پناہ * بستہ - بندھا ہوا * ملاذ - ٹھکانہ * شہ - آقا، بادشاہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۲) کوئی بات نہیں اگر ضروریات و حاجات بہت زیادہ ہیں تو میرے آقا میرے مددگار اور رحمت کی بارش ہیں، ان کی رحمت کا
ایک ہی چھینٹا میرے سارے کام بھلے کر دے گا۔ اے رحمت والے پیارے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

ۛ السلام اے دافع رنج و الم السلام اے حاکم لوح و قلم

السلام اے مصدر فیض و عطا السلام اے منبع جو دو سخا

(۱۳) میری حفاظت فرمانے والے اور میرے مددگار جب میرے آقا علیہ السلام ہیں تو پھر مجھے کیا خطرہ ہے چاہے دشمن کتنا ہی کمینہ کیوں نہ ہو۔ اے میرے دستگیر آقا! آپ پر کروڑوں درود و سلام ہوں۔

ۛ السلام اے رحمت پروردگار السلام اے غم زدوں کے غم گسار

السلام اے رونق دنیا و دیں السلام اے راحت قلب حزین

(۱۴) معراج کی رات اللہ کے محبوب علیہ السلام کو سارے عالم کی حکومت عطا فرمادی گئی میدان محشر میں شفاعت کا تاج عطا فرما کر آپ کو عالم آخرت کی بادشاہی بھی سونپ دی جائے گی، کیا ہمارے آقا علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور اس شان کا ہوا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اے میرے تاج شفاعت والے آقا! آپ یہ رحمت کی برسات ہو۔

ۛ السلام اے نور حق، حق الیقین السلام اے صادق الوعدالا میں

السلام اے متبدا و منجا السلام اے رہبروں کے رہنما

السلام اے شافع یوم الحساب السلام اے صاحب ام الکتاب

(۱۵) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سراپا رحمت و عنایت ہیں آپ اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو سارا جہان خوشبو سے مہک اٹھا و رخشی سے جھوم اٹھا، اب بھی آپ کی آمد کے لیے ہم ایک ایک لمحہ شمار کر رہے ہیں کہ کب محبوب کی سواری ادھر سے گزرے۔

ارسل ہاشمی! آپ پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

ۛ السلام اے مظہر ذات خدا السلام اے کُنْتُ کُنْزاً مَحْفُوظاً

السلام اے نور بخش مہر ماہ شمس بے کس پر خدا را اک نگاہ (شمس الحق)

(۱۶) اے زندگی دینے والوں کی جان! آپ کے قدموں پہ میری جان بھی قربان! میرے زخمی دل کا بھی علاج فرمادیں، ایسا جنت کا جھونکا آئے کہ رُکی نبضیں چل پڑیں۔ اے جانِ مسیحا! آپ پر کروڑوں درود و سلام ہوں۔

ۛ کروڑوں درود و کروڑوں سلام بروح محمد علیہ السلام

(۱۷) ہائے افسوس! طویل سفر ہے راستہ پتھروں سے بھرا ہوا ہے اور میرے پاؤں بھی زخموں سے چور چور ہیں۔ اے میری مشکلوں کو حل کرنے والے میرے آقا! میری مشکل کشائی فرمادیجئے! آپ پر اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

(۱۸) اے میرے جود و کرم والے آقا! آپ نے ہی جود و سخا اور فضل و عطا کا دروازہ کھول کر ہر ایک سائل کی جھولی کو بھر دیا ہے اور صرف دامن ہی نہیں بھرے بلکہ آپ کی وجہ سے ہی کائنات کو جود ملا ہے اور آپ ہی کے دم قدم سے سب کی بقا ہے اگر آپ نہ ہوں تو سب کچھ ایک لمحہ میں فنا ہی فنا ہے۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی آپ پر کروڑوں رحمتیں ہوں۔

ۛ سلام اُس پر جسے حق نے عطا کی شان یکتائی سلام اس پر کہ جس کے نور سے ہم نے ضیا پائی

سلام اس پر کہ دنیا میں اخوت کی بنا ڈالی تمیز بندہ و آقا زمانے سے مٹا ڈالی

(۱۹) اے میرے پیارے آقا! میں تو زخمی و خستہ حال ہوں، میری جائے پناہ صرف آپ ہیں، اور پابند سلاسل (گناہوں میں جکڑا ہوا) ہوں آپ ہی مجھے رہائی دلا کر ٹھکانہ عطا فرمائیں گے، بس میری تو یہی التجا ہے آگے جو میرے شہنشاہ کی رضا ہے۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

یا رسول اللہ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارش ہو۔

سلام اس پر کہ جس نے تلافی زیر دستی کی
سلام اس پر کہ عبدیت بھی جس پہ ناز کرتی ہے
سلام اس پر کہ آداب معیشت جس نے سکھائے
سلام اس پر کہ جس کا نام روشن ہے امامت میں
سلام اس ماہ کامل پر کہ پر تو چار ہیں جس کے
قیموں اور بیواؤں کی جس نے سر پرستی کی
ثریا سے پرے انسانیت پرواز کرتی ہے
سلام اس پر قوانین سیاست جس نے سمجھائے
صداقت میں، شجاعت میں، شرافت میں دیانت میں
ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر یار ہیں جس کے
(خوشی محمد ناظر)

ودیف ”دا“

(۲۰) گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
(۲۱) مہر خدا نور نور دل ہے سیہ دن ہے دور
(۲۲) تم ہو شہید و بصیر اور میں گنہ پر دلیر
(۲۳) چھینٹ تمہاری سحر چھوٹ تمہاری قمر
(۲۴) تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود
شب میں کرو چاندنا تم پہ کروڑوں درود
کھول دو چشم حیا تم پہ کروڑوں درود
دل میں رچا دو ضیاء تم پہ کروڑوں درود
لیم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود

حل لغات:

* بے حد - بہت زیادہ * قصور - گناہ * عفو - بہت زیادہ معاف کرنے والا * غفور - بہت زیادہ بخشنے والا * جرم - گناہ * خطا - غلطی * مہر - سورج * سیہ - کالا سیاہ * چاندنا - اُجالا، روشنی * شہید - گواہ * بصیر - دیکھنے والا * گنہ - گناہ * چھینٹ - چند قطرے * بحر - صبح صادق * چھوٹ - کرن، تجلی * قمر - چاند * رچا - رچنا بسنا یعنی کسی شے کا دل میں رچ بس جانا * ضیاء - روشنی * ظہور - ظاہر ہونا * لیم - علت و سبب * ان - تخلیق، اگر (اصطلاحات منطق ہیں علت سے معلول پر دلیل لائیں تو اس کو برہان کہتے ہیں اور معلول سے علت پہ دلیل لائیں تو یہ برہانِ انتی ہے)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۰) اے میرے کریم آقا! اگرچہ میرے گناہ حد سے سوا ہیں لیکن آپ تو بہت زیادہ معافی عطا فرمانے والے ہیں اور بخش دینے والے ہیں، میرے گناہ اور خطائیں بھی معاف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں درود و سلام نازل فرمائے۔

تاجدار رسالت پہ لاکھوں سلام شہر یار نبوت پہ لاکھوں سلام

ہاشمی شہزادے . عرب تاجور ' تیری شاہانہ شوکت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ السلام ہمارا درود و سلام خود سنتے ہیں:

بعض لوگ فرشتوں کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں درود و سلام پہنچانا بیان کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خود نہیں سنتے، اگر سنتے ہوتے تو فرشتے کیوں مقرر کئے جاتے اگر اس موقف پہ قائم رہیں تو عرض کروں کہ ذرا اللہ تعالیٰ کی طرف بھی دھیان کریں اس نے بھی کرانا کاتبین کو ہر بندے کے اوپر متعین فرمایا ہوا ہے کہیں تمہارے اس خطرناک موقف کی زد میں خدا کی خدائی تو نہیں آرہی؟ ذرا غور سے دیکھ لے۔

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

فرشتوں کو درود و سلام پہنچانے پہ اس لیے نہیں مقرر کیا ہوا کہ حضور علیہ السلام خود نہیں سنتے یا سن نہیں سکتے کیا آپ کے گھر میں مہمان آجائے تو وہ خود اپنی تواضع کی چیزیں فرج سے نکال نکال کر کھاتا رہتا ہے یا تم اس کو کرسی پہ بٹھا کر میز سامنے رکھ کر پیش کرتے ہو اور اگر ایسا کرتے ہو اور یقیناً ایسا ہی کرتے ہو گے تو کیا اس وقت آپ کو کبھی خیال آیا کہ یہ خود اٹھ نہیں سکتا چل کر فرج کی طرف جا نہیں سکتا بس

حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

اگر چل کر فرج کی طرف نہیں جاسکتا تو اتنی دور سے چل کر تمہارے گھر کیسے آسکتا ہے۔

تو دراصل یہ سب کچھ اس کی عزت میں ہو رہا ہے اور آپ کر رہے ہیں اس طرح حضور علیہ السلام امت کا درود و سلام خود سنتے ہیں بلکہ جواب بھی دیتے ہیں مگر فرشتوں کو یہ خدمت سوپ دی گئی ہے تاکہ حضور تشریف فرما رہیں اور فرشتے آپ کی امت کا نذرانہ محبت آپ کی خدمت میں پیش کرتے رہیں۔ ورنہ

براہ راست مظفر حضور سنتے ہیں میں حلق سے نہیں دل سے سلام کہتا ہوں

حدیث شریف ہے انی ادلی مالا ترون واسمع مالا تسمعون۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

جو جنت کی سیر کرتے ہوئے مکہ میں چلنے والے بلال کے قدموں کی آواز سن سکتے ہیں۔ اپنی والدہ ماجدہ کے لطن اطہر میں لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز سن سکتے ہیں۔ وہ زمین پہ رہ کر زمین پہ رہنے والے امتی کا درود و سلام کیوں نہیں سن سکتے۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینے سنیں مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اسمع صلاة اهل محبتی و اعرفهم۔ (مطالع السمرات) میں محبت والوں

کا درود و سلام خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا بھی ہوں۔ قل اذن خیر لکم۔ آپ فرمادیں کہ یہ کان تمہارے فائدے کے لیے ہیں۔

یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کہ کوئی سلام علی نجد کہہ کے دل کو خوش کر رہا ہے (تحفہ وہابیہ) اور ہم اللہ کے محبوب

پہ سلام پڑھ کے دل کو ٹھنڈک پہنچا رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام پہ صلوٰۃ و سلام کیا اس لیے نہیں پڑھتے ہو کہ آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دے سکتے؟ کیا ازلی بد بخت خطہ نجد، جس کے لیے حضور علیہ السلام نے صحابہ کے عرض کرنے کے باوجود دعائے فرمائی بلکہ اس علاقے کی ہی مذمت فرمادی تم جب حضور علیہ السلام کی دعاؤں سے محروم خطے پر سلام بھیجتے ہو تو کیا نجد سنتا بھی ہوگا اور جواب بھی دیتا ہوگا۔

نجدیو! محبوب کا تھا حق یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے

وما یضل بہ الا الفسقین الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و ینفد فی الارض اولئک ہم الخسرون۔ کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھو! جس سے اللہ نے محبت کرنے کا حکم دیا اس سے دشمنی اور جس سے حضور نے بیزاری ظاہر فرمائی اس سے اس قدر محبت کہ سلام بھیج رہے ہو۔ یہ تمہارا عقیدہ ہے؟ ہمارے تو دم میں جب تک دم ہے اپنے نبی کی بارگاہ میں درود و سلام کا سلسلہ جاری رکھیں گے بلکہ ہم نے تو قبر میں بھی سرکار کی آمد پہ درود و سلام پڑھنے کی تیاری کر رکھی ہے کیونکہ آپ کا نام آجانے پر جب درود و سلام پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے تو جب آپ خود شریف لائیں گے تو پھر کیوں نہ پڑھیں گے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَتَقِیَ	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ زَیْنُ الْاَنْبِیَاءِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَزْکٰی الْاَزْکِیَّاءِ	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَصْفٰی الْاَصْفِیَّاءِ
یَا رَسُوْلُ سَلَامٍ عَلَیْكَ	یَا نَبِیُّ سَلَامٍ عَلَیْكَ
صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْكَ	یَا حَبِیْبُ سَلَامٍ عَلَیْكَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَذَرَ التَّمَامِ	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ الْاَنَامِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا کُلَّ الْمَرَامِ	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ الظَّلَامِ
یَا رَسُوْلُ سَلَامٍ عَلَیْكَ	یَا نَبِیُّ سَلَامٍ عَلَیْكَ
صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْكَ	یَا حَبِیْبُ سَلَامٍ عَلَیْكَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیُّ النَّقِیِّ	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیُّ التَّقِیِّ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیُّ الْوَفِیِّ	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیُّ التَّقِیِّ
یَا رَسُوْلُ سَلَامٍ عَلَیْكَ	یَا نَبِیُّ سَلَامٍ عَلَیْكَ
صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْكَ	یَا حَبِیْبُ سَلَامٍ عَلَیْكَ

(۲۱) اے اللہ تعالیٰ کے نور علی نور سراج منیر، پیارے نبی! ابھی دن تو بہت دور ہے جبکہ میرا دل سیاہی میں ڈوبا ہوا ہے خدارا! اسی رات ہی اجالا کر کے میری دل کی تاریکی کو روشنی میں تبدیل فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

شکل انسان میں نور حق آ گیا دھر میں ہر طرف جلوۂ فرما گیا
چاند و سورج کو واللہ شرما گیا اک جھلک میں دو عالم کو چمکا گیا

آسمانِ نبوت کا ماہ تمام اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام
(۲۲) اے میرے پیارے نبی آپ کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ذرے ذرے پہ گواہ بنا کر بھیجا اور جہاں کا کوئی گوشہ آپ سے پوشیدہ نہ رہا آپ سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ میں گناہوں پہ کس قدر جری و دلیر ہوں، میری شرم و حیا کی آنکھ کھول دیں تاکہ گناہ کرتے ہوں شرما جاؤں اور اس طرح گناہ سے بچ جاؤں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے۔

تو سخی تیرا سخی دربار ہے . گر کرم کر دو تو پیڑا پار ہے
(۲۳) آپ کی رحمت کی چند بوندیں میری بدبختی کی سیاہ رات کو دن بنا سکتی ہیں کیونکہ آپ کی ایک (بظاہر) معمولی تجلی میں چاند سے زیادہ روشنی ہے، اپنا نور میرے دل میں اتار دو اے میرے آقا! آپ پہ کروڑوں برکتیں ہوں۔

نور سے جس کے معمور کون و مکاں جس سے روشن زمیں جلوہ گر آسمان
جس سے رونق پہ ہے بوستانِ جہاں لے رہا ہے وہ جلوؤں کی رنگینیاں
آسمانِ نبوت کا ماہ تمام اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام
(۲۴) اے میرے پیارے نبی آپ کی ذات تو وہ ہے کہ اللہ نے اپنا تعارف بھی آپ کے حوالے سے کرایا ہے ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق۔ اور آپ وہ ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم ہستی میں ظاہر فرمایا ہے گویا آپ اللہ تعالیٰ کی برہانِ لقمی ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ آپ کی برہانِ انی ہے۔

لم اور ان منطق کی اصطلاحات ہیں۔ برہان کی دو قسمیں منطقیوں نے بنائی ہیں برہانِ لقمی اور برہانِ انی۔ لقمی اس کو کہتے ہیں جس میں حدِ اوسط نتیجہ کے لیے ذہن اور خارج میں علت ہو جیسا کہ

زید متعفن الا خلط و کل متعفن الا خلط محموم۔ گویا جسم کے ٹوٹنے سے بخار سمجھ لیا گیا اور انی کی مثال

یہ ہے۔

هذا محموم و کل محموم فهو متعفن الا خلط فهذا متعفن الا خلط۔ یعنی بخار سے جسم کا توڑ پھوڑ سمجھ لیتا۔ تو برہانِ انی کی تعریف یہ ہوتی کہ حدِ اوسط نتیجہ کے لیے علت ہو مگر صرف ذہن میں یعنی خارج میں نہ ہو۔ پہلی (دلیل لقمی) میں متعفن الا خلط حدِ اوسط ہے جو کہ محموم کے لیے ذہن اور خارج دونوں میں علت ہے جبکہ دوسری (دلیل انی) میں حدِ اوسط محموم ہے جو کہ ذہن میں تو متعفن الا خلط کے لیے علت ہے لیکن خارج میں نہیں بلکہ مغلول ہے کیونکہ متعفن الا خلط ہونے کی وجہ سے زید کو بخار ہوا نہ کہ بخار کی وجہ سے متعفن الا خلط ہوا۔ دلیلِ لقمی اور انی کو اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے۔

دلیل لقمی:

قیاس سے جو نتیجہ ہمیں حاصل ہوتا ہے وہ حدِ اوسط کے ذریعہ ہی معلوم ہوتا ہے پس وہ قیاس جس میں حدِ اوسط جس طرح نتیجہ کے جاننے کے لیے علت بن رہی ہے اس طرح اگر حقیقت میں بھی وہ حدِ اوسط نتیجہ کے لیے علت ہو تو اس کو دلیل لقمی کہتے ہیں جیسے زمین دھوپ والی ہے اور ہر دھوپ والی شے روشن ہے پس زمین روشن ہے۔

دیکھو! اس مثال میں جس طرح دھوپ (جو حدِ اوسط ہے) سے ہمیں زمین کے روشن ہونے کا علم ہوا اسی طرح حقیقت

میں بھی دھوپ روشنی کے لیے علت ہے۔ لہذا یہ قیاس دلیل ملی ہوگا۔
دلیلِ انی:

وہ قیاس ہے جس میں حدِ اوسط نتیجہ کے جاننے کے لیے تو علت بن رہی ہو لیکن حقیقت میں وہ حدِ اوسط نتیجہ کے لئے علت نہ ہو بلکہ معاملہ برعکس ہو تو اس کو دلیلِ انی کہتے ہیں جیسے۔

زمین روشن ہے اور ہر روشن شے دھوپ والی ہوتی ہے پس زمین دھوپ والی ہے۔ دیکھو
اس مثال میں زمین کے روشن ہونے سے زمین کا دھوپ والا ہونا ہمیں معلوم ہوا لیکن حقیقت میں روشنی دھوپ کی علت نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے کہ دھوپ روشنی کی علت ہے لہذا یہ قیاس دلیلِ انی ہے۔ (تسہیل المنطق)

ردیف

- (۲۵) بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
(۲۶) آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس
(۲۷) طارمِ اعلیٰ کا عرش جس کفِ پا کا ہے فرش
(۲۸) کہنے کو ہیں عام و خاص ایک تمہیں ہو خلاص
(۲۹) تم ہو شفا ئے مرض خلق خدا خود غرض
(۳۰) آہ وہ راہِ صراط بندوں کی کتنی بساط
(۳۱) بے ادب و بد لحاظ کر نہ سکا کچھ حفاظ
(۳۲) لوتہ دامن کہ شمع جھونکوں میں ہے روز جمع
(۳۳) سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ
(۳۴) گیسو و قد لام الف کر دو بلا منصرف
(۳۵) تم نے برنگِ خلق جیب جہاں کر کے شق
(۳۶) نوبت در ہیں فلک خادم در ہیں ملک
(۳۷) خلق تمہاری جمیل خلق تمہارا جلیل
- ایک تمہارے سوا تم پہ کروڑوں درود "ز"
بس یہی ہے آسرا تم پہ کروڑوں درود "س"
آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود "ش"
بند سے کر دو رہا تم پہ کروڑوں درود "ص"
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروڑوں درود "ض"
المدد اے رہنما تم پہ کروڑوں درود "ط"
عفو پہ بھولا رہا تم پہ کروڑوں درود "ظ"
آندھیوں سے حشر اٹھا تم پہ کروڑوں درود "ع"
ظلیبہ سے آکر صبا تم پہ کروڑوں درود "غ"
لا کے تہ تیغ لا تم پہ کروڑوں درود "ف"
نور کا تڑکا کیا تم پہ کروڑوں درود "ق"
تم ہو جہاں بادشاہ تم پہ کروڑوں درود "ک"
خلق تمہاری گدا تم پہ کروڑوں درود "ل"

حل لغات:

* بے ہنر۔ نکما، جس میں کوئی خوبی و کمال نہ ہو * بے تمیز۔ بے ادب * عزیز۔ پیارا * سوا۔ علاوہ * آس۔ امید
* آسرا۔ سہارا * طارمِ اعلیٰ۔ اوپر والی جگہ، ملا اعلیٰ * کفِ پا۔ پاؤں کا تلوا * عام۔ معمولی * خاص۔ اونچے مقام کے لوگ
* خلاص۔ آزادی و رہائی * بند۔ قید * رہا۔ آزاد * مرض۔ بیماری * خلق۔ مخلوق * خود غرض۔ لاپچی * حاجت۔

ضرورت * آہ - افسوس * صراط - پل صراط * بساط - طاقت * المدد - مدد فرمائیے * بدلحاظ - بدتمیز * حفاظ - حفاظت
 * عفو - معافی * تہ - نیچے * آدھیوں - طوفانوں، تیز ہواؤں * حشر - قیامت، مصیبت * داغ داغ - زخموں سے چور
 * صبا - صبح کو چلنے والی پروا ہوا * بلا منصرف - غیر منصرف، نہ پھرنے والا (نحو میں جس کے اندر منع صرف کے نواسباب میں سے دو
 پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو قائم مقام دو کے ہو) * لا - نہیں * جیب - گریباں * شق - پھٹ جانا، شکاف
 * تڑکا - سویرا، صبح کا آغاز * نوبت - نقارہ * در - دروازہ * فلک - آسمان * ملک - فرشتے * خلق - پیدائش * جمیل - عمدہ
 ، خوبصورت * خلق - عادت، اخلاق اسی کی جمع ہے * جلیل - بزرگ، مرتبہ و مقام والا * گدا - محتاج و سواالی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۵) اے میرے پیارے آقا! مجھ جیسا نکما جس میں نام کی بھی کوئی خوبی نہیں، بھلا ایسے کو کون منہ لگائے اور کون پیارے کرے
 سوائے آپ کے

اساں سنیاں سوہنا اوہدی ہاں پھڑداجہدا کوئی سہارا نہ ہووے
 اوہدی کشتی پار لنگھادنیدا جہدا کوئی کنارہ نہ ہووے
 اے میرے پیارے آقا آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔

پتھروں کا درود و سلام:

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں آج بھی اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلان نبوت سے پہلے مجھ یہ درود و سلام بھیجا کرتا
 تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس پتھر اور
 درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو سلام کہتا (لا یمر علی شجر ولا حجرا لا یسلم علیہ)
 ثابت ہوا کہ پتھر بھی حضور علیہ السلام پہ درود و سلام پڑھتے ہیں اور حضور ان کو بھی پہچانتے ہیں۔ تو کیا ہم اگر محبت و خلوص سے
 درود و سلام پڑھیں گے تو ہمیں نہ پہچانیں گے؟

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ چالیس سال کے بعد نبی نہیں بنے جیسا کہ مودودی صاحب نے لکھا۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی بلکہ
 اس وقت کے نبی ہیں کنت نبیا وادم بین المیاء والتین ”جدوں آدم گارے وچ سی محمد اودوں وی تارے وچ سی“ (علیہما
 السلام) حضور علیہ السلام نے اللہ کی قسم اٹھا کر حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا کہ جو ستارہ ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا اور
 تو نے اس کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے واللہ انا ذلک الکوکب خدا کی قسم وہ ستارہ تو میں ہی ہوں۔

نہ آدم جن ملائک یسن نہ سورج نہ تارے اودوں وی نور محمد والا چمکاں سی پیا مارے

لوگ حکم کے باوجود نہ درود و سلام پڑھتے ہیں نہ پڑھنے دیتے ہیں قربان ان پتھروں پہ جو بغیر حکم و دلیل کے ہی درود و سلام
 پڑھ رہے ہیں۔ کہیں پتھر پڑھ رہے ہیں اور کہیں مفسر منع کر رہے ہیں۔ وہ پتھر ہو کر کان یصلی بار بار پڑھ رہا ہے اور نہ پڑھنے
 والوں منع کرنے والوں کو ذلیل و شرمندہ کر رہا ہے کہ تم صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو کے حکم کے باوجود نفرت کر رہے ہو اور
 دیکھو میں بغیر کسی حکم کے بلکہ اپنی طبیعت کے تقاضے سے کس قدر محبت کر رہا ہوں۔

شیخ ابو ذر درانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہر عبادت کی قبولیت میں شک ہو سکتا ہے مگر درود و سلام کی قبولیت میں کوئی شک ہو سکتا ہی نہیں کیونکہ اس کام میں صرف مخلوق ہی شامل نہیں ان اللہ و ملائکتہ بھی ہیں۔

دور اس نام پر جب تک نہ بھیجو عبادت کوئی بھی ہو ناروا ہے اگر اونچی آواز سے پڑھیں تو سنت فاروق اعظم ادا ہوتی ہے اور شیطان ہی نہیں بے ایمان بھی بھاگ جاتا ہے کیونکہ وہ ذکر الہی اونچی آواز سے کرتے تھے اور آہستہ پڑھیں تو سنت صدیق اکبر ادا ہوتی ہے کیونکہ آپ آہستہ آواز سے ذکر الہی کرتے اور حضور کی ذات سراپا ذکر الہی ہے ذکر ارسولا۔ کھڑے ہو کر پڑھیں تو جنازے میں کھڑے ہو کر پڑھنے کا انداز یاد آتا ہے۔ بیٹھ کر پڑھیں تو التحیات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ چل پھر کر پڑھیں تو طواف کی دعاؤں کا منظر یاد آتا ہے اور جیسے کوئی دعا طواف کی نہ آتی ہو بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ سارے طواف میں درود و سلام ہی پڑھتا رہا ہے اس سے بڑی دعا بھی کوئی نہیں ہے اور اس پہ کئی واقعات شاہد عادل ہیں۔

جنہوں نے پڑھنا ہوتا ہے وہ اونچی آواز یا آہستہ آواز، بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر، آذان سے پہلے یا بعد کے بہانے نہیں بناتے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ

بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی وہ نہ پڑھنے کے نہیں بلکہ پڑھنے کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔

نکتہ صاحبِ دل:

ایک صاحبِ دل نے مجھے حیران کر دیا جب میں نے اس سے کہا کہ کئی لوگ نماز میں تو السلام علیک ایہا النبی کہہ لیتے ہیں مگر نماز کے باہر کیا سلام پھیرتے ہی سلام سے منہ پھیر لیتے ہیں اور انکار کر دیتے ہیں؟ اس نے جواب دیا! اس لیے کہ یہ عمل نماز میں چھپ کر ہوتا ہے نماز کے علاوہ کھل کر ہوتا ہے اور محبت ہو تو چھپتی نہیں ہے۔ چھپ چھپ کر محبت کرنے میں ضرور کوئی کمی ہوتی ہے۔ بیوی سے محبت چھپ کر ہوتی ہے اس لیے گھر میں اس کی جوتیاں چائنا بھی رہے تو باہر جا کر کہتا ہے بیوی کیا ہے؟ پاؤں کی جوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوبت طلاق تک بھی آسکتی ہے جبکہ ماں سے محبت کھل کر ہوتی ہے اس لیے نہ طلاق کا تصور اور نہ ہی باہر جا کر ماں کے بارے میں غلط بات۔

ایک یہ محبت بھی ہے کہ امیر آدمی کے پاس چلے گئے اور اس کی خوشامد شروع کر دی اور پھر بعد میں کہا! آپ کے پاس سو روپیہ ہوگا؟ یا مدرسہ، مسجد کے لیے چندہ مانگنا شروع کر دیا، یہ محبت والے بک جاتے ہیں کبھی نہرو کے ہاتھ، کبھی گاندھی کے پاس کبھی انگریز کی گود میں اور اپنے نبی کے ساتھ کھل کر محبت کرنے والے کو انگریز پینتیس (۳۵) مربع زمین بھی پیش کرے تو کھل کر کہتا ہے یہ تو پینتیس (۳۵) مربع اراضی ہے اگر تو سارا ملک بھی پیش کرے تو مجھے نہیں خریدا جاسکتا کیونکہ احمد رضا کا سودا بازار مصطفیٰ میں ہو چکا ہے۔ (ماہنامہ الحبيب اکتوبر ۱۹۷۰ء بحوالہ مقالات سعیدی)

میں گداہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

اس لیے ہمارے آقا علیہ السلام کو ایسوں ویسوں کے درود و سلام کی ضرورت بھی نہیں، نہ ہی وہ کسی کے درود و سلام کے محتاج ہیں کیونکہ ہم نہ پڑھیں گے تو ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی۔

اور جو محبت سے پڑھے گا آپ فرماتے ہیں مامن احد یسلم علی الار د اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام جب بھی کوئی مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے (مشکوہ) اور میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اس سے حیات النبی کا مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ کون سا وقت ایسا ہے کہ جس میں دنیا کے اندر کسی وقت درود و سلام کا انقطاع ہوتا ہو۔ شاید اسی وجہ سے آذان سے پہلے نماز کے بعد، جمعہ کے بعد درود و سلام پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے کہ ”مر کر مٹی“ والا عقیدہ ثابت کیا جائے۔ مگر یہ تمہاری بھول ہے۔ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ لگے کیونکہ یہ کوئی معمولی ذات نہیں ہے بلکہ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔ مندرجہ بالا حدیث میں یسلم سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ صرف درود و براہیمی ہی نہیں ہر درود و سلام جائز اور باعث ثواب ہے ورنہ درود و براہیمی میں تو سلام کا لفظ ہی نہیں اور حضور کی بارگاہ سے جس کا جواب آتا ہے اس میں سلام ضروری ہے۔ الغرض ”سوہتھہ رسہ تے سرے کے گنڈھ“ یعنی قصہ مختصر جب ہمارے ماں باپ آدم و حوا علیہما السلام کا حق مہر ہی آقا علیہ السلام پہ درود و سلام پڑھنا مقرر ہوا تو پھر انکار کرنے والا جس زمرے میں جائے گا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور یہ حق مہر والا واقعہ مدارج النبوة کے علاوہ دیگر کئی کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے جن میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی نشر الطیب بھی شامل ہے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اور یہ درود و براہیمی نہیں تھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام تو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ یقیناً یا نبی سلام علیک ہی ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے جو مجھ پہ درود و سلام پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ صلی اللہ علی النبی الامی والہ وسلم صلوٰۃ و سلاما علیک یا سیدی یا رسول اللہ۔ (مکاشفۃ القلوب)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے تو کمال ہی کر دیا فرماتے ہیں کہ اگر قیامت کے دن بھی مجھے بھرے دربار میں تمام اہل محشر کے سامنے لب کشائی کے لیے کہا گیا تو میں وہاں بھی اپنے آقا علیہ السلام پہ درود و سلام پڑھنا شروع کر دوں گا۔ جب کہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

ہر نعمت درود کے صدقے:

اس کی وجہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد نے بیان فرمادی کہ بھلا وجدنا ما وجدنا کہ دنیا و آخرت کی ہر نعمت ہمیں درود و سلام ہی کی برکت سے نصیب ہوئی ہے اسی لیے حکم ہے کہ اگر مکمل ادب و احترام سے پڑھنا چاہتے ہو تو وقف کما یقف فی الصلوٰۃ۔ روضہ پاک پہ حاضری کے وقت ایسے کھڑے ہو کر سلام پیش کرو جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہو۔ تعجب ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے فرمادیا کہ ہر اچھے کام سے پہلے درود و شریف پڑھ لیا کرو (جامع صغیر) پھر یہ کہنا! کہ صحابہ کرام کیا آذان سے پہلے پڑھتے تھے؟ فلاں وقت پڑھتے تھے؟ کیا آذان اچھا کام ہے کہ نہیں؟ یقیناً ہے تو صحابہ یقیناً پڑھتے ہوں گے ممکن ہے صحابہ کرام نے کوئی اچھا کام کیا جو کتابوں میں نہ لکھا گیا ہو، ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کبھی کہتے ہیں کہ پسپکر میں پڑھنا کہاں لکھا ہے یا حضرت بلال تو پسپکر میں یا آذان سے پہلے نہ پڑھتے تھے تم کیوں پڑھتے ہو، حضرت بلال تو مینار پر چڑھ کر آذان

دیتے تھے تمہیں کیا معلوم پڑھتے ہی ہوں گے، پھر پیکر میں بلال والی آذان جب پڑھ لیتے ہو تو مدینے والے کا درود و سلام بھی پڑھ لیا کرو۔ ترمذی شریف میں ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا بعد میں پڑھو پہلے اپنے نبی پر درود و سلام پڑھو۔ بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللہم افتح لی ابواب رحمتک (صلی اللہ علیہ وسلم)

عجیب بات ہے کہ ہزاروں کام اس دور کے جو خیر القرون میں نہ تھے، سینکڑوں سہولیات جو ہمارے پاس موجود ہیں مگر پہلے لوگوں کے پاس نہ تھیں یہ ساری نعمتیں جائز ہیں اور درود و سلام کی بات آئے تو کبھی بوا سیر ہو جاتی ہے کبھی درود و سلام پڑھنے کی بجائے دل کے دورے پڑھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ جگہ جگہ فلمی گندے گانوں کا شور اور بے حیائی کے مظاہرے اپنے عروج پر ہیں مگر ہمارے کرم فرماؤں کو زیادہ تکلیف جس چیز سے ہے وہ درود و سلام ہے بس باقی سب کچھ بند ہو یا چلتا رہے ہماری حکومت آئے گی تو مزارات گرائیں گے اور درود و سلام بند کرائیں گے، خدا گنہگار کو ناخن نہ دے حیرانگی ہے کہ فرشتوں والا کام کرنے سے روکتے ہیں اور قبروں کو کھودنا (بجوؤں والا) کام بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ یاد رکھو! بے حیائی کی ان تمام بیماریوں کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ گلی گلی میں درود و سلام کے ترانے گونجیں تاکہ ان ترانوں کی آواز میں شیطانی گانوں والی آواز دب جائے۔

میں فقیر شہر رسول ہوں بڑے فخر کا یہ مقام ہے کبھی لب پہ میرے درود ہے کبھی لب پہ میرے سلام ہے نماز روزے کا تعلق چونکہ عبادت سے ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور درود و سلام کا تعلق محبت سے ہے اس لیے خدا سب سے پہلے ہے ان اللہ پھر ملائکہ ہے، تاکہ معلوم ہو کہ خدا بھی محبوب سے محبت کرتا ہے سارے فرشتے بھی اور ایمان والو! خدا چاہتا ہے کہ میری ساری خدائی بھی میرے پیارے سے محبت کرے اسی لیے صلوا علیہ وسلموا تسلیما کا حکم دیا۔

اے رسول امیں سلام علیک	اے نبی متین سلام علیک
سید الاولیین سلام علیک	سند الآخرین سلام علیک
شاہ دنیا و دین سلام علیک	خاتم المرسلین سلام علیک
رحمت للعالمین سلام علیک	راحت العاشقین سلام علیک
شافع المذنبین سلام علیک	نور عرش بریں سلام علیک
تاجدار حرم ، بہار اہم	گلزار حسین سلام علیک
مصطفیٰ ، مجتبیٰ ، امام رسل	برج جاں آفرین سلام علیک
غزروں ، بے کسوں ، یتیموں کے	چارہ ساز و معین سلام علیک
ہم غلاموں کا کیجئے مقبول	اے شہنشاہ دین سلام علیک

نذر لے کر ہے حاضر سرکار

یہ حبیبِ حزیں سلام علیک

کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر؟

ایک ہی بات یہ ضد کر لینا کہ بتاؤ کھڑے ہونا (درود و سلام کے لیے) کہاں لکھا ہے کیا کھڑے ہونے پہ ہی اعتراض

یا درود و سلام پہ کبھی تم نے بیٹھ کر پڑھا ہے یا نبی سلام علیک۔ یا اگر آذان سے پہلے پراعتراض ہے تو کبھی آذان کے بعد پڑھا ہے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ معلوم ہوا یہ سب بہانے ہیں اصل مسئلہ یہ ہے کہ تمہارے ہاں بالکل سرے سے جائز ہی نہیں ہے تو پھر سیدھی بات کیوں نہیں کرتے کھڑے ہونا، بیٹھنا، اونچی آواز سے آہستہ آواز سے، آذان سے پہلے، جمعہ کے بعد، ان ساری باتوں پہ مغز ماری کیوں کرتے ہو؟

باقی رہا صرف کھڑے ہونا تو یہ کبھی جائز ہے کبھی ناجائز بلکہ حرام کبھی ثواب مثلاً وضو کرنے کے لیے کھڑے ہونا جائز ہے، شراب کی بوتل پکڑنے کے لیے کھڑے ہونا حرام ہے۔ قرآن پاک پکڑنے کے لیے کھڑے ہونا ثواب ہے۔ زمزم شریف پینے کے لیے کھڑے ہونا مستحب ہے۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ تمہیں بیماری ہی کچھ اور ہے جو صرف ہم سمجھتے ہیں، بھولے بھالے لوگوں کو تو آپ یہ کہہ کر مطمئن کر لیتے ہوں گے کہ جمعہ کی نماز کے بعد صحابہ کرام نے کبھی حضور علیہ السلام پہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھا تھا بس ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ مگر یاد رکھو!

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں

اگر صحابہ نے مصطفیٰ جانِ رحمت جمعہ کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ جمعہ کے بعد اور جمعہ سے پہلے اور ہر وقت اپنے نبی پر درود و سلام نہیں بھیجتا۔ اور اُسی کھڑے ہونے کا تصور ذرا پھر ذہن میں لاؤ اور بتاؤ کہ جب خاموش قرآن کو حاصل کرنے کے لیے کھڑے ہونا باعثِ ثواب ہے تو ناطق قرآن کی محبت کو حاصل کرنے کے لیے کھڑے ہونا اور کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا کیوں ثواب نہیں۔

وضو کرنے کے لیے کھڑے ہونا جائز ہے تو جس نے وضو سکھایا اور وضو کرنے کو ثواب بتایا اور الوضوء علی الوضوء نور علی نور فرمایا اس نور والے آقا کے لئے کھڑے ہونا کیوں ناجائز ہے۔

آب زمزم کے لیے کھڑے ہونا مستحب ہے تو ساقی کوثر کے لیے کھڑے ہونا کس نے ناجائز کیا ہے، وہ کھڑے ہونا پانی کی تعظیم کے لیے ہے یہ کھڑے ہونا باعثِ تخلیق کل کائنات کی تعظیم کے لیے ہے، زمزم کے لیے صرف ہم کھڑے ہوتے ہیں اور ساقی کوثر شب معراج جس آسمان سے گزرتے ہیں سارے فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں انشاء اللہ نہ قرآن کی تعظیم ختم ہوگی نہ صاحب قرآن کی۔ نجدی جتنا بھی زور لگالیں شعائر اللہ کا ادب و احترام عباد اللہ کے سینوں سے نہیں نکال سکیں گے۔

وہ زمیں سے بڑھا آسمان پر گیا
عرش سے لامکاں کا لیا راستہ
آسمان نبوت کا ماہ تمام
ساکنانِ فلک پیشوائی میں تھے
جشنِ شادی تھا ہر سمت افلاک پر
آسمان نبوت کا ماہ تمام

آسمان سے چلا عرش پر جار کا
دم میں اتنی مسافت کو طے کر گیا
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام
اور روح الامیں باگ تھامے ہوئے
پہنچا آغوشِ رحمت میں کس شان سے
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

(نغماتِ حرم مصطفیٰ حسین فرخ)

فضائل دُرود شریف حدیث کی روشنی میں:

دُرود شریف کے فضائل میں بکثرت احادیث مبارکہ وارد ہیں۔ چند احادیث مبارکہ بطور تبرک پیش کی جاتی ہیں۔ ہم نے ان احادیث مبارکہ کا ترجمہ بہار شریعت سے لیا ہے۔

حدیث ۱:

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار دُرود نازل فرمائے گا۔

حدیث ۲:

نسائی کی روایت انس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس دُرودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں محو فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

حدیث ۳:

امام احمد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی فرماتے ہیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار دُرود بھیجے اللہ عزوجل اس پر ستر بار دُرود بھیجتے ہیں۔

حدیث ۴:

در مختار میں بروایت اصہبانی انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اسی (۸۰) برس کے گناہ معاف فرمادے گا۔

حدیث ۵:

ترمذی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجا ہے۔

حدیث ۶:

نسائی و دارمی انہیں سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فارغ فرشتے ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

حدیث ۷:

نسائی و دارمی نے روایت کی کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بشارت چہرہ اقدس پر نمایاں تھی۔ فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا آپ کا رب فرماتا ہے کہ آپ راضی نہیں کہ آپ کی اُمت میں جو کوئی آپ پر دُرود بھیجے میں اُس پر دس بار دُرود بھیجوں گا اور آپ کی اُمت میں جو کوئی آپ پر سلام بھیجے میں اُس پر دس بار سلام بھیجوں گا۔

حدیث ۸:

ترمذی شریف میں ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت دعا مانگتا ہوں تو اس

میں سے حضور ﷺ پر دُرود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں۔ فرمایا جو تم چاہو، عرض کی چوتھائی، فرمایا جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتری ہے۔ میں نے عرض کی نصف، فرمایا جو تم چاہو اور زیادہ کرو تو تمہارے لیے بھلائی ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی، فرمایا جو تم چاہو، اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتری ہے۔ میں نے عرض کی توکل دُرود ہی کے لیے مقرر کروں، فرمایا ایسا ہے تو اللہ تمہارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

حدیث ۹:

امام احمد روایت سے روای کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں جو دُرود پڑھے اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

حدیث ۱۰:

ترمذی نے روایت کی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دُعا آسمان وزمین کے درمیان معلق ہے پڑھ نہیں سکتی جب تک نبی ﷺ پر دُرود نہ بھیجے۔ (تلك عشرة كاملة)

جز اللہ عنا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما ہوا ہلہ۔

تافلک جانے والے پہ لاکھوں سلام عرش کا شانے والے پہ لاکھوں سلام

قرب حق پانے والے پہ لاکھوں سلام جلد لوٹ آنے والے پہ لاکھوں سلام

عرش کے تاج والے پہ لاکھوں دُرود

پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

(۲۶) اے میرے پیارے نبی! آپ کے سوا میں نے نہ کسی سے امید و آس لگائی ہوئی ہے اور نہ ہی آپ کے سوا کوئی دوسرا میرے قریب و پاس ہے (النبي اولیٰ بالمومنین من انفسهم) آپ سے ہی ساری امیدیں وابستہ ہیں اور آپ کو ہی اپنی جان سے بھی زیادہ اپنے قریب سمجھ رکھا ہے اور اے میرے آقا آپ ہی آخری سہارا ہیں، اپنے لچال کی لاج رکھیں اے میرے آقا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللهم صل على محمد (صلى الله عليه وسلم) وانزلہ المقعد المقرب
عندك يوم القيامة

جن کے جبریل نے آکے چومے قدم جن کی تابش سے روشن تھا صحن حرم

جن کو اقصیٰ میں لایا براق ایک دم کر سلام ان کو اے امت محترم

عرش کے تاج والے پہ لاکھوں سلام پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

(۲۷) اے میرے پیارے آقا! عرش معلیٰ کی بلندیاں سمٹ کر آپ کے مبارک قدموں کے نیچے آگئیں، آپ نے عرش پہ جا کر اس پہ اپنے قدم لگا کر، اس کے دل کو ٹھنڈک پہنچا کر، اس کے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور عطا فرمایا، میری گناہ گار کی بھی یہ دیرنید

خواہش قبول فرمائیں اور وہی قدم انور جو عرش کے سینہ پہ رکھے تھے تھوڑی سی دیر میری آنکھوں پہ بھی رکھیں اللہ تعالیٰ رحمتوں کی آپ پہ برسات ہو۔

دُرود شریف نہ پڑھنے پر وعیدیں

حدیث ۱:

ترمذی میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور ﷺ اس کی ناک خاک میں ملے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے اور اس کی ناک خاک میں ملے جس کو رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت سے پہلے چلا گیا اور اس کی ناک خاک میں ملے جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو اُن کے بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا (یعنی ان کی خدمت و اطاعت نہ کی کہ جنت کا مستحق ہو جاتا) (ترمذی)

حدیث ۲:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے وہ بد بخت ہے۔ (القول البدیع)

حدیث ۳:

حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اُس نے مجھ پر دُرود پڑھنا چھوڑ دیا تو اُس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ (القول البدیع)

حدیث ۴:

حضرت عبداللہ بن جزار رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر دُرود نہ بھیجا وہ آگ میں داخل ہوا۔ (القول البدیع)

حدیث ۵:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جفا ہے کہ میں کسی آدمی کے سامنے یاد کیا جاؤں اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔ (القول البدیع)

حدیث ۶:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔ (القول البدیع نسائی)

حدیث ۷:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر دُرود پڑھتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ مجلس اُن کے لیے باعث حسرت ہوگی چاہے تو ان کا عذاب دے اور چاہے تو اُن کو بخش دے۔ (احمد۔ ابوداؤد)

حدیث ۸:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو قوم اپنے اجتماع سے بغیر اللہ کے ذکر کے اور بغیر دُرود کے پڑھے اٹھ گئی وہ مُردار کی بدلو پر سے اٹھی ہے۔

حدیث ۹:

کشف الغمہ اور افضل الصلوٰۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو میرا نام سن کر درود شریف نہ پڑھے وہ میری زیارت سے قیامت کے دن بھی محروم رہے گا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث ۱۰:

طبرانی کی طویل حدیث کا ایک جملہ یہ بھی ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا گیا اور القول البدیع میں ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ میں جب اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو میرا اللہ مجھ پر راضی ہو، وہ مجھ پہ کثرت سے درود شریف پڑھے۔ (تلك عشرة كاملة)

اللهم صل على محمد كما امرتنا ان يصلي عليه وصل كما ينبغي ان يصلي عليه۔

جس کو بیت المقدس میں لایا گیا مقتداء انبیاء کا بنایا گیا
سب رسولوں سے خطبہ پڑھایا گیا ان کا اعزاز سب سے بڑھایا گیا
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں درود پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام
(۲۸) کہنے کو تو بڑی دنیا پڑی ہے اس میں عوام بھی ہیں اور اللہ کے خواص اور برگزیدہ بندے بھی ہیں مگر بات بنے گی تو صرف آپ کے بنائے بنے گی، اے میرے بخشش والے آقا مجھے قید سے رہائی دلا دیجیے اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

شب جمعہ اور جمعہ کے دن دُرود شریف پڑھنے کی فضیلت**حدیث ۱:**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن مجھ پر دُرود بھیجے گا قیامت کے دن اُس کی شفاعت میرے اوپر ہوگی۔

حدیث ۲:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو۔ جبریل ابھی ابھی رب تعالیٰ کا پیغام لائے ہیں کہ جو مسلمان سطح زمین پر ایک دفعہ آپ پر دُرود بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اُس پر دس مرتبہ دُرود بھیجیں گے۔

حدیث ۳:

مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے دُرود بھیجو، جو ایسا کرے گا قیامت کے دن میں اُس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

حدیث ۴:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جمعہ کے دن مجھ پر ہزار مرتبہ دُرود پڑھے گا جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر فوت ہوگا۔

حدیث ۵:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو ہر جمعہ کو مجھ پر چالیس مرتبہ دُرود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اُس کے چالیس سال کے گناہ معاف فرمائے گا اور جس نے ایک مرتبہ مجھ پر دُرود بھیجا اور قبول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اسی سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔ جس نے پوری سورت قل ھو اللہ اُحد پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کی بھڑکتی آگ پر ایک منارہ بنا دے گا حتیٰ کہ وہ اس آگ سے گزر جائے گا۔

حدیث ۶:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ دُرود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔ اس کے ایک راوی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ پر اس حدیث کو پیش کیا تو آپ ﷺ نے تصدیق فرمائی، واللہ اعلم۔

حدیث ۷:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اپنے نبی کریم ﷺ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کثرت سے دُرود پڑھا کرو۔

حدیث ۸:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جس نے جمعہ کے دن سو مرتبہ نبی کریم ﷺ پر دُرود پڑھا وہ قیامت کے دن اپنے ساتھ ایک ایسا نور لے کر آئے گا اگر اسے تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو کافی ہوگا۔ (القول البدیع للامام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی علیہ الرحمۃ المتوفی ۹۰۳ھ مدینہ شریف)

حدیث ۹:

جو جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ دُرود شریف پڑھے گا اس کے سو سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے (دیلیمی، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

حدیث ۱۰:

مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے دُرود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا دُرود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میں تمہارے لیے استغفار و دعا کرتا ہوں (جامع صغیر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) تم جب جمعہ کے دن مجھ پر دُرود شریف بھیجتے ہو تو ہر فرشتہ تم پر دُرود

بھیجتا ہے۔ یہ دن یوم مشہود (یعنی فرشتوں کے حاضر ہونے کا دن) ہے۔ اس دن درود پڑھنے والا کبھی محتاج نہیں ہوتا اور قیامت کے دن حضور علیہ السلام اس کے ایمان کی گواہی دیں گے (جامع صغیر) تلك عشرة كاملة۔

اللهم يارب محمد وال محمد صل على محمد و علي ال محمد واجز
محمد ا صلى الله عليه وسلم ما هوا هله

صدقہ معراج کی رات کا اے خدا دولت دین و ایمان ہمیں ہو عطا
ہم کو پہنچا دے تا روضہ مصطفیٰ ہو مدینے میں لب پر ہمارے صدا
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں درود پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

(۲۹) اے میرے آقا! اوروں کے سامنے اپنی حاجت اس لیے پیش نہیں کرتا کہ شفا کی منظوری تو پھر بھی آپ ہی کی بارگاہ سے ملے گی اسی لیے ساری مخلوق خود غرض اور لالچی ہو کر آپ کو مدد کے لیے پکار رہی ہے آپ اگر مہربانی فرمادیں تو ساری مخلوق کی تمام حاجات کی آپ کی بارگاہ میں ایک اشارہ ابرو کی مار ہیں آپ کی ایک دعا سے سب کی مشکلات حل ہو سکتی ہے۔ تو پھر کرم کر دیں ناں، تاکہ ہماری تمام بلائیں اور وبائیں دور ہوں اور رحمت کی ہوائیں چل پڑھیں ہماری طرف سے آپ پر رحمت کے نزول کی کروڑوں دعائیں ہوں۔

قرآن مجید میں اہل ایمان کو حکم الہی ہے ان الله و ملائكتہ يصلون على النبي ط يا ايها الذين امنوا صلوا
عليه وسلموا تسليما (الاحزاب)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے (نبی علیہ السلام) پہ درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی سب کے سب میرے حبیب مکرم (علیہ السلام) پہ درود پڑھا کرو اور سلام ضرور ہر حال میں پڑھا کرو (صلی اللہ علیہ وسلم)
(۳۰) اے میرے پیارے رسول! اس میں شک نہیں کہ آپ نے صراط مستقیم کو پوری طرح واضح فرما دیا ہے (اور باقاعدہ خط کھینچ کر بتا دیا کہ یہ صراط مستقیم ہے اور یہ انسان کی خواہشات ہیں جو اس کو سیدھے راستے سے ہٹا کر دوزخ میں لے جاتی ہیں) جیسا کہ حدیث صحاح میں ہے) مگر ہم گنہگاروں میں اتنی طاقت و ہمت ہی کہاں کہ اتنے بڑے دشمنوں (نفس و شیطان) کا راستہ روک کر سیدھے راستے پہ چلتے رہیں اے بھٹکے ہوؤں کو سیدھے راستے پہ چلانے والے آقا آپ کی مدد کی سخت ضرورت ہے بے ہم تو مرجاتے اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتوں کی برسات فرمائے اور آپ پر درود و سلام کے پھول برسیں۔

(۳۱) اے میرے رحیم و کریم رسول! میں تو آپ کے رحم و کرم اور عطا و بخشش کو ہی دیکھتا رہ گیا اور کچھ کرنے کی طرف دھیان نہ جاسکا نہ گناہوں سے اپنی حفاظت کر سکا، میری بے ادبی معاف ہو جائے اور اپنے عفو و کرم کے ساتھ ہی نجات ہو جائے، میں اب کو کروڑوں درودوں اور کروڑوں سلاموں کی دعائیں دیتا ہوں۔ مانگنے کے واسطے انداز ہونا چاہیے۔

(سورۃ احزاب کی آیت ان الله و ملائكتہ..... میں) ہمیں بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور احادیث کثیرہ صحیحہ میں بھی درود شریف کی شان بیان فرمائی گئی ہے۔ چند احادیث تہر کا مزید ذکر کر دیتا ہوں تاکہ آپ کے دل میں بھی اپنے رسول مکرم، ہادی اعظم، مرشد اکمل صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا شوق پیدا ہو۔

حدیث ۱:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دن حضور ﷺ قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ حضور کے ساتھ کوئی اور آدمی نہیں تھا۔ حضرت عمر نے پانی سے بھرا ہوا لوٹا لیا اور پیچھے چل دیئے۔ جب آپ باہر آئے تو حضور ﷺ کو ایک وادی میں سر بسجود پایا۔ اور چپکے سے ایک طرف ہٹ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے عمر! تو نے بہت اچھا کیا کہ جب مجھے سر بسجود دیکھا تو ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے آکر بتایا کہ جو امتی آپ پر ایک مرتبہ دُرود پاک پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار دُرود پڑھے گا اور اس کے دس درجے بلند کر دے گا۔

حدیث ۲:

ایک دن حضور سرور کائنات ﷺ تشریف لائے۔ رُخِ انور پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ! آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے تاباں ہے۔ فرمایا، میرے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے آخر کہا کہ اے سراپا حسن و خوبی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار دُرود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار دُرود (رحمت) بھیجے گا اور آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا، اللہ تعالیٰ دس بار اس پر سلام بھیجے گا۔ میں نے جواب دیا ہے کہ میں اپنے مولا کریم کی اس نوازش پر از حد خوش ہوں۔

حدیث ۳:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ مجھ پر دُرود پڑھے جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر دُرود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار دُرود (رحمت) بھیجے گا۔

حدیث ۴:

حضرت عبداللہ حضرت زین العابدین کے فرزند نے اپنے والد بزرگوار سے انہوں نے اپنے والد گرامی سیدنا امام حسن سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔

حدیث ۵:

عن الطفیل بن اُبی عن ابیہ قال قال رجل یا رسول اللہ۔ أ رأیت ان جعلت صلاتی کلّھا علیک قال اذا یکفیک اللہ ما اھمک من دنیاک و آخرتک۔ طفیل کہتے ہیں، میرے والد نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اگر اپنا تمام وقت حضور پر دُرود پڑھنے میں صرف کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تب اللہ تعالیٰ تیری دنیا و آخرت کی مشکلیں آسان کر دے گا۔ آیت طیبہ اور ان احادیث مبارکہ سے دُرود شریف کی برکتیں اور فضیلتیں معلوم ہو گئیں۔ ایسا کم فہم اور نادان کون ہوگا جو رحمتوں کے اس خزانے سے اپنی جھولی بھرنے کی کوشش نہ کرے۔ لیکن بعض اوقات اور بعض مقامات ایسے ہیں جہاں دُرود شریف پڑھنے کی زیادہ فضیلت ہے اور وہاں پڑھنے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ ان میں سے بھی چند اہم مقامات اور اوقات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر محفل اور مجلس میں دُرود شریف پڑھنے کی ہدایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر دُرود پڑھتے ہیں، قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے وبال ہوگی۔ چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے۔

ہر محفل کے اختتام کے وقت:

حضرت ابوسعید سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب لوگ بیٹھتے ہیں اور پھر کھڑے ہوتے ہیں اور حضور پر دُرود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائیں تو ثواب سے محرومی کے باعث انہیں ندامت ہوگی۔

اذان کے بعد:

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤذن کو تم اذان دیتے ہوئے سنو تو وہی جملے دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر دُرود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر (ایک مرتبہ) درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ دُرود (رحمت) بھیجتا ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت:

حضرت عبداللہ بن حسن اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنی دادی صاحبہ حضرت خاتون جنت سے روایت کرتے ہیں: قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل المسجد صل علی محمد وسلم ثمہ قال اللہم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک واذا خرج صل علی محمد وسلم ثم قال اللہم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک۔

دُعا کرتے وقت:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دعا میں جب تک دُرود نہ پڑھا جائے وہ قبول نہیں ہوتی زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

نماز کے بعد دُعا سے پہلے:

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم تشریف فرما تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی، پھر میں نے دُرود پاک پڑھا پھر اپنے لیے دُعا مانگنے لگا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب مانگ! تجھے دیا جائے گا۔

☆ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور دُعا مانگی یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے نمازی تو نے بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھو، اللہ کی حمد و ثنا کرو، پھر مجھ پر دُرود پڑھو، پھر دُعا مانگو۔ پھر دُعا مانگنا آئی اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر حضور پر دُرود پڑھا۔ حضور نے فرمایا: ”اے نمازی اب

دعا مانگ قبول ہوگی۔“ اس سے ثابت ہوا کہ ہم اہل سنت نماز کے بعد جو ذکر اور دُرود شریف پڑھتے ہیں یہ سنت ہے اور قبولیت دعا کا باعث ہے۔ نیز اس سے باواز بلند ذکر اور دُرود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک لیا جائے تو دُرود شریف پڑھے۔ جب نام گرامی لکھے تو ساتھ دُرود پاک لکھے۔ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ خلف نے بیان کیا کہ ان کا ایک دوست حدیث کا طالب علم تھا وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ سبز پوشاک پہنے خوش و خرم گھوم رہا ہے۔ میں نے کہا کہ تم تو وہی میرے ہم مکتب نہیں ہو؟ اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں۔ میں نے پوچھا تیرا کتنا عمدہ حال ہے؟ اور اس کی وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا میری یہ عادت تھی کہ جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نامی لکھتا وہاں دُرود شریف بھی لکھتا۔ فکافانی رتبہ هذا الذی تروی علی۔ ”یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے میرے رب نے مجھے اس عمل کا بدلہ دیا ہے۔“

حضرت عبداللہ بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی کو دیکھا۔ پوچھا فرمائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

آپ نے فرمایا:

رحمٰنی و غفرلی و زفنی الی الجنة کما تزف العروس و نشر علی کما ینشر علی العروس۔ ”میرے رب نے مجھ پر رحم فرمایا، مجھے بخش دیا، مجھے دُہن کی طرح آراستہ کر کے جنت میں بھیجا گیا اور مجھ پر جنت کے پھول نچھاور کئے گئے جس طرح دُہن پر درہم و دینار نچھاور کیے جاتے ہیں۔“

میں نے اس عزت انزائی کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ اپنی کتاب ”الرسالہ“ میں حضور ﷺ پر میں نے جو دُرود لکھا ہے اُس کا یہ اجر ہے۔ عبداللہ بن حکم کہتے ہیں میں نے امام سے پوچھا۔ وہ خاص دُرود شریف کیا ہے؟ آپ نے بتایا کہ میں نے وہاں یہ دُرود شریف لکھا ہے۔ و صلی اللہ علیٰ مُحَمَّدٍ عِدْمَا ذِکْرِهِ الذَّاكِرُونَ وَعِدْمَا غَفْلٍ عَنْ ذِکْرِهِ الْغَافِلُونَ۔ میں بیدار ہوا اور کتاب ”الرسالہ“ کو کھولا تو وہاں بعینہ اسی طرح دُرود شریف لکھا ہوا تھا۔ (تفسیر ضیاء القرآن سورۃ الاحزاب)

اللہم صل علی محمد عبدک و رسولک و علی المؤمنین و المؤمنات

والمسلمین و المسلمات اللہم صل علی محمد و علی ال محمد و سلم۔

نعمت حج کعبہ عطا کر ہمیں عشق شاہ مدینہ عطا کر ہمیں
ذوق طیبہ دوبارہ عطا کر ہمیں ہو سلامی وہ جذبہ عطا کر ہمیں
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں دُرود پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

آداب دُرود شریف:

- 1- دُرود خواں کے کپڑا، بدن اور مکان طاہر اور پاک ہو۔
- 2- وضو مسواک کرے (وضو نہ کر سکتا ہو تو تیمم کرے) بلا طہارت ادب کے خلاف ہے۔ (اگر چہ جائز ہے)
- 3- قبلہ رخ مصلے پر بیٹھے کر باواز بلند یا آہستہ بشوق و ذوق تمام حضور و خلوص سے پڑھے۔

- 4- ریا سے پاک ہو کر پڑھے۔
- 5- ثواب کی نیت اور اُمید شفاعت پر پڑھے۔
- 6- ظاہر اور باطن دونوں برابر ہوں یعنی جیسے زبان سے پڑھے دل بھی اسی میں لگائے۔
- 7- درود پڑھتے وقت ایسا سمجھے کہ جناب رسول کریم ﷺ کے سامنے درود پڑھ رہا ہوں۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ)
- 8- یہ بھی سمجھے کہ آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے ہیں اور خود سن بھی رہے ہیں۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ)
- 9- رقت قلب اور خشوع و خضوع کے ساتھ۔
- 10- قلب کا تعلق اللہ پاک کے ساتھ ہو۔
- 11- درود پڑھتے وقت کسی سے باتیں نہ کرے۔
- 12- جس جگہ گندگی، پلیدی یا بدبو ہو وہاں نہ پڑھے۔
- 13- ہنسی ٹھٹھہ کے وقت بھی نہ پڑھے۔
- 14- گناہ کرتے وقت نہ پڑھے۔
- 15- جہاں ناچ رنگ ہو وہاں بھی نہ پڑھے۔

اللهم صل على محمد ملاء السموات وملاء الارض وملاء العرش العظيم -

صلی اللہ علی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ پر اے عرش کے مسند نشین لاکھوں سلام
آپ پر اے رونق خلد بریں لاکھوں سلام
آپ پر یا رحمتہ للعالمین لاکھوں سلام
آپ پر اے سبز گنبد کے مکیں لاکھوں سلام
آپ پر یا صاحب فتح مبیں لاکھوں سلام
آپ پر یا شاہ دیں سلطان دیں لاکھوں سلام

نکات درود و سلام:

☆ ہر عبادت یا مقبول ہوتی ہے یا مردود (مگر درود پاک کی شان ہی انوکھی ہے کہ اگر اس کو بے توجہی سے بھی پڑھو تو مقبول ہی مقبول ہے ہاں اتنا فرق ہے کہ بے توجہی سے پڑھو گے تو بھی پہنچے گا ضرور مگر فرشتے لے کر جائیں گے اور اگر پورے آداب و محبت کے تقاضوں کے مطابق پڑھو گے تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (جب آپ سے عرض کیا گیا ادایت صلوٰۃ المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک۔ یا رسول اللہ غائبین اور جو ابھی تک دنیا میں نہیں آئے ان کے درود و سلام کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا اسمع صلوٰۃ اہل محبتی واعرفہم و صلوٰۃ غیرہم عرضا محبت اور پوری توجہ و آداب سے پڑھنے والوں کا درود میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا بھی ہوں جبکہ دوسروں کا درود پہنچا دیا جاتا ہے۔ دلائل الخیرات ص ۶۷)

☆ آپ پر اے صدر بزم کن نکاں لاکھوں سلام
آپ پر اے تاجدار دو جہاں لاکھوں سلام
آپ پر اے خاتم پیغمبراں لاکھوں سلام
آپ پر اے مقتدائے انس و جان لاکھوں سلام
☆ قرآن مجید میں ہے فسلم من اصحاب الیمین۔ اے محبوب آپ کو جنت والوں کی طرف سے سلام ہو۔ معلوم ہوا یہ

دیوانے جنت میں بھی باز نہیں آئیں گے لہذا جو درود نہیں پڑھے گا اس کو کسی اور جگہ کا بندوبست کرنا ہی پڑے گا۔
مگر دنیا میں پڑھے جانے والے درود و سلام اور جنت میں پڑھے جانے والے درود و سلام میں فرق یہ ہے کہ دنیا میں فرشتے پہنچاتے ہیں اور جنت میں خود اللہ فرمائے گا فسلم لك من اصحاب اليمين۔

اور یہ کس طرح ہوگا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا باقی تمام نبیوں کے لیے ممبر بچھائے جائیں گے مگر میرے لیے اللہ کی کرسی کے ساتھ دائیں جانب کرسی لگائی جائے گی (اس کی بھی کرسی اس کی بھی کہیں یہ شرک تو نہیں ہو جائے گا یسوا وتوجروا۔ استغفر اللہ) ساری کائنات جمع ہوگی۔ اصحاب یمن (جنت والے) بھی اور اصحاب شمال (دوزخ والے) بھی، سب حضور علیہ السلام کو ہی تک رہے ہوں گے کہ کب شفاعت کے لیے ہونٹ ملتے ہیں اور ہماری نجات ہوتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام خدا کی رحمت کو دیکھ رہے ہوں گے (ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم ذلك المقام غیری۔ ان يجلس اللہ محمد امیہ علی کرسیہ التذکرہ للقرطبی، ۲۸۵) وہاں بھی اگر سلام پڑھنے کی توفیق ملے گی تو اصحاب یمن جنت والوں کو ہی ملے گی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ دوزخی اگر اس وقت پڑھنا بھی چاہیں گے تو ان کو روک دیا جائے گا۔ خبردار! آج وہی پڑھے گا، جو دنیا میں پڑھتا تھا، جو وہاں فتوے لگاتے تھے وہ آج کس منہ سے وہی کام کر سکیں گے۔ اس لیے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
اس لیے اگر وہاں یہ سعادت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ضد چھوڑو، درود و سلام کا بغض سینے سے نکالو ورنہ ٹھو کریں کھاتے پھرو گے کوئی شنوائی نہ ہوگی، زبانیں گنگ کر دی جائیں گی اور دنیا میں جھوم جھوم کر درود و سلام پڑھے گا وہی یہ آرزو کر سکے گا کہ
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

☆ سلام کو عام کرنا تو ہمارے آقا علیہ السلام کا حکم ہے فرمایا افشوا السلام واطعموا الطعام وادخلوا الجنة دار السلام سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور سیدھے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

فرمایا ہر مسلمان کو سلام کہو چاہے اس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے ہو۔ اور کسی کو پہچانوں یا نہ پہچانوں! اپنے آقا کو تو پہچانو! اعلیٰ حضرت نے اور کیا جرم کیا ہے؟ صرف سلام ہی تو پھیلا یا ہے۔ جب نہ پہچانتے والے کو بھی سلام کہنے کا حکم ہے تو جس کا کلمہ پڑھتے ہو اس پر سلام پڑھنا کیوں ناجائز ہو گیا۔

پڑھو، پڑھو! درود بھی پڑھو، سلام بھی پڑھو! درود سے گناہ معاف ہوں گے اور سلام کا جواب آئے گا۔ درود سے نیکیاں ملیں گی اور سلام سے اگر مل گئے مضطرب، اور کیا چاہیے

اسی لیے اہل عمل درود زیادہ پسند کرتے ہیں اور اہل عشق سلام پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

اللہ بھی جس پر زیادہ مہربان ہوتا ہے اس پر سلام بھیجتا ہے سورہ صفت اور سورہ مریم میں فردا فردا اپنے پیاروں پر سلام بھیجا اور سورہ یس میں اجتماعی سلام بھیجا اور فرمایا سلام قولا من رحیم۔ سلام تو رحیم و کریم رب کا قول ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خدا کا فرمان ہی تو عام کیا ہے۔ سلام علی نوح فی العلمین۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام پہ عالمین میں سلام ہے تو رحمتہ للعالمین پر عالمین کا سلام ہے اور خود رب العالمین کا سلام ہے اللہ کو اگر رات پہ پیارا آیا تو سلام ہی حتی مطلع الفجر فرمایا دیا اور اگر محمد کی ذات پہ پیارا آیا تو یصلون علی النبی فرمایا اور السلام علیک ایہا النبی فرمایا۔

اے حبیب رب اکبر آپ پہ لاکھوں سلام
اے قسیم خلد و کوثر آپ پہ لاکھوں سلام
اے حسین بندہ پرور آپ پہ لاکھوں سلام
اے شفیع روز محشر آپ پہ لاکھوں سلام
آپ پر یا رحمتہ للعالمین لاکھوں درود

درود تاج کیا ہے؟

کسی عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کھول کر اپنے آقا کی پیاری پیاری صفات کو اپنے ذوق کے مطابق جمع کیا ہے آپ کو اگر اپنے پیر یا استاد سے بدل و جان محبت ہے تو کوئی آپ سے پوچھے ان کا نام کیا ہے تو آپ اپنی عقیدت کے مطابق زیادہ سے زیادہ القابات جوڑتے جائیں گے اور پھر آخر میں جا کر کہیں ان کا نام لیں گے۔

مثلاً پیر طریقت رہبر شریعت، شہباز معرفت وغیرہ وغیرہ چاہے نام لیں تو اندر سے کچھ بھی نہ نکلے مگر حضور علیہ السلام تو ہر خوبی و کمال کے جامع و حقدار ہیں، وہ خوبی ہی نہیں جو ہمارے آقا میں نہ ہو، چنانچہ جس طرح پنجابی کے ایک شاعر مولوی غلام رسول سے کسی نے پوچھا کہ تو جس محبوب کی باتیں کرتا ہے اس کا تعارف تو کرا، تو انہوں نے پوری کتاب لکھ دی جس کو چھٹی مولانا غلام رسول کہتے ہیں، جس کے چند شعر یہ ہیں۔

اکھاں وچ قدرتی سرے دی دھاری
زلیخا اوس نوں جے ویکھ لیندی
دلاں نوں چیردی جویں کٹاری
نہ پچھے یوسف مصری دے پیندی
قدیمی شہنشاہ عالی گھرا نا
حسین و حسن دا لچ پال نا نا
جگر دل بند مائی آمنہ دا
تے بابل ہے او پیاری فاطمہ دا

اسی طرح عرب کے عاشق نے کسی نے جب حضور علیہ السلام کا تعارف پوچھا تو اس نے اپنی عقیدت و صلاحیت کے ذوق

میں کہا!

صاحب التاج والمراج والبراق والعلم دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالہم اور چلتے چلتے آخر میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لے لیا ابی القاسم محمد ابن عبد اللہ نور من نور اللہ۔ اصل میں منکروں پہ بم بلکہ ایٹم بم ہی ان الفاظ پہ آکر گرتا ہے "نور من نور اللہ" باقی سارا کبھی کبھی مان لیتے ہیں چلو ایہ الفاظ نہ پڑھا مگر باقی کا تو انکار نہ کرو۔ اور وہ نہیں تو یہ ہی مان لو کہ

بھیجتے ہیں جن و انساں آپ پر ہر دم سلام
پڑھتے ہیں درویش و سلطان آپ پر ہر دم سلام
بھیجتے ہیں حور و غلماں آپ پر ہر دم سلام
کرتے ہیں عشاق رحماں آپ پر ہر دم سلام
آپ پر یا رحمتہ للعالمین ہر دم درود
آپ پر یا شاہ دیں، سلطان دیں لاکھوں سلام

اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود و الکرم والہ وبارک

وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا۔

(۳۲) اے میرے رحیم و مہربان آقا! مجھے اپنے دامنِ رحمت میں چھپالو، اور میرے دل کی تمام حسرتیں نکالو! کیونکہ میری زندگی کا چراغ آخرت کے تیز جھوٹکوں سے بجھتا جا رہا ہے اور ڈر کی وجہ سے میرے دل میں ایک حشر پنا ہے، اب میں اپنے اندر اپنے آپ کو سنبھالا دینے کی سکت نہیں پا رہا۔ میں آپ کے لیے کروڑوں درود و سلام کی دعائیں کرتا ہوں آپ میرے اوپر اپنی رحمتوں کی عطا کر دیں۔ اور صرف میری ہی نہیں اپنی ساری امت کی مدد و نصرت فرمائیں۔

امتِ مظلوم کی شاہا مدد فرمائیے مخلصی، محکومتی اغبار سے دلوائیے
شائقانِ دید کو شکلِ حسین دکھلائیے اپنے دربارِ مبارک میں ہمیں بلوائیے
آپ پر یا رحمتہ للعالمین لاکھوں سلام

اللہم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد بن النبی الکامل وعلی الہ
کمالا نہایۃ لکمالک وعدد کمالہ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳۳) اے میرے پیارے نبی! آپ نے لاکھوں زخمی دلوں کو اپنے پیار کی مرہم سے ٹھیک کر دیا ہے میرا دل بھی آپ کے ہجر و فراق میں چور چور ہے اس کو بھی مجلّی، مصفیٰ اور گلشن و گلزار بنادیں اور مدینہ پاک کی باد صبا کو حکم فرمائیں کہ میرے دل کی اجڑی بستی سے ایک بار گزر جائے تاکہ میرا سینہ مدینہ بن جائے اور دل کی اجڑی ہوئی دنیا آباد ہو جائے۔

آکھیں سوہنے نوں وائے نیں جے تیرا گزر ہووے میں مر کے وی نہیں مردا جے تیری نظر ہووے
اے میرے رحمت والے آقا آپ پہ کروڑوں درود و سلام ہوں۔

اللہم صل علی محمد بن النبی الامی وعلی ال محمد جزی اللہ محمد ا
صلی اللہ علیہ وسلم عنا ما ہوا ہلہ۔

(۳۴) آپ (ﷺ) کے حرف ”ل“ کی طرح کنڈل والے گیسوئے انور، اور الف کی طرح سیدھا سرو جیسا حسین و جمیل قد انور مل کر ”لا“ بن کر یہ تبار ہا ہے کہ آپ بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹالنے والے ہیں ان مصیبتوں کو اپنی ”لا“ کی تلوار کے نیچے لائیں، تاکہ ان کا سر قلم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نچھاور فرمائے۔ اللہم صل علی محمد کما تحب و ترضیٰ۔

ہے تمنا ہم مدینے میں کریں جا کر سلام جالیاں چو میں پڑھیں نزو در انور سلام
خاضری ہو روضہ انور میں، ہولب پر سلام جان بحق پڑھ کر ضیاء ہواے مرے سرور سلام
آپ پر یا رحمتہ للعالمین لاکھوں درود آپ پر یا شاہ دیں، سلطان دیں لاکھوں سلام

(۳۵) اے میرے جرأت و شجاعت والے نبی! آپ نے اپنے خلقِ عظیم کے خوبصورت رنگ سے، کفر و گمراہی کا خاتمہ کر کے جہان کا سینہ چیر کر اس میں اپنے اخلاقِ حسنہ کا رنگ بھر دیا اور زمانے میں نور کا ایسا سیلاب و سیراب کیا کہ اب بقول آپ کے آپ کو اپنی امت سے شرک کا کوئی خطرہ نہیں۔ اے میرے ”انک لعلیٰ خلق عظیم“ کی شان والے آقا آپ پر خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللهم صل على محمد بن النبی الامی وامهات المومنین و ذریاته و اهل بیتہ
کما صلیت علی ابراهیم انک حمید مجید۔

(۳۶) آسمان آپ کے در کی طرف لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے نوبت اور ڈھول کا کام کر رہا ہے اور ستر ستر ہزار فرشتوں کی بارات صبح و شام آپ کی خدمت کے لیے آرہی ہے کیوں نہ آئیں کہ آپ ان سب کے حاکم اور سارے جہاں کے بادشاہ ہیں اور یہ سب آپ کے خادم و نوکر ہیں۔ میرے آقا پیہ اللہ کی رحمت کی بارشیں ہوں۔

اللهم صل علی محمد بن النبی الامی و علی الہ وسلم تسلیما۔

(۳۷) آپ کا پیدا ہونا بھی بے مثل و بے مثال اور لا جواب و با کمال ہے اور آپ کی سیرت طیبہ اور اخلاق عالیہ کا بھی کوئی ثانی نہیں اسی لیے تو ساری مخلوق آپ کی گرویدہ اور غلام بے دام بن گئی ہے اور شاہان وقت بھی آپ کی گلی کے گدا ہونے پر فخر کر رہے ہیں اے میرے ایمان کی جان! آپ پر کروڑوں درود و سلام۔ اللهم صل علی سیدنا محمد فی اول کلامنا، اللهم صل علی سیدنا محمد فی اوسط کلامنا، اللهم صل علی محمد فی آخر کلامنا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

ردیف ”میم“

(۳۸) طیبہ کے ماہ تمام جملہ رُسل کے امام
(۳۹) تم سے جہاں کا نظام تم پر کروڑوں سلام
(۴۰) تم ہو جو ادو کریم تم ہو رُوف و رحیم
(۴۱) خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
(۴۲) نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم
(۴۳) شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم
(۴۴) جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام

نوشہ ملک خدا تم پہ کروڑوں درود
تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروڑوں درود
درد کی کر دو دوا، تم پہ کروڑوں درود
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروڑوں درود

حل لغات:

* ماہ تمام۔ مکمل چاند (چودھویں کا چاند) * جملہ رُسل۔ تمام رسول * نوشہ۔ دولہا * نظام۔ حسن ترتیب * ثنا۔ تعریف و توصیف * جواد۔ بڑا بخشنے والا * کریم۔ بہت کرم فرمانے والا * رُوف و رحیم۔ مہربان اور رحم کرنے والا * خلق۔ مخلوق * قاسم۔ تقسیم کرنے والا * ملا۔ حاصل ہوا * نافع۔ فائدہ دینے والا * دافع۔ دور کرنے والا * شافع۔ شفاعت فرمانے والا * رافع۔ بلند کرنے والا * افزوں۔ اوپر، زیادہ شان والا * شافی۔ شفا یاب کرنے والا * نافی۔ روکنے اور ٹالنے والا * کافی۔ کفایت کرنے والا، کفیل * وافی۔ پورا پورا عطا کرنے والا، وقادار * خلد۔ جنت * حرام۔ ناجائز و ممنوع (جس کا درجہ

فرض کے مقابل ہو)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۳۸) اے میرے پیارے نبی اور مدینہ شریف کے چودھویں کے چاند! آپ صرف امتوں کے ہی امام نہیں بلکہ سارے نبیوں کے بھی نبی اور امام ہیں۔ آپ خدا کی خدائی کے دولہا ہیں پھر آپ پر کیوں نہ کروڑوں درود و سلام ہوں۔

اللهم صل على سيدنا محمد عبدك و نبيك و حبيبك و رسولك النبي الامي و على اله و بارك و سلم تسليما كثيرا كثيرا۔

محبت خاص خدائے برتر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر ہو تم صفات خدا کے مظہر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر ہیں تم سے کون و مکان منور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر تمہارا اللہ ہے شاگر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر حبیب و محبوب رب داور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر رسول برحق شفیع محشر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر (۳۹) نظام کائنات کی جان آپ کی ذات بابرکات ہے کیونکہ آپ ہی وجہ باعث تخلیق عالم ہیں، آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور آپ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو کیونکہ۔ جان ہیں آپ جہاں کی، جان ہے تو جہاں ہے۔ آپ پر درودوں کے کروڑوں پھول نچھاور ہوں اور آپ پر تعریف و توصیف کی کروڑوں برساتیں ہوں۔

اللهم صل على سيدنا محمد و على ال سيدنا محمد بعد دكل ذرة مائة الف مرة۔

(۴۰) اللہ کی مخلوق میں سے سب سے بڑے نخی، داتا، غریب نواز اور بندہ پرور آپ کی ذات بابرکات ہے، آپ بالموئین رؤف رحیم ہیں۔ اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے بابرکت نام عطا فرمائے ہیں۔ اے پیارے آقا اپنے خزانوں سے ہمیں بھی بھیک عطا ہو، خدا آپ کا بھلا کرے اور آپ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

اللهم صل على سيدنا محمد منطلق عنان جواد الايمان في ميدان الاحسان

مرسلا مرشدا الى رياح الكرم في روضة الجنان و على ال محمد و سلم۔

(۴۱) ساری مخلوق پر اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکومت عطا فرمائی ہے (فلا وربك لا يومنون حتى يحكموك فيها شجر بينهم) آپ ہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا تقسیم کرنے والا بنایا ہے (والله يعطى وانا قاسم) جس کو جو بھی ملا ہے ملتا ہے یا ملے گا آپ ہی سے ملا ہے، ملتا ہے، ملے گا۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

اے میرے پیارے نبی آپ پہ کروڑوں درود و سلام ہوں۔

(۴۲) اے اللہ کے پیارے محبوب! اللہ کی مہربانی سے آپ اللہ کی مخلوق کو نفع پہنچانے والے، ان سے مصائب و آلام دور فرمانے والے۔ قیامت کے دن ان کی شفاعت فرمانے والے اور ان کو بلند درجات عطا فرمانے والے ہیں۔ آپ کی کون کون سی خوبی بیان

کروں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

آپ سے اوپر صرف آپ کا خالق و مالک ہے باقی سب آپ سے نیچے ہیں اللہ تعالیٰ کی آپ پر کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللهم صل علی سیدنا محمد عبدك ونبیک ورسولك النبی الامی وعلی

اله وصحبیه وسلم۔

ہو تم شہنشاہ مفت کشور، جہاں میں ہے سلطنت تمہاری حضور! شاہانِ دہر سے ہے کہیں فروں منزلت تمہاری
تمہارے رب کو ازل سے شاہا! پسند ہے ہر صفت تمہاری بجز خدا یا نبی نہ سمجھا کوئی بشر معرفت تمہاری
حبیب و محبوب رب داور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر رسول برحق شفیع محشر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر
بعض لوگ حضور علیہ السلام کی مذکورہ فی الشرح صفات کا انکار کرتے ہیں اور ہزار سمجھانے کے باوجود بس ایک ہی بات
کرتے رہتے ہیں کہ کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ اس بارے میں اسی شرح میں کئی مقامات یہ تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے، یہاں ان کی
خدمت میں ایک اور گزارش کرنی ہے اور وہ یہ کہ صحیح احادیث میں بعض اور ادو وظائف یا اعمال کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے
کہ یہ پڑھنے سے اتنے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جہنم سے حفاظت ہو جاتی ہے، ہر موذی شئی سے بندہ محفوظ رہتا ہے، سفر
خیریت سے گزرتا ہے وغیرہ وغیرہ کیا یہ فوائد ہم نے براہ راست اللہ سے حاصل کیے ہیں یا کہ حضور علیہ السلام کے توسط سے
ملے ہیں کیونکہ ان کا ذکر قرآن میں تو نہیں ہے تو ظاہر ہے ہمیں تو یہ فوائد حضور علیہ السلام سے ہی حاصل ہوئے ہیں تو پھر کیا
مطلب ہے اس ”ارشاد“ کا کہ کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا؟ ہمیں سر درد ہو تو ڈسپرین لیتے ہیں کیوں لیتے ہیں؟ تو اگر ڈسپرین کی
گوئی نفع پہنچاتی ہے تو یہ کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے کہ نبی نفع نہیں پہنچا سکتا، نبی تکلیف نہیں دور کر سکتا، جس کا نام محمد علی ہو وہ کسی
شئی کا مالک و مختار نہیں ہو سکتا۔

(۴۳) یا رسول اللہ! آپ کے در سے بیماروں کو شفا بھی ملتی ہے (صرف آپ کی ذات سے ہی نہیں بلکہ آپ کے تبرکات سے بھی
شفا ملتی ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں آپ کے جبہ مبارک کے بارے میں ہے) آپ تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور فرماتے ہیں، جس کے
آپ کفیل و ضامن بن جائیں اس جیسا کون ہو سکتا ہے، آپ پورا پورا اجر عطا فرمانے والے اور اپنی امت کے خیر خواہ ہیں، اے
میرے ان گنت خوبیوں والے آقا! میرے درد کا بھی علاج فرمادیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللهم صل علی محمد وال محمد بعد دکل داء و دواء

انٹھی ہیں یورپ کی دلدلوں سے سیاہ الحاد کی گھٹائیں نہ کیوں تصور میں دل شکستہ تمہاری زلفوں کی لیں بلائیں
حضور ان ظلمتوں سے کیونکر وقار ملت کو ہم بچائیں تمہارے قرباں سنو خدا را غریب مسلم کی التجائیں
حبیب و محبوب رب داور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر رسول برحق شفیع محشر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

اللهم صل علی محمد عبدك ونبیک النبی الامی۔

(۴۴) اے مالک جنت پیارے نبی! کیسی شان ہے آپ کی کہ جب تک آپ کی امت جنت میں نہ جائے گی اس وقت تک
جنت میں داخلہ ہر کسی پر حرام و ممنوع فرما دیا گیا ہے کیونکہ جنت تو آپ کی ملکیت ہے پھر آپ کی اجازت کے بغیر کوئی کیسے جاسکتا ہے

اے خدا کے پیارے محبوب! آپ پر کروڑوں درود و سلام ہوں ارشاد خداوندی ہے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا۔ ان الارض يرثها عبادي الصالحون۔ جنت کے وارث جب حضور کے غلام ہیں تو سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

اللهم صل على محمد بن النبی الامی والہ وسلم۔

ردیف ”ن“

- (۴۵) منظر حق ہو تمہیں منظر حق ہو تمہیں
 (۴۶) زرد رودہ نارساں تکیہ گہ بیکساں!
 (۴۷) بر سے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن!
 (۴۸) ایک طرف اعدائے دین ایک طرف حاسدین
 (۴۹) کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بس ہوں میں
 (۵۰) گندے نکلے کمین مہنگے ہوں کوڑی کے تین
 (۵۱) باٹ نہ در کے کہیں گھاٹ نہ گھر کے کہیں
- تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروڑوں درود
 بادشہ ماورئی تم پہ کروڑوں درود
 ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروڑوں درود
 بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود
 تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروڑوں درود
 کون ہمیں پالتا تم پہ کروڑوں درود
 ایسے تمہیں پالنا تم پہ کروڑوں درود

حل لغات:

* منظر حق۔ اللہ تعالیٰ کی شان آپ سے ظاہر ہوتی ہے (اسم ظرف) * منظر حق۔ حق کو ظاہر فرمانے والے (اسم فاعل) * زرد رودہ یا زورودہ۔ طاقت دینے والا * نارساں۔ کمزور، بے سہارا * تکیہ گاہ۔ سہارا، بھروسہ کی جگہ، جائے امید * بیکس۔ کنگال * ماورئی۔ لامکاں مراد ہے یا مطلب یہ ہے کہ جس کی بادشاہی مخلوق کی سمجھ سے اوپر ہو * بھرن۔ تیز بارش * نعم۔ نعمت کی جمع * اعداء۔ عدو کی جمع، دشمن * حاسدیں۔ حسد کرنے والا * بے کس، بے بس۔ لاچار و مجبور * فدا۔ قربان * کمین۔ کینے، گھٹیا، کم ظرف * کوڑی۔ معمولی سکہ * باٹ۔ گنوار، راستہ * گھاٹ۔ دریا سے جانوروں کے پانی پینے کی جگہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

سراپائے مصطفیٰ:

(۴۵) اے میرے نور والے آقا! آپ سے اللہ تعالیٰ کی شانیں ظاہر ہوتی ہیں اور آپ اللہ کی عظمتوں کو ظاہر فرما کر حق اور باطل میں فرق کرنے والے ہیں آپ کے چہرہ انور سے اللہ کا جلال و جمال ظاہر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید بلندیاں عطا فرمائے اور آپ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

اس شعر میں حضور علیہ السلام کی عظمت و شان، مرتبہ و مقام، حسن و جمال اور فضل و کمال کو ایسے حسین انداز میں بیان فرمایا گیا ہے اور سبحان اللہ نہ کوئی مبالغہ ہے اور نہ ہی تو حید خداوندی کے اوپر کوئی حرف آتا ہے یقیناً اس طرح کا شعر کہنا جوئے شیر لانے

کے مترادف ہے یا یوں کہہ لیں کہ ننگی تلوار پہ چلنا ہے اور بقول کے۔

اک آگ کا دریا ہے اور پار گزرتا ہے

بس یوں کہہ لیں کہ تقریباً ناممکنات میں سے ہے اور ایسے اشعار کو دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی اعلیٰ حضرت کا کلام الہامی کلام ہے۔ بہر حال حضور علیہ السلام کے چند فضائل اور آپ کے سراپائے اقدس کے بارے میں تھوڑا سا بیان ضروری ہو گیا ہے۔ پہلے آپ کا حلیہ مبارک اور سراپائے اقدس ملاحظہ فرمائیں اگر تفصیلاً پڑھنا چاہیں تو ”شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ انا“ کی آخری حدیث کا مطالعہ فرمائیں۔

دُرود شریف پڑھنے والا اگر نبی کریم ﷺ کے حلیہ مبارک کے بارے میں جانتا ہو اور پھر اسی تصور سے درود شریف پڑھے تو اس کا کیف و سرور ہی نرالا ہے۔ یہاں ہم نبی کریم ﷺ کے مختصر حلیہ مبارک کا بیان کرتے ہیں۔

قد مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ قد انور کے اعتدال کو یوں بیان کرتے ہیں:

آپ ﷺ کا تمام جسم نہایت ہی معتدل تھا۔ تمام اعضاء کامل تھے، گوشت سے پُر ہونے کے باوجود اُن میں ڈھیلا پن نہ تھا۔ قد انور اعتدال کے ساتھ دراز تھا، نہ ہی پست تھا اور نہ ہی زیادہ ڈبلا پتلا۔ (شامل ترمذی)

آپ ﷺ کا قد مبارک نہ بہت بلند تھا نہ بالکل کوتاہ مگر جب آپ ﷺ لوگوں کے درمیان چلتے تو اُن سے بلند نظر آتے۔

جسم اطہر کی رنگ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ کے جسم اطہر کا رنگ نہایت ہی خوش نما تھا۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا۔ یوں لگتا تھا کہ گویا آپ ﷺ کا جسم اطہر چاندی میں ڈھالا گیا ہے۔ (شامل ترمذی)

آپ ﷺ کی رنگت سفید تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا رنگ سفیدی اور سُرخ کا حسین امتزاج تھا۔ (سبل الہدیٰ)

حُسن مبارک:

حضرت انس، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ہم نے بڑی بڑی حسین چیزیں دیکھیں مگر آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کا چہرہ اقدس چاند سے زیادہ روشن اور پُر نور تھا۔ (ترمذی)

سر انور:

آپ ﷺ کا سر انور چھوٹا نہیں تھا بلکہ موزونیت کے ساتھ بڑا تھا۔ (مسند احمد)

موئے مبارک:

آپ ﷺ کے بال مبارک گہرے سیاہ تھے۔ (ابن عساکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں آپ ﷺ کے بال مبارک قدرے کھنگھریا لے تھے، نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل پیچدار۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی زلفیں کنڈل والی تھیں۔ (ترمذی)

آپ ﷺ کے موئے مبارک سیاہ خمدار تھے۔ آپ ﷺ کی زلفیں اتنی دراز ہوتیں کہ کندھوں تک پہنچتی تھیں بعض اوقات کندھوں تک بعض دفعہ کانوں کی آلو تک بعض دفعہ کانوں سے کچھ نیچے تک ہوتیں۔ آپ ﷺ تیل لگاتے اور سیدھی مانگ نکالتے۔

پیشانی مبارک:

آپ ﷺ کی پیشانی اقدس کشادہ تھی۔ (ترمذی)

گوش مبارک:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کی مبارک زلفوں کے درمیان دونوں سفید کان یوں محسوس ہوتے جیسے تاریکی میں دو چمکدار ستارے طلوع ہوں۔ (ابن عساکر)

ابرو مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے ابرو مبارک کمان کی طرح خمیدہ لمبے اور باریک تھے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان رگ تھی جو حالت غصہ میں ابھر آتی (الوفاء بحوال المصطفیٰ)

مبارک آنکھیں:

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ ﷺ کی آنکھیں کشادہ اور خوب سیاہ تھیں۔ (دلائل النبوة)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی آنکھوں کے سفید حصے میں سُرخ ڈورے تھے۔ (ترمذی)

مقدس پلکیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ کی پلکیں نہایت لمبی تھیں۔

ناک مبارک:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ کی ناک مبارک حسن تناسب کے ساتھ باریک تھی۔

رُخسار مبارک:

آپ ﷺ کے رُخسار مبارک سفید اور چمکدار تھے۔ (ابن عساکر)

ہونٹ مبارک:

امام طبرانی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ہونٹ مبارک اللہ کے تمام بندوں سے خوبصورت تھے۔

دندان مبارک:

وصاف نبی حضرت ہند بن ابی ہالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ کے مبارک دانت نہایت سفید اور چمکدار تھے تبسم کے وقت اولوں کی طرح دکھائی دیتے۔ (الوفاء)

ریش مبارک:

داڑھی شریف گھنی اور سیاہ تھی اور نہایت ہی خوبصورت تھی اور سینہ مبارک کو پُر کیے ہوئے تھی۔

چہرہ مبارک:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کے ہالے کی طرح تھا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں آپ ﷺ کا چہرہ مبارک گول تھا۔ (ترمذی۔ سبل الہدیٰ)

گردن مبارک:

گردن مبارک قدرے دراز تھی۔ (دلائل النبوت)

حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک چاندی کی صراحی کی مانند تھی۔

(سبل الہدیٰ)

کندھے مبارک:

آپ ﷺ کے کندھے مبارک خوبصورت اور مضبوط تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کبھی نبی کریم ﷺ کندھوں سے کپڑا ہٹاتے تو وہ چاندی کے ڈلوں کی صورت دکھائی دیتے۔

مہر نبوت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ نبیوں کو ختم کرنے والے تھے۔ (شمائل ترمذی)

بازو مبارک:

بازو مبارک نہایت سفید تھے۔ کلاسیاں مبارک طویل تھیں اور کلاسیوں پر بال تھے۔

ہاتھ مبارک:

خوبصورت ریشم سے زیادہ نرم اور خوشبودار تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے۔ (ابو نعیم)

ہتھیلیاں مبارک پر گوشت اور کشادہ تھیں۔ انگلیاں مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں۔

سینہ اقدس:

سینہ مبارک کشادہ اور اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ (شمائل ترمذی)

شکم مبارک:

آپ ﷺ کا شکم مبارک بڑھا ہوا نہیں تھا۔ بطن مبارک سینہ اقدس کے برابر تھا۔ (ترمذی)

پنڈلیاں مبارک:

پنڈلیاں مبارک مخنیم نہیں بلکہ موزونیت کے ساتھ پتلی تھیں۔ (ترمذی)

قد میں شریفین:

قدم شریف چھوئے نہ تھے بلکہ دونوں پاؤں مبارک متناسب اور پر گوشت تھے۔ انگلیاں مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پائے مبارک تمام انسانوں سے خوبصورت تھے۔ (شامل ترمذی)

اللهم صل على محمد وعلى آله وسلم

تیری باتیں ہیں جیسے کہ قد و نبات منظر ذات باری ہیں تیری صفات
بخشتی ہے نئی زندگی تیری بات مردہ دل تجھ سے پاتے ہیں روح حیات
اے میحائے دُور! سلام عَلَیْک

ذکر ہر آن تیرا زباں پر رہے جب کہے تو فقط بات تیری کہے
ویپ تیری محبت کا دل میں جلے نام سے تیرے ملتی ہے تسکین مجھے
میرے ہر دکھ کے درماں سلام عَلَیْک

قُدرتِ حق سے قادر ہے تُو ہر جگہ شانِ رحمت سے حاضر ہے تُو ہر جگہ
چشمِ باری سے ناظر ہے تُو ہر جگہ چشمِ بینا میں ظاہر ہے تُو ہر جگہ
اندھی آنکھوں سے پہاں سلام عَلَیْک

مُرسلین کو تیری ہم رکابی پہ فخر ہے ملائک کو تیری سلامی پہ فخر
خلق کو تیرے لطفِ دوامی پہ فخر بادشاہوں کو تیری غلامی پہ فخر
تاجداروں کے سُلطان سلام عَلَیْک

چوم لے تیرا پائے کرم یہ ریاض توڑ دے تیرے قدموں پہ دم یہ ریاض
کاش بن جائے خاکِ حرم یہ ریاض پائے یوں تیرا لطفِ اتم یہ ریاض
دل کا پورا ہو ارماں سلام عَلَیْک

(سید ریاض الدین ریاض سہروردی)

(۳۶) اے بے کسوں، ناتوانوں اور بے سہاروں کو طاقتور کرنے والے پیارے نبی! خدا کی ساری خدائی کے بادشاہ و سربراہ آپ ہی ہیں، ہماری تمناؤں اور آرزوں کا مرکز اور امیدوں کے پورا کی جگہ بھی آپ ہی کی ذات والا صفات ہے آپ پر کروڑ ہا مرتبہ درود و سلام ہو۔

اللهم صل وسلم وبارک على رسولك المصطفى ونبيك المرتضى وعلى
اله واصحابه بعدد كل ذرة مائة الف الف مرة۔

سید المرسلین پر ہزاروں سلام شاہ دنیا و دیں پر ہزاروں سلام

تاجدارِ حزیں پر ہزاروں سلام بدر کے مہ جبین پر ہزاروں سلام

یا محمد رسولِ زماں! السلام یا شہنشاہِ کون و مکاں! السلام

(۴۷) یا رسولِ ہاشمی! رحم و کرم کی ایسی بار آور موسلا دھار بارش ہو کہ نعمتوں کے باغات میں بہاؤ آجائے اور ہمارے آنگن میں خوشیاں ہی خوشیاں ہو جائیں اور کرم کی ایسی ہوا چلے کہ ہمارے دلوں کے گلشنِ مہک اٹھیں اور ان میں آپ کی محبت کے پھول کھل جائیں۔

س کروڑوں درود کروڑوں سلام بذاتِ محمد علیہ السلام

(۴۸) اے میرے آقا! آپ کا گدا (احمد رضا) کوئی ایک مصیبت میں پھنسا ہوا ہو تو عرض کرے، میرے سر پہ دین کے دشمن بھی سوار ہیں ایک طرف ان سے لڑائی ہے تو دوسری طرف حسد کرنے والوں نے جان کھارکھی ہے میں کس کس کا مقابلہ کروں اور کدھر جاؤں تنہا ہوں کوئی یار و مددگار نہیں ہے، صرف آپ کی رحمت کا سہارا ہے مجھے ایسا بنادیں کہ میں ان تمام دشمنوں سے پورا آسکوں، اللہ تعالیٰ اپنی کروڑوں رحمتیں آپ پر نازل فرمائے۔

س مالکِ بحر و بر ہو سلام آپ پر فخر جن و بشر ہو سلام آپ پر

شام سے تا سحر ہو سلام آپ پر ہر گھڑی ہر پہر ہو سلام آپ پر

تا ابد عمر بھر ہو سلام آپ پر ہو سلام آپ پر ہو سلام آپ پر

(۴۹) اس کے باوجود بھی میں کیوں کہوں کہ میں بے سہارا، عاجز و کمزور ہوں جب میرا آقا میرے سر پہ سلامت ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں، میرے آقا میرے مددگار ہیں اور میری جان آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں پہ قربان ہے۔ کروڑوں درود و سلام اُن پر

س کروڑوں درود کروڑوں سلام بروضہ محمد علیہ السلام

(۵۰) اے میرے قدردان آقا! یہ جو آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے ہم جیسے نکموں کو اپنی غلامی میں قبول فرمایا ہوا ہے ورنہ ہم تو ایسے نکے اور ناکارہ اور گندے ہیں کہ ہم جیسے بے کاروں کو کوئی ایک کوڑی کے تین تین بھی نہ خریدے، اگر آپ ہمارے سر پہ نہ ہوتے تو ہمیں کون منہ لگاتا۔

س جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا تو نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

س کروڑوں درود و کروڑوں سلام بروح محمد علیہ السلام

(۵۱) ہم جیسے جاہل، اُجڑا اور گنوار جن کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے نہ کوئی سہارا، اخلاق و آداب سے عاری، پھر ایسوں کو سینے سے لگا کر سنوار دینا محبوبِ خدا ہی کی شان ہو سکتی ہے آپ کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو لوگوں کو کیا سے کیا بنا دیا۔ راہِ زنوں کو راہِ ہر بنا دیا، قطرے کو سمندر بنا دیا، ذرے کو آفتاب بنا دیا۔

س خود نہ تھے جو راہِ پراوروں کے ہادی بن گئے اک نظر میں شاہ نے قطرے کو دریا کر دیا

اللہ تعالیٰ میرے کریم آقا علیہ السلام پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے صلی اللہ علیہ وسلم و اہل و اصحابہ وسلم۔ یہ مختلف الفاظ میں جو درود شریف لکھے جا رہے ہیں ان میں سے ہر ایک کے ان گنت فوائد و فضائل ہیں اور یہ مختلف کتب

درود شریف سے حاصل کیے گئے ہیں، طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہر ایک کے فضائل و فوائد لکھے جاتے تاہم کوئی اگر ان کے فضائل اور فوائد پڑھنا چاہے تو یہ مندرجہ ذیل کتب سے لیے گئے ہیں ان کتابوں میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ حوالہ جات یہ ہیں۔
(ابوداؤد شریف، طبرانی شریف، افضل الصلوٰۃ علی سید السادات، سرور القلوب، سعادة الدارين، القول البدیع، الترغیب والترہیب، غنیۃ الطالبین، کشف الغمہ، جذب القلوب، حصن حصین شریف، معارج النبوت، روح البیان تفسیر قرآن، حاشیہ دلائل الخیرات شفاء القلوب، آب کوثر وغیرہا)

اللهم صل علی سید الخلائق و افضل البشر و شفیع الامۃ یوم الحشر و
النشر بعدد کل معلوم لك۔

ردیف ”واو“

(۵۲) ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
(۵۳) ایسوں پر ایسی عطا تم پہ کرو کروں درود
(۵۴) اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو
ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کرو کروں درود
ایسوں پر ایسی عطا تم پہ کرو کروں درود
کون کرے یہ بھلا تم پہ کرو کروں درود

حل لغات:

* ایسوں۔ اس طرح کے انسانوں * نعمت۔ عمدہ و لذیذ کھانا * غذا۔ خوراک * غوطہ۔ پانی میں کبھی ڈوبنا کبھی تیرنا،
ڈبکیاں کھانا * عطا۔ انعام، نوازش * خطاوار۔ گناہ گار، قصور وار * دامن۔ پناہ * بھلا۔ اچھائی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۵۲) اور اے میرے آقا! آپ کتنے بندہ پرور اور غریب نواز ہیں کہ ہم جیسوں کو جن کی ایک ٹکا قیمت بھی زیادہ ہے بلکہ کوئی ہمیں مفت لینے پر بھی تیار نہیں ہے آپ ہمیں ایسی عمدہ اور لذیذ نعمتیں کھلاتے ہیں کہ دنیا کے بادشاہوں کو بھی کم ہی میسر ہوں گی، دودھ کے شربت پلاتے ہیں اس جہاں میں بھی اور اگلے جہاں میں بھی، ایسے حکموں کو ایسی اعلیٰ خوراک یہ آپ کا کرم نہیں تو اور کیا ہے، ہمارا کام جرم کرنا آپ کا کام کرم کرنا، ہمارا کام خطا کرنا آپ کا کام عطا کرنا ہمارا کام گناہ کرنا آپ کا کام ہمارے لیے دعا کرنا، اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

آپ آئے تو دنیا منور ہوئی
دو جہاں کو ہدایت میسر ہوئی
ہادی دو جہاں ہو سلام آپ پر
ہم غریبوں پہ اکرام فرمائیے
پھر نظر سوئے خدام فرمائیے
اے شہ ذوالکرم ہو سلام آپ پر
بزم کونین میں عید گھر گھر ہوئی
عام توحید خلاق اکبر ہوئی
سرور انس و جاں ہو سلام آپ پر
مرحمت کچھ تو انعام فرمائیے
پھر عطا ذوق اسلام فرمائیے
ہادی محترم ہو سلام آپ پر

(۵۳) اے میرے پیارے نبی! جہاں اتنے احسان فرمائے ہیں ایک اور کرم فرمادیں کہ مجھے گرنے سے بچالیں اور گناہوں کے سمندر میں ڈوبنے سے بچالیں اور ہم جیسوں پہ ایسا کرم کرنا یہ بھی آپ ہی کا کام ہے، آپ کا در چھوڑ کر کہاں جائیں اور کون ہماری بات سنے گا۔

تمہیں سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لوگی ہے

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم والہ وبارک وسلم۔

اپنے عاجز غلاموں کا سنیے سلام بے نواشنہ کاموں کا سنیے سلام
خوش بیاں خوش کلاموں کا سنیے سلام مقتدیوں اماموں کا سنیے سلام
خاتم الانبیاء ہو سلام آپ پر یارسول خدا ہو سلام آپ پر
ہے ضیا بندہ بے نوا آپ کا مصطفیٰ آپ کو واسطہ آپ کا
آپ سے بھیک پائے گدا آپ کا دیکھے دیدار مدحت سرا آپ کا
شاہ جن و بشر ہو سلام آپ پر ہو سلام آپ پر ہو سلام آپ پر (ضیاء القادری)
(۵۴) ہم آپ کے گنہ گار امتی ہیں ہمیں جب کوئی مشکل پیش آئے گی تو آپ کے جتنے بھی نافرمان سہی آپ ہی کے دروازے پہ آئیں گے۔ اب چھوڑ کے در تیرا دیوانے کہاں جائیں۔

آپ ہی ہمیں سنبھالیں اور اپنے دامن میں چھپالیں ورنہ دنیا کیا کہے گی کہ امام الانبیاء کے در کا منگتا دیکھو! مارا مارا پھر رہا ہے، ہم جیسے لکموں کے ساتھ یہ نیکی بھی آپ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیے۔
صلی اللہ علی نبی الرحمة سفیع الامۃ کاشف الغمة وعلی الہ واصحابہ
وبارک وسلم۔

درود شریف کے فوائد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

- 1- درود پاک اعمال کو پاکیزہ کرتا ہے۔
- 2- درود شریف گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
- 3- درود شریف درجات بلند کرتا ہے۔
- 4- بخشش کے دروازے کھول دیتا ہے۔
- 5- درود شریف پڑھنے والے کو ثواب اُحد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔
- 6- اس کی نیکیوں کا پورا وزن کیا جائے گا۔
- 7- دنیا کے تمام امور صحیح ہوتے ہیں۔
- 8- غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
- 9- غم و فکر سے محفوظ رہتا ہے۔
- 10- درود شریف پڑھنے والا دہشت سے مبرا رہتا ہے۔
- 11- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محشر میں شفاعت نصیب ہوگی۔
- 12- اللہ عزوجل کی رحمت اور خوشنودی حاصل ہوگی۔
- 13- اللہ عزوجل کے غضب سے محفوظ رہے گا۔

- 14- میزان میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔
 15- وہ حوض کوثر سے پانی پی سکے گا۔
 16- دوزخ کے قہر اور غضب سے بچے جائے گا۔
 17- پل صراط سے بجلی کی رفتار سے گزرے گا۔
 18- مرنے سے پہلے ہی اپنی جگہ جنت میں دیکھ لے گا۔
 19- جنت میں حوروں کی خدمت میسر ہوگی۔
 20- راہ خدا میں بیس جنگیں لڑنے سے زیادہ ثواب ملے گا۔
 21- وہ پاک اور طاہر ہوگا۔
 22- ایک درود سے ایک سو چالیس جنتیں پوری ہوں گی۔
 23- وہ اہل سنت میں شامل ہوگا۔
 24- رزق کی تنگی سے محفوظ رہے گا۔
 25- وہ ہر مجلس میں زینب و زمینت حاصل کرے گا۔
 26- میدان محشر کے اندر حضور ﷺ کی نگاہ میں ممتاز رہے گا۔
 27- اللہ تعالیٰ کا قرب اور حضور ﷺ کی بارگاہ تک رسائی ہوگی۔
 28- پل صراط پر نور کی روشنی ہوگی۔
 29- ہر دشمن پر فتح پائے گا۔
 30- لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت بڑھ جائے گی۔
 31- ہر جگہ اتفاق کی دولت میسر آئے گی۔
 32- ہر منافق اس سے حسد کرے گا۔
 33- خواب میں حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا۔
 34- اس کی غیبت کم ہوگی۔
 35- دنیاوی فائدے حاصل ہوتے رہیں گے۔
 36- درود کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نصیب ہوگی۔
 37- اللہ تعالیٰ موافقت میں حضور ﷺ پر درود بھیجے گا۔
 38- اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا۔
 39- وہ حسرت کی موت نہیں مرے گا۔
 40- وہ بخل کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔
 41- اس کی دعا سے معاندین کی ناک کٹے گی۔
 42- میدان محشر میں جنت کی راہیں کھلی ملیں گی۔
 43- جو لوگ درود نہ پڑھ کر سرکار ﷺ پر ظلم کرتے ہیں ان سے دور رہے گا۔
 44- اس کے بدن سے خوشبو آیا کرے گی۔
 45- حضور ﷺ کی محبت میں اضافہ ہوگا۔ اور ہوتا رہے گا۔
 46- اُسے نیکی کی خواہش ہر وقت رہے گی۔
 47- حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس کا نام لیا جائے گا۔
 48- وہ مرتے دم تک ایمان پہ قائم رہے گا۔
 49- اس پر اللہ تعالیٰ کے احسانات وارد ہوتے رہیں گے۔
 50- دل میں حضور ﷺ کی صورت مبارکہ نقش ہو جائے گی۔
 51- اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا رہے گا۔
 52- اس میں مرشد کامل کی خصوصیات پیدا ہوں گی۔
 53- اس کے گناہوں کی آگ بجھ جائے گی۔
 54- اس کی دعائیں بارگاہِ الہی میں قبول ہوں گی۔
 55- میدان محشر میں حضور ﷺ کا وصل نصیب ہوگا۔
 56- بھولی ہوئی چیزیں یاد آجایا کریں گی۔
 57- جنت میں بلند درجات نصیب ہوں گے۔
 58- اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ حضور ﷺ پر درود اس کو ایک خاص مقام لے کر دے گا۔
 59- زمین و آسمان والوں کی دعائیں اس کے لیے واقف ہوں گی۔
 60- اللہ عزوجل اس کے اعمال اس کی عمر اس کی ذات و اولاد میں برکت دے گا۔
 61- اس کے مال و اسباب میں برکت ہوگی۔
 62- چار پشتوں تک برکت کے آثار ظاہر ہوں گے۔
 63- حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو حاضر پائے گا۔
 64- اس کی زبان پر سرکار ﷺ کا ذکر جاری رہے گا۔

- 65- دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔
66- گناہوں کا کفارہ ہوگا۔
- 67- فرشتے اس پر درود پڑھتے رہیں گے۔
68- اس کے گناہوں پر پردہ پڑا رہے گا۔
- 69- ملائکہ اس کے درود کو سنہری حروف میں لکھ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کرتے ہیں۔
- 70- حضور ﷺ اس سے خود مصافحہ فرمائیں گے۔
71- موت سے پہلے اسے توبہ کی توفیق ملے گی۔
- 72- جان کنی کی سختی سے محفوظ رہے گا۔
73- اللہ عزوجل کی رضا اور محبت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔
- 74- اس کا گھر روشن رہے گا۔
75- اس کے چہرے پر نور اور گفتار میں حلاوت پیدا ہوگی۔
- 76- اس کی مجلس میں بیٹھنے والے مسرور رہیں گے۔
77- اس کی دعوت کا ثواب دس گنا ہوگا۔
- 78- وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار رہے گا۔
79- وہ فرشتوں کا امام بنے گا۔
- 80- وہ اوامر و نواہی کا احترام کرے گا۔
81- وہ حضور ﷺ کی قولی اور فعلی اتباع کرے گا۔
- 82- اس کی کشتی طوفان سے پار ہوگی۔
83- وہ ہمیشہ نیک ہدایت حاصل کرے گا۔
- 84- وہ دنیا کے مشاغل سے فارغ رہے گا۔
85- اس کو فوز و فلاح کے مراتب حاصل ہوں گے۔
- 86- درود پڑھنے والا حضور ﷺ کے احسانات کا بدلہ بھی چکا تار ہوتا ہے۔
- 87- نبی پاک ﷺ ہمیدان حشر میں اس کے کفیل ہوں گے۔
88- جنت میں اس کا گھر حضور ﷺ کے گھر کے ساتھ ہوگا۔
- 89- لوگوں کی زبانیں اس کی غیبت سے بند ہو جائیں گی۔
90- درود شریف کی کثرت سے بہشتی راہن سہن میں وسعت ہوگی۔
- 91- درود پڑھنے والا طاعون کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا۔
92- اس سے بلائیں دور رہیں گی۔
- 93- اگر کسی مجلس میں بیٹھتے وقت بسم اللہ شریف کے بعد درود شریف پڑھ لیا جائے تو اہل مجلس اس کی غیبت سے زبانوں کو بند رکھیں گے۔ نیز اسی عمل کے بغیر عام طور پر لوگوں کی زبان پر غیبت آتی رہتی ہے۔
- 94- درود پڑھنے والا تھوڑے ہی عرصہ میں غنی ہو جاتا ہے۔
95- دنیا میں معروف و مشہور ہو جاتا ہے۔
- 96- اگر درود پڑھنے والا دوزخ میں بھی ڈال دیا جائے تو درود پاک اس کی شفاعت کو پہنچ جاتا ہے۔
- 97- میدان محشر میں درود پاک پڑھنے والے کی زبان سے نور کی کرنیں نکلیں گی۔
- 98- ہر روز ایک ہزار بار درود شریف پڑھنے والے کو دنیا میں ہی اس کا جنتی ٹھکانہ نظر آ جائے گا۔
- 99- قیامت کو عرش معلیٰ کے سائے میں جگہ ملے گی۔
- 100- درود پاک پڑھنے والے کا کندھا جنت کے دروازے پر حضور کے کندھے کے ساتھ چھو جائے گا۔ سبحان اللہ
- 101- درود شریف پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔ (کیونکہ اس کو عموماً توبہ کی توفیق مل جاتی ہے لہذا گناہ لکھنا ہی نہیں پڑتا)
- 102- درود شریف تمام نقلی عبادتوں سے افضل ہے۔
- 103- درود شریف پڑھنے والے کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔
- 104- قیامت کے دن سب سے پہلے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچایا جائے گا۔

105۔ جنت میں کثرت سے حوریں ملیں گی۔

حوالہ جات

سعادة الدارين، مسلم شریف، جلاء الافہام، صلاة الثناء، افضل الصلوات، حرز المنيع، منتخب كنز العمال شریف، ترمذی شریف، طبرانی شریف، بیہقی شریف، جواہر البحار، لؤلؤ انوار القدسیہ، مسند امام احمد، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف۔
(گلدستہ درود شریف مرتبہ: محمد اصغر نورانی)

جس کے قدموں کو عرش بریں نے لیا جس کا کونین میں سب نے کلمہ پڑھا
کام آئے جو محمود روز جزا جس کے القاب ہوں مصطفیٰ مجتبیٰ
اس پہ بے حد درود، اس پہ بے حد سلام
(سید محمود احمد رضوی کراچی)

ردیف ”ہا“

(۵۵) کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود
(۵۶) کر دو عدو کو تباہ حاسدوں کو رُو براہ اہل ولا کا بھلا تم پہ کروڑوں درود

حل لغات:

* پناہ۔ ٹھکانہ، سہارا، مدد * عدو۔ دشمن * تباہ۔ برباد * رو براہ۔ سیدھے راستہ پر * اہل ولا۔ دوست، احباب، محبت کرنے والے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۵۵) اے ہمارے رحیم و کریم آقا ہم بھی عجیب لوگ ہیں کہ آپ کا حکم نہ مان کر جب تباہی دیکھتے ہیں تو آپ ہی کی طرف بھاگتے ہیں اور آپ بھی کتنے کریم ہیں کہ اپنا دامن پھیلا کر ہمیں بلا کر، پیار فرما کر اپنے دامن میں چھپا لیتے ہیں، حالانکہ مجرم تو آقاؤں کے جرم کر کے ان کو پھر زندگی بھر نظر بھی نہیں آتے، مگر کریں بھی کیا ہم بھاگ کر جا بھی کہاں سکتے ہیں اور کون ہمیں پناہ دے گا۔
اے میرے آقا آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارش ہو۔

اللهم صل وسلم وبارك على رسولك المبعوث رحمة للعالمين وعلى اله واصحابه۔

جن مقامات، مواطن، اوقات، حالات میں درود و سلام عرض کرنے کی تاکید یا وضاحت ہے ان کی مختصر تفصیل مستند کتابوں کے حوالہ جات سے درج کی جا رہی ہے۔

- 1۔ آخری قعدہ میں التحيات کے بعد پڑھے۔
- 2۔ نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد۔
- 3۔ جمعہ کے دونوں خطبوں میں۔
- 4۔ نماز عیدین میں۔

- 5- خطبات عیدین میں۔
- 6- خطبہ استقواء میں۔
- 7- سورج اور چاند گہن کے وقت۔
- 8- پانچوں وقت کی نمازوں کے بعد۔
- 9- آذان کے بعد۔
- 10- آذان کے بعد الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔
- 11- اقامت نماز کے وقت۔
- 12- مسجد میں داخل ہوتے وقت۔
- 13- مسجد سے باہر آنے کے وقت۔
- 14- جب مسجد میں سے گزرے۔
- 15- مساجد میں۔
- 16- وضو کرتے وقت۔
- 17- وضو کے بعد۔
- 18- تیمم کرنے کے بعد۔
- 19- غسل جنابت کے بعد۔
- 20- عورت غسل حیض کے بعد۔
- 21- دعا کے اول۔
- 22- دعا کے درمیان۔
- 23- دعا کے بعد۔
- 24- دعائے قنوت کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے۔
- 25- حاجی تلبیہ کے بعد پڑھے۔
- 26- قیام عرفات میں۔
- 27- مسجد خیف میں۔
- 28- کوہ صفا پر۔
- 29- کوہ مروہ پر۔
- 30- حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت۔
- 31- طواف وداع سے فارغ ہونے کے وقت۔
- 32- مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے وقت۔
- 33- زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت۔
- 34- آثار تبرکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت۔
- 35- مقام بدر، احد وغیرہ دیکھنے کے وقت۔
- 36- جمعہ کی رات کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھے۔
- 37- جمعہ کے دن کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھے۔
- 38- جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد اسی بار۔
- 39- صبح اور شام کے وقت۔
- 40- ہفتہ اور اتوار کے دن۔
- 41- پیر کی رات۔
- 42- منگل کی رات۔
- 43- فجر اور نماز مغرب کے بعد۔
- 44- ماہ شعبان میں ہر روز سات سو بار۔
- 45- شب برات میں ایک تہائی رات۔
- 46- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام صفت، ضمیر کہنے اور لکھنے کے وقت۔
- 47- اجتماع قوم میں۔
- 48- مجلس سے اٹھتے وقت۔
- 49- بازار کو جاتے وقت۔
- 50- دعوت کی طرف جاتے وقت۔
- 51- سونے کے وقت۔
- 52- جب سو کر اٹھے۔
- 53- جب نماز تہجد کے لیے اٹھے۔
- 54- جس کو نیند نہ آئے، پڑھے۔
- 55- ہر مجلس ذکر میں۔
- 56- ختم قرآن کے وقت۔
- 57- حفظ قرآن کے لیے۔
- 58- وعظ و تقریر کے وقت۔

- 59- درس اور تعلیم دینے کے وقت۔ 60- گناہ کے بعد توبہ کرتے وقت پڑھے۔
- 61- گھر میں داخل ہونے کے وقت۔ 62- کسی چیز کے بھول جانے کے وقت۔
- 63- نکاح کے وقت۔ 64- محتاجی کے وقت۔
- 65- مفلس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا صدقہ درود شریف 66- مصیبت اور سختی کے وقت۔
- پڑھنا ہے۔
- 67- حاجت روائی کے وقت۔ 68- کلام کرنے سے پہلے۔
- 69- احباب سے ملنے کے وقت۔ 70- سفر کے ارادے کے وقت۔
- 71- کسی سواری پر سوار ہونے کے وقت۔ 72- پاؤں کے سن ہو جانے پر۔
- 73- فتویٰ لکھنے کے وقت۔ 74- مولیٰ کی پہلی پھانک کھانے کے وقت اس نیت سے
- پڑھے کہ اس کی بونہ رہے۔
- 75- فیصلہ سناتے وقت۔ 76- الزام سے بری ہونے کے لیے۔
- 77- طاعون واقع ہو جانے پر۔ 78- طلب شفا کے مرض کے لیے۔
- 79- کان کے درد کے وقت۔ 80- وصیت لکھتے وقت۔
- 81- میت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت۔ 82- رفع مرض نسیان کے لیے۔
- (جلاء الافہام، سعادة الدارين، افضل الصلوات، مسلم شریف، حرز المنيع، سنن ابی داؤد، مسلم مع ذہبی)
- اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك المصطفى وعلى اله وسلم
- درود پاک نہ پڑھنے والے کے لیے مزید وعید

- 1- جنت کا راستہ بھول جائے گا۔
- 2- وہ سب سے بڑا بخیل ہوگا۔
- 3- وہ حضور کی زیارت سے محروم رہے گا۔
- 4- جو مجلس ذکر الہی و ذکر رسول ﷺ سے خالی رہے گی ایسی مجلس والے ایسے ہیں گویا مردار کھا رہے ہیں۔
- 5- قیامت کے روز حسرت کریں گے۔ (درود کی جزا دیکھ کر)
- 6- بروز قیامت نقصان ہوگا۔
- 7- وہ دوزخ میں جائے گا۔
- 8- وہ بد بخت ہے۔
- 9- اس نے حضور ﷺ کو ظلم کیا۔ (یعنی وہ بڑا ظالم ہے)
- 10- وہ ذلیل ہوگا۔

11- اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔

12- فرشتے بددعا کرتے ہیں اے اللہ اس کی مغفرت نہ فرما (جو آپ ﷺ کا نام سن کر درود نہیں پڑھتا)

13- درود کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی۔

14- درود کے بغیر دعا آسمان پر نہیں جاتی۔

15- اس کے لیے جبریل علیہ السلام اور حضور ﷺ کی طرف سے ہلاکت کی بددعائیں ہیں۔ (کتب احادیث)

اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك شفيع المذنبين وعلى اله واصحابه اجمعين ○

ہ کل ستاروں میں جیسے ہو ماہ تمام ہیں اسی طرح نبیوں میں خیرا لانام

جس کے منہ سے سنیں ہم خدا کا کلام بادشاہوں سے افضل ہو جس کا غلام

اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

(۵۶) اے میرے پیارے آقا! جو دشمن ہیں وہ چونکہ آپ کی عظمت و ناموس کے دشمن ہیں ایسے دین و ایمان کے ڈاکوؤں کو توبہ

ہی ہونا چاہیے اگر زندہ رہیں گے تو دوسروں کا ایمان بھی ضائع کریں گے اس لیے ان کو توبہ فرمادیں اور جو اپنے ہم عقیدہ ہونے کے

باوجود حسد کی بیماری میں مبتلا ہیں ان کو ہدایت مل جائے اور سیدھے راستے پہ آجائیں تاکہ میرے دست و بازو بنیں اور ہم سب ہم

عقیدہ لوگ مل کر آپ کی عظمت و ناموس کا تحفظ کریں اور آپ کے دین کی خدمت کر سکیں۔ اور جو محبت کرنے والے ہیں ان کی خیر ہو

اور ان کی محبتیں سلامت رہیں بلکہ محبت میں اضافہ ہو جائے۔ میرے آقا پہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

ہ عجب رؤف و رحیم ہو تم ہزاروں لاکھوں سلام تم پر امین خلق عظیم ہو تم ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

رسول رب کریم ہو تم ہزاروں لاکھوں سلام تم پر خدا ہے معطی تقسیم ہو تم ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

اللهم صل على سيدنا محمد بن النبي الامي وعلى اله واصحابه وبارك وسلم

اللهم صل على سيدنا محمد عدد اوراق الزيتون وجميع الثمار۔

ردیف ”ی“

(۵۷) ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی، کوئی کمی سرور تم پہ کروڑوں درود

حل لغات:

* خطا۔ غلطی، کوتاہی، نافرمانی * عطا۔ بخشش، کرم * سرور۔ اے سردار۔

مفہوم شعر:

(۵۷) اے پیارے رحمت والے آقا! ہم نے گناہ اور نافرمانیاں کرنے میں تو کوئی کوتاہی اور کمی نہ کی جتنے ہو سکے خوب خوب

گناہ کیے اور آپ کو ستایا اور آپ کا دل دکھایا۔ مگر قربان جاؤں آپ پر کہ جوں جوں ہمارا جرم بڑھتا گیا توں توں آپ کے کرم میں

اضافہ ہوتا گیا۔ یقیناً ایسا اس لیے ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ ان بے چاروں کا میرے سوا اور ہے کون کہ جس کے آگے یہ فریاد لے کر

جائیں۔ اور اس لیے بھی کہ معذور اور اچانچ اولاد سے والدین کو زیادہ محبت ہوتی ہے، میرے پیارے آقا کی اپنی گنہ گار امت کے ساتھ محبت کا جواب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے نبی پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جس نے یہ فرما کر کہ شفاعتی لاہل الکبائر من امتی (کہ میری شفاعت بڑے بڑے پاپیوں، گناہ گاروں کے لیے ہے) ہم گناہ گاروں کی سرمحشر لاج رکھ لی ہے اور عزت بچالی ہے۔

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ ال سیدنا محمد بعد کل داء ودواء و
بعد د کل علة وشفاء۔

جس کو حق نے بنایا ہو اپنا حبیب جس کو حق نے بلایا ہو اپنے قریب
جس کی آمد سے جاگ اٹھے اپنے نصیب جس کے دامن سے لپٹیں امیر و غریب
اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

ردیف "بے"

(۵۷) کام غضب کے کیے اس پہ ہے سرکار سے بندوں کو چشم رضا تم پہ کروڑوں درود
(۵۹) آنکھ عطا کیجئے اس میں ضیاء دیجئے جلوہ قریب آگیا تم پہ کروڑوں درود
(۶۰) کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

حل لغات:

* کام - گناہ مراد ہیں * غضب کے - بہت بُرے اور غصہ چڑھانے والے * چشم رضا - راضی ہونے کی امید
* ضیاء - روشنی * جلوہ - نظارہ، دیدار، نمائش * راضی - خوش * ٹھیک - درست۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۵۷) ہم نے کام تو بڑے خطرناک اور آپ کو تنگ کرنے والے کیے ہیں پھر بھی اپنے آقا کی رحمت و شفقت کے پیش نظر یہی امید ہے کہ اپنے غلاموں کو اپنی رضا اور خوشی سے ہی نوازیں گے کیونکہ اللہ نے ان کو جتنی شان دی ہے اتنا ہی حوصلہ بھی دیا ہے آپ ہماری کمزوریوں کو جانتے ہیں اسی لیے تو ہمارے لیے دعا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی آپ پر کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللهم صل علی محمد وعلیٰ ال محمد فی الاولین والاخرین وفی الملاء
الا علیٰ الی یوم الدین۔

جس کے دم سے ضلالت جہالت مٹی جس سے ایمان و عرفاں کی دولت ملی
جس سے انسان کی قدر و قیمت بڑھی جس نے دل میں خدا کی محبت بھری
اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

جسم اطہر کا جس کے نہ سایہ پڑا جس کی انگشت سے نہ دو پارہ ہوا
جس کے پنجے سے پانی کا چشمہ بہا جس کی ہر بات میں ہو نیا معجزہ
اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

کچھ کرنا بھی چاہیے:

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا ان ہلم الی الارض المقدس۔ بابرکت زمین کی طرف کسی دن تشریف لائیے (کیونکہ اس علاقے کا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو قاضی بنادیا گیا تھا اس لیے چاہا کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے دوست کو بلاؤں تاکہ وہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کس قدر مہربانی فرمائی ہوئی ہے اور ان کی خدمت و تواضع بھی ہو جائے گی۔ لیکن جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط پہنچا تو انہوں نے بڑی بے نیازی کے ساتھ لکھا کہ) ان الارض لا تقدس۔ زمین کسی کو مقدس نہیں بناتی (یہ بات بھول جاؤ کہ میں قاضی بن گیا ہوں تو مقدس ہو گیا ہوں جو چاہوں کرتا پھروں و انما یقدس الانسان عملہ۔ انسان کو اس کے اعمال مقدس بناتے ہیں۔

نہ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
اور پھر لکھا وقد بلغنی انک جعلت طبیبا تداوی فان کنت تبرئ فنعماً لک۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو طبیب بنادیا گیا ہے؟ اچھا! اگر تو لوگوں کا صحیح علاج کرے گا (یعنی صحیح فیصلے کرے گا) تو تیرے لیے بہتر ہوگا اور باعث اجر و ثواب ہوگا۔ وان کنت متطبیباً فاحذر ان تقتل انساناً فتدخل النار۔ اگر تو نے نیم حکیم کا کردار ادا کیا اور کوئی بندہ مر گیا (یعنی غلط فیصلے سے کسی کا حق مارا گیا) تو دوزخ میں جائے گا فکان ابو الدرداء اذا قضیٰ بین اثین ثم ادبر اعنه نظر الیہما وقال ارجع الیٰ اعیدا علیٰ قصتکما انی مطیب واللہ۔ اس کے بعد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے جب بھی فریقین میں کوئی فیصلہ کیا تو (حضرت سلمان فارسی کی نصیحت کو یاد رکھا اور) فیصلہ کرنے کے بعد فریقین جب واپس جا رہے ہوتے تو ان کو دوبارہ بلا تے اور فرماتے اپنا جھگڑا دوبارہ بیان کرو تاکہ میں تسلی کر لوں کہ پہلا فیصلہ صحیح ہوا ہے یا نہیں کیونکہ میں تو اللہ کی قسم مطیب ہوں (نیم حکیم یعنی مجبوراً قاضی بنادیا گیا ہوں) (جامع القضاء و کرہینہ ص ۲۲۲)

(۵۹) اے میرے آقا! میرے پاس آنکھ بھی نہیں ہے تو روشنی کہاں سے آئے گی اور آپ کے دیدار کا وقت بھی قریب آ گیا ہے بس ادھر موت آئی تو ادھر دیدار ہو جائے گا اپنی مازاغ البصر کی نگاہ کیمیا اثر کا صدقہ مجھے آپ کو دیکھنے والی آنکھ بھی مل جائے اور اس میں آپ کے نور کی روشنی میں عطا ہو۔ اللہ کی آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرماتے۔

اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد عدد ما کان و ما یکون و عدد ما اظلم

علیہ الیل و اضاء علیہ النہار

جنتیں جس کے روضے سے لوٹیں بہار چاند سورج تصدق ہوں لیل و نہار
دیکھنے کو کوئی جس کے ہو بے قرار آئیں جبریل جس کے لئے بار بار
اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

(سید محمود احمد رضوی۔ کراچی)

بعض بد باطنوں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے اس طرح کے اشعار کو واقعاً آپ کی جسمانی کمزوریوں پہ محمول کیا ہے مثلاً مندرجہ بالا شعر لیا اور لکھ دیا کہ احمد رضا کی تو ایک آنکھ ہی کمزور تھی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ایسے بد بختوں کو میں سوائے اس کے اور کیا کہوں کہ

رموز سر دل بے دل چہ داند

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکارِ بدینہ علیہ السلام کے عشق و محبت میں ڈوبی ہوتی باتیں یہ کیا جانیں کہ جو عشق کا نام سن کر یوں بھاگتے ہیں جیسے شیطان لا حول سے بھاگتا ہے۔

وہ تو ہے زیبا حسن اور ہم میں بینائی نہیں اس لیے تصویرِ جانناں ہم نے کھجوائی نہیں

کبھی کہتے ہیں اعلیٰ حضرت کا رنگ سیاہ تھا بھلا پٹھان اور کالے رنگ کا؟ کسی کی عقل میں آج بھی یہ بات نہیں آسکتی اور نہ قیامت تک آسکتی ہے، ایسے پاگلوں کی ایسی ایسی پاگل پن کی باتیں ان کے پاگل ہی سمجھ سکتے ہیں، ان کو عشقِ مصطفیٰ کی باتیں ”پاگل پن“ نہ دکھاتی دیں تو کیا دکھائی دیں۔ اپنوں کے سامنے یہ لوگ ”کو اسفید“ بھی کہہ دیں تو وہ مان جائیں گے۔ ان نام نہاد وارثانِ منبر و محراب کی خدمت میں ان دو شعروں کا ”نذرانہ“ پیش نہ کیا جائے تو کیا کہا جائے یا پھر ان کی عقل کا ماتم کیا جائے۔

لوی بس مولوی یہ بات کے در حقیقت بیل ہیں گجرات کے

گل گئے گلشن گئے جنگلی دھتورے رہ گئے عقل والے چل دیے اب بے شعورے رہ گئے

(۶۰) اے میرے پیارے آقا! مجھ سے اپنے دین کی خدمت کے ایسے کام لیں جن سے آپ راضی اور خوش ہو جائیں اور میرے نام رضا (خوش) کے معنی بھی درست ہو جائیں یعنی میں اسمِ باسْمیٰ ہو جاؤں اور لوگ مجھے دیکھ کر کہیں کہ یہ ہے وہ جس پہ اللہ کا محبوب راضی ہو گیا ہے۔ اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

نورِ جمالِ مصطفیٰ شمس میں ہے قمر میں ہے پھولوں کی تازگی میں ہے برگ میں ہے شجر میں ہے

پرفہ کلکنت میں ہے وسعتِ بحرِ میں ہے گوشہ ہر جگر میں ہے دامنِ ہر نظر میں ہے

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

عرش پہ تھا جو ثورِ پاک جلوہ فروز جلوہ بار پہلوئے آمنہ سے آج ہو کے جہاں میں آشکار

کر گیا باغِ دہر کو مرکزِ عشرتِ بہار اُس پہ سلام بے حساب اُس پہ دُرود بے شمار

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

نورِ جمالِ احمدی دہر میں جب چمک اٹھا آئینہء حبیب میں حُسنِ قدم جھلک اٹھا

زمزمہ نشاطِ خیز فرش سے عرش تک اٹھا ہر لبِ دل نواز سے شور یہ یک بیک اٹھا

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

خُور و ملک بہ ذوق و شوق پڑھتے ہیں دم بدم سلام
 بھیجتے ہیں بصد خروش کُل عرب و عجم سلام
 اور لب انبیاء پہ ہے صاحب کیف و کم سلام
 آؤ کہ جھوم جھوم کے بھیجیں نبی پہ ہم سلام
 صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے کہ ہے تیری ذات پاک رحمت دو جہاں سلام
 زینت این و آن سلام رحمت چشم جاں سلام
 ہمد بیکساں سلام مونس عاشقاں سلام
 زیب وہ مکان سلام رونق لامکاں سلام
 صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك المجتبیٰ ورسولك المرتضیٰ وعلیٰ اله واصحابه
 اجمعین برحمتك یا ارحم الرحمن

-----***-----

(شرح سلام رضا)

- (۱) مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
(۲) مہر چرخِ نبوت پہ روشن درود
(۳) شہرِ یارِ ارم تاجدارِ حرم
(۴) شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
(۵) عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
(۶) نورِ عینِ لطافت پہ اَلطف درود
(۷) سروِ نازِ قدمِ مغزِ رازِ حکم
(۸) نقطۂ سرّ وحدت پہ یکتا درود
(۹) صاحبِ رجعت شمس و شق القمر
(۱۰) جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
- شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
نوشہ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام
زیب و زمینِ نظافت پہ لاکھوں سلام
یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* مصطفیٰ - چنا ہوا، افضل و اعلیٰ، منتخب و برگزیدہ * جانِ رحمت - رحمت کی جان، کرم کی روح * شمع - چراغ، موم بتی
* بزمِ ہدایت - رہنمائی کی مجلس (نبیوں کی جماعت، علیہم السلام) * مہر - سورج * چرخ - آسمان * گل - پھول * باغِ رسالت - نبوت و پیغمبری کا گلشن * شہرِ یارِ ارم - جنت کا بادشاہ * تاجدارِ حرم - کعبہ کا آقا * نوبہار - نئی رونق * شبِ اسریٰ - معراج کی رات * دائم - ہمیشہ * نوشہ - سربراہ، دولہا * بزم - محفل * عرش - جلوہ گاہِ رب * زیب و زینت - آرائش و زیبائش * عرشی - عرش والا * طیب و نزہت - خوشبو اور پاکیزگی * عین - ذات، سراپا * لطافت - پاکیزگی (الطف اسی سے اسم تفصیل ہے) * زین - حسن و خوبی * نظافت - صفائی * سروِ ناز - ناز و داد والا سرو قد محبوب * قدم - بکسر القاف و بفتح الـ ال، قدیم (ساری مخلوق سے پہلے) * مغز - خلاصہ، دماغ * رازِ حکم - حکمتوں کا بھید * یکہ تاز - بے مثال و لا جواب * نقطہ - ملتہائے خط * وحدت - یکتائی * یکتا - یگانہ و بے مثل * مرکز - دائرہ کا درمیان * دور - زمانہ، عہد، چکر حکومت، رفتار * کثرت - بہت زیادہ، بہتات * صاحب - آقا، حاکم * رجعت - بفتح الرّاء لوٹنا * شمس - سورج * شق القمر - چاند

کے ٹکڑے کرنا * نائب۔ قائم مقام، خلیفہ * دست سہاتھ * قدرت۔ اختیارات اہمہ * زیر۔ نیچے * لوا۔ جھنڈا (لواء الحمد)
 * مَنْ۔ جو (عربی، اسم موصول) * سوا۔ علاوہ * سزائے۔ لائق، مناسب * سیادت۔ سرداری، پیشوائی۔
 کچھ سلام رضا کے بارے میں:

علوم دیدیہ میں تبحر اور سخنوری میں کمال کا اجتماع بہت کم حضرات کو میسر ہوا ہے حضرت رومی، جامی، سعدی، بوصری اور
 امیر خسرو کے قافلہ عشق و محبت کے حدی خوان حضرت رضا بریلوی بیک وقت عمیقی فقیہ، بی مثال محدث، اسرار قرآن کے عارف،
 رموز دین کے شناسا، امت مسلمہ کے بھی خواہ مخواہ محبوب بارگاہ رسالت کے سحر بیان نعت گو شاعر تھے۔

ان کے ہاں آمد ہے، سوز و گداز ہے، شوکت الفاظ اور شکوہ بیان ہے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ تمام اصناف سخن میں سے
 محبوب کبریا علیہ التجیہ والثناء کی نعت اور اولیاء کرام کی منقبت کو اپنایا اور اس میدان کی نزاکتوں اور آداب کو اس طرح نبھایا کہ بایں
 شاید۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کلام کو وہ مقبولیت عامہ عطا فرمائی ہے کہ پاک و ہند کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی آپ کا کلام محبت
 و عقیدت سے پڑھا اور سنا جاتا ہے، بڑے بڑے شعراء اور ادیب آپ کے کلام کا مطالعہ کر کے بیساختہ داد و تحسین پر مجبور ہو جاتے
 ہیں۔

ذیل میں چند تاثرات پیش کیے جاتے ہیں:

جناب رئیس امر وہوی لکھتے ہیں:

ان کی تصانیف نثر اور ان کی شاعری کیف و سرور سے لبریز ہے جس سے عجب طرز کا انشراح صدر ہوتا ہے۔ روح پر
 اتھرازی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، وہ ایک صوفی با صفا اور عالم جلیل تھے۔ ایسی کیا ب شخصیتیں تاریخ ساز بھی ہوتی ہیں، عہد
 آفریں بھی۔

حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں:

ان کی گفتگو کا محور، ان کے کلام کا رنگ، ان کی سوچ کا انداز، ان کے فکر کا مرکز عشق رسول اور صرف عشق رسول تھا۔
 میں تو سمجھتا ہوں کہ ان کے پیکر پر عشق مصطفیٰ کی قبا اس آئی۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں سابق صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا خاں صاحب غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے اردو نظم و نثر دونوں میں اردو کے بی شمار محاورات
 استعمال کئے ہیں اور اپنی علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگا دیے ہیں، وہ عشق رسول (ﷺ) ہی کو اصل تصوف سمجھتے تھے۔

حضرت نظیر لدھیانوی ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

مولانا کو شیریں زبانی کے اعتبار سے اہل زبان پر سبقت حاصل ہے اور بیان میں ندرت ہے۔ اس دور میں داغ، امیر،
 حالی، اکبر اور داغ و امیر کے تلامذہ کی زبان سلاست، سادگی اور محاورہ کے اعتبار سے مسلم تھی۔ مولانا کی زبان شگفتگی اور روانی میں
 ان اساتذہ کی زبان سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

پروفیسر علی عباس جلاپوری لکھتے ہیں:

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی نے فارسی اور اردو میں بے مثال نعتیں لکھی ہیں، جن کے بغیر درود و سلام

کی کوئی محفل گرمائی نہیں جاسکتی۔ ان کا ایک ایک لفظ عشق رسول میں بسا ہوا ہے اور انہیں سن کر سامعین کے دل، عشق رسول سے سرشار ہو جاتے ہیں۔ ادبی لحاظ سے بھی یہ نعتیں حسن بیان کے اچھوتے نمونے ہیں۔
جناب سید شان الحق حقی لکھتے ہیں:

بہترین ادبی تخلیقات وہی ہیں جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے روحانی سرور اور اخلاقی بصیرت کا ذریعہ ہوں۔ میرے نزدیک مولانا کا نعتیہ کلام ادبی تنقید سے مبرا ہے اس پر کسی ادبی تنقید کی ضرورت نہیں۔ اس کی مقبولیت اور دل پذیری ہی اس کا سب سے بڑا ادبی کمال اور مولانا کے شاعرانہ مرتبہ پر دل ہے۔

حسن تاثیر کو صورت سے نہ معنی سے غرض شعر وہ ہے کہ لگے جھوم کے گانے کوئی
خصوصاً بارگاہ رسالت میں لکھے گئے سلام رضا کو تو وہ آفاقی مقبولیت حاصل ہوئی ہے کہ کسی سلام کو حاصل نہ ہو سکی، شاید ہی
کیف محبت سے آشنا کوئی شخص ایسا ہوگا جسے اس سلام کے دو چار اشعار یاد نہ ہوں۔
جناب عابد نظامی لکھتے ہیں:

مولانا کا مشہور و مقبول سلام ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام۔“ ہر شخص نے کئی کئی بار سنا ہوگا اور بقول پروفیسر یوسف
سلیم چشتی ہندوپاک میں شاید ہی کوئی عاشق رسول ایسا ہوگا جس نے اس سلام کے دو چار شعر حفظ نہ کر لیے ہوں۔ بلاشبہ یہ سلام
بلاست، روانی، تسلسل، شاعرانہ حسن کاری اور والہانہ پن کی وجہ سے اردو کا سب سے اچھا سلام ہے۔

ماضی قریب میں کئی دفعہ ایسا ہوا کہ ایک کلام یکدم آسمان شہرت پر پہنچ گیا۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کی مقبولیت ماند پڑنے لگی،
جبکہ امام احمد رضا بریلوی کے کلام کی مقبولیت روز افزوں ترقی پر ہے۔ اسے سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ یہ سلام و کلام خدا اور رسول
کی بارگاہ میں مقبول ہو چکا ہے۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سلام رضا میں، پیکر حسن و جمال، محبوب رب ذوالجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ، شاکل حمیدہ، جو دو عطا اور
عظمت و جلالت کو اس حسین پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہر مصرعہ ایمان کو تازگی بخشتا، اور رُوح کو معطر کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے
۔ اس کے بعد اہل بیت کرام اور صحابہ عظام کی بارگاہ میں عقیدت و محبت میں ڈوب کر سلام عرض کیا گیا ہے۔ پھر ائمہ مجتہدین اور
اولیائے کاملین، خصوصاً سیدنا غوث اعظم کے دربار میں سلام نیاز کی ڈالیاں پیش کی ہیں اور آخر میں بارگاہ خداوندی میں دعا کی ہے
کہ بارگاہ! جس طرح ہم دنیا میں تیرے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت کے ڈنکے بجاتے ہیں اسی طرح روز قیامت بھی ہمیں نعت اور
سلام کے نغمے پیش کرنے کی سعادت عطا فرما۔ آمین۔

آداب سلام رضا:

- 1- محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کرتے وقت چند امور پیش نظر رہنے چاہئیں۔
انتہائی خلوص و محبت اور ادب و احترام سے با وضو سلام عرض کیا جائے۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں بھی
یہی اہتمام ہو۔
- 2- سلام عرض کرتے وقت آواز حد اعتدال سے زیادہ بلند نہ ہو۔ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خدا داد قوت سے خود بھی
اہل محبت کا درود و سلام سنتے ہیں اور فرشتے بھی ہم غلاموں کا ہدیہ صلوٰۃ و سلام بارگاہ ناز میں پیش کرتے ہیں۔ اس لیے

شعوری طور پر کوشش کی جائے کہ آواز چلانے کی حد تک بلند نہ ہو، بعض لوگ سرے سے بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کو ہی پسند نہیں کرتے اور بطور دلیل آیت مبارکہ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم ان حضرات کے لیے ہے جن سے آپ گفتگو فرما رہے ہوں۔ یہ نعمت عظیمہ ہم خفتہ بختوں کو کہاں میسر ہے؟

3- تلفظ صحیح ہونا چاہیے اور بہتر ہوگا کہ نعت خواں حضرات کسی صاحب علم کو سنا کر اطمینان کر لیا کریں۔

4- اشعار کی ترتیب ملحوظ رکھی جائے۔ پہلے بارگاہ رسالت میں سلام عرض کیا جائے، پھر اہل بیت، صحابہ اور اولیاء کی بارگاہ میں عرض کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اول، آخر اور درمیان جہاں سے کوئی شعر یاد آیا پڑھ دیا۔

5- معراج شریف، میلاد پاک، اہل بیت اور صحابہ کے ایام ہوں یا گیارہویں شریف کی محفل، دیگر اشعار کے علاوہ موقع کے مناسب اشعار بھی پڑھے جائیں۔

6- عربی میں لفظ صلوٰۃ، درود شریف کے معنی میں آیا ہے۔ سلام پڑھتے وقت ایسے اشعار بھی پڑھے جائیں جن میں درود کا ذکر ہے۔ تاکہ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا اِکْتِمِل میں درود اور سلام دونوں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے۔ مثلاً:

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

7- حدیث میں امام کے لیے ہدایت ہے کہ بیمار اور صاحب حاجت کا خیال رکھا جائے اور مقدار مسنون سے زیادہ طویل قرأت نہ کی جائے۔ بہتر ہے کہ یہی ہدایت سلام میں بھی ملحوظ رہے اور زیادہ اشعار نہ پڑھے جائیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ اہل محبت ذوق و شوق سے شرکت کر سکیں نیز گرہ لگا کر دیگر اشعار پڑھنے سے بھی گریز کیا جائے۔

ایک دفعہ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ نے تجویز پیش کی تھی کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد خاں بریلوی قدس سرہ کے مشہور زمانہ سلام کی شرح لکھی جائے۔ اس طرح ایک تو عوام و خواص کو سلام رضا کے سمجھنے میں مدد ملے گی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ امام اہل سنت کے بیان کردہ حقائق پر مبنی سیرت طیبہ کی مستند کتاب تیار ہو جائے گی۔

مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں:

میں اگر یہ کہوں کہ یہ سلام اردو زبان کا قصیدہ بردہ ہے تو اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ جو زبان و بیان، جو سوز و گداز، جو معارف و حقائق قرآن و حدیث اور سیرت کے جو اسرار و رموز، انداز اسلوب میں جو قدرت و ندرت اس سلام میں ہے وہ کسی زبان کی شاعری کے کسی شہ پارے میں نہیں مجھے افسوس ہے کہ اہل قلم نے اس جانب توجہ نہیں دی، ورنہ اس کے ایک ایک شعر کی تشریح میں کئی کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ (امام احمد رضا خاں بریلوی۔ ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۱۱)

سلام رضا پر اجمالی نظر:

اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب، تعظیم و توقیر اور محبت و طاعت کی تعلیم کے ساتھ تمام مسلمانوں کو یہ حکم بھی دیا کہ تم میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود و سلام عرض کیا کرو۔ ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ کی خدمت میں صلوٰۃ و سلام عرض کیا کرو۔

اس مبارک آیت میں جہاں درود و سلام کا حکم ہے وہاں اس عمل کا مقام و مرتبہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ یہ اتنا عظیم و اعلیٰ عمل ہے کہ خود خالق کائنات اور اس کے تمام فرشتے اپنے اپنے شایان شان اس عمل میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا امت مسلمہ پر یہ بھی فضل و احسان ہے کہ اس نے درود و سلام کے لئے الفاظ و کلمات مخصوص نہیں فرمائے بلکہ ہر ایک کو اجازت دے دی کہ وہ اپنی اپنی زبان اور الفاظ میں آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرے۔ چونکہ نماز میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد و ثنا کے ساتھ ساتھ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام کو شامل فرمایا ہے۔ آپ نے صحابہ کو تشہد کے جو کلمات سکھائے ان میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں:

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته۔

اے نبی مکرم آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات نازل ہوں۔

اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو باتوں کا حکم دیا ہے ایک صلوٰۃ اور دوسرا سلام۔ اس تشہد سے ہمیں دوران نماز آپ کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کرنے کا طریقہ تو معلوم ہو گیا ہے مگر صلوٰۃ کا نہیں ہوا۔ اس پر آپ نے درود ابراہیمی کی تعلیم دی۔

یاد رہے ان کلمات کے ساتھ نماز میں درود و سلام عرض کرنا واجب و سنت ہے تاہم نماز سے باہر جن الفاظ سے بھی صلوٰۃ و سلام عرض کیا جائے جائز ہے۔ اس پر اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ پوری امت مسلمہ آپ کا نام سن کر عرض کرتی ہے ”صلی اللہ علیہ وسلم“ حالانکہ یہ کلمات آپ کی ذات اقدس سے منقول نہیں۔ اسی شرعی اجازت کی بنا پر غلامانِ رسول نے ہمیشہ ہر دور میں آپ کے حضور نثر و نظم میں درود و سلام کے ہزار ہا گجرے پیش کیے۔ ان میں سے دو غلام ایسے بھی ہیں جن کا لکھا ہوا صلوٰۃ و سلام اس قدر مقبول ہوا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان گرامی قدر زوات کے اسماء یہ ہیں:

۱۔ شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید جنھیں امام بصری کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

۲۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی۔

ان میں سے امام بصری کا سلام (قصیدہ بردہ) عربی زبان میں ہے:

مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلهم

جبکہ امام اہل محبت اعلیٰ حضرت کا سلام (قصیدہ سلامیہ) اردو میں ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

پہلے سلام کی تشریح میں متعدد کتب لکھی گئیں ہیں مگر دوسرے سلام کی مکمل تشریح کے سلسلہ میں بہت کم کام ہوا ہے حالانکہ

اردو زبان میں لکھے گئے تمام سلاموں میں یہ مقبول ترین سلام ہے جہاں جہاں دنیا میں اہل محبت آباد ہیں اور ان کی زبان اردو ہے وہاں یہ سلام ہر محفل کا حصہ ہے۔ خصوصاً جمعہ کی نماز کے بعد اور محفل میلاد میں بڑے ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ گویا یہ سلام امت مسلمہ کے دل کی آواز ہے۔

اگر پڑھنے والا اس کے معانی و مفہیم اور اس کے ہر شعر کے پس منظر اور اس میں بیان کردہ عظیم واقعہ سے آگاہ ہو تو ذوق اور دو بالا ہو جائے اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے زیر نظر کوشش کی گئی ہے۔

سلام رضا کے بارے میں اہل علم کی آراء:

اس سلام کی علمی حسن و جمال اور اس کی مقبولیت عامہ پر نامور اہل علم کی آراء ملاحظہ ہوں:

۱۔ عظیم محقق جناب شمس بریلوی ”کلام رضا کا تحقیقی اور ادبی جائزہ“ میں لکھتے ہیں:

”خامہ“ رضا اور طبع رضا قدس سرہ نے ۷۰ اسلام پیش کئے ہیں۔ ان سلاموں میں نبوت کے اوصاف، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ اور حضور کے سراپائے اقدس کو جس حسن و خوبی سے پیش کیا ہے اس کی کیا تشریح کروں اور ان اشعار کی کیا خوبیاں بیان کروں۔ ایک دریائے معانی ہے جو موجزن ہے اور ایک فکر غواص ہے جو بحر نبوت میں بھد خلوص غوطہ زن ہے۔ اور کمالات نبوت کے گوہر آبدار کو زینت تاج سر بنا کر اس بحر ذخار سے سر نکالتی ہے اور پھر دوسرے در آبدار کی تلاش میں غوطہ زن ہوتی ہے اور پھر ایک صدف معانی کی تلاش میں کامیاب ہو کر ہشاش بشاش ابھرتی ہے اور کمال نبوت کے درہم مثال کو پیش کرتی ہے..... یوں تو ان تمام (۱۷۰) اشعار کا مجموعہ تجلیہ و سلام کا ایک حسین گلدستہ ہے لیکن کمال سخن ملاحظہ ہو کر ہر شعر میں سلام پیش کرتے ہیں اور کمال نبوت کا ایک نیارخ پیش فرماتے ہیں۔“

(کلام حضرت رضا کا تحقیقی اور ادبی جائزہ، ۶۰)

۲۔ سلام رضا پر تضمین لکھنے والے نامور شاعر مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی سلاست زبان و زور بیان کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں:

”روزمرہ محاورات کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا پورا کلام سلاست زبان و زور بیان کا مرقع ہے۔ آپ کا مشہور سلام ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ جس کے ایک سو بہتر (۱۷۲) اشعار ہیں اس کا ہر شعر موتیوں میں تولنے کے قابل ہے۔ نیز سلاست و روانی اور روزِ بیان میں اپنا جواب نہیں رکھتا اس سلام کے ایک ایک شعر میں محبوب مدینہ ﷺ کی ادائیں الفاظ کے موتیوں سے ایسی جڑی ہیں جسے دیکھ کر عقد ثریا بھی جھل ہو جائے سرکارِ مدینہ کا سراپا اور عہد طفولیت سے لے کر عہد نبوت تک کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے جس کی داد دینے کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔ حضور سرورِ عالم ﷺ کی پوری سیرت سامنے آ جاتی ہے۔“ (امام نعت گویاں، ۶۲)

۳۔ اقبالیات کے مشہور فاضل پروفیسر یوسف سلیم چشتی اس قصیدہ سلامیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے سرکارِ ابد قرار، زبدۂ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں جو سلام منظوم پیش کیا تھا اسے یقیناً شرفِ قبولیت حاصل ہو گیا کیونکہ ہندو پاک میں شاید ہی کوئی

”آپ کا مشہور سلام ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ جس کے ایک سو بہتر (۱۷۲) اشعار ہیں اس کا ہر شور موتیوں میں تولنے کے قابل ہے۔“ (امام نعت گو یاں، ۶۴)

انہوں نے تفسیر میں بھی ۱۷۲ اشعار پر لکھی ہے۔ حدائق بخشش کے مذکورہ بالا نسخے میں جو پانچ اشعار نہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

(۲) وصف جس کا ہے آئینہ حق نما اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

(۳) اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

(۴) اعتلائے جبلت پہ عالی درود اعتدالی طویت پہ لاکھوں سلام

(۵) الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

شعر تفسیر میں دو دفعہ نمبر ۹۸ اور نمبر ۱۰۸ آیا ہے۔ حالانکہ حدائق بخشش میں صرف ایک دفعہ ہی ہے۔ تفسیر میں جہاں یہ شعر پہلی مرتبہ لایا گیا ہے وہاں حدائق بخشش میں اس مقام پر یہ شعر ہے:

لطف بیداری شب پہ بیحد درود عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام

اگر تفسیر میں تکرار کو حذف کر دیا جائے تو اس میں پانچ کے بجائے چار اشعار زائد ہیں تو کل اشعار ۱۷۱ ہوں گے۔ ممکن ہے شمس صاحب نے کسر کو عمدتاً ترک کر دیا ہو۔

خصوصیات سلام رضا:

امام اہل محبت کے سلام کی متعدد خصوصیات ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

- ۱۔ یہ اردو سلاموں میں سے طویل ترین سلام ہے اس کے ایک سو اکہتر (۱۷۱) اشعار ہیں۔
- ۲۔ اس میں حضور علیہ السلام کے سراپا کا بیان بھی ہے۔
- ۳۔ آپ کی مقدس اداؤں کا نہایت ہی خوبصورت انداز میں تذکرہ ہے۔
- ۴۔ یہ کہ آپ کی ذات اقدس کے علاوہ آل، اصحاب، اولیاء اور تمام امت پر سلام ہے۔
- ۵۔ ہر شعر میں قرآن و حدیث کی تعلیمات بڑے ہی احسن انداز میں بیان کر دی گئی ہیں۔
- ۶۔ یہ سلام آپ کی صورت کے بیان کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی کا شاہکار ہے۔
- ۷۔ اس کے اشعار میں تاریخ اسلام کے عظیم واقعات کو اچھوتے انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔
- ۸۔ اس میں سراپا بیان کرتے وقت اردو کے انہی الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے جو عربی میں استعمال ہوئے تھے۔
- ۹۔ اتنا مقبول کوئی سلام نہیں۔
- ۱۰۔ حضور کے عظیم معجزات کا ذکر بھی نہایت ہی احسن انداز میں کیا گیا ہے۔
- ۱۱۔ اس کے ہر شعر کا معنی کسی نہ کسی آیت قرآنی یا حدیث سے ماخوذ ہے۔

ترتیب سلام:

- ۱۔ پہلے تیس اشعار میں حضور علیہ السلام کے خصائص، کمالات اور معجزات کے ساتھ ساتھ اس بات کو واضح کیا ہے کہ آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ کا وجود مسعود بے مثل اور ہر شی کے وجود کی علت و سبب ہے۔
- ۲۔ اکتیسویں شعر سے اکیاسی تک آپ کے سراپا کا بیان ہے جس میں ہر عضو، اس کی اہم خصوصیت اور اس کے حسن و جمال اور برکات کا تذکرہ ہے۔
- ۳۔ بیاسی تا نوے میں آپ کی ولادت باسعادت، بچپن، رضاعت، رضاعی والدہ، رضاعی بھائی بہنوں کے ساتھ تعلقات کا بیان ہے۔
- ۴۔ اکیانوے تا ننانوے کا حصہ خلوت و ذکر و فکر، بعثت مبارکہ، شان سلطوت اور غلبہ دین پر مشتمل ہے۔
- ۵۔ سو تا ایک سو چار میں آپ کی غزوات میں شرکت اور جرأت و بہادری کا ذکر ہے۔
- ۶۔ ایک سو پانچ سے ایک سو سترہ تک کا حصہ خاندان نبوی اور گلشنِ زہرا کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔
- ۷۔ ایک سو اٹھارہ تا ایک سو چھبیس آپ کی ازواجِ مطہرات کے درجات و کمالات پر مبنی ہے۔
- ۸۔ ایک سو ستائیس تا ایک سو تینتالیس صحابہ، خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ کی خدمت میں سلام ہے۔
- ۹۔ ایک سو چوالیس تا ایک سو انچاس میں تابعین، تبع تابعین اور تمام آل رسول پر سلام ہے۔
- ۱۰۔ ایک سو پچاس اور ایک سو اکیاون، ان دو اشعار میں ازبعا ائمہ امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مبارک تذکرہ ہے۔
- ۱۱۔ ایک سو باون تا ایک سو پچپن، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری ہے۔
- ۱۲۔ ایک سو چھپن تا ایک سو اکتھار اپنے مشائخِ سلسلہ کا تذکرہ ہے۔
- ۱۳۔ ایک سو باٹھ تا ایک سو پینسٹھ کے حصہ میں تمام امت مسلمہ خصوصاً اہل سنت اپنے والدین، دوست و احباب اور اساتذہ کے لیے دعا ہے۔
- ۱۴۔ اس سلام کا اختتام اس دعا پر ہو رہا ہے کہ اے خالق و مالک یہ صلوٰۃ و سلام کا عمل مجھے روز قیامت اس طرح نصیب ہو کہ جب رحمتہ للعالمین آقا محشر میں تشریف لائیں تو مجھے یوں عرض کرنے کی اجازت ہو۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

آئیے اب سلام رضا کے تفصیلی مطالعہ سے لطف اندوز ہوتے ہیں!

(مخدوم اہل سنت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

- (۱) اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، چنے ہوئے اور افضل و اعلیٰ رسول اور رحمت و ایمان کی جان پیارے نبی! آپ پر لاکھوں سلام ہوں۔ اور اے گروہ انبیاء کرام علیہم السلام کی محفل کی روشنی و شمع آپ پہ لاکھوں سلام ہوں۔ امیر خسرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خدا خود میرے مجلس بود اندر لامکاں خسرو محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم
سلام کے ہر شعر کا مفہوم لکھنے کے بعد جس شعر پر مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی صاحب کی اور سید حبیب احمد حبیب
صاحب کی تفسیم میسر ہوئی ہیں وہ بھی لکھی جائیں گی اگر ایک شعر پر دونوں کی تفسیمیں مل گئیں تو دونوں لکھی جائیں گی پہلے اختر
الحامدی صاحب کی لکھیں گے اور بعد میں سید حبیب شاہ صاحب کی۔ ابھی سے ذہن نشین کر لیں تاکہ ہر تفسیم کے ساتھ ہمیں لکھنے کی
ضرورت نہ پڑے۔

درود و سلام کا مرتبہ و مقام:

كان الناس يقولون اذا دخلوا المسجد صلى الله و ملائكتہ علی محمد
السلام عليك ايها النبي ورحمة وبركاته (نسيم الرياض شرح الشفاء بعریف حقوق
المصطفى ص ۵۲۱، ج ۳)

جب لوگ مسجد میں داخل ہوتے تو یوں کہتے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کا درود و سلام نازل ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات بابرکات پر۔

اسی جلد کے ص ۴۹۹ کے حاشیہ پہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا صلوٰۃ و سلام سننا کسی خاص جگہ یا خاص زمانے کے ساتھ مخصوص
نہیں الا طلاق شامل لكل زمان و مکان من خص الرد بولکت الزیارة فعلیہ البیان۔ جو اس کے خلاف کہے (یعنی
صرف روضہ پاک یہ حاضری کے وقت حضور علیہ السلام سنتے ہیں) اس پر بیان لازم ہے۔
تذکرۃ الواعظین ص ۳۶۰ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم السلام کو صدقہ فطر کی ترغیب دلائی تو
اہل ثروت نے مال لٹانا شروع کر دیا جبکہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پیچھے بیٹھ کر کچھ پڑھتے رہے، حضور
علیہ السلام نے ان سے پوچھا! اے ابوذر! تم کیا پڑھ رہے ہو؟ عرض گزار ہوئے، حضور! مال والے مال لٹا رہے ہیں، میرے پاس
مال نہیں اس لیے میں آپ پر درود و سلام کے پھول نچھاور کر رہا ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! اے ابوذر! تیری نیکیوں کا
مال والوں کی نیکیاں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اللہم نصلي و تسلم علی محمد اذ خلقك یفنی۔

اہل عمل تو اپنے عمل پہ ہیں مطمئن اعظم کو کون دے گا سہارا ترے بغیر
اخبار الاخیار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ
الرحمۃ کی بارگاہ ہیں رئیس نامی ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا! اے خواجہ آپ روزانہ رات کو تین ہزار مرتبہ حضور علیہ السلام کی
ذات بابرکات پہ درود و سلام پڑھا کرتے تھے جو تین دنوں سے آپ نہیں پڑھ رہے اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ بڑے حیران ہوئے
کیونکہ آپ نے اس بارے میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس رئیس سے پوچھا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں تین
ہزار مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھ کے سوتا ہوں اور یہ کہ میں نے تین دنوں سے نہیں پڑھا؟ تو اس نے عرض کیا کہ مجھے ذات کو
حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی ہے (صرف آپ کے درود شریف کی وجہ سے) اور آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ صبح قطب
الدین کے پاس جا کر ان کو میرا یہ پیغام دے دنیا کہ تین دنوں سے تمہارا تحفہ ہمیں کیوں نہیں مل رہا۔ سبحان اللہ! جن کے درود و سلام

کے تحفے کی بدولت دوسروں کو دیدار نبی حاصل ہو رہا ہے ان کا اپنا حال کیا ہوگا۔
نکتہ:

اہل عرب میں سے اصحاب نکات تے درود و سلام کے بارے میں ایک عجیب نکتہ بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اگر تمہیں جنگل میں ملے اور تم نہیں جانتے کہ یہ چور ڈاکو ہے یا شریف آدمی ہے اگر تم نے اس کے بارے میں معلوم کرنا ہو کہ یہ کیسا شخص ہے تو غور کرو اگر وہ تمہیں سلام کہے تو چور ڈاکو نہیں ہوگا کیونکہ سلام تو سلامتی کی دعا ہے اور چور ڈاکو تو بربادی لے کر آتا ہے نہ کہ سلامتی۔ اب پتہ چلا کہ کچھ لوگوں کو درود و سلام کیوں اچھا نہیں لگتا جبکہ اہل محبت کا ایمان ہے کہ

میری زباں پہ جب تک درود و سلام رہتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے خدا ہمسکرام رہتا ہے
(صلی اللہ علی محمد - صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) آسمان نبوت و رسالت کے سراج منیر اور نیر تاباں ہمارے پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پہ چمکتا ہوا روشن اور نورانی درود پاک نازل ہوا اور گلشن رسالت کے مہکتے ہوئے پھول، رسولوں کے رسول اور اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ السلام کی ذات اقدس پہ لاکھوں سلام ہوں کیونکہ گلستان نبوت و رسالت میں آپ کے کھلنے سے ایسی بہار آئی کہ آپ کے بعد کسی غنچے کے چٹکنے (نیانہی آنے) کی گنجائش باقی نہ رہی۔

اللہم صل علی من ختمت به الرسالة وابدته بالنصر والکون والشفاعة۔
صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان اللہ و ملائکتہ میں ملائک جمع ملک کی ہے۔ جس کا معنی ہے اللہ کے تمام فرشتے یعنی ایک بھی فرشتہ اس حکم سے باہر نہیں ہے جیسے امت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسالہ۔ میں تمام فرشتے تمام کتابیں تمام رسول مراد ہیں اسی طرح یہاں بھی ہے۔ کسی کے ذہن میں یہ خیال نہ آئے کہ شاید بعض فرشتے کوئی اور ڈیوٹی سرانجام دینے کی وجہ سے اس حکم میں شامل نہ ہوں گے فرمایا نہیں نہیں اس سعادت میں کوئی بھی پیچھے نہیں ہے باقی کام چاہے بہری عبادت کے ہی کیوں نہ ہوں وہ تقسیم ہو سکتے ہیں کہ کوئی رکوع میں ہے کوئی پیدا ہونے سے لیکر آج تک اور آج سے قیامت تک سجدے میں پڑا ہے تو کوئی قیام میں کھڑا ہوا ہے مگر یہ تقسیم درود و سلام میں نہیں ہے یہ سعادت سب کو عطا فرمائی گئی ہے کیونکہ جمع جب ضمیر کی طرف مصاف ہو تو ہر ہر فرد اس میں شامل ہوتا ہے۔

صلوٰۃ کا ایک معنی دعائے رحمت ہے قرآن مجید میں فرمایا گیا ان صلواتک مسکن لہم بے شک اے محبوب تیری دعا سے تیرے محلہ کو سکون ملتا ہے۔

جب حضور علیہ السلام کی صلوٰۃ سے صحابہ کو سکون ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ (رحمت) سے حضور علیہ السلام کو کتنا سکون حاصل ہوتا ہوگا اور پھر اللہ اور اس کے فرشتے تو کثرت سے صلوٰۃ بھیجتے ہیں یصلون علی النبی کا یہی تقاضا ہے تو جب کسی کو کثرت کے ساتھ فیض ملتا رہے تو ذات اگر خچہ وہی رہتی ہے مگر صفات کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ لوہے کو زیادہ دیر آگ میں رکھو تو اس کا رنگ اور کام وہی ہو جائے گا جو فیض دھندہ (آگ) کا ہے۔ چنانچہ ہمارے آقا علیہ السلام بھی اس کثرت فیض کی وجہ سے عہد ہو کر

خدائی کام کرنے لگے، ادھر ذکر الہی سے دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے۔ الابد ذکر اللہ تطمئن القلوب۔ ادھر پوری کائنات کا سکون حضور علیہ السلام کے قدموں میں رکھ دیا گیا ہے آپ کی ذات، آپ کا ذکر اور آپ کی دعاؤں اور آپ پر درود شریف پڑھنا باعث سکون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائی کہ آپ کو سراپائے رحمت بنا دیا و ما ارسلک الا رحمة للعالمین اب حضور اللہ سے رحمت لے رہے ہیں اور زمانہ حضور سے رحمت پارہا ہے اور انما انا قاسم واللہ يعطی کا ارشاد پورا ہو رہا ہے۔ نہ ادھر سے عطا بند ہوگی و ما کان عطاء ربك محظورا۔ اور نہ ادھر سے تقسیم کا سلسلہ بند ہوگا آج بھی حضور عایہ السلام پر درود و سلام پڑھنے والوں کو اعزازات و انعامات و نوازشات مل رہی ہیں۔ علامہ اقبال سے ڈاکٹر عبد المجید ملک نے پوچھا! تیری باتیں تو سادی سادی ہی ہوتی ہیں مگر ان میں اثر بڑا ہوتا ہے پھر دنیا میں تیرا بڑا نام ہو گیا ہے کوئی تجھے شاعر مشرق کہتا ہے تو کوئی حکیم الامت، اس کا پس منظر کیا ہے؟ تو اقبال نے فرمایا اس کا پس منظر یہ ہے کہ میں نے پورا ایک کروڑ مرتبہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں درود و سلام پیش کیا ہے (روزنامہ نوائے وقت ۱۲-۱۱-۱۹۸۸ء)

صلی اللہ علی النبی الامی والہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوة و سلام علیک
یا رسول اللہ۔ صلوة و سلاما علیک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

اسی طرح کا ایک حوالہ علامہ اقبال کے ایک جمعہ محمد علی صاحب کے ایک آرٹیکل کا بھی ہے جو نوائے وقت میں ہی چھپا تھا۔

الصلوة والسلام اے نور بزم اذلیں	الصلوة والسلام اے شاہ ختم المرسلین
الصلوة والسلام اے سبز گنبد کے مکیں	الصلوة والسلام اے زینت عرش بریں
الصلوة والسلام اے رحمۃ للعالمین	

فرشتوں کی تعداد:

اور پھر دیکھئے ان اللہ و ملائکتہ۔۔۔۔۔ جملہ اسمیہ ہے جو وقت کی قید سے آزاد ہوتا ہے یعنی اس میں تمام زمانے پائے جاتے ہیں گویا کہ کوئی وقت ہوگا تو یصلون اور کوئی وقت نہ ہوگا تو بھی ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی۔ اب فرشتوں کی تعداد اتنی ہے کہ اللہ ہی جانتا ہے و ما یعلم جنود ربك الا هو تمام روایات کو ملایا جائے تو ایک اندازے کے مطابق کرنا کاتبین اور حفاظت کے فرشتوں سمیت ہر بندے کے ساتھ تریسٹھ فرشتے ہوتے ہیں بارش کے ہر قطرے کے ساتھ ایک فرشتے کا اترنا بھی ثابت ہے اور عقل بھی اس کا انکار نہیں کرتی ورنہ بندوق کا شرہ بارش کے قطرے جتنا ہی ہوتا ہے وہ اتنا زور سے لگتا ہے کہ انسان زخمی ہو جاتا ہے اور بارش تو پھر اتنی دور سے آتی ہے اس میں بندوق کے شرہ سے زیادہ زور ہونا چاہیے مگر یہی وجہ ہے کہ فرشتہ ہی لیکر آتا ہوگا۔ جنگل میں کوئی شخص اگر باجماعت نماز پڑھنا چاہے اور ہو بھی اکیلا تو اذان و اقامت کہہ کر نماز شروع کر دے سینکڑوں فرشتے آکر ساتھ کھڑے ہو جائیں گے اور اس کو جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ اور پھر ہر جگہ ہر حالت میں نماز کا سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جاتا ہے چاہے نمازی اکیلا ہو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ فرستوں کی نیت کی جاتی ہے جو بڑی کثرت کے ساتھ حاضر ہو جاتے ہیں۔ روضہ انور پہ بتر ہزار فرشتوں کا صبح و شام آکر حاضری دینا بھی ثابت ہے پھر جو ایک بار آیا دوبارہ قیامت تک نہ آئے گا یہ اپنی جگہ درست ہے، آسمان پہ چار انگل کے برابر جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ عبادت نہ کر رہا ہو۔ و مملک

واضع جہتہ ساجد اللہ (ابن ماجہ ص ۳۱۹)

دلائل الخیرات میں ہے کہ جب کوئی شخص درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے، جس کا ایک بازو مشرق میں ہوتا ہے اور دوسرا مغرب میں، سر عرش کے ساتھ اور پاؤں ساتویں زمیں (تحت التری) پر، یہ فرشتہ اللہ کے حکم سے اس درود پڑھنے والے کے لیے اللہ کی رحمت کی دعائیں مانگتا ہے۔

بلکہ زہرۃ الریاض اور مکاشفۃ القلوب میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ بھی پیدا فرمایا ہوا ہے جو تخت پر بیٹھا ہے اور اس کے ارد گرد ستر ہزار فرشتے دست بستہ کھڑے ہیں اور اس کی ہر ایک سانس سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی فرشتہ معراج کی رات حضور علیہ السلام کے استقبال کے لیے کھڑا نہ ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس منصب سے ہٹا کر اس کے پروں کو توڑ کر کوہ قاف میں اتار دیا اور جبریل امین نے اس کو روئے ہوئے دیکھا تو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سفارش کی تو اللہ کے محبوب کی دعا نے اثر دکھایا اور پھر درود شریف پڑھنے پر اس فرشتے کا منصب بحال کر دیا گیا۔

الصلوة والسلام اے رونق دنیا و دیں
الصلوة والسلام اے پیشوائے مرسلین
الصلوة والسلام اے حامی دین متین
الصلوة والسلام اے سرور جنت مکیں
الصلوة والسلام اے نور حق میں

بعض کتب میں درود شریف پڑھنے پر ایک فرشتے کا پیدا ہونا اور اس کا نہر کوثر میں غوطہ زن ہونا اور پھر اس کے پروں سے گرنے والے پانی کے ہر ایک قطرے سے ایک فرشتے کا پیدا کیا جانا بھی مذکور ہے الغرض وما یعلم جنود ربك الا هو۔ ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی ص ۷۴ پہ ہے کہ ”حدیث میں ہے مومن کے سینہ بے کینہ میں اشیاء پروئے ہوتے ہیں، جو کوئی کسی مومن کا دل دکھائے گا وہ ان پردوں کے پاس رہنے والے اسی فرشتوں کو ایذا دے گا۔ امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں تمام انسان، جن، حیوانات، پرندے، آبی جانور صرف روئے زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں پھر یہ تمام فرشتے اس ساری زمینی مخلوق سے مل کر پہلے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے پھر یہی سلسلہ ساتوں آسمانوں پر پھر عرش کے پردوں کے ساتھ اور حاملین عرش فرشتوں کی تعداد کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔ (ج ۲ ص ۱۶۱)

یہ تمام کے تمام فرشتے ہر وقت بصلون کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں اور معصوم بھی ہیں ہر فرشتہ معصوم ہے (لا یعصون اللہ ما امرہم) چاہے اس کا تعلق کر و بیاں کے گردہ سے ہو یا حاملین عرش والوں میں سے ہو (الذین یحملون العرش) بدر میں اترنے والوں سے ہو بشلۃ الاف، بخمسۃ الاف۔ مردفین ہوں، منزلیں ہوں، مسوین ہوں بیت المعمور کا طواف کرنے والے ہوں، رکن یمانی کے پاس کھڑے ہونے والے ستر فرشتے جو اہل ایمان کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ تمام کے تمام معصوم ہیں اور اپنی معصومانہ زبان سے اللہ کے محبوب کی ذات پہ ہر وقت درود و سلام کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کوئی جس حال میں ہے وہ یہ عمل جاری رکھے ہوئے ہے کوئی رکوع یا قیام میں ہے تو وہاں درود پڑھ رہا ہے۔ ہم جب کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں تو قیام والے فرشتوں کی اتباع ہو جاتی ہے اور جب بیٹھ کر پڑھتے ہیں تو قعود والوں کی موافقت ہو جاتی ہے۔

صلوات اللہ وملائکتہ وانبیائہ ورسلہ وجميع خلقہ علی محمد وال
محمد وعلیہ وعلیہم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ (درود علی المرتضیٰ)

۱۔ الصلوة والسلام اے مالک کون و مکاں الصلوة والسلام اے بادشاہ دو جہاں
 الصلوة والسلام اے تاجدار انس و جاں الصلوة والسلام اے خاتم پیغمبراں
 (۳) جنت کے بادشاہ اور کعبہ مکرمہ و معظمہ کے فرمان روا حبیب کبریا اور روز محشر گناہ گاروں، سیاہ کاروں کے لیے بلکہ تمام اہل
 محشر کے لیے رونقوں اور خوشیوں کا سامان کرنے والے آقا پہ لاکھوں درود و سلام ہوں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! روز محشر رضوان جنت تمام اہل محشر سے کہے گا ان اللہ امرنی ان ارفع مفاتیح
 للجنة الی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ نے مجھے جنت کی چابیاں شہر یار ارم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سپرد کر دینے کا حکم دیا
 ہے۔ (مدارج العتوت، ۱: ۲۶۶)

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا و مفاتیح الجنة يوم القيمة بیدی ولا فخر قیامت کے دن جنت کی
 چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی، فخر یہ نہیں کہتا۔

دنیا میں بھی جنت آپ کے قبضے سے باہر نہ تھی مگر آپ نے غیب کو غیب ہی رہنے دیا، ایک مرتبہ صلوۃ خسوف کے موقع پر
 آپ کا مصلیٰ سے آگے بڑھنا پھر پیچھے ہونا اور پھر صحابہ کرام کے پوچھنے پر فرمانا انی رایت الجنة فتناولت منها عنقودا
 ولواخذته لا کلتہ ما بقیۃ الدنیا (مسلم شریف باب صلوۃ الخسوف)

میں نے اس جگہ پہ (کھڑے ہو کر) جنت کو دیکھ لیا، اس کے درختوں سے کچھ خوشے بھی پکڑ لیے اگر وہ خوشے توڑ کر لے
 آتا تو تم ساری عمر کھاتے رہتے اور دنیا ختم ہو جاتی مگر وہ ختم نہ ہوتے۔

یہ حدیث اس (جنت پہ دنیا ہی میں قبضے) کے ثبوت کے لیے کافی دلیل ہے۔ آپ نے استن حانہ کو جنتی درخت
 بنادیا۔ (داری: ۵۵)

۲۔ جس کی عظمت پہ صدقے وقارِ حرم جس کی زلفوں پہ قربان بہارِ حرم
 نوشہ بزم پرور دگارِ حرم شہر یار ارم تاجدارِ حرم
 نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

صلی اللہ علی النبی الامی الکریم و علی الہ واصحابہ وسلم۔ (درود مستجاب الدعوات)
 (۴) معراج کی رات ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام فرشتوں کی بارات کے دولہا بن کر بارگاہ ایزدی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے
 آپ پر اپنی شان کے مطابق دائمی درود بھیجا اور جنت کے تمام عملے نے محبوب خدا کی بارگاہ میں لاکھوں سلام محبت پیش کئے اسی
 تقریب سعید کے پر مسرت موقع پر سرور انبیاء علیہ السلام کو جنت کی سرداری بھی سونپ دی گئی۔ اس شعر پر سید حبیب احمد شاہ صاحب
 کی تضمین ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ میرے آقا و مولا پہ دائم درود سب کے بجاو ماویٰ پہ دائم درود
 نورِ عرش معلیٰ پہ دائم درود شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
 نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

اللهم صل وسلم بارك على سيدنا محمد بن النبی الامی وازواجه امهات المؤمنين
وذریتہ واهل بیتہ صلوة و سلاما لا یحصی عددہما یقطع مددہما (درود مدنی)
(۵) ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) معراج کی رات عرش معلیٰ کی تمام تر خوبصورتیوں اور آرائش و زیبائش کا سبب
اور باعث بنے اور روز محشر کی ساری دھوم کا باعث بھی حضور علیہ السلام ہی کی ذات ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے
اس لیے آپ جب عرش پہ جلوہ گز ہوئے تو آپ پر ایسا درود و سلام پیش کیا گیا جو عرش اعظم کی شان کے لائق ”عرشی
درود“ تھا۔ جبکہ حضور صرف عرش کی زینت ہی نہیں فرش کی تمام پاکیزگیوں اور خوشبوؤں کا سہرا بھی آپ ہی کے سرانور پہ ہے۔
الصلوة والسلام اے سید خیر البشر الصلوة والسلام اے مالک شمس و قمر
الصلوة والسلام اے حامل فتح و ظفر الصلوة والسلام اے بیکسوں کے چارہ گر
صلی اللہ علی حبیبہ اکرم الاولین والاخرین وعلی الہ واصحابہ وبارک
وسلم (درود اول و آخر)

(۶) سراپا نور، حقیقی پاکیزگی اور پیکر طہارت و مجسمہ نظافت و لطافت نور خدا احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
النور و اقدس پہ نزاکتوں اور لطافتوں والا درود و رحمت ہو اور پاکیزگی کو حسن عطا کرنے والے پیارے آقا پہ لاکھوں سلام ہوں۔

اللهم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد بن الفاتح لما اغلق والناہم لما
سبق والنا صر الحق بالحق والہادی الی صراطک المستقیم۔ صلی اللہ
علیہ وعلی الہ واصحابہ حق قدرہ ومقدارہ العظیم۔ (درود فاتح)

الصلوة والسلام اے نور ذات کردگار الصلوة والسلام اے دو جہاں کے تاجدار
الصلوة والسلام اے بادشاہ ذی وقار الصلوة والسلام اے سرور والا تبار
(۷) ہمارے آقا علیہ السلام سراپائے اقدس شاہکار قدرت ہے اور آپ کی ذات بابرکات راز ہائے سربستہ یعنی اسرار قدرت
کا مخزن و منبع ہے۔ تمام مخلوق پر سبقت و فوقیت و فضیلت لے جانے والے محبوب خدا پر لاکھوں سلام ہوں۔

اللهم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلی الہ عدد انعام اللہ
وافضالہ (درود انعام)

الصلوة والسلام اے سید خیر الانام الصلوة والسلام اے جن و انساں کے امام
الصلوة والسلام اے سرور عالی مقام عرض کرتا ہے ادب سے آپ کا صابر غلام
(صابر براری)

(۸) توحید کے رازوں کے منتہا پر بے مثال ولا جواب درود و رحمت ہو اور تمام مخلوق کے مرکز اور نکتہ کمال پر لاکھوں درود و سلام ہوں یہ وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سربستہ رازوں کا نقطہ آغاز بھی ہیں اور تخلیق کائنات کا نکتہ کمال بھی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق (حدیث قدسی) میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اور پھر مخلوق میں سے سب سے پہلے اول ما خلق اللہ نوری۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہمارے آقا علیہ السلام کے نور کو پیدا فرمایا

(۹) ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹانے والے اور چمکتے ہوئے چاند کو اپنی نور کی انگلی سے دو ٹکڑے فرمانے والے آقا علیہ السلام جو خدائی طاقتوں اور جملہ اختیارات میں اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ اکبر ہیں، آپ کی ذات پر انوار پر لاکھوں سلام ہوں۔

جس کے قدموں پہ سجدے کریں جانور منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر

وہ ہیں محبوب رب مالک بحر و بر ”صاحب رجعت شمس و شق القمر

نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

(۱۰) میدان محشر میں لواء الحمد (تعریف کا جھنڈا) ہمارے حضور کے دست اقدس میں ہوگا جس کے نیچے آدم علیہ السلام بھی ہوں گے اور ان کی ساری اولاد بھی ہوگی، ایسی عظمت و شان والے سید الخلائق پہ لاکھوں سلام ہوں۔

کتنی ارفع ہے شان حبیب خدا مالک دو سرا، سرورِ انبیاء

مقتدی جس کے سب، سب کا جو مقتدا ”جس کے زیرِ لواء آدم و من سوا

اُس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

☆☆☆

(۱۱) عرش تافرش ہے جس کے زیرِ نگین اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

(۱۲) اصل ہر بود و بہود ختم وجود قاسم کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

(۱۳) فتح باب نبوت پہ بے حد درود ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(۱۴) شرق انوار قدرت پہ نوری درود فتح ازہار قربت پہ لاکھوں سلام

(۱۵) بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل جو ہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام

(۱۶) سرِ غیب ہدایت پہ غیبی درود عطر جیب نہایت پہ لاکھوں سلام

(۱۷) ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درود شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام

(۱۸) کنز ہر بیکس و بے نوا پہ درود حرز ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

(۱۹) پر تو اسم ذات احد پر درود نسخہ جامعیت پہ لاکھوں سلام

(۲۰) مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

حلی لغات:

* عرش - انوار و تجلیات ربانی کا مرکز * تا - تک * زیر نگین - محکوم، تابع * قاہر - زبردست * ریاست - حکومت، سرداری * اصل - بنیاد، مادہ و مرکز * بود - ہستی * بہبود - بھلائی * ختم وجود - زندگی کا بیج * قاسم - تقسیم کرنے والا * کنز - خزانہ * فتح - کھولنا * باب - دروازہ * بے حد - بے شمار، ان گنت * دور - زمانہ * شرق - چمکنا * نوری - روشنی والا * فتح - کھل جانا * از ہار - کلیاں * بے سہیم - بے مثال * قسم - حصہ دار * عدیل - ہم مرتبہ * مثیل - ہم مثل * جوہر - اصل * فرد - ذات * سر - راز، پوشیدہ * غیبی - غیب والا، مخفی * بدایت - ابتداء * عطر - خوشبو * جیب - گریبان، سینہ و دل * نہایت - انتہاء * ماہ - چاند * لاہوت - مقام فنا فی اللہ * خلوت - تنہائی * ناسوت - کائنات * جلوت - ظاہر * کنز - خزانہ * بے کس و بے نوا - مسکین و محتاج * حرز - جائے پناہ * رفتہ طاقت - کمزور * پرتو - عکس * اسم ذات - اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام، اسم جلالت، لفظ اللہ * احد - اکیلا، وحدہ لا شریک لہ * نسخہ - لکھی ہوئی، کتاب * جامعیت - مکمل، ہمہ گیر * مطلع - پہلا شعر جائے طلوع، آغاز * سعادت - نیک بختی * اسعد - بہت عمدہ * مقطع - آخری شعر، انتہاء * سیادت - سرداری، بزرگی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) تحت اثری سے لے کر عرش معلیٰ تک ہر شئی کا اختیار ہمارے آقا علیہ السلام کو سونپ دیا گیا اور ہر چیز آپ کے فرمان کے تابع کر دی گئی (پتھر درخت آپ کے اشارے پہ دوڑتے آتے ہیں چاند اور سورج آپ کی بات مانتے ہیں) میرے آقا کریم علیہ السلام کی ایسی زبردست حکومت پہ بہت ارفع و اعلیٰ لاکھوں درود و سلام ہوں۔

جس کا فرمان فرمان جاں آفریں پاک قانون جس کا کتاب میں
وہ جو ہے مظہر حکم الحاکمین ”عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگین
اُس کی قاہر ریاست پر لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

ہے بلا شک جو سلطان دنیا و دیں جس کے دربان ہیں جبریل امیں
سامنے جس کے کعبے کی خم ہے جبین عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگین
اُس کی قاہر ریاست پر لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد علی قدر حبک فیہ (درود محبت الہی)

(۱۲) سارے جہان کی بھلائیاں بلکہ کائنات کی اصل اور بنیاد محبوب خدا کی ذات بابرکات ہے اور آپ اللہ کی تمام نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے ہیں، آپ کی ذات والا صفات پر لاکھوں درود و سلام ہوں۔

الصلوة و السلام آے شافع روز جزا الصلوة و السلام آے وافع رنج و بلا
الصلوة و السلام آے مظہر ذات خدا الصلوة و السلام آے خاصہ رب العلا

(۱۳) نبوت و رسالت کا آغاز بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات سے ہوا (كنت نبيا و ادم بين الروح و الجسد۔

ترمذی) اور آپ کو ہی خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا گیا، آپ پر بے حد و بے حساب مرتبہ درود ہو اور آپ پر لاکھوں سلام ہوں۔

اللهم صل علی محمد و آلہ و صحبہ بعدا ما فی جمیع القرآن حرفا حرفا و

بعد د کل حرف الف الف (درود قرآنی)

(۱۴) اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا فیض اور نورانیت ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ذات باری تعالیٰ کے قرب کی کلیاں بھی اسی وجود سے کھلیں، آپ پر نور والا درود ہو کیونکہ آپ اللہ کے انوار و تجلیات کا مظہر کامل ہیں اور آپ پر لاکھوں سلام ہوں کیونکہ آپ قرب خداوندی کا ذریعہ ہیں۔

محبوب ذو الکرم تک میرا سلام لے جا سلطان ذی حشم تک میرا سلام لے جا

میر عرب عجم تک میرا سلام لے جا دربار محترم تک میرا سلام لے جا

باد صبا حرم تک میرا سلام لے جا بزم شہ اُمم تک میرا سلام لے جا

(۱۵) ہمارے آقا کی ذات والا صفات وہ ہے کہ آپ کا خالق خدا ہونے میں بے مثال ہے اور آپ مصطفیٰ ہونے میں بے مثال ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں بے مثل و بے مثال ہیں اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا بہن بھائی بھی پیدا نہ فرمایا کہ کوئی اس رشتہ کے حوالے سے بھی آپ کا ہم مثل نہ ہو، آپ کا سایہ بھی نہیں بنایا نہ کوئی آپ جیسا پیدا ہوا نہ ہوگا، اس بے مثال آقا علیہ السلام پر لاکھوں سلام ہوں جو عزت و عظمت کے اس مقام پہ فائز ہیں جو صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔

یہ سراپا حسین، رب ہے مطلق جمیل اب نہیں اس میں گنجائش قال و قیل

یہ بھی اک ایک ہے جیسے رب بے دلیل ”بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل

جو ہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و علی اصحاب

سیدنا محمد و باریک وسلم (درود نعمت عظمیٰ)

(۱۶) غیب کے رازوں کو ظاہر کرنے والے، غیب کی خبریں دینے والے (نبی علیہ السلام) پہ عالم غیب کا خصوصی درود ہو۔ اور

آپ کا سینہ اقدس جو راز ہائے قدرت کا گنجینہ اور جنت کی خوشبوؤں کا دھینچہ ہے اس سینہ بے کینہ پر لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۷) عالم لاہوت (مقام فنا فی اللہ) کی انتہائیوں کے ماہ کامل پہ لاکھوں درود ہوں اور عالم ناسوت (کائنات ہست و بود) کی

جلوتوں کے بادشاہ پر اللہ تعالیٰ کے لاکھوں سلام ہوں۔

جب ہند سے رواں ہو تو جانب مدینہ خوشبو سے ہو معطر جب تیرا قلب و سینہ

جب تیرے زامنوں میں پھولوں کا ہو خزینہ تجھ سے یہ التجا ہے میری بصد قرینہ

باد صبا حرم تک میرا سلام لے جا بزم شہ اُمم تک میرا سلام لے جا

(۱۸) ہر بے سہارا، بے بس اور محتاج کا خزانہ اور رسول یگانہ پر درودوں کی بارش ہو اور ہر کمزور و ناتواں کی پناہ دونوں جہانوں

کے شہنشاہ پر لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۹) اللہ رب العالمین کے اسم جلالت کا عکس اور پرتو (فیض) پر درود کی برسات ہو اور ذات باری تعالیٰ کے اوصاف کے مجموعہ کامل پر لاکھوں سلام ہوں۔

(۲۰) ہر نیک بختی اور سعادت مندی کے طلوع ہونے کا مقام ہمارے آقا علیہ السلام کے قدم میںست لزوم رکھنے کی جگہ ہے آپ پر بڑی سعادتوں والا درود ہو۔ اور ہر بزرگی اور سرداری کی آخری حد ہمارے حضور کے قدم ہیں کہ عرش معلیٰ بھی جن کے نیچے ہے، آپ پر کروڑوں سلام ہوں۔

بڑھ کر ادب سے باب انور کو چوم لینا صحن حرم کے ہر اک پتھر کو چوم لینا
مسجد کے ہر ستون کو ہر در کو چوم لینا سجدہ میں سر جھکا کر منبر کو چوم لینا
پھر اے صبا ادب سے میرا سلام کہنا شاہنشاہ عرب سے میرا سلام کہنا
اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد ورسولک النبی
الامی بعد دانفاس الخلائق صلوة دائمة بدوام خلق اللہ (درود محمدی)

(۲۱) خلق کے دادرس سب کے فریاد رس کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام
(۲۲) مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں درود مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام
(۲۳) شمع بزم دنیٰ ہو میں گم کُن اَنَا شرح متن ہویت پہ لاکھوں سلام
(۲۴) انتہائے دوئی ابتدائے یکی جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام
(۲۵) کثرت بعد قلت پہ اکثر درود عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام
(۲۶) ربّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام
(۲۷) ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
(۲۸) فرحت جانِ مومن پہ بے حد درود غیظ قلب ضلالت پہ لاکھوں سلام
(۲۹) سبب ہر سبب منتہائے طلب علتِ جملہ علت پہ لاکھوں سلام
(۳۰) مصدر مظہریت پہ اظہر درود مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* خلق - مخلوق * دادرس - مددگار * فریاد رس - فریاد سننے والا * کہف - جائے پناہ، غار * مجھ سے - میرے جیسے
* بے کس - محتاج، بے سہارا * بے بس - کمزور و مجبور * بزم - محفل * دئی - قرب * ہو - وہ، اسم ذات * کن - ہو جا
* انا - میں * شرح - تفصیل * متن - اصل عبارت جس کی شرح لکھی جائے * ہویت - مرتبہ وحدت * انتہائے - آخری حد

* دوئی - دو سمجھنا * کی - ایک ہونا * جمع - اکٹھا * تفریق - عدد سے کچھ کی نفی کرنا، نکال لینا * کثرت - زیادہ * قلت - کمی * عزت - مرتبہ و مقام * ذلت - رسوائی * اعلیٰ - بلند تر * منت - احسان * آقا - مالک * بے حد - ان گنت * ثروت - دولت * فرحت - تازگی، سکون * غیظ - غصہ * ضلالت - گمراہی * سبب - علت، وجہ، باعث * ملتہا - آخری کنارہ (جس پر کسی شے کی انتہاء ہو جائے) * طلب - تلاش * جملہ - تمام * علت - وجہ * مصدر - نکلنے کی جگہ * مظہریت - ظاہر ہونا * اظہر - بہت عیاں، نمایاں اور ظاہر ہونے کی جگہ * مصدریت - صدور، نکلنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۱) اے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کے مددگار اور ان کی فریاد رسی کرنے والے آقا! اور اے قیامت کے دن مصیبت کے مارے گناہ گاروں کو پناہ دینے والے میرے پیارے نبی! آپ پر اللہ کی لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔

روضہ کی جالیوں پر نظریں بچھا بچھا کر

پردوں کو بے خودی میں دل سے لگا لگا کر

پھر اے صبا ادب سے میرا سلام کہنا

(۲۲) میرے جیسے مجبور و بے سہارا کا آسرا اور مجھ محتاج و کنگال کی ساری دولت تو اے میرے پیارے نبی! آپ ہی ہیں۔ آپ پر لاکھوں مرتبہ درود ہو۔

اور اے میرے پیارے آقا! میرے کمزور بازوؤں کی طاقت صرف اور صرف آپ کی رحمت کا سہارا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور آپ پر لاکھوں مرتبہ سلام ہو۔

تیری نظر سے میری سلامت ہے زندگی

(۲۳) اللہ تعالیٰ کے قرب کی بلندیوں میں ہمارے آقا نے اپنی ذات کو اس طرح فنا کر کے بقا حاصل کیا کہ اس قدیم و غیر فانی اور مستقل بالذات (متن) کی شرح بن گئے۔ اس خالق کل کے اس مالک کل پہ لاکھوں سلام ہوں۔

اللهم صل علی سیدنا محمد افضل انبیاءك واکرم اصفیاءك من فاضلت

من نوره جمیع الانوار وصاحب المعجزات وصاحب المقام المحمود

سید الاولین والاخرین۔ (درود اول)

(۲۴) صفاتی دوئی کی تفریق ختم ہو گئی اور صفات کی شانوں میں اکائی آگئی (اس کی اطاعت اس کی اطاعت، اس کی بیعت اس کی بیعت اس کا مارنا اس کا مارنا، اس کی رضا اس کی رضا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ ان الذین یشیعونک انما یشیعون اللہ۔ ومارمیت اذرمیت ولكن اللہ رمی۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوه) آپ صفات الہیہ کا مظہر اتم ہو گئے آپ ساری مخلوق کی کثرت کا خلاصہ ہیں۔ مخلوق ہونے کے لحاظ سے کائنات کے ساتھ ہیں مگر عظمت و شان کے لحاظ سے مخلوق سے بہت آگے اور اپنے خالق و مالک کے قریب ہیں آپ پر اللہ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(۲۵) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دین کو جس کے ماننے والے ابتداء مکم تھے مگر بعد میں اس قدر زیادہ ہو گئے کہ گنتی مشکل ہو گئی اور اس طرح کمزوری کے بعد اللہ نے اپنے دین کو عزت طاقت اور غلبہ عطا فرمایا یہ سب حضور علیہ السلام کی محنت تھی اللہ تعالیٰ اس کے بدلے آپ پر لاکھوں سلامتیاں نازل فرمائے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
(۲۶) اللہ رب العالمین جس کی شان بڑی ہی بلند و بالا ہے اس نے اپنا محبوب ہمیں بہت بڑی نعمت کے طور پر عطا فرمایا اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت پہ اعلیٰ ہی رحمت و درود نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہمارے اوپر اللہ کا احسان ہے (لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا) اللہ تعالیٰ کے اس احسان (وجود مصطفیٰ) پہ لاکھوں سلام ہوں۔
(۲۷) ہم غریبوں کو کوئی بھی منہ لگانے کے لیے تیار نہیں تھا لیکن غریبوں کے ماؤی و ملجا، محبوب خدا نے ہمیں اپنی غلامی میں قبول فرما کر بادشاہوں سے بھی آگے کر دیا، آپ پر بے حد و بے حساب درود ہوں۔

ہم محتاج لوگوں کی تو ساری دولت اور پونجی ہمارے آقا علیہ السلام کی ذات ہے، آپ پر لاکھوں سلام ہوں۔
رہبر دین و دنیا پہ بے حد درود شافع روزِ عقبیٰ پہ بے حد درود
ہم ضعیفوں کے ملجا پہ بے حد درود ”ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام“ (اختر المامدی)
(۲۸) اہل ایمان کے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہمارا نور والا آقا ہے۔ ان پر ان گنت درود ہوں۔ اور کفر و گمراہی کا قلع قمع کرنے والا ہمارا آقا جن کا نام نامی اسم گرامی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ ان پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔

(۲۹) ہر وجود کا سبب اور وجہ، اور پھر کائنات کی ہر شے کا مقصود و مطلوب اور ان کی طلب کی انتہاء محبوب خدا ہیں۔ ہر مقصد کا انجام اور ہر طلب کی کامد عا احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔

کہنا کہ یا محمد یا مصطفیٰ خدا را اُمت کرے کہاں تک ظلم و ستم گوارا
تیرے غلام آقا بالکل ہیں بے سہارا اُن کی طرف ہو اب تو رحمت کا اک اشارا
پھر اے صبا ادب سے میرا سلام کہنا بزمِ شہِ اُم سے میرا سلام کہنا (ضیاء القادری)
(۳۰) اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی عظمتوں اور شانوں کی جلوہ گاہ، محبوب رب دوسرا ہیں، جس طرح آپ نے اللہ کی شانوں کو ظاہر فرمایا اس طرح آپ کی ذات پر ظاہر و باہر درود ہو۔

اور اللہ تعالیٰ کے جلووں کے ظاہر ہونے کا مقام بھی وجود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں سلامتیاں ہوں۔
حدیث قدسی ہے لولاك لما اظهرت الربوبية اے محبوب اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ کرتا۔ (مدارج النبوت، ۲: ۶۱۷۔ مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۱۲۲)

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمدن الرفيع
مقامه الواجب تعظيمه واحترامه صلوة لا تنقطع ابدا ولا تفنى سرمد اولاً

تنحصر عدد ۱۔ (درود حصول عزت)

صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ
سَيِّدِنَا شَفِيعِنَا صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ

عمر کی پاک ساعتیں آہ گذر گئیں فضول حسرت و یاس کے سوا جن کا نہیں کوئی حصول
غم سے ہے رُوح مضطرب درد سے میرا دل طول اب تو نظر کو شاد کر گلشن آمنہ کے پھول

اے مہ اوج دلبری میرا سلام ہو قبول

صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ

- (۳۱) جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں اس گل پاک مہبت پہ لاکھوں سلام
(۳۲) قد بے سایہ کے سایہ مرحمت ظل ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام
(۳۳) طائرِ انِ قدس جس کی ہیں قمریاں اس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام
(۳۴) وصف جس کا ہے آئینہ حق نما اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام
(۳۵) جس کے آگے سرِ سرورِ خم رہیں اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
(۳۶) وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا لکھ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام
(۳۷) لَیْلَةُ الْقَدْرِ میں مَطْلَعُ الْفَجْرِ حق مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
(۳۸) لختِ لختِ دل ہر جگر چاک سے شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام
(۳۹) دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
(۴۰) چشمہ مہر میں موج نور جلال اس رگ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

- * جلوہ - دیدار، نظارہ * مرجھائی کلیاں - سوکھے غنچے * مہبت - اُگایا ہوا یا اُگنے کی جگہ * مرحمت - مہربانی * ظل - سایہ * ممدود - دراز، دائمی سایہ * رافت - کرم * طائرِ ان - پرندے * قمرے - قاختہ کی طرح کا خوش الحان پرندہ * سہی - سیدھا * قامت - قد * وصف - تعریف، خوبی * حق نما - اللہ کی راہ دکھانے والا * خدا ساز - خدا کی پہچان کراتے والا، اللہ سے موافقت کرنے والا * طلعت - چہرہ * سرورِ خم - سردار * خم - جھکنا * تاجِ رفعت - شاہی ٹوپی * گھٹا - سیاہ بادل * مشک سا - کستوری کی طرح * لکھ - ٹکڑا * ابر - بادل * لَیْلَةُ الْقَدْرِ - شبِ قدر * مطلع - طلوع ہونا * فجر - صبح * مانگ - سر کے بالوں کے درمیان نکالی جانے والی لکیر * استقامت - سیدھا پن * لختِ لخت - ٹکڑے ٹکڑے * چاک - پھٹا ہوا * شانہ - کنگی * کان - معدن * لعل - موتی، ہیرے، جواہرات * کرامت - بزرگی * چشمہ - پانی نکلنے کی جگہ

* مہر - سورج * موج - لہر * جلال - رُعب، شان و شوکت * رگ - نس، خون کی نالی * ہاشمیت - ہاشمی خاندان۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۳۱) ہمارے پیارے نبی علیہ السلام کا چہرہ انور ایسا نورانی ہے کہ جس کے دیدار سے دل کی مرجھائی ہوئی اور خشک کلیاں کھل اُٹھتی ہیں قربان جائیں اس بابرکت اور پاکیزہ پھول کی اُٹھان پر، آپ پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔
حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ اگر حضور علیہ السلام اپنی موت کے اثبات کے لیے قرآنی دلائل نہ بھی دیتے تو آپ کا چہرہ انور ہے کافی دلیل تھا۔ ص ۶۷۵

سید حبیب احمد حبیب اس شعر کی تصمین یوں لکھتے ہیں۔

جس کی خوشبو سے رستے مہکنے لگیں جس پہ جی جان کونین صدقے کریں
عطر کی جا عرق جس کا حوریں ملیں جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں

اُس گل پاک نبت پہ لاکھوں سلام

(۳۲) جس آقا کے قد انور کا سورج کی دھوپ اور چاند کی روشنی میں بھی سایہ نہ تھا اس کی رحمت کا سایہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے (اسی کا ترجمہ احمد ندیم قاسمی نے کیا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا)

اس رحمتہ للعالمین پر کروڑوں درود اور لاکھوں سلام ہوں۔

(۳۳) اللہ تعالیٰ کے نورانی، مقدس اور معصوم فرشتے جس سرو قد محبوب کے ارد گرد صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے قمریوں کی طرح چمکتے ہیں اس امام الانبیاء اور محبوب کبریا کی ذات پہ لاکھوں سلام ہوں۔

جس پہ قرباں ہیں طوبیٰ کی رعنائیاں حسن موزونیت کی فدا جس پہ جاں
جس کا روح الایں بلبل مدح خواں ”طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں

اُس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام“ (سید حبیب احمد)

(۳۴) جس آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی خوبی یہ ہے کہ حق کو دیکھنے کا آئینہ ہو (من رانی فقد رای

الحق) اس خدا کا دیدار کرانے والے رُخ روشن پر لاکھوں درود و سلام ہوں۔

(۳۵) ہمارے آقا علیہ السلام کے جاہ و جلال کے سامنے بڑے بڑے سرداروں کے سر ادب سے جھک جاتے تھے اور آپ کی

جنبش ابرو سے کج کلاہوں کی جینوں پہ پینہ آجاتا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شاہی تاج والے سر انور پہ لاکھوں سلام ہوں۔

رفعتیں بھر سجدہ جہاں خم رہیں روز و شب کعبہ و لا مکاں خم رہیں
بیر آداب کزو بیاں خم رہیں ”جس کے آگے سر سروراں خم رہیں

اُس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الہادی)

جس کی عظمت کے آگے فرشتے جھکیں جس پہ گلہائے خوبی کے سہرے سجیں

جس کو اشجار و حیوان سجدے کریں جس کے آگے سر سرورائ خم رہیں

اُس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام (حبیب احمد شاہ)

(۳۶) بخشش و کرم کی کالی سیاہ گھٹا یعنی گیسوئے مصطفیٰ جس سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو کے حُلے آتے تھے اس مہربانی کے بادل کے ٹکڑے (زلف و لیل) پر بھی لاکھوں سلام ہوں۔

اللهم صل على سيدنا محمد عدداً في علم الله تعالى صلوة دائمة بدوام ملك الله۔

شام فردوس کی نور واللیل کا پرتو رحمت رحمت کبریا

وہ سحاب عطا ظل لطف خدا وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا

لکھ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۳۷) شب قدر (ستائیسویں رمضان کی کالی سیاہ رات کی طرح محبوب علیہ السلام کی واللیل کی زلفوں) میں طلوع فجر حق (حق کے سورج کا نکلنا) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ مبارک ہے۔ اور اتنی سیدھی مانگ کہ جس طرح صراط مستقیم ہے اس مانگ مبارک کی سیدھ پر بھی لاکھوں سلام ہوں۔

منہ اندھیرے ضیائے سحر کی رمق صبح کے خط سے یا پردہ شب ہے شق

چرخ واللیل پر ”والضحیٰ کی شفق“ ”لیلۃ القدر میں ”مطلع الفجر“ حق

مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

کیوں نہ ہو ٹھیک عالم کا نظم و نسق راسخی کا ملے کیوں نہ سب کو سبق

صبح چمکی ہوا رات کا سینہ شق لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق

مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام“ (سید حبیب احمد)

(۳۸) اور سبحان اللہ! آقائے کائنات علیہ السلام کے کنگی کرنے کے انداز پر کیوں نہ قربان ہو جاؤں کہ اس ادائے دل نواز پہ ہمارے دل چاک ہو کر سینے سے باہر آنے کی کوشش کر رہے ہیں تو پھر میں اپنے آقا کی اس مبارک ادا یعنی کنگی کرنے کے عمل و عادت پر بھی کیوں نہ لاکھوں سلام کہوں۔

بوند جو بھی گری زلف نمناک سے کر دیئے اُس نے پیدا گہر خاک سے

ہیں عیاں رحمتیں گیسوئے پاک سے ”لخت لخت دل ہر جگر چاک سے

شانہ کرنے کی عادت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

(۳۹) سرکار مدینہ علیہ السلام کے کان مبارک جو درحقیقت عزت کے موتیوں اور عظمت و شان کے ہیرے اور جواہرات کی کان (معدن و ذخیرہ) ہیں (قل اذن خبر لکم۔ فرمادیجئے کہ یہ کان تمہارے لیے بہت بہتر ہیں) جو جس طرح قریب سے سنتے

کہ چرا تو یاد احمد می گئی بندہ بد ، منکر دین منی
چاند نور پھیلاتا ہے اور گئے دُغ دُغ (کتے کی مخصوص آواز) کر کے بھونکتے ہیں اس میں کس کو شک ہے کہ وہ (چاند) خیر
کا کام کر رہا ہے اور یہ ”خیر سے“ کوئی خیر نہیں کر رہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی عادت پہ مجبور ہے۔ اپنا اپنا فرض ہے دونوں ادا کرتے رہیں
یہ تو چاہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی یاد کی ہی نہ جائے ”بس اللہ اللہ خیر سلا“ جیسے امیہ بن خلف حضرت بلال کو کہتا تھا کہ تو
کیوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہر وقت ذکر کرتا رہتا ہے اور تو کتنا برا ہے کہ میرے دین کا منکر ہے۔ معلوم ہوا ذکر مصطفیٰ مٹانے والے امیہ بن
خلف کے عقیدے پر ہیں اور نام محمد مصطفیٰ پہ قربان ہونے والے اور درود و سلام کی دھوم مچانے والے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے مسلک محبت
پر ہیں۔ کہ جو ظلم برداشت کرتے اور یہ نعرہ مستانہ بلند کرتے
لب پہ تیرا نام رہے دل میں تیری آس رہے
حلق پہ تیغ رہے سینے پہ جلا د رہے

درود و سلام کے عاشق کا نصیب:

حجر اسود کے بارے میں حضور علیہ السلام کا فرمان عالی شان ہے کان یسلم قبل ان ابعث کہ یہ میرے اوپر اعلان
نبوت سے پہلے بھی سلام بھیجتا تھا۔ چنانچہ اس پتھر کو یہ اعزاز نصیب ہو گیا کہ خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہو گیا ثابت ہوا کہ جو اعلان
نبوت سے پہلے درود و سلام پڑھے اس کا نصیب کعبہ کی دیوار ہے اور جو اعلان نبوت کے بعد تا قیامت یہ سلسلہ جاری رکھے گا اس
نصیب گنبد خضریٰ کی بہار ہے کعبہ کے کعبہ کا پیار ہے اور میدان محشر میں نگاہ حبیب کر دگا رہے۔

نکتہ:

اللہ تعالیٰ نے وسلموا تسلیما میں سلام کو مصدر کے ساتھ اسی لیے مؤکد فرمایا ہے کیونکہ صلوٰۃ کی ہیئت و حالت متعین
تھی کہ وہ ایک دعا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام کے لئے طلب کی جاتی ہے۔ اور سلام چونکہ اپنی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔
نہ اس میں صلوٰۃ و درود جیسی دعائیں ہیں اور نہ ہی اس کی ہیئت و حالت متعین ہے بلکہ جس طرح چاہو پیش کرنے کی اجازت ہے کہ
اگر جلوت میں پیش کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے تو اس کو اس طرح پیش کرنے کی اجازت ہے اور کوئی اگر گوشہ نشینی اور خلوت
زیادہ سکون محسوس کرتا ہے تو اس کو بھی اجازت ہے کوئی عربی میں پیش کر کے سرور لینا چاہے تو اس کے لیے مولای وصل و
دائمہ ابدا امام بوسیری رحمہ اللہ کے انداز میں جائز ہے اور کوئی اردو میں زیادہ لذت پاتا ہے تو اس کے لیے مصطفیٰ جانِ رحمت
لاکھوں سلام اعلیٰ حضرت کی ادا میں اجازت ہے۔ یہ غلامانِ مصطفیٰ کی مرضی پہ چھوڑ دیا گیا ہے کہ پڑھو ضرور جھگڑا نہ کرو، خود سنا
فرشتے پہنچائیں تمہیں اس سے کیا لگے تمہارا کام صرف پڑھنا ہے کیسے پہنچتا ہے؟ اس بحث میں نہ پڑو! درود و سلام پڑھو۔
صد مہاجر سے تباہ ، دردِ عالم سے بیقرار
آیا ہوں میں جگر نگار لے کے دلِ امیدوار
سوزِ جگر سے مضطرب دل کی تپش سے ہم کنار
شیعِ حریمِ داوری میرا سلام ہو قبول
ایک نگاہ اس طرف تیری نگاہ پر شار
صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ

سلام سے پہچان (ایک مثال):

اگر کسی غریب نے کسی امیر سے راہِ درسم، واقفیت اور پہچان پیدا کرنی ہو تو وہ بھی سلام کا ہی سہارا لیتا ہے مثلاً کسی

والے کے پاس سے پجارو والا گزر رہا تھا والے نے دو تین دن سلام کیا اس نے کوئی جواب نہ دیا چند دن کے بعد پجارو والے کو ترس آیا کہ یہ مجھے روزانہ سلام کہتا ہے اور میں توجہ ہی نہیں کرتا آخر چند دنوں بعد ریڑھی والے کے سلام کہنے پر پجارو والے نے پہلے کچھ دن مسکراتا اور پھر سلام کا جواب دینا شروع کر دیا پھر ساتھ سر ہلانا اور آہستہ آہستہ خیریت دریافت کرنا بھی شروع کر دیا۔ ایک دن ریڑھی والا بیمار ہو گیا اور گھر میں بستر مرگ پہ پڑ گیا تو گاڑی والا صاحب اب پوچھتا پھر رہا ہے کہ یہاں ایک ریڑھی والا ہوتا تھا جو مجھے روز سلام کہتا تھا وہ کہاں ہے نظر نہیں آ رہا (جو پہلے سلام کا جواب دینے کی زحمت نہیں کرتا تھا اب گاڑی روک کر اور نیچے اتر کر پوچھ رہا ہے) آخر پوچھ پوچھ کر ریڑھی والے کے گھر پہنچ گیا۔ تو یہ واقفیت کس نے پیدا کی؟ صرف سلام نے۔ ثابت ہوا کہ سلام تو بے وفاؤں کے اندر بھی رحمت پیدا کر دیتا ہے تو جو ہو ہی رحمت للعالمین، جس ذات میں وفا ہی وفا ہے وہاں تو ایک بار سلام کرو گے تو سو بار جواب بھی آئے گا جنت کا دروازہ بھی کھلے گا درجے بھی بلند ہوں گے، گناہ بھی معاف ہوں گے اور نیکیاں بھی ملیں گی۔

سلام تو پھر سلام ہے میرے آقا تو دلائل کی زلفوں پہ کوڑا پھینکنے والی سے بھی وفاداری و رحمت کا سلوک فرماتے ہیں۔

حضرت میاں محمد عمر بیر بلوی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ کیا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ فرمایا! تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کوئی انگریز مسلمان ہوتا ہے تو وہ بزبان انگریزی حضور علیہ السلام کی تعریف کر سکتا ہے کہ نہیں؟ عرض کیا تعریف کا کیا ہے کسی زبان میں بھی ہو سکتی ہے۔ فرمایا! تو پھر ہمارے آقا جمیع اقوام کے رسول و نبی اور ہادی و راہنما ہیں جس کو جو زبان آئے وہ اس زبان میں اپنے آقا کی ثنا کرے یا دوسری زبان میں کرے سب مخلوق آپ کی امت ہے اور آپ ہر ایک کی زبان سمجھتے ہیں۔ عبادت الہی نماز و حج وغیرہ کے لیے وقت، زبان، مکان کی پابندی ہے صلوٰۃ و سلام اور ذکر مصطفیٰ کے لیے کوئی پابندیاں نہیں۔ جب چاہو کرو جیسے چاہو کرو۔

تیرے دم سے بچ رہا ہے مرا سازِ زندگانی تو اگر قبول کر لے یہ ہے تیری مہربانی
اسلام کیا ہے؟

ایک انگریز نے مسلمان ہو کر جب دین اسلام کو بنظر عمیق پڑھا تو اس سے کسی نے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے تو اس نے کہا اسلام پانچ حروف کا مجموعہ ہے۔ الف، سین، لام، الف اور میم۔ اور انگریزی میں Islam یہ ہے۔

I shall love always Muhammad (Peace be upon him)

یعنی میں ہمیشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کروں گا۔ یہ اسلام ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
محمد کی محبت آن ملت شان ملت ہے
محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
اسی میں ہوا اگر خای تو سب کچھ نامکمل ہے
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد کی محبت روح ملت جان ملت ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
پدر، مادر، برادر، مال، جاں، اولاد سے پیارا

(حفیظ جالندھری)

اور اللہ کے پیارے محبوب کی محبت درود و سلام کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔

اللهم صل على شفيع المذنبين سيدنا و مولانا و مرشدنا و راحة قلوبنا و
طيب ظاهرننا و باطننا محمد و على اله و اصحابه و ازواجه و اهل بيته
و اولياء امته و اهل طاعتك اجمعين ، الى يوم الدين۔ (درود قلبی)

- (۴۱) جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
(۴۲) جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
(۴۳) ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ انگن مڑہ
(۴۴) اشکباری مڑگان پہ برے درود
(۴۵) معنی قدرائی مقصد ماطغی
(۴۶) جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
(۴۷) نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
(۴۸) جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
(۴۹) ان کے خد کی سہولت پہ بے حد درود
(۵۰) جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
- اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
ظلہ قصر رحمت پہ لاکھوں سلام
سلک دُر شفاعت پہ لاکھوں سلام
نرگس باغ قدرت پہ لاکھوں سلام
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* ماتھا۔ پیشانی * شفاعت۔ سفارش * جبین۔ پیشانی * سعادت۔ نیک بختی * محراب۔ مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ * بھوؤں۔ ابروؤں * لطافت۔ نزاکت و خوبی * سایہ انگن۔ سایہ کرنے والا * مڑہ۔ پلک * ظلہ۔ چھتری * قصر۔ محل * اشکباری۔ آنسو بہانا * مڑگان۔ پلکیں * برے۔ نازل ہو * سلک۔ ڈوری * دُر۔ موتی * قدرائی۔ تحقیق اس نے دیکھا * ماطغی۔ نہ وہ بہکا * نرگس۔ پیلے رنگ کا پھول (جس کی شکل آنکھ کی طرح ہونیکی وجہ سے محبوب کی آنکھ کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں) * دم میں دم آنا۔ جسم میں جان آ جانا * نگاہ۔ نظر * عنایت۔ مہربانی * بنی۔ ناک * رفعت۔ بلندی * قمر۔ چاند * جھلملائے۔ ٹٹمٹمائے، جلنا بجھنا * عذاروں۔ رخساروں * طلعت۔ چہرے کی چمک * خد۔ رخسار * سہولت۔ نرمی، ملائم ہونا * رشاقت۔ عمدگی، زیبائیت * تاریک۔ اندھیرا * جگمگانا۔ روشن ہونا * چمک والی۔ نور و روشنی والی * رنگت۔ رنگ روپ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۴۱) جب حشر پیا ہوگا اور نفسا نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا تو شفاعت کا سہرا ہمارے آقا علیہ السلام کے سر پہ

باندھا جائے گا، تو پھر اس لچال آقا علیہ السلام کی سعادت والی پیشانی پہ کیوں نہ لاکھوں بار درود و سلام محبت پیش کیا جائے جن کی وجہ سے ہماری یہاں بھی بگڑی بن رہی ہے اور وہاں بھی بنے گی۔

جس کے چہرے پہ جلوں کا پہرا رہا نجم و طہ کے جھرمٹ میں چہرا رہا
حسن جس کا ہر اک چھب میں گہرا رہا جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام (اختر الہامی)

جس کے جلوے سے عالم منور ہوا جس کی کونین میں ہے درخشاں ضیا
جس کو معراج کا تاج عزت ملا جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد نمبر 1)

جس سے پائی مہ و مہر نے بھی ضیا کہکشاں جس کی نورانیت پر فدا
جس کے آگے زمیں بوس ارض و سما جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام (نمبر 2)

(۲۲) ہمارے آقا علیہ السلام نے جب اس عالم ہست و بود کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشی اور آپ کی ولادت با سعادت ہوئی تو آپ خود تو سجدے میں گر کر اللہ کی بارگاہ میں اپنی امت کے لیے دعا فرما رہے تھے اور کعبہ معظمہ آپ کی طرف جھک کر آپ کے نورانی بھوؤں کی نزاکت و لطافت کو سلامی دے رہا تھا۔ اور لاکھوں سلام پیش کر رہا تھا۔

لا مکاں کی جبین بہر سجدہ جھکی رفعت منزل عرش اعلیٰ جھکی
عظمت قبلہ دین و دنیا جھکی ”جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الہامی)

قاب تو سین ہے جن کی شانِ جلی جن پہ قربان ہے دل سے فردوس بھی
ہر ادا جن کی ہے شیوہ دلبری جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۲۳) آپ کی دور و نزدیک سے دیکھنے والی آنکھوں پہ چھتری کی طرح سایہ کرنے والی مبارک نورانی پلکیں گویا رحمت کے محل پہ نور کی چھتری ہے جو سایہ کر رہی ہے۔ میرے آقا کی ان نورانی پلکوں پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

سلام اے آمنہ کے لعل اے محبوب سبحانی سلام اے فخر موجودات ، فخر نوع انسانی
سلام اے ظلِ رحمانی ، سلام اے نور یزدانی تیرا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
سلام اے صاحب خلق عظیم، انساں کو سکھلا دے یہی اعمال پاکیزہ ، یہی اشغال روحانی

(۳۴) ہمارے رحمت والے آقا کی امت کی بخشش میں برسنے والی آنکھوں کی مبارک پلکوں سے نور کے سچے موتیوں کی طرح گرنے والے شفاعت کے آنسوؤں کی موتیوں کی لڑیوں پہ بھی لاکھوں درود و سلام ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابحر العینین۔ آپ کے مبارک آنسو (یادگاری امت میں) سمندر کی طرح بہتے رہتے (سبل الہدیٰ، ۲: ۳۳) ان آنسوؤں پہ لاکھوں درود و سلام۔ جب ہمارے آقا علیہ السلام کی ہم نگوئی کے لیے یہ حالت ہے تو ہماری حالت بھی آپ کی یاد میں کم از کم یہ تو ہونی چاہیے کہ

رہے ثنائے نبی سے کبھی نہ لب فارغ ہوا ہوں۔ ذکر حبیب خدا سے کب فارغ
خدا کے لطف و کرم سے سدا رہا محروم رہا نبی کی ثنا سے جو بے ادب فارغ

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۶۶)

(۳۵) حدیث شریف من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ اور قرآن مجید کی آیہ مبارکہ ماضل صاحبکم وما طفی نہ تمہارا ساتھی (اپنی صحبت سے تمہیں فیض کرنے والا) بھٹکا اور نہ ادھر ادھر ہوا (النجم) کا معنی و مقصود یہ ہے کہ قدرت کے گلشن نبوت کے زگسپے آنکھوں والے محبوب پہ لاکھوں سلام ہوں۔

تیری صورت تری سیرت تیرا نقشہ تیرا جلوہ تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ ”نقر فخری“ رتبہ ہے تیری قناعت کا مگر قدموں تلے ہے فز و کرسائی و خاقانی
زمین کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے تیرے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی

(۳۶) اس جہان میں اور اس جہان میں ہمارے آقا علیہ السلام کی نگاہ رحمت جس طرف بھی اٹھی مردہ جسموں میں جان پیدا ہوتی گئی ہمارے رحمت و نور والے آقا علیہ السلام کی اس نگاہ رحمت و عنایت پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

پڑ گئی جس پہ محشر میں بخشا گیا دیکھا جس سمت ابر کرم چھا گیا
رخ جدھر ہو گیا زندگی پا گیا ”جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا“

(اختر الکاظمی)

اُس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام اُس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
چشم مازاغ اُن کی وہ صل علی جس سے مخفی نہیں کوئی بھی شے ذرا
کتی دلکش ہے اُس کی یہ پیاری ادا جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا

(سید حبیب احمد)

(۳۷) ہمارے شرم و حیا کی تعلیم دینے والے اور خود شرم و حیا کے پیکر اتم آقا علیہ السلام کی حیا کی وجہ سے جھکی ہوئی آنکھوں پہ بھی لاکھوں درود اور آپ کی اونچی ناک مبارک کی بلندی پہ بھی لاکھوں درود و سلام ہوں۔ بعض اہل محبت نے اونچی بنی کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ بنی دیدن سے ہے، اس طرح کہ دیدن سے بیند مضارع اور اور پھر بنی اس سے حاصل مصدر کے زمرے میں آتا اس کا معنی دکھائی ہوگا اور معنی یہ بنے گا کہ شرم و حیا کی وجہ سے نگاہیں نیچی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ دیکھنا بھی نیچے تک ہی محدود بلکہ نگاہیں جھکا کر بھی دیکھنا اس قدر بلند ہوتا کہ نیچے تخت التریٰ تک اور اوپر عرش معلیٰ تک نظر جاتی۔

۔ اوج تاب نگاہ رسا پر درود بے جھجک دید عین خدا پر درود
معنی آیہ ”مما طغی“ پر درود ”نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

۔ اُن کی ہر ایک پیاری ادا پر درود جلوۂ عارضِ دل رُبا پر درود
دُر دنداں کی نوری ضیاء پر درود نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۴۸) محبوب رب العالمین کے چہرہ والضحیٰ کی طلعتوں کے سامنے تو چاند بھی ٹٹماتا چراغ سا ہو جاتا ہے پھر میں اپنے آقا کے
ان نورانی رخساروں کی چمک دمک پہ بھی کیوں نہ لاکھوں سلاموں کا نذرانہ محبت پیش کروں۔ کیونکہ ہم گناہوں کی بگڑی تو آقا علیہ
السلام کو درود و سلام کی دعائیں دینے سے ہی بن جائے گی۔ گدا جب کسی نئی کو دعا دیتا ہے تو اس کا مطلب یہی تو ہوتا ہے۔

۔ حفیظ بے نوا بھی ہے گدائے دامن دولت عقیدت کی جہیں تیری، مرؤت سے ہے نورانی
سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے سلام اے خاک کے ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والے
(حفیظ جالندھری)

(۴۹) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نرم و نازک رخسار مبارک پہ کروڑوں درود ہوں اور آپ کے نورانی اور عمدہ قد پہ ہم
گناہ گاروں کی طرف سے عقیدت میں ڈوبے ہوئے لاکھوں سلام ہوں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض الخدین
ہمارے آقا علیہ السلام چمکتے ہوئے رخساروں والے تھے۔ (سبل الہدیٰ، ۲: ۴۲)

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضح الخدین۔ سہل الخدین (ایضاً)
انہی مبارک رخساروں کا ذکر نعتوں میں جھوم جھوم کر کرنا اور سننا ہر بے دینی اور بیماری کا علاج ہے۔

۔ نعت ہے بے دینی و الحاد کے سم کا علاج یہ دوا ہے ذہن کے امراض پیہم کا علاج
آؤ بیمارو کہ طیبہ کے شفا خانے چلیں بس وہیں ہے گیسوئے تقدیر کے خم کا علاج
(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۴۲)

(۵۰) نبی کریم علیہ السلام کی اس نورانی رنگت پہ بھی لاکھوں سلام ہوں کہ جس کی یاد آجائے تو دلوں کا اندھیرا اُجالے میں تبدیل
ہو جائے اور دلوں کی اُجری ہوئی بستی آباد و شاد ہو جائے۔

۔ جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے جس سے تازیک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

کفر میں جس نے چکائے حق کے دیئے جس سے دنیا و دین سارے روشن ہوئے
جس کے چاند اور سورج نے صدقے لئے جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

☆☆☆

(۵۱) چاند سے منہ پہ تاباں درختاں درود نمک آگیاں صباحت پہ لاکھوں سلام
(۵۲) شبنم باغ حق یعنی رُخ کا عرق اس کی سچی براقیت پہ لاکھوں سلام
(۵۳) خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھین سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام
(۵۴) ریش خوش معتدل مرہم ریش دل ہالہ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام
(۵۵) پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
(۵۶) وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
(۵۷) جس کے پانی سے شاداب جان و جاناں اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
(۵۸) جس سے کھاری کنویں شیرہ جان بنے اس زلالِ حلات پہ لاکھوں سلام
(۵۹) وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
(۶۰) اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* چاند سے - چاند جیسے * تاباں - چمکدار * درختاں - روشن * نمک آگیاں - نمک بھری * صباحت - گورا پن
* شبنم - اوس * رُخ - چہرہ * عرق - پسینہ * براقیت - چمک دمک * خط - داڑھی مبارک * گردِ دہن - منہ کے ارد گرد
* دل آرا - دل کو بھاتی، دل کو موہ لینے والی * سبزہ - ہریالی * ریش - داڑھی * معتدل - درمیانی * ریش (امالہ کیساتھ) - زخم
* ہالہ - چاند کے گرد دائرہ * ندرت - انوکھا پن * گلِ قدس - باغِ جنت کا نکھرا ہوا پھول * نزاکت - خوبی، نازک مزاجی
* دہن - منہ * وحی خدا - خدائی پیغام * شاداب - تر و تازہ، سرسبز * جاناں - جنتیں * طراوت - تری، تازگی * کھاری -
کڑوا و نمکین پانی * شیرہ جان - جان کو تسکین دینے والا میٹھا شربت * زلال - ٹھنڈا میٹھا اور نھرا ہوا صاف و شفاف پانی
* حلاوت - مٹھاس * گن - ہو جا * کنجی - چابی * نافذ - جاری * فصاحت - عمدہ کلام، خوش بیانی * دلکش - دلوں پہ
اثر کرنے والا * بلاغت - موقع محل کے مطابق اچھی گفتگو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۵۱) ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت چہرہ انور پہ نور والا درود رحمت ہوا اور آپ کے نمکیں حسن و جمال پہ لاکھوں سلام ہوں۔

درود کا ایک معنی رحمت بھی ہے تو فرشتوں کے درود پڑھنے کا معنی یہ ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہتے ہیں یا اللہ! تیری جتنی بھی رحمتیں ہیں وہ اپنے نبی کے دامن میں ڈال دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو سراپا رحمت بنادیا اور ایسا کہ اللہ رحمان و رحیم کی رحمت کے جلوے رحمۃ للعالمین کے رُخ انور میں نظر آنے لگے آپ نے فرمایا من رانی فقد رای الحق۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

درود و سلام کے لیے وقت کا تعین:

فعل کے لحاظ سے ساری عبادات حضور کی سنت ہیں نماز، روزہ، حج وغیرہ۔ یعنی ہیں تو فرض مگر عمل کرنے کے لحاظ سے یہ سارے کام حضور عالیہ السلام نے ہی کیے اللہ تو یہ کام کرنے سے پاک ہے۔ تو جیسے رسول کا مرتبہ اللہ کے برابر نہیں ہو سکتا ایسے ہی رسول کا کام اللہ کے کام کے برابر نہیں ہو سکتا تو یاد رکھو تمام عبادات رسول کی سنت ہیں اور درود بھیجتا خدا کی سنت ہے۔ اسی لیے باقی ہر عبادت محدود وقت میں محدود حد تک ہے کیونکہ مخلوق خود محدود ہے۔ رمضان آئے تو روزہ ہے حج کا موسم آئے تو حج ہے، مگر اللہ خود بھی لامحدود ہے تو اس کا کام بھی لامحدود اور وقت جگہ کی پابندیوں سے آزاد ہے۔

رسول اللہ کی سنت والے اعمال چاہے فرض ہوں یا واجب یا سنت و مستحب مقید بالوقت، مقید بالمكان اور مقید بالھیئہ ہیں جبکہ اللہ کی سنت کے ساتھ یہ پابندیاں نہیں اور ولن تجد لسنة الله تبديلا اللہ کے طریقے بدلنا بھی نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ بھی ہماری بات درود و سلام کے وسیلے کے بغیر قبول نہیں فرماتا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ بغیر درود کے دعا زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ علی کل شئی قدير ہونے کے باوجود اپنی بات ہمیں وسیلہ مصطفیٰ کے بغیر نہیں سناتا تو وہ یہ کیسے چاہے گا کہ ہم اپنی بات اس کو وسیلہ درود و سلام کے بغیر سنائیں۔

تعلق و پہچان اور درود و سلام:

پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اس ملک کا صدر کون ہے لیکن اگر صدر پاکستان (خدا نخواستہ) سامنے آجائے تو سارے جاننے والے پہچان نہ سکیں گے۔ پھر سارے پہچاننے والے تعلق والے نہیں ہو سکتے اور سارے تعلق والے بھی اعتماد والے نہیں ہو سکتے۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض پڑھے لکھوں، عقلمندوں سے زیادہ ایک جاہل اُجڑ پر بادشاہ زیادہ اعتماد کرتا ہو جیسے بادشاہ کے پاس بڑے بڑے علم و فضل والے لوگ ہوتے ہیں مگر جتنا اعتماد بادشاہ کو ایک جاہل حجام پہ ہے اتنا کسی پہ نہیں ہے کہ وہ استرہ بادشاہ کی گردن پہ رکھ دیتا ہے اور دوسروں کے صرف ملنے پر بھی پہرے ہیں۔ پھر کوئی اور آئے یا نہ آئے اگر حجام ایک دن نہ آئے تو اس کے بارے بادشاہ خود پوچھے گا کہ کیوں نہیں آیا۔ وہ اگر کہے کہ میری جھونپڑی پر غنڈوں نے قبضہ کر لیا تھا اور آپ کو حجامت کی پڑی ہوئی ہے تو بادشاہ بڑے بڑوں کے کام چھوڑ دے گا اور اس حجام کا کام پہلے کرے گا کہ اس پہ اعتماد دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ہے کہ تمام ہتھیاروں سے مہلک ترین ہتھیار (استرہ) اس کی شاہ رگ پہ رکھ دیتا ہے اور بادشاہ کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ یہ خاص تعلق اعتماد نے پیدا

کیا ہے۔ صحابہ کرام کو یہ خاص تعلق ہی تو حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ساری دنیا کے ولی غوث امام ایک کم درجہ صحابی کا مقابلہ بھی عظمت و شان کے لحاظ سے نہیں کر سکتے۔ اور یہ ساری نعمت درود و سلام سے حاصل ہوتی ہے اس لیے حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نے تو یہ تعلق قائم کر رکھا ہے یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ یہی وجہ ہے کہ کئی اہل اللہ رات سونے سے پہلے ہزاروں مرتبہ حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھ کر سوتے۔ اگر ایک رات نہ پڑھ سکے تو حضور علیہ السلام خواب میں تشریف لے آئے کہ آج ہمیں تحفہ کیوں نہیں بھیجا۔ اور درود و سلام محبوب پہ بھیجو گے تو تعلق حضور سے بھی مضبوط ہوگا اور خدا سے بھی یہی وجہ ہے کہ پڑھتے تو درود حضور پہ ہیں اور نیکیاں اللہ دیتا ہے، درجے بلند اللہ فرماتا ہے گناہ معاف اللہ کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کا ذکر و درود اچھا لگتا ہے اور پھر اللہ خوش ہو کر انعامات سے نوازتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں قرآن پڑھنے کا ایک امام کو حکم دیا ہے باقیوں کو فرمایا فاستمعوا لہ وانصتوا۔ چپ ہو کر غور سے سنو۔ مگر سلام پڑھنے کا حکم سب کے لیے ہے کہ باادب بیٹھ کر کہو السلام علیک ایہا النبی۔ احناف کے نزدیک اگر اللہم صل علی محمد یعنی درود نہ بھی پڑھا تو نماز ہو گئی مگر سلام نہ پڑھا تو نماز نہ ہوگی کہ یہ واجب ہے اور یار لوگ نماز کے بعد اس کو ناجائز کہتے ہیں اور آذان سے پہلے سن کر تو کتنے بد بختوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، پتہ نہیں جب خود نماز میں پڑھتے ہیں تو دل پر کتنا بھاری پتھر رکھ کے پڑھتے ہوں گے۔ کیونکہ ان کے نزدیک جب نبی کا خیال آنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے تو نبی پر سلام پڑھنے سے پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہوگا۔ اور نماز کے بعد تو اس لیے نہیں پڑھتے کہ پتہ نہیں وہ سنتے بھی ہیں یا نہیں سبحان اللہ

ایں کا راز تو آید و مرداں چنیں کنند

ریڈیو، ٹی وی کا بٹن دباؤ تو کبھی ریڈیو ماسکو، کبھی بی بی سی کبھی امریکہ ارے! یہ کیسے ہو گیا؟ جی ہوا کی لہریں ہیں ناں؟ ان میں اتنی طاقت ہے کہ آواز کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہیں ارے ہوا کی لہروں میں ہی ساری طاقتیں مانتے ہو یا محبت رسول کی لہروں میں بھی کوئی طاقت تمہارے نزدیک ہے؟ سنو! اللہ کو تمہاری ساری چالیں معلوم ہیں کہ تم کس اسٹیشن سے بول رہے ہو یہ تم جس عبادت پہ ناز کرتے ہو ناں یاد رکھو تمہارے منہ پہ ماری جائے گی اور فرمایا جائے گا۔

دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نا منظور ہے

(۵۲) اللہ تعالیٰ کے گلشن قدس کی اوس اور شبنم دیکھنی ہے تو رُخِ واضحی کا معبر پینہ تک لو، ہم تو اس پسینے کی چمک دمک پہ بھی لاکھوں سلام بھیجتے ہیں۔

”یا کف حور“ پر ”موتیوں“ کا ”طباق“

”مصحف نور“ ”پر آب زر کا ورق“

شبنم باغ حق یعنی رُخ کا عرق

”مَنْ رَأَى“ میں ہے قَدْ رَأَى کی رَمَق

(احترامی)

اُس کی سچی براقت پر لاکھوں سلام

(۵۳) ہمارے پیارے آقا علیہ السلام کے چہرہ انور پہ پر نور داڑھی مبارک کا خط ایسے دکھائی دیتا ہے کہ جیسے رحمت کی نہر پہ نور کا

سبزہ عاشقوں کے دل کھینچ رہا ہے۔ آپ کی داڑھی مبارک پہ بھی لاکھوں درود سلام ہوں۔

”مہ کو گھیرے“ ہوئے ہے ”سنہری کرن“ یا ”لب جو“ ہے ”خورشید پر تو فگن“

”موج دریا رواں“ ہے ”کنارِ چمن“ ”خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن

سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ (اخترالحمادی)

(۵۴) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشنما، موزوں اور خوبصورت داڑھی مبارک عاشقانِ مصطفیٰ کے زخمی دلوں پہ مرہم کا کام دے رہی ہے اور چودھویں رات کے چاند (رخ و انخی) کے ارد گرد اس عجیب قسم کے نورانی دائرے (ہالہ) پر بھی لاکھوں سلام ہوں۔

یا شاہ دنیا و دیں یا امام الرسلین تاجدار انبیاء الصلوٰۃ و السلام

یا قریشی ہاشمی عرش کے مسند نشین آپ ہی بدرالذی الصلوٰۃ و السلام

(۵۵) محبوب خدا علیہ الوفاء و التیجہ و الثناء کے پتے پتے گلابی ہونٹ گویا گلشنِ تقدیس کے مقدس پھول کی نرم و نازک پتیاں ہیں میں اپنے آقا علیہ السلام کے مبارک لبوں کی نزاکت و لطافت پہ ایک سلام نہیں لاکھوں سلام بھیجتا ہوں۔

یا حبیب کبریا الصلوٰۃ و السلام ہو تمہی نور ہدیٰ الصلوٰۃ و السلام

یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین آپ ہیں شمس الضحیٰ الصلوٰۃ و السلام

آپ کے دم سے سجا یہ سبھی ارض و سما آپ محبوب خدا، الصلوٰۃ و السلام

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن عباد اللہ شفتین (انوار محمدیہ ص ۲۰۰)

آپ کے لب انور تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔

موج حسن تبسم میں گل باریاں اور گل باریوں میں لطافت کی شاں

جن میں قدرت کی باریکیاں ہیں نہاں ”پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں

اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام“ (اخترالحمادی)

جن کی نزہت پہ قربان جانِ جتناں جن سے شرمندہ لعلِ یمن بے گماں

جن پہ ہر وقت وحی الہی رواں پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں

اُن لبوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۵۶) جس منہ سے نکلنے والی ہر بات وحی کا درجہ رکھتی ہے (وما یَنطَقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحٰی یُوحٰی) علم و حکمت کے اس چشمہ فیض پہ لاکھوں سلام ہوں۔

جس کے عالی مقامات وحی خدا جس کے غیبی اشارات وحی خدا

جس کے الفاظ آیات وحی خدا ”وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

چشمہ علم و حکمت پر لاکھوں سلام“ (اخترالحمادی)

جس سے توحید کا درس سب کو ملا جس نے اعلانِ حق آشکارا کیا

شان جس کی ہے مَا يَنْطِقُ عَنْ هَوَايَ وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۵۷) اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام کا دہن اقدس چشمہ علم و حکمت بھی ہے اور اس دہن اقدس کی تری جان و دل کے لیے راحت و سکون اور تروتازگی کا باعث بھی ہے۔ میں اپنے آقا کے دہن مبارک کی تری پہ بھی لاکھوں سلام بھیجتا ہوں۔

قلزم معرفت نہر عرقاں بنے بحر توحید دریائے ایماں بنے
عین سر چشمہ آب حیاں بنے ”جس سے کھاری کنوئیں شیرہ جاں بنے
اُس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

(۵۸) محبوب خدا علیہ السلام کا وہ لعاب دہن مبارک جو کھاری کنوئیں کو میٹھا کر دیتا ہے اور روح و جان کو ایک نئی تازگی عطا کر دیتا ہے اس مٹھاس کے چشمے پہ ہماری طرف سے لاکھوں درود و سلام ہوں۔

(۵۹) سرور دو عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس تقدیر الہی کی چابی ہے (مسلم شریف میں ہے کہ ایک شخص آ رہا تھا آپ نے فرمایا کن ابا خیشمہ فاذا هو ابو خیشمہ الانصاری۔ تو ابو خیشمہ ہو جایا بقول امام نووی اس کا ترجمہ ہے اللہم اجعل ابا خیشمہ اے اللہ اس کو ابو خیشمہ بنادے پس وہ ابو خیشمہ ہی تھے) اس زبان اقدس کے پورے جہان بلکہ دونوں جہانوں (کیونکہ حضور علیہ السلام کی حکومت آسمانوں پہ بھی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا میرے دو وزیر زمین پہ ہیں اور دو آسمانوں پہ) جاری و ساری حکومت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

رحمت حق کی ہونے لگیں بارشیں دین و دنیا کی لٹنے لگیں دلتیں
کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں ”وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

جس سے حکمت کے چشمے ہمیشہ بہیں جس سے پوشیدہ اسرار عالم کھلیں
جس کی حق گوئی کا غیر بھی دم بھریں وہ زباں جس کو سب گن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۶۰) اس زبان سے نکلنے والی پیاری پیاری میٹھی میٹھی اور علم و حکمت سے بھرپور باتیں اور کلام معجز نظام پہ بے شمار درود و سلام ہوں اور اس زبان حق ترجمان کی اعلیٰ اور موقع محل کے مطابق عمدہ گفتگو پہ لاکھوں سلام ہوں جس سے نکلنے والا ایک ایک لفظ زمانے کی مشکلیں حل کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

یا حبیبی مرحبا ہادی و مشکل کشا بے کسوں کا آسرا الصلوٰۃ و السلام
فخر عالم کل فخر انسان رسل آپ ہیں ماہ لقاء الصلوٰۃ و السلام
آقائے ذیشان آپ، سیرت قرآن آپ دلبروں کے دربا الصلوٰۃ و السلام

یہ رکیں ادنیٰ غلام، پیش کرتا ہے سلام آپ ہی خیر الوری الصلوٰۃ و السلام

☆☆☆

- (۶۱) اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
 (۶۲) وہ دعا جس کا جو بن بہار قبول
 (۶۳) جس کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
 (۶۴) جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
 (۶۵) جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
 (۶۶) دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
 (۶۷) حجرِ اسود و کعبہ جان و دل
 (۶۸) روئے آئینہ علم پشتِ حضور
 (۶۹) ہاتھ جس طرف اٹھا غنی کر دیا
 (۷۰) جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
- اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
 اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام
 ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام
 اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
 اس گلے کی نصارت پہ لاکھوں سلام
 ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام
 یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام
 پشتی قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام
 موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام
 ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* لذت - سرور * خطبہ - وعظ و نصیحت اور حمد و نعت کا مجموعہ * ہیبت - رعب و دبدبہ * جو بن - رونق و بہار، حسن و جمال * نسیم - عمدہ و خوشبودار ہو * اجابت - قبولیت * گچھے - کسی شئی کی کثرت و مجموعہ، ایک ہی شاخ پہ بہت سارے پھل اور پھول ہونا * لچھے - پیچیدہ و مسلسل * نزہت - چمک و پاکیزگی * تسکین - تسلی * تبسم - مسکراہٹ * عادت - خصلت و معمول * شیر - دودھ * شکر - چینی، میٹھا * رواں - جاری * نصارت - تازگی، تری * دوش - سیاہ زلفیں * بردوش - کندھے پر * شرف - بزرگی * شانوں - کندھوں * حجرِ اسود - کالا پتھر (جو دیوارِ کعبہ میں نصب ہے) * مہرِ نبوت - آپ کی پشتِ انور پہ مہر کا نشان * روئے - چہرہ * پشت - کمر * پشتی - نگہبانی * قصر - محل * ملت - دین، مذہب، امت * غنی - مالدار * موج - لہر، جوش * بحر - سمندر * سماحت - جو دودھ عطا * بار - بوجھ * دو عالم - دونوں جہان (دنیا و آخرت) * پروا - فکر، پریشانی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶۱) ہمارے آقا علیہ السلام کے منہ سے نکلنے والا پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی باتوں کی لذت و سرور پر لاکھوں رحمتیں ہوں اور آپ کے پرکشش خطبہ و بیان (جس کے بارے میں صحابہ کرام کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے تو ایسے لگتا جیسے ہم جنت و دوزخ کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں) کی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ پہ لاکھوں سلام ہیں۔

۔ اوج شان فصاحت پہ لاکھوں درود حسن جان بلاغت پہ لاکھوں درود
گفتگو کی حلاوت پہ لاکھوں درود اُس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اُس کے خطبہ کی ہیبت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

(۶۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پراثر دعا جس کی رونق قبولیت کی بہار ہے اس مقبول و مستجاب ہونے والی دعا کی ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا جس کے جلو میں وہ دعا بارگاہ الہی میں پہنچی اس نسیم جانفراہیہ لاکھوں سلام ہوں۔

۔ جس کے تابع ہیں مقبولیت کے اصول منحصر جس پہ ہے رحمتوں کا نزول
وہ دعا جس پہ صدقے درودوں کے پھول وہ دعا جس کا جو بن بہار قبول
اُس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

(۶۳) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نورانی سچے موتیوں کی لڑی جیسے دانت مبارک جن سے نور کی کرنیں چھن چھن کر باہر آتی ہیں اور گلیاں و بازار روشن ہو جاتے ہیں (اذا تکلم رئی کا لنور یخرج من بین ثناہ سنن دارمی، ۳۳:۱) ان چمکدار ستاروں کی پاکیزگی اور خوبی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

۔ جس کی ضو سے ملے راستے دور کے دن پھرے بخت شب ہائے مہجور کے
جن سے برسیں گہر حسن مستور کے جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
اُن ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

(۶۴) کوئی جتنا بھی غم و پریشانی میں کیوں نہ ہو جب آپ کی بارگاہ سے اس کو تسلی مل جاتی تو وہ روتا ہوا خوش ہو کر ہنسنے لگ جاتا ہمارے آقا علیہ السلام کی ہمیشہ مسکرانے کی اس عادت مبارک پہ لاکھوں سلام ہوں۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام گفتگو فرماتے ہوئے مسکرا کر بات کرتے۔ اور آپ کے لبوں پہ ہمیشہ مسکراہٹ کا نور برستار ہوتا (ترمذی۔ مسند احمد)

۔ مضطرب غم سے ہوتے ہوتے ہنس پڑیں رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں
بخت جاگ اٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

۔ جس سے ظلمت کدے جگمگانے لگیں جس کی نکبت سے مرجھائی کلیاں کھلیں
جس سے مردہ امیدوں کو جانیں ملیں جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۶۵) سرکار مدینہ علیہ السلام کے گلوئے خوش نوا سے نکلنے والی پیاری آواز میں گویا دودھ اور شہد کی نہری جاری ہیں (حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے بڑھ کر اچھی آواز رکھتے تھے) (بخاری، مسلم، ترمذی) میرے آقا علیہ السلام کے گلے مبارک کی تروتازگی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

سرکش جو تھے مائل ہوئے دشمن جو تھے قائل ہوئے مسکور کن تھا کس قدر یا مصطفیٰ لہجہ تیرا
(۶۶) شرافت و بزرگی کی شان کو ظاہر کرنے والی ہمارے آقا علیہ السلام کے کندھوں پر جھکی ہوئی خوشبودار و نورانی زلفوں
اور آپ کے مبارک کندھوں کی شان و شوکت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع رداءہ عن منکبہ
فکانہ سبکة فضة۔

آپ (ﷺ) جب کندھوں سے کپڑا ہٹاتے تو کندھے چاندی کے ڈلوں کی طرح دکھائی دیتے (التہذیب لابن
عساکر، ۱: ۳۱۹)

(۶۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پہ مہر نبوت گویا حجر اسود ہے جو ہماری جانوں اور ہمارے دلوں کے کعبہ محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر میں نصب ہے جس طرح کہ حجر اسود دیوار کعبہ میں نصب ہے۔ میں اپنے پیارے نبی کی اس مہر نبوت پہ بھی
لاکھوں سلام بھیجتا ہوں صحابہ کرام اس مہر نبوت کو چومتے بلکہ چومتے بھی چنانچہ حضرت جابر فرماتے ہیں میں ایک دفعہ حضور علیہ السلام
کے پیچھے سوار تھا۔

فالتقمت خاتم النبوة بفی فکان ینم علی مسکا (سبل الہدیٰ ۲: ۷۳)

میں نے مہر نبوت کو منہ میں لے لیا، اس سے خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے۔

شمع روشن ہے قرآن کے متصل دیکھ کر جن کو ہیں چاند سورج جھل
ہے عذار ”رسالت“ پہ تابندہ تل ”حجر اسود کعبہ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام“

یہاں رسالت سے مراد ”درجہ رسالت و نبوت“ ہے یعنی مہر نبوت نے مجسم رسالت و نبوت کو خوبصورت بنا دیا۔ (بلا تشبیہ)
جس طرح کسی حسین و جمیل کے رخسار کا تل پورے حسین مجسمہ کو چمکا دیتا ہے۔ (اختر الجامدی)

(۶۸) حدیث پاک میں ہے انی لا نظر الی من وراء ظہری کما انظر امامی۔ ایک حدیث میں اس طرح ہے انی
اراکم امامی و خلفی (مسلم، کتاب الصلوٰۃ) بلکہ فرمایا! مایخفی علی د کو عکم ولا خشوعکم انی لا راکم من وراء
ظہری (بخاری باب الخشوع فی الصلوٰۃ) میں آگے پیچھے بلکہ نماز کی امامت کراتے ہوئے تمہارے رکوع اور دلی کیفیات (خشوع)
کو بھی دیکھتا ہوں۔ انہی احادیث میں بیان ہونے والی مذکورہ خصوصیت کو اعلیٰ حضرت اس شعر میں بیان فرما کر اس پہ لاکھوں سلام
بھیج رہے ہیں اور فرماتے ہیں ”آپ کا چہرہ انور اگر علم کا آئینہ ہے تو پشت مبارک بھی بے خبر نہیں ہے بلکہ پشت کے ساتھ بھی امت
کے محل کی نگہبانی فرما رہے ہیں اس پشت مبارک کی اس لچال اور نگہبانی و قصر ملت پہ لاکھوں محبت بھرے سلام ہوں (اعلیٰ حضرت
کے اس انداز محبت و عشق مصطفیٰ پہ بھی لاکھوں سلام)

جو بھی کرتا ہے پیمبر کی ثنا خوانی شروع رحمت حق اس پر کرتی ہے گل افشانی شروع

ختم ہو جائیں جہاں نعت نبی کی محفلیں کیوں پھر ان آبادیوں میں ہونہ ویرانی شروع

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۱۲۷)

(۶۹) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دست کرم جس طرف اٹھ گیا جو دو عطا سے مالا مال کر دیا کہ لینے والا پکار اٹھا

۔ جھولی ہماری ہی تنگ ہے تیرے یہاں کی نہیں

حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس کفا۔ آپ کا دست عطا

سب سے بڑھ کر تھی تھا۔ (انوار محمدیہ: ۴۲) جو دو عطا کے سمندر کی اس لہر (ہاتھ) پہ لاکھوں سلام محبت۔

۔ دین و دنیا دیے مال اور زر دیا حور و غلمان دیے خلد و کوثر دیا

دامن مقصد زندگی بھر دیا ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا

موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

۔ ہیں وہ قاسم اگرچہ ہے معطی خدا جس کو جو کچھ ملا وہ انھیں سے ملا

جوش پر اُن کا ہر دم ہے جود و عطا ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا

موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۷۰) ہمارے آقا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ السلام کے بازوؤں میں کتنی قوت تھی کہ آپ نے ان بازوؤں سے دونوں

جہانوں کا بوجھ اٹھالیا ہے اور آپ کو پروا تک نہیں ہے (اور چہرے پہ ہر وقت مسکراہٹ طاری رہتی ہے) ان مبارک بازوؤں کی اس

خداداد قوت و طاقت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

۔ ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں کوئی مثل ید اللہ دیکھا نہیں

جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانا نہیں جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

۔ جس سا شہزور کوئی بھی پیدا نہیں جس کا مثل اور عالم میں دیکھا نہیں

جس سے بڑھ کر ہمارا سہارا نہیں جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

☆☆☆

(۷۱) کعبہ دین و ایمان کے دونوں ستون ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام

(۷۲) جن کے ہر خط میں ہے موج نور کرم اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

(۷۳) نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

(۷۴) عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
 (۷۵) رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود
 (۷۶) دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
 (۷۷) کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
 (۷۸) جو کہ عزم شفاعت پہ کھینچ کر بندھی
 (۷۹) انبیاء تہ کریں زانوں اُن کے حضور
 (۸۰) ساق اصل قدم شاخ نخل کرم

ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام
 شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام
 غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام
 اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
 اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام
 زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام
 شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام

نیل لغات:

* ستون - قہم * ساعدین - کلائیوں، بازو * خط - نقش * موج - لہر * کف - ہتھیلی * بحر - سمندر * بہیں جاری ہوں * کرامت - عزت، انوکھی خوبی * عید - خوشی * مشکل کشائی - حاجت پوری کرنا * ہلال - پہلی سے تیسری ارنج تک کا چاند * بشارت - خوشخبری * رفع - بلند ہونا * جلالت - عظمت و بزرگی * ارفع - بہت بلند * شرح - کھلنا * صدر - سینہ * صدارت - صدر نشینی * وراء - بلند و بالا * غنچہ - کلی * راز وحدت - توحید خداوندی کا بھید * کل جہاں - باری کائنات * ملک - قبضہ * غذا - خوراک * شکم - پیٹ * قناعت - تھوڑی شئی پر خوش رہنا * عزم - پکا ارادہ * کھینچ کر مضبوطی سے * کمر - پشت * حمایت - ہمدردی * تہ کریں زانو - ادب و احترام سے دوزانوں ہو کر بیٹھیں (یعنی آپ سے فیض لیں) * وجاہت - رعب و عزت * ساق - پنڈلی * اصل - بنیاد، جڑ * شاخ - ٹہنی * نخل - درخت * کرم - بخشش تفاوت * شمع - چراغ، موم بتی * اصابت - رسائی، منزل مقصود، درست و سیدھا (راستہ)

فہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۷۴) آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے دین اور ہمارے ایمان کے قبلہ و کعبہ ہیں آپ کے دونوں بازو مبارک جو کہ گویا امام نبیاء و الرسل علیہم السلام کی نبوت و رسالت کے دو ستون ہیں ان پر لاکھوں درود و سلام ہوں۔
 (۷۵) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ید اللہ کے گورے گورے اور نورانی ہاتھوں کی ایک ایک لکیر گویا جو دو کرم کا دریا بن کر بہ رہی ہے کہ ہر سوالی کی جھولی بھری جا رہی ہے پھر اس پورے ہاتھ (بحر ہمت) ہمت و بخشش کے سمندر پہ کیوں نہ لاکھوں سلام کہیں۔
 (۷۶) کئی مواقع پر سرکارِ مدینہ علیہ السلام کی انگلیوں سے پانی کے چشموں کا جاری ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے فجعل ماء من بین اصابعہ فتوضا القوم (بخاری کتاب المناقب) اسی بخاری میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا! اس سے کتنے افراد نے وضو کیا اور پیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اتفاقاً ہم پندرہ سو تھے لیکن یہ نہ سمجھنا کہ اتنے ہی افراد کی ضرورت اس سے پوری ہو سکتی تھی اگر زیادہ ہوتے تو شاید پانی کم ہو جاتا نہیں نہیں ”اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا“ کیونکہ پانی کیفیت یہ تھی فجعل الماء یفور بین اصابعہ کا مثال العیون پانی تو چشموں کی طرح پھوٹ رہا تھا۔

اعلیٰ حضرت انگلیوں کی اس عظمت پر لاکھوں سلام بھیج رہے ہیں۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
سیدین کی تضمین ملاحظہ فرمائیں۔

قلزم حسن کی جن کو ”شاخیں“ کہیں
جن سے نہریں تجلی کی جاری رہیں
جس سے سوتے لطافت کے پھوٹا کریں
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں

انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام (اخترالحمادی)
جن کی برکت سے لاکھوں کی پیاسیں بجھیں
جن کا دم سلسبیل اور کوثر بھریں
چاند سورج اشاروں پہ جن کے چلیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۷۴) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن مبارک جو صحابہ کرام بطور تبرک اپنے پاک رکھتے اور مرتے وقت وصیت کرتے کہ
ہماری قبر میں ہمارے ساتھ اس تبرک کو رکھا جائے (احیاء العلوم) یہ ناخن اقدس ہیں یا مشکوں کو حل کرنے والے عید کے چاند ہیں۔
جو صحابہ کرام کے لیے بھی جنت کی ضمانت بنے ہوئے ہیں۔ سرکار کے ان ناخنوں کے مژدہ جاں فزا پہ لاکھوں سلام ہوں۔

عاصیوں کی بھلائی کے چمکے ہلال
جلوہ مصطفائی کے چمکے ہلال
قید غم سے رہائی کے چمکے ہلال
عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال

ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام (اخترالحمادی)
(۷۵) ودفعنا لك ذكرك کی شان والے آقا علیہ السلام کے ذکر خیر کی بلند یوں پہ بلند و بالا درود ہو اور الم نشرح لك
صدرك کی شان والے دو جہاں کے صدر، کے شرح صدر والے سینے پہ لاکھوں سلام ہوں۔

سرکار کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند فرمایا کہ آپ کا نام عرش و کرسی اور جنت کے دروازوں اور جنت کی ہر شئی پہ لکھ دیا گیا
گویا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے گا کہ ہر چیز یہ آپ کا نام لکھ کر آپ کو ہر شئی کا مالک بنا دیا گیا کیونکہ جس کا مکان ہوگا اسی کا ہی
نام لکھا جائے گا تو گویا۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں
کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا

(صلی اللہ علیہ وسلم)
رفعتنا کا جلوہ دکھانے کو حق نے
لکھا عرش پر نام والا تمہارا

(۷۶) اور جب آپ کے ناخنوں، بازوؤں اور انگلیوں کی یہ شان ہے (جو تو نے پڑھ لی اور اعلیٰ حضرت نے لکھ دی) تو پھر میں
اپنے آقا کے دل کی کیا شان بیان کروں کیونکہ دل تو تمام اعضاء سے ویسے ہی افضل ہوتا ہے (قلب المؤمن عرش اللہ) پھر
حضور کا دل اللہ اکبر، سبحان اللہ! میری سمجھ حضور کے دل کی عظمت و شان کا فیصلہ کیسے کر سکے گی بس ایک اندزہ سا ہے اور وہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے راز ہائے سر بستہ کا ایک عظیم الشان خزانہ ہے۔ مواہب لدنیہ مع زرقانی، ۲: ۲۱۸ میں ہے اول قلب او دعه الیہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا نہ اول خلق۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے محبوب کے دل کو اپنے رازوں کا مرکز بنایا۔ کیونکہ آپ کی تخلیق سب سے پہلے ہوئی۔ یہی وہ بابرکت دل ہے جس پر تیس پارے قرآن نازل ہوا۔ قرآن کے نزول کا بوجھ پہاڑ برداشت نہ کر سکے، اگر قرآن پہاڑوں پر اترتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرايته خاشعا متصدعا من خشية الله (الحشر) مگر سرکار کا دل ہے کہ فانه نزلہ علی قلبك۔ جس پورا قرآن اتر گیا اور جوں جوں اترتا جاتا آپ کو سکون حاصل ہوتا جاتا نسبت بہ فتوادك۔ اے محبوب ہم تیرے اوپر قرآن نازل کرتے ہیں تاکہ تیرے دل کو تسکین و تقویت دیں (سورہ ہود)

عقل حیراں ہے ادراک کو ہے جنوں کیف ہے سر بہ سجدہ خرد سرنگوں

کون پہنچا ہے تاحد سر دروں دل سمجھ سے درا ہے مگر یوں کہوں

غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۷۷) سارا جہاں جن کی ملکیت اور اختیار میں ہے ان کی اپنی غذا کا عالم یہ ہے کہ جو کی روٹی پہ گزار کر رہے ہیں میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شکم اطہر کی قناعت پہ کیوں نہ لاکھوں سلام پیش کروں۔

جو چاہیں تو پہاڑ سونے کے بن کر ساتھ چلنے لگیں (مشکوٰۃ) مگر کان اکثر خبز ہم خبز الشعیر (ترمذی کتاب الزہد) آپ کے گھر میں اکثر کھانا جو کی روٹی ہوتی۔

مالک دین و دنیا ہو کر، دونوں جہاں کے داتا ہو کر فاتے سے ہیں سرکار دو عالم ﷺ

آسماں ملک اور جو کی روٹی غذا لامکاں ملک اور جو کی روٹی غذا

گن فکاں ملک اور جو کی روٹی غذا کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا

اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

جس کے محتاج ہوں سارے شاہ و گدا جس کے ٹکڑوں سے پلتی ہو خلق خدا

اور پھر اُس پہ عالم ہو یہ زہد کا کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا

اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۷۸) ہمارے آقا علیہ السلام نے شفاعت کی پٹی (عزم شفاعت) اپنی کمر پہ بہت مضبوطی کے ساتھ باندھ لی ہے، ہر صورت میں، ہر چہ بادا باد، آپ گناہ گاروں کی ضرورت ہی شفاعت فرمائیں گے اس پشت انور کی پشت پناہی اور امت کی خیر خواہی پر لاکھوں سلام ہوں۔

بے بسوں کی قیادت پہ کھنچ کر بندھی بے کسوں کی رفاقت پہ کھنچ کر بندھی

عاصیوں کی اعانت پہ کھنچ کر بندھی جو کہ عزم شفاعت پہ کھنچ کر بندھی

(اختر الحامدی)

اُس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام
(قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَقَفُوا) (مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۸)
میں تمام اہل محشر کی قیادت کروں گا جب وہ جمع ہو کر میدان محشر میں آئیں گے۔

جو کہ پیش خدا سب سے اوّل جھکی اور جو روز جزا سب کی حامی بنی
جس کو ہر حال میں فکر اُمت رہی جو کہ عزم شفاعت پہ کھچ کر بندھی
(سید حبیب احمد)

اُس کی کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام
(۷۹) جس بارگاہ میں اولوالعزم نبی و رسول بھی برائے استفادہ بڑے مودب ہو کر دو زانو بیٹھتے ہیں میں اس نبی کے مبارک زانوؤں پہ بھی لاکھوں سلام بھیجتا ہوں۔

یہ ملک، یہ فرشتے، یہ غلام، یہ حور یہ جہاں کیا دو زانو ہے دنیائے نور
انبیاء تہ کریں زانو اُن کے حضور
(اختر الحامدی)

زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام
(۸۰) میرے آقا کی پنڈلیاں ہیں یا کہ جو دو عطا کے درخت کی دو شاخیں ہیں جن کی قیادت میں ہر کسی کو راہ ہدایت اور منزل مقصود مل رہی ہے، صراطِ مستقیم کی ان شمعوں پر میری طرف سے لاکھوں سلام ہوں۔

(۸۱) کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
(۸۲) جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
(۸۳) پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود
(۸۴) زرع شاداب و ہر ضرع پُر شیر سے
(۸۵) بھائیوں کے لیے ترک پستاں کریں
(۸۶) مہد والا کی قسمت پہ صدہا درود
(۸۷) اللہ اللہ وہ بچنے کی پھبن
(۸۸) اُٹھتے بوٹوں کے نشو و نما پر درود
(۸۹) فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود
(۹۰) بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود

اس کفِ پاک کی حرمت پہ لاکھوں سلام
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
یاد گاری امت پہ لاکھوں سلام
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام
دودھ پتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام
برجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

ہل لغات:

* خاک گزر۔ راستہ * کف پا۔ پاؤں کا تلو * حرمت۔ عزت * شہانی۔ من پسند، خوبصورت * گھڑی

* دل افروز۔ دلوں کو زندگی دینے والا * ساعت۔ وقت * ازل۔ آغاز، تخلیق کائنات سے پہلے (واللہ اعلم) * یادگاری۔
 درکھنا * زرع۔ کھیتی * شاداب۔ سرسبز * ضرع۔ چھاتی، پستان * پرشیر۔ دودھ سے بھرپور * برکاتِ رضاعت۔ دودھ
 مینے کے دوران کی برکتیں * ترکِ پستان۔ پستان چھوڑنا * نصفت۔ عدل و انصاف * مہدِ والا۔ بلند و بالا، گودِ مبارک * قسمت
 خوش بختی * برج۔ آسمان کا بارہواں حصہ * ماہِ رسالت۔ رسالت کا چاند * اللہ اللہ۔ تعجب کے موقع پر بولتے ہیں یعنی سبحان
 اللہ! کیا بات ہے * پھین۔ حسن و جمال اور فضل و کمال * خدا بھاتی۔ اللہ کو بھی پسند آنے والی * اٹھتے بوٹوں۔ پودوں کا بڑھنا
 * نشوونما۔ بالیدگی، بڑھوار * غنچے۔ کلیاں * نکبت۔ مہک * فضل۔ فضیلت، کمال * کراہت۔ نفرت، ناپسندیدگی
 * بے بناوٹ، بے تکلف، تصنع اور تکلفات سے پاک ادا * عادت۔ ادائے دلنواز، انداز * ملاحظت۔ نمکینی حسن، سلو ناہین۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۸۱) جن راہوں سے ہمارے آقا علیہ السلام کا گزر ہوا اللہ تعالیٰ نے لا اقسام بھذا البلد وانت حل بھذا البلد فرما کر
 ان راہوں کی قسمیں یاد فرمائیں، پھر جن گلیوں میں حضور کے قدم لگنے سے گلیاں اتنی عظمت والی ہوئیں ان تلوؤں کی عزت و عظمت
 پر کیوں نہ لاکھوں سلاموں کا نذرانہ محبت پیش کیا جائے۔

کعبہ دین و دل یعنی نقش قدم جن کی عظمت نہیں عرشِ اعظم سے کم
 ہر بلندی کا سر ہو گیا جس پہ خم کھائی قرآن نے خاک گذر کی قسم
 اُس کفِ پاکی حرمت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۸۲) جس خوبصورت اور پیارے رحمت و نور سے بھرپور وقت میں مدینے کا چاند چمکا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل کی
 ولادت باسعادت ہوئی ان دلوں کو ایمان کی زندگی عطا کرنے والے لمحات پہ بھی لاکھوں سلام عقیدت پیش کرنے کو دل چاہ رہا ہے۔

جب ہوا ضوِ فلک دین و دنیا کا چاند آیا خلوت سے جلوت میں اسرئی کا چاند
 نکلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند ”جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
 اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

نورِ توحید کا جلوہ طیبہ کا چاند عرش کی آنکھ کا تارا طیبہ کا چاند
 آمنہ بی کا مہ پارا طیبہ کا چاند جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
 اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۸۳) جس وقت ہمارے آقا علیہ السلام پیدا ہوئے تو پیدا ہوتے ہی آپ نے سجدہ کیا اور یہ آپ کی ظاہری زندگی کا پہلا سجدہ تھا
 جس میں امت کے لیے بخشش کی دعا تھی، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، سرکار کے اس پہلے سجدے پر ایسا درود بھیجے کہ جو اس کی شان
 کے مطابق ازلی ہو یا جس دن کائنات کا آغاز ہوا اس دن سے اس سے درود ہو اور تا ابد ہوتا رہے۔

اس موقع پر حضور علیہ السلام کا امت کو یاد رکھنا اس ”یاد رکھنے“ پر لاکھوں سلام ہوں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں فو
 ضعت محمد افنظرت الیہ فاذا هو ساجد قد رفع اصبعہ الی السماء کا لمتضرع المبتہل (انوار محمدیہ ص ۳۳)

حضور علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی سر سجدے میں رکھا اور اپنی (شہادت کی) انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا جس طرح کوئی بڑی آہ وزاری سے عبادت کرتا ہے۔

دوسری روایات میں ہے کہ یہ دعا فرمائی اللھم رب ہب لی امتی۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔

افتخار دو عالم ہے اُن کا وجود وہ سراپا کرم ہیں برب وود
اُن پہ ہوتا ابد رحمتوں کا ورود پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود

یاد گاری امت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)
(۸۴) حضور علیہ السلام کی برکت سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہما کے گھر میں دودھ کی نہریں جاری ہو گئیں۔ جن بکریوں نے کبھی دودھ نہ دیا تھا ان کا دودھ اب ختم ہی نہ ہوتا تھا۔ ہر جانور کا تھن دودھ کا منج بن گیا پھر میں اپنے آقا علیہ السلام کی حضرت حلیمہ کے گھر میں مدت رضاعت کے دور کی برکتوں پر کیوں نہ لاکھوں سلام بھیجوں۔

(۸۵) حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی اپنی اولاد بھی چونکہ آپ کے دودھ میں شریک و حق دار تھی اس لیے حضور علیہ السلام صرف ایک ہی طرف سے دودھ پیتے جتنی بھی بھوک ہوتی کبھی دوسری طرف کا دودھ نہ پیتے یہ ہمارے آقا علیہ السلام کا پیدا ہوتے ہی عدل و انصاف ہے تاکہ کوئی اس دور کی بات کر کے یہ نہ کہہ دے کہ آپ تو پیدا ہونے کے بعد اپنے رضائی بہن بھائیوں کا حق مارتے رہے۔ ایسے عدل و انصاف کے پیکر آقا علیہ السلام کے اس مبارک عدل و انصاف پہ بھی لاکھوں سلام بھیجو۔

مثل مادر حلیمہ پہ احساں کریں اُن کی بخشش کا طفلی میں ساماں کریں
پاس حق رضاعت کا ہر آں کریں بھائیوں کے لیے ترک پستاں کریں

(اختر الحامدی)
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام
(۸۶) جس گود میں آقا علیہ السلام نے پرورش پائی اور جس پنگھوڑے اور گہوارے میں آپ نے بچپن گزارا اس گود اور اس گہوارے کے نصیبوں پہ ہزاروں درود اور ان تمام جگہوں (برجوں) پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۸۷) سبحان اللہ! آپ کے بچپن کی رونقوں اور بہاروں پہ قربان جاؤں اور رب العالمین کی بھی پسندیدہ صورت مصطفیٰ پہ لاکھوں سلام بھیجوں۔ حدیث میں ہے کہ کوئی دیہاتی شخص بھی آپ کے پاس آتا تو آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر پکارا اٹھا ہذا وجہ مبارک (ابوداؤد ص ۲۳۲، ج ۱) یہ کتنا برکت والا چہرہ انور ہے۔ حضرت ابو رمثہ اشجعی فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کے چہرے کو پہلی بار دیکھا تو قلت هذا نبی اللہ۔ فیصلہ کر لیا کہ یہ خدا کے نبی کا چہرہ ہی ہو سکتا ہے۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی شیب رسول اللہ)

دلکش و دلربا پیاری پیاری پھبن خود پھبن نے بھی دیکھی نہ ایسی پھبن
جس پہ قربان اچھی سے اچھی پھبن اللہ اللہ وہ بچنے کی پھبن

(اختر الحامدی)
اُس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام
(۸۸) جیسے بعض پودے بہت جلد بڑے ہو جاتے ہیں حضور علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کان یثیب فی الیوم شباب الصبی فی الشهر ویشیب فی الشهر شباب الصبی فی سنة (الوقاص ۱۰۹، ج ۱) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک

میں اتنا بڑھتے جتنا دوسرے بچے ایک مہینے میں بڑھتے ہیں اور ایک مہینے کے ہو کر سال جتنے دکھائی دیتے۔ اعلیٰ حضرت یہ نظارہ دیکھ کر جھوم اٹھے اور اپنے آقا کی اس نشوونما پر درود بھیجنے لگے اور پھر آپ کے جسم انور کا بڑھنا غنچوں کے کھلنے کے ساتھ خوشبودار ہونے وجہ سے مشابہت رکھتا تھا اس مہکتی بڑھوتی پر لاکھوں سلام بھیج رہے ہیں۔

(۸۹) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کے موقع پر عجیب و غریب واقعات رونما ہوئے (مثلاً حضرت آمنہ کو مکہ میں بیٹھ کر قیصر و کسریٰ کے محلات دکھائی دینا۔ بطن اقدس سے نور کا نکلنا جس سے پوری دنیا کا روشن ہو جانا، کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کا منہ کے بل گرنا۔ ایوان کسریٰ کے چودہ کنارے ٹوٹ کر گر پڑنا، آتش کدہ ایران کا بجھ جانا۔ کعبے کا تین دن و جد میں آ کر جھومتے رہنا، جانوروں کا ایک دوسرے کو مبارک دینا۔ آپ کا مختون، مکحول، مغسول پیدا ہونا وغیرہ۔ اس عظمت پر ہمیشہ رحمت برتی رہے اور آپ کی طبیعت کا کھیلنے کی طرف مائل نہ ہونے کی عادت پر لاکھوں سلام ہوں۔

مولد ذات یکتا پہ یکتا درود آمد شاہ والا پہ اعلیٰ درود
تاقیامت شب و روز صدہا درود فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود

کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)
(۹۰) قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کا فرمان نقل کیا گیا وما انا من المتکلفین۔ میں تکلف کو پسند نہیں کرتا۔ (سورہ ص)
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایسی خوبی پہ لاکھوں سلام کے نذرانے پیش ہو رہے ہیں۔ آپ کی ہر خوبصورت ادا پہ ہماری جان قربان۔
تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
ہزاروں درود ہوں حضور کی بے مثال و بے بناوٹ اداؤں پر اور لاکھوں سلام ہوں ہمارے آقا علیہ السلام کے بے تکلف
نمکین حسن پر۔

(۹۱) بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
(۹۲) میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود
(۹۳) سیدی سیدی روش پہ کروڑوں درود
(۹۴) روز گرم و شب تیرہ و تار میں
(۹۵) جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک
(۹۶) اندھے شیشے جھلا جھل دکنے لگے
(۹۷) لطف بیداری شب پہ بے حد درود
(۹۸) خندہ صبح عشرت پہ نوری درود
(۱۰۰) جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں!

پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام
اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام
جلوہ ریزی دعوت پہ لاکھوں سلام
عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام
گریہ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

ہل لغات:

* بھینی بھینی مہک۔ ہلکی ہلکی عمدہ خوشبو * مہکتی۔ خوشبودار * نفاست۔ پاکیزگی * عبارت۔ بیان و گفتگو * شیریں۔ میٹھا * اشارت۔ اشارہ، کنایہ * روش۔ رفتار، چال * طبیعت۔ مزاج * تیرہ وتار۔ بہت ہی سیاہ * کوہ۔ پہاڑ * صحرا۔ جنگل * خلوت۔ تنہائی * ملک۔ فرشتہ * جہانگیر۔ تمام جہان پہ حاوی * بعثت۔ اللہ تعالیٰ کا رسول بنا کر بھیجنا * جھلا جھل۔ بہت تیز روشنی * دکننا۔ چمکننا * جلوہ ریزی۔ نور بکھیرنا * دعوت۔ پیغام خدا * لطف۔ خوبی، نرمی، لذت و ذائقہ * بیداری شب۔ رات کو عبادت الہی میں جاگنا * راحت۔ آرام * خندہ۔ مسکراہٹ * عشرت۔ خوشی و سرور (سے زندگی گزارنا) * گریہ۔ رونا * ابر۔ بادل * خوائے لیت۔ نرم عادت، غصہ نہ آنا * دائم۔ ہمیشہ * سطوت۔ رعب * کچھی۔ اکڑی * خدا داد۔ اللہ کی دی ہوئی * شوکت۔ دبدبہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۹۱) سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے جسم اقدس سے پھوٹنے والی ہلکی ہلکی عمدہ خوشبو کی لطافتوں پہ مہک والا درود ہو اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طبیعت کی پیاری پیاری نفاست و پاکیزگی پہ لاکھوں سلام ہوں۔ آپ کے جسم اقدس سے بغیر خوشبو لگائے عمدہ خوشبو آتی تھی (الشفاء خصائص کبریٰ)

گیسوؤں پر معنبر مہکتی درود رخ پہ صدقے منور مہکتی درود
ناز کی پر پنچھاور مہکتی درود بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود

پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

(۹۲) اذ تکلم سما وعلاہ البہا حلوا المنطق۔ شائل الرسول ص ۵۸، ج ۱) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کلام فرماتے تو اہل مجلس پہ چھا جاتے اور آپ کی گفتگو میں مٹھاس ہوتی۔ امام اہل سنت اس میٹھی گفتگو پہ میٹھا درود بھیج رہے ہیں، اور جو بات آپ ہاتھ کے اشارے سے فرماتے اس کی اچھائی اور عمدگی پہ لاکھوں سلام کا نذرانہ محبت پیش فرما رہے ہیں۔

(۹۳) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیدھی سیدھی مگر بے مثال رفتار مبارک پہ کروڑوں درود ہوں اور آپ کی سادی سی مگر رشک ملائک طبیعت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

آپ کی چال سیدھی سادی اور عاجزی والی اس لیے ہے کہ صحابہ کرام کو آپ اپنے آگے چلنے کا حکم دیتے اور بے مثال اس لیے ہے کہ آپ کے پیچھے پیچھے نوری مخلوق اللہ کے فرشتے چلتے تھے (کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمشون امامہ ویدعون ظہرہ للملائکۃ شرح شائل للقراری ص ۲۲، ج ۱) آپ کا حکم تھا خلوا ظہری للملائکۃ۔ میری پشت فرشتوں کے لیے نارغ کر دو۔

فطرت بے خلش پہ کروڑوں درود ظرف عالی منش پہ کروڑوں درود
جانب دل کشش پہ کروڑوں درود سیدھی سادی روش پہ کروڑوں درود

سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۹۴) اپنے سچے رب سے تعلق بندگی کو پختہ کرنے کے لیے عرب کی سخت گرمی میں دن کو اور سخت اندھیری راتوں میں آپ کا غاروں اور جنگلوں میں تنہا عبادت الہی میں مصروف رہنا (وکان یخلو بغار حرا) آپ کی اس خلوت گزینی پہ لاکھوں سلام ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ کبھی ایک ایک مہینہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں خلوت گزیر رہتے کیونکہ جب الیہ الخلاء اس خلوت کو آپ کے لیے محبوب بنا دیا گیا (بخاری باب بدء الوحي)

(۹۵) سرکامدینہ علیہ السلام کی نبوت و رسالت اتنی ہمہ گیر ہے کہ تمام نبیوں کی تمام امتوں کو بمعہ ان کے نبیوں کے شامل ہے۔ قل یا یہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ و ما ارسلک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا۔ وغیرہا آیات قرآنیہ۔ اور ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون۔ وغیرہا احادیث مبارکہ اور مابعث اللہ نبیا من الا نبیاء من لدن نوح الا اخذ میثاقہ لیؤمنن بمحمد و لیصرنہ ان خرج و ہم احياء (دلائل النبوة ص ۳۸۴، ج ۵) اثر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔ اس پر شاہد عادل ہیں۔ اعلیٰ حضرت اپنے آقا کی اس عالمگیر بعثت پہ لاکھوں سلام کا نذرانہ محبت پیش کر رہے ہیں۔

جس کے زیر نگین ہیں سماک و سمک جس کے حلقے میں ہیں چاند، سورج، فلک
جس کا سکہ رواں فرش سے عرش تک جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک

اُس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام“ (اختر الحامدی)

(۹۶) قد جاءکم من اللہ نور کی شان والے آفتاب کفر و ضلالت کے گھناٹوں پر اندھیروں میں حق کا پیغام پہنچایا تو اس پیغام توحید کی نورانیت اور آپ کی دعوت و تبلیغ کی نورانیت سے انہی کفر و شرک کے اندھے شیشوں (انسانوں) سے ہدایت کے نور کے چشمے پھوٹنے لگے اور

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سراج منیر فرمایا ہے کیونکہ خالی سورج اور چاند بھی اندھے شیشوں کو نہیں چمکا سکتے لیکن مدینے کے چاند نے ایسے جلوے بکھیرے ہیں کہ سورج کیا ہوتا ہے اور چاند کیا ہوتا ہے۔ میں اپنے آقا کی بابرکت دعوت کی جلوہ سامانیوں پہ لاکھوں سلام محبت پیش کرتا ہوں۔

آفتاب رسالت کی کرنیں (سراج منیر):

(اس سلسلہ میں مفتی محمد خان قادری شرح سلام رضا میں لکھتے ہیں) آسمانی سورج کو قرآن مجید میں سراجا و ہاجا فرمایا جبکہ آفتاب رسالت محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سراج منیر قرار دیا ذرا غور کرتے ہیں کہ اس مادی آفتاب (سورج) اور روحانی آفتاب (حضور علیہ السلام) میں کیا مناسبت و مطابقت ہے اور ان کے انوار و اثرات میں کیا نمایاں فرق ہے۔ اس موضوع پہ میں نے اپنی کتاب ”شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ“ میں پوری تفصیل سے لکھا۔

”وہج“ کے معنی لغت عرب میں نور مع الحرات کے ہیں جو چیز روشن بھی ہو اور گرم بھی اسے ”وہج“ کہیں گے اور جس میں بہت زیادہ روشنی اور بہت زیادہ گرمی ہو اسے مبالغہ کے ساتھ وہاج کہیں گے، چونکہ

سورج بے حد روشن ہے کہ اس پر نگاہ نہیں ٹھہر سکتی اسی طرح بے حد گرم بھی ہے کہ اس کے نیچے زیادہ دیر تک یہ نگاہ والے بھی نہیں ٹھہر سکتے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ سورج ناریت لئے ہوئے ہے اور آگ کا سرچشمہ ہے۔ کیونکہ آگ ہی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ روشن بھی ہو اور گرم بھی۔ اس لیے وہج کے لفظ سے اس کی توصیف کی گئی۔ لیکن روحانی آفتاب کو حق تعالیٰ نے سراج فرمایا کہ اس لقب و ہاج کی بجائے منیر ذکر فرمایا جو چاند کی شان ہے جس میں روشنی کے ساتھ ٹھنڈک بھی ملی ہوئی ہے۔ اس لیے منیر کے معنی ٹھنڈی روشنی والے کے ہوئے اور ثابت ہوا کہ اس آفتاب روحانی (ذات نبوی) میں روشنی تو سورج کی سی ہے جس میں چاند کا سادھیا پن نہیں کہ ظلمت شب کا فور نہ ہو سکے مگر ٹھنڈک چاند کی سی ہے جس میں سورج کی سی تپش اور سوزش نہیں کہ اذیت دہ ثابت ہو۔ حاصل یہ کہ مادی سورج نار اور روحانی سورج نور۔ اس بنا پر قرآن نے مادی سورج کو سراج و ہاج فرمایا جو روشنی و گرمی کا مجموعہ ہے اور روحانی سورج کو سراج منیر فرمایا جو روشنی و ٹھنڈک کا مجموعہ ہے وہ اگر وہابیت سے اشیاء کو سوخت کرتا ہے تو یہ منیریت سے انہیں حد کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کی سوز و تپش سے اگر مختلف اوقات میں اس سے بیزاری پیدا ہوتی ہے تو اس کی نورانی ٹھنڈک سے ہمہ وقت عشق و محبت بڑھتا ہے اس میں اگر واقعیت کی شان ہے تو اس میں جاذبیت کی ہے۔ وہاں جلاؤ ہوتا ہے تو یہاں بجھاؤ۔ وہاں دل و جان جلتے ہیں تو یہاں دل و جاں کو زندگی ملتی ہے۔ اگر اس کے نیچے بدن سیاہ پڑتا ہے تو اس کے زیر سایہ بدن منور ہوتا ہے۔ مادی سورج تو نار اللہ الموقدہ سے تربیت یافتہ ہو کر ناری ہے مگر روحانی سورج نور السموات والارض سے تربیت یافتہ ہو کر نوری ہے۔“

باقی رہا یہ سوال کہ مادی آفتاب کی تو ہر مخلوق کو ضرورت ہے جبکہ روحانی آفتاب کی ضرورت کہاں تک ہے تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ

”اگر مادی کائنات کے لیے ایک مادی سورج کی ضرورت ہے اور بلاشبہ ہے، تو معنوی و روحانی کائنات کے لیے ایک روحانی سورج ناگزیر ہے۔ جس طرح اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس مادی کائنات کے لیے ایک مادی آفتاب بنایا جس سے زمین و زماں روشن ہیں ایسے ہی اس نے ایک روحانی آفتاب ذات بابرکات نبوی جس سے کون و مکان روشن ہیں، تخلیق فرمایا۔ وہ اجسام کو منور کرتا ہے مگر یہ ارواح کو بھی۔ غرض مادی عالم کی طرح روحانی عالم کے لیے بھی ایک آفتاب کا وجود ضروری ہے۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ حیات اور جسمانیات جہاں بغیر حرارت کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ ان کے حق میں حرارت غریزی بمنزلہ روح ہے۔ اگر وہ نہ رہے تو یہ عالم ناسوت بھی نہ رہے۔ جمادات، نباتات اور جاندار انسان سے لے کر ایک حقیر ترین کیڑے مکوڑے تک کی زندگی کا جزو اعظم حرارت ہے۔ مثلاً اگر بدن میں حرارت اور گرمی نہ ہو تو جسمانی اشیاء باقی نہیں رہ سکتیں۔ بلکہ اگر اس پوری دنیا اور اس کے اجزاء میں سے حرارت کھینچ کر نکال لی جائے تو ساری کائنات برقانی ہو کر جم جائے۔ اس میں نقل و حرکت کی سکت نہ رہے جو زندگی کی ابتدائی علامت ہے۔ پس کائنات کے لیے حرارت بمنزلہ روح کے ہے اور سب جانتے ہیں کہ اس گرمی اور حرارت کا سرچشمہ

آفتاب کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں کہ اس سے سب کو حرارت کا فیض پہنچتا ہے حتیٰ کہ خود حرارت کے جس قدر وسائل دنیا میں آگ پھیلا رہے ہیں وہ سب کے سب آفتاب ہی سے فیض پا کر آتشیں بنے ہوئے ہیں۔ الغرض جماد، نبات، انسان، عناصر اور مواد کی مادی زندگی کی جسمانی زندگی حرارت غریزی پر موقوف ہے اور حرارت کا منبع آفتاب ہے۔ اس لیے تمام مادیات کی جسمانی زندگی آفتاب کے وجود کی تابع ہے۔ اس لیے فطرت الہیہ کی مصلحت کا تقاضا تھا کہ اس ناسوتی عالم کو ایک آفتاب دیا جائے جو اس کی مادی زندگی کا کفیل ہو..... ٹھیک اسی طرح کائنات کی روحانی زندگی اور روح کے احوال و مقامات کی بود و نمود بھی حرارت ایمانی اور گرمی عشق خداوندی سے قائم ہے۔ جس کا نام ایمان ہے۔ علم، اخلاق، احوال، مقامات، قلبی واردات اور وصول و قبول کی گرم بازاری اسی ایمانی گرمی سے قائم ہے اگر ایمان کی حرارت باقی نہ رہے تو یہ تمام روحانی کمالات و مقامات ختم ہو کر رہ جائیں۔

اقبال مرحوم ایک مقام پر اسی مرکز حرارت کی نشاندہی یوں کرتے ہیں۔

می ندانی عشق و مستی از کجا است
ایں شعاع از آفتاب مصطفیٰ است

(اے مخاطب تو نہیں جانتا یہ عشق و مستی کی گرمی کہاں سے ہے۔ یہ مصطفیٰ (آفتاب نبوت) کی ایک شعاع ہے)

اور سب جانتے ہیں کہ اس ایمانی حرارت اور گرمی عشق خداوندی کے سرچشمے انبیاء علیہم السلام ہیں اور خود ان کی ایمانی گرمی کا واحد سرچشمہ ذات بابرکات نبوی ہے۔ کیونکہ آپ خاتم النبوت ہیں جس کے فیض سے انبیاء و ائم کو یہ روحانی حرارت ملی ہے۔ پس اور انبیاء اگر نجوم ہیں تو آپ آفتاب نبوت ہیں۔ اس لیے اگلوں اور پچھلوں کی ایمانی اور احسانی، آب و تاب اور روشنی و گرمی کا سرچشمہ آفتاب نبوت ہے۔ جس سے پورے عالم روحانیت کی گرمی اور گرم بازاری اور روحانی زندگی آفتاب نبوت سے ہی ممکن تھی تو فطرت الہیہ کا تقاضا یہ ہوا کہ مادی کائنات کی طرح وہ روحانی کائنات کو بھی ایک آفتاب روحانی بخشے جو روحانی عالم کی زندگی کا کفیل ہو پس اگر مادی کائنات کو اپنی بقا کے لیے ایک مادی آفتاب کی ضرورت تھی تو روحانی کائنات کو بھی اپنی بقا و حیات کے لیے ایک روحانی آفتاب کی اشد ضرورت تھی اور وہ ذات بابرکات محمد رسول اللہ ہے۔“

(۹۷) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شب بیداریاں جن میں آپ رور و کرا اپنی امت کے لیے دعا فرماتے اور اتنا طویل قیام فرماتے کہ قرآن میں حکم آیا یا ایہا المزمّل قم الیل الا قلیلاً۔ اے میرے کملی والے محبوب رات کے قیام کا وقت کم کر دیں۔ اور آپ کے قدم مبارک پرورم آجاتا اس کے باوجود فرماتے افلا اکون عبد اشکور۔ میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ کیوں نہ بنوں۔ آپ کی نیند کہ جس سے آپ کا وضو بھی نہ ٹوٹے ایسی نیند کی لطافتوں اور راحتوں پر لاکھوں سلام ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان عینی تنامان ولا ینام قلبی میری صرف آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ (شامل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۹۸) کبھی خوشی سے اگر میرے آقا مسکرائے تو میں اپنے آقا علیہ السلام کی اس نورانی مسکراہٹ پہ نور والا درود بھیجتا ہوں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امت کی یاد میں رونا جس کو رحمت کے بادل کا برسا کہوں تو بے جا نہ ہوگا، میں اپنے آقا کے رونے پر بھی لاکھوں سلام پیش کرتا ہوں۔

(۹۹) آپ کی طبیعت مبارکہ کی نرمی پہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت برتی رہے (اگر کسی یہودی نے بلا وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں کپڑا ڈال کر کھینچا اور گلے پر نشان پڑ گیا تو آپ نے غصہ بھی نہ کیا بلکہ اس کو ضرورت سے زیادہ عطا کر کے اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا) مگر ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے دوسرے وقت میں ”ابو جہل نوں بدر کے میدان وچ لمیاں وی پایا ائے“ آپ کے رعب و دبدبہ کی اس بلند شان پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۰۰) خدا کی دی ہوئی ایسی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ کے آگے بڑے بڑے ”فرعون هذه الامة“ کی اکڑی ہوئی گردنیں ایسی جھکیں کہ پھر کبھی اٹھ نہ سکیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں من راہ بدیہۃ ہا بہ ومن خالطہ معرفۃ احبہ۔ جو آپ کو اچانک دیکھتا مرغوب ہو جاتا اور جو آتا جاتا رہتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔ (شامل ترمذی)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے حسن و جمال اور آپ کے وقار و رعب کی وجہ سے میں نے جب بھی حضور علیہ السلام کی زیارت کی آنکھوں پہ ہتھیلی رکھ کر کی خوفناک من ذہاب بصری کہ کہیں میری بنائی ہی نہ جاتی رہے۔ (جواہر البحار ص ۳۴۷، ج ۲)

خود سروں کی تنی گردنیں جھک گئیں سرکشوں کی اٹھی گردنیں جھک گئیں
تھیں جو اونچی وہی گردنیں جھک گئیں جس کے آگے کھنچی گردیں جھک گئیں
اُس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

(۱۰۱) اعتلائے جبلت پہ عالی درود اعتدال طویت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۲) کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۳) گردمہ و دست انجم میں رخشاں ہلال بدر کی دفع ظلمت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۴) شور تکبیر سے تھر تھرائی زمین جنبش جیش نصرت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۵) نعرہ ہائے دلیراں سے بن گونجتے غرش کوس جرأت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۶) وہ چقا چاق خنجر سے آتی صدا مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۷) ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں شیر غزان سطوت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۸) الغرض اُن کے ہر موپہ لاکھوں درود اُن کی ہر خو خصلت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۹) ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

(۱۱۰) ان کے مولیٰ کے اُن پر کروڑوں درود اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* اعتلاء۔ بلندی * جبلت۔ فطرت، پیدائشی خوبی و بلندی * اعتدال۔ موزوں، یکساں، میانہ روی * طویت۔ طبیعت (طبعی مرتبہ) * ہمت۔ حوصلہ، جوانمردی * گردماہ۔ چاند کے ارد گرد * دست انجم۔ ستاروں کا جھگھٹا اور ہجوم * رخشاں۔ روشن * دفع ظلمت۔ اندھیرا دور کرنا * تکبیر۔ اللہ اکبر کا نعرہ * تھر تھرائی۔ کانپ اٹھی * جنبش۔ حرکت * جیش۔ نصرت۔ مدد کا لشکر * نعرہ ہائے۔ نعرہ کی جمع * دلیراں۔ بہادر لوگ * بن۔ جنگل * غرش۔ غرانا، غراہٹ * کوس۔ نقارہ * چقا چاق۔ تلوار کی کاٹ کی آواز * صدا۔ آواز * صولت۔ ہیبت، رعب * حمزہ۔ حضور علیہ السلام کے چچا (سید الشہداء) * جانبازیاں۔ قربانیاں، جانثاریاں * شیر غران۔ بھرا ہوا اور دھاڑنے والا شیر * سطوت۔ دبدبہ * الغرض۔ آخر کار، قصہ مختصر * مو۔ بال * خو و خصلت۔ عادت و ادا * نامی۔ نامدار، بڑھنے والا، مشہور * مولیٰ۔ اللہ تعالیٰ * اصحاب۔ ساتھی، صحابہ کرام علیہم الرضوان * عترت۔ اولاد، اعزہ و اقرباء۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۰۱) ہمارے آقا علیہ السلام کی خلقت و پیدائش کی عظمت و شان پہ بلند و بالا درود ہو اور آپ کی طبیعت مبارک کی میانہ روی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ جناب ابوطالب فرماتے ہیں لم ارمہ کذبہ ولا ضحکا ولا وقت مع الصبیان یلعبون (۲۱۴:۳۱) میں نے کبھی بھی حضور علیہ السلام کو نہ جھوٹ بولتے دیکھا نہ کبھی کھل کھلا کر ہنستے دیکھا اور نہ کبھی بچوں کے ساتھ کھیل کود میں وقت ضائع کرتے دیکھا۔

کان رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم فی زمن الصبا یغض الا صنام ولا یلتفت (الوفاص ۱۳۹، ج ۱) حضور علیہ السلام بچپن سے ہی بتوں سے نفرت فرماتے اور کبھی بھی ان کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ بس آپ کو ایک ہی فکر تھی اور وہ بھی اپنی امت کی، جس کے لیے بوقت پیدائش سجدے میں اور شب معراج تہہ عرش سجدہ کر کے بھی دعائیں مانگیں۔ کاش آپ کی امت اپنے آقا کے اس پیارے عمل (سجدوں) کی طرف لوٹ آئے۔ اور دنیا و آخرت کی تباہی سے بچ جائے۔

(۱۰۲) شب معراج حضور علیہ السلام کا دیدار الہی کرنا کوئی معمولی بات ہے؟ یہ تو موسیٰ علیہ السلام سے ذرا پوچھو ناں! کہ حضور علیہ السلام نے کس ذات کو دیکھا ہے تو وہ تمہیں بتائیں گے اور فرمائیں گے کہ کبھی جس نے اپنے رب کو بھی دیکھ لیا ہے اس کے حوصلہ پہ میری طرف سے بھی لاکھوں سلام ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا گیا ولتصنع علی عینی آپ میری نگاہ کے سامنے تیار ہوں۔ یہاں عین واحد ہے اور اس سے پہلے علی حرف جرا استعمال ہوا ہے یعنی میری ایک آنکھ کے سامنے (جیسی بھی اس کے شایان شان ہے) اور حبیب علیہ السلام کو فرمایا گیا فانک باعینا۔ آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں، جس کا معنی روح البیان میں یوں فرمایا گیا۔ ونحن

نراك بجميع عيون الصفات والذات بنعت المجة و العشق ننظر بها اليك سوفا اليك وحراسة لك۔ ہم آپ اپنی ذات و صفات کی تمام آنکھوں سے بڑے محبت بھرے انداز سے دیکھتے ہیں۔ ہم شوق سے آپ کو دیکھتے بھی ہیں اور آپ کی حفاظت بھی فرماتے ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں ومن نظر بعين بصيرته علم من الايتين الفرق بين الحبيب والكليم عليهما افضل الصلوة واكمل التسليم۔ روح المعانی۔

جو شخص نگاہ بصیرت سے ان دو آیات کا مطالعہ کرے گا اس کو حبیب اور کلیم علیہما السلام کا فرق خوب معلوم ہو جائے گا۔ سیدین کی تفصیل میں ملاحظہ فرمائیں کچھ فرق اس سے معلوم ہو جائے گا (انشاء اللہ)

فرق مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی قصہ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بیہوش جلوں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

طور پر جلوہ آرائی وہ کس کی تھی لَنْ تَرَانِي کی آواز تھی کس نے دی
ہوش فہم و خرد گم یہاں ہیں سبھی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۱۰۳) میدان بدر میں جب مدینے کے چاند آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان ستاروں کی طرح آپ کے ارد گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ اور ہلال (پہلی رات کے چاند کی طرح دائرہ بنا کر اپنے چودھویں رات کے چاند کا دفاع کر رہے تھے۔ اس بدر کاٹل نے کفر و شرک کے اندھیروں کو اپنے نور سے فنا کر دیا اس پر بھی ان پہ لاکھوں سلام۔
(۱۰۴) اہل سلام (صحابہ کرام علیہم الرضوان) نے جب کفر و اسلام کی اس باقاعدہ پہلی ٹکر (میدان بدر) میں نعرہ تکبیر بلند کیا تو زمین تھرتھرا اٹھی، اللہ کی طرف سے فرشتوں کے ذریعے مدد کیے ہوئے اس عظیم الشان لشکر پہ لاکھوں سلام ہوں۔

اُن کی ہیبت سے وہ کپکپاتی زمیں ڈر سے پیہم پسینے بہاتی زمیں
گونج سے خوف شیروں کی کھاتی زمیں شور تکبیر سے تھرتھرائی زمیں

جنبش جیش نصرت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۰۵) ان بہادر مجاہدوں کے نعروں سے پورا میدان بدر بلکہ جس میدان میں بھی وہ گئے پورا علاقہ گونج اٹھا، ان کی بہادری کے نقارے کے رعب و دبدبے پہ لاکھوں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے لگا۔

(۱۰۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ کرام کی تلواروں اور خنجروں کے چلنے کی اور کافروں کے جسم کٹنے اور کٹ کٹ کے گرنے کی آوازیں میرے آقا علیہ السلام کی شانِ جرات پہ لاکھوں سلام نیاز پیش کر رہی تھیں۔

کس قدر ہے حبیب بدر کا معرکہ اوّلین باب تاریخ اسلام کا
لب پہ نصرت کے نصْرُ مِنَ اللّٰہ تھا وہ چٹا چاق خنجر سے آتی صدا

مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

(۱۰۷) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے کفار مکہ کے مقابلے میں سید الشہداء، عم المصطفیٰ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں، جانثاریاں اور ان کی جراتیں، اللہ اکبر! عظمت و شوکت اسلام کا شیر دھاڑ رہا ہے۔ اس اسد اللہ و اسد رسول کی اس مار دھاڑ پر ہماری طرف سے لاکھوں محبت بھرے سلام ہوں۔

جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا! مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان کے اوپر میرے چچا حمزہ کے بارے میں لکھ دیا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں۔ مدارج النبوة ص ۴۹۰، ج ۲۔

فوج اعداء میں گھس کر سناں بازیاں دور ہی ہے کبھی تیر اندازیاں
پرچم افتخار صف غازیاں اُن کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں

شیر غراں کی سطوت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

(۱۰۸) قصہ مختصر یہ کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے کس کس گوشے کا نام لیکر لاکھوں درود و سلام کہوں یہ سلسلہ تو اتنا طویل ہے کہ۔

زندگیاں ختم ہوئیں قلم داں ٹوٹ گئے تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
میں بات کو مختصر کرتے ہوئے یوں ہی کیوں نہ عرض کر دوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہر ایک بال پر لاکھوں درود ہوں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہر ادا اور عادت مبارکہ پر لاکھوں سلام ہوں۔

اُن کے پاکیزہ گیسو پہ لاکھوں درود اُن کی عنبر فشاں بو پہ لاکھوں درود
اُن کے آئینہ رُو پہ لاکھوں درود الغرض اُن کے ہر مو پہ لاکھوں درود

اُن کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

(۱۰۹) آپ کے ننانوے توفیقی ناموں اور ہزاروں دیگر عظمت و شان کے لحاظ سے جو اہل محبت نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسماء گرامی ذکر فرمائے ہیں ان میں سے ایک ایک نام اور ہر ایک نام جس شان کی طرف منسوب ہے اس نسبت پر نامی گرامی اور بڑھنے والا درود ہو اور آپ کی مبارک زندگی کے ایک ایک لمحہ اور ایک ایک حرکت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

کیونکہ آپ کے نام کو اللہ نے آذانوں نمازوں میں اپنے نام سے ملا دیا، وہ محمود ہے تو یہ حامد و محمد ہیں مادہ ایک ہے آپ ہی کا نام ہر نبی کے لیے وسیلہ عظمیٰ بنا دینا۔

نہ آدم یافتہ تو بہ نہ نوح از غرق نجینا

آپ ہی کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوح محفوظ کی پیشانی کا جھومر بنا (روح المعانی ۳۰: ۱۰۷، القرطبی

۲۹۸: ۱۹) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کا نام نامی اسم گرامی جنت کے ہر درخت کے ہر پتے پہ لکھا ہوا ہے (الروض الباقیہ، ۴۹)

کیڈا سوہنا ناں تیرا مدنی من موہیاں جگ ہو یا سوہناں تیرے ناں نال سوہنا

عظمتاں نہیں سمجھیاں سودائیاں تیرے ناں دیاں ہر پاسے پیاتاں نے دھائیاں تیرے ناں دیاں
(۱۱۰) صرف ہم جیسی مخلوق ہی محبوب خدا پر لاکھوں کروڑوں سلام و درود نہیں بھیجتی بلکہ ان کا خالق و مالک اللہ رب العالمین بھی
ان پر کروڑوں بلکہ لاتعداد اور لامحدود درود بھیجتا ہے (ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
صحابہ پر اور آپ کی اولاد و اہل بیت پر لاکھوں سلام ہوں۔

ذات یکتا کے اُن پر کروڑوں درود رب کعبہ کے اُن پر کروڑوں درود
حق تعالیٰ کے اُن پر کروڑوں درود اُن کے مولیٰ کے اُن پر کروڑوں درود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)
ملاء اعلیٰ کے اُن پر کروڑوں درود شاخ طوبیٰ کے اُن پر کروڑوں درود
جانِ سدرہ کے اُن پر کروڑوں درود اُن کے مولا کے اُن پر کروڑوں درود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام (سیّد حبیب احمد)



- | | | |
|-------|---------------------------------|----------------------------------|
| (۱۱۱) | پار ہائے صحف غنچہ ہائے قدس | اہل بیت نبو پہ لاکھوں سلام |
| (۱۱۲) | آبِ تطہیر سے جس میں پودے جتے | اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۱۳) | خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر | ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۱۴) | اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ | جملہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۱۵) | جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے | اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۱۶) | سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ | جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۱۷) | وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیا | راکبِ ذوشِ عزت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۱۸) | اوج مہرِ مدئی موج بحرِ مدئی | روحِ روح سخاوت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۱۹) | شہدِ خوارِ لعابِ زبانِ نبی | چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۲۰) | اُس شہید بلا شاہ گلگوں قبا | بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام |

حل لغات:

* پار ہائے صحف - کلامِ پاک کے ٹکڑے * غنچہ ہائے قدس - پاکیزہ کلیاں * اہل بیت نبوت - حضور علیہ السلام کے
گھروالے (اولاد و ازواج) * آبِ تطہیر - پاک کرنے والا پانی * ریاضِ نجابت - شرافت و بزرگی کا باغ * خیر الرسل - تمام

رسولوں میں سے بہترین * خمیر - اصل جوہر * بے لوث - بے عیب * طینت - پیدائش و طبیعت * بتول - فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ کا لقب * جگر پارہ مصطفیٰ - حضور علیہ السلام کے دل کا ٹکڑا (فاطمہ بضعة منی - فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے) * تجلہ آرا - پاکی سنوارنے والا * عفت - پرہیزگاری * آنچل - دوپٹے کا کنارہ * مہر - چاند اور سورج * ردائے - چادر * نزاہت - طہارت و پاکیزگی * سیدہ - (جنت کی تمام عورتوں کی) سردار * زاہرہ - تروتاز پھول یا روشن کلی * طیبہ، طاہرہ - پاکباز اور طہارت والی * راحت - آرام * حسن - نواسہ رسول * مجتبیٰ - پسندیدہ، چنا ہوا * سیدالاستیاء - خوں کا سردار * راکب - سوار * دوش - کندھا * اوج - بلندی * مہرہٹی - ہدایت کا سورج * موج - لہر * بحرندی - سخاوت کا سمندر * روح سخاوت - جو دو سخاوت کی جان * شہد خوار - شہد کھانے والا * لعاب - تھوک * چاشنی گیر - چکھنے والا * عصمت - پاکدامنی * بلا - مصیبت * شاہ - بادشاہ * گلگوں - گلاب کے پھول کی طرح سرخ رنگ * قبا - جبہ * دشت غربت - بے وطنی کا جنگل، مسافرت کا صحرا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱۱) مقدس کلام (رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم) کے ٹکڑے اور حصے (حضور علیہ السلام کے جگر کے ٹکڑے، مدینہ کے چاند کے ماہ پارے) اور باغ قدس (کے مقدس پھول، خدا کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی کلیاں یعنی خاندان نبوت، اہل بیت اطہار، عبرت و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں سلام ہوں۔

آپ نے فرمایا اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلِیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَاہْلُ بَیْتِی - میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور ایک اپنے گھر والے (مسلم شریف - باب فضائل علی) آپ نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْدَہُ لَا یَبْغِضُ اَہْلَ الْبَیْتِ اَحَدًا اِلَّا اَدْخَلْہُ النَّارَ - مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے خاندان نبوت کے کسی بھی فرد کے ساتھ دشمنی رکھنے والا سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ (المستدرک، ۳: ۱۵۰)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کا دروازہ تھام کر فرمایا! جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے، جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں ابوذر ہوں اور میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے مَنْ رَکِبَہَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا غَرِقَ - جو اس پہ سوار ہو گیا بچ گیا جو نہ سوار ہو سکا غرق ہو گیا۔ (المستدرک، ۳: ۱۵۰) قرآن پاک میں اہل بیت رسول کی محبت کو فرض قرار دیا گیا قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا لَّا الْمُوَدَّةُ فِی الْقُرْبٰی (الشوریٰ) اور یہ انداز کسی اور فرض کے لیے نہ اپنایا گیا۔

آپ فرمادیتے تھے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا لیکن یہ کہ میرے قریبیوں کے ساتھ محبت کرو۔

بے ادب گستاخ فرقوں کو سنا دے اے حسن یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

(۱۱۲-۱۱۳) طہارت کے پانی (انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا - الاحزاب) سے جس باغ نبوت و رسالت میں یہ مقدس پھول اور پودے اُگے ہیں اس سارے گلشن نبوت (خاندان مصطفیٰ علیہم السلام) کی بے عیب خلقت و طبیعت پہ لاکھوں سلام ہوں۔ ان سب کی اصل امام الانبیاء کا خون مقدس ہے اور نبوت کے گھر والوں پہ لاکھوں سلام ہوں۔

مظہر مصدر ذات رب قدیر جن کے دیکھے سے ہوتے ہیں روشن ضمیر
ماہ توحید کے نجم ہائے منیر خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

(۱۱۴) اور خاتون جنت سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہمارے آقا علیہ السلام کے دل کا ٹکڑا، اس شرم و حیاء کی پیکر اور پارسائی و پرہیزگاری کی عزت و عظمت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا:

حضور علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے سوال کیا! آپ (ﷺ) کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا فرمایا۔ فاطمہ۔ عرض کیا! مردوں میں سے؟ فرمایا! زوجہا۔ ان کے خاوند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حدیث شریف میں ہے فاطمہ بضعة منی فمن اغضبها فقد اغضبنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا (بخاری شریف باب مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا)

فرمایا حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں وان فاطمہ سیدۃ النساء العالمین اور فاطمہ تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہے آپ کو بتول اس لیے فرمایا گیا کہ بتول کا معنی ہے ”جدا“ (ترمذی) وبتل الیہ تبیلا (المزمل) اور تمام سے جدا ہو کر اسی اللہ کی طرف ہو جا۔ آپ (رضی اللہ عنہا) بھی دنیا میں رہنے کے باوجود دنیا سے علیحدہ ہو کر اپنے رب سے لولگائے رکھتی تھیں۔ آپ کو زہراء اس لیے کہتے ہیں کہ زہراء کا معنی ہے کلی چنانچہ آپ (رضی اللہ عنہا) کو دوسری عورتوں کی طرح کبھی بھی حیض نہیں آتا تھا اور اولاد ہونے کے باوجود آپ کو نفاس کا خون بھی نہ آتا تھا۔ بچہ پیدا ہوتا تو اگلی نماز ادا فرمالیا کرتیں (الشرف الموبد للہبانی ص ۵۵)

آپ کو اگلے شعر میں جان احمد کی راحت کہا گیا ہے کیونکہ جب (آپ رضی اللہ عنہا) حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو آپ کھڑے ہو کر حضرت فاطمہ کا استقبال فرماتے و اجلسہا فی مجلسہ اور اپنی سیٹ حضرت فاطمہ کے حوالے فرما دیتے اور حضرت فاطمہ بھی ایسا ہی کیا کرتیں۔ (ترمذی باب فضل فاطمہ) آپ سفر پہ جاتے ہوئے سب سے آخر میں اور واپسی پہ سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے جاتے تاکہ کم از کم جدائی ہو اور فرماتے ان فاطمۃ الزہراء احب ال یتیمی الی۔ فاطمہ مجھے تمام گھر والوں سے محبوب تر ہے (مسند احمد، ۱: ۱۵۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عادات و اطوار کے لحاظ سے حضرت فاطمہ ہی سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتی تھیں یہاں تک کہ قیامہا و قعودہا آپ (رضی اللہ عنہا) کا بیٹھنا اٹھنا بھی حضور علیہ السلام کے رنگ میں رنگا ہوا تھا (ترمذی) الغرض کسی نے کیا خوب جملہ کہا ہے۔ سبحان اللہ ”ہر بیٹی اپنے باپ کے لیے راحت و رحمت ہوتی ہے مگر فاطمہ وہ ہے جو رحمت للعالمین کے لیے راحت و رحمت ہے۔“

اعلیٰ حضرت بارگاہ فاطمہ الزہراء میں:

جب امام اہل سنت مجدد دین و ملت سفیر عشق رسول، کشتہ احترام بتول امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ جب جنت البقیع

میں روضہ فاطمہ الزہراء پہ حاضر ہوئے تو فرماتے ہیں کہ ادب و احترام مانع تھا میں کچھ بول ہی نہ سکا تو فرشتوں نے بڑھ کر میری ترجمانی فرمائی کہ اے بنت رسول! تیرے بابا کے نور کا منگتا حاضر دربار ہوا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

مجھ کو کیا منہ عرض کا، لیکن فرشتوں نے کہا شاہ زادی در پہ حاضر ہے یہ منگتا نور کا یہ مرتبہ اور مقام اور چکی چلا چلا کر ہاتھوں پہ چھالے پڑ جانا۔ سب کو غلام اور لونڈیاں عطا کرنا اور اپنی لاڈلی کو شہج پڑھنے کی تعلیم دینا۔ (فتح الباری، ۱۱: ۱۲۱)

مقام فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا:

یہ سب تربیت مصطفیٰ بھی تھی اور ساتھ اللہ کی عطا بھی تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت فاطمہ کے گلے میں ہار دیکھ کر (جوان کو حضرت علی المرتضیٰ نے دیا تھا اور جو سراسر جائز تھا) فرمایا! اے بیٹی! کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ لوگ کہیں کہ محمد رسول اللہ کی بیٹی نے گلے میں آگ کی زنجیر پہن رکھی ہے۔ یہ فرمایا اور تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ نے ہار کے بدلے غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ جب حضور علیہ السلام کو اطلاع ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا!

الحمد لله الذي نجى فاطمة من النار۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری بیٹی فاطمہ کو آگ سے بچا لیا۔ (نسائی، باب الزینۃ) حالانکہ آپ کی وجہ سے تو ہم گنہگاروں کی بخشش بھی ہو جائے گی۔

پایہ پکڑ کے عرش کا زہراء نے یہ کہا بندوں نے تیرے، میرے پسر کو ذبح کیا امت کو میرے ابا کی تو بخش دے خدا سمجھوں گی مل گیا مجھے بدلہ حسین کا

امام بیہانی الشرف الموبد ص ۵۳ پہ فرماتے ہیں کہ متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اہل عرش میں سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا! اے اہل محشر اپنے سروں کو (ادب سے) جھکا لو اور نگاہوں کو حیاء سے نیچا کر لو حتیٰ تمر فاطمہ بنت محمد علی الصراط۔ محمد رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ کا پلصراط سے گزر ہونے والا ہے۔ چنانچہ فتمر مع سعین الف بخاریۃ من الحور العین کمر البرق۔ آپ ستر ہزار موٹی آنکھوں والی افضل ترین حوروں کے جہر مٹ میں جنت کی طرف برق رقاری (آن واحد میں) تشریف لے جائیں گی۔ (اشرف الموبد ص ۵۳) کسی نے کیا خوب کہا۔

ہے مصطفیٰ دا چین تے قرار فاطمہ مولا علی دی شان دا سنگھار فاطمہ بنت رسول پارسا طاہرہ تے طیبہ شرم و حیاء دے ملک دی سالار فاطمہ زہراء جدوں وی آئیاں کھڑے ہو گئے رسول انہوں کہواں تعظیم یا پیار فاطمہ بجے کر کدے وی ہو گئیاں بے زار فاطمہ والد دی لے کے آرہی اے دستار فاطمہ نبیاں دے شہنشاہ دی اے غمخوار فاطمہ لگا اوہ کہن بیٹھے نین سرکار فاطمہ

سردار جو دی سنگناں ای در فاطمہ توں منگ
مختار کل دی بیٹی اے مختار فاطمہ
اس شعر نمبر ۱۱۴ کی تفسیر میں حضرت اختر الہامی یوں رقمطراز ہیں۔

راحت جان سلطان ہر دوسرا نور چشم جناب حبیب خدا
عین لخت دل سرور انبیاء اُس بتول جگر پارہ مصطفیٰ
جلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

(۱۱۵) جس فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پردے کا یہ عالم ہے کہ سورج اور چاند نے بھی ان کی چادرِ تطہیر کا کنارہ تک نہ دیکھا
میں ان کی اس چادرِ حیا پہ لاکھوں سلام بھیجتا ہوں۔

پردہ اور غیرت:

آج مسلمان کی غیرت کو کیا ہو گیا ہے کہ مسلمان بچی کو کھلا آزاد چھوڑ دیا گیا ہے اور گلیوں بازاروں میں سینہ تان کے چلتی
ہوئی لوگوں کو دعوتِ نظارہ دیتی ہے میں اس بچی کی بات نہیں کرتا بلکہ ان نام نہاد ”غیرت مندوں“ کی بات کرتا ہوں جو اپنی بچی در
سال کی ہو جائے تو باہر نہیں نکالتے کہ ہماری عزت پہ حرف آتا ہے مگر یہی بچیاں شادی بیاہ کے موقع پر بے پردہ ہو کر بن سنور کہ
’ہول کی تھاپ پر ناچتی اور ڈانس کرتی ہیں اور مختلف پوزوں میں فلم بنواتی ہیں کہ یہ تیل ہو رہا ہے اور یہ مہندی لگ رہی ہے۔
یاد رکھو! ایسی عورت اگر شادی شدہ ہے تو نامرد اور دیوث خاوند کی بیوی ہے اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو شادی مانگتی ہے
پھر بے غیرت بھائی کی بے حیا بہن اور بے عزت باپ کی بے شرم بیٹی ہے۔

پردہ عورت کے لیے قید نہیں ہے بلکہ دوپٹہ اس کے لیے عزت کا باعث ہے اور چادر اس کے سر کا نورانی تاج ہے۔ علاوہ
اقبال نے بڑے درد دل کے ساتھ ایسی خاتون کو سیرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف بلاتے ہوئے کہا ہے۔

بتولے باش پنہاں شوازیں عصر کہ در آغوش شبیرے بگیری
بتول زہراء کی لونڈی بن جا اور زمانے کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتا کہ تیری گود میں بھی کوئی شہید کر بلا کا غلام پیدا
(اس موضوع کو شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ میں تفصیل سے پڑھیے)

اعلیٰ حضرت کے اس شعر کی تفسیر مولانا اختر الہامی نے یوں لکھی ہے۔

وہ رِدا جس کی تطہیر اللہ رے آسمان کی نظر بھی نہ جس پر پڑے
جس کا دامن نہ سہوا ہوا چھو سکے جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے

اُس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

(۱۱۶) فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا دنیا جہان کی عورتوں کی سردار ہیں جنت کی مقدس کلی ہیں، پاکباز اور طہارت کا پیکر ہیں۔
’پنے نبی کی جان کے سکون و آرام پہ کیوں نہ لاکھوں سلام کہوں۔

صاف دل ، نیک خو ، پارسا ، شاکرہ
صایقہ ، صالحہ ، صائمہ ، صابرہ
سیدہ ، زاہرہ ، طیبہ ، طاہرہ
عابدہ ، زاہدہ ، ساجدہ ، ذاکرہ

جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
جن کا نام مبارک ہے بی فاطمہ جو خواتین عالم میں ہیں عالیہ
عابدہ ، زاہدہ ، ساجدہ ، ضاحکہ سیدہ ، زاہرہ ، طیبہ ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

امام حسن رضی اللہ عنہ:

(۱۱۷) راکب دوش مصطفیٰ، جگر گوشہ بتول زہراء، سید الاخیاء، ابن علی شیر خدا، حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سراپا عزت و عظمت (رسول خدا علیہ الوفاء والثناء) کے مبارک کندھوں پہ سواری کرنے والے پر بھی لاکھوں سلام ہوں۔
حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے اس لخت جگر کو لوری دیتی ہوئی فرماتی تھیں بابی شبیہ بالنبی و لیس شبہاً بعلی۔ اے میرے فرزند تیری صورت تو میرے باپ (نبی علیہ السلام) سے ملتی ہے تیرے باپ (علی کرم اللہ وجہہ) سے تو نہیں ملتی۔ (مسند احمد، ۶: ۲۸۳)

یہی بات بعینہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی امام حسن کو کہی و علی یضحک جس پر حضرت علی المرتضیٰ کھل کر ہنسنے لگے (فتح الباری، ۷: ۹۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام امام حسن رضی اللہ عنہ کو کندھوں پہ اٹھا کے لارہے تھے کہ ایک شخص نے یہ منظر دیکھا کر کہا! (حسن کی) کتنی اچھی سواری ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! ونعم الراکب ہو۔ ذرا سوار بھی تو دیکھو وہ کتنا اچھا ہے (یقیناً ایسی سواری کے لیے ایسا ہی سوار ہونا چاہیے اور ایسے سوار کی ایسی ہی سواری ہونی چاہیے) (مشکوٰۃ)

گوہر فاطمہ ، مرکز اتقیاء ، سر مرتضیٰ ، مرجع اصفیاء
نور نور خدا ، سرور اولیاء حسن مجتبیٰ ، سید الاخیاء
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے امام حسن کو اپنے کندھوں پہ بٹھا کر فرمایا اللہم انسی احبہ فاحبہ (بخاری) اے اللہ میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

(اللہم ارزقنا حبہ وحب جدہ صلی اللہ علیہ وسلم وحب امہ وحب ابیہ وحب اخیه علیہم الصلوٰۃ والسلام)

(۱۱۸) وہ امام حسن جو ہدایت کے سورج (امام الانبیاء علیہ السلام) کی رفعت و بلندی ہیں اور سراپا جو دو کرم، سخاوت کے بحر بے کراں (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی لہر اور موج ہیں اور سخاوت کی روح (حبیب کبریٰ علیہ السلام) کی جان ہیں۔ ان پہ لاکھوں سلام ہوں۔

ایک شخص اللہ تعالیٰ سے دس ہزار درہم کی دعا کر رہا تھا آپ نے اس کے گھر جا کر اس کو دس ہزار درہم دے دیے (سیر اعلام النبلاء) روایت میں ہے کہ ایک سائل نے آکر اپنی حاجت بیان کی، آپ نے خازن سے فرمایا جتنی رقم خزانے میں ہے

لے آؤ! خازن گیا اور پچاس ہزار درہم لے آیا، فرمایا! اس کے علاوہ پانچ سو دنیا بھی تھے وہ بھی لے آؤ! آپ نے یہ ساری رقم سائل کو دے دی اور ساتھ معافی مانگی کہ تیری کماحقہ خدمت نہیں ہو سکی۔

ایک سائل کو آپ نے بہت کچھ دیا اور جب اس نے آپ کے فقیرانہ گھر کا منظر دیکھا تو اس کو ترس آ گیا، آپ نے اس کے خیال کو جان کر اپنے گھر کے صحن میں ایڑی ماری تو سارا صحن سونے کا ہو گیا۔ فرمایا! اب جاؤ! اور جان لو کہ ہماری درویشی اور فقری اختیاری ہے اضطراری نہیں ہے (ابن عساکر، خلاصہ)

آتا ہے غریبوں پہ انہیں پیار کچھ ایسا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو (۱۱۹) یہی امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہیں جن کو حضور علیہ السلام کی زبان اقدس شہد کی طرح چوسنے کا موقع میسر آیا ہے بلکہ حضور علیہ السلام نے ان کو گئی ہی اپنے لعاب شریف کی عطا فرمائی ہے، یہ ساری عظمتیں سینے والے علی کے لعل پہ لاکھوں سلام ہوں۔ (۱۲۰) سبحان اللہ! شہزادہ گلگوں قبا، شہید کربلا، سید شہداء نواسہ رسول جگر گوشہ بتول، دلہند علی المرتضیٰ، نوریدہ حضرت زہراء، شہید راہ محبت و وفا، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ لاکھوں محبت بھرے سلام جن پر ظلم کے پہاڑ گرائے گئے مگر وہ صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہے، جس نے اپنے ہی خون کا لباس پہن کر اپنی زندگی کی آخری نماز ادا کی اور جدے کی حالت میں اپنی پیاری جان جاں آفریں کے سپرد کی۔

شمر کا خنجر گلوئے خشک پر چلتا رہا بزم حق روشن رہی حق کا دیا جلتا رہا
چشم گریاں مزرع دیں میں گہر بھرتی رہے کٹ گیا سر پر نماز حق ادا ہوتی رہے

امام حسین رضی اللہ عنہ:

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اس قدر کثیر ہیں کہ انشاء اللہ علیحدہ کتاب مرتب کرنے کا ارادہ ہے (الحمد للہ! شرح حدائق بخشش کی پروف ریڈنگ سے پہلے ہی یہ کتاب چھپ کر بازار میں آچکی ہے جس کا نام ہے ”کربل کی ہے یاد آئی“ یہ شرح چونکہ پہلے ہی کافی طویل ہو گئی ہے اس لیے اس جنت کے جوانوں کے سردار کے بارے میں صرف ایک حدیث پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کے ساتھ ایک دعوت پہ جا رہے تھے امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے مدینہ کی گلی میں مدینہ کے بچوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا اور آگے بڑھ کر پکڑنے لگے (امام حسین اس وجہ سے کہ کہیں سرکار مجھے گھر نہ بھیج دیں یا اپنے ساتھ لے نہ جائیں کیونکہ بچوں کو کھیل بہت عزیز ہوتا ہے) ادھر ادھر بھاگنے لگے آخر حضور علیہ السلام نے پکڑ لیا اور اپنا ایک ہاتھ ٹھوڑی پہ اور دوسرا سر پہ رکھ کر چوما اور یہ دعا کی۔ الحسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا۔ حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں جو حسین کا ہے خدا بھی اس کا ہے (عاشقانہ ترجمہ) حسین مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین کو محبوب رکھے۔ (لفظی ترجمہ)

جس نے راہ خدا میں کٹایا گلا جس نے سر کی ہے اقلیم صبر و رضا

جس کا مقتل بنی وادی کربلا اُس شہید بلا شاہ گلگوں قبا

بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام (اخترالحادی)

- (۱۲۱) دُرّ درج نجف مہر برج شرف
 (۱۲۲) اہل اسلام کی مادرانِ شفیق
 (۱۲۳) جلو گیان بیت اشرف پر درود
 (۱۲۴) سیمّا پہلی ماں کہف امن واماں
 (۱۲۵) عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
 (۱۲۶) مَنْزِلٌ مِنْ قَصَبٍ لَا نَصَبٌ لَا صَخْبٌ
 (۱۲۷) بنت صدیق آرام جان نبی!
 (۱۲۸) یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ
 (۱۲۹) جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
 (۱۳۰) شمع تابان کا شانہ اجتہاد
- رنگ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام
 بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام
 پر دگیان عفت پہ لاکھوں سلام
 حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام
 اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
 ایسے کوشک کی زنیت پہ لاکھوں سلام
 اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام
 اُن کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام
 اس سراق کی عصمت پہ لاکھوں سلام
 مفتی چار ملت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* دُرّ - موتی * درج - موتیوں کی ڈبی یا صندوقچہ * نجف - عراق کا ایک شہر * مہر - سورج * برج - آسمان کی ایک منزل * شرف - بزرگی * رنگ رومی - روم کی طرف منسوب سرخ رنگ (یابہ لفظ ہر دئے بمعنی چہرہ ہے) * مادران - مادر کی جمع بمعنی ماں * شفیق - مہرباں * بانوان - خواتین * جلو گیان - تشریف فرما * بیت اشرف - بزرگی والا گھر * پردگیان عفت - پرہیزگار خواتین * سیمّا بالخصوص * کہف - غار، پناہ گاہ * حق گزار - حق ادا کرنے والا * رفاقت - معیت و پیگت * تسلیم - سلام کرنا * سرائے سلامت - امن کا مقام * منزل - گھر، ٹھکانہ * قصب - موتی * نصب - مشقت * صخب - شور * کوشک - حجرہ * بنت - بیٹی * حریم - بیوی * برأت - پاکبازی * سورہ نور - اٹھارہویں پارے میں ایک سورہ * پُر نور - نور سے بھرپور * روح القدس - جبریل امین * سراق - خیمہ و حجرہ * عصمت - طہارت * شمع تابان - روشن چراغ * کا شانہ - مکان، محل * اجتہاد - مسائل کا استخراج کرنے کی محنت و کوشش * مفتی - فتویٰ دینے والا * چار ملت - خلفاء راشدین کا دور اقدس۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۲۱) نجف اشرف (والے علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کے موتیوں والے صندوقچے کا ایک نہایت ہی تابدار اور سچا موتی (سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ) جو آسمان شرافت کا نیز تاباں ہے جس نے اپنے اوپر شہادت کا نہایت ہی عمدہ رنگ چڑھایا اور سید الشہداء کا لقب پایا۔ اس کی اعلیٰ شہادت پہ لاکھوں سلام۔

اک قیامت سے گزرنا ہو گا
 کر بلا تیری صدا کافی ہے
 دُرّ شبیر پہ جانے کے لیے
 ساری دنیا کو جگانے کے لیے

جاں حق کے لیے دینی ہو گی سلسلہ ان سے ملانے کے لیے
 تشنگی اپنی گوارا کر لی پیاس خنجر کی بچھانے کے لیے
 بھوک ، پیاس اور غریب الوطنی اتنے غم ایک گھرانے کے لیے
 صرف وہ ذات رہے گی باقی سب نصیر آئے ہیں جانے کے لیے

(صاحبزادہ نصیر الدین نصیر)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن:

(۱۲۲) مسلمانوں کی مہربان مائیں یعنی حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات جن کو قرآن نے اہل ایمان کی مائیں فرمایا ہے (وازاوجه امہاتہم) دوسری جگہ فرمایا گیا ہے نبی کی بیویوں! الستن کا حدمن النساء۔ دنیا میں کوئی عورت تمہاری شان کی نہیں ہے (کیونکہ تم میرے محبوب نبی کی پاک باز بیویاں ہو) ان پیکر ان عفت و طہارت پہ لاکھوں سلام۔

کعبے کی زیارت کرنے سے حق دار جنت کے بنتے ہیں
 بھلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو ”یار“ کے گھر میں رہتے ہیں

اہل بیت کا غلط مفہوم بیان کر کے جن پانچ نفوس قدسیہ کو ہی اہل بیت قرار دیا جاتا ہے وہ تو ایک بار کملی کی چھاؤں میں آئے مگر ازواج مطہرات تو ساری زندگی حضور علیہ السلام کے بستر اور گھر کی زینت بنی رہیں۔ بھلا بیوی اگر گھر والوں میں نہ ہوگی تو اور کون ہوگا۔ یہ لغت کا ہی نہیں محاورے کا بھی مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

بات صرف یہ تھی کہ جب حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تو بعض ذہنوں میں خیال آیا کہ شاید اب فاطمہ اہل بیت رسول سے نکل گئی ہیں کیونکہ اب وہ بیت علی المرتضیٰ میں چلی گئی ہیں حضور علیہ السلام نے علی کے سارے گھرانے کو کملی میں لیکر بتا دیا کہ جو ایک بار ہمارا ہو جائے وہ نکلتا نہیں قیامت کے بعد بھی ہمارا ہی رہتا ہے تم دنیا کی کیا بات کرتے ہو؟

لوگ کہتے ہیں ایک بیوی قریب آئی تو حضور نے پیچھے ہٹا دیا کہ خبردار قریب نہ آنا۔ اللہ کا نبی ایسی بولی نہیں بولتا اس کا بولنا خدا کا بولنا ہوتا ہے حضور علیہ السلام نے ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا انت علی خیر۔ تو تو پہلے ہی خیر یعنی اہل بیت میں شامل ہے۔ میں تو علی اور اس کے بچوں کو بھی اہل بیت میں شامل کر رہا ہوں تمہیں تو نہیں نکال رہا۔

یاد رکھو! ہماری اپنی حقیقی ماں جس کا ہم نے دودھ پیا ہے اس کے بارے میں تو کوئی بات کی جاسکتی ہے مگر جن کو قرآن نے مائیں فرمایا ہے ان کے بارے میں بات کرنا ایمان کا جنازہ نکال دے گا۔ جن کو ان کے ماں ہونے میں شک ہے اس کے ایمان میں شک ہے کہ قرآن نے مومنوں کی مائیں کہا ہے یا مومن کہلانا چھوڑ دو یا ان کو مائیں مان لو اور جس کو ماں مان لیا جائے پھر اس کے بارے میں غلط بات کرنے والا کون ہوتا ہے خود سوچ لو۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مشرک باپ پہلی بار بیٹی کو ملنے آتا ہے تو بیٹی حضور علیہ السلام کے بستر پر اپنے باپ کو نہیں بیٹھ دے رہی، کیوں؟ هذا فراش رسول اللہ۔ فرمایا یہ اللہ کے رسول کا بستر ہے تو میرا باپ ہو کر بھی اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہے کیونکہ تو مشرک ہے اور انما المشرکون نجس۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ ہیں کہ جن کو رب العالمین سید الملائکہ جبریل

امین علیہ السلام کے ہاتھ سلام بھیجتا ہے (بخاری ص ۵۳۹، ج ۱)

جب کسی سے تمہارا نکاح ہو تو کیا کہتے ہو ”قبول ہے“ قربان جاؤں امام الانبیاء کی مقدس بیوی کی عظمت کے کہ جن کو محبوب خدا نے فرمایا ”قبول ہے“ حضور نے بلال کو قبول کیا تو مؤذنوں کا امام بنادیا حضور نے اپنی ازواج کو قبول کیا تو خدا نے مومنوں کی مائیں بنادیا۔

صبح سے شام تک حضور علیہ السلام کی ہر ادا، عادات، افعال، اقوال بیان کرنے والے صحابہ کرام ہیں اور خلوتوں، تنہائیوں کے تمام حالات بیان کرنے والیاں یہی ازواج مطہرات ہیں۔ اب معلوم ہو جانا چاہیے کہ یہ شعر کس قدر گہرائی والا ہے۔

کعبے کی زیارت کرنے سے حقدار جنت کے بنتے ہیں بلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو یار کے گھر میں رہتے ہیں باختلاف روایات مندرجہ ذیل شخصیات کو ازواج مطہرات بننے کا شرف حاصل ہوا۔

۱۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد ہجرت سے تین سال قبل وصال ہوا۔

۲۔ سودہ بنت زمعہ۔

۳۔ عائشہ بنت ابوبکر صدیق وقات ۵۴ھ میں ہوئی۔

۴۔ حضرت حفصہ بنت عمر فاروق اعظم نکاح ۲ھ یا ۳ھ میں وقات ۴۵ھ میں۔

۵۔ زینت بنت خزیمہ نکاح ۳ھ میں وقات ۴ھ میں ہوئی۔

۶۔ ام سلمہ بنت امیہ مخزومیہ نکاح ۴ھ میں وقات ۵۹ھ۔

۷۔ زینب بنت جحش نکاح ۵ھ میں وقات ۲۰ھ میں ہوئی۔

۸۔ ام حبیبہ بنت ابوسفیان نکاح ۶ھ میں وقات ۵۶ھ۔

۹۔ جویریہ بنت حارث نکاح ۶ھ میں وقات ۵۲ھ میں۔

۱۰۔ میمونہ بنت حارث نکاح ۷ھ میں وقات ۵۲ھ میں۔

۱۱۔ صفیہ بنت حسی نکاح ۷ھ میں وقات ۵۶ھ میں۔

۱۲۔ ریحانہ بنت شمعون وقات ۱۰ھ میں۔

۱۳۔ ماریہ قبطہ بنت شمعون وقات ۱۶ھ میں۔

۱۴۔ اسماء بنت نعمان (ان کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں فرمائے)

۱۵۔ ام شریک بنت دودان (ان کے ساتھ بھی حقوق زوجیت ادا نہیں فرمائے)

۱۶۔ خولہ بنت الہذیل (ان کے ساتھ بھی وظیفہ زوجیت کی ادائیگی کا معاملہ نہیں ہو سکا)

مولانا اختر الحامدی کی تفسیر اس شعر پہ یوں ہے۔

وہ نساء نبی طیبات و خلیق جن کے پاکیزہ تر سارے طور و طریق

جو بہر حال نور خدا کی رفیق اہل اسلام کی مادران شفیق

بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

(۱۲۳) محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کے منبع و مرکز، کاشانہ اقدس میں جلوہ بکھیرنے والی عصمت و عفت کا پیکر ازواج مطہرات پہ رب کی رحمت ہو اور ان کی پردہ داری اور شرم و حیا پہ ہماری طرف سے کروڑوں سلاموں کا نذرانہ ادب ہو۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

(۱۲۴) بالخصوص ہماری سب سے پہلی ماں، حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جن کی زندگی میں آقائے دو عالم علیہ السلام نے دوسرا نکاح نہ فرمایا اور جن کی اسلام و اہل اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کے حوالے سے بے شمار خدمات ہیں۔ جنہوں نے اپنے مال اور کاروبار سے حضور علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کے لیے امن و امان کی غار اور ٹھکانے کا کردار ادا کیا اور اللہ کے محبوب علیہ السلام کے ساتھ پوری طرح حق سگت و معیت ادا کیا ان پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۲۵) وہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جن کو عرش حق سے خدا کا سلام آتا تھا۔ (حضرت عائشہ صدیقہ کو جبریل امین اپنی طرف سے سلام کہتے جو یقیناً بہت بڑی فضیلت ہے اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کو جبریل امین اپنا بھی اور خدا کا سلام پہنچاتے۔ (بخاری) اور ان کی وفات کے بعد حضور علیہ السلام ان کی سہیلیوں کو تحائف بھیجتے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا واللہ لقد امنت بی اذ کذبنی الناس واولئی اذر فضنی الناس ووزقت منها الولد (مسند احمد ص ۱۱، ج ۶)

خدا کی قسم خدیجہ میرے اوپر اس وقت ایمان لائیں جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے، وہ میرا اس وقت سہارا بنیں جب تمام لوگ میرے مخالف تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہی سے مجھے اولاد عطا فرمائی۔ ہم پھر کیوں نہ اس امن و سلامتی کی پیکر پہ لاکھوں سلام بھیجیں۔

جس میں بے اذن جا سکتا کوئی نہیں جس کی تقدیس سارے جہاں سے بڑی

جس کی وحی الہی سے عزت بڑھی عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی

اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۱۲۶) اس شعر میں بخاری و مسلم شریف کی اسی حدیث کے الفاظ استعمال فرمائے گئے جن کا خلاصہ مندرجہ بالا شعر میں گزرا کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ!

فاقرا علیہا السلام من ربها و منی و بشرها بیت فی الجنة من قصب لا

صنخب فیہ ولا نصب۔

حضرت خدیجہ کو اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام دیجئے اور ان کو جنت میں ایسے گھر کی خوشخبری سنا دیجئے جو موتیوں سے بنا ہوا ہے نہ وہاں کوئی تکلیف ہوگی نہ ہی کوئی شور۔

جب حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا تو انہوں نے عرض کیا!

اللہ هو السلام و منہ السلام و علی جبرئیل السلام اللہ تو خود سلام ہے اور سلامتی اسی کی طرف سے ہے اور جبریل

امین پر بھی سلام ہو (بخاری باب تزویج النبی خدیجہ و فصلھا) اعلیٰ حضرت، حضرت خدیجہ کے اسی محل پہ لاکھوں سلام بھیج رہے ہیں۔

وہ انیس غم مونس بے کساں وہ سکون دل مالک انس و جاں

وہ شریک حیات شہ لامکاں سیما پہلی ماں کہف امن و اماں

حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

(۱۲۷) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام کے دل کا آرام (محبوبہ محبوب رب العالمین) ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ کی بارگاہ سے ان کی عفت و طہارت اور پاکدامنی کی صفائی نازل ہوئی۔ ہمارے لاکھوں سلاموں کی حقدار ہیں۔

شمع تابان عرش آستان نبی غم گسار نبی طبع دان نبی
راحت قلب و روح روان نبی بنت صدیق آرام جان نبی

اُس حریم برأت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب ہیں کہ جو کنواری حضور علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔ اور آپ نے پیدا ہو کر اسلامی دودھ پیا ہے یعنی آپ کے والدین دادا جان، بھائی بلکہ بھتیجے سب کے سب صحابی ہیں۔ سورہ نور کی آیات مبارکہ حضرت عائشہ صدیقہ کے طیبہ طاہرہ ہونے کی گواہی دے رہی ہیں جب رئیس المنافقین نے ان پر تہمت کا طوفان بدتمیزی پکڑا تو اللہ کے نبی علیہ السلام تو ایک جملے میں بات ختم فرما کر خاموش ہو گئے واللہ ما علمت علی اہلی الا خیر (بخاری) قسم بخدا میری اہلیہ اس تہمت سے پاک ہے۔ اور خاموشی اس لیے اختیار فرمائی کہ مقابلے میں منافق تھے انہوں نے ایک اور ایشو کھڑا کر دینا تھا کہ اپنے گھر کی تو ہر کوئی صفائی دیتا ہے۔ اللہ نے محبوب کو چپ رہنے کا حکم دے دیا اور نبی کی اس پاکباز بیوی کے حق میں قرآن کی اٹھارہ آیات نازل فرما ڈالیں۔ تب لوگوں کو پتہ چلا کہ حضور کیوں خاموش تھے۔ اگر خود ہی صفائی بیان کرتے رہتے تو وہ بات نہ بنتی جواب نبی ہے۔ انشاء اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل اور اس ”واقعہ فلک“ کی تفصیلات کسی اور کتاب میں بیان ہوں گی۔

(۱۲۸) اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں جس ہماری ماں کی شان میں سورہ نور نازل ہوئی اس کی نور سے پھر پور صورت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

عظمت حسن معمور جن کی گواہ عفت ذات مستور جن کی گواہ
شان رب، چشم بدور جن کی گواہ یعنی ہے ”سورہ نور“ جن کی گواہ

اُن کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۲۹) وہ حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو قیامت تک ہمارے آقا کی آرامگاہ بنا اور جس کو گنبد خضریٰ ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور جس میں اجازت لیے بغیر جبریل امین بھی نہ آتے تھے (مدارج النبوة، ۲: ۴۳۰) اس کا شانہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہ ہماری طرف سے لاکھوں سلام ہوں۔

جن سے اپنی نگاہیں ہوائیں چرائیں دیکھنے کا تصور بھی دل نہ لائیں
جن کے پردے کا پرتو فرشتے نہ پائیں جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں

ان سزاق کی عصمت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۳۰) دین اسلام کے تمام مسائل کے حل کا مرکز حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے جس کی روشن شمع آپ تھیں اور خلفاء راشدین کے تمام اداوار میں صحابہ کرام علیہم الرضوان ہر دینی الجھن کا حل آپ کی بارگاہ سے پالیتے تھے۔ آپ کی شان اجتہاد و افتاء پر لاکھوں سلام ہوں۔

ایسا کیوں نہ ہو جس کا باپ خلیفہ اول بلا فصل بالتحقیق افضل البشر بعد الانبیاء ہو۔ جس کی ماں حضرت ام رومان جس کے بارے میں آقائے دو جہاں رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا من سرہ ان ينظر الى امرأة من الحور العين فلينظر الى ام رومان (الاستیعاب ۴: ۴۴۹)

جو کسی جنتی حور کو دیکھنا چاہے وہ عائشہ کی ماں ام رومان کو دیکھ لے۔ اور جب وہ فوت ہوئیں تو حضور علیہ السلام جس طرح حضرت علی المرتضیٰ کی والدہ کی قبر میں اترے اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اسی طرح صدیق اکبر کی بیوی کی قبر میں بھی سرکار اترے اور بخشش کی دعا فرمائی پھر کیا وجہ ہے کہ علی حق کا امام ہے تو علی کا امام صدیق اکبر ملنگ کی نظر میں کیوں بدنام ہے۔ معلوم ہوا یہ تو گھرانہ ہی سارا نور علی نور ہے صرف ملنگ کی نیت میں فتور ہے اور یہ فرقہ حق سے کوسوں دور ہے اور اپنی عادت بد پہ بڑا ہی مجبور ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جیسا خود شان اجتہاد رکھنے والا صحابی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اجتہاد کو ان لفظوں میں بیان فرماتا ہے کہ ہم صحابہ کو جب بھی دین کے کسی مسئلہ میں مشکل پیش آتی فسلنا عائشة الا وجدنا عندها منه علما ہم نے حضرت عائشہ سے وہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے اسی لمحہ میں حل فرمادیا (ترمذی، مناقب عائشہ) اسی لیے حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ و صحابیات کو فرمایا تھا خذوا شطر دينكم عن حميرا۔ اپنے دین کا ایک پورا حصہ حضرت عائشہ (جن کا لقب حمیرا ہے) سے سیکھو۔ الموضوعات للشوكاني۔

امام زہری عظیم تابعی فرماتے ہیں تمام ازواج ہی نہیں اگر تمام خواتین اسلام کا علم جمع کر لیا جائے لکان علم عائشة افضل اکیلی عائشہ صدیقہ کا علم پھر بھی زیادہ ہے (المستدرک ۱۱: ۴۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا باقاعدہ تمام خلفاء راشدین کے دور میں فتویٰ جاری فرماتی رہیں۔ (طبقات ابن سعد، ۱۲۶: ۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

بودی رضی اللہ عنہا از فقہاء و علماء و فصحاء و بلغاء و از اکابر فقیہان صحابہ۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے دور کی عظیم فقیہہ، عالمہ، فاضلہ اور اکابر فقہاء صحابہ کرام میں سے تھیں (مدارج النبوة ۴: ۴۶۹)

آپ کی کیا کیا شان بیان کی جائے صحیح بخاری میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا (ایک شخص کے سوال پر) کہ مجھے عورتوں میں سے عائشہ سب سے زیادہ محبوب ہے اور مردوں میں سے اس کے والد (اسی طرح کا فرمان حضرت فاطمہ علی رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی گزر چکا ہے)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا! عائشہ کی ”رئیس“ نہ کیا کرو وہ تو محبوبہ محبوب خدا ہیں (بخاری باب حب الرجل لبعض نساء)

ایک دن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے عائشہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ تو مجھ پہ ناراض کب ہوتی ہے اور راضی

کب؟ عرض کیا فرمائیں! فرمایا جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے ”مجھے ابراہیم کے رب کی قسم“ اور راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو ”رب محمد کی قسم“ عرض کیا حضور! صرف زبان کی حد تک ہی آپ کا نام چھوڑتی ہوں (دل میں تو بدستور آپ ہی بستے ہیں) (بخاری شریف) حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت عائشہ قیرانور کے ساتھ ہی سو جایا کرتی تھیں (ابن سعد، ۲: ۸۵)

- | | | |
|-------|-------------------------------|---------------------------------|
| (۱۳۱) | جاں نثارانِ بدرو اُحد پہ درود | حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۳۲) | وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا | اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۳۳) | خاص اس سابق سیرِ قربِ خدا | اوحِد کا ملیت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۳۴) | سایہ مصطفیٰ مایہِ اصطفاء | عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۳۵) | یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل | ثانیِ اشنین ہجرت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۳۶) | اصدق الصادقین سید المتقین | چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۳۷) | وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر | اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۳۸) | فارق حق و باطل امام الہدیٰ | تیغِ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۳۹) | ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی | جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۴۰) | زابدِ مسجدِ احمدی پر درود | دولتِ جیشِ عسرت پہ لاکھوں سلام |

حل لغات:

* جانثاران - جان قربان کرنے والے * بدرو اُحد - غزوات کے نام * حق گزارانِ بیعت - حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کا حق ادا کرنے والے * مژدہ - خوشخبری * مبارک جماعت - بابرکت گروہ * سابق - آگے بڑھنے والا * سیر - چلنا (مراد سفر ہجرت ہے) * اوحِد - یگانہ و بے مثل * کاملیت - کامل ہونا * مایہِ اصطفاء - فخر تقویٰ (الاقبال) * عز - عزت * نازِ خلافت - جانشینی کا فخر * افضل الخلق بعد الرسل - رسولوں کے بعد ساری مخلوق سے افضل * ثانیِ اشنین - دو میں سے دوسرا (آیہ قرآنی کی طرف اشارہ) * اصدق الصادقین - سب سچوں میں سے زیادہ سچا * سید المتقین - پرہیزگاروں کا سردار * چشم - آنکھ * گوش - کان * وزارت - نیابت، خلیفہ ہونا * اعداء - جمعِ عدو کی بمعنی دشمن * شیدا - دیوانہ * سقر - دوزخ * فارق - فرق کرنے والا (حق اور باطل کے درمیان) * امام الہدیٰ - ہدایت کا امام * تیغِ مسلول - سونتی ہوئی، برہنہ تلوار * شدت - سختی * ترجمانِ نبی - سفیرِ مصطفیٰ * ہم زبان - ایک جیسی زبان بولنے والے * عدالت - انصاف * زابد - عبادت گزار * مسجد احمدی - مسجد نبوی * جیشِ عسرت - جنگی کالشکر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۳۱) غزوہ بدر اور غزوہ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانوں کو قربان کرنے والے خوش نصیب صحابہ کرام علیہم

الرضوان پہ رحمت رب رحیم کا نزول ہو اور جنہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور اپنے آقا علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا حق ادا کر گئے۔ اور راہ خدا میں شہادت کا درجہ پا گئے ان پہ لاکھوں سلام ہو۔
اصحاب بدر علیہم الرضوان:

بدر والوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! کہ میرے بدری صحابہ افضل المسلمین ہیں یعنی تمام مسلمانوں سے بہتر، جبریل امین نے اس پر عرض کیا حضور! اسی طرح (ہمارے ہاں) وہ فرشتے جو بدر میں اہل ایمان کی مدد و نصرت کے لیے اترے تھے وہ فرشتے دوسرے تمام فرشتوں سے افضل ہیں (البخاری، باب شہود الملائکہ بدر)۔
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے لعل اللہ اطلع علی اهل البدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وحب لكم الجنة (بخاری) ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اہل بدر (کا جذبہ دیکھ کر) ان پہ توجہ فرمائی ہو اور ساتھ یہ فرمایا ہو کہ اب تم جو بھی کرو جنت تمہارے لیے پکی ہو گئی۔

اسی طرح آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا لا یدخل النار من اهل البدر۔ بدر والوں میں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا (الذکرہ ص ۳۸۸) اسی طرح اُحد اور بیعت رضوان والوں کی الگ الگ شانیں بیان فرمائی گئیں ہیں ان سب کی بارگاہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ لاکھوں سلام کا نذرانہ محبت پیش فرما رہے ہیں۔

کل شہیدان بدر و اُحد پر درود سب فدا یان بدر و اُحد پر درود
 جیش مردان بدر و اُحد پر درود جاں نثاران بدر و اُحد پر درود

حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)
 (۱۳۲) اس شعر میں عشرہ مبشرہ یعنی وہ دس خوش نصیب صحابہ کرام جن کو حضور علیہ السلام نے اسی دنیا میں اپنی بارگاہ اقدس سے جنت کا مژدہ جانفزا سنایا اس بابرکت جماعت پہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے لاکھوں سلام کا نذرانہ نیاز پیش کیا ہے۔ ان دس خوش نصیبوں کے نام یہ ہیں۔

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی ذوالنورین (۴) حضرت علی المرتضیٰ (خلفائے راشدین، خلفائے اربعہ) (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ (فن تقریر کے ماہر، ظہور اسلام سے قبل پڑھے لکھے، ابوبکر صدیق کی ترغیب سے مسلمان ہوئے) (۶) حضرت زبیر بن العوام (حواری رسول جن کا لقب ہے حضور علیہ السلام کی پھوپھی صفیہ کے صاحبزادے۔ ابوبکر کے ایمان لانے کے صرف چار دن بعد مسلمان ہوئے جب ان کی عمر سولہ سال تھی، قبول ایمان کے بعد بڑی تکالیف برداشت کیں، ان کا چچا ان کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر ناک اور آنکھوں میں دھواں دیتا، آپ نے ہر ستم برداشت کیا مگر حق پر ثابت قدم رہے۔ ابن سعد) حضرت طلحہ اور حضرت زبیر دونوں کے بارے حضور علیہ السلام نے فرمایا جارای فی الجنة۔ یہ جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔ جبکہ حضرت زبیر کے متعلق حضور علیہ السلام کا یہ بھی فرمان ہے ان لکل نبی حواری و حواری الزبیر۔ ہر نبی کا ایک حواری (جگری یار، بے غرض اور مخلص ہونے میں انتہا کو پہنچا ہوا) ہے میرا حواری زبیر بن العوام ہے۔ (۷) حضرت عبدالرحمن

بن عوف (حضور علیہ السلام کی سب سے پہلی دائی کہ اللہ کے نبی پیدا ہوتے ہی جن کی گود میں آئے حضرت شفاعرضی اللہ عنہا آپ کی والدہ ماجدہ ہیں، حضرت ابوبکر صدیق کی کوششوں سے یہ اور حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح ایمان لائے۔ ان کے ایمان لانے پر اللہ کے نبی علیہ السلام بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا! میں ایسا چہرہ دیکھ رہا ہوں جس کو دیکھ کر نیکی کی امید پیدا ہوتی ہے نیز فرمایا! عبدالرحمن بن عوف دنیا اور آخرت میں میرا ساتھی ہے۔ غزوہ تبوک کے سفر میں حضور علیہ السلام نے ان کی امامت میں نماز فجر کی ایک رکعت ادا فرمائی جب حضور علیہ السلام بعض ضروری کاموں کی وجہ سے نماز فجر سے لیٹ ہو گئے، وقت تنگ ہو گیا تو صحابہ کرام کے کہنے پر ان کو امامت کرانا پڑی (موطا امام مالک)۔ ایک عورت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں چادر لے کر آئی آپ نے وہ چادر استعمال فرمائی اور اس کے بعد حضرت عبدالرحمن نے حضور علیہ السلام سے وہ چادر اپنے کفن کے لیے مانگ لی چنانچہ اسی چادر میں ان کو کفن دیا گیا) (۸) سعد بن ابی وقاص (والد کا نام مالک کنیت ابی وقاص، اعلان نبوت کے ساتویں دن ایمان لے آئے یہ بھی حضرت ابوبکر صدیق کی ترغیب پر مسلمان ہوئے۔ ان کی والدہ نے ان کے اسلام لانے کے بعد قسم اٹھالی کہ اگر تو نے اسلام کو نہ چھوڑا تو میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی، آپ کھانا پینا پیش کرتے مگر وہ نہ کھاتیں کئی دن گزر گئے آخر آپ نے اپنی والدہ کو صاف صاف لفظوں میں فرمادیا! اگرچہ میں تم سے بے حد پیار کرتا ہوں لیکن اگر تیرے جسم میں ہزار جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے ساری نکل جائیں، میں پھر بھی اسلام کو نہیں چھوڑ دوں گا، آخر ماں نے ہی ہار مان لی اور اپنے لخت جگر کا یہ جذبہ دیکھ کر کھانا پینا شروع کر دیا۔ انہی کو یہ سعادت نصیب ہے کہ میدان احد میں حضور علیہ السلام نے ان کو فرمایا! سعد ارم فداک ابی وامی۔ اے سعد کافروں پہ تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہو جائیں۔ (بخاری شریف)

حضرت علی فرماتے ہیں میں نے حضرت سعد کے علاوہ کسی اور کے لیے حضور علیہ السلام کو ایسا فرماتے ہوئے کبھی نہ سنا۔ ایک دن خطرے کے ماحول میں حضور علیہ السلام کی حفاظت کے لیے اسلحہ پہن کر خود ہی حاضر ہو گئے جس پر حضور علیہ السلام نے ان کو جل صالح کا خطاب عطا فرمایا اور بہت ساری دعاؤں سے نوازا (۹) سعید بن زید (حضرت عمر فاروق کے چچا زاد بھائی اور آپ کے بہنوئی بھی ہیں، ان کے والد زید بن عمرو اپنے دور کے دین ابراہیمی کے واحد پیروکار تھے تلاش حق کے لیے بڑے سفر کیے آخر اللہ سے دعا کی یا اللہ! تو گواہ رہ کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔ حضرت زید کی ایک خوبی یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی جس بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا ان کو بچانے کی کوشش میں مصروف رہتے اور اپنے تحفظ میں لے کر ان کی کفالت کرتے۔ (۱۰) ابوعبیدہ بن الجراح (جن کو اس امت کا امین فرمایا گیا، ان کے باپ کا نام عبداللہ تھا اور جراح ان کے دادا کا نام ہے، غزوہ بدر کے موقع پر انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ کو قتل کیا کیونکہ وہ کافروں کی طرف سے آیا تھا شاید اسی وجہ سے اپنے ساتھ باپ کی بجائے دادا کا نام کہلواتے، ان کا اپنا نام عامر ہے اور کنیت ابوعبیدہ ہے، یہ بھی حضرت صدیق اکبر کی ترغیب پہ مسلمان ہوئے، غزوہ احد کے موقع پہ جب حضور علیہ السلام زخمی ہوئے اور زہرہ کی کڑیاں آپ کے مبارک رخساروں میں پیوست ہو گئیں تو انہوں نے ہی دوڑ کر اپنے دانتوں سے ان کڑیوں کو کھینچ کر نکالا اس موقع پر ان کے سامنے والے دودانت بھی ٹوٹ گئے اور حضور نے ان کو جنت کی بشارت سے بھی نوازا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن ان کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں سامان حرب کے علاوہ کوئی چیز نہ پا کر فرمایا! کیا ہماری دعوت نہیں کرو گے؟ انہوں نے روٹی کے سوکھے ٹکڑے آگے رکھ دیے اور عرض کیا! تیسری تو یہی خوراک ہے پانی

میں بھگو کر کھالیتا ہوں یہ سن کر حضرت عمر فاروق پہ رقت طاری ہو گئی۔

اہل نجران نے جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا ہمارے پاس کسی کو امین بنا کر بھیجا جائے فرمایا! ایسا امانتدار بھیجوں گا جس پر امانتدار لوگ بھی رشک کریں گے پھر آپ کو بھیجا گیا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا لکل امة امین و امین هذه الامة ابو عبيدة بن الجراح (مشکوٰۃ) ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری ساری امت کا امین ابو عبیدہ بن الجراح ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

رفعت و افضلیت کا مژدہ ملا خاص عز و جاہت کا مژدہ ملا
رحمت کل سے رحمت کا مژدہ ملا وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)
جس کو قرب شہنشاہ طیبہ ملا حسن خدمت کا ممتاز تمغہ ملا
جن کو حق کی رضا کا عطیہ ملا وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۱۳۳) بالخصوص اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین بندے، ہجرت کے سفر میں تمام صحابہ کرام سے سبقت لے جانے والے جو کہ تمام صحابہ کرام میں سب سے زیادہ کاملیت رکھنے والے اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات پہ لاکھوں سلام ہوں (خلفاء راشدین کے فضائل ظاہر و باہر اور زبان زد خاص و عام ہونے کی وجہ سے تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ان پاکان امت کے تفصیلی فضائل و حالات میری کتاب یارانِ مصطفیٰ و وارثانِ خلافت راشدہ میں دیکھئے)
(۱۳۴) وہ صدیق اکبر جو ہمارے آقا علیہ السلام کے ساتھ زندگی بھر سائے کی طرح رہے (اور آج بھی روضہ اقدس میں اپنا ساتھ نبھائے ہوئے ہیں) اور پرہیزگار لوگوں کا سرمایہ ہیں آپ نے ایسی کامیاب حکومت کی کہ خلافت و جانشینی آپ پر ناز کرنے لگی اور آپ اس کے لیے عزت و عظمت کا سبب بن گئے اللہ تعالیٰ آپ پہ لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

بالغ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ ہیں، ایک موقع پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا! جب مجھے ساری دنیا جھٹلا رہی تھی ایک ابو بکر ہی تو تھے جو (کافروں کے ہاتھوں مار کھا رہے تھے اور) صدقت صدقت کا نعرہ لگا رہے تھے وواسانی بنفسہ و مالہ فهل انتم تارکوا لی صاحبی۔ اور اپنی جان اور مال مجھ پہ قربان کیا کیا تم میری خاطر میرے دوست سے درگزر نہیں کر سکتے ہو (تفصیلی واقعہ دیکھئے بخاری، ۵۱:۱) حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر! تو میرا غار کا بھی ساتھی ہے اور حوض کوثر کا بھی۔ (ترمذی)

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے دلِ مرتضیٰ سوز صدیق دے (اقبال)
(۱۳۵) میرا مطلب ہے وہ جو نبیوں اور رسولوں کے بعد سب سے افضل ہے اور سفر ہجرت میں قرآن پاک نے جس کو ثانی اثنین (دو میں سے دوسرا کہا) اس پہ لاکھوں سلام ہوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق کے آگے چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا! تم ایسے شخص کے آگے چل رہے ہو جو تم سب سے افضل ہے فواللہ ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر۔ ایک روایت میں یوں ہے ما طلعت الشمس علی احد بعد النبین والمرسلین افضل من ابی بکر (الصواعق المحرقة) قسم بخدا نبیوں اور رسولوں کے بعد سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو ابو بکر صدیق سے افضل ہو۔

(۱۳۶) جو تمام بچوں میں سب سے زیادہ سچا ہے (جب معراج سے واپسی پر مقام ذی طویٰ پہ حضور علیہ السلام نے جبریل امین سے فرمایا میرے اس معجزہ معراج کی کون تصدیق کرے گا تو جبریل امین نے عرض کیا یرصدفک ابو بکر و هو صدیق۔ اور کوئی تصدیق کرے یا نہ کرے ابو بکر تو ضرور کرے گا کیونکہ وہ صدیق ہے (سنن سعید بن منصور) اور تمام پرہیزگاروں کا سردار ہے (آیہ قرآنی و سب جنبھا الا تقی کی طرف اشارہ ہے جو بہ اجماع مفسرین آپ کے حق میں نازل ہوئی۔ تفسیر کبیر، ۸: ۴۱۷) اور دوسری آیت کی طرف والذی جاء بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون۔ اہل تشیع مفسرین نے بھی اس آیت سے نبی و صدیق مراد لیے ہیں دیکھئے تفسیر قمی)۔

اور ہمارے آقا علیہ السلام کے شعبہ وزات میں آنکھ اور کان کی حیثیت رکھتے ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر و عمر منی بمنزلة السمع والبصر من الراس۔ ابو بکر اور عمر کا مقام میرے نزدیک وہی ہے جو سر کے لیے کان اور آنکھوں کا ہوتا ہے۔ (الصواعق المحرقة، ص ۱۷۸)۔

اور آپ ﷺ نے ان دونوں حضرات کو اپنے زمین کے وزیر بھی قرار دیا (مشکوٰۃ) ان پر لاکھوں کروڑوں سلام ہوں۔

قصر پاک خلافت کے رکن رکیں شاہ قوسین کے نائب اولیں
یار غار شہنشاہ دنیا و دیں اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

(۱۳۷) پھر دوسرے خلیفہ امیر المومنین، غیظ المناقین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو خدا کے ساتھ دوستی رکھنے والے ہیں اور ان کے دشمنوں (شیطان کے چیلوں بلکہ بکے شیطانوں) پر دوزخ عاشق ہے جو فوراً ان کو ہڑپ کر جائے گی۔ اس عمر فاروق پہ ہماری طرف سے اے اللہ! لاکھوں سلام نازل فرما!

وہ عمر، وہ حبیب شہ بحر و بر وہ عمر خاصہ ہاشمی تاجور
وہ عمر کھل گئے جس پہ رحمت کے در وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا ستر
اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

(۱۳۸) جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں (تاریخ الخلفاء: ۱۲۳) اور کفر و نفاق کے لیے ننگی تلوار ہیں (اشداء علی الکفار کی تفسیر اور فلا وربک لا یومنون کا شان نزول اس پر گواہ ہے) ایسے مجاہد اسلام پہ لاکھوں سلام ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں جنت میں گیا تو میں نے بڑا ہی خوبصورت محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ کس کے

لیے ہے تو مجھے بتایا گیا یہ آپ کے عمر کا ہے پس میں نے ارادہ کیا کہ اس کے اندر جاؤں مگر پھر مجھے عمر کی غیرت یاد آگئی، اس پر حضرت عمرؓ نے رو کر عرض کیا بابی انت وامی یا رسول اللہ علیک اغار۔ میرے ماں باپ آپ کے قدموں پہ قربان ہو جائیں کیا میں نے آپ پر غیرت کھانا تھا (آپ ہی کے قدموں کے طفیل تو یہ ساری عزتیں ملی ہیں) (بخاری)

(۱۳۹) وہ عمر جو ہمارے نبی (ﷺ) کی ہر جگہ پہنچ کر توجہ جانی کرنے والے ہیں اور ہمارے آقا علیہ السلام کی ہاں میں ہاں ملانے والے ہیں، اور عدل و انصاف کی عظمت و شان (اعدل الاصحاب) ہیں۔ اس فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پہ لاکھوں سلام ہوں۔

قیصر روم کا سفیر جب مدینہ شریف آیا تو لوگوں سے پوچھا! تمہارا بادشاہ کہاں ہے انہوں نے کہا! ہمارے ہاں بادشاہ نہیں ہوتا امیر المؤمنین ہوتا ہے جو درحقیقت خادم المسلمین ہوتا ہے (سید القوم خادمہم) اس کو اگر تو ملنا چاہتا ہے تو درخت کے نیچے بغیر بستر اور چار پائی کے اینٹ کا سرہانہ بنا کر وہ دیکھ زمین پہ سو رہا ہے، سفیر بے ساختہ بول اٹھا! اے عمر! میرا حاکم ظلم کرتا ہے اس کو محلات میں بھی بغیر سخت پہرے کے نیند نہیں آتی، تم عدل و انصاف کے پیکر ہونا اس لیے اطمینان سے ہر جگہ سکون کی نیند سوتے ہو۔

(فاروق اعظم: ڈاکٹر حمید اللہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

(۱۴۰) ہمارے آقا علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ اور دوہرے داماد سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ پہ لاکھوں سلام ہوں جو غنی و مالدار ہو کر بھی حضور کی مسجد نبوی کے درویش اور خادم نمازی بن کر زندگی گزارتے رہے اور باوجود اپنی سخت ضرورتوں کے اپنا سارا مال اسلام اور پیغمبر اسلام پر لٹاتے رہے بالخصوص تنگی کے لشکر (غزوہ تبوک کے غازیوں) کی اتنی مدد کی کہ حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا ماعلی عثمان ماعمل بعد۔ (ترمذی) ماضر عثمان ماعمل بعد الیوم مرتین (مشکوٰۃ) آج کے بعد عثمان جو کچھ کرتا پھرے پرواہ نہیں کوئی عمل بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

- | | |
|---------------------------------------|--------------------------------|
| (۱۴۱) دُرّ منثور قرآن کی سلک بھی | زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۴۲) یعنی عثمان صاحب قیص ہدی! | حلقہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۴۳) مرتضیٰ شیر حق الشجعین | ساتی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۴۴) اصل نسل صفا وجہ وصل خدا | باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۴۵) اولیں دافع اہل رفض و خروج | چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۴۶) شیر شمشیر زن شاہ خیر شکن | پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۴۷) حاجی رفض و تفضیل و نصب و خروج | حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۴۸) مومنین پیش فتح و پس فتح سب | اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام |
| (۱۴۹) جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر | اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام |

(۱۵۰) جن کے دشمن پر لعنت ہے اللہ کی اُن سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* دُرّ منشور - بکھرے ہوئے موتی * سلک - لڑی، ڈوری * بہی - بہتری * زوج - خاوند * عفت - طہارت و پاکیزگی * قیص ہدی - ہدایت کی قیص (خلافت) * حلہ پوش - لباس پہننے والا * مرتضیٰ - پسندیدہ (علی شیر خدا) * الشجع الاثجین - بہادروں کا سردار * ساقی - پلانے والا * شیر و شربت - دودھ اور شربت * اصل - جڑ، بنیاد * صفا - طہارت * وجہ - سبب و باعث * وصل - ملنا * باب - دروازہ * فضل - فضیلت * ولایت - خدا کی دوستی * اولین - سب سے پہلا * دافع - دور کرنے والا * رفض - رافضیت و شیعیت * خروج - دشمنی اہل بیت (خارجی موجودہ دور کے نجدی و ہابی) * چارمی - چوتھا * رکن ملت - امت کا ستون و سہارا * شمشیر زن - تلوار کا ذہنی * خیر شکن - خیر کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے والا * پرتو - عکس * دست - ہاتھ * قدرت - قوت پروردگار * ماحی - مٹانے والا * رفض - صحابہ کی دشمنی، شیعہ ہونا * تفضیل - حضرت علی کو تمام صحابہ سے افضل سمجھنے کا عقیدہ * نصب و خروج - ناصبیت اور خارجیت (اہل بیت کی دشمنی) * حامی - حمایت کرنے والا * پیش - پہلے * فتح - فتح مکہ * پس - پیچھے، بعد والے * اہل خیر - بھلائی والے * بصارت - دیکھنا، بینائی، آنکھ سے دیکھنا * لعنت - رحمت سے دوری * اہل محبت - پیار والے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۳۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنہوں نے قرآن مجید کے بکھرے ہوئے موتیوں (آیات) کو کس عہدگی کے ساتھ ایک لڑی میں پرویا (جمع فرمایا اور جامع القرآن کا لقب پایا انہوں نے قرآن کو جمع فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے محبوب کا دہرا داماد بننے کا شرف عطا فرمایا) چنانچہ پاکیزگی و عزت کے دونوروں (حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں کا خاوند ہونے کا شرف پانے) والے زوج پر لاکھوں سلام ہوں۔

وہ غنی کیوں نہ تقدیر کا ہو دھنی جس نے پائے ہوں دو لعل کان نبی
شرح نور علی نور ہے زندگی دُرّ منشور قرآن کی سلک بہی

زوج دو نور غفت پہ لاکھوں سلام (اختر الہامی)

حضور علیہ السلام نے جب حضرت عثمان غنی کے نکاح میں اپنی دوسری بیٹی عنایت فرمائی تو ساتھ فرمایا! اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی (تاریخ الخلفاء بحوالہ طبرانی) اور ابن عساکر کی روایت کے مطابق فرمایا! اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان غنی کے نکاح میں دیتا جاتا۔ یہ تھا حضور علیہ السلام کو عثمان غنی پہ اعتماد۔ ارے! لوگ تو ایک بیٹی دے کر اتنے تنگ ہو جاتے ہیں کہ بددعائیں کرتے ہیں کہ یا ہمارا داماد مر جائے یا ہماری بیٹی مر جائے۔ لیکن حضرت عثمان بیٹی بھی لے رہے ہیں اور دعائیں بھی لے رہے ہیں۔

اس موقع پر حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت عثمان غنی کو ان لفظوں میں مبارک دی ثلث من صہرہ مالم ینالا (نہج البلاغہ) جس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا!

نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا (۱۳۲) میری مراد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں جو ہدایت کی قمیص پہننے والے ہیں (حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنی کو ارشاد فرمایا تھا اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے گا یعنی خلافت عطا فرمائے گا فان ازا دوا علی خلعه فلا تخلعه لہم۔ لوگ اگر اتارنا چاہیں تو ہرگز نہ اتارنا۔ (ترمذی) حضرت عثمان نے حضور علیہ السلام کے اسی حکم کو نبھاتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیا مگر خلافت سے دست بردار نہ ہوئے اور آج بد باطن لوگ کہتے ہیں کہ عثمان کتنے لالچی تھے کہ حکومت کے لالچ میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے (نعوذ باللہ ولعنة اللہ علی شرکم)

آپ (رضی اللہ عنہ) نے خود فرمایا ان رسول اللہ قد عہد الی عہدا وانا صابر علیہ۔ میں تو یار کا وعدہ نبھارہا ہوں جان جاتی ہے تو جائے مگر اپنے حبیب سے کیے ہوئے وعدے پر آنچ نہ آئے۔ ورنہ حکومت کی کیا بات کرتے ہو۔
تحت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں (۱۳۳) اور چوتھے خلیفہ امام المشرق والمغرب علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جو مرتضیٰ (چنے ہوئے) بھی ہیں اور شیر خدا بھی ہیں بلکہ بہادروں کے سربراہ بھی ہیں ہاں ہاں اہل اتی بھی ہیں، مشکل کشا بھی ہیں، حاجت روا بھی ہیں شوہر زہری بھی ہیں، نبی کے ویر بھی ہیں، ہمارے پیر بھی ہیں۔ اپنے قاتل کو بھی جو دودھ اور شربت پیش کر دے میں اس باب مدینہ العلم پہ کیوں نہ لاکھوں سلام کہوں۔

وقت و باعلیٰ نے قاتل کو بھیجی شربت ایسا قسیم کوثر ابر کرم نہ ہو گا
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ (کرم اللہ وجہہ) فرماتے ہیں! میرے آقا علیہ السلام نے مجھے اپنی گود میں پالا، اپنے سینے پہ لٹایا یا مسنی جسمہ ویشمنی عرفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم انور میرے جسم سے مَس ہوتا تھا اور میں آپ کا جسم چومتا تھا اور اس سے (جنت کی) خوشبو سونگھتا تھا۔ (علموا اولادکم محبت اہل بیت النبی: ڈاکٹر عبدہ میمانی) ہجرت کی رات کافروں کے سخت پہرے میں حضور علیہ السلام کے بستر پر سوئے۔

جس پہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین اور میکائیل علیہما السلام کو فرمایا کہ بتاؤ تم آپ میں بھائی بھائی (فرشتے) ہو کیا تم میں سے کوئی ایک دوسرے پر جان قربان کر سکتا ہے انہوں نے عرض کیا! یا اللہ! یہ تو بہت مشکل کام ہے فرمایا اذرا زمین پہ جا کر دیکھو! میں نے محمد علی (علیہما السلام) کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور علی کس طرح میرے محمد پہ جان قربان کر رہا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ (خلاصہ)

فرشتے آئے اور علی کو سویا ہوا پایا! امام رازی فرماتے ہیں فرشتوں نے حضرت علی کو ان الفاظ میں مبارک دی بخ بخ (یا علی) باہی اللہ بک ملائکہ اے علی تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ تیری (اس جان ثاری کی) وجہ سے فرشتوں کے سامنے ناز و مباحات فرما رہا ہے۔ اور قرآن پاک میں آیت نازل ہوئی ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ۔ لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضا (محبوب خدا کو خوش کرنے) کے لیے اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ علی المرتضیٰ پیدا ہوئے تو حال یہ

تھا کہ

لرز اٹھے اصنام کعبے کے اندر ہے توحید کا بول بالا سراسر
اٹھا شور کعبے میں اللہ اکبر چلے گھر سے کہتے ہوئے یہ پیمبر
علی آ رہے ہیں علی آ رہے ہیں علی آ رہے ہیں
ڈاکٹر محمد عبدہ میمانی لکھتے ہیں انہ ضحیٰ نفسه من اجل سلامة رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم
الهجرة عند ما نام في فراشه۔ (علموا اولادکم محبتہ اہل بیت النبی، ۱۰۹)

نبی علیہ السلام کی سلامتی کی خاطر حضرت علی نے ہجرت کی رات بستر رسالت پر سو کر اپنی قربانی دے دی۔
(۱۳۴) سیدنا علی شیر خدا وہ ہستی ہیں کہ جو پاک صاف نسل (سادات کرام) کی اصل اور جڑ ہیں کیونکہ آپ سے ہی سادات چلے
ہیں اور سادات صرف وہ ہیں جو امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد ہیں۔ احکام شریعت۔ از اعلیٰ حضرت
اور حضرت علی المرتضیٰ، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے آپ ہی کے متعلق فرمایا ہے النظر
الی علی عبادۃ۔ اشرف الموبد۔ جیسے قرآن کے پاروں کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ کی دیواروں کو دیکھنا عبادت ہے، مسجد کے میناروں
کو دیکھنا عبادت ہے ایسے ہی علی کے رخساروں کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

اور آپ ولایت کی فضیلت کا دروازہ ہیں۔ تمام سلاسل ولایت آپ سے جا کر ملتے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔
من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه۔ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولا۔ اے اللہ! جو علی سے
پیار کرے تو اس سے پیار کر اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اس کا دشمن ہو جا (اور اس کو جہنم رسید کر دے) اشرف الموبد لال محمد، ۲۸
۔ علی امام من است و منم غلام علی ہزار جان گرامی فدا بنام علی

(کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)
(۱۳۵) سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے رافضیوں اور خارجیوں (دشمنان صحابہ و اہل بیت) کے ساتھ باقاعدہ
جنگ کر کے ان کے فتنوں کا قلع قمع فرمایا اور ملت اسلامیہ کے چوتھے خلیفہ راشد اور دین کا مضبوط ستون بن کر مسلمانوں کی رہنمائی
فرمائی اور بڑی جرأت سے ساری عمر فتنوں کا مقابلہ فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان پہ کروڑوں سلام ہوں۔
(۱۳۶) آپ تلوار کے ایسے دھنی تھے کہ بڑے سے بڑے کافر کے مقابلے میں بھی آپ کی تلوار نے بہادری کے ایسے جوہر
دکھائے کہ لوگ پکارا اٹھے۔

۔ شاہ مرداں، شیر یزداں قوت پروردگار لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار
خیبر کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے علی شیر خدا پہ لاکھوں سلام ہوں۔ اور طاقت خداوندی کے عکس جمیل علی پہ لاکھوں
سلام ہوں۔

(۱۳۷) رافضیت و خارجییت چاہے وہ ناصبیت کی شکل میں ہو یا تفصیلیت کی شکل میں ان تمام کی بدعتیہ گویوں کا خاتمہ کر کے دین
اسلام اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنے والے مولیٰ علی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا لا اجد احد افضلنى على ابى بكر الا جلدته حدا المفترى۔ جو مجھے ابو بکر صدیق پہ فضیلت دیتا ہوا نظر آئے گا میں اس کو بہتان تراش کی سی سخت سزا دوں گا۔ (الصواعق المحرقة)
 ایک شخص (ابوزناد) نے کہا! کہ آپ کے ہوتے ہوئے مہاجرین و صحابہ نے ابو بکر کو کیسے خلیفہ بنالیا؟ آپ نے فرمایا!
 لولا ان المومن عائد الله لقتلتك۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ناجائز بات سے بچا لیتا ہے (یعنی تو اگر کلمہ گو نہ ہوتا) تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ (کنز العمال، ۶: ۳۱۸)

آپ نے فرمایا مجھ سے میرے نبی نے یہ فرمایا تھا لا یحبني الا مومن ولا یبغضني الا منافق۔ کہ مجھ سے صرف مسلمان ہی محبت کرے گا (کافر، منافق کے دل میں میری محبت نہیں جاسکتی) اور مجھ سے دشمنی رکھنے والا پکا منافق ہوگا۔ اور آپ کے دیگر تمام شہزادوں کی عظمت پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

جتنے تارے ہیں اُس چرخ ذبیحہ کے جس قدر ماہ پارے ہیں اُس ماہ کے
 جانشین ہیں جو مرد حق آگاہ کے اور جتنے ہیں شہزادے اُس شاہ کے

اُن سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام (اختر الجامدی)
 (۱۳۸) سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام چاہے وہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ہوں یا فتح مکہ کے بعد تمام سے اللہ تعالیٰ نے (کلا وعد الله الحسنی) جنت اور بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اور الصحابة کلهم عدول۔ سب صحابہ عادل و منصف ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں اور کروڑوں درود و سلام ہوں۔

یہ آسمان ہدایت کے تارے ہیں خدا کرے تمہیں مل جائے روشنی ان سے
 یہ لوگ تم نے ایک ہی ٹھوکر میں کھو دیے ڈھونڈا تھا آسمان نے انہیں خاک چھان کر
 مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے وہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

(۱۳۹) (صحابہ کرام کے بعد اعلیٰ حضرت تابعین علیہم الرحمۃ کی بارگاہ میں لاکھوں سلام کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا لا تمسه النار رانی اور ای من رانی (او کما قال علیہ السلام) مجھے دیکھنے والے (صحابی) کو دوزخ چھو بھی نہ سکے گی اور جس نے میرے دیکھنے والے (صحابی) کو دیکھا اس کو بھی دوزخ کی آگ نہ چھو سکے گی) یا یہ شعر او پر والے شعر ہی کا تتمہ ہے کہ جس مسلمان نے میرے آقا علیہ السلام کو ایک نظر بھی دیکھ لیا اس پاکیزہ نظر کے دیکھنے پر لاکھوں سلام ہوں کہ اس نے اس کو دیکھا ہے جس نے خدا کو دیکھا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اُس نظر کا مقدر ہے کس اوج پر اُس کی تقدیر ہے کس قدر بخت و
 اُس نظر پر فدا تاب چشم سحر جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر

(اختر الجامدی)
 اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام
 (۱۵۰) ہمارے آقا علیہ السلام کا فرمان ہے جس نے میرے صحابہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے دشمنی کی وہ خدا کا دشمن ہوا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا میں عادی لی ولیا فقد اذنتہ بال حرب۔ جب ولی کا دشمن خدا سے جنگ کر رہا ہے تو صحابہ کے دشمن یہ کیوں نہ خدا کی لعنت ہوگی، صحابہ کرام سے محبت کرنے والوں پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

جن کا کوثر ہے جنت ہے اللہ کی جن کے خادم پہ شفقت ہے اللہ کی
دوست پر جن کے رحمت ہے اللہ کی جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
اُن سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

☆☆☆

- (۱۵۱) باقی ساقیان شراب طہور! زین اہل عبادت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۲) اُن کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود اُن کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۳) شافعی، مالک، احمد، امام حنیف چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۴) کا ملان طریقت پہ پیکل درود حاملان شریعت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۵) غوث اعظم امام اتقی و اتقنی جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۶) قطب و ابدال و ارشاد و رشد الرشاد محی دین و ملت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۷) مرد خیل طریقت پہ بے حد درود فرد اہل حقیقت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۸) جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۹) شاہ برکات و برکات پیشیاں نو بہار طریقت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۰) سید آل محمد امام الرشید گل روض ریاضت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* باقی - جو رہ گئے * ساقیان - پلانے والے * شراب طہور - پاک شراب * زین - خوبصورتی اور زینت * بالا - بلند * شرافت - بزرگی * اعلیٰ - اونچا * والا - شان والا * سیادت - سرداری * شافعی - امام محمد بن ادریش شافعی * امام حنیف - امام ابو حنیفہ * کا ملان طریقت - روحانیت کے شہسوار * حاملان شریعت - شریعت پہ عمل کرنے والے * اتقی - تقویٰ * اتقنی - طہارت * جلوہ - مظہر * قطب و ابدال - طریقت کے درجات * محی - زندہ کرنے والا * خیل - سربراہ * فرد - یکتا * منبر - جس پہ بیٹھ کر خطیب وعظ کرتا ہے * کرامت - بزرگی * پیشیاں - پہلے بزرگ * نو بہار - نئی رونق * امام الرشید - ہدایت کے پیشوا * روض ریاضت - خوشبو کا باغ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۵۱) جن کا ذکر ہو چکا ان کے علاوہ باقی تمام ائمہ اہل بیت، صحابہ کرام جنہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کی شراب پلائی اور عبادت گزاروں کی زینت ہوئے ان سب پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۲) ان سب کی بزرگی اور شرافت پہ بلند و بالا درود ہو اور ان سب کی سرداری پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۳) فقہ کے چاروں امام امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین امامت کے ان چار باغوں پر مسکتے ہوئے درود و سلام کے پھول نچھاور ہوں۔

نجم ہائے درخشان حسن لطیف جن سے روشن ہوئے سینہ ہائے کثیف

چار ارکان ایوان شرع شریف شافعی - مالک - احمد - امام حنیف

چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۵۴) طریقت کے تمام کامل اماموں اور روحانیت کے سرچشموں پہ کامل درود ہو اور شریعت پر عمل کرنے والے تمام بزرگوں پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۵) بالخصوص سب ولیوں کے سردار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو تقویٰ اور طہارت کے امام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی

شان کا مظہر کامل ہیں ان پہ لاکھوں سلام ہوں۔

حق کے محرم امام اتقی و اتقی ذات اکرم امام اتقی و اتقی
قطب عالم امام اتقی و اتقی غوث اعظم امام اتقی و اتقی

جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

(۱۵۶) اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فیض یافتہ اولیاء کاملین قطب، ابدال اور ہدایت کے پیشوا، جنہوں نے دین و ملت کی آبیاری فرمائی ان سب پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۷) طریقت کے سربراہ پہ ان گنت رحمتیں ہوں اور حقیقت والوں میں بے مثال آقا غوث اعظم پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۸) جس غوث پاک کا قدم تمام اولیاء کرام کی گردنوں کی زینت بنا اور ولیوں کی گردنیں اس قدم کے لیے منبر بن گئیں آپ کے اس قدم کی عزت و کرامت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

ایسی برتر ہوئی گردن اولیاء اوج مہ پر ہوئی گردن اولیاء
عرش بر سر ہوئی گردن اولیاء جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء

اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

(۱۵۹) اور اپنے مشائخ عظام جو غوث اعظم کے فیض سے ہی مستفیض ہونے والے ہیں سید برکت اللہ مارہروی اور ان سے پہلے

کے تمام مشائخ کی برکتوں نے طریقت کے میدان میں جو رونق لگائی اس پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۶۰) حضرت سیدال محمد (سید برکت اللہ مارہروی کے بڑے صاحبزادے) جو ہدایت کے مقتداء ہوئے ہیں اور روحا

کے مہکنے والے پھول ہیں ان پہ لاکھوں سلام ہوں (سید برکت اللہ بن سید شاہ اولیس کی ولادت ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ میں ہوئی اور وصال شب عاشورہ محرم الحرام ۱۱۴۲ھ میں ہوئی)

جبکہ سید ال محمد کی ولادت بروز جمعرات ۱۸ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال باکمال ۱۶ رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ کو ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے مزارات مارہرہ شریف انڈیا میں مرجع خواص و عوام ہیں۔

- (۱۶۱) حضرت حمزہ شیر خداؤ رسول زینت قادریت پہ لاکھوں سلام
 (۱۶۲) نام و کام و تن و جان و حال و مقال سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام
 (۱۶۳) نورِ جاں عطرِ مجموعہ آلِ رسول میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام
 (۱۶۴) زیب سجادہ سجاد نوری نہاد احمد نورِ طینت پہ لاکھوں سلام
 (۱۶۵) بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب تابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام
 (۱۶۶) تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا بندہ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام
 (۱۶۷) میرے اُستاد ماں باپ بھائی بہن اہل ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
 (۱۶۸) ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام
 (۱۶۹) کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام
 (۱۸۰) مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* حضرت حمزہ۔ (ولادت ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ، وصال ۱۲ محرم ۱۱۹۸ھ * کام۔ مقصد * تن۔ جسم * حال۔ حالت * مقال۔ بات * عطرِ مجموعہ۔ خوشبوؤں کا مرکب * زیب۔ زینت * سجادہ۔ بزرگوں کی گدی * نہاد۔ پیدائش، عادت طینت کا بھی یہی معنی ہے * عتاب۔ ناراضگی * تابد۔ ہمیشہ ہمیشہ * طفیل۔ وسیلہ، برکت * ننگِ خلقت۔ مخلوق کی عار * ولد۔ اولاد * عشیرت۔ خاندان، قبیلہ * دعویٰ۔ استحقاق * شاہ۔ حضور علیہ السلام * کاش۔ خدا کرے ایسا ہی ہو * آمد۔ آنا * شوکت۔ دبدبہ، شان و عظمت * قدسی۔ پاکباز، فرمان بردار فرشتے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۶۱) حضرت حمزہ بن سید شاہ ال محمد جو خدا اور اس کے رسول کے شیر ہیں اور سلسلہ قادریہ کی زینت ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔

جس کی سرکار ہے بارگاہ قبول جس کے دربار میں اولیاء ہیں شمول

جس پہ ہے رحمت مصطفیٰ کا نزول حضرت حمزہ شیر خدا و رسول

زینت قادریت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

(۱۶۲) سیدال احمد عرف اچھے میاں (بن سید شاہ حمزہ) ولادت ۲۸ رمضان ۱۱۶۰ھ وصال ۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ۔ مزار پر انوار مارہرہ شریف) جن کا نام بھی اچھا، کام بھی اچھا اور حال و قال بھی عمدہ اور سیرت کے ساتھ صورت بھی عمدہ ہے ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔

(۱۶۳) میری جان و روح کا نور اور ان گنت خوبیوں کا خلاصہ و مجموعہ سید آل رسول (ستھرے میاں کے صاحبزادے جو کہ شاہ سید حمزہ کے منجھلے صاحبزادے ہیں اور اپنے عم مکرم سید آل احمد اچھے میاں کے مرید و خلیفہ ہیں۔ علم ظاہری و باطنی سے فیضاب، ولادت ۱۲۰۹ھ اور وصال ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ) مجھے ہر نعمت انہی کی بارگاہ سے میسر آئی اللہ تعالیٰ ان پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے (یہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے مرشد برحق ہیں)

(۱۶۴) حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوری جنہوں نے آستانہ مارہرہ شریف کی گدی کو ایک نئی شان عطا فرمائی نورانی طبیعت و خلقت والے ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔ (آپ سیدی شاہ آل رسول کے پوتے ہیں اور آپ کے والد ماجد کا نام سید شاہ ظہور حسن بن سید آل رسول ہے آپ کی ولادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی اور وصال ۱۱ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ میں ہوا، مزار پر انوار مارہرہ شریف میں ہے۔ انہی کی بارگاہ میں نواب آف نان پارہ نے عرض کیا تھا کہ احمد رضا سے فرمائیں کہ میری شان میں کوئی ایک قطعہ لکھ کر دیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا جب موڑ میں ہوں گے کہہ دوں گا، چنانچہ جب اعلیٰ حضرت کو حکم ہوا تو آپ نے قلم اٹھایا اور سرکار مدینہ کی بارگاہ کی گداگری پہ وجد کرتے ہوئے یہ شعر لکھا۔

کروں مدح اہل دُول رضا پڑنے اس بلا میں مری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

(۱۶۵) اے اللہ! بغیر کسی سزا، ناراضگی اور حساب و کتاب کے اپنے نبی کے غلاموں (اہل سنت و جماعت) پہ ہمیشہ رحمتیں و برکتیں نازل فرما۔

خدا یا کرم بار تیری جناب از طفیل جناب رسالت مآب

وہ کہ جن کا ہے یسین و طہ خطاب بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب

تاابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام (اخترالحامدی)

اہل باطل ہوں جل جل کے یارب کباب روز افزوں ہو اُن کا یونہی التہاب

اور بہر حضور رسالت مآب بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب

تاابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

اہل سنت پہ لاکھوں سلام:

صرف اہل سنت پہ یہ تاابد لاکھوں سلام بھیجنے کی وجہ یہ ہے کہ یہی گرو ناجی ہے باقی ہر فرقہ کسی نہ کسی (خدا کے پیارے) کی

شان میں گستاخی کرتا ہے کسی کا دامن گستاخی رسول سے داغدار ہے تو کوئی صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب ہے۔ کوئی اہل بیت عظام سے بغض رکھتا ہے اور کوئی خیر سے کسی کو بھی نہیں مانتا اور آمین سب سے اونچی کہتا ہے بھلا ایسی آمین کا کیا فائدہ جو اللہ والوں کی توہین میں بلند ہوتی ہے۔ اور ائمہ فقہ کو تو اللہ رسول کا دشمن سمجھتے ہیں کہ یہ ساری عمر قرآن و سنت کے خلاف ہی گویا کام کرتے رہے (نحوذ باللہ من ذلک)

حضور علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بہتر اور اپنی امت کے بہتر فرقوں کی نشاندہی فرمائی ہے جب عرض کیا گیا کہ حضور ان بہتر میں سے حق اور صراطِ مستقیم پہ کون ہوگا تو آپ نے فرمایا ما انا علیہ واصحابی۔ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے وہ حق پر ہوں گے (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

اسی گروہ کو جماعت اور سوادِ اعظم فرمایا گیا اور فرمایا ید اللہ علی الجماعة من شد شد فی النار۔ اللہ کی رحمت اسی جماعت پر ہوگی جو اس جماعت سے جدا ہوگا سیدھا دوزخ میں جائے گا (ترمذی باب لزوم الجماعة)

فرمایا یہی جماعت ہے جو گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی، لہذا اس کی اتباع کو لازم پکڑ لو اتبعوا اسوادا لا عظم۔ (ابن ماجہ) آپ غور فرمائیں تو آسانی سے یہ فیصلہ کر لیں گے کہ نئے نئے گروہوں نے جو نئے نئے عقیدہ گھڑ رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ گمراہ ہوئے ہیں صحابہ کرام کے یہ عقاید ہرگز نہ تھے مثلاً نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے، نبی کو دیوار پیچھے کا علم نہیں ہے وغیرہ وغیرہ "نقل کفر کفر نہ باشد" جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی شئی کا مالک و مختار نہیں۔

الحمد للہ! اہل سنت کے عقائد جو اعلیٰ حضرت نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائے ہیں ان میں ادب ہی ادب ہے اور الایمان کلہ ادب۔ ایمان ادب ہی کا تو نام ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم انداز فضل رب
(۱۶۶) ”بندۂ ننگ خلقت“ سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی اپنی ذات مراد ہے کہ اے اللہ اپنے ان تمام محبوب بندوں کے طفیل مجھے بھی اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لے۔

میں بھی ہوں اک گدائے در اولیا میں بھی ہوں اک سگ کوئے غوث الوریٰ
میں بھی ہوں ذرۂ کوچہ مصطفیٰ تیرے اُن دوستوں کے طفیل اے خدا
بندۂ ننگ خلقت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

اپنے آپ کو ننگ خلقت یعنی مخلوق کے لیے وجہ عار اور باعث شرم کہنا اور کسی مقام پہ ”سگ بے ہنر“ کہنا یہ اسی ادب کا تقاضا ہے جو اس سے پہلے شعر کی تشریح میں بیان ہو رہا تھا۔

(۱۶۷) اے اللہ میرے والدین، میرے اساتذہ، بہن بھائی اولاد اور خاندان قبیلہ سب پہ اپنے نیکوں کی طفیل اپنی رحمتیں نازل فرما۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا نقی علی خان ہے جن کی ولادت رجب المرجب ۱۲۳۶ھ (۱۸۳۰ء) میں ہے جو اپنے دور کے بابر عالم دین تھے، بڑی خوبیوں کے مالک تھے، آپ نے پچیس کتابیں مختلف موضوعات پہ لکھیں ہیں۔ بعض متعصب اس قدر اندھے ہو گئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے آباؤ اجداد کے ناموں سے لوگوں کو دھوکہ دیکر ان حضرات کو شیعہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف

ہیں ایسے اندھوں کو اعلیٰ حضرت کا سلام ہی پڑھ لینا چاہیے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام پر کتنی محبت سے لاکھوں سلام کا نذرانہ پیش کیا ہے اور پھر آپ نے شیعوں کے خلاف بیس کے قریب کتابیں بھی تو لکھیں ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے دو بھائی اور تھے مولانا حسن رضا خان جو نعت کہنے میں اپنی مثال آپ تھے اور اعلیٰ حضرت بھی ان کی نعتیں بڑے شوق سے سنتے تھے آپ کے نعتیہ دیوان کا نام ”ذوق نعت“ ہے جو کئی بار چھپ چکا ہے۔ اور اس شرح میں بے شمار اشعار بالخصوص ابتدائی حصے میں ان کے آپ پڑھ چکے ہیں۔ آپ کے دوسرے بھائی کا نام مولانا محمد رضا خان تھا۔ جبکہ آپ کی دو بہنیں بھی تھیں۔

آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد ماجد کے علاوہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ جن کو احسان الہی ظہیر جیسے دھوکہ بازوں نے مرزا قادیانی کا بھائی ثابت کرنے کا بھتان تراشا، اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں جن لوگوں کے پاس اپنی حقانیت کے دلائل نہیں ہوتے وہ حق والوں پر کس کس طرح کے رکیک حملے کرتے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی ملعون کے ساتھ ان بزرگوں کا دور کا تعلق بھی نہیں صرف مرزا اور بیگ کے لفظ سے دھوکہ دیا گیا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ان بزرگوں کے کئی سوالات کے اعلیٰ حضرت نے جوابات بھی دیے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے علم تکسیر و جفر کے کچھ حصے شاہ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ سے بھی سیکھے جن کے بارے میں قصیدہ نور کے مطلع میں آپ نے فرمایا۔

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

اعلیٰ حضرت کے دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان۔ دونوں صاحبزادے دینی علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے جبکہ مؤخر الذکر شعری ذوق بھی رکھتے تھے آپ نے متعدد نعتیں لکھیں حصول برکت کے لیے لاکھوں سلام کے اشعار کی شرح میں ان کا بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لاکھوں سلام والا نذرانہ محبت پیش کیا جا رہا ہے۔ جس سے آپ الولد سرلابیہ کی حقیقت واضح طور پر دیکھ لیں گے۔

سلام بہ سرکارِ انام

مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان ثورتی

تم	پر	لاکھوں سلام	تم	پر	لاکھوں سلام
سب سے اعلیٰ عزت والے	غلبہ و قہر و طاقت والے	تم	پر	لاکھوں سلام	تم
حُرمت والے کرامت والے	غالب قاہر ریاست والے	تم	پر	لاکھوں سلام	تم
ظاہر باہر سیادت والے	قوت والے شہادت والے	تم	پر	لاکھوں سلام	تم
نور علم و حکمت والے	نافذ جاری حکومت والے	تم	پر	لاکھوں سلام	تم
رب کی اعلیٰ خلافت والے	تم	پر	لاکھوں سلام	تم	پر

آپ کا چاہا رب کا چاہا	رب کا چاہا آپ کا چاہا	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
رب سے ایسی چاہت والے	تم ہو وہ شہ اورنگ خلافت	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
تم ہو تاج رفعت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
رب کے پیارے راج دُلا رے	ہم ہیں تمہارے تم ہو ہمارے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
اے دَمانِ رحمت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
دھو دیں گند کے دھبے کالے	ابرِ کرم کے برسین جھالے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
گیسوؤں والے رحمت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
اے شاہد حق و شاہد اُمت	کافر پر تم رب کی جُخت	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
تم مومن کی مسرت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
ڈمگ ڈمگ نیا ہالے	چیرا کاپنے توئی سنبھالے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
آہ دو ہائی رحمت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
بگڑی ناؤ کون سنبھالے	ہائے بھنور سے کون نکالے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
اے زور و طاقت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
راجا پر جا آپ کے دوارے	سب ہیں بیٹھے جھولی پیارے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
داتا پیارے دولت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
کھیون ہارے کھیون ہارے	بیاں پکڑے مورے پیارے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
قوت والے ہمت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
اپنے پرائے آپ کے در سے	نعمتیں پائیں جھولیاں بھر کے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
اللہ اللہ سخاوت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
عرشِ علاء پر رب نے بُلایا	اپنا جلوۂ خاص دکھایا	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
خلوت والے جلوت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
تخت تمہارا عرشِ خدا کا	مُلکِ خدا ہے مُلکِ تمہارا	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
رب کی اعلیٰ خلافت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
دے دیئے تم کو اپنے خزانے	رَبِّ عِزَّتِ رَبِّ عِلَّانے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام

دو نوں جہاں کی نعمت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
ایسی دولت پائی پھر بھی	مسکینی ہی تم نے چاہی	
مسکینوں پر رحمت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
آپ سے دولت پائے دُنیا	آپ کریں خود فاقہ پہ فاقہ	
ایسی بخشش و دولت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
نعمتیں تم اوروں کو کھلاؤ	خود کھاؤ تو جو کی کھاؤ	
نانِ جو یں پہ قناعت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
دولت دو عالم کی بانٹو	پیٹ پر اپنے پتھر باندھو	
اللہ اللہ سخاوت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
غیروں کو اپنوں سے زیادہ	بانٹی تم نے دولتِ دُنیا	
ماشاء اللہ ہمت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
ہم ہیں جتنے خاٹی و تخطی	آپ ہیں اس سے زائد معطی	
عفو و صفح و عنایت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
کتنے پردے ہی چہرے پر	پھر بھی چہرہ شمس و قمر	
اے ثورانی صورت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
صورتِ اقدس سے حق ظاہر	کلمہ پڑھتا دیکھ کے کافر	
اے حقانی صورت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
بوجہل لعین کلمہ پڑھتا	دیکھا ہی نہیں اُس نے شاہا	
پردوں والی صورت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
خُلُق تمہارا خُلُقِ الہی	فیض تمہارا لا متناہی	
اے پاکیزہ سیرت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
ایسی مقدس خوابِ راحت	آپ تو سوئیں جاگے قسمت	
اے ربّانی دعوت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام
مَا زَاَعَ بَصْرُكَ يَا مُوَلّٰی	مَا كَذَبَ قَلْبُكَ حِينَ رَاٰی	
ایسی چشمِ بصیرت والے	تم پر لاکھوں سلام	تم پر لاکھوں سلام

قَوْلِ حَقِّ هِيَ قَوْلُ تَهَارَا اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَى

صِدْق و حَق و امانت والے تم پر لاکھوں سلام

فِعْل تَهَارَا فِعْلِ خُدا هِيَ اس کا گواہ اللہ رمیٰ ہے

حَق سے ایسی نسبت والے تم پر لاکھوں سلام

آپ کا يَزْد رَبِّ وَاحِدُ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ ہے شاہد

اَبے ربّانی بیعت والے تم پر لاکھوں سلام

دینِ حق کے ہادی رہبر تم ہو حق کے نائب اکبر

ناجِ ادیان شریعت والے تم پر لاکھوں سلام

حِلّتِ حُرمت آپ کے منہ سے ایسے ہے جیسے حق کے کئے سے

حِلّتِ والے حُرمت والے تم پر لاکھوں سلام

آپ کا سایہ کیسے ہوتا آپ ہیں ثورِ حق کا سایا

ظِل رحمت طلعت والے تم پر لاکھوں سلام

آپ کا دم ہے فرش کی نزہت اور قدم ہے عرش کی زینت

حُسن و جمالِ نظافت والے تم پر لاکھوں سلام

خواب میں اپنا جلوہ دکھاؤ ثوری کو تم ثوری بناؤ

آئے چمکیلی رنگت والے تم پر لاکھوں سلام

شعر نمبر ۱۶ کی تضمین اختر الحامدی صاحب نے یوں لکھی ہے۔

تیری رحمت رہے ان پہ پرتو فگن ان پہ ہو سایہ لطف شاہِ زمیں

دیر تک یہ درخشاں رہے انجمن میرے اُستاد ماں باپ بھائی بہن

اہلِ ولد و عسیرت پہ لاکھوں سلام

(۱۶۸) اور اللہ کی اتنی وسیع رحمت کو میں اپنی ذات تک محدود کیوں رکھوں، میں یوں کیوں نہ کہوں کہ میرے آقا علیہ السلام کی ساری امت پہ اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں رحمتیں ہوں۔

ابرِ جود و عطا کس پہ برسا نہیں؟ تیرا لطف و کرم کس پہ دیکھا نہیں؟

کس جگہ اور کہاں تیرا قبضہ نہیں؟ ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں

شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

کون ہے دل سے اُن کا جو شیدا نہیں کس کے وردِ زباں اُن کا کلمہ نہیں

حشر میں کس کو اُن کا سہارا نہیں ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

رحمت حق کی وسعتیں:

ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو ان الفاظ سے دعا دی اللھم ارحمنی و محمد اولا
ترجمہ معنا اے اللہ مجھ پہ رحم فرما اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما، کسی اور کو ہمارے ساتھ اپنی رحمت میں شامل نہ فرما۔ حضور
علیہ السلام نے جب یہ سنا تو آپ نے فرمایا لقد حجزت واسعا تو نے تو اللہ تعالیٰ کی اتنی وسیع رحمت کو بالکل محدود کر دیا ہے۔
(البخاری باب رحمة الناس)

ایک دوسری روایت میں یہی واقعہ ہے یا کوئی دوسرا ہے بہر حال اوپر والی روایت تو حضرت ابو ہریرہ سے ہے جبکہ اس
روایت کے راوی حضرت جناب ہیں فرماتے ہیں کہ ایک شخص اونٹ پہ سوار تھا بارگاہ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
میں حاضر ہوا اونٹ کو بٹھایا، نیچے اتر کر اونٹ باندھا اور حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کرنے کے بعد واپس اونٹ کے پاس گیا، اس
کی رسی کھول کر اوپر سوار ہو گیا اور پھر پکار کر کہا۔ اللھم ارحمنی و محمد اولا تشرک فی رحمتنا احدا (ترجمہ وہی ہے جو
اوپر والی روایت میں مذکور ہوا)

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقولون هو اضل ام بعیرہ الم تسمعون الی ما قال۔ حضور علیہ
السلام نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا تمہارا کیا خیال ہے یہ زیادہ احمق ہے یا اس کا اونٹ؟ سنا ہے تم نے اس نے کیا کہا، قالوا نعم
۔ عرض کیا! حضور! ہاں سنا ہے (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۱۴)

الغرض! اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے ورحمتی وسعت کل شئی۔ میری رحمت ہر شئی پہ وسعت رکھتی ہے اس
بنا پر اعلیٰ حضرت نے لاکھوں سلاموں کی رحمت میں حضور علیہ السلام کی ساری اُمت کو بھی شامل فرمالیا ہے۔

یا الہی رحم کن برماہم عفو کن جملہ گناہ ماہم

(۱۶۹) اے اللہ! کاش ایسا ہو جائے کہ دنیا میں اپنے آقا پہ مخالفین کے فتوؤں کے باوجود تیرے محبوب علیہ السلام پر جھوم جھوم کر
دو دو سلام پڑھنے والوں کے سامنے میدان محشر میں جب حضور علیہ السلام تشریف لائیں تو ہم آپ کی شفاعت کا پیشگی شکر یہ ادا کرنے
کے لیے ان کی شان و شوکت پہ درود و سلام کا وظیفہ کرنے لگیں۔

آفتاب قیامت کے بدلے ہوں طور جب کہ ہو ہر طرف ”نفسی نفسی“ کا شور

جب کسی کا کسی پر نہ چلتا ہو زور کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور

بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ السلام کس شان سے میدان محشر میں تشریف لائیں گے آپ نے خود فرمایا بطوف علی الف خادم کا نھم
لؤلؤ مکنون (ترمذی عن انس)

ایک ہزار خدمت گزار چھپے ہوئے موتیوں سے بھی زیادہ خوبصورت میرے ارد گرد ہوں گے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں خرج فی سبعین الفامن الملائكة يؤقرونه صلى الله عليه وسلم (التذکرہ۔ للقرطبی: ۲۱۲)
میدان محشر میں (ہزار خدام کے علاوہ) حضور علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لائیں گے۔ یہی ہیں
خدمت کے قدسی جن کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مقطع سلام میں عرض کرنے کی جسارت فرما رہے ہیں۔

(۱۷۰) رب العالمین کی بارگاہ اقدس کی خدمت بجالانے والے منہصوم فرشتے جب مجھ گناہ گار کو حضور علیہ السلام کی آمد کے راستے
میں اپنے آقا کی انتظار میں کھڑا پائیں گے تو ضرور پوچھیں گے تو سہی کہ ہاں احمد رضا کیوں کھڑے ہو؟ بس ان کے پوچھنے کی دیر ہو
گی اور میں اپنے آقا کریم پہ یہی لاکھوں سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرنا شروع کر دوں گا فرق یہ ہے کہ یہاں آنکھوں کو بند کر کے تصویر
محبوب کو خیالات کی آنکھوں سے دل کی دنیا میں دیکھ دیکھ کر پڑھتا ہوں اور وہاں جلوہ محبوب سر کی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر پڑھوں گا۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
اور پھر جلوہ کوئی ایک ہوگا؟ نہیں نہیں بلکہ۔

قیامت جس کو کہتے ہیں وہ عید ہے اہل سنت کی
ادھر دیدار رب ہو گا ادھر صورت محمد کی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

مرشدی شاہ احمد رضا خاں رضا
فیضیاب کمالات حساں رضا
ساتھ اختر بھی ہو زمزمہ خواں رضا
جب کہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
(اختر الحامدی)

کاش برپا ہو جس وقت روزِ جزا
اور دُولہا بنیں وہ شفیع الوریٰ
ہو کسی کی یہ پوری حبیب التجا
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
(سید حبیب احمد)

-----***-----

مناجات

- (۱) یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
 (۲) یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
 (۳) یا الہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
 (۴) یا الہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر
 (۵) یا الہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
 (۶) یا الہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
 (۷) یا الہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
 (۸) یا الہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
 (۹) یا الہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
 (۱۰) یا الہی جب حساب خندہ بیجا زلائے
 (۱۱) یا الہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
 (۱۲) یا الہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
 (۱۳) یا الہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
 (۱۴) یا الہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
 (۱۵) یا الہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
 دولت بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
- جب پڑے مشکل شرہ مشکل کشا کا ساتھ ہو
 شادی دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
 ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو
 امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
 صاحبِ کوثر شرہِ جود و عطا کا ساتھ ہو
 سید بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو
 دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
 عیب پوش خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو
 ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا ساتھ ہو
 چشمِ گریبانِ شفیع مرتبے کا ساتھ ہو
 ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
 آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو
 رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
 قدسیوں کے لب سے لہنِ رنگا کا ساتھ ہو

حل لغات:

* یا الہی - الہ اور ی متکلم سے مرکب ہے (اے میرے معبود) جیسے کبھی یا نسبت کی ہوتی ہے امر الہی یا حکم الہی * عطا - بخشش * مشکل کشا - مشکل حل کرنے والا * نزع - جان کنی، موت کا وقت * شادی - خوشی * دیدار - ریاہت * گور تیرہ -

اندھیری رات * جانفراء - جان کو بڑھانے والی * داروگیر - پکڑ دھکڑ، قید و بند * پیشوا - مقتداء * امام - رہبر و راہنما
 * صاحب کوثر - حوض کوثر کے مالک ہمارے آقا علیہ السلام * جو دو عطا - سخاوت * سردمہری - سنگدلی، بے وفائی * خورشید -
 سورج * ظل لواء - جھنڈے کا سایہ * بھڑکیں - شعلہ زن ہوں، جلنے لگیں * بدن - جسم * نامہ اعمال - کیا دھرا، اعمال نامہ
 * عیب پوش - چھپانے والا، گناہوں پر پردہ ڈالنے والا * خلق - مخلوق * ستار خطا - غلطی چھپانے والا * بہیں - جاری ہوں
 (آنسو) * جرم - گناہ * تبسم ریز - مسکراہٹ بکھیرنے والا * خندہ بے جا - ہنسی، مذاق * چشم - آنکھ * گریں - روتے
 والی * شفیع - شفاعت کرنے والا * مرتجی - جس سے امیدیں وابستہ کی جائیں * رنگ لائیں - برباد کرنے پہ آمیں، فتنہ پیدا
 کریں * بے باکیاں - بے حیا یاں، گناہوں پہ دلیریاں * حیا - شرم * تاریک - اندھیرا * راہ - راستہ * پل صراط - دوزخ
 کے اوپر بچھایا جانے والا راستہ بال سے باریک تلوار سے تیز * آفتاب - سورج * نور الہدی - ہدایت و راہنمائی کی روشنی * سر
 شمشیر - تلوار کی دھار * ربّ مسلم - اے اللہ سلامتی سے گزار (امت کے پل صراط سے گزرتے وقت حضور علیہ السلام کی دعا)
 * عمر ودا - غمخوار، غم دور کرنے والے * دعائے نیک - اچھی دعا * قدسیوں - فرشتوں * لب - ہونٹ * امیں رہنا - اے
 ہمارے پالنے والے قبول فرما * خواب گراں - گہری نیند (موت) * دولت - نصیب، بخت * بیدار - جیتا جاگتا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) یا اللہ! ہم تیری بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ ہر وقت اور ہر جگہ تیری عطائیں اور تیری مہربانیاں ہمارے ساتھ رہیں اور
 پھر تیرے محبوب کی امت ہو کر ہم ان کے وسیلے سے کیسے بے نیاز اور غافل ہو سکتے ہیں نہ ہی اپنے نبی کے واسطے کے بغیر تیری رحمت
 ہماری طرف متوجہ ہوگی کیونکہ ہم کیاشی ہیں ابوالبشر آدم علیہ السلام نے بھی جب تک اللہم انی اسئلك بحق محمد ان
 تغفر لی نہ کہا ان کی بھی معافی نہ ہوئی، ہر تیرے نبی نے تیری بارگاہ میں تیرے محبوب کے بابرکت نام کا وسیلہ پیش کیا۔ کیونکہ تیرا
 محبوب تیرا نائب اور خلیفہ اکبر ہے تو اپنی ہر نعمت اپنی مخلوق کو انہی کے واسطے سے ہی عطا فرماتا ہے (واللہ معطی وانا قاسم) لہذا
 ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ جب موت کی مشکلات اور میدان محشر کی سختیاں درپیش
 ہوں تو اپنے پیارے نبی جن کی شفاعت سے قیامت کی ساری مصیبتیں ٹل جائیں گی اور مشکلیں حل ہو جائیں گی ہمیں ہر مشکل میں
 اپنے مشکل کشا نبی کی سنگت و معیت عطا فرماتا۔

(۲) اے میرے پیارے اللہ! تیری ہی بارگاہ میں التجاء ہے تیری ہی بارگاہ میں ابتداء و انتہاء ہے اور پھر تیری ہی بارگاہ میں دعا
 ہے کہ تیرے نبی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق موت کی سختیاں اور تکالیف بڑی شدید ہوتی ہیں کاش کہ مرتے وقت ہمیں تیرے
 محبوب علیہ السلام کے حسن کا جلوہ دیکھنا نصیب ہو جائے اور اس خوشی میں سکرات موت کی شدت بھول جائیں۔ لہذا ہمیں زندگی
 میں ایسے کام کرنے کی توفیق عطا کر کہ ہم موت کے وقت تیرے محبوب علیہ السلام کا جلوہ دیکھنے کے قابل ہو جائیں۔

(۳) اے میرے اللہ! قبر کی سیاہ اور تاریک رات جس کا تصور کر کے بڑے بڑوں کے دل دہل جاتے ہیں اور پتے پانی ہو
 جاتے ہیں۔ میں عاجز و مسکین کس لائق ہوں کہ تنہا اس اندھیرے اور تاریکی کا سامنا کر سکوں مجھے اپنے پیارے محبوب کے رُخ و انصاف
 کا قبر میں دیدار عطا کرنا تاکہ میری جان میں جان آئے اور میری روح ان کی زیارت کر کے چین و قرار پائے۔

تلاوت قرآن، ذکر و اذکار، کثرت درود شریف، صدقہ و خیرات، ایصال ثواب کے علاوہ کئی اعمال صالحہ ہیں کہ جن کی

بدولت قبر کے عذاب اور آخرت کی ہولناکیوں سے نجات مل جاتی ہے۔

موت بھی آخر فنا ہو جائے گی
اللہ اللہ شانِ یکتائی تیری
موت سے غافل ہوا انسان کیوں
وصلِ مولا کی یہی تدبیر ہے
یاد اس کو ہو جو اپنی مُردنی
یاد اس کی بھی ہوا ہو جائے گی

(۴) اے میرے اور ساری مخلوق کے پروردگار! محشر کی ہولناکیوں اور قیامت کی قیامت خیزیوں سے مجھے کون بچائے گا کہ جب اعلان ہوگا و امتاز و الیوم ایہا المجرمون۔ کہ مجرم آج علیحدہ ہو جاؤ۔ پھر ان کی پکڑ دھکڑ ہوگی۔ اور ایک ہنگامہ اور شور ہوگا۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دے گی، والدین اولاد کو اور اولاد والدین کو نہ پہچانیں گے اور کوئی کسی کو کیا پہچانے گا۔ یا اللہ میرا تو ایک ہی سہارا ہے اور وہ تیرا پیارا محبوب اور ہمارا پیشوا، ہادی، رہبر و راہنما ہے اسی کا وسیلہ ہمیں ان حالات میں امن دے سکتا ہے۔ اے میرے اللہ! مجھے اپنے اس امن دینے والے نبی کا ساتھ عطا کرنا۔

(۵) اے میرے پالنے والے! میدانِ محشر کی گرمی میں جب شدت کی پیاس سے زبانیں سوکھ کر کانٹے کی طرح ہو کر منہ سے باہر نکلی ہوئی ہوں جس کے تصور سے ہی روح کا نپ اٹھتی ہے اور کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے، تیرے بڑے بڑے نیک بندے ان لحظات کا ذکر کر کے نافرمان لوگوں کو راہِ راست کی طرف لاتے رہے اور خود اس خطرناک منظر سے بچنے کا سامنا کرتے رہے۔ یا اللہ! ہمارے پاس تو ایک ہی سامان ہے، وہی ہمارا ایمان ہے، بلکہ ہمارے ایمان کی جان ہے، اور وہ محبوب رب رحمان ہے جس پر ہم سب کو ”مان“ ہے، جو حوض کوثر کا مالک اور بخشش و کرم کرنے والا اپنی امت پہ نہایت شفیق و مہربان ہے ہم تیری بارگاہ میں عاجزانہ التجا کر رہے ہیں کہ ہمیں ان خوفناک لحظات سے اپنے محبوب علیہ السلام کا ساتھ عطا کر کے امن و سلامتی کی بھیک عطا فرماتا تاکہ ہم اس دن کی ذلت و رسوائی سے محفوظ رہ سکیں۔

اے اللہ تیری راہ میں شہید ہونا نصیب ہو جائے تو ہمارے سارے اخروی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ہمیں شہادت نصیب فرمادے۔

آج تیاری یہ کیا ہوتی ہے
کیا بس گھر یہ اجڑنے کو ہے
اے بشر کوئی بھی خوبی نہ رہی
مدتوں ناز و نعم میں رہ کر
اب تیری جاں چلی اے انسان
اب تجھے چھوڑنا ہوگا سب کچھ
اب تجھے دیکھنا ہوگا وہ گھر
روح کیا تن سے جدا ہوتی ہے
جان قالب سے خفا ہوتی ہے
آخری یہ بھی ادا ہوتی ہے
آج وہ جان ہوا ہوتی ہے
اب قیامت سی پیا ہوتی ہے
اب تیری جان فدا ہوتی ہے
جس میں تنہائی سوا ہوتی ہے

اب تجھے روئیں گے رونے والے اب تیرے حق میں دعا ہوتی ہے
اب تجھے اس کی حضوری ہو گی آہ واں دیکھتے کیا ہوتی ہے

(۶) اے پروردگار عالم! جب قیامت کے دن سورج پوری طرح اپنے غصے کا اظہار کر رہا ہو (یعنی سورج سوانیزے پہ ہوگا اور زمین تانبے کی طرح تپ رہی ہوگی نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے عرش اور اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ السلام کے جھنڈے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا)

یا اللہ تو اس دن اپنے پورے جلال میں ہوگا کہ تیرے برگزیدہ نبی بھی تیری بارگاہ میں بات کرنے کی مجال نہ رکھتے ہوں گے اے اللہ! ہم آج ہی تیری بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ ہمیں اس دن اپنے بے سایہ نبی کے سایہ دار جھنڈے کا سایہ عطا فرمانا۔

(۷) اے میرے رؤف و رحیم اور ستار و غفار اللہ! تیری ہی پناہ ہے محشر کی اس گرمی سے جو کہ جسم کو ایسے جلا رہی ہوگی کہ جسموں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہوں گے، جہنم تو ایسی مصیبت ہے کہ تیرے نیک بندے اس کا نام سن کر ہی کانپ جاتے اور سجدے میں گر کر رو کر اس سے پناہ مانگتے تھے اور تجھ سے جنت کی دعائیں مانگتے تھے۔ ہم گناہ گار تو تیری رحمت کے زیادہ حقدار ہیں۔

ہاں مگر تیرے محبوب رحمتہ للعالمین کے دامن رحمت کی ٹھنڈی ہوا اگر نصیب ہوگی تو ہمارے لیے یہی جنت ہوگی کیونکہ اس کے بعد جنت میں جانا آسان ہو جائے گا اور ہم اگر چہ سیاہ گار بھی اس کے باوجود جو تیری جنت کے ”ترے“ لے رہے ہیں تو صرف اس لیے کہ تیرے محبوب نے ہمیں تجھ سے جنت طلب کرنے کا اور جنت کی تمنا کرنے کا کہا ہے اور ظاہر ہے محبوب کو تو نے ہی کہا ہوگا کہ وہ اپنی امت کو کہیں کہ اللہ سے جنت الفردوس مانگا کرو۔ اور پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے تو خود ہی فرمائے کہ مجھ سے جنت مانگو اور جب ہم مانگیں تو تو دے بھی نہ، یہ تو دنیا کا کوئی معمولی سخی بھی نہ کرے گا تو تو رب العالمین، احکم الحاکمین علی کل شیء قدیر ہے اور لا ینخلف المیعاد کی شانیں رکھتا ہے۔

(۸) اے رب العالمین! میرے نامہ اعمال کا کیا کھولنا؟ جس میں سوائے تیری نافرمانیوں کے اور ہے بھی کیا؟ کہ تو فرمائے اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسباً۔ آج پڑھا اپنی کتاب (نامہ اعمال) تو خود ہی اپنا حساب کرنے کے لیے کافی ہے کسی دوسرے گواہ کی کیا ضرورت۔

مگر اے میرے خدا! وہ تیرا پیارا نبی جس کو تو نے اپنی مخلوق کے عیبوں کو چھپانے والا اور ان کی خطاؤں پہ پردہ ڈالنے والا، بلکہ معاف کرنے والا، بلکہ برائی کا بدلہ نیکی سے دینے والا، بلکہ گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں۔ کی شان والا بنا کر بھیجا ہے۔ اے اللہ! مجھے بس ان کا دامن نصیب فرما دینا پھر میری نافرمانیاں جانیں اور ان کی کرم نوازیاں جانیں۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

(۹) اے مالک و مولیٰ! زندگی میں کیے ہوئے گناہ اور تیری نافرمانیاں، قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر، ایک ایک کر کے یاد آئیں گی اور ہمیں خوب زلزلے لگیں

اب پچھتاوا کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت

ہاں مگر ایک سہارا اور وہ بڑا مضبوط سہارا اور تیرا ہی عطا کیا ہوا سہارا صرف میرا ہی نہیں تیری ساری مخلوق کا سہارا، حضرت عبداللہ کی آنکھ کا تارا، حضرت سیدہ آمنہ کا راج ڈلارا، بے چاروں کا چارا، ساری دنیا میدان محشر میں جس کی شان کا کرے گی

نظارا۔ کیونکہ

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے وہ ہے نبی تیرا اور ہمارا، جو محبوب رب کا اور سب کا، اے اللہ! تیرے محبوب علیہ السلام کے مسکراتے ہونٹوں کی دعا ہمارے شامل حال ہو جائے تو ہمارے مقدر کا ستارہ چمک جائے اور ہماری بگڑی ہوئی قسمت بن جائے ورنہ ہم لوگ تو بڑے بد حال ہیں صرف تیری اور تیرے محبوب کی نافرمانیاں ہی ہمارے نامہ اعمال میں نہیں تیری کبریائی کی قسم ہے ہمارا کوئی حال نہیں اس بات کو تو خوب جانتا ہے اور ہم بھی۔

تنگی و ترشی سے گھبرانا نہیں ہے اسی میں فضل رب العالمین
کتنے ہی بیمار ہو جاؤ اگر رحمت منان سمجھو سر بسر
جس قدر تکلیف ہو گی دوستو پاک ہو جاؤ گے اس کو سن رکھو
جتنی ہو گی سخت بیماری تمہیں آ ملے گی رحمت باری تمہیں
جس قدر ہو گئے خوش مولا سے تم جاؤ گے خوشنود بس دنیا سے تم
زندگی میں تم اگر راضی رہے نزع میں اس کی رضا تم کو ملے
بعد ہر تکلیف کے راحت ضرور دینے والا ہے میرا رب غفور

(۱۰) اے اللہ! دنیا میں بے جا اور غلط قسم کی ہنسی مذاق اور کھیل کود میں جو ہم اپنی عمر برباد کرتے رہے جب آخرت میں تیری نافرمانیوں کے اندر ضائع کیا ہوا زندگی کا یہ قیمتی وقت ہمیں خون کے آنسو لائے تو امت کے غم میں رونے والے محبوب علیہ السلام جو شفیع مجرماں بھی ہیں اور نور جان و نور ایمان بھی ہیں۔ سید و سرور بھی ہیں اور مہتر و بہتر بھی ہیں، امت کے غمخوار بھی اور نبیوں کے سردار بھی ہیں۔ اے اللہ! پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تیرے محبوب و یار بھی ہیں۔ اپنے اس پیارے کی غم امت میں رونے والی پیاری آنکھوں کی حمایت و ہمدردی ہمیں عطا فرمانا۔ یہی ہماری اخروی نجات کا ہمارے لیے کافی سامان ہے۔ اور یہ سامان ہر کسی کو کرنا چاہیے کیونکہ مرنا تو آخر سب نے ہی ہے اور تیری بارگاہ میں سب کو ہی پیش ہونا ہے۔

جینے والے تو ہے مرنے کے لیے مرنے والے کیا عمل تو نے کیے
زندگی ہے پیش خیمہ موت کا ہے حیات اک عارضی آخر فنا
بیکسی اس وقت کی دیکھے کوئی آہ! اے میت یہ خاموشی تیری
ساڑھے تیرہ سو برس کے نوح تھے آخرت وہ بھی عدم کو چل بے
زندگی ہے دائمی بے شک وہاں جس کا آنا بھی نہیں وہم و گمان

(۱۱) اے رب سب جہاں! جب دنیا میں تیرے نافرمانی میں کی ہوئیں میری آزاد خیالیاں، شوخیاں، جسارتیں اور بے باکانہ نام نہاد جراتیں درحقیقت حماقتیں اور نادانیاں قیامت کے دن اپنا رنگ اور نتیجہ (میری تباہی اور بربادی کا) دکھائیں، تو وہاں مجھ سے کچھ نہ ہوسکے گا، میں کیوں نہ یہیں پہنچے سے دعا کر لوں کہ اے اللہ مجھے اس تباہی سے اپنے محبوب علیہ السلام کی جھکی ہوئی اور

حیا والی نظروں (آنکھوں) کا ساتھ عطا فرماتا۔

تیرے اس گھر بار کی تیاریاں دیکھے کوئی
تا ابد رہنا ہے تجھ کو جس جگہ اے عقلمند
کچھ تو تیاری وہاں کی بھی تو کراے ذی شعور
کیسا منہ ڈھانکے ہوئے یہ جا رہا ہے آدمی
اور تیاری وہاں کی یہ بتا کیا تو نے کی؟
ہوش والے! کر وہاں کا دیکھ! دروازہ نہ بند
اور فراست آدمیت کا دکھا کچھ تو ظہور
ہائے کیسی بے کسی اس پر برستی ہے پڑی
دنیا میں بڑے بڑے مالدار، شان و شوکت والے، حسن و جمال والے، فضل و کمال والے بادشاہ آئے مگر

وہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ۔ ۔
سکندر ذوالقرنین کا بڑا نام ہے جواب بھی اچھے نصیب والے کے لیے لیا جاتا ہے کہ فلاں تو بخت کا سکندر نکلا، لیکن
سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

اب غور کراے غافل مسلمان!

یہ تو ایک مثال ہے اور پھر یہ تو دنیا و دین کو جمع کرنے والے بادشاہ ہیں مگر یہ بھی ہمیشہ نہ رہے۔

کہاں سلاطین؟ کہاں سکندر؟ کہاں ہیں جم؟ اور کہاں ہے دارا

یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

مسافر ان رہ عدم کو یہ کیسی نیند آگئی الہی

کہ جب سے سوئے نہ پھر سے چونکے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر

ویسے تو اس دنیا میں ہزاروں فرعون صفت اور سینکڑوں یزیدی طبیعت والے حکمران آئے اور آکر چلے گئے اور کچھ ابھی
تک آرہے ہیں اور یہ بھی اپنے انہی پیشواؤں کے ساتھ جہنم رسید ہو جائیں گے اور قیامت تک خدا جانے کتنے آئیں گے اور آکر
چلے جائیں گے، مگر شدا دایا بادشاہ ہوا ہے کہ جس نے زمین پہ اپنی خدائی قائم کی ہوئی تھی اور بزغم خویش جنت بھی بنا رکھی تھی مگر اس
کا اور اس کی بنائی ہوئی جنت کا کیا حال ہوا۔ آخرت کے فکر مندوں کے لیے اس کا جاننا بہت ضروری ہے ہمہ تن گوش ہو کر، دل کی
آنکھیں اور کان کھول کر عبرت اور سبق حاصل کرنے کی نیت سے ایسے بد بختوں کے حالات پڑھیے بلکہ دنیا کے چکر میں پھنس کر اپنے
مالک و مولیٰ کی بندگی و عبادت بھول جانے والے اور قبلہ اہل دنیا سیم و زر۔ کا مصداق غافل مسلمانوں سے اپیل ہے کہ ان ظالموں
کے حالات کو بار بار پڑھا کریں تاکہ انہیں یقین ہو کہ

مرنا جینا ہو سب اس کے واسطے

ہو فقط پوجا اسی کی اے بشر

جس نے بھیجا ہے اسی کے واسطے

موت کا مالک فرشتہ آئے گا

وقت ہے آخر کو یہ سب کے لیے

فرض یہ انسان ادا کرتا رہے

اور ڈر ہو تو فقط مولا کا ڈر

آدمی اللہ سے ڈرتا رہے

وقت اپنا دوستو آخر ہوا

گو ہزاروں سال تک کوئی جئے

موت کے ہاتھوں نہ کوئی بچ سکا ہر کوئی دنیا سے رخصت ہو چکا
عقل والے لے سبق تو بھی ذرا سامنے رکھ تو بھی نقشہ موت کا
(۱۲) اے رب بے نیاز وہ تلوار سے تیز اور بال سے زیادہ باریک دوزخ کے اوپر بچھایا گیا راستہ جس کو پلصراط کہا گیا ہے
اور تیرا فرمان بھی ہے وان منکم الاوار دھا۔ ہر کسی کو اس سے گزرنا ہے میرے اعمال اس قابل کہاں کہ مجھے اس سے آسانی کے
ساتھ گزار دیں اور روشنی کا سامان پیدا کریں۔

آہ یہ مرنا بھی ہم کو ہے ضرور سب کو بس! جانا ہے مولا کے حضور
جینے والو موت جس کا نام ہے وہ تمہارا آخری اک کام ہے
زندگی یہ عارضی ہے اے فانی کچھ نہ سوچا تو نے! ہے مہماں سرا
ہے بقا مولا فقط تیرے لیے ہاں! فنا اور موت ہے سب کے لیے

(کل من علیہا فان وبقی وجہ ربك ذوالجلال والا کرام)

مگر اے اللہ! اپنے روشن چہرے والے سراج منیر اور ”النبی الهاشمی القرشی المطلبی المکی المدنی“ محبوب
اور رشد و ہدایت کے چراغ کی روشنی ہمیں عطا فرماتا۔

سبحان اللہ! باعمل عالم دین اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی شان ہونی چاہیے کہ الا یمان بین الخوف
الرجاء ”ایمان خوف خدا اور امید رحمت کی درمیانی حالت کا نام ہے“ کے تقاضوں کو پورا کرے اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ کرے
اور صرف فضائل کی باتیں سنا کر لوگوں کو گناہوں پہ دلیر بھی نہ کرے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اس مناجات میں دونوں
پہلوؤں پر کس پیارے انداز سے روشنی ڈالی ہے اور ہر شعر میں آپ کو دونوں نعمتیں (خوف خدا اور امید رحمت باری) جلوہ گر نظر
آئیں گی۔ یہی اہل علم کی شان ہے اور جس کے پاس یہ علم ہو وہی ان تمام فضائل کا حق دار ہے جو قرآن و سنت میں عالم دین کے
بیان فرمائے گئے ہیں۔

(۱۳) اے رب العالمین! جب ہمیں تلوار کی دھار جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ باریک اور خطرناک راستے یعنی پلصراط سے گزرنا
پڑے تو اپنے اس محبوب کا ہمیں ساتھ عطا کرنا جس نے ہمیں یہ خوشخبری سنا کر تسلی دی ہے کہ اے میرے امتیو! قیامت کے دن جب
تم پلصراط سے گزر دو گے ناں! تو میں اپنے رب سے پلصراط سے تمہارے سلامتی کے ساتھ گزرنے کی دعا کر رہا ہوں گا اے اللہ!
ہمیں اپنے اس امت کے غمخوار نبی کا ساتھ عطا فرما۔ کسی نے خوب کہا۔

دل میں چاہت ہو پیہر کی تو دوزخ کیسی پھر سر حشر یہ رحمت کا لبادہ کیا ہے
اے فرشتو! میرے اعمال نہ تو لو ٹھہر پہلے پوچھو میرے آقا کا ارادہ کیا ہے

سبحان اللہ! بڑی ہی خوبصورت رباعی ہے مگر اسی دل میں چاہت پیہر ہوگی جو ان کے راستے پہ چلے گا اور اسی آقا علیہ
السلام نے ہمیں کثرت سے تلاوت قرآن اور کثرت سے ہاذم اللذات یعنی موت کی یاد اور آخرت کی فکر کرنے کا حکم دیا ہے۔
کیونکہ

ۛ ایک دن مرنا بھی ہم کو ہے ضرور سب کو جانا بھی ہے مولیٰ کے حضور
ۛ سدا عیشِ دوراں دکھاتا نہیں گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
ۛ کچھ تو کر لو! بنا لو! چلتے وقت جا کے صورت اُسے دکھانی ہے
مگر ہماری حالت تو یہ ہے کہ زبان کی حد تک تو ہم سب کچھ ہیں لیکن عمل پلے کچھ نہیں اور دنیا کی غفلت میں ایسے مست و از خود رفتہ ہو چکے ہیں کہ

ۛ ملے سونے والوں کو آرام وہ کہ اٹھنے کا لیتے نہیں نام وہ
یعنی عمل کی بات آئے تو ایسے پہاڑ کی طرح زمین پر جم جاتے ہیں کہ زمین جبد، نہ جبد گل محمد۔
جبکہ بزرگوں نے تو یہ فرمایا ہے۔

ۛ بناں عمل دے نیں نجات تیری ماریا جائیں گا قطب دیا بیٹیا اوئے (دارث شاہ)
جس کو اردو میں علامہ اقبال نے یوں بیان فرمایا۔

ۛ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
(۱۴) اے میرے اللہ! میری تجھ سے ایک ہی دعا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں جب بھی تجھ سے کوئی دعا کروں تو تیرے فرشتے میری دعا پہ آمین کہیں (یعنی فرشتے عرض کریں کہ اے اللہ یہ تیرے نبی کے درگاہ گداور تیرا گناہ گار بندہ تیرے نبی کے واسطے دے دے کر کتنے "ترے" لے رہا ہے یا اللہ! اس کی ہر دعا کو شرف قبولیت عطا فرما)

ۛ مانگنے کے واسطے انداز ہونا چاہیے
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت نے اللہ و رسول کی بارگاہ سے مانگنے کے ہمیں کیسے پیارے ڈھنگ سکھائے ہیں۔ سبحان اللہ! آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے اسی انداز میں ڈوب کر آپ کے کئی ماننے والوں نے اسی انداز اور اسی رنگ ڈنگ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں کی ہیں کہ اعلیٰ کی منائات کا انداز بتا رہا ہے کہ اللہ رسول کی بارگاہ میں سو فیصد قبول ہی قبول ہے۔ اعلیٰ حضرت کی اس مناجات کی طرز پہ تین مناجات ملاحظہ ہوں۔

مناجات سید ویدار علی شاہ صاحب محدث الوری

یا الہی! دو جہاں میں مصطفیٰ کا ساتھ ہو دین و دنیا میں حبیبِ کبریا کا ساتھ ہو
ظاہر و باطن ہے جس کا نام نامی اے خدا اولین و آخرین کے پیشوا کا ساتھ ہو
سب سے اول جن کے نورِ پاک کو پیدا کیا اُس مہِ برج رسالت با صفا کا ساتھ ہو
بھول جائیں قبر کی وحشت کو جن کی دید سے اُس رؤف و رحیم محبوبِ خدا کا ساتھ ہو
وقتِ نزع وقتِ مرگ و وقتِ وحشت قبر میں حشر میں اُس شافعِ روزِ جزا کا ساتھ ہو
یا الہی! جب عمل تِلنے لگیں میزان میں شافعِ محشر شرہ ہر دوسرا کا ساتھ ہو

رَبِّ سَلِّمْ کی ندا جب انبیاء سے ہو بلند پیشوائے مُرسَلین و انبیاء کا ساتھ ہو
 سارا عالم ظلمت و بدعت سے ہے تاریک و تنگ نورِ سُنّت ساتھ ہو نورِ اُہدیٰ کا ساتھ ہو
 رہزنی پر آئے جب شیطان وقت جاں کنی ہادیٰ برحق احمدِ مجتبیٰ کا ساتھ ہو
 دیو کے بندوں کے شر سے اے خُدا ہم کو بچا نجدیوں کے شر سے آگاہ رہنما کا ساتھ ہو
 قبر کی ظلمت سے جب دل تنگ ہو دیدار کا
 شمعِ نورِ کبریا بدرِ اللّٰہی کا ساتھ ہو

☆☆☆

مناجات سید کفایت علی کافی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
 (شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷ء)

یا الہی! حشر میں خیر الوریٰ کا ساتھ ہو رحمتِ عالم جنابِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
 یا الہی! ہے یہی دنِ رات میری التجا روزِ محشر شافعِ روزِ جزا کا ساتھ ہو
 یا الہی! جب سوا نیز پہ آئے آفتاب اُس سزا دارِ خطابِ الوُحیٰ کا ساتھ ہو
 یا الہی! حشر میں نیچے لواءِ حمد کے دستگیرِ دو جہاں اس پیشوا کا ساتھ ہو
 یا الہی! جب عملِ میزان میں ٹکنے لگیں سیدِ ساداتِ فخرِ انبیاء کا ساتھ ہو
 یا الہی! شغلِ نعتِ مُصطفائی میں رہوں جسم و جاں میں جب تلک میری وفا کا ساتھ ہو
 بعد مرنے کے یہی کافی ہے یارب یہ دُعا
 دفترِ اشعارِ نعتِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

☆☆☆

مناجات قاضی خلیل الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ
 (المعروف حافظِ پبلی بھیتی)

یا الہی! یومِ محشرِ مُصطفیٰ کا ساتھ ہو شافعِ روزِ جزا صلِ علیٰ کا ساتھ ہو
 یا الہی! جب سوا نیزے پہ آئے آفتاب تاجِ فخرِ مُرسلانِ انبیاء کا ساتھ ہو
 یا الہی! حشر کے میدان میں زیرِ علم سایہ ذاتِ احدِ ظنِ خُدا کا ساتھ ہو
 یا الہی! جب کہ ہو درپیشِ راہِ پل ہمیں عاجزوں کے دستگیرِ و پیشوا کا ساتھ ہو

یا الہی! ہم سبھوں کا خاتمہ بالخیر ہو
 یا الہی! جب تراؤ میں ٹلے فردِ عمل
 یا الہی! خواہشِ جنت ہے ہم کو اس لیے
 یا الہی! مصطفیٰ کے ہیں جو یارو جانشین
 یا الہی! عدل جن کا خلق میں مشہور ہے
 یا الہی! ہیں جو ذوالنورین دامادِ نبی
 یا الہی! حوضِ کوثر پر بوقتِ تکلیف
 یا الہی! لے چلیں جب دفن کرنے قبر میں
 یا الہی! وقتِ مشکلِ حافظِ ناکام کو
 اپنے پیر و مُرشد ان رہنما کا ساتھ ہو

(۱۵) اے میرے مالک و مولیٰ! آخر میں پھر تیری ہی بارگاہ میں دعا و التجاء ہے کہ جب موت کی گہری نیند سے بیدار ہو کر میدانِ حشر کے لیے اپنی قبر سے اٹھوں تو تیرے پیارِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی دولت بیدار سے میرا دامن بھرا ہوا ہو اور سینہ ان کی یاد سے معمور ہوں۔
 کیونکہ دنیا و آخرت کے مصائب و آلام، موت اور مابعد الموت کی تمام تکالیف کا حل اور علاج عشقِ مصطفیٰ کی ”دولت بیدار“ ہی ہے۔

خدا دے، یہ نعمت بڑی چیز ہے

-----***-----

شجرہ عالیہ حضراتِ قادریہ برکاتیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

- | | |
|---|--|
| (۱) یا الہی رحم فرما مصطفیٰ (۱) کے واسطے | یا رسول اللہ کرم کچے خدا کے واسطے |
| (۲) مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا (۲) کے واسطے | کر بلائیں ردِ شہیدِ کربلا (۳) کے واسطے |
| (۳) سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد (۴) رکھ مجھے | علم حق دے باقر (۵) علم ہدی کے واسطے |
| (۴) صدق صادق کا تصدق صادق (۶) الاسلام کر | بے غضب راضی ہو کاظم (۷) اور رضا (۸) کے واسطے |
| (۵) بہرِ معروف (۹) و سری (۱۰) معروف دے بے خود سری | جند حق میں گن جنید (۱۱) باصفا کے واسطے |
| (۶) بہرِ شبلی (۱۲) شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا | ایک کا رکھ عبد واحد (۱۳) بے ریا کے واسطے |

- (7) بوالفرح⁽¹⁴⁾ کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
 (8) قادری کر قادری رکھ قادیوں میں اٹھا
 (9) احسن اللہ لہ رزقا سے دے رزق حسن
 (10) نصرابی صالح⁽¹⁹⁾ کا صدقہ صالح و منصور رکھ
 (11) طور عرفان و علو و حمد و حسنی و بہا
 (12) بہر ابراہیم⁽²¹⁾ ہم پر نار غم گلزار کر
 (13) خانہ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
 (14) دے محمد⁽²⁴⁾ کے لئے روزی کر احمد کے لئے
 (15) دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات⁽²⁶⁾ سے
 (16) حب اہل بیت دے آل محمد⁽²⁷⁾ کے لئے
 (17) دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
 (18) دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
 (19) صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عزم علم و عمل
 عفو و عرفاں عاقبت احمد رضا⁽³¹⁾ کے واسطے

- (1) 12 ربيع الاول مدینہ منورہ (2) 21 رمضان شرف (3) دس محرم کربلا (4) آٹھ محرم مدینہ جنت البقیع (5)
 سات ذوالحجہ مدینہ جنت البقیع (6) 15 رجب مدینہ جنت البقیع (7) 6 رجب بغداد (8) 21 رمضان مشہد (9) 2 محرم بغداد
 (10) 3 رمضان بغداد (11) 20 رجب بغداد (12) 25 ذی الحجہ بغداد (13) 28 جمادی الاخرہ بغداد (14) 14 شعبان
 طرطوس (15) یکم محرم بغداد (16) 7 شعبان بغداد (17) 11 ربيع الاخرہ بغداد (18) 16 شوال (19) 16 شوال (20)
 جلال آباد کن (21) 5 ربيع الاخرہ بلخی (22) 9 ذیقعدہ کاکوری (23) شب عید الفطر کوٹ جہان آباد کالپی (24) 22 شعبان
 کالپی (25) 10 محرم مارہرہ شریف (26) 16 رمضان مارہرہ شریف (27) 14 محرم مارہرہ شریف (28) 17 ربيع
 الاول مارہرہ (29) 18 ذی الحجہ مارہرہ شریف (30) 25 صفر بریلی

(مطلب ہائے سخن رضا صوفی محمد اول شاہ)

منظوم دعا، یار غارِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) (عربی) بمع منظوم ترجمہ (اردو)

خُذْ بِلُطْفِكَ يَا إِلَهِي مَنْ لَهْ زَادَ قَلِيلُ
ہاتھ پکڑا اپنی عنایت سے کہ توشہ ہے قلیل
ذَنْبُهُ ذَنْبٌ عَظِيمٌ فَاعْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيمَ
ہیں گناہ اس کے بڑے سو بخش دے جرمِ عظیم
مِنْهُ عَصِيَانٌ وَنَسِيَانٌ وَسَهْوٌ بَعْدَ سَهْوٍ
اس سے عصیاں اور نسیاں بھول اوپر بھول ہے
طَال يَا رَبِّي ذُنُوبِي مِثْلَ رَمْلٍ لَا تُعَدُّ
بے شک اے رب! جرم ہیں ان گنت میرے مثل ریت
قُلْ لِّلنَّارِ أَبْرِدِي يَا رَبِّ فِي حَقِّي كَمَا
آگ کو تو کہہ کے ٹھنڈی مجھ پہ کر یارب میرے
عَافِنِي مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَأَقْضِ عَنِّي حَاجَتِي
دے مجھے ہر دُکھ سے راحت اور حاجت کر روا
رَبِّ هَبْ لِي كَنْزَ فَضْلٍ أَنْتَ وَهَابٌ كَرِيمٌ
کر عطا تو گنجِ فضل اپنا مجھے مولے کریم
أَنْتَ شَافِي أَنْتَ كَافِي فِي مُهِمَّاتِ الْأُمُورِ
سب ہماری مشکلوں میں تو ہے شافی اور بس
كَيْفَ حَالِي يَا إِلَهِي لَيْسَ لِي خَيْرُ الْعَمَلِ
کیا ہے میرا حال یارب! ہیں نہیں اچھے عمل
هَبْ لَنَا مُلْكًا كَبِيرًا نَجْنَا مِمَّا نَخَافُ
کر عطا ملکا کبیرا اور دہشت سے بچا
أَيْنَ مُوسَى أَيْنَ عِيسَى أَيْنَ يَحْيَى أَيْنَ نُوحٌ
ہیں کہاں موسیٰ و عیسیٰ ہیں کہاں یحییٰ و نوح

مُفْلِسٌ بِالصَّدَقِ يَأْتِي عِنْدَ بَابِكَ يَا جَلِيلُ
صدق سے در پر تیرے آتا ہے مفلس یا جلیل
إِنَّهُ شَخْصٌ غَرِيبٌ مُذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِيلُ
یہ غریب اک بندہ ہے عاصی و خاکی اور ذلیل
مِنْكَ إِحْسَانٌ وَفَضْلٌ بَعْدَ إِعْطَاءِ الْجَزِيلِ
تجھ سے ہے فضل اور اجساں بعد اعطا جزیل
فَاعْفُ عَنِّي كُلَّ ذَنْبٍ وَأَصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلُ
عفو کر ہمارے گناہ اور گزر کر مجھ سے جیل
قُلْتَ قُلْنَا نَارُ كُونِي بَرْدًا فِي حَقِّ الْخَلِيلِ
تو نے جیسا کہہ دیا یانار کونی برخلیل
إِنَّ لِي قَلْبًا سَقِيمًا أَنْتَ مَنْ يَشْفِي الْعَلِيلُ
تو ہے شافی ہر مرض کا دل ہے میرا بس علیل
أَعْطِنِي مَا فِي صَمِيرِي دُلْنِي خَيْرَ الدَّلِيلِ
کر عطا دل میں جو ہے میرے دکھا بہتر دلیل
أَنْتَ حَسْبِي أَنْتَ رَبِّي أَنْتَ لِي نِعَمُ الْوَكِيلِ
تو ہے مالک اور کفایت تو ہی ہے میرا وکیل
سُوءُ أَعْمَالِي كَثِيرٌ زَادَ طَاعَاتِي قَلِيلُ
بد عمل میرے بکثرت زاد طاعت ہے قلیل
رَبَّنَا إِذْ أَنْتَ قَاضٍ وَالْمُنَادِي جَبْرَائِيلُ
جب ہو قاضی تو خدایا اور منادی جبرائیل
أَنْتَ يَا صَدِّيقُ عَاصٍ تُبْ إِلَى الْمَوْلَى الْجَلِيلِ
ہے تو اے صدیق عاصی توبہ کر سوائے جلیل!

سلام آخری

دلائل الخیرات شریف کے مرتب علامہ شاذلی کے سلام بارگاہ خیر الانام کا منظوم ترجمہ

السلام	اے صاحب خلق عظیم	السلام	اے معدن لطف عظیم
السلام	اے سرور عالی جناب	السلام	اے شافع یوم الحساب
السلام	اے مقتدائے مرسلین	السلام	اے رحمۃ للعالمین
السلام	اے پیشوائے انبیاء	السلام	اے پس رو تو اولیاء
السلام	اے صیقل مرآت دل	السلام	اے کاشف ہر غش و غل
السلام	اے رُوئے تو بدر منیر	السلام	اے یوئے تو مشک و غیر
السلام	اے منبع جود و عطا	السلام	اے نور بخش اہل صفا
السلام	اے قاب قوسیت مقام	السلام	اے انبیاء کردہ امام
السلام	اے در گہت دار الامان	السلام	اے خاتم پیغمبران
السلام	اے چشمہ آب حیات	السلام	اے نور تو ہر شش جہات
السلام	اے کور چشماں را دلیل	السلام	اے صاحب خلق جمیل
السلام	اے بے کساں را دستگیر	السلام	اے راز داں روشن ضمیر
السلام	اے سرور ہر دو جہاں	السلام	اے رہنمائے گمراہاں
السلام	اے چارۂ بے چار گان	السلام	اے مونس غم خوار گان
السلام	اے عذر خواہ مذہبین	السلام	اے فرماہر گناہ ماسین
یا رسول اللہ بے در ماندہ ام		باد در کف خاک بر سر کردہ ام	
بے کساں را کس ثوئی در ہر نفس		من ندارم در دو عالم جو تو کس	
یک نظر سوئے من غم خوار ہو گن			
چارۂ کار من بے چارہ گن			

☆☆☆

حرفِ آخر

تھکی ہے فکر رسا اور مدح باقی ہے قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
 تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے ”ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
 سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے (ناصر کاظمی)

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم وتب علينا انک انت التواب الرحيم۔
 وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد واله واصحابه
 اجمعين۔ برحمتك يا ارحم الراحمين۔

خاکپائے خیرا لا نام ، بندۂ بے دام

غلام حسن قادری (برائے نام) خادم الافتاء دارالعلوم حزب الاحناف
 حضرت داتا گنج بخش روڈ لاہور

۹ ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ بمطابق ۱۹ جنوری ۲۰۰۵ء بروز جمعرات بوقت تین بجے سہ پہر

-----***-----

مآخذ و مصادر

نام کتاب

- ☆ (آ)
- ☆ آب کوثر از مفتی محمد امین فیصل آبادی
- ☆ آب کوثر از چودھری دلورام کوثری
- ☆ (الف)
- ☆ الاصابہ فی تمییز الصحابہ از حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی
- ☆ الادب المفرد از امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری شافعی
- ☆ احیاء علوم الدین از امام محمد بن محمد غزالی شافعی
- ☆ افضل القرئی شرح ام القری
- ☆ اوج نعت (نعت نمبر) از ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی
- ☆ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ از امام ابن الاثیر جزری
- ☆ ارمغان حجاز از ڈاکٹر علامہ محمد اقبال
- ☆ امام نعت گویاں از سید محمد مرغوب اختر الحامدی رضوی
- ☆ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری از علامہ احمد قسطلانی
- ☆ الاسن والعلی از امام احمد رضا خان بریلوی
- ☆ اسرار الاولیاء از شیخ بدر الدین اسحاق
- ☆ الانصاف از ابن المنیر سنی
- ☆ الاتقان فی علوم القرآن از امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شافعی
- ☆ اقتضاء الصراط المستقیم از ابن تیمیہ
- ☆ امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق از مولوی اشرف علی تھانوی
- ☆ انیس الارواح (ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی)

- ☆ افضل الصلوة علی سید السادات
- ☆ اخبار الاخبار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی
- ☆ الاستیعاب از حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ
- ☆ انوار محمدیہ از امام نبھانی
- ☆ اشرف السوانح (حالات زندگی مولوی اشرف علی تھانوی)
- ☆ الاذکار المُنْتَخَبَة من کلام سید الا برار از امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی
- ☆ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
- ☆ امام احمد رضا خاں بریلوی علمائے دیوبند کی نظر میں
- ☆ اسرار و رموز از علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
- ☆ امام احمد رضا اک ہمد جہت شخصیت از کوثر نیازی
- ☆ انتخاب نعت از غفور قمر

(ب)

- ☆ بوادر النوار از مولوی اشرف علی تھانوی
- ☆ بہار نعت از پروفیسر حفیظ تائب
- ☆ بال جبریل از علامہ محمد اقبال
- ☆ باب حرم از مظفر دابرٹی
- ☆ بہزائین قاطعہ از مولوی خلیل احمد میٹھوی
- ☆ بلخہ الحیران از مولوی حسین علی داس پھروی
- ☆ بانگ درا از علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
- ☆ البدایہ والنہایہ از حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی
- ☆ بہار درود و سلام از انیس احمد نوری

(ت)

- ☆ تاریخ ابن عساکر از امام ابن عساکر
- ☆ تاریخ النبیس فی احوال انفس نفیس
- ☆ تفسیر ضیاء القرآن از پیر محمد کرم شاہ الازھری
- ☆ تفسیر قرطبی از محمد بن احمد انصاری
- ☆ تفسیر مدارک از عبد اللہ بن احمد نشی

- ☆ تفسیر جلالین وحاشیہ جلالین للسیوطی
- ☆ تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار خاں نعیمی
- ☆ تجلی الیقین بان مینا سید المرسلین از امام احمد رضا خاں بریلوی
- ☆ تفسیر ابن جریر للطبری
- ☆ تحفہ اشاعرہ از شاہ عبدالعزیز دہلوی
- ☆ تفسیر الکشاف از علامہ زمخشری
- ☆ تنویر الابصار از علامہ عبدالحق غورغشتوی
- ☆ تفسیر کبیر للامام الرازی
- ☆ تفسیر بیضادی از قاضی عبداللہ بیضادی
- ☆ تفسیر خازن از علامہ علی بن محمد الخازن
- ☆ تفسیر سراج منیر از امام محمد بن شربنی
- ☆ تحفۃ الاحرار
- ☆ تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی
- ☆ تبلیغی نصاب از مولوی زکریا سہارنپوری
- ☆ تاریخ الخلفاء از امام عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شافعی
- ☆ تذکرۃ علمائے ہند از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
- ☆ تذکرۃ اکابر اہل سنت
- ☆ تذکرۃ خلیل از مولوی عاشق الہی میرٹھی
- ☆ تذکرۃ الاولیاء از شیخ فرید الدین عطار
- ☆ تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی
- ☆ تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی
- ☆ تسہیل المنطق از قاضی محمد ایوب خان
- ☆ الترغیب والترہیب للمندری
- ☆ تذکرۃ الواعظین
- ☆ الجہدیب از امام ابن عساکر
- ☆ تفسیر قمی از شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی
- ☆ تذکرۃ القرطبی

☆ تفسیر نیشاپوری از امام نیشاپوری

☆ التذکیر

☆ تیسیر المبتدی للتعانوی

☆ تفسیر در منشور للسیوطی

☆ توصیف از الحاج محمد علی ظہوری

(ج)

☆ جامع ترمذی از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

☆ جمع الوسائل از علامہ علی بن سلطان محمد القاری

☆ جامع المعجزات از علامہ محمد رھاوی

☆ جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی

☆ جبل نور از مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی

☆ جمال از احمد ندیم قاسمی

☆ جواهر الفتاویٰ

☆ جامع صغیر از امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شافعی

☆ جواهر البحار فی فضائل النبی المختار از امام یوسف بن اسماعیل نبھانی

☆ جلاء الافہام از امام ابن جوزی

☆ جمال احمد مرسل از حسن رضوی

(ح)

☆ حدیث شوق از راجہ رشید محمود

☆ الحقائق فی الحدائق از علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد ادیسی

☆ حاشیہ حدائق بخشش از امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شافعی

☆ حفظ الایمان از اشرف علی تھانوی

☆ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین للنبھانی

☆ حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری

☆ حصن حصین للامام الجزری

☆ حاشیہ دلائل الخیرات

☆ حیات الحيوان از علامہ کمال الدین الدمیری

☆ حزب البحر از امام الشاذلی

☆ حرز المنع

(خ)

☆ خصائص الکبریٰ للسیوطی

☆ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن از مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی

☆ خلاصۃ الوفاء از سید شریف الدین علی بن احمد سمودی

☆ خیر الفتاویٰ از مولوی خیر محمد جالندھری

☆ خیر الموائس

☆ فوز مبین در حرکت زمین از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی

☆ خطبات شیر ربانی از میاں محمد سعید شاد

☆ خیر البشر کے حضور از ممتاز حسین

(د)

☆ دیوان حسان از حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

☆ دو تحقیقی مقالے از غلام حسن قادری

☆ دیوان حافظ الشیرازی

☆ دھماکہ از پروفیسر مانچسٹروی

☆ درۃ الناصحین از عثمان بن حسن بن احمد

☆ دلائل النبوة للبیہقی

☆ دلائل النبوة لابن نعیم

☆ دلائل الخیرات (محمد بن سلیمان الجزولی)

☆ دیوبندی مذہب از مولانا غلام مہر علی

☆ دقائق الاخبار از امام محمد بن محمد غزالی شافعی

☆ دیوان فرید از حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ

☆ دیوان رحمان بابا (پشتو)

(ف)

☆ ذوق نعت از مولانا حسن رضا خان بریلوی

(ز)

- ☆ ریاض مدینہ از ریاض بابر
- ☆ روح المعانی از علامہ سید محمود آلوسی
- ☆ رزق ثناء از ریاض چوہدری
- ☆ روح البیان از علامہ اسماعیل حقی
- ☆ رد المحتار از علامہ ابن عابدین شامی
- ☆ روض الازہار
- ☆ رضا خانی مذہب از مولوی سعید احمد قادری
- ☆ الروض الامیۃ

(ذ)

- ☆ زر معتر از ریاض حسین چوہدری
- ☆ زہرۃ الریاض
- ☆ زرقانی علی المواہب از علامہ محمد عبدالباقی زرقانی

(س)

- ☆ سیرت ابن ہشام (مولد خیر خلق) از شیخ فتح اللہ نبانی
- ☆ سیرت النبی بعد از وصال النبی از عبد المجید ایڈووکیٹ
- ☆ سرور القلوب بذکر المحبوب از مولانا شاہ نقی علی خان
- ☆ سعادة الدارين از امام یوسف بن اسماعیل نبھانی
- ☆ سوانح قاسمی
- ☆ سر الاسرار فیما یتحتاج الیہ الابرار از سیدنا غوث الاعظم
- ☆ سیرت حلبیہ از علامہ علی بن برہان الدین حلبی
- ☆ سبل الہدی والرشاد از علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی
- ☆ سنی علماء کی حکایات از ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں
- ☆ سنن سعید بن منصور
- ☆ سراج اللغات
- ☆ سنن ابن ماجہ لابن ماجہ
- ☆ سنن ابوداؤد للبیہقی
- ☆ سنہری جالیوں کے سامنے از خالد بزی

(ش)

- ☆ شاکل ترمذی از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
- ☆ شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ انا از غلام حسن قادری
- ☆ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ از قاضی عیاض مالکی
- ☆ شرح شاکل علیٰ هامش جمع الوسائل از امام مناوی
- ☆ شواهد النبوة از امام عبدالرحمن جای
- ☆ شرح سلام رضا از مفتی محمد خان قادری
- ☆ شاه احمد رضا از مفتی غلام سرور قادری
- ☆ شفاء القلوب فی کشف الحجب از سید محمد معصوم شاہ گیلانی
- ☆ شاتم امدادیہ از حاجی امداد اللہ مہاجرکی
- ☆ الشرف المؤبد لال محمد علی علیہ السلام از امام نبھانی
- ☆ شرف المصطفیٰ للصغوری
- ☆ شرح الصدور از امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی
- ☆ شہاب ثاقب از حسین احمد (مدنی) ٹانڈوی
- ☆ شب چراغ از واصف علی واصف
- ☆ شرح السنہ از امام بغوی
- ☆ شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری

(ص)

- ☆ صراط مستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی
- ☆ صفوة المصادر
- ☆ صلاة التشاء
- ☆ الصواعق المحرقة از امام ابن حجرکی
- ☆ صل علی محمد از خواجہ عابد نظامی

(ض)

- ☆ ضیاء القلوب از حاجی امداد اللہ مہاجرکی

(ط)

- ☆ طبیبتہ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ (انڈیا)

- ☆ الطرة الرضية على النيرة الوضيه از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی
- ☆ طمانچہ از مفتی خلیل اشرف خان

(ع)

- ☆ عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ
- ☆ عمدة القاری شرح صحیح بخاری از علامہ بدرالدین عینی
- ☆ عہد رسالت میں نعت از ارشاد شا کر اعوان
- ☆ عرائس البیان فی حقائق القرآن از شیخ ابو محمد روز بہان شیرازی
- ☆ عشق رسول اور اکابر علماء دیوبند از ظفر احمد عثمانی
- ☆ علموا اولادکم صحبہ رسول اللہ ﷺ
- ☆ عطائے محمد ﷺ از حافظ محمد افضل فقیر

(غ)

- ☆ غنیۃ المطالبین از شیخ عبدالقادر جیلانی
- ☆ غیاث اللغات

(ف)

- ☆ فیوض الحرمین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- ☆ فتاویٰ رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی
- ☆ فضل العلم والعلماء از مولانا غلام معین الدین نعیمی
- ☆ فتاویٰ رضویہ از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی
- ☆ فتاویٰ افریقہ از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی
- ☆ فتاویٰ حدیثیہ از علامہ ابن حجر مکی
- ☆ فتح القدر للمناوی
- ☆ فوائد الفوائد از خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی
- ☆ فتاویٰ عالمگیری از ملا نظام الدین
- ☆ فتاویٰ خیریہ للرمی
- ☆ فاروق اعظم از ڈاکٹر حمید اللہ
- ☆ فتاویٰ کبریٰ از علامہ ابن حجر مکی

(ق)

- ☆ القرآن الکریم
- ☆ قصیدہ بردہ للامام البوصیری
- ☆ القول البدیع للسخاوی
- ☆ قمر التمام از امام احمد رضا خان بریلوی
- ☆ قصیدۃ الطیب النعم از شاہ ولی اللہ
- ☆ قصیدۃ النعمان از امام اعظم ابوحنیفہ
- ☆ قلمی فتویٰ از مولوی رشید احمد گنگوہی
- ☆ قلاۃ بخشش از مولانا محبوب علی خان رضوی
- ☆ کواکب سبعہ از مفتی غلام حسن قادری
- ☆ کشف الغمہ از امام عبدالوہاب شمرانی
- ☆ کلام الملوک از مولوی اشرف علی تھانوی
- ☆ کلام حضرت رضا کا تحقیقی اور ادبی جائزہ از شمس بریلوی
- ☆ اکلمۃ الملہمہ از امام احمد رضا خان بریلوی
- ☆ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال از علامہ علی متقی برہانپوری
- ☆ کلیات اعظم چشتی
- ☆ کلیات ماهر القادری
- ☆ کلیات اقبال
- ☆ کلیات جامی
- ☆ کلیات سعدی
- ☆ کلیات خسرو
- ☆ کلیات شورش کاشمیری
- ☆ کعبہ عشق از مظفر وارثی
- ☆ کلیات خوشحال خاں خٹک
- ☆ (گ)
- ☆ گلدستہ دور در شریف از محمد اصغر نورانی
- ☆ گلستان سعدی از شیخ سعدی شیرازی
- ☆ گوپی ناتھ امن کے اشعار

(ل)

☆ لوح الانوار القدسیہ از امام عبدالوہاب شعرانی

(م)

☆ مشکوٰۃ المصابیح از امام ولی الدین تبریزی

☆ مدارج النبوت از شیخ عبدالحق محدث دہلوی

☆ مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری از ملک شیر محمد اعوان

☆ ملفوظات اعلیٰ حضرت از مولانا مصطفیٰ رضا خان

☆ المعجم الکبیر للطبرانی

☆ مناجات از انیس احمد نوری

☆ موطا امام مالک از امام مالک بن انس اصبحی

☆ مکتوبات امام ربانی از شیخ احمد سرہندی

☆ المدخل لابن الحاج

☆ مدح رسول از راجہ رشید محمود

☆ مسند ابی یعلیٰ از امام ابویعلیٰ موصلی

☆ مجموعۃ النہایہ لمام النہائی

☆ ملفوظات از خواجہ عثمان ہارونی

☆ مقالات سرسید علی گڑھی

☆ مشاہدات کابل و داغستان

☆ میرا پیغمبر عظیم تر ہے از متین خالد

☆ مکاشفۃ القلوب از امام محمد بن محمد غزالی

☆ مقالات سعیدی از غلام رسول سعیدی

☆ المستدرک للحاکم

☆ المعجم الاوسط للطبرانی

☆ مصباح لکھنؤ

☆ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری

☆ مجمع البحار از علامہ طاہر نقی

- ☆ مسند ابی داؤد طیالسی
- ☆ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات از علامه محمد المهدی بن احمد قاسی
- ☆ معارج البیوت از ملا معین الدین کاشفی
- ☆ مسند امام احمد از امام احمد بن حنبل
- ☆ مواهب لدنیہ از علامه احمد بن محمد عسقلانی
- ☆ مشکل الآثار للطحاوی
- ☆ مدینۃ الرسول از سید منظور احمد شاہ
- ☆ مسلم شریف از امام مسلم بن حجاج قشیری
- ☆ مثنوی مولانا روم
- ☆ مسک الختام شرح بلوغ المرام از نواب صدیق حسن بھوپالی
- ☆ مسند الفردوس للدیلمی
- ☆ مسند البزار (البحر الذخائر المعروف بہ مسند البزار از علامه احمد عمرو بن عبد الجبار)
- ☆ المحاضرات للراغب الاصفہانی
- ☆ منتخب کنز العمال
- (ن)
- ☆ نسیم الریاض شرح شفاء از علامہ شہاب الدین خفاجی
- ☆ نور الایمان فی تعظیم آثار حبیب الرحمن از مولانا عبدالحی لکھنوی
- ☆ نزہۃ المجالس للصفوری
- ☆ نسائی شریف از امام احمد بن شعبہ نسائی
- ☆ نشر الطیب از مولوی اشرف علی تھانوی
- ☆ نزہۃ الخواطر از حکیم عبدالحی
- ☆ نصاب عشق از محبت اللہ اظہر
- ☆ نعتیہ رباعیات از حافظ لدھیانوی
- ☆ نوادر الاصول از امام ابو عبد اللہ محمد الحکیم الترمذی
- ☆ نیل الاوطار از شیخ محمد بن علی شوکانی
- ☆ نہج البلاغہ: خطبات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ☆ نفی الفسئ از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی

- ☆ نبراس شرح عقائد نفسیہ از علامہ عبدالعزیز فرہاروی
- ☆ نغمات ختم نبوت از سید امین گیلانی، طاہر رزاق
- ☆ نسخہ ہائے وفا از فیض احمد فیض

(۹)

- ☆ وفاء الوفاء از علامہ نور الدین علی بن احمد سہودی
- ☆ الوفاء باحوال المصطفیٰ از امام ابن جوزی

(۱۰)

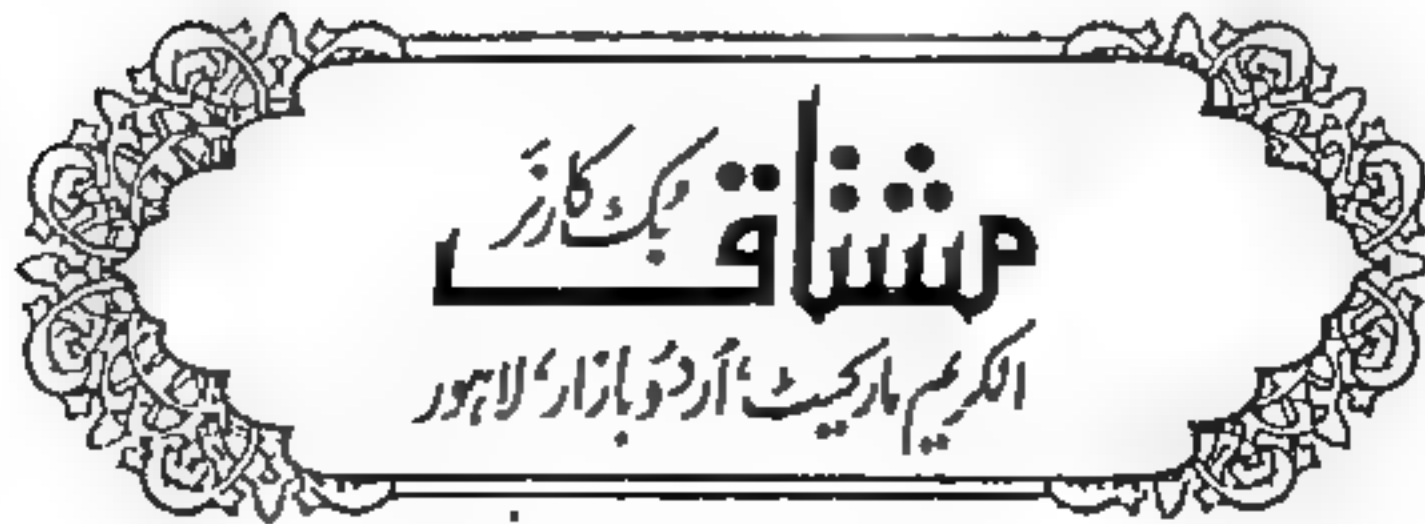
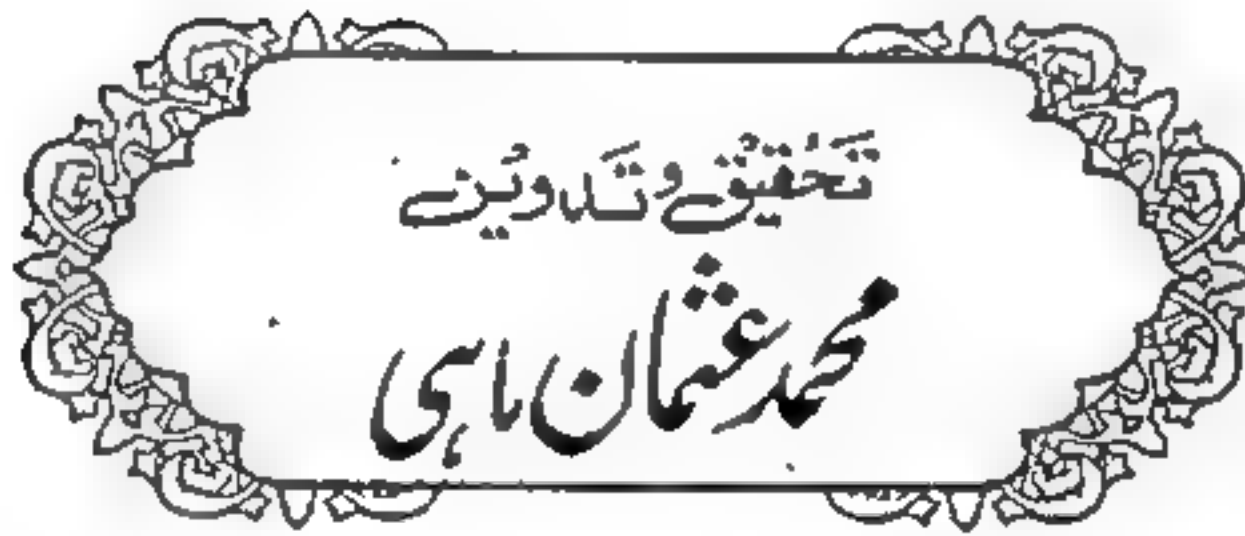
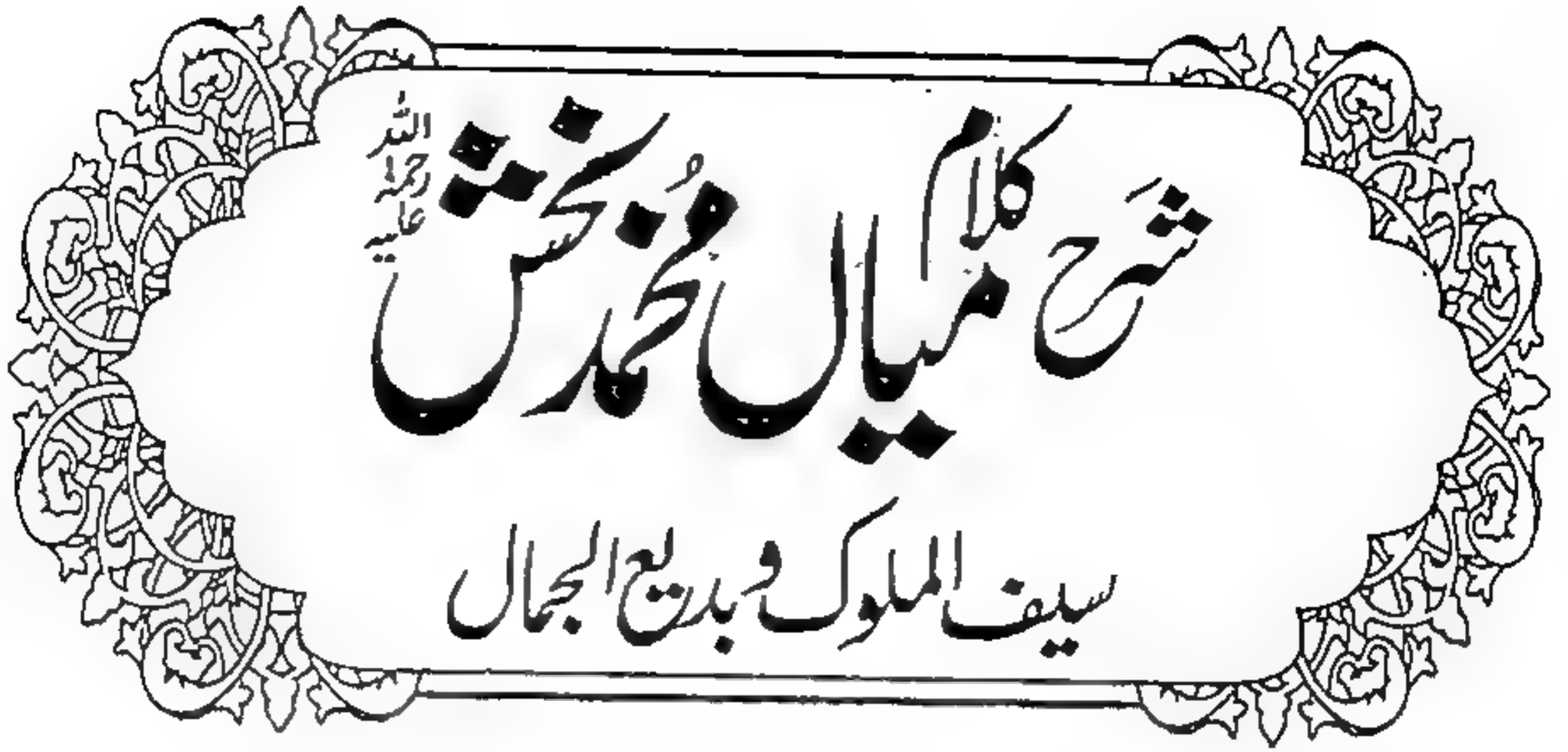
- ☆ الہدیۃ السنیۃ
- ☆ ہری چند اختر کے اشعار

(۱۱)

- ☆ یارانِ مصطفیٰ مع وارثان خلافت راشدہ از غلام حسن قادری
- ☆ میکروزی از مولوی اسماعیل دہلوی
- ☆ الیواقیت والجواہر از امام عبدالوہاب شعرانی
- ☆ یاجیبی مرحبا از عبدالستار نیازی فیصل آبادی

رسائل، جرائد و اخبارات

1	ہادی، دیوبند	13...	دیوبند
2	چٹان، لاہور	14	الحیب
3	شہاب، لاہور	15	صوفی، لاہور
4	المیزان، بمبئی	16	ندائے حق
5	الرشید، لاہور	17	الندوہ
6	سالک، راولپنڈی	18	رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ
7	لولاک، فیصل آباد	19	روزنامہ مشرق
8	القول السدید، لاہور	20	خلافت
9	رسالہ امجدیہ	21	روزنامہ جنگ، راولپنڈی
10	جام نور، انڈیا	22	روزنامہ نوائے وقت، لاہور
11	معارف، رضا، کراچی	23	اخبار ہند، میرٹھ
12	مجموعہ نئی دہلی	24	اخبار اہل حدیث، امرتسر



قیمت: 600/-

پنجابی ادب کا دل موہ لینے والا انمول شاہکار

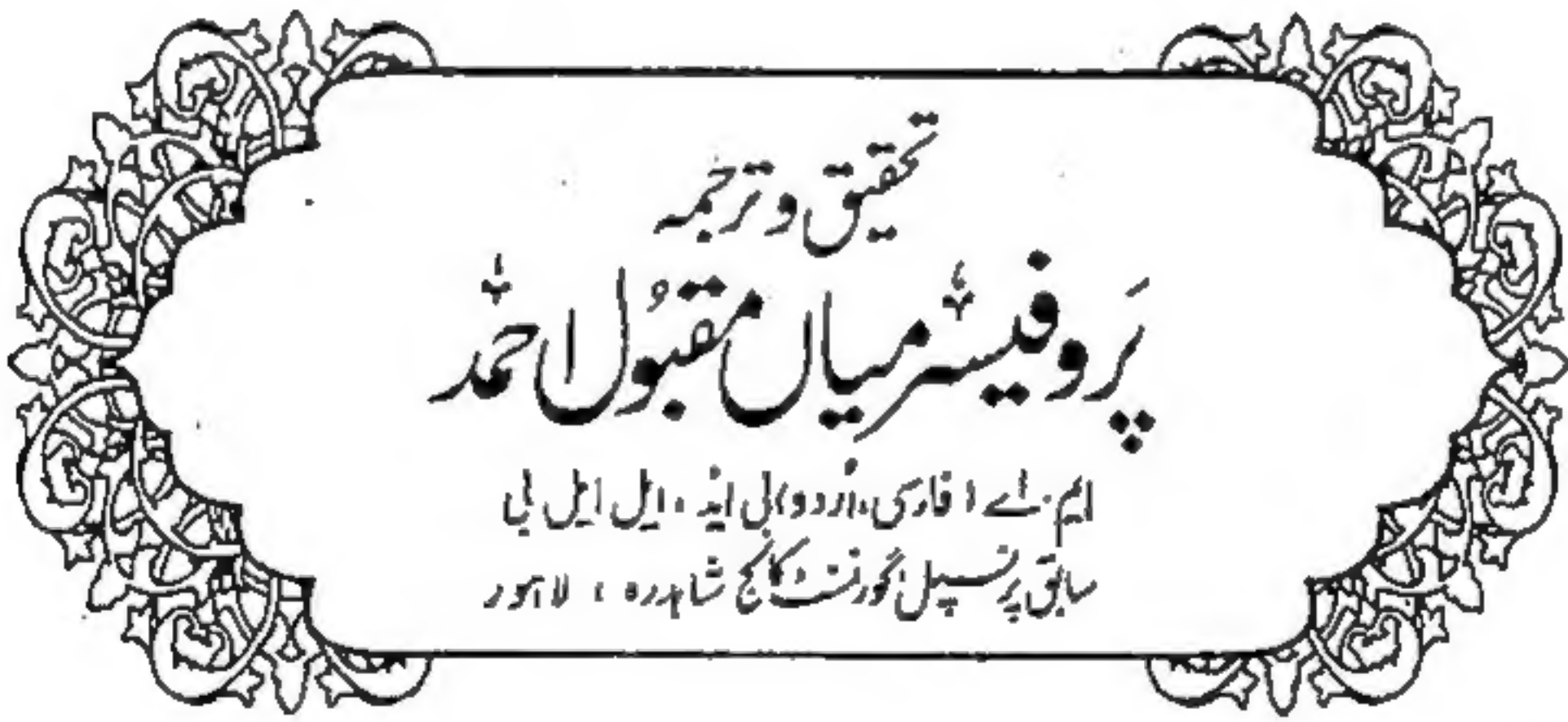
شرح کلا وارث شاہ
رحمۃ اللہ علیہ
ہدیر رانجہا

ترجمہ و تشریح: یوسف مثالی

مشفق پبلشرز

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

قیمت: 600/-

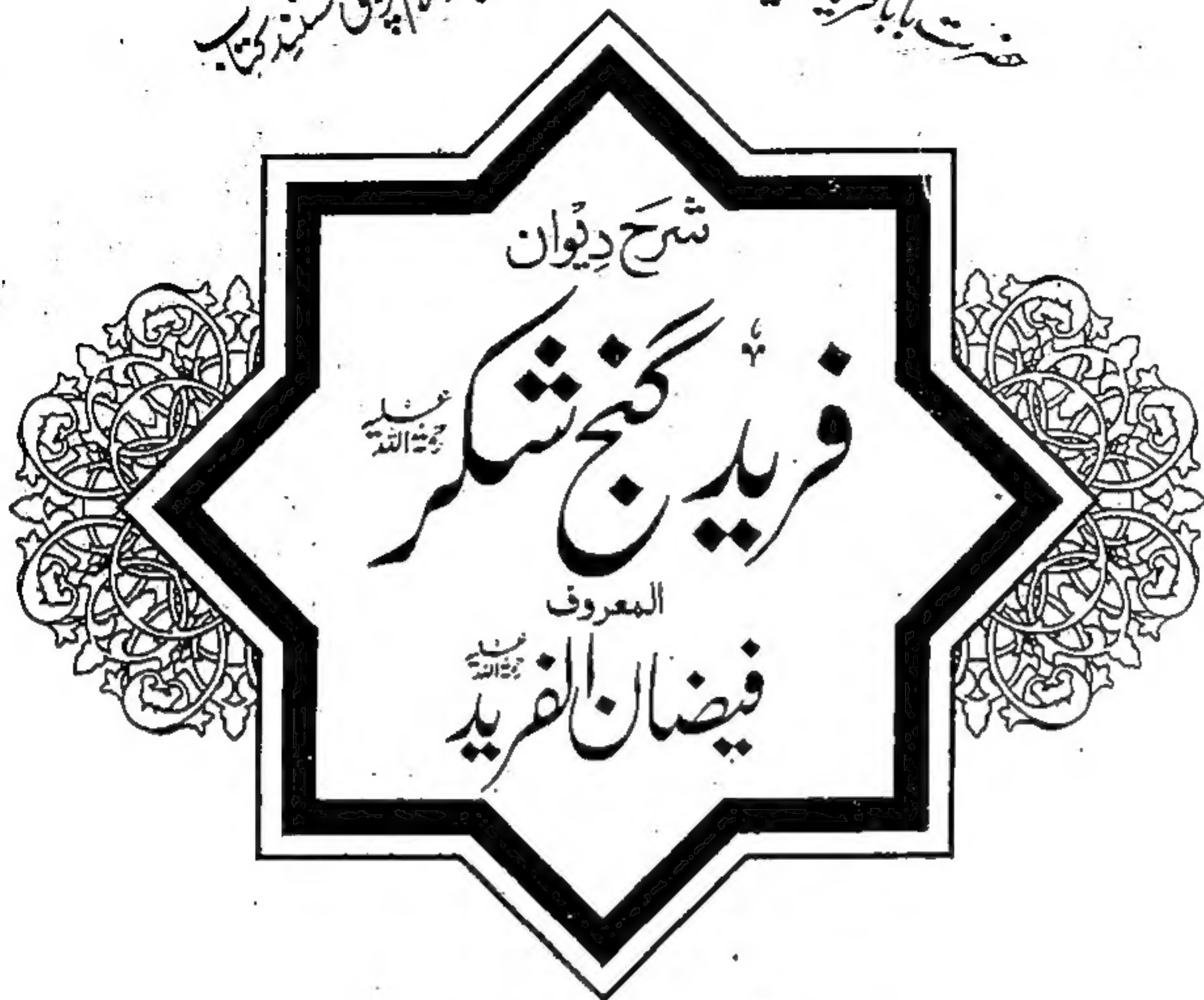


صفحات: 1140

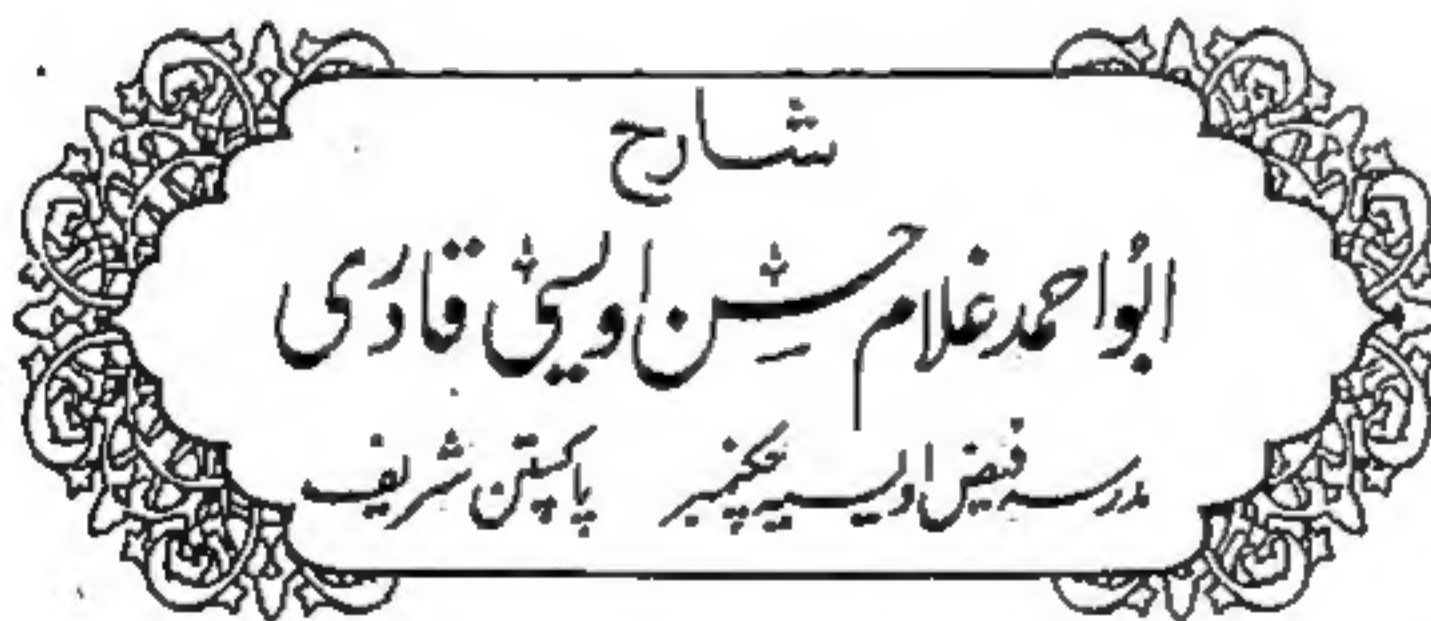
قیمت: 600/-



حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ السلام کی حیات و کلام پر مبنی مستند کتاب



بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ السلام



صفحات: 1100

قیمت: 600/-



